اوم

رامائن والمیکی

بزبان اُردو

لب پہ اوم اوم بھی ہے اور تک سیتا رام بھی ، جان کی خیر بھی ہے صورتِ آرام بھی ہے
رام کے ذکرِ فضائل سے ہے کافور کدورت ، کام اعدا کا لو یہ بھی ہے مود بھی ہے کام بھی ہے
اُن نصائح سے جو مرقوم ہیں رامائن میں ، نیک انسان کا ہے آغاز بھی ہے انجام بھی ہے
تم نہیں تو نے کئی بار لکھے رام چرتر ، اے اُفق جن سے ترا شہرہ بھی ہے نام بھی ہے

اب دکھا نثر میں اعجاز بیانی اپنی
مشغلہ بھی ہے - علاجِ غم و آلام بھی ہے

یہاں سے خامۂ رنگین سخن پرواز ہوتا ہے
نمایاں فکرِ افسوں ساز کا اعجاز ہوتا ہے

گلچینانِ گلبنِ معانی! نخلبندانِ گلشنِ نکتہ دانی! آپ نے گلزارِ کائنات کی سیر اور چمنستانِ معلومات کی گلگشت میں بوستانِ قدرت خیابانِ قدرت کے لاکھوں نخل ثمردار شجر پُر بہار دیکھے ہونگے اور اُن کے پتے پتے بوٹے بوٹے کے نقش و نگار سے آنکھیں ہری کی ہونگی - ان دو روزہ بہارِ عارضی کے سبزہ زار کی فضا نظر فریبی اور دلفریبی کے واسطے نگارخانۂ ارژنگ سے کم نہیں پتا پتا آنکھیں ہری اور طبیعت گلزار کرنے میں یہ خوب لکھتا ہے سرو آزاد ہے یا شمشاد

ادھر صورت نظر آئی کہ سرو قدانِ سمن فام و شمشاد قامتانِ گل اندام کی تصویر آنکھوں میں گھر کر گئی۔ سمن ہے یا نسترن۔ مہک مہک کر گل عذار و رخسار کی خوشبو دماغ میں بھر گئی۔ سنبل نے گیسوئے مشکیں و زلفِ عنبریں کا نظارہ دکھا کر دل کو دام محویت میں گرفتار کیا۔ نرگس نے مردمِ دیدہ کو چشمِ سرگیں سے دوچار کیا۔ سوسن نے غنچہ دہنوں کے لب گلگوں کی یادداشت دکھا دی۔ اناروں نے غنچہ لبوں کی کھلی ہوئی تبسمی کی یاد دلا دی۔ دل تو دل ایک نگاہِ غلط انداز بھی خوشے خوشے پہ شیفتہ ہو جاتی ہے۔ نگاہ تو نگاہ کلی کلی اُچٹی ہوئی طبیعت کو بھی اپنا فریفتہ بناتی ہے۔ مگر یہ نظارہ کیا ہے۔ چار دن کی چاندنی۔ یہ تفریح کیا ہے دو روزہ بہار کا ایک طلسم۔ پریوں کے چھلاوے کو ثبات ہے۔ اس کو ذرا بھی قیام نہیں۔ شرر کو ذرا بقائے حیات ہے۔ مگر اس میں لطفِ زندگی کا نام نہیں۔

ناظرین با تمکین! آپ باغ مخلوقات کی خوب سیر کر چکے گلشن کائنات کی گلگشت سے جی بھر چکے۔ کبھی پھولوں سے دماغ تر کیا۔ کبھی غنچوں سے مشامِ جان معطر کیا۔ آئیے ہم آپ کو اُس باغ کی ہوا کھلائیں جس کی نسیم سحری کے جھونکے کا مزہ لینے کو چشم باطن کی پتلیاں ہوا خوری کے لئے رات دن اس روش پر سرگرم رفتار ہیں۔ ادھر دیکھئے ہم آپ کو نخل ہمیشہ بہار اور درخت برکش دکھائیں۔ جس سے بیکنٹھ کا کلپ برکش بھی شرمسار اور جس کی پتی پتی پر اندر کا پارجات برکش نثار ہے۔ وہ درخت آپ سمجھے کون ہے؟ اُسے رامائن کہتے ہیں۔ جس کی بہار ہی نرالی اور گلفشانی ہی انوکھی ہے۔ یہ چمنستار درخت جس بیج سے اُگ کر بار آور ہوا ہے اُس کا نام ہے برہما۔ اُس کے [illegible] گیا کے نام سے موسوم ہیں۔ اس کی شاخوں کو سات کانڈ کہتے ہیں۔ اس کے ہرے بھرے پتے ۲۴ ہزار شلوک ہیں۔ پانچ سو سرگ نرم نرم کونپلوں کی بہار دکھاتے ہیں۔ اس کے سیراب و شاداب کرنے والے وہ رشی منی ہیں جن کا خطاب ہے۔ نخلبندِ گلشن ریاضت و عبادت باغبانِ چمنستان کشف و کرامات۔ اس کے پھلوں کا کیا پوچھنا۔ ارتھ۔ دھرم۔ کام۔ موکش۔ چاروں کے چاروں پھل اس کے ثمر خوشگوار ہیں۔ اس نخل پُر بار

کے پتے پتے بوٹے بوٹے باغ قدرت کی بہاریں ہیں۔ گنگا جی کا پرواہ واہ وا ہمالیہ سے دھڑ دھڑ کرتی ہوئی دھارا بھی لہریں لیتی اور موجیں مارتی سمندر میں جا ملی۔ رامائن بھی بھاگیرتی کا سا پرواہ ہے۔ رامچندر جی کے ذکر گنگا ہیں۔ والمیک جی کی طبع مواج سرچشمہ۔ یہیں سے وہ دریائے معرفت و بحر حقیقت سانپ کی طرح لہراتا۔ دھوپ چاندنی میں چمک دکھاتا اس قلزم ناپیدا کنار سے جمل ہو جاتا ہے جیسے مغفرت کئے تو زیبا۔ گنگا جی کی لہر کا کیا کہنا چیز پاک ہو یا ناپاک۔ خس ہو یا خاشاک۔ گل ہو یا خار۔ خاک اکسیر ہو یا غبار۔ سب کو ایک ہی حالت میں بہا کر سمندر میں ملا دیتی ہے۔ رامائن کی بھی بجنسہ وہی حالت ہے۔ جاہل ہو یا عاقل۔ تونگر ہو یا بے زر۔ یتیم ہو یا معصوم۔ خوش ہو یا مغموم۔ تر دامن ہو یا پاک دامن۔ زر بہ دامن ہو یا چاک دامن۔ رنجیدہ ہو یا سنجیدہ۔ آفت رسیدہ ہو یا سرد و گرم زمانہ دیدہ۔ قاری ہو یا سامع۔ قانع ہو یا طامع۔ سب کو یکساں طور پر نجات دلاتی ہے۔ جن انتریامی ترلوک کے سوامی کا وید نے پتا دیا ہے۔ انہوں نے راجہ دسرتھ کے یہاں اوتار لیا ہے۔ کوشلیا کے فرزند کہلائے۔ رامچندر کہلائے۔ والمیک جی نے بھی قالب عنصری کو زینت پیکر خاکی کو عزت دی۔ رامائن کے نفس ناطقہ کا کام کیا۔ زمانے میں نام کیا۔ ایشور کے اتہاس پرمیشور کے راس بلاس سننے کا طریقہ یہ ہے کہ جب رامائن شروع ہو آفتاب عقیدت طلوع ہو۔ سامعین سچے دل اور پورے پریم کے ساتھ دسرتھ کے چاروں راج دلاروں کی یاد کریں۔ رام لکشمن۔ بھرت۔ سترگھن کو گتا نہاد سے دل شاد کریں۔ پھر والمیک جی کو نمسکار واجب ہے۔ صدق عقیدت کا اظہار مناسب ہے۔ جس رامائن روپی درخت کا ہم ذکر کر آئے ہیں جس کے برگ و بار دکھائے ہیں اس پر والمیک جی طوطی طبع ارجمند شکر شکن اور بلبل فکر بلند چہچہ زن ہے۔ رامائن دلوں پر موہنی ڈالنے میں اپنی آپ نظیر ہے۔ لفظ لفظ دلپذیر ہے۔ رام چیز زدہ بیابان ہیں۔ والمیک جی اس کے شیر نیستان ہیں۔ رامائن کی برکتیں خاص طور پر اثر کرتی ہیں۔ ناپاک روحیں بھی تیرتی ہیں۔ گو اس میں امرت کا چشمہ لہریں لیا کرتا ہے مگر والمیک جی کا دل نہیں بھرتا۔ جو پون کمار

سمندر ہمت پر سوار پل مارتے سمندر کے پار ہو گئے۔ سیتا جی کی فکر دور کی طبیعت مسرور کی۔ اُن کو نمسکار۔ اُن کی عظمت و بزرگی کا اقرار جس وقت مہابیر جی نے سمندر عبور کیا۔ سیتا جی کا غم دور کیا۔ یہ صدا آتی تھی۔ زبان یوں گوہر سنجی فرماتی تھی کہ۔

میں ناچیز بندر۔ نہ قسمت یاور نہ طالع سکندر۔ سمندر پھاند جاؤں۔ آندھی کے جھونکوں کو شرماؤں۔ یہ میرا کام نہیں۔ اس میں بہادری کا نام نہیں۔ جو کچھ ہے رامچندر جی کی مایا ہے۔ جن کا اپنے سر پر سایہ ہے۔ جب سیتا جی کے پاس پہنچ گئے۔ حواس گئے۔ دیکھا کہ مہارانی اُداس ہیں۔ محو یاس ہیں۔ دل ناشاد ہے رگھوناتھ جی کی یاد ہے۔ رویاں رویاں رام رام رٹ رہا ہے۔ وقت اسی شغل میں کٹ رہا ہے۔ تاب نہ آئی۔ تیوری چڑھائی۔ دل بھر آیا۔ آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ آگ ہو کر دل کا بخار نکالا۔ لنکا کو جلا ڈالا۔ ہنومان جی فرماتے ہیں زبان سے پھول برساتے ہیں کہ جس طرح سیتا جی یاد فرماتی ہیں۔ تصور میں دھیان لگاتی ہیں۔ اسی طرح انسان ضعیف النسیان بھی یاد کرے تو دل عقیدت منزل کو شاد کرے۔ سب بلائیں ٹل جائیں۔ لنکا کی طرح کام کرودھ لوبھ موہ جل جائیں ہنومان جی نے نفس امارہ کو مار کر دشمنوں کو دبایا ہے۔ مردانگی میں نام پایا ہے جو شخص اپنی اندری کو مارے۔ دشمنوں کو ہنومان جی کی طرح تلوار کے گھاٹ اُتارے۔ اندریوں سے بڑھ کر نہ کوئی شہزور ہے نہ قوی دست۔ ان کے آگے شمشیر زباں کچھ چیز ہے نہ فیل مست۔ مگر ان پر جو ور ہوا۔ زیر سے زبر ہوا سمجھ لیجئے کہ غنچہ مراد کھل گیا۔ رامچندر جی کی ذات والا صفات سے مل گیا۔ شاستر کہتے ہیں کہ ست اور است کی چھان بین کرو۔ تو اپنے آپ کو رامچندر جی میں لین کرو۔ ہنومان جی کو بندر سمجھنا بالکل بے اصول ہے سمجھ کی بھول ہے یہ ہمہ صفت موصوف ہیں عقل و فہم میں مشہور و معروف ہیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ بندر ہونے پر ہنومان کا مرتبہ کیوں بالا ہوا درجہ اعلےٰ ہوا اس پر حیرانی فضول۔ تعجب بے اصول ہے۔ بجرنگ بلی کو رامچندر جی کی اٹل بھگتی نے سب کا سرتاج بنایا۔ سب ایشور کے بھگتوں سے بڑھایا۔ وکرم بلی کل شاستروں کے عالم باعمل ہیں۔ اس وجہ سے بھی سب سے افضل ہیں۔ جو نہ شاستروں سے واقف نہ رامچندر جی کی بھگتی سے آگاہ وہ رو سیاہ ہے۔ ان پر سے

چار پائے بر و کتابے چند

کی مثل صادق آتی ہے۔ وہ وہ خر ناشخص ہے جس کو نعمتوں کے عوض غلاظت
ہی بھاتی ہے۔ ویدوں کی واقفیت نے مہابیر جی کا مرتبہ تو بلند ہی کیا ہے شاستروں
کی علمیت نے ارجمند ہی کیا ہے۔ مگر نہیں بھگتی نے سونا اور سوگندھ کی کہاوت سچ
کر دکھائی ہے۔ منزلت دیوتاؤں سے بھی بڑھائی ہے جس کے دل پر رامچندر جی
کے پریم نے اثر کیا ہے۔ بھگتی نے قالب میں گھر کیا ہے۔ وہی افضل الکائنات
ہے۔ وہی مجمع الصفات ہے ⁂

گو مہابیر جی پون کے نورِ نظر ہیں کیسری کے لختِ جگر ہیں۔ انجنی کے ضوء البصر
ہیں۔ اور کہنے کو بانر ہیں۔ تاہم بانر سمجھنا بے معنی ہے۔ ایسا خیال لایعنی ہے
بانر کا مطلب ہی اور ہے۔ یہاں قابلِ غور ہے۔ ان کو پرمیشور کا پارکھد ماننا چاہئے
ایشور کا سروپ جاننا چاہئے۔ رامچندر کلیان سروپ ہیں۔ ان کے چرتر انوپ
ہیں۔ جس طرح چندرماہ دامنِ کوہ سے طلوع ہو کر پر نور ہوتا ہے۔ اُسی طرح
کائنات کی نجات کے لئے رامچندر کا ظہور ہوتا ہے۔ جب اوتار لیتے ہیں۔
گاؤ زمین کا بوجھ اُتار دیتے ہیں۔ رامچندر نراکار ہیں۔ نروکار ہیں۔ رگھوبنس کے
آفتاب عالمتاب۔ چار پدارتھ دینے والے اور واقعی مسبب الاسباب ہیں
سورج بنس کے چندرماں ہیں۔ کوشلیا کے راحتِ جان۔ کوشلیا سے بھگتی
بھی مراد ہے۔ اسی پر عالمانِ زمانہ کا صاد ہے۔ رام کے نام میں بھی تاویل۔
فاضلانِ یگانہ کی دلیل ہے کہ رامچندر ہمہ از وست ہیں ہمہ اوست ہیں گل و
بلبل۔ سرو و سنبل۔ سیارہ و اختر۔ معدن و گوہر۔ دشمن و دوست۔ رگ و پوست
سب میں موجود ہیں۔ مختارِ ہست و بود ہیں۔ پتے پتے میں ظہور۔ ذرّے ذرّے
میں نور۔ عیاں اور نہاں۔ گم اور عیاں۔ پوشیدہ اور ظاہر۔ ہُو الاول اور ہُو الآخر۔
راون کے مارنے والے رگھوبنسیوں کے سرتاج۔ دسرتھ کے جان و جگر۔ دسرتھ
پر مہربان ہوئے۔ کوشلیا کی گود ہی سے لال ہوئے۔ دسرتھ کو نقدِ آرزو سے مالا
مال کیا۔ قالبِ انسانی میں ظہور فرما کر بھگتوں کو نہال کیا ⁂

والمیک جی کا استھان ہے عبادت و ریاضت کا سامان ہے رشی جو ندا

ہیں تو دیکھا کہ نارد جی آتے ہیں۔ اٹھ کر استقبال کیا۔ بٹھلا کر سوال کیا کہ۔
مُنی مہاراج! اس زمانے میں بہمہ صفت موصوف کون ہے۔ کل اوصاف
میں مشہور و معروف کون ہے جس کی ذات پر دھرم کو ناز ہے جو راستبازی میں
ممتاز ہو جس کے فضائل و خصائل بے نظیر ہوں جس کے سلوک و احسان
عالمگیر ہوں۔ راستی جس کا شعار ہو۔ جو مستقل مزاجی میں فرد روزگار ہو جس کے
کارنامہ قدرت زمانے میں انتخاب ہوں جس کے کاروبار قدرت لاجواب ہوں
جو محافظ کائنات ہو۔ جو خبر گیر مخلوقات ہو۔ جسے جامۂ لیاقت وجامۂ طاقت
کہہ سکیں جس کے پرتو انوار سے آنکھوں کا نور بڑھے جس کے شربت دیدار سے
دل کا سرور بڑھے جس کی آتما پرماتما کا آئینہ ہو۔ جس کا قلب روشن ضمیری کا
گنجینہ ہو جس نے دیو تکبر کو پچھاڑا نخل غرور کو جڑ سے اکھاڑا جس کی نظر قہر سے
دیوتاؤں کا دل دہلتا ہو جس کی چشم غضب سے راکشسوں کا دم نکلتا ہو اگر
کوئی ہو تو بتائیے۔ زباں گوہر فشاں سے فرمائیے۔ مجھ کو اب تک کسی فرد واحد کا
پتہ نہیں۔ جو ان سب اوصاف میں فرد آفاق ہو۔ تمام خصائل میں طاق ہو
اس لئے عرض مدعا ہے۔ ادب سے التجا ہے کہ آپ ہی مہربانی فرمائیں دُرج
لب سے گوہر افشانی فرمائیں۔ آپ جہانیاں جہانگرد ہیں۔ معلومات عالم میں فرد
ہیں۔ آپ سے زیادہ کوئی واقف کار نہیں۔ آپ کی طرح حالات زمانہ سے خبردار
نہیں۔ پس گزارش منظور ہو۔ عنایت ضرور ہو
نارد جی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ الفاظ میں تصویر کھینچ کر صورت ہی دکھاتا ہوں
اکشواکو کی نسل میں رامچندر ہیں۔ فضائل و خصائل میں سب سے سربلند ہیں نخل بند
گلشن ایجاد۔ دام نفس سے آزاد۔ دھرم کرم میں آپ ہی اپنی مثال۔ کمال بخش
اہل کمال عقل و ادراک میں لاجواب۔ شرمندہ ساز آفتاب۔ واضع قوانین قدرت
موجد آئین قدرت لکشمی قبضۂ اقتدار میں۔ بقا و فنا اختیار میں۔ غفار بھی
قہار بھی۔ رحیم بھی۔ کریم بھی۔ عادل بھی۔ دریا دل بھی۔ صبر و تحمل سے ہر
وقت کام۔ بردباری میں نام۔ ڈیل ڈول درست۔ بدن چست۔ قوت
بازو کوہ شکن۔ بازو سے طاقت پیل افگن۔ پیشانی سرچشمۂ نور جبین سے

تجلی قدرت کا ظہور۔ متوسط اندام۔ بدن گھنشام۔ طرز و انداز تہذیب کا نمونہ۔ یکسر خوبی میں عارض کا نور موفور خورشید سے دونا۔ سانولے چہرے میں بجلی کی چمک۔ بدن کے نیلگوں رنگ میں کندن کی سی دمک۔ آنکھیں نشۂ حسن میں چور۔ معمور نور رُخ پر جلال خورشید۔ تلک سپر تو ناہید۔ لکشمی وابستۂ قدم اوصاف میں وحید عالم۔ دھرم نام پر قربان۔ بندگان خلاق کے محافظ و نگہبان۔ خیال تیھر کی لکیر۔ قیاس بمنزلۂ نوشتۂ تقدیر۔ پاکیزگی نفس لاثانی حسن خیال بے عالم جوانی پتا کے سامنے دست بستہ۔ گرو کے قدموں پر کمر شکستہ۔ خیال واقف حال و استقبال اقتدار سرچشمۂ دولت لازوال۔ پرسرام کو نقطۂ مقابل تھے مگر چھتریوں کے قاتل تھے اسی سے سُرگ لوک کی راہ بند کی۔ کنج ریاضت کی گوشہ نشینی پسند کی کہ دیا کہ جنگل پر قناعت کرو۔ وہیں عبادت کرو۔ رامچندر جی نے جٹایو کو مکت دی اجودھیا باسیوں کو پرم دھام دیا۔ دشمنوں کے دشمن جانی ہیں۔ خاص و عام کے محافظ زندگانی ہیں۔ یہ آفتاب عالمتاب ہیں۔ ان کے ظہور نور سے غفلت کی راتیں کٹتی ہیں۔ نیندیں اُچٹتی ہیں۔ بارش رحمت سے زحمت دور ہوتی ہے پتی پتی مسرور ہوتی ہے۔ جب رامچندر جی کا راج تھا۔ نہ کوئی مفلس نہ محتاج تھا چاروں ورن مذہب کے پابند تھے۔ دھرم کرم کی پیروی سے آنند تھے راجہ رامچندر دھرم کرم میں معروف۔ دھرم کی حفاظت میں مصروف تھے۔ راجہ کو مناسب ہے فرمانروا کو واجب ہے کہ رامچندر کی پیروی کرے۔ ہمت قوی کرے۔ جگیہ کو فرض منصبی جانتے۔ وید پران کو نوشتۂ راہ نجات سمجھتے۔ بدمعاشوں کو سزا دے۔ نیک چلنوں کو جزا دے۔ بیکسوں کی حفاظت کرے میں رامچندر کا نظیر نہیں۔ رگھوناتھ ایسا غریبوں کا دستگیر نہیں ٭

ایک وقت دُرباسا رکھشی نے راجہ امبریک کو شاپ دے دیا۔ پرمیشور کے سُدرشن چکر نے پیچھا کیا۔ دُرباسا رشی بھاگے۔ [illegible] آگے آگے۔ آخر رامچندر جی نے سُدرشن چکر پر آنکھ نکالی۔ دُرباسا کی جان بچا لی۔ ہر بار دکی مدد کی۔ ہر بار کی۔ رامچندر دولت کا اِن سے مستغنی ہیں۔ حلم تحمل کے پتلے فیاض تھا شر

مٹھ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ٭

نگارستانِ مخلوقات۔ صورت گر مرقع موجودات۔ سخن فہمی میں لاثانی۔ گرہ کشائے
عقدۂ معانی۔ تیر انداز۔ واقفِ راز۔ مایا اور بھرم کے حقیقت شناس۔ قابل شکرِ
سپاس۔ جوگ شاستر کے عالم متبحر۔ کرم کانڈ سے باخبر۔ قصہ مختصر۔ کون شاستر ہے
جو سری رامچندر نہیں جانتے۔ سب انہیں ہمہ دان مانتے ہیں۔ سمرتیاں یوح
یادداشت پر مرقوم ہیں۔ سب کتب علوم انہیں معلوم ہیں۔ مآل اندیشی و نکتہ بینی
خیال کا جوہر ہے اور معاملہ فہمی و دقیقہ رسی معدن کمال کا گوہر۔ چونکہ رامچندر پر اُپکاری
اور صاحب تمیز ہیں۔ لہذا تینوں لوکوں میں ہر دلعزیز ہیں۔ پر اُپکار میں بے مثال
سادھوؤں کی چال ڈھال۔ اُپکار کرنے میں ذاتی غرض کا خیال نہیں۔ نیکیوں
کا عوض نظر میں کچھ مال نہیں۔ ظاہر و باطن کا حال جانتے۔ رگ رگ و نس
نس پہچانتے ہیں اور دیوتاؤں کی پرستش کے اصول اور اوقات ہیں۔ رامچندر
جی ہر موقع پر واقف حال جانتے ہیں۔ جب چاہو پوجن کرو۔ اعتقاد کہتا ہے ہر وقت
معدن عبادت سے گوہر مقصود نکلتا ہے۔ جس طرح قلزم زخار سے مل جاتے
ہیں۔ اسی طرح رامچندر کے بھگت بھی ذات سرچشمۂ انوار سے مل جاتے ہیں
رامچندر ما ایک موجودات ہیں۔ معبود کائنات ہیں۔ برہمن کا اچھا چال چلن
نہیں۔ تو وہ برہمن نہیں۔ ویش یا شودر بھگتی کرنے والا ہے تو وہی ایشور
کا پیارا اور ذات و صفات میں سب سے اعلیٰ ہے۔ بھگتی ذات و صفات کا فرق
نہیں جانتی۔ صرف دل کے پریم کو پہچانتی ہے۔ رامچندر دشمن و دوست دونو
کو تارتے ہیں۔ نیک و بد کو بھوسا گر سے پار اتارتے ہیں۔ گھٹ گھٹ باسی ہیں
اوداسی ہیں۔ ہر حال میں ایک رنگ رہتا ہے۔ ہر رنگ میں ایک ڈھنگ
رہتا ہے۔ جان کی طرح بدن میں۔ بوئے گل کی طرح چمن میں بسا ہیں۔

مائیہ اوصاف حمیدہ سرمایۂ خصائل پسندیدہ۔ کوشلیا کے روح رواں
راحت و آرام جاں۔ ظرف جہر نا پیدا کنار کا سا۔ شرف خورشید پر انوار کا سا۔ خود
کا جلال چہرے پر نثار۔ بدر کے کمال پر تو انوار شرد پونو[1] کے چاند کی طرح نظارہ

[1] شرد پونو کا چاند کنوار کی پورنماشی کو ہوتا ہے۔ اس دن چند ماں کی روشنی امرت کے مقابل مانی گئی ہے۔ ہندو اس شب کو تہوار مناتے ہیں اور اغذیہ لطیفہ و شیریں

جمال دکھانے والے۔ دیدۂ دل کی روشنی بڑھانے والے۔ نارد جی فرماتے ہیں
لسانِ سحر بیان سے اعجاز دکھاتے ہیں۔ کہ رامچندر کے برابر کوئی اوتار نہیں ہوا
اس صورت و شکل میں ترا کار ساکار نہیں ہوا۔ رامچندر کا شعلۂ غضب جنگ
میں آتشِ شعلہ خیز ہے۔ نائرۂ غیظ برق کی طرح شرر انگیز ہے بُردباری میں
زمین میں کوہِ تمکین ہیں۔ دستِ خیر ابرِ دریا بار۔ کبیر کا خزانہ اور تے اشار سمندر ہیچ
تو اُلیچ پائے مگر کوئی رامچندر جی کے چشمِ فیض کی تھاہ نہ پائے رامچندر جی کے
جاہ جلال کی کیا تعریف ہو۔ تائیدِ اقبال کی کیا توصیف ہو۔ جتنے کہ بسوامتر اُن کی
طلبی کے لئے خود آئے۔ اپنے کام آئے۔ پرسرام جی بہادری میں کیسے مشہور تھے
نور دیا۔ اور کس قدر مغرور تھے۔ چھتریوں کو حلال کیا۔ خون سے پر سالال کیا۔
رامچندر جی نے ساری ہیکڑی ہی گرد بُرد کر دی۔ آتشِ غرور سرد کر دی۔ رامچندر راجہ
دسرتھ کے نگین تاج اور اپنے بھائیوں کے سرتاج ہیں۔ فضائل میں سب سے
بالاتر۔ خصائل میں اعلےٰ تر۔ راجہ دسرتھ کے عزیز جان۔ عزیز جان ہی نہیں بلکہ
روحِ رواں۔ رامچندر رعایا کی پشت و پناہ تھے۔ بندگانِ خلائق کے بہی خواہ
تھے۔ پرائے دکھ سے کراہتے تھے۔ بیگانے و یگانے کی بہتری چاہتے تھے۔ اسی
سے دسرتھ نے تجویز کی کہ راج دوں۔ تخت و تاج دوں۔ لوگ بھی رامچندر کو سراہتے
تھے۔ عالم کا سایۂ دامنِ دولت چاہتے تھے مگر

ان ہونی کے ہون کو تاکت ہیں سب کو
ان ہونی ہونی نہیں جو ہونی ہو سو ہو
میرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور
داس ملوکا یوں کہے کہ جھوٹی من کی دَور
غور سے فکر سے تدبیر سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

ایک مرتبہ راجہ دسرتھ سرگرمِ کارزار تھے۔ ادھر دیت اُدھر بہادرانِ خنجر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۔ چاند کی روشنی میں رات بھر رکھ کر دوسرے روز ان چیزوں کو بطور
ادویۂ مقوی بصر کھاتے ہیں ؎

نبرد تھے۔ جدال و قتال کا بازار گرم تھا۔ ادھر کوئی موم نہ تھا نہ اُدھر کوئی تو نرم تھا۔ سلاح جنگ کی مار تھی۔ تیر و تفنگ کی بوچھاڑ تھی۔ دفعتہً رتھ کے پہیئے ٹوٹ گئے۔ بہادران دسرتھ کے جی چھوٹ گئے۔ رتھ گرنے لگا۔ قیامت کا سماں آنکھوں میں پھرنے لگا کیکئی ہمراہ تھی ہمراہ نہیں بلکہ پیش نگاہ تھی منتر پڑھنا آغاز کیا۔ صدقِ عقیدت نے اعجاز کیا پہیئے چکر کھانے لگے۔ راجہ دسرتھ پھر تیر برسانے لگے۔ دیت خون میں شرابور۔ آب شمشیر میں غوطہ خور ہوئے فتح نصیب اولیائے دولت ہوئی۔ ظفر بستہ فتراکِ عظمت و صولت ہوئی کوس فتح نے آوازہ نصرت بلند کیا۔ نوید ظفر نے دلاوران کشورستان کو خورسند کیا۔ راجہ دسرتھ نے کیکئی کی قدردانی کی پہلے سے زیادہ نظر مہربانی کی۔ فرمایا جو مانگو صلہ دوں جس چیز کی جس سے طلب ہو دلا دوں۔ کیکئی بولی دو بردان دیجئے۔ ماتھو مائیے زبان دیجئے۔ جب دل میں آئیگا قول پورے کراؤنگی۔ جب موقع ملیگا یاد دلاؤنگی۔ دسرتھ نے کہا قول جان کے ساتھ ہے۔ مگر سبیل ایفائے وعدہ تمہارے ہاتھ ہے جب یاد دلاؤگی۔ نقدِ مراد پاؤگی۔ میں وعدہ ٹالوں تو گنہگار۔ حرف نفی زبان سے نکالوں تو شرمندہ روزگار۔ اُس وقت تو بات وہیں کی وہیں رہ گئی۔ ایک ہوا سی بہ گئی۔ ما جب رامچندر کے راج کی بات چلی تب کیکئی کی دال گلی۔ دسرتھ سے کہا حضرت سلامت وعدہ وفائی ہو۔ عہد پیمائی ہو۔ دو قول آپ ہارے ہیں دم داعیہ سے ہاتھ پر ہاتھ مارے ہیں۔ بس وعدہ وعید پورے کیجئے مجھے نقدِ مراد دیجئے رام بن کی ہوا کھائیں۔ بھرت تاج و تخت پائیں۔ راجہ دسرتھ

دو زبانیں نہیں رکھتے تھے قلم کی صورت

قول مرداں جان دارد پر عمل تھا۔ جو منہ سے کہدیا اٹل تھا۔ چھاتی پر پتھر رکھا مگر عہد شکنی سے عذر رکھا۔ رامچندر کو بن باس دینے پر رضامند ہوگئے۔ قول کے پابند ہوگئے۔ جان دے دی مگر اُف نہ کی۔ رامچندر باپ کے فرمانبردار تھے۔ سوتیلی ماں کے بھی اطاعت گزار تھے۔ باپ کی بات پر بٹا پڑنے نہ دی کیکئی کی بات بگڑنے نہ دی۔ تائید قول و اقرار کی۔ چھتر انور دیچ اختیار کی لچھمن جی بھائی تھے۔ بازو کا زور۔ کلیجے کی توانائی تھے۔ اُنہوں نے

بھی جنگل کی راہ لی۔ برادرانہ محبت نباہ لی۔ شمترا دسرتھ کی مالک جان۔ لکشمن کی ماں بڑی خوشی سے بولی۔ بڑی مردانگی سے زبان کھولی۔ روح بدن پیارے لکشمن میں دھنیہ ہوں۔ پرسن ہوں۔ لخت جگر نور نظر کمر کسو۔ رام کے ساتھ بن میں بسو۔ تمہیں ماتا پتا کا رنج کیا۔ جب رام جانکی ساتھ ہیں تو کشش و پیچ کیا۔ وطن کوئی چیز نہیں چمن کوئی چیز نہیں۔ جہاں سرو سمن۔ وہی چمن۔ جہاں رام جلوہ افگن ہیں۔ وہی وطن ہے۔ وہ اجودھیا کیا جہاں رام نہیں۔ وہ گھر ویرانہ ہے جہاں چراغ شام نہیں۔ اجودھیا وہی ہے جہاں رامچندر کا قیام ہے۔ رات وہی ہے جس میں تنویر ماہ تمام ہے رام کی سچے دل سے خدمت کرنا۔ طاعت و اطاعت کرنا۔ لکشمن لائق بھائی تھے۔ صاحب دانائی تھے۔ رام کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ صحرائے پُرخار کی راہ لی۔ چھوٹے بھائی کا دھرم نباہا۔ وہی کیا جو شمترا نے چاہا۔ چھوٹا بھائی وہی ہے جو بڑے بھائی کو باپ کے برابر مانے۔ سایہ سر اور سپر جانے ✣

جانکی جی رامچندر کی پران پیاری ہیں اور واجب التعظیم عالی خاندان راجہ جنک کی راج کماری۔ جنک بانی کائنات کا نام ہے پھر اُن کے فضائل میں کس کو کلام ہے۔ جانکی جی ایشور سے وصل ہیں۔ بلکہ کارساز عالم کی نقل کا لاحاصل ہیں۔ دوئی کا نام و نشان نہیں۔ یکتائی میں داخل گمان نہیں ✣

جانکی میں نہ ہے فرق اور نہ ہے رام میں فرق
ایک دونو ہیں فقط نام کو ہے نام میں فرق
ہیں دھواں رام جو شعلے کو زباں دیتا ہے
جانکی شعلہ ہیں لو جس سے دھواں دیتا ہے

رام سیتا فی نفسہ یکجان و دو قالب اور ہم مطلوب و طالب ہیں خالق کون و مکاں ہیں۔ مالک دو جہاں۔ برہمانڈ زیور قدرت کا نگینہ ہے۔ کرۂ نور فنا۔ چہرۂ قدرت کا آئینہ۔ عورات میں سری جانکی جی سب سے افضل اور اوصاف حمیدہ میں اکمل ہیں۔ ذیرو دیو) سکے ذرا ئع ظہور سے سری جانکی جی کے جلوہ مسعود میں فرق رہا۔ ان کے پیکر نور کو یکتائی میں دیکھنے انا المشرق نہ

پرتھوی سے یہ عالم شعود میں آئیں۔ نخل نودمیدہ کی طرح گلشن وجود میں آئیں۔
سائے کی طرح رامچندر کے ساتھ صحرا نوردی کی۔ نسیم شمیم کی طرح دشت گردی کی۔
رامچندر ماہ چاردہ تھے۔ یہ سُہا۔ وہ صبا تھے۔ یہ موج ضیا۔ شرنگ بیر پور میں
نکھادوں کی بستی دیکھی۔ گروہ قوم کی عقیدت پرستی دیکھی۔ کئی ندیاں پار ہوئے۔
بہار دراج سے دوچار ہوئے۔ چترکوٹ پر قدم رنجہ فرمایا۔ کوہسار کو غیرت گلزار
بنایا۔ وہیں استقامت گزیں ہوئے۔ گوشہ نشیں ہوئے۔ گو رامچندر بن میں تھے
مگر گویا چمن میں تھے جس طرح رشی لوگ ہرے بھرے جنگلوں میں نظارۂ قدرت
کا آنند اُٹھاتے ہیں۔ ذرا سی کٹی کو غیرت گلزار بناتے ہیں۔ اُسی طرح سری
رامچندر بھی محو گلگشت رہتے۔ مائل سیر دشت رہتے۔ قدم قدم پر بہار نثار ہوتی
تھی۔ ہوائے گلگشت کوہ و صحرا کو نسیم بہار ہوتی تھی۔ ادھر رامچندر نے
چترکوٹ پر قیام کیا۔ اُدھر راجہ دسرتھ نے قضیۂ زندگی تمام کیا۔ رام رام رٹتے
رٹتے دم توڑ دیا۔ جان و جگر کی جدائی میں چولا چھوڑ دیا۔ بھرت جی نے
شرادھ کرم سے فراغت پائی۔ تو ترک علائق کی دھن سمائی۔ بششٹ
جی نے بہت سمجھایا۔ بڑے بڑے رکھیشروں نے نشیب و فراز دکھایا
مگر بھرت جی نے تخت سلطنت پر لات ماری۔ شرط محبت نہ ہاری۔
دشت غربت میں پہنچے۔ رامچندر کی خدمت میں پہنچے۔ ادب سے
عرض مدعا کی منت و سماجت سے التجا کی۔ آپ سایۂ سر ہیں میرے
لئے سپر ہیں۔ دھرم آپ کی نظر میں چلتا ہے۔ نخل مراد فیض و توجہ سے پھولتا
پھلتا ہے جنگل کو چھوڑئیے صحرا نوردی سے منہ موڑئیے۔ اجودھیا سنسان
پڑی ہے۔ سلطنت ویران پڑی ہے۔ تخت و تاج لیجئے۔ راج کاج کیجئے۔ رام نے
مجبوری کا اظہار کیا۔ صاف انکار کیا۔ پاؤں کی کھڑاوں عطا فرما کر یوں گفتار ہوئے۔
زبان سے گوہر بار ہوئے۔ جن قدموں کی خاک وہ اعجاز کر گئی کہ اہلیا تر گئی۔ ان کی
کھڑاوں اورنگ حکومت کے لئے کافی ہیں۔ انہیں سے مفارقت کی تلافی ہے۔ تم
رنج و غم نہ کرو میری واپسی کا ذکر نہ کرو۔ اب گھر جاؤ۔ عاشۂ خلائق کو چہرۂ تشفی
دکھاؤ۔ بھرت کو رنج فرقت گوارا نہ تھا۔ مگر چارہ نہ تھا۔ وہ جبراً قہراً واپس

آئے۔ تاج و تخت سے ہاتھ اٹھائے۔ اجودھیا کے جنوب میں خرام کیا۔ نندی گرام میں قیام کیا۔ دُنیا سے مُنہ موڑا۔ اہل زمانہ سے تعلق توڑا۔ مشغول ریاضت ہوئے۔ مصروف عبادت ہوئے۔ اجودھیا کے لوگ نندی گرام میں آتے تھے۔ بھرت جی کے درشن کر جاتے تھے۔ اُن کو جگہ سے ہلنا قسم تھا۔ پائے استقلال دھرو کی طرح ثابت قدم تھا۔ ادھر بھرت جی کا یہ حال ہُوا۔ اُدھر آرنیہ بن میں رامچندر جی کا نزول مرکبا جلال ہُوا۔ برادہ راکشس دوچار ہُوا۔ تو تیر اجل کا شکار ہُوا۔ سربھنگ رشی نے مکتی کی دولت پائی۔ پرم دھام میں جائے سکونت پائی۔ سوتیکشن کو جلوہ نمائی سے ممتاز کیا۔ اگست مُنی کو رونق افروزی سے سرفراز کیا۔ اگست جی نے استقبال کیا۔ اندر دھنش[1] دیا۔ رامچندر جی نے نندک کھڑگ

[1] یہ اندر دھنش وہ دھنش نہیں جو راجہ اندر کا مشہور ہے۔ دراصل یہ سارنگ دھنش تھا۔ جن کو سری وشنو نے پرسرام جی کو دیا تھا۔ اور پرسرام جی نے نندک نام تلوار کے ساتھ سری رامچندر جی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ رامچندر جی نے سارنگ دھنش اور نندک کھڑگ دونو ہتھیاروں کو بہ نظر حقارت دریا میں پھینک دیا۔ یہ ہتھیار اس طور سے برن لوک میں پہنچے۔ برن جی نے اندر کو دئے اور کہا کہ یہ رامچندر جی کی امانت ہیں۔ جب رامچندر جی بن میں تشریف لائیں تو اُن کے حوالے کر دینا +

سارنگ دھنش کس کا نام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ ضرور قابل یادداشت ہے۔ بشیم پائن کے دھنر وید میں لکھا ہے +

یعنی لڑائی کے دھنش دو قسم کے ہوتے ہیں +

(۱) سارنگ جس کو جانوروں کے سینگ گلا کر بناتے ہیں +

(۲) بانس کی کمان بانس سے بنتی ہے +
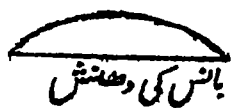
یہاں پر یہ بھی خیال رہے کہ جانوروں کے سینگ گلا کر دھنش بنانا حیرت انگیز نہیں۔ ولایت میں جس کانچ کا نام بون گلاس ہے وہ بھی اسی ترکیب سے بنائی جاتی ہے +

اور سارنگ دھنش لئے ہوئے بادیہ نوردی اختیار کی۔ رشیوں نے
حاضر ہو ہو کر استدعائے قتل کفار کی ؀
سب رشی منی رامچندر جی کے پاس آئے لبوں پر حرف التماس لائے
دل آزار ہیں۔ ایذا رساں اہل روزگار ہیں۔ ان کی تادیب کا کیا انتظام ہے بہا
تو زندگی حرام ہے۔ رامچندر جی نے در افشانی کی زبان فیض ترجمان سے رطب اللسانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳)
ان دو قسم کے دھنشوں کی شکل و صورت ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ چنانچہ
اس سے یہ مطلب ہے کہ سینگ کی دھنش کو تین جگہ خم ہوتے تھے اور بانس کی دھنش
کے خم سے ان میں فرق ہے ان دو قسموں کی کمانوں کی شکل یہ ہے۔

ممدوح ہے کر

اس کا مطلب یہ ہے کہ سارنگ دھنش بشن جی کا خاص الخاص استر
(ہتھیار) ساڑھے تین ہاتھ کا ہے۔ اس کو بسوکرماں نے بنایا ہے۔ بشن جی
کے سوا سُرگ پاتال پرتھی میں کسی کی طاقت نہیں چڑھا سکے یا قابو میں رکھ سکے
انسانوں کے استعمال کا سارنگ دھنش تین ہاتھ کا ہونا چاہئے۔ اس دھنش کو گھوڑے
اور ہاتھی پر سوار ہو کر چلاتے ہیں۔ رتھ سوار اور پیادے کے لئے بانس کا دھنش
مناسب ہے ؀

کی۔ کہ گھبرائیے نہیں اطمینان رکھئے۔ سب کام ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا۔
سارا قصہ پاک ہو جائیگا +

ناردجی نے اس موقع پر جس عذب البیانی شیریں زبانی سے کام لیا
ہم اُس کو پھیکی نثر میں دکھانا نہیں چاہتے۔ ناظرین کی طبیعت کو تھکانا نہیں
چاہتے۔ اس لئے اُس کے مطالب کو قالب نظم میں پہنانے کے لئے خون
جگر سے کام لے کر ناظرین کی ضیافت طبع کرتے ہیں۔ اور شاہد مضامین ذیل
میں ہر ہفت عروس سے سنورتے ہیں۔ نارد جی کی رطب اللسانی ہے اور
ہمارے قلم کی جادو بیانی ہے +

نظم

رام کے نام سے رام کی صورت دیکھی — آنکھ سے عزت و اکرام کی صورت دیکھی
دیدۂ دل سے جو اس نام کی صورت دیکھی — چشم باطن نے سرِ رام کی صورت دیکھی

دفع ہو رنج اگر لب پہ آکار آجائے
حکمت مل جائے زبان پر جو مکار آجائے

جو بشر کرتا ہے سیتا کا لقب وردِ زبان — زخمِ دل سیتا ہے مٹ جاتی ہے ایذائے نہاں
منہ سے نکلا جو رماں نور ہوئے سب ارماں — دست رحمت سے سیا نے سیا چاک داماں

جانکی جی کا جہاں نام زباں پر آیا
جان کی خیر ہوئی مقصود دل بر آیا

پاپ ان ناموں کے رٹ لینے سے کٹ جاتا ہے — پاٹھ سے پاٹ یم راج کا گھٹ جاتا ہے
تاٹ افلاک و فلاکت کا الٹ جاتا ہے — آ کے معراج سرہانے سے پلٹ جاتا ہے

نام ان ناموں سے نہیں بدبختی کا
نام مٹ جاتا ہے تشویش و سختی کا

دل پھڑک اُٹھا جہاں رام کی جھانکی دیکھی — کھلیں آنکھیں جو وہ چھب آنکھ نے بانکی دیکھی
دوش پر زینت شاہانہ کماں کی دیکھی — سرمگیں چشم نے تصویر رماں کی دیکھی

سانولے رنگ میں چہرے کی چمک ملتی ہے
ابر میں روشنی برقِ فلک ملتی ہے

ضو فشاں راج سنگھاسن پہ عقیق و الماس | مسندِ زوپہ ترہ چتر مکلل اجلاس
ستروہن اور بھرت قوتِ بازو چپ و راس | جانکی بائیں طرف پہنے عروسانہ لباس

مورچھل سر پہ لکھن آٹھ پہر جھلتے ہیں
سری بجرنگ بلی مہابیر چنور جھلتے ہیں

جانکی جی کے لئے فرشِ پلک رہتی ہے | ہر بنا گوش میں کنڈل کی جھلک رہتی ہے
رُخِ پُر نور میں کُندن کی دمک رہتی ہے | چاند سورج میں کفِ پا کی چمک رہتی ہے

منفعل چاند سدا آشو کا تلک سے دیکھا
جس نے دیکھا اُسے خورشید کے شک سے دیکھا

ہے مبارک وہ بشر جس نے یہ چھب دیکھی ہے | خوبیٔ چشم سیہ سُرخیٔ لب دیکھی ہے
آنکھ سے میمنت نام لقب دیکھی ہے | رام آئے ہیں نظر شئے کوئی جب دیکھی ہے

غمِ دنیا غمِ فردا غمِ عصیاں نہ رہا
دیوتا ہو گیا انساں سے وہ انساں نہ رہا

مندروں میں یہی چھب اہلِ نظر دیکھتے ہیں | یوں نراکار کو ساکار بشر دیکھتے ہیں
سنگ میں نورِ ازل جا کے شرر دیکھتے ہیں | اس طرف رام کو مورت کو ادھر دیکھتے ہیں

چشمِ دل کو وہی تصویر نظر آتی ہے
سامنے صورتِ رگھبیر نظر آتی ہے

کبھی گہوارے میں رگھوبر کو مچلتے دیکھا | کبھی ماں باپ کی آغوش میں پلتے دیکھا
کبھی صحرا میں کبھی گھٹنیوں چلتے دیکھا | سرِ اعدا کبھی قدموں سے کچلتے دیکھا

کبھی نوکھنڈ دھنش کے لئے رگھوناتھ ملے
کبھی تنہا ملے سیتا کے کبھی ساتھ ملے

کیا کہیں چشمِ تصور جو سماں دیکھتی ہے | رام ملتے ہیں جدھر اور جہاں دیکھتی ہے
شش کے بچپن میں کبھی جلوۂ کنعاں دیکھتی ہے | کبھی دل میں کبھی قربِ رگِ جاں دیکھتی ہے

کبھی مورت میں وہی موہنی مورت دیکھی

کبھی آنکھوں میں وہی سانولی صورت دیکھی
اس تصور کا نظر نے جو نظارہ دیکھا
اوج پر خوبیٔ قسمت کا ستارہ دیکھا
آنکھ نے صدقِ عقیدت کا اشارہ دیکھا
پہلے جو دیکھا تھا جلوہ وہ دوبارہ دیکھا
اے افق رام کے ہوں کس طرح فضائل بیاں
شیش جی سے بھی نہ رگھبر کے خصائل ہوں بیاں

جلوے آئے جو تریتا میں نظر عالم کو
شیو کو سنکادکو نارد کو رِشِ گوتم کو
نل کو سگریو کو انگد کو سری بکرم کو
رام لیلا نے وہی آج دکھائے ہم کو
دیوتاؤں کے جو سروپ اس میں نظر آتے ہیں
پریم کے اشک ہر اک آنکھ میں بھر آتے ہیں

ہر طرف دورِ تریتا کی ہوا آتی ہے
ہفت افلاک سے جے جے کی صدا آتی ہے
محفلِ اندر سے آوازِ غنا آتی ہے
پاؤں چھونے کو یوں سُت کی صبا آتی ہے
جنم دسرتھ کا سپھل ہو گیا تپ کے پھل سے
عقدہ حل ہو گیا قدرت کا جنک کے ہل سے

حد سے راون کے مظالم کی جو گزری تعداد
پرتھوی سے نہ اٹھا کوہِ جفا بے داد
چھیر ساگر پہ گئو بن کے گئی کی فریاد
بشن جی کی نظرِ ترحم سے چاہی امداد
ہوا الہام نہ گھبرائیں خبر لیتا ہوں
جنم اجودھیا کے مہاراج کے گھر لیتا ہوں

ہوئی رکھ رائے شرنگی کی ریاضت اکسیر
راجہ دسرتھ کی مہارانیوں نے کھائی کھیر
عالم افروز ہوئے مثل مہ و مہر منیر
شترہن۔ بھرت۔ لکھن اور سیاپت رگھبیر
دھرم میں چار عناصر کے یہی بانی ہیں
چار ویدوں کے لئے محوِ ثنا خوانی ہیں

مچ گئی دھوم زمانے میں کہ اوتار ہوا
ذات ہے جس کی نراکار وہ ساکار ہوا
نظر افروز جہاں روئے پر انوار ہوا
جو تھا وہ جرعہ کش شربت دیدار ہوا
آسماں بدلا زمیں بدلی۔ زمانہ بدلا
ہوا تبدیل مکاں صاحب خانہ بدلا

جگمگا اُٹھا کفِ پا کی ضیا سے رنواس — ہُوا بیکنٹھ اودھ اور دیش اجودھیا کیلاش
طرفہ تھے کھیل کلیل اور عجب راس بلاس — دیوتا رہتے تھے حاضر پئے خدمت چپہ راس

خلق کی آنکھ کے پردے تھے بچھونے اُنکے
چاند سورج تھے لڑکپن میں کھلونے اُنکے

علم پڑھ کر جو اُستادوں کے اُستاد ہوئے — پھول اُٹھے دل میں سری گادھ سُت شاد ہوئے
راجہ دسرتھ سے ملے شاکی بیداد ہوئے — طالب رام و لچھمن سائل امداد ہوئے

سرِ تسلیم شہنشاہ کو جھکانا ہی پڑا
رکھ کے ہمراہ لکھن رام کو جانا ہی پڑا

یگیہ کرتے تھے جو رِشی گادھ سُت شام و پگاہ — تاڑکا جلتی تھی کر دیتی تھی سامان تباہ
آکے زچ کرتے تھے دکھ دیتے تھے ماریچ و سباہ — تھا اماں کا کوئی رستہ نہ کوئی امن کی راہ

کاٹ کرتی تھی زباں تیغ ستمگاری کی
رگھو کو منظور تھی پاداش دل آزاری کی

بن میں آکر کیا یگیہ نے لیکے سری بشن کا نام — ہوئے لچھمن جو نگہبان تو محافظ ہوئے رام
نکلے دوڑ آئے دیت مچ گیا ہنگامہ عام — رام نے تیر سے ہر اک کا کیا کام تمام

جو کوئی آ گیا زد پر ہُوا کمزور گرا
اُڑ کے ماریچ قریبِ یمِ شور گرا

ان دنوں دھوم دھنش یگیہ کی جنکپور میں تھی — روشنی رُخِ سیتا مہ پُر نور میں تھی
ہوس عقدِ دل قیصر و فغفور میں تھی — قوس توڑیں یہ سمائی دل مغرور میں تھی

گادھ سُت نے جو سُنا عزم جنکپور کیا
ساتھ رگھبیر و لکھن کے سفر دور کیا

رام کا چشمۂ قدرت تھا سفر میں جاری — راہ میں خاکِ کفِ پا سے اہلیا تاری
پہنچے متھلا تو سوئمبر کی ملی تیاری — آئی دیدار کو دوڑی ہوئی خلقت ساری

باغ میں اُلفت سیتا ہوئی چار آنکھوں سے
دونو دیکھا کئے جلووں کو ہزار آنکھوں سے

جب سوئمبر ہُوا ہر کھنڈ سے مہیپال آئے — دیوتا آئے سلاطین خوش اقبال آئے

ایسے مست مئے زور ایسے قوی ہال آئے — پاؤں رکھ دیں سر خاک تو بھونچال آئے
لیکن انداز گرانی کماں ہل نہ سکا
لاکھ ہل ہل کے کیا زور دھنش ہل نہ سکا

پانی پانی ہوئے سب شرم سے قسمت پھوٹی — زرد رُخ ہوگئے چہرے پہ ہوائی چھوٹی
ہوش اُڑے پست ہوا حوصلہ ہمت ٹوٹی — دھاک مٹی میں ملی کھل گئی شیخی جھوٹی
سری متھلیش کا اس رنگ سے جی چھوٹ گیا
ہمتیں ٹوٹی ہوئیں دیکھ کے دل ٹوٹ گیا

گرچہ غصے سے سلاطین زرہ پوش پہ تُف — مجمع زور و رو بے خبر و ہوش پہ تُف
دست بازو پہ ہے زور اور تن توش پہ تُف — ہمت و حوصلہ و زعم پہ تُف جوش پہ تُف
مُنہ دکھانے کی کسی کو کوئی صورت نہ رہی
چوڑیاں ٹوٹ گئیں مونچھ کی غیرت نہ رہی

تاب ان باتوں سے آئی نہ سری لچھمن کو — بشن کا چکر ملا قہر بھری چتون کو
تمتماہٹ نے کیا سرخ رُخ روشن کو — نہ رُکا جوش اُٹھے چھوڑ کے سنگھاسن کو
بولے متھلیش کا یہ ہے منہ کہ یوں آئے منہ
میری طاقت ابھی دیکھے تو اُتر جائے منہ

دم وہ ہے کوہ اُلٹ جائیں جو ٹکر دوں میں — تہ و بالا طبق خاک و فلک کر دوں میں
ٹھیک کچھ دیر نہ ہو ہوش جنک کر دوں میں — سارے برہمانڈ میں اس خس کو چکر دوں میں
رام نے غیظ مگر کر کے اشارہ روکا
نہ دکھانے دیا محشر کا نظارہ روکا

خود رکھیشر کے اشارے سے سری رام اُٹھے — کر کے مرشد کو لب عجز سے پرنام اُٹھے
بہر تعظیم مہاراجہ عظام اُٹھے — دست محلات دعاؤں کو لب بام اُٹھے
رام کے زور سے شہزوروں کا جی چھوٹ گیا
دست نازک سے اُٹھاتے ہی دھنش ٹوٹ گیا

آنکھ نیچی ہوئی راجوں کی سری رگھبر سے — راکشس سہم گئے کانپ اُٹھے بھائے ڈر سے
آئیں بجنے کی صدائیں لب ہفت اختر سے — دُندبھی سب بجنے لگی پھول فلک سے برسے

جانکی جی کی عیاں خوبی اقبال ہوئی
رام کے زیب گلو۔ ہاتھ کی جیمال ہوئی

سُن کے یہ حال سر بزم پرسرام آئے آئے یوں موت کا جس طور سے پیغام آئے
سب پہ غراتے ہوئے صورت فرغام آئے مثل شامت صفت گردش ایام آئے
بولے دل آج میرا کس نے جنک توڑ دیا
سچ بتا کس نے سدا شیو کا دھنک توڑ دیا

شعلے جیسے پرحرارت سے بھڑک اُٹھتے تھے چشم پرقہر میں انگارے دُہک اُٹھتے تھے
صاعقے ہاتھ کے پرسے میں چمک اُٹھتے تھے منہ میں جو آتا تھا بیساختہ بک اُٹھتے تھے
خوف ہر ایک کی گم نبض کئے دیتا تھا
طنطنہ رُوح جنک قبض کئے دیتا تھا

جرأت و زور میں جو فرد تھا یکتا تھا خوف کے مارے ذرا سا نفس لے سکتا تھا
تھرتھری جسم میں تھی جان نہ تھی سکتا تھا سب کے رُخ فق تھے ایک ایک کا منہ تکتا تھا
بولتا تھا نہ کوئی بزم میں خاموشی تھی
چشم پوشی تھی۔ نظر پوشی تھی۔ روپوشی تھی

شیر بپھرا تھا جسے حرف لکھن نے ٹوکا چھتری جوش روکے سے نہ رُک سکا
بولے جُڑنے کا نہیں ٹوٹا دھنک اب شو کا سامنا خوب ہُوا یونہی غرض ان دو کا
بات میں بات نکل آتی تھی تکراریں تھیں
میان سے نکلی ہوئی دونو کی تلواریں تھیں

میٹھی باتوں میں لکھن زہر اُگل دیتے تھے بات کرتے ہی جگر چٹکی سے مل دیتے تھے
اور کبھی اینٹھی ہوئی رسّی کو بل دیتے تھے رنگ تقریر ظرافت سے بدل دیتے تھے
ہوئے مقراض سخن منہ کو جو کھلتے دیکھا
نہ رہے میان میں پرسے کو جو تُلتے دیکھا

آتش قہر سے واں ہر رگ و پے جلتی تھی بس نہ بات بنانے کو وانی ٹلتی تھی
لاکھ دال اپنی گلاتے تھے نہیں گلتی تھی تیج لچھمن کا تھا ایسا کہ نہ کچھ چلتی تھی
دل میں کانٹے کی طرح بول کھٹک جاتا تھا

جسم میں زہر تبسم سے چھٹک جاتا تھا

رنگ بگڑا ہوا رگھبر نے جو دیکھا بھالا — آتش قہر کے گل کرنے کو پانی ڈالا
آنے والی جو بلا سر پہ تھی اُس کو ٹالا — یوں پرسرام سے بولے کہ اے جناب والا
اب دھنک ٹوٹ چکا عفو خطا ہو کہ نہ ہو
سر تسلیم ہے خم حکم سزا ہو کہ نہ ہو

دل پہ اس فقرۂ تہذیب نے جادو ڈالا — حلم نے چشم حقیقت کا مٹایا جالا
بولے یوں جیکے دھنک قوس قزح سے اعلےٰ — یہ جو چڑھ جائے تو ہوں قائل ذات والا
رام نے چلّہ چڑھاتے ہی دھنک تان لیا
بشن کا روپ پرسرام نے پہچان لیا

تاب نظارۂ انوار نہ دم بھر آئی — گئے جنگل میں صفت رام کی لب پر آئی
راجہ دسرتھ کی پھر اُمید دلی بر آئی — رام بیاہے گئے چھوٹی سی بہو گھر آئی
چھپر ساگر کا جو دھیان میں سماں دیکھ لیا
گھر میں نور قدم بشن داماں دیکھ لیا

بعدہٗ چرخ ستمگر نے ستمگاری کی — سری رگھوناتھ نے بن باس کی تیاری کی
ٹھیری جب رام کے اعزاز جہانداری کی — دفعتہً چھائی دل کیکئی پہ تاریکی
روٹھی بیٹھی کہ سری بھرت کو گل راج ملے
رام بن باس کریں اور ان کو تاج ملے

طیب خاطر سے سری رام کو تھا دھرم کا پاس — کیکئی کا کیا شکوے کے عوض شکر و سپاس
نہ ہوا رنج نہ کچھ فکر نہ کچھ ڈر نہ ہراس — دل سے منظور کیا چودہ برس کا بن باس
مستعد دشت نوردی کو جو رگھوناتھ ہوئے
جانکی جی ہوئیں ہمراہ لچھمن ساتھ ہوئے

رنگ دکھلا گیا مہاراجہ دسرتھ کو سراپ — طائر جاں غم فرقت میں اڑا آپ سے آپ
جب ہوئے روز عزا ختم ہوا بھرت ملاپ — رانیاں ملتی تھیں رگھوناتھ سے کر کرکے بلاپ
منتیں سُن کے مگر بن سے نہ رگھبر پلٹے
بھرت بھائی کی کھڑاوں کو لئے گھر پلٹے

جا بجا رام نے کی سیر پھرے جنگل میں جنم کیوٹ کا کیا جا کے سپھل اک پل میں
بھگت کا پایا مزہ سیوری کے جھوٹے پھل میں میزبان بن گئے رگھو من گئے جس ستھل میں

بعدہٗ پنچ وٹی جا کے اقامت رکھی
صید و گلگشت کی تفریح سے رغبت رکھی

سُپ نکھا بھیس بدل کرکے شادی آئی دیکھا زہرہ نے تو چار آنکھ نہ کی شرمائی
فعل گستاخ سے ناراض ہوئے رگھورائی کاٹ لی ناک لکھن کو نہ ذرا تاب آئی

رن میں لے آئی اجل گھیر کے کھر دوکھن کو
رام نے قتل کیا تیر سے ہر دشمن کو

حال راون نے سنا جب تو چڑھا جن سر پر بل پڑے صورت گیسوئے حسیں تیور پر
ہاتھ ڈالا نہ گیا تیغ ظفر پیکر پر آ کے وارد ہوا ماریچ دیت کے در پر

لا کے فقرے بیاباں میں چرایا اُس کو
سحر و افسوں سے کپٹ مرگ بنایا اُسکو

کی جو بیش نظر آہوئے صبا کی رفتار رام خود تیر و کماں لیکے اٹھے بہر شکار
دوڑا بھاگا جو ہرن موت ہوئی سر پہ سوار چیخ اُٹھا یوں جگر ایسا ہوا ناوک سے فگار

آؤ لکشمن کہ رواں روح ہوئی جاتی ہے
صلب جاں تن مجروح ہوئی جاتی ہے

سری لکشمن نے بہت جانے سے انکار کیا جانکی جی نے نہ مانا مگر اصرار کیا
گئے لچھمن تو فلک نے جگر افگار کیا دے منڈھے بیل دشنانن کی چڑھی وار کیا

یعنی راون

نہ ڈرا کچھ سری لچھمن کو نہ رگھورائی کو
لے اُڑا خقرے سے چکمے سے سیا مائی کو

لیکے صبر آئے لکھمن رام تو رو نے ملکے جاں اُڑی رہ گیا سینے میں کلیجہ مل کے
چور کی فکر میں ارمان نکالے دل کے ہر طرف آنکھوں نے دوڑائے کٹورے ٹل کے

عزت وحشت فزوں برہنہ پائی سے ہوئی
بڑھے آگے تو ملاقات جٹائی سے ہوئی

رام کا بھگت نہ دل سے یہ مشت پر تھا دل رماں پر تھا فدا بشن کا دل میں گھر تھا

جب گئے رام تو بیتاب تھا یہ مضطر تھا　جسم سے جان نکلنے کو تھی حال ابتر تھا

رام سے بولا کہ قدموں پہ فدا ہوتا ہوں

بہرِ سیتا ہدفِ تیرِ قضا ہوتا ہوں

لیکے لنکیش جو سیتا کو ادھر سے گزرا　وہ ہوا غم نہ جو اس پیرسن میں نظر سے گزرا

بڑا اس درجہ یم اشک کہ سر سے گزرا　میں لڑا خوب مگر تیر جگر سے گزرا

یہ کہا ہی تھا کہ بل مارتے دم ٹوٹ گیا

روح سُرپُر میں گئی جسم یہیں چھوٹ گیا

کرکے کریا کرم آگے بڑھے رگھبیر رنجور　ہوا افزوں شرفِ بادیۂ پنپاپور

بالی کے خوف سے سگریو یہاں تھا مستور　زیر فرماں تھے لنگوروں سے زیادہ لنگور

دیکھ کر رام کو پابوس مہابیر ہوئے

داخلِ برجِ شرف اخترِ تقدیر ہوئے

رو برو رام کے جب نامۂ اعمال ہوا　ہدف تیر اجل بال قوی بال ہوا

شاہ سگریو کے قبضے میں زر و مال ہوا　چودھویں رات کا چاند اخترِ اقبال ہوا

حسن خدمت سے مہابیر سرفراز ہوئے

فیض طاعت سے مشرف ہوئے ممتاز ہوئے

خدمت رام بجرنگ نے کی موزوں کی　گئے سیتا کی خبر لینے تو لنکا پھونکی

فوج راون کی جو نکلی جو اچھے نے چونکی　مار کر سب کو ندی رن میں بہا دی خوں کی

رام کے پاس سیتا جی کی نشانی لائے

سندھو کو پھاند کے پیغام زبانی لائے

دل بھبھیکن کا ہوا بھائی سے جلکر کولا　رام سے ملکر سپھل کر لینا اپنا چولا

شہر لنکا پہ سری رام نے دھاوا بولا　قلزم شور کا پل باندھ کے رستہ کھولا

فوج پار اتری تو انگد گئے فہمائش کو

آگ میں جھونکا عدو نے مگر آسائش کو

اب لڑائی چھڑی رن سور چڑھے مار ہوئی　مورچے بندھ گئے حملے ہوئے پیکار ہوئی

گرز پر گرز ہوئے تیروں کی بوچھار ہوئی　بارش آب دمِ خنجرِ خونخوار ہوئی

چُولیں ڈھیلی ہوئیں میدان میں لنکا بھر کی
جب ہُوا رام کے لشکر نے لڑائی سر کی

ایک دن ناک کے راون نے جو شکتی ماری   سری لکشمن کے زخم ہُوا ہوئی غش طاری
رام کی آنکھ سے غم میں ہوئے آنسو جاری   فوج تھی محوِ الم مائل آہ و زاری

اُٹھے بجرنگ سکھینا کو اُسی دم لائے
بید کو لائے نہیں زخم کا مرہم لائے

بید کو لا کے سنجیون بھی دم شب لائے   مرضِ غم کے لئے دارو سے مطالب لائے
سب کو حیرت تھی کب آئے گئے کب لائے   غرض اچھا ہُوا بیمار دوا جب لائے

سر پہ مینہ کلپ لتا پھول کا برسانے لگی
اِندر کے لوک سے جے جے کی صدا آنے لگی

بھڑے شیروں سے غرض تین مہینے تک شیر   لڑے جی توڑ کے مُنہ جوڑ کے مردانِ دلیر
طبق خاک جوانوں کے لہو سے ہُوا سیر   جو زبردست تھے وہ رام لکھمن سے ہوئے زیر

کُنبھکرن قتل ہُوا سر پہ قیامت آئی
جان دی رن میں جو گھن ناد کی شامت آئی   میگھ ناد

آخری رنگ میں شامت جو گھری راون کی   قسمت اُلٹی ہوئی کھوٹی گھڑی راون کی
کرکری ہو گئی تلوار گری راون کی   رام کا تیر گرا لاش گری راون کی

اِندر جی پھول کلپ برکش کے برسانے لگے
دیو گندھرب سری رام کے جش گانے لگے

شہر لنکا کی بھبھیکن نے حکومت پائی   رام سیتا سے ملے فتح نے شہرت پائی
سری وکرم نے سرفرازی کی خدمت پائی   خیر مقدم کی اودھ والوں نے عزت پائی

راج گدی سے اُفق رام مہاراج ہوئے
تاج پوشی ہوئی سرتاجوں کے تاج ہوئے

نارد جی فرماتے ہیں کہ جب سری رامچندر راون کو مار چکے۔ پرتھی کا بھار اُتار چکے۔ تب ایک انوکھا ہی خیال ہُوا۔ سخت ملال ہُوا کہ جانکی جی راچھسوں کے

یہاں قید رہیں۔ دام بلا میں صید رہیں۔ چہرہ عرق عرق ہُوا۔ رنگ فق ہوا غیرت نے گھڑوں پانی ڈالا۔ حیا نے چشمۂ ندامت ابالا۔ بجلی کی طرح چمک گئے۔ جو منہ میں آیا بک گئے۔ دفعتہً اگنی دیو نمودار ہوئے۔ کاشف اسرار ہوئے۔ کہ جناب والا کیا خیال ہے۔ کیوں ناحق ملال ہے۔ چاند میں دھبہ ہے مگر جانکی جی بیداغ ہیں۔ موتی میں میل ہے۔ لیکن یہ گوہر شب چراغ ہیں۔ شہادت ٹھیک تھی بات پتھر کی لیک تھی۔ رامچندر دل شاد ہوئے۔ دیوتا قید فکر سے آزاد ہوئے۔ اسی وقت وطن کی روانگی کا دھیان آیا۔ پشپ بوان آیا۔ سب سوار ہوئے۔ سمندر کے پار ہوئے۔ وہاں سے چلے تو بھاردواج کے یہاں دم لیا۔ رشی نے دوڑ کر قدم لیا۔ وہاں سے بجرنگ بلی کو تو اجودھیا روانہ کیا۔ بھرت جی سے سلوک مربیانہ کیا۔ بھاردواج جی منت سماجت کرتے رہے کہ آج کی رات ٹھہر جائیے وقت سحر جائیے۔ لیکن چودھواں برس اُسی دن گزرنے کو تھا۔ زخم جگر بھرنے کو تھا۔ رامچندر جی نے نہ مانا۔ جانا ہی مناسب جانا۔

رامچندر جی نے ہنومان جی کو کیوں بھرت جی کے پاس بھیجا۔ اس پر لوگ عقل لڑاتے ہیں۔ حاشئے چڑھاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ اس لئے کہ کہیں چودھویں برس کے ختم ہونے پر بھرت جی چولا نہ چھوڑ دیں۔ دم نہ توڑ دیں۔ کسی کا خیال ہے کہ رامچندر جی مآل بیں تھے۔ خیالات مصلحت ذہن نشین تھے۔ خیال کیا لاؤ لشکر سے بھرت جی کو اور کچھ خیال نہ ہو۔ کسی طرح کا ملال نہ ہو۔ پس قبل سے آگاہ کرنا لازم۔ مصلحت پر نگاہ کرنا لازم۔ چنانچہ وہی کیا۔ اظہار تجمل کا نام نہ لیا۔ جونہیں ہنومان جی نے مژدہ آمد آمد کا سنایا۔ بھرت جی کا پژمردہ چہرہ کھلا یا۔ رامچندر جی نے نندی گرام میں جلوہ آرائی فرمائی۔ بھرت جی کو شکل فرحت اثر دکھائی۔ لوگوں نے مہاراج کا ملبوس فقیری اتارا۔ کسوت شاہی سے سنوارا۔ رامچندر متمکن سریر سلطنت ہوئے۔ فرمان فرمائے شش جہت ہوئے۔ اہل زمیں کا عرش پر دماغ ہُوا۔ ہر ایک پژمردہ دل باغ باغ ہُوا۔ رامچندر جی کے زمانہ عالم پناہی و عہد شہنشاہی میں دور بہار تھا۔ دائرہ حکومت گلزار بے خار تھا۔ دھرم کی بیل عرش پر چڑھی

تھی۔ آب وہوا کی خوبی انتہا سے زیادہ بڑھی تھی۔ بیماروں کا نام نہ تھا مرض کا قیام نہ تھا۔ مرگ ناگہانی مفقود تھی موت جوانی نابود تھی۔ باپ کو مرگ پسر کا غم نہ تھا۔ عورت کو خاوند کا ماتم نہ تھا۔ آگ کسی کو جلاتی تھی نہ ہوا کسی کے سر خاک اڑاتی تھی۔ نہ پانی کسی کو ڈبوتا تھا۔ جو تھا چین سے بے دھڑکے سوتا تھا۔ سلطنت آباد تھی۔ رعایا دل شاد تھی۔ تریتا میں ست جگ کا زمانہ تھا۔ دھرم کرم کا کارخانہ تھا۔ رامچندر دریا دل۔ باذل و عادل تھے مستحق برہمنوں کو دان دینا کام تھا۔ سخاوت و فیاضی میں نام تھا۔ تین اشومیدھ جگیہ کئے۔ سینکڑوں کو ملک ہزاروں کو تاج دئے۔ رگھوکل کی سو گونہ عزت بڑھائی۔ سورج بنس کو ہزار گونہ منزلت عطا فرمائی۔ گیارہ ہزار برس فرمانروا زمانہ ہوئے۔ شاہنشاہان عالم میں فرد یگانہ ہوئے۔ زمانہ جہانگیری میں چاروں ورن اپنے دھرم کرم کے پابند تھے۔ دور عالمگیری میں خاص و عالم خورسند تھے ÷

نارد جی فرماتے ہیں کہ رامائن پاپ دور کرتی ہے۔ غمزدہ کو مسرور کرتی ہے۔ جو پڑھیگا اس کا مرتبہ بڑھیگا۔ جو سنینگے۔ کل مراد چننگے۔ ثواب حاصل ہونگے۔ عذاب زائل ہونگے۔ حیات عمر طبعی سے دونی ہوگی۔ مال و دولت میں افزونی ہوگی۔ لڑکے بالوں سے گھر بھر لیگا۔ ایشور سب مرادیں پوری کرے گا۔ برہمن پڑھے تو علمان زمانہ سے بڑھے۔ چھتری راج پائے تخت و تاج پائے۔ ویش صاحب اقبال ہو۔ صاحب مال و منال شودر کا جش رہے۔ نعمت دنیوی کا مزہ چش رہے ÷

سرگ ۱

رام چندر جی کی مرضی سے بددعا اور سبب تالیف رامائن

نارد جی کے الفاظ جادو کا کام کر گئے۔ والمیک جی پر طلسم کا سا اثر

ہُوا۔ خوشی کا انتہا سرور کی حد نہ تھی۔ بھاردواج جی نے سر کے بل قدم لئے اپنے مرید رشید کے ساتھ نارد جی کی سچ مچ ہی پرستش کی والمیک جی جو زبان سے کہہ دیں وہی ٹھیک جو بول دیں پتھر کی لیک۔ چنانچہ ادھر ان کی جنبش لب سے نارد جی آکاش کی سیر کرتے ہوئے۔ برہم لوک کو سدھارے گئے۔ ادھر والمیک جی دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے کہ کیا کرنا کہاں جانا چاہئے سوچتے سوچتے راہ مقصود نظر آئی۔ منزل مراد کی ہوا سمائی۔ گنگا جی کے کنارے کنارے چلے۔ تمسا ندی کے ساحل پر پہنچ گئے۔ دیکھا تو وہیں بھاردواج منی بھی موجود تھے۔ بالمیک جی نے فرمایا کہ منی جی مہاراج شری بھاردواج یہ ندی قلزم رفع حاجات ہے دریائے نجات ہے مکت اس کے رنگ کا ہے پیدا۔ پاکیزگی اس کے قطرہ قطرہ پر شیدا۔ پانی ہے یا آب زندگانی۔ روانی ہے یا علاج مرگ ناگہانی۔ سب تیرتھ اس ندی پر قربان۔ سب دریا اس کی ایک ایک بوند پر نثار۔ منی جی مہاراج اپنے ہاتھ کا کاسہ عنایت کیجئے ذرا نہا لیں۔ اشنان کر ڈالیں۔ نہانے کا وقت گزر گیا۔ اشنان دھیان میں دیر ہو گئی۔ یہاں کپڑا بھی بدلنے کو نہیں پس بکل استر درخت کی چھال یا پہنے جن سے اہل عبادت لنگوٹی باندھ لیتے ہیں) ہی عنایت ہو کہ روزانہ فرائض ادا کروں۔ نہت نیم سے سبکدوش ہوں۔ بھاردواج نے کلسہ سامنے رکھ دیا۔ بکل بستر پیش کیا۔ والمیک جی ساحل پر ٹہلنے لگے خیال تھا کہ جہاں عمدہ جگہ ہو وہاں اشنان دھیان کریں۔ آخر ایک جگہ آسن جمایا۔ نہت نیم میں دل لگایا کہ دفعتہً حیران ہو گئے پریشان ہو گئے۔ نظارہ ملال انگیز تھا۔ معاملہ عشرت خیز۔ پہلے دیکھتے تھے کہ ایک پرند کا جوڑا کلیلے اڑا رہا ہے۔ دونوں کے دونوں نشۂ سرور میں چور ہیں۔ دل کی امنگیں جامے سے باہر ہیں۔ ترنگوں کا اور چھور نہیں۔ منکار سے جو آواز نکلتی ہے رس بھری۔ جو شور پیدا ہوتا ہے۔ سر نگار رس میں ڈوبا ہُوا۔ والمیک جی اس نظارے سے مست ہو رہے تھے دل کی کلی کلی کھلی جاتی تھی۔ کہ یکایک ایک شکاری نے رنگ میں بھنگ کیا۔ نشانہ لگاتا ہے۔ تو

نر چاروں شانے چت۔ چوٹ کھا کر گرا تو طائر روح پرواز کر گیا۔ مادہ تڑپ گئی۔ آنسو نکل پڑے۔ آہ و فریاد نے کلیجوں کے ٹکڑے اڑانا شروع کر دئے۔ والمیک جی سے نہ دیکھا گیا۔ لمحہ بھر پہلے تانبے کے خوبصورت رنگ کی چلتی پھرتی تصویر دل موہ رہی تھی۔ سر کی چوٹی طرۂ معشوق کی طرح نظر میں کھب رہی تھی کہ تیر قضا نے رنگ ہی پلٹ دیا۔ مادہ تیرتی ہوئی ناز و انداز سے کنائی کاٹتی تھی۔ نر نشۂ عشق میں چور۔ جوش شباب پر مغرور۔ مطلوبہ و محبوبہ سرمایۂ ناز کو دلفریب چھیڑ چھاڑ سے قابو میں لانے کی خوش کن چہلیں کرتا تھا کہ تیر اجل سینے پر بیٹھا۔ اور بس دنیا ہی پلٹ گئی۔ والمیک جی کو سخت غصہ آیا۔ تلووں سے لگی دماغ میں بیٹھی فوراً یہ شلوک زبان سے نکل گیا ٭

मा निषाद प्रतिष्ठां त्वमगमः शाश्वतीः समाः।
यत्क्रौञ्च मिथुनादेकम् वधीः काम मोहितम्॥

والمیک جی نے اس شلوک میں جو بد دعا دی وہ تیر بہدف ہوئی۔ یہ دعا

ف اس شلوک کے معنوں میں مختلف طور پر تاویلیں کی گئی ہیں جن کا لب لباب درج ذیل ہے :-

(۱) بہت عرصے تک تمہاری قدر و منزلت نہ رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ستی جی رامچندر جی کے فضائل کی آزمائش کے لئے گئیں تو رامچندر جی نے ستی جی کی زبان سے جو کہلوایا بالکل جھوٹ۔ حالانکہ مہادیو جی اُن کی سفارت سے بے قرار تھے۔ مگر نہیں ان کو چشم دل سے دور کیا۔ داغ جدائی منظور کیا پس جس طرح مہادیو جی ستی جی کے رنج فرقت سے پریشان خاطر ہوئے۔ اسی طرح رامچندر جی کو بھی اپنی استری کے غم ہجر میں بیتابی نصیب ہوئی +

(۲) جلندھر ایک بڑا شہزور قوی دست راچھس تھا اُس کی زوجہ با اخلاص محبوبہ خاص برندا تھی۔ جس کے پت برت دھرم کی ہندو دنیا میں خاص شہرت ہے۔ جلندھر سے معرکہ آرائی ہو رہی تھی۔ دیوتاؤں کے دانتوں پسینہ آگیا سب ہمت چھوڑ بیٹھے۔ مگر جلندھر کا رویاں نہ میلا ہوا۔ جلندھر جب دیکھو لڑنے بھڑنے (دیکھو صفحہ ۲۹)

یہ بھی کہا کہ او کرو بیخ پرند کے قاتل تیری عزت خاک میں مل جائے۔ تو نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) کو موجود۔ نہ موت کا کھٹکا نہ شکست کا ڈر۔ دیوتا حیران پریشان کہ جلندھر نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے۔ کیا جائے تو کیا۔ اس سے بس چلے تو کیونکر۔ سوچتے سوچتے سمجھ میں آئی کہ جالندھر تو کچھ مال نہیں۔ جب چاہیں مچھر کی طرح مسل ڈالیں۔ مگر یہ مرتا کیوں نہیں۔ یہ صرف اس کی استری برندا کے پت برت دھرم کا پرتاپ ہے پس جبتک پت برت دھرم نہ ضائع کیا جائے تب تک جلندھر کا قلع قمع معلوم۔ سری رامچندر جی نے یہ خدمت اپنے ذمے لی۔ چلکے سے دھوکے سے برندا کا پت برت دھرم نشٹ کیا اور پھر جلندھر کو مار کر افعال قبیحہ کی سزا دی۔ برندا پت برتا تھی۔ پت برتا عورت کی طاقتیں غیر محدود ہیں۔ جو زبان سے کہدے کبھی نہ ٹلے۔ سفید کو سیاہ سیاہ کو سفید کرنا جنبش لب کا اعجاز۔ زمین کو آسمان آسمان کو زمین بنا دینا۔ اس کی نگاہ غلط انداز کی کرامت ہے۔ برندا نے بھی بد دعا دی۔ کہ اچھا رامچندر جی جس طرح تم نے فریب سے میرے خاوند کو مارا تو میری دعا ہے تم کو بھی اسی طرح زوجہ باخلاص و ہمدم خلوت خاص کا داغ مفارقت نصیب ہو۔

(۳) ایپوستی ندی پر ایک جورو خاوند تپسیا کرتے تھے۔ خاوند کا نام دیودت تھا۔ قوم برہمن تھی۔ جب ہرنا کشیپ کو مارنے اور پرہلاد کو ابھارنے کی غرض سے بھگوان نرسنگھ کھمبے سے نمودار ہوئے تو قیامت کے آثار ہوئے۔ گرج نے نرم دلوں کو ہلا دیا۔ نازک مزاجوں کا کلیجہ ہلا دیا۔ دیودت کی بیوی ایسی ڈر گئی کہ آخر کار مر گئی۔ دیودت صدمۂ فرقت سہ نہ سکا۔ جوش غضب بے کچھ کہے رہ نہ سکا۔ تاثیر دکھا دی بد دعا دی کہ کردنی خویش آمدنی پیش۔ کہ کرد کہ نیافت۔ اس ہاتھ کا بدلا اس ہاتھ۔ جو جیسا بوئے ویسا کاٹے۔ بس مجھ کو جورو کا غم دیا۔ صدمۂ الم دیا۔ تو بھاؤ بھگتو ذرا خود بھی مزہ چکھو۔ یونہیں غم ہمخوابہ نہ نصیب ہو تو دیودت نام نہیں اسی طرح نہ صدمۂ مہیب ہو تو کچھ تاثیر کلام نہیں۔

(۴) لوگوں نے یہ بھی معنے لگائے ہیں کہ کیکئی بے قصور تھی۔ جو کچھ چاہا خود ہی زبان سے نکلوا دیا۔ لگائی بجھائی ہی سے کیکئی کی عقل گنوائی۔ اسی سے دسرتھ کی موت آئی۔ پس جس طرح دسرتھ کو رنج و غم ہوا۔ کیکئی پر دسرتھ کی موت کا ستم ہوا (دیکھو صفحہ ۱۰۱)

بے زبان جانور کو بے گناہ بے قصور۔ اس حالت غفلت میں مارا جب وہ غریب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) اس کا مزہ رامچندر بھی چکھیں۔ دوسرے ہی کو رنج وغم میں نہ رکھیں +

(۵) بالی کو اس لئے مارا کہ اُس نے اپنے بھائی سگریو کی زوجہ پر دل شیدا کیا ناجائز تعلق پیدا کیا۔ جب بالی مرگیا دنیا سے گزر گیا۔ سگریو نے بھی بھاوج کو گھر میں ڈالا۔ ہوائے نفسانی کا ارمان نکالا۔ اس کو رامچندر جی نے نظر انداز کیا۔ پاپ عفو باز کیا۔ ورنہ بات یکساں تھی۔ خطا نمایاں تھی۔ لازم تھا کہ سگریو کو بھی مارتے تلوار کے گھاٹ اُتارتے۔ مگر یہ نہ کیا۔ بلکہ راج پاٹ دیا۔ ایک کی شکایت ایک کی رعایت۔ ایک کے ساتھ ستم شعاری۔ ایک کے ساتھ وفاداری محض خلاف کیا ذرا نہ انصاف کیا +

(۵) پانچویں نظیر کو اور وسعت دی جاتی ہے۔ حجت منطق جتاتی ہے کہ بھبھیکن کی طرفداری۔ راون کی ذلت خواری۔ مندودری کو بھبھیکن نے بغل میں سُلایا۔ دامن عصمت پر دھبہ لگایا۔ یہ معاملہ کیا خلاف شرم نہ تھا۔ ادھرم نہ تھا۔ پھر نشانہ تیر بنانا فتراک اجل کا نخچیر بنانا۔ اور سگریو کو سر چڑھانا بھبھیکن کا مرتبہ بڑھانا کیا معنے +

(۷) روایت ہے حکایت ہے کہ بھرگ جی بڑے کامل رشی صاحب کشف و کرامات تھے۔ ماہر خوارق عادات تھے۔ ان کی خصلت تھی ہر روز عادت تھی کہ جب گھر سے قدم نکالتے بار حفاظت پرمیشور پر ڈالتے۔ عرض مدعا ہوتی التجا ہوتی کہ بھگوان نظر عنایت رکھنا۔ گھربار کی حفاظت رکھنا۔ ایک روز رشی مہاراج بیوی گھر سونپ کر گئے تو عجیب وغریب بات ہوئی۔ طرفہ واردات ہوئی۔ ایک راچھس چکمہ دے گیا استری کو اُڑا لے گیا۔ رشی مہاراج گھر آئے تو گھبرائے۔ حواس چھوٹ گئے۔ وضو ٹوٹ گئے۔ غصے کی آگ بھڑکی زبان بجلی کی طرح کڑکی۔ کہ اوبشن میں تمہارے بھروسے پر عورت کو چھوڑ جاتا تھا۔ تم کو محافظ بناتا تھا۔ تم نے حفاظت نہ کی میرے کہنے کی قدر ومنزلت نہ کی۔ تمہاری استری کو بھی راچھس یوہیں اُڑا لے جائے تمہیں بھی مزہ چکھائے + (دیکھو صفحہ ۳۱)

خواہش نفسانی کے نشہ میں الست تھا۔ سراپ زبان سے نکل بھی گیا پھر بھی والمیک جی کا جوش غضب قائم نہ رہا۔ دل کو کسی طرح تشفی نہ ہوئی آخر برہما جی وارد ہوئے فرمایا کہ :-

والمیک جی تمہیں فکر و اندیشہ کیوں۔ کرونچ پرند راون تھا۔ اور اُس کی مادہ مندودری۔ رامچندر نے شکاری بنکر راون کو مارا۔ رامچندر جی کے حکم سے سرستی تمہاری زبان پر بیٹھی۔ اُس نے تمہاری زبان سے یہ بددعا نکلوا دی جو شدنی تھی ہوگئی۔ جو ہونہار تھی تم نے کہہ دی۔ رامچندر جی کی غایت یہ تھی منشا یہ تھا کہ تم اُن کی لیلائیں قلمبند کرو۔ کوزے میں دریا بند کرو.......
اسی لئے وہ شکاری بنے شکار مار کر نظر سے اوجھل بھی ہوگئے۔ اور تمہارے سراپ نے اُن کی مشیت کو باعمل کیا پس جو بات اُن کے دل میں تھی اُس کا اب ظہور ہوگا۔ اہل جہاں کا رنج و غم دور ہوگا ؛

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) ۸۔ اس روایت سے بھی تاویل کی گئی ہے کہ ایک موقعہ پر بشن جی برہم لوک میں تشریف لے گئے۔ دیکھا برہما جی رونق افروز ہیں اور سنت کمار اُن کے فرزند بھی۔ برہما جی نے بڑی تعظیم و تکریم کی فرق ادب ختم کیا۔ مگر سنت کمار برہم گیانی تھے۔ ایکو برہم دویتو ناستی پر عمل تھا۔ جہت دیکھو رام منی کے معتقد تھے جگہ سے نہ ہلے۔ وہیں کے وہیں بیٹھے رہے۔ بشن جی ترک ادب پر برافروختہ ہوگئے طیش کھا کر سراپ دیدیا کہ تم ہوائے نفسانی سے بیتاب رہوگے۔ خواہشات مردمی بے چین رکھینگی۔ مگر عروس مدعا نصیب نہ ہوگی۔ شاہد مراد سے ہمکنار ہونا ناممکن۔ سنت کمار کو بھی طیش آیا۔ جوش غضب میں بددعا دی کہ بے سوچے سمجھے شراپ دینے کا یہ پھل پاؤ کہ عقل و غم کھو بیٹھو۔ گیان سے ہاتھ دھو بیٹھو ؛

(۹) اس شلوک کا اس سرگذشت کی طرف بھی روئے سخن ہے کہ بشن جی نے شیل ندہ کی رانی جلکر سے اڑالی۔ راجہ امبریک کی بیٹی دشی منی اکو دھوکے سے زینت آغوش کیا۔ اور نارد مُن پربت مُن منہ دیکھ کر رہ گئے اور جھلا کر شراپ دیا کہ جس طرح ہمیں جلکر دیکر خود شی منی کو لیکر چلتے ہوئے ہمارے درد دکھ کا خیال نہ کیا۔ اسی طرح بشن جی بھی عورت کے صدمۂ مفارقت سے حیران و پریشان رہیں +

بالمیک جی سراپ دینے کو تو دے چکے۔ مگر سخت پشیمان ہوئے کہ زبان سے کیا خرافات بک گئے۔ مُنہ سے کیا واہیات بات نکل گئی۔

افسوس۔ برہما جی نے فرمایا:۔
پشیمانی فضول۔ پریشانی بے حصول ہے۔ جس کو آپ نے بدُعا دی وہ شکاری نہ تھا۔ خود سری رامچندر تھے۔ پس فکر و ملال دور کیجئے طبیعت مسرور کیجئے۔ قلم اُٹھائیے چرتر تحریر فرمائیے ؎

والمیک کی جیسے آنکھیں کھل گئیں گویا سوتے سوتے جاگ اُٹھے فکر بلند نے اعجاز کیا۔ طبع ارجمند نے جادو رقم کو فسوں ساز کیا والمیک جی دریائے ناپیدا کنار کے پار ہو گئے ایک ارب اشلوک تیار ہو گئے ؎

رامائن کا لفظ لفظ سرچشمۂ نجات اور حرف حرف سرمایۂ حسنات ہے۔ پاپ دور ہونا کچھ بات نہیں۔ بلائیں رد ہونا داخل تعجبات نہیں۔ ایک ارب میں سے ۲۴ ہزار اشلوک اہل زمین کو نصیب ہوئے۔ باقی برہم لوک میں رہے جس وقت والمیک جی راز اصل سے خبردار ہوئے۔ واقفِ اسرار ہوئے تو اشلوک کا معما حل ہو گیا۔ معنے و مطلب میں رد و بدل کیا۔ الفاظ ہی سے دوسرا مطلب نکالا۔ منشاے دلی کو انہیں حروف کے سانچے میں ڈالا۔ کہ اے شکاری تیری عزت و منزلت پر بٹہ لگے۔ اقتدار و افتخار پر حرف نہ آئے۔ والمیک جی کا اس پر بھی اطمینان نہ ہوا۔ سوچتے تھے کہ شکاری کیونکہ اتنر دھیان ہوا۔ ضرور کوئی صاحب کشف و کرامات تھا۔ رہبر سر منزل نجات تھا۔ ساری تپسیا پر پانی پڑ گیا۔ بھاروواج سے بولے :۔

"گو شلوک میرا تصنیف ہے۔ عمدہ ہے لطیف ہے۔ پھر بھی میرا وشواس نہیں جاتا۔ جب دیکھو کوئی نہ کوئی تازہ خیال آتا ہے۔ گو یہ سب ہے۔ تاہم معاملہ غور طلب ہے۔ اس شلوک میں خاص خوبی ہے۔ طرفہ خوش اسلوبی ہے۔ موقع موقع پر پڑھنا مفید حال۔ وقت وقت پر گانا دافع رنج و ملال ؎

بھاروواج سنتے ہی پھڑک اُٹھے۔ دل کا کنول کھل گیا۔ نقش مدعا ابھر نے

لگے - اشلوک یاد کرنے لگے ۔

والمیک جی نے فرمایا - اشلوک فراموش نہ ہونے پائیں - یہ دل پر نقش ہو جائیں - معنے پھر بٹھائے جائیں گے - اور حسبِ منشا لگائے جائیں گے ۔

یہ فرما کر تمسا ندی میں اشنان کیا - ایشور کا دھیان کیا - جب قلب رجوع ہوا - طبیعت یکسو ہوئی - تو وہی خیال جما کر بڑے رنجیدہ دل ہوئے جیسے بوجھ کر غلطی کی - زبان سے کیسا سراپ نکالا - جو منہ میں آیا بک ڈالا - اسی خیال کی اُدھیڑبُن میں آسن پر بیٹھ گئے - تو خیالات کا دریا امنڈنے لگا - مضامین کے پُل بندھ گئے - گنتا کہتے جاتے تھے - طرح طرح کے چتر سناتے تھے - مگر جب دیکھو چشم تصور سے اور شکاری کی تصویر پیش نظر ہے اور نشانہ تیر - برہما جی پھر نمودار ہوئے - رامچندر جی کی تحریک سے یوں مائل گفتار ہوئے :-

"کیا واہیات خیال ہے - کیوں رنج و ملال ہے - تم نے خود سمجھایا - مگر پھر کچھ قیاس میں نہ آیا - اب یہ خیال چھوڑو - توہمات سے منہ موڑو"۔

والمیک جی نے قدموں پر سر جھکایا - سر آنکھوں پر بٹھایا - بولے کہ :-

"جب وہ خیال آتا ہے دل کانپ جاتا ہے"۔

یہ کہکر آنکھیں بند کیں اور دیر تک پُر خاموشی لگائی - اس حالت میں بھی وہی خیال گدگدانے لگا - طبیعت کو ذرا سے دھکا سے لگا - برہما دیکھ کر ہنسے - زبان سے گوہر افشانی کی :-

"والمیک! اب تک وہی وشواس - اب تک وہی قیاس - شاید تمہارا تصنیف ہو تب کچھ ڈر کی بات بھی ہے - ایشور کا واسطہ ہے جو میں نے کہلایا وہی تمہاری زبان پر آیا - جس طرح سرسوتی سے زبان بلائی اسی طرح کی بات کہلائی - تمہیں تردد بیجا تفکر ناروا"۔

برہما جی پھر بولے کہ :-

والمیک جی آپ تو آپ کی بدولت خاک سے پاک ہو گئے - آپ کی

پاکیزگی سب آپ کا تقدس وحید آفاق ہے۔ آپ کو آلائش سے کیا لگاؤ۔ آپ کا
دامن بالکل بے داغ ہے۔ آپ کو گھبرانے کی کیا ضرورت۔ فکر و تشویش کو
چھوڑ دیجئے۔ رامچندر جی کے حالات بیان کیجئے۔ رامائن جو پڑھیگا۔ بام مراد
پر چڑھیگا۔ جو سنیگا گل مقصود چنیگا۔ سب پاپ کٹ جائینگے۔ عذاب بالکل
ہٹ جائینگے۔ روشن ضمیری میں نام ہو جائیگا۔ اشہب قلم سبک گام ہو جائیگا
رامچندر جی عقل و شعور دیتے ہیں چشم ادراک کو نور دیتے ہیں پس جس طرح
نارد جی نے چرتر سنائے ہیں۔ اتہاس بیان فرمائے ہیں۔ ان کو رقم کیجئے حوالۂ
قلم کیجئے۔ اسرار مخفی و نہاں راز پوشیدہ و پنہاں کی پرواز کیجئے جب آپ فکر سخن
سنجی میں سر بزانو ہونگے۔ سارے حالات خود بخود روبرو ہونگے۔ شنیدہ چشم دیدہ
ہو جائیگا۔ بیان دلچسپ حسن بیان پسندیدہ ہو جائے گا۔ جس کی لکشمی جی
کو بھی خبر نہیں۔ جس میں سوائے خیر کے شر نہیں۔ وہ حالات چشم تخیل میں
تصویر بنکر نظر آئینگے۔ لوح دل پر کالنقش فی الحجر ہوتے جائیں گے۔
ادھر رامچندر جی کی دستگیری ادھر آپ کی روشن ضمیری۔ سمجھ لیجئے
مطلب حاصل ہے کہ کام سہل ہے۔ آپ کاشف کشف علم و فن ہیں۔
شاعر معجز بیان اور خداوند سخن ہیں۔ میں بھی دعا دیتا ہوں تکمیل مقاصد
کا ذمہ لیتا ہوں۔ پس سدھ داتا گنیش بولو۔ زبان گوہر فشاں کھولو شاخ
قلم برابر گلنار رہے گی۔ روانی دریائے فکر پر نثار رہے گی۔ رام کے
چرتر دافع عذاب ہیں۔ نافع ثواب ہیں۔ حسن و ثواب کی کان کہئے۔ جسم
معرفت حقیقت کی جان کہئے۔ نہ مبالغہ شاعری کا خوف نہ زیادہ گوئی کا ڈر
نہ خوشامد کا لگاؤ۔ نہ چاپلوسی کا اثر۔ نہ کسی راجہ مہاراجہ کی ثنا خوانی ہے۔
نہ کسی دولت مند کی تعریف میں شیوہ بیانی۔ دروغ بیانی کا نام و نشان
نہیں۔ کذب کا ذرا بھی احتمال و گمان نہیں۔ آپ صاحب لیاقت ہیں۔
صاحب لطافت ہیں۔ سخن وری میں آپ لاجواب۔ نکتہ فہمی میں انتخاب عالم باعمل
فاضل اکمل۔ پس آپ کو سمجھانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ پھولوں کو
خوشبو سنگھانا ہے۔ میاں نارد جی ہیں جس نے مدد کو عرش پر چڑھا دیا۔

کل ستاروں سے بڑھا دیا۔شو جی کشف و کرامات سے ڈرتے ہیں۔برہما اہل ریاضت کا دم بھرتے ہیں۔اُنہیں اندیشہ نہیں کہ پاربتی مرتاض کامل پر فریفتہ نہ ہو جائیں۔اُنہیں وسوسہ نہیں۔کہ برہمانی عابد عامل پر شیفتہ نہ ہو جائیں۔اندر اندرانی کے نگہبان رہتے ہیں۔ہزار آنکھوں سے نگران رہتے ہیں۔پس آپ ایسے کامل فن و فاضل زمن کو رامچندر جی کے چرتر لکھنا مناسب۔اعجاز بیانی دکھانا واجب ہے۔رامچندر کے حال میں مبالغہ کا نام نہیں۔سچائی میں کلام نہیں۔گو کتھا کو حرف بحرف لکھنا آسان نہیں۔کون ہے جو اس معاملے میں حیران نہیں۔پھر بھی اب جو لفظ آپ کی زبان سے نکلیگا۔بالکل ٹھیک ہوگا۔سچ مچ پتھر کی لیک ہوگا۔میرا یہ بھی نفس مدعا ہے۔نفس مدعا ہی نہیں سچے دل سے دعا ہے۔کہ آپ کی نظم آرائی سب کے لئے توشہ راہ نجات ہو۔جو اس کو پڑھے سُنے داخل حسنات ہو۔ارتھ دھرم کام موکش کی دولت حاصل ہو۔قمر اعجازانہ کامل ہو۔جب تک سمندر میں پانی دریاؤں میں روانی ہے جس وقت تک آفتاب درخشاں۔ماہتاب نور افشاں رہے۔تب تک رامائن سے آپ کا نام رہیگا۔آپ کی قدر و منزلت کو قیام رہے گا۔سُرگ ہو یا پاتال سب میں آپ کو آنے جانے کا اختیار رہے گا۔دار فانی ہو یا عالم خیال سب پر آپ کا دست اقتدار رہے گا۔برہم لوک میں سکونت رہے گی۔مجھ سے قربت رہے گی۔جب تک میری حیات ہے تب تک آپ کو اندیشہ مرگ سے نجات رہے +

برہما جی یہ کہکر چلتے پھرتے نظر آئے۔والمیک جی خوش قسمتی پر اترائے۔ایک تو برہما جی کی تشریف آوری اور ذرہ پروری۔اُس پر تصنیف رامائن کا ارشاد۔اور پھر اشیرباد۔مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔دانت نکل آئے۔شاگردانِ رشید کی بھی بتیسی کھل گئی۔نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔رامچندر جی کے شکر گزار ہوئے۔تصویر تصور پر نثار ہوئے۔خوش قسمتی پر ناز ہوا۔باب سربلندی باز ہوا۔

سب کے پیارے ہیں۔ ان کے کرشمۂ قدرت دیوتاؤں سے نیارے ہیں۔
راستی شعار ہے۔ اوصاف کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے۔ آہا بھائیوں
کی وہ محبت صادق۔ زبان فیض ترجمان کے وہ قول واثق۔ بسوامتر کی
تشریف آوری۔ دسرتھ کی فرمانبری۔ رام و لکھمن کی مردانگی۔ صحرا کی طرف روانگی
جگیہ کی حفاظت میں دلسوزی۔ جنک پور میں رونق افروزی۔ سوئمبر میں جلوہ
فرمائی۔ کمان پر زور آزمائی۔ کمان شکنی سے سرخروئی۔ راجوں مہاراجوں کی
بے آبروئی۔ پرسرام کا عتاب۔ لچھمن جی سے سوال و جواب۔ آخر امتحان
طاقت سے حیرانی۔ رامچندر جی سے پشیمانی۔ جانکی جی کی شادی۔ آوازۂ
مبارکبادی۔ تاجپوشی کا اعلان۔ راج تلک کا سامان۔ کیکئی کی ہٹ۔
عیش و عشرت کی کایا پلٹ۔ اہل زمانہ کی یاس۔ رامچندر کا بن باس۔ جانکی
جی کی رفاقت۔ لچھمن جی کا حسن لیاقت۔ دسرتھ کا رنج و ملال۔ بستر غم پر
انتقال۔ اجودھیا کی تباہی۔ اہل اودھ کی ہمراہی۔ ندیا سے گنگ کا عبور۔
بھاردواج کی ملاقات سے سرور۔ بھرت جی کی گریہ وزاری۔ ستر ہن کی بیقراری
چترکوٹ پر ملاقات۔ دونو جانب سے اظہار خیالات۔ بھرت جی کا اصرار۔ رامچندر
جی کا انکار۔ کھڑاؤں کا عطیہ۔ بھرت جی کے اطمینان خاطر کا ذریعہ۔ بھرت
جی کی گوشہ گزینی۔ نندی گرام میں خلوت نشینی۔ رامچندر جی کا ڈنڈک بن میں
قیام۔ براده کا اختتام۔ سر بھنگ من سے ملاقات۔ سوتیچھن کی خاطر و مدارات
اگست رشی کے مسکن پر رونق افروزی۔ ان کی دلسوزی۔ سارنگ دھنش
کی دستیابی۔ راچھسوں کی خرابی۔ سپ نکھا کی پر خاش۔ کردار
کی پاداش۔ کھر ودوکھن کی جنگ۔ جوہر نمائی خدنگ۔ راون کا
جوش غضب۔ سیتا ہرن کا سبب۔ ماریچ کی سحر سازی۔ کپٹ
مرگ پر تیراندازی۔ سیتا جی کی سخاوت۔ راون کی شقاوت۔ رامچندر
کی گریہ وزاری۔ لچھمن کی بے قراری۔ جٹائی کی وفاپسندی۔ راون کی
فتح مندی۔ جٹائی کا انتقال۔ رام و لکھمن کا ملال۔ ہسمدردی کا ذکر
نجات کی فکر۔ کمندہ کی عزت افزائی۔ پمپا سر پر جلوہ فرمائی۔ سیوری

کی مہماں نوازی - حصول سرفرازی - ہنومان جی سے شناسائی - رکھہ موک پربت پر رسائی - سگریو پر مہربانی - بالی کی مرگ ناگہانی - تارا کی ماتم میں گرمجوشی سگریو کی ناچوشی - بانروں کی پامردی - سیتا کی تلاش میں جہاں گردی - ہنومان جی کی سعی موفور - سمندر کا عبور - لنکا میں رسائی - راچھسوں کی رہزنی ہنومان جی کی ضیغم افگنی - جانکی جی کی خدمت میں حضوری - گفتگو سے ضروری جانکی جی کے ساتھ زنان لنکا کی شرارت - ترجٹا کی رفاقت - ہنومان جی کی کینہ خواہی - اشوک باٹکا کی تباہی - جنگ و جدل کی گرم بازاری - برہم پھانس میں مہابیر جی کی گرفتاری - لنکا میں آتشزنی - شریروں کی بیخکنی چوڑامن لیکر واپسی - حضور رسی - گزری ہوئی کہانی - پیغام رسانی - بانروں کے لشکر کی جاں نثاری - بھبھیکن کی وفاداری - نل نیل کی کارگزاری - پل کی تیاری - لشکر کا عبور - لنکا میں فتور - اندرجیت اور کمبھ کرن کی وفات - دنیا کو راون کے ظلموں سے نجات - بھبھیکن کی اورنگ آرائی - رامچندر جانکی جی کی اودھ میں فرمانروائی - چودہ برس کا اختتام - اجودھیا میں جشن عام - اورنگ آرائی - فرمانروائی - جانکی جی سے ترک تعلقات - الف سے یے تک ہر ایک بات چشم نگاہ میں پھر گئی طبیعت ہجوم مضامین میں گر گئی + شائقین نظم کے لئے ذیل کی نظم دلچسپی سے خالی نہیں - گو مضمون خالی نہیں - مگر تقویت حافظہ کے لئے قند مکرر ہے - مشتاقان نغمہ سنجی کے لئے مشغلہ بہتر +

من نہج لے سیا پت نام جگت سکھدائی
رگھونندن رگھوکل کیت رام رگھورائی

ارن ہیمنت میں چیت ماس جب آیو — بھئی شبھ تتھ نومی شکل پکش سن بھائیو
بہید ہپست پو نربس جوگ سوکرم سہائیو — لے اودھ جنم گھنشام روپ درسائیو
بھئے لکھمن سترہن بیران پریہ بھائی

نا ستے سریجی بسوامتر منیشر گیانی — دسرتھ گھر آئے رام جنم پہچانی
بینتے کر شلیا دشیش ججور جگ پانی — نج کتھا کہی رکھہ چھپی امر دل ہانی

گئے سندھ نکٹ مہاراج سندھ پرے دھارنا ستو جون بان دھو سیت چڑھ کے کارن
وسے دیئو بھبھیکن راج لنکپت تارنا چھانڈے وشکند ہر وقت نام سکنا

بھئی سندھ پار سب سین دھن پربھو تائی

بھئی تین ماس ات یدھ بان گھن برسے برسے بکھ دھاری ناگ نش نش شر سے
اُڑ سے آسر مہابل ریچھ بانر سے چلی نیکو چال نہ ایک لکھن رگھوبر سے

جب مُنہ آئے رندھیر پیٹھ دکھلائی

راون دل بانر ریچھ سین سے ہارے بکرم سے لاکھن یل بیر بستار سے
سری بھیکھن جی نے بہت نشاچر مارے پربھو نے راون سہت اسُر ہو ہارے

سُر برکھے برکھے سُر سُمن بھوم برکھائی

لے سیتا کو پربھو گھر آئے ساج سب ساجے چھونڈش برکھے سُر سُمن بدھائی باجے
سنگھاسن پر مہاراج سہت سیا راجے سری لکھن بھرت شترگھن چھت ادھک چھب چھاجے

پربھو کرو اُفق پر دیا کتھا جن گائی
من نج لے سیاپت نام جگت سکھدائی

سرگ ۳

بالمیک جی نے جس وقت تصنیف رامائن میں اعجاز بیانی و شیوا زبانی دکھائی۔ اُس وقت سری رامچندر جی سریر آرائے جہانبانی و ضیا بخش آفتاب حکمرانی تھے۔ سیتا جی رامچندر جی کے عتاب سے صحرا نورد بادیہ گرد ہو چکی تھیں اُتر کانڈ بھی تمت بالخیر ہو چکا تھا۔ لَو کش کے کارہائے نمایاں بھی پیرایۂ تحریر سے خلعت بدوش افتخار و طرّہ پوش اقتدار ہو چکے تھے۔ پانچ سو سرگ یادگار زمانہ ہوئے۔ ۲۴ ہزار شلوک جواہر مضامین کا خزانہ ہوئے مگر افسوس محنت سپھل نہیں۔ کوئی عالم با عمل نہیں جو ان جواہر اعجاز بیانی کو پھیلائے۔ رامچندر جی کے جنم لینے کی ... سوچتے سوچتے یہ سمجھے ... لَو کش ... کافی استعداد ہے۔۔

ساتسُر[1] کھرج یعنی سرگم کا سا	رکھب رے	گندھار گا	مدھم ما	پنچم پا	دھیوت دھا	نکھاد نی
۶ راگ[2]	بھیرو	مالکوس	ہنڈول	دیپک	سری راگ	میگھ راگ
۳۶ راگنیاں[3]	بھیروی رام کلی گوجری کھٹ گندھار آساوری	باگیشری ٹوڈی دیکشی سوہا ککھری ملتانی	پوریا بسنت للت پنچم دھناسری مارو ا	چھایانٹ ہمیر کلیان کدارا بہاگ ایمن	گوری پوربی گوڑ ترون مالسری جیتشری	مدھمات گونڈ شدہ سارنگ بڈھنس ساونت سورٹھ
بعض لوگوں نے صرف ۳۰ راگنیوں پر کفایت کی ہے جو حسب ذیل ہیں	بھیروی گوجری ٹوڈی رام کلی برائی	باگیشری کھمبہ پرنی یعنی برج سوہنی کھمباوتی	بسنت پنچم ہنڈولی للت مالیشری	دیپکا دھناسری جیتشری پلاسنی راگنی ٹیکا	مالوی تربینی گوری گورانگ پوربی	ملہاری سورٹھی سارنگ بدھنس مدھمادی

جو سخن رس ہوگا نورسوں[1] کا رس پائیگا۔ پس لوکش نے ترانہ سنجی کا کمال دکھایا۔ خوش الحانی سے والمیک جی کا دل لبھایا۔ ایک تو حُسن و جمال۔ دوسرے علوم و فنون میں کمال۔ سامدرک وید۔ (علم قیافہ)

[1] نورس سنسکرت اور بھاشا شاعری کے یہ عروسی اصول ہیں۔ اور انہیں پر شاعری کا دارومدار ہے ؎

(۱) شرنگار یعنی زیب و آرائش (۲) ہاسیہ یعنی خوشی عیش و عشرت (۳) رودر غصہ و ناراضگی (۴) بیر یا شور رس۔ جانبازی و دلیری (۵) بھیانک۔ خوف و اندیشہ (۶) تہیس۔ مفارقت و سفر (۷) ادبھت۔ تعجب و حیرت (۸) کرونا۔ رحم و کرم۔ (۹) شانت یعنی صبر تحمل تسکین خاطر عفو و عطا قناعت و رضا جوئی

میں کامل۔ علم باعمل کے حامل سانولی صورت موہنی مورت شکل و
شباہت میں بے نظیر۔ رامچندر جی کی عکسی تصویر۔ یکساں خط و خال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) نورس مندرجہ بالا میں ہندو پیشواؤں نے نورس یعنی شرنگار
شِش و شانت رس بھگوت اُپاسنا کے لئے مخصوص کر کے تین اندر رسوں یعنی مکھ
واسیہ یا تسلیہ (یعنی بھگوت کو فرزند کی طرح عزیز سمجھ کر پیار کرنا) کو بھی شامل کیا ہے
بھگت مال میں درج ہے کہ گو تمام رسوں سے حق پرستی ممکن ہے۔ کیونکہ
وہ ذات بابرکات سرود یا یک سب رسوں میں موجود ہے۔ لیکن ہندو اُپاسنا والے
مذکورہ بالا پانچ رسوں ہی کو مقدم سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انہیں پانچ رسوں
میں خصوصیت کے ساتھ تکمیل مقاصد کی تاثیر موجود ہے اور رسوں میں یہ بات
نہیں۔ راون دہرن کشیپ نے بھیانک اور بیبھتس رس کی اوپاسنا کی تھی اسی
لئے اُن کو ویسے ہی رواوں سے نجات ملی۔ کل رسوں کا بیان کرنا تو تطویل سے
کام لینا ہے۔ مگر ہم سنسکرت و بھاشہ عروض شاعری کی تکمیل اور عدیم النظیر ہونے کے
ثبوت میں صرف شرنگار کا مختصر ذکر کئے دیتے ہیں جس میں فعلن فعولن مستفعلن یا انگریزی
ٹایک ٹِک ٹِٹ نہیں بلکہ شاعری اور مضمون ہندی کا ایک حسن نظر فریب و
جمال دلآرا نظر آتا ہے۔ ہندو عروض میں شرنگار رس کے لئے چار سامان مقرر کئے
(۱) بہاد۔ (۲) انبہاد۔ (۳) ساتوِک۔ (۴) بیبھچار۔ الف بہاد وہ ہے۔ جس سے رس
کی ماہیت ظاہر ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) النبن جس کی دو قسمیں ہیں ایک
آشریا النبن یعنی خواہ معشوق حقیقی ہو یا مجازی عشق کی چشم تصور میں مجسم نظر آئے
وسرا ایشیا النبن معشوق حقیقی یا مجازی کی مجسم تصویر کا تصور میں لانا۔ (۲) اددین
اس کی چار قسمیں ہیں۔ گن یعنی حُسن و جمال۔ مستی شباب انداز۔ نوجوانی۔ کمسنی۔
خوش آوازی۔ شیریں زبانی وفا و مہر وغیرہ۔ چیشٹا۔ ناز و ادا۔ نزاکت۔ انکھیلی
شرم و حیا وغیرہ۔ النکار یعنی زیب و آرائش خوبی زیور نفاست۔ پوشاک وغیرہ۔
نشٹھ یعنی اسباب آرائش عطر پھلیل۔ سُرمہ مسّی پان وغیرہ۔ ب۔ انوبھاد عاشق
معشوق کا لطف صحبت۔ مثلاً ہم آغوش ہمبستری۔ اختلاط۔ مذاق وغیرہ وغیرہ
ج و ساتوِک ... رکھدیشر نے صرف بیبھچاری کو قائم رکھا ہے۔ لیکن

وہی حُسن وہی جمال - وید بزبان - زبان طوطی خوش الحان سامعین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) د- (بھچار) متاخرین سے ساتوک کی بھی شاخ نکالی ہے چنانچہ ساتوک اُس حالت کا نام ہے - جو سب رسوں میں برابر اثر پذیر ہو - اور بھچار اُس حالت کو کہتے ہیں کہ رس میں اثر پذیر ہو - دو سرے میں نہیں - اس بھید کے شاستروں (دس روپک وغیرہ) میں ان دونو کی صفت علیحدہ علیحدہ قلمبند ہے - چنانچہ ساتوک اُسے کہتے ہیں - جو معشوق یا عاشق کی جانب سے راحت و رنج پہنچنے پر دل کی توجہ کو ایک حالت میں کرکے اصلی حالت سے متغیر کرے - اس حالت کی آٹھ صورتیں ہیں (۱) استبھ یعنی بجنسہ اصلی حالت (۲) پرلے عالم بیہوشی یا غشی - (۳) روما نچ رونگٹے کھڑے ہوجانا - (۴) سوید - چہرے یا بدن یا عرق عرق ہوجانا - (۵) بیرن چہرہ کے رنگ کا تغیر - (۶) کمپ - کپکپی یا لرزہ (۷) اشرو - آبدہ ہونا یا گریہ وزاری (۸) سور بھنگ - آواز کی تبدیلی - بھچاری اُس حالت کا نام ہے - جو متعلقہ رس کے قیام یا زوال کے بعد ظاہر ہوتی ہے - اس کی قسمیں ۳۳ ہیں - (۱) نربید یعنی معشوق کی جدائی یا محبت رقیب کی وجہ سے خلاف اُمید خیالات پیدا ہونے کا رنج - (۲) گلانی دِلی اُمنگ کی کمی - اور زوال طاقت کی حالت - (۳) شنکا - ملاقات محبوب میں رخنہ اندازی کے اندیشے - (۴) شرم راہردی سے تھکاوٹ یا نشہ وصال کا خمار (۵) دھرتی - تسلی قلب و اطمینان دلی - (۶) جڑتا - رنج فراق و صدمہ ہجر سے بدحواسی و خود فراموشی - (۷) ہرکھ دیدار معشوق یا دیگر وجوہ سے مسرت دلی - (۸) دمینتا - بے قراری سے دل کی مایوسی اور صدمۂ جدائی برداشت کرنے سے حالت مجذوبی - (۹) اوگرتا - معشوق کی بے وفائی یا کسی وجہ سے غصہ (۱۰) چنتا معشوق کی ملاقات کی فکر - اور منصوبہ بندی (۱۱) تراس - دفعتاً اندیشہ یا خوف کی علامت (۱۲) ایرکھا - علاوہ رقابت رقیب محبت معشوق میں کسی دوسرے کی مداخلت کی ناپسندیگی - (۱۳) امرکھ - معشوق کی خطا کا رنج اور اُس کی

کو حال آتا تھا۔ وجد مزہ دکھاتا تھا۔ جس کو وید از بر ہوتے ہیں اُس کو رشی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ وہ برہمن سے افضل کہلاتا ہے۔ اسی سے لو کش کو سب رشی رشی پکارنے لگے۔ تن من دھن وارنے لگے اُس وقت سے لو کش نے سفر دنیا اختیار کیا۔ رامائن کا پرچار کیا خوش الحانی کے جوہر دکھاتے تھے میٹھے میٹھے سُروں میں رام چرتر سناتے تھے۔ لوگ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) نہ برداشت ہونے کی حالت۔ (۱۴) گرب۔ خودی و خود پسندی۔ (۱۵) اسمرن محبوب اور اُس کے حُسن وجمال یا اوصاف کی یاد (۱۶) مرن۔ موت کی آرزو یا کوشش یا موت (۱۷) مد۔ خوشی اور خودی کی حالت میں کام کر بیٹھنا۔ (۱۸) نیدرا۔ خواب کی طرح ظاہری امور کے خیالات میں مست و محو ہو جانا۔ (۱۹) سُشپتی خواب کے سے عالم محویت میں زیادتی۔ (۲۰) اب بودھ عالم بدحواسی سے حواس میں آنے کی حالت۔ (۲۱) بریڑا۔ شرم و غیرت (۲۲) اپسمار۔ رنج و غفلت سے دل کی پشیمانی۔ (۲۳) موہ۔ رنج و خوف سے کیفیت بدحواسی وغیرہ۔ (۲۴) مت۔ راہ حقیقت پر یقین۔ (۲۵) آلیہ ندیہ سے غفلت۔ (۲۶) آویش۔ دل کی خواہش یا دوسری حالت کا انکشاف او اُس سے دل کی بے چینی۔ (۲۷) اتبرک۔ اشتباہ سے خیالات میں تغیر و تبدل (۲۸) ابھتیا حالت خوشی و رنج سے اپنی روپوشی۔ (۲۹) بیاودھ۔ فرقت میں بیماری۔ (۳۰) اُنماد۔ عالم دیوانگی۔ (۳۱) بکھاد۔ طبیعت کے خلاف امور کے روکنے کی تدبیر۔ (۳۲) اوستکیہ۔ ملاقات محبوب میں دیر کی برداشت نہ ہونے کا عالم۔ (۳۳) اچپلتا۔ دوست و دشمن کی وجہ سے دل کی یکسوئی کے خلاف حالت ؕ

استھائی۔ یہ بھی ایک حالت کا نام ہے۔ یعنی وہ ہم جنس اور غیر جنس رسوں کا ایک حالت پر رہنا۔ خواہ ایک حالت کا متغیر ہو جانا مثلاً (۱) کسی کے ہاسیہ رس یعنی حالت خوشی میں دوسرے رس یعنی خفگی سے یا رنج کی بات سے تغیر۔ (۲) ایک خوشی کی حالت کی دوسری خوشی کی حالت سے تبدیلی ؕ

کمالات کے قائل تھے۔ حُسن لیاقت پر مائل تھے۔ ایک دن رشی منڈلی
میں ایسی نغمہ پردازی کی لب معجز بیان سے وہ فسوں سازی کی کہ سب
خورسند ہوگئے۔ نعرۂ تحسین و آفرین بلند ہوگئے۔ رشیوں کا دل سیر نہ ہوا
نیت نہ بھری۔ گویا دل کا ارمان دل ہی میں رہ گیا۔ ساتھ ساتھ والمیک جی
کے استھان پر پہنچے۔ اشتیاق ظاہر کیا۔ راماین سُننے کی درخواست کی۔
لوکُش نے جوہر خوش الحانی ظاہر فرمایا۔ زبان شیوا بیان کا سحر دکھایا۔
تمام رشی وجد کرنے لگے۔ لوکُش کا دم بھرنے لگے۔ ہر زبان پر واہ واہ
تھی۔ ہر لب پر یہ شعر ؎

اثر دلوں کے لبھانے کا ہر بیان میں ہے — کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے
کلی دل کی کھلاتی ہے ہر اک طرز بیاں تیری — کہاں سے لائیگی بلبل دہن تیرا زباں تیری
مُردوں کو جلاتی ہے تیرے ناز کی آواز — اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
کہو تم چار باتیں بھی تو وہ ہوں لال شیریں — دہن شیریں سخن شیریں زباں شیریں بیاں شیریں

رشی متحیر ہو گئے۔ عالم حیرت میں بولے۔ لوکُش نے میٹھے سُروں
میں جو جو حالات سُنائے۔ جو شلوک بیان فرمائے۔ اُن کے سُنتے ہی ہماری
نظروں میں بجنسہ وہ سماں پھر گیا جو ہم نے آنکھوں سے دیکھا تھا۔ رامچندر
کے ظہور سے لیکر قتل راون تک کے واقعات من وعن وہی بیان ہوئے
جن میں چشم دید حالات سے ایک نقطے کا فرق نہیں۔ سری گنیشائنمہ
سے سمپورنم تا شبھم تک بالکل اس کبت کے مطابق ؎

دسرتھ گھر لیو جنم۔ بدھ دے کئے سبا ہو۔ آد شیو دھن کھنڈ کیئے جانکی کو بیاہو
بیت بچن کو کر پران۔ بن بسا دکھ نسا جھینٹ مار۔ کپٹ مرگ لدھ جانکی واہو
دکرم پد شرن آیو۔ پاتیو سگریو راج۔ سندھ جانکی کے پائے راون بدھ جاہو
جہد دے سیت باندھ سیت راون بدھ ... کل میت اُفق یہاں ... کبت بچن نباہو

جب کوئی اہل ہنر جوہر شناسوں کی محفل میں جوہر نمائی کا شرف حاصل کرتا ہے
اور جب قدر دان سخن لے سے واد دیتے ہیں تو اہل جوہر کی امنگ کا کیا پوچھنا اظہار کمالات
کی ترغیب سوا ہو جاتی ہے۔ دل سے ہوش کی تھاہ ہی نہیں تھی کلیجہ ہاتھوں بڑھ

رامائن مولفہ اُفق

جاتا ہے طرح طرح کا دریا موجیں مارنے لگتا ہے ۔ لوکش سمجھ گئے کہ یہاں
نہ سکوت سخن شناس ہے نہ تحسین ناشناس ۔ بلکہ سب جنس علم کے
مشتری اور گوہر سخن کے جوہری ہی جوہری ہیں ۔ پس انھوں نے اور دل
کھول کھول کر گوہر افشانی کی جو حرف زبان سے نکلا شیو کے سرود کو
گرد ۔ سرستی کی نغمہ سنجی کو سرد کرتا ہوا ۔ لفظ تنگ نبات ۔ حرف حرف آب الحیات
رشیوں پر جادو کا سا اثر ہوا ۔ سامعین پر عالم محویت طاری تھا ۔ کسی نے
جنیو دیا کسی نے کمنڈل ۔ کسی نے آسن کسی نے پھول پھل ۔ مونج لی
کردھنی کیا جٹا باندھنے کے ڈورے تک حوالے کئے اور ہاتھ جوڑ کے بیٹھ
رہے ۔ جن کے یہاں بالکل صفایا تھا ۔ چولھے کی راکھ تک بھی نہ تھی انہوں
نے اشیرباد دے دیکر کشف و کرامات کی کمائی نذر کی ۔ زبان پر دعائیں تھیں
دھنیہ ہو لوکش دھنیہ ہو ۔ آفرین آفرین ۔ شاباش شاباش ۔ مرحبا مرحبا ۔
احسنت احسنت ۔ عمر دراز عمر دراز ۔ جیو جیو خوش رہو ۔ سب کام سپھل ۔ بیدوی
اٹل ۔ آہا کیا رامائن گائی ہے ۔ واہ واہ کیسی شیریں زبانی دکھائی ہے ۔ رامائن
اہل زمانہ کی حرز جان ۔ اس کی ایک ایک کتھا سرمایۂ دین و ایمان ہوگی ۔
رامائن کوئی ایسی ویسی چیز نہیں مقدس کلام ہے ۔ آواز غیب ہے ۔
الہام ہے ۔ رامچندر کے چرتروں سے عمر و دولت کی افزونی ہو ۔ کامیابی
مقصد دن دونی ہو ۔ سو المیک جی نے اسے نظم کے سانچے میں ڈھالا ہے
گویا دودھ شکر گھی نکالا ہے ٭

اسی طرح کہہ سنکر رشی جبر رشی آنند مگن اشیرباد دیتے اپنے اپنے
استھانوں پر چلے گئے اور لوکش جی نے اجودھیا کی راہ لی ۔ وہاں پہنچے تو
ہر جگہ رام بھجن ۔ گلی گلی میں رامائن کا پرچار ۔ ہر زبان پر تعریفیں ہر لب
پر کلمات آفرین ٭

جس وقت رامچندر جی شکار سے واپس آرہے تھے ۔ لوکش ایک
مقام پر رامائن سنا رہے تھے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ زبان سے امرت کی بارش
ہو رہی ہے ۔ منہ سے پھولوں کی جھڑی کا تار بندھا ہوا ہے ۔ جھومنے

لگے۔ دل پر سحر بیانی ٹونا ڈال گئی شکل و شمائل نے اپنا بنا لیا۔ اُسی وقت ساتھ لئے اجودھیا میں چلے آئے۔

دربار ہے اور وہ بھی کس کا رگھوبنس کے سرتاج مُن مہاراج سری رامچندر جی کا۔ آرائش کا کیا ٹھکانا۔ سجاوٹ ختم تھی۔ زیبائش کا کچھ حساب نہ تھا۔ سری رامچندر تخت جواہر نگار و اورنگ طلا کار پر رونق افروز ہوئے وزرائے سلطنت و امرائے دولت کے ملبوس زر کار و طرہ ہائے دستار سے دربار جگمگا اُٹھا۔ نظارہ فرحت خیز تھا۔ سماں حیرت انگیز۔ سب کی نگاہیں لو کُش کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ آنکھیں مؤدب نگاہوں سے لڑ رہی تھیں۔ تعجب تھا کہ یہ دوسری رام لکھن کی جوڑی کہاں سے آ گئی۔ حیرت تھی کہ آفتاب و ماہتاب کیونکر یکجا ہو گئے۔ صبح و شام کے اتصال کا کیا سبب۔

رام دل ہی دل میں حیران تھے کہ ہیں یہ لو کُش ہیں یا میری عکسی شبیہ۔ ان کی صورتیں ہیں یا میرے منہ دیکھنے کا آئینہ۔ آنکھوں کی پتلیاں بھی ایسی مشابہ نہیں ہوتیں۔ جیسے یہ میرے ہمشکل ہیں۔ ستر ہن لچھمن سے کہتے تھے کہ جناب پیشانی تو دیکھئے۔ آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ صورت کُندن کی طرح دمک رہی ہے۔ بھرت رامچندر جی سے بولے:۔

بھائی صاحب یہ چاند سورج کی جوڑی کون ہے۔ چہرے پر نور برس رہا ہے۔ پیشانی ہنسے دیتی ہے۔ رگ و پے سے حسن کی تجلی پھوٹی نکلتی ہے۔

رامچندر جی۔ پیارے بھرت! یہ دونو طوطی باغ شیوا بیانی بلبل گلزار خوش الحانی بڑے ہی خوش آواز ہیں گلے باز ہیں۔ جب زبان کھولتے ہیں۔ لفظ لفظ میں قند گھولتے ہیں۔ کلام میں جادو کا اثر ہے حرف حرف تنگ شکر ہے۔ دیکھو ابھی گا گا سنواتے ہیں تمہیں ان کے کمال دکھاتے ہیں۔ (لو کُش سے) ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھیں آپ

دونو کی جولانی طبیعت کا کیا مذاق ہے۔ سب ہمہ تن گوش ہیں۔ کچھ نغمہ سنجی سُننے کا اشتیاق ہے ✤
لو۔ کُش۔ یہاں خوش الحانی کہاں۔ نغمہ خوانی کہاں۔ یہ صرف آپ کی قدردانی ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مگر ارشاد سر آنکھوں پر۔ کچھ رام چرچا سنائے دیتے ہیں۔ جو بُرا بھلا آتا ہے گائے دیتے ہیں ✤
یہ کہتے ہی بینوں کے تاروں پر اُنگلیاں پہنچ گئیں۔ سُریلے سُروں کے رس بھرے بول بجنے لگے۔ اب تال سُر کے گٹکری کی نوبت آئی۔ آواز کے اُتار چڑھاؤ۔ ٹھاٹ اور تسم نے کیفیت دکھائی تو محفل کی محفل دنگ رہ گئی۔ جس کو دیکھئے لُٹن۔ جس کی طرف نظر اُٹھائیے۔ تصویر حیرت۔ دل کھنچے جاتے تھے۔ طبیعت لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ آنکھوں کی ٹکٹکی بندھی تھی۔ کان بین کے پردوں پر لگے تھے۔ سامعین کو حال آگیا۔ سب کے سب جھوم رہے تھے۔ راجچندر جی اہل دربار سے مخاطب ہوئے ✤
صاحب آپ نے گانا سُنا۔ ایک سے ایک دلکش ترانا سُنا۔ دیکھنے میں تو مُنی کے فرزند معلوم ہوتے ہیں۔ مگر چشم دل کو راجول جہاں کو کے جگربند نظر آتے ہیں۔ دونو حسن کی تصویر۔ ایک سے ایک بے نظیر۔ ظاہرا دونو بھائی ہیں۔ مردم چشم تماشائی ہیں۔ لیکن اور ہی جلال ہے۔ چہرے سے فروغ نیر اقبال ہے۔ اُس پر شیریں زبانی اعجاز بیانی ✤
ایک لونبیا مدھ بھرے دو چے انجن سار کا معاملہ۔ خوشنوائی سے طبیعت پھڑک گئی۔ آتش شوق بھڑک گئی۔ پیچیم بھاؤ دیکھئے آواز کا اُتار چڑھاؤ دیکھئے۔ واہ کیا رس ہے اور کیا کہوں اتنی ہی تعریف بس ہے۔ جیسا چرتر ہے ویسا ہی گانے کا ڈھنگ ہے۔ جیسا حسن بیان ہے ویسا ہی نغمہ سنجی کا رنگ۔ صباحت ملاحت حسن گلا قت وحسن وفصاحت

دونو موجود ہ

اہل دربار نے بھی تائید کلام میں تعریف کے پُل باندھے۔ لوکُش پر نقدِ دل نثار کیا۔ لوکُش کا دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ دریاے مذاق چڑھ گیا۔ خوشی خوشی پھر بین چھیڑا اور جھوم جھوم کر رامائن گانے لگے ہ

سرگ ۴

روداد پاستانی سری لوکُش کی زبانی

سری لوکُش جی بُلبُل زبان کی ترانہ سنجی دکھاتے ہیں طوطی لب کے نغمہ دلکش سُناتے ہیں۔ کہ راجہ دسرتھ کا خاندان سرچشمۂ اعجاز و افتخار اور سرمایۂ فضائل و اقتدار ہے۔ اس خاندان کے راجے مہاراجے سرتاج زمانہ اور اوصاف حمیدہ میں فرد یگانہ ہوئے۔ دیوست منو سورج کے فرزند ارجمند صاحب نگین ہی نہیں بلکہ حاکم روے زمین تھے۔ طبقۂ خاک پر تل بھر اور ذرہ برابر جگہ نہ تھی۔ جہاں اُن کے آفتاب حکومت کی شعاوں سے نور نہ برستا تھا۔ کیا حکومت کیا اداے فرائض سلطنت کیا دھرم کرم کیا جہانگیری اور کیا داد و دہش۔ ہنر سخاوت و شجاعت میں وہ نام کیا کہ ؎

خلک گفت احسن ملک گفت زہ

مہاراجہ اکشواکو ان کے جگر پیوند سورج بنسیوں میں سربلند تھے اکشواک بنس میں راجہ سگر بھی چکرورتی تھے۔ جن کی آنکھیں ساٹھ ہزار آنکھوں کے تاروں سے منور تھیں۔ ان راجکماروں نے زمین کھودنا شروع کی تو روے زمین پر سمندر بہا دیا۔ (سمندر کے ساگر نام کو راجہ سگر کی یادگار سمجھنا چاہیئے) راجہ سگر کی نسل یاتی راجہ بھاگیرتھ نے وہ دست

قوت پاکر جگت تارنی سری بھاگیرتی گنگا کو عرش بریں سے روے زمین پر لے آئے۔ ایسے معزز وممتاز سورج بنس میں سری رامچندر جی کا ظہور اذہر کون ومکان پر توجمال وجلال سے عالم نور ہؤا۔ سری رامچندر جی کے حالات۔ ڈوبتے کو اُبھارنے۔ پاپی کو تارتے اور اُن کو رامائن کے نام سے پکارتے ہیں +

رامائن کا خطاب ہے تیرتھ راج۔ اس لئے کہ جس مقام پر رامچندر جی کا ذکر مقدس ہو رہا ہو۔ وہیں تمام دنیا کے متبرک تیرتھ رونق افروز ہو کر گوش برآواز اور ہمہ تن گوش رہتے ہیں۔ رامائن سُن لیجئے۔ پھر چاہے تیرتھ کیجئے یا نہ کیجئے۔ سب پاپ دور۔ سب گناہ کافور۔ گھر بیٹھے مطلب حاصل۔ رام چرتر میں دھرم ہی دھرم کے ذکرو اذکار ہیں۔ چاروں پھل بے منت غیرے حاصل۔ عذاب گذشتہ ثواب میں داخل۔ خاطر خواہ مطلب براری۔ حسب منشا کامگاری +

اے سامعین باریک بین۔ واے شائقین والا۔ تمکین! ہمہ تن گوش ہو جائیے۔ کان ادھر لگائیے۔ ہم اسی وقت رام چرتروں کو چھ راگوں کی چھتیس راگنیوں کے سات سُروں میں الاپتے ہیں اور آپ کے لوح دل پر چھاپتے ہیں کہ رامائن کیا چیز ہے۔ اس میں کیا کیا حالات ومعاملات ہیں۔ اُس کی خوبیاں کیا ہیں۔ اوصاف ظاہر و نہاں کیا ہیں۔ لے بس اب ہم سری گنیشائنمہ کہتے ہیں۔ دیکھئے مضامین کے کیسے کیسے چشمۂ آب بے بقا کہتے ہیں۔ یہ کہتے ہی سری تُوکرشن جی کی زبان سے وہ شلوک نکلا۔ جس کا ترجمہ اس دوہے کو سمجھنا چاہئے +

دوہا

سری گُرچرن سروج رج نج من مُکر سدھار
برنوں رگھبر بمل جش جو دایک پھل چار

سرگ ۵

اجودھیا کی تعریف

سری کوکش جی کا بُلبُل نطق نغمہ زن ہُوا طوطی زبان شکر شکن ہُوا کہ دریائے سرجُو کے کنارے ایک پُر فضا و فرحت بخش مقام ہے جس کا کوشل دیش نام ہے اس کے مشرق وجنوب کی طرف کوشل پور بستا ہے۔ جہاں کنچن ہی کنچن برستا ہے۔ یہیں ساحل دریائے سرجُو پر ایک دار السلطنت معدنیات سیم و زر سے نامور اور اجودھیا کے نام سے مشہور ہے۔ اجودھیا کے حالات پوشیدہ نہیں۔ عجب پاک مقام ہے اور واہ وا کیا پوتّر دھام ہے +

صاحبانِ معلومات و واقفانِ حالات کاشف اسرار ہیں کہ کسی موقع پر راجہ منوجی نے برہما سے دریافت کیا کہ فرمائیے کہاں پائے استقامت جماؤں۔ کہاں گھر بناؤں۔ برہما جی کا جواب باصواب تھا کہ سرجُو کے کنارے۔ حکم پاکر راجہ منوجی نے اجودھیا کی بنا ڈالی اور وہی مقدس پوری راجدھانی بنائی۔ اجودھیا کے نام میں خصوصیت ہے اس کے ذرّے ذرّے میں عظمت ہے۔ یہاں انسان چاروں پدارتھ پاتے ہیں۔ ہر قسم کے مقاصد ہاتھ آتے ہیں۔ اجودھیا مشرق سے مغرب تک ۴۸ کوس یا بارہ جوجن ہے اور شمال سے جنوب تک ۱۲ کوس یا تین جوجن۔ غرض رعایا کے لئے ہر جگہ کشادہ سڑکیں۔ ہر گلی کوچہ خس و خاشاک سے پاک و شفاف دودھ کا سا دھلا ہوا۔ رتھ کی آمد و رفت کے لئے شاہرا ہیں۔ سب سے علیحدہ دیو استھانوں مندروں تیرتھوں میں جانے والوں کے لئے۔ راستے الگ۔ راہیں جُدا جُدا۔ جہاں سڑک وہاں پیڑوں کی قطار۔ جدھر دیکھئے اُدھر گلزار۔

بے خار جیسے چپے پر چھڑکاؤ۔ قدم قدم پر پناؤ چناؤ۔ پھولوں کی مہک راہ گزروں کا دماغ معطر کرتی۔ راہ گیروں کے مشام جان کو معنبر کرتی تھی گو اجودھیا میں ایک سے ایک صاحب اقبال ایک سے ایک صاحب جاہ و جلال فرمانروا گزرے۔ مگر راجہ دسرتھ میں کچھ اور ہی بات تھی۔ دست خیر وہ کہ باید و شاید۔ قال و مقال وہ کہ راستی کا شیاما راجہ دسرتھ دھرم کرم میں مشہور و معروف تھے۔ بہمہ صفت موصوف تھے عہد معدلت مہد میں جو تھا خوشحال تھا۔ فارغ البال تھا۔ امیروں کے یہاں ہاتھی جھولتے تھے تو غریب بھی چار پیسوں پر پھولتے تھے جھونپڑو کا نام و نشان نہ تھا جس میں بڑے بڑے ٹھکیں نہ ہوں کوئی مکاں نہ تھا۔ مکانوں کی آرائش کا کیا پوچھنا۔ زیبائش کا کیا کہنا۔ دروازے میں سنہری پردے پڑے تھے۔ زرکار محرابوں میں چاند ستارے جڑے تھے۔ بازاروں میں تجارت کی گرم بازاری۔ رات دن راستے جاری۔ ہر مکان فرد زمانہ ہر گھر میں آئینہ خانہ تصویر خانہ مُصوّروں کی دستکاریاں در و دیوار سے نمایاں۔ نقاشوں کے فن نقاشی کی خوبیاں نقش و نگار سے عیاں وہ وہ شاعران شیوا بیان و ناثران شیریں زبان بستے تھے۔ جن کے کلام سے امرت کے مینہ برستے نہ کوئی مفلس نہ کنگال تھا۔ ہر ایک دولت دنیوی سے مالا مال تھا۔ پُرانے گھروں کا نام و نشان نہ تھا۔ کوئی غریب سے غریب کا مکان نہ تھا جس میں عیش و عشرت کا سامان نہ تھا محلے دو محلے کا کیا ذکر ہر عمارت سربفلک تھی۔ گنبدوں اور بُرجیوں میں بُرج آسمان کی چمک دمک تھی۔ ویشیائیں (رنڈیاں) سر سے پاؤں تک جواہرات میں غرق۔ تصویر برق بنی ہوئی۔ آنکھوں کو صناعی قدرت کی سیریں دکھاتی اور چاند سورج کو شرماتی تھیں۔ مردانہ طائفے گندھربوں کو شرماتے اور اپسراؤں کو اُنگلی پر نچاتے تھے۔ کون گھر تھا جس میں خانہ باغ یا پائیں باغ نہ ہو۔ کون گلزار ہمیشہ بہار تھا جس کے پھول پنکھڑی سے حسد سے لالہ گلشن کشمیر کے سینے پر داغ نہ ہو۔ الخ!

کے درختوں کی ہر جگہ قطار تھی۔ شال کے چھتنارے درختوں کی چار طرف بہار تھی۔ شہر کے ارد گرد فصیل۔ امن و امان کی سبیل موقع موقع پر خندقیں اور کھائیاں۔ گلی گلی رستے رستے میں صفائیاں۔ نہ چور کا کھٹکا نہ راہزنوں کا ڈر۔ نہ دشمنوں کا خوف نہ سرکشوں کا خطر۔ ہاتھیوں سے شہر کجلی بن نظر آتا تھا۔ قدم قدم پر گھوڑا ہنہناتا تھا۔ گایوں کے بوجھ سے گاؤ زمین دبی جاتی تھی موشیوں کی جماعت شمار میں نہ آتی تھی۔ روے زمین کے فرمانروا آستانِ دولت پر ماتھا رگڑتے تھے۔ راجہ دسرتھ کے قدم پکڑتے تھے۔ جو تھا باجگزار تھا خراج گزار تھا۔ دور دراز ممالک سے ملک التجار آتے تھے۔ کھاتے کماتے گلچھرے اور موجیں اڑاتے تھے راجہ کے ایوانات کی کیا بات سونا ہی سونا۔ جواہرات ہی جواہرات کا ڈھیر تھا۔ جو خزانچی تھا۔ وہ اپنے وقت کا کویر تھا۔ مندر چھوٹے یا بڑے تھے۔ سب کے سب جواہرات سے جڑے تھے۔ مکانات کی بلندی پر طائر خیال کی رسائی نہ تھی۔ لب بام پر مرغ نظر کو بھی جرأت جلوہ آرائی نہ تھی۔ جلوتیں جدا تھیں۔ خلوتیں جدا۔ مردوں کے لئے علیحدہ قیامگاہیں تھیں۔ عورتوں کے لئے جدا آرامگاہیں۔ ہر گھر میں طرح طرح کی رنگ آمیزیاں تھیں۔ نقاشوں کی طلسم خیزیاں تھیں۔ جابجا سونے کی دیواریں اُٹھی تھیں۔ جواہرات کی پچکاریاں تھیں۔ راستے میں شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ پیکِ صبا کو بھی مشکل سے راستہ ملتا تھا۔ مکان پہلو بہ پہلو۔ ایوان زانو بہ زانو۔ ہر گھر میں لچھمیں کا چمتکار تھا۔ جو تھا زردار و مالدار تھا۔ آب چاہ ذائقہ میں عرق نیشکر تھا۔ سرجو کا پانی قند مکرر تھا۔ دُندبھی کی خوش نوائی تھی۔ بین کی نغمہ سرائی۔ نوبت نقارے بدھائیاں گاتے تھے۔ شہنائی و کرنا خوشی کے ڈنکے بجاتے تھے۔ رتھ وہ کہ سورج کا رتھ گرد نہ پائے ہوا پیچھے رہ جائے یہ سب کچھ جو بیان ہوا۔

پرانی لہانی روداد پاستانی تھی۔ جب سے راجہ دسرتھ سریر آرا سے جہانبانی و تاج پیرا سے کشورستانی ہوئے۔ راج کا رنگ ہی اور ہوگیا۔ ست جگ سے بھی بڑھ کر عمدہ دور ہوگیا۔ راجہ خود شستر و دیا کا دھنی دولت شجاعت و قوت سے غنی تھا۔ بیریوں کے ٹڈی دل اکھڑے تھے۔ دنیا کے جیالوں اور جنگ آزماؤں کے دانت کھٹے تھے۔ راجہ دسرتھ کی چوٹ ضرب المثل تھی۔ جرأت بے بدل جیس پر شست لگائی تکہ بوٹی کر کے دکھائی۔ جس کا نخل زندگی نظر سے تاڑا اُکھاڑا ٭

راجہ دسرتھ کا اصول معقول تھا کہ جب موقع جنگ ہوا کار تیغ و تفنگ ہوا۔ جو منہ آئے اُن کی گردن جھکائے۔ جو سر چڑھے اُس کو بتی بھلائے۔ جو زخم کھا کر گرا اُس کا گویا مقدر پھرا جان سے امان ہوئی گلے پر تیغ نہ رواں ہوئی۔ باپ نشانۂ تیر قضا ہوا ہو صف اعدا میں دم فنا ہوا ہو تو اولاد پر نظر عنایت تھی۔ جان بخشی کی رعایت تھی۔ خیال تھا سلسلہ حسب و نسب نہ شکست ہو۔ بقائے نسل کا بندوبست ہو۔ خلاصہ یہ کہ بہادران صف شکن و مردان ضیغم افگن رن سے منہ نہ موڑتے تھے۔ دشمن کو نیچا دکھا کر چھوڑتے تھے۔ عساکر سلطانی و لشکر خسروانی میں ایسے ایسے دل کے شیر تھے وہ وہ دلیر تھے کہ خرطوم فیل ہاتھ سے مروڑ دی۔ شیر کی کلائی توڑ دی۔ ہزبر سے مجاولہ ہوا تو پسلیاں مسل دیں۔ ببر سے مقابلہ ہوا تو ہڈیاں کچل دیں۔ نہ ہاتھ میں تیر و خدنگ نہ تیغ و تفنگ ادھر چیتا آیا اور ایک طمانچہ میں چیتا نہ بچا۔ شیر نے غرا کے پر منہ مارا اُدھر شیر پنجے تلے موت کے گھاٹ اتارا۔ پیٹ کیا دانت میں بھی خون نہ بچا۔ فوج ظفر موج لشکر کے جہاز تھی۔ ایسے ایسے یا مرد اور صف شکنی میں فرد تھے کہ دس گیارہ ہزار کے دل میں ایک بھی مل جاتے تو فوج مخالف بات کرتے خاک میں مل جاتے اور پھر لطف یہ کہ آپ بال بال بچیں۔ کوئی روبال

تک نہ میلا کر سکے۔ مجال کیا کہ دامن شمشیر بھی لہو سے بھر سکے۔
پہلے تلوار شن سے جگر میں بیٹھی اور دن سے نکلی۔ پھر غنیم کی
روح بدن سے نکلی۔ سینہ توڑا اور صید نے چولا چھوڑا۔ غنیم کا
وار کوئی کارگر نہ ہونے پاتا۔ کوئی زبردست سے زبردست زبر نہ ہونے
پاتا۔ اجودھیا کے زن و مرد شکل شمائل میں فرد تھے۔ پیشانی مہر نیمروز
کی طرح چمکتی کندن کی طرح دمکتی تھی۔ وید ازبر۔ شاستر زبان پر
جہالت کی جڑ بنیاد نہ تھی۔ کون تھا جس کو کامل استعداد نہ تھی۔
برہمن کامل زمانہ۔ فاضل یگانہ۔ ویاکرن کے دانائے حقائق۔
سانکھ کے کاشف دقائق۔ نیائے میں فرد آفاق۔ جوتش میں طاق
اہل شہر سخی و بادل۔ خورد و کلاں دریا دل۔ داد و دہش سے کام تھا۔
خیر و ثواب سے نام تھا۔ دان سے سروکار۔ دروغ گوئی سے عار
تھا۔ سولی پر بھی ایمان کی کہتے تھے۔ کسی حال میں راست بیانی
سے باز نہ رہتے تھے۔ جانتے تھے کہ

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ
لمستے تھے کہ آنچ نہیں ہے سانچ کو ست کو بڑو پرتاپ

اس عہد دولت مہد میں اجودھیا رشیوں منیوں کا دنگل تھا
آدمیوں ہی آدمیوں کا جنگل تھا۔ باشندگان شہر جامۂ انسانیت
تھے۔ جامۂ آدمیت تھے۔ فرشتہ خوئی گھٹی میں پڑی تھی۔ دھرم
کی تصویر آئینہ دل میں جڑی تھی۔ قصہ کوتاہ عجب زمانہ تھا عجب
شاہی کارخانہ تھا۔ زبان میں طاقت گویائی نہیں۔ قوت ناطقہ کو
تاب مدح سرائی نہیں۔ پس بمصداق:-

خاموشی از ثنائے توحید ثنائے تست

اختصار مطلب ہے اور معذوری بیان دوسرے طرف روئے
سخن ہونے کا سبب۔

سرگ ۶

راجہ دسرتھ کی عملداری کے حالات کا لب لباب

لوکش جی پھر فرماتے ہیں کہ سورج بنس میں راجہ دسرتھ
اس طرح تھے جیسے کہ باغ میں گلاب کا پھول۔ تالاب میں
کنول۔ ستاروں میں چندرماں۔ سپت رشیوں میں سورج علے ہوا
بڑے دھرماتما تھے۔ دست خیر الجواب تھا۔ جوشِ فیاضی انتخاب
یگیہ کرنے کے بڑے شائق تھے۔ اپنے آبا و اجداد پر بھی فائق تھے
صورت وہ تھی مورت وہ تھی کہ آدمی ان کو دیکھا ہی کرے۔ اور
پھر بھی جی نہ بھرے۔ جس کی نظر پڑ جاتی خط و خال پر گڑ جاتی
تصویر کیا تھی مہر پر تنویر تھی۔ منہ سے بولتی چالتی پھرتی نور
کی تصویر تھی۔ اس عیش و آرام اس خوبی انتظام سے فرمانروائی
شش جہات کی کہ راجہ اندر کی حکومت مات کی۔ رعایا میں کوئی
عصیاں شعار نہ تھا۔ بد اطوار نہ تھا۔ سب کے سب فضائل
میں وحید زمانہ فضائل میں یگانہ۔ راستی شعار۔ دھرم سے پیار۔
مفلسی کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ بے زری کو پہچانتا ہی نہ تھا۔ سب
گھر آباد و ساد سے تھیں دلشاد اہل خاندان مطلوب و طالب تھے
محبتوں میں ایک دوسرے پر غالب تھے۔ دانا سے مطلب تھے
بس حد ہے کہ ایک جان دو قالب تھے۔ نہ کسی سے بگاڑ نہ کسی
سے چھیڑ چھاڑ۔ نفس امارہ پر دھرم کا کوڑا تھا۔ بدچلنی کا توڑا تھا۔ لامذہبی
کی کچھ کائنات نہ تھی۔ کفر کی کوئی بھی بات نہ تھی۔ خانہ داریت بیٹھے تھے
پکوان کرتا تھے چھتیں بھوگ کھلاتے۔ اڑاتے تھے عیدیں منا تھا
غیظ و غضب بند قفس میں تھا۔ بیوقوف و جاہل چراغ لے کر ڈھونڈتے پھر

بھی نظر نہ آتے۔ کوواں تھے تو وہ بھی وید شاستروں کو فروختہ تھے۔ عورتوں کو مردوں کی طرف نظر اُٹھانا بمنزلہ قسم تھی ہر وقت چشمِ ادب گھونگٹ میں خم تھی۔ بیوگی کے عالم میں اور بھی چیز تور تھا۔ دوسرے مرد کا منہ دیکھنا بھی نامنظور تھا۔ شاید نادانستہ بدن سے بدن پرائے کو چھو بھی جائے تو پرائشچت سے دافعِ گناہ ہوں۔ اشنور سے معذور خواہ ہوں۔ جب یہ حالت تھی تو پھر خاوند کی وفات کے بعد فکر ازالہ کا ہش معلوم۔ کوئی بھی استری وہم سے نہ چکتی تھی پرائے مرد پر دور سے تھوکتی تھی۔

برہمن بھی افضل تھے۔ عامل باعمل تھے۔ وید شاستر کے مطالعہ سے کام تھا۔ حفظ مراتب قوم میں نام تھا۔ خود دان کرتے تھے اپنا کلیان کرتے تھے۔ دوسروں کے دان لیکر سچے دل سے اشیرواد دیتے تھے۔ تقدیر ہر دو دیتے تھے۔ ناجائز دان پر تف کرتے تھے۔ بلکہ یجمان کا نقصان ہوتا ہو تو خود جان تک قربان کر دیتے۔ خود بھی دان لیں اور خود بھی دان کریں۔ وید شاستر بھی پڑھاتے تھے اپنی لیاقت بھی بڑھاتے تھے۔ نہ خود ہی تھی نہ کسی کی بدی تھی دائرہ حکومت و احاطہ سلطنت میں نہ کوئی راہ طریقت بھولا تھا نہ لنگڑا نہ لولا تھا۔ جو تھا قناعت گزیں تھا۔ قسمت و استغنا سے مستحقِ آفرین تھا۔ بیمار و حاسد نام تھے۔ حب الوطنی کے بندے واہ تھے۔ چھتری بھی خالق خوبو میں تھی۔ ہوائے نفسانی قابو میں تھی۔ سب عمرِ طبعی پاتے تھے زندگی کا لطف اٹھاتے تھے۔ کوئی غمِ فرزند سے ناشاد نہ تھا۔ فرد واحد بھی بے اولاد نہ تھا۔ کیا چھتری۔ کیا ویش اور کیا شودر۔ سب برہمنوں کو مانتے تھے۔ نجات بخش جانتے تھے۔ راجہ دسرتھ کے راجسی ٹھاٹھ باٹ کا کیا ٹھکانا۔ شان و شوکت کا کیا موازنہ۔ ہاتھی گھوڑوں کا جمگھٹا تھا۔ زر و جواہر سے خزانہ پٹا تھا۔ ہاتھی اندر کے ایراوت کو شرماتے تھے۔ گھوڑوں سے سورج کے گھوڑے لجاتے تھے۔ راجہ دسرتھ

کے محلات نے آٹھ کوس تک کی زمین گھیری تھی۔جہاں شام کو وہی سامان عیش تھے وہی سویرے تھے۔راجہ دسرتھ کا وہ اقبال لازوال وہ جاہ وجلال تھا۔کہ بدر بھی پیشانی روشن کے سامنے ہلال تھا۔فرمانروایان عالم میں یہ آپ اپنی نظیر تھے۔یہ مہر پر تنویر تھے +

سرگ ۷

راجہ دسرتھ کے انتظام حکومت کی مختصر کیفیت

اب راجہ دسرتھ کے انتظام حکومت کی قدرے تشریح کی جاتی ہے۔جس کو سدرمق کی بھی وقعت حاصل نہیں۔مگر بمصداق مشتے نمونہ از خروارے کچھ معلومات کے لئے مفید ہی ہوگی نہ کہ غیر مفید۔راجہ دسرتھ کے دربار میں دو قسم کے وزرائے نامدار تھے ایک امایتہ دوسرے باس برتی۔امایتہ وہ جو ممالک محروسہ اور کل قلمرو شاہی کے سفید وسیاہ نظم ونسق کا خزانہ دار اور دیگر وزرائے سلطنت وعنان حکومت اس کے زیر قلم ہوں۔باس سے مراد اُس وزیر یا وزیروں سے ہے جن کے لئے ہر موقع پر حاضری دربار گوہر بار و دستور عدیم النظیر فرض ولازمی ہے +

ان امایتہ اور باس برتی وزرائے حکومت وارا کین سلطنت میں سے راجہ دسرتھ کے یہ آٹھ وزیر باتدبیر خاص نفس ناطقہ تھے +

دھرشٹ۔جنیت۔بجے۔سوراشٹر۔سودھتر۔دھرم پال۔اشوک۔راشٹر بردھ

یہ تو وزیران خاص ومشیران با اخلاص کا ذکر ہوا۔اُن کے

علاوہ چھ برہم رشی بھی شریک مشورت و ہمراے مصلحت رہتے
تھے۔ اُن کے نام نامی حسب ذیل ہیں:-
گوتم۔ کشیپ۔ جابالی۔ سوجگیہ۔ مارکنڈے۔ کاتیائن ؞
یہ عابدان پرہیزگار و مرتاضان فخر روزگار۔ ویدوں کے
عامل اور علم کشف و کرامات میں تھے۔ مروت میں فرد آفاق
اندریاں جیتنے میں مشتاق۔ نہ کسی چیز کے طالب نہ کوئی
خواہش اُن پر غالب۔ نہ غیظ و غضب سے آگاہ۔ نہ شہرت
و نمود کی چاہ ؞

دل میں وہ آزادی خیال تھی کہ راجہ دسرتھ کو کوئی بھی خلاف
بات کرنا محال تھی۔ اگر راجہ کا خیال بگڑتا تو اُن کا ہاتھ زبان و قلم
پکڑتا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ مہاراج ناانصافی کر سکتے۔ ناراستی کا
دم بھر سکتے۔ اول تو راجہ دسرتھ کو خود ہی راستی و انصاف کا خیال
تھا۔ ترک انصاف محال تھا۔ مگر نہیں بشریت سے بھی
کچھ بھول ہوتی تو موصوف الصدر رشیوں کی طبیعت ملول
ہوتی۔ وہ راجہ کی بات الٹنے میں کبھی لگی لپٹی نہ رکھتے تھے۔
راجہ بھی انحراف کا نام نہ لیتا تھا۔ یہ مرتاضان کامل و عابدان
عالم و فاضل بڑے ہی عجز پسند تھے۔ بہت ہی دانشمند تھے جب
بات کرتے منہ سے پھول جھڑتے معلوم ہوتے تھے۔ امرت کی بارش
ہوتی دکھائی دیتی تھی۔ ان کا دل تھرتھراتا کانپتا رہتا تھا کہ کہیں
بے اصولی بات ہو جائے تو بس ساری ریاضت و عبادت کا
کمال ایک دم سے گر جائے اور اُس پر آئندہ کا عذاب مزید براں
افزا صواب اجر المضاعف ؞

یہ لوگ جب مشورہ دیتے۔ سرسبز جہانبانی کی ترقی خاندانی
کی افزونی حکمرانی کی۔ کشورستانی کی۔ ملاحظہ خلائق پروریانی
کی۔ کامیابی و کامرانی کی۔ نام نیک سے حیات جاودانی اور

لطفِ زندگانی کی
یہ بزرگ جو مصلحت پیش کرنے وہ پہلے آپس میں طے کرتے
ایک دوسرے کی ردّو قدح تائید و تردید۔ ترمیم و تنسیخ کے بعد خلاصہ یہ
ہے کہ ہر مصلحت اور ہر مشورت بڑے بڑے روشن دماغوں کے
دماغ سے نکل کر جب مُستند ٹھیرتی۔ تب اُس پر آمدورآمد ہوتا۔ راجہ
دسرتھ کو بھی منصب نہ تھا کہ خود رائی کر کے کبھی شیر کی طرح بپھر سکے۔
اس کو بھی کان دبائے رہنا پڑتا۔ ایک ایک شاستر ہزار ہزار زنجیروں
میں جکڑتا تھا سزا و جزا کا شاستر کے رو سے پورا انتظام تھا۔ انصاف
پسندی ہی سے کام تھا۔ اگر بیٹا بھی مورد الزام ہوتا تو اُس کا بھی
قضیہ تمام ہوتا نہ مروت کو دخل تھا نہ لحاظ کی ضرورت نہ سفارش
سے جانبری کی شکل تھی نہ رہائی کی صورت ؛
وزراے حکومت و امراے سلطنت وہی مشورت کرتے تھے
جس سے سلطنت کی ترقی حشمت و جاہ ہو۔ رعایا کی فلاح و رفاہ ہو
حکم جنگی سرکشاں زمانہ کے ہوش اُڑاتا تھا۔ سورماؤں کے سر جھکاتا
تھا جس نے سر اُٹھایا اُسی کو نیچا دکھایا۔ جس نے سرکشی کی۔ اس
پر لشکر کشی کی زور و بازو دکھایا غنیم کا سر جھکایا۔ وزراے با تدبیر و
مشیرانِ ذی توقیر عدیم النظیر تھے اور عناصر کی طرح ایک ایک کا
دستگیر۔ جب کسی مشورے کی نجیت و پز ہو جاتے تب زبان پر آئے
ورنہ اظہار سے سود یکساں عدم وجود راجہ دسرتھ کے دورِ حکومت
میں نہ چوری تھی نہ چکاری نہ لوٹ گھسوٹ نہ لے مارہی نہ زمین روپیہ
اگلتی تھی۔ اوچھے سے اوچھے زمیندار کی ہنڈی چلتی تھی دھرم کا
پرچار تھا۔ ادھرم ہر دو دروز گار تھا۔ جو تھا نیک چلن۔ ایک سخن۔ تو
وفا شعار نیک کردار۔ صداقت پسند۔ عقیدت مند۔ ایماندار پرہیزگار
غیظ و غضب سے بری۔ جنس راستی کا مشتری چور چوری سے دل
چراتے تھے۔ بے شرم۔ بے حیائی کی باتوں سے شرماتے تھے چغلخور

فساد و بغض و عناد و داد بیداد آہ و زاری کا نام نہ تھا۔ اگر لڑائی تھی تو علمی
جنگ آزمائی تھی تو قلمی۔ شاستر کے مدعا پر لوگ جھگڑتے تھے۔
ویدوں کے مفہوم پر اڑ پڑتے تھے۔ صفائی پوشاک مد نظر
تھی۔ کپڑوں کی جوت تھی کا ہکشاں کی طرح منور تھی۔ پاکیزگی کا
وہ خیال تھا کہ بس گنگا جی میں اشنان کرنے کا سما حال تھا۔ اکادشی
کے برت رہتے تھے۔ رات دن ایشور ایشور کہتے تھے۔ راجہ اپنے
دھرم کرم فیض عام اور راج نیست میں انتخاب زمانہ تھا تو رعایا میں
سے ہر فرد بشر اپنے اوصاف و اطوار میں وحید و یگانہ۔ کل رعایا اپنے
واسطے ملک کو مایۂ رفاہ جانتی اور سرمایۂ عز و جاہ مانتی تھی۔ راجہ ان
کو گلزار حکومت کا باغبان یا چمن سرو و سمن جانتا اور تختۂ گلشن حکمرانی
مانتا تھا۔ نہ کہیں کلام سخت و درشت سننے میں آتے تھے نہ
خار الفاظ سست چننے میں۔ راجہ دسرتھ اپنے گھر بیٹھے رہتے
تھے اور روئے زمین کا پل پل کا حال معلوم ہوتا رہتا تھا۔ سارے
روئے زمین کی باتیں نہ جانے کونسا فرشتہ غیب کان میں
کہتا تھا۔ دنیا کی بات بات گویا پیش نظر ہی تھی۔ جو کچھ ہوتا تھا
اس کی جیسے خبر ہی تھی۔

۸

راجہ دسرتھ کی اولاد کے لئے سری اشومیدھ جگیہ کی تیاری

سری لو اور کش جی مائل ترنم ہیں کہ مہاراجہ دسرتھ نے عمر بھر وہ
عیش و آرام کئے کہ اندر کو بھی عمر بھر میسر نہ ہوئے ہوں گے۔ مگر
افسوس بڑھاپا آ گیا۔ صبح پیری آتے ہی شب جوانی کا چراغ جھلملا
کر گل ہو گیا۔ دنیا نظر میں اندھیری تھی کہ ہائے کوئی گھر کا چراغ

نہیں تاج میں کوئی گوہر شب چراغ نہیں۔ ہر وقت یہ اشعار ورد زبان تھے ؎

سفید ہے رنگ موے سر کا چراغ بجھنے کو ہے سحر کا
نہیں ہے گھر میں چراغ گھر کا یہ کیا غضب ہے، یہ کیا غضب ہے
بصر ہے نورِ بصر نہیں ہے نظر ہے نورِ نظر نہیں ہے
جگر ہے لختِ جگر نہیں ہے یہ کیا سبب ہے، یہ کیا سبب ہے
نہ ہو جو روشن چراغ گھر میں اندھیرا چھائے نہ کیوں نظر میں
نہ ہے ضیا نیرِ سحر میں نہ روشنی چراغ شب ہے
نہیں نصیب آنکھ کا جو تارا ہے روئے افکار کا نظارہ
ہو زندگی کا کوئی سہارا یہی طلب ہے یہی طلب ہے
بغیر دلبند و راحتِ جاں ہیں جان و دل مضطر و پریشاں
یہ دل میں گریاں وہ دل میں نالاں یہ نیم جاں ہے یہ جاں بلب ہے
اُفق شجر کا جو بے ثمر ہو صدف وہ کیا ہے جو بے گوہر ہو
بشر وہ کیا ہے جو بے پسر ہو کہ بے نگیں زیب تاج کب ہے

راجہ دسرتھ کو حسرتِ فرزند میں خواب و خور حرام تھا فکر و تردد سے کام تھا۔ وزیرانِ باتدبیر و مشیرانِ روشن‌ضمیر نے صلاح دی کہ جگیہ کیجئے اولاد لیجئے۔ اشومیدھ جگیہ سے سب پدارتھ ملتے ہیں۔ غنچۂ مراد کھلتے ہیں۔ راجہ کو تجویز پسند آئی۔ اشومیدھ جگیہ کی دھن سمائی۔ اماتیہ اور باس برتی وزیروں کو بلایا۔ پروہتوں کو یاد فرمایا سومتر سب کو لایا۔ راجہ نے مطلب دل کہہ سنایا۔ دس روز تک دربار ہو۔ سوچ بچار ہوا۔ رد و قدح اور غور و فکر کے بعد سب متفق الخیال اور متفق اللفظ ہوئے کہ ہاں جگیہ ضرور ہو کہ چراغ خاندان پر نور ہو۔ بس تامل سے منہ موڑتے ہے۔ جگیہ کا گھوڑا چھوڑتے ہے ایشور کی بڑی بڑی باہیں ہیں

پر بھد کی مہماں برنی نہ جائی

جگت بگت اور اوگن سوگن مت کر پربھوتائی
رائی کو پربت کرڈارے پربت کو کرے رائی

آپ کو ایک فرزند کی خواہش ہے۔ ایک نور نظر کے لئے کاہش ہے۔ وہ چاہے تو اولاد سے گھر بھر دے۔ سب رانیوں کو بار آور کر دے۔ آپ دھرماتما ہیں۔ دھرم کا سہرا آپ کے سر ہے۔ پس دھرم بھی آپ کا مدد گار ہوگا۔ دیکھ لیجئے گا۔ ضرور بیڑا پار ہوگا۔

وزیروں کی مشورت سے راجہ کے دل پر خوشی چھا گئی۔ تجویز دل لبھا گئی۔ فوراً صاد ہوا۔ ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا ارشاد ہوا۔ بششٹ جی کی نگرانی میں انتظام ہونے لگا۔ سرجو کے کنارے جگیہ منڈپ کی تیاری کا اہتمام ہونے لگا۔ دھرم شاستر کی ہدایت پر تمام کارپردازوں نے صفائی قلب و پاکی نفس منظور کی۔ ناپاکی ہوا و ہوس دل سے دور کی۔ ہر وقت پاس تھا کہ کسی طرح کسی کی دلآزاری نہ ہو۔ کوئی خواب میں بھی مائل گریہ وزاری نہ ہو۔ برہم راکشسوں کی تعدی کی پیشبندی کی گئی۔ خلل اندازوں کی روک تھام کے لئے دانشمندی برتی گئی۔ برہم راکشسوں کے دُم نہیں لگی ہوتی۔ برہمن وید پاٹھی ہے۔ شاستر کا جاننے والا ہے۔ لیکن بھگتی بھاؤ نہیں۔ دھرم کا چاؤ نہیں اپنے کا وردھی ہے۔ کرودھی ہے۔ جگیہ میں خلل انداز ہوتا ہے امور خیر میں فتنہ پرداز ہوتا ہے۔ اسی کو برہم راکشس کہنا چاہئے۔ اسی سے دھرم کا کام کرتے وقت ہوشیار و خبردار رہنا چاہئے چنانچہ ان کے سدباب میں سرگرمی سے کام لیا گیا۔ خوب چوکسی کا انتظام کیا گیا۔

رشی جگیہ کا انتظام دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ راجہ کو آشیرباد دیا۔ اور یہ کہہ کر تپوبن کا راستہ لیا کہ جب سامان تیار ہو جگیہ بروئے کار ہو۔ تو ہمیں نوید دیجئے گا۔ یاد فرمائیے گا۔ راجہ نے سب کو بہت اعزاز کے ساتھ رخصت کیا جو کچھ

خیال میں نہ تھا ودیا ÷

اب راجہ نے وزراے دولت دار ارکین سلطنت کو ارشاد کیا خیال رہے خوب دیکھ بھال رہے کہ ہر فرد بشر کیا ماتحت کیا افسر۔ پیر و جوان خورد و کلاں۔ سب پاک و صاف رہیں۔ آئینہ دل گرد بداطواری سے شفاف رہیں۔ نیک کام میں پاکیزگی نفس مقدم ہے۔ گر یہ نہیں تو جگیہ کی کارروائی برہم ہے خراب ہے۔ اب آپ لوگ اپنے گھروں کو جائیں۔ ضروری کارروائیوں میں دل لگائیں۔ کل سویرا ہو تو ادھر بھی پھیرا ہو۔ دھرم پستکیں (کتب مذہبی) لیتے آئیے۔ اُن میں جو جو احکام و ارشاد ہوں۔ بتائیے کہ اُن پر عمل درآمد کیا جائے۔ ہر کام میں اُنہیں کا مشورہ لیا جائے۔ دربار برخاست ہُوا۔ وزیر گئے۔ مشیر گئے۔ راجہ بھی خورشید محل یعنی داخل محل ہُوا۔ دھرم شاستروں پر نظر جمادی۔ احکام مذہبی پر عقل لڑادی۔ رانیوں سے فرمایا کہ جگیہ کا انتظام ہے کوشش بقا ے نام ہے۔ پاکیزگی نفس و صفائی جسم کی پوری احتیاط رہے۔ خیالات فاسد دل میں جگہ نہ پائیں۔ کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جو احکام شاستر کے خلاف اور جگیہ کے زمانہ میں ناموزوں ہو ÷

سرگ ۹

سنت کمار جی کی پیشگوئی سومنت کی زبانی۔ راجہ دسرتھ کی لاولدی۔ فکر اولاد۔ راجہ روم پاد کے یہاں شرنگی رشی کی رونق افروزی

راجکماری شانتا اور رشی جی کا گٹھ بندھن سومنت کی شرنگی رشی کو بلانے کے لئے تجویز

راجہ دسرتھ تخلیہ میں ہیں۔ سومنتر (سومنت) کی یاد ہوئی۔ وزیر باتدبیر زمین بوس ہُوا۔ دعائے خیر و مجرا کہہ کر گذارش کی پرتھی ناتھ کیا ارشاد ہے *

راجہ دسرتھ۔ رکھیشروں اور پنڈتوں نے توطے کر دیا ہے کہ جگیہ ضرور ہو۔ اب آپ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہئے *

سومنت۔ پوران میں پڑھا ہے اور مہاتماؤں سے سُنا ہے۔ ایک روز مجھے برہم لوک جانے کا اتفاق ہُوا تھا وہاں تو رکھیشروں کا خاصہ مجمع تھا۔ سنت کمار جی گوہر افشاں تھے کہ تریتا جگ میں سری راجہ دسرتھ رگھوبنسیوں کے آفتاب خاندان ہونگے شباب گزرے گا۔ جوانی گھٹیگی۔ بڑھاپا آئیگا۔ مگر فرزند نرینہ نہ ہوگا اُنہیں کے زمانہ میں شرنگی جی بیبھانڈک رشی کے نورِ نظر بنیں گے۔ اور کشف و کرامات میں وہ کمال حاصل ہوگا۔ کہ فخر زمانہ سمجھے جائیں گے۔ ان کا ایک لمحہ بھی تپیشیا بغیر نہ گزرے گا۔ جنگل ہی میں رہینگے۔ آبادی کی طرف رُخ بھی نہ ہوگا۔ آدمیوں کی صورت سے ناآشنا رہیں۔ پتا کی فرمانبرداری جان کے ساتھ رہیگی۔ برہمچرج کے ایسے پابند رہینگے کہ شادی کے بعد بھی عورت سے واسطہ نہ ہوگا۔ اگنی ہوتر کے کمالات اشاروں پر چلیں گے۔ ان کے فضائل کے دور دورے میں راجہ روم پاد انگ دیش کا فرمانروائے صاحب اقبال ہوگا۔ جو بستر غفلت پر محو خواب ہو کر فرائض حکومت نظرانداز کر دیگا۔ یہاں تک کہ آثار خرابی پیش نظر ہونگے *

راج نیت میں مرقوم ہے کہ جہاں راجہ نے اپنے فرائض منصبی

سے روگردانی یا چشم پوشی کی سمجھ لیجئے کہ رعایا پر بلائیں آئیں۔ پانی نہیں برستا۔ زمانہ ایک ایک دانہ کو ترستا ہے۔ چنانچہ راجہ روم پاد کی غفلت شعاریوں اور غلط کاریوں سے بعینہ وہی سامان پیش نظر ہوں گے۔ اُس کی آنکھیں کھلینگی تو کٹے ہوئے لو پچھتائیگا۔ برہمنوں کو بلائے گا۔ دردِ دل سے کراہیگا۔ مدد چاہیگا۔ برہمن بعد غور و فکر ہدایت کرینگے۔ کہ کنیاں دان کیجئے۔ تب پاپ گھٹے۔ رعایا بلایا کی تکلیف کٹے۔ شرنگی رکھ کو بلوائیے۔ شانتا راجکماری کا بیاہ رچائیے جہاں رشی کمار اور راجکماری کا گٹھ بندھن ہوا بس سب مصیبتیں دور۔ آفتیں کافور*

راجہ روم پاد سوچے گا کہ شرنگی رکھ بن باسی۔ برہمچاری۔ آبادی سے متنفر آدمیوں کی صورت سے ناواقف۔ وہ میرے یہاں کیونکر آئینگے محض ناممکن ہے۔ بس برہمنوں سے فرمائے گا کہ اُن کے آنے کی صورت کیا ہے۔ پہلے اس کی تجویز ہونا چاہئے۔ میری درخواست ہے کہ آپ ہی تکلیف کریں۔ آپ سمجھائیں بجھائینگے تو شرنگی جی ضرور تشریف لے آئینگے۔ برہمن کانوں پر ہاتھ رکھینگے کہ مہاراج ہمیں معاف فرمائیے۔ ہم بیھانڈک رشی سے ڈرتے اور شرنگی رکھ سے لرزتے ہیں کہ نظر ٹیڑھی کریں کوئی بددعا دے بیٹھیں۔ تو زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہ ہو۔ برہما کے بچائے بھی نہ بچیں۔ وہ کھرے برہمچاری۔ یہاں کنیا دان کا سامان نارا ضگی رکھی ہوئی ہے۔ یہ سُن کر راجہ غوطہ میں جائے گا۔ برہمن بھی خاموش ہو جائیں گے۔ راجہ برہمنوں سے مایوس ہو کر بیسواؤں کو بھیجے گا۔ اس حکمت عملی سے شرنگی رکھ آجائینگے راجہ کنیادان کرے گا*

راجہ روم پاد کی تجویز کارگر ہو جائے گی۔ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔ شرنگی رکھ راجہ روم پاد ہی کے جہاں

ٹھیریں گے۔ انہیں کے جگیہ کرنے سے راجہ دسرتھ کے یہاں اولاد پیدا ہوگی۔ سنت کمار جی کی پیشینگوئی سناکر سومنت وزیر مہاراجہ دسرتھ سے گویا ہُوا کہ مہاراجہ جی شرنگی رکھ راجہ رومپاد ہی کے یہاں رونق افروز ہیں۔ آپ سے رشتہ دامادی بھی ہے۔ راجہ رومپاد آپ کے شفیق بدل رفیق بھی ہیں۔ اُن کی لڑکی اور آپ کی لڑکی میں فرق کیا۔ اس لحاظ سے اُن کا داماد بھی آپ کا داماد ہُوا پس آپ شرنگی جی کو ضرور بلوائیں۔ وہ آگئے تو سب فکر دور مطلب حاصل۔ اُن کے بغیر کامیابی مقاصد میں احتمال ہے۔ یگیہ کا اثر پذیر ہونا محال ۔

راجہ دسرتھ نے پوچھا کہ بیسوائیں سشرنگی رکھ کو لائیں یہ کیسے؟

سومنت۔ تخلیہ کی باتیں ہوچکیں۔ اب داستان بڑے کی ہے۔ دربار میں سنئے تب لطف آئے گا۔ یوں گپ چُپ کے لڈو کی سی کیفیت ہوگی۔ حکم ہو تو دربار ہی میں عرض کردوں ۔

راجہ دسرتھ۔ اچھا تو پھر اُٹھو وہیں چلیں ۔

سرگ ۱۰

بیسواؤں کی حکمت عملی سے راجہ رومپاد کے یہاں شرنگی رشی کے تشریف لانیکی سرگذشت شانتا راجکماری اور رشی جی کی شادی

اجودھیا کا شاہنشاہی دربار ہے۔ رتن جٹت وجواہرات

سے مرصع) سنگھاسن پر مہاراجہ دسرتھ رونق افروز ہیں۔ مکٹ کے عقیق و الماس کی چمک دمک پر نگاہ نہیں ٹھیرتی۔ مسند زرکار موتیوں کی جھالروں اور جواہر نگار بیل بوٹوں سے آراستہ تاروں بھری رات کو مات کر رہی ہے۔ تاج شاہنشاہی پر چتر مکال اپنے قیمتی جواہرات کا نور برسا برسا کر مہاراجہ پرتھو کے آفتاب اقبال اور قمر جاہ و جلال کی روشنی سے ایک عالم منور کر رہا ہے۔ وزیران با تدبیر قرینے سے اپنی اپنی نشستوں پر جلوہ فرما ہیں۔ مشیران ذی توقیر زانوے ادب تہ کئے ہوئے اپنے مرتبے کے موافق رونق آرا ہیں۔ نگاہ روبرو کی آواز دربار میں گونج رہی ہے۔ جے جے کار کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ یہ دربار گوہر بار ہے۔ اور یہ محفل سپہر مشاکل۔ اس میں آج نہ مہمات ملکی کا ذکر ہے نہ سرکوبی غنیم کا فکر۔

سومنت سنگھاسن کے قریب مہاراج کے دست راست پر مائل گوہر افشانی ہے۔ زبان یوں وقف رطب اللسانی ہے کہ پرتھی ناتھ راجہ روم پاد مایوس ہو چکے تھے۔ وزیروں نے ٹکا سا جواب دے دیا تھا۔ پروہتوں نے دہائی کھینچی تھی کہ ہم سرنگی رکھ کے پاس نہ جائینگے۔ لیکن اتنا بتا دیا تھا کہ شرنگی جی آجتک جنگل سے نکلے ہی نہیں۔ وید شاستر پڑھنے کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ دنیا میں کوئی اور بھی مشغلہ ہے۔ تپسیا تو گویا گھٹی ہی میں پڑی ہے۔ آندھی آئے پانی برسے کچھ ہو تپ ہے اور وہ۔ وہ ہیں اور تپسیا۔ عورت کے تو نام سے واقف نہیں پھر نفس پروری یا حسن پرستی کا کیا ذکر۔ پس تدبیر یہ ہے تو یہ کہ کشتیاں بہت ہی عمدگی سے سجی سجائیں۔ نقش و نگار بھی ہوں فرش زرکار بھی ہوں۔ پھولوں کی آرائش ہو۔ پھلوں

کی زیبائش ہو۔ اُس پر حسین حسین بیسوائیں سوار کی جائیں۔ وہ ناچتی کلیلیں کرتی موجیں اڑاتی جائیں۔ شرنگی رکھ کو لبھائیں اور پھندے میں پھانس کر لے آئیں۔ لیکن بیسواؤں کو خوب سمجھا دیا جائے کہ بھانڈک رشی کی موجودگی میں نہ جائیں جب وہ ادھر ادھر ہوں تب رشی کو اُڑا لے آئیں۔ اگر بھانڈک رشی دیکھ پائینگے۔ تو بس آتش بد دعا غضب ڈھاویگی نظر قہر قیامت دکھاویگی۔ پس مناسب ہے کہ بیسواؤں کو بھجائیے رشی جی کو بلائیں۔ یوں اُن کا آنا دشوار۔ دوسری تدبیر بیکار ؂

راجہ روم پاد نے کہا آپ خود جانا منظور نہیں کرتے تو خیر یہی سہی۔ مگر بیسواؤں کو کون لائے۔ اور کچھ نہیں اتنا تو کام کیجئے خود ہی بیسواؤں کو لانے کا انتظام کیجئے ؂

برہمن۔ تو ہم لوگ تو راضی برضا ہیں۔ مہاراج۔ جو راہ بتائے وہ آگے چلے۔ بہت اچھا۔ جو مرضی کہکر برہمن رخصت ہوئے ڈھونڈھ کر نازنیناں مہ جمال وحسیناں زہرہ تمثال لے آئے سب کے سولہوں سنگار ہوئے۔ آفتاب و مہتاب چاند سے ٹکڑوں کے چاند ایسے مکھڑوں پر نثار ہوئے۔ بیسوائیں کشتیوں پر سوار ہوئیں۔ کشتیاں گنگا جی کے پار ہوئیں۔ ٹھیری کہ بس یہیں قیام ہو۔ قرار پایا کہ ساحل پر مقام ہو۔ اس پر ایک عجیب رونق برستی تھی۔ شرنگی رکھ قطب از جا نجنبد کے مصداق تھے یہ شعر حسب حال تھا ؎

ہم جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے
پھر جگہ سے نہیں ملتے ہیں

شجر کی صورت وحشت غربت اور اقامت عبادت تھی اور ریاضت۔ عقیدت تھی اور پتا کی خدمت۔ خدمت تھی اور عظمت کیا تمیز کہ عورت بھی کوئی چیز ہے۔ کیا خیال کہ حسن و جمال بھی مال

ہے۔ اتفاق کی بات کہ طبیعت میں لہر آئی تو اشنان کے لئے
گنگا جی کی طرف چل پڑے۔ ساحل پر پہنچے۔ دیکھا کہ اندر کا اکھاڑا
جمع ہے۔ خط وخال میں روشنی شمع ہے۔ کبھی چشم جادو سے آنکھ لڑی
کبھی چاند سے مکھڑوں پر نظر پڑی۔ پوشاک زرکار دیکھی تو دنگ
ہو گئے۔ زیور جواہر نگار دیکھے تو قائل نیرنگ ہو گئے خوش آوازی
اور نغمہ پردازی نے وضو شکست کر دیا۔ نرگس کی طرح ٹکٹکی بندھ
گئی۔ سرو کی طرح سکتے میں کھڑے رہ گئے ۔

جیسواؤں نے دیکھا تو اٹھلاتی مسکراتی پاس آئیں۔ پوچھا کہ آپ
کا نام رہنے کا مقام۔ والد کا اسم و لقب۔ جنگل میں رہنے کا سبب
شرنگی رکھو نے خواب میں بھی ایسی صورتیں نہ دیکھی تھیں۔ علم
ہی نہ تھا کہ گلشن کائنات میں عورت بھی کسی گلاب کے پھول
کا نام ہے جس پر مردوں کا بلبل دل جان فدا کرتا اور نوکدار
کانٹوں سے بھی نہیں ڈرتا ہے۔ وہ ان جواہرات سے جڑی
مصور حقیقی کے قلم قدرت کی کھینچی ہوئی حسن کی منہ سے بولتی
چالتی تصویروں کو دیکھ کر پھڑک گئے۔ سمجھے کہ آج زندگی سپھل
ہوئی۔ ایشور نے بڑا فضل کیا۔ اپنی وہ قدرت کاملہ دکھائی جو دنیا
کے پردے پر اب تک موجود نہ تھی۔ رعب حسن و عالم محویت و
حیرت میں جواب دیا کہ بھانڈک رشی میرے پتا ہیں۔ شرنگی
کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔ تپسیا سے کام ہے۔ اسی
جنگل میں قیام ہے۔ آپ کو زندہ کائنات و فخر موجودات
جان کر آرزومند ہوں کہ آپ لوگ ذرا تکلیف کریں۔ میری
کٹی میں تشریف لے چلیں۔ دور چلنا نہیں۔ سکونت بہت
ہی قریب ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ سب کی خدمت
کروں۔ ہاتھ دھلاؤں ۔

شرنگی رکھ برہم گیان میں مست تھے۔ وہ اسی دھن میں

مگن رہے۔ اور بیسواؤں کو نہ معلوم خلقت کو نین میں کیسا ممتاز و سرفراز سمجھے سادھو۔ بیسواؤں نے خیال کیا کہ رشی جی منتر میں جکڑے گئے۔ جادو نے حسن کارگر ہوگیا۔ بس حد ہے کہ کٹی میں لئے جاتے ہیں۔ مگر ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ بھانڈک رشی وہاں ہوئے تو اُلٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ یہ سب اندیشے ہیں تھیں کہ شرنگی جی پھر خود ہی بول اُٹھے کہ آپ لوگ کچھ اندیشہ نہ کریں۔ بے تکلف تشریف لے چلیں۔ پتاجی تو دو چار روز سے مکان پر نہیں کہیں تشریف لے گئے ہیں۔ مجھے بھی تنہائی کھائے جاتی ہے۔ جنگل کاٹے کھاتا ہے۔ آپ سب چلیں تو ایک سے دو بھلے کی مثال ہوگی۔ میرا بھی دل بہل جائے گا۔ بیسوائیں دل ہی دل میں خوش ہو گئیں کہ وہ مارا۔ وہ پانسا چت۔ پیں پالاہمارے ہاتھ۔ ہاتھوں میں کچھ خوشرنگ پھول۔ کچھ خوش ذائقہ پھل لئے رسیلے سُروں سے راگ گاتی۔ بڑی خوش الحانی سے ترانے سناتی ہوئی ساتھ ہولیں۔ شرنگی رکھ آنکھ بچھاتے ہوئے ہمراہ چلے۔ کٹی پر پہنچے تو بمصداق ؎

غریب خانہ میں جو آئے بس یہیں بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار ہے بچھی در پر

جنگلی درختوں کے پتوں کا فرش بچھا دیا۔ سب کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ جل چڑھایا۔ سروں پر پھول برسائے۔ بیسواؤں کی کلی کلی کھل گئی۔ خاطر و مدارت نے طبیعت خوش کردی۔ دل میں سوچیں کہ شرنگی جی تو بجم بھولا بھالا تو ہیں ان کا لے جانا کیا مشکل۔ ایک بیسوا نے بھولا پن اور سادہ لوحی دیکھ کر ایک پھل رشی کے ہاتھ میں رکھ دیا اور کہا کہ نوش کیجئے۔ رشی جنگلوں کے پھل اہاری وہ شاہی باغوں کے پھلوں کا مزہ کیا جانیں۔ جو ہیں دانت لگایا زبان چٹخارے بھرنے لگی۔ لب بندھ گئے۔ جوش خوشی۔

بتیسی کھلا دی +

یہ رنگ دیکھ کر بیسواؤں نے سنگار رس سے بھرے ہوئے نغمے چھیڑ دئیے اور دوسری بیسوا نے ناز و انداز سے اُٹھ کر جسم سے جسم ملا دیا۔ شرنگی رکھ بھولے بھالے۔ وہ سمجھے کہ یہ بھی کوئی نعمت عظمیٰ ہے۔ بیسوائیں بھی اس نظارے سے مست ہو گئیں۔ ایک پر ایک گرنے لگی۔ از خود رفتگی حد سے گزری ہوئی تھی مگر پتھر میں جونک کب لگتی ہے شرنگی رکھ کا تخم نفسانی برہمانڈ میں نہ تھا۔ نفس امارہ کو ہوا بھی نہ لگی۔ اندریوں پر ایسا قابو دیکھ کر بیسواؤں کے ہوش جاتے رہے۔ ڈریں کہ اتنی دیر ہوئی اور شرنگی جی کو مغلوب خواہشات نہ کر سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھانڈک رشی آ جائیں اور بد دعا دے بیٹھیں۔ اس اندیشے سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگیں۔ چلتے چلاتے دو چار نے رشی جی سے کہا کہ مہاراج ہمارے پاس یہی پھل نہ تھے جو آپ نے دیکھے۔ ان سے اچھے اچھے وہ پھل ہیں کہ کسی نے دیکھے سنے بھی نہ ہوں۔ اگر آپ حکم دیں تو حاضر کر دیں۔ یہ کہکر سب بیسوائیں تو نَو دو گیارہ ہو گئیں۔ اور شرنگی رکھ ہاتھ ملنے لگے کہ ہائے ہمارے مہمان خلاف " آمدن بارادت و رفتن بہ اجازت" نہ معلوم کہاں چل دئیے میں نے روکا بھی نہیں۔ بڑا واہیات ہوا۔ کسی طرح سے ضرور ڈھونڈھنا چاہئیے یہ سوچ کر وہ گنگا جی کے کنارے پہنچے اور بیسواؤں نے جو آتے دیکھا تو پھولیں نہ سمائیں۔ ایک سے ایک بولی کہ لو رشی جی تو بھیڑ بکری بن گئے۔ اب کیا ہے۔ پو بارہ ہیں۔ بس گڑھی فتح سمجھو +

اس کے بعد رشی سے مخاطب ہوئیں کہ مہاراج آپ نے تو تکلیف گوارا کی۔ عنایت کا شکریہ۔ بے تکلف یہیں چلے آئے۔ اُٹھئے بیٹھئے۔ بات چیت کیجئے۔ اچھے سے اچھے ذائقہ دار

خوشگوار پھل موجود ہیں۔ جو پسند خاطر ہو نوش جان کیجئے۔ رشی جی خوش خوش پریوں کے اکھاڑے میں جا بیٹھے۔ اور بڑے اشتیاق و آرزو سے کہا کہ آپ میرے مہمان ہیں۔ مہمان کو میزبان ہی کے مکان پر رہنا چاہیئے۔ میرا مکان بھی سونا ہے پتاجی سے بھی دوپہرا ہے نہیں پس وہیں چلنا مناسب +

اپسرائیں۔ تو پھر آپ ہی کیوں ہمارے مکان پر نہ چلیں وہاں ہم ہزاروں طرح کے اچھے اچھے پھل آپ کو کھلائینگے۔ اور ہر قسم کے سامان عشرت سے آپ کو خوش کرینگے +

شرنگی رشی بڑے آنند سے ساتھ ہوئے اور بیسوائیں جو وہاں سے اڑیں تو بس راجہ روم پاد کے یہاں پہنچتے پہنچتے ایک سال معلوم بھی نہ ہوا کہ کیونکر جلدی سے گزر گیا +

جونہیں شرنگی رشی راجہ روم پاد کے یہاں پہنچے۔ انگ دیش میں پانی برسنا شروع ہوا۔ جل تھل بھر گئے۔ سوکھی کھیتیاں ہری ہوگئیں نیچ مچ سوکھے دھانوں پانی ہی پڑا +

راجہ روم پاد نے تعظیم و تکریم سے پیشوائی کی۔ چرن دھوئے پوجا کی اور آنکھوں سے تلوے سہلائے۔ رشی بہت خوش ہوئے اور اشیرباد دے کر کہا۔

جو بردان مانگنا ہوا ابھی دوں

راجہ روم پاد۔ بس صرف یہ کہ آپ یا آپ کے پتاجی کا کبھی مجھ پر عتاب نہ ہو +

شرنگی رکھ۔ آپ اطمینان رکھیں ایسا ہی ہوگا +

راجہ روم پاد اس بردان سے مطمئن ہوئے تو انتہ پور میں لے جا کر رشی جی سے عرض کی کہ مہاراج شانتا میری بیٹی ہے میں کنیادان کرنا چاہتا ہوں۔ جو آپ کو منظور کرنا ہوگا۔ التجا قبول کیجئے +

شرنگی رکھ - اس درخواست پر سر بزانوں ہوئے پس وپیش تھا کہ
پتا جی کو خبر نہیں پھر کنیادان کیسے قبول کروں - مگر نہیں - پھر
سوچے کہ میرا تخم نفسانی تو عالم بالا پر ہے - اُس کو ہوا بھی نہیں
لگ سکتی - دوسرے راجکماری کا تعلق مجھ سے شدنی ہے پس
کیوں حیلہ حوالہ کروں - گزارش منظور کر لو +

آخر شانتا اور شرنگی جی کی شادی ہوئی اور دونوں وہیں رہنے
سہنے لگے +

گیارا

بھانڈک رشی کا شرنگی جی کو ڈھونڈ نکالنا پھر تپوبن میں واپسی - انگ دیش میں راجہ دسرتھ کی تشریف بری - راجہ روم سے درخواست سفارش اُن کی شرنگی جی سے گزارش رشی جی کی ذرہ پروری اجودھیا میں تشریف آوری

شرنگی رکھ ادھر بسواؤں کے پھندے میں پھنس کر راجہ روم پاد کے
یہاں پہنچے - اُدھر بھانڈک رشی تپوبن میں آئے تو کٹی میں سناٹا کوئی
کانی چڑیا بھی نہیں - پہلے تو ادھر ادھر تلاش کی - سوئی کی طرح ڈھونڈا
مگر وہاں شرنگی جی کہاں - سخت فکر ہوئی تردد دل پر چھا گیا اور چشم ضمیر
سے دنیا کے اس چھور سے اُس چھور تک نظر دوڑانا شروع کی
یہاں رشی یوں کنوؤں میں بانس ڈال رہے تھے - اور وہاں راجہ
روم پاد کی بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی - جان لرز رہی تھی - کہ

جیسوائیں تو شرنگی رکھ کو اُڑا لائیں۔ بیبھانڈک رشی کُٹی میں آئے
تو کیا ہوگا۔ بددعا شدنی ہے اور اثر عتاب یقینی نہ جانے کیا آفت
برپا ہو۔ کون مصیبت نازل ہو۔ راج کے ماتھے جائے یا خاندان
کی جان پر بنے۔ اس فکر و تردد میں آدھی جان ہو رہی تھی کہ ایک
خیال جما۔ خیال جمتے ہی وزرائے سلطنت و اراکین حکومت سے
ارشاد ہُوا کہ بیبھانڈک رشی کی آمد آمد کی خبر رکھیں۔ جونہیں نزول
اجلال کا پتہ لگے لوگ خبردار ہو جائیں۔ ہوشیار ہو جائیں۔ رشی جی
آتے ہی میرا مکان پوچھینگے۔ اس کے جواب میں سب یہی کہیں کہ
شرنگی جی کا مکان ہے راجہ کا نہیں۔ یہ حکم تیر بہدف ہُوا بیبھانڈک
رشی راجہ کا مکان پوچھتے پوچھتے دروازے پر آ پہنچے تو سب کا
یہی قول تھا کہ مہاراج یہ شرنگی جی کا استھان ہے۔
راجہ روم پاد کا نہیں +

رشی جی مہاراج شرنگی جی کا نام سنتے ہی بے تکلف ایوان
شاہی میں دڑاتے چلے گئے۔ وہاں دیکھا تو شرنگی جی شانتا کے پاس
بیٹھے ہوئے موج میں ہیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہی پہلے تو تن بدن
میں آگ لگ اُٹھی۔ لیکن ذرا غور کیا تو اور اسرار غیبی ظاہر ہوئے
معلوم ہو گیا کہ یہاں شرنگی رکھ کا آنا خالی از علت نہ تھا سری
رامچندر جی کے ظہور کی پیش بندی لازمی تھی۔ چنانچہ نقش مراد
کرسی نشین ہُوا۔ اس خیال میں مگن ہو کر شرنگی جی سے بولے۔
پیارے آنکھوں کے تارے۔ تاثیر کرامات ہویدا کرو۔ فرزند پیدا
کرو۔ پیدائش فرزند میرے ارشاد سے ہوگی۔ اشیرباد سے ہوگی۔
تمہارے برہمچرج کو ہوا کبھی نہ لگے گی۔ تخم مردمی بدستور قائم
و دائم رہے گا +

یہ فرما کر بیبھانڈک رشی تو چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہاں میعاد
معینہ پر شرنگی جی کی آنکھوں کے سامنے بیٹا کھیلنے لگا +

سومنت جی نے یہ بات تو یہیں پر ختم کردی۔ اس کے بعد گذارش کی کہ مہاراج یہی نہیں۔ سنت کمار کی پیشینگوئی تھی کہ اجودھیا کے راجہ دسرتھ اور انگ دیش کے راجہ روم پاد باہم رفیق و شفیق ہونگے کہ اولاد راجہ روم پاد بے اولاد ہوگا۔ راجہ دسرتھ جوش محبت میں اپنی نورچشمی راجہ روم پاد کے پیشکش کرینگے۔ اسی شاشا دسرتھ کماری سے شرنگی رکھ کا تعلق ہوگا۔ اور اسی تعلق کی وجہ سے راجہ دسرتھ کو لاولدی کے جگرخراش صدمے سے نجات ہوگی یعنی جب غم اولاد میں راجہ دسرتھ بے قرار ہونگے۔ اشکبار ہونگے۔ تب شرنگی جی پر مدعا برآری کا دارو مدار ہوگا۔ اُن کی نظرعنایت پر کامیابی مقصد کا انحصار ہوگا۔ دسرتھ راجہ روم پاد کے یہاں جائینگے خواہش دلی سُنائینگے دردِ دل سے کراہینگے۔ راجہ روم پاد کے ذریعے شرنگی جی کی مدد چاہینگے۔ درخواست ہوگی کہ شرنگی جی کو سمجھائیں وہ جگیہ کرائیں تاکہ اولاد کا داغ نہ رہے گھر بے چراغ نہ رہے۔ سنت کمار جی کا یہ بھی قول تھا کہ راجہ دسرتھ کی یہ بات سنکر راجہ روم پاد عجیب ضغطے میں ہونگے۔ سوچینگے کہ شرنگی رکھ کو روانہ کردوں تو خدمت و حصول سعادت میں ہرج ہوگا۔ اور اگر شرنگی رکھ اجودھیا میں نہ جائیں تو ایک رفیق شفیق کا کام تلپٹ ہوجاتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اُن کا خیال شاستر کے احکام پر گیا اُن کو معاً خیال ہُوا کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

دوست وہی ہے جو دلے درمے قدمے سخنے دوست کی رفاقت کرے۔ اور جب کوئی وقت پڑے تو کام آئے۔ مصیبت میں ہاتھ بٹائے۔ خصوصاً ایسا دوست جیسے مہاراجہ دسرتھ ہیں جس وقت مَیں بے اولاد تھا غم اولاد سے ناشاد تھا۔ اُنھوں نے اُف تک منہ سے نہ نکالی۔ اپنی بیٹی شاشا مجھے دے ڈالی۔ اس سلوک کا معاوضہ

مقدم ہے احسان کا عوض لازم والزم ہے۔ یہ باتیں دل میں غور کرکے راجہ روم پاد دسرتھ جی کا لحاظ و پاس کرینگے۔ شرنگی جی سے عرض و التماس کرینگے۔ شرنگی جی کا عذر و انکار نہ ہوگا۔ اجودھیا میں جانے سے عار نہ ہوگا۔ شرنگی جی جگیہ میں شریک ہونگے۔ راجہ دسرتھ کے سب کام ٹھیک ہونگے۔ محل برومند ہونگے۔ چار فرزند ہونگے۔ چاروں کا چار دانگ عالم میں نام ہوگا۔ ترلوک میں شہرۂ عام ہوگا۔ سومنت کہتا ہے کہ یہ آج کا قیل وقال نہیں۔ ست جگ کا ذکر فرحت اشتمال ہے۔ میں بھی وہاں مجمع سامعین میں محفل نشیں تھا۔ اس لئے جو کچھ سنا ہے۔ ٹھیک ہے۔ یتیم کی نیک ہے۔ اب آپ دیر نہ لگائیے جائیے شرنگی رکھ کو لائیے جگیہ سے فائدہ اٹھائیے ✣

سنت کمار نے جو الفاظ فرمائے وہ میری زبان پر آچکے آپ سماعت فرما چکے ہیں ؎

درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

راجہ روم پاد کے یہاں تشریف لے جائیے اور شرنگی رکھ کو لیتے ہوئے چلے آئیے۔ کام سہل عقدہ حل ✣

سنت کمار کی پیشینگوئی کی ایک ایک بات سُن کر جو سومنت نے راجہ دسرتھ کے گوش گزار کی راجہ دسرتھ جامے میں پھولے نہ سمائے۔ خوشی سے اُچھل پڑے مگر سری لوکش کی نغمہ خوانی ہے۔ شیوا بیانی ہے کہ سومنت کی یہ باتیں سنکر راجہ دسرتھ کو خیال ہوا کہ بششٹ جی ہمارے پیشوا اور رہنمائے دنیوی ہیں۔ ان سے بغیر پوچھے کچھ بھی کرنا محض خلاف۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اُٹھے سیدھے بششٹ جی کے استھان پر پہنچے عجز و انکسار عقیدتمندی کے اظہار کے بعد سومنت کی باتیں سنائیں۔ سب کہیں سمجھائیں بششٹ جی نے فرمایا کہ شرنگی رکھ کا بلانا لازمی لانا لازمی ہے۔ میں بھی ہمراہی کو آمادہ ہوں

اجودھیا میں صفائی عمل میں آئے۔ گلی گلی میں چھڑکاؤ کیا جائے۔ مکانوں پر سفیدی پھیرے۔ خلاصہ یہ کہ ہر طرح کی زیب و زینت سجاوٹ و آرائش کی جائے۔ اہلکار ہوا کی چال چلے تیر کی طرح پہنچے۔ اور سب زیب و آرائش مکمل۔ مہینوں کا کام دنوں میں ہو گیا۔ اب راجہ دسرتھ شرنگی جی کو لئے ہوئے اجودھیا پہنچے۔ باشندگان شہر مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ قدم قدم پر آنکھیں بچھا دیں۔ جے جے کا غل آکاش پر گونج گیا۔

راجہ دسرتھ شرنگی جی کو رنواس میں لائے۔ رانیوں نے دوڑ کر قدم چھوئے۔ چرنوں کی پوجا کی۔ شانتا کو گلے سے۔ نواسے کو چھاتی سے لگایا۔ دعائیں دیں۔ نچھاوریں اُتاریں۔ ساری اجودھیا میں آنند مٹی چھا گئی۔ خوشی کے سازو سامان سے کلیجے ہاتھ بھر کے ہو رہے تھے۔

سرگ ۱۲

رشی شرنگی رکھ اور دوسرے رشیوں منیوں کی اشومیدھ جگیہ کے لئے اجازت

سری لوکش جی اُمل نغمہ سرائی ہیں کہ اجودھیا میں شرنگی رکھ کے قیام کو کچھ دن گزر گئے۔ مگر جگیہ کی کارروائی نہ ہوئی۔ راجہ دسرتھ کو دن رات بے قراری تھی۔ ہر وقت گریہ و زاری تھی۔ اُنہوں نے بے صبر و قرار بے تحمل و اختیار ہو کر شرنگی جی سے کہا:-

رشی جی! عمر گزری جاتی ہے۔ صبح کے بعد شام ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی تمام ہوئی۔ شام کے بعد سحر آتی ہے تو چراغ صبح کو بجھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اب نظر عنایت ہو چشم رعایت ہو تو چراغ

خاندان کو نور بار کیجئے۔ نخل زندگی کو بار وار *
اشومیدھ شرنگی جی۔ میں آیا ہی اسی لئے ہوں۔ آپ شوق سے
جگیہ کا آغاز کریں گھوڑا چھوڑیں اور سرجو کے شمالی کنارے پر
جگیہ منڈپ بنوائیں۔ جو ہیں سب کام لیس ہو گیا۔ چراغ خاندان
کیا آفتاب خاندان روشن سمجھئے۔ راجہ دسرتھ نے وزیر مشیر رشی
منی عالم و فاضل برہمن۔ اہل مشورت اور رائے زن بلائے۔ دربار
میں مجمع عظیم ہو گیا۔ سب کی خاطر ہوئی۔ ایوان دربار اہل الرائے
سے بھر گیا تو راجہ دسرتھ نے اپنی خواہش دلی اور آرزوے قلبی بیان
فرما کر شرنگی جی کے حکم کا اعلان کیا۔ سب متفق الرائے ہوئے کہ جگیہ
میں توقف کرنا لازم نہیں۔ فوراً گھوڑا چھوڑا جائے۔ شرنگی جی کو آچاریہ
کی پدوی حاصل ہے کسی کو مضائقہ نہ ہوگا۔ رشی منی بولے کہ ہم ہر
بات میں راضی۔ کل باتیں منظور۔ تاکہ راجہ دسرتھ کو ایک کیا چار
فرزندوں کا ڈول ہو جائے۔ بس کام سدھ کرو۔ راجہ دسرتھ کی
مسرت دلی کی انتہا نہ تھی۔ حکم احکام جاری کر دئے۔ گھوڑا جگیہ
کے لئے منگایا گیا۔ سب انتظام لیس ہو گئے۔ سب بندوبست
ٹھیکم ٹھیک *

سرگ ۱۳

اشومیدھ جگیہ کے سازو سامان

راجہ دسرتھ حکم احکام نافذ کر کے بششٹ جی کی خدمت میں
پہنچے عرض کی کہ جگیہ کی تجویز پر سب نے صاد کر دیا۔ شرنگی جی
نے آچاریہ ہونا خوشی سے منظور کیا وہ بھی واجب التعظیم صاحب
کشف و کمالات آپ بھی واجب التکریم پاک ذات و عالی صفات ہیں

طرّہ یہ کہ آپ میرے مرشد برحق۔ ہادی مطلق۔ بس ایسی نظر فیض سے جگیہ کو سماپت کیجئے۔ اختتام پر پہنچائیے۔ کہ کسی طرح کا نقص نہ واقع ہو کوئی برہم راکشس بگھن نہ ڈال سکے۔
بشِشٹ جی بہت خوش ہوئے۔ منتظمان جگیہ کو فرداً فرداً بلایا سب کو اسموار ہدایات کیں۔ رتھ ساز۔ بڑھئی کہانی۔ چاہ کُن نجومی پنڈت۔ مطرب۔ مغنی۔ رقاص۔ معمار۔ دستکار کاریگر۔ غرضیکہ کوئی پیشہ ور ہدایات سے باقی نہ چھوڑا۔ مہمان اور راجوں مہاراجوں کے قیام کے واسطے عالیشان مکانات کی تیاری کا ارشاد ہوا۔ ہر موسم کے لائق ہر ملک کی آب و ہوا کے مطابق ایوانوں کی تعمیر کے لئے حکم صادر ہوئے۔ بیرونی والیان ملک کے لاؤ لشکر کے لئے قیامگاہوں کی تیاری لائق و فائق کاریگروں کے سپرد کر دی گئی۔ باشندگان اجودھیا کے لئے علیحدہ علیحدہ سکونتوں کی تجویزیں بنا دی گئیں اصطبلوں فیلخانوں کے لئے جگہیں مقرر کر دی گئیں۔ بہادران خنجر گزار و مردان کارزار کی تعیناتی ہوئی۔ تاکہ وقت ضرورت حرب و ضرب وہیں موجود رہیں بشِشٹ جی نے حکم فرمایا کہ یہ ساری تعمیرات جگیہ منڈپ کے ارگرد دائرہ وار حلقہ زن ہوں۔ میرے ہمراہیوں کا جائے قیام میرے قریب رہے۔ بھنڈار کا انتظام بہت معقول ہو جس جنس کی جس غذا کی جس کو ضرورت ہو وقت سے پہلے پہنچا دی جائے۔ جو غذا ہو جو طعام ہو خوشگوار ہو نفیس کھانے وقت پر پہنچائے جائیں۔ اول میں عمدہ عمدہ لذیذ اور ذائقہ دار کھانے ہوں۔ اس کے بعد متوسط درجہ کی لطیف چیزیں پیش کی جائیں اناج کے کوٹھے بھرے رہیں۔ روپیہ۔ جواہرات چاندی سونے کا ڈھیر لگا دیا جائے جس کو جس چیز کی خواہش ہو اسی وقت بہم پہنچائی جائے۔ جو جس شے کا طلبگار ہو فوراً پائے۔ یہ جگیہ وہ ہے جس میں یہ احتیاط مقدم ہے۔ کسی کے دل پر کسی قسم کا میل نہ آئے۔ سب ہنسی خوشی شریک رہیں۔ مانگی

مراد پاکر دعا کریں ÷
بششٹ جی کی زبان تو کشن جی کی سخن آرائی ہے کہ حکم کی دیر تھی
ہلتے ہی سب جو حکم کہکر دل وجان سے کمربستہ ہوگئے اور بششٹ جی
نے سومنت کو ہدایت کی کہ تمام رشیوں منیوں راجوں مہاراجوں کی
خدمت میں نوید روانہ ہوں - برہمن - چھتری - ویش شودر کوئی دعوت
سے نہ بچے - مصارف زاد راہ پیغام کے ساتھ بھیجے جائیں -
رسد و بار برداری کا معقول انتظام کیا جائے - مہاراجہ جنک راجہ
کے دوست کاشی نریش اور راجہ کیکے مہاراج کے خسروں -
راجہ روم پاد اور راجہ کوشل کو لانے کے لئے آپ اور آپ کے
بیٹے تکلیف کریں - سمندر پار کے راجاؤں کی طلبی کے لئے آپ
ہی زحمت اُٹھاویں - رہے اور مہاراجہ دسرتھ کے رفیق وشفیق
اُن کو لانے کے لئے مَیں آپ اور آپ کے صاحبزادوں کو ہی
تجویز کرتا ہوں - بس یہ کام آپ کے متعلق آپ مختار کار ÷
بششٹ جی کا حکم پاکر سومنت نے سب جگہ خط و پیغام
روانہ کردئے - خود بھی گئے - سب کو بڑی عزت ومنزلت سے
لائے - سب کا حسب مراتب اعزاز کیا - ایوانات میں رہنے کو
جگہ دی - سب دنیا کے سامان عیش مہیا کردئے - کسی کو کسی بات
کی تکلیف نہ ہونے پائی ÷
شاستر کی ہدایت ہے کہ کوئی جگیہ ہو یا کوئی اور مبارک تقریب
سب میں مسرت قلبی اور عشرت دلی سے کام کرنا لازم ہے چنانچہ
بششٹ جی نے انتہا سے خاطر ومدارات کے لئے خاص ہدایتیں
کیں - اور راجہ دسرتھ سے بنفس نفیس جاکر فرمایا - کہ سب راجے
مہاراجے - رشی منی وغیرہ آگئے - کل سامان لیس ہوگیا اب آپ
ذرا تکلیف کرکے جگیہ منڈپ میں چلیں اور سب کچھ بچشم خود
ملاحظہ فرمائیں ÷

راجہ دسرتھ کو خلجان ہوا کہ بششٹ جی بھی تقدس مآب۔ شرنگی جی بھی فضیلت انتساب اگر بششٹ جی کے حکم سے میں جگیہ منڈپ میں چلا جاؤں تو شاید شرنگی جی کو ناگوار خاطر ہو اور اگر نہ جاؤں تو کیا عجب کہ بششٹ جی ہی کے خلاف مزاج نہ ہو جائے۔ اس خیال میں غلطاں پیچاں ہونے ہی تھے کہ شرنگی جی اور بششٹ جی دل کا بھید سمجھ گئے۔ دونو یک زبان ہو کر بولے کہ میں فکرو اندیشہ چہ معنے دارد۔ چلئے شوق سے چلئے ہم دونو صدق دل سے اجازت دیتے ہیں۔ اب میں میکھ فضول۔ راجہ نے سرِ عقیدت جھکا دیا۔ جگیہ منڈپ میں تشریف لائے ساز و سامان سے خوشی ہوئی۔ رشیوں منیوں نے دھرم شاستر کے قواعد و اصول سے جگیہ کا آغاز کیا۔ جگیہ کا گھوڑا چھوٹتے ہی ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ کامیابی مقصد کی بنیاد پڑی ✦

گُر ۱۴

اشومیدھ جگیہ کے منڈپ کی کیفیت

تو کش مائل سخن سنجی ہیں کہ راجہ دسرتھ رانیوں کے ساتھ ساتھ جگیہ کرتے رہے حتےٰ کہ گھوڑا بلا روک ٹوک پھر واپس آگیا۔ پہلے دن راجہ کے جسم پر گوبر کی مالش کی گئی اور یوں پراگیہ کرم کا فرض ادا ہوا۔ پھر اوشدھ کرم کی باری آئی۔ پیکر ہی عنصری مٹی سے پاک و صاف کیا گیا۔ ازاں بعد اشنان کر کے گرد کے پوجن سے فراغت حاصل ہوئی۔ بعدہ اوشدھی یعنی مختلف جڑیوں بوٹیوں کے عرق سے غسل کرنے کے بعد راجہ نے اندر کی پوجن یعنی مدھیان کرم سے فرصت پائی جب بوندوں کے پانی سے آخری غسل ہو چکا۔ تو شرنگی جی نے وید منتر والی شرینی

زبانی دکھانا شروع کی۔ برہمن بھی حسب موقع پاٹھ کرنے لگے۔ وید دھنی سے آکاش گونج اُٹھا۔ میٹھے میٹھے سُروں سے دیوتا لوگ عالم وجد میں ہو گئے۔ جگیہ کی کارروائی بڑے جوش وخروش سے ہونے لگی۔ جگیہ کے برہمن بڑے عالم باعمل فاضل اکمل تھے۔ ان کی بڑی خاطر تواضع ہوتی تھی۔ کھانے کو چھپن بھوگ پہننے کو عمدہ عمدہ لباس طعام ایسے لذیذ کہ طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ جی چاہتا تھا کہ آگے سے تھالی نہ ہٹے۔ سامنے سینکڑوں طرح کی چیزیں۔ آدمی کیا کیا کھائے کیا کیا چھوڑے۔ جس کو جس چیز کی خواہش وہ بے مانگے موجود کسی کے لئے کسی چیز کی کمی نہیں۔ روپیہ اشرفی ڈھیر۔ جب سب کھا پی چکتے تو راجہ دسرتھ کے اہلکار سب جگہ گشت کرتے خبر رکھتے کہ کوئی غلطی سے باقی رہ تو نہیں گیا۔ جگیہ کے رشیوں منیوں سے لیکر برہمنوں تک اور راجوں مہاراجوں سے لے کر ایک معمولی سے معمولی آدمی تک خاطر مدارات دعوت تواضع سے نہال تھا۔ ایک ایک چیز کی تعریف ہوتی تھی۔ انتظام کی خوبیوں پر لوگ عش عش کرتے تھے۔ دلوں سے دعا نکلتی تھی۔ کہ راجہ دسرتھ پھلیں پھولیں۔ رنج وغم بھولیں پوری مراد ہو اولاد سے گھر آباد ہو ✤

لوگش اب جگیہ منڈپ کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ بناوٹ الفاظ میں سمجھاتے ہیں کہ اس میں اکیس ستون قائم کئے گئے تھے۔ چھ چھ تو بیل کھیر اور پلاس کی لکڑی کے کھمبے تھے دو آلو کے اور ایک دیودار کا۔ یہ اکیسوں ستون ۲۱۔ اگن کنڈوں پر نصب تھے۔ ہر ستون میں دو دو بازو اور چوبیس چوبیس انگلیاں بنائی گئی تھیں اور کیا بازو اور کیا انگلیاں سونے کے زیوروں اور زرکار کپڑوں سے آراستہ تھے۔ ہر کھمبے میں آٹھ آٹھ کوریں تھیں اور سب کی آراستگی قابل دید۔ پہلے وید منتر پڑھ پڑھ کر پھول رولی چندن چاول وغیرہ سے ان کی پوجا کی گئی۔ پھر ایک ایک چوب کے پاس ایک ایک رشی استادہ ہوا۔ اگن کنڈ برہمن کے ہاتھ

سے بنوائے گئے اور چھ ستون ان کے ہاتھ سے چھلا چھلا کر اگن کنڈوں پر نصب کئے گئے تھے۔ منڈپ میں گرڑجی کی تین طلائی مورتیاں تھیں۔ ایک بیچوں بیچ کے کنڈ میں دوسری اور تیسری اُس کنڈ کے دائیں بائیں طرف۔ اگن کنڈ میں شاکلیہ ہون سے کارروائی شروع کی گئی۔ دیوتاؤں کی دلپسندی کے لحاظ سے شاستر کے مطابق تین سو جانوروں کا ہون ہوا۔ پھر کوشلیا نے گھوڑے کی تین مرتبہ پوجا کرکے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ اُس روز سارا دن گھوڑے کی ہی پرستش ہوتی رہی اور کیا راجہ دسرتھ کیا کوشلیا کیا سُمترا اور کیا کیکئی اور کیا ہون کرانے والے سب کے سب رات بھر جاگرن میں مصروف رہے۔ پلک تک نہ جھپکائی +

دوسرے روز علے الصباح گھوڑے کی قربانی ہوئی اعضا کے ٹکڑے اور پارہ ہائے گوشت اُن اگن کنڈوں میں سواہا کئے گئے جن پر سولہ برہمن وید منتروں کی برکتیں دکھا رہے تھے۔ جب گھوڑا سواہا ہوگیا تو گھی اور شاکلیہ سے ہون کی کارروائی شروع کی گئی راجہ دسرتھ کے لئے ایک جدا ہی کنڈ ہی بنایا گیا تھا جس میں وہ تنہا ہون میں مصروف تھے۔ رات بھر یہ کارروائی جاری رہی۔ صبح ہوئی تو درازی عمر کے واسطے ہون کیا گیا۔ رشیوں منیوں نے وید منتروں کی برکت سے ایسے ایسے کمال دکھلائے کہ رات کو روز روشن کی کیفیت نظر آتی تھی۔ ایک ہون میں کرم شاستر کے مطابق حصول فتحمندی کے لئے بھی کرم کئے گئے۔ جب یہ کارروائیاں ہوچکیں تو راجہ دسرتھ جوش مسرت سے دکشنا تقسیم کرنے کے لئے کمربستہ ہوئے۔ جوش قابو سے باہر تھا۔ ہون کرانے والے برہمنوں کو مشرق کی حکومت، ویدی چلیہ کرانے والوں کو مغرب کا راج دے ڈالا۔ شمال کی حکمرانی شام بید لوں کی نذر کردی۔ اور جنوب کی فرمانروائی دوسرے برہمنوں کو دے ڈالی۔ اس داد و دہش کے وقت راجہ دسرتھ کا چہرہ آفتاب

عالمتاب کی طرح چمکتا تھا - پرتاب وہ کہ برہما معلوم ہوتے تھے -
دل آنند میں مگن تھا +

جس وقت راجہ دسرتھ برہمنوں کو پورب - پچھم - اُتر - دکھن کا راج دے چکے - برہمنوں نے اشیرباد دے کر کہا کہ مہاراج ! ہم برہمن - ہم شاستر پڑھنے والے - تپسیا ہمارا پرم دھرم - ہم کو راج پاٹ سے کیا کام - تاج و تخت راجاؤں کے سزاوار ہیں - انہیں سے رعیت پروری ہو سکتی ہے - سرکشوں کو سزا - نیک اعمالوں کو جزا دینے کی طاقت اُنہیں کا حصہ ہے - پس ہم لوگوں کو ایسی دکشنا سے معاف رکھئے - ہم راج کرنے لگ جائیں تو شاستر کون پڑھے - تپ جپ کس کی جان کو رہ گئی بالفرض آپ کو یہ خیال ہو کہ دیا ہوا دان پھیرنا دھرم سے خلاف ہے تو پرتھی ناتھ ہم ذمہ وار ہیں - آپ بے پرواہ رہیں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں - اس میں معاوضہ کافی ہو گا - دان پھیرنا قابل معافی ہو گا +

راجہ دسرتھ دانی تھے - برہمنوں کا دوسرا معاوضہ تجویز کیا - دس لاکھ گائیں پیشکش کیں اور چالیس لاکھ روپیہ نذر کئے +

اتنی گائیں اور اتنا روپیہ دیکھ کر برہمنوں کا کیا پوچھنا - پھولے نہ سمائے اُچھل اُچھل پڑے مگر حصہ بخرہ کیسے ہو کوئی کچھ مانگتا ہے کوئی کچھ لئے جاتا ہے - آپس میں چخیں چلنے لگیں - اودھم مچ گئی یہ رنگت دیکھ کر شرنگی جی اور بششٹ جی نے سب کو دھیرا کیا ہر ایک کی لیاقت و حیثیت کے موافق جو واجب تھا حوالے کیا - جب حق بحقدار رسید کا معاملہ ہو چکا - برہمن خوش ہو کر گئے - شرنگی جی اور بششٹ جی کا شکریہ ادا کیا اور راجہ دسرتھ کو سچے دل سے دعائیں دیں - راجہ دسرتھ برہمنوں کی دکشنا سے فراغت کرتے ہی خیر و خیرات کا خزانہ کھول دیا - مفلوکوں بے نواؤں - اپاہجوں کو روپیہ اشرفی سے لاد دیا -

گنتی ہی کیا کروڑوں اشرفیاں بٹ گئیں۔ راجہ کے یہاں کوئی زیور نہ باقی رہا۔ سب اہل سوال مانگ لے گئے۔ اثنائے خیرات میں ایک برہمن جس کی زر و جواہر سے نیت نہ بھری تھی۔ راجہ سے بولا کہ مہاراج کوئی زیور اور دیجئے۔ راجہ دسرتھ نے خوشی سے اپنے بازو کا مرصع زیور اُتار دیا۔ اور کہا بس اب تو خوش ہوئے۔ اُس نے اشیرباد دیا۔ راجہ نے سب کو ڈنڈوت کی قدموں پر سر جھکایا +

دان دکشنا سے چھٹی کر کے راجہ دسرتھ جی نے شرنگی جی کے قدم آنکھوں سے لگائے۔ گذارش کی کہ مجھے اب کیا ارشاد ہے +

شرنگی جی نے فرمایا کہ بس اب چار آفتاب خاندان لو۔ اور کیا۔ راجہ دسرتھ کی خوشی کی کیا انتہا رُواں رُواں پھڑک اُٹھا۔ لیکن شرنگی جی کہنے کو تو کہہ گئے پھر خیال آیا کہ بے سمجھے اشیرباد دے دیا۔ لوحِ قسمت تو دیکھی ہی نہیں کہ اس میں اولاد کے بارے میں کیا لکھا ہے یہ سوچتے ہی اُنہوں نے آنکھیں بند کیں۔ اور چشمِ باطن سے راجہ کی سرنوشت پر نظر جما دی +

سرگ ۱۵

راجہ دسرتھ کے یہاں اوتار لینے کیلئے سری بشن جی سے دیوتاؤں کی درخواست اور اُنکی منظوری

شرنگی جی حالتِ مراقبہ میں آنکھیں بند کرتے ہیں تو راجہ کے نوشتہ تقدیر کا حرف بحرف نگاہ کے سامنے آگیا تو اولاد کی جگہ صفر ہی صفر ہے۔ بڑے گھبرائے۔ بڑی فکر ہوئی کہ اُدھر ایشور کی طرف سے کیا جواب ادھر میرا اشیرباد [illegible]

چار فرزندوں کے لئے۔ اس تردد میں غلطاں پیچاں ہو کر سوچا تو راجہ
دسرتھ سے کہا آپ کا جگیہ تو پوری کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا
لیکن حصول کی پوری امید نہیں۔ پس آپ ایک پتر ایشٹی جگ کیجیے
تو ضرور فرزند پیدا ہوں۔ راجہ نے تعمیل ارشاد کی۔ ایک ستون نصب
کیا گیا۔ اس میں نو انگلیاں بنائی گئیں۔ اتھرون وید کے منتروں
کی آواز گونجنے لگی۔ ہون ہونے لگا +

ادھر یہ کارروائی تھی اُدھر دیوتا اور گندھرب برہم لوک میں پہنچے
برہما جی کی خدمت میں گذارش کی کہ مہاراج راون کے ظلم و ستم
حد سے بڑھ گئے ہیں۔ کسی میں طاقت برداشت باقی نہیں آپ
نے اسے بردان دے رکھا ہے جس کی وجہ سے ہماری کوئی بددعا
بھی کارگر نہیں ہو سکتی۔ نہ ہم میں طاقت ہے کہ سر کچلیں۔ راجا
ہم لوگوں ہی کی جان کا کال نہیں اُس نے تینوں لوکوں میں آفت
مچا رکھی ہے۔ اندر کے بیٹے کو تو زیر کر چکا۔ اب اندر پر بھی دانت ہے
اُس کا رعب وہ ہے کہ سورج کی روشنی مارے ڈر کے اُس سے منہ
چھپاتی ہے۔ ہوا بے حکم چل نہیں سکتی۔ سمندر کی لہریں صورت
دیکھتے ہی تھم جاتی ہیں۔ جیتنا تو درکنار اُس کے سامنے جاتے ہم
لوگوں کی بوٹی بوٹی کانپتی جان ستر کوٹھوں میں چھپتی ہے
صورت وہ خوفناک کہ دیکھتے ہی بدن پر جوڑی چڑھ جائے۔
تاب مقابلہ معلوم +

برہما جی۔ آپ لوگ اتنا کیوں گھبراتے ہیں۔ میں پہلے ہی اس
کی پیش بندی کر چکا ہوں۔ راون نے بردان مانگا کہ کیا دیوتا
کیا گندھرب کیا رشی کیا اپسرا اور کیا راکشس کسی کی مجھ سے
ایک پیش نہ جائے۔ سب پر میں ہی ور رہوں۔ کوئی مجھے مار نہ
سکے۔ پس آپ کو میرے بردان سے خوف کیا۔ اس کی موت انسان
کے ہاتھ سے شدنی ہے۔ جو ٹلنے والی نہیں +

برہما جی کے ان الفاظ سے دیوتاؤں کی جان میں جان آئی
اُن کے دل کا مرجھایا ہوا کنول کھل گیا۔ اتنے ہی میں اتفاق
سے سری بشن جی وہاں آموجود ہوئے۔ شنکھ چکر گدا پدم ہاتھوں میں
تھے پیتمبر زیب تن تھا۔ سانولا روپ۔ بازوؤں میں مرصع زیور۔
صورت موہنی۔ مورت موہنی۔ جو ہیں جمال جہاں افروز نظر آیا
سب دیوتاؤں نے سروقد تعظیم دی۔ زمین بوس ہوئے اور زبان
اُستت کرنے لگی۔ بشن جی جو ہیں سنگھاسن پر براجے سری برہما جی
اور سب دیوتاؤں نے پیشانی ادب سے زمین چومی۔ اور ہاتھ باندھ
کر عرض کی کہ سری رمایت۔ لکشمی جیون۔ راون نے ناک میں دم
کر رکھا ہے ہم سب تنگ آگئے۔ نہ طاقت مقابلہ ہے نہ تاب
مجادلہ۔ آپ ہی اُس کا قلع قمع کریں تو ممکن ہے۔ ہم لوگ بالکل
معذور ہیں۔ ہے پدمارمن اجودھیا جی کے راجہ دسرتھ بڑے
دھرموان بڑے پرتاپی ہیں۔ تین رانیوں سے رنواس کی زینت ہے
رانیاں بھی بڑی پاک دامن اور نیک پاک ہیں۔ راجہ نے اولاد کی
خواہش میں جگیہ کیا ہے۔ چار فرزندوں کا اشیرباد شرنگی رکھ دے
چکے ہیں۔ پس موقع ہے کہ آپ چار سروپ دھارن کیجئے۔ اور
قالب جسمانی و پیکر انسانی میں راجہ دسرتھ کے عناصر زندگی بن کر
رگھوبنس کی عزت بڑھائیے۔ آپ اودھ میں اوتار لینگے تو راون
کے قتل میں شبہ نہیں۔ ورنہ وہ اور کسی کے مارے نہ مریگا۔ نہ
کاٹے کٹے گا۔ تینوں لوک اُجڑ جائینگے۔ اہل دنیا کو نت نئی
آفتوں سے سامنا رہے گا۔ راون دراصل راکشس نہیں مگر
اس کے اعمال و افعال نے راکشسوں کے بھی کان کاٹے ہیں رشی
سیدھے نہ لینے میں نہ دینے میں۔ اُن کو بھی نشانۂ تیر بنائے رکھتا ہے
ہم لوگ تن بن کے رہنے والے نہ کچھ بولیں نہ چالیں تین لوک
سے متھرا نیاری پر عمل پھر بھی راون چین نہیں لینے دیتا۔ جب

دیکھو ایک تازہ فتنہ انگیزی۔ آئے دن کوئی نہ کوئی شرارت۔
بس کیا کہیں پیسے رکھے دیتا ہے۔ ایسا جان کا گاہک نہ
کبھی آنکھوں سے دیکھا۔ نہ کانوں سے سُنا۔ اس لئے
آپ کی پناہ میں آگئے۔ فریادی ہیں۔ کہ جان بچائیے۔
مصیبتوں سے چھٹکارا دیجئے۔ پرتھوی کا بھار اُتاریئے۔
راون کو ماریئے۔ جب تک آپ قالب انسانی میں اوتار
نہ لیں گے۔ دیوتاؤں رشیوں اور اہل زمانہ کی جان پر
مصیبت ہی مصیبت رہیگی۔

بشن جی۔ میں واقف ہوں بیشک راون بہت بڑھ چلا
ہے۔ اس کے مظالم حد سے گزر گئے ہیں۔ خیر آپ دل کو ڈھارس
دیں۔ میں راون کا تسمہ تک نہ لگا رکھونگا۔ سارے خاندان کو
خاک میں ملا کر پانی پیونگا۔ گیارہ ہزار برس تک میرے قالب انسانی
کا قیام ہوگا۔ اور اپنا سے روزگار کے لئے امن عام۔ سب دیوتاؤں
نے شکریہ ادا کیا۔ اور پھر یہ پرارتھنا کی کہ مہاراج کیا خوب ہو
کہ راون کو تہ تیغ کرتے ہی دیولوک ہوتے ہوئے چھیر ساگر کو
تشریف لے جائیے۔

سرگ ۱۶

اگن کُنڈ سے بشن جی کا ظہور راجہ دسرتھ کو کھیر کی دستیابی۔ مہارانی کوشلیا۔ سُمترا اور کیکئی کے بطن مبارک میں قیام حمل

گو انتر یامی بشن واقف راز دانائے غیب ہیں اُن سے کون

بات پوشیدہ ہے۔لیکن نہیں اُنہوں نے تجاہل عارفانہ سے پوچھا کہ انسان کے ہاتھ ہی سے راون کی موت ضروری ہے یا کوئی اور تدبیر بھی ہوسکتی ہے

دیوتا رشی۔ مہاراج تدبیر ہے تو بس یہی کہ آپ ہی انسانی قالب میں اوتار لے کر راون کو سزائے اعمال دیں۔برہما جی کا بردان ہی یہ ہے کہ نہ وہ دیوتا کے ہاتھ سے مریگا نہ گندھرب کے ہاتھ سے رشیوں کی ایک پیش نہ جائیگی۔کنھر بال بیکا نہ کرسکینگے۔راکشسوں سے روآں تک نہ میلا ہوگا۔صرف رہ گئی قوم انسان اُس کا بردان میں ذکر ہی نہیں۔بس اسی کے دست بازو سے اس کو خاک برسا سکتے ہیں۔اگر دیوتاؤں سے ڈرتا ہوتا تو تین لوک اُس کے نشانۂ ظلم و ستم کیوں ہوتے۔اس کے ظلم کی بس حد ہے کہ جس کی عورت پائی زبردستی چھین لی۔کوئی ذرا منکا تو بس آؤ تو جاؤ کہاں۔غریب کا زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں +

بشن جی۔تو پھر اچھا آپ لوگ اطمینان رکھیں۔مَیں چار انسانی قالبوں میں ظہور کرتا اور سارے دکھ درد دور کرتا ہوں +

یہ کہتے ہی سری بشن جی نگاہ سے غائب ہوئے تو گویا تھے ہی نہیں۔وہاں سے سیدھے راجہ دسرتھ کے جگیہ منڈپ میں پہنچے جگیہ دھوم دھام سے ہو رہا تھا۔آپ ہون کُنڈ میں اگن روپ ہوکر پوشیدہ ہوگئے اور فوراً ہی نمودار ہو لئے۔لوگ دیکھتے ہیں تو اگن کُنڈ میں ایک شبیہ نور کھڑی ہے۔چہرے کا سانولا رنگ۔بدن پر سُرخ لباس۔سارا جسم مرصع زیورات سے آراستہ۔اس پیکر نور نے جمال دکھاتے ہی مدبرانہ شان سے کچھ الفاظ کہے۔پھر دست منور میں کھیر کا برتن لئے ہوئے کُنڈ کے باہر نکل آیا۔راجہ دسرتھ سے مخاطب ہوکر تقریر کی کہ یہ لو کھیر کا پیالہ۔تم سمجھے مَیں کون ہوں۔انسان نہیں۔برہما جی نے درخواست کی تھی اس لئے

جگیہ میں شامل ہُوا۔ اتنا کہکر بشن جی خاموش ہوگئے اور راجہ دسرتھ کا حال ہی دگرگوں ہوگیا۔ وہ سہم گئے کہ غضب ہوگیا۔ ضرور یہ کوئی برہم راکشس ہے ❊

بشن جی صورت سے بھانپ گئے کہ راجہ دسرتھ کس گمان میں ہیں۔ ان پر کیا خوف طاری ہے۔ اُنھوں نے زباں گوہرفشاں سے گلفشانی فرمائی۔ کہ راجہ دسرتھ کسی بات کا اندیشہ نہ کرو۔ وہم دل سے نکالو۔ مَیں تمہارے یگیہ ہی کی برکت سے یہاں وارد ہوا ہوں لو یہ برتن اس میں وہ عجیب و غریب کھیر ہے جو انسان کیا دیوتا نے بھی نہیں دیکھی۔ برہما جی کی درخواست پر یہ طعام لطیف مَیں نے اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ اس کا اثر ہے کہ بے اولاد کو صاحب اولاد کرے۔ چنانچہ کھیر لے جاؤ اپنی رانیوں کو کھلاؤ جو رانی کھائیگی فرزند پائیگی ❊

راجہ دسرتھ نے یہ سُنتے ہی قدموں کی بلائیں لیں ایسے خوش ہوئے گویا کسی مفلس کو خزانہ ہاتھ آگیا۔ کھیر کا برتن لے کر بشن جی کی پرستش کی۔ اس وقت اگن کُنڈ کے شعلے ایسے منور تھے کہ ہزاروں سورج قربان۔ بشن جی کھیر دے کر نظر سے غائب ہوگئے اور رشیوں اور دیوتاؤں کے دل کو وہ خوشی حاصل ہوئی کہ پھولے نہ سمائے ❊

راجہ دسرتھ نے کھیر رانیوں کے سامنے پیش کر کے کہا کہ لو برہما جی کے حکم سے کوئی فرشتہ دے گیا ہے۔ اس کے کھانے پر ہماری کامیابی مدعا کا دارو مدار ہے۔ خوشی سے کھاؤ یہ کہکر اُس کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ مہارانی کوشلیا کو دیا باقی نصف کے دو حصے کر کے ایک سُمترا کو عطا فرمایا باقی کا نصف حصہ کیکئی کو دے کر غور کرتے تھے کہ بقایا کھیر کس کو دوں کوئی خیال میں نہ آیا تو وہ بھی سُمترا کے حوالے کر دیا ❊

موصوف الصدر رانیوں میں سے کوشلیا جی سب سے بڑی
مہارانی تھیں۔ سُمترا منجھلی اور کیکئی چھوٹی۔ چنانچہ سب نے اپنے
اپنے حصے کی کھیر نوش جان فرمائی اور فوراً حاملہ و باردار ہوگئیں۔ اس
وقت ان کے جمال جہاں آرا کا نور ہی اور تھا چہرے پر وہ تابش حسن
تھی کہ نظر کو چکا چوندھ ہوتی تھی۔ جوں جوں دن گزرتے گئے۔ دل
کی امیدوں میں جان پڑتی جاتی تھی۔ راجہ دسرتھ کا دل ہاتھوں
بڑھتا تھا اور لوگ دن گنتے تھے کہ کب ایام فرحت فرجام ان
کی آرزوئیں پوری کریں +

سرگ ۱۷

رام اوتار میں راکشسوں کے قتل کے لئے دیوتاؤں اور گندھربوں وغیرہ سے بندروں کی ولادت

مہارانی کوشلیا۔ سُمترا اور کیکئی حاملہ تھیں۔ ہوتے ہوتے
دوہت کے ایام آئے رانیوں کو غذائے لطیف و اشیائے لذیذ
کی طرف رغبت ہونے لگی راجہ دسرتھ عمدہ سے عمدہ نفیس سے
نفیس چیز ڈھیر رکھتے تھے۔ کہ رانیاں کسی وقت دل مار کے نہ
رہیں۔ جب جس چیز کی خواہش ہو بے توقف کھائیں +
رشی منی خوش تھے۔ کہ بس اب کامیابی کے دن دور نہیں
ایام مسرت فرجام قریب آتے جاتے ہیں +
برہم سبھا میں برہما کہتے تھے کہ بشن جی کی صورت کا کیا کہنا جو کہا
تھا کر دکھایا۔ ہم لوگوں کی حفاظت و امانت کے لئے

قالب انسانی قبول کرنے والے ہیں۔ اسے دیوتا منڈلی اب ہم سب کا فرض ہے کہ رات دن دعا کریں سچے دل سے اشیرباد دیں کہ راجہ دسرتھ کے فرزند بڑے صاحب طاقت سرچشمۂ لیاقت ہوں۔ وید شاستروں پر کامل عبور ہو ظفر بستہ فتراک رہے فتح و نصرت مطیع خنجر ظفر پیکر ہو۔ دشمنوں کے لئے اُن کا تیر تیغ اجل ہو۔ راکشسوں کے واسطے اُن کی جنبش نظر پیغام قضا۔ اب مناسب ہے کہ جتنے گندھرب ہیں جتنے کنہر اور جس قدر اپسراسب کی عورتیں جتنے اکہ اندرانی بھی بندریا کا قالب قبول کر کے بندروں کی افزائش کریں ✤

اسے دیوتا منڈلی ست جُگ میں ایک مرتبہ مجھے جمائی آگئی تھی فوراہی میری زبان سے نکلا کہ راون کو اور کوئی تو نہ ماریگا۔ آدمی اور بندرہی موت کے گھاٹ اُتاریںگے ✤

برہما جی کی زبان سے یہ الفاظ سُنکر دیوتا اور گندھرب وغیرہ خیل میموں کی افزائش میں مصروف ہوئے اور اندر نے فرمایا کہ برہما جی مہاراج! حسب ذیل دیوتا یا اُن کے فرزند آپ کے ارشاد سے پہلے دنیا میں جنم لے چکے اور زمین بال کا فرزند پیدا کرچکا جو شاہنشاہ میموں ہوگا ✤

نام زمانہ حال	نام زمانہ قدیم	نام زمانہ حال	نام زمانہ قدیم
تارا	فرزند برہسپت	میند	فرزند اسونی کمار
گرب	کوبیر	دوبدہ	〃
نل	〃 بسوکرماں	سوکھین	〃 برن
نیل	〃 اگن	سری بجرنگ بلی مہابیر	〃 پون

یہی نہیں بلکہ باقیماندہ دیوتا بھی بندر ہو کر اپنی مرضی کے موافق

چولا بدلنے والے ہیں۔ دیوتاؤں نے اپنی اپنی طاقت اپنی اپنی
اصلی شکل صورت کے لحاظ سے اب پیکر شاخی قبول کیا ہے۔ کوئی ہمقد
فیل۔ کوئی ہمپایہ کوہ ہے۔ ان سب کو فن حرب و ضرب میں کمال حاصل ہے
ششتر ودیا میں نظیر نہیں رکھتے۔ ان کے سلاح جنگ بھی عجیب
غریب ہیں۔ کسی کا ہتھیار پہاڑ ہے کسی کا دندان خارا شگاف اور
کسی کا ناخن خونخوار۔ یہ سب جنگلوں میں آباد ہوئے تو بڑا ہی رش
مچایا۔ کوئی پہاڑوں کو یہاں سے اُکھاڑ کر وہاں پھینک رہا ہے کوئی
درخت ہی توڑ مروڑ کے رکھے دیتا ہے۔ کبھی سمندر میں کود کے
اُس کی بائی کچائی نکال دی۔ دل میں آیا تو ایک زقند میں اس پار سے
اُس پار۔ جب یہ طاقت کا حال تو پھر غریب ہاتھی اور اور جانوران صحرائی
کس شمار و قطار میں ہیں۔ ان کی تو کبھی مچھر کے برابر بھی حقیقت نہیں
ان بندروں نے اپنا دخل بٹھا کر سمندر کو چاروں طرف سے گھیر
لیا۔ پورب پچھم اتر دکھن۔ جہاں دیکھو یہی یہ۔ جو سب میں طاقتور
اور شہزور تھے انہوں نے کشن دیش (دکن) میں پائے استقامت
جمایا۔ بال اور سگریو نے حکومت کے ڈنکے بجائے۔ نل نیل اور
ہنومان نے سپہ سالاری کی۔ کل جنگلی جانور مارے خوف کے جنگل چھوڑ
بھاگے جس کو انہوں نے پایا مسل کے رکھ دیا۔ بال کو وہ قوت و قدرت
حاصل ہوئی کہ تمام غنیموں اور مخالفوں کو سر کیا۔ سارے شہزور
پست کر دئے تھے اگر اس وقت اپنی قوم کا شاہنشاہ ہے۔ بال
و سگریو ہی کی فوج پر منحصر نہیں۔ ایک بندر کی قوم ایسی بھی ہوئی جس
کا رنگ کالی گھٹا کا ہمرنگ تھا اور اسی طرح ۳۳ کروڑ دیوتا رام
کے لئے باز قوم کے فخر اور راون کے لئے پیغام موت سے
زیادہ ہوئے ٭

سرگ ۱۸

سری رامچندر جی۔ سری بھرت جی سری لکشمن جی اور سری شترہن جی کے ظہور سے جلوہ نور پرور ان کی پرداخت تعلیم و تربیت اور وشوامتر جی کی آمد

سری لومش جی کی ترانہ سنجی ہے کہ شرنگی جی کا مجوزہ پتر ایشٹی جگیہ ایک سال میں ختم ہوا۔ راجہ دسرتھ نے بڑی تعظیم و تکریم سے رشیوں مہرشیوں کو رخصت کیا۔ شرنگی رکھ چار روز زیادہ رہے۔ پھر انگدیش میں راجہ رومپاد کے یہاں تشریف لے گئے۔ راجہ دسرتھ فکر اولاد میں گھڑیاں گنتے تھے ایک ایک پل پہاڑ معلوم ہوتی تھی۔ کاٹے نہ کٹتی تھی۔ شدہ شدہ سال پورا ہوا۔ بارہ مہینے گزر گئے۔ چیت کا مہینہ آیا۔ اوجالے پاکھ نے جلوہ دکھایا۔ نومی کی مقدس تتھ آئی۔ پنربش نچھتر سوکرم جوگ لگن میں سری رامچندر جی نے کوشلیا جی کو بیراٹ روپ کا جلوہ دکھایا۔ کوشلیا نظارے کی تاب نہ لا سکیں۔ دل میں ہیبت سما گئی۔ سری رامچندر جی نے پیاری ماتا کی کیفیت دیکھ کر روپ بدلا۔ اور ایک ننھے سے بالک بن کر قدرت کاملہ دکھادی۔ ترلوک میں دھوم پڑ گئی کہ رام اوتار ہوگیا برہما دیوتا رشی منی سب خوشی میں مست ہوکر نغمۂ عشرت گانے لگے کوشلیا جمال عالم افروز دیکھ کر غش کر گئیں۔ دل نہال ہوگیا۔ چہرے پر خوشی چھا گئی رُخ پر نور برسنے لگا ٭

اب پکھ نچھتر آیا تو کیکئی کے رنواس میں بدھائی بجنے لگی۔ بھرت جی کے جلوۂ مسعود کی خوشخبری نے آوازۂ مبارک بلند کیا ٭
سُمترا جی کا رنواس اب تک منتظر موقع عشرت تھا کہ اشلیکھا نچھتر آگیا

شبھ گھڑی۔ شبھ لگن میں پہلے سری لکشمن پھر سری شترگھن شمترا جی کی آنکھوں کی پتلی بنے ؛

سری رامچندر۔ سری بھرت۔ سری لکشمن اور سری شترگھن جی کا جمال نور افروز سورج چاند کو شرماتا پرتو حسن سے درو دیوار پر ستارے چھٹکاتا تھا۔ ظہور مسعود اور جلوۂ محمود کی خوشخبری سے دیوتا اچھل پڑے گندھرب مارے خوشی کے کود پڑے۔ رشی مہرشی آنند میں ڈوب گئے۔ آکاش سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ برہم لوک میں دھنبی نے نغمۂ عشرت چھیڑ دئے ؛

راجہ دسرتھ کے بارگاہ عالم پناہی۔ ایوان شاہنشاہی میں شادیانے بجنے لگے۔ جشن عظیم کی تیاری ہوئی۔ زر و جواہر زلد ورد خلعت انعام و اکرام سے سب مالا مال ہو گئے۔ گئودانوں کا تانتا لگ گیا۔ پیدائش کے تیرھویں دن گرہوں اور برہمنوں کی پوجا ہوئی وِدوان پنڈتوں اور شاستر دان برہمنوں سے ویدیاں رچیں اور وید منتروں سے سب جنم سنسکار کئے گئے۔ بششٹ جی نے مہارانی کوشلیا کے نورِ نظر کا نام رام رکھا۔ وجہ یہ بتائی کہ ہر چیز میں سری رامچندر جی کے انوار قدرت کا ظہور ہے۔ یہ خورشید میں ہیں ماہ میں ہیں کوہ میں ہیں۔ کاہ میں ہیں۔ گل میں یہی ہیں۔ بو میں یہی۔ رنگ میں یہی۔ ہر سنگ میں یہی۔ شرر سنگ میں یہی۔ یہی بحر میں۔ یہی نہر میں۔ یہی لہر میں۔ یہی آب میں۔ یہی خاک و آتش و باد میں۔ یہی رعد و برق و سحاب میں۔ یہی مہر و ماہ پر ہر میں۔ یہی رنگ و بوئے گلاب میں۔ یہی زعم اہل خرد و ہش میں یہی جوش عہد شباب میں۔ جس طرح چاند کی نور افشانی سے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ اسی طرح سری رامچندر جی کی جلوہ افروزی سے سب کے کلیجوں میں ٹھنڈک پڑ گئی پس یہی نام موزوں ہے یعنی سری رام ؛

کیکئی کے جگر بند کا نام نامی بشسٹ جی نے بھرت تجویز
کیا اور سمترا کے فرزندوں کا اسم گرامی لکشمن و سترہن۔ نام کرن
کی ترتیب میں راجہ دسرتھ کے دست خیر نے مینہ کی سی جھڑی
باندھ دی۔ چاندی سونا زر و جواہر ہر طرف برس گئے۔ جشن ہوا جلسے
ہوئے۔ عمائدین سلطنت و اراکین حکومت کی دعوت ہوئی۔
کھیل رہا۔ ہر فرد بشر کی ضیافت ہوئی۔ سب آنند تھے۔
خورسند تھے۔ سب کی دعا تھی۔ پروان چڑھیں پالنا جھولیں
کھائیں کھیلیں۔ پھلیں پھولیں ۔

چاروں راجہ دسرتھ کی آنکھ کے تارے ماتاؤں کے دُلارے
آغوش عاطفت میں پلنے لگے۔ رفتہ رفتہ گھٹنیوں چلنے لگے
دُوج کے چاند کی طرح بڑھتے بڑھتے چودھویں کا چاند ہو گئے۔
تو خصائل و فضائل میں کوئی نظیر نہ رہا۔ ہر علم و فن میں بے مثال
و لاجواب تسلیم ہوئے۔ ہر بات کی واہ واہ تھی۔ کمالات قدرت
میں پوری دستگاہ تھی ۔

راجہ دسرتھ کی گو پانچوں انگلیاں برابر تھیں۔ اور دونوں آنکھیں
یکساں عزیز۔ مگر انہیں خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ کے لحاظ
سے بھی سری رامچندر کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ اور کبھی
نگاہ سے اوٹ نہ ہونے دیتے۔ چاروں بھائی چاند سورج کی دو
جوڑیاں نظر آتے تھے۔ ایک کو ایک سے زیادہ محبت۔ ایک سے
ایک زیادہ ایک دوسرے کا ہوا خواہ ۔

رامچندر جی ہوا خوری کو نکلتے تو جو دیکھتا مبہوت ہو جاتا۔ ہاتھی
پر سوار ہوتے تو راجہ اندر شرما جاتا۔ رتھ پر چڑھتے تو سورج کی آنکھ
نیچی ہو جاتی۔ گھوڑے پر سیر کرتے تو سورج کے گھوڑے گرد
ہو جاتے۔ سری رامچندر جی پر سعادتمندی ختم تھی۔ پتا کی خدمت تمام
معاملات زندگی و لوازمات دنیوی سے زیادہ مقدم جانتے

تھے۔ نگاہوں میں جانا پرم دھرم تھا۔ شاستر کا حکم ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو بمنزلہ والد سمجھے۔ چنانچہ لکشمن جی کا اس پر پوری طرح سے عمل تھا۔ وہ سری رامچندر جی کو راجہ دسرتھ ہی کے برابر مانتے اور اُن کی خدمت و رضاجوئی کو سرمایۂ سعادت بلکہ عبادت جانتے تھے۔ سری رامچندر جی کو بھی لکشمن جی سے خاص الفت تھی۔ وہ قوتِ بازو ہی نہیں بلکہ جان و جگر سمجھتے اور باہم ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ سری رامچندر جب سیر و شکار کو جاتے۔ تو لچھمن جی خاص عقیدت سے خدمت کے لئے ہمرکاب رہتے تھے۔ گو بھرت جی کا بھی یہی دستور تھا لیکن لکشمن جی کی صدق عقیدت کچھ اور ہی تھی۔ جب چاروں بھائی ایک ساتھ سواریوں پر نکلتے تو راجہ دسرتھ کا کلیجہ پھڑک اُٹھتا تھا۔ خوشی کی انتہا نہ ہوتی تھی*

ایک روز راجہ دسرتھ کا دربار شاہی لگا ہُوا تھا۔ جہاں اور معاملات پیش ہوئے۔ وہاں راجہ دسرتھ نے یہ ذکر چھیڑا کہ ایشور کی کرپا سے اب چاروں راجکماروں کا سن شادی کے لائق ہُوا چشم بد دور ہر علم و فضل میں اچھی طرح کمال حاصل ہو گیا۔ معاملات ملکی بھی اس خوبی سے انجام دیتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے جو ہے۔ شاباش۔ زندہ باش کہے بغیر نہیں رہتا۔ چاردانگ عالم میں حُسن لیاقت کی واہ واہ ہو رہی ہے۔ بس اب آپ لوگ مشورہ دیں کہ شادی ضروری ہے یا نہیں۔ میرا سن آپ لوگ دیکھتے ہی ہیں۔ چراغ گل ہونے میں کیا شک ہے۔ پس اس سے چاہتا ہوں کہ جہاں بیٹوں کا سکھ دیکھا ہے وہاں کچھ دن بہوؤں کا بھی سکھ دیکھ لوں*

راجہ دسرتھ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ایک چوبدار نے آ کر بات کاٹ دی اور کہا مہاراج سری وشوامتر دولت پر تشریف

فرماتے ہیں کہ آن داتا سے ملنے کی خواہش ہے راجہ یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوئے +

راجہ دسرتھ کے اُٹھتے ہی بشسٹ جی اور اور پروہت بھی استادہ ہوئے۔ اور راجہ دسرتھ کے ساتھ ساتھ دروازے کی طرف چلے دروازے پر دیکھا تو بسوامتر جی براجمان۔ مگر مون بالکل خاموش۔ راجہ دسرتھ خود دوڑ کر قدم لیتے۔ مگر نہیں۔ وہ شاستر کے عالم باعمل تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی مہرشی منی مکان پر آئے تو مالک مکان کا فرض ہے کہ اپنے مقدم پروہت سے ارگھ دلوائے چنانچہ اُنہوں نے اس رسم تعظیم کے لئے بشسٹ جی سے گذارش کی۔ بشسٹ جی تو راضی ہو گئے۔ مگر فوراً ہی راجہ دسرتھ کے دل میں خیال ہوا کہ یہ بڑی بُری ہوئی۔ بشسٹ جی اور بسوامتر سے بازو کبوتر۔ آب و آتش کی اسی دشمنی ہے دونو کا سامنا ہو جائے تو نہ جانے بسوامتر جی کیا بددعا دے بیٹھیں۔ مگر نہیں یہ اندیشہ دیر پا نہ تھا وشوامتر جی خود بخود بول اُٹھے کہ کہئے۔ مہاراج۔ ادھیراج۔ سب چین چان۔ سب آنند پرسن۔ دشمن قدموں پر سر جھکاتے رہتے ہیں نا۔ دیوپتر کرم تو آپ سچی عقیدت سے کرتے ہی ہونگے ہوَن وغیرہ کو آپ سے کیا پوچھنا۔ آپ خود ہی دھرم کے پورے پابند ہیں +

راجہ دسرتھ۔ سوامی آپ کے اشیرباد سے سب امن وچین ہے۔ اور پرتاپ سے کام نبھے جاتے ہیں۔ کسی بات کا فکر نہیں +

یہ سُنکر وشوامتر اُٹھے بشسٹ جی سے بغلگیر ہوئے اور مزاج پُرسی کرکے مسکرا دئے۔ بشسٹ جی نے مزاج پُرسی کا بڑا مہذبانہ جواب دیا اور ساتھ ہی تبسم کا جواب بھی ترکی بہ ترکی دے گئے +

ناظرین اس پر حیرت میں ہونگے کہ تبسم کے ذریعہ سے نوک جھونک اور جواب ترکی بہ ترکی چہ معنے دارد اس لئے اس کا بھید بتا دینا لازمی ہے۔ بششٹ جی راجہ دسرتھ کے پروہت تھے۔ پروہتائی کو شاستر میں ناروا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس لئے وشوامتر جی نے طرز تبسم سے نظر حقارت کے طنزیہ اشارے کا کام کیا +

بششٹ جی کے تبسم کی اصلیت یہ تھی کہ وشوامتر اجھ کو کوئی کیا ہنسے گا۔ میں اُس عظیم الشان اور دھرماتما مہاراج ادھیراج کا پروہت ہوں۔ جس کے پاس تم بھی ہاتھ پھیلائے دوڑے آئے ہو +

یہ اشارے کنایے آپس ہی میں ہو کر رہ گئے۔ اب جابالی رشی پہنچے مراسم تعظیم و تکریم کے بعد راجہ دسرتھ مع اصحاب موصوف الصدر و اراکین خاص وشوامتر جی کو دربار میں لے آئے۔ سب اپنی اپنی نشستگاہوں پر بیٹھے۔ وشوامتر جی نے کش آسن پر کفایت کی۔ راجہ دسرتھ دھرماتما تھے۔ رشیوں مہرشیوں کے سیوک تھے۔ پس وشوامتر جی کی تعظیم خاطر تواضع وغیرہ کا کیا پوچھنا۔ مہاراج تلووں سے آنکھیں ملتے تھے۔ ہر وقت ہاتھ باندھے نگاہیں دیکھتے رہتے تھے کہتے تھے کہ میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ آپ کی خاک قدم میرے لئے سرمۂ نور ہے۔ آپ کی رونق افروزی سے میرا کلبۂ خزاں گلشن بے خزاں ہو گیا۔ بھوکے کو کھانا۔ بے اولاد کو اولاد مفلس کو دولت ملنے سے جو خوشی ہوتی ہے۔ اُس سے ہزار چند خوشی مجھ کو آپ کے درشنوں سے حاصل ہے۔ آپ کا مرتبہ اعلےٰ ہے بالا ہے۔ صرف انتہائے ریاضت و تکمیل عبادت سے آپ برہم رشی ہوئے ہیں۔ پس میں چرنوں کے درشن سے جس قدر اپنی خوش قسمتی پر ناز کروں بجا ہے۔ کرم فرمائی پر جتنا اترائوں زیبا ہے + واقعی میرا

جنم سپھل ہوگیا۔ میری زندگی آج سپھل ہوئی۔ اب آپ یہ فرمائیں کیا ارشاد ہے۔ میں حکم کا منتظر ہوں۔ جو کچھ ہے وہ سب آپ ہی کا دیا ہوا ہے۔ سب کے آپ ہی مالک ہیں۔ جو چاہیں مانگ لیں تکلف نہ کریں۔ آپ جو فرمائینگے مجال کیا جو سر آنکھوں سے قبول نہ کروں۔ دسرتھ عذر کرنے حرف انکار زبان پر لانے والا نہیں۔ آپ کے چرنوں کا داس ہے۔ اس کو یا تو اپنے دھرم کا لحاظ ہوگا یا آپ کے ارشاد کا پاس۔ بس کچھ تو مرضی مقدس ظاہر فرمائیے منشائے خاطر سے ماہر فرمائیے کہ میں سرمایۂ سعادت حاصل کروں۔ اپنے کو آپ کے فرمانبرداروں میں شامل کروں +

سرگ ۱۹

وشوامتر جی کا راجہ دسرتھ سے سری رامچندر کے لئے سوال۔ راجہ دسرتھ کی حیرانی و پریشانی

مہاراجہ دسرتھ زبان دے چکے انہوں نے وعدہ کر لیا کہ جو ارشاد ہوگا۔ سر آنکھوں سے منظور کرونگا۔ انہوں نے قدموں پر سر جھکا دیا اور جنبش لب کے منتظر ہو گئے۔ وشوامتر جی راجہ دسرتھ کی عقیدتمندی و ارادت پسندی سے از حد خوش ہوئے۔ اُن کی باچھیں کھل گئیں۔ جوش مسرت سے بولے۔ دھن ہو، گھوکل مکٹ شرومنی آپ راجگان زمانہ کے سرتاج ہیں۔ دنیا کے پردے پر آپ کا نظیر نہیں آپ کا سا سجن آج تک نظر سے نہ گزرا۔ اور کیوں نہ ہو ویدوں کے آپ عالم باعمل ہیں۔ شاستروں کے اشارے میں چلنا

آپ کا دھرم ہے۔ آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ کر بشسٹ لیسے
گرد کے فیض و برکت سے آپ کے چہرے پر دھرم کا جلال برس
رہا ہے۔ تب ہی آپ دھرم کی راہوں میں سر کے بل چلنے کے لئے
ثابت قدم رہتے ہیں۔ آپ نے میرے آگے سر تسلیم خم کیا میں
آپ کی صدق ارادت اور سچی عقیدت کو ہر زبان سے سراہتا اور اشیرباد
دیتا ہوں کہ آپ کو پابندی قول و پاس سخن کا نیک ثمرہ حاصل ہو۔
میں بالفعل سوال کرتے جھجکتا دل کی خواہش کہتے ہچکتا ہوں کہ
شاید آپ کو پھر عذر و انکار ہو۔ اس لئے اگر آپ ایک مرتبہ پابندی قول
کی پرتگیا سنا دیں تو زیادہ تر ممنون و شکر گزار ہوں۔ اور میرے دل سے
اپنی بات پٹ پڑنے کا وہم دور ہو جائے +

راجہ دسرتھ اس گفتگو پر خاموش ہو گئے دل میں خیال تھا کہ بسوامتر
جی اس وقت میں کہاں۔ پرتگیا کی خواہش کیسی۔ رگھوبنسی خاندان
میں یہ ممکن کہاں کہ کوئی سوال کرے اور پورا نہ ہو جو آپ نے ایک دفعہ
زبان سے کہدیا۔ بس پتھر کی لیک۔ برہما کا اکشر ہو گیا۔ مجال بھی ہے
کہ قول پٹ پڑ جائے۔ وشوامتر راجہ کے خیالات کو قیافہ سے بھانپ
گئے۔ انہوں نے خود ہی پھر سلسلہ تقریر شروع کیا +

وشوامتر۔ مہاراج آپ کے دل کی بات میں سمجھ گیا۔ آپ اگر سوال
ہی کے منتظر ہیں تو سنئے۔ میں جگیہ میں مصروف ہوں۔ مدت سے یہی
شغل ہے مگر بُرا ہو ماریچ اور سُباہو نامی راکشسوں کا یہ جگیہ کو پورا
ہونے نہیں دیتے ادھر محنت سپھل ہونے کے قریب آئی اُدھر
انہوں نے گوشت اور خون برسا کر سارا کیا دھرا اکارتھ کر دیا کچھ کرتے
دھرتے بن نہیں پڑتی ناک میں دم ہو رہا ہے۔ میرا کچھ بس نہیں +

راجہ دسرتھ۔ (دل ہی دل میں) یہ معاملہ کیا ہے۔ وشوامتر چاہیں تو ایک
بددعا میں دنیا اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیں زمین و آسمان میں راکھسوں کا
کہیں ٹھکانا نہ رہے۔ دیوتا نام سے تھر تھراتے ہیں۔ گندھربوں کا پتہ پانی

پانی ہوتا ہے۔ اور ماریچ و سُباہ سے ایک پیش نہیں جاتی کہیں نام بڑے درشن تھوڑے اونچی دُکان پھیکا پکوان کا معاملہ تو نہیں۔ ایسی ایسی مکھیاں نہ مار سکے تو پھر کیا یہ ساری شہرت نمایشی ہی تھی +

وشوامتر۔ (قیافہ پہچان کر) رگھوکل شرومنی۔ آپ جو دل میں خیال کر رہے ہیں وہ معاملہ فہمی کے اصول سے درست نہیں۔ شاستروں کا حکم ہے کہ جب کوئی شخص جگیہ کرے تو بالکل گئو بن جائے۔ غیظ و غضب سے کوسوں دور رہے۔ جہاں ذرا بھی غصہ آیا۔ کچھ بھی تیور پر بل پڑے تو سمجھ لیجئے کہ سارا ثواب عذاب سے بدل گیا۔ پھر جگیہ کا سکا تہ ہونا بالکل ممکن اگر یہ بات نہ ہوتی تو ایک ترچھی نظر ہی ایسے ایسے ہزار راچھسوں کے لئے کافی تھی۔ اس وقت مجبور ہوں شعلہ غضب بھڑکتا ہے تو جگیہ کی خیریت نہیں۔ شاپ دیتا ہوں تو اس کے لئے آتش قہر مشتعل کرنے کی ضرورت +

راجہ دسرتھ۔ نہیں نہیں۔ مجھے کچھ خیال نہیں۔ اگر آپ کو کچھ قیاس ہُوا ہو تو معاف فرمائیے میں آپ کے دست قدرت سے واقف ہوں کشف و کرامات کا حال معلوم ہے۔ آپ کے جلال کے سامنے کس کی مجال ہے کہ ٹھہر سکے۔ ہاں مہاراج بے تکلف فرمائیے کہ میرے لئے سرفرازی خدمت کا کیا منشا ہے +

وشوامتر۔ بس کچھ نہیں۔ ذرا سی بات ہے اور زیادہ تکلف دہی منظور نہیں +

راجہ دسرتھ۔ زہے نصیب۔ زہے قسمت۔ مجھے کسی بات سے انکار نہیں۔ راضی برضا ہوں ہاں تو فرما دیجئے کہ تعمیل ارشاد سے سعادت حاصل کروں +

وشوامتر۔ راجن فقط اتنا ہی چاہتا ہوں کہ آپ کچھ دنوں کے لئے اپنے فرزند رام چندر کو میرے ہمراہ کر دیں +

وشوامتر جی کے ان الفاظ نے راجہ دسرتھ کے منہ پر مہر لگا دی

وہ خاموش ہوگئے۔ دل میں خیال کیا کہ یہ سوال کیسا۔ رامچندر جی کل کے
بچے۔ راچھسوں کے آگے بساط ہی کیا۔ وہ جگیہ میں جاکر کیا بنا لینگے ٭
بسوامتر۔ آپ کو سوچ بچار کیوں۔ آپ سری رامچندر کو سمجھتے ہی کیا
ہیں۔ کیا راچھس ان کے مقابلے میں کچھ چیز ہیں۔ اُن کا نظیر آج
کوئی دوسرا ہے نہیں۔ یہی میرے جگیہ کی حفاظت کرسکتے ہیں انہیں
کے دست قدرت سے نابکاروں کا قلع قمع ہوگا۔ آپ کسی بات سے نہ
گھبرائیں۔ میں سری رامچندر جی کو علوم و فنون سکھاؤنگا۔ رہ گئی شادی
اُس کا بھی ذمہ وار میں۔ رامچندر جی میرے ساتھ چلے اور تین لوک میں اُن
کا جش ہوگیا اگر آپ کو راچھسوں سے اندیشہ ہو تو وہم ہی وہم ہے کسی کی
مجال نہیں جو آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ ان کا آفتاب اقبال سب کا
منہ جھلس کر رہیگا۔ کسی کے تیر و خنجر کی ایک نہ چلیگی ٭
راجہ دسرتھ۔ (دل میں) سمجھ میں نہیں آتا کہ بسوامتر کیا کہہ رہے ہیں
دنیا بھری پڑی ہے۔ روئے زمین کے ہزاروں زبردست راجے مہاراجے
موجود ہیں۔ سب کے راجکمار بھی ایک سے ایک بہادر۔ ایک سے ایک شہزور پھر
نہیں معلوم کہ بسوامتر جی میرے ہی گلے کیوں پڑ رہے ہیں۔ آخر رامچندر کے
سوا کیا اُن کو کوئی دوسرا نہیں ملتا۔ جو اپنی ضد کئے جاتے ہیں ٭
وشوامتر۔ (دل کا مطلب سمجھکر) اکشواک بنس کے مکٹ منی آپ سری
رامچندر کو ایسا ویسا نہ سمجھیں۔ ان سے بڑھ کر کسی دوسرے کو دست
قدرت حاصل نہیں۔ ان کو سب کچھ قدرت ہے آپ ان کو کلیجے کا ٹکڑا آنکھ کا
تارا سمجھ کر مغالطے میں ہیں۔ یہ آپ کی بالکل خام خیالی ہے ۔ ؎

جنہیں رامچندر سمجھتے ہو وہ تمہارے نور نظر نہیں
ہیں اگر تو کون جو ہیں تو کیا تمہیں نام کو بھی خبر نہیں

یہ جہاں میں جملہ ہمہ اوست ہیں — ہمہ اوست میں ہمہ اوست ہیں
ہمہ ز دوست جملہ از دوست ہیں — یہ بشر نہیں یہ بشر نہیں
یہ علوم میں ہیں یہ وجود میں — یہ نفع میں ہیں یہ ہیں سود میں

یہی ہست ہیں یہی بود ہیں یہ جگت پتا ہیں پسر نہیں

مہاراج آپ واقف ہیں کہ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے
آج تک زبان حرف دروغ سے آشنا نہیں ہوئی۔ پس میری باتوں
کو آپ باد ہوائی نہ سمجھیں ٭

دسرتھ جی کو خلجان ہوا کہ بسوامتر جی رامچندر جی کے لئے کیوں
ہٹ کرتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ان کو ان کی مدح سرائی کی وجہ۔ ان
کے کان میں کس نے پھونک دیا کہ رامچندر ایسے ہیں ویسے ہیں اُنہوں
نے کہا۔ رشی راج سے

ابھی رامچندر کا سن ہے کیا کہاں ان میں تاب دنوں ابھی
نہیں دانت اُکھڑے ہیں دودھ کے بھری دودھ سے ہے زبان ابھی

وشوامتر۔ بیشک آپ کے نزدیک سری رامچندر ایسے ہی ہیں مگر ہم
لوگوں کی نظر سے دیکھئے تو کچھ اور ہی معلوم ہونگے۔ دیوتاؤں سے پوچھئے
دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں۔ رشیوں سے دریافت ہو کہ ان کا کیا خیال ہے
اگر آپ چاہتے ہیں کہ سری رامچندر کے علوم و فنون کا ڈنکا بجے۔ ایک
چھوٹی سی بہو گھر آئے۔ آپ کا نام روشن ہو۔ رگھو بنس کا جش گایا
جائے۔ تو بس کہہ دیجئے کہ لے جائے حجت فضول ٭

راجہ دسرتھ پھر غوطے میں گئے۔ اس خیال میں سربزانو ہوئے کہ
کیونکر بسوامتر جی کو ٹالوں۔ آخر سوچتے سوچتے کہ ہرچہ بادا باد دو
لڑکے [illegible] کافی ہے۔ طول کلام لاحاصل ٭

بسوامتر جی پھر راجہ دسرتھ کا منشا سے خاطر سمجھ گئے۔ اُنہوں نے
[illegible] الفاظ میں کہا۔ مہاراج اودھ نریش۔ میں دیکھتا ہوں کہ
آپ کو میری باتوں کا یقین نہیں [illegible] پھر اس کا میں [illegible] نہیں سمجھتا
[illegible] آپ کے [illegible] وزیر روشن ضمیر و مشیر باتدبیر ہیں
[illegible] سے مشورہ لیجئے۔ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں۔ آیا [illegible] حق بجانب
[illegible] ہیں یا [illegible] ٭

راجہ دسرتھ - (دل ہی دل میں) وزیر و مشیر اگر کچھ بھی دیں تو میں
کب ماننے والا ہوں - مجھ سے رامچندر کی جدائی کسی طرح
گوارا نہ ہوگی ؀

بسوامتر - اگر آپ کو وزیروں مشیروں کی مشورت منظور نہیں - تو گرو
بششٹ جی سے صلاح لیجئے دیکھئے وہ کیا ایسے دیتے ہیں اگر وہ
اجازت دے دیں تب تو کچھ میں سیکھ نہیں - آپ نہ معلوم کس خیال
میں ہیں - اجی مہاراج جن کو آپ رامچندر رامچندر کہہ کر پکار رہے ہیں جن
کی ولادت پر فخر کرتے ہیں - جن کو سمجھتے ہیں کہ فرزند ہیں - وہ آپ کے
جگر بند نہیں - ہمارے بششٹ دیو ہیں - اب وہ بچے نہیں رہے - وہ
ماں باپ کے رشتے سے بے تعلق ہیں جس اب آپ کے لئے بیکار ہیں ؀

راجہ دسرتھ بسوامتر کے سامنے زبان نہ ہلا سکتے تھے - دل ہی دل
میں اُن کی باتوں پر غور کر کے رہ جاتے تھے - چنانچہ اس فقرے پر انہوں
نے یہی خیال کیا کہ دو چار دن کی تو کچھ بات نہ تھی میں بسوامتر جی کا
کہنا مان لیتا - بلا سے جدائی کھلتی - مگر زیادہ دنوں کی مفارقت کسی
طرح گوارا نہیں - چاہے بنے یا بگڑے ؀

بسوامتر - آپ جتنی چاہے بسا سادھنے منہ میں کیل دیجئے مگر نتیجہ
کچھ بھی نہیں - بڑے حیرت کی بات ہے کہ ذرا سی بات کے لئے آپ
ایسا دھرماتما راجہ اس طرح بغلیں جھانکے - یوں تو سکے راسے بتلائیے کچھ
آپ کو خبر ہے کہ آپ کے خاندان کا کیا دھرم ہے - ذرا آپ راجہ رگھو کی طرف
دیکھئے - وہ دان کے دھرم پر جان قربان کرتے تھا ایسے تھے - ذرا سنئے گا
ایک مرتبہ اسے اشومیدھ جگیہ کیا - جتنے برہمن تھے سب کو ایسا دھن دولت
سے مالا مال کیا کہ کسی کو ہوس باقی نہ رہی - سونا چاندی - زیور - جواہرات
پوشاک - لباس کیا تھا جس سے اہل سوال کی نیت نہ بھر دی ہیں حد
ہے کہ راج خزانہ سب دان کر دیا - پانی پینے کے لئے ایک برتن بھی نہ رکھا
اسے مرتبہ تکیہ کا سا رہ گیا - اور اپنے تم نازک تھا اور دہ جتوں

کی چھال سے تن پوشی یہ تو دست خالی کا حال اور یہ بے سروسامانی کی حالت - اس پر بھی اُن کا دل وہی - اُن کی دھرم پر تگیا بدستور - بالکل ہاتھ جھاڑ بیٹھے تھے - پاس جھنجھنی بھی نہ تھی - اسی عالم ناداری میں کسی رشی کے گرو دارد ہوئے - سوال بارہ کروڑ اشرفیوں کا تھا - مگر صورت دیکھتے ہیں تو عجیب - نہ سر پر تاج نہ تخت زیر قدم - بدن پر کپڑا تک ندارد فقط ایک زنار تار پیراہن کا قائم مقام اور درختوں کی چھال زینت بدن - یہ ہیئت کذائی و حالت گدائی دیکھ کر گرو جی سوچے کہ راجہ رگھو کے پاس دھرا ہی کیا ہے - یہ تو خود دلدری ہو رہا ہے - گوشت و پوست کے سوا کچھ بھی پاس نہیں - پس زبان کے کھجن جھاڑنا فضول - چلو اپنے گھر کی راہ لو اپنی رادھا کو یاد کرو - راجہ رگھو رشی کے نفس مطلب پر پہنچ گئے جان لیا کہ کوئی ضرورت ہے کسی دکھ درد کے مارے یہاں نزول اجلال ہوا ہے یہ سوچ کر بولے - آئیے مہاراج براجئے - فرمائیے کیا آگیا ہے +

رشی - کیا سوال کروں - کیا درخواست ہو - آپ کی حالت دیکھ کر میرا پیٹ بھر گیا جس کے پاس ایک جھنجھنی نہیں - اس سے سوال کیا - بالفرض سوال کیا بھی جائے تو نتیجہ - زبان کا سنیچر اُتارنے سے حاصل +

راجہ رگھو نے اس تقریر کا ذرا بھی بُرا نہ مانا وہ ہاتھ جوڑ کر اصرار کرتے رہے - کہ کچھ تو فرمائیے - ذرا تو سوال سے زندگی سپھل کر دیجئے - مگر رشی کا دل بالکل ٹوٹا ہوا تھا - اُس کے قدم اُٹھے جاتے تھے - دل میں خیال کہ یہاں ٹھیرنا بے سُود - فکر لاحاصل سے حاصل +

راجہ رگھو کو بڑا ہی رنج بہت ہی تردد ہوا - سوچے کہ آج تک اُن کے بزرگوں کے در دولت سے کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوا اگر رشی خالی ہاتھ پھر گئے تو ڈوب مرنے کی بات ہے - اُنھوں نے رشی سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی +

مہاراج! آپ دل کی خواہش کہہ تو ڈالئے - اس میں کیا مضائقہ ہے اور میری تو یہ بھی درخواست ہے کہ آج رات بھر آپ یہیں

قیام فرمائیں ۔

ادھر سے اصرار تھا اُدھر سے انکار۔ مگر رشی جی کو ایک دن کا قیام منظور ہی کرنا پڑا۔ اُنھوں نے دل میں تصفیہ کر لیا اچھا راجہ کا کہنا ہی سہی۔ دن گزر ہی جائیگا رہ گئی رات وہ بھی کٹ جائیگی۔ سمجھونگا ایک دن کا برت ہی رکھا۔ یہ سوچ سمجھ کر رشی جی نے وہیں آسن جما دیا لمحہ لمحہ گزرتے گزرتے آخر رات ہوئی۔ اس وقت رشی جی نے راجہ رگھو سے کہا کہ مجھ کو بارہ کروڑ اشرفیوں کی ضرورت ہے ۔

جونہیں راجہ نے یہ سوال سنا آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً ہی کمان لیکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سیدھا کوبیر کے پاس پہنچا۔ چہرہ تمتما رہا تھا۔ غصے کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ کوبیر دیکھتے ہی کانپ اُٹھا اور پوچھا کیوں کیوں مہاراج خیریت تو ہے؟ جوش غضب کا باعث؟

راجہ رگھو۔ بس خیریت اسی میں ہے کہ بارہ کروڑ اشرفیاں حاضر کیجئے۔ زیادہ بات چیت کی فرصت نہیں ۔

کوبیر کے بدن میں تھرتھری تھی۔ راجہ کے جوش غضب سے کانپ رہے تھے۔ اُف زبان سے نہ نکالی۔ ذرا چوں وچرا نہ کی چپ چپاتے زر وجواہر۔ روپیہ اشرفی کا مینہ برسا دیا۔ راجہ رگھو کی قیامگاہ میں جدھر دیکھئے سونا ہی سونا۔ چاندی ہی چاندی کا انبار لگا تھا عقیق والماس کا ڈھیر۔ یہ کیفیت دیکھی تو برہمن لوگ آ موجود ہوئے عرض کی کہ مہاراج اپنا راج پاٹ لیجئے۔ ہم باز آئے ہمیں معاوضہ دے دیجئے۔ سلطنت آپ کو مبارک ۔

راجہ رگھو نے تاج و تخت کے عوض ایک ایک کے ہزار ہزار لئے اور بارہ کروڑ اشرفیاں رشی کو گنا کر بڑی عزت ومنزلت کے ساتھ رخصت کیا۔ رشی جی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دعائیں دے دے کر اشرفیاں سمیٹیں اور آشیرباد دیتے ہمت عالی کو سراہتے چلتے پھرتے نظر آئے ۔

اسے راجہ دسرتھ جس خاندان میں راجہ رگھو ایسے فیاض اور دریا دل راجے گزرے ہوں جس سورج بنسی نسل کے غلاموں کی چوکھٹ سے بھی امیدوار مایوس نہیں پھرا۔ آج اسی اکشواکہ بنس کے آفتاب خاندان کی خدمت میں یہ ذراسی خواہش لئے ہوئے آیا حیرت ہے کہ آپ کو اس کے لئے حیلے حوالے۔ آپ کو ہر بات سے بے فکر ہو کر اپنے بزرگوں کی پیروی واجب اور سری رامچندر جی کو میرے ساتھ کر دینا مناسب ہے ✤

بسوامتر جی تو یہ کہکر خاموش ہو گئے۔ راجہ دسرتھ سے کچھ کہتے سنتے نہ بن پڑتی تھی۔ دل کی گھبراہٹ کا عجیب ہی حال تھا۔ بیٹھے ہیں تو سر بزانو۔ پہلو بدلتے بدلتے تھکے تو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کھڑے کھڑے جی اُبھا تو سر جھکائے ٹہلنے لگے۔ ٹہلتے ٹہلتے طبیعت اکتائی تو لیٹ گئے لیٹے لیٹے دل کی اُلجھن بڑھی تو تکئے کے سہارے بیٹھ گئے مگر کسی طرح طبیعت نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی۔ بس انتہا ہے کہ بدن سنسانے لگا۔ آثار غشی طاری ہونے لگے ✤

سرگ ۲۰

رامچندر جی کو ہمراہ لے جانے کے لئے بسوامتر جی کا اصرار اور راجہ دسرتھ کا انکار

راجہ دسرتھ کے اوسان خطا اور حواس باختہ تھے کہیں تو کیا کہیں کریں تو کیا کریں۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ ادھر رامچندر جی کی جدائی کے خیال سے موت کا سامنا۔ ادھر بسوامتر جی کی بددعا سے خوف بربادی سب پر غالب جو اسی ایک رنگ آتا ایک رنگ جاتا تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ مردنی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر دل

آپ ہی فرمائیے کہ دس روز کی جدائی کیونکر گوارا ہو میرا تو دم فنا ہی ہو جائیگا۔ اور اُن لوگوں کی بھی خیریت نہیں جو سری رامچندر کو جان سے عزیز رکھتے ہیں۔ اگر میرا دم ٹوٹ گیا اور اُن لوگوں کی روح پرواز کر گئی تو خیال کر لیجئے کہ آپ کا بتیہ بالکل نشٹ ہو گیا۔ اس لئے میری دست بستہ التجا ہے کہ آپ سری رامچندر جی کو معاف رکھیں میری جان بخشی کریں ہاں اور جو ارشاد ہو اُس کے لئے جان تک نذر کرنے میں عذر و انکار حجت و تکرار نہیں ؀

راجہ دسرتھ کہنے کو تو یہ کہہ گئے مگر معاً خیال آیا کہ اس تقریر سے تو بڑا کچا پن ٹپکتا ہے۔ خاندانی پابندی قول پر حرف آتا ہے۔ اس لئے پہلوے سخن بدل کر بولے کہ رشی راج آپ اس سے حرف انکار کے معنے نہ لیں میرا اس تقریر کا نفس مضمون صرف یہ ہے کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر شوق سے رامچندر جی کو ہمراہ لے جائیے۔ مگر اس سے کیا مضائقہ کہ وہ اکیلے نہ جائیں فوج ظفر موج اُن کے جلو میں رہے میں بھی انہیں آنکھوں کے سامنے رکھوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ زندگی کا اس قدر حصہ اس مایوسی میں گزرا نہ معلوم کس کے پُن پرتاپ سے اب آنکھوں کا سکھ دیکھنا نصیب ہُوا ہے۔ اب ساٹھ ہزار برس کی عمر ہے۔ بیچ میں جب عمر میں خامی دیکھی بڑے بڑے جگیہ کئے تب کہیں لاولدی کا دھبہ مٹا۔ اور ایشور کی کرپا سے چل چلاؤ کے وقت رامچندر اور اُن کے تین بھائیوں کا دیدار حاصل ہُوا۔ اس حالت میں آپ خود خیال فرمائیے کہ رامچندر جی کو کس طرح کلیجے سے جدا کروں۔ اگر آپکا یہ خیال ہو کہ بھرت لکشمن ستر گھن سے کیا دل نہیں بہل سکتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گو میری پانچوں انگلیاں اور دو آنکھیں برابر ہیں۔ مگر نہیں ایمان کی بات یہ ہے کہ سری رامچندر کو دیکھے بغیر مجھے دم بھر چین نہیں۔ جب تک وہ نظر کے سامنے رہتے ہیں۔ جان رہتی ہے۔ جہاں ادھر سے اُدھر ہوئے بس کلیجہ تڑپنے لگا گو آپ کی دعا سے چاروں کے چاروں لائق ہیں فائق ہیں۔ سعادتمند ہیں اطاعت پسند ہیں۔ مگر رامچندر ایسی خدمت اور رضاجوئی کرتے ہیں جس کا

جواب نہیں ٭

اتنا کہکر پھر راجہ دسرتھ ڈرے کہ کہیں بسوامتر ہتّے سے نہ اُکھڑ جائیں اور کوئی بددعا نہ دے بیٹھیں۔ اس لئے بات بہلانے کی غرض سے انہوں نے فرمایا کہ مہاراج۔ آپ نے ماریچ و سُباہو کو یہ نہ بتایا کہ آخر ہیں کون۔ اُن کا باپ کون تھا۔ اُن میں سرکشی کہاں سے آئی۔ اُن کے دست و بازو کا زور کتنا ہے۔ آپ کے جگیہ میں کیا خرابیاں ڈالتے ہیں۔ اور بالفرض رامچندر اُن سے لڑیں تو ظفرمندی کی صورت۔ کیا وہ لوگ دغاباز۔ لڑائی میں مکر و فریب سے کام لینے والے۔ انتہا درجے کے بے ایمان۔ پرلے سرے کے عیار۔ اُن کا اور بھولے بھالے رامچندر کا مقابلہ ہی کیا ٭

بسوامتر۔ آپ نے جو کچھ کہا میں نے خاموشی سے سُنا۔ اب پہلے اپنے آخری سوال کا جواب سُن لیجئے پھر اور راگ مالا ہوگا ٭

آپ پولست مُنی سے واقف ہیں۔ اُن کی نسل میں راون کے نام سے بھی اچھی طرح آگاہی ہے۔ راون برہما کا بردانی ہے۔ اُس نے زمین و آسمان سر پر اُٹھا رکھے ہیں ظلم و ستم سے اہل عالم کا ناک میں دم ہو رہا ہے۔ اس کی بہادری کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ آج اُس کا جواب دینے والا دنیا کے پردے پر نہیں۔ یہ بشوشروا کا بیٹا اور کوبیر کا بھائی ہے۔ وہ تو اجودھیا پر بھی ہاتھ صاف کرتا۔ مگر نہیں آپ کے رعب اقبال سے اُس کا حوصلہ نہیں پڑتا ادھر میں بھی آپ ہی کی خیریت میں جگیہ کرتا ہوں اس سے بھی اُس کی کچھ دال نہیں گلتی کرباویں ہمہ شرارت سے باز نہیں آتا۔ ماریچ اور سُباہو کو اکسا دیا ہے کہ جگیہ میں خرابی ڈالیں ٭

راجہ دسرتھ۔ آپ کا کہنا صحیح۔ ممکن ہے کہ راون میرے نام سے کانپتا اور رعب سے تھرتھراتا ہو مگر میں سچ کہتا ہوں کہ راون کا مقابلہ کرنا تو در کنار اگر اس کی صورت دیکھ لوں تو رُدح ستر کوٹھوں میں جا چھپے۔ میدان سے قدم اکھڑ جائیں اسی لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے بڑھاپے کی لاج رکھئے رامچندر کو لے جانے کے لئے ضد نہ کیجئے۔ رامچندر میرے بڑھاپے

کی کمائی ہیں۔ میں اس کمائی کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔ اُن کی غیر معمولی طاقتیں مجھے معلوم ہیں۔ دیوتاؤں کی اُن کے نام سے روح لرزتی ہے۔ گندھربوں کو جوڑی چڑھتی ہے۔ سرپ سناٹے سے جان بچائے رہتے ہیں۔ پھر میں کس شمار قطار میں ہوں نہ کہ سری رامچندر جو جانتے ہی نہیں کہ چلّے پر تیر کیسے چڑھایا جاتا ہے۔ شست اور نشانہ کسے کہتے ہیں ۞

رہے ماریچ و سُباہو۔ اُن سے بھی میں بخوبی واقف ہوں سیانیج سوند کا بیٹا ہے اور سُباہو پینس کا فرزند یہ دونو مجسم کال ہی نہیں بلکہ کال بھی ہو تو اُس کے لئے کال ہو جائیں۔ کیلا جن کو یہ دست دیا زو ہیں جن سے موت بھی پناہ مانگے۔ جن کے لاؤ لشکر کا شمار نہ ہو اُن سے بیر مول لینے کی مجھے جرأت نہیں جس پر شامت سوار ہو وہ اُن کے منہ میں آئے اسی سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ سری رامچندر جی کی ننھی سی جان پر رحم فرمائیں ساتھ لیجانے کا ارادہ فسخ فرمائیں ۞

بسوامتر جی نے جونہی یہ تقریر سُنی آنکھیں خون کبوتر ہو گئیں چہرے سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ آپے میں نہ رہ سکے جامے سے باہر ہو گئے ۞

سرگ ۲۱

راجہ دسرتھ جی کو بششٹ جی کی فہمائش اور سری رامچندر جی کی روانگی کے لئے راجہ دسرتھ کی رضامندی

بسوامتر جی راجہ دسرتھ سے مخاطب ہیں کہ آپ ابھی ابھی قول کر چکے ہیں کہ جو کچھ کہو وہی کروں۔ اب آپ بغلیں جھانکنے لگے۔ دھرم سے گریز کرنے کا خیال دل میں جم گیا۔ یہ بات رگھو جی کے خاندان میں انوکھی ہے۔ آپ

اسکے بزرگوں میں اب تک کوئی ایسا نہیں ہوا جو قول سے پھرا ہو۔ جب سے
بہت کھٹکتی ہے۔ اُسی خاندان میں آپ آفتاب اور افسوس کہ آپ کویا
سخن میں یہ میں سیکھ رہا۔ خیر آپ قول سے پھرتے ہیں۔ آپ کو آپ کی نیت
مبارک۔ میں رخصت ہوتا۔ ایشور آپ کو آپکے قول و فعل کا پھل دیگا۔

بسوامتر جوش غضب میں بہت کچھ کہہ گئے۔ خوب کھری کھوٹی
سنائیں۔ شعلۂ غیظ ایسا بھڑکا کہ زمین تھرتھر کانپ اُٹھی۔ آکاش کا
کلیجہ ہل گیا۔ زمین کے جسم پر جھرجھری سی چڑھنا سبب وجہ تھی اُس کا دل
اوچھا ہو رہا تھا کہ راجہ دسرتھ اپنی ہٹ پر اڑے ہوئے ہیں۔ کہیں ایسا نہ
ہو کہ رامچندر جی ساتھ نہ جانے پائیں اور راون کے مارے جانے کی بنیاد
نہ پڑے۔ دوسرا خیال یہ تھا کہ بسوامتر جی کی آتش قہر بھڑکی تو بس پرلے
رکھی ہوئی ہے۔ کوئی بچاؤ کا ٹھکانا نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ شعلۂ غضب
بھڑکے اور دنیا جہان کو خاک و سیاہ کرکے رکھ دے۔ زمین کو کانپتے
تھرتھراتے دیکھ کر بششٹ جی کے اوسان خطا ہو گئے اُنہوں نے
سمجھ لیا کچھ نہ کچھ شدنی ہے وہ راجہ دسرتھ سے بولے۔ رگھوکل شرومنی
آپ اس وقت کہاں ہیں۔ ذرا عقل و حواس سے کام لیجئے مالک شواک[؟]
کی نسل میں کوئی نہ ہوا جس نے بات پٹ پڑنے دی ہو۔ سب جو
کہتے تھے کرکے دکھاتے تھے۔ شروع سے آج تک جس نے جو
تہیہ کیا جس نے جو کہہ دیا۔ مجال کیا جو اس میں رتی بھر فرق ہوا ہو آپ کا
ایسا نام اور ایک عالم کا حاجت روا خاندان اُس میں آپ جیسے ستاروں
میں آفتاب۔ پھولوں میں گلاب کا پھول پھر دنیا آپ کی ردگردانی کو کیا کہیگی
جس دھرم کو آپ کی ذات پر ناز ہے وہ ایسی بے قسمتی پر [illegible] افسوس ہوجائیگا۔
زمانہ ہنسے گا کہ رگھوبنس میں راجہ دسرتھ ہی ایک راجہ ہوئے جنہوں
نے دھرموان کہلانے پر دھرم سے منہ موڑ کر قول مرداں جان دارد
کے قول کی مٹی پلید کی۔ شاستر میں حکم ہے کہ جو اپنے گھر آجائے
اور کچھ مانگے تو اول سوال ہی پورا کرنا چاہیے اور اگر صاحب خانہ

کسی بات کے لئے زبان دیدے پھر تو چاہئے جان چلی جائے مگر اُس سے پھرنا بمنزلہ کفر اور پھر لطف یہ کہ عمر بھر کا کیا دھرا ایک سرے سے اکارتھ۔ سارے دھرم کرم نشپھل۔ مہاراجہ دسرتھ آپ فیاض ہیں دریا دل ہیں جو زبان سے کہا کر کے دکھایا۔ ممکن کیا جو بال برابر فرق ہوا ہو آج آپ اپنے قول کی عزت کھوتے ہیں بچن سے ہٹتے ہیں یہ آپکو شایاں نہیں عمر بھر کا نام ذراسی بات میں مٹ جائیگا۔ اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ رامچندر بچے ہیں ناآزمودہ کار ہیں تیراندازی میں مہارت نہیں تو یہ آپ کا وہم ہی وہم ہے۔ رامچندر کو سب بدیائیں یاد ہیں یاد ہی نہیں بلکہ ہر علم و فن کے استاد ہیں۔ آپ اُن سے بے فکر رہیں کسی بات سے نہ ڈریں۔ آپ بسوامتر جی کے ساتھ بے تکلف جانے دیجئے رامچندر کے بغیر اُن کے جگیہ کی حفاظت ممکن نہیں۔ ادھر رامچندر جی پہنچے اور ادھر جگیہ سپھل۔ رامچندر کے دست و بازو پر نہ جائیے تب بھی بسوامتر کی طاقتوں کا آج جواب نہیں غصہ کریں تو زمین و آسمان اُلٹ پلٹ جائے نگاہ ٹیڑھی ہو تو دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے ہیں شک نہیں جس کو چاہیں بنادیں جس پر عتاب ہو جڑ بنیاد سے اُکھاڑ دیں رشیوں میں سرتاج وید شاستر کے عالم باعمل۔ شستر ودیا کے دھنی۔ تیج ودکہ اندر وغیرہ رعب سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ طاقت وہ کہ اندر لوک لرزتا ہے کنہر گندھرب راکشس رشی مہرشی کیا مال ہیں۔ دیوتا لوگ اُن کے نام سے ڈرتے اور جلال سے چوہیا کا بل ڈھونڈھتے ہیں ؛

اتنا فرما کر بشسٹ جی پھر بولے کہ مہاراج آپ کا کدھر خیال ہے آپ کیا وشوامتر جی کو نہیں جانتے سُنئیے میں ایک واقعہ سناتا ہوں بسوامتر جی جب تپ پر جُٹ گئے تو پھر کیا کہنا تھا قطب از جا بجنبد کا معاملہ ہوا آخر مہادیو جی کی تاڑی کھل گئی وہ سیدھے تپو بن میں پہنچے اظہار خوشنودی کے بعد بردان دیا کہ استر و شستر تمہیں مبارک ہو ؛

نوٹ :۔ استر و شستر کی وجہ تسمیہ۔ پرجاپتی اور دچھ کی عورت سے اس کا جنم

ہوا۔ دچھ کی ساٹھ لڑکیاں تھیں جن میں سے سوپرجا اور جیا کی شادی کرساس
سے ہوئی۔ دونو بڑے پریم سے کرساس کی خدمت کیا کرتی تھیں ایکدن کرساس
بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کچھ مانگو انہوں نے کہا کہ پانچ بیٹے مگر حد درجہ کے
طاقتور جن کا کوئی سامنا نہ کرسکے۔ جب ہو سب کو چاروں شلسترو استر
کریں ہر موقع پر پالا انہیں کے ہاتھ رہے۔ سری کرساس نے گذارش قبول کی استر
شستر ہوئے۔ پچاس بیٹے بھی ہوئے۔ چنانچہ استرو شستر بسوامتر جی سے ہاتھ آئے
چنانچہ استرو شستر پر بسوامتر جی کا قبضہ ہے اُن کے دست قدرت کا
آج جواب نہیں۔ ماضی حال مستقبل کی باتیں اُن کے پیش نگاہ ہیں
آپ کو رامچندر اُن کے ہمراہ کر دینے میں پیش و پس فضول۔ اگر آپ کو
یہ وہم ہو کہ جب بسوامتر جی خود ایسے صاحب قدرت ہیں تو رامچندر
جی سے مدد کی ضرورت کیوں۔ تو مہاراج یہ آپ کی بھول ہے۔ دوسری رامچندر
جی کی عظمت بڑھانا چاہتے ہیں۔ شادی کی فکر بھی جائز ہیں خاطر ہے جب تک
ساتھ رہینگا تیر اندازی میں یکتائے زمانہ کر دینگے۔ بسوامتر جی کو آپ کوئی سائل
نہ سمجھیں۔ بلکہ خیال کریں کہ آپ کا اپکار اور جش منظور ہے وہ بھلائی کر رہے ہیں
نہ کر برائی۔ بششٹ جی کے یہ الفاظ راجہ دسرتھ کے دل پر اثر کر گئے۔ انہوں نے
اپنے غلط خیالوں کی اصلاح کی اور زبان سے کہدیا کہ میں حاضر۔ رامچندر حاضر
جس کو حکم وہ تعمیل ارشاد اور خدمتگزاری کے لئے موجود ہے۔

سرگ ۲۲

بسوامتر جی کے ہمراہ سری رامچندر جی اور سری لچھمن جی کی روانگی۔ پہلی منزل

بششٹ جی کی درفشانی سے راجہ دسرتھ بہت خوش ہوگئے سری رامچندر
اور لکشمن جی کا ہاتھ بسوامتر جی کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور خود مہارانی کوشلیا

وشسٹ جیسے رشی اشیرباد کے شلوک پڑھنے لگے۔ چلتے وقت راجہ دسرتھ نے سری رامچندر جی کو چھاتی سے لگا لیا۔ پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ منگل شبد بجنے لگے۔ بسوامتر کے آگے چلے۔ ان کے پیچھے سری رامچندر اُن کے عقب میں لچھمن جی۔ دونو اکشواکو کے آفتاب و ماہتاب شاہانہ لباس سے آراستہ تھے۔ پشت پر دو دو ترکش۔ ہاتھ میں دھنش و بان۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ . . جی کے پیچھے پیچھے اشونی کمار جا رہے ہیں۔

پدم پُران میں مذکور ہے کہ جس وقت سری رامچندر جی یہاں سے چلے گئے تو جی خفیہ طور پر ساتھ ہو لئے اور پیچھے پیچھے ڈھال تلوار اور تیر دھنش لیکر چلتے پھرتے نظر آتے کسی دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

سری رامچندر جی اجودھیا سے جنوب کی طرف چھ کوس پر پہنچے تو بسوامتر نے فرمایا کہ آؤ ذرا دیر یہاں سستا لیں۔ پھر جل پان کریں۔ بالا اور ابلا نام کے وہ منتر سکھاتا ہوں جن کی برکت سے انسان چاہے تو روئے زمین کا چکر لگا آئے اور کبھی کاہلی نام کو نہ ہو اور چہرے پر ایسا نور برسے کہ نظر نہ ٹھہر سکے۔ عقل و فراست کو اعلیٰ درجے کی رسائی حاصل۔ طاقت ہزار گنی بڑھ جائے۔ بھوک پیاس معلوم نہ ہو۔ اور دنیا میں جس قدر ہے ان منتروں کی طاقتیں عجیب و غریب ہیں اور کیوں نہ ہوں انہیں برہما کی بیٹی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ منتر انہیں کو پڑھایا جاتا ہے جو اس کے پڑھنے کے لائق ہوں۔ اس لئے میں تم کو پڑھانا چاہتا ہوں۔

سری رامچندر جو آگیا کہکر ٹھہر گئے۔ اشنان دھیان کیا۔ لچھمن جی نت نیم سے فراغت کر چکے تو بسوامتر جی نے دونو کو منتر سکھا دئے۔ اب تو پہلا تیج کچھ اور کا اور ہو گیا۔ چہرے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک اُٹھے۔ پہلی منزل کا یہیں پر خاتمہ ہوا۔ اور رات سرجو کے کنارے کتھا وارتا میں بسر ہو گئی

سرگ ۲۳

بسوامتر سری رامچندر و سری لکشمن جی کی سرجو اور گنگا جی کے سنگھم پر رسائی

تھوڑی سی رات رہے بسوامتر جی اُٹھے۔ رامچندر جی سے کہا یہ وقت سونے کا نہیں۔ اس وقت کو دیو کال کہتے ہیں۔ آدھی گھڑی میں سویرا ہو جائیگا اُٹھو اشنان دھیان کرو ؛

رام لکشمن اُٹھے ضروریات اور نت نیم سے فراغت پا کر دوسری منزل پر قدم رکھا۔ چلتے چلتے دریائے سرجو اور دریائے گنگ کے اتصال (سنگھم) پر پہنچے۔ یہاں عجیب دلکش نظارہ تھا۔ ہزار ہزار سال کے تپشوی جب تپ سے مذہبی جلال کی مجسم تصویر بن رہے تھے بسوامتر اور رام لکشمن وہیں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اور تپو بن کا آنند لوٹنے لگے۔ سری رامچندر جی مذہبی عظمت کا جلوہ دیکھ کر بسوامتر جی سے بولے :۔

مہاراج یہ کون مقدس مقام ہے۔ جہاں ایسے ایسے باکمال اور تقدس مآب رشی مُنی تپ کرتے ہیں۔ بسوامتر جی کو دل میں خیال ہوا کہ خود بدولت انتریامی واقف اسرار جلی و خفی اور مجھ سے ایسا سوال۔ وہ سادگی اور بھولے پن پر ہنس کر بولے کہ سنیئے جو شاستر میں لکھا ہے کہتا ہوں ؛

اس مقام پر مہادیو جی سمادھی لگائے ہوئے تھے۔ اُن کی سمادھی مشہور ہے چھوٹنا محال سے محال۔ ادھر دیوتاؤں کو طرح طرح کی مصیبتوں سے سامنا ہو رہا تھا کہ کہیں مہادیو جی کے ایک بیٹا پیدا ہو (جائے) تو کشٹ کٹیں۔ سب ملکر کامدیو کو گھیر لائے۔ کامدیو نے وہ کرتب دکھائے کہ مہادیو جی کی تاڑی کھل گئی انہوں نے کامدیو کو سامنے دیکھا تو لال ہو گئے۔ غصے کے شعلے چہرے پر بھڑکنے لگے ایک دفعہ قہر سے جو دیکھا تو کامدیو خاک و سیاہ ہو گیا۔ علاوہ بریں اسکی اسلئے بھی عظمت

ہے کہ راجہ روم پاد یہاں مقیم رہے ہیں۔ یہ مقام کیلاش کا ثانی سمجھا جاتا ہے یہاں شِوجی کے سیوک اور بھگت رہتے ہیں۔ پاپیوں اور ادھرمیوں کا گزر نہیں یہاں ایک رات ٹھیرنا فرض ہے۔ چنانچہ رات یہیں کاٹو۔ سویرے تیسری منزل ہوگی۔ سب وہیں ٹھیر گئے۔ رشیوں نے دیکھا تو خوش ہو گئے۔ کہ واہ ساکشات بھگوان سامنے موجود ہیں۔ لباس ظاہری میں نور حقیقی زہے نصیب۔ سب کے سب آئے بسوامتر کی پوجا کے بعد سری رامچندر جی اور لکشمن جی کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی شام سے کتھا یا تادھرم چرچے سے سب کی دلچسپی شروع تو آنکھوں میں رات کٹ گئی۔ سویرا ہوتے ہی عازمان سفر نے سنگھم میں نہا کر پوجا پاٹ ہون یگیہ وغیرہ سے فراغت کر کے منزل مقصود کی راہ لی +

سرگ ۲۴

شری بسوامتر۔ شری رامچندر۔ شری لکشمن جی کا تاڑکا کے جنگل میں گزر

صبح ہوتے ہی پھر کوچ ہوا۔ تھوڑی دور چل کر ناؤ پر سوار ہوئے۔ ناؤ دریا سرجو میں چلی۔ جو نہیں کشتی بیچوں بیچ دھارا میں پہنچی۔ بڑے زور و شور کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ رامچندر جی نے حیرت سے پوچھا +

مہاراج! یہ گڑگڑاہٹ کیسی۔ یہاں کانوں کے پردے پھٹتے ہیں +

بسوامتر۔ یہیں سری گنگاجی اور سرجو جی سے سنگھم ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس مقام پر اگلے زمانے میں برہما جی کی سمادھی لگی تھی۔ سمادھی چھوٹی تو انہوں نے ایک تالاب پیدا کر دیا۔ جس کا نام مان سرور ہے۔ اسی مقام پر وہ تالاب واقع ہے۔ رہی یہ زور شور کی آواز وہ گنگاجی کی دھارا ملنے سے پیدا ہو رہی ہے۔ جہاں دو مقدس خیال ملتے ہیں وہاں کے اشنان کرنے سے بڑا پھل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سنگھم میں جو نہاتے ہیں اُن کو طرح طرح کے

فائدے حاصل ہوتے ہیں +

سری رامچندر جی اور لکشمن جی نے اس مقام کی بڑی عقیدتمندی سے ڈنڈوت کی اور سیر دیکھتے ہوئے جنوبی ساحل پر اُترے۔ آگے بڑھے تو بڑا بھاری گھنا جنگل نظر آیا۔ چھتنار درختوں سے زمین پر روشنی پہنچنے نہ پاتی تھی جگہ جگہ خونخوار بھیانک جانور جن کی آوازوں سے کان پڑی بات سنائی نہ دیتی تھی اچھے اچھے شیر دلوں کا دل دہلتا تھا۔ رامچندر جی نے سوال کیا +

مہاراج یہ جنگل کونسا ہے اس کی تو شان ہی دنیا سے نرالی ہے +

بسوامتر۔ اس جنگل کو کروکھ بھی کہتے ہیں ملد بھی۔ جس سرزمین پر یہ جنگل واقع ہوا ہے اُس میں گندگی بہت رہتی ہے یہاں کی تاثیر ہے کہ جو رہے اُس کی بھوک پیاس خواہ مخواہ بڑھ جائے کسی زمانے میں برترا اُسر یہاں رہا کرتا تھا اندر کے دل میں کچھ سمائی۔ اُنہوں نے اُس کو قتل کر ڈالا جس کا پھل یہ ہوا کہ وہ خود چنڈال ہو گئے۔ دیوتاؤں اور رشیوں کو اندر کی برہم ہتیا کا کفارہ منظور ہوا وہ سنگھم سے پانی کے کلسے لے گئے اندر کو نہلایا جس کی برکت سے ہتیا اُتر گئی اندر بہت خوش ہوئے اشیرباد دیا کہ اس سرزمین میں غلہ بکثرت ہو اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد جمبھ کے فرزند سوند کے ساتھ تاڑکا کی شادی ہوئی۔ اس کا بیٹا ماریچ بڑا قوی ہیکل۔ مہیب صورت اور شہزور راکھشس ہے۔ تاڑکا بھی ہے تو عورت مگر بدن میں ہزار ہاتھی کی طاقت قد بھی درازی میں آدھا جوجن یہاں سے بیٹھے بیٹھے وہ آدھے جوجن پر دست درازیاں کرتی رہتی ہے چنانچہ وہ یہیں ہے آپ اُسے شرارتوں کا مزہ چکھائیں۔ آپ کے سوا اور کسی میں اس کے مارنے کی طاقت و دسترس نہیں +

سرگ ۲۸

تاڑکا کے مارنے کے لئے سری بسوامتر اور سری رامچندر جی کی بحث

تاڑکا کا حال سنکر سری رامچندر جی نے بسوامتر سے فرمایا مہاراج شاستر

نے ترعورتوں کی نزاکت کو قدرتی لکھا ہے ۔ تاڑکا میں ایک ہزار ہاتھی کا زور
کہاں سے آگیا ۔ اُس نے تو طاقتور سے طاقتور مردوں کے کان کاٹ لئے ۔
بسوامتر ۔ آپ کا کہنا سچ ہے مگر یہاں کچھ معاملہ ہی اور ہے ۔ سکیت نامی جچھ کے
کوئی اولاد نہ تھی ۔ گھر بے چراغ تھا ۔ انھوں نے فرزند کی ہوس میں بڑی تپسیا کی
یہاں تک کہ برہما جی کے دل پر اثر ہوا ۔ انہوں نے خواہش پر غور کیا تو یہی تھی
کچھ ایسا بیٹا چاہتے تھے جو دیوتاؤں کی کور دبائے ۔ ستی پٹی بھلاتے ۔ انھوں
نے سوچا کہ اگر بیٹا دیا تو ایک تو اڑیا کریلا دوسرے نیم چڑھا ہوگا ۔ اسے ایک
لڑکی دے کر ٹرکا دو ۔ لڑکی میں ہزار ہاتھی کا بل بھی ہوگا تو آیا ہیگی تو عورت
ذات ہی ۔ عورت لاکھ شہزور ہو ۔ پھر بھی عورت ہی ہے ۔ ادھر مرد بمصداق ہمچنیں
لاکھ لٹ گیا پھر بھی سوا من کا ۔ تاڑکا کی شادی کے بعد اُس کے دو بیٹے
پیدا ہوئے ۔ ایک ماریچ دوسرا سُباہو ۔ پہلے تو بھلے مانس تھے انسانیت
تھی مگر آخرکار اگست رشی کا شاپ ہوا اور راکشس ہو گئے ۔ اگست رشی
بن میں تپسیا کرتے تھے ۔ جپ تپ کے سوا اور کچھ کام نہ تھا ۔ تاڑکا کے
خاوند سوند کو شیطنت سوجھی ۔ ریاضت عبادت میں خلل ڈالنا شروع
کیا ۔ آخر ایک روز اگست رشی سے ضبط نہ ہوا نظر قہر سے دیکھ لیا تو سوند سوخت
خاوند کی موت نے تاڑکا کے تن بدن میں آگ لگا دی ۔ وہ دانت کٹکٹا کر
رشی پر جھپٹی دل میں یہ غصہ کہ کچا چبا جاؤں ۔ ادھر رشی جی بھی آگ بگولا بیٹھے
تھے ۔ دی ۔ جا ۔ نامعقول تو راکشسنی ہوجا اور تیری اولاد راکشس ۔ اگست
رشی تو شاپ دیکر وہاں سے چلتے ہوئے ۔ تاڑکا خون کے گھونٹ پی کر
رہ گئی ۔ اور گئو برہمن کی دلآزاری کا بیڑا اُٹھالیا ۔ چنانچہ اس کی ذات سے
کیا گئو اور کیا برہمن سب تنگ ہیں ۔ یہ ناقابل گردن زدنی ہے ۔ آپ بے
تکلف تیر جفا کا نشانہ بناویں کچھ اندیشہ نہ کریں ۔

سری رام چندر جی ۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر شاستر میں عورت کو
مارنا ادھرم لکھا ہے ۔

بسوامتر ۔ آپ نے صرف برہمن اور گئو کی رکھشا کے لئے اوتار لیا ہے ۔ پہ

ان پر ظلم و ستم کرنے والوں کو مارنے میں کیا گناہ عین ثواب ہے ✣

سری رامچندر جی۔ میرا تو دل یہی کہتا ہے کہ عورت پر ہاتھ چلانا دھرم کے خلاف ہے ✣

بسوامتر۔ یہ بھی تو خیال کیجئے۔ اُس کی موت آپ ہی کے ہاتھ ہے اگر آپ اُسے نہ مارینگے تو گئو اور برہمن کی جان کیسے بچیگی ✣

سری رامچندر جی۔ کیا عرض کروں میری تو ہمت نہیں پڑتی کہ عورت پر ہاتھ صاف کروں ✣

بسوامتر۔ آپ کیا انسان ہیں۔ سوچئے تو ایشور میں سب طاقتیں ہیں۔ اُس کو سب مُباح ✣

سری رامچندر جی۔ یہ تو آپ جانیں میں تو جانتا ہوں کہ چھتری ہوں۔ پس چھتری کا ہاتھ عورت پر اُٹھنا نا درست ✣

بسوامتر جی۔ چھتری کا دھرم ہے کہ راجہ ہو یا پرجا سب کی جان و مال کی حفاظت کرے۔ کمزوروں کو شہزوروں کے ظلم سے بچاوے ظالم کو سزا دے۔ پھر آپ کو کیا تامل ہے۔ شاستروں میں ظالموں کو سزا دینے کا خاص حکم ہے [illegible] جس نے زندگی بھر ادھرم کے سوا کبھی دھرم ہی نہیں کیا ✣

سری رامچندر جی۔ بیشک شاستر میں ہدایت ہے۔ مگر آج تک کسی نے عورت کو قتل نہیں کیا ہے ✣

بسوامتر۔ گنا چلوں۔ سُنیئے۔ ایک عورت منتھرا ہی تھی جس نے نگل جانے کا ڈول ڈالا تھا۔ مگر جب اندر نے سُنا تو بجر سے ہڈیاں چور کر کے رکھ دیں ✣

سری رامچندر جی۔ اندر جی کی نظیر میں نہیں مانتا۔ انہوں نے جہاں اور ادھرم کئے وہاں ایک یہ بھی سہی ✣

بسوامتر جی۔ اچھا یہ نہ سہی۔ دوسری نظیر لیجئے۔ بھرگ نام برہمن کی جورو اول درجہ کی نالائق تھی وہ چاہتی تھی کہ اندر کو حاکم کے نیچے اتار جاؤں۔ بشن جی کو خبر ہوئی تو انہوں نے فساد کی جڑ کاٹ کے رکھ دی

بھرگ کو عورت کی جدائی کا رنج ہوا - اُس نے بشن جی کو سراپ
دے دیا - جس کا پھل یہ ہے کہ آپ قالب انسانی میں نور حقیقی
کا جلوہ دکھا رہے ہیں +
سری رامچندر جی - مہاراج آپ نے تو اور بھی مجھے ڈرا دیا میں ایک
دفعہ عورت کو مار کر یہ پھل پا چکا - اب دوبارہ پھر وہی بیوقوفی کروں تو
نہ جانئے کیا بھگتنا پڑے +

سرگ ۲۶

سری رامچندر جی اور بسوامتر جی کی بات چیت - آخر تاڑکا کا قتل

بسوامتر جی نے اتنی نظیریں بھی بیان کیں - مگر سری رامچندر جی
عورت کے قتل سے ہچکی لیتے ہی رہے - مگر بسوامتر جی بھی بات پر اڑے
تھے - اُنہوں نے کہا تاڑکا کو مارنے سے آپ کچھ دنیا سے انوکھی نہ
کرینگے دیکھ لیجئے جمدگن جی اپنے پتا کے اشارے سے پرسرام جی
نے اپنی ماتا کو قتل کر ڈالا اور اُن پر الزام عاید نہ ہوا +
سری رامچندر جی - بیشک آپ کا فرمانا بہت صحیح - لیکن اُس کے خلاف
نظیر موجود ہے کہ سدھارت اور پرہلاد نے باپ کا کہنا ٹال دیا تو وہ بھی
مورد الزام نہ ہوئے - مگر ہاں آپ بزرگ ہیں - رشیوں مہرشیوں میں رتبہ
اعلےٰ ہے آپ کی بات میں ٹال نہیں سکتا - دوسرے شاستر کی اجازت
ہے کہ بیٹے کی لیاقت اسی میں ہے کہ باپ کے حکم سے سرتابی نہ کرے جو
والد کا حکم ہو اُس سے روگردانی کرنا ادھرم - جو پتا کی آگیا ہو وہی مقدم چنانچہ میرے
لئے ارشاد ہو چکا ہے جو کچھ بسوامتر جی فرمائیں وہی بھیا اسی کی تعمیل لازم
اہل دربار اور دربار میں موجود رشیوں منیوں کا بھی یہی منشا ہے خاطر

تھا بس مجھے ادھر تو پتا جی کی آگیا کا خیال ہے۔ ادھر آپ گرو آپ کے قول کا پاس۔ بہر حال مَیں خدمتگزاری کو حاضر ہوں تاڑکا کو ماروں گا۔ رہا عورت کے مارنے کا الزام وہ آپ کے ذمے مجھے داغ بدنامی سے بچائیگا ÷

یہ کہکر سری رامچندر جی نے دھنش ہاتھ میں لیا چلہ چڑھاتے ہی وہ ٹنکار کی آواز آئی کہ زمین کانپ گئی۔ ذیروحوں کے کلیجے ہل گئے۔ چرند و پرند جان لیکر اُڑ بھاگے۔ دسوں دشاؤں میں زلزلے کی کیفیت نظر آنے لگی سب حیران تھے کہ معاملہ کیا ہے تاڑکا اپنے مسکن میں اُٹھتے تلے کر رہی تھی جونہیں دھنک کی ٹنکار سُنی کان کھڑے ہوگئے۔ دل تو ایسا ڈرا کہ ستر کوٹھوں میں چھپنے لگا۔ مگر نہیں اس نے حواس درست رکھے۔ جیوٹ سے کام لیا۔ اور لال بھبھوکا ہوکر آواز کی طرف دوڑ پڑی۔ اس کی برزخ اس وقت عجیب و غریب تھی۔ منہ سو جگہ سے ٹیڑھا صورت سنیچر کی مورت اور ایسی بھیانک کہ آدمی دیکھے تو سہم جائے۔ قد تاڑ سا منہ بھاڑ سا۔ یہ صورت دیکھتے ہی رامچندر جی لکشمن جی سے مخاطب ہوئے کہ بھائی دیکھو تاڑکا کس طرح آگ بگولا ہوئی چلی آتی ہے۔ قد و قامت دیکھو۔ جسامت دیکھو پھر کیوں ہزار ہاتھیوں کی طاقت نہ ہو۔ ایسا پہاڑ سا ڈیل یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں۔ اُس پر طرہ یہ کہ جہاں طاقت وہاں سحر انگیزی طلسم خیزی۔ مگر ایشور مالک ہے۔ پُرکھوں کا پن پرتاپ دائیں بائیں ذرا سیر دیکھتے رہئے ناک اور کان کاٹ کے نکی بوچی کئے دیتا ہوں کہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ یہ اسی میں مرجائیگی سجان سے مارنا کیا ضرور گرو بسوامتر جی کو ضد ہے کہ مار ہی ڈالوں۔ یہ کوئی بات نہیں جس وقت نہ ناک رہیگی نہ کان تو مردہ سے بدتر ہے اور پھر کیا مجال کہ گئو برہمن کو ایذا پہنچا سکے۔ مجھے سر دست بسوامتر جی کی بھی تعمیل ارشاد منظور ہے اور تاڑکا کی سرکوبی بھی بس میری تجویز سے دونو مطلب حاصل ہو سکتے ہیں۔ سری رامچندر جی لکشمن جی سے یوں بات کر رہی رہے تھے کہ دفعتہً تاڑکا منہ پھیلائے ہوئے لپکتی ہوئی آئی اور

وار کرنا چاہا۔ رامچندر جی اس پر بھی ساکت رہے تیر کو چٹکی سے ذراسی جنبش نہ ہونے دی۔ بسوامتر جی رامچندر جی کی اس خاموشی کو چبھتی نظر اور گہری توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کو خیال تھا کہ دیکھو رامچندر جی کیا غضب کر رہے ہیں کہ ایسی بدکارہ پر ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ مَیں نے سب طرح کا نشیب و فراز دکھایا اونچ نیچ سمجھائی۔ مگر یہ ایک نہیں مانتے جو دل پر جم گئی وہ جم گئی انہوں نے تاڑکا کو جھپٹتے ہوئے دیکھ کر ہوں کردی یہ آواز سُنتے ہی وہ تو وہیں سسک رہی اور بسوامتر جی کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے:

تاڑکا کی چھے۔ سری رام لکھن کی جے

اس آواز کے سنتے ہی رامچندر جی نے سوچا کہ اب اس کو مارے بغیر مفر نہیں۔ گرو جی تاڑکا کی چھے اور رام لکھن کی جے کہہ چکے ہیں اب اپنی سیکھ کرنا فضول۔ اس خیال کو دل میں جما کر سری رامچندر جی نے دھنش کا چلہ کھینچا اُدھر تاڑکا نے جنگل کی خاک ایسی اُڑانا شروع کی کہ دو گھڑی تک کالی آندھی کے سے جھونکے آتے رہے یہاں تک کہ سری رامچندر اور لکشمن جی کو کچھ بھی نہ سجھائی دیتا تھا۔ سخت پریشان تھے آنکھیں کھولنا دشوار ایک طوفانِ خاک اُمنڈا چلا آرہا تھا۔ اب تک رامچندر جی کی نظر ترحم تھی وہ تاڑکا کو مارنا چاہتے تھے۔ مگر شامتِ اعمال وہ خاک دھول اُڑاتی ہوئی آسمان پر پہنچی اور اولوں کی طرح پتھر برسانے شروع کردئے ساتھ ہی تیروں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی سری رامچندر جی کو اس حرکت سے حرارت آگئی انہوں نے بھی تیر مارنا شروع کئے اور تاڑکا کا ہر ایک بان راستے ہی میں دو ٹکڑے ہوکر گر پڑا آخر رامچندر جی نے ایسے تیر مارے کہ تاڑکا کے دونو بازو اُڑ گئے۔ جب بازو ہی نہیں تب طاقت کہاں وہ زمین پر گر پڑی اور زور سے چیخی۔ لکشمن جی فوراً لپکے اور ناک کان کا صفایا بول دیا۔ اب تو تاڑکا کے غیظ و غضب کا کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا۔ مگر اس طرف رامچندر جی کا یہ خیال کہ اُن کے ہاتھ سے عورت قتل نہ ہو اس دو دھڑ میں کیا رامچندر کیا لکشمن اور کیا بسوامتر سب کی جان اپنا

تھی۔ آخر بسوامتر جی گرجے کہ
اے رامچندر کیا کر رہے ہو فضول دیر لگانے کا سبب تاڑکا تو ایشور سے
چاہ رہی ہے کہ رات ہو جائے اور تب وہ جو چاہے کرے آپ کچھ نہ کر سکیں
وجہ یہ کہ رات کے وقت کسی کو قتل کرنا گویا عذاب میں پھنسنا ہے ؀
سری رامچندر جی اس کلام سے متاثر ہوئے اور تیر کی بوچھاڑ شروع
کر دی۔ اور ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ چھاتی چھد گئی اور تاڑکا زمین پر لوٹنے
لگی۔ نہیں بلکہ ایک آن واحد میں دم فنا ہو گیا۔ اندر وغیرہ اس نظارے کو
ہزار آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جس وقت تاڑکا چت ہوئی۔ اندر بسوامتر
کی خدمت میں آئے اور آکاش سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ اندر جی
نے بسوامتر جی سے کہا کہ انہیں ابھی استر و شستر کی کسر ہے۔ استر و شستر
آپ کی نگاہ میں اشارے میں چلتے ہیں۔ پس سری رامچندر جی کو سکھانا لازم
اندر یہ کہکر اپنی راجدھانی یعنی امر پوری کو چلے گئے۔ یہاں رشی جی نے
رامچندر جی کو گلے سے لگا کر کہا کہ شاباش آفرین ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

آپ نے تاڑکا کی خوب خبر لی۔ آؤ اب شام ہوتی ہے۔ چلو دم لیں۔
سویرے جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ اپنا آشرم اب کچھ دور نہیں۔ ایک مشکل دور
ہو گئی اور جو کچھ پیش آئیگا دیکھا جائیگا۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپکے چرنوں سے
اس اُجاڑ جنگل کی بھی قسمت جاگ اٹھی۔ آئیے رات یہیں کاٹیں ؀

سرگ ۲۷

سری رامچندر جی کو استر و شستر ودیا کی تعلیم

سویرا ہو گیا کیسا سماں تھا کون نظارہ تھا۔ ناظرین دل سے قیاس کر لیں
ہم صرف انہیں الفاظ پر کفایت کرتے ہیں کہ جنگل لہلہا رہا تھا نسیم سحری پھولوں کی

چھکتے تھے سماں خوشبو سے بسی ہوئی موجیں کر رہی تھی۔ پھول دہکتے تھے طائر چہکتے تھے سماں دلفریب تھا نظارہ عجیب تھا۔ سری رامچندر جی و لکشمن جی اندھیرے منہ گنگا جی میں اشنان کرکے بسوامتر کے قدموں پہ جھکے اور زانو بہ ادب تہ کرکے بیٹھ گئے۔ بسوامتر جی کی دونو مورتیں دیکھتے ہی کلی کلی کھل گئی۔ اُنہوں نے اشیرباد دیا اور کہا کہ ہاں استر شستر ودیا سیکھنے کا کیا ارادہ ہے؟

سری رامچندر جی ہم آپ کی چرن رج۔ قدموں کی خاک ہیں کیا جو آپ کی آگیا ہو وہی مقدم ٭

بسوامتر جی۔ تو پھر کیا ہے کیا یاد کرو گے سیکھ لو۔ داشتہ آید بکار۔ کبھی نہ کبھی کام دے ہی جائیگا۔ یہ وہ علم ہے کہ کیا دیو کیا دانو کیا راچھس کیا گندھرب سب پہ تم ہی ور رہو۔ مجال کیا کہ کوئی سر بر ہو سکے۔ دیکھو میں سکھاتا ہوں یاد رکھنا اب ان ہتھیاروں کا استعمال کرنا ہوگا۔ اور یہ ہتھیار میری تعلیم کی وجہ سے تمہارے اشارے میں چلینگے ٭

ڈنڈ چکر۔ دھرم چکر۔ کال چکر۔ وشنو چکر۔ اندر چکر۔ بجر۔ شہسول۔ برہما ستر۔ لکھی۔ برتھ۔ گرز۔ مودکی شکھری۔ ابرم پاش۔ (ایک قسم کی کمند) کال پاش۔ برن پاش۔ اشنی۔ شس کاردر۔ پناک نارائن استر۔ اگنی شکھر۔ بایو۔ ہوشی۔ کرونچ۔ شکتی۔ کنکال۔ موشل۔ کاپال۔ کنکر۔ دیدیادھ۔ تھدن۔ گندھر۔ پدمن۔ برداین۔ پرشمن۔ اسی رتن۔ سومیہ۔ برکھن۔ سوکھن۔ نستائن۔ سبائیں۔ مارن۔ گندھرب۔ نانو استر۔ پشاچ موہن۔ پرتیچھ۔ ناسن۔ سوہن۔ بیشبرت۔ موسل۔ ستیہ۔ سور۔ پرکھ۔ پرتیج۔ ایلرکھن۔ سوشستر۔ شستر و اشستر۔ سر دارن ٭

بسوامتر جی رامچندر جی سے کہتے ہیں کہ جو استر و شستر میں نے بیان کئے یہ سب کرساس کے بیٹے ہیں۔ آپ ان کو اپنا رفیق و شفیق سمجھئے۔ رامچندر جی نے بسوامتر جی کا قول مان کر سب ہتھیاروں کو دھارن کر لیا۔ اب بسوامتر جی پورب کی طرف منہ کرکے ٹھیر گئے۔ اور رامچندر جی اُتر کی طرف۔ مذکورہ بالا شستروں کا سارا علم گھول کر پلایا۔ اور فرمایا کہ کیا دیوتا کیا گندھرب کوئی استر و شستر ودیا سے واقف نہیں۔ اس فن میں میں ہی کامل تھا۔ چنانچہ جو کچھ آتا تھا آپ کو بتا دیا۔ اب آپ

اس استر و شستر پر قابو رکھتے ہیں۔ آپ نے ان پر پوری طاقت حاصل
کرلی یہ سنتے ہی تمام استر و شستر سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر
ہو گئے اور سر عجز جھکا کر حکم کے منتظر ہوئے سری رامچندر جی نے فرمایا کہ اپنا
مزے سے آرام کرو۔ جب ہم یاد کریں تب حاضر ہونا۔ یہ کہکر اُنہوں نے سب
استروں کو رخصت کیا اور وہ سب یہ کہتے ہوئے چلتے پھرتے نظر آئے کہ
جب یاد آوری ہوگی ہم فوراً حاضر ہو جاوینگے +

سرگ ۲۸

سری رامچندر جی کو سنگھار استر ودیا کی تعلیم

استر و شستر ودیا سکھا کر بسوا متر جی نے وہاں سے قدم بڑھایا۔ ادھر اُدھر
کی باتوں میں سری رامچندر جی نے گزارش کی۔ مہاراج شستر ودیا میں آپ نے
لیاقت پیدا کرادی۔ اب میری آرزو ہے کہ کرپا ہو تو سنگھار استر ودیا میں بھی شُد
بُد ہو جاؤں۔ بسوامتر جی سری رامچندر جی کے شوق سے بہت خوش ہوئے۔
اور فرمایا کہ ابھی سیکھئے میں تو ایشور سے چاہتا ہوں کہ اپنا کمال اپنے
ساتھ نہ لے جاؤں۔ یادگار چھوڑوں۔ چنانچہ آپ سے کس بات میں
باہر ہوں۔ اچھا سُنئے۔ منتر سیکھئے۔ سنگھار استر ودیا کی یہ تعریفیں ہیں +
دہر شٹ کیبیس پرتی بار۔ پرانگ بھوک۔ موانگ بھوکھ۔ ورڑنابھ
سنابھ۔ لنجھیہ ہمیو۔ اپکھیہ۔ دش شیر رکد۔ دشا کش۔ ست بکر۔ جہانا شتودر
پدم نابھ۔ بتدر۔ جولندھر۔ بملا۔ نیراسیہ۔ ششکن۔ جیبو کھنش۔ سونابھ۔
دوندنابھ۔ سنک۔ کرپر۔ مکرا۔ ئید ھوت۔ سومن۔ نیترسہر۔ رچر۔ رنمان۔
دہشیہ۔ پرمتھن۔ شیچی باہو۔ مہاناہو۔ نگل+ابرچی۔ سارچمالی۔ دھترت مالی
سورن۔ رام بھاسو۔ پتنان۔ کرشاسو۔ برن۔ پنہان۔ دھن دھانیہ۔
کام روپ۔ کام رُچی۔ موہ۔ ابران۔ جرنبھک۔ سربنابھ +

سری رامچندر جی نے سنگھاسن استر و دیا کے منتر سدھ کئے سارے
مندرجہ صدر استر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ خدمتگزاروں
کو کیا ارشاد ہے۔ رامچندر جی نے سب کو ہاتھ لگا دیا۔ اور فرمایا ابھی تکلیف
کی ضرورت نہیں۔ آپ سب اپنے قیامگاہ میں جائیں۔ جب ضرورت ہو گی
یاد کر لونگا۔ اس وقت زحمت کی کیا ضرورت ہے۔ سری رامچندر جی نے سب
کو رخصت کیا۔ سب اپنے مقامات پر چلے گئے۔ سری رامچندر جی اور بسوامتر
جی نے آگے قدم بڑھایا۔ راستے میں ایک پر فضا جنگل ملا۔ اونچے درخت
زمین کو چھپائے ہوئے تھے۔ طائران خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیوں سے سارا
جنگل گونج رہا تھا۔ سری رامچندر جی اس کی بہار دیکھ کر بولے:-
مہاراج یہ دشت پر بہار و صحرائے رشک گلزار کون ہے اور آپ
کا آشرم یہاں سے کتنی دور +

سرگ ۲۹

چترتربن عرف سدھ آشرم کی کیفیت

بسوامتر جی رامچندر جی سے گوہر افشاں ہیں کہ یہ جنگل چترتربن کے نام
سے مشہور عالم ہے یہاں مدت دراز تک وشنو جی سرگرم ریاضت رہے
ہیں اور یہیں سری باون اوتار نے کشیپ کے یہاں ظہور فرمایا۔ اس
جنگل کی عظمت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہیں راجہ بل تپشیا کر چکے
ہیں۔ جب جب تپ کی طاقتوں سے انہیں تیرلوک کی بادشاہت حاصل
ہو گئی تو اور بھی ہوس نے پاؤں پھیلائے۔ اس نیت سے جگیہ کیا کہ دیوتا
بھی زیر رہیں۔ جگیہ شروع ہو گیا دیوتا اور اگن دیو اپنا اپنا بھاگ لینے
لگے ادھر کشیپ کے یہاں بھی جگیہ تھا۔ دیوتا لوگ وہاں بھی حصہ لے
رہے تھے۔ خلاصہ یہ جگیہ میں خوب دھوم دھام تھی +
یہاں پر لوگوں کو خیال ہو سکتا ہے کہ دو جگہ جگیہ وہاں ایک ہی دیوتا ایک

سے دو ہو کر کیسے اپنا بھاگ لینے پہنچ سکتے ہیں۔ مگر یہ بات نہیں دیوتاؤں
کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سورگ لوک میں رہنے والے کرم دیوتا۔ دوسرے
وید کے منتر آجان دیوتا۔ کشیپ کے یہاں کرم دیوتا براجمان تھے اور راجہ
بل کے یہاں آجان دیوتا +

جس وقت راجہ بل جگیہ میں مصروف تھے اور وید منتر کی برکتیں کامیابی
کی خبر دے رہی تھیں۔ اندر وغیرہ گھبرائے۔ سری بشن جی کے پاس دوڑے
گئے فریاد کی کہ مہاراج آپ تو چیر بن میں تپشیا کر رہے ہیں۔ یہاں اندر
آسن چھین گیا راجہ بل تو بل سے دیوتاؤں کو ایسا نیچا دکھائیگا کہ بھیڑ بکری
کی طرح رہنا پڑیگا۔ پس نظر ترحم ہو کسی طرح کشٹ کاٹئے۔ بشن جی ہنسے
اور فرمایا کہ اچھا ذرا صبر کیجئے آپ کی فکر دور ہو جائیگی +

کشیپ بڑے صاحب ریاضت تھے۔ اُنہوں نے محبوبۂ خاص
اور زوجہ با اخلاص کے ساتھ ایک ہزار برس تک ریاضت کی۔ بشن
جی نے درشن دیکر فرمایا کہ خواہش کیا ہے آرزو کیا ہے۔ کہو +

کشیپ نے بردان مانگا۔ بس اور زیادہ نہیں۔ ہوس اتنی ہے کہ آپ
میرے لخت جگر بن جائیں اور راجہ اندر کی مدد فرمائیں کہ راجہ بل اپنی گیارہ
ہزار برس کی تپشیا کے بل پر اندر اور اور دیوتاؤں سے سر برہنہ ہو سکے۔ یہ بھی
بردان ملے کہ یہ جگہ سدھ آشرم کے نام سے مشہور و معروف ہو اور یہاں
جو کوئی تپسیا یا جگیہ کرے وہ بڑی کامیابی سے پورا ہو جائے۔ بشن جی
کشیپ کی سب عرض داشتیں قبول کیں اور باون روپ میں راجہ بل کے تپ آشرم
میں جا پہنچے۔ جگیہ کی دھوم دھام ہو رہی تھی باون جی نے سوال کیا +

راجہ اور کچھ نہیں [illegible] رہنے کے لئے تین قدم زمین کی ضرورت
ہے۔ راجہ بل تینوں لوک کا راجہ تھا۔ اس کو تین قدم زمین کی کیا کمی تھی
فوراً زبان سے نکلا کہ شوق سے ناپ لو +

باون جی نے زمین آکاش سب ناپ لیا۔ مگر تین قدم پورے نہ ہوئے
آخر راجہ کا جسم خاکی ناپ کر اس کو رساتل میں خارج البلد کیا اور ساری بادشاہت

اندر کو بخش دی۔ باون جی برہمی کا دان لیکر اس جنگل میں تپ کرنے لگے اور فیض قدم سے اس کا نام چرتربن اور سدھ آشرم مشہور ہوا ٭

بسوامتر فرماتے ہیں کہ اسے سری رامچندر اس جنگل کی عظمت اور برکت سمجھ کر میں بھی یہیں تپشیا کرتا ہوں۔ مگر افسوس کہ راچھس اپنی شرارتوں سے کوئی جگیہ پورا ہونے نہیں دیتے۔ اب آپ ان کمبختوں کو سزا دیجئے گا تو میرا سب کام پورا ہوگا ٭

ان باتوں میں بسوامتر جی کی جگیہ شالا آگئی۔ تمام رشیوں منیوں نے استقبال کیا۔ خاطر تواضع سے پیش آئے اور چار گھڑی دم لینے کے بعد سری رامچندر جی نے بسوامتر جی سے عرض کی کہ مہاراج دیر کی کوئی ضرورت نہیں آپ جگیہ شروع کریں ٭

بسوامتر جی فوراً ہی جگیہ منڈپ میں تشریف لے گئے۔ جگیہ کی کارروائی زور شور سے شروع ہو گئی۔ دونو بھائی حفاظت کا بیڑا اٹھا کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگے ٭

سرگ ۳۰

بسوامتر جی کا جگیہ سری رامچندر جی کے دست مبارک سے سُباہو کا قتل یا تکمیل کو پہنچی

(سرگ ۳۰ کے عنوان کا ایک ممکنہ مطلب) سر اسے ید اٹھالی

نور کا تڑکا تھا نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکوں نے شانہ ہلا ہلا کر شبنم کے منہ پر چھینٹے دے دے کر سب کو جگا دیا۔ سب بستر راحت سے اٹھے اور نہا دھو کر فرائض ضروریہ سے فارغ ہوتے ہی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوئے ٭

سری رامچندر جی نے بسوامتر جی سے دریافت کیا ٭

ہاں یہ تو فرمائیے سُباہو ماریچ آتے کس وقت ہیں ٭

بسوامتر جی مون برت کئے ہوئے تھے۔ تقفل خاموشی کیسے کھلتا۔ جواب نہ ملا۔ آس پاس کے رشیوں کی زبان سے یہ آواز آئی کہ بسوامتر جی چھ دن تک یوں ہی چپ رہینگے۔ ان کا آسن نہ ڈلےگا۔ شبا ہو اور پانچ کے اپنکا وقت کوئی مقرر نہیں۔ جب اُن کے سر پر بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ آجاتے ہیں اب ہم لوگ بھی چھ دن تک برابر آنکھ نہ جھپکا سکینگے۔ کیونکہ جگیہ کا کامیابی سے پورا ہو جانا لازم۔ سری رامچندر جی یہ سنتے ہی لکشمن جی سے بولے کہ

بھائی لے ہوشیار ہو جاؤ۔ تیر کمان سنبھال لو۔ دن رات کی ذرا سی تکلیف میں سارا بیڑا پار ہے +

لکشمن جی۔ فقط آپ کے حکم کا انتظار تھا۔ میں خدمت کو پہلے ہی سے کمر باندھے بیٹھا ہوں +

سری رامچندر جی اور لکشمن جی دھنش بان لیکر جگیہ منڈپ کے چاروں طرف چوکسی رکھنے لگے۔ مجال نہ تھی کہ پرندہ بھی پر مار سکے۔ پانچ دن اور پانچ رات برابر پلک نہ جھپکی کوری آنکھوں سویرا ہوتا تھا اور بے پلک جھپکائے شام۔ اب چھٹا دن آپہنچا۔ جگیہ کی کامیابی کی ساعت قریب آئی تو سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا +

بھائی پانچ دن تو خیریت سے گزرے۔ آج چھٹا دن ہے۔ ہماری تمہاری ہی محنت کا دارومدار آج ہی پر ہے۔ دیکھو خوب ہوشیار رہنا۔ خبردار کوئی راچھس منکنے نہ پائے +

رامچندر جی اتنا کہہ پائے تھے کہ دفعتہً ایک بیدی کی آگ دوسری جگہ لوپینے لگی۔ رامچندر جی چونکے ہوئے اور کہا +

دیکھو بھائی آگ کی لپٹ کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ یہ آثار اچھے نہیں جب جگیہ ختم ہونے کو ہوتا ہے تب اگر ایسے علامات نظر آئیں تو سمجھ لو کہ کچھ فتور شدنی ہے۔ ذرا خوب دیکھ بھال رکھنا۔ بسوامتر جی مون ہیں دل ہی دل میں منتروں کا جاپ کر رہے ہیں۔ اُن سے اس اچنبے کا سبب بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ پس اپنی طرف سے ہوشیاری لازم +

سری رامچندر جی اتنا کہتے کہتے نظر اٹھاتے ہیں تو عجب حیرتناک نظارہ نظر افروز
ہوا۔ آسمان پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا کالے کالے بادلوں کی طرح چھایا ہوا
دکھائی دیتا تھا اور دیکھتے دیکھتے سر پر ہی پہنچ گیا۔ جونہی ایک کالی آندھی آئی
اس زور کی آواز سنائی دی کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک مات ہو گئی۔
سب نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے اور یقین ہو گیا کہ راکھشس آ گئے ۔
بات کی بات میں خون کی بارش ہونے لگی گوشت کے لوتھڑے کے لوتھڑے
برسنے لگے اور وہ ہیبتناک صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جو اس صورت و شکل
سے مشابہ تھیں۔ جن کی تصویر بسوامتر جی نے لفظوں میں کھینچی تھی۔ راکھشس
خون برسا رہے تھے اور سری رامچندر جی بانوں کا چھینٹا چلائے ایک بوند خون
میں نہ گرنے دیتے تھے۔ بہت دیر تک یہی شغل رہا۔ آخر سری رامچندر جی
نے سوچا کہ کہاں زمین کہاں آسمان۔ میں خاک پر راکھشس افلاک پر۔
نہ تو کیسے بنے نمٹے تو کیونکر۔ لڑائی آمنے سامنے کی ہوتی ہے نہ کہ عرش
فرش کی۔ یہ سوچکر انہوں نے لکشمن جی سے کہا:۔
دیکھا راکھشسوں کا گوشت کھلانا اور خون برسانا۔ میں ابھی شبد کو آکاش
ہی پر ڈھیر کردوں مگر نہیں قدرت کے خلاف بات ہے۔ ممکن ہے ان میں اس وقت
وہ وہ بھی شامل ہیں جن کی ابھی موت نہیں۔ اگر میرا بان نشانہ بنتا ہے تو ان
کی خیر نہیں۔ اور جب خیر نہیں تو سلسلہ کائنات میں ابتری۔ برہما جی کے
انتظام میں خلل۔ ماریچ۔ اس پر مجھے خاص طور پر رحم آتا ہے۔ اور راکھشس بدکار
ہے۔ مگر جب خیال کرتا ہوں کہ غریب یتیمی کی حالت میں ہے۔ باپ بچپن میں بے
سرپرست چھوڑ گیا تو ایسے کو مارنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتا۔ مجھے تو سباہو پر
بھی ترس آتا ہے۔ وہ بالذات راکھشس نہیں۔ صرف اگست رشی کی بددعا نے کچھ
کا کچھ کر دیا ہے۔ اس نے بڑے بڑے دھرم کے کام کئے ہیں۔ پرمیشور کی یاد میں خوب
دل لگایا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس کو نجات دیکر ادھار کر دوں۔ باقیماندہ
راکھشس اپنی اپنی کرنی کے موافق دوسرے جنموں میں نجات پاتے رہینگے
بالفعل میں ماریچ اور سباہو کو دشمنی میں دوستی کا مزہ چکھاتا ہوں ۔

یہ فرما کر اپنے چلے پر تیر چڑھایا۔ جونہیں تیر اڑا دیوزاد کے دل پر بیٹھا وہاں سے اڑا تو پچھ دیکھتے دیکھتے سمندر کے پانچ کوس ادھر تیر کاری تھا۔ پاپچ تیورا کر زمین پر چت گر پڑا۔ اور وہیں اُس وقت تک رہا۔ جب تک راون نے سیتا ہرن کیواسطے کپٹ مرگ نہ بنا لیا۔ پاپچ کا ستر ناکر کے سری رامچندر جی نے دوسرا تیر سر کیا۔ یہ تیر نادک قضا تھا۔ جونہیں زور پر پہنچا۔ شباہو زمین پر چاروں شانے چت روح فنا۔ اب رہے اور راچھس اُن کی بھی اچھی طرح خبر لی گئی۔ مانوا استر چلا تو سب کے سب تتر بتر۔ کوئی یہاں کوئی وہاں گیند کی طرح ادھر سے ادھر گرے تو بیض ساقط۔ سری رامچندر جی نے ادھر راچھسوں کا دفعیہ کیا۔ ادھر کچھ رات رہے جگیہ سماپت ہوا۔ رشیوں منیوں نے بدھائیاں بجائیں۔ سری رامچندر جی کے گن گائے بسوامتر جی نے بہت شکر گزاری کی۔ دھن باد دیا کہ سری رامچندر جی کے احسانوں سے کبھی سبکدوش نہیں۔ ہمیشہ جس گاؤنگا تم نے میری لاج رکھی ✣

سرگ ۳۱

جانکی جی کے سوئمبر کی شرکت کی غرض سے جنکپور کا عزم

راچھسوں کو سزا سے اعمال دیکر سری رامچندر جی ایک دن رات اپنی مرضی سے آشرم میں رہے۔ جب دوسرا روز ہوا تو بسوامتر جی سے گزارش کی کہ مہاراج ارشاد کی تعمیل ہو چکی۔ اب تو کوئی کام نہیں ✣

بسوامتر جی۔ ہاں میرا تو ایک کام بن گیا۔ اب ایک ذرا سا کام باقی ہے ✣

رامچندر جی۔ وہ فرمائیے کہ میں خدمتگزاری سے سرفراز ہوں ✣

بسوامتر جی۔ بس یہی کہ مہاراجہ جنک کے یہاں سوئمبر ہے اسے بھی دیکھ لیں ✣

سری رامچندر۔ وہاں کیا ہوگا۔ کس کا سوئمبر ہے۔ کچھ حال معلوم ہو تو مفصل بیان فرمائیے ✣

بسوامتر جی۔ مہاراجہ دویہ جنک متھلا پور کے بڑے دھرماتما راجہ ہیں اُن کے یہاں شیو جی کا ایک عجیب و غریب دھنش ہے یہ دھنش وہ ہے جس کی وجہ

سے راجہ دچھہ کا جگیہ ادھورا رہ گیا کامنا پھل نہ ہوئی یہ دھنک وہ ہے
جس کو بڑی خوشامد درآمد عجز و انکسار منت وسماجت سے اس وعدہ پر برہما جی
نے حاصل کیا کہ پوجا کرینگے۔ عزت سے رکھینگے اور وقت ضرورت دیوتاؤں
کی حفاظت کے کام لائینگے۔ جس وقت راجہ اندر سے یہ سوال ہوا تھا اُس
وقت یہ دھنک راجہ اندر کے پاس تھا۔ جب برہما جی نے یوں شیوجی کو گھیرا
تو اُنھوں نے کہدیا کہ اندر کے ہاں سے لے جائے ❊
برہما جی اور سب دیوتا اندر کے یہاں سے وہ دھنش جنیپور میں اُٹھا لائے
اور جنک جی کو دیا کہ اپنے پاس رکھیں۔ راجہ جنک روزمرہ خوشبویات سے
اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور اُس میں وہ خصوصیت تھی کہ تینوں لوک
میں اُسے کوئی جنبش بھی نہ دے سکتا تھا ❊
راجہ جنک کے خاندان میں اوائل سے یہ دستور ہے کہ جو گدی پر بیٹھے جنک کہلائے
اور دھنش کی پوجا کرے۔ گویا اُس کی پرستش بھی فرائض روزانہ میں داخل تھی ایک
روز برہما جی کے یہاں کوئی جلسہ تھا۔ جنک جی تو وہاں تشریف لے گئے اُن کو
پرستش کی فرصت نہ ملی تو چلتے وقت اپنی رانی سے فرما گئے کہ جبتک میں نہ
آؤں دھنش کی پوجا میں ناغہ نہ ہو۔ برہما کی سبھا میں راجہ کو کئی دن لگ گئے
یہاں رانی کو ماہواری ایام سے سامنا ہوا۔ اس حالت میں پوجا پاٹ کی سخت
دقت پیش آئی۔ اور لطف یہ کہ راجہ کا فرزند ارجمند بھی مکان میں ندارد مجبوراً
اپنی راجکماری سری جانکی جی سے فرمایا کہ بیٹی آج تم دھنش کو پوج دینا ❊
سری جانکی جی اُسی وقت دوڑی دوڑی گئیں۔ دھنش کو اٹھایا سالہا
سال کا کوڑا کرکٹ صاف کر کے چوکا دیا اور پوجا کر کے کھیلنے ملنے لگیں ❊
جب راجہ جنک آئے۔ پوجا پر بیٹھے۔ تو دھنک کو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا
پایا جگہ بالکل دودھ کی دھوئی ہوئی نظر آئی سخت حیران ہوئے کہ پہاڑ سا
دھنک کس نے اٹھا کر اودھر سے ادھر کر دیا ❊
یہ غیر معمولی طاقت کس کی تھی۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ساری کرامات
راجکماری جانکی کی تھی۔ فوراً ہی قسم کھائی کہ اب جو اس دھنک کو تان لیگا بس اسی

کے ساتھ اپنی پیاری سیتا کی شادی کرونگا۔ چنانچہ اسے سری رامچندر جی یہ دھنک دیکھنے کے قابل ہے اور سوئمبر کی کیفیت بھی لائق سیر۔

سری رامچندر جی۔ واقعی کیفیت تو دلچسپ ہے مگر مہاراج جس دھنش کی وجہ سے دچھ کی جان پر گزری اُس کو کس کی مجال ہے کہ ہاتھ لگائے مجھ میں تو یہ طاقت نہیں۔

بسوامتر جی۔ آپ کو دنیا بھر کی فضولیات سے کیا کام۔ آپ ساتھ چلے چلیں۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا۔

سری رامچندر جی۔ میں چلنے کو حاضر ہوں مجھے عذر کیا۔

اب سری رامچندر جی دونو بھائیوں کو لیکر چلے۔ رشیوں منیوں کا ایک قافلہ کا قافلہ ساتھ تھا۔ چلے تو اتر کی طرف جھکے اور ہمالیہ کے دامن میں گنگا جی کے کنارے پہنچکر سون بھدرا ندی کے آس پاس قیام کیا۔ اس ندی کے دونو ساحلوں پر جنگلوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ سندھیا وغیرہ سے فارغ ہو کر سری رامچندر جی نے دریافت کیا کہ مہاراج ان جنگلوں کی تعریف سننے کا اشتیاق ہے۔ تکلیف تو ہوگی مگر باتوں میں رات کا بہت سا وقت دلچسپی سے کٹ جائیگا۔

سرگ ۳۲

راجہ کوس۔ اُن کے بیٹوں اور سوپوتیوں کی سرگذشت۔ سری بسوامتر جی کی زبانی

سری رامچندر جی کے سوال پر سری بسوامتر جی مائل گفتار ہوئے کہ اس مقام پر برہما جی کے فرزند جگر بند راجہ کوس کا قیام تھا اُن کے ساتھ اُن کی رانی بیدربھی رہا کرتی تھی۔ راجہ کے چار فرزند تھے۔ کشامب کُس نابھ اسُر بسو۔ چاروں کے چاروں بڑے شکیل و جمیل تھے۔ لیاقت بھی خاصی پیدا کر لی تھی۔ جب سب سمجھ والے ہوئے تو راجہ نے شاستر کے احکام کی تعمیل میں حکم فرمایا کہ لے اپنا راج سنبھالو۔ رعایا برایا تمہارے سپرد۔

راج پاکر سب فرزند خوش ہو گئے راج کاج کرتے تھے اور اپنے نام سے چار شہر آباد کئے۔ کساب نے کسانبی (موجودہ کشمبی) شہر آباد کیا۔ کُس نابھ نے مہودے (موجودہ قنوج) اُسرتے دھرماجن کے نام سے آباد کردہ شہر کو مدنق دی بسو چوتھے بیٹے نے سون بھدر ندی پر مگدھ دیش (موجودہ بہار بسایا) سدھ سندرانند بڑی پوتر ہے اس میں اشنان کرنا سب پاپ دھو بہاتا ہے چاروں فرزندان والا دودمان میں سے کُس نابھ بڑے نیشوہی تھے۔ ایک روز اُن کی خدمت میں ایک اپسرا آئی اور درخواست کی کہ صورت دیکھتے شکل دیکھتے۔ اور پھر اپنے دل سے آغوش محبت میں لیجئے +

راجہ کُس نابھ موہنی مورت سوہنی صورت پر فریفتہ ہو گئے حسن و جمال نے بے قابو کر دیا۔ بڑے شوق سے رنواس کی زینت بنایا اور محبتانہ ربط و ضبط سے ایک سو بیٹیوں کی صورت دکھائی۔ لڑکیاں بچپن سے جوان ہوئیں تو امنگ کچھ اور ہوئی۔ ایک دن جوانی کی ترنگ میں کسی باغ کی طرف نکل گئیں +

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن | جوانی کی راتیں مرادوں کے دن
ناک میں سیم کا فقط تنکا | شوخی گستاخی مقتضا سن کا

سب نشہ شباب میں چور شراب نوجوانی سے مخمور حسن و جمال میں دوپہر کا آفتاب ہو رہی تھیں کہ اچانک پون دیوتا کی نظر پڑ گئی۔ صورت دیکھتے ہی تو طبیعت بے قابو۔ حسن و جوانی پر نظر پڑتی ہے تو دل بے اختیار آخر آپے میں نہ رہے تو زبان پر درخواست آگئی کہ شادی کر لو میں دیوتا ہوں۔ موت کا مجھ پر اثر نہیں بڑھاپا ستائے سے بھاگتا ہے۔ ہمیشہ گبھرو جوان بنے رہتے ہیں۔ عورت چند دنوں میں اُمنگوں سے اُتر جاتی ہے۔ بڑھاپا تھوڑے ہی دنوں میں آجاتا ہے۔ مگر مجھ ایسے دیوتاؤں کی عورتیں کبھی بڑھاپے کا منہ نہیں دیکھتیں ہمیشہ بارہ برس کی بنی رہتی ہیں اس سے بھلا چاہتی ہو تو میری خواہش پوری کرو +

راجکماریاں ہنس پڑیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ واہ ذرا دیکھئے گا پون جی کو جوانی ٹانٹھے نوجوان بنے رہتے ہیں مگر عقل سٹھیا گئی ہے۔ کہاں دیوتا۔ کہاں یہ ادھرم کا ناپاک خیال۔ آخر سب متفق اللفظ ہو کر بولیں +

مہاراج آپ اس وقت کہاں ہیں۔ دیوتاؤں کو یہ ناجائز ذوق و شوق یہ بیہودہ اُمنگ۔ ہم کُش نابھ کی بیٹیاں کُش نابھ کا دھرم کرم۔ جب تپ میں آوازہ اور آپکی ہم سے یہ گفتار۔ اگر ہمارے پتاجی سُن لیں تو کس کو تھولیں۔ ہمارا تو خیال ہے کہ آپ کو خمیازہ کھینچے بغیر نہ بنے۔ اگر آپ کو واقعی ہم لوگوں سے ناطہ جوڑنے کی خواہش ہے تو ہم سے کیا سروکار۔ جائیے پتاجی سے درخواست کیجئے۔ وہ ہمیں بھاڑ میں بھی جھونک دیں تو عذر نہیں پھولوں میں تولیں تب بھی اُن کا حق۔ لڑکیاں باپ کی مطیع الارشاد ہوتی ہیں۔ اُن کو خود کوئی بات کرنے کا اختیار یا مجاز نہیں باپ اچھا بُرا جو کچھ کرے لڑکی کا فرض ہے کہ اس کو واجب التعظیم سمجھے چنانچہ اس امر کا فیصلہ پتاجی ہی کی منظوری پر منحصر ہے ہم لوگ بے بس ہیں ÷

راجکماریوں کا یہ ٹکا سا جواب سُنکر پون جی آگ بگولا ہو گئے اور جوش غضب میں وہ اعجاز دکھایا کہ خود سب کے پیکر عنصری میں داخل ہو گئے اور سب کو ایسا بد صورت اور بد ہیئت کر دیا کہ شکل دیکھتے نفرت ہوتی تھی۔ راج کنیاؤں کے غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اُنہوں نے چاہا کہ اسی وقت کوس کوس کر پون دیوتا کو مزہ چکھائیں۔ مگر نہیں دور اندیشی کے خیال سے اُنہوں نے سوچا کہ واقعہ کی اطلاع پتاجی سے کر دینا لازم ہے کہ اپنے اوپر کوئی بات نہ آئے اُن کو سخت رنج ہُوا اور روتی ہوئیں راجہ کُش نابھ کے پاس پہنچیں ÷

راجہ کُش نابھ نے سب کو کلیجے سے لگایا۔ گریہ وزاری کی وجہ پوچھی مگر وہ شرم حیا کے باعث کچھ منہ سے نہ پھوٹیں۔ صرف آنسوؤں ہی کو بمصداق ؎

حال بیتابی پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

واقف راز محرم اسرار بنائی رہیں ÷

کُش نابھ پوچھتے پوچھتے تھک گئے۔ تو اُنہوں نے سمادھی لگائی اور اس طرح جو کچھ واقعہ گزرا تھا۔ آنکھوں سے دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ ساری کرتوت پون دیوتا کی ہے ÷

سرگ ۳۳

راجہ کشن نابھ کی سو بیٹیوں کی سیر باغ۔ پون دیوتا کی بد نگاہی اظہار محبت۔ زبردستی تکمیل خواہشات راجکماریوں کی باپ سے شکایت غور فکر کے بعد وزیروں کے مشورے سے راجہ برہم دت کے ساتھ شادی

گو راجہ کشن نابھ روشن ضمیری سے سب بھید جان گئے تھے۔ مگر اُنہوں نے بیٹیوں کی زبان سے سارا ماجرا سُننے کے لئے ہٹ کی پہلے تو سب کی سب غرق دریائے غیرت رہیں۔ منہ شرم سے کیل دیا تھا۔ زبان پر مہر خاموشی لگی رہی مگر جب راجہ نے جوش غضب سے ڈانٹ دیا تو وہ سب اُگل دینے پر مجبور ہوئیں۔ چادر حیا سے منہ ڈھانپ کر کہنے لگیں کہ پتاجی۔ شامت کی ماری ہم سیر کو نکل گئیں۔ باغ میں رنگ رلیاں منا رہی تھیں گلچھرے اڑا رہی تھیں کہ دفعتہً وائیو دیوتا (پون) نمودار ہو گئے چہرے کی کچھ اور ہی رنگت۔ اور دل کی کچھ اور کیفیت نظر آتی تھی۔ اُنہوں نے بے تکلف منہ پھوڑ کر کہہ دیا کہ ہم سے شادی کرلو۔ نہیں تو بُرا ہوگا۔ شادی میں نفع ہے اور نامرادی میں ضرر ہم سب نے بڑی منت و سماجت کی بہت سمجھایا بجھایا مگر اُن کے سر کا بھوت نہ اترنا تھا نہ اترا۔ دامن عصمت پر ہاتھ دوڑا ہی دیا۔ ہم سب مجبور ہو گئیں۔ کہاں زبردست دیوتا کہاں ہم سکماری۔ ایک پیش نہ گئی۔ پون نے اپنے قابو بھر کوئی بات اٹھا نہ رکھی اتنی بھی فرصت نہ دی کہ آپ کے کان میں بھنک ڈال دیتیں ہم اس زبردستی سے انگاروں پر لوٹیں تاؤ کھا کر جی چاہا کہ سراپ دے بیٹھیں مگر اس خیال سے زبان پکڑلی کہ کہیں آپ کے ناگوار خاطر نہ ہو۔ ساری سرگذشت یہ تھی۔ جو کچھ گزرا تھا۔ گوش گزار کیا گیا۔ اب آپ اجازت دیں تو ہم بد دعا دیں پانی پی کر کوسیں ٭

راجہ کشن نابھ۔ تھوڑی دیر تک پیچ و تاب میں رہے غصے کی آگ کبھی بھڑکتی

اور کبھی دھیمی پڑتی تھی۔ آخر انہیں سب نشیب و فراز اونچ نیچ سوچ سمجھ کر کہنا پڑا کہ جو ہونی تھا ہو گیا۔ ہونہار ہو چکی۔ سانپ نکل گیا لکیر پیٹنا فضول میں تم سب سے خوش ہوا کہ اُس وقت آپے میں رہیں۔ غصہ کو روکا چھما بڑی چیز ہے جو چھما کرتے ہیں دنیا میں نیک نام ہیں۔ خطا بخشی انسان کے جسم کا زیور ہے اسی سے کہا ہے کہ

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

از خورداں خطا و از بزرگاں عطا تم نے خوب کیا کہ ضبط کر گئیں اچھا جاؤ کھیلو مالو میں اس معاملے میں غور کرونگا۔ تم بے فکر رہو ✤

یہ کہکر راجہ کش نابھ دربار میں پہنچا۔ وزراے دولت و ارکان سلطنت سے ساری واردات بیان کرکے پوچھا کہ آپ سب کی کیا راے ہے چھوکریوں کی شکل و صورت کیسے درست کی جائے اور اُن کی شادی کا کیا انتظام ہو ذرا دیکھئے دھرم شاستر کیا اجازت دیتا ہے ✤

وزراے سلطنت۔ یہ سارا فساد وایو دیوتا کا تھا راجکماریوں کا کوئی قصور نہیں۔ شادی کرنا لازم ہے کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا ✤

راجہ کش نابھ۔ اچھا شادی ہو تو کس کے ساتھ۔ کوئی اعلےٰ اور شریف نہیں نہیں بلکہ مجھ سے افضل خاندان بتائیے جس سے رشتہ جوڑوں ✤

وزراے سلطنت۔ مہاراج جی ایک خاندان ہم لوگوں کو معلوم ہے اگر منظور خاطر ہو تو زہے نصیب ✤

راجہ کش نابھ۔ وہ کون۔ بیان کیجئے ✤

وزیر اعظم۔ ایک برہم کل بھوشن چولی نامی تھے جن کا دھرماتماؤں میں اعلےٰ پایا تھا۔ وہ جس وقت ندی سے غسل کرکے لوٹتے تو تمام پوجا کا سامان لیس ملتا وہ روز حیرت میں رہتے کہ غیب سے کیا سامان ہو جایا کرتا ہے یہ غیبی طاقت ہلا کی بیٹی سومدا نامی اپسرا میں تھی جو چولی برہمن پر فریفتہ ہو کر شرف خدمت کی آرزو مند تھی۔ برسیں گزر گئیں کچھ بھید معلوم نہ ہوا۔ ایک روز سومدا آنکھوں پر ٹھیک ہی سامنے آئی اور کہا

آج آپ کو بشاش دیکھا دل شاد دیکھا اس سے حاضری کی جرأت ہوئی مدت سے خدمت

کر رہی ہوں۔ مگر افسوس کہ اپنا کام کچھ ٹھیک نہ ہوا۔ ابتک ساری محنت اکارتھ ہے ؛
چولی برہمن۔ اچھا سنو تو کیا خواہش کیا آرزو۔ کیا ہوس۔ کیا تمنا ہے دل کا مدعا
سنے بغیر کوئی کیا کہہ سکتا ہے ؛
سومدا اپسرا۔ صرف ایک بیٹے کا سوال ہے مگر بیٹا کوئی ردو اکھدوا نہیں چاہئے
ہو تو دھرموان ہو۔ دولت مند ہو۔ برہم ودیا کا عالم ہو۔ سارے شاستر اُس کے حافظے
میں ہوں۔ اگر یہ اوصاف نہیں تو میں دست بردار ؛
چولی برہمن۔ تمہاری آرزو پوری ہوگی میں اشیرباد دیتا ہوں ؛
سومدا اپسرا۔ مگر ایک ٹیڑھی کھیر اور ہے میں ابھی کنواری ہوں۔ آہن بغیر
چقماق کیا چنگاری دیگا۔ آگ کے بغیر چراغ کا جلنا محال۔ ایک ہتھیلی سے کہیں
تالی بج سکتی ہے۔ جب تک آگ کو پھوس سے نہ سامنا ہو۔ تب تک آگ کیسے
روشن ہو۔ اس لئے یہ فرمائیے کہ آپ کا اشیرباد بغیر آپ کی توجہ کے کیونکر اثر پذیر
ہوگا۔ کیونکہ میں آپ کے سوا دوسرے کا منہ دیکھنا نہیں چاہتی ؛
چولی برہمن مطلب کو پہنچ گئے۔ اُسی وقت نظر محبت سے دیکھا اپسرا کی خواہش
قبول کی اور کہا اچھا جیسے بیٹے کی خواہش ہے ویسا ہی ملیگا۔ اطمینان رکھو ؛

دعاے کاملیں خالی از اثر نیست

کچھ دنوں کے بعد سومدا اپسرا الیشور نے بیٹا دیا۔ بڑا خوبصورت بڑا شکیل
جمیل۔ اس کا نام برہم دت رکھا گیا۔ برہم دت نے بڑی لیاقت پیدا کی۔ وید
شاستر میں فاضل روزگار ہوا اور فضائل و خصائل میں یادگار ؛
سومدا بیٹے کا سکھ اٹھاتی ہوئی اپسرا لوک کو چل دی اور چولی برہمن پھر جپ تپ
میں مشغول ہو گئے۔ برہم دت کو آخر راج ہاتھ آیا۔ اُس نے ایک شہر بھی اپنے نام پر
بسایا۔ وہ برہمن چھتر دھاری ہے پس ایسا اعلےٰ خاندان کا دماغ اور کہاں سے ملیگا
اس سے آپ اپنی سو کی سو بیٹیوں کا برہم دت ہی کے ساتھ بیاہ کردیں تو بہت انسب
اگر آپ کو راجکماریوں کی موجودہ بدصورتی کا خیال ہے تو۔ وہ برہم رشی ہیں۔ ادھر برہم وقت شادی
ہوئی۔ ادھر سب انگوں سے درست ہو کر نور کے سانچے میں ڈھل جائینگی ؛
راجہ کش نابھ وزیروں کی اس رائے پر بہت خوش ہوئے۔ تجویز سے دل سے

منظور کی۔ مگر اب یہ خیال ہُوا کہ شادی کہاں کی جائے۔ برہم دت یہیں بلائے
جائیں یا وہ خود جا کر وہیں شادی رچائیں ۔

وزیروں سے پھر مشورہ لیا۔ تو اُن کی یہی رائے ہوئی کہ آپ کو تکلیف کرنے
کی کیا ضرورت ہے۔ برہم دت کو یہیں یاد فرمائیے اور کنیا دان کر دیجئے ۔

برہم دت سے نامہ و پیغام ہُوا۔ وہ آیا سو کی سو لڑکیاں اُس کے ساتھ بیاہ دی
گئیں۔ بہت کچھ دان جہیز دیا گیا۔ شادی ہوتے ہی راجکماریوں کا رنگ روپ
ہی کچھ اور ہو گیا۔ برہم دت حسن و جمال دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ راجہ کش نابھ کی
کلی کلی کھل گئی۔ شادی کے موقع پر سومدرا اپسرا بھی آگئی بیٹے اور بہوؤں کا سکھ دیکھ پھر
آکاش کو چلتی ہوئی۔ سب کام سدھ ہو گیا۔ سب کی آرزوئیں پوری ہوئیں ۔

سرگ ۳۴

بسوامتر جی کے پتا راجہ گادھ۔ اُنکی بیٹی ستوتی وغیرہ کا حال بسوامتر جی کی زبانی

سری بسوامتر جی مائل شیوا بیانی ہیں کہ اے سری رامچندر جی جب برہم دت کا
رنواس ایک سو رانیوں سے جگمگا رہا تھا۔ تو راجہ کش نابھ کا محل سونا ہو گیا۔ سب چہل
پہل جاتی رہی۔ لڑکیاں پرایا دھن سب سسرال میں چلی گئیں۔ اب وہ کس کو دیکھ کر
جیئے۔ اس لحاظ سے اُن کو فرزند نرینہ کی آرزو ہوئی۔ انہوں نے عظیم الشان جگیہ کیا جس
میں اوروں کے علاوہ سومدرا اپسرا اور اُن کے فرزند یعنی راجہ کش نابھ کے داماد برہم دت
بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر راجہ کش نابھ کے والد ماجد راجہ کشتر [illegible] رونق افروز
تھے۔ جگیہ کی شان و شوکت دیکھ کر انہوں نے بھی حصہ لیا اور آخر کار فرمایا۔
بیٹا مبارک۔ وہ فرزند ہوگا جس کو سب سرچشمہ افتخار سمجھینگے [illegible]
نام بھی رکھ دیتا ہوں۔ تم اس کو گادھ کے نام سے پکارنا ۔

راجہ کش نابھ یہ کہکر برہم سبھا میں چلے گئے۔ یہاں راجہ گادھ کا ظہور ہوا [illegible]

راجہ گادھ میرے پتا ہیں جن کی آنکھوں کا میں ناچیز ہوں میرے خاندان میں جو بزرگ آج تک گزرے سب کوشک کے لقب سے ملقب ہوئے۔ چنانچہ مجھ کو بھی کوشک کہلانے جانے کا فخر حاصل ہے۔ میری ایک بہن ستوتی تھی اُس کا ساپت برت آج تک نہ دیکھا نہ سُنا۔ بس حد ہے کہ پتی کے مرنے پر ساتھ نہ چھوڑا۔ سیدھی بیکنٹھ کو چلی گئی۔ دل میں دھرم کا بھاو تھا۔ نیت خیر سے اہل زمانہ کی مغفرت منظور تھی۔ پس بیکنٹھ میں پہنچنے کے بعد وہ پانی ہو کر ہمالیہ پہاڑ سے زمین پر بہی اور کوشکی ندی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اُس کی عظمت کا نمونہ یہ ہے کہ پانی ہمالیہ سے گرتا اور سیدھا سمندر میں جا ملتا ہے۔ میری بہن کے زمانہ میں اس قدر اعزاز ہوا کہ جو کوشکی ندی میں نہائے اُس کے پاپ دھو جانے میں شک نہیں۔ مجھے ستوتی اپنی بہن سے نہایت ہی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں زیادہ تر کوشکی کے ساحل پر ہی تپشیا کرتا رہتا ہوں۔ حال میں میرا سدھ آشرم میں جگیہ کرنا بے وجہ نہیں۔ صرف آپ کے اوتار کی خبر نے مجھے یہاں گھسیٹ بلایا۔ شکر ہے کہ میری زندگی سپھل ہو گئی آپ نے میرے جگیہ کی حفاظت کر کے میری دلی آرزوئیں پوری کیں۔ اس مقام سے دور تک میری ہی عملداری ہے جس کا اظہار بیکار۔ اب آدھی رات کا وقت ہے بہت وقت باتوں میں گزر چکا۔ اس لئے تم بھی آرام کرو میں بھی ذرا سو رہوں۔ صبح تڑکے اُٹھنا ہے اور ایک منزل مارنا۔ پس آؤ چلو لیٹ رہیں +

سری رامچندر جی وغیرہ نے لیٹنے کا سبھتا کیا۔ تمام رشی مہرشی ڈنڈوت کر کے اپنے اپنے آشرموں کو چلے گئے اور سب طرف ایک سناٹا سا چھا گیا +

سرگ ۳۵

گنگا کی عظمت اور اُماں جی ہماچل پربت راج کی صاحبزادیوں کی سرگذشت

سویرا ہو گیا آفتاب کی سنہری کرنیں گوشۂ مشرق سے پھوٹ پھوٹ کر

سفیدۂ صبح میں ہلکی ہلکی سرخی کی بہار دکھانے لگیں۔ سبھی بسوامتر جی سری رامچند
جی اور سری لکشمن جی فرائض روزانہ سے فارغ ہوکر چلنے کو تیار ہوگئے جو ہیں
چند قدم چلے۔ سری رامچندر جی نے فرمایا ۔

رشی جی مہاراج۔ سون بھدرا ندی کا پاٹ اتنا چوڑا۔ پانی اتھاہ اس سے
کیونکر پار ہوسکینگے ۔

بسوامتر جی۔ ہمارے راستے کو سون بھدرا ندی سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہم
لوگوں کی ایک دوسرے ہی راستے آمد و رفت ہے جس سے رشیوں کے سوا کوئی
واقف نہیں۔ آئیے ہم آپ کو اُسی طرف سے لے چلتے ہیں ۔

بات ختم ہوگئی اور قدم آگے اُٹھنے لگے معلوم نہیں ہوا کہ سون بھدرا ندی
کہاں بہتی ہے۔ ہاں جب پار پہنچ گئے تو دیکھا کہ دوسرے کنارے پر کھڑے ہیں
اب سب نے پورب کی طرف رُخ کیا۔ راستے میں کہیں دم نہ لیا حتے کہ عزم مستقل نے
جنک پور کے قریب سری گنگا جی کے ساحل پر پہنچا دیا۔ جونہیں گنگا جی کے درشن ہوئے
طبیعت ترو تازہ ہوگئی۔ آگے بڑھے تو رشیوں کی منڈلی نے آنند دیا۔ دو پہر چلتے چلتے
گزر چکے تھے۔ آرام اور دلچسپی کا خیال کرکے وہیں رات بھر ٹھہرنے کا انتظام ہوگیا۔
کند مول پھل بھوک مٹانے کو ڈھیر ہوگئے گنگا جل نے پیاس بجھائی اور سب باتوں
سے فارغ ہوکر سری گنگا جی کا ذکر چھڑ گیا۔ سری رامچندر جی نے پوچھا ۔

یہ گنگا جی وہی ہیں نا جن کی برکت سے ہمارے بزرگوں کو مکت حاصل ہوئی
مجھے اشتیاق ہے کہ ان کا مہاتم سنوں کیا یہ صحیح ہے گنگا جی کی تین دھارائیں
ہوکر سمندر سے جا ملی ہیں۔ پرانوں میں جن گنگا جی کی نسبت ذکر ہے کہ دوسری
ندی پاکیزگی اور عظمت میں نظیر نہیں رکھتی ہر ایک پاپی کو تار دیتا ان کے بائیں
ہاتھ کا کرتب ہے۔ یہ گنگا جی وہیں یا کوئی اور ۔

بسوامتر جی۔ یہ گنگا جی وہی ہیں جنہوں نے آپ کے بزرگوں کو تارا ہے پاپیوں کو
پار اُتارا ہے۔ میں سب حال مفصل بیان کرتا ہوں سُنئے ۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دنیا میں جتنے پہاڑ ہیں ان پر ہمالیہ پربت کو فوق
میں حد ہے کہ اس پربت کو ایک عالم تمام پہاڑوں کا راجہ مانتا ہے

مشرق سے مغرب تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے اور زر و جواہر سے لیکر ادنےٰ سے ادنےٰ دھات میں سے کون چیز ہے جس کے ذخیرے اُس کے پتھروں کے نیچے دبے پڑے نہ ہوں ہر جگہ کان ہر مقام پر معدنیات۔ اس ہمالیہ پہاڑ کی خود آنکھ کی پتلیاں یعنی بیٹیاں ہیں۔ ایک کنّل گامنی۔ دوسری اُماں۔ مگر دیوتا لوگ تارکاسر راچھس کے ظلم و ستم سے ایسے پریشان ہو رہے تھے کہ اُن کا ناک میں دم تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ مہادیو جی کے کوئی بیٹا پیدا ہو جائے۔ تو ان کے سارے کشٹ کٹ جائیں۔ دیوتاؤں اور رشیوں نے آخر اتفاق رائے کیا کہ یوں تو مہادیو جی ایک نہ سُنینگے بس بہتر ہے کہ ہمالیہ کی بیٹی کنّل گامنی برہما جی کی نذر کر دی جائے وہ مہادیو جی کی خدمت میں پیش کر دیں تو مطلب حاصل ہو جائے۔ آپس میں گٹھ جوڑ ہو گئی رائے جم گئی اور سب کے سب ہمالیہ کے پاس پہنچے بڑی خوشامد درآمد سے کہا کہ مصیبت کا وقت ہے مدد کے طالب ہیں اپنی بیٹی کنّل گامنی ہمارے حوالے کیجئے کہ سر کی بلا ٹلے ✦

پربت راج (ہمالیہ) پہلے تو ذرا چوکنے ہوئے مگر پھر سوچے کہ دیوتا تک منت خوشامد کرتے ہیں۔ اگر میری بیٹی کے تصدق میں ان کا اُدھار ہو جائے تو اپنا گھاٹا ہی کیا۔ ایک پنتھ دو کاج کا معاملہ ہے دے بھی دو۔ پربت راج نے کہا آپ کی یہی مرضی ہے تو مجھے بھی عذر نہیں۔ کنّل گامنی حاضر ہے لے جائیے ✦

سب دیوتا اُس کو لیکر برہما جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس دختر نیک اختر کو پیش کیا اور ہاتھ جوڑ کر بولے ✦

مہاراج! دکھی ہیں۔ جان میں جان نہیں۔ اگر ہم لوگوں کی زندگی منظور ہے تو کنّل گامنی کو شو جی کے آغوش محبت میں جگہ دلوائیے۔ جبتک مہادیو جی صاحب فرزند نہیں ہوتے تبتک ہم لوگوں کی جان پر آیا سانہ ایک مصیبت سی بنی رہیگی ✦

برہما جی نے آپ [illegible] کنّل گامنی کو دیکھئے چھوٹی سی عمر کی کا پھول ہو رہی ہے کنّل [illegible] شو جی سے تھم [illegible] تب [illegible] کا یارا [illegible] سکتی [illegible] ✦

کنّل گامنی۔ مہاراج آپ کو [illegible] کیا [illegible] آگ جائے لو جلائے وہ شو جی [illegible] والے کی بلا جانے۔ آپ دیوتاؤں کی بات مان لیجئے۔ آپ کو مجھ سے کیا کام۔ یہ عذر تو میری زبان سے موزوں تھا نہ کہ آپ کی زبان سے

مدعی سُست گواہ چُست والی مثل ہے

برہما جی۔ اُف۔ اوہ یہ گستاخی۔ یہ غرور۔ یہ نخوت۔ یہ تکبّر۔ یہ خودی۔ ہم بھلائی کریں یہ سمجھے برائی۔ اچھا لے مزہ چکھ۔ دیکھ جس جسم پر ناز کرتی ہے وہ پانی ہی پانی ہو

سراپ تیر بہدف تھا۔ اُسی وقت اثر پذیر ہُوا۔ کنشل گامنی پانی پانی ہو کر برہم لوک میں رہ گئی

اس واقعہ کو عرصہ ہو گیا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ مگر ہونی رُکتی نہیں۔ شدنی کبھی نہ کبھی بہانے سے ضرور ہوتی ہے کسی دن سری بشن جی نے پاؤں پھیلائے تو برہمانڈ میں ایک دراز پڑ گئی اور کنشل گامنی کے جسمانی پانی کے قطرے زمین پر ٹپکنے لگے اس عجیب و غریب کیفیت کو دیکھ کر برہما جی کے اوسان خطا ہو گئے وہ ڈرے کہ کنشل گامنی ہماچل کی بیٹی کہیں مجھ سے سراپ کا بدلہ لینے کے لئے کچھ بد دعا دے بیٹھے تو ساری لُٹیا ہی ڈوب جائے۔ اس لئے اُنہوں نے اس پانی کو اپنے کمنڈل میں جگہ دے کر دل کا وسواس دور کیا اور اطمینان سے رہنے لگے

کسی روز بشن لوک میں ایک سبھا ہوئی۔ تمام دیوتا رونق افروز ہوئے۔ غرض یہ تھی کہ برہم ودیا کے دقائق و مسائل حل کئے جائیں۔ مہادیو جی چلے تو ستی (مہادیو جی کی استری) نے بھی ساتھ جانے کا قصد کیا۔ مگر شو جی نے فرمایا

ساتھ جانا ٹھیک نہیں۔ میں آگے آگے چلتا ہوں تم پیچھے سے آجانا

شو جی ستی جی سے کہکر سبھا میں رونق افروز ہوئے۔ ان کے بعد سنت کمار نے بھی محفل سپہر مشاکل کو رونق بخشی۔ بشن جی اُٹھے تعظیم و تکریم و مزاج پرسی کے بعد نوید و تو کے سامنے پیش کیا۔ سنت کمار نے اپنے نوید کا تہائی حصہ نوش جان کیا۔ دو حصے اپنے بھائیوں کے لئے رکھ چھوڑے۔ شو جی نے پورے حصے کا ایک لقمہ بنایا اور خوشی میں مست ہو کر کچھ اس پریم سے رقص فرمانے لگے کہ آنکھوں سے پریم کے آنسوؤں کی ایک دھارا بہ گئی۔ برہما جی نے جو یہ آنسو بہتے دیکھے اُسی کمنڈل میں بھر لئے جس میں کنشل گامنی والا پانی بھر رکھا تھا۔ اتنے ہی میں ستی جی تشریف لے آئیں نوید دیکھا تو ندارد۔ اُن کے دل کو رنج ہُوا کہ یہ تنہا خوری خالی از علت نہیں۔ مہادیو جی نے مجھ میں یا میرے جسم میں کوئی نقص ضرور دیکھا تب ہی اکیلے اکیلے

تو دیوتا اُڑ گئے۔ ستی جی کو سخت حرارت آئی جوہیں غضب میں کہا خیر آپ میرا بھی حصہ ہڑپ کر گئے۔ بہتر میں ستی ہوں میری بھی بات پتھر کی لیک ہے۔ شاپ دیتی ہوں + اے مہادیو جی آپ کے ہاتھ کا چھوا پانی تک کوئی نہ پیئے۔ جو کچھ ہو سب سوز مائل

اتنا ذکر فرما کر سری بسوامتر جی نے پہلوے سخن بدلا اور فرمایا کہ

یہ گنگا جی وہی کٹل گامنی ہیں جن کا آپ حال سن چکے۔ یہ اب پانی ہو کر زمین پر بہ رہی ہیں اور پاپیوں کو تارتی ہیں۔ رہیں ہما نچل کی دوسری بیٹی اُماں۔ اُن کا مختصر حال یہ ہے کہ اُنہوں نے مدتوں تک تپ کیا۔ صرف سوکھے پتے کھا کر پیٹ کی آگ بجھا لیتی تھیں۔ مزبان کے ذائقے سے کچھ کام ہی نہ تھا چنانچہ اُن کے جپ تپ کا کمال دیکھ اُن کے پتا ہما نچل نے اُن کی شادی تپشویوں کے سرتاج مہادیو جی کے ساتھ کردی۔ چنانچہ ان کا مرتبہ بھی مکت دینے میں گنگا جی ہی کے برابر ہے۔ سری گنگا جی کے نام سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ اُن کو پاپ سے ذرا لگاؤ نہیں ہاں اُن سے اگر پانی بھی چھو جائے تو سب پاپ دھو جائیں +

سرگ ۳۶

مہادیو جی اور اُماں جی کی محفل خلوت دیوتاؤں کی پریشانی شو جی کے فرزند پیدا ہونے کے لئے تدابیر اُماں جی کا دیوتاؤں کا سراپ بشن جی کی حکمت عملی

کٹل گامنی اور اُماں جی کی قدیم سرگذشت سنکر سری رامچندر جی نے پھر فرمایا +

مہاراج سُنا ہے کہ جتنے تیرتھ ہیں سب کا پھل گنگا جی ہی سے حاصل ہو جاتا ہے اور اُن کا ظہور تینوں لوک میں ہے۔ اس کی نسبت بھی کچھ آپ فرمائیں تو زہے نصیب کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف ان کے ذکر ہی سے جنم جنمانتری کے پاپ دور ہو جاتے ہیں +

بسوامتر جی۔ سری رگھو کل بھوشن میں بڑا خوش ہُوا کہ آپ کو تحقیقات سے رغبت ہے اور ترقی معلومات سے اُنس۔ اسی سے ہیں بڑی خوشی سے سب

حال سُناتا ہوں۔سماعت کیجئے +

ستی جی بیاہی جا چکی تھیں۔کیلاش میں آنندمئی تھی۔کہ ایک روز شوجی اُماں جی کے ساتھ ملتفت ہو گئے۔دن ہفتے مہینے سال کا کیا ذکر یہی ایک صدی گزر گئی اور ہنوز روز اول۔ دیوتا گھبرا اُٹھے۔کہ یہیں شدنی کیا ہے مہادیوجی سو سال سے اُماں جی کے ساتھ خلوت میں ہیں اور پھر نتیجہ نامعلوم اگر تخم ثمرجاہ وجلال نمودار ہُوا تو نہ جانے کیا قیامت برپا ہو۔اس لئے سب کے سب پہنچے۔قدموں پر سر رکھ کر عرض گزار ہوئے کہ

مہارج آپ نفس کو قابو میں کیجئے۔طبیعت کو روکئے۔اگر نیسان جاہ وجلال کی بارش ہوئی تو سمندر بھی قطروں کو نہ روک سکیگا۔اس لئے آپ تپشیا میں دھیان لگائیے۔اور ہم لوگوں کو جان بخشی فرمائیے +

مہادیوجی بھولے ناتھ ہیں ہی سب کی منت سماجت پر راضی ہو گئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ آپ لوگ فضول فکر کرتے ہیں۔وہ بارش نیسان اور ہے اس سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔یہاں وہ سحاب ہیں۔جو زمین پر برستے ہی نہیں ہاں ذرا ترشح ہو جائے تو اور بات ہے۔اس لئے آپ لوگ نظر لڑاتے رہو کہ بوچھاڑ کہاں جاتی ہے +

دیوتاؤں نے شکریہ ادا کر کے کہا کہ مہارج آپ کے باران رحمت کو پرتھوی کے سوا کون گوارا کر سکتا ہے آئندہ جو آپ کی مرضی +

یہ کہتے ہی سحاب مردی برسا اور ساری زمین پر پھیل گیا۔اب تو دیوتاؤں کو دوسری فکر پڑی کہ بیرج تو ہے مگر رج کے بغیر اولاد کیسے ہو چنانچہ انہوں نے اگن سے درخواست کی۔اگن جی پون جی کے بھیس میں جا کر اُماں جی کی رج لے آئے دونو کو باہم وصل کر دیا۔دونو کے ملتے ہی ایک سفید سفید پہاڑ نظر آنے لگا اور سب دیوتا خوش ہو گئے کہ شکر ہزار شکر محنت ٹھیک ہو گئی +

جس وقت کہ اُماں جی کو یہ حال معلوم ہُوا۔آگ ہو گئیں۔چہرہ لال بھبوکا ہو گیا۔دیوتاؤں پر جھاڑ اتاری کہ اُف اوہ تم لوگ ایسے نالائق میں تو چاہتی تھی کہ اپنے بطن سے لڑکے کا ظہور ہو۔تم سب نے خلل دیا تو یہی کہ تم ہمیشہ

اولاد کے لئے ترسو۔ اور ایک چوپایا بھی نہ پیدا ہو سکے ٭
اُماں جی کا پرتھوی پر بھی عتاب تھا کہ اس نے اُن کے حق کا تخم کیوں قبول
کرلیا۔ جبکہ ایک غیر عورت کو کسی کی خاص عورت کے تخم کا استحقاق نہیں۔ اس
جوش غضب میں آکر اُنہوں نے پرتھوی پر بھی ان الفاظ میں نزل گرایا کہ
او پرتھوی تیری سزا یہی ہے کہ تو تمام دنیا کے مردوں کی جورو بنی رہے اول
تو تجھے اولاد کا منہ دیکھنا ہی نصیب نہ ہو۔ بالفرض کوئی بیٹا پیدا بھی ہو تو بشن
جی اُس کو نیست و نابود کر ڈالیں ٭
بشن جی نے یہ سب شاپ سنے۔ اب اُن کو فکر ہوئی کہ اُماں جی کا کہا پٹ پڑنے
والا نہیں وہی ہوگا جو اُنہوں نے کہدیا۔ آخر دیوتاؤں کی نسل کیونکر بڑھیگی اُنہوں نے
تینوں لوک اُجاڑ دینے کا تہیہ کرلیا۔ یہ سب نشیب و فراز سوچکر وہ اُماں جی کو لئے
ہوئے ہمالیہ پہاڑ پر پہنچے اور شمال کے رُخ دھونی رما کر اُنہیں کے ساتھ تپشیا میں جٹ گئے

سرگ ۳۷

سوامی کارتک جی کی پیدائش

بسوامتر جی سخن سرا ہیں کہ شیو جی کا جو تخم زمین پر پھیل گیا تھا وہ اُماں جی کے سراپ
سے نشپھل اور دیوتاؤں کا کیا دھرا اکارتھ ہو گیا۔ اب تو دیوتاؤں کی ساری ستی پٹی
بھول گئی۔ سیدھے برہما جی کی خدمت میں پہنچے۔ روتے پیٹتے ہائے واویلا کی کہ
ساری تپشیا مٹی میں مل گئی۔ جپ جوگ سب خاک برابر۔ شیو جی پوری صدی بھر تک
اُماں کی خلوت میں رہے ہم نے ایسی ایسی حکمت عملیاں کیں۔ بیرج اور بیج کو بھی
باہم کردیا۔ مگر بیٹے کا پتہ نشان بھی نہیں جتن کپٹ سے حاصل کیا ہؤا صرف ایک
پہاڑ کھڑا ہؤا ہے۔ باقی صفایا۔ مہادیو جی کبھی یہاں سے چلتے ہوئے۔ آپ ہمالیہ
پہاڑ پر اُماں جی کے ساتھ تپ کررہے ہیں۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔ ان سے ایک
صدی کی مایوسی کے بعد پھر آپ کو تکلیف دینے آئے کہ اور کوئی فریادرس نہیں
برہما جی نے دیوتاؤں کا لفظ لفظ سُنا اور سب سے مخاطب ہوکر کہا:۔

صاحبو! اماں جی جو زبان سے کہہ چکیں وہ تو امٹ ہے۔ اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اب علاج ہے تو یہ کہ زمین پر پھیلے ہوئے تخم کو گنگا گامنی کی نذر کرو شبو جی کا بیٹا ہو تو اُسی کے بطن سے +

دیوتا لوگ یہ سخن سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ فوراً ہوا کے گھوڑے پر سوار کیلاش پر پہنچے۔ اور اگنی دیوتا سے منشا ے خاطر ظاہر کیا۔ اگنی دیوتا نے تعمیل ارشاد کی اور تخم لئے ہوئے گنگا گامنی کے پاس گئے۔ اُنہوں نے درخواست کی گنگا گامنی نے منظور کر کے تخم قبول کیا۔ اب گنگا گامنی کی رنگت ہی کچھ اور ہو گئی بدن پر نور ہی نور برسنے لگا۔ یہی نہیں بلکہ جسم آتش جلال سے پھکنے لگا۔ ہاتھ پاؤں میں ایسی جلن ہوئی کہ چیخ اُٹھی اور پھر پانی ہو کر پکاری کہ

اے اگن یہ تخم (بیرج) آپ کو مبارک لیجئے رہ گئے۔ مجھ میں طاقت برداشت نہیں۔ بہتر ہے کہ آپ اسے ہمالیہ پہاڑ میں پھینکا ۓ آئیں میں اس سے باز آئی۔ میرا جسم پُھکا جاتا ہے +

اگنی دیوتا۔ جب تم میں یہ طاقت نہیں تو مجھ غریب میں یہ طاقت کہاں۔ بیشک ہمالیہ پہاڑ پر پھینک دو۔ پہاڑ پیدا ہے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان +

تخم ہمالیہ پہاڑ پر پھینک دیا گیا۔ اور مشیت کے رو سے برہما اور گنگا گامنی دونوں کی بات رہ گئی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ جو نہیں مہادیو جی کا تخم پھینکا گیا۔ ہمالیہ پہاڑ کچھ اور کا اور ہو گیا۔ کہیں سونے کی کان کہیں چاندی کا ذخیرہ۔ جگہ جگہ تانبا پیتل سیسہ تک پیٹ گیا اور ایک لڑکے کے جمال جہاں افروز نے آنکھیں ہری کیں جس کے چھ منہ تھے اور شکل صورت نظر فریب +

جب سوام کارتک (عرف کھڑانن) کا ظہور ہوا۔ تو دیوتاؤں کو دودھ پلانے والی کی تلاش ہوئی۔ اُس وقت وہاں کوئی نہ ملا تو کرتکا نچھتر سے جا کر درخواست کی کرتکا نچھتر نے درخواست سن کر کہا کہ

پرورش کا ذمہ میرا مگر میں اُس حالت میں رضا مند ہوں کہ جب یہ نونہال گلشن اقبال میرا۔ شبو جی کا۔ گنگا جی کا اور اُماں جی کا فرزند کہلائے +

دیوتاؤں نے سر تسلیم خم کیا۔ کرتکا نچھتر نے سوام کارتک کی پرورش

طرف سے دل اُچاٹ کر اسی طرف طبیعت کو راغب و یکسو کردیا ؎

سرگ ۳۹

راجہ سگر کا جگیہ۔ اندر کو اندر آسن جانے کا اندیشہ جگیہ کے گھوڑے کی چوری۔ راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کی گھوڑے کی تلاش میں روانگی۔ زمین کھود کر گھوڑے کی تلاش۔ دیوتاؤں اور ذیروحوں کی برہما جی سے فریاد

سری رامچندر جی کے سوال پر سری بسوامتر جی سخن سنج ہیں کہ ہموان (ہماچل) یعنی (ہمالیہ) مہادیو جی کے خسر ہیں۔ اور دکن کی طرف ندرو پربت (بندیاچل) کا قیام ہے۔ یہ دونو آپس میں ایک دوسرے پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ان کے وسط میں جو آبادی ہے وہ عقل و فہم میں فرد اور دھرم کرم میں افضل مانی گئی ہے چونکہ اس سرزمین کی خاک ہی میں اس قدرتی تاثیر کا خمیر ہے۔ اس لئے راجہ سگر کے اوصاف کی تشریح فضول ہے۔ انہوں نے جگیہ کرنا شروع کردیا۔ دگبجے کا گھوڑا چھوٹا تو ہوا ہوا۔ انسومان کو گھوڑے کی حفاظت اور خدمت عالمگیری سپرد ہوئی گھوڑا بے روک ٹوک واپس آیا کسی نے کچھ مزاحمت نہ کی۔ جگیہ میں اس کامیابی کی خوشی منائی گئی اور ہون کا آغاز ہوا۔ راجہ اندر نے اس کامیابی اور جگیہ کی تکمیل سنی تو ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے جو غائب کر غضب ہو گیا۔ اب اندر آسن کی خیر نہیں۔ جگیہ پورا ہوا اور میں معزول (؟) وحشت ہوئی۔ جب ہون کا وقت آیا تو ہاں گھوڑا ندارد۔ رشیوں منیوں نے کہا کہ مہاراجہ سگر غضب ہو گیا۔ گھوڑا غائب ہے نقش سم تک نہیں جا کر گھوڑے کی تلاش کیجئے۔ اُسے کوئی اُچک لے گیا۔ جگیہ کی کارروائی پوری ہے مگر گھوڑے کے بغیر ناتمام ہے۔ جب تک گھوڑا نہ آئے سب کیا دھرا اکارت ہے۔ راجہ جگیہ میں مشغول تھے۔ ان کا جگہ سے ہٹنا نامناسب تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے

سا ٹھ ہزار جگر بندوں سے فرمایا کہ بڑی حیرانی ہے جگیہ میں کوئی ناروا بات نہیں ہوئی اور پھر بھی گھوڑا غائب ہے کچھ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی ہوتی تو میں سمجھتا کہ کسی برہم راکشس کا یہ کام ہے۔ موجودہ حالات میں تو میں بھی جانتا ہوں کہ کسی زبردست دیوتا نے وقت پر شرارت کی ہے۔ تم سعادتمند ہو۔ دنیا کے شہزوروں میں سربلند ہو۔ جاؤ۔ چور کو پکڑو شیطنت کا مزہ چکھاؤ پہلے ساری دنیا چھاننا جب پتہ نہ لگے تو زمین کھود کر پھینک دینے کا اختیار ہے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں سے ملے گھوڑا لے آؤ۔ میں انسومان کو بھی ہمراہ کر دیتا مگر وہ ابھی روے زمین کا چکر کاٹتا ہوا آیا ہے اتنے دنوں کا تھکا ماندہ ہے۔ دوسرے تم سب کیا کم ہو۔ اس سے اُس کو کیوں بھیجوں۔ اچھا اب جاؤ دیر نہ کرو۔ جگیہ کا کام تمہارے آنے تک ادھورا رہیگا ❊

ساٹھ ہزار بیٹوں نے قدموں پر سر جھکا دیا اور ہوا کی چال چل کھڑے ہوئے روئے زمین کی خاک چھان ڈالی۔ مگر کہیں گھوڑے کا نام و نشان نہیں جب پاے تلاش تھک گئے تو انہوں نے زمین کا حصہ بانٹ لیا۔ اور ایک ایک حصہ ہل ترسول سے کھودنے پر آمادہ ہو گئے۔ زمین ان چرکوں سے چیخ اُٹھی۔ اور بڑے بڑے سانپ۔ بڑے بڑے زمین میں رہنے والے راکشس توبہ تلا سے واویلا مچاتے بھاگے اور سوجوجن زمین کھد جانے پر کیا دیوتا کیا ناگ کیا راچھس سب کے سب برہما جی کے حضور میں فریادی ہوئے کہ مہاراج۔ پرلے کا نظارہ ہے۔ راجہ سگر کے بیٹوں نے زمین کھود کر ہم سب کا ستیاناس مار دیا۔ لاکھوں ذیروح مر مٹے۔ اسے جانے ہم لوگوں پر کیا گزرے اس سے نظر ترحم ہو ❊

سرگ ۴۰

مہاراجہ سگر کے ساٹھ ہزار فرزندوں کی دلآزاری پر برہما جی سے دیوتاؤں کی فریاد۔ اُن کی اطمینان بخش گفتگو۔ کپل من کی نظر قہر سے فرزندان راجہ سگر کی وفات

دیوتاؤں کی فریاد پر تاثیر تھی۔ اُس سے برہما جی کے دل پر مقناطیسی اثر کیا

وہ بولے گھبرانے کی بات نہیں۔ پرتھوی کے پتی پرمیشور سری بشن بھگوان کپل من کے قالب انسانی میں تپسیا کر رہے ہیں۔ وہی آپ سب کے کشٹ کاٹینگے کہ پرتھوی کا دکھ ہرینگے۔ کپل من کی آتش قہر سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو خاک سیاہ کر دیگی اور سب کو دلشاد۔

دیوتاؤں کا گروہ برہما جی کے اس طرز سخن سے کانپ اُٹھا۔ اُن کا دل پانی پانی ہو گیا۔ سب خواہش ترحم میں مودبانہ لہجے میں بولے:-

مہاراج! راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کا خون ناقابل برداشت اور ناقابل معافی ہے۔ اور بیا ہے جو کچھ کیئے مگر خاک سیاہ کرنے سے معاف رکھیئے۔

برہما جی۔ اس وقت آپ لوگوں کا کمال خیال ہے۔ نہ جانے کے دفعہ دنیا الٹ پلٹ ہوئی۔ کتنے تپسیہ سے پرتھوی کا چولا اور کا اور کیا۔ جو ہوتی آئی ہے شدنی ہے اس میں بال بھر کمی و بیشی نہیں ہو سکتی۔ شاستر میں صاف صاف تحریر ہے کہ راجہ سگر کے بیٹے زمین کو کھود کھود کے سمندر بنانے کے جرم میں جلتی ہوئی آگ کا ایندھن بینگے۔ یہ قول ہٹ پڑ نہیں سکتا۔ ہزار میں پورا ہوگا لاکھ میں اپنی کر گزریگا۔ یہی نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر جگیہ کے زمانے میں جان سے ہاتھ دھوتے اور سرمایہ زندگی کو کھوتے چلے آئے ہیں۔ بس اس بات کی فکر کیا آپ لوگ بے غل و غش رہیں۔ اور سیر دیکھیں۔

برہما جی کی زبان معجز بیان سے یہ تقریر سنکر دیوتا لوگ خوش خوش اپنے اپنے قیامگاہوں پر تشریف لے گئے۔ یہاں ہستی ناپائدار و حیات مستعار نے راجہ سگر کی ہری بھری پھلواری پر کلہاڑی چلانے کی فکر کی۔ راجہ سگر کے ساٹھ ہزار فرزند جگر بند زمین کے چاروں کھونٹ کھود گئے۔ مگر گھوڑے کا نام و نشان نہیں۔ سب حیران کہ زمین کھا گئی یا آسمان۔ سوئی کی طرح ڈھونڈھ کے تھک گئے۔ پاتال تک کی خاک چھانی۔ مگر گوہر مقصود ندارد۔ جب پائے جستجو تھک گئے۔ قدم تجسس میں جان نہ رہی تو مجبوراً ٹوٹا دل اور تھکے ماندے ہاتھ پاؤں لئے راجہ سگر کی خدمت میں آئے راجہ سگر انتظار میں آنکھیں سفید کر رہا تھا۔ آنکھیں نور نگاہوں کے شربت کی پیاسی ہو رہی تھیں جنہیں کلیجے کے ٹکڑوں کو دیکھا۔ آنکھوں کی پتلیوں نے دوڑ کے کلیجے سے لگا لیا پلکوں

سے بلائیں لیں اور طوطی زبان چہک اُٹھا ✣

میں راہ ہی دیکھ رہا تھا۔ آواز پر کان لگے تھے۔ عمر دراز عین انتظار میں آ پہنچے۔ کہو۔ گھوڑے کی کیا خبر۔ لائے کہ نہیں ✣

فرزندان والا دودمان۔ پیاجی زمین چھان ڈالی۔ دشوں دشاؤں[1] میں خاک اُڑائی۔ پاتال[2] تک کے طبق اُلٹ پلٹ ڈالے۔ رساتل تک کھود ڈالا۔ لاکھوں ذیروح ہلاک ہوئے۔ کروڑوں کا خون سر پر ہوا۔ مگر گھوڑے کا نہ ملنا تھا نہ ملا۔ نہ جانے کہاں اوپ انجن لگا کر اُڑ گیا۔ چھلاوے کی طرح نظر سے غائب ہوا تو کہیں پتہ ہی نہیں ✣

راجہ سگر (غصہ سے) بس بس جاؤ دیکھ لیا ساٹھ ہزار بیٹے وہ بھی ایک سے ایک دوبا ہیاں۔ طاقت میں آپ اپنی نظیر لعد ذرا سا کام نہ ہو سکا۔ نوف ہے لعنت ہے ہمہ کمال ہے نہ ہاتھ پاؤں کی شرم نہ زبان کی پابندی نہ سخن کا پاس شقول مرداں جاں دارد کا لحاظ۔ نہ مردانگی ہے نہ غیرت ✣

گھوڑے کو کوئی کھا نہیں گیا۔ وہ ضرور کہیں ہے پس حیادار ہو تو جاؤ غیرت مند ہو تو پتہ لگاؤ۔ اگر گھوڑا نہ مل سکے تو صورت نہ دکھانا۔ خبردار خبردار میرے سامنے نہ آنا۔ ڈانٹ ڈپٹ کر دی تھی۔ فقرے تیر بہدف تھے۔ سب لڑکوں کو نہایت غیرت معلوم ہوئی۔ خون کھول گیا۔ اُنہیں پیروں پھر پڑے اور زمین کا مشرقی حصہ رساتل تک کھود کے پھینک دیا۔ زمین کھودتے کھودتے بہت دور تک پہنچے تو دیکھا ہاتھی اپنی مستک پر زمین کو لئے استادہ ہیں۔ وہاں ایک سر سے دوسرے سرے تک چراغ لیکر ڈھونڈا مگر گھوڑے کا پتہ ملا۔ اب جنوب کی طرف جھکے وہاں بھی کنوؤں میں ہانس

---

[1] دس دشاؤں کے نام یہ ہیں۔ پورب۔ اگن۔ دکشن۔ نیرت۔ پچھم۔ بایو۔ اُتر۔ ایشان اور ادھو۔ اُردھ۔ یہ سب دس دشائیں برہماجی کی کنیائیں کہلاتی ہیں۔ ان دشاؤں کے محافظ بھی دیوتا ہیں جن کو لوکپال کہتے ہیں [2] پاتال سات ہیں تل۔ اتل۔ بتل۔ سُتل۔ تلاتل مہاتل۔ رساتل۔ سات سرگ بھی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بھور۔ بھوور۔ سُور۔ مہر۔ جن۔ تپ۔ ستیہ۔ ان کو سنسکرت میں دِگج کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ایراوت۔ پنڈریک۔ بامن۔ کمد۔ انجن۔ پشپ دنت۔ سارو بھوم۔ سوپرتیک ✣

ہاتھیوں کو دیکھنا
ہوا۔ لیکن ہنوکاش در کاسہ" پوری مایوسی قطعی محرومی۔ یہاں مہاپدم ہاتھی
نصیب ہوا جو زمین کو روکے ہوئے کھڑے تھے یہاں سے ناکام آگے بڑھے تو مغرب
کی طرف سمندِ خیال کو ایڑ دی۔ خوب پھاوڑا اسجا۔ اچھی طرح ہاتھ تھکے۔ مگر یہاں صرف
انجنایہ ہاتھی کے سوا گھوڑا کیا اُس کا سایہ بھی دکھائی نہ دیا۔ پھر اُنہوں نے شمال
کی طرف رُخ کیا۔ اور اتنی زمین کھودی کہ بھدرا نام ہاتھی سونے کی طرح چمکتا دمکتا
آنکھوں کے سامنے جھومنے لگا۔ یہاں بھی خوب گھوڑے کی تلاش کی مگر بے سود
آخر سب طرف سے ہار کر ایسان کونے کی طرف عنان توجہ پھیری۔ اور پہنچے تو کپل
مُن کا استھان نظر آیا دیکھا کہ مہاراج جی تپشیا میں ایسے مگن ہیں کہ دھیان دینا تو
کیا۔ چولے تک کی خبر نہیں اور جگیہ کا گھوڑا انہیں کے پچھواڑے بندھا ہوا کھڑا ہے
سب کے سب اُچھل پڑے کہ مراد پائی۔ آرزو برآئی۔ جس گھوڑے کے لئے ہاتھ پاؤں
توڑے زحمت اُٹھائی وہ ہاتھ آگیا۔ سو ہی نہیں بلکہ اُس کا چور بھی۔ کپل مُن اکیلے
تھے۔ جامے سے بھی بے خبر۔ یہ ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار ایک فوج کی فوج اُس
پر اتنا سر مارنے کا غم۔ دنیا چھاننے کی تھکاوٹ ✢
جونہیں کپل مُن کو دیکھا آگ بگولا ہو گئے۔ آپے میں نہ رہے۔ سب کے سب جھپٹے
کہ ابھی مار کے رکھ دیں۔ ہر زبان سے یہ صدا آتی تھی او مردود نابکار مکھ میں رام
بغل میں اینٹیں۔ مہاراجہ سگر کا گھوڑا چُرانا۔ اور تپشویوں کے بھروپ میں کرتوت
چھپانا۔ دیکھ ابھی مزہ چکھاتے ہیں۔ تکا بوٹی اُڑاتے ہیں ✢
یہ سب کے سب غصے میں بھرے چلاتے تھے کہ کپل مُن کا اچار نکالڈالیں مگر
وہاں اس کی کانوں کان خبر نہ تھی۔ اندر گھوڑا باندھ کے کھسک گئے تھے کپل مُن
اپنے دھیان ہی میں مگن پڑے ہیں یہ ساٹھ ہزار کے ساٹھ ہزار شور و فش مچاتے ہیں
تب بھی ان کے کان پر جوں نہ رینگی آخر جب راجہ سگر کے فرزند بالکل سر ہو گئے
پنڈ پڑ گئے تو غل غپاڑے سے اُن کی سمادھی کھل گئی آنکھ اُٹھا کر نظر کی تو ساٹھ
ہزار کی ایک جماعت سر پر کھڑی پائی۔ چہرے دیکھے تو لال انگارہ۔ سمجھ گئے کہ جھ
پہ دل گرتا ہے۔ بس جونہیں آنکھ بھر کر دیکھا اور منہ سے ہوں کی۔ ایک شعلہ بھڑکا اور
راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹے دم کے دم راکھ ہو کر رہ گئے ✢

سرگ ۴۱

انسومان کی ساٹھ ہزار چچاؤں کے تجسّس اور یگیہ کے گھوڑے کی تلاش میں روانگی کپل منی کے استھان پر رسائی۔ گرڑجی کی نصیحتیں گھوڑا لیکر وطن میں واپسی۔ یگیہ کا اختتام سگر کی وفات

کپل مُنی کی ایک نظر قہر سگر کے راجکماروں کے ساتھ اجل کا کام کر گئی۔ یہاں راجہ سگر ہر وقت چشم براہ گوش بر آواز تھے۔ انتظار میں آنکھیں سفید ہو گئیں بالوں کی سیاہی نے سفیدی کا جامہ پہنا۔ مگر راجکمار آج آتے ہیں نہ کل۔ حیرانی کی حد پریشانی کی انتہا نہ تھی۔ جب انتظار کرتے تھک گئے اور راہ دیکھتے دیکھتے آنکھیں تھک گئیں تو انسومان اپنے فرزند جگر پیوند سے فرمایا ÷

تمہارے چچاؤں کا پتہ نہیں۔ گھوڑے کا بھی سراغ نہ ملا۔ میں نے تمہیں پہلے تکلیف نہ دی کہ ایک تو آنکھوں کا تارا آنکھوں کو سکھ دیتا ہے اب پانی سر سے گزر گیا نہ طاقت انتظار ہے نہ صبر و قرار۔ کیا خوب ہو کہ تم جاؤ اور گھوڑے کا پتہ لگاؤ اور چچاؤں کو ڈھونڈھ لاؤ ÷

انسومان ۔ مجھے ذرا بھی تامل نہیں۔ حکم سر آنکھوں پر اُس کی تعمیل میں لمحہ بھر تاخیر ہو تو زندگی پر حرف۔ تو میں اجازت ہے نا۔ میں چلتا ہوں ÷

راجہ سگر۔ شاباس آفرین۔ مرحبا تحسین۔ سعادتمندی اسی کا نام ہے پیارے میں سکھ سے تمہیں جدا نہیں کرتا۔ سمجھ لو کہ کیسا ضروری کام ہے ادھر یگیہ ناتمام اُدھر ساٹھ ہزار کلیجے کے ٹکڑے کلیجے سے جدا۔ کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہیں اگر کہیں ہیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ یہاں تو دل دھڑک رہا ہے کہ ہیں بھی یا نہیں۔ پس دونو کام میرے اور تمہارے ہیں۔ پیارے جاؤ تمہیں ایشور کو سونپتے ہیں۔ دیکھو جاتا تو جو رشی منی مہاتما ملیں۔ اُن کے آگے متھا ٹیکنا قدم چومنا ڈنڈوت کرنا آشیرباد لینا اور جو نامراد بد کردار ستم شعار جفا کار سامنے آئینگے اُن کو جیتا نہ چھوڑنا۔ بس

آتنا خیال رہے اور اپنے کام پر نظر۔ اچھا بس +

بسفر رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

انسومان سنتے دوڑ کر قدم چھوئے۔ راجہ سگر نے بڑی محبت سے گلے لگا کر رخصت
کیا۔ انسومان نے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر منزل مقصود کی راہ لی راہ میں ہزارہا
تپسوی مہاتما رشی منی ملے۔ سب کے سامنے بڑے ادب سے سر جھکایا۔ آشیرباد لیا جن
راجپھسوں نے راہزنی کی اُن کو زمین پر سلاتے ہوئے چچاؤں کی کھودی ہوئی
زمین قدموں سے ناپتے آخر وہیں جا پہنچے۔ جہاں کپل مُن جپ تپ میں مشغول
دین دنیا سے بے خبر ایشور میں لین ہو رہے تھے۔ دیکھا تو یگیہ کا گھوڑا بندھا ہُوا
ہے اس وقت اُن کی دل کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ اچھل پڑے بغلیں بجانا شروع
کیں مگر یہ دلی خوشی اُس وقت مٹی میں مل گئی جس وقت سنا کر ان کے ساٹھ ہزار
ہزار چچا اسی مقام پر خاک سیاہ ہوئے ہیں اور جو خاکستر نظر آ رہی ہے وہ انہیں کے
قالب خاکی کی جلی بھُنی راکھ ہے تو آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا اُمنڈ پڑا۔ سوچنے لگے کہ
نہ جانے بزرگوں کی جان پر کیا گزری۔ اُن نے خیال کیا کہ چچا کا مرتبہ باپ کے برابر
ہے پس پہلا فرض یہی ہے کہ کریا کرم سے سب کی مٹی سوار تھ کی جائے یہ خیال
تو پختہ ہو گیا۔ مگر اب یہ فکر پڑی کہ کس مقام پر فرائض ادا کئے جائیں۔
اجنبی مقام پر انہیں کیا خبر کہ کہاں شرادھ کرم ہو سکتے ہیں۔ یہ اس خلجان
اور سوچ بچار میں تھے کہ گرڑ جی کا ادھر گزر ہُوا وہ صورت سے تاڑ گئے کہ کیا
فکر کیا تردد کیا تشویش کیا خیال ہے۔ اُنہوں نے قیافے سے بھانپ کر
کہا کہ نسے

انسومان جی تمہیں رنج و فکر کی ضرورت نہیں۔ سمجھو کہ تمہارے چچاؤں کی
بدولت پرتھوی کا بیڑا پار ہو گیا۔ آج تم کو ضرور غم و الم ہے مگر جس وقت سنو گے کہ
انہیں کی بدولت جگت تارنی گنگا آکاش سے پرتھوی پر آ کر دنیا جہان کے
پاپیوں کو تارینگی۔ تو ایسے خوش ہو گے کہ اس وقت کا ماتم خوشی کے مقابلے میں
پاسنگ برابر نہ ہوگا۔ اب رہا پرکھوں بزرگوں کو جل دینا تو تمہارے بزرگ اس کے
مستحق نہیں۔ شاستر کا قول ہے کہ جو پاپی لوگ ایسی موت مرتے ہیں اُن کا شرادھ کرم

ناجائز ہے جیسے چنڈال مارتا ہے۔ جو پانی میں ڈوبتا آگ میں جل کر مرتا ہے۔ جس پر بجلی گرتی ہے۔ جسے سانپ ڈستا ہے۔ جس کو برہمن قتل کرے۔ جسے سینگ ناخن اور دانت والے جانور ہلاک کرتے ہیں۔ اُن کے لئے پنڈدان۔ ترپن وغیرہ سب ناروا۔ اُن کا اُدھار کسی اور صورت سے نہیں ہو سکتا ہے تو فقط گنگا جل سے۔ اگر ہیموان کی بیٹی جل روپی کٹل گامنی تک رسائی ہو تو ضرور ان سب کو گنگا جل سے تار سکتی ہیں۔ ورنہ اور کوئی صورت نہیں +

انسومان۔ یہ کون بڑی بات ہے میں ابھی گنگا جل لا کر سب کا اُدھار کئے دیتا ہوں۔ گنگا جل لانا مشکل ہی کیا ہے +

گرڑجی۔ ہاں گنگا جل لا سکتے ہو۔ مگر سوچو تو کہ ساٹھ ہزار چچاؤں کے لئے گنگا جل تمہیں کہاں مل سکتا ہے کہ سب کا اُدھار کر سکو۔ تمہارے چچاؤں کی مکت اُس وقت ہوگی۔ جب سری گنگا جی کی دھارا سب کی راکھ کو بہا لیجا کر ٹھکانے لگائیگی۔ یوں تمہارا گنگا جل لانا پیاسے کے لئے اوس کا کام کریگا جب تمہارے چچاؤں کے تارنے کو سری گنگا جی کا پرواہ ہوگا تو تمہارے چچا ہی نہیں بلکہ اور اہل زمانہ بھی تر جائینگے جو نہانے دھوئینگے اُس کے پاپ ایک سرے سے دھو جائینگے۔ بہتر ہے کہ تم یگیہ کا گھوڑا لے جاؤ۔ راجہ سگر کا یگیہ اختتام کو پہنچاؤ اور وہ وہ تدبیر کرو کہ سری گنگا آکاش سے اُبلا کرتی ہوئی زمین پر موجیں ماریں اگر یہ نہیں تو سب فکر فضول ہیں +

یہ کہکر گرڑجی ادھر نظر سے اوجھل ہوئے ادھر انسومان جی گھوڑے کو لیکر روا ہوئے تو راجہ سگر کے سامنے ہی تھے۔ پہنچتے ہی قدم چومے چچاؤں کی سرگذشت سنائی۔ گرڑجی کی نصیحت بیان کی +

راجہ سگرجی نے انسومان کو چھاتی سے لگایا۔ شاباشی دی۔ پیٹھ ٹھونکی بیٹوں کا رنج کیا۔ جیوں تیوں جگیہ سے فراغت حاصل کی اور اب اس فکر میں ہوئے کہ جان سے عزیز بیٹوں کی نجات کیونکر ہو زمانہ گزر گیا مگر کسی بات پر عقل نہ جمی کوئی تدبیر نہ سوجھی آخر عمر کے تیس ہزار برس ختم ہو گئے۔ اور مرغ روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا۔ دل کی دل ہی میں رہ گئی +

سرگ ۴۲

سری گنگا جی کے زمین پر لانے کے واسطے راجہ انسومان راجہ دلیپ۔ راجہ بھاگیرتھ کی تپسیا سری برہما جی کی تشریف آوری۔ اور بھاگیرتھ کو شو جی کی تپسیا کی ہدایت

راجہ سگر کی وفات کے بعد مشیران سلطنت و وزیران حکومت نے انسومان کے قدموں سے تخت شاہنشاہی کو رونق بخشی۔ جب ان کا جگر بند دلیپ سن شعور کو پہنچا تو انہوں نے تخت سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی اور راجہ دلیپ کے سر پر راج مکٹ رکھ کر آپ تپسیا میں مصروف ہو گئے۔ تپسیا سے غرض یہ تھی کہ سری گنگا جی سُرگ سے آکر بزرگوں کی خاک کو نجات بخشیں۔ چنانچہ اسی خواہش اور مشغلے میں ۳۲ بتیس ہزار برس کے بعد چولا چھوڑ دیا۔ اور گنگا جی کو سُرگ سے بلانے کے عوض خود ہی سُرگ کو روانہ ہوئے۔ راجہ دلیپ اس عرصے تک فرمانروائی کرتے رہے باپ کے انتقال کے بعد ان کو خیال ہوا کہ پتروں کا کریا کرم شراد ترپن نہ ہونے سے کوئی خوشی کا کام ہونا ممنوع ہے اسلئے مناسب ہے کہ پہلے اس ضروری فرض سے سبکدوشی حاصل کر لی جائے مگر فرزند کوئی نہ تھا۔ اسلئے انہوں نے عظیم الشان یگیہ کیا۔ یگیہ کی برکت نے بھاگیرتھ کا چاند سا مکھڑا دکھا کر کلیجے کو سکھ دیا۔ جونہی بھاگیرتھ نے ہوش سنبھالا تخت و تاج سونپ کر راجہ دلیپ نے جنگل کی راہ لی اور سری گنگا جی کے واسطے تپسیا میں ہمہ تن مشغول ہو گئے انہوں نے بھی ۳۰ ہزار برس عبادت شاقہ کی اور دل کی ہوس دل ہی میں لئے سُرگ کو راہی ہو گئے۔ راجہ بھاگیرتھ کی اب آنکھیں کھلیں۔ کہ واہ اولاد سے آنکھوں کا سکھ نہیں نہ پتروں کی تارائن کا کچھ بندوبست ہوا۔ انہوں نے فوراً راج پاٹ وزیروں کو سونپ کر ہموان پربت (پہاڑ) کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ایک ہزار سال تک ایسی تپسیا کی کہ برہما جی انتہا سے زیادہ خوش ہو گئے۔ برہما جی عالم الغیب تھے اولاد کی خواہش اور بزرگوں کی نجات کی آرزو پہچانتے ہوئے بھاگیرتھ کو بنفس نفیس درشن

دئے اور فرمایا کیا آرزو کیا خواہش ہے ٭

راجہ بھاگیرتھ نے دست بستہ عرض کی۔ مہاراج دو بردان چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ میرے بزرگوں کو پانی پہنچے اور سری گنگاجی کی دھار اُن کی خاکستر (راکھ) کو بہا کر نجات بخشے۔ دوسرا بردان یہ کہ ایک بیٹا کلیجے کو سکھ دے۔ اور دنیا میں اپنے اقبال کا ڈنکا بجائے ٭

برہماجی کا جواب تھا۔ کہ فرزند تو ضرور پیدا ہوگا مگر سری گنگاجی روے زمین پر آئیں اس کے لئے میں صاف صاف نہیں کہہ سکتا وجہ یہ کہ وہ ہموان پربت کی دختر نیک اختر ہیں۔ میرے برہم لوک کو اُن کی ذات بابرکات سے رونق ہے تمام دیوتاؤں کے درشن کے لئے وہاں تشریف لایا کرتی ہیں۔ اسلئے اس بارہ میں بردان دینے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ ہاں شوجی مہاراج تین لوکوں میں ایسے صاحب قدرت ہیں جنہیں سری گنگاجی کے جوش و خروش کا متحمل ہونا آسان ہے ورنہ زمین بھی اُن کی رَو کو برداشت نہیں کرسکتی پس بہتر ہے کہ تم شوجی کی یاد میں تپ کرو۔ اُن کی مہربانی سے سب کا بیڑا پار ہو جائیگا ٭

برہماجی یہ فرما کر سُرگ لوک کو تشریف لے گئے اور بھاگیرتھ کو شوجی سے حصول مراد کی فکر ہوئی ٭

سرگ ۴۳

راجہ بھاگیرتھ کی تپشیا سدا شوجی کی کرپا سے سری گنگاجی کا روے زمین پر نزول اجلال اور راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کی نجات

راجہ بھاگیرتھ نے سری برہماجی کی ہدایت پر عمل کیا۔ اُنہوں نے ہزار برس تک پاؤں انگوٹھا زمین پر ٹیکے ہوئے تپ کیا ایسی عبادت کی کہ مہادیوجی کا آسن ڈگمگایا اور خود نمودار ہوکر بولے کہ راجہ بھاگیرتھ تمہاری آرزو وقت طلب ہے گنگاجی کا زور و شور

برداشت کرنا کارے دارد۔ مگر خیر میں متحمل ہونگا۔ گنگاجی کا پرواہ جٹاؤں میں روکونگا۔
تمہاری تپشیا نے مجھ کو مجبور کردیا ہے کہ استدعا قبول کروں ادھر تپشیا مقبول ہوئی
شوجی نے بردان دیدیا۔ ادھر گنگاجی بھی سمجھ گئیں کہ زمین پر نازل ہوئے بغیر مفر نہیں
چنانچہ سری گنگاجی نے طبقۂ خاک کی طرف رُخ کیا۔ بڑے جوش و خروش نہایت ہی
زور و شور سے ہاہاکار کرتی ہوئی زمین پر گرنے لگیں۔ مہادیوجی کو خیال ہُوا کہ میں گنگا
جی کا یہ زعم یہ غرور تو سہی ان کو اپنی جٹا ہی میں روک لوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا
اور سری گنگاجی جٹا میں پھنس کر رہ گئیں پھر مدت تک نکلنے کی طاقت نہ ہوئی +
گنگاجی کا برہم لوک میں آنا شوجی کی جٹا میں سمانا۔ راجہ بھاگیرتھ کی آنکھیں
دیکھ چکیں تھیں۔ اس کے بعد معلوم ہی نہ ہُوا کہ گنگاجی کہاں الوپ ہوگئیں۔ بہت
دنوں تک انہیں اس فکر نے خلجان میں رکھا۔ آخر ان کو پھر مہادیوجی یاد آئے انہیں کا
سہارا ڈھونڈا اور ایسے سچے دل سے استتی کی کہ شوجی نے جٹا سے گنگاجی کو آزاد
کردیا۔ گنگاجی جٹا سے نکلیں تو ہمالیہ پہاڑ جل تھل ہوگیا پہاڑ گنگاجی کی رو کو روک نہ
سکتا تھا ادھر اُدھر جلامئی ہوتے ہوتے سات دھارائیں پھوٹ نکلیں تین دھارائیں
نے مشرق (پورب) کی سرزمین سیراب کی تین دھارائیں مغرب (پچھم) کے پہاڑوں کو
توڑتی پھوڑتی بہ گئیں۔ رہی ساتویں اس نے راجہ بھاگیرتھ کا پیچھا پکڑا آگے آگے رتھ پر
راجہ بھاگیرتھ جا رہے تھے پیچھے پیچھے موجیں مارتی ہوئی سری گنگاجی کی دھارا +
قطع کلام کرکے سری بسوامترجی سری رامچندرجی سے مخاطب ہیں کہ آپ نے دیکھا سری
گنگاجی کی عظمت کیا ہے۔ اول تو برہم لوک میں قیام رہا پھر شوجی کی جٹا میں جب نمودار
ہوئیں تو ہاہاکار کرتی زمین کو چیرتی پہاڑوں کو توڑتی اپنی رو میں بہی چلی جاتی تھیں صاف
شفاف پانی کے بہاؤ پر مگرمچھ و کچھوے مچھلی وغیرہ جانوران آبی تیرتے اور چہلیں کرتے ہوئے
جا رہے تھے۔ بھاگیرتھ اس وقت تن تنہا نہ تھے دلکش نظارے کی سیر کو آکاش سے دیوتا
اپسرا اور گندھرب بھی رتھ کے قدم بقدم ہمراہ تھے۔ گنگاجی کہیں تیزی سے بہتی تھیں
کہیں ذرا آہستہ آہستہ کسی کسی مقام پر دباؤ بہت کسی جگہ پانی کم بہرحال کیا پستی کیا
بلندی دونوں جگہ جلامئی نظر آتی تھی۔ جدھر سے گنگاجی گزریں۔ اُدھر خشکی تری ہوگئی اور رشی
منی دیوتا گندھرب نہا دھو کر جسم پاک کرنے لگے۔ وہ وہ اپسرائیں وہ وہ گندھرب جن کو

پچھلے سراپوں (بد دعاؤں) نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ سری گنگا جی کے فیض عام سے تر گئے لاکھوں کروڑوں پاپیوں کا اُدھار ہو گیا +

ادھر تو یہ گنگا جی کا پرتاپ ہو رہا تھا۔ ادھر ایک تازہ واقعہ پیش آیا۔ ایک راجہ کسی مقام پر کُٹی چھائے ہوئے تپسیا کر رہا تھا۔ اس کو سب جہنو کہتے تھے۔ جونہیں اُس نے دیکھا کہ گنگا جی بڑے جوش وخروش سے بہی چلی آتی ہیں۔ اُس نے غرور توڑنے کی غرض سے سارا پانی پی کر چھٹی کر دی۔ گنگا جی کا کچھ بس نہ چل سکا۔ اب تو سب دیوتاؤں کے حواس جاتے رہے۔ بھاگیرتھ کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے مگر مجبور۔ کریں تو کیا کریں۔ آخر راجہ جہنو کی خدمت میں گئے ادھر انہوں نے منت وسماجت کی اور ادھر گنگا جی نے عجز سے لجاجت کی کہ مہاراج آپ کی دھرم کی بیٹی ہوں۔ کرپا کیجئے۔ التجائیں مودبانہ تھیں۔ درخواستیں عاجزانہ۔ راجہ جہنو کو سب پر ترس آیا اور گنگا جی کو اپنے کانوں سے نکال دیا۔ چنانچہ گنگا جی جہنو تنیا (جہنو کی لڑکی) کے نام سے بہتی ہوئی اس طرف سے گزریں جدھر سے راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹے زمین کھودتے ہوئے کپل مُنی کے استھان پر جل کر راکھ ہوئے تھے۔ اس راہ سے جو سمندر بہتا ہوا نظر آتا ہے اس کا پانی پیشتر بہت ہی میٹھا تھا مگر جب سے اگست رشی نے چلو لگایا تب سے شیرینی جاتی رہی اور پانی کھاری ہو گیا۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب سنئے گنگا جی لہراتی ہوئی منزل مقصود تک پہنچ گئیں جونہیں راجہ بھاگیرتھ نے اپنے بزرگوں کی راکھ کا ڈھیر دیکھا وہ تو عالم غشی میں وہیں ڈھیر ہو گئے اور گنگا جی راکھ کو بہاتی راجہ سگر کے بیٹوں کو اُدھار کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں +

سرگ ۴۴

راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کا شرادھ ترپن وغیرہ۔ برہما جی کی راجہ بھاگیرتھ سے گفتگو

جب سری گنگا جی راجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں اور راجہ بھاگیرتھ کے بزرگوں

کی خاک کو پاک کرکے سرگ میں پہنچایا تو سری برہما جی نمودار ہوئے اور
بولے کہ:-
راجہ بھاگیرتھ تمہارے پُرشا تر گئے۔ اب وہ سُرگ میں ہیں اور جب
تک روئے زمین پر سری گنگا جی کا جلوہ رہیگا۔ تب تک اُن کی سکونت
بھی سُرگ میں رہے گی۔ تمہارے تپ کی بدولت سری گنگا جی طبقۂ خاک
پر آئیں۔ بس تمہارے نام کی یادگار میں اُن کا نام بھی بھاگیرتی ہوگا۔ اب
رہیں گنگا جی کی تین دھارائیں اُن کی کیفیت یہ ہے کہ ایک تو وہ جو زمانۂ دراز
تک برہم لوک میں رہی۔ دوسری وہ جن کا شوجی کی جٹا میں قیام رہا۔ تیسری
یہی گنگا ہے جو زمین پر بہتی ہوئی تمہارے بزرگوں کو تار گئی۔ اے راجہ
تمہاری مراد بر آئی۔ گنگا جی نے نزول اجلال سے کرۂ خاکی کو خاک سے
پاک کر دیا۔ پس اب بزرگوں کا مرتک کرم (مراسم موت) یعنی شرادھ ترپن
پنڈدان وغیرہ کرو۔ اس نیک نامی کا سہرا تمہارے ہی سر تھا۔ اور
تمہارے دادا انسومان تمہارے باپ دلیپ تیس بتیس ہزار برس
تپشیا کرکے چولا چھوڑ گئے۔ مگر گنگا جی اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔ کسی کو یہ شرف
سعادت حاصل نہ ہوا۔ جو تم کو نصیب ہوا ہے۔ تم شوق سے گنگا
جی میں نہاؤ اس کا اور بھی پھل ہوگا ÷

یہ فرما کر برہما جی انتردھیان ہوگئے۔ اور راجہ بھاگیرتھ جی نے
شاستروں کی پوری پابندی کے ساتھ شرادھ ترپن وغیرہ سے فراغت
حاصل کرکے موروثی حکومت سنبھالی۔ وہاں اُن کے پہنچنے سے اودھ
رونق ہوئی۔ گویا خزاں گئی اور بہار آئی۔ ایشور کی کرپا سے بیٹا بھی ملا
اور آنند منگل چھا گئی ÷

سری بسوامتر جی نے سری گنگا جی کے حالات یہاں پر ختم کئے اور سری
رامچندر جی سے فرمایا کہ اب شام ہو گئی۔ سندھیا کا وقت ہے۔ اشنان کرو۔ گنگا
جی کے اشنان کا پھل بہت ہے۔ اشنان کے پھل کا کیا ذکر۔ جو صرف گنگا جی کے
چرتر ہی پڑھیں سنیںگے۔ اُن کی عمر بڑھیگی۔ دھن دولت کی ترقی ہوگی۔ اقبال عروج پر پہنچیگا

مکت میں فرق نہیں سب منور تھ پورے نہ ہوں کیا مجال ✣

سرگ ۴۵

سری رامچندر جی وغیرہ کا بشالا شہر میں گزر۔ بسوامتر جی سے شہر کی نسبت دریافت حال۔ دتی اور ادتی کی اولاد کا تذکرہ۔ سمندر متھے جانے کی وجہ اور مختصر کیفیت

رات بھر سری گنگا جی کا چرچا رہا۔ تذکرہ دلچسپ تھا۔ باتوں میں چار پہر کٹ گئے معلوم ہی نہ ہوا کہ کیسے سویرا ہو گیا۔ صبح کی سفیدی دیکھتے ہی نور کے تڑکے بسوامتر جی۔ رامچندر جی لکشمن جی اُٹھے۔ اشنان دھیان کے بعد منزل مقصود کی طرف چل پڑے۔ رشیوں منیوں نے ساحل گنگ تک پہنچایا۔ جس وقت عازمان سفر ناؤ پر سوار ہوئے۔ تو بن باسی تپسویوں کو بڑے اعزاز سے رخصت کیا اور خود شمال (اُتر) کی طرف دریائی سیر سے جی بہلاتے ہوئے جنوبی (دکن سے) ساحل پر اُترے۔ وہاں سے چلے تو ایک عجیب پُر فضا شہر نظر آیا جسے عوام بشالا کہتے تھے۔ جب اس شہر سے گزرے تو سری رامچندر جی نے دریافت کیا کہ

مہاراج یہ عظیم الشان دلفریب شہر کون ہے کس نے آباد کیا۔ اس کی یہ شان و شوکت کیوں۔ کچھ زبان فیض ترجمان سے فرمائیے ✣

وشوامتر جی۔ سُنئے جڑ بنیاد سے حال شروع کرتا ہوں ✣

کشیپ جی کی دو محبوبۂ خاص و زوجۂ با اخلاص (استریاں) تھیں۔ ایک دتی دوسری ادتی۔ دتی کے بطن سے راچھس عالم وجود میں آئے اور ادتی کے حمل سے دیوتاؤں کا ظہور ہُوا ✣

ان دیوتاؤں اور راکشسوں نے ایک روز سبھا کی۔ ہجوم کثیر تھی تجویزیں اہم تھیں۔ چنانچہ ضروری باتوں پر بحث ہوتے ہوتے تین باتیں تصفیہ طلب ٹھیریں۔ جن سے بڑھ کر اور تکلیف یا دکھ ممکن ہی نہیں ✣

ا۔مختلف قسم کے امراض جسمانی +

۲۔عالم ضعیفی و پیرانہ سالی (بڑھاپا) (۳) موت +

ان تینوں معاملات پر خاص توجہ مبذول کی گئی اور تجویز ہوئی کہ سمندر متھنے سے امرت نکلے تو ہم لوگ ان تینوں جانکاہ مصیبتوں سے ہمیشہ کے لئے بیفکر ہوجائیں + کیا دیوتا کیا راچھس سب متفق الرائے ہوگئے اور اپنی اپنی طاقت کے موافق سب نے انتظام شروع کردیا۔مندراچل پہاڑ متھانی بنایا گیا۔باسکی ناگ سے رسی کا کام لیکر ایک ہزار برس تک سمندر متھا۔مگر بے سود بالکل بے نتیجہ ساری محنت اکارتھ باسکی ناگ کا دم پھول گیا اور ہنوز روز اول سمندر کا پانی بدستور۔جب باسکی ناگ تھکائی سے ہانپ گیا تو منہ سے کف جاری ہوگیا۔زہر کی وہ تیزی ہوئی کہ ایک ایک پھکار میں پہاڑ کے پرخچے اڑ اڑ کر سمندر پاٹنے لگے۔جب پہاڑوں کی یہ کیفیت تھی تو دیوتاؤں راچھسوں کا کیا حساب وہ بھی جلنے بھننے لگے بس حد ہے کہ جان کے لالے پڑنے سے بشن جی کی خدمت میں پہنچے۔یہاں بسپت ناتھ مہادیو جی کا مندر تھا سب نے ڈنڈوت کی۔سرجھکایا۔پرارتھنا کی۔اُستت کی کہ مہاراج باسکی ناگ کا زہر آپ نوش کرلیں۔ورنہ کروڑوں ذیروح نذر اجل ہوگئے دیوتاؤں اور راچھسوں کی بھی خیریت نہ ہوگی۔درخواست بڑی عاجزی سے تھی عرض مدعا میں تاثیر بھری ہوئی تھی۔شوجی کے دل پر فریاد کا اثر ہوا۔اُنہوں نے باسکی کا سارا زہر پی لیا۔اور سب دیوتاؤں سے کہا کہ اچھا جاؤ سمندر متھو +

سب خوش ہوگئے اور سمندر متھنا شروع کیا مگر "ہمو آتش در کاسہ" وہنوز روز اول یعنی ساری محنت بے سود۔کل مشقت رائگاں۔اُلٹے مندراچل پہاڑ نیچے دھنسنے لگا کسی کے سنبھالے نہ سنبھلا کسی کے روکے نہ رک سکا +

دیوتا گھبرا اُٹھے کہ ساری لٹیا ہی ڈوبی جاتی ہے سب کیا دھرا اکارتھ ہوا جاتا ہے۔وہ سیدھے بشن جی کی خدمت میں پہنچے ساری سرگذشت سنائی اُنہوں نے سب کو تسکین دی اور خود کشیپ دیکھ یعنی کچھوے کے روپ میں جاکر مندراچل پہاڑ کو پشت اقدس پر روک لیا۔آپ تو چھیر ساگر میں محو آرام ہوگئے پہاڑ پھول کی طرح پانی پر تیرنے لگا +

یہ قدرت دکھا کر (یعنی مندراچل پہاڑ کو پیٹھ پر روک کر) سری بشن جی بنفس نفیس سمندر متھنے لگے۔ ہزار سال تک متھانی چلتی رہی۔ آخر چودہ رتن نکلنے شروع ہوئے۔ پہلے دھنونتر (دھنتر) بید ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے نمودار ہوئے۔ اپسرائیں بھی خدمت کے لئے ساتھ تھیں۔ مگر انہیں نہ دیوتاؤں نے قبول کیا نہ راچھسوں نے۔ دوسری بار برن جی کی لاڈلی بارنی[1] کا ظہور ہوا۔ اور وہ منتظر ہوئی کہ دیکھیں مجھے کون قبول کرتا ہے۔ راچھسوں نے تو اس کی طرف آنکھ بھی نہ اُٹھائی۔ مگر ماں ادیتی کے فرزندوں نے اُسے لے لیا۔ پہلے یہ لوگ بھی سر کہلاتے تھے مگر اس بارنی کے لینے سے اُسر کہلائے اور جنہوں نے بارنی کو قبول نہ کیا اُن کا نام خطاب سُر ہوا۔ اہل دنیا اس واقعہ سے حجت کر سکتے ہیں کہ جب دیوتاؤں نے شراب پی تو انسان کو اس کے استعمال میں کیا گناہ۔ مگر یہ معاملہ اور ہے۔ اہل دنیا کے لئے شاستر کی ہدایت و نصیحت یوں ہے کہ پانچ افعال ایسے خراب ہیں جن کے پاپ کی حد نہیں ۔

(۱) برہم ہتیا یعنی برہمن کا قتل (۲) سُرایان یعنی شراب خوری (۳) سونا چُرانا۔ (۴) اپنے گرو کی عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرنا۔ (تشریح بیکار) (۵) مذکورہ بالا چار عادات کے لوگوں سے راہ و رسم رکھنا ۔

اس کے بعد جب امرت برآمد ہوا تو کیا دیوتا اور کیا راکشس سب امرت پر ہی ٹوٹنے لگے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں لے بھاگوں حتے کہ لڑائی جھگڑے مار دھاڑ کی نوبت پہنچ گئی۔ دونو طرف سے ہتھیار چلنے لگے۔ اس وقت سری بشن جی نے سب کے تحفظ کا خیال مدنظر کر کے ایک عورت کے موہنی روپ میں درشن دیا اور امرت لیکر چلتے ہوئے اور بس سارا قصہ تمام ۔

پورانوں میں ذکر ہے بشن جی نے امرت دیوتاؤں کو پلا دیا۔ راچھس محروم رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ دیوتا غالب ہوئے اور راچھس مغلوب۔ راجہ اندر نے بھی اسی کی بدولت امر نگر کی سلطنت کا مزہ لوٹا۔ دیوتا اور رشی بھی امن و امان میں ہوئے ۔

قبل میں سُرایان (شراب نوشی) کا رواج تھا۔ مگر جب سری کرشن جی نے اہل دنیا کو سراپا دیا تب سے یہ قطعاً ممنوع ہے ۔

[1] شراب ۔

سرگ ۴۶

دیتی اور ادیتی کے بیٹوں کی سرگذشت راجہ اندر کی اپنے بچاؤ کے لئے حکمت عملی

بسوامتر جی کا سلسلہ کلام جاری ہے کہ اے رامچندر جی اس شہر کی عظمت ایک تو اس سبب سے ہے کہ سمندر منتھے جانے کے زمانے میں سری بشن جی اور سری مہادیو جی اس مقام پر رونق افروز تھے۔ دوسرے یہیں راکشسوں نے مُنہ کی کھائی۔ دیوتاؤں نے فتح کا ڈنکا بجایا۔ اور دیتی کے سارے فرزندوں کو اسی کی خاک پر سونا نصیب ہُوا +

ماں کی ماتا اور آتما کی آنچ چھپتی نہیں۔ دیتی کو بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کا حد سے زیادہ صدمہ ہُوا جتنے بیٹے تھے سب دُنیا سے گزر گئے۔ اب اُس کی آنکھوں کو کون سکھ دے۔ کلیجے کو کون ٹھنڈک پہنچائے۔ کوئی چارہ نہ دیکھ کر اپنے پتی (خاوند) کشیپ سے فریاد کی کہ ہائے سارے بیٹے لقمۂ اجل اور نشانۂ تیر قضا ہو گئے اب کس سے دل بہلے۔ مہربانی کر کے جگر خراش رنج کا علاج کیجئے۔ وہ مرہم عطا فرمائیے کہ دل کا ناسور بھر جائے آرزو یہ ہے تمنا یہ ہے کہ ایسے صاحب طاقت فرزند ہوں جو دیوتاؤں کو تگنی کا ناچ نچائیں ساتھ ہی کٹھ پتلی بنائیں اور اندر کے دھرے اڑائیں +

بس کشیپ نے گوش ہوش سے واویلا سنی۔ اور کہہ دیا کہ اچھا ہی ہوگا جو منظور خاطر ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار برس تک خوب جی لگا کر تپشیا کرو۔ کسی وقت دل یا خیال اُچٹنے نہ پائے۔ اس کے بعد سب مطلب حاصل سمجھو +

یہ کہہ کر کشیپ جی نے دیتی کے جسم کو چھو دیا۔ اور آپ تپوبن کی طرف چل دیئے دیتی نے وہیں درڑھ آسن سے استقلال کے ساتھ تپشیا کرنا شروع کر دی اور ایسی تپشیا کی کہ اندر جی کے چھکے چھوٹ گئے۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ تپشیا پوری ہو گئی تو اندر آسن کی خیر و عافیت نہیں اور جو کچھ دُکھ ہو وہ مزید برآں المضاعف پلیتھن۔ اس اندیشے سے

اُنہوں نے اور ہی بھروپ بھرا اور پھل پھول اگنی وغیرہ تمام پوجا کا سامان لئے ہوئے دیتی کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس وقت دیتی پوجا پاٹ شروع کرتی۔ اس سے بہت ہی پہلے راجہ اندر سب سامان لیس کر دیتے اور اشنان کے لئے پانی بھی خود ہی بھر لایا کرتے۔ ایک ہزار برس تک راجہ اندر نے یہی خدمت کی اور جب دس صدیاں گزر گئیں تو دیتی راجہ اندر کی خدمت سے بہت ہی خوش ہو کر بولی کہ بیٹا گوتم حد درجے کے صاحب طاقت ہو مگر کچھ دنوں میں دیکھنا کہ تمہارے بھائی کیسے شہزور اور قوت ور ہوتے ہیں۔ میں کشیپ جی کی استری ہوں۔ اُن سے میں نے بردان پایا ہے کہ وہ دو آنکھوں کے تارے آنکھوں کے سامنے کھیلینگے۔ جن کی طاقت کا مقابلہ اندر بھی نہ کر سکے۔ اندر کو پہلے ہی سے معلوم تھا۔ اس وقت کی بات "مرد و مستاں یاد دہانیدن" کا کام کر گئی۔ اُن کو فوراً خیال ہوا کہ جو لڑکے پیدا ہونگے۔ وہ میرے ہی جی کا کال ہونگے اس سے اُنہیں خاص طور پر اپنی فکر پڑی۔

شدنی کچھ اور ہی ہوتی ہے ایک روز دن دوپہر کو دیتی پر ایسی نیند غالب ہوئی کہ چولی آنچل سے بیخبر ہو گئی۔ سر پائنتی کی طرف تھا اور پاؤں سرہانے کی طرف اندر نے سوچا کہ دھرم شاستر کے رو سے دن کو سونا بھی ممنوع۔ پائنتی سر کر کے سونا بھی نامناسب۔ پس اس سے بڑھ کر دل کا غبار نکالنے کا موقع نہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسی وقت جوگ شکتی سے کام لیکر دیتی کے بطن میں حلول کیا۔ اور حمل کے سات ٹکڑے کر کے رکھ دئے۔ اس وقت تک دیتی خواب آرام ہی میں تھی۔ مگر جب رحم پر صدمہ پہنچا تو بیچین ہو کر آنکھ کھول دی۔ سمجھ گئی کہ اندر میرے حمل میں میرے کلیجے کے ٹکڑوں کے ٹکڑے اڑا رہا ہے۔ جونہیں وہ درد سے چونکی اندر نے حمل سے آواز دی کہ آپ گریہ وزاری نہ کریں میں نے ایک ایک کے سات سات کر دئے مگر اس کا جواب یہی تھا کہ خبردار میرے بچوں کو مارنا نہیں مارنا نہیں۔ راجہ اندر نے اس حالت میں دیتی کو اپنی ماتا کہکر پکارا تھا اُنہوں نے خیال کیا کہ ماتا کا بچن نہ ماننا گناہ ہے چنانچہ وہ فوراً ہی بجبر لئے ہوئے نکل آئے اور قدموں پر سر رکھ کے عرض کی کہ چھما کیجئے میرا کچھ قصور نہیں آپنے خود ہی شاستر کے خلاف عمل کیا یعنی دن کو پائنتی سر کر کے محو آرام ہوئیں ہزار برس کے بعد آج مجھے یہ موقع ملا تھا۔ کہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے کچھ چارہ کار

کروں۔ چنانچہ آپ کو سرہانے کے عوض پائنتی سر رکھ کے سوتے دیکھنا آپ کے لئے نامبارک اور میرے لئے مبارک تھا۔ اسی لئے میں نے آپ کے بیٹوں سے جانبری کی صورت کر لی۔ آئندہ ایشور مالک +

سرگ ۴۷

راجہ اندر پر دیتی کی نظر عنایت عفو تقصیر۔ بشالا نگر کی وجہ تسمیہ وغیرہ

دیتی نے اندر کی باتیں گوش ہوش سے سُنیں۔ اُس کا صدمہ تو ہُوا کہ اندر نے سارا کیا دھرا اکارتھ کر دیا۔ اور موقع پا کر چال کھیل لی۔ مگر اُس نے اُس کا بُرا نہ مانا۔ کیونکہ غلطی اُس کی تھی نہ دن کو سوتی نہ پائنتی کو سرہانا بناتی اور نہ اندر کو دل کا بخار نکالنے کے لئے موقع ملتا۔ اُس نے اندر سے کہا +

بیشک تم بے قصور ہو خطا میری ہی ہے۔ دھرم کے خلاف چلنا ہی میرے حق میں زہر ہُوا میرے کلیجے کے ٹکڑوں کو تم نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کا الزام تم پر نہیں بلکہ اُس لئے میں تم پر بہت خوش ہوں اور یہ چاہتی ہوں کہ بطن کے بیٹے فرزندوں کے سات سات ٹکڑے جب قالب عنصری میں ظہور کریں تو ۷x۷=۴۹ بیٹے تمہارے ہی ہو کے جیئیں کھائیں پھولیں۔ اندر دل میں پھڑک اُٹھے کہ چلو دغدغہ سے نجات مل گئی۔ وسوسہ سے گلو خلاصی ہوئی اور بڑے جوش مسرت سے بولے +

آپ بیفکر رہیں میں آپ کے صاحبزادوں کو خاص محبت کی نگاہ سے دیکھونگا اور آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کے بیٹوں کا نام سمجھ لیجئے دیوتاؤں کی فہرست میں درج ہو گیا اس کے بعد راجہ اندر اور دیتی دونو نے اندر لوک کی راہ لی۔ چنانچہ یہ وہی شہر ہے جہاں دیتی ریاضت و عبادت میں مصروف سرگرم تھی +

بسوامتر جی یہ ذکر کر کے سری رامچندر جی سے گویا ہیں کہ شہر بشالا نگر آپ ہی کے بزرگان سلف کا بیت السلطنت ہے آپ کے بزرگوں میں راجہ اکشواک کا

نام زندۂ جاوید ہے اُن کے بہت فرزندانِ رشید و جگر بندانِ سعید تھے۔جن میں سے ایک کا نام بشال بھی تھا۔چنانچہ اس راجہ بشال نے اپنے نامی پر یہ بشال نگر کے نام سے آباد و معمور کیا۔ان کے بعد جو اس بیت السلطنت میں فرمانروا ہوئے وہ یہ ہیں:-

راجہ ہیم چندر ولد راجہ بشال۔	راجہ سہدیو ولد راجہ سرنجے
راجہ سوچندر ولد راجہ ہیم چندر	راجہ کشاش ولد راجہ سہدیو
راجہ دھوم راکش ولد راجہ سوچندر	راجہ سومدت ولد راجہ کشاش
راجہ سرنجے ولد راجہ دھوم راکش	راجہ سومتی ولد راجہ سومدت

فی الحال راجہ سومتی زینت بخش سریرے فرمائی ہیں اور راجدھانی کی بہت عظمت مانی جاتی ہے۔یہاں کے تاجداروں کی عمریں مقابلتاً فرمانروایانِ عالم سے زیادہ ہوتی ہیں۔ایسی باعظمت جگہ ایک شب رہنا ہم آپ سب کو مناسب ہے وجہ یہ کہ ایک تو یہ آپکے بزرگوں کا قدیم دارالحکومت ہے اور اور مقامات سے باعظمت +
اس گفتگو کے بعد بسوامتر جی وہاں رُک گئے۔سری رامچندر جی و لکشمن جی نے بھی سمندِ عزم کی عنان روکی۔اتنے میں اس آمد آمد کی خبر سومتی کے گوش گزار ہوئی وہ سر کے بل دوڑے آئے۔بسوامتر جی کے قدموں پر سر جھکایا پوجا کی خاطر تواضع میں صرف ہمت کرکے صدق عقیدت اور شاہی عظمت میں چار چاند لگا دئے +

سرگ ۴۸

بسوامتر وغیرہ کی جنک پور کی طرف روانگی اہلیہ گوتم رشی کی استری کے حالات

راجہ سومتی بسوامتر جی کے ساتھ سری رامچندر اور لکشمن جی کو دیکھکر عجب عالم حیرت میں ہوئے۔پہلے سوچے کہ شاید بسوامتر جی کے لخت جگر ہیں مگر پھر خیال آیا کہ رشی کماروں کے ہاتھ میں دھنش بان کیسا۔دوسرے سروپ وہ ہے کہ

نگاہ موہی جاتی ہے دل میں تسبی کرن کا سا اثر چھا رہا ہے عقل جیتے جیتے آخرالامر
اس بات پر جمی کہ ضرور کسی راجے مہاراجے کے نگین تاج اور وارث تاج و نگیں
ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بسوامترجی سے پوچھا ٭
مہاراج یہ دونو راجکمار کس بُرج شاہی کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ راہ
دشوار۔ دشت پرخار میں پاپیادہ آنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ
نازک نازک تلوے کیونکر دشت پیمائی و صحرا نوردی کے متحمل ہوسکے ٭
بسوامترجی۔ یہ سورج بنس کے سورج اور چندرماں راجہ دسرتھ کی آنکھ کے
تارے ہیں۔ انہوں نے میرے یگیہ کی حفاظت کی۔ ماریچ کو سمندر کے کنارے
پھینکا تاڑکا اور سباہو خاک پر سُلا دئے۔ اب سب کاموں سے چھٹی پاکر
جنک پور جاتے ہیں۔ سنا ہے کہ وہاں دھنش یگیہ ہے۔ چنانچہ سیتا کے
سوئمبر کی سیر دیکھ کر اپنے گھر کو لوٹ جائینگے ٭
جو راجہ سومتی نے یہ حال سُنا۔ اُن کے ہوش اُڑ گئے اور حیران ہوئے کہ
یہ کم عمر راجکمار اور تاڑکا وغیرہ کا قلع قمع۔ ضرور کوئی غیبی طاقت ہے یہ انسان
نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ ایشور نے جسم خاکی میں ظہور فرمایا ہے۔ کچھ تو اس
کارنمایاں کی عظمت اور کچھ راجہ دسرتھ کے فرزندوں کی منزلت کے خیال سے
اُنہوں نے حد درجہ کی خاطر تواضع کی ہر وقت ہاتھ میں دل لئے رہے اور قدموں
کے نیچے آنکھیں فرش رہیں۔ رات راجہ سومتی کے یہاں خاطر و مدارات میں گزری
جب نور کا تڑکا ہوا۔ بسوامترجی نے دونو بھائیوں کے ہمراہ جنکپور کا راستہ لیا
چلتے چلتے دور ہی سے جنکپور کی شاہی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ شہر کی رونق و
عظمت کے آثار پیش نظر ہونے لگے۔ نظارہ دلفریب تھا۔ نگاہیں اسی طرف
محو ہوگئیں اور سری رامچندر جی کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے ٭
واہ کیا شہر ہے۔ کیا خوب زیب و زینت۔ مہاراج آپ کو تکلیف تو ہوگی
مگر یہ فرمائیے کہ یہ مقام کون ہے اور سامنے چند قدم پر جو تپ کا استھان
نظر آرہا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے ٭
بسوامترجی۔ جو سامنے دکھائی دیتا ہے وہ تو جنک پور راجہ جنک کی

راجدھانی ہے۔جہاں کے سوئمبر کی شرکت کے لئے ہم آپ آئے ہیں۔رہا یہ سامنے والا استھان وہ گوتم رشی کی تپسیا کا مقام ہے گوتم رشی ریاضت وعبادت کشف و کرامات میں یکتائے زمانہ تھے۔ان کی استری اہلیہ بھی انہیں کے ساتھ رہتی تھی گوتم رشی کی قیامگاہ کی وجہ سے اس استھان کی وہ عظمت و برکت تھی کہ دیوتا تک اُس کی خاک ماتھے سے لگاتے اور گوتم جی کے سامنے ماتھے گھستے تھے گوتم رشی کی تپسیا کا ایسا پرتاپ مشہور عالم ہُوا کہ اندر جی کی آدھی جان رہ گئی وہ سہمے دل میں ڈرے کہ بس اندر آسن کی خیریت نہیں۔چنانچہ اُن کا تپ نشٹ کرنے اور ریاضت میں خلل انداز ہونے کی سمائی گوتم رشی غافل تھے اور راجہ اندر کو موقع کی تاک تھی۔چنانچہ ایک روز جوئندہ یابندہ کی مثل صادق ہوئی۔گوتم رشی کسی ضرورت سے آشرم میں نہ تھے۔میدان خالی تھا۔راجہ اندر نے سوچا کہ بس اس سے بڑھکر موقع فرصت نہیں تلوؤں سے لگی تھی۔دل تہیہ کر چکا تھا وہ فوراً گوتم جی کے آشرم میں آئے گوتم جی کا بھروپ بھرا اور گوتم جی کی استری سے خواہش نفسانی ظاہر کی ✣

اہلیہ نہایت ہی خوبصورت استری تھی۔راجہ اندر کی رانی شچی کو اُس کے دھوون کا بھی مرتبہ حاصل نہ تھا۔مگر اندر صورت شکل دیکھ کر ایسے آپے سے باہر ہوئے کہ آنکھیں اندھی ہوگئیں۔کچھ نیک و بد نہ سجھائی دیا۔خوب جانتے تھے کہ دن کا وقت ہوائے نفسانی کے لئے قطعی ممنوع ہے اور اس وقت کے اظہار خواہش پر اہلیہ بھی شک کرے گی۔۔مگر نہیں بھوت سر پر سوار تھا۔اہلیہ سے آرزوے دلی کا اظہار کر ہی بیٹھے ✣

قاعدہ ہے کہ جو لوگ اولاد کی خواہش رکھتے ہیں وہ وقت کا حد درجہ خیال رکھتے ہیں اور جو لوگ سوائے نفسانی کامنہ جھلسنا اور فقط آگ بجھانا چاہتے ہیں وہ وقت بے وقت کا خیال نہیں رکھتے۔چنانچہ ان کو ادھر یہ خیال ادھر یہ زعم کہ یہاں امر نگر میں رات دن کا یہی مشغلہ ہے۔پس ہیچ و پیش چہ معنے دارد ✣

اہلیہ نے گوتم رشی کے بھروپ میں راجہ اندر کو پہچان تو لیا مگر ہونہار کچھ اور تھی اُس نے بھی اپنی اموشی نیم رضا سے راجہ اندر کی درخواست پر جلی قلم سے صاد کر دیا۔راجہ اندر پہلے دل میں ڈرتے تھے مگر اب نڈر ہو گئے۔انہوں نے سوچا کہ ان کی استری نے

عصمت مٹنے پر اُن کی تپشیا کا پرتاپ کہاں - اگر سراپ بھی دینگے تو کیا میرے
راج پاٹ کی کوڑ چھڑانے سے رہی - اب رہا اُن کا غیظ و غضب - اس کی پرواہ کیا
اپنی ہی آگ میں خود جلینگے - یہاں آنچ آئے محال ؛
راجہ اندر نے دل ہی دل میں یہ سب کچھڑی پکا کر بے غل و غش اہلیہ کو
آغوش تنگ میں دبوچ لیا - اور کچھ ایسے دلچسپی سے خلوت کے لطف اُٹھائے
کہ اہلیہ کے دل کی کلی کلی بھی کھل گئی ؛
اہلیہ کے چہرے پر مسرت کے آثار دیکھکر راجہ اندر کو ہنسی آگئی جسے اہلیہ تو نہ
سمجھی مگر قیافہ بولنے لگا کہ یہ خوشی ایک تو اس لئے ہے کہ واہ واہ کیسی حسین ہے
حسین عورت کے ساتھ لطف زندگانی اُٹھانا نصیب ہُوا دوسرا اس بات کی ہنسی
تھی کہ اس وقت تو گلچھرے اُڑ گئے - اگر راز افشا ہُوا نہ جانے کیا ہُوا - مگر اب تو آرام سے
گزرتی ہے - تیسرا ہنسی کا سبب یہ تھا کہ اہلیہ سی عورت کے شربت وصل کا حظ بھی
حاصل ہُوا اور گوتم رشی کی تپشیا بھی نشٹ ہوگئی اب اندر آسن کی طرف سے بھی ہی دلجمعی ہے
جس وقت راجہ اندر خواہش نفسانی کا بھوت سر سے اُتار چکے تو اب یہ ڈر پیدا ہوا
کہ کہیں گوتم رشی جی نہ آتے ہوں - اس خیال سے اُن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور انہوں
نے ایک مرتبہ اہلیہ کو کلیجے سے لگا کر وہاں سے اپنے گھر کا راستہ لیا - ادھر سے اندر راہی
ہوئے اُدھر سے گوتم رشی اشنان کئے ہَون کی لکڑیوں سے لدے پھندے آتے ہوئے
راہ میں ملے - باہم مڈبھیڑ ہوگئی - چور کا دل کتنا - جونہی اندر نے گوتم رشی کی صورت
دیکھی - جان سوکھ گئی - دل ستر کوٹھوں میں چھپنے لگا - مگر روشن ضمیروں کی آنکھیں اور
ہی ہوتی ہیں - اُنکی دل کی آنکھوں کا نور پردہ غیب کے تاریک حالات کو پیش نظر کر لیتا ہے وہ
سمجھ گئے کہ یہ حضرت رنگے سیار ہیں راجہ اندر نے بہروپ ہی نہیں بھرا بلکہ میری استری
کے دامن عصمت پر بھی دھوکے سے دھبہ لگایا ہے - جونہی نظر کشف نے واقعہ گذشتہ کی تصویر
چشم دل میں کھینچ دی - انگاروں پر لوٹ گئے سخت پیچ و تاب کھایا - تاؤ کھا کر سراپ دیا کہ
او نابکار اندر ایک تو غیر عورت سے لطف صحبت اُٹھانا یونہی مہاپاپ ہے اُس پر
تو نے میرا بہروپ بھر کر دغابازی سے میری استری کے دامن عصمت پر داغ لگایا
پاپ میں اور پاپ ہیں ذرا دھرم کا مزہ بھی چکھ تو سہی وہ عضو ہی ندارد ہو جائے

جس کو تُو نے آلۂ معصیت و گنہ گاری بنایا۔ اندر جی تو اُسی وقت صفاچٹ ہوئے علامت مردی فوراً زائل ✤

اندر جی ادھر سراپ سُنکر سر بکڑے ہوئے قسمت کو روتے اندر لوک کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں گوتم جی آگ بگولا آشرم میں آئے تو اہلیہ کو دیکھ کر اور آگ بدن میں سُلگ اُٹھی۔ اُنہوں نے فوراً سراپ دیا کہ

او بد نصیب تو پتھر ہو جا۔ مدت مدید تک یہیں پڑی رہ۔ تجھ کو کوئی دیکھے نہ کچھ کھانے پینے کو میسر ہو ✤

غصہ میں گوتم رشی سراپ تو دے گئے مگر جب اندر جی کے بہروپ اور مغالطہ دہی کا خیال آیا تو دل پانی پانی ہو گیا۔ مروت نے آنکھوں کا مرا ہُوا پانی تر و تازہ کر دیا۔ جوش محبت سے بولے کہ گھبراؤ نہیں جس وقت سری رامچندر جی ادھر سے گزرینگے تمہیں نجات مل جائیگی۔ یہی شکل پھر ملیگی۔ یہی صورت۔ تھوڑے دنوں تک صبر کرو۔ سری رامچندر جی کا انتظار دیکھو۔ بیڑا پار ہو جائیگا ✤

سراپ اٹل تھا۔ اہلیہ کا جسم پتھر ہو گیا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گئی اور گوتم رشی ہموان پربت پر تپسیا کرنے کو تشریف لے گئے ✤

سرگ ۴۹

سری رامچندر جی کے فیض قدم سے اہلیہ کی تارن

راجہ اندر گوتم کے عتاب سے تھراتے ہوئے دیو لوک پہنچے تو دیوتاؤں کا خوف دل پر چھایا ہُوا تھا۔ کہ کہیں یہ حال سُنکر ناراض نہ ہوں۔ لہذا یوں فقرہ بازی سے کام لیا۔ کہ گوتم رشی میرے اندر آسن چھیننے کو تپسیا کر رہے تھے وہ عنقریب پوری ہونے والی تھی۔ چنانچہ مجھے خیال ہُوا کہ اگر سرگ لوک گوتم رشی کے ہاتھ آگیا تو آپ پر ہر وقت آفت رہیگی۔ پس میں آپ سب کی خیر اندیشی اور ہمدردی کی دھن میں تپوبن پہنچا اور تپسیا ملیا میٹ کر دی رشی تیش شوہ تھے۔ جوش غضب سے مجھے سراپ دے کر مرد سے نامرد کر دیا۔ اور اُنکی استری اہلیہ کو پتھر کی شِلا بنا ڈالا۔ اہلیہ اُنکی

استری ہے۔ اِس سے مجھے کیا سروکار یہ جانے اور وہ یہاں مجھے اپنی پڑی ہے کہ آپ
کی خیر خواہی میں مفت مارا پڑا۔ ہَوَن کرتے ہاتھ جلے اب بات سب آپ کے ہاتھ ہے
وہ تدبیر فرمادیں کہ میں پھر مرد کا مرد ہو جاؤں۔ علامت مردی جیسی کی تیسی ہو جائے
دیوتاؤں نے اندر کی درخواست پر مشورہ کر کے یگیہ کیا۔ بہتیرا ہَوَن ہُوا اور اعضا
دیوتاؤں نے نوش جان کئے۔ عضو مردی اندر کے جسم میں چسپاں کیا گیا۔ چنانچہ
عمل کا اثر ہُوا اور اندر پھر جیسے کے ویسے ہو گئے ؂

یہ فرما کر سری وشوامتر جی سری رامچندر جی کی طرف روئے سخن کرتے ہیں کہ
رگھوکل بھوشن یہ وہی مقام ہے جہاں گوتم رشی تپ فرماتے تھے اور سامنے والے
راکھ کے ڈھیر میں اہلیہ پتھر کی مورت دبی پڑی ہے جس کو آپ نجات بخشیں سری
رامچندر جی سُنتے ہی تودہ خاک کی طرف چل پڑے۔ پہنچکر پاؤں سے راکھ اِدھر اُدھر
کی جو ہیں پتھر کی مورت نمودار ہوئی۔ ایک عجیب عالم حیرت چھا گیا۔ دفعتہً ایک نازک
نازک حسینہ چندرے آفتاب چندرے ماہتاب دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور فیض یاب
قدم کو سراہنے لگی۔ قدم پکڑ جنگل کے کند مول پھل پیش کئے اور خاک قدم کی
بلائیں لینے لگی۔ رشی لوگ یہ تماشائے قدرت دیکھ کر دنگ رہ گئے گوتم رشی
کو بھی معلوم ہو گیا........ کہ آج اُن کی استری نے نجات حاصل
کی چنانچہ وہ بھی ہموان پہاڑ سے آناً فاناً میں وارد ہو گئے اور اپنی استری کے
ساتھ ساتھ سری رامچندر جی کی پوجا سے شرف افتخار حاصل کیا ؂

سرگ ۵۰

سری بسوامتر جی کی ہمراہی میں سری رامچندر جی و لکشمن جی کی جنکپور میں سائی راجہ جنک سے ملاقات

اہلیہ ترچکی تو بسوامتر جی نے آگے قدم بڑھایا اور سیدھے متھلا پور میں وارد ہوئے
وہاں پہنچے تو پہلے ہی جگیہ شالا کی سیر کی اور دیکھا تو شہروں شہروں کے عالم

برہمن وید پڑھ رہے تھے اور سامان تھا شاہی شان و شوکت کا بسوامتر جی نے فرمایا کہ اب ذرا ٹھیرنے کا بیہتا کر لینا لازمی ہے۔ چنانچہ اُن کی رائے ہوئی کہ اس ندی کے کنارے جو جگیہ منڈپ کے قریب رواں ہے قیام کرنا چاہیئے تاکہ قربت کی قربت رہے اور دلچسپی کی دلچسپی ÷

ادھر بسوامتر جی نے ندی کے کنارے بستر ا بچھایا۔ ادھر راجہ جنک کو آمد آمد کی خبر ملی۔ وہ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے پروہت ستیانند کو ساتھ لیکر سر کے بل قدمبوس ہوئے مزاج پرسی کی اپنی تقدیر سراہی اور نہایت ہی منت و سماجت عجز و الحاح سے درخواست کی کہ مہاراج بارھویں روز یگیہ ہے اتنے دنوں تک یہیں قیام رکھئے تو زہے نصیب ÷

اس کے بعد اُنہوں نے پوچھا کہ مہاراج یہ دونو آفتاب ماہتاب کس بُرج شاہی کے ہیں۔ بیان فرمائیے جہانتک میرا خیال ہے یہ بہت ہی صاحب اقبال ہیں۔ آنکھیں کنول کی سی۔ چھاتا اونچا۔ کاندھے اُبھرے ہوئے صورت شکل نور کے سانچے میں ڈھلی۔ چہرے میں آفتاب کا سا جلال۔ ہاتھ میں دھنش بان کی شوبھا۔ اور پھر لطف یہ کہ نازک کے نازک دونو کے دونو پھول پان۔ حیرت ہے کہ پا پیادہ کیونکر آپ کے ہمراہ کالے کوس کاٹتے پرخار جنگلوں کی خاک چھانتے یہاں رونق افروز ہوسکے ایسے دشوار گذار سفر اور اُن کے نرم نرم تلووں کو دیکھتے ایک اچنبا سا ہوتا ہے۔ فرمائیے تو کس تاج کے نگیں اور کس درخت کے پھل پھول ہیں ÷

سری بسوامتر جی نے فرمایا کہ یہ اودھ کے مہاراجہ دسرتھ کے فرزند جگر بند ہیں ہمارے جگیہ کی حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ آئے۔ چنانچہ تاڑکا وغیرہ کو نشانۂ اجل بنایا۔ بشالا نگر میں اہلیہ گوتم کی استری کو قدموں سے چھو کر مکت دی ÷

سرگ ۵۱

راجہ جنک کو سری رامچندر جی و سری لکشمن جی سے واقفیت اور اُن کے پروہت ستیانند کی زبانی سری بشوامتر جی کے حالات

جونہیں راجہ جنک نے راجہ دسرتھ کے لاڈلوں اور آنکھ کے تاروں کا حال سُنا بہت ہی خوش ہو گئے۔ مگر سب سے زیادہ خوشی اُن کے پروہت ستیانند کو ہوئی۔ اُنہوں نے بسوامتر جی سے مودبانہ پوچھا کہ سچ مچ اہلیہ کا اُدھار ہو گیا اور انہیں گوتم رشی نے آغوش محبت میں جگہ دے بھی دی ÷

وشوامتر - نہ مَیں آجتک جھوٹ بولا نہ جھوٹ بولنے سے خوش جو جھوٹ بولے اُس کا منہ سیاہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اہلیہ پھر جیسی کی تیسی ہو گئی اور گوتم رشی نے بڑے شوق سے خلوت و جلوت کا شریک صحبت بنایا۔ اب تم کچھ فکر نہ کرو۔ بگڑی ہوئی بات رامچندر جی نے بنا دی۔ ستیانند جی نے جونہیں یہ بات سُنی اُچھل پڑے پھولے نہ سمائے سری رامچندر جی کا شکریہ ادا کیا اور دھنباد دے کر بولے کہ اے رامچندر جی جو بسوامتر جی آپ کو یہاں لائے ہیں اُن کے اوصاف آپ کو معلوم نہ ہونگے لہٰذا میرا فرض ہے کہ آپ کے گوش گزار کر دوں ÷

جن بسوامتر جی کو آپ رشی کے بانے میں دیکھ رہے ہیں وہ اس سے پہلے بڑے تیجسوی راجہ تھے۔ راج نیت ان پر ختم تھی دھرم شاستر کو ان کے معلومات پر ناز تھا۔ رعیت پروری کے ڈنکے بجتے تھے۔ ان کے خاندانی شرف کا کیا پوچھنا برہما جی کے فرزند کوس تھے۔ کوس کے لخت جگر کوس نابھ ہوئے راجہ گادھ کو کوس نابھ کے نور نظر کہلانے کا شرف حاصل ہوا آخر میں راجہ گادھ کے کلیجے کو انہیں مہاراج سری بسوامتر جی نے سکھ دیا۔ چنانچہ خاندان میں ان کا سا با اقبال ان کا سا صاحب جاہ و جلال آجتک کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ ان کے اقبال لازوال کا کیا کہنا ہزارہا سال تک راج کیا ÷

جب آفتاب اقبال نصف النہار پر پہنچا یعنی روے زمین پر یہی یہ نظر آنے لگے تو ایک اتفاق پیش آیا۔ یعنی سری بسوامتر جی فوج ظفر موج لیکر اس چھور سے اُس چھور تک گئے۔ چاروں کھونٹ میں اپنے افتاب اقبال کی روشنی پھیلا کر خوش تمام رشیوں منیوں تپشویوں کے درشن سندریوں پہاڑوں کی سیر کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ جہاں بششٹ جی تپسیا کرتے تھے۔ یہ مقام ہموان پربت تھا یہاں انسان حیوان چرند پرند میں نام کو مغائرت و دوئی نہ تھی سب شیر و شکر کی طرح رہتے تھے۔ ہزارہا برہمن ہزارہا بمنیاس اس استھان متبرک پر زندگی کا مزہ لوٹتی تھیں۔ بہت سے راج رشی برہم رشی

دیورشی سب یہیں جنم سپھل کرتے تھے ؛

مذہبی کتب کے رو سے برہم رشی اُسے کہتے ہیں جس کو صرف گیان سے مطلب رہے۔ اور کسی بات سے کچھ واسطہ نہ ہو۔ دیورشی اُس اہل ریاضت سے مراد ہے جو کرم کانڈ کا بھی عالم ہو۔ اور گیان کا بھی عالم باعمل ہو۔ ورنہ سب (اکارتھ) ستیانند یہ جملہ معترضہ کہکر پھر بولے کہ

سری بسوامتر جی دنیا کا چکر کاٹتے ہوئے اتفاقاً سری بششٹ جی کے استھان پر وارد ہوئے فوج کو پیچھے چھوڑ دیا دو چار خاص الخاص مشیروں کے ساتھ بششٹ جی کے قدمبوس ہوئے۔ وہاں دیکھا تو بششٹ جی کی خدمت میں تپوبن کے رشیوں منیوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ یہ سب رشی منی ایرے غیرے پچکلیاں نہ تھے کوئی جل سینی (پانی میں رہنے والا) تھا۔ کوئی پون اہاری (ہوا پھانک کر پران قائم رکھنے والا) کچھ جنگل کے سوکھے ساکھے پتے ہی کھا کر جیتے تھے کچھ کند مول پھل کھا کر۔ یہ رشیوں منیوں کی منڈلی وہ تھی جس کو دیکھ کر بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ برہم لوک اگر کوئی ہے تو یہیں ہے اور کہیں نہیں ؛

سرگ ۵۲

ستیانند راجہ جنک کے پروہت کی زبانی سری بسوامتر جی کی سرگذشت بششٹ جی کے یہاں دعوت کا انتظام

جس وقت سری بسوامتر جی بششٹ جی کے استھان پر آئے تو انہوں نے رنواس راجہ پاٹ سب کی ایک ایک کر کے خیر و عافیت پوچھی۔ دوست دشمن ہوا خواہ بدخواہ کوئی پوچھنے سے نہ بچا۔ بسوامتر جی نے جواب میں سب خیر صلاح سنائی اور اُن کی مزاج پرسی کرنے لگے بششٹ جی نے بڑے تعظیمی الفاظ سے ان سے بات چیت کی اور چرنوں کی فیض و برکت کا شکریہ ادا کیا جب مراسم مزاج پرسی وغیرہ سے چھٹی ہوئی تو بششٹ جی نے فرمایا کہ

راجہ بسوامتر۔ آپ پرتھی ناتھ ہیں۔ دنیا آپ کے ظل عاطفت میں ہے۔ میں ایک
ناچیز بن باسی ہوں۔ مگر خواہش ہے کہ آج آپ یہیں فروکش رہئے۔ آرام کیجئے
جو کچھ کند مول پھل مجھے میسر ہیں۔ اس سے بھوک مٹائیے۔ آپ کا آخر خالی اپنا
جانا میرے نزدیک بالکل نامناسب ہے ٭

بسوامتر۔ آپ کی کرپا سے کسی بات کی کمی نہیں۔ آپ ہی کا دیا کھاتا ہوں۔
پھر تکلیف کی کیا بات ٭

بششٹ جی۔ آپ کا یہ انکسار آپ کی خاکساری کی دلیل ہے میں کسی لائق نہیں
اسی سے چاہتا ہوں کہ آپ راجہ مہاراجہ ہو کر آج جنگل کے پھلوں کا مزہ چکھیں

راجہ بسوامتر۔ آپ کی اتنی ہی عنایت کافی تھی کہ آپ نے اسقدر عزت افزائی فرمائی آپ کے
محبت بھرے الفاظ سے میں تو میں میری تمام فوج تک تمام دنیا کی نعمتوں سے سیر ہو گئی
بس اب تکلیف فضول۔ مگر ہاں آپ درشنوں کی لاج رکھئے اور وقتاً فوقتاً نیک نصیحتوں
اور باموقع ہدایتوں سے مجھے آگاہ فرماتے رہئے۔ بس میری دعوت یہی ہے ٭

بششٹ جی۔ مہاراج بسوامتر جی آپ گیانی ہیں۔ اس لئے دو ایک سچی
کہتا ہوں معاف رکھنا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سری بشن جی کی استریاں دو ہیں ایک
مہا لکشمی دوسری سرسوتی۔ ان دونوں میں سے مہا لکشمی تو آپ ایسے راجاؤں کے
قابو میں رہتی ہے اور سرسوتی ہم ایسے رشیوں کے بس میں۔ یوں ہیں راجہ لوگ پرتھی کی
حفاظت کرتے ہیں اور تپشوی دھرم کی۔ راجہ لوگ فوج ظفر موج سے دشمنوں کا
قلع قمع کرتے ہیں اور اہل ریاضت معتقدوں اور مریدوں کے خیالات جہل
کو اپنے وعظ و نصائح سے نیست و نابود کرتے ہیں۔ پس نہ آپ مجھ سے رتی
بھر بڑھ کے نہ میں آپ سے بال برابر کم۔ دونو کا اپنا اپنا مرتبہ ہے۔ اس لئے کوئی
وجہ نہیں کہ آپ میری دعوت قبول نہ فرماویں ٭

بششٹ جی نے ایسا اصرار کیا کہ آخر بسوامتر جی کو دعوت قبول کرنا پڑی اور
ضیافت کے منتظر ہوئے۔ ادھر قبول دعوت بششٹ جی کو انتظام ضیافت کی
سوجھی چنانچہ انہوں نے کامدھین کو یاد کیا۔ گؤ یاد کرتے ہی سامنے آ کھڑی ہوئی
اس کا رنگ کچھ لال کچھ زرد کچھ سفید کچھ ہرا نیلا۔ دیوتا لوگ اسے

سیلا اور نندنی کے نام سے پکارتے ہیں۔ جو ہیں بششٹ جی کی خدمت میں حاضر ہوئی بششٹ جی نے فرمایا کہ بسوامتر مع فوج ظفر موج اتفاق سے یہاں آگئے ہیں آج یہیں قیام کرینگے۔ بس خیمہ ڈیرہ سب تیار کر دو کھانے میں وہ عمدہ عمدہ کھانے ہوں کہ راجہ بسوامتر ہونٹ چاٹتا رہ جائے۔ باقی جس چیز کی ضرورت ہو۔ وہ سب یہیں موجود ہو جانا لازم +

سرگ ۵۳

بششٹ جی کے یہاں راجہ بسوامتر کی مع فوج دعوت کامدھین کی برکت سے ہمہ نعمتوں کی موجودگی۔ بسوامتر کی حیرت۔ گئو کے لئے درخواست بششٹ جی کا انکار باہمی حجت

بششٹ جی کے کہنے کی دیر تھی۔ کہ نندنی کامدھین نے سارا ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ کہیں شامیانے کھڑے ہو گئے کہیں بچھیرے فرش و فروش کسی کی کمی نہ رہی چھتیس بھوگ ایک دم سے ڈھیر ہو گئے میوہ مٹھائی کا انبار لگ گیا۔ گنے کا رس دودھ دہی گھی کا دریا بہنے لگا۔ کھیر۔ دال۔ چاول۔ منقہ۔ بادام۔ تل۔ کھیل وغیرہ تلے ہوئے گرما گرم موجود ہو گئے۔ وہ نفیس نفیس شیریں یا نمکین چاشنی دار کھانے بنے کہ راجہ بسوامتر نے کبھی خواب میں نہ دیکھے تھے۔ وہ دعوت کی وہ عالیشان تیاری کہ شہنشاہ کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ اب دعوت شروع ہوئی۔ راجہ بسوامتر مع فوج کثیر مہمان ضیافت ہوئے جو شخص جو کوئی چیز مانگتا ڈھیروں بہم ہو جاتی۔ دیر نہ لگتی۔ راجہ بسوامتر ہوش اُڑ گئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ ہم راجے مہاراجے وہ سامان نہیں کر سکتے جو ایک کٹی میں رہنے والے نے آن واحد میں کر دکھایا۔ اتنی بڑی دعوت چٹکی بجاتے ایسے عمدہ تیار ہو گئی۔ ضرور اس گئو میں کوئی غیبی طاقت ہے چنانچہ اس کا لے لینا لازم

وہ حاضر ہو جاتی ہے۔ مگر گائے لئے بغیر نہ رہونگا ✦

بششٹ جی متواتر گفتگو کرتے کرتے ہار گئے آخر میں اُنھوں نے دو ٹوک کہدیا کہ بس حجت ختم قطع کلام۔ دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے میں گئو نہ دونگا۔ آپ کا جو دل چاہے کیجئے۔ یہ گئو میری جس جیون اُدھار (سرمایۂ زندگی) ہے پتروں کا شرادھ۔ پورنماشی کا ہوم۔ صرف اسی کے دودھ گھی پر منحصر ہے۔ اس کے علاوہ جس وقت مجھے جس چیز کی خواہش ہوتی ہے اس گئو کی بدولت یہیں بیٹھے بیٹھے ہاتھ آ جاتی ہے نہ کہیں لینے جانے نہ ٹکے کا خرچ۔ آپ کو آپ کی دولت مبارک۔ اگر آپ نے مال خزانہ دے دیا تو وہ میرے کس کام کا۔ مہمانوں سادھوؤں اپھیاگیوں کی خاطر تواضع چار دن میں سب صفایا کر دیگی۔ پھر میں کیا کرونگا۔ اس سے آپ گئو کو بخشئے مجھ پر رحم کیجئے میں گئو کو نہیں دے سکتا اور جو مانگئے بے تکلف حاضر کر سکتا ہوں ✦

سرگ ۵۴

بششٹ جی کا شدنی کامدھین دینے کیلئے قطعی انکار۔ راجہ بسوامتر کا عتاب۔ کامدھین پر زبردستی دست برد۔ کامدھین کی بششٹ جی سے فریاد۔ بششٹ جی اور کامدھین کی گفتگو۔ آخر کامدھین اور بسوامتر کی جنگ

ستیانند جو ہر ہمن سبھی دکھا رہے ہیں کہ بسوامتر جی نے لاکھ زور دیا مگر بششٹ جی نے ایک نہ مانی۔ صاف جواب دیدیا کہ گئو کسی طرح نہیں مل سکتی۔ بسوامتر بششٹ جی کے یوں ترنگا توڑ دینے سے آگ بگولا ہو گئے۔ حرارت جوش میں فوج کو حکم دیدیا کہ کھول لو گئو کو دیکھوں تو کون لیجانے نہیں دیتا۔ حکم کی دیر تھی اہل فوج ٹوٹ پڑے اور گئو کو زبردستی کھینچ لے چلے۔ گئو یہ کھینچ کھانچ دیکھ کر سخت گھبرائی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ زبان سے دل پر اثر کرنے والی دردناک چیخیں نکلیں وہ اپنے دل

میں سوچتی تھی کہ میں نے کیا خطا کی کہ بششٹ جی ایسے مہاتما اور واقف اسرار غیب میرے دل کی بات نہ سمجھ کر مجھے قدموں سے جدا کر رہے ہیں مانا کہ مجھ سے کوئی خطا بھی ہو گئی تھی تو کیا فرض تھا کہ یہ سزا دیتے حتےٰ الامکان میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اچھا ذرا دو دو باتیں تو کر لوں۔ پھر ان کو اختیار ہے چاہے قصائی کے کھونٹے میں باندھ دیں۔ نندنی کامدھین کو سخت رنج تھا۔ بسوامتر کے اہل فوج کی دراز دستیاں اُس کے دل میں نشتر چبھو رہی تھیں۔ آخر یہ جان پر کھیل گئی۔ رسی توڑا کر بھاگی تو سیدھی بششٹ جی کے پاس آ پہنچی۔ دھاریں مارتی ہانپتی کانپتی بولی کہ

کیا یہی قول یہی عہد یہی وعدہ تھا۔ آپ برہما جی کے فرزند ہیں۔ برہم لوک کی گئو اور برہما جی کی بیٹی۔ کچھ یاد ہے کہ برہما جی نے کیا کہدیا تھا۔ جس وقت آپ مجھے لائے ہیں۔ انہوں نے ہدایت کی تھی کہ اچھی طرح خاطر داشت اور پرورش کرنا نندنی آپ ہی کے یہاں رہے دوسرے کے پاس نہ جانے پائے کیا آپ اتنی جلدی سب باتیں بھول گئے اور مجھ بیکس بے چ گئو کو بے اعتنائی سے تلانجلی دے بیٹھے جو میں رونے دھونے کی آواز کان میں آئی دردناک فریاد نے بششٹ جی کو چونکا دیا سمجھے کہ جیسے سسرال میں جاتے وقت لڑکی روتی ہے۔ اسی طرح نندنی بھی گریہ زاری کر رہی ہے۔ لڑکی روتے دیکھ کر ماں باپ بھائی بند بھی رو پڑتے ہیں۔ ضبط نہیں ہوتا چنانچہ بششٹ جی کی بھی وہی حالت ہو گئی اُن کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنے لگے اور محبت کے جوش نے یہ الفاظ زبان سے نکلوا دئے کہ

نندنی۔ خطا قصور کوئی نہیں۔ نہ میری خواہش ہے کہ تم ایک پل مجھ سے جدا ہو۔ میں تم کو نہیں چھوڑتا۔ یہ راجہ بسوامتر کی شاہی طاقت کا غرور ہے جس نے تمہیں زبردستی گھسیٹ لیجانے کی ٹھانی ہے۔ راجہ بسوامتر کے پاس لاکھوں فوج ہے میں اکیلا ہوں تن تنہا بیکس بیچارہ گوشہ نشین۔ اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا۔ اس کان دبائے بیٹھا ہوں کچھ بس نہیں۔ اگر میرے پاس بھی فوج ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو آتی +

نندنی کامدھین۔ یہ تو آپ کی باتیں ہیں۔ آپ کی سی طاقت بسوامتر میں کہاں اس کے پاس فوج ہے تو کیا۔ آپ کی ایک ترچھی نظر لاکھ پر بھاری ہے ذرا

غصہ سے سراپ دے دیجئے تو کروڑہا بہادر پل مارتے ڈھیر ہو جائیں ÷
بششٹ جی۔ تمہارا کہنا صحیح مگر کچھ معلوم ہے کہ شاستر کیا لکھتا ہے۔ اس کا ہی
قول ہے کہ راجوں کا بڑا پرتاپ ہوتا ہے یہ لوگ مظہر کائنات ہوتے ہیں۔ دنیا کی روز
اہل زمانہ کی حفاظت انہیں کی ذات بابرکات سے وابستہ ہے۔ راجہ نہ ہوں تو دنیا
میں اندھیر نگری چوپٹ راج نظر آئے۔ ہر جگہ من مانی گھر جانی ہو۔ زبردست زیر
دستوں کو دبائیں۔ بڑے چھوٹوں کو نیچا دکھائیں۔ چوروں کی عملداری ہو ڈاکوؤں
کی گرم بازاری۔ خاص و عام کی دلآزاری۔ جزو کل کی خواری ہو۔ ہر فرد بشر سے ستمگاری
جاری ہو سائل آہ و زاری ہو غرض ہر دم مصیبت میں گرفتاری ہو۔ دشواری ہی
دشواری ہو۔ راجہ بھی پرمیشور کہلاتا ہے۔ اس سے دینا ہی مناسب ہے۔ اس کی برائی
واجب نہیں۔ سراپ تو جب کسو دیدوں مگر راجہ کو سراپ دینے سے گویا دنیا اندھیر ہی
کرنا ہے۔ راجہ کا رواں بھی میلا ہو تو سمجھ لو کہ لاکھوں خلقت پر مصیبت نازل ہوئی راجہ
تو پھونک مارنے سے خاک سیاہ ہو سکتا ہے مگر رعیت کو دکھ ہوا تو پاپ کس کے سر سے۔ اس
میں سراپ نہیں دیتا کہ خود بھی پاپ کا بھاگی ہونگا یہی نہیں بلکہ ایک اور بات بھی ہے
جس سے مجھے کان میں تیل ڈالے رہنا پڑا ہے۔ سنو شاستر کی ہدایت ہے کہ مہمان
کی بھی دلشکنی یا بیعزتی نہ کرنا چاہئے۔ جس کی پہلے عزت کی اس کی تسلی کی تو سمجھ لو
کہ سب کیا دھرا اکارتھ اور پاپ گھاتے میں اس کو بھی جانے دو شاستر ایک نصیحت اور
کرتا ہے یعنی برہمن ہی کے مارنے سے برہم ہتیا نہیں ہوتی بلکہ چھتری کا مارنا بھی اس سے
رتی بھر کم نہیں۔ اگر میں راجہ بسوامتر کا رواں دکھاؤں۔ میرے سراپ سے ان کا بال
بیکا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ان کی رعایا ان کی فوج ان کے ہاتھی گھوڑوں وغیرہ کی
کیا حالت ہوگی۔ وہ جیتے جی مر جائینگے۔ ان کا کون پرسان حال ہوگا اس سے
جہاں تک میں خیال کرتا ہوں راجہ بسوامتر معافی کے قابل ہیں راج ہٹ ان کے
لئے قدرتی ہے اس پر زیادہ عتاب بے سود بششٹ جی کی یہ بھولی بھالی باتیں سنکر
نندنی کامدھین کو جوش آیا کہ واہ موہم جس کو سمجھے تھے وہ پتھر نکلا ÷
خوب انصاف کیا پتر یا جی سے گئی راجہ نے سود بھی نہ جانا خوب قدردانی ہوئی
اس پر طرہ یہ کہ راجہ سبھے قصور میں بے قصور قصوروار وہ تیز تڑپ ہو کر بولی کہ

مہاراج جی خوب! اچھا آپ نے انصاف کیا۔ ظالم راجہ کی گوشمالی نہ کرنا آپ کے
وید شاستر میں لکھا ہوا آج میں نے دیکھا۔ پھر کیا ہے۔ راجے مہاراجے آپ کی
چشم پوشی اور وید شاستروں کے اقوال کو مدنظر رکھکر جتنا جی چاہے جور وظلم کریں
کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جو زیادتیاں کریں۔ آتماؤں کو ستائیں اُن سب کے آپ
جواب دہ۔ سب کے ادھرموں کا بوجھ آپ کے سر پر۔ بس یہ سمجھ لیجئے اور پھر مجھ
کو اجازت دیجئے۔ چاہے مروں یا جیوں +

بششٹ جی۔ نندنی جی تمہاری بات بھی ٹھیک۔ مگر میں معذور ہوں
مجھ کو معاف رکھو۔ تمہیں بھی تو سب طاقت ہے کیا کچھ نہیں کر سکتیں +

نندنی۔ میں تو پربس بندہ ہوں۔ آپ کے اشارے کے بغیر کبھی تنکا ہلایا ہو تو
قسم لے لیجئے اسی سبب سے اب تک نگاہ دیکھ رہی ہوں۔ ورنہ سب کا کچومر
نکال کر رکھ دیتی۔ اب بھی ایک اشارے کا انتظار ہے۔ پھر دیکھئے کیا مزہ آتا
ہے۔ میں بھی کچھ ڈبڑو گھسڑو نہیں +

بششٹ جی۔ تمہیں اختیار ہے تم جو چاہو کر سکتی ہو مگر میں اس معاملے
میں چپ ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہ سنکر نندنی کامدھین بادل کی طرح گرجی آواز کے
ساتھ ہی ملیکش نمودار ہو گئے اور تلواریں تول کر بسوامتر جی کی فوج کے سر ہو گئے
پل کی پل میں دیکھتے دیکھتے بسوامتر کی بہت سی فوج زمین پر سو گئی۔ کوئی سورما
جیتا نہ بچا۔ اب تو بسوامتر جی کے غصے کا کیا ٹھکانا تھا۔ بجلی کی طرح تڑپ گئے
استر ششتر لیکر جو جٹ گئے تو نندنی کے پیدا کئے ہوئے سب ملیکش ایک دم
سے ندارد۔ میدان بالکل صاف۔ نندنی یہ دیکھ کر چڑ گئی اور جون شک
ملیچھ پیدا کر دئے یہ بڑے ڈنڈ ہیل اچھے ہاتھ پاؤں کے جوان تھے ایک ہاتھ
میں دھنش بان ایک ہاتھ میں تلوار۔ بینا مبر زیب تن۔ بہادروں کے لباس
اور ہتھیاروں سے آراستہ و پیراستہ اُنہوں نے آتے ہی تلوار گھسیٹی اور
بسوامتر کی فوج کو ڈگمگا دیا۔ بسوامتر فن جنگ میں بے نظیر تھے اُنہوں نے
ہتھیار اُٹھائے تو خوب ہی خون خرابہ ہوا۔ یہیں حد ہے کہ کامدھین کی ساری
فوج تھپیڑے ککڑی کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر بچھ گئی

سرگ ۵۵

بسوامترجی کے بہادران لشکر اور سو بیٹوں کی نندنی کامدھین کے ہاتھ سے موت۔ بسوامترجی کی تپسیا۔ شیو جی کی توجہ سے شستر ودیا میں مہارت کامل۔ بششٹ جی سے عوض لینے کے اظہارِ طاقت۔ بششٹ جی کا عتاب

بششٹ جی ابتک سیر دیکھتے رہے کچھ نہ بولے۔ مگر جب ملکشوں کی فوج کٹ گئی اور بسوامترجی کے چھیتے تیز ہو گئے تو اُنہوں نے کامدھین سے کہا کہ چھوٹے چھوٹے ملکش پیدا کرنے سے کام نہ بنیگا۔ لوہے کو لوہے ہی سے کچلتے ہیں۔ بس اب کے ایسے ایسے طاقتور۔ ایسے زبردست ملکشوں کا دل میدان میں کھڑا کر دے جو بسوامتر کی فوج اور بسوامتر کو تلوار پر رکھ لے۔ تیروں سے سب کے سر اُڑا دے۔ نندنی حکم کی منتظر تھی جونہیں ہوں کی "۔ روئیں روئیں سے ملکش پیدا ہو کر بسوامتر کے لشکر میں پل پڑے۔ مار دھاڑ ہونے لگی میدان میں خون ہی خون نظر آنے لگا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کوئی سپاہی جیتا نہ بچا۔ یہ خون خرابہ اور یہ شکست فاش دیکھکر بسوامتر کے سو بیٹے غصے سے بگولا لال لال انگارہ ہو کر دانت کٹکٹاتے آنکھیں نکالتے بششٹ جی کے پاس پہنچے۔ اور جونہیں دل کا غبار نکالنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے۔ پہلے بششٹ جی نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوں کر دی اسبکے سب سوا ہا ہو گئے پھر سانس نہ لے سکے ۔

اب تو بسوامترجی کا حال ہی کچھ اور کا اور ہو گیا۔ ساری فوج کٹ گئی سو بیٹوں نے داغ دیا۔ غصہ تو اُن کو کالے ناگ کی طرح تھا۔ مگر کرتے تو کیا کرتے۔ زہر کے دانت اُکھڑ چکے تھے۔ اب تو چہرے کی اُداسی اور دل کی نا اُمیدی نے اُنہیں گہنایا ہوا آفتاب بنا دیا۔ غم کے رنج میں آنکھوں سے ساون بھادوں کی سی جھڑی لگ گئی۔ ایک ہاتھ سے سر پکڑے ایک ہاتھ سے کلیجہ تھامے سرد آہیں بھرتے گھر پہنچے۔ ساری بائی کجائی نکل گئی جب

گھر پہنچے تو عجب سناٹا نظر آیا۔ دنیا سونی معلوم ہونے لگی بس راج راج پاٹ سے جی اچاٹ ہوگیا جب تپ کی دھن سمائی۔ ایک لڑکا بچ رہا تھا۔ اُسے راج سونپا اور خود رانی کو ساتھ لئے ہوئے ہموان پربت پر چل دئے۔ بششٹ جی سے دل جل رہا تھا۔ بدلہ لینے کیلئے تلووں سے لگی تھی۔ ایسا جپ تپ کیا کہ شوجی نے تھوڑے ہی دنوں میں خوشی خوشی درشن دیدئے۔ جپ تپ میں مصروف تھے کہ شوجی نے سامنے آکر کہا +

بسوامتر! اتنا بھاری تپ کیوں۔ ایسی تپسیا سے غرض۔ جو دل میں ہو کہو +

بسوامتر بس اور کچھ نہیں ایسی شستر ودیا سکھا دیئے کہ جواب نہ ہو۔ شوجی نے درخواست منظور کی اور چند دنوں میں ایسی شستر ودیا سکھا دی کہ بسوامتر جی ہمچو ما دیگرے نیست بن گئے۔ کسی کو نظر میں نہ لاتے تھے۔ دماغ عرش پر ہوگیا۔ اب کیا تھا بششٹ جی سے کسر نکالنے کی دھن سمائی۔ استر شستر لیکر بششٹ جی کے استھان پر پہنچے اور [illegible] سے تپوبن پاٹنا شروع کردیا۔ جونہی شستر چلے ہر طرف آگ برس گئی۔ شعلے ہی شعلے نظر آنے لگے اوروں کا کیا ذکر بششٹ جی کی کٹی میں بھی انگارے ہی انگارے سلگتے دکھائی دیتے تھے۔ جتنے رشی منی تپ کرتے تھے یہ آگ کا طوفان دیکھ کر جان لئے ہوئے بھاگ گئے۔ جس کا جدھر سینگ سمایا چلتا ہوا۔ چرند دم دبا کر چل دئے۔ پرندوں میں کوئی کانی چڑیا باقی نہ رہی۔ آدمی کا سایہ کیا تپوبن میں صرف دو جانیں رہ گئیں۔ ایک بششٹ جی دوسری نندنی کا دھین۔ بسوامتر جی آگ برساتے تھے اور بششٹ جی نصیحت آمیز کلمات سے آگ پر پانی ڈالتے تھے مگر بسوامتر جی کی آتش غضب نہ بجھتی تھی۔ شرارت کا شعلہ اور بھڑکتا تھا +

جب بششٹ جی نے دیکھا کہ یہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے پر اوتارو ہے ایک نہیں سنتا۔ تو بس آنکھیں دھکتا ہوا انگارہ ہوگئیں۔ چہرے سے غصہ کے شعلے لپکنے لگے انگاروں پر لوٹ کر آگ بگولا ہوگئے اور لال بھبوکا ہو کر بولے +

ادھما پاپی چھار دشٹ تو نے سب تپشویوں کو تپوبن سے نکالا۔ تجھ کو دشمنی مجھ سے تھی۔ جو کچھ کرتا میرے ساتھ کرتا ممکن تھا کہ میں معاف بھی کردیتا۔ مگر نہیں اب تو نے رشیوں کا کلیجہ کلپایا ہے۔ دکھ دیا ہے۔ تپسیا میں ہرج ڈالا دل جلایا پس اب بغیر سر دئے چارہ نہیں اچھا رہ +

یہ کہکر اُنھوں نے جمراج کی طرح پتھر کا دل کرکے برہم ونڈ ہاتھ میں لے لیا اور کہا لے نیچ اب خیریت نہیں ÷

سرگ ۵۶

بششٹ جی کے برہم دنڈ سے بسوامتر جی کی فاش شکست۔ چھتری طاقت سے نفرت برہم بل حاصل کرنے کے لئے پرتگیا یعنی عزم بالجزم

جونہیں برہم دنڈ بششٹ جی کے ہاتھ سے نکلا۔ لال انگارے کی طرح دہکتا بجلی کی طرح چمکتا۔ سیدھا نشانے کی طرف چلا۔ بسوامتر جو ٹھونکے مقابلے کو کھڑے ہی تھے۔ اُنھوں نے اگنی بان سر کیا۔ بششٹ جی بولے کہ

بڑا چھتری بنا ہے تو بیٹھ دکھانے کی سند نہیں۔ جہانتک بس چلے زور دکھائے۔ دیکھ میں ابھی کس طرح یہیں ڈھیر کئے دیتا ہوں ذرا مزہ دیکھ ÷

بششٹ جی اتنا کہہ پائے تھے کہ بسوامتر جی کا اگن بان برہم دنڈ میں غائب ۵۰ اس طرح ٹھنڈا ہو کر رہ گیا جس طرح سمندر میں تھوڑے دہکتے ہوئے انگارے ÷

اگن بان سے ہاتھ دھو کر بسوامتر جی نے برن بان۔ رُدر بان وغیرہ بہت سے اَستر شستر چلائے۔ مگر سب برہم دنڈ میں داخل۔ اب تو بسوامتر جی کے غصے کا شعلہ الیسا بھڑکا کہ آپے سے نکل گئے۔ چہرہ تمتما گیا۔ آگ ہو کر برہماستر چلا بیٹھے۔ برہماستر کے چلتے ہی دیوتا اور گندھرب تھرا اُٹھے کہ بس اب بششٹ جی کی خیر نہیں ایک دم میں دم فنا ہو جائیگا مگر نہیں یہ خوف دیرپا نہ تھا۔ بششٹ جی نے فوراً ہی برہم منتر پڑھ کر برہم استر کو بھی برہم دنڈ میں لین (غائب) کر لیا۔ ادھر برہم دنڈ کی ذاتی شعلہ فشانی۔ ادھر بسوامتر کے اَستروں شستروں کے وصل سے دونا زور۔ اُس پر جوش غضب میں بششٹ جی کے رونگٹے رونگٹے سے آگ کی لپٹیں سورج کی کرنوں کی طرح شرر فشاں۔ دوسرے رشی کانپ اُٹھے کہ بس پرلے کو دیر نہیں بششٹ جی کا غصہ مہادیو جی کی ماتھے والی آنکھ کا کام کر گیا۔ اُنھوں نے بششٹ جی کی

بس اتنی ہی خواہش اتنی ہی آرزو ہے ٭

سرگ ۵۸

راجہ ترسنکو کو بشسشٹ جی کے فرزندوں کی بددعا۔ راجہ کی سخت مایوسی۔ آخر بسوامتر جی سے مدد کی درخواست

راجہ ترسنکو کی درخواست سُنتے ہی بشسشٹ جی کے فرزندوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُنہوں نے طیش میں فرمایا کہ او ترسنکو تو بڑا نالائق ہے۔ اکشواک بنس کے تمام راجے کے گرو ہمارے پتا بشسشٹ جی سب اُن کی نظر میں چلنا سعادت سمجھتے تھے۔ تم ایسے ناخلف ہوئے کہ اُن کی بات پر عمل نہ کیا اور اُن کے ہوتے دوسروں کو گرو اور پروہت بنانے چلے۔ دھرکال ہے۔ خبردار جواب یہاں ٹھیرے۔ جاؤ سامنے سے ہٹ جاؤ اسی میں خیریت ہے۔

راجہ ترسنکو پہلے بشسشٹ جی ہی کی بے التفاتی سے دل شکستہ تھے۔ اُن کے بیٹوں کا عتاب دیکھ کر اُن کو اور سخت رنج ہُوا۔ اُنہوں نے تاؤ کھا کر صاف الفاظ میں کہدیا کہ اب تک میں اور گھر دیکھنا نہیں چاہتا تھا جب بشسشٹ جی نے ایسے مہاتما ہو کر مجھ کو دتکار بتادی تو آپ لوگوں کے پاس آیا۔ آپ نے بھی دوت دیک کی تو میرا بھی ایشور مالک ہے تو کیوں دوسرا گرو تلاش کر کے اُس سے یگیہ کو مُشتعل کراؤں ٭

تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

آپ لوگوں ہی میں کچھ سرخاب کے پر نہیں لگے۔ کمالات آپ ہی کے بانٹے نہیں پڑے ہیں۔ دیکھ لیجئے گا کہ کیسے یگیہ کو سماپت کراتا ہوں تو سہی اب سب منہ لیکر رہ جائیں ٭

راجہ کے یہ پرجوش الفاظ بشسشٹ جی کے بیٹوں کے کلیجے میں زہر بجھے ہوئے تیر کا کام کر گئے۔ ان کو ایک ایک لفظ نشتر سے زیادہ دلخراش معلوم ہُوا دل پر سخت چوٹ لگی غصہ روکے سے نہ رُکا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ جوش میں سراپ دیدیا کہ جا بے چنڈال ہو جا ٭

سراپ دیا پر سب مُنی کمار پھر تپسیا میں جٹ گئے۔ یہاں بددعا نے اثر دکھلا دیا یا تو راجہ ترسنکو کے چہرے مہرے پر نور ہی نور برستا تھا یا اب صورت ہی اور ہو گئی۔ چنڈالوں

کی سی شکل۔ بگلے کے پروں سے زیادہ سفید ملبوس نیلے پڑ گئے۔ تمام طلائی زیوروں نے لوہے کا جامہ پہن لیا۔ صورت پر ایسی چھوت برسنے لگی کہ سب وزیر و مشیر گھنا کر ساتھ چھوڑ گئے۔ اب تو راجہ کو بڑا ہی دکھ ہُوا۔ ان کو سب طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آنے لگی۔ دل کو سخت رنج ہُوا۔ اور اس رنج کی حالت میں خیر خواہوں۔ نمک پروردوں۔ عزیزوں اور رفیقوں سب سے ناامید ہو کر سیدھے بسوامتر کے پاس پہنچے۔ بسوامتر جی تپشیا میں جُٹے ہوئے تھے جونہیں راجہ کو آتے دیکھا۔ اُن کو افسوس ہُوا کہ راجہ ترسنکو اور کہاں چنڈال کا روپ۔ اس کی وجہ۔ غرض صورت دیکھی تو اُن کو رحم آگیا۔ اور بڑے آؤ بھاؤ (تعظیم تکریم) سے پاس بلایا +

جب سے راجہ ترسنکو پہنچے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے +

مہاراج! بششٹ جی نے میرا سارا کھیل بگاڑ دیا۔ سب کیا دھرا اکارتھ کر دیا۔ یہانتک بھی خیریت تھی۔ مگر اُن کے بیٹوں نے تو بس غضب ہی ڈھایا۔ سراپ دے کر چنڈال بنا دیا۔ مَیں نے بہت عاجزی کی مگر غریب کی سنتا کون ہے جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو تقدیر آپ کے چرنوں میں لائی۔ کیونکہ آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں۔ مہاراج جی مَیں نے کوئی کم پن دان نہیں کیا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب بولا تب سچ ہر وقت منہ میں سونے ڈالے رہا۔ جانتا ہی نہیں کہ لغویات کسے کہتے ہیں۔ آپ کے اقبال سے جگیہ بھی کئے۔ شاستر میں پوری طرح عمل کیا۔ رعایا کی بھی خوب خاطرداشت کی کوئی کام دھرم کے خلاف ہُوا ہو تو گنہگار۔ مگر اس پر بششٹ جی نے پنچھ آدمی سے بھی زیادہ نرادر کیا۔ اُن کے لڑکوں کی پناہ میں گیا تو وہ اُن سے بھی بڑھے چڑھے نکلے جھٹ پٹ سراپ دیدیا۔ مَیں اُن پر بھی الزام نہیں لگاتا قصور قسمت کا ہے جو بھی بدھی ہے وہی ہوتی ہے مگر چونکہ مَیں بے قصور ہوں بششٹ جی اور اُن کے بیٹوں نے بے سوچے سمجھے مجھے اس حالت کو پہنچایا ہے۔ اس لئے آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔ اب صرف آپ ہی کا آسرا آپ ہی کا بھروسا ہے اگر میری قسمت میں چنڈال کی جون ہی بدھی ہے۔ سُرگ جانا لکھا نہیں تو مجبوری۔ اگر کچھ گنجائش ہے تو آپ کرپا کر کے میرا جگیہ پورا کرا دیجئے آپ کے ہوتے ہیں کیوں مایوس رہوں +

سرگ ۵۹

بسوامتر جی کی نظر عنایت - راجہ ترسنکو کی دستگیری - بشسشٹ جی کے سو بیٹوں کو بسوامتر جی کی بددعا - اور بددعا کا تیر بہدف اثر

راجہ ترسنکو کی فریاد مُوثر الفاظ میں تھی - اس نے بشسٹ جی کی پرانی عداوت کا خیال بھی تازہ کردیا - درخواست سُنتے ہی کچھ رحم سے کچھ بشسشٹ جی کی رقابت سے بولے کہ

راجہ گھبراؤ نہیں میں تمہارا طرفدار ہوں - اچھے اچھے رشی کامل مہاتما تمہارے مکان میں آکر یگیہ میں شریک ہوں میں سب باتوں کا ذمہ لیتا ہوں سمانا کہ بششٹ جی کے بیٹوں نے تمہیں چنڈال بنادیا ہے مگر کچھ پرواہ نہیں تب میرا نام بسوامتر جب اس چنڈال شریر سے سُرگ لوک میں پہنچادوں - تم اطمینان رکھو اور اپنا یگیہ سماپت سمجھو ؞

راجہ سے یہ فرما کر بسوامتر جی اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوئے - اُن سے فرمایا کہ مجھے راجہ ترسنکو کا جگیہ کرانا ہے - جاؤ سب سازوسامان ٹھیک کردو - جتنے رشی منی بڑے بڑے تپشوی جوگی جتی ہیں سب کو میری طرف سے بلانا مگر بششٹ جی کو یہ معاملہ معلوم نہ ہو پائے - ہمارے اُن کے بگاڑ ہے - فائدہ کیا کہ بیٹھے بٹھائے سوتا ہوا فتنہ پھر جاگے جو رشی لوگ راضی خوشی آئیں - اُن کو خاطر تواضع سے لانا - جو بدی کریں - بُرا بھلا کہیں ان کا نام گنوانا پھر دیکھا جائیگا - بسوامتر جی کے فرزند مطیع و فرماں پذیر تھے اسی وقت دوڑ پڑے تپوبنوں میں جہاں گزرے رشیوں منیوں کا پیغام دیا - اور پھر سیدھیاں پھریں پھرتے پھرتے گھومتے گھومتے بششٹ جی کے فرزندوں کے تپ آشرم میں بھی گزر ہو گیا وہاں ایک مہودری رشی بھی بیٹھے تھے - جونہیں اُن سے جگیہ کا ذکر ہوا بششٹ جی کے فرزند جامے سے باہر ہو گئے چیخا کر بولے کہ بسوامتر چھتری ہے وہ کیا جگیہ کرا سکتا ہے -

کام برہمنوں کے ہیں۔ دوسرے چنڈال کے جگیہ میں کوئی برہمن جائیگا کیوں؟ جائیگا تو کھائیگا کیسے؟ اب رہ گیا اکیلا وشِشٹ بسوامتر وہ کیا راجہ ترسنکو کو عاقبت میں چراغ دکھائیگا اکیلا چنا بھاڑ پھوڑے ناممکن۔ بسوامتر کے بیٹے ان باتوں کو خاموشی سے سنکر استھان پہ واپس آئے۔ سہارا کچا چٹھا سنایا جو ہیں وشِشٹ جی کے بیٹوں کی بات چلی بسوامتر جی کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ وشِشٹ جی کے بیٹوں کا یہ منہ ہیں ایسا ہیں جو کی جگیہ کرانے کا ادھکاری نہیں تو اور کون ہوگا۔ یہ بیوقوف راجہ ترسنکو کو چنڈال کس منہ سے کہتے ہیں۔ واہ واہ ایک راجہ سب راجوں میں سرشیشٹ۔ اس میں گھن کیا لگے ہیں بے سعادت خود ہی سراپ دیں اور خود ہی چنڈال کہیں۔ اچھا تو اب نتیجہ بھی بھگتیں جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ کردنی خویش آمدنی پیش۔ لو میں سراپ دیتا ہوں کہ وشِشٹ جی کے سارے بیٹے موت کے منہ میں جائیں۔ سات سو برس تک چنڈال کی جون میں بھاؤ بھگتیں دانہ پانی کچھ نہ ملے۔ ہاں پیٹ پالنے کو کچھ مل جائے تو کتے کا گوشت۔ باقی اور عیش و آرام ندارد۔ اب رہ گیا مہودری رشی اُس نے بھی شرارت کی ہے ناحق الزام لگانے میں پیش پیش یہ بھی سوا ہا۔ اگلے جنم میں نکھاد۔ جانیں ہلاک کرے ظلم و ستم پیشہ ہو اور اسی سبب سے پاپ رائی سے پربت ہو کر دکھ دے۔ مدتوں تک تکلیف سے نجات نہ پائے۔

بسوامتر جی کے چہرے پر اس وقت عجیب ہی جلال تھا۔ اگر کوئی سامنے ہوتا تو غصہ کی بھری آنکھوں سے جل جاتا بس انتہا ہے کہ زبان سے بددعا نکلتے ہی وشِشٹ جی کے سو بیٹے جسم عنصری چھوڑ گئے۔ مہودری رشی کا بھی چولا غائب ادھر بسوامتر جی نے بھی ہونٹوں پر مہر خاموشی لگالی۔ دل کا غبار اتنی ہی باتوں سے نکال کر چپ ہو گئے۔

سرگ ۶۰

راجہ ترسنکو پر بسوامتر جی کی نظر عنایت جگیہ کا سر انجام۔ راجہ کی سرگ میں رسائی۔ راجہ اندر

کا عتاب بسوامتر جی کے فیض کمالات سے
دوسرے سُرگ کی تیاری اور راجہ ترسنکو کا دائمی قیام

بسوامتر جی زبان دینے کو تو دے گئے۔ اب اُن کو خیال ہوا کہ میری تپسیا کا کیا حال ہے اس میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو مفت میں بات ہی جاتی۔ وہ دھیان میں مگن ہو گئے۔ دو ششمنری کی طاقتوں سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ دو لفظوں سے مہودی رشی کو ناش کر دیا اور بششٹ جی کے سو کے سو بیٹے نذر اجل ہو گئے۔ اب تو بسوامتر جی کا مزاج عرش پر تھا۔ سمجھے کہ محنت ٹھکانے لگی۔ گیا دھر اپھل ہوا جو اُن کی طاقتوں کو اس وقت تک نہ سمجھتے تھے اُن کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ سب کی تلی تلی کانپ گئی کہ اخ آہ بسوامتر جی کی تپسیا کا یہ زور دو لفظوں میں یہ تاثیر غصے کا یہ حال۔ رشیوں کی بھی کور دب گئی۔ دبی بلی بنے ہوئے میاؤں میاؤں کرنے لگے۔ جو بسوامتر کہدیں وہ ٹھیک کسی کی مجال نہ ہوئی کہ چوں و چرا کرے سب تپسوی آ آ کر بڑی خوشی سے آسنوں پر جم بیٹھے اور وید شاستر کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ یگیہ کرا کے بسوامتر جی کا ہاتھ بٹایا۔ جگیہ ختم ہونے پر بسوامتر نے دیوتاؤں کو آواہن کرنا شروع کیا مگر اُنہوں نے صاف کہہ دیا کہ چنڈال کے جگیہ کا بھاگ (حصہ) قبول نہیں ہو سکتا۔ دیوتاؤں کے اس انکار سے بسوامتر جی کی آنکھوں سے خون اتر آیا۔ دانت کٹکٹانے لگے۔ راجہ ترسنکو کا دل ٹوٹ گیا کہ ہائے

قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند　　دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

راجہ کی مایوسی دیکھ کر بسوامتر جی نے ڈھارس دی کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ میں جس بات کے لئے چھاتی ٹھونک چکا وہ ہوا اور ضرور ہو۔ بلا سے منتر کی طاقتیں زائل ہوگئیں تو بھی تپسیا کے زور سے میں آپ کو سُرگ میں پہنچا کر رہوں ؂

یہ کہکر بسوامتر جی نے سنکلپ پڑھنا شروع کیا اور عمر بھر کے ثواب۔ دان پن اور جپ تپ کے پھل راجہ اندر کے نذر کر دئے۔ جونہیں سنکلپ پڑھا گیا فوراً ہی راجہ ترسنکو سرگ لوک کو روانہ ہو گئے۔ اندر نے راجہ کو آتے دیکھا تو پکارے کہ چنڈال کو سرگ میں کیا کام۔ گرو اور گرو کے بیٹوں کی عدول حکمی اور نافرمانبرداری کرنے والے کا یہاں گزر کہاں۔ یہ کہکر اُنہوں نے دھکا دیا تو راجہ چلایا کرنے لگے بسوامتر جی کی دہائی [illegible]

لگے بسوامتر نے یہ حال دیکھا تو چہرہ تمتما گیا آنکھیں لال پیلی ہونے لگیں جوش غضب میں باآواز بلند کہا۔

راجہ بس وہیں رُک جا۔ دیوتا لوگ اور اندر شرارت پر آمادہ ہیں سُرگ میں رہنے دینا منظور نہیں تو کیا مضائقہ میں ابھی دوسرا سُرگ بنا کر آپ ہی کو وہاں کا اندر بنائے دیتا ہوں +

چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ سُرگ بن گیا اور راجہ کو وہاں کے اندر کی پدوی مل گئی دیوتاؤں نے یہ رنگت دیکھی تو ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے کہ جب سُرگ تیار ہو گیا تو بسوامتر دیوتا بھی ضرور پیدا کرینگے۔ اور پھر یگیہ کا بھاگ ملنے میں بادھا ہوگی۔ اس سے سب ملکر برہما جی کو لئے ہوئے بسوامتر جی کے پاس آئے منت و سماجت کرنے لگے۔ اب غصہ کیوں۔ آپ کا پرن پورا ہو چکا۔ راجہ ترسنکو چنڈال کے جسم سے مرگ لوک میں ہو آئے۔ آپنے یہ کب کہا تھا کہ سرگ لوک میں رہا کرینگے پس اب جوش غضب بیکار ہے آپ کی بات رہ چکی +

بسوامتر جی۔ اگر بنایا ہُوا سرگ قائم رہے۔ میرے بنائے ہوئے گرہ نچھتر۔ تارے قیام دنیا تک صحیح سلامت رہیں اور سب نچھتر راجہ ترسنکو کی پرکرما کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ اگر موجودہ عالم ایجاد تباہ و برباد ہو جائے اور پھر انتظام آفرینش ہو تو راجہ ترسنکو ہی اندر ہوں۔ تب تو میں آپ کا کہنا مانوں ورنہ ساری سرشٹی پیدا کر کے چھوڑونگا +

دیوتاؤں نے شرط منظور کی۔ بسوامتر جی نے یگیہ موقوف کر دیا اور راجہ ترسنکو بسوامتر کے بنائے سُرگ میں رہنے لگے +

سرگ ۶۱

بسوامتر جی کی اور رشیوں کے ساتھ جیشٹھ پُشکر میں تشریف بری۔ راجہ امبریک کے یگیہ کی

مختلف واقعات

سرگذشت ستیانند کی زبانی

بسوامتر جی جب اپنی بیر نگیا کر چکے تو رشیوں منیوں سے فرمایا کہ اب یہ جگہ ہماری
تپشیا کے قابل نہیں۔ راجہ ترسنکو کی وجہ سے اس کی اگلی عظمت مٹ گئی
ہمارے عمر بھر کے جپ تپ کی کمائی بھی ہاتھ سے جاتی رہی پس اب چلو وہاں تپشیا کریں
جہاں راجہ بشالا تپیا کرتے تھے۔ وہ جگہ بہت ہی مقدس ہے۔ وہ کی تپشیا کا پھل بھی
بہت ہے۔ رشیوں نے کہنا مان لیا اور سب کے سب جیشٹھ پشکر پر جا کر تپشیا میں
ہمہ تن مصروف ہو گئے +

اسی سلسلے میں سخن پرداز بیان کرتا ہے کہ زمانہ سابق میں ستیانند سری رامچندر جی سے
بولے کہ راجہ امبریکھ نے یگیہ کیا جب یگیہ کی آخری آہوتی رہ گئی تو پشو کے بلیدان کی نوبت آئی
گر پشو کو دیکھتے ہیں تو یگیہ شالا سے غائب۔ کہیں پتہ نہ لگا۔ وہ پشو راجہ اندر نظر بچا کر
لے اُڑے تھے۔ غرض یہ تھی کہ جگیہ کی کارروائی ادھوری رہ جائے۔ یہاں جب بلیدان

کا پشو نہ ملا تو رشی منی برہمن اور پنڈت راجہ سے بولے کہ
پشو کا یوں دیکھتے دیکھتے غائب ہو جانا خالی از علت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
آپ کسی پاپ نے اُس کے پر لگا دئے سنا گیا ہے کہ آپ کی عملداری میں رعایا آرام سے نہیں
رہتی۔ آپ شاستروں کی ہدایتوں پر کاربند رہ کر قرار واقعی رعیت پروری نہیں کرتے +
راجہ امبریکھ۔ شاید ایسا ہی ہو مگر حتی الامکان میں رعایا پروری سے دریغ نہیں
کرتا تاہم جگیہ کی کارروائی منظور ہے۔ آپ فرمائیے کہ اس کا پراشچت اور یگیہ
کے انجام کی بھی کوئی صورت ہے +

رشی۔ ہاں دھرم شاستر میں سب کچھ ہے۔ شاستر کار دھنستان ساستر ہدایت فرماتے
ہیں کہ اگر یگیہ کے بلیدان کا جانور کھو جائے اور تلاش سے نہ ملے تو برہمن کا بلیدان کیا
جائے۔ ورنہ جگیہ ناتمام رہیگا اور ثواب کے بدلے اُلٹا عذاب رہیگا +

راجہ امبریکھ کو جگیہ کی کارروائی کا خیال سمایا ہوا تھا وہ اسی وقت چل کھڑے ہو
ساری دنیا کی خاک چھان ماری۔ سوئی کی طرح قربانی کے جانور کو ڈھونڈھا مگر پتہ نہ لگا جب
پشو کی تلاش سے مایوسی ہو گئی تب انہیں برہمن کے لڑکے کی فکر پڑی۔ ایک سرے
سے دوسرے سرے تک یہ پکارتے ہوئے گھومے کہ کوئی برہمن ایک ہزار گائیں سا سے لے اور بلیدان

کے لئے اپنا بیٹا دے دے۔راجہ نے چاروں طرف پھر پھر اکر ہزاروں اذریں مگر کسی نے کچھ
جواب نہ دیا۔کوئی برہمن کا لڑکا بلدان کے لئے ہاتھ نہ آیا۔اب اُنہوں نے پھر دنیا کا چکر لگایا
اور آواز لگاتے پھرے کہ لاکھ گائیں دینے کو تیار ہوں کوئی برہمن اپنا بیٹا دیکر میرا جگیہ سپھل
کرا دے۔ہر جگہ صدا بے برنخاست۔آخر پاؤں توڑتے توڑتے بھرنگ تونگ پربت پر جا
پہنچے۔وہاں رچیک رشی تپشیا میں مشغول و سرگرم تھے۔چہرے پر تپوبل سے وہ تیج تھا کہ
آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔راجہ امبریک وہاں ٹھٹھک گئے۔رشی سے گڑگڑا کر التماس کی کہ
مہاراج ایشور نے آپ کو بہت سے بیٹے عطا کئے ہیں ایک بیٹا مجھے عنایت کیجئے
اور لاکھ گائیں بدلے میں لے لیجئے۔میں دنیا بھر میں پھر آیا۔جہاں بھر چھان مارا مگر کسی
برہمن نے اپنا بیٹا نہ دیا۔مجھ پر جو مصیبت نازل ہے کیا عرض کروں +
رشی نے دل میں سوچا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ایک بیٹا دیدو۔یہ بھی کیا کہیگا کہ
انکار نہ کیا۔چنانچہ اُنہوں نے کہا کہ بڑے کو تو نہ دونگا اور جو چاہے لیلو حاضر ہے +
رشی جی کی استری نے جو اس سوال کی خبر سُنی تو وہ بول اُٹھی کہ چاہے جو کچھ ہو
میں اپنے چھوٹے لڑکے کو کسی طرح نہ دونگی +
رشی جی کے تین بیٹے تھے اُن میں سے بڑے کے ساتھ رشی نے محبت ظاہر کی۔
چھوٹے کے واسطے رشی پتنی کی ماتا پھڑپھڑائی۔اب رہ گیا صرف منجھلا لڑکا وہ یہ باتیں
سُن رہا تھا۔اُس نے سمجھ لیا کہ باپ ماں کی مرضی میرے ہی بلدان کی ہے چنانچہ سنشیپ
اُٹھ کھڑا ہوا اور راجہ امبریک سے بولا کہ مہاراج گائیں میرے ماتا پتا کی نذر کیجئے میں چلنے
کو حاضر ہوں۔راجہ نے لاکھ ہزار گائیں رشی کی خدمت میں پیش کیں سنشیپ ماں
باپ کو ڈنڈوت کر کے راجہ کے ساتھ ہو لیا۔راجہ کا رتھ چلا تو ہوا ہو گیا +

سرگ ۶۲

راجہ امبریک کے یگیہ کی کامیابی کے لئے سنشیپ رشی کمار کی بلدان کی ضرورت سے روانگی

بسوامترجی سے ملاقات بسوامترجی کی سنشیپ پر نظرِ عنایت اپنے تینوں بیٹوں پر قہر سخت انکی موت جگیہ کی کامیابی سنشیپ کی بلدان جانبری

راجہ امبریک وہاں سے مارومار چلے۔ رتھ ہوا سے باتیں کرتا ہوا جارہا تھا کہ دوپہر ہوگئی
اس وقت تک نت نیم نہ کیا تھا۔ لہذا ایک مقام پر ٹھہر گئے اور اشنان کرکے پوجا پاٹ
میں مشغول ہوگئے۔ سنشیپ نے یہ وقت فرصت غنیمت جانا اُس نے سوچا کہ بسوامتر
ماموں یہیں کہیں تپسیا کر رہے ہیں تب تک میں اُنہیں کے درشن کرلوں کیا عجب کہ وہ
کوئی ایسی تدبیر کردیں کہ میرے پرانوں کے ساتھ بھی بچ جائے اور راجہ امبریک کا جگیہ
بھی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہو۔

یہ سوچکر وہ چل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ دیکھا تو بسوامترجی جب تپ میں جان و دل
سے مصروف تھے۔ جونہیں اُس نے مقدس صورت دیکھی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
اور جاتے ہی گود میں لپٹ کے یوں آہ و زاری شروع کی کہ آپ ماموں ہیں اگر میں آپ کو
ایشور کے طور پر جان کر آیا ہوں۔ آپ ہی ہیں میری جان بچانے کی قدرت ہے۔ میری
حفاظت میں آپکو نہ کسی سے لڑائی بھڑائی کی ضرورت ہے نہ بد دعا دینے کی صرف
اتنا چاہتا ہوں کہ راجہ امبریک کا جگیہ سماپت ہونے کی کوئی تدبیر بتادیں اور بس میری
جان مفت جائیگی۔ زمین و آسمان میں میرا کوئی دستگیر نہیں۔ اب میں بے سرپرست ہوں بے
پناہ ہوں۔ بچاؤ کی صورت ہے تو فقط آپ کی ذات ہے۔ جان تک نوبت آنے سے بڑھکر اور کیا
مصیبت ہوگی پس نظر ترحم کا امیدوار ہوں آج سے آپ ہی کو پتا سمجھونگا۔ آپکے بیٹوں
سے زیادہ فرمانبرداری کرونگا مگر کسی طرح جان بچائیے اور راجہ کا جگیہ پورا کرا دیجئے۔

بسوامترجی کے دل پر اثر ہوا۔ اُنہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو یاد کیا وہ حاضر
ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا۔

پیارے آنکھوں کے تارو سنشیپ میری پناہ میں آیا ہے جان بچانے کی فکر اسے
تمہارے یہاں تک کھینچ لائی۔ اگر میں پناہ میں آنے والے کی دستگیری نہ کروں تو نرک بھوگنا
ہوتا ہے۔ اس سے اُس کی جان بچانا فرض ہوگئی۔ تم میں سب کو قدرت حاصل

ہے کہ اس کا بال بھی بیگانہ ہونے دو۔ اور مجھے بھی نرک جانے سے بچالو۔ دیکھو تم لوگ
پُتر ہو پُتر وہ ہے جو اپنے باپ اور خاندان کو نرک سے بچا کر تار دے۔ چنانچہ دیکھو
پُو کے معنے ہیں نرک اور تر سے مراد ہے تارنا یعنی نرک سے تارنے والا اگر پتر کل
پرداد اور بزرگوں کو نہ تارے تو وہ پُتر نہیں موتر (پیشاب) ہے بمصداق

جا ہی پیڑے موت ہے وا ہی پیڑے پُوت
رام بھجے سو پُوت ہے نہیں مُوت کا مُوت

پس واجب ہے کہ اس کی جان بچالو مجھے بھی نرک سے نجات بخشو۔ راجہ کا بھی
کام سدھ کرو اور تم بھی اپنی عاقبت بناؤ۔ اس کے لئے تدبیر یہ ہے کہ اشو بنکر جگید
میں جاؤ اور سب کام بنا دو۔ جس وقت دیوتا تمہارا مانس کھائینگے۔ بہت ہی خوش
ہونگے اور تمہارا جش بھی یادگار رہیگا۔ اب میرا حکم مانو پتا کا حکم ماننا بھی بڑا دھرم ہے٭

بسوامتر جی کا یہ کلام سُنکر اُن کے تینوں فرزند ہنسے کہ واہ کیا محبت پدری ہے
آفرین! اوروں غیروں کے بیٹوں کی جان بچانا اور اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو آگ
میں جھونکنا۔ آپ کا ایسا خون سفید ہو تو ہو مگر ہم ایسی سعادتمندی سے باز آئے
جس کی بدولت بلا واسطہ خواہ مخواہ اپنا خون ناحق ہو٭

بسوامتر جی اس جواب سے سخت برانگیختہ ہوئے۔ بولے اے ناخلفو شاستر میں
لکھا ہے کہ اطاعت پسند اور فرمانبردار بیٹے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ پتا کا حکم
پا کر اپنی عقل سے سوچ بچار کرکے تعمیل کردیں دوسرے وہ کہ کچھ نہ سوچے نہ بچار کرے
حکم پاتے ہی اس کام کو پتا کی مرضی کے موافق کردے تم لوگ ایسے ناخلف ہو کہ نہ
کچھ سوچا نہ سمجھا نہ اونچ نیچ سمجھی نہ کچھ عقل سے کام لیا۔ ہٹ سے جواب دیکر پتھر سا
کھینچ مارا تم ایسے بیٹوں سے کیا فائدہ مجھے بے اولاد رہنا اس سے ہزار درجہ اچھا ہے جاؤ
پھل بھوگو جس طرح بششٹ جی کے بیٹے نشٹ ہوئے ہیں اسی طرح تمہاری بھی مٹی خراب ہو
ہزار برس تک چنڈال کی جون میں رہو۔ جب اس سے نجات ہو نرک میں مدتوں تک رہنا پڑے٭

بسوامتر جی کی زبان سے یہ قہر انگیز الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ تینوں بیٹے وہیں
جل کر راکھ ہو گئے۔ خاک کے ڈھیر کے سوا کچھ نہ رہا٭

یہ واقعہ بلاخیز و سانحہ حشر انگیز جو دیکھا تو سنشیپ کی بوٹی بوٹی کانپ گئی کہ

اُف اوہ! بسوامتر جی کا یہ جلال قہر و عتاب کی یہ آتشفشانی۔ اُس کو بسوامتر کے بیٹوں کی اس موت اور عذاب سے سخت صدمہ ہُوا۔ مگر چارہ کیا ٭

بیٹوں سے چھٹی پاکر بسوامتر جی سنشیپ کی طرف مخاطب ہوئے دو منتر سکھا ایک اندر دوسرا اُپ نکھ۔ پھر ہدایت کی کہ جس وقت بلیدان کے لئے تمہیں لگ لے جائیں تو یہی دو منتر پڑھ دینا ان کی تاثیر وہ ہوگی کہ اندر خوش خوش خود بول اُٹھیگا کہ بس میں سیر ہیں آسودہ۔ جگیہ سدھ ٭

منتر سیکھ کر بسوامتر جی کی ہدایتوں کو گرہ باندھے ہوئے سنشیپ امبریک کے پاس آیا اور کہا لے چلئے۔ راجہ نے خوشی خوشی رتھ پر چڑھا لیا۔ رتھ کے گھوڑے اُڑے تو جگیہ شالا ہی میں تھے۔ وہاں پہنچتے ہی سنشیپ کو خوب نہلایا دھلایا گیا۔ پیتامبر اور پھولوں کے مالے پہنا کر جگیہ والے ہون کنڈ کے پاس لائے۔ اور ایک ستون پر بلیدان کے لئے باندھ دیا ٭

سنشیپ کو بسوامتر جی نے اچھی طرح پٹی پڑھا دی تھی۔ پس اُس نے پہلے اگنی دیوتا کا دھیان کیا۔ پھر وہی دونو منتر پڑھنا شروع کئے۔ منتروں کا پڑھنا تھا کہ اندر پکار اُٹھے راجہ امبریک جگیہ سدھ کامیابی مبارک۔ نذر دینا قبول۔ سنشیپ کے بلیدان کی اب کوئی ضرورت نہیں ٭

سرگ ۶۳

بسوامتر جی کا جیشٹھ پھکر گزر مینکا اپسرا کے حسن پر فریفتگی تعلقات حسن و عشق۔ آخر جدائی بسوامتر جی کی از سر نو ریاضت شاقہ۔ مہارشی کی پدوی سے بے اطمینانی مزید شغل ریاضت دیوتاؤں کی تشویش

راجہ امبریک کا جگیہ سماپت ہوگیا۔ سنشیپ کی جان بچ گئی یہاں بسوامتر جی تپشیا

میں ایسے جُٹے رہے کہ ہزار برس ختم ہو گئے۔ اور برہما کو درشن دینا پڑا اُنہوں نے آکر کہا بسوامتر تمہاری مراد پوری ہوئی محنت سپھل۔ تم نے ایسا تپ کیا کہ رشیوں میں تمہارا مرتبہ افضل ہو گیا ۔

برہما جی کی یہ بات سنکر بسوامتر جی کو پھر افسوس ہوا کہ ہائے اب بھی محنت سپھل نہ ہوئی ہمیں رشیوں میں افضل بننے سے باز آیا۔ مجھے ایسی پدوی کی خواہش نہیں اب چاہے جان جائے یا رہے جب تک برہم رشی نہ کہلاؤنگا۔ تب تک تپسیا کا پیچھا نہ چھوڑونگا۔ دل میں پرن کر کے وہ اشنان کرنے کے لئے جیشٹھ پُشکر پر تشریف لیگئے۔ وہاں پہنچے تو وہی نظارہ پیش نظر ہوا۔ مینکا اپسرا سیاہ لباس میں حسن عالم فریب سے گھنگھور گھٹا کی چمکتی ہوئی بجلی بنی ہوئی کھڑی تھی۔ جمال نور افروز حسن گلو سوز میں وہ دیپتی تھی کہ بسوامتر جی کا دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت قابو میں نہ رہی بے اختیار ہو کر بول اُٹھے ۔

اے شبیہ آفتاب مرقع ماہتاب۔ مورت پر قربان۔ صورت پر صدقے دل پر اختیار نہیں۔ ہوسیں مچل رہی ہیں۔ آرزوؤں پر رحم کر۔ خواہشوں پر ترس کھا۔ میرے استھان پر کرپا کر احسان ہوگا ۔

مینکا اپسرا بولی نہ چالی مگر مسکراتی ہوئی اُن کے ساتھ ہو لی۔ استھان سونا تھا جونہیں مینکا وہاں پہنچی بس کیا تھا۔ جوش اشتیاق اور آغوش تمنا نے دل کی ہوس نکالنا شروع کی۔ اس شغل میں دس سال گزر گئے اور ابھی ہنوز روز اول۔ اس قدر عرصہ تک تو بسوامتر کی آنکھوں پر پردے پڑے رہے۔ اس کے بعد آنکھیں کھلیں تو بہت پچھتائے اور سمجھ گئے کہ یہ ساری کرتوت دیوتاؤں کی تھی جو کچھ لیلا ہوئی۔ وہ میری تپسیا کھنڈن کرنے کے لئے یہ خیال ہوتے ہی اُن کو بہت پچھتاوا ہوا۔ بدن کانپ گیا۔ اُلٹی سانس چلنے لگی ۔

مینکا نے جو یہ رنگت دیکھی۔ تو اوسان خطا ہو گئے وہ لرز اُٹھی۔ کلیجہ تھرا گیا کہ کہیں بسوامتر جی کوئی بددعا نہ دے بیٹھیں۔ بسوامتر جی مینکا کے قیافہ سے اس کے دل کی بات سمجھ گئے۔ آخر اُس سے فرمایا کہ تمہارے گھبرانے کی کوئی بات نہیں سارا پیچ دیوتاؤں کا ہے میرے لئے تو ایسا ہے تم بے خوف رہو۔ اور جیسا چاہتے ہیں سنکر ہو کر دیتے گھر چلی جاؤ۔ تم کچھ نہیں دیکھو نگا۔ مینکا اپسرا کچھ دل میں کانپتی کچھ جدائی سے ڈرتی وہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر کو سدھاری۔ یہاں بسوامتر جی کو خیال ہوا کہ اب یہ جگہ تپسیا کے لائق نہیں رہی

سلہ زہرہ

وہ دھائیں مار کر رو پڑے۔ دل کو سخت رنج۔ اب اُنہوں نے تہیہ کیا۔ پرتگیا کی۔ کہ اب ایک ہزار برس تک غصہ مارنے کے لئے تپ کرونگا اور جب یہ بھوت مر جائیگا۔ تب برہم رشی کی پدوی کہاں جاتی ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے دل کی شانتی اور کرودھ کے ناش کرنے کے لئے تپسیا کا سنکلپ کر لیا ÷

سرگ ۶۵

بسوامترجی کی بقیہ سرگذشت ستیانند کی زبانی آخر میں سوئمبر کی شرکت کے لئے راجہ جنک کی درخواست

بسوامتر جب غصہ ضبط کرنے کا تہیہ کر چکے اُتر سے پورب کی طرف چل دئے اُنہوں نے برن کیا پرتگیا کی کہ بس مون رہونگا چپ سادھونگا۔ اور منہ سی کر قفل خاموشی لگا کر جپ تپ کرونگا۔ پھر کہاں کا سراپ کہ ان کی بددعا کلمات غضب زبان سے نکلینگے نہ الفاظ ناراضگی ÷

اُنہوں نے اس خیال سے منہ کیل کر زبان پر خاموشی لگائے ہوئے ایسی تپسیا کی کہ اندرجی کو تپ نشٹ کرنے کی سوجھی۔ اُنہوں نے طرح طرح سے ایذا رسانی کی اور ریاضت میں خلل ڈالا مگر بسوامترجی کے دل پر میل بھی نہ آیا۔ بالکل پانی رہے غصے کا نام ونشان ندارد۔ ہوتے ہوتے ایک ہزار برس کا زمانہ گزر گیا ÷

بسوامترجی زمانہ دراز گزرنے پر ایک دن آسن سے اُٹھے اور خیال کیا کہ کچھ کھا پی کر پھر تپسیا میں مصروف ہوں تو بہتر۔ چنانچہ اُنہوں نے پیٹ کی آگ کے ایندھن کا سیدھا کیا جونہیں بھوجن تیار ہوا دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برہمن گڑگڑا کر کہہ رہا ہے کہ مہاراج کئی دن سے پیٹ میں دانہ نہیں گیا۔ پیٹ پیٹھ سے لگ رہا ہے بھوک سے جان نکلی جاتی ہے کچھ کھانے کو ملے ÷

بسوامترجی نے اس وقت سارا کھانا اس بھوکے برہمن کو دے دیا اور یوں

اندر جی نے بہروپ بھر کر ان کو تپشیا سے محروم رکھنا چاہا مگر بسوامتر جی نے بھوک پیاس کی کچھ پرواہ نہ کی اور بے آب و دانہ رہ کر پھر جپ تپ میں سرگرم ہو گئے اس حالت گرسنگی و خاموشی میں سری بسوامتر جی کی تپشیا کا وہ پرتاپ ہوا کہ پیشانی سے دھواں اُٹھنے لگا۔ چہرے کے جلال نے وہ نور برسایا کہ دیوتا گندھرب یچھ و ناگ سب فریفتہ ہو گئے۔ سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ تینوں لوک تھر تھر کانپنے لگے۔ اب تو اندر اور دیوتاؤں کی سٹی پٹی بھول گئی۔ سوچے کہ کیا کیا جائے بسوامتر جی کی طاقتیں بڑھتی جاتی ہیں ضرور ہم پر ہاتھ صاف ہوگا۔ اس سے علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔

آخر سب نے یہی ٹھانی کہ بس اور کچھ نہیں وہ تدبیریں کی جائیں کہ کسی طرح بسوامتر جی کو غصہ آئے۔ غصہ آئے تو بس پالا ہمارے ہاتھ۔ کوئی ڈر کوئی فکر کی بات نہیں سب کی ملی بھگت تھی۔ سب سانٹھ کر چکے تھے۔ بسوامتر کے تپوبن میں آئے اور بسوامتر کو ایسا تنگ کیا اور ایسا ستایا کہ دوسرا ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا مگر بسوامتر جی غصے کو پیئے رہے۔ نہ دل پر میل آیا نہ ماتھے پر شکن پڑی۔ اشارتاً کنایتاً کسی طرح غیظ و غضب کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔

یہ حالتِ ضبط اور عالم سکوت دیکھ کر دیوتاؤں کے اوسان خطا ہو گئے ہوش جاتی رہی۔ جب بسوامتر جی کے ضبط نفس سے ایک پیش نہ گئی تو اپنا سا منہ لئے ہوئے برہما جی کی خدمت میں پہنچے اور منہ لٹکا کر فریاد شروع کی کہ

مہاراج بسوامتر جی کے جپ تپ نے ہم لوگوں کے کلیجے ہلا دئے تینوں لوک جلے بھنے جاتے ہیں۔ پہاڑوں کو لرزہ آگیا سمندر پر جوڑی چڑھ گئی۔ ایشور کے واسطے آپ اُن کی خواہش پوری کریں۔ وہ اندر لوک کے خواہاں ہوں تو بلا تکلف دیدیجئے ہمیں عذر نہیں اگر برہم لوک کی تمنا ہو تو اُس سے بھی ہم دست بردار آپ بے دغل و غش بخش دیں لیکن اب دیر نہ فرمائیے۔ جلدی جھگڑا چکائیے۔ یہاں پل پل بھاری گھڑی گھڑی پہاڑ نظر آتی

فریاد پُر اثر تھی۔ واویلا سے برہما جی کا دل موم ہو گیا۔ وہ اسی وقت دیوتاؤں کو لئے ہوئے بسوامتر جی کے پاس آئے اور بولے :-

برہم رشی بسوامتر آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے آپکی محنت ٹھکانے لگی تپشیا اسکا پھل لائی بس آج سے آپ کا خطاب برہم رشی۔ آپ نے زندگی کا بہت حصہ تپشیا میں صرف کیا اس کا

بھی معاوضہ لیجئے۔ ہم نے آپ کی عمر بڑھا دی۔ آپ بہت دنوں تک زندہ رہینگے +

بسوامتر۔ آپ کے فرمانے کو مَیں پتھر کی لکیر سمجھتا ہوں۔ مگر گستاخی معاف۔ جبتک
وید مجھ کو چھتری دھرم کا پابند سمجھ کر برہم رشی نہ کہدے۔ تب تک مَیں پورے طور سے
یقین نہیں کرسکتا۔ اگر وہ مجھے برہم رشی سمجھتا ہے تو میرے منہ پر کہدے +

بسوامتر کی یہ بات سنتے ہی وید نے یہ آواز دی۔ تتھا استو۔ یعنی تم برہم رشی
ہوگئے۔ اس پر بھی بسوامتر جی نے ہٹ کی۔ اور کہا کہ آپ لوگوں کی سند نہیں۔
بات تب ہے۔ مونچھیں تب اونچی ہوں۔ جب آپ بششٹ جی کی زبان سے کہلا دیجئے
اگر یہ نہیں تو سب جمع خرچ۔ بالکل للّو پتّو محض منہ دیکھے کی سی کارروائی +

دیوتاؤں کی جان خشک ہو رہی تھی۔ خوف سے دم فنا ہو رہا تھا۔ وہ چپ
چپاتے بسوامتر جی کو لئے ہوئے بششٹ جی کے پاس پہنچے اور بڑی منت و
سماجت عجز و الحاح سے ملتجی ہوئے کہ

مہاراج! ہم لوگوں کا آپ بھلا چاہتے ہیں تو بسوامتر جی سے گلے مل جائیے
نہیں تو گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے کی مثل صادق ہوجائیگی
آپ کا اور اُن کا بیر ہمارے ماتھے جائیگا +

بششٹ جی نے دیوتاؤں کی التجا پر خاص توجہ کی۔ اگلے بغضوں پر خاک
ڈال کر گلے مل گئے اور بسوامتر جی کا برہم رشی ہونا تسلیم کرلیا گو بششٹ جی جانتے
تھے کہ بسوامتر نے برہم رشی کا درجہ اعلیٰ حاصل کرلیا اور دل سے اُن کا بھی کلام تھا
کہ بسوامتر برہم رشی ہوگئے۔ وہ غائبانہ تعریف کیا کرتے تھے۔ لیکن جب بسوامتر سے
سامنا ہوتا تو اُس برہم رشی کی پدوی کو طرز کلام اور برتاؤ میں ٹال جاتے تھے بسوامتر
جی کو بششٹ جی کے اس برتاؤ سے سُبکی کا خیال ہوا۔ اس خیال سے اُن کی آتش
غضب بھڑکا دی۔ وہ سوچے کہ دیوتا مجھے برہم رشی کہیں اور سمجھیں مگر بششٹ ایسا
مہا دشٹ کہ اپنی ہی ہٹ رکھے ہوئے ہے تو سہی کہ آج ہی ٹکریں لگی ہوتی تو
اُس کا سر لوٹتا نظر آئے۔ غصے کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے شمشیر غضب میان
سے باہر تھی۔ جوش غیظ ہوا کے گھوڑے پر سوار کرکے وہیں لیگیا۔ جہاں بششٹ جی
اپنی استری ارندھتی سے بسوامتر جی ہی کی تعریف میں رطب اللسان تھے یا بسوامتر جی

پہنچے اُن کو یہ الفاظ سنائی دئے ؛
کہ اے پیارے جی بسوامتر جی خالی برہم رشی ہی نہیں ہوئے بلکہ اُنہوں نے برہم رشیوں سے زیادہ مرتبہ حاصل کیا ؛
اب تو بسوامتر جی کا سارا غصہ فرو ہو گیا۔ ساری حرارت ایک دم سے جاتی رہی قدموں پر گر پڑے اور ہاتھ جوڑ کر گزارش کی:۔
سوامی! جگت گرو مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی۔ آپ خطا پوش ہیں خطا بخش ہیں۔ بس میرے بھی قصور معاف کیجئے میں جیسا اَنتک آپ کو نہ سمجھا تھا۔ اُس سے بڑھ کر پایا ؛
وہاں کیا تھا معافی کو دیر کہاں۔ یہاں بسوامتر جی کو اس معاملے سے نہایت ہی شرمندگی معلوم ہوئی۔ اور سیدھے دیوتاؤں کے پاس پہنچے۔ چہرہ عرق عرق بدن پسینہ پسینہ۔ وہاں سب سے سارا حال کہنے کے بعد پوچھا کہ یہ فرمائیے کہ اس گناہ کا کفارہ اور پاپ کا پراشچت کیا ہے۔ دیوتاؤں کا دو ٹوک جواب صرف اتنا ہی تھا کہ اور ایک ہزار برس تپسیا میں گنواؤ۔ ادھر دیوتا لوگ یہ کہکر سُرگ لوک کو راہی ہوئے۔ ادھر بسوامتر جی نے جو تپسیا شروع کی تو ایک ہزار برس بے غل وغش کاٹ دئے۔ اور بس پورے برہم رشی ہوئے ؛
ستیانند اس ذکر خیر کو تمت بالخیر کہنے کے لئے سری رامچندر جی سے مخاطب ہوئے کر رگھو کل بھوشن یہ مہاتما وہی چھتری ہیں۔ جنہوں نے تپسیا کے زور سے برہم رشی کی اعلےٰ پدوی حاصل کی چھتری سے برہمن ہی نہیں بلکہ دھرم کی زندہ تصویر ہو گئے ؛
اس تقریر سے رام لچھمن کا کلیجہ ہاتھوں اچھل پڑا۔ اور راجہ جنک ایسے خوش ہوئے کہ سر جھکا کر قدم پکڑ لئے اور بولے کہ :۔
سری بسوامتر جی مہاراج۔ اہو بھاگ کہ آپ ایسے برہم رشی کے چرنوں کا درشن نصیب ہوا۔ آپ دھنیہ ہیں آپکی مہان اپار ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے قدموں کی برکت سے میری تمام آرزوئیں میری مرضی کے موافق پوری ہو جائینگی۔ آپکے کمال و فضائل جلال و خصائل کی نسبت جو میں نے سُنا۔ اُس نے میرا جنم سپھل کر دیا۔ سارے منورتھ سدھ ہو گئے۔ واقعی نہ کوئی آپ کی سی تپسیا کر سکتا ہے نہ آپکی سی کسی فرد بشر میں کسی قسم کی طاقت ہو سکتی

ہے مجھے آپ کے حالات سے سیری نہیں ہوئی۔ دل یہی چاہتا ہے کہ زندگی کے تمام حالات سنتا چلا جاؤں۔ مگر آفتاب غروب ہو گیا۔ شام کی سیاہی شفق پر دہ ڈال سندھیا کا وقت آ گیا اس لحاظ سے اجازت چاہتا ہوں مگر درخواست یہ ہے کہ کل سویرے سوئمبر میں ضرور درشن دیجئے۔ کیونکہ آپ کے قدموں کی برکت میری کامیابی مقصد کے لئے ادہیے کے ساتھ پارس کا سلوک ہے ✦

بسوامتر جی نے راجہ کو اجازت دی وہ ادھر محل میں گئے ادھر سری بسوامتر جی سری رامچندر جی اور سری لکشمن جی اپنی فرودگاہ میں آ کر دھرم سمبندھی باتیں کہتے سنتے رہے اور معمولی طور پر تھوڑی رات بستر استراحت پر کاٹ کر اندھیرے منہ اُٹھ بیٹھے ✦

سرگ ۶۶

وسشٹ کے متعلق گذشتہ حالات راجہ جنک کی زبانی

صبح کا سماں ہے آفتاب نے چہرے کی چمک دمک دکھا کر نقرئی کرنوں سے چاروں طرف نور برسانا شروع کر دیا۔ راجہ جنک نسیم کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو کا مزہ لیتے مرغان خوش الحان کی میٹھی میٹھی رس بھری بولیاں سنتے دربار دُربار میں رونق افروز ہوئے۔ ایک روز پہلے ہی عظیم الشان دربار کی خبریں مشہور ہو گئی تھیں۔ اسلئے کیا عمائد کیا اراکین کیا اہالیان دربار کیا روسائے نامدار سب کے سب جمع ہو گئے اور ایک بھیڑ نظر آنے لگی۔ راجہ جنک نے بسوامتر جی کی طلبی کو امراسے دربار بھیجے۔ وہ سری رامچندر جی اور سری لکشمن جی کو لئے ہوئے محفل سپہر مشاکل میں رونق افروز ہوئے۔ فرائض پیشوائی و استقبال مراسم تعظیم و تکریم ادا ہوئے آنکھیں بچھ گئیں۔ سب کو پلکوں پر جگہ ملی۔ راجہ جنک ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑے ہو گئے اور زبان گوہر افشاں سے ان الفاظ میں پھول برسائے ✦

مہاراج - آپ کے قدموں کی خاک نے میری چشم عقیدت کے ساتھ سرمۂ نور وکحل الجواہر کا سلوک کیا - آپ نے قدم رنجہ فرما کر میری زندگی سکارتھ کردی بلا مبالغہ آج میں خوش قسمتی سے اپنے جنم کو سپھل سمجھتا ہوں ÷

آپ نے مجھ پر کرپا کی - مجھے سرفراز فرمایا - کیا آپ کی تشریف آوری میری خوش قسمتی کے لئے کسی خاص غرض سے ہوئی ہے اگر وہ بھی مجھے معلوم ہو جائے تو زہے نصیب ÷

بسوامتر جی - آپ کی مہمان نوازی کا شکریہ یہ دو نو راجکمار اجودھیا نریش مہاراجہ دسرتھ کے فرزند ارجمند ہیں - بڑے راجکمار کا نام سری رامچندر ہے چھوٹے کو سری لکشمن کہتے ہیں - یہاں کے دھنش جگیہ کی دھوم مچی تو ان کو بھی دیکھنے کا اشتیاق ہوا - چنانچہ میں اپنے ساتھ لئے ہوئے چلا آیا - اگر آپ مضائقہ نہ سمجھیں تو انہیں بھی دھنش دکھا دیں - ایشور میں سب کچھ طاقت ہے کیا عجب کہ آپ کا اور ان کا ایک ساتھ دلی مقصد بر آئے ÷

راجہ جنک - میں تعمیل ارشاد کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں مگر اس سے پیشتر اگر اجازت ہو تو دھنش کی ساری داستان سُنا دوں - اس کے بعد جو آپ کی رضا ہو گی وہ سر آنکھوں پر ÷

بسوامتر جی - ہاں ہاں ضرور کہئے ہم لوگ آئے ہی اسی لئے ہیں کہ دھنش کی عجیب وغریب ہیئت دیکھیں اور وہ حالات سُنیں جو اس کی عظمت کے بارے میں آپ کو معلوم ہوں ÷

راجہ جنک - آپ نے یہ تکلیف منظور کی - آپ کی مہربانی کا کہاں تک شکریہ ادا کروں - اچھا مہاراج سُنئے - عرض کرتا ہوں ÷

میرے بزرگوں میں راجہ نیم کے فرزند ارجمند دیورات نہایت ہی اقبالمند اور دھرماتما تھے - اُن کی ایسی تائید قسمت و یاوری بخت تھی کہ دیوتاؤں نے یہ دھنش اُن کے حوالے کر دیا - اس کے قبل کا واقعہ یہ ہے کہ جب مہادیو جی زمانہ سلف میں اس دھنش سے دچھ پرجاپت کا جگیہ تحس نحس کر چکے تو دیوتاؤں سے ناراض ہو کر بس تم لوگوں کو فقط جگیہ کے حصہ ہی سے کام ہے خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز اب تم لوگوں کو بھی اس دھنش سے مزہ چکھا دونگا تمہارے جسم پر ایک سر بھی نظر نہ آئے مہادیو جی

کے غصے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ شعلہ غضب آسمان کی طرف لپک رہا تھا۔
سارے دیوتا کانپ اُٹھے۔ بدن میں تھرتھری پڑ گئی۔ ہاتھ جوڑ کر شوجی کی منت و
سماجت اور لجاجت سے عذرخواہیاں کرنے لگے ٭

مہادیو جی کا جہاں غصہ مشہور ہے وہاں رحم کے اوصاف کا بھی شہرۂ عام
ہے۔ دیوتاؤں کی خوشامد درآمد سے اُن کو رحم آگیا۔ اور جوش سے عاطفت
سے فرمانے لگے کہ

میرے دل میں تو یہی تھی کہ تم لوگوں کو اچھے اچھے بردان دوں مگر تم نے نالائقیاں
کیں اس سے بس یہ دھنش لے جاؤ۔ میں نے اسے تم سب کو بخشا ٭

لینے کو تو سب دیوتاؤں نے دھنش لے لیا۔ مگر پھر سوچے کہ اسے اوڑھیں کہ بچھائیں
ہمارے کس کام کا۔ کہاں رکھیں کس طرح سینتیں۔ مفت غم نداری بز بخر کا معاملہ ہے
ہاں کسی راجہ کے پاس رہے تو کچھ بکارآمد بھی ہو۔ یہاں سڑنے گلنے کے عوض کسی
راجہ کے قبضے میں ہوگا۔ تو اور کچھ نہیں تو رعایا کی حفاظت ہوگی۔ سرکشوں ہی کی
سرکوبی کے کام میں آئیگا۔ اس فکر میں سوچتے سوچتے اُن کی نظر راجہ دیورات پر جمی
جن کی نسل میں مہالکشمی کا اوتار جلوہ قدرت دکھانے والا تھا۔ دیوتاؤں نے
دھنش راجہ دیورات کو دیا اور راجہ دیورات نے اُسے ہم لوگوں کیلئے اپنی عظمت وشوکت
کی یادگار چھوڑا۔ اب یہ دھنش وراثتاً میرے قبضۂ اقتدار میں ہے۔ اس کی پرستش
شروع سے ابتک سلطنت موروثی کے تخت نشین کرتے چلے آئے۔ چنانچہ فی الحال یہ شرف
مجھ کو بھی حاصل ہے ایک روز امساک کے دفعیے کی غرض سے میں ہل جوتنے لگا قربانی
شروع ہی کی تھی کہ بطن زمین سے ایک نور کا ٹکڑا نمودار ہوکر آنکھوں کو سکھ دینے لگا۔ میں
نے اُسے گود میں اُٹھا لیا گھر لایا سیتا نام رکھا اور دھرم کی بیٹی جان کر پرورش میں توجہ صرف
کی۔ راجکماری سیتا پیکر عنصری سے عالم شہود میں نہیں آئی۔ بلکہ طاقت غیبی سے
بہت سے راجوں مہاراجوں نے اس کی شادی کے واسطے درخواست کی کوشش کی
رغبت ظاہر کی لیکن میں نے سب کو ٹرکا دیا۔ اور یہی نیاں رکھی کہ شادی اس
حالت میں منظور ہے جب کوئی یہ دھنش چڑھا دے۔ بہت سے راجے مہاراجے سوربیر
آئے دھنش پر طاقت آزمائی کی۔ مگر کھسیانے بن کے بیٹھ گئے۔ کسی سے دھنش نے

جنبش بھی نہ کی۔ ایک دفعہ بہتوں نے ایک ساتھ زور لگایا لیکن پھٹے سے منہ جیا دار تھے وہ گریبان میں سر ڈالے آنکھ نیچی کئے منہ پر رومال رکھے چپ چپاتے چل دئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ پھر کر منہ نہ دکھایا۔ مگر جو چلتے گھوڑے تھے وہ آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر کھسیان پٹ منانے کو دو باہیاں بن گئے اپنی اپنی فوجیں لے کر چڑھ دوڑے سب نے ہر طرف سے نرغہ کیا۔ چاروں طرف متھلا پوری گھیر لی۔ دھمکی یہ بھی کہ سیتا کو حوالے کر دو اور اپنا پرن توڑو۔ میں اکیلا تھا مخالف بہتیرے۔ اکیلا چنا کہیں بھاڑ پھوڑ سکتا ہے۔ تنو اور ایک کا مقابلہ ہی کیا۔ اس سے میری جان خشک ہو گئی۔ سمجھ لیا کہ دن بُرے آ گئے۔ اتنے غنیموں سے کیسے چھٹکارا ملیگا۔ مگر پرن پران کے ساتھ تھا۔ اس لئے میں نے بھی خم ٹھونک کر سامنا کیا ایک سال تک خوب معرکہ آرائیاں رہیں۔ بڑے بڑے محاربے رہے۔ آخر میرا جی چھوٹ گیا۔ اور سو گھر کا جو ساز و سامان تھا سب تحس نحس ہو گیا۔ جب اپنی پیش جاتے نہ دیکھی تو میں گوشۂ عافیت میں بیٹھا۔ دیوتاؤں کی اُستت کی کہ مصیبت کا وقت ہے۔ دشمن سر پر ہیں۔ آپ کے دھنش کی حفاظت اور پوجا پاٹ کا اچھا پھل ملا۔ آپ نے خوب خدمتگذاری کی داد دی۔ ذرا دیکھئے تو آپ کے فرمانبردار و اطاعتگذار پر کیسی بلائیں نازل ہیں۔ سب طرف غنیم گھیرے پڑے ہیں۔ کسی طرف سے نکاس کی صورت نہیں ایشور کے واسطے رحم کیجئے +

میرے دل سے کچھ ایسے موثر الفاظ میں فریاد نکلی کہ دیوتا پانی پانی ہو گئے دل پسیج گیا۔ بس حد ہے خود بنفس نفیس نمودار ہوئے اور قدرت کاملہ سے ایک فوج جرار پیدا کر کے کمک دی۔ لڑائی چھڑی۔ مار دھاڑ ہوئی۔ خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ ہتھیار چلنے تیز برسنے لگے۔ آخر نوبت بہ اینجا رسید۔ کہ تمام راجوں کے جی چھوٹ گئے۔ قدم ہمت اُکھڑ گیا۔ سر پر پاؤں رکھ کر نو دو گیارہ بھاگے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ دم لیا تو اپنی اپنی راجدھانیوں میں۔ میں نے دیوتاؤں کا شکریہ ادا کیا کہ آپ بھی دھنیہ ہیں اور آپ کا دھنش بھی دھنیہ۔ اتنا فرما کر راجہ جنک سری بسوامتر جی سے یوں سخن سنج ہوئے کہ مہاراج میں بڑے شوق سے رامچندر جی کو دھنش دکھاؤنگا۔ یہ راجہ دسرتھ جی کے فرزند دلبند ہیں جن کا دھرم کرم میں اچھا ہو نا ملے ہے کیا تعجب کہ انہیں کے سر اس کام کا

کا سہرا ہو۔ لیجئے میں دھنش منگوائے لیتا ہوں ؛

سرگ ۶۷

شوجی کے دھنش پر سری رامچندر جی کی زور آزمائی۔ اور سامان کدخدائی

راجہ جنک نے وزرائے سلطنت کو فوراً حکم دیا کہ دھنش منگوائیں منہ سے بات نکلتے ہی تعمیل ارشاد ہو گئی۔ پانچہزار ڈنڈیل جوان ہاتھی کے سے پاٹھوں نے لوہے کے آٹھ چکر کے رتھ پر لاد کر دھنش کو دربار میں موجود کر دیا دھنش کے پہنچتے ہی راجہ جنک بسوامتر جی سے بولے کہ

مہاراج ملاحظہ فرمائیے یہی دھنش ہے جس کو بزرگوں کے زمانے سے میرا خاندان پوجتا چلا آتا ہے اور جس کے سامنے تمام راجوں مہاراجوں کو فرق ادب جھکا کر آداب پرستش کا لحاظ لازم ہے ؛

مہاراج جی۔ اس وقت دیوتا دانو۔ گندھرب۔ یچھ وغیرہ تمام ساکنان عالم علوی و سفلی ان کے بھیس میں یہاں فروکش ہیں۔ سب اس دھنش پر طاقت آزمائی کر چکے ہیں لیکن اٹھانا اور جھکانا کیا جگہ سے بال بھر سرکا نہ سکے۔ آپ کی خواہش ہے تو رامچندر جی کو بھی اجازت دیجئے کہ دیکھ لیں ؛

بسوامتر جی سری رامچندر جی سے مخاطب ہوئے کہ

رگھو کل کمل تم دسرتھ ایسے پرتاپی راجہ کے آفتاب خاندان چشم و چراغ ہو۔ جاؤ۔ دھنش کو دیکھ بھال لو ؛

سری رامچندر جی پرنام کر کے اٹھے۔ دھنش کے پاس گئے اور سری بسوامتر جی سے بولے کہ

سوامی! سچ مچ بڑا عجیب و غریب دھنش ہے آپ کی اجازت ہو تو میں بھی ہاتھ سے چھو دیکھوں۔ دل چاہتا ہے کہ چڑھانے کی خواہش میں ہاتھ کا

دلدر مٹاؤں۔ آگے جو ایشور کی مرضی +

بسوامتر جی۔ اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ چھتریوں کا دھرم ہی یہ ہے کہ وہ بہادری کے کاموں سے جی نہ چرائیں +

جنک جی۔ شوق سے طاقت آزمائی کیجئے۔ آخر دھنش ہے کس لئے +

دونو آوازیں سنتے ہی سری رامچندر جی نے جھک کر دھنش کو ہاتھ سے اُٹھا لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے چلہ چڑھایا تو اس زور کی آواز آئی کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک مات ہو گئی۔ پہاڑ تھرا گئے زمین لرز گئی۔ محفل میں جس کو دیکھئے وہ بیہوش۔ صرف نبضیں چھوٹنے کی کسر باقی رہ گئی۔ ہوش میں رہے تو کون۔ صرف بسوامتر۔ راجہ جنک۔ سری رامچندر۔ اور سری لکشمن۔ باقی سب مردہ صد سالہ کی طرح زمین پر چت۔ رفتہ رفتہ اہل محفل کو ہوش آیا غشی نے پنڈ چھوڑا تو سب کے سب سری رامچندر جی کی صورت دیکھتے رہ گئے اور دست قدرت کے کرشمے نے ایک ایک کو تصویر حیرت بنا دیا +

راجہ جنک نے بسوامتر جی کا بڑے خلوص دل سے شکریہ ادا کیا۔ سری رامچندر جی کی تعریف میں تر زبان ہوئے کہ روے زمین پر یہی تھے۔ جنھوں نے میری رات دن کی فکر دور کر کے میرے پرن کو قائم رکھا۔ میری مایوسیاں دور کیں۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے وہ کارنمایاں کیا ہے۔ جس کی ثنا وصفت میں ہمیشہ ہر ایک زبان شکر ریز رہیگی۔ مجھے خوشی زیادہ اس بات کی ہے کہ آج میرا پرن پورا ہوا۔ شاستر کا مقولہ ہے کہ پرن کے ٹوٹنے کا ویسا ہی پاپ ہے جیسا ماں باپ کے حکم ٹالنے کا۔ مگر شکر ہے کہ آپ کی مہربانی سے میرا نامہ اعمال داغ روسیاہی اور پاپ کے بدنما دھبے سے محفوظ رہا جس کی شکر گزاری میں میری دلی خواہش ہے کہ سیتا راجکماری کا ہاتھ سری رامچندر جی کے ہاتھ میں دیکر سنکلپ کے فرائض ادا کروں۔ اسلئے درخواست ہے کہ آپ میرے وزراے باتدبیر و مشیران روشن ضمیر کو اجودھیا میں جانے کی اجازت دیں۔ تاکہ وہ مہاراجہ دسرتھ کو کل حالات سے مطلع کر کے شادی منظور کرائیں۔ اور اُن کو جنک پور میں تشریف آوری کی دعوت دیں +

بسوامتر جی نے جواب میں کہا کہ آپ کی تجویز بہت مناسب ہے ضرور سفارت

روانہ فرمائیے۔ راجہ دسرتھ کو بلائیے۔ شادی رچائیے۔ مدعا بر آری کی خوشی فرمائیے +
راجہ جنک نے فوراً ہی وزرائے نامدار و امرائے کبار کو نامہ شوق دیکر اجودھیا کی
طرف روانہ کیا۔ اور خود انصرام کاروبار شادی میں مشغول ہوئے +

سرگ ۶۸

راجہ جنک کے سفیروں کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں پیغام رسانی

جنک پور کے سفیر اجودھیا کی طرف روانہ ہوئے تین راتیں راستے میں
کٹیں۔ چوتھے روز منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جونہی دائرہ دولت میں پہنچے دربان
نے مہاراجہ دسرتھ سے خبر کی۔ باریابی کا حکم ہوا۔ سفیر با تدبیر زمین بوس ہوئے
دست بستہ عرض کی کہ
متھلا پور کے راجہ دویدہ نے خیر و عافیت مزاج دریافت کی ہے اور ترقی
جاہ و جلال و افزونی دولت کے لئے دل سے دست بدعا ہیں۔ آپ کو یہ خوشخبری کہ
سری بسوامتر جی آجکل راجکماروں کے ساتھ جنک پور میں رونق افروز ہیں چنانچہ
رشی جی مہاراج کے مشورے مہاراجہ دویہ سری جنک نے یہ نیاز نامہ بندگان
اقدس والا کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو +
راجہ دسرتھ نے خط لے لیا دیکھا تو اُس کا نفس مضمون یہ تھا +
رگھوبنس شرومنی اودھ نریش۔ میں نے پرن کیا تھا کہ اپنی پیاری راجکماری
سیتا کی شادی اُس پرتاپی اور تیجوان چھتری سے کرونگا جو شوجی کا دھنش اٹھا کر
تان لیگا۔ چنانچہ اچھے اچھے ڈنڈ پیل موٹے موٹے ہاتھ پاؤں والے سیکڑوں جگا گئے
لیکن دھنش کا روآں بھی نہ ٹیڑھا کر سکے۔ اٹھانا او کھینچنا کیسا میری خوش قسمتی سے
آپ کے فرزندان فخر خاندان۔ سری بسوامتر جی کے ہمراہ وارد جنک پور ہوئے
میں نے اُن کو بھی دعوت دی۔ وہ رونق انجمن ہوئے اور سری رامچندر جی نے

دھنش کو چڑھانا کیسا۔ توڑ کے پھینک دیا۔ آپ اس کیفیت کو مبالغہ نہ سمجھیں میں نے واقعی کیفیت عرض کی ہے اور اب میرا فرض ہے کہ قول پر قائم رہ کر دختر بلند اختر کی شادی آپ کے فرزند ارجمند سری رامچندر جی کے ساتھ کر کے ہاتھ پیلے اور فرض ضروری سے سبکدوشی حاصل کروں۔ راجکماری سیتا سری رامچندر کی ہو چکی میں فکر سے چھوٹ چکا اب آپ کی نظر توجہ اور منظوری پر میری مدعا براری کا دارومدار ہے۔ اس لئے نہایت عجز وانکسار سے ملتمس خدمت ہوں کہ مہاراج بشسٹ جی۔ اعزائے نامدار۔ اقربا والاتبار۔ ارکان سلطنت ووابستگان دولت کے ہمراہ تشریف لا کر جنک پور کو شرف ارجمندی اور نیازمند کو فخر سربلندی عطا فرمائیے۔

ہمائے اوج سعادت مدام ما افتد
اگر ترا گزرے مقام ما افتد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
بیا بیا کہ دل و جان من فدائے تو باد
سرے کہ برتن من ہست نقش پائے تو باد

دیکھا شان نزول رکیب اجلال کو پتلیاں آنکھوں میں استادہ ہیں استقبال کو۔ آپ کو بشارت۔ کہ مہاراج کوشک منی سری بسوامتر جی نسبت منظور فرما چکے ہیں۔ ہمارے پروہت ستیانند جی نے بھی صاد کر دیا۔ اب صرف کسر ہے تو آپ کی تشریف آوری کی۔

راجہ دسرتھ خط پڑھتے جاتے تھے اور دل ہی دل میں کلی کلی کھل رہی تھی۔ منشائے تحریر سمجھ گئے تو وزرائے نامدار و ارکان والاتبار کی طرف متوجہ ہوئے کہ

بڑی خوشی کی بات ہے سری رامچندر جی اور لکشمن جی کی خیر وعافیت معلوم ہو گئی۔ بسوامتر جی اُن پر بڑے مہربان اور آجکل راجکماروں کو جنک پور کی سیر کرا رہے ہیں۔ آپ یہ سنکر خوش ہونگے کہ شوجی کا دھنش بڑے بڑے دو پاہیوں سے جیسے اچھے کوہ پیکروں سے ہلائے نہ ہلا۔ اُس کو تمہارے رامچندر نے توڑ پھوڑ کے رکھدیا۔ جنک جی اپنی راجکماری سیتا کی شادی اُن کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔

مانگتے تھے۔
عام آواز۔ مبارک مبارک۔ ہم لوگ اسی دن کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔
آپ نے یہ خوشخبری کیا سُنائی گویا زندگی بھر کی مرادیں پوری فرمائیں +
راجہ دسرتھ۔ تو پھر بس ہم آپ سب چلنے کی تیاری کریں۔ اب دیر فضول +
در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

سرگ ۶۹

راجہ دسرتھ کا جنک پور میں نزول اجلال اور راجہ جنک سے ملاقات

دوسرے روز صبح کو راجہ دسرتھ نے بششٹ جی کا مشورہ لے کر کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔ وزرائے سلطنت اور ارکان دولت نے سب سامان لیس کر دیا۔ خزانہ زر و جواہر۔ فوج و لشکر۔ گھوڑے ہاتھی۔ نالکی۔ پالکی۔ رتھ۔ تام جھام۔ سب موجود ہو گئے۔ سب سے پہلے بششٹ جی کی سواری چلی۔ پھر باملیو کی۔ اس کے بعد راجہ دسرتھ کا مرکب اقبال تھا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے تزک و احتشام بڑے خیل و خدم کے ساتھ راجہ دسرتھ نے جنک پور کا عزم کیا۔ راستے میں چار پڑاؤ پڑے۔ پانچویں منزل جنک پور میں ختم ہوئی۔ جوہیں راجہ نے نوید آمد آمد سنی سر آنکھوں سے استقبال کو پہنچے۔ بڑی تعظیم و تکریم سے ایوان فلک نشان میں لائے۔ شکریہ ادا کیا کہ بڑی سرفرازی بخشی اور بہت ممتاز فرمایا۔ خاک قدم آنکھوں کے لئے سرمۂ نور ہوئی۔ خاک راہ نے چشم انتظار کو روشن کر دیا۔ بششٹ جی کا خاص دھنباد۔ ایسے مہاتماؤں کے درشن مشکل سے ہوتے ہیں مگر میں ایسا خوش نصیب کہ گھر بیٹھے قدموں کی خاک آنکھوں میں لگانے کا شرف حاصل ہوا +

میں اپنی سربلندی پر جس قدر فخر کروں بجا ہے خوش قسمتی پر جتنا نازاں ہوں زیبا ہے کہ راجہ رگھو کل کے معزز خاندان سے رشتہ مندی کا افتخار حاصل ہوا اب میری مراد بر آئی اور امید ہے کہ اب میرا کنیادان قبول فرما کر مجھے عزت بخشیں گے +

راجہ دسرتھ نے اس کے جواب میں ہاں ہوں کر دی۔ مگر اُن کو یہ خیال ہوا کہ ہم ایسا کنیاں دان نہیں لیتے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں۔ ہم جب تک یہ تسلیم نہ کر لیویں۔ ہمارے چھتری دھرم کے موافق ہم سے کوئی کار نمایاں ہو چکا ہے۔ تب تک ہم کو رشتہ مندی سے واسطہ نہیں +

اس خیال کو لئے ہوئے راجہ دسرتھ نے راجہ جنک کو آرے بلے میں رکھا کوئی صاف جواب نہ دیا۔ مگر اُن کے مشیر روشن ضمیر و وزیر با تدبیر قیافے سے دل کا مطلب جان گئے۔ اُنھوں نے دست بستہ کہا۔ آپ کو خیال کیا ہے۔ رامچندر جی نے اس دھنش کو توڑا جو دنیا بھر سے ہلائے نہ ہلا۔ اس سے بڑھ کر جیت کیا ہو گی۔ آپ کا اس وقت خیال کدھر ہے راجہ دسرتھ یہ سُنکر خوش ہو گئے۔ راجہ جنک کی بھی باچھیں کھل گئیں۔ اور بس شادی کی ٹھہر گئی +

سرگ ۷۰

شادی کی بات چیت۔ راجہ دسرتھ کا تذکرہ حسب و نسب بششٹ جی کی زبانی

راجہ دسرتھ اُن شاہی ایوانوں میں ٹھیرائے گئے جو پہلے سے آراستہ کئے گئے تھے اہل فوج اور شاگرد پیشہ کو خیموں ڈیروں میں آرامگاہیں ملیں۔ راجہ جنک نے رات طرح طرح کی تجویزوں میں بسر کی جب سویرا ہوا تو حکم دیا کہ بھائی کوشدھج کے پاس پیغام جائیں جلدی سے سانکاش نگر میں پہنچیں۔ شادی کی خبر سنائیں۔ اور ساتھ لیتے ہوئے آئیں۔ پیغامبر روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے خوشخبری سنائی اور کوشدھج خوشی کے پھریرے اڑاتے ہوئے وارد جنک پور ہوئے۔ ادھر راجہ جنک ادھر راجہ کوشدھج دو نو آفتاب و ماہتاب ایک جگہ منور ہو رہے تھے۔ دل کی خوشیوں کی کچھ حد نہ تھی۔ مسرتوں کا اندازہ نہ تھا صحبت لطف کی تھی چنانچہ راجہ دسرتھ سے تشریف آوری کی درخواست کی گئی۔ وہ سب بے تکلف تشریف لے آئے بڑی تعظیم و تکریم بہت کچھ خاطر و مدارات ہوئی کہ مسند

صدر پر جگہ دی گئی۔ مہرج رشی اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد معاملے کی تقریر چھیڑی
تو راجہ دسرتھ نے فرمایا کہ
میں ان معاملات سے بے تعلق ہوں۔ اکشواک بنس میں کوئی کام مہاراج
بششٹ جی کی رائے اور منظوری کے بغیر نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہیں سفید و سیاہ کریں
مالک ہیں۔ اس پر ہمارے سرتاج بسوامتر جی بھی خوش قسمتی سے موجود ہیں۔ پس
جو بششٹ جی مہاراج اور سری بسوامتر جی کی رائے ہو۔ وہی مقدم وہی مجھے منظور
اُسی کا عمل مجھ پر فرض۔ آپ کو جو کچھ فرمانا ہو۔ اُنہیں سے فرمائیے۔ میرا کچھ دخل
نہیں۔ میں بالکل بے واسطہ ۔

جونہیں راجہ دسرتھ کی تقریر ختم ہوئی بششٹ جی نے زبان سے گوہر افشانی
شروع کی کہ میں اس رشتہ مندی کو سچے دل سے پسند کرتا ہوں وجہ یہ کہ راجہ دسرتھ
کا خاندان بہمہ صفت موصوف ہے۔ چنانچہ سنئے میں اُن کا مختصر شجرہ آپ کے
گوش گزار کرتا ہوں ۔
راجہ دسرتھ کا شجرہ خاندان راجہ ابیکت سے شروع ہوتا ہے جن کی نسل
جو برسر حکومت ہوئی حسب ذیل ہے ۔

ابیکت		انرنیہ	فرزند بانڈ
برہما	فرزند ابیکت	پرتھو	" انرنیہ
مرتیچ	" برہما	ترسنکو	" پرتھو
کشیپ	" مرتیچ	دہندمار	" ترسنکو
سورج	" کشیپ	جوناشو	" دہندمار
منو	" سورج	ماندھاتا	" جوناشو
بیوست	" منو	سوسندھ	" ماندھاتا
اکشواک	" بیوست	دھرسندھ }	" سوسندھ
کوکشی	" اکشواکو	پرسین جت }	
بکوشی	" کوکشی	بھرت	" دھرسندھ
بانڈ	" بکوشی	است	" بھرت

اشنا فرما کر بشسٹ جی بولے کہ متوخر الذکر راجہ بہت ہی کمزور تھے۔ ہاتھ پاؤں میں دم نہ تھا۔ اسلئے مخالف راجاؤں نے نرغہ کیا۔ لڑائی چھڑی۔ مار دھاڑ ہوئی۔ جتنے کہ راجہ ست کی ایک پیش نہ گئی شکست کھانا ہی پڑا۔ فتحمند حملہ آوروں نے اجودھیا پر قبضہ کر لیا اور راجہ است جان لیکر بھاگے تو ہموان پہاڑ پر جا بری کی صورت نظر آئی اُنہوں نے وہیں مستقل قیام کیا۔ اور تپسیا کرنا شروع کر دی۔ راجہ کی رانی اسی دوران میں حاملہ ہو گئی اور بد قسمتی سے راجہ است نے بھی مفارقت دائمی کا داغ دیا۔ راجہ کی وفات کے بعد رانیوں میں سوتیا ڈاہ کا خیال پیدا ہوا۔ بڑی رانی نے دوسری رانی حاملہ کو زہر دیدیا کہ راج پاٹ کی مالک نہ ہو جائے۔ زہر کھلا دیا گیا۔ اس کے اثر سے رانی سخت بیچین ہوئی۔ زندگی کی مایوسی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ مگر ہوش و حواس باقی تھے وہ اسی حالت میں چیون رشی کی خدمت میں جا پہنچی۔ قدموں پر گری اور سارا حال سنایا۔

رانی کالندری کی یہ حالت دیکھکر چیون رشی کو رحم آیا اور فوراً ہی زبان ارشاد ہوا کہ

گھبراؤ نہیں۔ ایسا بلند اقبال بیٹا پیدا ہو کہ کوئی تاب مقابلہ نہ لا سکے اور لطف یہ کہ اس کے پیدا ہوتے ہی سارا زہر بھی بدن سے خارج ہو جائے۔

کالندری کی جان میں جان آئی اور وہ اشیرباد لیکر مکان کی طرف چلتی پھرتی ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد نخل امید بارور ہوا۔ راجہ سگر کی ولادت نے بیکس ماں کلیجے کو سکھ دیا اور جب ہاتھ پاؤں ہوئے تو غنیموں سے اجودھیا چھین کر عالم کے ڈنکے بجائے۔ راجہ سگر کی اولاد حسب ذیل ہوئی جس کے قدم سے تخت نے رونق بے اندازہ حاصل کی۔

راجہ اسمنجس	ولد راجہ سگر	راجہ کلماکھ پاد	ولد راجہ رگھو
راجہ انسومان	" راجہ اسمنجس	راجہ ششکھن	" راجہ کلماکھ پاد
راجہ دلیپ	" راجہ انسومان	راجہ سودرشن	" راجہ ششکھن
راجہ بھاگیرتھ	" راجہ دلیپ	راجہ سیگھرک	" راجہ سودرشن
راجہ کاکستہ	" راجہ بھاگیرتھ	راجہ مرد	" راجہ ششگھرک
راجہ رگھو	" راجہ کاکستہ	راجہ پرششتر	" راجہ مرد

راجہ امبریک	ولد راجہ پرشستر	راجہ نابھاگ	ولد راجہ ججات
راجہ نہکھ	" راجہ امبریک	راجہ اج	" راجہ نابھاگ
راجہ ججات	" راجہ نہکھ	راجہ دسرتھ	" راجہ اج

جن راجہ دسرتھ کا نام آخر میں آیا۔ وہ یہی دھرماتما اودھ نریش ہیں اور انہیں سے
بیٹے رام لکشمن۔ ان کے بزرگوں سے لیکر آجتک جو راجہ برسر حکومت ہوئے۔ سب کے سب دھرم وان
تھے۔ سب کے سب صاحب اقبال۔ ہر ایک نے وہ وہ کارہائے نمایاں کیے کہ دنیا اُن کی عظمت
و بزرگی کی قائل ہے۔ پس میں بڑی خوشی سے قبول کرتا ہوں کہ آپ اُن سے معزز رشتہ
جوڑیں۔ نہ آپ کو ایسا داماد مل سکتا ہے نہ راجہ دسرتھ کو آپ کی راجکماری ایسی بہوئیں
۔ گرہ دشا کیا یعنی اپنے تپوبل سے تمام اونچ نیچ دیکھ لی۔ جوڑی برابر کی ہے کسی
طرح کا نقص نہیں۔ پھر گٹھ بندھن میں کیا دیر

سرگ ۷۱

راجہ جنک کا خاندانی شجرہ اُنہیں کی زبانی سری رامچندر اور سری سیتا جی کی شادی کا پرواز

جس وقت بششٹ جی نے راجہ دسرتھ کے خاندان کا شجرہ بیان کیا اُس وقت
راجہ جنک جی کو خیال ہوا کہ میرا خاندان کب گھٹ کے ہے میرے بزرگوں میں بھی بڑے
بڑے اہل اقبال صاحب جاہ و جلال ہوئے ہیں۔ مناسب تو یہ تھا کہ اُن کا بھی
ستیانند بششٹ جی کے سلسلہ کلام کے ساتھ اس تذکرہ کو چھیڑ دیتا مگر اُس کے منہ پر
مہر خاموشی لگی رہی۔ اس لئے سری جنک جی نے خود یوں پرواز گفتگو اُٹھایا ؛
بششٹ جی مہاراج آپ تو سب جانتے ہیں۔ آپ سے کون بات پوشیدہ ہے
میں کیا اور میرا خاندان کیا۔ مگر آپ کی کرپا نے میرے خاندان کو بھی فضیلت دے رکھی
ہے اور ایشور کی مہربانی نے شجرے کو ابھی تک بے داغ رکھا ہے۔ مہاراجہ دسرتھ
شاید نہ جانتے ہوں۔ مگر امید ہے کہ آپ کو ضرور راجہ نیم کے نام نامی سے واقفیت ہوگی

یہ میرے مورث اعلیٰ تھے اور کیسے فخر کی بات ہے کہ آپ ہی اُن کے پروہت بھی تھے
کیونکہ تمام سورج بنس آپ کا معتقد اور پابند ارشاد تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک زمانہ
میں ہمارے مورث اعلیٰ مہاراجہ نیم نے جگیہ کیا۔ ادھر جگیہ تھا ادھر برہما کے یہاں
کوئی جلسہ۔ جانبین سے فریقین سے طرفین سے آپ کی طلبی ہوئی تو آپ عجیب
خنخطے میں ہوئے۔ کہاں جائیں کہاں نہ جائیں۔ اس ادھیڑبن میں آپ کی
طبع نازک کو تکلیف ہوئی۔ اور چونکہ پلہ جس طرف بھاری ہو اسی طرف جھکتا ہے
لہٰذا آپ نے راجہ نیم کے جگیہ کو استعفا دے کر برہم لوک کو قدوم میمنت سے سرفراز
فرمایا اور راجہ نیم کو ٹھوکا کھاڑ کایا +
جگیہ کا کام رکنے والا نہ تھا۔ تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی پر عمل کر کے
دوسرے برہمنوں کے ہاتھوں سے جگیہ کی کارروائی شروع کردی گئی۔ اتنے میں آپ
برہم لوک سے واپس آئے تو جگیہ کی کارروائیاں دوسرے برہمنوں کے ہاتھوں
دیکھیں اب آپ کے غصے کا کیا ٹھکانا تھا۔ آگ بگولا ہی تو ہو گئے۔ زبان فیض ترجمان
سے الفاظ نکلے تو یہ کہ اے راجہ نیم تم نشٹ ہو جاؤ +
راجہ نیم کا رتی بھر قصور نہ تھا۔ آپ کی یہ بددعا سنکر اُنہوں نے کچھ پرواہ نہ کی
اور فوراً صدق دل سے سراپ دیا کہ او بششٹ تیرا بھی ستیاناش ہو جائے دونو کی
بددعائیں پرتاثیر تھیں۔ دونو نے اثر دکھایا۔ ادھر آپ اور ادھر راجہ نیم دونو نذر اجل
ہوئے۔ دیوتا لوگ اس بدانتظامی کو چھپی نظر سے دیکھ رہے تھے اُنہوں نے راجہ
نیم کو گرد خطا سے پاک پا کر اشیرباد دیا کہ ان کو کوئی مار نہیں سکتا ہمیشہ جیتے رہینگے
ان کا مسکن اہل زمانہ کی آنکھ میں ہوگا۔ اور یہ سب سفید و سیاہ دیکھتے رہینگے۔
راجہ نیم کے لئے تو دیوتاؤں نے یہ اشیرباد دیا۔ اب اپنی حالت سنئے کہ راجہ نیم کے
سراپ کے بعد آپ پر کیا گزری۔ آپ کو اپنا چولا چھوڑنا پڑا۔ آپ کو رہنے کے لئے
اسی کلسے میں جگہ ملی جس میں اگست رشی کا قیام تھا +
اتنا جملۂ معترضہ فقط اس لئے تھا کہ میں اپنے معزز خاندان کی عظمت بیان
کروں۔ چنانچہ راجہ نیم کی عظمت سے آپ کو خود ہی واقفیت حاصل ہے عیاں
راچہ بیاں۔ اور زیادہ بیان کرنے کی کیا ضرورت۔ اگر ہوس است ہمیں قدر بس

است۔ اس لئے اب میں مختصر طور پر راجہ جنک کے خاندانی شجرے کا ذکر کرتا ہوں۔ اس خاندان میں حسب ذیل تاجدار ہوئے:۔

راجہ نیمی	مذکور الصدر	ہرجسو	فرزند راجہ دھرشت کیتو
راجہ متیھل	فرزند راجہ نیمی	راجہ مرُد	" راجہ ہرجسو
راجہ جنک	" راجہ متیھل	راجہ پرتیندہک	" راجہ مرُد
راجہ اودبسو	" راجہ جنک	راجہ کیرت رتھ	" راجہ پرتیندہک
راجہ نندی وردھن	" راجہ اودوبسو	راجہ دیومیرٹھ	" راجہ کیرت رتھ
راجہ سوکیت	" راجہ نندی وردھن	راجہ بیودہ	" راجہ دیومیرٹھ
راجہ دیورات	" راجہ سوکیت	راجہ مہیدہرک	" راجہ بیودہ
راجہ برہدرتھ	" راجہ دیورات	راجہ کیرت رات	" راجہ مہیدہرک
راجہ مہابیر	" راجہ برہدرتھ	راجہ سورن روم	" راجہ کیرت رات
راجہ دھرتما	" راجہ مہابیر	راجہ ہرسوروم	" راجہ سورن روم
راجہ دھرشت کیتو	" راجہ دھرتما		

اپنا شجرہ بیان فرما کر راجہ جنک جی سری بششٹ جی اور راجہ دسرتھ سے مخاطب ہو کر بولے کہ راجہ ہرسوروم مجھ کو اور میرے بھائی کوشدہج کو اپنی یادگار چھوڑ گئے جب وہ دنیاوی عیش و عشرت سے سیر ہو کر تپشیا کو چلے گئے اور وہاں ایشور کی یاد میں چولا چھوڑ دیا تو مجھے گدی حاصل ہوئی کوشدہج کو میں نے فرزند کی طرح پالا۔ اس کی کوئی بات کبھی نہ ٹالی۔ کیونکہ ایک تو ماں باپ کی یادگار تھا۔ دوسرے میرا قوت بازو چھوٹا بھائی لڑکے کے برابر ہوتا ہے پس میں نے اس کی خاطر و مدارات میں کبھی فرق نہیں کیا۔ تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ راجہ سودھنا نے سانکاس سے آکر خوب آسمان سر پر اٹھایا اور یہ برہنہ ادھر یہ پیغام کہ شوجی کا دھنش بھجوا دو اور سیتا کو حوالے کر دو۔ ورنہ خیر نہیں تیری حجت کی مگر کون سنتا ہے آخر تیغ و تفنگ پر نوبت پہنچی راجہ سودھنا جانتے یا نہ ہوکر چڑھ دوڑا اور مار دھاڑ کرنا شروع کر دی میں گو اس وقت تک مخالفانہ راز سے واقف اور مقابلے کے لئے تیار نہ تھا مگر جیوں تیوں مورچا روکا۔ اور سب کو مار گرایا۔ راجہ سودھنا جیت ہوا اور مجھے آپ کے اقبال سے فتح نصیب ہوئی۔ اس فتح سے سانکاس نگری کا والی وارث نہ تھا لہذا میں نے وہ سلطنت اپنے

عزیز بھائی کوشد ہج کے سپرد کردی۔ وہی میرے بھائی آپ کے سامنے ہیں۔ ان کی بھی ایک صاحبزادی ارملا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جہاں سیتا کے ساتھ رامچندر جی کی شادی ہوئی ہے وہاں میری دوسری راجکماری اُرملا کے ساتھ لکشمن جی کی اور بھرت سترہن کے ساتھ کوشد ہج کی لڑکیوں کی شادی کیوں نہ ہو جائے۔

سب لوگ راجہ جنک کی تقریر سُنکر اعزاز و فضائل خاندانی کے قائل ہوئے سب نے اُن کے افتخار کو تسلیم کیا۔ بہرحال شادی کی منظوری ہوئی اور آخر میں راجہ جنک نے اس فقرے پر اپنی تقریر ختم اور محفل عشرت برخاست کی کہ

آج کے تیسرے روز مگھا نکشتر ہے اُس کے بعد پھالگنی۔ پس اسی میں تمام مراسم شادی ادا ہونا چاہیئے۔

سرگ ۷۲

سری رامچندر جی۔ سری لکشمن جی۔ سری بھرت جی سری سترہن جی کی شادی کی بات چیت انتظام وغیرہ

اب بسوامتر جی نے زبان معجز بیان کھولی اور درج لب سے یوں گوہر افشاں ہوئے کہ اے راجگان والا شان۔ مہاراجہ دسرتھ اور مہاراجہ جنک دویہ۔ آپ دونو کا خاندان بہت ہی افضل ہے۔ خاندان اجودھیا اکشواک بنس کہلاتا ہے اور خاندان جنک دویہ کل دونو خاندانوں کے بزرگوں کی عظمت دنیا بھر میں ہے اور اس وقت ان دونو خاندانوں سے زیادہ کسی اور کو ناموری شہرت اور عزت حاصل نہیں۔ کیا دولت و ثروت کیا دھرم کرم اور کیا خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ سب میں یہ دونو خاندان عین و غین یعنی نقطہ مقابل اور ہمپلہ ہیں۔ پس میری رائے ہے کہ راجہ کنیادان دیں اور مہاراجہ قبول فرماویں اگر دونو صاحبوں کو اس امر کا خیال ہو کہ بششٹ جی اور میں باہم مخالف ہیں اور اس سے خلل واقعہ ہوگا یہ فقط خیال ہی خیال ہے۔ راجہ جنک بششٹ جی خود دریافت کر سکتے ہیں اور جب آپ کو کامل طور پر اطمینان ہو جائے تو اپنی راجکماریوں کی شادی

سری رامچندر جی اور سری لکشمن جی کے ساتھ کر دیجئے اور کوشدہج کی دونو صاحبزادیوں کو بھرت اور سترگھن جی کے ساتھ منسوب فرمائیے۔ اگر آپ کو کچھ پس وپیش ہو تو آپ کو دھرم شاستر کے حوالے سے ثبوت بہم پہنچاتا ہوں کہ شادیاں جائز اور با اصول ہونگی۔ دھرم شاستر کا حکم ہے کہ اگر ایک شخص کے چار بیٹے ہوں اور دوسرے شخص کی چار لڑکیاں تو اُن کی باہم نسبت ممنوع اور ناروا ہے اگر کسی شخص کے چار بیٹے ہوں۔ اور دو دو لڑکیاں۔ دو شخصوں کی تو قرابت شادی بہت ہی مبارک۔ چنانچہ وہی معاملہ درپیش ہے۔ شوق سے شادیاں رچائیے۔ خوشیاں منائیے ؎

بسوامتر جی کی تقریر دلپذیر سُنکر راجہ جنک نے بششٹ جی کی طرف دیکھا بششٹ جی خاموش رہے اور اس خاموشی سے راجہ جنک کے دل پر انکی خاموشی نیم رضا کا یقین جما دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ دونو کی رائے باہم موافق ہے۔ اختلاف نہیں۔ چنانچہ وہ خود بششٹ جی سے مخاطب ہوئے کہ مہاراج آپ کی بھی مرضی ہے اور سری بسوامتر جی کی بھی۔ بس مجھے عذر نہیں مگر کہاں اکشواک بنس کی فضیلت اور کہاں مَیں ناچیز۔ مگر آپ برابر کے پلے میں تولتے ہیں تو یہ آپ کی بزرگانہ عزت افزائی ہے۔ چنانچہ مَیں بھی خوشی کے ساتھ منظور کرتا ہوں اپنے ہاتھوں بھائی کوشدہج کی راجکماریوں سے بھی چھٹی کروں ایشور کی کرپا اور آپ کی دیا سے پھالگنی نچھتر بھی آگیا۔ یہ نچھتر ایسا مبارک ہے کہ اس میں قرابت شادی ہو تو مدتوں کے ولدر دور ہو جائیں۔ غریب سے غریب امیروں کو مول لینے کا دعوےٰ کرے۔ پس اب دیر واجب نہیں۔ رشتہ مضبوطی کے ساتھ قائم کر لیا جائے بششٹ جی کی طرف سے روئے سخن پھیر کر راجہ جنک کھڑے ہو گئے اور ہاتھ جوڑے ہوئے بسوامتر جی سے بولے کہ آپ کا نہایت ممنون ہوں آپ نے مجھے فرائض ضروری سے سبکدوشی حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی۔ کنیادان مہادان کہلاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کی اور بششٹ جی کی سہائتا لازمی ہے۔ بششٹ جی اور آپ دونو ہمارے گرو ہیں سب نے یہاں قدم رنجہ فرما کر متھلا پوری کو بھی وہی رونق عطا فرمائی۔ جو اودھیا پوری کو نصیب تھی۔ چنانچہ کیا اجودھیا کیا جنکپور دونو آپ کی خاک پا سے مستفید ہیں اور راجہ دسرتھ کا نزول اجلال میرے لئے سونے میں سہاگا ؎

راجہ دسرتھ۔ مَیں آپ کی مہماں نوازی کا از حد ممنوں ہوں۔ آپ سے لینے دینے کی

آفتاب سے زیادہ عزت کی۔میرے تمام ہمراہی آپ کی مہماں نوازیوں کی شکرگزاریوں میں سچے دل سے ترزبان اور آپ کی میزبانی کے ثناخواں ہیں۔اب مجھ کو اجازت ہو تو فرودگاہ میں جاؤں اور فرائض ضروریہ سے فراغت حاصل کروں +

راجہ جنک نے راجہ دسرتھ کو ہنسی خوشی رخصت کیا۔راجہ دسرتھ اپنی قیامگاہ میں آئے۔وہاں رات کو نندی مکھ شرادھ سے چھٹی کر کے علے الصباح گئوُدان کرنے پر ڈٹ گئے اول ہزار برہمنوں کو ایک ایک سو گائیں دان کیں۔بعدہٗ چاروں فرزندانِ عالیشان کو زانوے محبت پر بٹھا کر بہت سی گائیں برہمنوں کی نذر کر دیں۔یہ گائیں نہایت قیمتی اور دودھاری تھیں۔سینگ سونے سے منڈھے ہوئے تھے۔جس برہمن نے گئوپائی امیر بن بیٹھا دھرم شاستر میں مرقوم ہے کہ چھتری لوگ سولہ برس کی عمر تک کے بیٹے کو زانو پر بٹھا سکتے ہیں اور اس سن تک لڑکے کی ڈاڑھی مونچھ پیراستہ اکھیڑوانا قطعی ممنوع ہے جس وقت باپ بیٹے گود میں لیکر دان کرنا شروع کرے تو بولنا نا روا۔ہاں بولے تو کب جب آفتاب غروب ہو جائے۔اور جب ایسا دان کرنے کا وقت ہو تو سب سے پہلے اس گرو کو ایک گئو اور ایک بیل نذر کرنا چاہئیے۔جس نے علوم وفنون کی تعلیم دی ہو۔چنانچہ راجہ دسرتھ نے رام لکشمن۔بھرت ستر ہن۔چاروں بھائیوں سے دھرم شاستر کے اصول کی تعمیل کرائی۔دکشنائیں دلوائیں اور بعد فراغت ہنسی خوشی چاروں بیٹوں کے جلوۂ دیدار سے کلیجہ ٹھنڈا کرنے لگے +

سرگ ۷۲

شری رامچندر جی شری لکشمن جی شری بھرت جی اور شری ستر ہن جی کی شادیاں

راجہ دسرتھ جب دل کھول کر گئوُدان کر چکے تو معلوم ہوا کہ بھرت جی کی ماتا کیکئی کے بھائی تشریف لائے ہیں +

راجہ دسرتھ نے حسب مراتب استقبال کیا۔ اپنے ساتھ ٹھیرایا۔ مزاج پرسی کے بعد رونق افروزی کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ آپ جنکپور میں کہاں ۔

راجہ جودھاجت۔ رانی کیکئی کے بھائی! سب طرح سے خیریت ہے۔ پہلے میں اجودھیا گیا وہاں سے خبر ملی کہ آپ یہاں رونق افروز ہیں۔ اس لئے آپ کی بدولت متھلا نگری کے بھی درشن ہو گئے۔ میرے پتا (راجہ کیکے) نے عرصے سے بھرت کو نہیں دیکھا۔ وہ شربت دیدار کے پیاسے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو میں بھرت جی کو ہمراہ لے جاؤں ۔

راجہ دسرتھ۔ افسوس کہ میں سفر میں ہوں آپ کی خاطر داشت آپ کی عزت شان وشوکت کے موافق کروں۔ اس غریب الوطنی میں امکان سے باہر ہے مگر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ایسے وقت میں تشریف لائے ہیں کہ سب سامان خوشی کے مہیا ہیں۔ کیا خوب ہو کہ آپ بھرت جی کی شادی دیکھ لیجئے اور پھر گھر تشریف لے جائیے۔ ایک پنتھ دو کاج ۔

راجہ جودھاجت کو بہت سے ضروری کام تھے۔ لہذا وہ زیادہ ٹھیر نہ سکے اور انہوں نے وعدہ آئندہ لیکر وطن کی راہ لی۔ یہاں راجہ دسرتھ جی نے راجہ جنک کے دار دولت کا عزم کیا آگے آگے بششٹ جی کی سواری تھی بعدہٗ بسوامتر جی کی بسوامتر جی کے پیچھے چاروں راجکمار یعنی سری رامچندر۔ لکشمن۔ بھرت۔ سترگھن تھے ان کے عقب میں راجہ دسرتھ۔ موقع موقع پر شاہی جلوس۔ ہر ایک کے ہمراہ تھا اور سب کے پیچھے خاص وعام میں سے وہ جماعت تھی جس کو براتیوں میں شمار کیا جاتا تھا ۔

جب برات دروازے پر پہنچی۔ راجہ جنک نے بڑی شان وشوکت سے استقبال کا انتظام کیا۔ مگر جونہیں برات دروازے سے گزرنے لگی مصاحب (یعنی دربان) سدراہ ہوئے۔ اس وقت راجہ جنک کو نہایت طیش آیا۔ سب کو کافی دوا فی سرزنش کی اور بنفس نفیس حاضر ہو کر سب کو ہمراہ لے چلے۔ جنکپور میں تمام شادی کا سامان مہیا تھا۔ جگہ جگہ شادی کے سامان کی کارروائیاں ہو رہی تھیں۔ جدھر سے راجہ دسرتھ گزرے ادھر سے راجہ جنک جی سازوسامان دکھلاتے ہوئے گزر گئے۔ کہیں کھانے پینے کے سامان تھے کہیں جگیہ ہون اور بیدی کے ٹھاٹھ خلاصہ یہ کہ وہ راجہ دسرتھ

کو مکان پر لے گئے۔ بیدی کے پاس بٹھایا۔ چاروں ... بلائیں اور کنیادان کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سری رامچندر اور بھری جانکی جی کی بھانوریں ہوئیں پھر لکشمن جی کا گٹھ بندھن ہوا۔ اس کے بعد بھرت جی اور سترگھن جی کا۔ اس وقت اس طرف سے بششٹ جی اور ادھر سے ستیانند ادا ے مراسم میں مشغول تھے۔ بیدی جی ہوئی تھی کلس استھاپت کیا گیا تھا۔ سبز جو اُگے ہوئے تھے۔ دھوپ سُلگ رہی تھی اور سنکھ گھڑیال بج رہے تھے۔ اگن کُنڈ میں آہوتیاں پر آہوتیاں ہو رہی تھیں بششٹ جی ہوَن کنڈ پر بیٹھے ہوئے ہوَن کرا رہے تھے۔ جب یہ کارروائی پورے طور پر ہو چکی۔ ادھر سے رامچندر جی۔ لکشمن جی۔ بھرت جی۔ سترگھن جی چاروں بھائی رونق افروز ہوئے۔ ادھر سے سری جانکی جی سولہ سنگار کئے بارہ ابھوشنوں سے آراستہ سکھیوں سہیلیوں کے بیچ میں چھم چھم کرتی آئیں اور ستیانند پروہت کے اشارے چوک پر بیٹھ گئیں۔ رامچندر جی چوک پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پس بششٹ جی نے اپنا تھوڑا ہاتھ بڑھایا اور اس ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ راجکمار رامچندر سیتا جی کا ہاتھ پکڑو یہ تمہاری بام انگ ہو گئیں۔ سیتا جی پتی برت دھرم میں اپنا نام روشن کرینگی اور تمہارے ان کے یکجان دو قالب کا رشتہ رہیگا۔ چنانچہ اس وقت اگنی دیوتا کے سامنے یہ رشتہ مندی ہو رہی ہے یہ فرما کر بششٹ جی نے سیتا جی کے چُلو میں تھوڑا سا پانی دیکر رامچندر جی کے داہنے ہاتھ پر اُن کا ہاتھ رکھ دیا۔ اور اس طرح اُن کی باہم شادی کے مراسم طے ہو گئے۔

اس کے بعد یہی کارروائی اُرملا (دختر راجہ جنک) اور لکشمن جی کے ساتھ ہو گئی باندوی اور سورت کرتی کی شادی بھرت جی اور سترگھن جی کے ساتھ ہو گئی اسوقت چاروں بھائیوں کا سروپ عجیب ہی دیکھنے تھا اور جس وقت اپنی اپنی استریوں کے ہاتھ اُن کے ہاتھوں میں نظر آئے۔ وہ عالم خوشی تھا کہ بس آنند ہی چھائی ہوئی تھی۔ سب کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ دانت چھپائے نہ چھپتے تھے۔ سب نے تین مرتبہ ہوَن کنڈ کے ارد گرد پھیرا نور کیے۔ تب چاروں طرف سے پھولوں کی بوچھار ہو رہی تھی اور برہمن اور رشی وید کے منتروں سے کنیادان پڑھل کر رہے تھے۔ راجہ جنک کے یہاں باجے گاجوں کی آواز نہ بند تھی آسمان تک گونج رہی تھی۔ اس پر راجہ دسرتھ کے باجے الگ تھے ناچ رنگ کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ساز عشرت و نغمہ مسرت ہی کانوں میں بھر رہے تھے کیا معمولی مغنی

وطرب کیا اپسرائیں اور گیا گندھرب سب نغمہ سرائی میں مست تھے۔ غرض کوتاہ بڑی ہنسی خوشی سے سری رامچندر جی، لکشمن جی، بھرت جی، سترگہن جی چاروں کی شادیاں ہوگئیں اور بعد فراغت رسمیات راجہ دسرتھ، بششٹ جی، وسوامتر جی اور ہمراہیوں کے ساتھ خوش خوش اپنی اپنی فرودگاہ میں واپس آگئے ✦

سرگ ۷۴

جشن شادی کے بعد راجہ دسرتھ کی جنکپور سے واپسی۔ راستے میں پرسرام جی کی تشریف آوری۔ قہروغضب سے خوف وہراس

دوسرے روز آفتاب نکلتے ہی راجہ دسرتھ جلوس اور براتیوں کے ساتھ عازم اجودھیا ہوئے۔ راجہ جنک نے رخصت کے وقت دل کھول کر دریادلی دکھائی۔ دہیز میں ایک لاکھ گائیں ایک لاکھ اونی چادریں۔ ایک لاکھ پیتامبر بہت سے کوہ پیکر ہاتھی صبارفتار گھوڑے بے شمار تھے۔ روپیہ اشرفی بے شمار۔ مونگے۔ موتی۔ ہیرے جواہرات اٹھائے نہ اٹھتے تھے۔ سونے چاندی کے برتنوں جڑاؤ زیوروں اور زرکار وقیمتی لباسوں کا انبار لگ گیا۔ ایک ایک راجکماری کی خدمت گزاری کے لئے سوسو لونڈیاں ہمراہ کیں۔ برات باجوں گاجوں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتی گلچھرے اڑاتی اجودھیا کی طرف چلی اور راجہ جنک تھوڑی دور رخصت کرکے متھلاپوری میں واپس آگئے۔ راجہ دسرتھ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اوج ہوا سے پرندوں کی منحوس آوازیں کانوں میں آنے لگیں اور ایک ہرن سامنے گزرتا ہوا دائیں ہاتھ کی طرف نکل گیا۔ گویا یہ شگون نیک تھا۔ تاہم پرندوں کی بدشگونی سے راجہ دسرتھ کو وحشت ہوئی کیونکہ حالت سفر میں ایسی علامات موجب خطر ہوتی ہیں۔ انہوں نے بششٹ جی سے عرض کی کہ مہاراج کچھ آپ نے غور کیا۔ مجھے تو پرندوں کی کرخت آواز کچھ کھٹی معلوم ہوتی ہے ✦

بششٹ جی - مجھ کو خود اسی بات کا اندیشہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے ؟

سب دل ہی دل میں فکرمند تھے۔ دفعتہً آندھی اُٹھی۔ چاروں طرف غبار چھا گیا بونڈے پر بونڈے اُٹھنے لگے۔ زمین تھرتھر کانپنے لگی۔ بڑے بڑے درخت اُکھڑ اُکھڑ کر زمین پر بچھ گئے۔ ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ساون بھادوں کی اندھیری راتیں مات ہو گئیں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ جتنے براتی اور ہمراہی تھے سب حواس باختہ ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں جان نہیں۔ حواس ہیں تھے تو کون۔ صرف بششٹ جی۔ بسوامتر جی۔ سری رام۔ لکشمن۔ بھرت۔ سترہن اور رشی لوگ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اسی اندھیرے میں ایک خوبصورت جوان شیر کی طرح گرجتا چلا آتا ہے۔ چہرہ چودھویں رات کا چاند۔ سر پر لمبی لمبی جٹائیں۔ قد بلند۔ آنکھیں سُرخا سُرخ۔ کاندھے پر پرسا ہاتھ میں ایک نرنی دھنک۔ جلال وہ کہ نظر جمنا محال۔ یہ **پرسرام جی** تھے جو پل مارتے سر پر آموجود ہوئے اور ایسی آنکھیں لال پیلی کیں کہ راجہ دسرتھ کی بوٹی بوٹی کانپ گئی معلوم ہوتا تھا کہ ترپرا اسر راچھس کے مارنے کو مہادیو جی آگ بگولا ہو رہے ہیں پرسرام جی کو دیکھ کر بششٹ جی بسوامتر جی اور دوسرے رشی دل میں کانپتے ہوئے کہنے لگے کہ اب خیر نہیں۔ یہ وہی پرسرام جی ہیں جنہوں نے چھتری قوم کو چُن چُن کر نذر اجل کیا۔ جن کو ماں کے مارنے میں پس و پیش نہ ہوا۔ وہ آج ضرور ہاتھ صاف کرینگے یہاں بھی چھتری ہی چھتری تو ہیں۔ اندیشے سے سب کے سب جگہ سے ہلے۔ اور پرسرام جی کی خدمت میں بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور بشن جی کا اوتار کرکے پوجا کی ؟

سرگ ۷۵

راجہ دسرتھ کی عاجزی۔ پرسرام جی کا سری رامچندر جی پر عتاب شروھنش

اور بشن دھنش کی سرگزشت

پرسرام جی کا چہرہ غیظ و غضب سے لال لال انگارہ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے
چنگاریاں اڑتی معلوم ہوتی تھیں۔ غصہ روکے سے نہ رُکتا تھا۔ شیر کی طرح
بپھرے ہوئے تھے۔ جونہی پاس پہنچے ادھر اُدھر قہر بھری نظر سے دیکھ کر
رامچندر جی کی طرف دیکھا۔ اور ڈپٹ کر بولے کہ
یہ مچھر کے سے ہاتھ پاؤں مٹھی بھر کا ڈیل اس پر ایسا گردہ۔ تاڑکا ایک
عورت کو کیا مار لیا۔ سمجھ لیا کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔ بڑے دوباہیاں بن گئے۔
جان لیا کہ بس ساری دنیا ہیچ۔ آخ آہ۔ تمہارا منہ کہ شوجی کا دھنش توڑو۔ اچھا
دیکھو میرا دھنش آج تک میرے سوا کوئی نہ تان سکا۔ بڑے بڑے ہیکڑی بازپہاڑ
ایسے ڈیل۔ اسے شور بیر صورت دیکھ دیکھ کر کانپ گئے۔ تم شوجی کا دھنش توڑ کر
چاہتے ہو کہ میری طاقت کا ڈنکا بجے۔ سب شور بیر دب جائیں۔ یہ ہونا نہیں جب
تک تم میرا دھنش نہ چڑھا لوگے میں پنڈ نہ چھوڑونگا۔ تمہیں زعم طاقت کا مزہ
چکھاؤنگا۔ اور دھنش چڑھا بھی لوگے تو بچ کے نہیں جاسکتے۔ میرا پرسا
خون کا پیاسا ہے اس کی پیاس ضرور بجھانا پڑیگی۔
پرسرام جی کے یہ فقرے عام لوگوں کے لئے پیغام موت سے کم نہ تھے
راجہ دسرتھ کی روح فنا ہوئی۔ چہرہ مرجھا گیا۔ تھرتھراتے کانپتے ہاتھ جوڑے
ہوئے پرسرام جی سے عرض کی کہ
مہاراج آپنے تو کرپا کر کے چھتریوں کی جان بخشی فرمادی تھی۔ پھر آج یہ قہر و
عتاب کیوں ہے۔ بندہ زادے کل کے بچے ہیں۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کا سن ہے میرے
بڑھاپے کی کمائی اور آپکے قدموں کی خاک کے برابر ہیں۔ بس آپ کو ان پر رحم فرمانا
چاہئے۔ آپ کو ہم ایسے ناچیزوں پر غصے کی کیا ضرورت۔ آپ برہم کل کے آفتاب۔ اس
پر تپشیا کا بل۔ آپ کی ذرا بھی ٹیڑھی نگاہ ہمارے لئے نشانہ موت کا کام کرتی ہے
ادھر پیشانی پر بل پڑا۔ ادھر جان نکل گئی۔ آپنے اندر جی سے وعدہ فرمایا تھا کہ اب
استر شستر کو ہاتھ نہ لگائینگے۔ کیا وہ پرتگیا فراموش ہو گئی۔ آپ کے دست
مبارک میں دھنش اور کمان دیکھ کر پرسا دیکھ کر روح قبض ہوئی جارہی۔ ہے اور

چہرے کی تمتماہٹ سے خون خشک ہُوا جاتا ہے۔ آپ ذرا غصہ روکیں ورنہ ہم لوگوں کا مرغ روح وہیں اینٹھ کے رہ جائیگا۔ نہ پرسے کی ضرورت ہوگی نہ دھنش بان کی۔ ہم لوگوں کے سمجھنے میں بہت سے رشی منی بھی موجود ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ اُن پر بھی آنچ آگئی تو خود خیال فرمائیے کہ برہم ہتیا کا عذاب غصے کے ماتھے ہوگا کہ نہیں اس سے آپ کی نظر رحم سے جان بخشی کی درخواست کرتا ہوں۔ آپ بڑے ہیں۔ اُمید کہ ضرور مہربانی فرمائینگے ✣

راجہ دسرتھ کی عاجزانہ عرضداشت پر پرسرام جی نے ذرا بھی التفات نہ کیا اور سری رامچندر جی سے طیش میں آکر بولے

دنیا میں صرف دو ہی دھنش تھے۔ ایک یہ جو مجھے پتا جی نے دیا۔ دوسرا وہ جس کے توڑنے پر تم ناز کر رہے ہو۔ یہ دھنش وہ تھے جن کی عظمت ہی نہ تھی بلکہ اہل زمانہ ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایک زمانے میں ترپراسر نے وہ ظلم وستم کئے کہ زمین و آسمان سر پر اُٹھا لئے نہ کاٹے کٹتا تھا نہ مارے مرتا تھا۔ پس بسوکرما نے لیاقت صرف کی اور دونو دھنش تیار کر دئے تمہارا توڑا ہُوا دھنش شوجی کے دست مبارک میں رہتا تھا اور میرا دھنش بشن جی کی گرفت میں ان دونو دھنشوں کی وہ طاقت ہے کہ دشمن بچ کر جا ہی نہیں سکتا۔ مگر ترپراسر کی لڑائی کے وقت اُس کے لائق بان کہاں۔ اس لئے بشن جی نے قدرت کاملہ سے بان کی صورت میں جلوہ فرمایا تب کہیں ترپراسر کا فیصلہ ہُوا۔ جس وقت ترپراسر زمین پر چیت ہوئے اُس وقت دیوتاؤں کی عقل چکر میں ہوئی کہ ترپراسر کس کے دست قدرت سے قتل ہُوا۔ اس میں شوجی کے بازوئے قوی کا اعجاز تھا یا بشن جی کی قوت کاملہ کا۔ سب متفق ہو کر برہما جی کی خدمت میں تشریف لے گئے اور حرف سوال لب پر آیا ✣

برہما جی نے جواب میں فرمایا کہ اس میں رمز ہے۔ ایک موقع پر شوجی اور بشن جی میں کچھ اَن بن ہو گئی۔ ہوتے ہوتے جنگ و جدال کی نوبت آگئی۔ موچھے بندھ گئے لڑائی چھڑی ہاتھ دکھائے جانے لگے کہ دفعتہً بشن جی نے ہوں کہہ دیا زبان سے یہ آواز نکلی ہی تھی کہ شوجی کے دھنش نے منہ بادیا۔ کچھ پیش نہ گئی یہ دیکھ کر شوجی کو نہایت ہی غصہ آیا تاؤ کھا کر بولے کہ اے بشن ہوشیار اب تمہیں مفر نہیں مارے کے

نہ گرایا تو شو نام نہیں +

اُدھر بشن جی بھی میان سے باہر تھے۔ سمجھتے ہی نہ تھے کہ شو کیا مال ہیں۔ دونو طرف تیر و ترکش بندھے دیکھا دیتا لوگ گھبرائے کہ آثار بد ڈھب ہیں۔ اس عداوت قلبی کا نتیجہ اچھا نہیں۔ ضرور خون خرابہ ہوگا۔ اور ایک نہ ایک کی جان جائیگی اس لئے انہوں نے طرفین کی خوشامد درآمد کی اور صلح کرا کے معاملہ رفع دفع کرا دیا۔ شو جی نے فرمایا کہ صلح تو ہوئی مگر جب تک یہ دھنش میرے اور بشن جی کے پاس رہینگے۔ ہر وقت لڑائی سے سامنا رہیگا۔ اس لئے ان کا پاس نہ رکھنا ہی ٹھیک۔ یہ سوچکر اُنہوں نے اپنا دھنش برن جی کو دے دیا۔ ورُن جی نے دیوتاؤں کے اور دیوتاؤں نے راجہ دیورات کے حوالے کر دیا +

میرا دھنش بشنو جی نے میرے دادا ریچاک کی نذر کیا۔ مدتوں تک میرے پتا جمدگن جی کے استعمال میں رہا۔ اب میرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میرے پتا جی نہایت ہی طاقتور اور ریاضت و عبادت میں کامل زمانہ تھے۔ موقع جنگ میں وہ جوہر دکھاتے تھے کہ بڑے بڑے جیالوں کے چھکے چھوٹ جاتے تھے۔ تپشیا کا وہ جلال و کمال تھا کہ جو زبان سے کہدیا کبھی بیٹ نہ پڑے۔ ایک چھتری راجہ ارجن نامی نے پتا جی کو موقع پا کر قتل کر ڈالا۔ مجھے خبر لگی تو بس غصے کا کیا پوچھنا تھا۔ دھنش لیکر اٹھ کھڑا ہُوا اور سارے چھتری خاک پر سلا دئے۔ دنیا سب کانپ اُٹھی۔ آکاش میں بھی تہلکہ مچ گیا۔ آخر اندر نے آکر درخواست کی کہ اب رحم کیجئے۔ چھتری نہ ہونگے تو روے زمین کی حفاظت کون کریگا۔ جگیہ کس کے دم سے ہونگے۔ اس لئے شمشیر غضب میان میں کیجئے۔ بہت ہو چکی۔ جب سے چھتری مر مٹ گئے۔ جگیہ کی رسم ہی اُٹھ گئی دیوتاؤں کے حقوق زائل ہو گئے۔ بھاگ نہیں ملتا۔ بھوکے رہتے ہیں +

راجہ اندر کی عرضداشت پر میں نے خونریزی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور ایک عظیم الشان جگیہ کر کے دیوتاؤں کی ایسی حق رسائی کی کہ نیت بھر گئی۔ آخر میں نے اپنا راج پاٹ سب کشیپ برہمن کو دان کر کے اندر کی درخواست پر دنیا پر لات ماری۔ اور آکاش کی سیر و سیاحت سے دلچسپی کی صورت نکالی۔ اتفاق سے میں مندراچل پہاڑ پر سیر کر رہا تھا کہ دھنش ٹوٹنے کی سخت

آواز کانوں میں آئی۔ فوراً بدن میں آگ لگ گئی دل جل اُٹھا تاب ضبط نہ رہی اور آندھی کی طرح یہاں آگیا۔ اب بہتر ہے کہ میرے دھنش پر زور آزمائی کرو۔ ورنہ خیریت نہ سمجھو۔ لڑے بھڑے بغیر بچاؤ نہیں ؛

سرگ ۱۶

پرسرام جی کے دھنش پر سری رامچندر جی کی طاقت آزمائی۔ کامیابی۔ پرسرام جی کی مندراچل پہاڑ پر واپسی۔ امن و امان

سری رامچندر جی خاموشی سے پرسرام جی کی غضب آلودہ تقریر سُنتے رہے جب سلسلہ سخن منقطع ہُوا تو جواب میں یا گوہر افشانی فرمائی ؛

مہاراج آپ نے اپنی قول و قسم نباہنے کے لئے اپنے پتا کے قتل کا جس طرح چاہا عوض لیا۔ بہت مناسب ہیں اس پر اعتراض کرنے والا کون۔ مگر گستاخی معاف۔ اس وقت جامے سے باہر ہوکر آپ جو زہر اُگل رہے ہیں۔ یہ آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ رہا دھنش چڑھانا اور آپ کے سامنے خم ٹھونک کر ہتھیار اُٹھانا اُس کے لئے میں تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ لائیے دھنش ابھی چڑھا کر دکھا دوں اور آپ کی ایسی ہی مرضی ہو تو آئیے ؛

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوے

یہ فرما کر سری رامچندر جی نے دھنش ہاتھ میں لے لیا۔ اس وقت ان کا چہرہ تمتما اُٹھا۔ آنکھوں سے قہر کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور جوش غضب میں زبان سے یہ الفاظ سنائی دئے ؛

"پرسرام جی کیا کہوں آپ برہمن ہیں۔ برہمن ہی نہیں بلکہ میرے گرو جی مہاراج سری بسوامتر جی کے بھانجے (بہن کے بیٹے) بھی ہیں اس لئے جھجکتا ہوں نہیں تو آپ کا سارا گھمنڈ خاک میں ملا کر رکھ دیتا اور دکھا دیتا کہ گرجنے والے

بادل کون ہوتے ہیں اور برسنے والے کون۔ مگر مشکل یہ آپڑی ہے کہ آپ پر ہاتھ اُٹھانا دھرم کے خلاف ہے۔ لیکن دھنش پر بان چڑھا چکا۔ چھتریوں کا بان خالی جائے ممکن نہیں۔ اسلئے کہئے کہ ابھی سرگ کو روانہ کردوں یا کوئی عضو زخمی کر کے چھوڑ دوں ÷

سری رامچندر جی کے کلمات غضب نہایت پرجوش تھے۔ دیوتا لوگ تھرتھرا گئے پرسرام جی کی ذات مقدس سے بشن جی کے نور حقیقی کا جلال غائب ہوگیا۔ ایک پتھر کی مورت کی طرح خاموش کھڑے رہ گئے۔ ساری سٹی پٹی بھول گئی۔ چہرے کا جلال دیکھنے لگے۔ نظر جہاں پڑی تھی وہیں جم گئی پرسرام جی کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اُنہوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ رامچندر جی نہیں۔ بلکہ جلوہ نور حقیقی ہے۔ چنانچہ وہ گڑگڑا کر عرض کرنے لگے کہ

اے رامچندر جی معاف کیجئے گا۔ پہلے میری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے اب آپکے جلال نے آنکھیں کھول دیں۔ جس وقت مَیں نے کرۂ خاکی سر کرکے برہمنوں کو دان کردیا تھا۔ اُس وقت کشیپ برہمن کا حکم تھا کہ اب تم کو روئے زمین پر قدم رکھنے سے واسطہ نہیں جاؤ کسی پہاڑ کی گُفا میں دن کے بارہ گھنٹے کاٹو اور رات کو آکاش میں بسر کرو۔ چنانچہ آپ گستاخیاں معاف کرکے مجھے مندراچل پہاڑ پر جانے کی اجازت دیں۔ آپ کی مرضی ہو تو سارا جسم نشانے کے لئے حاضر ہے مگر کوئی بھی عضو چوٹیا ہو جائیگا تو مَیں نہ پہاڑ پر جا سکونگا نہ گرو کے حکم کی تعمیل ہی ہوگی اب رہا چھتریوں کے قتل سے برہم ہتیا کا عذاب۔ وہ میرا ذاتی فعل نہ تھا۔ بلکہ اُس وقت آپ ہی کے دستِ قدرت نے یہ غیبی طاقت دکھائی تھی۔ چنانچہ اب وہ غیبی طاقت آپ نے کھینچ کر ذات مقدس میں جذب کرلی نہ مجھ کو اب عذاب سے سروکار ہے نہ ثواب سے واسطہ آپ نے چھتری نسل میں پیکر خاکی سے نور اصلی کا جلوہ دکھایا ÷

زہے نصیب جس وقت آپ نے میرے دھنش کو ہاتھ ہی لگایا تھا۔ اسی وقت میں نے جلوہ حقیقت کی شناخت کرلی تھی۔ بیشک آپ پرمیشور ہیں میرا اور آپ کا مقابلہ کیا۔ مَیں نے ہاری مانی اور آپ کی اجازت کا خواستگار ہوں ÷

رامچندر جی پر اظہار عاجزی نے پوری تاثیر کی۔ اُنہوں نے فرمایا:۔

اچھا پرسرام جی جائیے۔ خوش رہئیے۔ آپ واجب التعظیم ہیں ÷
سری رامچندر جی نے بڑے اعزاز سے اُنہیں رخصت کیا اور وہ مندراچل پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ اُدھر اُنہوں نے رُخ پھیرا اِدھر ساری آندھی اُڑ گئی مطلع بالکل صاف ہو گیا۔ دیوتاؤں نے مارے خوشی کے بغلیں بجائیں اور آکاش سے صدائیں آنے لگیں کہ رامچندر جی آپکو یہ بشنو جی کا دھنش مبارک راون کا قتل اسی دھنش سے ہوگا یہ اشیرباد تیر بہدف ہوگا ÷

سرگ ۷۷

اجودھیا میں راجہ دسرتھ کی واپسی محلّوں میں خوشی کی چہل پہل

پرسرام جی معافی مانگ کر مندراچل پر چلے گئے یہاں سری رامچندر جی کو پچھتاوا ہُوا کہ ہم چھتری کہاں پرسرام جی برہمن اُن کا ہاتھ نیچا ہمارا ہاتھ اونچا۔ اس پر بھی ہم نے ان سے دھنش ہتیا لیا۔ بڑی غلطی کی یہ کام چھتری دھرم کے خلاف ہُوا۔ اس فکر میں سوچتے سوچتے شاستر کی طرف خیال دوڑا تو معاً اُن کی تسکین قلب ہو گئی اور ایک نیا ہی خیال پیدا ہُوا یعنی جس کا کوئی وارث نہ رہے تو اُس کا جو مال ہو وہ اُس کے بعد گرو کا مال ہے چنانچہ پرسرام جی کے گرو ورُن جی ہیں یہ دھنش اُنہیں کے سر منڈھونگا وہ اندر کو سونپینگے اور اندر اگست رشی کے حوالے کر دینگے اور یوں دست بدست پہنچتے پہنچتے آخر راون کے مارنے کے وقت اپنے ہی ہاتھ آجاویگا چنانچہ اُنہوں نے دھنش کو ورُن جی کے سپرد کر دیا۔ اپنے پتا مہاراجہ دسرتھ سے فرمانے لگے کہ کیوں آپ فکرمند کیوں ہیں۔ جن پرسرام جی کا آپ کو خوف تھا وہ تشریف لے گئے۔ آپ سب کو لیکر اجودھیا کا عزم کریں اب ہر طرح امن و امان ہے۔ راجہ دسرتھ نے جونہیں یہ آواز سُنی اُن کے مردہ جسم میں جان آگئی۔ اُنہوں نے رامچندر جی کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور سمجھے کہ آج ان کی اور انکے راجکماروں کی دوبارہ زندگی ہوئی۔ ایشور کا شکریہ ادا کرکے اُنہوں نے وہاں سے کوچ بول دیا چلتے چلتے اجودھیا میں داخل ہوئے۔ وہاں سامان ہی اور تھے۔ جابجا نوبت نقاروں کی دلکش آوازیں سر دروازہ پر بند نوازی تھی گھروں گھروں میں بدھائیاں ہر جگہ ناچ رنگ شادیانوں کی آواز زمین سے آسمان تک گونج رہی تھی اور مبارک سلامت کے شور و غل سے کان پڑے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ راج محلوں میں رنگ برنگی جھنڈیاں

لہرا رہی تھیں۔ خوشی کے پھریرے اُڑ رہے تھے۔ نئے ٹھاٹھ باٹ نئی آرائش و زیبائش نے سونا اور سوگندھ کی کہاوت صادق کی۔ راجہ دسرتھ محل میں داخل ہوئے۔ چاروں بیٹوں اور بہوؤں کو ساتھ لئے ہوئے رانیوں کے پاس پہنچے۔ سب رانیاں دوڑ پڑیں۔ بہوؤں کے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بیٹوں کو کلیجے سے لگایا۔ لونڈیاں باندیاں خوشی کے گانے گانے لگیں۔ بھنگیو نگوڑیو لباس تقسیم ہونے لگے۔ نچھاور تقسیم ہوئی۔ راجہ جنک اور کوشدھج کی راجکماریوں نے سب بڑے چھوٹے سب سے اشیر باد لیا۔ راج محلوں میں ان رات ناچ رنگ رہنے لگا اور سری رامچندر جی اور جانکی جی کے سبب سے اجودھیا کے رنواس میں کچھ اور ہی رونق رہی ✤

جب جشن شادی ختم ہو گئے۔ تو راجہ دسرتھ جی نے بھرت جی سے فرمایا کہ تمہارے ماماں جودھاجت بہت دنوں تک ٹھیرے رہے تمہارے نانا کو تمہیں دیکھنے کا انتہا سے زیادہ اشتیاق ہے۔ اس سے جاؤ ان کی آنکھوں کو سکھ دے آؤ ✤

جب سامان سفر تیار ہو گیا۔ تو بھرت جی اور سترگھن جی کیکے کے دیش (دہرات) کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو راجہ کیکے نے بہت محبت کا اظہار کیا بڑی خاطر تواضع سے رکھا۔ حالانکہ بھرت و سترگھن وہاں تھے۔ مگر دل راجہ دسرتھ ہی میں لگا تھا یہاں صرف رامچندر جی اور لکشمن جی رہ گئے۔ ان کو ہر وقت راجہ دسرتھ کی رضا جوئی سے کام تھا۔ تین مرتبہ گروجی کی خدمت میں حاضری دیتے اور تمام رعایا کا دل ہاتھ میں لئے رہتے تھے۔ ان سے وہ کار لائقہ سرزد ہوتے کہ سب کا دل خوش خوش ہو جاتا۔ سب جان و دل نچھاور کرتے اور قربان ہوتے جاتے تھے۔ شادی کے بعد بارہ برس تک سری رامچندر جی سری جانکی جی کے ساتھ دوئی میں وحدت کا نظارہ دکھا کر سب کے لئے تہذیب و اخلاق کا ایک قابل تقلید نمونہ پیش کرتے تھے۔ جان کی ویسی فکر نہ تھی جیسی جانکی جی کی۔ جانکی جی بھی سری رامچندر جی کی تہ دل سے رام تھیں۔ چنانچہ وہ محبتانہ برتاؤ تھے کہ زبان قلم میں اظہار مطلب کی طاقت نہیں اور اسی معذوری کے ساتھ رامائن کا پہلا حصہ یعنی بال کانڈ سمپورنم۔ شبھم لکھواتے پر قلم کو مجبور کرتا ہوں ✤

بال کانڈ (پہلا حصہ) سماپت ہے

اجودھیا کانڈ

اوم اوم رمارمن زبان سے نکلے
جے سیتا جے لکھن زبان سے نکلے
لب پہ ہے اے اُفق بھرت جی کا نام
جے جے سری سترہن زبان سے نکلے

سرگ ۱

رامچندر جی کے راج تلک کی تجویز

سری والمیک جی زبان معجز بیان سے گل فشاں ہیں کہ راجہ کیکے (والدہ رانی کیکئی) کو بھرت اور سترہن جان سے عزیز تھے۔ ہر وقت آئینہ کی طرح سامنے رکھتے پلکوں کی طرح آنکھوں سے اوٹ نہ ہونے دیتے تھے۔ دونو برادران عالیشان کے واسطے کیکے پور میں تمام دلچسپی کے سامان مہیا تھے مگر اُن کا دل اجودھیا ہی میں رکھا رہتا تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ راجہ دسرتھ کا بڑھاپا آگیا اُن کی خدمتگزاری کا یہی وقت ہے۔ اولاد اسی روز کے لئے ہوتی ہے۔ بیٹے کو بڑھاپے کا سہارا اور عصائے پیری اسی واسطے کہتے ہیں کہ پیرانہ سالی میں اُس سے آسائش ملتی ہے۔ وہاں دونو بھائیوں کو ننہال میں وطن کی یاد بیچین کئے تھی۔ یہاں اجودھیا میں راجہ دسرتھ کو اُن کے شربت دیدار کی پیاس لگا تھا۔ راجہ دسرتھ چاروں فرزندوں کو عناصر زندگی سمجھتے اور رگ جان سے قریب رکھتے تھے لیکن سری رامچندر جی سے خاص اُلفت تھی۔ رامچندر جی کا جیوں جیوں سن بڑھتا گیا شکل صورت دوج کے چاند سے پورنماشی کا چندرماں ہوتی گئی اُس وقت اُن کا حسن صورت کچھ اور ہی تھا۔ چہرے پر نیلم کے رنگ میں کندن کی دمک تھی رُخ پر کالی گھٹائیں بجلی کی چمک۔ اوصاف حمیدہ خصائل پسندیدہ۔ پاکباز۔ مہماں نواز شیریں زبان معجز بیان۔ بُردبار نیک کردار۔ ہردلعزیز صاحب تمیز۔ دریادل۔ عادل نیک اعمال۔ خجستہ افعال۔ زندہ دل۔ عالم و فاضل۔ چاق و چست۔ تندرست۔ ثابت قدم عالی ہمم۔

جوہر شناس ۔ لیاقت اساس ۔ راستی پسند ۔ دانشمند ۔ پابندِ اصول ۔ عالم علوم ۔ منقول و منقول ۔ دور اندیش ۔ وفا کیش ۔ ہمدرد یگانہ و بیگانہ ۔ فرزانہ ۔ متنفر خودستائی ۔ شائق سخن سرائی ۔ کاشف اسرار نہانی ۔ واقف رموز جہانبانی ۔ دوست پرور ۔ عدالت گستر ۔ عدو شکار ۔ راست گفتار ۔ مربی انام ۔ کفیل خاص و عام ۔ دردرس ۔ دستگیر کس و ناکس ۔ رحیم و کریم ۔ بیدار بخت ۔ متحمل محنت کش ۔ دشمن اہل دغل ۔ عالم باعمل ۔ دریائے نہنگ توانائی ۔ سبر بیشہ معرکہ آرائی ۔ مصیبت سے نہ گھبراتے تھے ۔ جادۂ استقلال سے قدم نہ ہٹاتے تھے ۔ خود رائی کی بو نہ تھی ۔ خود سرائی کی خو نہ تھی ۔ زبان کسی سے نہ پلٹتے تھے ۔ قول سے نہ ہٹتے تھے ۔ جھوٹ سے کلی نفرت تھی ۔ راستی سے دلی رغبت تھی ۔ سپرایا دکھ درد بٹاتے تھے ۔ مظلوم کے پسینے کے بدلے اپنا خون گراتے تھے ۔ ظاہری اوصاف کے سوا بشن کے اوتار و میں نامی انتربامی ۔ کوئی خرچ[۱] شاستر کے خلاف نہ تھا ۔ وزیروں کی رائوں سے انحراف نہ تھا ۔ دولت علوم فنون سے غنی تھے ۔ تیر تلوار کے دھنی تھے ۔ شستر ودیا کو کمالات پر ناز تھا ۔ پنجۂ قوی میں خاص اعجاز تھا ۔ ناٹک ودیا میں صاحب کمال تھے ۔ فن مصوری میں آپ اپنی مثال تھے ۔ اول درجہ کے شہسوار ۔ ہاتھی کی سواری میں یکتائے روزگار ۔ رتھ اس طرح چلاتے کہ آندھی کے جھونکے پیچھے رہ جاتے ۔ ہر ایک کا دل رکھتے ۔ کسی کی بات نہ دلکتے تھے ۔ قناعت پرائی دولت پر کبھی نہ تھی ۔ شجاعت ظالموں کی سرکوبی سے چوکتی نہ تھی ۔ رعایا کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے ۔ دور سے دیکھ کر کھرا کھوٹا پرکھتے تھے ۔

رامچندر جی کے فضائل پر کون شیفتہ اور خصائل پر کون فریفتہ نہ تھا ۔ چہرے پر

---

[۱] شاستر میں مصارف کی پانچ مدیں مقرر ہیں ۔

(۱) دھرم کا رج ۔

(۲) جشن کا رج جس سے ناموری اور ثواب ہو ۔

(۳) دھن بردھی (ترقی آمدنی) یعنی جس سے موجودہ آمدنی بڑھے ۔

(۴) شریر رکھشا قیام زندگی و آسائش جسمانی ۔

(۵) اتتھی ستکار یعنی مہمان غریب غربا اور اہل خاندان کی پرورش ۔

جو انسان ان مدات میں اپنی آمدنی عمدگی سے صرف کرتا ہے ۔ اُس کا دنیا میں بھی فائدہ ہے ۔ در عقبٰی میں بھی منافع (قول شاستر)

سورج کا سا جلال تھا۔ اندر کو تجلی رُخ سے انفعال تھا۔ زمین دعا کرتی تھی۔ کہ یہی اورنگ آرائے جہانبانی ہوں اقبال مناتا تھا کہ یہی رونق افزائے تاج حکمرانی ہوں دسرتھ جی جب شکل دیکھتے کلیجہ پھڑک اُٹھتا۔ جب اوصاف سُنتے شعلۂ اُلفت بھڑک اُٹھتا ہزار برس گزر چکے تھے۔ جی بھر کے حکومت کر چکے تھے۔ سوچے کہ جیتے جی رامچندر جی کو راج دیدوں تخت و تاج دیکر زندگی کا آنند لوٹوں دنیا کے بکھیڑوں سے چھوٹوں طبیعت کا سچا مذاق تھا۔ دل کا اصلی اشتیاق تھا۔ دربار عام کیا وزیروں سے کلام کیا۔ رامچندر سب طرح لائق ہو گئے۔ تمام اوصاف میں فائق ہو گئے۔ عقل میں برہسپت طاقت میں جمراج نیک طبیعت نیک مزاج۔ رعایا ان کی جاں نثار ہے۔ سایہ دامن دولت کی خواستگار ہے۔ اسلئے اپنی عزلت گزینی اور رامچندر جی کی تخت نشینی قبول کرتا ہوں ❖

وزرائے دولت و مشیران سلطنت نے ایک زبان ہوکر تجویز کی تائید بلکہ موو باز الفاظ اور پہلودار تقریروں میں تکمیل اغراض کی گویا تاکید اکید کی ❖

یہاں راج تلک کی بابت مشورہ ہو رہا تھا۔ وہاں دفعتاً آسمان کے ستارے آپس میں ٹکرانے لگے۔ اندھیرے نے زمین آسمان پر ایک کالا کمبل تان دیا۔ زمین اس طرح کانپنے لگی کہ گویا جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ راجہ دسرتھ کو ان علامات ارضی و سماوی سے سخت گھبراہٹ ہوئی ان کے دل پر جم گئی کہ کچھ نہ کچھ شدنی ضرور ہے۔ اسلئے ان کا دل چٹپٹایا کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ رامچندر جی کو راج دیکر آزاد ہو جائیں پھر راج جانے اور رامچندر۔ ہیں بری الذمہ۔ اسی وقت وزرائے دولت و ارکان سلطنت کو بھیجکر روے زمین کے فرمانروا طلب کئے۔ سب کی تشریف آوری پر راجہ دسرتھ نے شاہانہ اولوالعزمی سے خاطر و مدارات کے عالیشان ایوانات میں عیش و آرام کے سب سامان مہیا کر دئے اور ایک دربار گوہر بار منعقد فرمایا۔ اس موقع پر پردہ دیائے فرمانروا رونق افروز تھے فقط راجہ جنک اور راجہ کیکے تشریف نہ رکھتے تھے۔ اُن کے نہ آنے کی وجہ دیوتاؤں کی مصلحت وقت تھی یعنی دیوتا لوگوں نے راجہ دسرتھ کی عقل پر پردہ ڈال کر کچھ ایسا کوتہ اندیش کر دیا تھا کہ اُنہوں نے دھرماتما راجاؤں کو خط تو دیا ہی نہ بھیجے اور واقعی اگر یہ دونو مہاراجے تشریف لائے تو دیوتاؤں کی ساری مصلحتیں ایک سرے سے ندارد ہو جاتیں۔ اور سارا منصوبہ بگڑ جاتا۔ خیر راجہ دسرتھ راج سنگاسن

پر رونق افروز ہوئے اور راجوں مہاراجوں نے اپنی اپنی نشستوں پر زانوے ادب تہ کیا ہر ایک کی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں۔ سب ہاتھ جوڑے ہوئے گوش بر آواز تھے دربار کی عجیب رونق تھی۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ راجہ دسرتھ نہیں بلکہ راجہ اندر اپنے اندر آسن پر دیوتاؤں میں جلوہ آرا ہیں ٭

سرگ ۲

تاجداران عالم کی آمد انعقاد دربار رامچندر جی کی تخت نشینی کے لئے مشورت سب کا اتفاق رائے

راجہ دسرتھ کا دربار لگا ہوا ہے۔ راجوں مہاراجوں کی دو رویہ صفوں میں دو رنگ قسم قسم کے اور وضع وضع کے مکٹوں کا جڑاؤ آنکھوں میں چکا چوند پیدا کرتا تھا۔ آداب محفل کی یکسوئی ہونے پر راجہ دسرتھ نے بلند آواز سے یوں درافشانی فرمائی ٭

اے تاجداران ہفت اقلیم و رونق آرایان تخت و دیہیم۔ آپ صاحب بخوبی واقف ہیں کہ میرا احاطہ سلطنت کس قدر وسیع اور میری شان فرمانروائی کی عظمت کیا ہے۔ میرے بزرگوں میں جو اورنگ آرائے حکومت گزرے اُن سے تاریخی دنیا کو خاص رونق حاصل رہی ہے۔ یہ رگھوبنس کے سرمایۂ فخر بڑے رعیت نواز اور خلق پرور تھے۔ جہاں تلوار چمکائی فتح و نصرت نے دوڑ کر استقبال کیا۔ چنانچہ اُنہیں کے فیض اقبال سے میرے عہد حکومت میں رعیت خوشحال ملک دولت سے مالامال ہو رہا ہے۔ میں نے بہت دنوں راج کیا ساٹھ ہزار برس اوج اقبال کی برکتوں سے عیش و عشرت کے مزے لوٹے اب ہوس ہے کہ سری رامچندر جی کی تخت نشینی سے آنکھوں کا سکھ دیکھوں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ پیرانہ سالی سے میرے ہاتھ پاؤں نے ست چھوڑ دیا۔ میرے دل و دماغ کی طاقتیں جواب دے گئیں۔ نہیں نہیں مجھ میں وہی دم داعیہ وہی جوش و خروش ہے جو عالم جوانی میں کشورستانی ملک گیری رعیت پروری

جہانبانی کے ڈنکے بجاتا تھا۔ سری رامچندر کی اورنگ آرائی کا خیال صرف میرے ہی دل میں جاگزیں نہیں میرے مشیران باتدبیر و وزیران روشنضمیر کو بھی میری رائے سے اتفاق ہے۔ رامچندر چشم بددور صاحب قدرت و طاقت ہیں علوم زمانہ میں کامل فنون جنگ سے کماحقہ ماہر ہیں پس میرا فرض ہے کہ ان کو راج گدی پر بٹھا کر ان کی لیاقتوں کا صلہ دوں۔ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں راج سے بالکل دست کش و دست بردار ہوتا ہوں۔ نہیں نہیں میں بھی فرائض فرمانروائی میں رامچندر کا ہاتھ بٹاتا رہونگا اور یہ میری سرپرستی عامۂ خلائق کے لئے قند مکرر سے کم نہ ہوگی میری خواہش ہے کہ اس معاملہ میں آپ سب صاحبوں کی آزادانہ راے سے استفادہ حاصل کروں امید ہے کہ بے تکلف منشاے خاطر ظاہر فرمائینگے۔ بالفرض آپ کو رامچندر جی کی لیاقت میں شک ہو تو آپ کا اول تو یہ خیال ہی خیال ہے دوسرے جب میں بذات خود موجود ہوں تو کسی بات کا اندیشہ فضول۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ منہ دیکھی اور لگی لپٹی لیں خالی ہاں میں ہاں ملادیں نہیں اگر آپ کسی دوسرے راجکمار کو لائق جہانبانی و مستحق حکمرانی تصور فرماتے ہوں تو صاف صاف کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں میں اس معاملہ کا تصفیہ آپ لوگوں کی راے پر چھوڑتا ہوں سوجہ یہ کہ اپنے منصوبے پر اپنی عقل کو مقدم سمجھنا دانشمندوں کا کام نہیں۔ ایسے معاملوں میں اہل الراے کی مشورت پر بھروسا کرنا چاہئے۔ آپ سب صاحبوں کو رامچندر جی کی نسبت چاہے جیسا خیال ہو مگر جہاں تک میرا تجربہ یقین دلاتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ رامچندر بہمہ صفت موصوف اور رگھوبنس کے سرمایۂ ناز ہیں +

فرمانروایان روے زمین و سلاطین اورنگ نشین ہمہ تن گوش ہو کر راجہ دسرتھ کی تقریر دلپذیر سنتے رہے۔ اور جب رامچندر جی کی تاجپوشی کا ذکر آتا مارے خوشی کے جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا:۔

مہاراج! ضرور رامچندر جی کو راج دیجئے۔ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہے اس کے لئے کسی کے صلاح مشورے کی کیا ضرورت۔ رامچندر جی کا جلوس نکلے وہ ہاتھی پر سوار ہوں چھتر مکلل سر پر سایہ زن ہو۔ وزراے اعظم چنور جھلتے ہوں جلو میں خدام بارگاہ و امراے خیر خواہ کا مجمع ہو۔ ہم لوگ بھی دیکھ لیں کہ شوکت شاہنشاہی و

عظمت عالم پناہی میں کیونکر چار چاند لگتے ہیں +
راجہ دسرتھ کے دل پر جو چوٹ ہوئی تھی اُس کو کون مٹا سکتا تھا۔ وہ جو بات سوچتے تھے اُلٹ ہوتی تھی۔ جو کرتے تھے کر کے دکھاتے تھے۔ مگر نہیں اُنہوں نے شرکائے دربار سے پھر فرمایا +
آپ میری رائے سے ضرور اتفاق کرتے ہیں۔ مگر میں اس اتفاق رائے کو سرسری سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ ذرا غور فرما لیں۔ اگر رامچندر جی کی تخت نشینی پر کسی کو اعتراض ہو یا ان کی فرمانروائی کی لیاقت نہ تسلیم کی جائے۔ تو مَیں خوشی سے اپنا خیال پلٹ دونگا۔ رامچندر کو راج دینے کی ضرورت نہیں کاروبار جس طرح چل رہے ہیں چلتے رہینگے +
وزرائے سلطنت نے اس تقریر کے جواب میں دست بستہ گذارش کی :-
جہاں پناہ سری رامچندر جی کے خصائل حمیدہ و فضائل پسندیدہ پر کون حرف رکھ سکتا ہے۔ کہیں آفتاب پر بھی خاک پڑی ہے۔ شرد ہونو کے چاند کو کون کہہ سکتا ہے کہ چودھویں کا چاند ہے۔ رامچندر جی کے کمالات لیاقت کا کیا کہنا۔ پیکر عنصری میں (دبیہ گُن) دیوتاؤں کے اوصاف موجود۔ قالب انسانی میں (مانوگن) فضائل جسمانی و روحانی پیوست۔ حالانکہ رگھوبنس میں ایک سے ایک واجب التعظیم صاحب وسیم گزرے مگر رامچندر جی کا قیافہ بتا رہا ہے کہ یہ سب سے بڑھ کر ہونگے۔ عقل دیکھئے۔ علم و اخلاق پر نظر دوڑائیے۔ رحم و کرم کا خیال کیجئے۔ سعادت و لیاقت ملاحظہ فرمائیے۔ کس بات میں رامچندر یکتائے روزگار نہیں۔ بزرگوں کی فرمانبرداری۔ گرو کی اطاعت گزاری۔ عامۂ خلائق کی رضاجوئی۔ ہر حالت میں راستگوئی۔ وہ وہ صفتیں ہیں کہ ان کو انسانوں سے افضل کیا بلکہ دیوتا ماننا پڑتا ہے۔ غصے کی بھڑکی ہوئی آگ پر پانی ڈالنا۔ کسی کی شان میں حرف غلط نہ نکالنا خاصۂ خاص ہے۔ میدان جنگ میں قدم ہمت گاڑنے نخل فساد کو جڑ سے اُکھاڑنے میں یدطولے رکھتے ہیں۔ انکسار کا یہ حال کہ رعایا کی تقریبات میں شریک ہو کر ہر دلعزیزی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اخلاق کی یہ کیفیت کہ ہمجنس و ناجنس یگانہ و بیگانہ گرویدہ محبت رہتے ہیں۔ غرور چھو نہیں گیا۔ نخوت جانتے ہی نہیں کہ کیا چیز ہے۔ ہر ایک سے جھک کر ملنا۔ خاص و عام سے ہنس کر بولنا دلوں کے تسخیر کرنے کے لئے بسی کرن سے کم نہیں۔ رامچندر جی بہادران زمانہ و دلاوران یگانہ

کے سرتاج مانے جاتے ہیں۔ آنکھیں بعینہٖ یاقوت رمانی۔ طاقت کو جوش جوانی اور راجے اپنے زعم میں مست ہو ہو کر بے گناہوں پر بھی غصہ اُتارتے ہیں مگر راجندر جی کبھی جادۂ انصاف سے نہیں گزرتے۔ ہمیشہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرتے ہیں۔ جس سے خوش ہو گئے وہ مالامال ہو گیا کسی بات کی ہوس باقی نہ رہی۔ اسی طرح جس پر جرم ثابت ہو گیا۔ اس کی بمصداق

نکوئی با بداں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

مروت نہیں کرتے اور شاستر کی ہدایت کے موافق مناسب و جائز سزا دیتے ہیں۔ شاستر کا قول ہے کہ جو راجہ واجب التعزیر مجرم کو سزاے اعمال نہیں دیتا وہ گرفتارِ عذاب ہوتا ہے۔ اُس کو نرک کی تکالیف سے مفر نہیں۔ رامچندر جی میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے دل پر حکومت رکھتے ہیں۔ مجال کیا کہ خواہشاتِ نفس کی چادر سے باہر پاؤں پھیلا سکیں +

دوسرے اورنگ نشین تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ہمچو ما دیگرے نیست بن جاتے ہیں۔ مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں پڑتا۔ مزاج آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ دولت و حکومت کے نشے میں ایسے ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ اور تو اور گرو بھائی بند دوست آشنا بھی اُن کی نظر میں ہیچ در ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دماغ میں وہ بوے خودی سما جاتی ہے کہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب مگر رامچندر جی میں یہ بات نہیں یہ ہمیشہ اور ہر حال میں ایک ہی روش پر چلتے ہیں۔ ان کے مزاج میں نہ تلون ہے نہ خیالات میں تغیر۔ یہی وجہ ہے کہ اہل زمانہ سچے دل سے ان کے سایۂ عاطفت کو قبول کرنے کے خواہشمند ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تخت نشینی کے اشتیاق و انتظار میں اُن کی بے چینی ظاہر ہوتی ہے۔ اے مہاراجہ دسرتھ آپ کا سا خوش نصیب نہ دنیا میں ہوا ہے نہ ہوگا +

رامچندر جی ایسا جگر بند جس کو ملے اُس کے عروج قسمت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ برہما اپنے گلزار کائنات میں چراغ لیکر ڈھونڈھیں تب بھی رامچندر کا سا صاحب طاقت و لیاقت کہیں نہ ملے۔ پس اب ہم لوگوں کی درخواست

ہے کہ آپ رامچندر جی کو راج دیکر عامۂ خلائق کی دعائیں لیں۔ ہم لوگوں کو ممنون توجہات خسروانہ فرمادیں اور جس طرح برہمایش اور مہیش اہل عالم کو کامیاب مقاصد کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ ابنائے زمانہ کو نقد آرزو سے مالامال فرمادیں ÷

سرگ ۳

سری رامچندر جی کی تخت نشینی کا تصفیہ مہاراج ممدوح کو راجہ دسرتھ کی نصیحتیں

سلاطین زمانہ زیب دہندگان مسند شاہانہ کا کلام فرحت فرجام سنکر راجہ دسرتھ کا غنچہ دل کھلکھلا اٹھا انہیں نہایت خوشی ہوئی کہ سب کو رامچندر کی اورنگ آرائی سے اتفاق ہے انہوں نے پھر اہل دربار سے خطاب کیا کہ

میں آپ کے اتفاق رائے اور اظہار خوشنودی کا شکر گزار ہوں میری نہایت خوش قسمتی ہے کہ میں رامچندر کو تخت حکومت پر جلوہ افروز دیکھونگا۔ آپ لوگوں نے جو کچھ رامچندر کی تعریف کی بجا ہے۔ یہ صرف رامچندر ہی کی تعریف نہیں بلکہ اس سے میری بھی عزت افزائی ہے ÷

اتنا فرماکر راجہ دسرتھ بشسٹ جی سے مخاطب ہوئے اور ساتھ ہی واجب التعظیم برہمنوں اور اپنے ہواخواہوں کی طرف روئے سخن کیا کہ

رامچندر جی کی مسند نشینی قرار پائی اب انتظام واجب ہے۔ اچھے کام میں دیر کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک جلد ہو جشن تاجپوشی منعقد کر دینا چاہئے۔ چنانچہ میں اسی چیت کو اس تقریب مبارک کیلئے پسند کرتا ہوں وجہ یہ کہ یہ مہینہ سب مہینوں کا راجہ کہلاتا ہے۔ اس مہینے میں تمام ذیروح جاندار و بیجان خوشی میں محو اور درخت پھلوں پھولوں سے لدے رہتے ہیں۔ پس اس مہینے میں رامچندر کے قدموں سے سریر سلطنت کی زینت ہونا نہایت موزوں و مناسب ہے ÷

راجہ دسرتھ نے سلسلہ تقریر ختم ہی کیا تھا کہ ہر صف ہر طرف سے فرہائے خوشی

بلند ہوتے اور کانوں میں یہی آواز گونج رہی تھی کہ

رامچندر جی کا ضرور راج تلک کیا جائے۔ چیت کا مہینہ بہت مناسب ہے۔

اس عام اظہار مسرت پر راجہ دسرتھ نے بششٹ جی اور باد یو جی سے فرمایا کہ
آپ راج تلک کا انتظام شروع کرائیں۔ سب سامان مہیا ہونا چاہئے۔
بششٹ جی کو اس گفتگو سے منہ مانگی مراد ملی۔ چنانچہ انہوں نے کارپردازان
سلطنت کو یہ ہدایتیں کیں:۔

کہ پوجا کا سامان منگایا جائے۔ ایوانات شاہی میں اس غرض سے پوجا
پاٹ کیا جائے کہ اس مبارک کام میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہو۔ سفید پھولوں کا ہار
رتن مالا (جواہرات کا ہار) تال مکھانے کالاوہ شہد گھی۔ اور عمدہ عمدہ قسم کے
قیمتی کپڑے مہیا کئے جائیں:۔

رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ ہتھیار آراستہ ہوں۔ چترنگی سینا کے دل پیدل رتھ دل
گج دل۔ (سوار پیادے۔ رتھ سوار فیل سوار) اپنی تیاری کریں۔ ہتھیار چمکائے
جائیں اور ایک خوبصورت کوہ پیکر ہاتھی زرکار جھول اور زیورات مرصع سے اندر کے
ایراوت کا نقطہ مقابل بنایا جائے۔ عماری میں ایک سفید رنگ کی تیاکا اور ایک مرصع
طلائی چتر آویزاں کیا جائے۔ دو قیمتی طلا کار چنور ان کے علاوہ ہوں۔ خالص سونے
کے سو کلس تیار ہوں۔ ہرن کا سینگ سونے سے منڈھایا جائے۔ شیر کی کھال پر
تمام ممالک محروسہ کا نقشہ تیار ہو جس پر سری رامچندر جی کو بٹھلا کر مراسم ضروریہ ادا کئے جائیں
تمام سامان اس مقام پر ذخیرہ ہوں جہاں راجہ دسرتھ ہون کیا کرتے تھے۔ تمام شہر
بندنواروں سے آراستہ کیا جائے۔ تمام مقامات پر عطر کیوڑہ۔ گلاب۔ دودھ اور دہی سے
چھڑکاؤ ہو۔ برہمنوں کو آج ہی نیوتا دیا جائے۔ یہ لوگ صبح ہی سے وید پاٹھ شروع کر دیں۔
سب کو حسب خواہش دکشنا دی جائے۔ اور ان کے لئے عمدہ عمدہ آسن بچھائے جائیں
ساری اجودھیا میں آئینہ بندی اور زیب و آرائش ہو۔ گھر گھر جھنڈیاں گاڑی جائیں
گلی گلی میں صفائی کا بندوبست کیا جائے۔ رقاصان طناز و مغنیان سراپا ناز
(گنکا) سولہوں سنگار سے کئے بارہوں ابھوشن (زیور) پہنے حاضر
ہوں۔ دوسری ڈیوڑھی سے ناچ رنگ کا رنگ جمائیں خوشی کے گانے گائیں

دیوتاؤں کے مندروں کابہت عمدگی سے سنگار ہو۔ بنسیتی کی پرستش کی جائے اہل شہر کو پھولوں کے مالے پہنائے جائیں۔ نامی وگرامی سوربیر فوجی لباس پہنے ہتھیار سجے تمغہ ہائے بہادری زیب تن کئے جابجا نگرانی رکھیں علیٰ ہذا بتیں پاکر کارپردازان سلطنت واہلکاران حکومت نے عرقریزی وجانفشانی سے سب انتظام کرکے ہتھیلی پر سرسوں جمادی۔ راجہ دسرتھ نے اپنے تمام فرائض لازمی انجام دئے اور اُن سے فراغت پاکر سومنت وزیر کو حکم دیا کہ

"جس قدر جلد ممکن ہو رامچندر کو بلا لائے"

سومنت رتھ پر سوار ہوا گھوڑے اڑے تو ہوا سے باتیں کرتے ہوئے سری رامچندر جی کے در دولت پر جا پہنچے۔ مہاراجہ دسرتھ کا حکم سنکر رامچندر سومنت کے ہمراہ ہوئے اور سواری باد بہاری کی طرح چلی۔ اس وقت گزرگاہوں میں ایک اژدھام تھا۔ تمام ملک کے راجے مہاراجے ہمہ تن چشم ہوکر جمال عالم افروز پر دل قربان کرتے لگے۔ بھرے بھرے بازو جسمانی طاقتوں کا موازنہ پیش نظر کرتے تھے۔ کٹورے سی آنکھیں دلوں پر موہنی ڈالتی تھیں۔ سانولی صورت میں تجلی انوار اندھیری رات میں چاند چھٹکانے والے چاند کو ماند کرتی تھی۔ چہرۂ پرنور وضیا سے رخسار پر آنکھیں نہ ٹھیرتی تھیں۔ پھر بھی نظر جمی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ گھنگھور گھٹا اُٹھنے سے اہل زمانہ کو بارش کی اُمید ہوتی ہے رامچندر جی کے جلوۂ نور سے آنکھیں سپھل کرنے کون تھا جس کو اُن کے راج تلک کی سچے دل سے خواہش وتمنا اور ہوس وآرزو نہ ہوئی ہو۔ جن لوگوں نے پہلے نہ دیکھا تھا وہ تو خیر تصویر حیرت ہو ہی رہے تھے۔ راجہ دسرتھ بھی جو سری رامچندر جی کو آنکھوں سے اوٹ نہ ہونے دیتے تھے۔ اس روز کا حسن عالم فریب دیکھ کر محو تھے کہ اُن کی محبت بھری نگاہیں بھی آئینہ دیوار بن رہی تھیں۔ جونہیں رامچندر جی قدموں پر سر جھکا کر ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے کھڑے ہوگئے اور زبان سے فرمایا کہ رام[1] حاضر ہے۔ دسرتھ جی نے دونو بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔ چہرے پر غیر معمولی خوشی چھاگئی تبسم آشنا ہونٹوں نے جوش مسرت کا اظہار کیا آنکھوں کی پتلیاں فرط طرب سے پھڑک اُٹھیں

[1] شاستر کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مکان پر جائے تو اُس کا فرض ہے کہ اپنا نام بے پوچھے بتادے ورنہ پرنام کا پھل حاصل نہیں ہوتا +

اس وقت راجہ دسرتھ کے چہرۂ روشن پر رامچندر جی کے پرتوے رُخ نے نور برسا کر کچھ ایسی رونق پیدا کر دی کہ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ سمیر پربت سورج کی روشنی سے جگمگ کر رہا ہے راجہ دسرتھ کی رامچندر جی کے جمال جہاں آرا کو دیکھکر آنکھیں کھل گئیں۔ وہ اپنے نور نظر کی سانولی صورت کو کچھ اس طرح دلفریبی کی نظر سے دیکھ رہے تھے جس طرح کوئی شخص آئینہ میں شکل دیکھتا ہے۔ ان کو اُس آئینہ رُخ میں اپنی صورت کے سوا دوسری صورت ہی نہ دکھائی دیتی تھی۔ راجہ دسرتھ نے جوشِ مسرت میں رامچندر کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا +

راحتِ جان وجگر سرمۂ نور و نظر۔ تمہاری ماتا کوشلیا میری سب سے بڑی مہارانی ہیں اُن کا اور میرا مرتبہ بالکل برابر ہے تم اُن کے پیوند جگر اور نور بصر کی حیثیت میں میری ہی ذات اور میرے ہی سروپ کا مرقع ہو۔ اپنے بھائیوں پر تمہیں کو بزرگی سے سبقت حاصل ہے۔ پس یہی وجوہات ہیں جن سے میں تمہیں دل وجان سے زیادہ عزیز رکھتا اور تم کو اپنی ہی ذات جانتا ہوں۔ تمہاری لیاقتوں نے مجھے گرویدہ کر لیا ہے۔ سعادتوں نے طبیعت خوش کر رکھی ہے۔ اس لئے میں راج پاٹ سے دست بردار ہوتا ہوں۔ کل ہی تمہارے سر پر تاج شاہنشاہی زیب دیگا۔ اے رامچندر تم نے وہ لیاقت پیدا کی ہے کہ دنیہ کے پردے پر کوئی جواب نہیں۔ وید شاستر سب نوکِ زبان ہیں۔ باریک سے باریک اصول اور دقیق سے دقیق رمز تمہارے ناخنوں پر ہیں۔ کون عقدہ ہے جس کو تمہاری عقل دقیقہ رس حل نہیں کر سکتی باینہمہ باپ کا فرض ہے کہ بیٹا لاکھ لکھ پڑھ جائے کیسا ہی ہمہ دان کیوں نہ ہو جائے اپنے وعظ و نصائح سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ میں بھی بخیال "شنیدہ اثرے دارد" کچھ کلمات پند آمیز سُنا کر اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوتا ہوں +

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیر دانا را

(رامچندر جی سے راجہ دسرتھ کے کلمات نصیحت آمیز

راج پا کر ہمیشہ عجز و انکسار سے غرض رکھنا چاہئے۔ قدیم دستوروں اور موروثی رسموں کی پابندی و پیروی لازمی ہے۔ امن کشی در و گردانی نامناسب

اپنی حالت کو بھولنا بہت ہی برا ہے۔ ہمیشہ ایک ہی رنگ پر رہنا واجب خودداری باعث

پدم پوران میں ایک نظیر درج ہے جس سے اس نصیحت کے نفس مضمون سے بخوبی آگاہی ہوگی۔ زمانۂ ماضیہ میں ایک برہمن تھا جس کو منسومان کے نام سے شہرت تھی۔ اُس کی زندگی غریب فاقوں میں رہتے اتفاق سے قحط پڑا۔ مفلسی میں آٹا گیلا۔ برہمن کی جان پر بن گئی۔ تھا پڑھا لکھا۔ ایک دن سوچا کہ آؤ چلیں کسی راجہ کو علمی مسائل اور دھرم اپدیش سنا کر کچھ کما لائیں۔ یہ شرط عقل است جستن از در ہا۔

تلسی یا سنسار میں بیٹھے داتا کون اُدم کے بن مچھمیں سنگھا کے بس یوں

سفر کی ٹھن گئی مگر کپڑے ندارد۔ پوشاک لباس کے نام سے صفایا۔ اول تو مانگے سے دیتا کون دوسرے یہ خیال:-

کہن جامۂ خویش آراستن بہ از جامۂ عاریت خواستن

پس اُس نے پھٹے پُرانے ہی کپڑے پہنکر راجہ پریہ برت کو قسمت سونپ دی اور مکان سے چل کھڑا ہوا۔ تقدیر نے راجہ کی دارالسلطنت میں بھیجا اور برہمن نے شہر کے قریب ایک مقام پر قیام کی ٹھیرائی۔ اتفاق سے اُسی وقت راجہ پریہ برت بڑے تزک و احتشام سے اپنے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ جوں ہی برہمن نے سواری دیکھی سامنے جا کھڑا ہوا۔ راجہ عقلمند تھا قیافے سے پہچان گیا کہ برہمن دیوتا کی غرض گیا ہے۔ اُس نے ہمراہی کو حکم دیا کہ برہمن کو میرے دربار میں لے چلو۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ برہمن دربار میں باریاب ہوا۔ راجہ نے نظر عاطفت مبذول کی اور چار روپیہ ماہوار جیب خرچ کر کے کھانے پینے کی سبیل کر دی۔ ایک روز راجہ تنہا بیٹھے ہوئے تھے برہمن پہنچا تو راجہ نے فرمایا۔ ذرا وہ دوات تو اٹھا لانا۔ برہمن نے تعمیل کی۔ ذرا دیر میں راجہ نے پھر کہا کہ دوات وہیں رکھ دو۔ اب کیسے رکھ دوں۔ یہ تو میرے ہاتھ آچکی ہے۔ راجہ خوش ہو گئے اور اپنا وزیر بنا لیا۔ برہمن راجہ کے دربار میں جاتا تو لباس فاخرہ پہنکر مگر جب گھر میں آتا وہی پُرانے کپڑے پہن لیتا جو پہنے ہوئے راجہ سے ملا تھا۔ نیز ان کپڑوں کو دربار جانے وقت بڑی حفاظت سے باندھ چھوڑتا اور عمدہ عمدہ پوشاکیں پہنکر دربار جایا کرتا تھا۔ اتفاق سے راجہ کو اس معاملے کی خبر لگ گئی وہ بنفس نفیس برہمن کے مکان پر جا پہنچا اور فرمایا کہ اپنے کپڑوں کی گٹھری دکھاؤ۔ برہمن نے بہت ٹالا مگر راج ہٹ سے کب پیش جا سکتی تھی۔ آخر گٹھری کھولی تو وہی پھٹے پُرانے کپڑے برآمد ہوئے۔ راجہ نے پوچھا کہ یہ (دیکھو صفحہ آئندہ)

نقصان۔ نیک و بد کی تمیز لازمی۔ دوسرے راجاؤں کی زندگی سے سبق لینا ضروری رعیت پروری فرض منصبی۔ وزرا کی خاطر داشت مقدم۔ جو وزیر نیک مشورہ نہ دے اُس کا تعلق موجب ضرر۔ وہ قابل برطرفی۔ وزیروں سے صلاح و مشورت مفید حال و ترقی بخش دولت و مال ورنہ صورت زوال۔ راجہ کا یہ بھی فرض ہے کہ اجناس ضروری ہر وقت ذخیرہ رکھے۔ نئے نئے اسلحۂ جنگ تیار کرائے۔ بزرگوں کا سرمایہ محفوظ رکھے ذاتی آمدنی کو جائز وسائل سے ترقی پر پہنچا کر اسی کو ضروری مصارف کا سرچشمہ بنائے اور توفیر داخل تحویل خزانہ کرے۔ اگر ایشور نہ کرے کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آجائے جس سے تباہی سلطنت کے آثار ہوں تو جمع شدہ سرمایہ صرف کرانے کا اختیار ہے اُس وقت تنگدلی کی ضرورت نہیں۔ اے رامچندر یہ نصیحتیں گرہ باندھنے کے قابل ہیں۔ میری ہدایت ہے کہ تم ان پر پوری پابندی کے ساتھ عمل کرتے رہنا۔ جو راجہ ایسے ایسے اصول مدنظر رکھتا ہے اُس کی دولت و حشمت کی ترقی میں کوئی امر ہارج یا مانع نہیں ہوتا تاجدار وقت اور رعایائے سلطنت دونو موجیں کرتے ہیں عیش و عشرت کے سوا جانتے ہی نہیں کہ رنج و کلفت کس جانور کا نام ہے +

راجہ دسرتھ نے یہاں الفاظ نصیحت سُنا کر تاج پوشی کی خوشی میں صبح فردا کا انتظام شروع کیا۔ وہاں وزرائے نامی و گرامی نے کوشلیا کی خدمت میں حاضر ہو کر نوید عشرت خیز و بشارت طرب انگیز سنائی۔ مہارانی خوشخبری سُنکر خوش ہو گئیں اور انعام و اکرام سے مالا مال کر کے رخصت کیا۔ رامچندر بھی پند سودمند گرہ میں باندھے ہوئے اپنے ایوان عظیم الشان میں واپس تشریف لائے تمام شہر میں شورِ عشرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) چیتھڑے کیوں باندھ رکھے ہیں جواب ملا کہ یہ وہی قدیم رفیق ہیں جنہوں نے آپ کے دربار میں حاضر کر کے اس مرتبے کو پہنچایا۔ یہ میری غریبی کی نشانی ہیں۔ اس لئے رکھ چھوڑے ہیں کہ یہ اصلی اور اگلی حیثیت بھولنے نہ دینگے۔ اب رہا عمدہ پوشاک پہن کر رونا وہ اس خیال سے ہے کہ یہ لباس انسان کو مغرور کر کے پچھلی حالت کو فراموش کرانے والا ہے۔ ہر وقت ڈرتا ہوں کہ کہیں میں گذشتہ حیثیت کو ان کی وجہ سے بھول نہ جاؤں +

بلند ہو گیا۔ گھر گھر شادیانے بجنے لگے۔ ہر ایک دست بدعا تھا کہ جلد رات کٹے جلد صبح ہو۔ جلد پکھیہ نچھتر آئے۔ جلد کوس شاہنشاہی رامچندر جی کے نام کا ڈنکا بجائے ٭

سرگ ۴

تخلیہ سری رامچندر جی سے راجہ دسرتھ کی خفیہ باتیں

دربار برخاست ہو گیا۔ پکھیہ نچھتر میں دوسرے روز تاجپوشی کی ساعت طے پا چکی۔ راجہ دسرتھ بھی خوش خوش محل میں تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں خیالات گوناگوں سے طبیعت کچھ الجھی۔ فوراً سومنت کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ بہت جلد رامچندر جی کو بلا لائے۔ وہ گیا اور طلبی کا حکم سنایا۔ رامچندر جی کو حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے ابھی ابھی چلا آتا ہوں راہ بھی میلی نہ ہوئی ہوگی۔ پھر یاد فرمانے کی وجہ کہیں کوئی اندیشے کی بات تو پیش نہیں آئی۔ کوئی خرخشہ تو نہیں ظہور پذیر ہوا۔ وہ خیال دوڑاتے تھے مگر عقل کسی بات پر نہ جمتی تھی۔ آخر اٹھ کھڑے ہوئے اور حاضر ہو کر راجہ دسرتھ کے قدم چومے۔ راجہ دسرتھ نے بڑے پیار سے پاس بٹھا لیا اور فرمایا ٭

پیارے رامچندر میں بہت زمانہ دیکھ چکا۔ بال تک سفید ہو گئے زندگی کا کوئی سکھ نہیں جس سے میری سیری حاصل نہ ہو۔ سینکڑوں جگیہ کر ڈالے ہر قسم کے جگیوں سے نیت بھر لی۔ پُن دان کی زیادہ ہوس باقی نہیں اگر کوئی آرزو تھی تو صرف تم کو راج دینے کی۔ تمام رعایا تمہاری تاجپوشی کے لئے دعائیں مانگ رہی ہے۔ کون ہے جسے تمہیں راج سنگھاسن پر جلوہ افروز دیکھنے کی خواہش نہ ہو۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر ہے۔ میری وہ مراد بھی کل پوری ہونے والی ہے۔ رات کٹی اور کامیابی مقصد نے خوشی کے ڈنکے بجائے۔ گویا جگیہ میں اب کچھ کسر نہیں میرا ارادہ پختہ ہے مگر ایک تخلیہ کی بات کہتا ہوں اپنے ہی تک رکھنا کسی دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ پیارے رامچندر کیا کہوں ادھر تو میں

تمہاری تخت نشینی کا ڈھنگ ڈال رہا ہوں اُدھر آثار کچھ بیڈھب نظر آتے ہیں
راتوں کو بھی یہی خواب دکھائی دیتے ہیں کہ سلطنت میں کچھ رخنہ پڑ گیا۔ راجہ راہی
ملک عدم ہوا۔ کچھ خواب ہی میں نہیں بیداری میں بھی دیکھتا ہوں تو بدشگونیاں
ہی بدشگونیاں نظر آتی ہیں۔ معلوم نہیں کیا شدنی ہے۔ کہیں

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
میرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

کا معاملہ تو نہیں۔ اس کو بھی جانے دو۔ ایک دوسری بات سنو۔ آجتک
جتنے جوتشیوں سے میرا جنم پتر دکھایا سب نے یہی بتایا کہ جب سورج منگل راہو تمہاری
راس پر ہونگے تب تمہاری زندگی کا آفتاب غروب ہوگا۔ چنانچہ آجکل وہی ستارے
میری راس پر آگئے ہیں۔ مجھے موت کی پروا نہیں زندگی سے طبیعت سیر ہو چکی ہے
خیال ہے تو یہ کہ ایسے وقت کی موت مرنے والے کو موت کے بعد روح کو چین
لینے نہیں دیتی۔ یہ باتیں کوئی ایسی ویسی نہیں جو نظر انداز کر دی جائیں۔ مجھے
اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کچھ رنگ میں بھنگ نہ ہو۔ میرا دل تو بمصداق:-

جو کرنا ہو آج ہی کرے کال کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بلمب لگانی

دل یہی چاہتا ہے کہ اسی وقت راج تلک کر کے چھٹی کروں مگر مجبور ہوں
کہ سب رکھیہ تجھ کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ میں اب خود رائی کو دخل نہیں دے
سکتا۔ گومگو کا معاملہ ہے +

خیر تم جاؤ اور رات زیادہ آگئی مگر خیال رہے کہ اگر کسی وقت مجھ پر غشی طاری
ہو تو ضرور علاج معالجہ کرانا۔ غافل نہ ہونا نیت شب بخیر کل راج تلک کرونگا ہاں
خوب یاد آیا راج گدی کے ایک روز قبل رات کو جاگنے اور برت رکھنے کا دستور
ہے۔ اس لئے تم کُش کے آسن پر اپنی اردھنگی سری جانکی جی کے پاس بیٹھکر رات
بھر ایشور کا دھیان کرو اور برت رکھو تمہارے وزیر جاں نثار و غمگسار پہرے پر پہنچے
مرحبا نگہبانی کرینگے۔ ایشور کرے خیریت سے سویرا ہو۔ اور میں تمہارے سر پر تاج
سلطانی دیکھ لوں۔ پیارے رامچندر ایک خفیہ بات کہنے کے لائق تو نہیں مگر

تعلق تم سے ہے اس لئے زبان پر آہی جاتی ہے۔ دیکھو دل ہی میں رکھنا۔ کوئی کیسا ہی رازدار کیوں نہ ہو اُس کو بھی علم نہ ہونے پائے۔ ہاں سُنو میں نے بڑی دُور کی بات سوچی ہے۔ تم جانتے ہو کہ زر۔ زمین۔ زن۔ تینوں کے لئے بڑے محتاط سے محتاط قانع سے قانع۔ ضابطہ سے ضابطہ دیندار سے دیندار۔ عقلمند سے عقلمند آدمی کی بھی نیت کا اعتبار نہیں۔ نہ جانے کس وقت دل میں کیا ہوا سما جائے۔ چنانچہ دور اندیشوں نے کہا ہے کہ زہر زہر نہیں ہے بلکہ کچھ میں زہر ہے۔ اس کا ثبوت درکار ہو تو سنو۔ مہادیو جی زہر کھائے بیٹھے ہیں۔ سونا کیا کسی وقت آنکھ بھی نہیں جھپکتی مہادیو جی کے خلاف بشن جی لکشمی پر فریفتہ ہو کر ہمیشہ خواب آرام ہی میں مست رہتے ہیں۔ جب دیکھئے آنکھیں بند۔ اس سے کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ کچھ میں زہر ہے نہ کہ زہر ہلاہل یعنی دولت وہ سم قاتل ہے جو انسان کی آنکھیں بند کر دیتا ہے اسی کی فکر میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ نیک و بد سجھائی نہیں دیتا۔ جب دولت فساد کی جڑ ہے تو میں کیونکر یقین کروں کہ میری سلطنت کے لئے بھی کوئی خرخشہ نہ اُٹھیگا میرا دل بھرت کی طرف سے کھٹکتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ ننہال سے نہ آنے پائیں اور میں تم کو تخت سلطنت پر بٹھا چھوڑوں ÷

راجہ دسرتھ کی اس تقریر پر رامچندر جی کو حیرت ہوئی۔ انہوں نے بڑے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ بھرت جی ایسے لائق و فائق مجھے جان و دل سے عزیز میرے وفادار و اطاعت گزار۔ اُن کی طرف سے یہ بدظنی کیوں۔ مجھے اُن سے مخالفت کا یقین نہیں ÷

راجہ دسرتھ۔ تم لاکھ سمجھدار ہو عقلمند ہو مگر پھر بھی بچے ہی ہو۔ یہ دولت و حکومت کا معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اس کے لئے باپ بیٹے کا۔ بیٹا باپ کا۔ بھائی بھائی کا دوست دوست کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ بیشک بھرت عقلمند ہیں دھرماتما ہیں۔ نفس کش ہیں۔ مگر انسان کی طبیعت ہر وقت ایک سی نہیں رہتی۔ دل پر قابو رکھنا کارے دارد۔ ممکن ہے کہ بھرت کی طبیعت بدل جائے اور وہ اپنا دعوے پیش کر بیٹھیں۔ اس سے احتیاط شرط ہے ÷

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اچھا اب تم جاؤ۔ ایشور کے پوجن وغیرہ کا انتظام کرو +

رامچندر جی رخصت ہو کر سیدھے اپنے رنواس میں آئے دیکھا تو سیتا جی موجود نہیں معلوم ہوا کہ کوشلیا جی کے پاس ہیں۔ رامچندر جی کوشلیا کے محل میں تشریف لے گئے وہاں ماتا کوشلیا پیتامبر پہنے مون سادھے دھیان میں محو نظر آئیں اور پاس ہی جانکی جی کو بیٹھے ہوئے پایا۔ رامچندر جی ماتا کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ سومنت کے ساتھ لکشمن جی بھی وہاں پہنچ گئے۔ رامچندر جی کو انتظار میں کھڑے کھڑے تھوڑی دیر ہو گئی اور کوشلیا جی نے نظر نہ اٹھائی تو آپ بڑی شیریں زبانی سے حرف مطلب زبان پر لائے +

ماتا جی! پتا جی نے رعیت پروری کے لئے مجھے نامزد کیا ہے۔ تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کل راج تلک ہے۔ مجھ کو جو راج ملیگا وہ راج وہ ہوگا جو رگھو بنس میں صرف آپ کے رام ہی کی سرنوشت میں ہے (یعنی جنگلوں کا راج) بششٹ جی کا ارشاد ہے کہ آج رات بھر کُش آسن پر ایشور کا دھیان اور برت کرو جنک نندنی بھی ساتھ ہوں۔ آپ کیا فرماتی ہیں +

رامچندر جی کی یہ تقریر دلپذیر سنکر کوشلیا جی نے آنکھیں کھول دیں اپنے راحت جان کو دیکھکر اُن کا رویاں رویاں پھڑک اٹھا۔ دعا دی کہ ہمیشہ سلامت رہو پھلو پھولو۔ راج تم کو مبارک۔ مگر پیارے جب عنان حکومت ہاتھ میں آئے تو میرے خاندان کی حفاظت کا خیال دل سے دور نہ ہونے پائے۔ آہا میں کیسی خوش نصیب ہوں میری سی تقدیر دنیا میں کسی کی کہاں کہ تم ایسا آفتاب خاندان میری آنکھوں کا نور بنا۔ میں نے اولاد کی ہوس میں مدت تک وشن جی کی تپسیا کی شکر ہے کہ میری محنت سپھل ہوئی۔ اور تم نے میرے کلیجے کو سکھ دیا۔ اچھا جاؤ برت کرو یہ کہکر کوشلیا جی خاموش ہو گئیں اور لکشمن جی بدستور رامچندر جی کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے منتظر تھے کہ سری رامچندر جی کچھ ان سے بھی ارشاد فرماویں۔ رامچندر جی نے قیافے سے منشائے خاطر سمجھ کر تبسم آشنا ہونٹوں کو یوں جنبش دی +

تم نہ گھبراؤ! راج نہیں ہمارا تمہارا ساتھ رہیگا۔ ہم اکیلے راج نہ کرینگے۔

تم شاید سمجھتے ہو کہ میں تم سے جدا ہوں۔ نہیں نہیں میرا اور تمہارا سروپ ایک ہی ہے
اگر تمہیں اس راج کی خواہش ہو تو مبارک۔ میں دست بردار۔ درد کم تر یہ ÷
اتنا فرما کر رامچندر جی وہاں سے رخصت ہوئے اور سیتا جی کے ساتھ برت
رکھ کر ایشور کے دھیان میں مشغول ہو گئے ÷

سرگ ۵

سری رامچندر جی کا راج تلک کے لئے برت اور پوجا پاٹ

ادھر رامچندر جی اپنی ماتا کوشلیا سے رخصت ہو کر آئے ادھر بششٹ جی راجہ
دسرتھ کی تحریک تخت نشینی کو لئے ہوئے رامچندر جی کے در دولت پر رونق افروز ہوئے
اور لوگوں کے رتھ پہلی ڈیوڑھی سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے مگر بششٹ جی اپنے
رتھ کو تیسری ڈیوڑھی تک بڑھا لے گئے۔ جہاں رامچندر جی کی نظر پڑی اور وہ
بڑے ادب سے آ کر قدم بوس ہوئے۔ دونو بازوؤں کو ہاتھ سے سہارا دے کر
بششٹ جی کو رتھ سے اتارا اور ایوان فلک نشان میں لے گئے۔ بششٹ جی
معزز جگہ پر رونق افروز ہو کر یوں حرف زن ہوئے ÷
رگھوکل چند۔ راجہ دسرتھ ہمارے ججمان آج مارے خوشی کے پھولے
نہیں سماتے۔ کل تمہارا راج تلک ہوگا یہ خوشی وہ نہیں جس کا لفظوں میں اظہار
ہو سکے۔ آج تم اور سیتا برت رکھو۔ جاگرن کرو جس طرح راجہ نہکھ نے اپنے جگر بند ججاتی
کو تخت سلطنت عطا کیا۔ اسی طرح راجہ دسرتھ تم کو سریر حکومت پر بٹھائینگے ÷
اتنا فرما کر بششٹ جی نے گرہوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرائی اور رخصت
ہو کر راجہ دسرتھ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں رامچندر اور جانکی جی کش آسن پر
رونق افروز ہو کر ایشور کے [illegible] کے لئے چاروں طرف
صفدران ضیغم شکار۔ دلاوران خنجر گزار گھومتے پھرتے تھے۔ مجال کیا کہ پرندبھی پر
مار سکے یا ہوا کا بھی گزر ہو سکے ÷
اجودھیا میں ہر طرف خوشی کے چرچے تھے۔ کانوں میں شادیانوں ہی کی آواز

گونجتی تھی۔ اہل اجودھیا کی نیند اُڑ گئی۔ آنکھیں صبح کے انتظار میں ستارے گنتی تھیں۔ رامچندر جی کی بارگاہ فلک اشتباہ سے راجہ دسرتھ کے سپہر رفعت دائرہ دولت تک ایک میلہ سا لگا ہوا تھا۔ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ جس وقت بششٹ جی رامچندر جی کے قصر آسمان عنصر سے برآمد ہوئے کہیں راستہ نہ ملتا تھا۔ ہر جگہ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ ہجوم عام سے سمندر کی لہریں اُٹھتی معلوم ہوتی تھیں اور نعرہائے خوشی سے کان دئے آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ جدھر نگاہ جاتی تھی مکانوں کی صفائی و آراستگی ہی نظر آتی تھی۔ رنگ رنگ کی جھنڈیاں خوشی کے پھریرے اُڑاتی دکھائی دیتی تھیں۔ بند فوارون سے درو دیوار پر رنگ رنگ کے پھولوں کی بہار پیش نظر کر رکھی تھی۔ جب بششٹ جی انبوہ کو چیرتے ہوئے راجہ دسرتھ کے پاس پہنچے راجہ دسرتھ نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ سب کیفیت دریافت کی اور پوچھا کہ اب کوئی رسم و رواج باقی تو نہیں۔ بششٹ جی نے اس بات کا نفی میں جواب دیکر رامچندر کی پوجا پاٹ کا ذکر کیا اور رخصت ہوئے۔ راجہ دسرتھ کے رنواس میں تمام رانیاں مہاراج کے نزول اجلال کی منتظر اور راج تلک کا احوال دریافت کرنے کی خواہشمند تھیں۔ کان پاؤں کی آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں دروازے کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھیں کہ مہاراج تشریف لائے۔ اور اپنی رانیوں کے بیچ میں اس طرح رونق افروز ہوئے جس طرح ستاروں میں چاند ؞

سرگ ۶

اجودھیا میں خوشی کی چہل پہل سرستی جی کی آمد

بششٹ جی نے سری رامچندر جی کو [illegible] کی جو جو ہدایتیں فرمائی تھیں اُنہیں کے موافق اُنہوں نے عملدر آمد کرکے مہیشر کی پوجن میں دل لگا دیا۔ جس وقت یہ دھیان میں محو ہوئے اُن کو خیال آیا کہ [illegible] راج پاٹ سے کیا سروکار۔ میرے اوتار لینے کی غرض اور نیت آرائی نہیں بلکہ دکھ و زمین کو بار گناہ سے سبکدوش کرنا اور راون کو سزائے اعمال دینا مقصود ہے اسی خیال سے انہوں نے مہوتن کے

بَرتن کو ماتھے سے لگا کر ہَوَن شروع کیا۔ اُنہوں نے پہلے ساکلیہ کی کل سامگری ہَوَن
کی جو تھوڑی بچ رہی وہ اگنی دیو سے مراد مانگ کر سواہا کر دی۔ راچندر جی نے جو مراد
مانگی وہ تاجپوشی کے واسطے نہ تھی۔ بلکہ اُن کی التجا یہ تھی کہ ہے اگن دیو راون کے
قتل کی آرزو پوری ہو۔ یہاں سے فارغ ہو کر راچندر جی جانکی جی کو لئے ہوئے وشنو
جی کے مندر میں تشریف لے گئے۔ وہاں تین پہر رات تک مَون برت رکھا بعدہٗ
دولت خانہ عالیہ کی زینت و زیبائش کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ عالم لوگوں کو
خوشی تھی کہ صبح جشن تاجپوشی ہوگا رام مالک اورنگ جہانبانی ہونگے۔ مگر راچندر
جی کچھ اور ہی خیال میں تھے۔ اُنہوں نے سوچا کہ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں چلو
آج تو اپنے ہاتھ سے بشنو مندر کی صفائی و آراستگی کر لوں۔ اہل اجودھیا کے جوش
عشرت کا کچھ ٹھکانا نہ تھا شور و غل کے مارے کانوں کے پردے پھٹے جاتے
تھے۔ ہر طرف بھاٹوں کی نغمہ سرائیاں ہر جگہ گویوں کی خوشنوائیاں۔ گلی گلی میں ناچ
رنگ گھر گھر میں ساز نغمہ و آہنگ باجوں کی دلکش آوازیں دلوں کو موہتی تھیں۔ خوشی
کے ترانوں سے زمین و آسمان گونج رہے تھے۔ ہر گھر سے خوشبویات کی لپٹیں آ رہی
تھیں در و دیوار عطریات سے بس رہے تھے۔ خاص و عام کو اشتیاق جشن میں ایسی
بیتابی تھی کہ اندھیرے میں اتنی روشنی کر دی کہ راجہ دسرتھ صبح کا دھوکا کھا کر جلدی
سے راج تلک کر دیں۔ ہر طرف راجہ دسرتھ کی تعریف کے گیت گائے جاتے تھے کہ واہ خوش
نصیب ہو تو ہمارے مہاراج کا سا۔ بلند قسمت ہو تو راجہ دسرتھ کی طرح اکشواکُ بنس
میں کوئی ایسا صاحب تقدیر مہاراجہ نہیں گزرا جیسے متھلا دھیش میں سری راچندر
ایسا فرزند جگر بند ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ ایشور مہاراجہ دسرتھ کو حیات جاودانی
عطا کرے جنہوں نے خود بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی اور اب ہمیں
سری رام چندر ایسے رعیت پرور۔ مردم شناس۔ رحمدل۔ عادل فرزند جگر بند
کو سونپتے ہیں۔ اس وقت اجودھیا کی رونق کچھ اور ہی تھی جس کا خاکہ کھینچنا
زبان قلم کا کام نہیں۔ بس جو ہے کہ دھوم دیکھ کر سرستی جی سے نہ رہا گیا۔
مخفی طور پر دوڑی ہوئی آئیں۔ دیکھا کہ عجیب چہل پہل ہے۔ برہمن بید خوانی میں
مشغول ہیں۔ عامۂ خلائق کا جذبۂ خوشی روکے سے نہیں رک سکتا۔

ساری اجودھیا پوری عشرت خانہ ہو رہی ہے ؛

سرگ ۷

رامچندر جی کے خلاف منتھرا کا کیکئی کو اغوا

سرستی جی جب اجودھیا میں رونق افروز ہوئیں انہیں رام کی راجگدی سے دیوتاؤں کے خون آرزو کا خیال پیدا ہوا۔ وہ کیکئی کی لونڈی منتھرا کی زبان پر جا بیٹھیں اور اُس کو جشن تاجپوشی میں خلل انداز ہونے کے لئے اُکسایا۔ منتھرا نے اجودھیا میں جو یہ دھوم دھام دیکھی تو بہت حیران ہوئی فوراً کوٹھے پر چڑھ گئی۔ وہاں سے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتی ہے تو عجیب ہی دلکش نظارہ نظر کے سامنے تھا۔ برہمن پھولوں کے ہار ہوئے بید خوانی میں محو۔ زیب و آرائش سے ہر مکان چوتھی کی دلہن۔ انسان ہی شراب سرور میں السمت نہیں۔ چرند و پرند تک کے دانت نکلے پڑتے تھے۔ باچھیں کھلی جاتی تھیں۔ یہ عام نشاط و نظارہ انبساط منتھرا کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکا وہ سوچنے لگی کہ یہ تو بڑی اُلٹی پڑ رہی ہے۔ میرا مرت لوک میں آنا ہی بے نتیجہ ہُوا جاتا ہے۔ مَیں دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ کہینگے کہ واہ خوب گھوڑے بیچکر سوئی۔ دنیا کی نعمتوں نے فرض منصبی بھی بھلا دیا رامچندر تخت پر بیٹھے اور میری مٹی خراب ہوئی۔ دیوتا لوگ بغیر مزہ چکھائے نہ رہینگے اُف۔ اوہ! بڑی بھول ہوئی۔ ذرا سی چوک نے جان کے لالے ڈال دئے۔ اب خیر و عافیت نہیں ؛

منتھرا ایسے ہی خیالات سے خلجان میں تھی کہ مہارانی کوشلیا کی کنیز دھاتری اُسی طرف سے گزری۔ اس کے چہرے پر خوشی چھائی ہوئی تھی دانت چھپائے سے نہ چھپتے تھے۔ منتھرا نے اُسے ٹوکا اور پوچھا:۔

بہن! آج کوشلیا جی نے کیا جاتی دنیا دیکھی کہ خزانہ لٹا رہی ہیں لنگر جاری کر رکھا ہے۔ اناج کی لوٹ ہو رہی ہے۔ کپڑے بٹ رہے ہیں۔ آخر اس اولوالعزمی کی وجہ۔ پہلے کو کبھی مہارانی اس طرح دولت کے سر نہ ہوتی تھیں۔ ان

میسر نہیں جو کیکئے کماری کو نصیب ہیں۔ مگر میں ایسی زندگی پر تف کرتی ہوں ایسے نصیب پر تین حرف۔ یہ خوش نصیبی ہے یا اول درجے کی بدنصیبی۔ او رانی تیری قسمت پھوٹ گئی۔ تیرے بُرے دن آگئے۔ جس طرح آفتاب کی حرارت سے دریاؤں کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رامچندر کے اقبال سے تیری قسمت کا ستیاناس ہو گیا۔

کیکئی حیران تھی کہ منتھرا کو کیا ہو گیا۔ کہیں دماغ تو نہیں بگڑ گیا سڑن تو نہیں ہو گئی۔ یہ بکتی ہی کیا ہے۔ وہ پہلے تو اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ آخر بولی کہ او منتھرا اس وقت تو کہاں ہے۔ کچھ پی کے تو نہیں آئی۔ کہیں زیادہ چڑھ تو نہیں گئی۔ چہرہ مرجھا رہا ہے۔ آنکھیں لال لال انگارہ ہو رہی ہیں خیریت تو ہے۔

منتھرا۔ کیا بھولی بھالی باتیں بناتی ہو۔ مجھے یہ میٹھے بول زہر معلوم ہوتے ہیں سچ کہتی ہوں کہ تمہارے دن پورے ہو گئے۔ گدھے سے بدتر نہ سمجھی جاؤ تب کہنا ہاں قسمت نے کس سے سابقہ ڈالا۔ جو نہ اپنا بھلا سمجھے نہ بُرا یاد رکھنا ایسے دن آرہے ہیں کہ کہیں کی نہ رہوگی۔ میں کیا کروں کچھ بس نہیں۔ مجھے تو بُرے ہی بُرے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ بہتری کی کوئی صورت نہیں نظر آتی۔ تدبیر سوچتی ہوں تو عقل کام نہیں کرتی۔ ہائے مہاراج کو کیا سوجھی کہ رامچندر کو راج پاٹ دے رہے ہیں لوگوں کی حماقت دیکھو کہ پھولے نہیں سماتے۔ مارے خوشی کے اچھل اچھل پڑتے ہیں مگر میں ہوں کہ دل ہی دل میں کڑھتی جاتی ہوں دل پر وہ صدمہ ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا ہے ایک آگ سی بھڑک بھڑک کر کلیجے پھونکے دیتی ہے۔ بیچ میرا کیا ہیں کون مجھے اور راج پاٹ سے واسطہ۔ تم جانو مہاراج جانیں۔ رامچندر جانیں۔ مگر نہیں نہیں گود یوں کھلایا ہے۔ رات دن آنکھوں سے تلوے سہلاتے گزری ہے کبھی رویاں میلا ہونا گوارا نہ ہوا۔ مجھ سے زیادہ تمہارے درد دکھ کی ساتھی کون ہے۔ اس وقت تمہاری عمر بھر کے راحت و رنج کا معاملہ پیش ہے۔ سویرے ہی قسمت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ کوئی بھلائی کی بات نہ رہیگی۔ رانی بیٹے کو داغ لگ جائیگا۔ اس رنج میں میری جان اُڑی جا رہی ہے۔ بغیر بولے نہیں رہا جاتا۔ اسی سے دوڑی آئی کہ جب مالک کا سکھ اُڑ گیا تو ہم لونڈیوں کا ٹھکانا کہاں ہمارا سکھ تمہارے سکھ کے ساتھ ہے اور دنیا میں

کوئی لونڈی سے رانی ہو جائے تو تمہارا کیا۔ پیاری! عقل کہاں ہے۔ حواس کدھر ہیں ذرا
سوچو بچارو کہ تم کون ہو۔ تمہارا مرتبہ کیا ہے۔ کیکئے نندنی! خیال کرو تم میں کیا گُن لگے
ہیں۔ اور کوشلیا میں کیا سرخاب کے پر۔ کوشلیا سے تمہارا خاندان اونچا سب رانیوں
سے زیادہ مہاراج کی پیاری۔ اُس پر صورت شکل میں اپنی آپ نظیر۔ نور کی تصویر
پھر مہاراج کی یہ ہٹ دھرمی اور دغابازی کیسی۔ میں اَن پڑھ جاہل۔ کندۂ ناتراش
کچھ بھی نہیں جانتی۔ تم ایشور کی کرپا سے پڑھی لکھی ہوشیار سمجھدار ہو۔ پھر کیا
نہیں سنا کہ شاستر کار کیا کہتے ہیں۔ دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ اگر تاج و تخت
کے لئے باپ بیٹے کا گلا کاٹ ڈالے اور بیٹا باپ کا سر اُڑا دے تو گناہ نہیں پھر بھائی
کی کیا گنتی۔ تم راجہ دسرتھ کی ظاہری صورت و سیرت پر نہ جاؤ۔ ایمانداری و راست
گفتاری سب دکھاوے بھر کی ہے۔ جھوٹے فریبئے جعلساز اگر بھولی بھالی صورت
نہ بنائے رہیں۔ میٹھی میٹھی باتیں نہ بنائیں تو لوگ جھکمے میں کیونکر پھنسیں۔ میری بات
جھوٹی جانتی ہو تو دیکھ لو شاستر۔ اُس میں صاف صاف لکھا ہے کہ جو شخص میٹھی
میٹھی باتیں کرتا اور اچھی صورت بنائے رہتا ہے وہ ضرور کپٹی اور چھلی ہوگا۔ چنانچہ
یہی حالت ہمارے مہاراج کی ہے۔ تم کو باتوں میں بہلا کر اپنا مطلب گانٹھ لیا اور
دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک رہے ہیں۔ میں کسی اور کی مثال کیوں دوں
اپنے ہی کو دیکھ لو۔ راجہ دسرتھ کس طرح عزیز رکھتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جان ہو تو
تم۔ مال ہو تو تم۔ دین ہو تو تم۔ دنیا ہو تو تم۔ جب بولنا بات کرنا دل کو خوش کر دینا۔
کبھی خواب میں بھی ٹیڑھی نگاہ کی۔ نہ ٹیڑھی بات کہی۔ ایک طرف یہ حال دوسری
طرف کوشلیا کو دیکھو۔ میں نے تو کبھی نہ دیکھا کہ مہاراج سیدھے منہ بولے ہوں یا
دُنیا دکھاوا بھی کیا ہو۔ مگر نہیں یہ سب مہاراج کا مکر و فریب تھا۔ وہ تمہیں دکھانے
کو کوشلیا سے ٹیڑھے اور کھنچے رہتے تھے۔ دراصل ان کا پانی اُسی کی طرف مرتا
اور اُلفت پسند دل اُسی کا دم بھرتا تھا۔ تمہاری اُلفت و محبت جو کچھ تھی وہ بناوٹی
تھی اگر یہ نہ ہوتا تو تمہارے ہوتے کوشلیا کو سرتاج بنا کر رام کو راج دینا کیا معنی
رکھتا۔ میں تو مہاراج کی چالاکیاں دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں۔ اُف۔ وہ بلا کے فقرہ باز
ہیں۔ دیکھو کس جھکمے سے بھرت کو ملک ہی سے ٹال دیا۔ جس میں کچھ جھگڑا نہ اٹھے

اور لطف یہ کہ اتنا بڑا جشن اور بھرت کو کچھ خبر ہی نہیں۔ وہ ننہال میں پڑے چارپائی توڑیں یہاں رام کو سونے کا سنگھاسن مل جائے۔ دیوی! تمہارے بھولے پن پر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ ایسا سیدھا پن بھی کس کام کا۔ یہ سدھائی نہیں۔ اس کو بیوقوفی کہتے ہیں۔ تمہاری عقل اس وقت بچوں سے بھی گئی گزری ہو رہی ہے۔ بچے کے سامنے زہریلا سانپ چھوڑ دو۔ وہ کبھی نہ سمجھیگا کہ ملک الموت ہے۔ بلکہ کھلونا سمجھکر فوراً پکڑ لیگا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ نافہمی۔ اس نافہمی کی بدولت تم بھی راجہ دسرتھ کو نہ پہچان سکیں کہ تمہارے دوست ہیں یا دشمن۔ اور اپنا دل دے بیٹھیں۔ کیا جانتی ہو کہ اپنے ہتھیار پر بھروسا کرنے والے کا بھروسا ٹھیک ہے کبھی نہیں۔ وہی ہتھیار ایک وقت اسی کے کلیجے کو چیر پھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ مدتوں کا بھروسہ ایک دم میں خاک۔ ایسے ہی بھروسے پر تم نے راجہ دسرتھ کی محبتوں سے ذلت و ندامت کا منہ دیکھا۔ ساری اُمیدیں اور ساری بہبودیاں ایک دم میں ہوا ہو گئیں مہارانی میرا بکتے بکتے منہ تھک گیا۔ تمہارے مغز کا کیڑا جھڑ گیا ہو تو تعجب نہیں معاف کرنا جو کچھ بکا ہے تمہارے بھلے کو اور پھر بھی کان کئے دیتی ہوں کہ ہوشیار ہو۔ تم کیا تمہارے خاندان تک کی بربادی کے دن آگئے۔ رام گدی پر بیٹھے اور بس صفایا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ابھی رات ہے سویرے تک کوئی تدبیر سوچ لو۔ نہیں تو پھر سر پر ہاتھ رکھکر رونے کے سوا کچھ پلے نہ پڑیگا۔

منتھرا کی تقریر ایسی برجستہ اور پُراثر تھی کہ اور سنتا تو جادو میں جکڑا جاتا مگر نہیں کیکئی کے کان پر جُوں نہ رینگی۔ سری رامچندر جی کے راج تلک کی خوشی میں اس کی بتیسی کھلی ہوئی تھی اور منتھرا کی باتوں پر اور بھی ہنسی چلی آتی تھی۔ جب منتھرا چُپ ہوئی تو وہ ہنستی مسکراتی مسہری سے اُٹھی۔ سر سے ایک زیور اُتارا اور منتھرا کو دے کر بولی کہ

لے خوشخبری کا صلہ۔ رامچندر جی کے راج تلک کا انعام۔ اور جس چیز کی خواہش ہو بے تکلف مانگ لے۔ آج سے بڑھ کر تیرے مانگنے اور میرے انعام بانٹنے کا اور کون دن ہوگا۔ میرے نزدیک جیسے بھرت ویسے رام جیسے رام ویسے بھرت۔ رام کو راج تلک ملا تو کیا بھرت کو ملا تو کیا۔ بات ایک ہے بلکہ میں

رام ہی کے راج تلک سے خوش ہوں۔ ہاں کچھ اور مانگ ابھی دیتی ہوں۔ یہی نہیں بلکہ تو جتنی مرتبہ مجھ سے ایسی باتیں کرے گی اتنی ہی مرتبہ میں تجھے انعام دیتی چلی جاؤنگی ✤

سرگ ۸

منتھرا کی دوبارہ افترا پردازی کیکئی کا استقلال طبیعت

شاستر قائل ہیں کہ انسان کا دل ایک طرح کا نہیں رہتا۔ کبھی کچھ ہے کبھی کچھ سیہ کیا کہتے سنتے دیوار یں تک ٹل جاتی ہیں۔ آدمی موم کی ناک ہو کیسا ہی پتھر ہو پھر بھی زبان میں وہ تاثیر ہے کہ جس طرف چاہے چلا دے۔ قلب پھیر دینا تقریر کے نزدیک کچھ بات نہیں۔ منتھرا کی تقریر واقعی تیر بہدف تھی۔ ایک ایک لفظ میں کوٹ کوٹ کر جادو سا بھرا ہوا تھا۔ پتھر ہوتا تو بھی پگھل جاتا۔ پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے ٹل جاتا مگر نہیں کیکئی خوشی میں اُچھلتی رہی اور اُس کا دل انعام دینے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ رنگت دیکھی تو دیوتاؤں کے اوسان نہ رہے۔ جی چھوٹ گئے فکر کی حد نہ رہی۔ رنج کا حساب نہ تھا۔ ہر طرف کہرام سا مچ گیا کہ غضب ہو گیا ساری کی کرائی محنت برباد ہوئی۔ بندھی ہوئی آس ہزار جگہ سے ٹوٹ گئی۔ کیکئی کا دل نہیں پھرتا۔ پتھر میں جونک نہیں لگتی۔ اب کیا کریں۔ سب دعائیں مانگنے لگے کہ پرماتما رحم کر۔ کسی طرح کیکئی کا قلب پھیر۔ مصیبت کاٹ تھوڑی سی رات اور بڑھا دے۔ سورج بھگوان ذرا جلدی نہ کرنا۔ جب ہماری مراد پوری ہو لے تب سر اُبھارنا نہیں تو اندھیر ہو جائیگا ✤

منتھرا دل ہی میں کہتی تھی کہ واہ دیوتا لوگ بھی عجیب ہیں۔ مجھے بیچ میں پھنسا کے آپ الگ ہو گئے اور پھر لطف یہ کہ برائی بدشگونی کے لئے میری ناک کٹواتے ہیں۔ مطلب اپنا بدنامی کا ٹھیکرا میرے سر۔ سارے شہر میں جشن کی دھوم دھام گھر گھر رام کے راج تلک کی خوشی۔ ایسے موقع پر مجھے مفت کی کرکری دے رکھی ہے اور آپ خود سوں کھینچے ہوئے ہیں۔ کیکئی کا دل موم نہیں کیا جاتا۔ خیر میں تو اپنی سی اٹھا نہ رکھونگی۔ آسمان میں تھگلی لگانے والا دم داعیہ ابھی باقی ہے۔

کی رگڑ سے پتھر گھس جاتا ہے۔ تو کیا یہ کیکئی کے دل پر بھی اپنا خیال نقش نہ کر جائیگی
یہ خیال پختہ کر کے اُس نے کیکئی کا دیا ہوا زیور اُس کے سامنے پھینک دیا اور
ناک بھوں چڑھا کر بولی:۔

زیور تم کو مبارک۔ میں زیور کی لالچی نہیں۔ ان آنکھوں سے بہت سے زیور
دیکھ ڈالے ہیں۔ مجھے بار بار یہ زیور کیوں دکھاتی ہو۔ ہائے مجھے انہیں
زیوروں کا تو رونا ہے۔ آج تو خوشی میں پھول پھول کر انعام دے رہی ہے
کل انہیں کے لئے ترسو گی۔ یہی رام چندر کے راج میں بدن
سے اُتار لئے جاویں گے:۔

سُرستی جی کی الگ سٹی پٹی بھولی ہوئی تھی کہ وہ ایسی زبان پر بیٹھ کر کچھ
نہ کر سکیں افسوس ہے۔ دنیا لوگ کیا کہیں گے جو سنیگا یہی کہیگا کہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

رام کا راج تب تک تو کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ کیکئی بالکل نہیں سمجھتی پتھر کو
جونک لگائی جاتی تو شاید لگ جاتی۔ مگر اس کے دل پر ذرا بھی میل نہیں منتھرا کی
ایک ایک بات گرم توے کی بوند ہو جاتی ہے۔ آثار بیڈھب ہیں علامت اچھی
نہیں پائی جاتی۔ جب رام کو راج ملا تو راون کی سرکوبی معلوم:۔

ادھر سُرستی کو الگ خلجان۔ ادھر منتھرا کو الگ خلفشار آخر ادھر انہوں
نے پھر زبان کو جادو کا اثر بخشا۔ اور ادھر یہ سُرستی کو یاد کر کے پھر کیکئی سے
مخاطب ہوئی:۔

اے دیوی! تیری عقل کہاں چرنے گئی ہے۔ تجھے ذرا بھی اونچ نیچ سجھائی
نہیں دیتی۔ میں رو رہی ہوں قسمت کو جھینکتی ہوں اور تو ہے کہ ہنسے دیتی ہے
کہیں بتیسی نکلی آتی ہیں۔ کہاں دھاریں مار مار کر رونے کا وقت اور کہاں یہ خوشی کے
قہقہے۔ تیری عقل کی آنکھوں میں کسی نے پٹی باندھ دی۔ سمجھو کو کسی نے سیاؤ
پہاڑ پر بھیج دیا۔ ایسا بھی کوئی بیوقوف سنا ہے۔ جو سر پر آئی ہوئی مصیبت سے
خوش ہو نہ اس سے بچنے کا علاج نہ کرے۔ ہائے میں اپنی کمبخت عادت کو کیا کروں

تمہارے دکھ کی جب بھیانک صورت چشم خیال میں پھرتی ہے تو جان سن سے اُڑ جاتی ہے ۔ کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہے ۔ کہ ایشور تیرا ہی بھروسا ۔ تیرا ہی آسرا ہے تو کسی طرح سمجھانے نہیں سمجھتی ۔ بالکل مت ماری گئی ہے اس کو بدقسمتی نہ کہوں تو اور کیا کہوں عقل کی دشمن ۔ مجھے جتنا رام کے راج تلک کا صدمہ نہیں اس سے زیادہ تیری اوندھی کھوپری اُلٹی سمجھ پر رونے کو جی چاہتا ہے میں تو سمجھتی تھی کہ عقل تمہارے سوا کسی کے بانٹے ہی نہیں پڑی ۔ تمہاری سی سمجھ والی دنیا کے پردے پر نہیں ۔ آج نہ جانے کیا سمجھ اُلٹی ہوگئی ہے کہ بھلائی بُرائی پر دھیان ہی نہیں ہوتا کچھ عجیب ہی کایا پلٹ ہوگئی ہے ۔

اتنے سننے پر کیکئی پھر اصلی حالت پر قائم رہی ۔ کالی کملی پر دوسرا رنگ نہ چڑھا اُس نے کہا کہ میں ہی مہاراج کی رانی نہیں آخر سمترا بھی تو ہے اُس کو ایشور نے دو بیٹے دئے وہ کیوں اُن کے لئے راج کی فکر نہیں کرتی ۔ اور مانا کہ وہ کچھ کرے مجھے دنیا جہان سے مطلب ۔ کوئی ننگی ہو کے ناچے تو اُس کا دل ۔ میں منہ پر سیاہی لگانے والی نہیں جو چاہے سو ہو ۔

منتھرا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کچھ سمجھ چلیں ۔ سمترا جی کی طرف نظر گئی مگر پیاری خیال کرو کہ تمہاری اور سمترا کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ رامچندر کو راج ملنے سے اُس کا کچھ نہ بگڑیگا ماتھے صرف تمہارے ہی جائیگی اور غریب بھرت کا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا ۔ اگر یہ کہو کہ جیسے بھرت ویسے سترہن ۔ پھر بھرت پر زیادہ کرنے کی کون خصوصیت ۔ سُنو تو کون نہیں جانتا کہ رام لچھمن میں دانت کاٹی روٹی ہے رام جو راہ چلائیں وہی لچھمن چلیں ۔ دونو میں اچھی طرح ملی بھگت ہے ۔ اس پر لچھمن خدمتگاری کو موجود ۔ سگ حضور بہ از برادر دور کی مثل "پورا پورا دور اور پورا پورا نزدیک" والی کہاوت "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" والا معاملہ ۔ پھر لکشمن کی تو پانچوں اُنگلیاں گھی میں ہی رہینگی ۔ ان کو کس بات کا کھٹکا ہے سترہن وہ لچھمن کے سگے بھائی لچھمن کی وجہ سے اُن کا کھیت کون کھا سکتا ہے ۔ دلاچیا تو ہمارے بھرت جی ہیں جن سے مہاراج کی محبت کا یہ حال ہے کہ ننہال میں ٹرکا کے بلا ہی دور کردی ۔ آنکھ اوٹ پہاڑ ۔ ہر کہ از دیدہ دور از دل دور والی کہاوت ۔ کیا بزرگوں نے جھوٹ کہی ہے ۔ مہاراج کو ان سے کیوں اُلفت

ہونے لگی۔ اب رہے رامچندر اُن کو میں ہی خوب جانتی ہوں۔ شاستر نے اُنہیں پٹّی
پڑھا ہی دی ہے کہ راج کے معاملے میں کہاں کا باپ۔ کیسا گرو۔ اور کون بھائی چالاکی
اُن کی نس نس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ناخن سے گوشت جدا کرا دیا بائیں ہاتھ کا
کھیل۔ لکڑی مار کر پانی جدا کر دینا اونے سا کرتب۔ ذرا راج ملنے دو پھر چالیں دیکھنا
خود تو الگ تھلگ رہیں اور کسی دوسرے سے بیچارے بھرت کی درد شا کرا ڈالیں۔
خود شہر بدر نہ کریں تو کیا جیتے جانتے کب نکلوائے بغیر چھوڑینگے۔ سچ کہتی ہوں کہ تم
رامچندر کی طبیعت سے واقف نہیں میں رگ رگ پہچانتی ہوں پورے بس کی گانٹھ
ہیں۔ ظاہر میں سیدھے سادھے۔ باطن میں دیکھو تو دل ایسا سیاہ جیسے کالا ناگ
تم ہنستی ہو میرے بدن میں آگ لگتی ہے۔ بھرت کے لئے دم دم کی خیر مناتی ہوں
اور اسی سے تمہیں سمجھاتی ہوں کہ اب بھی عقل و حواس سے کام لو میرے کلیجے پر
ہاتھ رکھ کر دیکھو کیسا دھڑک رہا ہے دل کو دیکھو اچھل اچھل کر منہ کو آیا جاتا ہے سمجھ
میں نہیں ہوتا کہ تم کو کیا ہو گیا عقل کھو بیٹھیں۔ کوشلیا رانی تجھ سا خوش نصیب آج کون
ہوگا۔ میں مہارانی کیکئی کے دکھ کا خیال کر کے منہ پیٹ رہی ہوں تو راج تلک کی
خوشی میں نوبت نقارے بجوا رہی ہو۔ اُدھر بکھیڑا کھڑا آیا ادھر سب رانیاں مہارانیاں
تیری لونڈیوں سے بدتر ہو گئیں۔ تیری لونڈیوں کے زہے نصیب بڑی بڑی رانیاں
نظر دیکھتی رہینگی کہ کہیں کچھ کہہ سُن نہ دیں۔ ارے رانی عقل کی دشمن نہ بن سمجھ ٹھیک
کر کچھ بیوقوفی کی حد بھی ہوتی ہے۔ کچھ شک نہیں تیرا دماغ بگڑ گیا جلد علاج کر نہیں
تو خیریت نہیں۔ رام کے راج تلک کی خوشی میں اندھی ہو رہی ہے آنکھ کے
آگے ناک تک نہیں سجھائی دیتی۔ عقل کی آنکھوں پر خود دیوار اٹھا رہی ہے ارے
غور تو کر کہ جہاں رام کو راج ہوا وہاں پھر رہ ہی کیا گیا۔ ساری کی ساری رانیاں بھیک
مانگینگی۔ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہونگی۔ بھرت کا تخت سے محروم رہنا کیا ذرا سی بات
ہے جنم جنمانتر تک پھر سنگھاسن اور راج کا نام سُننا نصیب نہ ہوگا۔ کچھ معلوم ہے
کہ جس بیٹے کو راج ملتا ہے۔ اُسی کی اولاد آگے چل کر بھی مالک تاج و نگین ہوتی ہے
دوسرے بھائیوں کو سینگا بھی نہیں ملتا۔ جس کا تاج اُس کا راج۔ جس کی تیغ اُس
کی دنیا۔ پھر رام جیسے راج سے لئے جو گا ہو سکے گئے تو جو کچھ بنا کھڑ میں سے سب

اُنہیں کا جس کو چاہیں جو دیں۔ جس سے جو چاہیں چھین لیں۔ اختیار ہے۔ بھائی نام کے
بھائی ہونگے ساجھی تک برابری کا دعوے ہے کل سے خدمت گاری کا تمغہ مل جائیگا جھملا
جہاں کے آداب بجالایا کریں بس۔ میں تمہاری منطق کو نہیں مانتی کہ بڑا بیٹا ہی مالک جہانبانی
ہونا چاہیئے۔ جہاں یہ بات ہے کیا دھرم شاستر کی یہ ہدایت نہیں کہ اگر چھوٹا بیٹا
لائق و فائق عقلمند و فراست پسند ہو۔ تو اُسے ہی راج دیا جائے۔ جہانتک میرا
خیال ہے ہمارے بھرت جی ہر طرح سے ہوشیار، فراست شعار اور چشم بد دور
رامچندر جی سے بھی ہزار درجہ صاحب عقل و تمیز ہیں۔ علم و لیاقت میں مقابلہ کرا کے
دیکھ لو ہمارے بھرت جی ہی بڑھے چڑھے نکلینگے۔ ایسے لائق بیٹے کو تاج و
تخت سے محروم رکھ کر غلام بناتی ہو۔ نہ معلوم تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا ماں کی
مامتا اسی کا نام ہے۔ مہر مادری اسی کو کہتے ہیں۔ میں سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی مگر
تمہارے نزدیک ہوا سی بہ گئی۔ او رانی کیکئی۔ راجہ دسرتھ کی محبتوں پر نہ پھول۔ وہ دن
اب گئے۔ اب کوشلیا کا سب راج پاٹ ہوگا۔ وہ سب اگلی پچھلی کسر نکال کے تمہیں
ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ رہے تب کہنا۔ کوا کھنی بنی پڑی رہو گی۔ کوئی کوڑی کو نہ پوچھیگا۔
بڑی چلی ہیں زیور بانٹنے والی۔ بھاڑ میں جائے ایسی خوشی۔ ان کو خوشی کی پڑی ہے
یہاں آسمان زمین سجھائی نہیں دیتے۔ کل رامچندر کو راج ملا۔ اور پرسوں ہی بھرت
کی کمر میں ہاتھ دینے کی فکر ہوئی۔ گردنیاں ملنا تو خیر کوئی بات نہیں مجھے تو غریب
کی جان کے لالے پڑتے دکھائی دیتے ہیں کیا تمہیں اطمینان ہے کہ رامچندر بھرت
کو جیتا بھی چھوڑینگے۔ بھائیوں بھائیوں کا حسد سوتوں سوتوں کی ڈاہ سے زیادہ
ہوتا ہے۔ راج پا کر بھائی کی جو جان بخشے سمجھ لو کہ آفتاب مغرب میں طلوع ہوا
اُس نے زمانے سے انوکھی کی ؀

میں نے پہچان لیا کہ تم بھرت جی کی زندگی کے پیچھے پڑی ہو۔ تمہاری مامتا مامتا
نہیں بلکہ دشمنی ہے تم خود چاہتی ہو کہ بھرت کا ہر طرح گلا حلال ہو اس کی کبھی پرواہ نہیں
کہ ہتیا تمہارے ہی سر ہوگی۔ میں تو پہلے ہی سے سمجھ بیٹھی ہوں کہ بھرت تمہارے پیٹ
سے کیا پیدا ہوئے گویا کوئی اینٹ پتھر پیدا ہوا۔ اُف! اوہ ارے پتھر کے دل بھرت کو
زمین پر گرتے دیر نہیں۔ بیچارہ اچھی طرح دودھ کی چھاچھوں کا بھی گنہگار نہ ہوا کہ

سے نکال باہر کیا۔ نانہال بھیجکر ماتا کے فرض سے ادا ہو گئیں۔ چاہے بیٹا ہو چاہے کوئی اور جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اُس کی بات ہی اور ہوتی ہے جہاں جہاں اس میں فرق آیا جان لو کہ خون سفید ہو گیا منہ دیکھے کی محبت بھی جاتی رہی یہ کچھ آدمی پر ہی فرض نہیں۔ پیاری کیکئی کماری کیا سمجھتی ہو کہ راج ملک کے بعد رانی کوشلیا وہی کوشلیا رہینگی جو آج تک تھیں۔ اُٹھ اُٹھ کے تعظیم دیتی رہیں۔ دیکھ لینا جو کبھی سیدھے منہ بھی بولیں۔ تمہارے ہر وقت ہاتھ جوڑنے جوڑے نہ گزرے تو تب کی سند۔ تمہاری ہی یہ درگت نہ ہو گی بھرت جی بھی تمہارے ساتھ سینگے اور اُن کو بھی خدمتگاروں میں چہرہ لکھوانا پڑیگا۔ اچھا ذرا خود ہی سوچو رامچندر جی کو راج ملا تو کوشلیا کی خوشی کا کیا ٹھکانا ہے۔ پھر جانکی جی جب مہارانی بن جائینگی تو اُن کی نظر میں اور کون جچیگا۔ اُدھر یہ حالت اور اِدھر یہ رنگ کہ بھرت پھٹے سے منہ قسمت کو رویا کرینگے اور اُن کا مُرجھایا ہوا چہرہ دیکھکر تمہارا کلیجہ دُکھتا رہیگا۔ مگر تم اپنے کئے کا پھل پاؤگی۔ دوسرے کی خطا۔ مرن اُس بیچاری کی ہوگی جو بھرت کے پاؤں سے بندھی ہے۔ اس کی اس طرح زندگی ہوئی بھی تو کیا نکتا جیئے بُرے احوال وہ قسمت کو ٹھونکیگی کہ ہائے کہاں بھاڑ میں لا جھونکا۔ تم کو کیا کہوں جاؤ بیٹھو بڑی رانی مہارانی بنتی تھیں۔ میں نے تو کچھ راج پاٹ نہ دیکھا۔ دیکھا تو یہی لونڈی پنا۔

کیکئی نے اس تقریر پر منتھرا کو جھڑکا کہ بس چپ فضول بکبک نہ کر قینچی سی زبان چلتے چلتے تھکتی بھی نہیں۔ ایسی ہی گائے چلی جاتی ہے۔ رامچندر ایسے دانشمند سے یہ بدگمانی۔ بتا تو اُن کی طرح کس کو دھرم کی پابندی کا خیال ہے۔ بششٹ ایسے مرشد کامل کی تعلیم اُس پر روزانہ دھرم اُپدیش پھر رامچندر سے بڑھکر دُنیا میں کون ہے جو دھرماتماؤں کا سرتاج سمجھا جائے۔ بھرت جی ہر وقت اُن کے اطاعت گذار و فرمانبردار۔ اور کوئی کیا کہے گا کہ خود رامچندر ہی اپنے منہ سے بھرت کو سراہتے رہتے ہیں۔ اُن کا قول ہے کہ میں جسم ہوں بھرت جان۔ بھرت مکیں ہیں میں مکان۔ رامچندر کے اوصاف کوئی کیا گنائے۔ مجھ کمبخت کی زبان بھی یاوری نہیں دیتی کہ ایک ایک بات کی تعریف کروں۔ سُن رامچندر کون ہیں کیوں راج کے مستحق اور کیوں اُن کی تاجپوشی سے

بال ہو رہے ہیں۔ اُن کے سبب سے بھلا کون ہے جو سترہن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی
دیکھ سکے۔ اُس کے علاوہ سُمترا کے دو بیٹے ہیں ایک نہ رہیگا تو ایک تو رہیگا۔ تم اپنی کہو
ٹکڑوں ٹوں۔ ایک بھرت وہ بھی اُس کے بیٹے جس نے بچپنے ہی سے دودھ کی مکھی بنا
رکھا ہے اور جس کو کوشلیا دیکھ لے تو بوٹی بوٹی نوچ کھائے۔ اس لئے پیاری اور نہ کچھ
کرو تو بیکس بھرت کی ننھی سی جان پر تو رحم کرو۔ اُس کے حال زار پر تو ترس کھاؤ۔ اور
چاہے کوئی مار ڈالے۔ اپنے ہاتھوں جان لینے کی تدبیر نہ کرو۔ راج گیا چولھے بھاڑ میں
اجودھیا کو لگے آگ۔ اوری نیک بخت اپنے ہی کلیجے کے ٹکڑے کے لئے ڈائن تو نہ
بن۔ بھلی مانس! تو ماں ہے اور کچھ نہ کر تو کسی جنگل ونگل پہاڑ وہاڑ ہی میں چھپا دے
کہ جان کی تو امان رہے۔ جان بچی تو لاکھوں پائے۔ جی ہے تو جہان ہے زندگی
میں پھر تو آس رہیگی کہ آج نہ سہی دس بیس تیس چالیس پچاس ساٹھ برس بعد
کبھی شاید قسمت کروٹ لے کسی تقدیر کا پانسہ جیت ہو۔

تم بھرت کو رام کا غلام بنانا چاہتی ہو۔ یہ کبھی مجھے منظور نہیں۔ مجھ سے نہ دیکھا
جائیگا۔ کہ رام و لچھمن جنت سنگھاسن پر تن اکڑائے بیٹھیں اور بھرت اپنے ملگٹے سے گرد
صاف کریں چنور ہلائیں۔ آنکھوں میں سمجھائیں یہ کریں وہ کریں۔ بھرت بیچارہ ہاتھی کا
بچہ ہو رہا ہے اور رامچندر شیر اور وہ بھی کون شیر جو اُس غریب نرم چارے ملائم بلذا کو
دبائے ہوئے بیٹھا ہو۔ ایسی کیکئی سنگدل نہیں اپنے بچے کو شیر کے منہ سے بچائے
کیوں نرم نرم ہڈیوں کا کچومر نکلوائیگی۔ او کیکئی تجھ کو تو اپنی شکل صورت پر بڑا غرور تھا
زمین پر پاؤں بھی نہ رکھتی تھی۔ دماغ آسمان پر چڑھاتا تھا۔ آج سارے نخرے تلے کیا
ہو گئے اسی بوتے پر تتا پانی رکھا۔ اسی صورت پر کہا کرتی تھی کہ راجہ دسرتھ مرتے ہیں۔
تف ہے اس صورت پر اور تف ہے راجہ دسرتھ کی محبت پر بس تو دیکھتی ہوں کہ دنیا ہی
اُلٹ پلٹ ہو گئی رام کی راج گدی نے ساری کایا ہی پلٹ دی۔ دن کو رات کر دیا رات کو
دن۔ پورب پچھم پچھم پورب ہو گیا۔ اور تمہیں خبر نہیں۔ مہاراج بڑی محبت کرتے تھے واہ یہ
کہو کہ تم کو بیوقوف بناتے تھے۔ نخروں میں اڑاتے تھے۔ سبز باغ دکھاتے تھے وہ دن کیا
ہو گئے جب تمہارے سامنے کوشلیا کی ایک نہ چلتی تھی کسی وقت دال گلتی تھی آج
کیا بد شگونی ہے جو اس طرح اُسی پر لٹو ہو گئے بڑھیا پر جیتے جی لٹو ہو گئے۔ تمہارا اگلا دُلار کیا ہوا پیار کیا

ہُوا۔ بس سمجھ لیجئے کہ ظاہری محبت تھی دکھاوے کی اُلفت تھی۔ پیاری جانتی ہو کہ سوتیا ڈاہ کیسی بُری چیز ہوتی ہے۔ سوت یوہیں موقع ہاتھ لگے تو سنکھیا دیدے۔ پیرا کھلا دے بوٹیاں نوچ کھائے ہڈیاں چبا جائے۔ اُس پر جب اختیار ملے اُس کا بیٹا راج پاٹ کا مالک ہو تو پھر کیا پست کے ہاتھ میں تلوار اچھی۔ سانپ کے دانت کا زہر اچھا اور سوت کے دل کا بخار ٹھیک نہیں کیا رعایا کیا برایا۔ کیا خاص کیا عام سب کوشلیا کا دم بھرینگے۔ تم اوتاری سی پڑی رہو گی اور بھرت کا تو خاتمہ رکھا ہی ہوا ہے اس میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی سے کہتی ہوں کہ ابھی مہلت ہے کچھ پیش بندی کر لو کہ بعد میں چڑیاں چُگ گئیں کھیت والی مثل نہ ہو +

سرگ ۹

اشٹابکر رشی کے شاپ کی تاثیر منتھرا کی تقریر کا اثر۔ کیکئی کا مخالفانہ جوش۔ گریہ وزاری

منتھرا نے تین مرتبہ اپنا منتر چلایا مگر کیکئی کی طبیعت نہ پھری وہ جیسی کی تیسی ہی بنی رہی کسی کو اُمید نہ تھی کہ اس کا خیال کبھی پلٹیگا۔ مگر ادھر سرستی کا جوش خروش دیوتاؤں کی کوشش ادھر شدنی اور اُس کے ساتھ اشٹابکر رشی کا شاپ آخر کیکئی کی مت پلٹی ہی پلٹی۔ اور منتھرا کی چڑھ بنی مشہور ہے کہ اشٹابکر رشی ایک تالاب میں غسل کر رہے تھے کیکئی اپنے باپ کے گھر سے نہانے کے لئے اسی تالاب پر پہنچی۔ سہیلیاں ہمجولیاں ساتھ تھیں کیکئی ایک تو نو عمر دوسرے راجکماری ہو نے کا غرور۔ دیکھتی ہے تو اشٹابکر نہا رہے ہیں۔ صورت کالی کلوٹی چہرہ بھونڈا۔ بد رخ عجیب اُس نے سہیلیوں سے کہا دیکھنا ایسی بھی عجیب الخلقت صورت کبھی نہ دیکھی ہو گی نہ معلوم اگلے جنم میں کیسے پاپ کئے ہیں کہ اب کی یہ کلمی صورت نصیب ہوئی + اشٹابکر رشی تقریر سن رہے تھے اُن کو سخت غصہ آیا بولے کہ او بیوقوف کیا واہیات بکتی ہے میں نے کسی جنم میں کوئی پاپ نہیں کیا تو مفت میں کلنک لگاتی

ہے۔ اچھا رہ تو بھی کیا یاد کریگی۔ مجھے کبھی وہ کلنک لگے کہ مٹانے سے نہ مٹ سکے اُس وقت کی بات سُنی ان سُنی ہو گئی۔ مگر اہل کمال کی دعا کبھی بیٹ نہیں پڑتی منتھرا کے متواتر کان کترنے اور مغز چاٹنے سے کیکئی کی طبیعت میں انقلاب پیدا ہو ہی گیا۔ اُس نے سوچا کہ منتھرا نے بھی زمانہ دیکھا ہے۔ دھوپ میں بال سفید نہیں کئے۔ جو کچھ کہتی ہے میرے اور بھرت کے بھلے ہی کے لئے ہے۔ اس کی ذاتی غرض کیا۔ دفعتہً اس خیال نے اُس کے دل میں جڑ پکڑ لی اور وہ منتھرا سے بولی :-

منتھرا تو سچ کہتی ہے اب میری سمجھ میں آیا کہ رام کے راج تلک سے یہ نقصان ہیں تو اطمینان رکھ میں تب کیکئی جب بھرت ہی کو راج سنگھاسن پر بٹھالوں اگر مہاراج مین میکھ کرینگے بغلیں جھانکینگے تو زمین آسمان اُٹھا کر ناک میں دم کرونگی مجھے بس کھانے پینے کی ابھی سے قسم۔ جب رام کو جنگل میں نکال دونگی۔ جب بھرت سنگھاسن پر بیٹھ لینگے تب پانی پیونگی۔ نہیں تو دانہ نہ چکھونگی۔ مگر منتھرا یہ تو بتا کہ اس کے لئے تدبیر کون ہو کیا بات کروں جس سے دو نو مطلب سدھ ہو جائیں ÷

منتھرا اُچھل پڑی کہ وہ مار لیا۔ کیکئی فقروں میں آگئی۔ اب راج کہاں جاتا ہے۔ اس نے کیکئی سے کہا :-

اُف! اوہ! اب جی ٹھکانے ہوا۔ کچھ جان میں جان آئی۔ شکر ہے کہ کچھ نیک بد سوچ چلیں۔ دماغ کام کرنے لگا۔ میں تو حیران تھی کہ تمہاری عقل کو آج کیا ہو گیا ایسی عالی خاندانی راجکماری اور اُس کی سمجھ کا یہ حال۔ خیر تمہارے حواس ٹھکانے ہوتے ہیں تو میری بھی کارستانیاں دیکھنا کیونکر ہوا میں گرہ لگاتی ہوں۔ تم آج کھٹ پاٹی لیکر پڑو خوب مچلی رہو۔ مہاراج کیا اُن کے فرشتے بھی منتیں کریں منائیں۔ ایک نہ سُننا ابھی ہی ہٹ پر جمی رہنا۔ میں نے تمہارے ہی منہ سے سُنا تھا کہ مہاراج تم سے قول ہارے ہیں بس وہی پورے کرا لو ÷

کیکئی اب تک مسہری پر لیٹی ہوئی تھی۔ منتھرا کی اس تقریر نے اُسے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ اور بڑی توجہ سے سُننے لگی۔ منتھرا نے کہا :-

مہارانی جی! ایک راچھس بڑا ہی قوی ہیکل تھا۔ پہاڑ سا ڈیل موٹے موٹے ہاتھ پاؤں۔ سمبر نام۔ دیوتاؤں کا دشمن جانی۔ دھرماتماؤں کی جان کا گاہک۔ سب

پریشان ہر وقت جان کا خوف - نہ دن کو چین نہ رات کو آرام - دکن میں ایک شہر آباد
کرکے ہمچو ما دیگرے نیست بن بیٹھا - سر پہ خودی کا بھوت سوار تھا اندر سے جٹ پڑا - مار
دیوتا ایک طرف سمبر اکیلا - خوب مار دھاڑ ہوئی - مقابلے پر مقابلے ہوئے لیکن دیوتاؤں
کی ایک پیش نہ گئی - سمبر نے سب کو نیچا دکھایا - اندر وغیرہ جان لیکر بھاگے تو راجہ
دسرتھ کے یہاں دم لیا - فریاد کی - مدد مانگی - اعانت چاہی - راجہ دسرتھ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے
تم کو بھی ساتھ لے لیا - اور میدان رزم میں پہنچکر داد شجاعت دی - راکھشس بڑا
زبردست تھا - بہت سے دیوتاؤں کو مار گرایا - بہتوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دئے -
دیوتاؤں نے سوچا کہ دن بھر تھک چکے ہیں اب مقابلے کی تاب نہیں رات بھر ستائیں
سویرے پھر دیکھا جائیگا - ادھر انہوں نے کمر سیدھی کرنا چاہی اُدھر راکھشسوں نے
موقع غنیمت سمجھا وہ ہاتھ دکھائے کہ سب دیوتا بھاگ کھڑے ہوئے - راجہ دسرتھ
کو چھتری خون کے جوش نے قدم اُٹھانے نہ دیا - وہ ٹکر لیتے رہے - راکھشسوں نے
خوب تیروں کی بوچھاڑ کی بان پر بان چلا آرہا تھا - یہانتک کہ راجہ زخمی ہوئے غش
کھا کر گرے تو زمین پر چت - رتھبان بھی کام آیا کوئی پرسان حال نہیں اُدھر راکھشس
مہاراج کا سر کاٹنے کو تیار - تم عورت ذات مگر ہزار مردوں سے اچھی - اور کچھ نہ بنا تو
رتھ ہنکاتے ہوئے پہاڑ کی گپھا میں جا چھپیں - راجہ دسرتھ کی بھی جان بچالی - رتھ
جب میدان سے اڑا تو راکھشس بھی پیچھے ہو لئے اور تم کو ڈھونڈھ نکالا - مہاراج بیہوش
پڑے تھے تم اکیلی تھیں سر راکھشسوں کا دل دیکھ کر تم بھی جان پر کھیل گئیں - خوب جان
توڑ کر مقابلہ کیا وہ بودی مار ماری کہ راکھشسوں کے دانت کھٹے ہو گئے کوئی سامنے
ٹھیر سکا سب بھاگ کھڑے ہوئے - اس عرصے میں راجہ دسرتھ نے آنکھیں کھولیں
واقعات جنگ سنکر بہت خوش ہوئے جوش شجاعت کی داد دی - جان بچانے کا شکریہ ادا کرکے
کہا کہ تمہارے دو احسان ہیں - گپھا میں رتھ پہنچانا - اور دشمنوں کو شکست دیکر جان بچانا
اس کے صلے میں جو چاہو دو بردان مانگ لو - تم نے دو بردان مانگنا منظور کئے مگر شرط یہ
کی کہ اس وقت نہیں جب ضرورت ہوگی تکلیف دونگی چنانچہ ایشور کی کرپا سے بردان مانگنے
کا وقت آگیا - مہاراج کے گلے پڑو کہ وعدہ پورا کریں - رامچندر کو بن کی ہوا کھلائیں اور تخت
حکومت بھرت کو دیں - چودہ برس کے بعد پھر اختیار ہے جو مرضی ہو کریں - بس اب دیر

نہ کرو۔ کوپ بھون میں تو بے تاب جاؤ۔ جہاں مہاراج نے سُنا وہ اُسی وقت پہنچے۔ اور بس پالا اپنے ہاتھ۔ مہاراج تم پر جان دیتے ہیں کسی بات سے دریغ نہیں کہدو تو ابھی اپنا سر کاٹ کر قدموں پر ڈال دیں جلتی آگ میں کود پڑنے سے عار نہ ہو۔ جب یہ کیفیت ہے تو پھر تمہیں کس بات کی فکر جو کہو گی وہی ہو گا۔ ہاں خوب یاد رہے کہ کہ بھیٹ پن کھلنے نہ پائے۔ مہاراج لاکھ لالچ دیں تم ایک نہ سُننا۔ ہزار دفعہ منت سماجت کریں قسم پر قسم کھائیں تو بڑے چلے وحجت سے بردان مانگنا۔ ڈھیلا سا مارنے کی ضرورت نہیں نہ چکنی چپڑی باتوں میں آنے کا کام ہے +

منتھرا نے کیکئی کے دل پورے قابو کے سُنا تو اپنے دل کی باتیں جما دیں اور ایسا منتر میں جکڑا کہ بس اُسی کی سی بولنے لگی۔ یا تو پہلے بیوقوف بناتی تھی یا اب تعریفوں کے پُل باندھ دئے اوصاف کا دفتر الٹ دیا۔ تو دنیا بھر سے عقلمند سُرستی سے زیادہ فہیم۔ میری رفیق صادق۔ بھرت کی سچی خیرخواہ۔ ساڑی چڑیا پکڑنا سہل سالنکا دور کی کوڑی لانا ادنٰے کرتب۔ راجہ دسرتھ کے چھکے چھڑانے میں فرد چھل کپٹ تاڑنے میں لاجواب۔ دل کنول کا پھول ہے۔ صورت سویرے دیکھ کر اُٹھے تو سارا دن چین ہی چین رہے۔ تجھ کو بُری کہنے والا بیوقوف۔ بدشکل بنانے والے عقل کے اندھے تیرے چہرے پر نور برستا ہے۔ سر سے پاؤں تک عضو عضو نور کی تصویر ہو رہا ہے۔ بھرت کو راج مل جائے تو سونے جواہرات میں تولونگی۔ دنیا کی عورتیں کیا مال ہیں۔ دیوا ستریاں تیرے پاؤں کے دھوون کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تب میرا نام کیکئی +

منتھرا لفظ لفظ پر پھڑکتی جاتی تھی۔ حرف حرف کانوں کو امرت پلاتا معلوم ہوتا تھا اُس نے کہا کوپ بھون میں جا کر رونا دھونا شروع کرو۔ دیر ہونے سے فائدہ نہیں +

کیکئی منتھرا کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہو رہی تھی۔ وہ منہ بناتے ہوئے اُٹھی اور دونو ہاتھوں سے چھاتی پیٹ کر چلانے لگی کہ

ہائے مار ڈالا کہیں کی نہ رکھا۔ بھرت کے ہوتے رام کو راج۔ میرے ہوتے کوشلیا کی یہ عزت۔ اری منتھرا میں لٹ گئی +

تو اس اُجاڑ معلوم ہوتا ہے۔ بھاڑ میں پڑیں۔ چولھے میں جائے پوشاک

گنتا پاتا۔ کپڑے سے فضول۔ یہاں زندگی سے بھی سروکار نہیں۔ ابھی میرا جیا جاتی ہوں سنکھیا کھاتی ہوں۔ دیکھوں رام کا راج تلک ہوتا ہے یا ماتم۔ اس طرح رو پیٹ کر اس نے سارے زیورات اُتار اُتار کر زمین پر بکھیر دئے اور پچھاڑ کر گر پڑی تو سارے بدن میں بھبھوت سی مل گئی وہ رو رو کر کروٹیں بدلتی اور سر پیٹ پیٹ کر اس طرح روتی تھی کہ دیکھنے والے کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے +

سرگ ۱۰

کیکئی کے پاس راجہ دسرتھ کی تشریف آوری۔ جوش محبت۔ منت وسماجت

کیکئی ماہی بے آب کی طرح زمین پر لیٹ رہی تھی۔ زیوروں سے زمین پر ستارے چھٹکے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ لمبی لمبی سانسوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ناگن غصے میں بھری ہوئی تاکے ہوئے شکار پر پھنکار مار رہی ہے۔ تھوڑی دیر بک بک کے وہ دل میں کہنے لگی کہ کچھ کیوں نہ ہو جائے رام کو راج نہ ملنے دونگی۔ ہائے جان پر بن جائے مگر راجہ دسرتھ کو ناکوں چنے چبوائے بغیر نہ رہونگی۔ مجال کیا جو کچھ اپنی کر سکیں۔ منتھرا دل میں خوش تھی کہ اب کام بن پڑا۔ دیوتاؤں کے سامنے منہ رد گیا۔ اپسرا کا جو لا کھٹکا تھا لگا۔ جس بات کا بیڑا اُٹھا کر دنیا میں آئی وہ پوری ہوا چاہتی ہے اب کچھ دیر نہیں راجہ محل میں آئے اور سب معاملہ ٹھیک اور سارا کام چوکس۔ یہاں یہ رنگت تھی وہاں راجہ دسرتھ کی عقل نے جواب دیا۔ خواہشات نفسانی کے بھوت نے ایسا بے قابو کر دیا کہ سب کام کاج چھوڑ کے سیدھے کیکئی کے رنواس میں آپہنچے +

رنواس کیا تھا ایک طلسمی عجائب خانہ تھا۔ رنگ نیلگوں۔ اردگرد باغ و بہار کی دلآویز کیفیت ہنسوں کی چہل۔ مور مورنیوں کی دلفریب کلیل۔ کرونچ نامی پرندوں کی خوش کن ادائیں۔ مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائیاں۔ نوبت نوازوں کی خوش نوائیاں لونڈیوں باندیوں کا اژدہام۔ خواصوں پیش خدمتوں کا ہجوم۔ ہرے بھرے درختوں کی

گلریزی سنگ رنگ کے پھولوں کی عطر بیزی - درو دیوار پر ہاتھی دانت کی صناعیاں سقف و بام پر سونے چاندی کے کام کی خوشنمائیاں - اشجار ہمیشہ بہار - ہر رت اور فصل میں پھلنے پھولنے والے ثمر خوشگوار جن کے ذائقوں پر فرشتوں کے دل مچلنے والے - پائیں باغ میں باولی جس کا پانی آب زندگی - گنبد طلاکار بلندی میں برج آسمانی - تصویروں سے گوشے گوشے کی آرائش - آئینوں سے کونے کونے کی زیبائش - جس وقت کیکئی نے سمرنادیت کو نیچا دکھایا تھا - دیوتاؤں کو بچایا تھا - اُس وقت اندر نے یہ سب سامان راحت مہیا کئے تھے - سارے درخت اپنے باغ کے لگا دئے تھے ادھر یہ قدرتی فضا اُدھر بہار دلفزا - سونا اور سوگندھ کی کہاوت ٹھیک تھی - دستکاری کی ندرت میں صناعی قدرت شریک تھی - دولت کا یہ حال کہ نہ حساب نہ شمار ہر جگہ زر و جواہر کے انبار ایسے عالیشان رنواس میں کیکئی کی خوابگاہ - رات دن عشرت و مسرت ہی پیش نگاہ تھی اس وقت راجہ دسرتھ گئے تو محل سنسان - ہر طرف سناٹا - نوبت خاموش روشنی مدھم جان اُڑ گئی کہ معاملہ کیا ہے مہارانی کہاں چلدی - ادھر اُدھر دیکھ کے پہرے والی عورت سے پوچھا:

پلنگ کیوں خالی پڑا ہے - سیج کس لئے سونی ہے - مہارانی کا کہیں پتہ نہیں -

پہرے والی عورت ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی - کانپتی تھرتھراتی بولی :-

کسی بات پر خفا ہو کے کوپ بھون میں چلی گئیں ہیں تب سے لوٹ کے نہیں آئیں *

راجہ دسرتھ انہیں پیروں گھبرائے ہوئے ٹھکانے پر پہنچے - دل حیران کہ بات کیا ہوئی خفگی کا سبب کسی کی خطا کوئی قصور ادھر اس بات کا خلجان ادھر ہوائے نفسانی کے بھوت کا غلبہ - تمام جسم رعشے سے کانپنے لگا عضو عضو میں تھرتھری پڑ گئی - راجہ کا بڑھاپا کیکئی کی جوانی - بڑھاپے میں جوان جورو کی محبت کا کیا ٹھکانا انسان آنکھ کی پتلی بنائے رہتا ہے - راجہ دسرتھ کا بھی یہی حال تھا رانی کی جوانی پر لوٹ تھے - دل ایک ایک ادا پر قربان ہوا جاتا تھا - اس وقت ایسی موہنی صورت نظر آئی تو عجیب حال سے بال پریشان چہرہ اُداس - لبوں پر آہ سرد - زبان وقف فغاں - بدن گرد آلود - زیور خاک افتادہ - راجہ دسرتھ کی جان صورت دیکھتے ہی خشک ہو گئی - ہوش و حواس ساتھ چھوڑ گئے *

کیکئی اپنی دھن کی پکی تھی۔ راجہ کو آتے دیکھ کے اور منہ پھلا لیا بگڑے ہوئے تیوروں سے راجہ کے دل پر وہ چوٹ دی جو انکس کی ضرب سے ہاتھی کو بیچین کر دیتی ہے۔ راجہ دوڑ کر پاس آ بیٹھے۔ دست مبارک سے بدن کی خاک پونچھی اور بڑے پیار سے منہ دیکھنے لگے۔ سر زانو پر رکھ کر سینے سے لگا لیا اور پوچھا:-
میرے دل کی مالک کیوں کیوں کون بات طبع نازک کو ناگوار ہوئی کس نے کیا کہہ سُن دیا۔ ذرا مجھے تو بتاؤ مجھے سخت صدمہ ہو رہا ہے۔ دُنیا میں میں تو کسی کو نہیں سمجھتا جو ذرا بھی ٹیڑھی نگاہ کر کے دیکھے۔ اگر کسی نے گستاخی کی ہے تو صاف صاف بتاؤ۔ میں ابھی تو بدم کرا دوں۔ نصیب دشمناں اگر کوئی آزار ہو تو بیدوں کو بلاؤں نبض پر ہاتھ پڑتے ہی اُٹھ نہ کھڑی ہو تو میرا ذمہ۔ سب وید تمہارے نمکخوار اور وفادار ملازم ہیں کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں۔ ذرا سا نسخہ اکسیر کا کام کر جائیگا۔ اگر کسی کی سرکوبی مدنظر ہو تو جس کا کہو سر اتروا دوں۔ جس کی مرضی ہو جان بخشی کر دوں کسی کی جائداد تعلیقہ کرنے کی خواہش ہو تو صرف زبان ہلانے کی دیر ہے۔ کسی پر مہربانی کی نظر ہو تو جاگیر خلعت انعام سلطنت جو کچھ کہو بخشدوں۔ مجھے جب جان سے دریغ نہیں سر تک نثار ہے تو پھر تمہیں طبیعت ہلاک کرنے کی کیا ضرورت۔ میرے بیٹھے تمہارا یہ حال ہے بس جلد کہو کیا خواہش کیا آرزو کیا تمنا کیا مدعا ہے اسی وقت ہتھیلی پر سرسوں جما دوں پل مارنے کی بھی دیر نہ ہو۔ میں اپنے ستیہ دھرم کی قسم کھاتا ہوں کہ جو کہو گی فوراً کرونگا اگر فرق پڑے تو زبان کٹوا ڈالوں اپنے کو بے دھرموں کا سرتاج سمجھوں۔ پران پیاری میری مشرق سے مغرب تک سلطنت۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے تمہاری خاک قدم کے برابر ایسی خوش نصیب اور یوں زمین پر پچھاڑیں کھائے۔ خاک پر لوٹے۔ لے اُٹھو جو بات ہو سچ سچ کہدو۔ میں تمہاری بات نہ مانونگا تو اور کس کی۔ میں تمہارے دل کی موجودہ فکر اس طرح دور کر دونگا جس طرح شرد ریتو کا چاند رات کے اندھیرے کو۔

راجہ دسرتھ کی گفتگو سُنکر کیکئی کا دل ہرا ہو گیا وہ ایک غلط انداز نظر سے اُن کی طرف دیکھ کر عتاب آمیز ادا کے ساتھ اُٹھ بیٹھی۔ راجہ دسرتھ کے دل کی بے چینیوں پر ذرا نظر نہ کی اور زخم رسیدہ کلیجے پر قینچی کی طرح ایسی چلنے والی زبان سے چرکے پر چرکا دینے لگی۔

سرگ ۱۱

کیکئی کی ہٹ - راجہ دسرتھ کی خوشامد درآمد

راجہ دسرتھ ہوائے نفسانی سے مغلوب تھے - جوش محبت نے طبیعت ہاتھ سے بے ہاتھ کر رکھی تھی - کیکئی نے جب دیکھ لیا کہ جیڑھ بنی راجہ اپنے قابو سے باہر ہیں پھندے میں پھنس گئے تو لگی سخت سست باتیں سُنانے اس کے الفاظ کا نفس مطلب یہ تھا کہ مہاراج کسی کو جھوٹ کیوں لگاؤں - مجھے نہ کسی نے کچھ کہا سُنا نہ منہ چڑھایا صرف میری ہی آرزو ہے اُس کو بس پورا کرا دیجئے اور کچھ نہیں چاہتی مگر مردوں کے قول کا اعتبار نہیں - ان کی مت ذرا میں پلٹ جاتی ہے - منہ سے کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں - اس سے پہلے آپ قسم کھا لیں اچھی طرح اطمینان کر دیں تب جو کہنا ہوگا کہونگی - یوں زبان کے پھپھن جھاڑ کر بیوقوف کون بنے - اگر خاطر منظور ہے تو کھائیے قسم ٭

راجہ دسرتھ - ہیں تمہاری ایسی باتیں - مجھ پر زبان پلٹنے کا الزام - بھلا اپنا عمر بھر میں کب اپنے قول سے پھرا جو منہ سے کہا اُسے پتھر کی لیک کر دکھایا "قول مرداں جان دارد" پر عمل کرنے والا میرے برابر کون ہے یہ کہکر انہوں نے کیکئی کو سینے سے لگا لیا اور چمکار کر بولے ٭

تم سے بڑھ کر مجھے دُنیا میں کوئی پیارا نہیں - اگر کوئی ہیں تو رامچندر - رامچندر میر جان و جگر ہیں - ہر طرح لائق و فائق میرے فخر خاندان دنیا میں ان کے برابر نہ دوسرا سعادتمند ہے نہ رضا جوئے والدین اگر وہ لحظ بھر بھی نظروں سے دور ہوں تو سمجھ لو کہ موت کا پیغام آگیا - گو ایشور نے چار آنکھوں کے تارے دئیے ہیں مگر سچ کہوں رامچندر کے برابر کسی کی محبت نہیں ایسے جان سے عزیز راحت روح کی قسم ہے ساتھ اپنی آتما اور ضمیر خالص کی سوگند ہ کہ جو کچھ کہوگی ابھی کرونگا کیا مجال فرق ہو پیاری سچ سچ کہدو کیا غرض ہے کیا مراد - تم کہنے میں جتنا دیر کرتی ہو اسی قدر مجھے زیادہ صدمہ ہوتا ہے - جب میں ہر بات ماننے کے لئے تیار

ہوں تو پھر تمہیں تامل کس بات کا۔ جانتی ہو کہ بزرگان خاندان راستگفتاری پہ ہی
جان دیتے آئے ہیں۔ جان جائے بات نہ جائے پر عمل رہا۔ زبان دیکر پھر جیتے جی
قول سے ہٹتے ہی نہ تھے۔ میں تمہاری مدعا برآری کے لئے جو قسمیں کھا چکا اُن پر اعتبار
نہ ہو تو ایشور کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں رامچندر جی اور اپنے تمام جنموں کے ثواب
تمہاری نذر کرتا ہوں اور کیا چاہتی ہو۔ کیکئی کی خوشی کا اندازہ اس وقت ناممکن تھا۔
اس کی باچھیں کھل گئیں اور انداز معشوقانہ سے بولی ❊
کہ اچھا قول و قسم یاد رکھیئگا۔ ۳۳ کوٹ دیوتا۔ چاند۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ دن۔ رات
پرتھوی۔ آکاش۔ چودھوں لوک کے دیوتا۔ ستارے اور تمام مخلوقات شاہد ہیں کہ آپ
نے قول ہارا ہے۔ قسم کھائی ہے۔ پس سمر ناراچھس کی جنگ۔ اپنی شکست۔ میری
رفاقت و جان فشانی یاد کیجئے اور ایمان سے یاد فرمائیے کہ آپ نے دو بردان دینے
کا وعدہ کیا تھا یا نہیں۔ اس وقت بھی ایفائے وعدہ کے لئے آپ قسم کھا چکے ہیں
پس اب عہد پیمائی کا وقت ہے وعدہ وفائی کیجئے۔ رامچندر چودہ برس بن کی سیر کریں
بھرت کے جلوس میمنت مانوس سے اورنگ جہانبانی کی رونق ہو جس شان و شوکت
سے آپ رامچندر کو راج دے رہے ہیں۔ اسی دھوم دھام سے رام کو وطن سے دور
کیجئے۔ فوراً حکم ہو کہ لباس شاہانہ اُتار کر پھینکیں فقیرانہ بھیس کریں۔ مرگ چھالا
اوڑھیں ابھی ابھی بن کی ہوا کھائیں۔ دیر نہ ہو۔ میں جب تک آنکھوں سے جاتے
نہ دیکھ لونگی دانہ پانی نہ کرونگی۔ جان دے دونگی خون ناحق آپکے سر ہوگا۔ مہاراج
آپ ملک داران زمانہ کے سرتاج ہیں۔ بات کے دھنی ہیں۔ قول جان کے ساتھ
رہتا ہے جھوٹ سے نفرت راستی سے مطلب ہے۔ صادق القول بزرگوں کی اولاد
کہلاتے ہیں پس جو قول ہارا ہے پورا کیجئے۔ یہ خیال دور رکھیئگا کہ عمر بھر ثواب
کئے ہیں ایک دفعہ ذرا گناہ بھی سہی پھر کفارہ کر لیا جاویگا۔ یہ خیال بالکل
واہیات ہے بڑھاپے میں ذرا سا گناہ بھی ساری عمر کے ثوابوں کو لے
ڈوبتا ہے۔ زندگی میں روسیاہی مرنے پر نرک سے سابقہ۔ غرضکہ ایک جنم
کیا کئی جنموں تک عذاب سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ مٹی سکارتھ کرنے اور دھرماتما
کہلانے کی شرم ہے تو جھٹ پٹ کہہ دیجئے کہ بات منظور ❊

۱۲

راجہ دسرتھ اور کیکئی کی گفتگو۔ راجہ کی رامچندر کو بن باس سے بچانے کے لیے تقریر۔ رانی کی ہٹ اور اثنائے گفتگو میں قسم قسم کی باتیں

کیکئی نے وہ وہ کھری کھوٹی ایسی ایسی جلی کٹی باتیں سنائیں کہ راجہ دسرتھ دنگ رہ گئے وہ سوچنے لگے اس وقت کیکئی کو ہو کیا گیا ہے۔ ایسی شیریں زبان کی زبان میں بچھو کے ڈنک کی تاثیر کہاں سے آگئی اُن کو چُپ لگ گئی حواس جاتے رہے خیال کرتے تھے کہ مَیں خواب دیکھ رہا ہوں یا کیا میری سماعت ہی میں تو فرق نہیں آگیا میری ہی عقل تو جاتی نہیں رہی کہ میٹھی میٹھی بھولی بھالی باتوں میں زہر میں بجھے ہوئے نشتر کا کاٹ کلیجے کو تڑپا رہا ہے۔ اُن کے دل کی پریشانی حد سے گزر گئی۔ دماغ میں ایسا چکر آیا کہ ہٹ سے زمین پر گر پڑے اور عالم غش نے ہاتھ پاؤں کو بے حرکت کر دیا۔ جب ذرا حواس ٹھکانے ہوئے بدن میں جان آئی تو سنسناتے ہوئے ہاتھوں کے سہارے اُٹھے اور کیکئی کے چہرے کی طرف چشم ترحم کے ملتجی و منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگے اس وقت اُن کے بدن پر جو بے بسی چڑھی تھی سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ صورت پر وہ ہیبت طاری تھی گویا بکری کو شیر کا سامنا تھا یا مرغ گرفتارِ صیاد کے پنجے میں گرفتار منتر میں جکڑے ہوئے سانپ کی جو کیفیت ہوتی ہے وہی حالت اس وقت راجہ دسرتھ کی تھی۔ اُن میں دم نہ تھا۔ پھولی ہوئی سانس سینے میں نہ سماتی تھی کلیجہ بجلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اُنہوں نے شدت رنج اور جوش غضب میں اپنی زندگی کو دھِکارنا اور کوسنا شروع کیا۔ کیکئی کی صورت زہر سے زہر معلوم ہونے لگی۔ دل میں کہتے تھے کہ ارے جس کیکئی کو مَیں اپنا سرمایۂ زندگی اور سرچشمۂ آبحیات جانتا تھا وہ تو میری جان ہی کی پیاسی ہو گئی کہیں اس نے رگھو بنسیوں کی جڑ سے اکھاڑنے کا بیڑا تو نہیں اُٹھا لیا۔ وہ لاکھ ضبط کرتے تھے مگر دل نہ سنبھلتا تھا آخر دیوانہ وار بکنے لگے کہ او دشمن جانی۔ او رے زندگانی۔ جامع ظلم و جفا جامۂ مکر و دغا۔ ارے پیارے

رامچندر نے تیرا کیا بگاڑا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی کہ کلیجے میں زبان کے تیر نشتر چبھو رہی ہے۔ نہ ذرا پاس و مروت نہ کچھ لحاظ اُلفت۔ جو رامچندر اپنی سگی ماں مہارانی کوشلیا سے زیادہ ادب کریں۔ تیرے اشارے پر چلیں۔ تیری بات پٹ نہ ہونے دیں۔ ہائے اُنہیں کے ساتھ ایسی دشمنی اُنہیں سے یہ عداوت تجھے اُن کے خلاف منہ سے حرف نکالتے بھی شرم نہ آئی۔ ہائے تیری زبان سے وہ الفاظ کیونکر نکلے جن میں چھریاں بھری ہیں۔ ہائے بڑا غضب ہُوا۔ ازماست کہ برماست۔ میں نے اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلھاڑی ماری مجھے تیرے حُسن دلفریب نے اندھا کیا۔ خاندانی عزت نے دھوکے میں پھنسایا۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ تو فساد کی جڑ بنیگی میرے لئے موت کا سامنا کریگی کوشلیا کے کلیجے کے ٹکڑے کے لئے ڈائن بنیگی۔ خاندان کو ناگن بن کے ڈسیگی تو تعرض نہ اُٹھاتا۔ سانپ سے دور بھاگتا۔ منہ لگاتا سر پر نہ چڑھاتا۔ اُف۔ بڑی دغا ہوئی۔ بڑا چکمہ کھایا۔ او بس کی گانٹھ زہر کی پُڑیا۔ جان کے لئے کال زندگی کے لئے وبال۔ رامچندر ایسے سر دلعزیز۔ ایسے نیک خیال کہ دنیا تعریف کر رہی ہے۔ اہل زمانہ خوبیوں کو سراہتے ہیں اور تو ہے کہ بے سبب بلا وجہ دیکھے جلی جاتی ہے آخر رامچندر کی کوئی خطا کوئی قصور۔ رامچندر میری جان ہیں میں جسم۔ جسم سے جان نکالنے کی کوشش کرنا سوچ تو تجھے کس عذاب میں گرفتار کرائیگا۔ اے بے درد بے رحم جفا شعار ستمگار رحم کر رحم۔ ادھر رامچندر نے تیری بدولت بن کی راہ لی۔ تو سمجھ لے کہ سب راج غارت ہوگیا۔ نہ وہ اجودھیا رہیگی نہ اُس کی رونق۔ پرلے کے آثار نظر آجائینگے۔ مہارانی کوشلیا آنکھ کے تارے کی جدائی میں جان دے دیگی رانی سُمترا سے بھی صدمہ فرقت نہ برداشت ہوگا۔ وہ بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھینگی۔ اب رہا میں تو سمجھ لے کہ مرغ روح ابھی سے پھڑک رہا ہے۔ ادھر رامچندر نکلا ہوں سے اوجھل ہوئے اُدھر قفس عنصری خالی ہوگیا۔ بس سمجھ لے کہ تیری ضد کیسی تباہ کن ہے۔ رام بن کو جائینگے میں مرجاؤنگا۔ کوشلیا و سُمترا صدمہ ہیگی سے دم بھر نہ جی سکینگی سب کا خون تیرے سر پر ہوگا اور یہ بھی تو سمجھ کہ جب میں ہی نہ رہا تو تیرا راج پاٹ پھر کہاں جس عورت کا سہاگ نہیں وہ مردے سے بدتر ہے۔ رانی کیکئی! سری رامچندر کو ایک نظر دیکھے بغیر مجھے چین نہیں پڑتا ادھر وہ نگاہ سے اوجھل ہوئے اُدھر آدھی جان رہ گئی۔ سورج نیست و نابود ہو جانے سے روئے زمین کی مخلوقات کا وہ حال نہیں ہو سکتا جو رامچندر جی کے آنکھوں

سے اوٹ ہونے پر میری جان و جسم کا ہوتا ہے نہ وہ سا پڑا رہتا ہوں۔ سانس اُوبھ اُوبھ کر قالب سے نکلنا چاہتی ہے پس اسے سراپا گناہ۔ ایشور کے لئے اپنی طرف دیکھ۔ دل پر ایسی چوٹ پہنچانے والی باتوں سے معاف رکھ میرے لئے ایک ایک لفظ پیغام موت اور ایک ایک بات تیر اجل کا کام کرتی ہے۔

راجہ دسرتھ جوش غضب سے جو منہ میں آیا کہنے کو تو کہہ گئے۔ مگر پھر سوچے کہ میں یہ زبان درازی کیا معنے لاف و کاف منہ سے نکالنا دانشمندوں کا کام نہیں بُرا ہو غصے کا۔ یہ کمبخت حرام ہوتا ہے مجھے فضول اس سے جامے سے باہر کر دیا بے ہڈی کی زبان کو نرمی چاہئے نہ کہ سختی۔ اُنھوں نے اپنے مزاج کی گرمی دور کی اور کیکئی کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ سر رکھتے ہی معاً چونک پڑے دھیان آیا کہ کہیں مرد عورتوں کے قدم چھوتے ہیں۔ شاستر میں اس عجز و انکسار کی ممانعت ہے ہاں کام شاستر میں یہ بھی مباح ہے اُنھوں نے کیکئی سے گڑگڑا کر کہا:۔

رانی! پہلا بردان سر آنکھوں سے منظور۔ بھرت شوق سے راج لیں مجھے قبول مگر پیاری دوسرے بردان سے معاف رکھو۔ رامچندر کو کس طرح آوارۂ دشت ادبار کرو ذرا اپنے کلیجے پر بھی ہاتھ رکھ کر دیکھو۔ رامچندر میرے فرزند اکبر فضائل خصائل میں یکتائے آفاق۔ ولیعہد سلطنت۔ وارث تاج و تخت۔ ان کو بن کی ہوا کھلانے سے فائدہ اس خواہش بے سود سے غرض۔ بھرت اور نگ آرائے جہانبانی ہوں اور رامچندر جی تمہاری خدمتگاری کریں تو تمہارا کیا نقصان کیا ہرج ہے فضول آتش حسد سے نہ اپنا کلیجہ جلاؤ نہ مجھے بے موت مارنے کی فکر کرو۔ پیاری کہیں بھوت پریت کا سایہ تو نہیں ہو گیا۔ کہ ایسی بے سر پیر کی باتیں بک گئیں۔ ذرا بھی اکشراکس بنس کی عظمت و شوکت کا خیال و پاس نہیں وید و شاستر سے واقف ہو کر تمہارے ضرور کچھ نہ کچھ خلل دماغ کے آثار پیدا ہیں آج یہ الو کھی بکواس کیسی کبھی تمہارا خیال ادھرم کی طرف نہ گیا۔ تم جتنا پانی پلاتی تھیں میں اتنا ہی پیتا رہا۔ جو تم نے کہا وہی کیا۔ ہر امر میں تمہاری مرضی مقدم سمجھی۔ پس اس وقت کس شیطان نے بہکا دیا۔ تم جب بات چلتی رامچندر جی کی تعریف میں گلفشانی کیا کرتی تھیں۔ تمہارا قول تھا کہ وہ کوشلیا کے وہ دھینے کفر کے گنہگار ہیں یہ باقی مجھی کو ماں سمجھتے ہیں۔ جن رامچندر کو تم خود ہی عزیز تر رکھتی تھیں آج کیا

ہو گیا کہ اُن کے لئے بن باس کا حکم ہے۔ رامچندر کی بھولی بھالی صورت دیکھو نازک نازک
ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالو۔ ان کی رضاجوئیوں اور فرمانبرداریوں پر دھیان دو۔ پھر دیکھو
کیسے تمہارا دل پتھر ہوتا ہے۔ تم فوراً دانتوں کے تلے زبان داب لوگی کہ میں جنون میں کیا
منہ سے نکل گیا۔ بھرت تمہاری آنکھوں کے تارے وہ بھی رامچندر کو اُس نظر سے دیکھتے
ہیں جس طرح سعادتمند بیٹے والد حقیقی کو۔ رنواس میں ایک ہزار رانیاں موجود ہیں۔ رامچندر
سب کو ماں کے برابر سمجھتے رہے کوئی بتا تو دے کہ بھولے سے بھی کبھی کوئی بے ادبی ظہور میں
آئی جس سے بولے آنکھ نیچی کرکے۔ جس سے بات کی فرق ادب جھکا کر۔ رامچندر جب
بات کہتے ہیں سب کے بھلے کی۔ کون ہے جو اُن کا گرویدہ احسان نہیں۔ برہمن پُن دان
سے خوش۔ سادھو سنت گیان سے خوش۔ بزرگ اطاعتگذاری سے۔ ہم تم سب
فرمانبرداری سے۔ اگر بھرت کو تمہارے کہنے سے راج دو اور وہ قبول نہ کریں تو
بتاؤ کلنک کس کو لگیگا۔ تم اپنے منہ کی سیاہی کیسے چھڑاؤگی اور میرے سر پر ٹھیکرا
پھوٹنے کو کون روک سکیگا۔ ہائے پیاری کیکئی ایسے دھرماتما بیٹے کے لئے تم بن باس
تجویز کرتی ہو۔ تمہیں ذرا بھی ترس نہیں۔ میرا اب چل چلاؤ ہے موت کے دن قریب آرہے
ہیں جس وقت سانس نکل جائے جان لو کہ پھر کچھ بھی نہیں۔ افسوس کہ میرے بڑھاپے
پر بھی تم کو ترس نہیں آتا۔ کچھ دنوں کی باقی ماندہ زندگی کے مفت پیچھے پڑی ہو۔ شاستر
کہتا ہے کہ بچے اور بوڑھے دونو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا دل دُکھانا انسانیت کے خلاف
ہے۔ تمہیں شاستر کے قول کا بھی پاس نہیں۔ میں قابل رحم ہوں۔ مجھ پر نظر عنایت
کرو۔ دنیا کی تمام نعمتیں لے لو۔ سمندر کے کل جواہرات تمہاری نذر ہیں۔ پھر مت فضول
ضد بیکار۔ میری جان بخشی کرو۔ جان کے پیچھے نہ پڑو۔ جیو دان (جان بخشی) سے
بڑھ کر کوئی ثواب نہیں۔ اس پر میں قدم چھوتا ہوں۔ ایشور کے لئے میرے
بڑھاپے میں داغ نہ لگاؤ۔

راجہ دسرتھ نے اسی طرح بہت کچھ منت سماجت خوشامد و آمد کی خوب روئے
لاکھ سر دُھنا۔ مگر کیکئی کا دل کالی کملی ہو رہا تھا۔ اس پر دوسرا رنگ نہ چڑھنا تھا نہ
چڑھا۔ اس نے زبان کھولی تو بچھو کے ڈنک کا سا زہر بدن میں چبھو دیا۔ اس
نے جھڑک کر کہا کہ عورتوں کے سے ہٹ پن کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ ایسے قیاسے

مَیں نے بہت سے دیکھے ہیں جس کو زبان کا پاس نہیں وہ بھی کوئی آدمی ہے۔ جس وقت دنیا جہان میں شہرت ہو گی کہ راجہ دسرتھ قول سے پھر گئے ہُس وقت کیونکر منہ دکھایا جائیگا۔ کیا اُس وقت کلنک سے بچ رہو گے۔ ابھی ابھی حلف کے رو سے سوگند وہ کھا کھا کر کہہ چکے ہو کہ جو کہو گی وہی کرونگا۔ اور ابھی ابھی قول سے پھر گئے۔ واہ خوب دھرم ہے اور خوب صادق القولی۔ راست بیانی۔ وعدہ وفائی۔ عہد پیمائی۔ بھلا بتاؤ کہ تمہارے بزرگوں۔ نے بھی کبھی اس طرح عہد شکنی۔ وعدہ خلافی۔ اور دروغ بیانی کی ہے۔ راجہ شوی آپ ہی کے بزرگوں میں تھے کچھ معلوم ہے کہ اُنہوں نے اپنے قول کو کیونکر نباہا۔ کان کھول کر سُنئے وہ کیسے بات کے دھنی تھے +

راجہ شوی نے وہ یگیہ کیا کہ اندر کے چھکے چھوٹ گئے۔ روح کانپ گئی کہ اب اندر آسن چھنا۔ دریڈھتا اور پرتگیا کی آزمائش کو اندر نے باز۔ اگنی نے کبوتر کا بھروپ بھرا۔ راجہ شوی کو کسوٹی پر کسنا منظور تھا۔ کبوتر آگے آگے اُڑا باز پیچھے جھپٹا۔ کبوتر کا نپتا تھرتھراتا راجہ شوی کے پاس جا پہنچا تو کبوتر غائب۔ پوچھا شکار کیا ہُوا۔ کبوتر نے دہائی دی کہ مہاراج جان بچائیے آپ کی پناہ میں آیا ہوں۔ راجہ شوی نے باز کو ڈپٹا کہ بھاگ جا۔ شکار وکار یہاں کوئی نہیں۔ باز بولا

واہ مہاراج واہ! آپ ایسے رعیت پرور ہو کر یوں دوسروں کی خوراک چھینیں تو بس ہو چکا۔ دھرم کی خیر و عافیت معلوم۔ شاستر کا تو یہ قول کہ جو پرائی خوراک چھینے وہ برہم ہتیا کا گنہگار۔ اور آپ ہیں کہ یگیہ کرتے وقت بھی ذرا دھرم کا خیال نہیں کرتے +

راجہ شوی۔ تمہارا کہنا درست مگر پناہگیر کو پناہ دینا سب سے زیادہ ثواب کا کام ہے۔ اس لئے تم شکار سے ہاتھ دھوؤ +

باز۔ اور مَیں پیٹ میں تو اودوں اس کا عذاب کس کے سر؟

راجہ شوی۔ اگر پیٹ کی دوزخ کے لئے فکر ہے تو مَیں حاضر ہوں کبوتر کے برابر گوشت تول لو +

بارہ۔ آپ کی یہی مرضی ہے تو خیر پیٹ کی آگ آپ ہی بجھا دیجئے ÷

راجہ شوی نے ترازو منگایا اور ایک پلہ میں کبوتر کو بٹھا کر دوسرے پلے میں اپنا گوشت کاٹ کر چڑھا دیا۔ مگر وزن کم تھا۔ اور کبوتر کا پلہ بھاری۔ راجہ نے کتنی بار گوشت کاٹ کاٹ کر پلے میں رکھا مگر کبوتر کے ہم وزن نہ ہوا۔ جب گوشت باقی نہ رہا اور صرف ہڈیاں ہی رہ گئیں۔ تو راجہ اندر کے ہوش اڑ گئے۔ راجہ شوی کی پابندی قول نے چھکے چھڑا دئے۔ قدم نہ ٹھہر سکا بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور شوی کا جش سات زمانے میں پھیل گیا۔ اے مہاراجہ دسرتھ جس کے بزرگ ایسے ایسے قول کے پابند اس کی یہ کیفیت کہ قول کچھ عمل کچھ۔ راجہ شوی پر ہی موقوف نہیں راجہ الراک بھی تمہارے ہی بزرگ تھے ان کا نام دنیا کے دھرماتماؤں میں مشہور زمانہ ہے ÷

اُن کا پرن تھا کہ جو کوئی جس چیز کا طالب ہوتے تکلف دے دیں عذر نہ کریں۔ راجہ اندر نے کی بھی آزمایش کی۔ برہمن کے بھیس میں حاضر ہوئے اور ایک آنکھ کی درخواست کی۔ راجہ نے یہ سوال سنتے ہی نہ حیلہ کیا نہ عذر فوراً آنکھ نکال کر سامنے ڈال دی ÷

اے راجہ دسرتھ۔ کیا تم ایسے ہی بزرگوں کی اولاد ہو مجھے تو اس وقت شرم آتی ہے کہ ست وادی بزرگوں کا ذکر تمہارے سامنے کر رہی ہوں۔ ہائے کہاں راجہ سگر جن کے ساٹھ ہزار بیٹوں نے زمین کھود کر سمندر بہا دئے۔ راجہ بھاگیرتھ گنگا جی کو آکاش سے اُتار لائے کہاں تم ہو کہ ذرا سی بات نہیں کی جاتی۔ کیا دھرم اسی کا نام ہے۔ کیا بات کہنے سے دھرم رہتا ہے۔ خود کشتہ ہو کہ چار دن کی چاندنی ہو گئی۔ اب جیل چلاؤ کے دن ہیں۔ پھر بھی دھرم سے ایسی پہلو تہی ÷

شاستر کہتا ہے کہ بچپن اور جوانی کے ادھرم بڑھاپے کے دھرم سے دور ہو جاتے ہیں۔ تم اُلٹے بڑھاپے ہی میں پاپ لادتے ہو۔ اپنے اقرار پورا کرائے بغیر رہوں۔ "این خیال است و محال است جنون"۔ اگر تم نے اس وقت قول نہ نباہا۔ تو پھر کیکئی کو نہ دیکھو گے میں نے جان دی اور خون ناحق تمہارے سر ہوا میں کوشلیا سے دب کر رہوں۔ جیتے جی ممکن نہیں اگر رام کو بن باس نہ ہوا بھرت

کو گدی نہ ملی تو جس طرح بنیگا جان دے دونگی۔ اس میں چاہے بگڑے یا بنے۔ یہ
باتیں وہ نوک ہیں۔ مجھے لگی لپٹی نہیں آتی۔ للو پتو سے کلی نفرت ہے کیکئی کی جگر
خراش باتیں راجہ دسرتھ کے دل میں نشتر چبھوتی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ نہ جانے
آج کیکئی کو کیا ہو گیا۔ اُنہوں نے لاکھ سمجھایا مگر کیکئی کے کان پر جوں تک نہ رینگی
اُن کو رامچندر جی کے جوش محبت نے ایسا خود رفتہ کیا کہ بیہوش ہو کر زمین پر
گر پڑے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کالا ناگ منتر کی تاثیر سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے
جب پھر ذرا حواس ٹھکانے ہوئے۔ سانس درست ہوئی بولے کہ
او! شوہر کو ڈسنے والی ناگن۔ بچوں کا کلیجہ کھانے والی ڈائن تجھ کو کیا
سوجھی کس نے تجھ کو انسان سے حیوان بنا دیا۔ عورت کا فرض ہے کہ شوہر
کی اطاعت گزار رہے۔ خاوند کی رضا کو مقدم سمجھے۔ کبھی کسی بات سے انحراف
نہ کرے بیٹے کو کلیجہ کا ٹکڑا سمجھے۔ اُس کے دُکھ کو اپنی آتما کا دکھ سمجھے۔ تجھے نہ
جانے کیا ہو گیا کہ میری زندگی کی گاہک ہو رہی ہے اور رامچندر کا کیا ذکر بھرت
کے ساتھ دشمنی پر آمادہ ہے ؁
تجھ کو خیال ہوگا کہ بھرت تخت و تاج سے خوش ہونگے مگر یہ غلطی ہے وہ
بڑے عقلمند اور دھرم کے اصولوں سے واقف ہیں۔ بڑے بھائی کے ہوتے
راج کی طرف نظر بھی اُٹھائیں تو میں گنہگار۔ پیاری سمجھ کسی نے ہاتھی مار
کر شیر کے سامنے ڈال دیا شیر کو اُس کے کھانے کی رغبت نہیں۔ پھر نتیجہ پچھتاؤ
کے سوا اور کیا ہے۔ اسی طرح کہے دیتا ہوں کہ رام چندر کو بن باس اور بھرت کو راج
دینا آٹھ آٹھ آنسو رلائیگا۔ میں نے رام کا راج اپنی رائے سے تجویز نہیں کیا۔ بششٹ
گرو اور تمام وزیروں کی رائے یہی ہوئی۔ اب میں عام رائے کے خلاف تنکا بھی ہلاؤں
تو مجھے بڑا سمجھنے میں شک نہیں۔ سب لوگ تالیاں بجائینگے کہ واہ دسرتھ واہ
عورت کے کہنے پر آ گئے۔ یہ وہ اُس نے پٹی پڑھائی وہی برہما کا اکشر سمجھ لیا۔
تمام خلقت رامچندر کے راج تلک کے لئے دعائیں مانگ رہی ہے میں رنگ
میں بھنگ کروں تو اُس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ جب فوج بیدل ہوئی تو میدان جنگ میں
راجہ کا کیا بس۔ تمہاری بدولت میں دیکھتا ہوں میری وہی حالت ہو جائیگی جو دل شکستہ

راجیشی کے جشن کی فوج کے سپہ دار کی ہو جاتی ہے۔ دُور دُور کے راجہ رامچندر کی تاجپوشی کے جشن کی ہوس میں آئے ہوئے ہیں اُن کو مَیں کیونکر منہ دکھاؤنگا۔ کس طرح آنکھیں سامنے ہونگی۔ سب تھوکینگے کہ دسرتھ نے مہاراجہ اکشواک کے خاندان میں جنم لے کر سورج بنس کو داغ لگایا۔ ہر ایک یہی کہیگا کہ واہ رے زن مرید۔ ذراسی خواہش نفسانی کے ہٹ سے رامچندر ایسے سرمایۂ فخر کو گھر سے نکال دیا ہائے تو کوشلیا اور رانی سے بیر رکھتی ہے۔ یہ وہی پتی برتا ہے جس نے تیرے عروج کا کبھی حسد نہ کیا۔ اس کے دھرم بھاؤ کی تعریف کئے بغیر زبان نہیں مانتی اُس نے میری بے اعتنائیوں اور تیری ناز برداریوں کی بے تکلف اور محبتانہ حالت میں کبھی اُف نہ کی۔ اور اس طرح رفیق خاص بنی رہی جس طرح خاوند کے ساتھ پتی برتا عورت۔ مالک کے ساتھ خادم۔ بھائی کے ساتھ بہن۔ بیٹے کے ساتھ ماں۔ شاستر کار استری کا دھرم یہی لکھتے ہیں کہ خاوند کی خدمتگزاری لونڈی کی طرح اپنا فرض منصبی سمجھتی رہے۔ جس وقت صحبت راز و ناز ہو۔ اُس وقت بازاری کسبیوں کو طاق پر بٹھلا دے۔ صلاح مشورے کے وقت بہن کی طرح رائے زنی کرے۔ اور کھلانے پلانے کا موقع ہو تو اس طرح کھلائے پلائے جس طرح ماں اپنے بیٹے کو۔ جس میں گھر کے برسے اور ماتا کے پرسے کا قول درست ہو کوشلیا جی میں پتی برتا کے یہی اوصاف موجود ہیں۔ انہیں اوصاف کی برکت تھی۔ جس کی بدولت سری رامچندر جی سے اُس کی آغوش مادری کو زینت حاصل ہوئی۔ ہائے مَیں نے تجھ کو دل دے کر دہی زک اُٹھائی۔ جیسے مدتوں کا بیمار بد پرہیزی سے۔ بیمار کو لاکھ اچھی دوائی دی جائے۔ مگر پرہیز نہ کرے تو موت میں شک نہیں حالانکہ قول ہے کہ ہزار دوائیں ایک طرف اور پرہیز ایک طرف۔ میری حالت بھی بد پرہیز بیمار کی سی ہو رہی ہے نہ اتنی محبت کر کے سر چڑھاتا نہ یہ دن دیکھتا۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ میری موت آگئی اور بے جان لئے نہ رہیگی ؁

اے بےرحم کیکئی ذرا عقل کی آنکھیں کھول۔ رامچندر کے بن باس سے کوشلیا اور جانکی دونو جان دے دینگی۔ مجھ بھی اپنا چولا کبھی رکھ ہی نہیں سکتے۔ اس سُمترا اور ستروگھن کا خاتمہ سمجھ۔ میری موت اول تو رامچندر کی مفارقت کی بدولت

لکھی بدی ہے۔ اگر زندگی زیادہ بیجیا ہوگی تو بھی ان سب کی جدائی کا غم نہ اٹھانے دیگی۔ اب رہ گئے بھرت وہ میں جانتا ہوں۔ کہ کبھی ایسی زندگی گوارا نہ کرینگے پھر بتا کہ تجھے راج سے کیا فائدہ ہوگا۔ آہ آج تک میں تیری بھولی بھولی میٹھی میٹھی باتوں کے جادو میں جکڑا رہا۔ شرابی کو جیسے شراب کی دُھن سوار رہتی ہے اسی طرح نشۂ اُلفت نے مجھے مخمور رکھا۔ آج بھید کھلا کہ تو آرام جان نہیں سوہان روح ہے۔ دل میں تو یہی آتا ہے کہ ابھی تلوار ہاتھ میں لے کر تیرا فیصلہ کردوں۔ کہ نہ ناک رہے نہ نکھی بیٹھے خس کم جہاں پاک۔ لیکن دھرم کا پاس ہے۔ دھرم چھوڑنا جیتے جی منظور نہیں۔ اسی لئے تلوار میان سے نہیں نکلتی۔ مجھے بھی صرف اپنی جان پر کھیلنا منظور ہے۔ اسی لئے تیری کڑوی باتوں کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی رہا ہوں۔ ہائے میں نے پچھلے جنموں میں نہ معلوم کیا پاپ کئے تھے۔ جن کا عوض لینے کو تو میرے گلے پڑی۔ میں تیری شکل و صورت پر ایسا فریفتہ ہو گیا۔ میں نے تیرے ساتھ سلوک کیا کیا۔ گویا اُس سانپ کو دودھ پلایا جو موقع پاکر چپ سے کاٹ کھائے۔ اور دودھ پلانے والا جان سے جائے ؛

میری کمبختی تھی کہ میں نے تجھ کو دل دیا۔ تیرے دام میں اسیر ہُوا۔ اب میری موت میں شک نہیں۔ وید شاستر کا لب لباب یہ ہے کہ حیلہ روزی بہانہ موت۔ آدمی جس وقت پیدا ہوتا ہے۔ موت بھی اُس کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہے مگر اس کے لئے کوئی حیلہ چاہیئے۔ بغیر کسی بہانے کے موت نہیں آتی میں سمجھتا تھا کہ تو میرے لئے سرمایۂ زندگی ہے۔ تیرا شربت دیدار آب حیات سے کم نہیں مگر تو زہر نکلی۔ معلوم ہُوا کہ میری موت تیرے ہاتھ ہے ؛

ہائے کیا تو وہی کیکئی ہے جس کو دیکھ کر میں جیا کرتا تھا۔ آہ! کیا تو وہی رانی ہے جس کی زندگی کو میں اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ افسوس تُو نے بڑی دغا دی اور ناگن کی طرح دودھ پلانے پر بھی کاٹ کھایا۔ میں بھرت کو راج دینے سے انکار کروں تو گنہگار۔ چاہے وہ قبول کریں یا نہ کریں۔ اس کی تم ذمہ دار۔ مگر پیارے سوچ تو کہ رام کو بن باس دینے سے کیا حاصل مجھے کسی بات سے انکار نہیں۔ جب قول ہار

جھکا تو اُس کا اتنا جان کے ساتھ۔ مگر ران پیاری تمہاری ضد سے سوچو تو کیا کیا رسوائیاں ہیں۔ تم الگ بدنام ہوگی کہ رامچندر جیسے لائق بیٹے کو سوتیا ڈاہ کے مارے گھر سے نکال باہر کیا۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ ہوں گا۔ سب کہیں گے کہ واہ رے اُلفت پدری۔ جورو کے کہنے سے نگین تاج سلطنت کو خارج الوطن کیا۔ تم تو جانتی ہو کہ شاستر میں اُس شخص کے لیے نرک لکھا ہوا ہے جس کی دُنیا میں نیک نامی نہیں۔ ہر شخص ہجو کرتا ہے۔ ہائے تم کیسی سنگدل ہو گئیں۔ نہ میری جان کی پرواہ نہ کوشلیا کی زندگی کا خیال لچھمن وغیرہ کا کیا ذکر جب تم بھرت جی کی بھی جان کی گاہک ہو گئیں تو بس حد ہو چکی۔ میرے حقوق بہت ہیں۔ عورت کا فرض ہے کہ خاوند کی نظر میں رہے۔ اشارے میں چلے۔ مگر تم ہٹ کر رہی ہو۔ ضد پر اڑی ہو۔ میرا کسی طرح منہ نہیں پڑتا کہ رامچندر سے بن باس کے لئے کہوں۔ جہاں میری زبان سے یہ بات نکلی سمجھ لو کہ دھرم نشٹ ہو گیا۔ جس سکھ کی فکر میں میں نے جوانی لٹوا دی بڑھاپا بلایا وہ تمہاری بدولت ہاتھ سے گیا۔ تمہیں فخر کرنا چاہئے کہ میں کس خاندان کی بیٹی اور کیسے معزز اکشواکو ہنس میں بیاہی گئی۔ اس شکرگزاری کے عوض اُلٹا زعم۔ اُلٹا تحکم۔ وہ بھی میرے ہی ساتھ جس نے کبھی کوئی بات نہ دکھائی سب رانیوں کا سرتاج بنایا۔ ہر دم مرضی پر چلتا رہا ؀

راجہ دسرتھ اسی طرح بہت بکتے گئے۔ مگر ہر ایک بات کیکئی کے واسطے گرم تیل کی بوند ہو گئی۔ اُس نے اپنے دل کو کتنا کڑا بنا لیا۔ پتھر اثر ہو گیا خاک۔ وہ اسی طرح کلیجہ پکڑے ہوئے کیکئی کو سمجھاتے رہے۔ لیکن نتیجے کے نام تو وہی صفر۔ جب اُن کو اُس کی ہٹ سے اپنی مایوسیوں اور محرومیوں کا یقین ہو گیا تو زمین پر سر دے مارا اور زار زار رو کر کہنے لگے کہ

کیکئی! آج تیرا دل کیسا پتھر کا ہو گیا۔ تیری مروت و حمیت کیا ہو گئی۔ جن رامچندر کے لئے سب آنکھیں بچھاتے ہیں۔ پلکیں فرش راہ بنتی ہیں۔ جن کے لئے ہر وقت ایک نہ ایک سواری مہیا رہتی ہے۔ جن کو تو کبھی کبھی گود سے زمین پر نہ اُتارتی تھی۔ اُن کے واسطے بن باس کی تجویز کرتے ذرا شرم نہیں آتی۔ کہاں وہ نازک نازک پاؤں فرش گل کے لائق۔ کہاں جنگل پُرخار۔ ایک دن تھا کہ تو کبھی خود اُن

کو تخیین بھوگ کھلائے بغیر لقمہ نہ توڑتی تھی آج تو ہی کہتی ہے کہ وہ جنگلوں کے
کھٹے کڑوے سڑے گلے پھل کھا کر زندگی بسر کریں۔ جن رامچندر کی دن بھر میں
گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد پوشاک بدلی ہوئی دیکھ کر تیرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوتا تھا۔ ہائے اب
انہیں کے واسطے تیری مرضی ہے کہ جوگیا لباس پہنیں۔ اُف! اوہ! عورتوں کو مطلق
رحم نہیں آتا۔ ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں میں
بھولا سب عورتیں ایک طرح کی نہیں :۔

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

اے کیکئی اتنے سن میں میں نے آج سمجھا کہ عورت کتنی بے مروت ہوتی
ہے۔ آج سے عورتوں کی نمائشی الفت کا مجھے اعتبار نہیں۔ میں سمجھ گیا کہ خود غرضی
میں تجھ ایسی عورتیں فرد ہیں کسی کی جان بھی چلی جائے تو اُن کو اپنے مطلب
سے مطلب ہے واقعی تجربہ کاروں نے سچ کہا ہے :۔

تریا چرتر نہ جانے کوئی خصم مار کے ستی ہوئی

راجہ دسرتھ نے کیکئی کو ہٹ پر دیکھ کر کلیجہ پیٹ لیا اور ایسے بدحواس ہوئے
کہ عالم غشی طاری ہو گیا۔ ذرا دیر کی غفلت کے بعد اُن کے پھر اوسان ٹھیک ہوئے
اور وہی راگ مالا چھیڑ دی۔ بہت کچھ کہکر سمجھایا کہ میں تیری بات ماننے سے گریز
نہیں کرتا۔ مگر پیاری خیال تو کرو۔ ذرا سوچ تو کہ اس کا اہل دنیا پر کیا اثر پڑیگا۔ اچھی
نظیر قائم ہوگی یا بُری۔ تمام دنیا کے باپ بیٹوں میں تفرقہ پڑ جائیگا۔ عورتیں خاوندوں سے
سرکش ہو جائینگی۔ جب کوئی ٹوکیگا تو تیری مثال سند حجت کے لئے منطق کا کام
دیگی۔ میں نہیں سمجھتا کہ بھرت کو راج دلانے سے کیا فائدہ ہے میں تو جانتا
ہوں کہ عامہ خلائق کیا خود بھرت تیرے سر ہونگے۔ میں بڈھا ہو گیا ہوں لیکن جب
رامچندر سامنے آئے۔ جوانی دوڑ کر گلے سے لپٹ گئی۔ ایسے راحت جان کو تجھ سے
جدا کرانی ہے۔ تو پھر میری زندگی کہاں۔ سورج کے بغیر مخلوقات عالم زندہ رہ سکیں
ممکن ہے۔ مگر میں رامچندر کو آنکھوں سے جدا کر کے جان رکھ سکوں محال
بالکل محال۔ ناممکن۔ بالکل غیر ممکن۔ مجھے حیرت ہے کہ جس منہ سے ایسی

ناشائستہ باتیں نکلیں اس کی زبان اب تک کیوں نہ جل گئی۔ اس کے دانت
کیوں نہ گر پڑے۔ میں جانتا ہوں کہ تو دل سے یہ باتیں نہیں کہتی فقط میرے
جیا پانے کو سارا کھیٹ بن کیا ہے۔ کیونکہ مجھے یقین ہی نہیں آتا کہ تو رامچندر
اپنے بیٹے کے خلاف ہے +
یہ کہکر راجہ دسرتھ کیکئی کے قدموں پر گرنے لگے۔ رانی کیکئی پلنگ پر
کان میں تیل ڈالے پڑی تھی۔ اُس نے پاؤں دوسری طرف ہٹا لئے۔ جس
سے ظاہر تھا کہ پتھر میں جونک نہیں لگی +

سرگ ۱۲

راجہ دسرتھ کی کیکئی کو منانے کی کوششیں
کیکئی کی ضد۔ اول الذکر کی مایوسیاں

راجہ دسرتھ کے ہوش خطا ہو رہے تھے۔ زباں بکتے بکتے تھک گئی۔ منہ
میں پسینہ آنے لگا۔ مگر کیکئی اپنی ہٹ پر اڑی رہی یا تو بھٹ بن کئے ہوئے
لیٹی تھی یا تمک کر اُٹھ بیٹھی اور یوں زخم پر نمک مرچ چھڑکنے لگی +
بس بیٹھے۔ جو چلے نہ بگلی اڑئیے۔ بڑے دھرماتما اور ست بادی بن کے چلے
ہیں۔ میں رنگے سیاروں کو خوب پہچانتی ہوں۔ میں بھرے میں آنے والی نہیں
باتوں کے سبز باغ اور کسی کو دکھائیے میں جھوٹوں کو گھر تک پہچانے والی ہوں
جبتک آپ خود قبولوا نہ لونگی کہ ست بادی نہیں جھوٹا ہوں تب تک پینڈ نہ چھوڑونگی
نخرے تلے گھماڑنے سے کچھ مطلب نہ نکلیگا۔ کہہ کیوں نہیں دیتے کہ قول نہیں ہارا
تھا زبان نہیں دی تھی۔ وعدہ نہیں کیا تھا جو کچھ کہا تھا سب جھوٹ تھا تمام باتیں
بے سرپیر کی تھیں۔ بس فیصلہ ہے نہ پایا سر کھانے مغز چاٹنے دماغ کا کیڑا بنے
کی ضرورت نہ زبان کو پیپل کے پتے کی طرح لپ لپ کرنے کی حاجت میں مرنے
اور جان دینے کی دھمکی سے ڈرنے والی نہیں۔ جس کی موت جس طرح بدی ہوگی

آئیگی- دوسروں پر کیا الزام- مگر میں نے جان لیا کہ آپ کو بیکنٹھ سے بیر ہے تبھی تو نرک کی تیاریاں کرنے لگے- جو خود جان بوجھ کر کنوئیں میں گرنا چاہتا ہے- دیدہ و دانستہ آگ میں پھاندتا ہے اُس کو کون روک سکتا ہے خودکشی کرنے والا اپنے فعل کا خود مختار ہے- دوسرے لوگ کہاں تک دیکھ بھال کر سکتے ہیں ✣

راجہ دسرتھ- ہائے کیوں مرے کو مارتی ہے- زخم پر زخم لگانے سے تجھ کو کیا ملتا ہے- جب میں مر جاؤنگا رام بن کو چلے جائینگے تو تیرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائیگی- میں تو اُسی وقت پنجرے کا پنچھی اُڑا دونگا مگر پھر بھی تیرا ہی خیال ہے کہ لوک پرلوک میں تیری ٹھکائی اور رونیا ہی نہ ہو- بالفرض میں نے جان دیدی تو دیوتاؤں کو کیا منہ دکھاؤنگا- وہ پوچھینگے کہ کیونکر آئے- میں کہونگا کہ رامچندر کی جدائی کے غم سے جان کھوکر- سوال ہوگا کہ رامچندر کی جدائی کیسی- میں جواب دونگا کہ بن کو چلے گئے وہ دریافت کرینگے کہ جس کے لئے بڑھاپے میں تپسیہ کیا جس کے لئے عمر بھر ترستے رہے اُس کو کیوں آنکھوں سے جدا ہونے دیا تب بتا کہ میں کیا کہونگا بس یہی کہنا پڑیگا کہ رانی کیکئی نے ہٹ کی اور میں بے بس ہو گیا اُس وقت کیا وہ یہ نہ کہینگے کہ واہ زن مرید واہ رے جورو کے غلام- ہوائے نفسانی سے اتنا اندھا بن کہ آنکھ کی پتلی بھی آنکھ سے نکال باہر کردی- اس کو بھی جانے دے دُنیا کا کیسا خون سفید ہو جائیگا- ماں باپ بیٹوں کو گھر سے نکالنے لگینگے لڑکے سمجھینگے کہ مائیں کیکئی سی ہوتی ہیں- باپ دسرتھ کی طرح- لائق سے لائق اولاد کی بھی محبت ان کو نہیں- سمجھ لے کہاوت نہ جھتا راجہ تپتا پرجا- خربزے کو دیکھکر خربزہ رنگ پکڑتا ہے- بس میری تیری کارروائیاں سب کے لئے زہر مشق کا کام دینگی- اور دنیا سے محبت پدری اور جوش مادری کا نام مٹ جائیگا- راجہ دسرتھ کبھی منت سماجت کرتے تھے کبھی اظہار غم کبھی غصہ مگر کیکئی کا قلب نہ پھرتا تھا آخر کار پوچھنے لگے ✣

پیاری تمہیں میری جان کی قسم سچ سچ کہدو کہ آخر رامچندر کے بن باس سے تمہارا کیا منشا ہے اگر دل کی صاف صاف بات معلوم ہو جائے تو میں کسی بات سے باہر نہیں کیکئی اس وقت چپ لگا گئی ایک حرف زبان سے نہ نکلا باتوں ہی باتوں میں ساری رات گزر گئی- چراغ جھلملانے لگے صبح کاذب کی سفیدی

رات جب ختم ہوتی دکھائی نہ دی اور صبح کی پو پھٹتی نظر نہ آئی تو راجہ دسرتھ ایفائے وعدہ کے لئے بغلیں جھانک رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی بندھی ہوئی اُمید ٹوٹی جاتی ہیں۔ سب کے سب دعائیں مانگنے لگے کہ بھگوان کرپا کرو۔ ابھی سویرا نہ ہو۔ سورج کی منتیں ہوتی تھیں کہ ذرا دم لیں ابھی اپنے نور سے رات کی باقیماندہ تاریکی دور نہ کریں۔ کوپ بھون میں کیکئی بھری بیٹھی ہوئی۔ آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح لال۔ چہرہ انگارے کی طرح سُرخ بھویں چڑھی ہوئی کمان۔ نظر زہر میں بجھا ہوا تیر۔ جیون بچھو کا سا ڈنک۔ راجہ دسرتھ کی صورت اُتر گئی تھی۔ منہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ خون بالکل خشک ہو رہا تھا۔ بدن میں جیسے جان نہ تھی۔ اپنے دیوی دیوتا مناتے تھے کہ سویرا نہ ہو رات ہزار برس کی ہو جائے تو اچھا۔ کیکئی سامنے ہے صبح کو اس کا منہ دیکھونگا تو خیریت نہیں۔ دل ہی دل میں بُرا بھلا کہتے جاتے تھے۔ مگر پھر سوچتے تھے کہ شاید نرمی ہی سے کام نکل جائے۔ اس لئے قدموں پر سر جھکا کر ہاتھ جوڑے ہوئے بولے کہ

مہارانی کیکئی میں تمہیں دیوی سمجھتا ہوں میرے حال زار پر رحم کرو میں اور دُکھ سہنے کے لائق نہیں ہوں۔ تم اب جان بخشو میں تمہاری پناہ میں ہوں۔ سو دھرم شاستر میں تم نے دیکھا ہوگا کہ راجہ پر دیوتا۔ برہما۔ بشن۔ مہیش سورج چندرماں سب مہربانی فرماتے ہیں۔ جب یہ ہے تب تمہیں بھی نظر عنایت کرنا لازم ہے۔ میں اب زیادہ جینے والا نہیں۔ زندگی کے دن ختم ہو رہے ہیں۔ جس طرح دشمن بھی بچے کو پیار کرتا اور ترس کھاتا ہے۔ اسی طرح بوڑھے پر بھی سب رحم کرتے ہیں۔ تم کو بھی مناسب ہے کہ میرے بڑھاپے پر ترس کھاؤ میں بڈھا ہوں بڑھاپے میں عقل نہیں رہتی۔ آدمی سٹھیا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے جو کچھ الفاظ ناشائستہ کہے ہوں اُن کو نظر انداز کردو۔ جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ اوسان ٹھکانے نہیں رہتے۔ دیوانوں کی طرح واہیات خرافات بکنے لگتا ہے۔ زبان قابو میں نہیں رہتی۔ اس وقت میرا یہی حال ہو رہا ہے۔ میں سڑی سا ہو رہا ہوں۔ اس لئے کہا سُنا معاف۔ تم ہمیشہ مجھ پر جان دیتی رہیں۔ خاطرداشت

میں کبھی ذرا بھی فرق نہ کیا آج ناحق دل لگی سے چڑا رہی ہو۔ میرا چہرہ مرجھایا ہُوا ہے۔ دیکھ کر بھی تم ترس نہیں کھاتیں۔ سُنو میں نے کیسی معقول تجویز سوچی ہے۔ جس سے سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹنے کی کہاوت درست ہوجائیگی اور پھر لطف یہ کہ دونوں بیٹے تمہاری بات بھی رہ جائیگی اور کہنا بھی ہوجائیگا اور جان بھی بچ جائیگی۔ میں ابھی بھرت جی کو راج پاٹ دئے دیتا ہوں۔ بھرت منظور کریں تو خیر ورنہ پھر رامچندر ہی مالک تخت وتاج ہوں۔ اس میں تو کوئی حرج کی بات نہیں ؎

کیکئی۔ اور رامچندر بن کو نہ گئے تو پھر میری بات ہی کیا رہی۔ آپ تو اندھے بیل کو خوب گھما کر جوتتے ہیں۔ واہ!

یہ فقرہ سُنتے ہی راجہ دسرتھ نے سر پیٹ لیا کہ کیکئی جان لئے بغیر پیچھا چھوڑنے والی نہیں۔ بس معلوم ہوگیا کہ موت اس کے ہاتھ ہے یہ کہہ کر ان پر [illegible]ی چھا گئی۔ سویرا بھی ہوگیا۔ اور حسب معمول درِ دولت پر [illegible] چوکی بجنے لگی ؎

سرگ ۱۴

رانی کیکئی کی بیوفائیاں۔ راجہ دسرتھ کا انکسار کبھی منت وسماجت کبھی اظہار غضب کبھی بیقراری کبھی اشکباری آخر سومنت کی آمد سری رامچندر کی طلبی

نور کا تڑکا ہوگیا۔ مندروں میں سنکھ گھڑیال اور راج دوار پر شاہی باجے بجنے لگے راجہ دسرتھ اُداس تھے۔ اُنہوں نے منادی کرادی کہ خبردار باجہ نہ بجے کیکئی اپنے فکر میں تھی۔ اُس کو سویرا قیامت کے برابر معلوم ہوتا تھا۔ صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی اس کا جی اُڑ گیا کہ میں اب بات بگڑ گئی۔ رات بھر کا کیا دھرا اکارتھ ہوگیا تھوڑی دیر میں رام کو راج تلک ہوجائیگا۔ اور میں اپنا سا منہ لیکر رہ جاؤنگی۔

اس لئے اُس نے تیغ زبان پر اور باڑھ رکھی وہ جلی کٹی باتیں کہیں کہ پتھر سے پتھر
دلوں سے نہیں نکل سکتیں۔ یہ سنگدلی سے بولی کہ
واہیات پاکھنڈ رچ رہے ہو زمین پر لوٹنے اور کراہ کراہ کر کروٹ بدلنے سے
کچھ مطلب حاصل نہ ہوگا۔ میں لاکھ بھولی ہوں مگر خوب سمجھ گئی ہوں کہ مردوں کی
گردن پر سوار ہوئے بغیر عورت اپنا کام نہیں نکال سکتی۔ میں پتی برتا ہوں پتی برت
دھرم جانتی ہوں۔ پتی برتا استری کا دھرم ہے کہ شوہر کنوئیں گرتا ہو تو ٹانگ ہو یا
چوٹی جو چاہے پکڑ کر کھینچ لے۔ ادب و لحاظ بزرگی و خوردی کا خیال نہ کرے۔ یوں
تو میں آپ کے پاؤں کی جوتی ہوں۔ آپ میرے جسم کے لئے سر ہیں۔ مجھے آپ کی
رضا جوئی مقدم ہے مگر نہیں استری کا یہ بھی دھرم ہے کہ خاوند کو نیک مشورہ
دے۔ نیک و بد سمجھائے۔ ہر معاملہ کا نشیب و فراز دکھائے۔ اسی لئے میں اپنی
ہٹ پر اڑی ہوں کہ آپ کے دھرم کو داغ نہ لگے۔ راجہ شوی۔ الرک۔ ودیاچ۔ راجہ سگر
نے جس دھرم کو نباہا اُس کے چھوڑ دینے سے آپ کی روسیاہی نہ ہو۔ میں آپ کے
ساتھ بھلائی کرتی ہوں۔ آپ اُس کو بُرائی سمجھتے ہیں۔ یہ میری قسمت۔ آپ دھرم
چھوڑ دیں مالک ہیں مگر میں اپنا دھرم کبھی نہ چھوڑونگی۔ میرے جیتے جی آپ دھرم نہ
چھوڑ پائینگے جو قول آپ کر چکے ہوں اُن کو پورا کرانا ہی میرے واسطے دھرم ہے۔ آپ
جانتے ہیں کہ دھرم کا ڈنکا تو خوب بجے لیکن ڈھول کے اندر پول رہے۔ میں اس کو کبھی
منظور نہیں کرتی۔ اچھا فعل ہو یا بُرا ایشور سے چھپ نہیں سکتا۔ وید میں لکھا ہے کہ جھوٹ
سے تمام نیک کاموں کے پھل ملیامیٹ ہو جاتے ہیں اور نرک ملنا تو گویا کوئی بات ہی
نہیں کیا آپ نے وید شاستر میں ایشور کے بچن نہیں دیکھے۔ دیکھے تو ضرور ہیں مگر افسوس
کہ عمل نہیں۔ میں سچ کہتی ہوں کہ وید شاستر کے احکام کی خلاف ورزی آپ کا خاندانی اعزاز
مٹی میں ملا دیگی۔ عمر بھر کا کرم دھرم خاک میں ملجائیگا۔ آپ میرے پتی پرمیشور نہ ہوتے تو اتنا
دماغ خرچ نہ کرتی۔ سوچ لیتی کہ آگ جائے لوہار جائے دھونکنے والے کی بلا جائے
جو جیسا بوئیگا ویسا کاٹیگا۔ جو جیسا کریگا ویسا پھل بھوگیگا۔ مگر نہیں میں آپ
کا پایاں انگ ہوں۔ یہاں یکا تو چند روزہ تعلق ہے۔ پرلوک میں بھی تو آپ
میرا نہیں آپ کا ساتھ چھوڑ سکتی ہوں۔ اس لئے مجھ سے زیادہ آپ اپنا

بھی خواہ کسی کو سمجھیں تو افسوس کی بات ہے میں جو کچھ کہتی ہوں وید شاستر کی ہدایت کے موافق یعنی جھوٹ بولنا گناہ جو قول کی پابندی نہ کرے وہ روسیاہ جس کو زبان کا پاس نہیں اُس کو سُرگ ملنے کی آس نہیں۔ بہت کچھ حجت ہو چکی۔ ہزاروں حیلے وحوالے آپ نے کئے معلوم ہو گیا کہ آپ یوں ماننے والے نہیں میں تین دفعہ لحاظ کر چکی۔ اب قسم کھاتی ہوں کہ قول پورا کرنے میں ذرا بھی مین میکھ کی تو بس ابھی ہیرا کھا لونگی۔ تلوار کلیجے میں بھونک لونگی۔ پھر روتے نہ بن پڑیگی پچھتاوا الگ ہوگا۔ اور خون ناحق کا عذاب الگ۔ ہاں سے بس کہئے قول پورا کیجیئگا یا نہیں۔ ایک ہاں نہیں میں فیصلہ ہے *

ایک مرتبہ کشن جی اندر کی مروت میں پڑکر ایسے چکر میں پھنسے کہ آخر باراہ بننا پڑا۔ سرسوتی اور منتھرا کی بدولت کیکئی کے جذبۂ محبت سے راجہ دسرتھ بھی دھرم کی زنجیر میں ایسے جکڑے کہ نکلنا محال ہو گیا۔ سر مارتے مارتے تھک گئے۔ سمجھاتے سمجھاتے گلا بیٹھ گیا۔ لیکن کیکئی ہٹ سے باز نہ آئی خودکشی کو تیار ہو گئی کو سنا تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ راجہ دسرتھ نے پھر ایک مرتبہ جرأت کی وہ بولے کہ اچھا آج سے وہ سب تعلقات قطع جو شادی کے موقع پر اگنی کے سامنے ہاتھ میں ہاتھ دیکر لوک پرلوک تک کے لئے مضبوط کئے تھے۔ بھرت کو تو چھڑاتی ہے تو اُن سے بھی مجھے کچھ واسطہ نہیں۔ رات تیرے جھنجھٹوں میں گزری دن نکلتے لگا ارکان دولت راج تلک کے منتظر ہونگے۔ میری طلبی کو عمائد و امرا آتے ہونگے۔ مجھ سے اُن کو منہ نہ دکھایا جائیگا۔ ابھی جان دے دونگا۔ میں نے تجھ سے رشتہ توڑا۔ بھرت سے بھی کچھ سروکار نہیں۔ میرے مرنے کے بعد اگر تو میرے لئے آنسو بہائے تو تجھ کو قسم ہے بھرت شہزادہ کرم کریں۔ پنڈ دیں تو اُن کو بھی سوگند ہے۔ بس جیسنے کا مزہ خوب چکھ لیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں *

راجہ دسرتھ کی اس وقت حالت دیکھی نہ جاتی تھی اُن کی آنکھیں روتے روتے سُرخ ہو گئیں ہونٹ سوج گئے خیال تھا کہ جس وقت رامچندر کو خبر ہوگی تو اُن کی آنکھیں کسی کے سامنے نہ ہو سکینگی۔ میں اُن کی شرمندگی کو بھی گوارا نہ کر سکونگا۔ فوراً جان دے دونگا۔ بولے کیکئی۔ بس اب میرے زندگی کے دن پورے

ہو گئے وقت برابر ہو چکا۔ مَیں چولا چھوڑتا ہوں +

کیکئی۔ آپ دم توڑنے کو تیار ہیں تو پہلے میری ایک بات سُن لیجئے۔ اپنے سامنے بھرت جی کو فوراً گدی پر بٹھا کر رام کو بن میں بھیجنے کے بعد دُنیا سے منہ موڑنے گا یوں مَیں مرنے بھی نہ دونگی۔ کیکئی کی اس بات سے مراد یہ تھی کہ رامچندر بن کو گئے تو کوشلیا۔ سُمترا اور لکشمن ضرور جان دے دینگے۔ چلو سارا سیاپا دُور ہو جائیگا۔ نہ سوتیاڈاہ سے کھٹکا رہیگا۔ نہ رامچندر کو عزیز رکھنے والوں کا خوف۔ راجہ دسرتھ کے مرنے میں کسر ہی کیا ہے۔ یہ تو ادھ مرے رکھے ہوئے ہی ہیں۔ پس اسی وقت میدان صاف ہو جائے تو مناسب اُس نے بڑے پیار کی علامات ظاہر کرتے ہوئے راجہ دسرتھ سے کہا +

مہاراج! آپ دُنیا سے منہ موڑتے ہیں۔ میرے پاس اس کا علاج نہیں مگر ایک نظر رامچندر جی کو تو دیکھ لیجئے دل میں ہوس نہ رہ جائے کہ جس کے لئے جان دی اُسے آنکھ بھر کے نہ دیکھا +

اس تقریر کی نوبت آئی ہی تھی کہ پکھیہ نچھتر شروع ہو گیا۔ بششٹ جی اپنے چیلوں کو لئے ہوئے آپہنچے۔ خوشی کے جھنڈے لہرانے لگے محتاج و مساکین دان پُن کی ہوس میں جمع ہو کر دعائیں مانگنے لگے کہ جلد رامچندر جی راج سنگھاسن پر قدم رکھیں اور جلد ہم کو منہ مانگی مراد ملے۔ سری رامچندر جی اپنی دولت سرا میں تھے۔ اُنہوں نے اہل شہر کے نعرہائے خوشی سُنکر ایوان فلک آستان سے برآمد ہو کر دیکھا کہ خوب دھوم دھام ہو رہی ہے کوچہ و بازار اہل شہر سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ برہمنوں کا میلہ لگا ہے۔ خدام بارگاہ مصروف کاروبار ہیں۔ بششٹ جی کا چہرہ ہنسے دیتا ہے۔ اتنے ہی میں سومنت راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچا۔ عرض کی +

اَن داتا! پرتھوی ناتھ۔ گرو بششٹ در دولت پر رونق افروز ہیں۔ سونے کے کلس گنگا جل سے بھر گئے۔ گوکرکی چوکی اشنان کے واسطے بچھا دی گئی آٹھ کنواریاں کلس لئے کھڑی ہیں۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ چار چار گھوڑوں کے رتھ تیغ و خنجر و جھنڈے نشان۔ نالکی پالکی تیز رفتار جوان گھوڑے مرصع و زرکار سفید

چتر۔ رتن جٹت سنگھاسن سب لیس ہو گئے۔ گوٹے موجود۔ طائفے حاضر۔ ساز منتظر
نغمہ سرائی۔ راجگان شش جہت روسائے سلطنت پابوسی کے مشتاق پلک بچھر
شباب پر۔ ساعت تاجپوشی محتاج توجہ۔ مہاراج جس طرح اندر کے وزیر اندر کو
وید شاستر پرہما کو۔ سورج اور چاند پرتھوی کو جگاتے ہیں۔ اُسی طرح میں آپ
کو بیدار کرنے آیا ہوں۔ سومیر سونے چاندی اور جواہرات سے خود ہی جگمگ کرتا
ہے۔ مگر سورج کے نور سے اُس کی رونق اور ہی ہو جاتی ہے اسی طرح تمام شہر
میں رونق ہو رہی ہے۔ مگر آپ کے بغیر یہ حالت ہے۔ جیسے خاوند کے بغیر عورت کی
راجہ دسرتھ نے سومنت کی باتیں سُنیں تو اور بھی تڑپ گئے بیچینی
نے آنکھ بند نہ رہنے دی۔ سومنت کے چہرے کی طرف ٹکٹکی بندھ گئی
دل ہاتھ سے تھام کر بولے:۔

ارے سومنت کیوں زخم پر زخم لگاتے ہو۔ تم بھی آئے تو جان ہی لینے کو آئے
سومنت کو کچھ خبر نہ تھی کہ معاملہ کیا ہے وہ سہم گیا۔ کہ راجہ دسرتھ فرماتے کیا
ہیں کہیں کوئی بات طبع نازک کے خلاف تو نہیں ہوئی۔ کوئی ناگوار کلمہ تو زبان
سے نہیں نکل گیا۔ اُس نے بڑے ادب سے معافی مانگی اور عرض کی کہ

مہاراج عمر بھر میں آج آپ کی زبان سے نئے الفاظ سُنے۔ آج کیا قصور
ہوا کہ مزاج مقدس برہم ہو گیا ؛

راجہ دسرتھ پہلے ہی سے بدحواس ہو رہے تھے سومنت کی آمد سے ایسے
پریشان ہوئے دل میں ایسی الجھن پیدا ہوئی کہ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں۔
راجہ کو بیہوش دیکھ کر کیکئی کو سومنت سے بات چیت کرنے کا موقع مل گیا اُس
نے وزیر باتدبیر سے کہا کہ رامچندر کی راج گدی کی خوشی اور انتظامات کی نگرانی
میں مہاراج کو کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ پلک سے پلک نہیں ملی۔ رتجگے سے
اس وقت آنکھیں جھپک آئی ہیں۔ ذرا دیر آرام کریں تو اچھا ہے نہ وہ کسی سے
خفا ہیں نہ ناراض۔ فقط جگاہٹ کا کسل ہے جبتک مہاراج کی آنکھ لگ
رہی ہے تب تک تم جاؤ اور رامچندر جی کو لے آؤ ؛

سومنت۔ مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ لیت و لعل نہیں ابھی جاتا ہوں اور

راجچندر جی کو ساتھ لے آتا ہوں۔ مگر مہارانی جی میں مہاراج کی اجازت کے بغیر بھی کوئی کام کیونکر کرسکتا ہوں۔ شاستر کا حکم ہے کہ راجہ کی موجودگی میں اگر اُس کی رانی یا راجکماری بھی کوئی حکم دیں تو ناجائز۔ ناقابل عمل ؎

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ راجہ دسرتھ نے کروٹ بدلی۔ کچھ ہوش ٹھکانے ہوئے۔ کراہ کر کہا کہ سومنت جاؤ جلدی سے رامچندر کو لے آؤ۔ دیر نہ ہو ؎

سومنت دل ہی دل میں خوش ہوا کہ کوئی قصور و خطا کی بات نہیں مدارات بھر جاگنے سے کچھ مزاج میں الکساہٹ رہ گئی۔ ابھی اُٹھنے میں کچھ دیر معلوم ہوتی ہے۔ اسی سے رامچندر جی کی یاد ہوئی۔ مہارانی کیکئی کا کہنا ٹھیک تھا۔ اس کی شکنجے میں پھنسی ہوئی جان کا اندیشہ دور ہوا۔ بڑی خوشی سے بہت اچھا جو حکم" کہکر لمبے ڈگ رکھتا ہوا وہاں سے چلا۔ ایوان کی چوکھٹ لانگھی تو مہاراج بسشٹ سامنے تھے۔ اُن کے ادب سے وہیں ٹھٹک جانا پڑا۔ دیکھا کہ ایک خلقت جمع ہے۔ سب کی آنکھیں در دولت پر لگی ہیں کہ کب مہاراج برآمد ہوں اور کب راج گدی کی نذریں پیش کی جائیں ؎

سرگ ۱۵

راجہ دسرتھ کے حکم سے سومنت کی سری رامچندر جی کی طلبی کے واسطے روانگی وہاں کا نظارہ

سومنت سب شاہی تیاریاں چُبھتی نظر سے دیکھ رہا تھا کہ خلقت کا رولا ہوا امیر سے فقیر تک کی یہ صدا تھی۔ سومنت جی یکبیک جھپٹ کر آگیا مہاراج کو اطلاع دیجئے۔ یا تو وہ رامچندر کو بلانے جاتا تھا یا سب کے کہنے سننے سے پھر راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچا۔ اور یہ عرض کی کہ

مہاراج ساری خلقت کان کھائے جاتی ہے تمام امرا و عمائد درشن کے مشتاق ہیں۔ اقبال و دولت زیادہ۔ اب بیداری کا وقت ہے۔ آستان

بوستان بارگاہ منتظر قدمبوس ہیں ؛

راجہ دسرتھ جی آنکھیں بند کئے ہوئے فکر میں جان گھلا رہے تھے سومنت کی آواز کانوں میں پڑنے سے اُنہوں نے آنکھیں کھولیں تو بالکل سرخ۔ زبان سے فرمایا۔ سومنت جی مَیں نے رامچندر کو بلایا تھا اُنہیں تم کیوں نہ لائے کیا ابھی سے میری بات ٹالنا شروع کر دی۔ مَیں سوتا نہیں جاگ رہا ہوں تمہیں رامچندر کو بلانا ہو تو جلدی بلاؤ ؛

سومنت کو نہایت حیرت ہوئی محل سے نکلا تو تمام سامان جشن دیکھا مجمع عام سے یہ کہتا ہوا آگے چلا کہ مہاراج تشریف لاتے ہیں۔ کچھ دیر نہیں سری رامچندر جی کی یاد ہوئی ہے۔ مَیں بلانے جاتا ہوں۔ خلقت بہت تھی بھیڑ چھائی ہوئی تھی سری رامچندر جی کے دولت سرا پر پہنچا۔ دیکھا تو عجیب ہی کیفیت عجیب ہی بہار تھی۔ دولتخانہ کی سجاوٹ سے چوتھی کی دلہن کا سنگار ماند تھا اندر پوری کی رونق نثار ہو رہی تھی۔ در و دیوار پر نور برستا تھا۔ راجہ دسرتھ کی ڈیوڑھی پر جو ہجوم تھا اُس کا کیا ٹھکانا شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ سوئی اُچھالنے سے زمین پر نہ گرتی تھی جو لوگ وہاں سے اُکتا گئے اُنہوں نے سری رامچندر جی کے ایوان فلک نشان کی طرف رُخ کیا۔ دیکھتے دیکھتے سر ہی سر نظر آنے لگے تِل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ سومنت بمشکل بھیڑ کو چیرتے مجمع کو ہٹاتے بڑی مشکل سے رامچندر جی کی خدمت میں چلا تین ڈیوڑھیاں گزرتے گزرتے رتھ کے گھوڑوں کو واقعی پسینہ آگیا۔ ہر طرف سے آواز آتی تھی تو یہی کہ رامچندر جی کے راج تلک میں اب کیا دیر ہے۔ زبانیں مچل رہی تھیں پکارہ منائیں جس وقت چوتھی ڈیوڑھی تک رسائی ہوئی۔ دیکھا کہ رامچندر جی سورج کی طرح رونق افروز ہیں اور عالم و فاضل برہمن حاشیہ نشین اچھے سے اچھے سرتاج سے سرتاج حکمران مؤدب کھڑے ہیں نذریں پیش کرنے کی خواہش ہے کوئی جواہرات پیش کرنے کا آرزومند ہے کوئی اور سوغات دینے کا خواہاں۔ سومنت نے اس وقت سری رامچندر جی کے ایوان عالی کی شان پر نظر کی تو اچنبے میں ہو گئے عمارت آسمان سے باتیں کرتی تھی۔ کیلاش بھی بلندی سے شرما رہا تھا۔ آسمان کے تاروں کا عکس زمین میں گرتے جاتے تھے کہ ہائے ہم کو یہ زیب و زینت میسر نہ ہوئی ؛

سرگ ۱۶

سومنت کی سری رامچندر جی کی خدمت میں روانگی عوام کا جوش مسرت

سری رامچندر جی کے در دولت کی آج رونق اور تھی۔ دربان ہر قدم وردیاں پہنے ہوئے شہاب میں ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے۔ بدن پر ہتھیار تھے اور ہاتھوں میں بید کی چھڑی۔ سومنت وزیر بے کھٹکے چلے جایا کرتے تھے نہ کسی سے پوچھنا نہ کسی سے خبر کرانا۔ آج سری رامچندر جی کو راج تلک ہونا تھا اس لحاظ سے انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھا آگے قدم نہ بڑھایا کہ مبادا اخلاف مزاج ہو یا کسی کام میں مصروف ہوں آداب شاہنشاہی سے ایک معتمد کی زبانی عرض کرا بھیجی کہ خانہ زاد سومنت حاضر ہے۔ مہاراج کے حکم سے تکلیف دینے کی جرأت ہوئی ÷

رامچندر جی نے فوراً ہی سومنت کو طلب کیا وہ آیا دیکھا کہ سری رامچندر جی جانکی جی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جانکی جی کے ماتھے پر بینددی ہے اور رامچندر جی کے ماتھے پر سرخ چندن کا تلک۔ یہ پیاری جگل جوڑی اس طرح نگاہوں کو موہ رہی تھی جیسے چندرماں اور چتر (ماہ و سہا) جو ہیں سومنت آیا۔ رامچندر جی نے سر سری تعظیم دے کر کہا ادھر آئیے۔ کرسی دی گئی۔ سومنت بیٹھا اور یہ الفاظ ادب زبان پر آئے ÷

مہاراج! آج مہارانی کوشلیا سے بڑھ کر تین لوک میں کوئی عورت خوش نصیب نہیں رہنا آپ ایسا بیدار بخت کوئی ہے۔ انہوں نے آپ ایسا فرزند ارجمند پایا۔ آپ کو ایسی ماں کا سایۂ عاطفت ہاتھ آیا۔ پھر بھلا خوش نصیبی کی اور کیا حد ہو سکتی ہے ہمارے بڑے مہاراج کیکئی کے محلسرا میں رونق افروز ہیں۔ اور دونوں نے بہت جلد یاد کیا ہے ÷

گو سری رامچندر جی عالم الغیب اور واقف اسرار تھے مگر نہیں تجاہل عارفانہ سے بولے کہ سری جانکی جی دیکھو کیسا خوشی کا وقت ہے مہاراج کا اسوقت ماتا کیکئی کے

پاس جانا خاص مسرت کی خبر دیتا ہے۔ وہاں راج تلک کی باتیں چھڑی ہونگی اور مہارانی کیکئی چاہتی ہونگی اس وقت مجھے دیکھ کے آنکھیں ہری کریں۔ ماتا کیکئی راجہ کیکے کی بیٹی ہیں۔ ایسی ویسی نہیں بڑا اعلےٰ خاندان ہے۔ راجوں مہاراجوں میں جو اُن کے میکے والوں کی عزت ہے۔ وہ دوسرکی نہیں یہی سبب ہے کہ وہ مجھے یاد فرماتی ہیں پتا جی بھی وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے اُمید ہے کہ ضرور میرے لئے کچھ بہتری کا مشورہ ٹھیرا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سومنت جی کو تکلیف [illegible] جاتی تم یہیں ٹھیرو میں ابھی پتا جی کے قدم چوم کر آیا۔ سیتا جی کا دل خوش ہو گیا [illegible] سوچیں کہ اب راج تلک میں لمحوں ہی کی کسر ہے۔ رامچندر جی کو دروازے تک پہنچا کر یوں گوہر افشاں ہوئیں کہ مرگ بستر جو زیب تن ہے۔ ہرن کا سینگ جو ہاتھ میں ہے وہ آپ کو راج دلوائے۔ جبتک آپ اپنے سروپ کو پھر نہ دکھائینگے طبیعت کو چین نہ پڑیگا۔ سیتا جی یہ کہکر دیوی دیوتا منانے لگیں اور سری رامچندر جی سب برہمنوں کا اشیرباد لیتے "ہر طرف سے اقبال و دولت زیادہ" کا نعرہ سماعت فرماتے دولتسرا سے چلے دیکھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر لکشمن جی آمد آمد کے منتظر ہیں فوراً شفقت برادرانہ سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور رتھ پر بٹھا کر راجہ دسرتھ کی پابوسی کو چلے سری رامچندر جی کالی گھٹا معلوم ہوتے تھے اور رتھ کے پہیوں کی آواز بادل کی گرج ہر طرف سے "جے بولو راجہ رامچندر کی جے" کا شور بلند ہو رہا تھا۔ دعائیں آکاش میں گونج رہی تھیں۔ رامچندر جی کا رتھ سب کے آگے تھا۔ پیچھے پیچھے ہاتھیوں گھوڑوں پیدل سواروں کا جلوس۔ ننگی تلواریں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ دھنش کی ٹنکاروں سے قوس فلک کا کلیجہ دہلتا تھا۔ بھاٹ تعریف اور خوشی کی نظمیں پڑھ پڑھ کر مست ہو رہے تھے۔ طرح طرح کے باجوں کی موہنی آواز سامعین کو بیخود کرتی تھی جدھر سے سواری بادِ بہاری کی طرح گزری پھولوں کا مینہ برس گیا۔ عورتیں خوشی کے گانے الگ گاتی جاتی تھیں۔ چھوٹے بڑے کی زبان پر یہی کلمات تھے کہ راجہ دسرتھ دھنیہ ہیں مہارانی کوشلیا دھنیہ ہو۔ سُمترا کیکئی تم بھی دھنیہ ہو۔ جن کو ایشور نے ایسے بیٹے کا سکھ دیا اس موقع کی ایک ایک بات کا نظارہ پیش نظر کرنا قلم کا کام نہیں۔ یہ اُن آنکھوں اور کانوں کا کام ہے۔ جنہوں نے وہ نظارہ دیکھا۔ وہ آنند کا سماچار

سُنا تھا۔ ہم قصہ مختصر کرنے کے لئے تحمل سخن سے کام لیکر صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ ادھر تو رامچندر جی خوش تھے کہ راج تلک ہوگا ادھر اہل زمانہ کو انتظار تھا کہ رامچندر راج سنگھاسن پر بیٹھیں اور ہم جشن منائیں۔ موجیں کریں بغلیں بجائیں۔ دان دیں خیرات کریں ❖

سرگ ۱

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں تشریف بری

سری رامچندر جی کا رتھ آہستہ آہستہ جا رہا ہے۔ سوار اور پیادے پیچھے چھائے ہیں مگر راستہ نہیں ملتا۔ جشن عام کی تیاریاں دیکھ دیکھ کر سری رامچندر جی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا ہے۔ سب حسب مراتب تعظیم و تکریم کا برتاؤ کرتے تشریف لئے جا رہے ہیں رعایا کی کلی کلی کھلی جاتی ہے۔ صورت دیکھ دیکھ کر باچھیں نکلی آتی ہیں والمیک جی موقع کا آنند بیان کرتے ہوئے اہل دُنیا سے خطاب کرتے ہیں کہ جو سری رامچندر جی جیسے دھرم کے سروپ ساکشات ایشور چاروں برنوں کے پرورش کنندہ کل کائنات کے خالق و رازق۔ اُن کی جس نے یاد نہ کی۔ اُس کو جس نے اپنا پروردگار نہ سمجھا اُس کی زندگی پر تُف ہے۔ اُس کی زیست زیست نہیں۔ موت سے بھی بدتر ہے۔ واہ وا کیا آنند ہے۔ بڑے بڑے راجے مہاراجے جا بجا کھڑے ہیں۔ سب کا سر نیاز خم ہے۔ جگہ جگہ تو پچی سلامی ہوتی جاتی ہے۔ اہل اجودھیا رتھ کے پہیوں کی خاک ماتھے پر مل رہے ہیں۔ شاہی آداب کا جواب ملنے سے دل میں کچھ اور ہی جوش عقیدت پیدا ہوتا ہے ❖

کہاں تک۔ ایک ایک بات لفظوں میں بیان کی جائے۔ حرفوں میں اظہار واقعی کی قوت ہی نہیں خلاصہ یہ کہ سری رامچندر جی کا رتھ تین ڈیوڑھیوں سے گزر گیا۔ اب خود بدولت و اقبال رتھ سے اُترے ہمراہیوں کو وہیں ٹھیرنے کا ارشاد ہوا اور ذات مقدس سے تن تنہا راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا ❖

سرگ ۱۸

کیکئی کا سری رامچندر جی سے اظہار مدعا۔ اُن کا جوشِ سعادتمندی

سری رامچندر جی راجہ دسرتھ کی خدمت میں پہنچے دیکھا کہ چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں منہ بالکل فق ہو رہا ہے انہوں نے جا کر قدموں پر سر رکھ دیا اور کیکئی کو ڈنڈوت کر کے راجہ سے عرض کی ؎

رام حاضر ہے

راجہ دسرتھ نے لاکھ چاہا کہ آنکھیں پھاڑ کر اپنے پیارے رامچندر کو دیکھیں مگر آنسوؤں کا وہ جوش ہوا کہ ضبطِ گریہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں اور بدحواس ہوگئے سری رامچندر جی یا تو خوش خوش آئے تھے یا دفعتہً یہ صورت حال دیکھ کر اُن کی جان اُڑ گئی کہ یہ رنگت کیا ہے۔ پاؤں پر سانپ کے چڑھ جانے سے انسان پر جو حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اُسی حالت کا نمونہ پیش نظر ہو گیا۔ راجہ دسرتھ کے مزاج کی بدمزگی سے اُن کا دل کھٹکا سمجھ گئے کہ کوئی بات آ پڑی ہے جس کے بناء کی فکر نے طبع نازک کو صدمہ پہنچایا ہے یا مجھ سے کوئی سزا سرزد ہوئی ہے ورنہ یہ خاموشی کیسی۔ قبل میں جب کسی پر عتاب ہوتا تھا یا کچھ کبیدگی خاطر تو میرے دیکھتے ہی طبیعت بحال ہو جاتی تھی۔ نہ غصے کا نام و نشان رہتا تھا نہ بدمزگی مزاج کے آثار۔ آج کیا ہے کہ آنکھ کھول کے بھی نہیں دیکھتے۔ ڈنڈوت بھی قبول نہیں ہوتی۔ اس فکر میں اُن کا دل نہایت ہی پریشان ہوا۔ طبیعت میں از حد اُلجھن ہوئی۔ کیکئی جی سے بولے ؎

ماتا جی! آج پتا جی خاموش کیوں ہیں۔ جس جوشِ محبت سے یاد ہوئی اُس کا نام و نشان نہیں۔ اتنی عمر میں آج پہلا وقت ہے جب میں نے مہاراج کی یہ کیفیت دیکھی۔ ورنہ کیسے ہی غصے میں ہوں۔ رنج میں ہوں فکر میں ہوں۔ کبھی

ادھر صورت دیکھی
میری حاضری پر اظہار خوشنودی کے سوا اور کچھ نہ کرتے تھے۔ ادھر صورت دیکھی
اُدھر آنکھیں پھڑک اُٹھیں۔ سچ فرمائیگا کہ مجھی سے کوئی خطا سرزد ہوئی۔ بھرت اور
سترہن کی مفارقت کا رنج تو نہیں۔ دور از حال دشمنوں کی طبیعت میں کچھ
نقص تو واقع نہیں ہو گیا۔ اگر میری کچھ خطا ہو تو ابھی جان دے دوں۔ عذر نہ
کروں۔ انسان کا چولا بڑی خوش قسمتی سے ملتا ہے۔ اس پیکرِ عنصری کو تمام
طاقتیں حاصل ہیں۔ مٹی کا پتلا دل پر رکھے تو چاروں پدارتھ بلا منت غیرے
حاصل کرلے۔ صرف اطاعت والدین کو وہ قدرت حاصل ہے کہ دوسرے کسی
اور دھرم کو نصیب نہیں۔ وہ بیٹا ناخلف ہے ننگ قوم ہے بے دھرم ہے
جو اپنے پتا کو دیوتا نہیں سمجھتا۔ جو والد کی نگاہ میں نہیں چلتا۔ جس کو اپنے
ایسے سرچشمہ زندگی کی رضاجوئی منظور نہیں جو اپنے باپ کا تابع فرمان نہیں
اُس کو نرک سے نجات ناممکن۔ ماتا جی۔ اس وقت تک پتاجی کی نظرِ عاطفت
نہ ہوئی قصور معاف کیجیئگا۔ کہیں آپ نے تو کوئی بات مزاجِ اُقدس کے خلاف
نہیں کہدی۔ جو بات ہو فرمائیے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ مجھ سے دیکھا نہیں
جاتا کہ میری آنکھوں کے سامنے طبعِ نازک ملول رہے ÷

کیکئی۔ بیٹا تم فکرمند نہ ہو دل چھوٹا نہ کرو۔ نہ کوئی روگ ہے نہ بیماری نہ فکر
ہے نہ ملال۔ نہ میں نے کچھ کہا نہ کسی نے دل دکھایا۔ ایک وقت کچھ قول ہارا
تھا۔ اُس کے نباہنے کو بغلیں جھانکنا پڑی ہیں۔ بس اور کچھ بات ہی نہیں پوچھو
جب قول ہارنے بیٹھے تھے۔ تب ہی کیوں اونچ نیچ نہ سمجھ لی۔ اب پچھتانے سے
حاصل خشکی میں ناؤ چلانے سے نتیجہ۔ یا قول پورا کریں یا زبان پلٹ دیں کوئی
کرہی کیا لیگا۔ پیارے رام تم خود ہی انصاف کرو ست بادی کی پہچان تو یہی ہے کہ
جو کہے وہی کر کے دکھائے۔ قول و فعل میں فرق نہ ہو۔ مہاراج بڑے یکسخن اور راست
گو کہلاتے ہیں مگر بات کو نباہنے سے جی چُراتے کو ادھرم نہیں سمجھتے میں خیر خواہ
ہوں۔ لوک پرلوک دونو جگہ میرا ساتھ رہیگا۔ اس لئے نہیں چاہتی کہ مہاراج
کے دھرم میں فرق آئے۔ میں دانستہ کنوئیں میں گرنے نہ دونگی۔ اول تو مہاراج
خود ہی دھرم سے نہ ہٹینگے۔ دوسرے جب تک میرے جسم میں جان ہے ادھرم

نہ کرنے دونگی - ابھی تک میں اکیلی تھی ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اب تم بھی آگئے
اب میری جان میں جان آئی کہ مہاراج دھرم سے نہ ہٹ سکینگے - تمہارے
سامنے زبان سے حرف انکار نہ نکل سکیگا ✣

رامچندر جی - ماتا آپ دھنیہ ہیں - بیشک پتاجی جو زبان دے چکے وہ پتھر
کی لیک ہے - میں خوش ہوں کہ آپ کو دھرم کا اتنا لحاظ ہے مگر یہ فرمائیے
کہ بات کیا ہے ذرا میں بھی تو سُنوں - میرے لائق جو کام ہوگا میں اُس سے
کبھی دریغ نہ کرونگا ✣

کیکئی - شاباش بیٹا شاباش - عمرت دراز - اولاد ہو تو ایسی لخت جگر ہو تو
تم ایسا سعادتمند - مگر پیارے میں تم سے کیا کہوں - مجھے خیال رہتا ہے کہ
بات نہ جانے پائے - جو کہدوں وہ ہو ضرور ✣

رامچندر - آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں - جس بات سے پتاجی کو انکار
ہوگا وہ حتے الامکان میں پوری کرونگا - کبھی فرق نہ ہوگا ✣

کیکئی - پیارے تم ابھی بچے ہو - دیکھو مہاراج عمر بھر دھرم کرتے رہے کوئی بات
آج تک دھرم کے خلاف نہ کی آج بڑھاپے میں نہ جانے کیا ہوگیا کہ قول سے
پھرے جاتے ہیں - جب بڑے بوڑھوں کا یہ حال ہو - تب تم ایسے دودھ پیتے
بچوں کا ٹھکانا - اسی سے کچھ کہنا نہیں چاہتی ✣

رامچندر جی - نہیں نہیں - آپ کو اپنے رام کی قسم فرمادیجئے کیا بات ہے ✣

کیکئی - اچھا کہتی ہوں مگر پہلے یہ قسم کھاؤ کہ جو بات تمہارے اختیار میں ہوگی
اُس سے گریز تو نہ کروگے ✣

رامچندر - بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو میری زبان کا اعتبار نہیں قسم کھلاتی
ہو - ابھی پتاجی فرمادیں تو پانی میں جان دے دوں جلتی آگ میں پھاند پڑوں آج
میرے پتاجی اگر کچھ وعدہ کرچکے ہیں تو ضرور نباہینگے - ساتھ ہی میں قسم کھاتا
ہوں کہ جو آپ کی خواہش ہوگی بلا تامل پوری کرونگا - فرق ہو تو گنہگار ✣

کیکئی - شاباش آفرین - لائق بیٹوں کو ایسی ہی سعادت چاہئے اچھا پیارے
سنو - ایک مرتبہ دیوتاؤں اور راچھسوں کی لڑائی میں مہاراج سخت زخمی ہوگئے

قریب تھا کہ راکشش خاک پر سلادیں۔میں نے اُس وقت جان پر کھیل کر جان بچائی۔جس پر مہاراج نے دو بردان دئے۔چنانچہ میں وہی پورے کرانا چاہتی ہوں راچندر جی۔آپ کیا خواہش رکھتے ہیں یہ بھی تو فرمائیے۔

کیکئی۔بس یہی کہ راج سنگھاسن بھرت کو ملے اور تم چودہ برس بن باس کرو بھرت لائق ہیں۔ان کے عہد حکومت میں راج کی رونق اچھی رہیگی اطمینان رکھنا فقط اتنی سی بات ہے۔جس کے لئے مہاراج دھرم کو طاق پر رکھے دیتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ ان کو ادھرم کے راستے سے ہٹاؤ۔

کیکئی کے الفاظ وہ تھے جن میں چھریاں ہی چھریاں بھری تھیں دوسرا ہوتا تو نہ جانے کتنا برا مانتا مگر نہیں راچندر مسکرا مسکرا کر سنتے رہے چہرے پر ذرا میل نہ تھا۔راجہ دسرتھ سب سن رہے تھے۔اُن کے دل پر گھن کی چوٹیں پڑ رہی تھیں۔ بولنا چاہتے تھے مگر منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ضعف گلا پکڑے ہوئے تھا۔

سرگ ۱۹

سری رامچندر جی کا کیکئی کی رضا جوئی کے خیال سے صحرا نوردی کا تہیہ۔جشن تاجپوشی کی بے ہنگامی کوشلیا جی کی خدمت میں روانگی

سری رامچندر جی نے کیکئی کی باتوں کو اس انداز سے سنا گویا کچھ بات نہ تھی اُن کے دانت نکل آئے بتیسی کھل گئی اور زبان سے فرمایا۔

بس ماتا جی اتنے کے لئے یہ بکھیڑا۔اب آپ کے فرمانے کی ضرورت نہیں آپ اطمینان رکھیں۔سمجھ لیں کہ بن کی تیاری ہو گئی مگر مجھے آج عجیب حیرت ہے یا تو ہر غم ہر اندیشہ ہر کشمکش تردد کے موقع پر پتا جی مجھے دیکھ کر خوش ہو جاتے تھے۔آج کیا ہو گیا کہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔سر مہ در گلو ہیں زبان خاموش ہے جہرہ کی تبدیلی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ماتا جی آپ کا حکم ہو چکا وہ اب ماسٹر ہے راچندر کی زندگی اسی

تین حرف - اگر فوراً تعمیل ارشاد نہ کرے - خواہ پتا جی مانع ہوں یا رنج ہوں یا سدراہ ہوں لیکن آپ ایسی ماتا کے حکم کو میں ان کے ارشاد سے زیادہ واجب التعظیم سمجھونگا میری اطاعتگزاری میں مجھے بھی دھرم کی برکتیں حاصل ہونگی آپ اور پتا جی بھی اپنے اپنے دھرم سے مطمئن اور سبکدوش ہونگے - اس وقت مجھے خیال ہے تو اس بات کا کہ پتا جی کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہ رہے ہیں آپ سمجھائیں کہ رامچندر قول پورا کرنے کو حاضر ہے - افسوس کہ بھرت جی یہاں نہیں ہیں ورنہ میں اپنے ہاتھ سے اُن کے سر پر تاج رکھ دیتا - خواہ پتا ناراض بھی ہوتے - آپ جلد اُن کو بلائیں سب راج پاٹ اُن کا ہے - مجھے کچھ واسطہ نہیں - مجھے اب اپنے قدموں سے رخصت سمجھئے - اگر میں نے آپ سی ماتا کی رضا جوئی نہ کی تو جنم اکارتھ +

کیکئی یا تو روٹھی بیٹھی تھی رہ رہ کر راجہ دسرتھ پر غصہ آتا تھا ہٹ پر ہٹ کرتی تھی یا اب نہال ہو گئی - رامچندر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا - شاباشی دی کہا بیٹا تو پھر دیر نہ کرو - مہاراج کے چرن چھوؤ اور بن کی سیر کرآؤ - تمہاری لیاقت سے میں بہت خوش ہوئی - ساعت اچھی مہورت بھی اچھی ہے - پردیس جانے کے لئے اس سے اچھا موقع مشکل سے ملیگا - اور یا دھا ہو جائیگی - اگر تم چاہو کہ مہاراج اپنے منہ سے بن یا - کہیں یہ کبھی شدنی نہیں - اسی سے منہ میں گھنگھنیاں بھرے پڑے ہیں اور جس وقت تک تم یہاں ہو تب تک کھٹ پٹ کرتے رہینگے - ابھی یہی نخرہ ہے کہ نہ کھائینگے نہ پیئینگے - یہ کیوں اس لئے کہ تم موجود ہو - تم سعادتمند ہو اس سے بس بہتر یہی ہے کہ آنکھوں سے اوٹ ہو جاؤ - اسپ صبا رفتار پر آسن جماؤ اور گھوڑا اڑاتے اہل دنیا پر ثابت کر دو کہ سعادتمند ایسے ہوتے ہیں +

سری رامچندر جی - ماتا جی آپ کو جس قدر عجلت منظور ہے میں اُس سے بیشتر روانگی کے لئے کمر بستہ ہوں - دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے - سورج پورب سے پچھم میں طلوع مگر آپ کا رام پتا جی کا پرن پورا کریگا - آپ کی مرضی کو پتا جی کی خواہش پر بھی ترجیح دے گا - پتا جی کے حکم کی مجھے کوئی ضرورت نہیں صرف آپ کا فرمانا ہی میرے لئے بہت ہے - صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پتا جی ایک نظر دیکھ لیں - آپ مطلق خیال نہ کریں کہ رام بات کا دھنی نہیں - میں جس حیثیت سے آیا ہوں - وہ منہ

سے بول رہی ہے کہ رام آپ کے قدم دیکھنے نہیں آیا بلکہ بن کے لئے رخصت حاصل
کرنے کو میرے قدم تو اُسی جگہ سے بن کا راستہ لیتے۔ مگر فرض ہے کہ ماتا کوشلیا
کے بھی قدم چھولوں کیونکہ آپ کی طرح اُن کو بھی مجھ پر حق حاصل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ
میں یہیں سے چل کھڑا ہوں اور وہ شاکی ہوں کہ ماتا کیکئی کو تو ماتا سمجھا اور میری
ممتا کا کچھ خیال نہ کیا۔ ذرا آپ کی بہو کو بھی ڈھارس دینا ہے کہ گھبرائے نہیں
چودہ برس پل مارتے کٹ جائینگے۔ آپ سب کی اطاعتگزاری اور فرمانبرداری
سے جی بہلانے میں اتنے دن گزار دینا کوئی بڑی بات نہیں اچھا تو میں
قدم چھوتا ہوں اشیرباد دیجئے +

رام چندر جی نے یہ کہکر جونہیں مہاراج کے قدموں پر سر رکھ کر یہ
الفاظ کہے کہ

پتاجی آپ کا پرن پورا ہو گیا۔ میں چودہ برس کے بعد پھر انہیں قدموں
کے درشن کرونگا۔ آپ سا خوش نصیب دنیا میں کون ہوگا جس کی پرتگیا میں
کبھی فرق نہ آیا۔ میرے اہو بھاگ زہے نصیب کہ کاشانۂ دولت کی خاک پر لوٹ
لوٹ کر آج اس لائق ہوا کہ ماتا کیکئی مجھے یہ شرف عطا فرماتی ہیں +

راجہ دسرتھ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ آنسوؤں کیا ایک سیلاب تھا جو روکے
نہ رکتا تھا۔ سری رامچندر جی ماتھے سے تلوے سہلا کر اور کیکئی کے چرنوں پر
سر جھکا کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ راجہ دسرتھ کی دردناک چیخیں دور تک آتی
رہیں محل میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ صورت معاملہ یہ ہے۔ لکشمن جی منتظر
تھے۔ ان کو بھی پل پل کی خبر لگ رہی تھی۔ جونہیں رامچندر جی کی صورت دیکھی رو
پڑے۔ قدموں سے لپٹ گئے۔ رامچندر جی نے چھاتی سے لگایا۔ آنسو پونچھے
اور ہاتھ میں ہاتھ لیکر کوشلیا جی کے رنواس کی طرف رُخ کیا +

اس وقت سری رامچندر جی کے تیور حالانکہ وہی تھے مگر نہیں کچھ بھی فرق
تھا۔ فرق بھی وہ جو چاند کے گہنانے سے نہیں بلکہ بدلی کے چھپ جانے سے
پیش نظر ہوتا ہے۔ عام نگاہوں میں یہ فرق محسوس ضرور ہوتا تھا۔ لیکن ضمیر
صادق سمجھ رہے تھے کہ کیا بات ہے۔ سری رامچندر جی کے برآمد ہوتے ہی

چتر بردار چتر لیکر دوڑا۔ آپ نے فوراً روکا اور کہا بن باسیوں کو شاہی ٹھاٹھ باٹ سے کیا کام۔ اسی کے ساتھ اشارہ ہوا سب سامان تاجپوشی ملتوی کئے جائیں ہر ایک کے لئے حکم ہوا کہ گھروں میں چین کریں۔ جشن موقوف ہے۔ یہ کہتے ہوئے کوشلیا کے رنواس میں تشریف لے گئے۔ لکشمن کو فرمایش ہوئی کہ آنسو نہ ڈالو حرارت کا موقع نہیں۔ فضولیات کی ضرورت کیا۔ لکشمن جی اطاعت گزار تھے جوش غضب کو روکا۔ رومال سے آنسو پونچھے اور سری رامچندر جی ہنستے مسکراتے کوشلیا کے قدمبوس ہوئے ✢

سرگ ۲۰

سری رامچندر جی کی کوشلیا کے پاس آمد۔ کوشلیا جی کی گریہ وزاری

جس وقت سری رامچندر جی کیکیئی کے کوپ بھون سے برآمد ہوئے تمام رنواس میں کہرام مچ گیا۔ ہر آنکھ سے آنسو اُمنڈ رہے تھے۔ ہر ایک کا کلیجہ تڑپ رہا تھا۔ ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

ہائے راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما ایسے پابند وضع شرم نہ آئی کہ اتنا ڈھنڈ دھورا پٹوا کر بھی رنگ میں بھنگ کر دیا۔ رامچندر ایسا لائق ہونہار۔ شائستہ فرمانبردار بہمہ صفت موصوف اور ہر دلعزیز بیٹا ایشور سب کو دے۔ ایسے بیٹے کے ساتھ یہ بدسلوکی اور وہ کیکیئی کے پاس خاطر سے۔ افسوس مہاراج کا خون کیسا سفید ہو گیا آنکھوں کا پانی کس طرح مر گیا۔ کہ نہ محبت نہ مروت نہ چار آنکھوں کی شرم۔ راجہ دسرتھ کی حالت یوں ہی غیر تھی۔ ہر طرف سے شور و بکا کی آواز سنکر اُن کو زندگی اور بھی حرام ہو گئی۔ وہ مناتے تھے کہ گھڑی بھر کی اور زندگی ہو تو اسی وقت دم نکل جائے تب چیخ چیخ کر رونا چاہتے تھے۔ اُٹھ اُٹھ کر سر دُھننے کی جرأت ہوئی تھی۔ مگر نہ اُٹھا جاتا تھا نہ منہ سے آواز نکلتی تھی۔ نہ کسی۔۔۔۔

کی کہہ سکتے تھے نہ سننے کی طاقت تھی +

ادھر راجیندر جی نے جشن تاجپوشی کا انتظام موقوف کرکے ماتا کوشلیا کے رنواس میں قدم رکھا تو مہارانی کو بڑے آنند میں پایا۔ برہمن وید پاٹھ کر رہے تھے ہون ہو رہا تھا۔ فراغت سے فرائض پرستش میں مصروف تھی زبان پر دعائیں تھیں کہ راجیندر کی عمر دراز ہو۔ اکھنڈ راج ہو۔ اقبال کا آفتاب روئے زمین پر نور برسائے۔ برق شمشیر کے سامنے کسی کی آنکھ نہ ٹھہرے راجیندر جی پہنچے ہی تھے کہ کار کا شور بلند ہو گیا۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز آنے لگی کوشلیا نے صورت دیکھی تو منہ میں ستارے سے چھٹک گئے۔ انار کے دانوں نے جوش خوشی کا اظہار کیا۔ پوجا سے فراغت پاکر راجیندر جی کو کلیجے سے لگانے کے لئے اس طرح لپکیں جس طرح گائے بچھڑے کے جوش محبت سے بیقرار ہو کر دوڑتی ہے وہ آئیں سر پر ہاتھ پھیرا اور بولیں +

جگر پیوند! تمہارے بزرگ بڑے نامور اور پرتاپی گزرے ہیں میری دعا ہے کہ تم سب کے فخر اور کل قوم کے سرتاج کہلاؤ۔ مَیں بھی کل سے برت رکھے ہوں اور تم بھی نا ہار ہو آؤ کچھ پرشاد چکھ لو۔ یہ آسن بچھا ہے۔ بیٹھو مَیں کچھ پانی پلانے کے لئے ابھی لائی +

سری راجیندر جی جس غرض سے تشریف لائے تھے اُس کا دہرانا فضول ہے۔ اب اُن کو یہ خلجان ہُوا کہ کس طرح ماتا کوشلیا سے بن باس کا ذکر کریں اُنہوں نے آسن کو ہاتھ لگا کر کہا کہ

ماتا جی! مَیں اس آسن پر بیٹھنے کے لائق نہیں میرا آسن آج سے اور ہے مہاراج نے مجھ پر بڑی مہربانی کی ماتا کیکئی کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں انہوں نے وہ شرف عطا کیا ہے کہ آپ سُنکر زیادہ خوش ہونگی۔ شہروں میں آبادی کم ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں کا راج تو بھرت کے نامزد ہُوا جنگلوں کی وسعت بہت ہوتی ہے۔ اس لئے میری بزرگی کے لحاظ سے مجھے وہاں کی بادشاہت عطا ہوئی۔ چونکہ ساعت سعید ہے۔ مہورت عمدہ۔ اس لئے مَیں آپ سے رخصت مانگنے حاضر ہُوا ہوں۔ اجازت دیجئے کہ مَیں نیا دانہ پانی کروں۔ آج سے جنگل کے

کند مول پھل ہونگے اور ہیں۔ پہاڑوں کے جھرنوں کا پانی ہوگا۔ اور میری پیاس صرف چودہ برس کا معاملہ ہے۔ آپ اتنے دنوں صبر کریں پھر یہی قدم ہونگے اور ہیں۔ بیشک آپ کو آپ کی بہو کو اور لکشمن جی کو جدائی بہت شاق ہوگی مگر چند روز کے واسطے طبیعت پریشان کرنا محض بے فائدہ ہے۔ ذرا سا صبر غم غلط کرتا رہے گا ؀

کوشلیا جی نے جو ہیں یہ تڑپا دینے والے الفاظ سُنے اس طرح زمین پر گر پڑیں جس طرح کوئی کیلے کو کاٹ کر زمین پر پھینک دے اُس کو غش آ گیا پتلیاں نیچے اوپر ہونے لگیں۔ رامچندر جی نے جھپٹ کر اُٹھا لیا۔ بدن کی گرد ہاتھ سے پونچھی۔ لخلخہ سنگھایا۔ کیوڑا گلاب چھڑکا۔ تھوڑی دیر میں اُن کو ہوش آیا تو زبان سے یہ الفاظ نکلتے سُنائی دئے ؀

پیارے رامچندر! بیٹے کی پیدائش کے وقت ماں کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ اُسی کا دل جانتا ہے۔ مجھے تمہاری ولادت کے دردِزہ کی جو تکلیف محسوس نہ ہوئی تھی۔ اس سے سوگنی تکلیف زیادہ۔ مجھے تمہارے ان لفظوں نے دی۔ ہائے رے دُنیا اور اس کی مکاریاں۔ بانجھ عورتوں کی زندگی لاولدی کے غم میں حرام رہتی ہے۔ جس کو ایشور اولاد دیتا ہے اُس کو اس طرح کی مصیبتیں جس کے دو چار بیٹے ہوں اُس کو خیر چھاتی پر پتھر رکھ لینے سے صبر ہوتا ہے کہ چلو دوسرا بیٹا تو دل بہلانے کو موجود ہے میں بدنصیب کیا کروں۔ کیونکر زندگی قائم رکھ سکونگی جس کو صرف تمہارے ہی دم سے زندگی کی آس ہے۔ تمام عمر اولاد کے غم میں بسر ہوئی۔ زندگی طرح طرح کے رنج والم میں کٹی۔ اب دیوی دیوتاؤں کو مناتے مناتے تمہاری بدولت کچھ سکھ ملا تھا۔ وہ بھی اس وقت خواب و خیال ہو گیا۔ لختِ جگر جب سے میری شادی ہوئی۔ مجھ پر جو گزری کیا کہوں مہاراج کبھی سیدھے منہ نہ بولے۔ ہر وقت بگڑے ہی رہے۔ پہلے بے اولادی کا کلنک لگا۔ مہاراج نے اور شادیاں کیں۔ جو رنو اس میں آئی۔ اُس نے یہی رونا رویا کہ کوشلیا کا سایہ پڑنے سے اولاد نہ ہوئی۔ ہر معاملے میں یہی مضمون صادق تھا ؀

عدو مدام عداوت سے کام لیتے ہیں
قصور کوئی کرے ہے میرا نام لیتے ہیں

پہلے میرے خطابات نہ جانے کیا کیا تھے۔ جو جس کی زبان پر آتا تھا کہدیا کرتا تھا۔ جب سے تمہارا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ تب سے سب باتیں گئیں لوگ بانجھ سے ستی کہنے لگے۔ میں جان گئی کہ میری سرنوشت میں راحت وعشرت نہیں۔ زندگی کا مآل ہی یہ ہے کہ کبھی رنج وغم سے نجات نہ ہو تم خود جانتے ہو کہ اب بھی میں مہاراج کی نظر سے گری ہی ہوں۔ جو خاطر ہے وہ کیکئی کی۔ مگر مجھے اب پرواہ نہ تھی۔ تمہارا ایسا لائق اور فرمانبردار بیٹا ایشور نے دیدیا تھا ✣

اب تم مجھے چھوڑ جاؤ گے تو میری زندگی کی صورت ہے ضرور جسم سے جان نکالنا پڑے گی۔ کیکئی جس طرح چاہیگی مٹی خراب کریگی۔ لونڈیوں سے بدتر سمجھیگی مہاراجہ بھی اُسی کے اشارے میں چلیں گے میرا کوئی بھی پرسان حال نہ ہوگا۔ پیارے رامچندر جو دنیا میں صاحب اولاد ہو۔ صاحب مال و دولت ہو اُسی کی سب قدرومنزلت کرتے ہیں۔ بے اولاد اور نادار کو کوئی نہیں پوچھتا کہ کس کھیت کی مولی ہے۔ پس جب تم بن میں جاؤ گے۔ سب راج پاٹ بھرت کے قبضے میں چلا جائیگا تو میری کیا کچھ درد شا نہ ہوگی۔ کیکئی تو اُٹھتے بیٹھتے کلیجے میں نشتر چبھویا کرے گی۔ ایک دو دن ہوتے تو خیر پتھر کا کلیجہ کر لیتی۔ یہ چودہ برس کیسے بسر ہونگے ✣

ہائے ری قسمت ایسی پھوٹی تقدیر میرے سوا اور کس کی ہوگی کہ کہاں تو راج تلک کی خوشی۔ کہاں یہ جلاوطنی کا صدمہ۔ اُف! مقدر تجھ سے ایشور سمجھے بڑا دھوکا دیا۔ ہائے یہ بڑھاپا کلیجے کے ٹکڑے کی یہ جدائی۔ کیکئی کا یہ سوتیا ڈاہ۔ چودہ برس کا یہ فاصلہ۔ او بے حیا زندگی جان چھوڑ دے۔ بس معاف کر۔ میں تیری رفاقت سے باز آئی۔ او روح جسم سے نکل جا۔ اے جان اب پنڈ چھوڑ دے۔ تیری بے غیرتی کا خوب پھل پایا ✣

افسوس ساری عمر پتھر کی پوجا یا ہوا۔ اکارتھ ہو گئی۔ دان پن مٹی میں مل گئے او کلیجے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جا۔ او قالب پسلیاں توڑ کر باہر نکل۔ دریا سے

سیلاب سے زمین شق ہو جاتی ہے۔ بجلی سے طبقہ خاک کے پرخچے اُڑ جاتے ہیں۔ مگر اے قلب! اے جگر! اُف ری تمہاری مضبوطی۔ آنکھوں کے طوفان اور طبیعت کی بیقراری کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اے رامچندر! میں وہ بدنصیب ہوں کہ زمین بھی جگہ نہیں دیتی۔ نرک کی آگ کیوں قبول کرنے لگی۔ آہ کیا کروں۔ اور سر بنجر میں تخم ریزی سے شاید کچھ نتیجہ مل سکتا۔ مگر بد قسمتی نے زندگی بھر کا کیا خاک میں ملا دیا۔ بس معلوم ہو گیا کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے۔ بغیر جان دئے مفر نہیں۔ زندگی چاہتے ہو تو ساتھ لے چلو۔ یہاں میں کس کو دیکھ کر جیونگی۔ میرے تو پتھر سیدھے ہو جائینگے۔ جان نکلیگی تو پھڑک پھڑک کر۔ یہ کہکر کوشلیا نے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹ لیا اور چلا چلا کر رونے لگیں +

سرگ ۲۱

لکشمن جی کا جوش غضب۔ کوشلیا جی کی بیقراری۔ سری رامچندر جی کا عزم مستقل

مہارانی کوشلیا کے غمناک بین سُنکر لکشمن جی کا دل بھر آیا۔ رامچندر جی تو ضبط سے کام لے رہے تھے۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ ان کو صحرا نوردی سے نام کو بھی ملال ہے۔ مگر لکشمن جی کے دل پر سخت چوٹ تھی۔ وہ آکر کوشلیا جی کے قدموں پر گر پڑے اور بولے:۔

ماتا جی! صرف آپ کے اشارے کا انتظار تھا۔ آپ کی مرضی ہو تو کس کی مجال ہے کہ بھائی صاحب کو کوئی بن میں بھیج سکے۔ میں کچھ پرواہ نہیں کرتا عاقبت خراب ہوگی یا لوگ بے سعادتی کا الزام لگائینگے۔ اگر پتا جی کا بھی یہی منشا ہو تو میں نظر انداز کرنے کو خلاف ادب نہ خیال کرونگا۔ میں شاستر جانتا ہوں شاستر کاروں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کسی کا باپ خواہشات نفسانی سے اندھا ہو کر عورت کا رضا جو ہو تو اُس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔ ہمارے پتا جی بھی اُسی زن

مریدی سے تریا چرتر کے سبز باغ میں پھنس گئے ہیں۔ پس ان کی بات کا سر پیر ہی کیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے اب اُن کا سن بھی ودھ ہے۔ جس میں عقل و حواس ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑھاپے اور بچپن میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ اس عمر میں بچے اور بوڑھے کی باتیں ایک سی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ پتاجی کی عقل سٹھیا گئی اُن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں +

جس شخص کو دھرم سے لگاؤ نہیں جو والدین کا فرمانبردار اطاعتگزار نہیں جس میں راستی و صداقت کا نام نہیں جو ہوائے نفسانی سے مغلوب ہے اُس کو راج دینا ضرور ادھرم ہے۔ ہمارے برادر معظم تمام نقصوں سے پاک ہیں کوئی کسی بات پر حرف نہیں رکھ سکتا۔ عام نگاہوں میں جو دیوتا سمجھا جائے جس کو خاص و عام دنیا کا سرتاج سمجھیں اُسی کو ہمارے پتاجی تخت حکومت سے محروم اور روانۂ صحرا کر کے دھرم کو کلنک اور رگھوبنس کی نیک نامی کو داغ لگائیں۔ یہ مجھے کبھی گوارا نہیں۔ پتاجی راج پیٹ سے لیکر پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ہمارے بزرگوں کی کمائی ہے۔ اس کے حقدار اس وقت سری رامچندر ہی ہیں۔ اور کوئی نہیں اگر پتاجی حق رسانی سے معذور ہیں تو باشد۔ شاستر کے رو سے میں سری رامچندر جی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے تکلف پتاجی کو قتل کر دیں اگر کوئی الزام رکھے تو میں ذمہ دار ہی نہیں۔ بلکہ ہر وقت میرے تیر و کمان ان لوگوں کا سر کچلتے رہینگے جن کو ذرا بھی سرتابی کی جرأت ہوگی۔ مجال کیا جو کوئی منہ سے خلاف حرف نکال سکے یا کچھ چوں و چرا کرے +

میرے سامنے آپکے اقبال سے کوئی آنکھ اُٹھا نہیں سکتا۔ سامنا کرے تو اُسی وقت منہ کی کھائے جس کی زبان سے نکلے کہ رامچندر تاج جہانبانی کے لائق نہیں۔ اُس کا گلا گھونٹ دوں۔ کلہ چیر ڈالوں۔ یہ کیا تمام دنیا بھی ایک طرف ہو جائے تو بے مارے نہ چھوڑوں۔ اے بھائی صاحب رامچندر جی آپ کی سدھائی سے ساری خرابیاں ہیں۔ آپ ذرا کھڑے پڑ جائیں تو دیکھوں بن میں بھیجنے کے لئے کس کے منہ میں دانت ہیں میں ابھی زبان تیر سے چھید دوں نیز کی گانسی حلق ہی میں ہو۔ پتاجی صرف کیکئی کے پاس خاطر سے خون سفید

کرتے ہیں۔ تو بس ادب و لحاظ کو ڈالئے چولھے بھاڑ میں۔ چاہے قید میں جھونکئے۔ چاہے شربت مرگ پلائیے۔ آپ پر کوئی انگلی نہیں اُٹھا سکتا۔ لکشمن جی کا یہ جوش غضب کسی بے ادبی کے خیال سے نہ تھا۔ بلکہ اہل دنیا کو راہ راست دکھانے کے لئے وہ ادھرم کو دھرم بنانا چاہتے تھے۔ بات میں بات پیدا کر کے سب کو سبق دیتے تھے کہ حالانکہ شاستر کی اجازت یہ ہے۔ اُن کو ہر بات کا اختیار حاصل تھا۔ مگر نہیں پھر ایک سعادت کا اصول ایسا تھا جس کے آگے سر جھکانا ہر انسان پر فرض ہے۔ لکشمن جی کی آتش غضب بدستور شعلہ زن تھی وہ کہتے تھے کہ پتا جی کی بساط اور کائنات ہی کیا ہے۔ میرے اور سری رامچندر کے ہوتے اُن پر یہی مثل صادق آتی ہے

دریا میں رہیں کریں مگر مچھ سے بیر

بھرت میں دم ہی کیا ہے جو راج سنگھاسن پر قدم رکھ سکیں میں کسی کا مخالف نہیں۔ پتا جی میرے پرمیشور۔ بھرت جی میرے بھائی کیکئی جی میری ماتا مجھے اُن کے خلاف کہنے کی جرأت نہیں لیکن جب دھرم کے خلاف معاملات پیش آئیں تو میں بھی اپنے دھرم سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ خواہ اس میں کچھ ہو۔ ماتا کوشلیا جی بیٹھی ہیں۔ ان کو ناگوار ہوا ہوگا کہ لکشمن کل کا چھوکرا چھوٹے منہ سے بڑی بات کرتا ہے۔ مہاراج کی شان میں ایسی گستاخیاں۔ منہ میں لگام ہی نہیں مگر ماتا جی یقین رکھیں میں دھرم کی راہ سے قدم نہیں ہٹاتا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بھائی صاحب ذرا بھی زبان ہلا دیں تو سمندر میں پھاند پڑوں۔ آگ کے الاؤ میں جل جاؤں۔ میرا نفس مطلب صرف یہ ہے کہ اگر بھائی صاحب بن باس اختیار کریں گے تو مجھے بھی اجودھیا سے کچھ واسطہ نہ رہیگا۔ میں اُسی وقت اپنی زندگی کو زندگی سمجھونگا جب قدموں کی رفاقت نصیب رہیگی مجھے ایک دم کی جدائی گوارا نہیں۔ ماتا جی آپ کی ذرا بھی جنبش نظر ہو جائے تو میں سارا جھنجھٹ ابھی دور کر دوں۔ فساد کی جڑ اکھاڑ کر دکھا دوں کہ آپ کے ذرا سے اشارے میں کیا قدرت ہے جس طرح سورج کی روشنی سے تمام جہان کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سارا غم ابھی کالعدم ہو جائے۔ نہ راجہ دسرتھ ہوں نہ کیکئی اور نہ بھرت۔ کیسا بردان کیسی پابندی قول کیسی بن باس کیسی جلاوطنی ÷

کوشلیا جی روتی ہوئی بولیں لچھمن تمہارا غصہ ٹھیک ہے مگر طبیعت کو روکو
رامچندر تمہارے بھائی ہیں۔ اُن کی رضا کے بغیر تمہیں کوئی بات کرنا مناسب نہیں
تم مہاراج کو متہم نہ کرو۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں اُنہوں نے کبھی رام کا بن باس منظور
نہ کیا ہوگا۔ سارا بس کیکئی کا بویا ہوا ہے۔ پیارے رامچندر اگر مہاراج نے جلاوطنی
تجویز کی ہے تو میرا منہ نہیں کہ کوئی حرف نکالوں وہ خواہ خوش ہوں یا ناخوش ہر حال
میرے پرمیشور ہیں۔ اب رہی کیکئی اگر اُس نے بن باس کی تجویز پیش کی ہے تو بس
مار دو گولی۔ تم میرے بیٹے ہو کیکئی نے پیٹ سے پیدا نہیں کیا۔ بس تمہارا فرض ہے
کہ میرا کہنا مانو میرے اشارے پر چلو۔ شوق سے یہیں رہو میرا کلیجہ ٹھنڈا کرو تمہارا
کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ تمہیں کچھ تکلیف ہو تو میں ایک نظیر سناتی ہوں +
برہما کے بیٹوں نے پتا کے حکم سے تپسیا اور تیرتھ کا عزم کیا اور سب تو چلے
گئے صرف کشیپ رہ گیا اُس نے برہما جی کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجہ یہ تھی کہ اس
نے اپنی ماتا کی خدمتگزاری کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھا تھا کشیپ نے ماتا کی
خوب خدمت کی اُس کا پھل یہ ملا کہ یہ تم لوک میں زندگی جاوید پائی۔ وہ اعزاز ملا جو
اور بھائیوں کو نصیب نہ ہوا۔ یہ نظیر اس بات کے لئے کافی ہے کہ باپ کے مقابلے میں
ماں کے حقوق زیادہ ہیں۔ باپ کی خدمت سے ماں کی خدمت زیادہ عظمت کا باعث ہے
دھرم شاستر بھی پتا سے ماتا کے حقوق دس گناہ زیادہ حوالہ کرتا ہے۔ پس
اے رامچندر۔ اب سوچو کہ میرا حق زیادہ ہے یا مہاراج کا۔ اگر دھرم کا نباہ مدنظر ہے
تو بس میرے حکم پر چلو۔ بن کا خیال چھوڑ دو۔ بالفرض صحرا نوردی ہی منظور ہو تو خیر
کچھ مضائقہ نہیں۔ شوق سے جاؤ مگر میں ساتھ چلونگی۔ اکیلے نہ جانے دونگی
تمہارے بغیر میری زندگی محال ہے۔ اگر تم چھوڑ گئے اور میری جان پر گزری تو تم کو
ہتیا کی ہتیا ہوگی مجھے بن میں لے چلنے سے ہچکچانا محض فضول ہے میں
دنیاوی نعمتوں سے خوب سیر ہو چکی کسی چیز کی ہوس نہیں تم بن میں پھل کھانا
میں گھاس پھوس کو چھپن بھوگ سمجھونگی۔ میں نے سمجھ لو کہ دانا پانی چھوڑ دیا
اب زندگی کی کوئی سبیل نہیں۔ میری جان جانے سے سچ کہتی ہوں کہ تمہیں
نرک بھوگنا پڑیگا میری روح وہاں بھی چین سے نہ رہ سکیگی +

کوشلیا جی کی گریہ وزاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ رامچندر جی عجب مخمصے میں تھے کہ کیونکر سمجھائیں کس طرح اپنا دل اُن کے دل میں ڈال دیں سوچتے سوچتے بولے کہ ماتا جی مجھے آپ کی رضا ہر طرح سے منظور ہے مگر سوچئے تو پتا جی کے حکم سے روگردانی بھی گناہ عظیم میں داخل ہے۔ آپ نے کنڈو رشی کا ذکر سنا ہوگا۔ اُنہوں نے پتا کے اشارے سے گئو حلال کر ڈالی۔ مگر ہتیا نہ لگی۔ راجہ سگر میرے بزرگوں میں سے تھے اُن کے ساٹھ ہزار پسر کپل منی کی بددعا سے خاک سیاہ ہو گئے مگر پتا کے حکم سے روگردانی نہ کی۔ پرسرام جی کو پتا نے اشارہ کیا تو اپنی ماتا کے قتل سے دریغ نہ کر سکے ماں کا سر اُڑا دیا اور پھر بھی مورد الزام نہ ہوئے۔ ماتا جی اُٹھیں اور پرسرام جی کی ماتا بھی پہلے سے دوگنی چوگنی ہوئی۔ سناتن دھرم یہی ہے کہ بیٹا باپ کا تابع فرمان اور مطیع الارشاد رہے۔ والد کی خدمتگزاری سے بیٹوں نے دیوتاؤں کے برابر فضیلت حاصل کی ہے۔ پس میں بھی جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شاستر کے مطابق بزرگان سلطنت کے نقش قدم پر قدم رکھنا ہی انسان کا دھرم ہے۔ اس لئے میں قدموں پر سر رکھ کر آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ ہنسی خوشی رخصت فرمائیں اس میں آپ کے بھی دھرم کے ڈنکے بجینگے اور میری سرخروئی ہوگی (لکشمن جی سے مخاطب ہوکر) قوت بازو۔ طاقت و توانائی۔ بھائی لکشمن میں تمہاری دلی محبت کی تہ دل سے قدر کرتا اور داد دیتا ہوں۔ بیشک تم کو جو دست قدرت حاصل ہے وہ دُنیا کے پردے پر دوسرے کو میسر نہیں۔ تمہاری ٹیڑھی نگاہ بھی جیالے سے جیالے اور بہادر سے بہادر شیردلوں کی روح قبض کر سکتی ہے۔ لیکن بھائی یہ ناراضگی کا موقع نہیں تحمل کا وقت ہے۔ ماتا جی کو جو اس وقت صدمہ ہے اُس کو الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے۔ ماتا جی اپنے عالم رنج و غم میں جو کچھ فرما گئیں وہ سب ٹھیک سر مو فرق نہیں۔ ماتا جی نے ہمیشہ دھرم کا خیال رکھا۔ اسی دھرم کی بدولت مجھے اُن کی گود میں پرورش پانے کی عزت ملی۔ پس جس کی ماتا ایسی دھرموان ہو۔ اُس کا بیٹا ہوکر میں پتا کا قول پورا نہ کروں یہ مجھ سے نہ ہوگا *

شاستر پکار پکار کر کہتا ہے کہ گرو ماتا اور پتا کا حکم ہر حال میں سر آنکھوں

پر اس لئے مجھے تامل کی کوئی وجہ نہیں۔ بیشک پتا جی نے مجھے کچھ نہیں کہا صرف جو کچھ سُنا وہ ماتا کیکئی ہی کی زبان سے۔ لیکن نہیں پتا جی خود نہ کہیں تو کیا اُن کی خاموشی گویائی ہی کا کام رکھتی ہے۔ اُن کے سکوت کو مَیں سکوت نہیں سمجھتا بلکہ حکم ناطق۔ وہ قول کے پابند ہیں۔ مگر پابندی قول سے مجبور۔ جہاں اُنہوں نے اجازت نہیں دی وہاں ممانعت بھی نہیں کی بس "الخاموشی نیم رضا"۔ کا مطلب حاصل ہے غور و فکر فضول۔ پیارے لچھمن ذرا دل کو سمجھاؤ۔ غصہ تھوک ڈالو۔ دھرم شاستر دیکھو اُس میں لکھا ہے کہ چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کی پیروی کرنا لازم ہے اس لئے جوش غضب بے نتیجہ۔ حرارت بیکار۔ یہ فرما کر سری رامچندر جی نے کوشلیا کے قدموں پر سر رکھ دیا اور دست بستہ درخواست کی کہ

ماتا جی! مَیں بن باس کی ٹھان چکا میری روانگی میں دیر ہوتی ہے۔ آپ کو میری قسم مجھے روکنے کا خیال چھوڑئیے اور کہہ دیجئے کہ جاؤ۔ مجھے پتا جی کے منشائے خاطر کی تعمیل کرنا لازمی ہے چودہ برس کی بات ہی کیا ہے۔ مَیں قول نباہ کر انہیں قدموں پر پھر سر جھکاؤنگا۔ اب میری صحرا نشینی سے مایوس نہ ہوں دیکھئے راجہ ججاتی آپ ہی کے خاندان کے آفتاب تھے۔ جنہوں نے جپ تپ اور جگیہ وغیرہ سے وہ مرتبہ اعلےٰ حاصل کیا کہ راجہ اندر کے نصف راج پر قابض ہو گئے۔ راجہ اندر کو حکومت کے لالے پڑے اُنہوں نے سوچا کہ کچھ چکمہ چلنا چاہئے۔ چنانچہ اُنہوں نے شاستر کے قول کی آڑ لی۔ کہ جو اپنے منہ سے اپنے اوصاف بیان کرتا ہے۔ اور نیک کاموں کا فخر کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ اُس کے تمام ثواب زائل ہو جاتے ہیں۔ وہ راجہ ججاتی سے ملے پوچھا کہ مہاراج مَیں آپ کے کارہائے خیر سُننا چاہتا ہوں۔ راجہ ججاتی کو کچھ دھیان نہ رہا۔ سارے امور ثواب گنا گئے ہر خاص و عام کا ذکر کر دیا پس پھر کیا تھا جتنے ثواب تھے ایک دم سے غائب غلہ ہو گئے اور راجہ اندر نے گردن میں ہاتھ دے کر نکال باہر کیا۔ راجہ ججاتی دھرم کے پابند تھے اُنہوں نے کارہائے خیر سے مراتب اعلےٰ حاصل کئے۔ دان پن اور جپ تپ نے وہ برکتیں حاصل کیں کہ آخر سورگ لوک میں مستقل جگہ مل گئی ؎

میں بھی اسی نظیر پر بن باس اختیار کرتا اور راج پاٹ پر لات مارتا ہوں
اگر دھرم کی راہ میں قدم مستقل رہیگا۔ تو دیکھ لیجئیگا کہ رام ہی کے سر پر تاج اور
رام ہی کے زیر قدم راج سنگھاسن ہوگا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ بلکہ میرے
استقلال کو اور قوت پہنچائیں۔ میں بڑی خوشی سے آپ کو ساتھ لے چلتا مگر
ماتاجی! عورت کا اصلی دھرم یہی ہے کہ اپنے خاوند کی خدمتگزاری کرے شوہر
اندھا ہو کوڑھی ہو بیمار ہو۔ کچھ ہو عورت کا فرض ہے کہ کبھی اُس کی خدمت سے
باہر نہ ہو ہمیشہ کہنے میں رہے نگاہ میں چلے۔ میرا فخر ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ
رہیں لیکن خاوند کی زندگی میں عورت کو گھر سے باہر قدم نکالنا درست نہیں
اے لچھمن تمہیں چاہئے کہ ماتاجی کو سمجھاؤ نہ کہ اُلٹے مجھے دھرم سے روکو۔ دھرم
کی آزمائش مصیبت ہی کے وقت ہوتی ہے۔ جس نے مشکلات کا مقابلہ کرکے
صبر و استقلال سے کام لیکر دھرم کو نباہ دیا۔ اُسی کی زندگی سپھل ہے۔ ورنہ
سب ہیچ۔ عورت سے محبت کرنے کا نتیجہ ہے اولاد۔ دھرم سے پریم رکھنے کا پھل
ہے دائمی نجات یعنی موکش۔ جہاں خود غرضی سمائی وہاں دھرم کہاں۔ میں دُنیا
کی چند روزہ حکومت اور زوال پذیر دولت کے واسطے پتاجی کا قول نہ نباہوں
توف ہے زندگی پر۔ گرو اور پتا جسے خوشی یا ناراضگی سے کچھ بددعا یا دعا دیں تو
ممکن نہیں کہ پیٹ پڑے۔ بیٹے کا یہی فرض ہے کہ باپ کی بات رکھے۔ پس میں تو کبھی غرض
اصلی کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ خواہ وہ زبان سے کہیں یا خاموشی میں ٹالیں۔
اب ماتاجی زیادہ دیر کی ضرورت نہیں۔ بے تکلف فرمادیجئے کہ جاؤ۔ ورنہ میں
بلا اجازت ہی قدم چھوکر رخصت حاصل کرونگا۔ کیونکہ وہ جسم مردہ سے بدتر ہے
جس کو دھرم کا پاس نہیں کوشلیا نے سوچا کہ رامچندر بات کے دھنی ہیں جو
کہا ہے کرکے رہینگے۔ مہاراج پر کچھ الزام نہیں سارے کانٹے کیکئی نے بوئے
ہیں۔ بیٹے اور عورت کے فرائض کا مختصر ذکر کرکے سری رامچندر جی نے
کوشلیا کی طبیعت میں دھرم کا ایک جوش پیدا کردیا۔ اب اُن کے ضمیر کی
کیفیت کچھ بدلی۔ رامچندر جی نے ہاتھ جوڑے اور عرض کی
ماتاجی! موقع محل سوچئے دھرم کا خیال کیجئے محبت تو جب تک چولا

قائم ہے جانے والی نہیں - مگر دھرم ایک آن واحد میں مٹ سکتا ہے - پس
آپ کو میری زندگی کی قسم - دھرم کے خیال سے فرما دیجئے کہ اچھا
بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی

سرگ ۲۲

لچھمن جی کا جوش وخروش سری رامچندر جی کی بزرگانہ فہمائش

کوشلیا جی تو سری رامچندر جی کی تقریر سنکر جواب نہ دے سکیں مگر لچھمن جی سے نہ رہا گیا وہ تیور بدل کر بولے کہ
مَیں سمجھتا ہی نہیں کہ معاملہ کیا ہے - جب مہاراج کو راج دینے کا اختیار نہیں تو بن میں کس منہ سے بھیجتے ہیں - بھائی صاحب بے ادبی معاف انگور کھٹے سے کام نہیں چلتا شیر بنئے اور پتا جی سے کہئے بڑھاپا ہے کسی گوشے میں بیٹھ کر بھگوان کی یاد کریں - تاج و تخت سے اُن کو سروکار ہی کیا - کچھ دم داعیہ ہو تو میں موجود ہوں - آپ الگ رہیں صرف سیر دیکھیں ۔
سری رامچندر جی - تم ایسے عقلمند اور پھر بھی طبیعت ایسی بے قابو ذرا دھرم اور ادھرم میں تمیز کرو - نفع و ضرر سمجھو - تمہیں صرف یہی صدمہ ہے کہ اتنی دھوم دھام ہوئی - دُنیا بھر میں ڈھنڈھورے پیٹے اور عین وقت میں رنگ میں بھنگ ہو گیا - پروسی تھالی سامنے سے اُٹھ گئی - یہ خیال بالکل فضول ہے جو کچھ ساز و سامان تھے وہ راج تلک کے لئے نہ تھے بلکہ بن باس کے واسطے تھے راج ملے اور ماتا کیکئی کو دکھ ہو - کیا یہ مجھے گوارا ہو سکتا ہے - ذرا سے سکھ کے لئے ماتا کو رنجیدہ رکھوں یہ مہاپاپ - ماتا کوشلیا کو جو رنج ہے وہ بھی واہیات - چودہ برس صبر و استقلال کے سامنے چودہ دن سے بھی کم ہیں میں نے ہمیشہ ماتاؤں کی رضا جوئی مقدم سمجھی اس وقت اتنی سی بات کے لئے ماتا کیکئی کا دل دکھا کر میں اپنی سعادتمندی میں بٹہ لگاؤں یہ کبھی مجھ سے نہ ہو گا تمہارا

یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ پتاجی ہوائے نفسانی کے مطیع ہو کر ماتا کیکئی کی خاطرداشت
کرتے اور مجھے بن کی ہوا کھلاتے ہیں نہیں نہیں یہ تمہارا بچپن ہے۔ پتاجی نے کبھی
دھرم کی راہ سے قدم نہ ہٹایا۔ جو کہدیا وہی کیا کبھی بات میں فرق نہ آنے دیا۔ اُن کو
صرف لحاظ ہے تو دھرم کا۔ وہ دل میں کانپ رہے ہیں کہ کہیں دھرم میں بادھا نہ
ہو جائے۔ مانا کہ اس وقت اُن کو خواہشات نفسانی نے زنجیر میں جکڑ دیا مگر سوچو
بردان دیتے وقت تو شکنجۂ نفس سے آزاد تھے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ ماتا کیکئی کو
اُسی وقت وعدہ وفائی پر زور دینا لازم تھا۔ اور اُسی وقت عہد پیمائی کرا لیتیں تو
یہ بھی کچھ موقع گرفت نہیں۔ بےوقت کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہر بات اپنے وقت
پر ہوتی ہے۔ اُن کے بردان ملنے کا وقت یہی سمجھ لو۔ میں تو کچھ ہو جائے ماتا کیکئی
کی بات رکھونگا۔ بھرت کو راج ملا تو کیا مجھے ملتا تو کیا تھا۔ بات ایک ہی ہے کھی کہاں
گرا کھچڑی میں۔ پیارے لکشمن جب تک میں یہاں ہوں ماتا کیکئی کو چین نہیں جب
مرگ چھالا اوڑھ کر چلا جاؤنگا تو اُن کے کلیجے کی آگ بجھ جائیگی۔ بس مجھے جانے
دو۔ ماتا کیکئی بڑے دُکھ میں ہیں اُن کی تکلیف مٹانے ہی میں میری سعادتمندی
ہے۔ ورنہ بےسعادتی۔ بھائی لکشمن کسی کے کئے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے
سرنوشت کے مطابق۔ خط تقدیر میں رد و بدل کی گنجائش نہیں۔ پتاجی راج دیتے
تھے قسمت نے اڑنگا ماری کیکئی ایسی ماتا کی طبیعت بدل دی۔ کہاں تو برت پاس
پوچھا یا کہ کہاں کا مدھو کی شرارت۔ خواہشات نفسانی کا غلبہ۔ اس کو کس کا قصور
سمجھیں صرف مقدر نے یہ دکھایا کہ انسان کا کسی بات میں کچھ اختیار نہیں ؂

بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت
تا در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
تیرے من کچھ اور ہے کرتا کے من اور

ماتا کیکئی عالیخاندان۔ اجودھیا کے عالیشان رنواس کی رونق دھرم شاستر
سے واقف اور پھر مجھے بھرت سے زیادہ عزیز سمجھنے والی۔ وہی آنکھوں سے جدا
اور بن کو روانہ کریں تو اچنبے کی بات ہے کہ نہیں میں تو اسے ایشور کی مرضی سمجھتا
ہوں۔ ورنہ کیا ماتا کیکئی نہیں جانتیں کہ میرے بن باس سے کیا خرابیاں ہونگی

وہ بیٹھی ہوئی پتاجی کی حالت دیکھ رہی ہیں۔ اُن کا ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے۔ جان دینے پر آمادہ ہیں۔ اُنہیں معلوم ہے کہ ماتا کوشلیا ضرور جان دے دینگی۔ ماتا سُمترا سے بھی اُنہیں یہی اُمید ہے۔ یہ لکشمن کو بھی جانتی ہیں کہ کیا صدمہ ہوگا اور پھر لطف یہ کہ ثبوت نہ کیا اس کوری سے ٹھم لیجائیں تو بن کو جاتا ہوں اور اُن کو اس امر کا یقین نہیں کہ بھرت جی تخت پر قدم رکھینگے یا کیا۔ اُن کی خود جان ضغطے میں ہے۔ مگر اب ہٹ کر بیٹھیں تو نباہنا شرط ہے تریا ہٹ۔ راج ہٹ۔ بال ہٹ کو کون نہیں جانتا *

لکشمن جی۔ آپ تقدیر قسمت۔ مقدر کا آلہا گا کر مجھے لڑکوں کی طرح بہلاتے ہیں۔ مَیں خوب تقدیر و مقدر قسمت وسمت کے مسئلے جانتا ہوں قسمت آپ سے ہے یا آپ قسمت سے۔ تقدیر کو جھونکئے بھاڑ میں۔ مقدر کو لگائیے آگ اگر آپ قاصر ہوں تو ابھی خط تقدیر و سرنوشت کا ایک ایک حرف بدل دوں۔ کاتب قدرت کے قلم کی کیا مجال ہے کہ حرف نفی زبان سے نکالے *

رامچندر جی۔ انہیں بھولی بھالی باتوں پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ ابھی تک بچپن کے خیالات موجود ہیں۔ پیارے سوچو۔ کاتب قدرت کون ہے اور نوشتہ قسمت کیا۔ ان پر تمہاری خفگی کیسی۔ مَیں کہتا ہوں کہ لکھی بدھی یوہیں تھی۔ تم میرا کہنا مانو۔ چلو فیصلہ ہے۔ جتنا غصہ کرتے ہو اُتنا اپنی اور میری سرنوشت پر اعتبار کرو۔ لو مَیں بتائے دیتا ہوں کہ زیور و لباس چودہ برس تک قسمت میں نہیں آ سونے کے کلسوں کا پانی راج تلک کے واسطے نہ تھا بلکہ بن باسیوں کے اشنان کے لئے۔ پیارے لکشمن تم شدنی کو اٹل جانو۔ ہونہار نہ میرے روکے سے رُک سکتی ہے نہ تمہارے غصے سے۔ تم ضد نہ کرو۔ میرا اب چلنا ہی مناسب ہے تمہیں راج جانے کا رنج تعجب ہے۔ جانتے ہو کہ راجہ کی جان پر کیا کیا مصیبتیں رہتی ہیں ہر وقت کوفت ہر لحظہ فکر کسی پر قہر ہے کسی پر عتاب کبھی کوئی گناہ ہے کبھی عذاب

تپ سے راج اور راج سے نرک

کی کہاوت غلط نہیں جہاں ذرا راج نیت میں بھول چوک ہوئی۔ بس قلیہ تمام چوپٹ۔ نرک آنکھوں کے سامنے۔ ایسے راج کا لالچ تمہیں تعجب۔ حیرت ہے مجھے وہ آنند

ہوگا جو دیوتاؤں کو نصیب نہیں۔ دُنیا سے بیفکری۔ خیالات میں یکسوئی گوشۂ قناعت میں جپ تپ تنہائی میں گیان دھیان۔ ان اشغال سے بڑھ کر دنیا میں راج کے کون کاروبار ہیں جن سے لوک پرلوک دونوں میں انسان کو بادشاہت کا مزہ آتا ہے۔ مجھے بن میں دل کی بادشاہت کر لینے دو۔ چودہ برس کے بعد راج سنگھاسن پر راج پاٹ کے سکھ اُٹھاؤنگا۔ بالفعل شدنی یہی ہے یقین جانو ؏

سرگ ۲۳

لچھمن جی کی پرجوش اور غضب آلودہ تقریر۔ سری رامچندر جی کے نصائح

سری رامچندر جی کی فہمائش نے لکشمن جی کے خیالات میں نمایاں تبدیلی واقع کردی۔ جتنا اُن کو رنج تھا اُتنی ہی خوشی بھی کانٹے میں تل گئی۔ رنج اس بات کا تھا کہ سری رامچندر جی صحرانوردی کے لائق نہیں۔ خوشی کا یہ موقع تھا کہ واہ رے استقلال و بردباری۔ ہمت وہ کہ دل پر ذرا میل نہیں۔ سری لکشمن جی نے بھی دل کو روکا کہ بڑے بھائی کی رضاجوئی فرض ہے۔ مگر پرجوش طبیعت کی قدرتی حرارت کی آگ کہاں دب سکتی تھی۔ ایک مرتبہ پھر بھویں ٹیڑھی ہوگئیں چہرہ تمتما اُٹھا سانس میں گرماہٹ پیدا ہوگئی۔ آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی ادھر جوش خون اُدھر لحاظ خوردی۔ تاؤ کھا کر چپ رہنا چاہتے تھے۔ مگر دل کی آگ بھڑک اُٹھتی تھی۔ انہوں نے زمین پر ہاتھ دے مارے سر پیٹ کر بولے کہ

بھائی صاحب! آپ بزرگ ہیں تو کیا ہوا میں ابھی عدول حکمی والدین کو جائز اور مسئلہ تقدیر کو رد کئے دیتا ہوں۔ اہل دُنیا کا قاعدہ ہے کہ مانگنے والا کیسا ہی مستحق ہو اُس کو دھتا بتا دیتے ہیں اور جن کو لینے کا استحقاق نہیں اُن کو لوگ خود دینے کو موجود ہو جاتے ہیں۔ آپ نے بھی اُنہیں کی پیروی اختیار کی ہے جو بات کرنے کی ہے اُس سے تو گریز اور نہ کرنے والی بات پر رضامندی۔ واہ رہی النواسی راج نیت

میں دیکھئے چھتری کے واسطے کیا مناسب ہے۔ آپ چھتری ہو کر چھتری دھرم کو نظر انداز کئے
دیتے ہیں۔ آپ کو مسئلہ تقدیر سے کیا غرض تقدیر کا اثر اُن لوگوں پر ہے جن کا دھرم
ٹھیک نہیں جو بداعمال و بدافعال ہیں تقدیر دھرموان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی
اُن کی نظر میں جلتی ہے بیشک اطاعت و رضاجوئی والدین کو میں بھی نتیجہ زندگی و
سرمایہ مباہات سمجھتا ہوں۔ مگر دیکھئے تو کن والدین کی اطاعت و فرمانبرداری لازمی ہے،
کیا راجہ دسرتھ اور کیکئی کی۔ جن کے دل میں پاپ ہی پاپ بھرا ہوا ہے چھل اور کپٹ
کا زندہ ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ جب پتاجی کیکئی کو زبان دے چکے تھے تو
پھر آپ کے راج تلک کی دھوم دھام سے کیا مطلب تھا۔ صرف اس لئے تا کہ زمانہ سازی
بھی ہو جائے اور سب کو بیوقوف بھی بنا دیں۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ تخت سلطنت کا
مالک فرزند اکبر ہوتا ہے۔ جہاں وید کے احکام کی پابندی سناتن دھرم ہے وہاں
لوک بیوہار پر عملدرآمد کرنا بھی سناتن دھرم مانا جاتا ہے۔ چاروں ویدوں اور چھیوں شاستروں
کے عالم کو بکرا دینے والے کے واسطے وید میں بڑا ثواب لکھا گیا ہے مگر اہل زمانہ اس پر عمل
نہیں کرتے وجہ یہ کہ رواج نہیں۔ اس طرح بکرا دان کرنا قطعی ممنوع ہو رہا ہے۔ بس سمجھ لیجئے
کہ یہی نظیر آپ کے لئے کافی ہے۔ پتاجی اور کیکئی ادھرم کرنے پر تلے ہیں۔ اُن کی رضاجوئی
کیجئے۔ اُن کی ناجائز فرمانبرداری سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو نرک سے سابقہ نہ ہو
جائے۔ مجھے آپ کی عقل پر بھی اس وقت بھروسہ نہیں۔ رات بھر راج تلک کی
خوشی میں بسر ہوئی۔ سویرا ہوتے ہی کلیجہ دھک سے ہو گیا کہ ہیں یہ کیا ہو گیا۔ بس آپ
کا دل کیونکر ٹھکانے سمجھا جائے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ میری باتوں پر غور کرتے اُن
طاقتوں سے کام لیتے جو آپ میں قدرتاً موجود ہیں۔ شاستر میں اُس شخص کی بات پر
اعتبار کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ جو بندۂ نفس و مغلوب خواہشات نفسانی ہو
پتاجی کا بجنسہ یہی حال ہے۔ اُن کی عقل تو چرنے گئی ہے آپ کو کیا ہو گیا۔ ادھرم کو
دھرم خیال کرتے ہیں۔ سچ جانئیگا دنیا آپ پر ہنسیگی۔ نام رکھیگی۔ جس شخص کی دنیا میں
بدنامی ہوئی اُس کو یہاں بھی نرک اور پرلوک میں بھی نرک۔ آپ پتاجی کی وعدہ وفائی
نہیں کرتے بلکہ اپنے ساتھ اُن کے لئے بھی نرک کا دروازہ کھلواتے ہیں
مجھے حیرت ہوتی ہے کہ آخر پتاجی سے اتنی دبک کیوں۔ اس قدر لحاظ کس لئے

اُنہوں نے آپکے ساتھ آجتک کونسا سلوک کردیا۔ جنم ہُوا شرنگی رشی کی کشف و کرامات سے۔ شادی ہوئی بسوامتر جی کی بدولت۔ راج تلک تھا اُس کی کیفیت آنکھوں کے سامنے ہے پھر زیادہ پاس بزرگی و لحاظ خوردی چہ معنے دارد سب جانے دیجئے آپ پتاجی اور کیکئی کی خاطر مدنظر رکھ کر گھر بار چھوڑنے کو تیار ہیں کہئیے ہاں۔ تو بس میری ایک بات کا جواب دیجئے۔ آپ مجھے عزیز رکھتے ہیں یا نہیں اگر مجھ سے اُلفت ہے تو میری بھی ایک درخواست پوری کیجئے۔ میں بھی سمجھوں کہ آپ قول کے دھنی ہیں۔ میری التجا ہے کہ آپ زبردستی راج چھین لیں۔ بہادروں اور ہمت وروں کو معاملات قسمت سے کیا ڈر۔ اُن کی ہمت خود سوئی ہوئی تقدیر کو جگا دیتی ہے۔ ہاتھی ایک آنکس کے اشارے سے نگاہوں میں چلنا اور مختلف جانوروں کا شکار کر لیتا ہے۔ جہاں شیر سے مقابلہ ہُوا تو بس روح قبض ہو جاتی ہے یہی حال شیر دلوں اور نیک سیرتوں کے مقابلے میں مسئلہ تقدیر کا ہے میں قسمت سے نہیں ڈرتا۔ آپکے قدموں کی برکت سے چاہوں تو تینوں لوک اُلٹ پلٹ کر دوں پھر پتاجی میں دم کیا ہے کہ آپ کو بن باس دے سکیں۔ آپ کو چودہ برس کی صحرا نوردی سے کیا سروکار۔ پتاجی ہی کو کیوں نہ اتنے عرصے کے لئے جنگل کی ہوا کھلا دوں شاستر میں یہی حکم ہے کہ راجہ صاحب اولاد ہو جائے تو بیٹے کو راج پاٹ دے کر خود بن کی راہ لے ہمارے بزرگ اسی اصول پر چلتے آئے ہیں۔ راجہ دسرتھ کو نئی بات کرنے کا کیا مجاز۔ جگیہ کے کلسوں کا پانی موجود ہے شوق سے اشنان کیجئے راج سنگھاسن پر قدم رکھتے جو چُوں چرا کریگا۔ اُس سے میں سمجھ لونگا مجھے مہمان راجوں اور اُن کی جرار فوجوں کی کچھ پرواہ نہیں۔ اگر یہ راجہ دسرتھ کی طرف سے ہتھیار اُٹھائینگے تو مزہ چکھینگے۔ ایک بھی بچ جائے تو میرا ذمہ۔ یہی چندن رنگین اور زیوروں سے آراستہ بازو سر مخالف کی ہڈیاں کچلینگے۔ اسی ترکش کے تیر بجلیوں کو چھید چھید کر لشتوں کے پشتے نہ باندھیں تب بات۔

لچھمن جی شیر کی طرح بپھرے ہوئے تھے غصے سے بھری ہوئی لال لال آنکھیں آنسو بھی بہاتی جاتی تھیں۔ سری رامچندر جی کا ایک ہاتھ ان کی پیٹھ پر تھا ایک ہاتھ سے آنسو پونچھتے تھے۔ فہمائش تھی کہ غصے کی ضرورت نہیں۔ نرمی سے

جو بات بیٹے کو سختی سے کیا واسطہ۔ تم کو سمجھانے کی ضرورت نہیں خود عقلمند ہو۔ بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک والدین کے فرمانبردار۔ دوسرے مردہ ماں باپ کا شرادھ اور دان کرنے والے تیسرے وہ جو گیا کریں۔ جو بیٹے ایسے نہیں وہ پیشاب ہیں۔ جگر بند نہیں ؀

سرگ ۲۴

سری کوشلیا جی اور سری رامچندر جی کی گفتگو ادھر مہر مادری کا جوش۔ ادھر دھرم کی پابندی کے لئے استقلال آخر کوشلیا جی کی زبان بندی

رامچندر جی نے لکشمن جی کے آتش غضب پر خوب پانی کے چھینٹے دئیے مگر شعلہ غیظ بھڑکتا ہی رہا۔ ادھر غصہ اُدھر سری رامچندر کا پاس ادب۔ کریں تو کیا کریں کہیں تو کیا کہیں۔ آخر چپ ہو گئے اور کوئی دوسرا ہی منطق سوچنے کے لئے عقل دوڑا رہے تھے کہ سری کوشلیا جی گفتگو کا موقع دیکھکر پھر بولیں ؀

پیارے رامچندر اتم کوئی ایسے ویسے نہیں۔ راجہ دسرتھ ایسے چکرورتی مہاراجہ کے ولیعہد ہو۔ مَیں گئی گزری نہیں۔ تمہاری ماں ہوں اور مہاراجہ کی پٹ رانیوں میں سے افضل۔ پھر مجھے یہ دُکھ کیسا۔ تمہارے ہوتے میری جان کو یہ کوفت ہائے تم نے تو کبھی رویاں بھی نہ دُکھایا تھا آج کیسے کلیجہ تڑپانے پر اوتارو ہو رہے ہو راجہ دسرتھ نے کبھی جو دُکھ نہیں دیا وہ مَیں آج تمہاری ذات سے اُٹھا رہی ہوں۔ تم ذرا کڑے پڑ جاؤ تو کچھ بھی نہ ہو۔ مگر نہ جانے تم کو کیا خیال ہے۔ خود ہی بن باس قبول کئے لیتے ہو۔ اس کا کیا علاج۔ ہائے چودہ برس کا زمانہ جنگل کی تکلیفیں جب ذرا بھی خیال آتا ہے روح اُڑ جاتی ہے جس کو ہمیشہ عیش و عشرت کا سامنا رہا جسکی خدمت کے لئے ہزاروں نوکر چاکر خدمتی دن رات حاضر رہتے تھے۔ جس کو عمدہ عمدہ کھانے کھانے سے روح تھے۔ آہ! وہی جنگلوں میں اکیلا ٹھوکریں کھاتا اور جنگلی پھلوں سے پیٹ کی آگ

بجھانے کو تیار ہے۔ پیارے رامچندر۔ ذرا سوچو یہ زمانہ تم سے کیسے بسر ہو سکیگا جنگل کے پھلوں سے زندگی کی صورت کون ہے۔ مَیں نے سمجھ لیا کہ تقدیر کا لکھا یہی ہے برہما کے اکشر مٹانے سے نہیں مٹتے۔ پراربدھ جو چاہے سو کرے اس سے کسی کا کچھ بس نہیں چل سکتا۔ اگر پراربدھ ہی ایسی نہیں ہوتی تو بھلا کب ممکن تھا کہ مہاراجہ دسرتھ ایسے دھرماتما ہو کر تم ایسے فخر خاندان بیٹے کے لئے صحرا نوردی روا رکھتے۔ مَیں لاکھ دل کو سمجھاتی ہوں مگر یہ کمبخت نہیں سمجھتا ماما آ آ کر پھر کلیجے کے زخم کو ناخن سے چھیڑ دیتی ہے۔ درد کو کبھی چین نہیں لینے دیتی۔ ذرا سوچو دل کو کیونکر ڈھارس ہو۔ چودہ برس کس نے دیکھے ہیں کسی کو ایک دم کا بھروسا نہیں۔ زندگی پانی کا بلبلہ ہے اس کا بھروسا کیا۔ مَیں تو جانتی ہوں کہ تمہارا بن باس میری جان لیکر رہیگا۔ رنج و غم کی آگ گوشت و پوست کو سواہا کر کے رہیگی پیارے رامچندر تمہارے سئے مَیں نے چرکے کو چولانہ سمجھا جو تکلیف کسی سے نہ اٹھ سکے وہ مَیں نے تمہاری اُمید پر برداشت کی۔ برت اپاس سے جسم میں ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئیں۔ بدن سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔ اب ایشور نے مصیبت کے دن کاٹ دئے تھے۔ خوشی کے دن دوڑے ہوئے چلے آرہے تھے کہ یہ رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ اس سے بہتر تو وہی دن تھے۔ جب تمہیں گود سے اترنے کی عادت و مہارت نہ تھی تم نے لاکھوں دفعہ گائے کو جاتے دیکھا ہو گا۔ گائے آگے آگے ہوتی ہے پیچھے پیچھے بچھڑا جہاں بچھڑا ذرا بھی بچھڑ گیا۔ گائے مڑ مڑ کر دیکھنے لگی سو ہیں ٹھٹک کر اپنی آواز سے دل کی بیچینی ظاہر کرنے لگی بس میرا حال بھی اسی طرح کا سمجھ لو۔ مَیں تمہیں کلیجے سے جدا کر کے رہ نہیں سکتی۔ خیریت چاہتے ہو تو ساتھ لیتے چلو۔ آئندہ اختیار۔

سری رامچندر جی۔ ماتا جی غصے اور رنج کا موقع اب نہیں ذرا غور کیجئے کہ صورت معاملہ کیا ہے۔ کیکئی ماتا آج سے وہی کیکئی ماتا نہیں رہیں۔ جنہوں نے پتاجی کو خوش کر کے اُن کے دل پر اختیار کر لیا تھا۔ اب اُن کے دل میں پتاجی کی طرف سے صفائی نہیں رہی۔ نہ پتاجی کو اُن کی محبتوں کا اعتبار رہا۔ دل میں گرہیں پڑ گئیں بگاڑ کی صورت ہر وقت سامنے رہیگی۔ مجھے تو یقین نہیں کہ ماتا کیکئی اب پتاجی کی ویسی خدمت کریں جیسی اب تک مرغوب دل رہا کرتی تھی۔ مانا کہ آپ میرے ساتھ

گئیں مگر سوچئے تو بڑھاپے میں پتا جی کی خدمتگزاری اور خاطر داشت کون کریگا۔
دھرم شاستر کا قول ہے کہ خاوند کی زندگی میں عورت کو خاوند سے جدا رہنا نا
مناسب ہے۔ پھر آپ کو میں کیونکر ساتھ لے چلوں۔ ایک تو آپ خود فخر کرتی ہیں
کہ میں رام کی ماتا ہوں۔ اس حالت میں اگر میں نے دھرم شاستر کے خلاف آپ
کی ہمراہی منظور کی تو تمام دُنیا حرف رکھیگی۔ نہ آپ کسی کے سامنے منہ کر سکینگی نہ
میری آنکھیں کسی کے سامنے اُٹھ سکینگی۔ اگر اپنے جنم بھر کا کیا دھرا اکارتھ کرنا
اور میرے منہ پر عمر بھر کے لئے سیاہی لگانا منظور ہے تو خیر کیا مضائقہ آپ
کی ہی خاطر سہی۔ لیکن ادھرم کی راہ میں قدم نہیں پڑتا۔ نیک و بد نشیب و
فراز آپ سمجھ لیں۔ تب آپ جو مجھ کو حکم دیں منظور نہ کروں تو گنہگار؟
کوشلیا جی کے دل میں بات جم گئی۔ وہ سوچیں کہ رام کے ساتھ چلی تو
جاؤں مگر نیکی بدی ساری میرے سر ہوگی۔ اس لئے اُن کا قیافہ کچھ اور کہنے لگا اُن
کی طبیعت اونچ نیچ سوچنے لگی۔ دھرم شاستر کی ہدایت نے اُن کے قلب پر غیر معمولی
اثر کیا اُن کے بشرے سے ظاہر ہونے لگا کہ اُن کا پریشان دل کچھ مطمئن ہوگیا ہے
اُن کے لب خاموش نے التخاموشی نیم رضا کا عقدہ حل کیا۔ یہ صورت دیکھ کر
سری رامچندر جی نے تقریر کے رنگ پر اور رنگ چڑھایا وہ بولے :-
ماتا جی ذرا غور کیجئے پتا جی آپ کے پتی پرمیشور ہیں میرے بھی جنم داتا ہیں جنم
داتا کو بھی پرمیشور ہی کا مرتبہ حاصل ہے۔ پس وہ آپ کے بھی پرمیشور ہوئے اور میرے
بھی۔ پرمیشور کا حکم ٹالنا آپ خود سمجھیئے جائز ہے یا ناجائز۔ جس کی خدمتگزاری
کے لئے آپ کا دُنیا میں جنم ہوا جس کی فرمانبرداری کے واسطے ایشور نے مجھے آپ
کی آغوش مادری میں پالا۔ اُس کے قول کا نباہ آپ اور مجھ پر ہر حالت میں فرض
ہے۔ آپ یہاں اُن کی خدمت و دلجوئی کریں۔ میں بن باس اختیار کروں۔ ہاں وہاں
سے واپسی پر جو مرضی ہوگی وہی نہ کروں تو دین و دُنیا میں روسیاہ +
سری رامچندر جی بن باس کے نتائج سب جانتے تھے اُن کو معلوم تھا کہ ادھر
میں نے گھر سے قدم نکالا۔ ادھر راجہ دسرتھ کی جان گئی پس ایسی صورت میں کوشلیا
جی کی موجودگی لازمی ہوگی۔ چنانچہ اُنہوں نے کوشلیا جی کے دل میں اپنا دل ڈال کر راضی

برضا کرلیا یہاں تک کہ وہ خود زبان سے بول اُٹھیں کہ

خیر رامچندر جی جاؤ۔ تمہیں تمہاری سعادتمندی مبارک ایشور تم کو اس کا نیک
اجر دے۔ میں اب چلتے وقت ٹوک ٹاک مناسب نہیں سمجھتی مگر اتنا خیال رکھو کہ
سب تکلیفیں برداشت ہوجائینگی۔ مگر کیکئی کا سوتیاڈاہ کیونکر گوارا ہوگا۔ صرف
یہی خیال ہے۔ جس میں تمہارے ساتھ چلنے کو اصرار کررہی ہوں۔ ورنہ مجھے مہاراج
کے قدم چھوڑنا کب گوارا ہوسکتے ہیں۔ خواہ وہ مجھے پھولوں پر جگہ دیں خواہ کانٹوں
پر سلائیں۔ اُن کے ہاتھوں کا زہر بھی میرے لئے امرت ہے، یہ کہتے ہی کوشلیا جی
کی آنکھوں سے ایک چشمہ اُبلنے لگا۔ اور ہچکی بندھ گئی۔ سری رامچندر جی لاکھ
طبیعت روکے ہوئے تھے مگر اُس وقت عنان ضبط ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بے
ساختہ رو پڑے آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور زبان سے یوں گوہر افشانی ہورہی تھی کہ
ماتاجی! آپ مہربانی کیجئے۔ مجھے دھرم نے ہزار زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اسلئے
آپ کے آنسو نہیں پونچھ سکتا۔ آپ کبھی میری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھ سکتی تھیں ادھر
آنکھ سے ایک آنسو چھلکا اُدھر ہاتھ آنچل لئے ہوئے آنکھوں کی طرف بڑھا آپ
کے دل کا کنول ذرا سی چہرے کی اُداسی سے کملا جایا کرتا تھا۔ اس وقت وہ
دل و طبیعت کہاں ہے۔ ذرا صبر کیجئے میری خاطر سے دل پر جبر کیجئے۔ آنچل سے
آنسو نچوڑ دیجئے۔ چار دن کی زندگی کی محبت کے خیالات چھوڑ دیجئے۔ اس کے عوض
پتاجی کی خدمتگزاری کیجئے۔ فرمانبرداری کیجئے۔ اس شغل میں آپ کا دل بہلیگا۔
میرا غم ذرا بھی نہ کھلیگا۔ ماتاجی آپ کو کمی کس بات کی ہے۔ چکرورتی خاوند کا سایہ
سر پر۔ مجھ ایسا بیٹا موجود۔ جس کا خاوند صحیح سلامت ہے جس کو ایشور نے بیٹا دیا ہے اُس
کو کس بات کا رنج۔ کس چیز کی کمی۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ رہیں کیکئی ماتا کی دلآزاریاں یہ
بھی کچھ چیز نہیں۔ بھرت کے ہوتے آپ کو ذرا سا بھی دکھ ہو تو میں ذمہ دار۔ وہ میرا لائق
بھائی ہے۔ بھرت جی آپ کے مقابلے میں ماتا کیکئی کو اپنی نہیں سمجھتے۔ جب میں نہ ہونگا
تو اُن کو آپ کی اور زیادہ خاطرداشت ملحوظ خاطر رہیگی۔ وہ ہر وقت دلجوئی کرتے رہینگے
مجال کیا کہ ذرا خدمتگزاری میں فرق ہو۔ لیکن آپ میرے ساتھ چلی گئیں تو فرمائیے دنیا
کیا طعنہ زن نہ ہوگی کہ واہ رے پتی برت دھرم۔ بڑھاپے میں خاوند کی رفاقت سے جان

چھپالی۔ اس کے علاوہ مہاراج کیا دل میں کہینگے اور اُن کی نگہداشت کیسے
ہوگی۔ پتاجی جوان بھی ہوتے تو خیر اور بات تھی۔ اب بڑھاپا ہے بڑھاپے پر دشمن
سے دشمن بھی رحم کرتا ہے۔ دھرم شاستر سے ثابت ہے کہ عورت تیرتھ برت پوجا
پاٹھ جو چاہے کرے مگر ایک خاوند کی اطاعتگزاری بغیر سب مٹی۔ عورت صرف
رضا جوئی شوہر مقدم سمجھے اور پوجا پاٹھ وغیرہ کچھ نہ کرے تو اُس کی مکتی میں کچھ شک
نہیں۔ سمجھ لیجئے کہ اُسے یہاں بھی بیکنٹھ وہاں بھی بیکنٹھ +

کوشلیا جی اب سوچنے لگیں کہ رامچندر جی کا بار بار مہاراج کی خدمتگزاری
پر زور دینا کس مصلحت سے ہے۔ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں اور آپ قدموں کی
خدمت سے دست کش ہوتے ہیں۔ یہ بھید کیا ہے +

ادھر سری رامچندر جی نے خیال کیا کہ میں پتاجی کی خدمتگزاری پر زور دیکر
ماتاجی کو ہمراہی سے روکتا ہوں اس میں بھی ایک شک ہے یعنی جب پتاجی کا
پیغام موت آچکا تو وہ خدمتگزاری کس کی کرینگی۔ اس خیال کو ذہن نشین کرکے
اُنہوں نے فرمایا کہ

ماتاجی! میں خالی مہاراج کی سیوا کے لئے تکلیف نہیں دیتا اسی زمرے میں
آپ برہمنوں کی خدمتگزاری بھی سمجھ لیجئے اور ساتھ ہی میرے لئے بھی دیوتاؤں سے
منتیں مانگتی رہئے۔ کہ خیر و عافیت سے چودہ برس کٹ جائیں۔ اس حالت میں
آپ کو ترک غذا بھی لازم نہیں۔ کیونکہ اگر آپ خواب و خور سے پرہیز کرینگی تو مقصد
براری میں شک ہے۔ اسی لئے جو کام کیجئے ہنسی خوشی سے۔ جو کام رنج و غم کی
حالت میں نہیں کیا جاتا اُس میں کامیابی ہوتی ہے۔ پتاجی کا سایہ لاکھوں برس
تک ہمارے آپ کے سر پر قائم رہے۔ وہ ہم سب کی سپر ہیں۔ بس اُن کی زندگی
میں یہ کہنے کو نہ رہے کہ آپ کسی روز اُنکی خدمتگزاری سے معذور یا قاصر رہیں +

سری رامچندر جی کی ان باتوں سے کوشلیا جی کو ڈھارس تو بہت کچھ ہوئی
مگر مامتا کہاں جاتی پھر بھی اُن کے آنسو بھر آئے اور سری رامچندر جی کو ایک چیتی
نظر سے دیکھکر بولیں کہ

اچھا! تمہاری یہی مرضی ہے تو جاؤ کام سدھ کرو۔ جبتک تمہیں پھر نہ دیکھونگی

تب تک سونا جاگنا حرام رہیگا۔ یا درکھو کہ میری جان تمہیں میں رکھی رہیگی۔ واہ ایشور کی مایا تو بڑی بلوان ہے جس بات کو کسی طرح گوارا نہ کرسکتی تھی وہی مجھ سے کرلائے چھوڑتی۔ اچھا جو اُس کی مرضی۔ مگر رامچندر سمجھ لو کہ تم کو اجازت نہیں دیتی اپنی جان پر کھیلتی ہوں یہ بھی سمجھنا کہ جو کچھ اجازت ہے وہ مہر مادری سے ہے مجھے خیال ہوتا ہے کہ تمہارا کنول نہ کملائے۔ آج تک مَیں نے تمہاری کوئی بات نہیں ٹالی۔ اس وقت بھی اُس کی پابندی ہے۔ نہیں تو تم کو ابھی روک کر دکھا دوں۔

سری رامچندر جی نے اب قصہ چکانا چاہا۔ باتوں میں دیر بہت ہوگئی تھی اسلئے زبان مبارک سے فرمایا آپ خواب غفلت سے بیدار ہوجئے میری پیدائش کا اصل اصول سمجھئے۔ مَیں خالی اجودھیا کی حکومت کے واسطے دُنیا میں نہیں آیا۔ اس کی غایت اور ہی کچھ ہے۔ بن باس اختیار نہ کروں تو اس قالب کا نتیجہ ہی کیا۔ بس اب سارے فضول خیالات دل سے دھو دیجئے۔ اور فرما دیجئے کہ اچھا رخصت۔ اتنا فرماکر سری رامچندر جی نے رازِ حقیقی سے ماہر کیا تو سری کوشلیا جی کی آنکھیں کھل گئیں کچھ بھی دم مارنے کا منہ نہ رہا۔ اُن کی کلی کلی کھل گئی کہ آہا میرے زہے نصیب کہ مَیں ذات وحدہٗ لاشریک کی ماں ہوں۔ نورِ حقیقی نے سانولے روپ میں میری آنکھوں کو جلوۂ قدرت دکھایا۔

سرگ ۳۵

سری کوشلیا جی کی اجازت۔ سری رامچندر جی کی اُن سے رخصت۔ سری سیتا جی سے ملنے کیلئے روانگی

یا تو کوشلیا جی کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا یا وہ سری رامچندر جی کے جلوۂ عالم افروز کو پہچان کر پھولی نہ سمائیں۔ اُنہوں نے سمجھ لیا کہ جو کچھ قدرت ہے رامچندر ہی کی ہے اس میں دخل دہی دوست اندازی فضول۔ بس اُنہوں نے بڑے شوق سے اجازت دے دی کہ اچھا اب دیر نہ کرو۔ جاؤ کُل اشٹ دیو تمہارے محافظ رہینگے۔ بسوامتر جی کے

استر شستر تمہارے نگہبان ہیں۔ تمہارا دھرم تم پر ہاتھ رکھیگا۔ کیکیئی رانی کی آرزو سے
تمہیں پھل دیگی۔ میں تمہیں تمام دیوتاؤں کو سونپتی ہوں۔ کل ذیروح اور غیر ذیروح
تمہارے آڑے آئینگے۔ جنگلوں کے پھل پھول۔ رشی۔ بن دیویاں۔ پہاڑ۔ ندیاں۔
تالاب۔ چرند پرند۔ شیر چیتے۔ سادھو۔ مہاتما۔ پون۔ اگنی۔ دھاتا۔ بدھاتا۔ سورج
چاند۔ دیوتا۔ اندر۔ ۱۲ کلائیں۔ ۶ رتیں۔ ۱۲ مہینے۔ رات۔ پہر۔ لحظہ لحظہ۔ پل پل۔
وید شاستر سب تمہارے ہوا خواہ رہیں۔ کشیپ۔ دس دشائیں۔ سمندر۔ برن۔ کبیر۔
نچھتر۔ گرہ۔ چچھہ۔ کنہر۔ گندھرب۔ راچھس۔ پشاچ۔ بھوت۔ دانو۔ بندر۔ مکھی۔ مچھر
ہاتھی۔ ریچھ۔ بھینسے۔ تمام سینگ اور ناخن والے چوپائے اور کل جانوران صحرائی
تمہارے خیر خواہ جان و مال ہوں۔ ردھیاں۔ سدھیاں۔ آکاش پرتھوی۔ نرگن
سرگن وغیرہ سب تمہاری بہبودی کریں ؛

یہ سب دعائیں دیکر کوشلیا جی نے دیوتاؤں کی پرستش شروع کردی۔ برہمن
ہون کرنے لگے اُستیتوں سے محل گونجنے لگا۔ سفید پھولوں کی مالاؤں اور سفید
ہی سرسوں سے پوجا ہونے لگی۔ برہمن دکشنا سے اور کنگال دان پُن سے مالا مال
ہو گئے۔ اب کوشلیا جی اُٹھیں اور سری رامچندر جی کے ماتھے پر چندن کا تلک لگاکر
بشالیہ کرنی اوشدھی (یعنی تعویذ حفاظت) بازو پر باندھ دیا۔ اور زبان پر وید منتر
جاری ہو گئے۔ کوشلیا یوہیں نازک اندام تھیں۔ قد بھی ٹھگنا تھا۔ اس پر گذشتہ
رنج و غم سے اُن کا جسم آدھا نہ رہا۔ اب کمر بھی جھک چلی تھی۔ لہٰذا رامچندر جی
قدمبوسی کے بہانے سے ذرا جُھک گئے کہ کوشلیا جی کو تلک لگانے میں تکلیف
نہ ہو۔ جب تلک لگا چکیں تو کوشلیا جی نے پھر فرمایا ؛

پیارے رامچندر! میں اشیرباد دے کر تم کو رخصت کر چکی دل تو نہیں چاہتا
کہ آنکھوں سے جدا کروں مگر دھرم کی راہ میں جانے والے کو فضول ٹھہرانے سے
کچھ حاصل نہیں۔ صورت ٹھیک ہے۔ اب ہاں پر تگیا پوری کرنے کو مستعد ہو جاؤ
ایشور سے میں پھر دعا کرتی ہوں کہ کوئی آسیب پاس نہ پھٹکے کبھی کسی اندیشہ و
فکر سے سابقہ نہ ہو۔ چودہ برس جلد ہی سے کٹ جائیں میں تمہاری صورت
پھر دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کروں ؛

سری رامچندر جی نے قدموں پر سر جھکایا اور کہا ماتا میں چرن چھوتا ہوں جنک نندنی کی دلجوئی کرتے رہئیگا۔ آپ ہی کے سپرد ہیں +

یہ تقریر سُنکر کوشلیا جی کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور سری رامچندر کو گلے سے لگاکر رونے لگیں۔ رامچندر جی بھی بار بار قدموں پر گرتے تھے۔ مگر طبیعت نہ رُکتی تھی۔ کوشلیا جی نے فرمایا کہ بیٹا۔ سیتا سے ملے بغیر نہ جانا۔ اُس کا کنول سا دل کملائیگا تو مجھے اور بھی دکھ ہوگا +

یہ کہکر کوشلیا جی نے رامچندر جی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ رامچندر جی نے قدم چھوئے اور کوشلیا جی کے اشارے سے سیتا جی کے رنواس میں تشریف لے گئے +

سرگ ۲۶

سری رامچندر جی کی سیتا جی کے رنواس میں تشریف آوری بعزم صحرا نوردی ضروری ہدایات

سری جانکی جی اپنے رنواس میں راج تلک کی خوشی منا رہی تھیں اُن کو اس وقت کیا شغل تھا وہی پوجا پاٹھ۔ دان پُن۔ جانکی جی کا عنصر لطیف ظاہر خاکی تھا مگر وہ بالذات نور مجسم تھیں اُن کی نظر سے کون رمز قدرت پوشیدہ تھا وہ اچھی طرح واقف تھیں کہ کیا شدنی ہے۔ چونکہ شدنی تھی وہ گویا اُن کی اور سری رامچندر جی کا ایک کرشمۂ قدرت تھی۔ مگر نہیں قالب عنصری میں اُن کو بھی اہل زمانہ کی طرح کارروائیاں کرنا پڑیں وہ بھی دیوی دیوتا منا رہی تھیں کہ خیر صلاح سے راج تلک ہوجائے۔ سیتا جی کے رنواس میں پوجا پاٹھ کی خوب دھوم دھام تھی۔ وید منتروں کے سوا کانوں کو کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی اتنے ہی میں سری رامچندر جی رونق افروز ہوئے۔ جونہیں سری جانکی جی نے پاؤں کی آہٹ سُنی ہاتھ جوڑے ہوئے کھڑی ہوگئیں۔ چند قدم آگے بڑھکر قدموں کی طرف سر جھکایا۔ پاس ادب و لحاظ خورد کی سے کپکپاتی ہوئی چہرے کی طرف دیکھتی ہیں تو صورت ہی اور نظر آئی۔ سری رامچندر جی کے چہرۂ انور پر وہ خوشی کے آثار نہ تھے جو راج تلک کی خوشی میں اُن کا کنول کھلا دیتے

اس وقت رامچندر جی کا قدرتی بشاش چہرہ معمول کے خلاف پژمردہ تھا۔ شگفتگی سے پژمردگی جھلکتی تھی۔ سیتا جی کو دیکھ کر اس حالت میں کچھ اور بھی انقلاب پیدا ہو گیا۔ سری جانکی جی چہرے کی اُداسی کو نظر حیرت سے دیکھنے لگیں اور ادب و لحاظ کے قرینے سے دریافت کیا کہ

پران ناتھ! راج تلک میں کیا دیر ہے۔ پکھیہ نچھتر گزر رہا ہے۔ ابھی تک چتر شاہی سر پر نہیں۔ بھاٹوں کے کڑکے بھی اب تک سنائی نہ دئے۔ سُرخ چندن کا تلک نظر نہیں آتا وہی معمولی مدھوکا ٹیکا رونق بخش جبیں ہے۔ نہ بدن پر پوشاک شاہی ہے نہ سر پر تاج جہانبانی ہے۔ رتھ کی گڑگڑاہٹ سنائی نہ دی۔ گھوڑے بھی نہ ہنہنائے۔ بات کیا ہے۔ چہرہ بھی اُداس۔ مزاج بھی خلاف معمول کچھ سُست خیر تو ہے۔ نصیب دشمنان کوئی بات تو نہیں۔ میرا تو جی اُڑ گیا۔ کہ آپ اس طرح کیونکر تشریف لائے +

رامچندر جی ۔ راج تلک ہو گیا اب بدھائی بجاؤ۔ مجھے جنگلوں کی حکومت ملی بھرت جی کو اجودھیا کی۔ تم بڑی خوشی نصیب ہو۔ تمہارے خاندان کی عظمت کا کیا کہنا۔ دیکھو مجھے کیا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں بھی کچھ کم خوش قسمت نہیں۔ تمہیں فکر ہوئی ہوگی کہ جنگل کا راج کیسا مگر جب تم تک پہنچوگی تو پھولی نہ سماؤگی۔ پتا جی کو جانتی ہی ہو کہ کیسے ست بادی ہیں آج اُن کا ست نباہنے کا افتخار مجھے حاصل ہوا +

جانکی جی ۔ میری سمجھ میں نہ آیا۔ آپ نے کیا فرمایا +

رامچندر جی ۔ ماتا کیکئی سے ایک وقت پتا جی قول ہارے تھے اُن کا قول جان کے ساتھ ہے۔ اس وقت ماتا کیکئی نے وعدہ وفائی پر ہٹ کی۔ چنانچہ میں بھرت کو راج دیکر بن کو روانہ ہوتا ہوں۔ بھرت تمہاری رضا جوئی کرینگے۔ تمہیں بھی لازم ہے کہ انہیں کی نظر میں چلتی رہنا اُن کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرنا۔ خیال رکھو کہ صاحب دولت و اہل اختیار عاجزی و رضا جوئی ہی سے خوش رہتا ہے تم بھرت جی کو سرتاج سمجھنا اور کبھی بھولے سے بھی میری تعریف کے الفاظ زبان سے نہ نکالنا اگر کوئی اور میرا ذکر کرے تو تم بھرت ہی کو سراہنا یہ نہ خیال کرنا کہ وہ مجھ سے یا تم سے چھوٹے ہیں۔ ایسے موقع پر خودی کا رتبہ بھی بزرگی سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ اچھا اب میں تو

یا برکاب ہوں۔ بہتر ہے کہ تم بھی زیور وغیرہ اُتار کے رکھ چھوڑو۔ جس میں بھرت جی سمجھے رہیں کہ تم کو اُن کی قدر و منزلت کا کیسا ادب ہے۔ آج سے تمہارا کیا فرض ہونا چاہئے۔ گوش ہوش سے سُن رکھو تا کہ کسی کو کوئی حرف زبان سے نکالنے کا کبھی منہ نہ پڑے۔ ہر ایک سے پہلے جاگنا۔ اُٹھنا۔ ہاتھ منہ دھونا۔ نہانا۔ پوجا پاٹھ کرنا جس وقت پتا جی بیدار ہوں اُن کے قدم چھُونا۔ ماتا کوشلیا کے دل سے میری جدائی کا خیال بھلائے رکھنا۔ بڑھاپے میں اُن کی اچھی طرح خدمتگذاری کرنا۔ ماتا کیکئی اور سُمترا جی کو بھی اسی طرح سمجھنا جس طرح ماتا کوشلیا کو۔ جس طرح میں اپنے بھائیوں کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ اُسی طرح تم بھی بھرت۔ لکشمن۔ ستروگھن کو سمجھتی رہنا۔ بھرت جی اب صاحب تخت و تاج ہیں۔ اُن کا لحاظ و ادب واجب ہے جو وہ کہیں اُس کو ماننے لگانا اگر اُن کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہو گی تو وہ جو چاہیں سزا دے سکتے ہیں اُن کو کوئی روک ٹوک نہیں۔ راجوں کو بعض موقعوں پہ خاص بیٹے کی خونریزی سے بھی عار نہیں ہوتا۔ "گاہے بدشنامے خلعت دہند۔ گاہے بسلامے برنجند"۔ ایک وقت جس کو آسمان پر چڑھا دیا ہے۔ دوسرے وقت اُسی کو پاتال میں گرا دیتے ہیں۔ اور بعض وقت پاؤں کی جوتی کو بھی وہ مرتبہ دے دیتے ہیں کہ سر چڑھے ہوؤں کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ اچھا پیاری اب میں چلتا ہوں۔ ان سب باتوں کو گرہ باندھنا جس میں چودہ برس کا زمانہ بڑے اطمینان اور بڑی بیفکری سے کٹ جائے ✽

سرگ ۲۷

سری جانکی جی کی عزم ہمراہی۔ سری رامچندر جی کی ممانعت۔ سیتا جی کی کدوکاوش

سری رامچندر جی کی اس تقریر پر سری جانکی جی کو کچھ ہنسی آئی کچھ تعجب ہُوا کچھ رنج۔ انہیں تینوں حالتوں کی تصویر کا چربا پیش نظر کر کے اُنھوں نے سری رامچندر جی سے فرمایا کہ :۔

واقفِ اسرار تمام رازوں سے خبردار وہ ایسی باتیں کرے سخت استعجاب ہے سمجھ لیجئے کہ ماں ہو یا پتا۔ بھائی ہو یا بیٹا۔ رشتہ دار ہو یا عزیز جو کوئی ہے اُسے ایک دوسرے کا بھروسا ہوتا ہے۔ مگر مَیں ہی ایک بدنصیب ہوں جس کی زندگی آپ ہی کی نظرِ عنایت پر منحصر ہے آپکے بغیر مَیں نیم جان رہونگی۔ کچھ مضائقہ نہیں آپ شوق سے بن کو جائیں مگر آپ اپنے آدھے انگ کو یہاں چھوڑینگے تو فرمائیے آپ کو یا مجھے فائدہ کیا۔ مگر اردھنگی کو یوں چھوڑنا سمجھ لیجئے کس قانون محبت کے رو سے جائز ہے۔ آپ کو شاید خیال ہوگا کہ عورتیں قدرتاً کمزور اور نازک ہوتی ہیں۔ مگر خوب خیال رکھئے کہ خاوند کے لئے سختیاں اُٹھانے کے وقت اُن کا دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ پتھر تو پتھر پہاڑ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر پہاڑ کو خاوند کی آتش فراق کی ذرا بھی آنچ پہنچ جائے تو موم کی طرح پگھلے۔ عورتوں کا دل سر بسر بن بن کر آنکھوں کی راہ سے بہتا تو ہے مگر خاوند کی رفاقت میں اُسے موت کا طمانچہ بھی نسیم کا خوش کن جھونکا معلوم ہوتا ہے سمجھ لیجئے کہ اگر آپ یہاں نہیں تو جانکی جان کی خیر کیونکر سمجھئے +

سری رامچندر جی۔ تم اپنے رنواس میں سب آنند لوٹ چکیں۔ پھر اب بن میں تکلیف کرنے کی کون ضرورت ہے۔ مزے سے یہیں رہو چودہ برس گزرتے کیا دیر لگتی ہے جب ہم آئینگے پھر وہی آنند ہوگا۔ کیا تم سے اتنے دنوں صبر نہیں ہو سکتا +

جانکی جی۔ آپ بات کو کہاں سے کہاں لے گئے۔ اچھا سنئے مَیں بھی جواب دیتی ہوں۔ اگر آپ کا یہیں قیام رہتا جنگل میں جانے کی نہ ٹھیرتی اور مَیں بھی دُنیا میں نہ ہوتی تو سچ کہئیگا آپ کیا کرتے ممکن نہ تھا کہ آپ کی شادی نہ ہوتی ضرور ہوتی مگر جب مَیں صحیح وسلامت موجود ہوں تو بن میں آپ کی شادی بھی محال اسلئے عرض کرتی ہوں کہ ہمراہ رکھئے آخر کوئی تو خدمت کے لئے ساتھ ہونا چاہئے۔ آپ میری ہمراہی سے کیوں بھاگتے ہیں۔ آپ کو اندیشہ کس بات کا ہے کیا آپ عورتوں کی خصلت نہیں جانتے جو نیک عورت ہے وہ بادشاہت کے لالچ میں بھی نہیں آتی۔ اپنے خاوند ہی کو سب کچھ سمجھتی ہے +

پران ناتھ! آپ لاکھ ٹالے بالے بتائیں۔ فقرے بنائیں مگر سمجھ لیجئے کہ یہاں تو ٹھن چکی ہے کہ آپکے قدم ہونگے اور میرا سر۔ آپ زیادہ فہمائش و نصیحت نہ کیجئے۔

ایسی ایسی نصیحتیں میرے ناخنوں پر نقش ہیں۔ جب کشلیا گورو کے ہاں سیکھنے جب ہی سے سنتی چلی آئی ہوں کہ عورت کا کیا دھرم کیا ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی خدمت کس قدر لازمی ہے۔ مجھے پتا نے ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ لوک پرلوک جو کچھ ملتا ہے وہ خاوند کی خدمت سے۔ کچھ ہو جائے شوہر کی غلامی سے کبھی پہلو تہی نہ کرنا۔ مجھے بھی اسی طرح اپنے ماتا پتا کے حکم کا لحاظ و پاس ہے جس طرح آپ کو۔ پھر یہ کیا کہ آپ تو والدین کے حکم کی تعمیل کریں اور مجھے اُن کے قول کی پابندی سے باز رکھیں یہ تو محض ہٹ دھرمی ہے۔ آپ کو "آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند" کا ضرور خیال ہونا چاہئے۔ آپ سے والدین کے قول کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی تو مجھے بھی اپنے والدین کی ہدایتوں کا پاس جان کے ساتھ ہے۔ ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ نہ جاؤں۔ ہزار میں جاؤنگی۔ لاکھ میں جاؤنگی۔ مجھے کوئی منطق روک نہیں سکتی بن میں کون سی خوش کُن سیر نہیں۔ ہرن چوکڑیاں بھرتے ہونگے۔ شیر اِدھر اُدھر چلتے پھرتے ہونگے۔ طرح طرح کے جانوران صحرائی کی چہل رہتی ہوگی۔ یہ نظارہ دیکھنے کے لئے یہاں خود ہی آنکھیں ترس رہی ہیں۔ جنک پور میں بیکنٹھ کی بہار دیکھی۔ اجودھیا میں سرلوک کے سکھ اُٹھائے۔ اب ذرا جنگل کی ہوا کھانا بھی ضرور ہے۔ رہا دکھ سکھ وہ سب آپ کی چشم توجہ پر منحصر ہے۔ یہاں تنہا رہی تو زندگی اکارتھ ساتھ رہی تو جنگل میں بھی منگل کا مزہ۔ ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے۔ خاوند عورت کو چھوڑ جائے تو اُس کی غلطی۔ آپ کے بغیر میں پتی برت دھرم کا نباہ کیسے کر سکونگی۔ شمع نہ ہو تو پروانے کو لطف کیا۔ گل نہ ہو تو بلبل کے جوش عشق کا مزہ کیا مجھے دنیا کی کسی چیز سے غرض نہیں۔ سب خواہشوں سے دل سیر ہے جنگل میں بھوک پیاس مارے رہونگی۔ کوئی ہوس پاس پھٹکے کیا مجال۔ صرف رفاقت سے کام ہوگا اور خدمتگزاری سے مطلب۔ آپ اگر یہ کہیں کہ شیر نگل جائینگے بھیڑئے کھا لینگے کہیں کوئی اژدہا نہ پھنکار مارے۔ ہاتھی نہ مسل ڈالے۔ ان باتوں کا خوف مجھے نہیں نہ آپ کی ایسی فضول دھمکی سے میرے ارادے پست ہو سکتے ہیں۔ آپ تمام ذیروح کے خالق ہیں۔ مجال کیا کہ کوئی ایک پتہ بھی بے حکم ہلا سکے آپ کی ذرا بھی نظر ٹیڑھی ہو جائے تو زمین آسمان کا پتہ نہ لگے۔ اس حالت میں مجھے کسی سے کیا

اندیشہ آپ میری نزاکت وغیرہ پر نہ جائیں مجھے پیدل چلنے کی فرش گل پر قدم رکھنے سے زیادہ مہارت ہے۔ پھولوں کی پنکھڑی چاہے تلووں سے چُبھے مگر آپ کے ساتھ جنگل کے کانٹے ذرا بھی کھٹکیں کیا مجال۔ پہاڑ میرے لئے گھر کی چوکھٹ سے زیادہ نہیں ندیاں چیز ہی کیا ہیں سمندر بھی ہو تو آپ سے آگے میرا ہی قدم ہوگا۔ ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے۔ آپ مجھ کو ساتھ نہ لے جائینگے تو بہادری ہی کیا ہوگی کوئی آپ کو مرد کیونکر کہیگا۔ بہادری تو تب ہی ہے کہ آپ مجھ کو ساتھ لیکر بن باس کریں۔ ایک دُنیا جانے کہ سری رامچندر جی کے برابر کون سور بیر ہوگا۔ جو اکیلئے ہی نہیں بلکہ اپنی جانکی کو لئے ہوئے بھی جنگلوں کے دکھ کو سکھ سمجھ رہے ہیں۔ بالفرض آپ مجھے یہیں چھوڑ گئے تو سمجھ لیجئے کہ جیتی تو کیا گزارا ہوا اُلٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ مَیں جان دیدونگی اور غم و افسوس کے سوا آپ کے پلے کچھ نہ پڑیگا۔ اگر آپ کو جان لینا منظور ہے تو کئے قدم پھولوں مگر یاد رکھئے کہ یہ چولا اُسی وقت تک قائم رہیگا۔ جبتک آپ نظر نہیں پھیر دیتے +

رامچندر جی۔ تمہارا جوش محبت صحیح۔ جو تم نے کہا سب درست۔ مگر ذرا سوچو تو عقلمندوں کو اونچ نیچ بھی سمجھنا چاہئے۔ اہل زمانہ میں ہم تم دیوں کی کارروائیاں بمنزلہ سبق ہوتی ہیں۔ پس ذرا سوچ سمجھ لو۔ جنگل میں تکلیف کے سوا اور کچھ نہیں +

سرگ ۲۸

سری جانکی جی کی پُر اصرار گفتگو۔ شاپ وغیرہ کا حال۔ ہمراہی کا جوش

سری جانکی جی فرماتی ہیں کہ سوامی جی! آپ مصائب کا کچھ فکر نہ کریں جن کو آپ تکلیفیں سمجھتے ہیں وہ میرے لئے راحتوں سے زیادہ ہونگی جس کو آپ کا سایہ نصیب ہے اُسے دکھ درد سے کیا کام۔ شیر ہاتھی وغیرہ جنگلی جانوروں کے خوف سے آپ ڈراتے ہیں مگر یہاں خود دل شیر ہے۔ چیتے ہوں ہرنا ہوں کوئی ہوں سب

دستِ قدرت کی کھینچی ہوئی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ سارے برہمانڈ میں آپکے سوا دوسرا نہیں۔ آپ کے قدموں سے جدا ہو کر میں لحظہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتی شاستر پکار پکار کر کہتا ہے کہ خاوند کے بغیر عورت بے روح کا جسم اور بے سر کا دھڑ کہلاتی ہے۔ پھر میرا جینا معلوم۔ جب مَیں نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا تب سے مَیں اپنے بن باس کی پیشینگوئی سُنتی چلی آئی ہوں۔ یہ برہما کے اکشر مٹ نہیں سکتے۔ بن باس تو بن باس میرے اور آپ کے لئے تو بڑی بڑی تکلیفوں کی خبر دی جا چکی ہے۔ نارد جی کے شاپ پر نظر کیجئے۔ راون کے بر دان کو یاد کیجئے۔ اُس نے لکشمن کے ہاتھ سے موت مانگی ہے۔ یہ سب باتیں کبھی جھوٹ ہونے والی نہیں جو کچھ رشی برہمن ماتا پتا کہتے آئے ہیں اُن میں ایک حرف کا ردوبدل نہیں ہو سکتا جب لکھی یوہیں ہے تو پھر آپ کو مین میکھ کیا ہے۔ مَیں ضرور ساتھ چلونگی آپ کو ضرور ہمراہ لیجانا پڑیگا +

میری اُلفت ظاہر ہے اپنے منہ سے کہنا فضول۔ مَیں آپکے قدموں میں کسی حالت میں رہوں وہی مجھے لطف زندگی ہے خواہ دکھ ہو یا سکھ۔ میرے لئے دکھ سکھ دونو برابر ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ عورت اور خاوند کا تعلق ایک ہی جنم تک نہیں رہتا۔ بہت جنموں تک یہ گہرے تعلق قائم رہتے ہیں۔ جب یہ ہے تو پھر آپ کو قدموں سے جدا رکھنا کیونکر گوارا ہوتا ہے۔ پت برتا عورت کو تکلیف پہنچنے سے خاوند کو بھی آرام نہیں ملتا اُس کو بھی بیچینی ستاتی رہتی ہے بس آپ کو مجھے یہاں چھوڑنا میری جان پر پہاڑ گرانا اور اپنے دل کو بھی دُکھانا ہے آپ کے قدموں نے ذرا بھی بے وفائی کی کہ مَیں ڈوب مری آگ میں کود پڑی جب آپ ساتھ نہیں تو قالب خاکی کا ساتھ کیسا +

سری جانکی جی کی ان پُر اثر باتوں کو بھی سری رامچندر جی مُسکرا مُسکرا کر ٹالتے رہے۔ اُن کا قیافہ بھی بتاتا تھا کہ وہ تنہا صحرا نشینی پسند کرتے ہیں جنگل بیابان میں کہاں سیتا جی کو لئے لئے پھریں۔ اس انداز خاموشی سے جانکی جی کے دل پر کچھ اور ہی اثر ہوا اُن کی آنکھوں میں مایوسی کی تصویر پھرنے لگی آخر آنسو اُمنڈ پڑے آنچل تر ہونے لگا +

سرگ ۲۹

سیتا جی کی گفتگو۔ عالم بیقراری میں سری رامچندر جی کے دل پر اثر۔ ہمراہی کی منظوری۔ تیاری سفر کی اجازت

سری جانکی جی کو جس قدر رامچندر جی کا ادب ملحوظ تھا۔ اُس کی نظیر ملنا ناممکن
ان کا جوشِ محبت بھی وہ تھا جو دنیاوی عورات کے لئے ایک سبق ہے مگر نہیں جس وقت
سری رامچندر جی اُن کی باتوں کو خاموشی سے ٹالتے گئے تو اُنہیں ایک غیر معمولی جوش
پیدا ہُوا اور چہرے پر بل ڈال کر بولیں کہ بس آپ کی محبت دیکھ لی آج معلوم ہُوا کہ ظاہر کا
جوشِ اُلفت خالی لفافہ ہی تھا۔ ہائے میں تو لوک لاج میں مری جاتی ہوں جس وقت
جنکپور میں خبر پہنچی میرے پتا جی کیا کہینگے۔ ساری دنیا میں بدنامی پھیل جائیگی کہ
واہ سری رامچندر جی اپنی استری کا بھی نباہ نہ کر سکے۔ کل جہان میں شور ہوگا کہ واہ
ڈھول کے اندر پول۔ بہادری دکھاوے ہی کی تھی۔ تیج پرتاپ نمائشی ہی تھا
اونچی دکان پھیکا پکوان اسی کو کہتے ہیں بھلا فرمائیے تو مجھے ساتھ لے چلنے میں
آپ کو کون ہوّا کاٹ کھائیگا۔ آخر آپ کے ڈرانے کی وجہ۔

راجہ ستیہ وان کا حال آپ کو معلوم ہے اُنہوں نے اپنی رانی کا ساتھ نہ چھوڑا
تھا راجہ حالانکہ دیہہ چھوڑ گئے مگر رانی کے پتی برت دھرم سے راج کاج کچھ اور کا اور
ہو گیا۔ ترقی ہی ہو گئی۔ میں بھی پتی برتاؤں کے قدموں کی خاک ہوں مجھے بھی اپنے اس
دھرم سے کچھ استحقاق حاصل ہے بس سمجھ لیجئے کہ یہ دھرم ہر وقت آپ کی رفاقت
ہی نہیں بلکہ ناموری کے کار نمایاں کریگا۔ آپ مجھ کو بھی معمولی عورتوں میں سمجھے ہیں افسوس
آپ میرے قول پر نہ جائیے آپ کو میرے طریق زندگی سے تجربہ ہو چکا۔ کہ میں کون ہوں آپ مجھے
ایک غیر معمولی عورت ہی سمجھتے ہیں تو یہ آپ ہی کی خوبی ہے اور ادب مانع ہے کہ آپکو اس
دھرم کا ایک ذرا سا کرشمہ دکھا دوں۔ آپ میرے سرتاج ہیں۔ سرمایۂ زندگی ہیں جو کچھ ہیں وہ آپ
ہی ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں وہ آپ ہی ہیں۔ اسلئے آپ کو پتی برت دھرم کے اعجاز بھی دکھا نا

فضول میں تو آپکے سوا کسی کو جانتی ہی نہیں۔ آپکے بغیر مجھے زندگی سے کیا واسطہ۔
شاستر دان لوگوں نے پتی برتا عورت اور کنواری لڑکی کو برابر کہا ہے پس اگر میں پتی برتا
ہوں تو کنواری ہی ٹھیری۔ کنواری کے واسطے کوئی خاوند چاہئیے پس اب بتلائیے کہ آپ
مجھے چھوڑتے ہیں تو کیا کوئی اور بندوبست کیا ہے؟ سچ سچ کہئیگا کیا بات ہے اب رہی دوسری
بات یعنی بھرت جی کی اطاعتگزاری۔ یہ تو جان کے ساتھ ہے مگر خیال تو کیجئے کہ جبتک
اولاد نہ ہو تب تک خاوند کو کب لازم ہے کہ عورت سے کنارہ کشی کرے۔ اگر آپ تپسیا کے
لئے مستعد ہیں مبارک۔ مگر مجھے کوئی شاستر تو دکھائیے کہ عورت کے بغیر تپسیا کرنے کی
ہدایت ہو۔ جس غرض سے آپ جنگل کی ہوا کھانا منظور کرتے ہیں وہ میرے بغیر پوری ہی نہیں
ہوسکتی (یعنی جب میں نہ ہونگی تو نہ سیتا ہرن ہوگا نہ راون مارا جائیگا) بس اس کا اصل اصول
یہی ہے کہ میں بھی جاؤں ورنہ آپ کا جانا بیکار۔ جس وقت آپ مجھکو جوش محبت سے ساتھ نہ
لیجائینگے تو میری زندگی اکارتھ جائیگی۔ ہاں آپ کی ہمراہی میں جنہیں آپ کانٹا سمجھتے ہیں
وہ میرے لئے پھول کا کام دینگے۔ گھاس پھوس میں نرم نرم دوب کا مزہ آئیگا۔ پہاڑ قدموں
کیلئے روئی کے گالے بن جائینگے۔ آندھی کے جھونکے نسیم سحری کو مات کرینگے۔ جو پھل پھول
ہاتھ پر رکھ دینگے اُس سے بڑھ کر میرے لئے نہ دنیا کی کوئی نعمت ہے نہ آخرت میں۔ اپنے ماں
باپ عزیز اقارب کو بھولے سے بھی یاد کرکے طبیعت پریشان نہ کرونگی۔ مجھے سرگ وہی ہے
جہاں آپ ہیں اور آپکے بغیر سرگ بھی نرک سے بدتر ہے۔ مجھے بھرت سے غرض کیکئی سے واسطہ۔ اُن
کے پاس رہنے سے زندگی کا کچھ نتیجہ۔ میری زندگی تو اُسی وقت تک ہے۔ جبتک آپکے قدم
آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ذرا آنکھوں سے اوجھل ہوکر آزمائش کر لیجئے کہ روح قالب سے نکل جاتی
ہے کہ نہیں۔ جب ایک لمحہ آپکے بغیر زیست نہیں سکتا تو پھر چودہ برس کا تو ایشور ہی مالک ہے
آپ میری زندگی چاہتے ہیں تو بس کہدیں کہ تیار ہو۔
یہ کہکر جانکی جی رامچندر جی کے قدموں سے لپٹ گئیں اور زار و قطار رونے لگیں رامچندر جی
کچھ سمجھاتے تھے تو اُن کے سینے پر ایک نشتر لگتا تھا وہ اس طرح تڑپ جاتی تھیں جس
طرح آنکس کی چوٹ سے ہاتھی۔ اُن کی آنکھیں لال لال انگارہ ہوگئیں۔ گرم گرم آنسو
عارض گلگوں پر بہنے لگے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی گھٹا چھا رہی تھی دل میں درد کی بجلیاں
چمکتی تھیں۔ لمبے لمبے نالہ و فریاد سے بادل گرجتے معلوم ہوتے تھے سیتا جی روتے روتے

اس قدر بیچین ہوئیں کہ آخر غش آگیا۔ پٹ سے زمین پر گر پڑیں۔ چہرے پر زردی چھا گئی۔ بدن سرد پڑ گیا۔ رامچندر جی نے اٹھا کر کلیجے سے لگا لیا۔ منہ پر اپنے آنسوؤں کا چھینٹا دے کر کچھ کچھ ہوش میں لائے اور بولے :۔

پیاری ہیں! اتنا رنج۔ تمہاری بیچینی سے مجھے سُرگ میں کبھی ایک دم آرام نہ ملیگا۔ مجھے دنیا میں کسی کا خوف نہیں۔ خوف صرف تمہاری کوفت سے ہے۔ مجھے خواب میں بھی خیال تھا کہ تم کو بھی بن باس سے رغبت ہوگی۔ اب میری مجال نہیں کہ ساتھ لے چلنے سے انکار کر سکوں۔ اچھے لوگ اول تو الفت کے نام سے بھاگتے ہیں مگر کسی سے الفت ہو گئی تو جیتے جی چھوٹنا معلوم۔ اسی طرح اطمینان رکھو کہ میں تمہیں ساتھ لئے بغیر بن کی طرف رُخ نہ کرونگا۔ مجھے بھی اسی دھرم کی پابندی لازم ہے جو اچھے لوگ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ تم کو میں اُسی طرح ساتھ رکھونگا جس سورج کے ساتھ اُن کی استری رہا کرتی ہے۔ میں صرف پتا کے حکم سے اجودھیا چھوڑتا ہوں۔ ماں باپ اور گرو کے حکم کی تعمیل کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ یہ وہ دیوتا ہیں جو مجسم نظر آتے ہیں۔ اور دیوتا تو دکھائی بھی نہیں دیتے۔ بس ان میں اور اُن میں زمین آسمان کا فرق۔ ان انسانی دیوتاؤں کی خدمتگزاری سے جو غافل ہے اُسے دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کا پھل ملے یہ ممکن نہیں۔ ماں باپ کی اطاعتگزاری اور فرمانبرداری کا ادنےٰ پھل یہی ہے کہ روپیہ ملتا ہے علم حاصل ہوتا ہے اولاد آنکھوں کو سکھ دیتی ہے۔ دیولوک برہم لوک شولوک۔ گندھرولوک وغیرہ کے واسطے رشی مُنی ہزارہا سال تک تپ کرتے ہیں تب بھی کام سدھ نہیں ہوتا۔ مگر ماں باپ کی خدمت سے کسی لوک کا ملنا مشکل نہیں۔ بیشک تمہارے بغیر بن باس کا پھل ملنا محال ہے۔ میں سمجھ گیا کہ تمہاری ہمراہی کن کن مرحلوں کے لئے ضروری ہے۔ اچھا اٹھو چلنے کا سامان کرو۔ زر و جواہر سے اب ہمیں تمہیں کیا کام۔ مال و متاع سے کچھ غرض۔ سب برہمنوں کو لٹا دو۔ گھر میں کچھ نہ رکھو۔ لونڈیاں باندیاں بھی کیا یاد کریں۔ زیور انہیں بانٹ دو۔ اچھا اب جواس ٹھیک کرو۔ دیر ہوتی ہے ÷

یا تو جانکی جی غشی کی کمزوری سے کسی طرح آنکھیں نہ کھول سکتی تھیں یا رامچندر جی کی تقریر سے گویا طاقت آگئی وہ خوش خوش اُٹھ بیٹھیں اور اطمینان ہو گیا کہ اب زندگی ہوگی

سرگ ۳۰

لچھمن جی کا جوشِ خون۔ رامچندر جی سے ہمراہی کی درخواست۔ اصرار و انکار کی باہمی گفتگو

جس وقت جانکی جی اور رامچندر جی یہ باتیں کر رہے تھے۔ لکشمن جی ایک گوشے میں مؤدب کھڑے ہوئے سنتے جاتے تھے جونہیں رامچندر جی نے سیتا جی سے کہدیا کہ اچھا چلو اُس وقت لکشمن جی کا جوشِ رفاقت دل کو بیچین کرنے لگا۔ وہ جھپٹ کر رامچندر جی کے قدموں پر گر پڑے اور سیتا جی کی دہائی دے کر بولے کہ آپ مجھے کہاں اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ لکشمن جیتے جی قدم نہ چھوڑیگا آپ کی خدمت جان کریگی اور حفاظت تیر و کمان۔ میرا جنم فقط آپ دونو کی خدمتگزاری کے لئے ہوا ہے۔ آپ کی رفاقت کے سوا مجھے سرگ کی بھی خواہش نہیں +

رامچندر جی۔ اچھا قدم تو چھوڑو۔ اُٹھو سنو تو سہی۔ تم کو جنگلوں کی ٹھوکریں کھلانے سے کیا فائدہ +

لکشمن جی۔ جو آپ کو +

رامچندر جی۔ میری اور بات ہے +

لکشمن جی۔ میری بھی اور بات ہے +

رامچندر جی۔ مجھے پتا جی کا حکم ہے +

لکشمن جی۔ مجھے آپ کا حکم ہے +

رامچندر جی۔ نہیں کبھی نہیں +

لکشمن جی۔ ماتا کوشلیا گواہ ہیں جن کے سامنے آپنے فرمایا کہ تو بھی زیور اُتار کے پھینک دے یہ بن باس کے لئے اشارہ نہ تھا تو اور کیا +

رامچندر جی۔ میں نے بہلا دیا ہوگا +

لکشمن جی۔ یہی سہی۔ ایسی خاطرداشت منظور ہے تو اب بھی بہلا دیں میں

مچل رہا ہوں۔ ہاتھ جوڑے ہوں بس اب دشکنی کا خیال کیوں ہے کہہ دیجئے کر آدھ راجہ رامچندر جی۔ تمہاری سعادتمندی کے قربان۔ صدق عقیدت کو مرحبا۔ مگر پیارے ذرا سوچو تو کہ جب میں بھی نہ رہا جانکی جی بھی نہ رہیں تم بھی ساتھ چلے تو پتا جی اور کوشلیا اور سُمترا ماتا کی خدمت اور دلجمعی کون کریگا۔ پتا جی بڈھے ہوگئے۔ اُن کو اپنا ہی جامہ بھاری ہے وہ ماتاؤں کی خاطر داشت کیا کر سکینگے۔ دوسرے وہ خود دوسروں کی خدمت کے محتاج ہیں۔ سب پر طرہ یہ کہ دھرم کی پھانسی نے اُن کا اور گلا گھونٹ رکھا ہے۔ رہیں ماتا کیکئی اُن سے تو خود جانتے ہو کہ اُمید ہی امید ہے۔ جب ہمارے تمہارے ہوتے یہ باتیں ظہور میں آئیں تو بھرت کو راج ملنے پر نہ جانے کیسا مزاج کیا دماغ ہوجائیگا۔ بیشک وہ عالیخاندان ہیں۔ مگر عالیخاندانی کا ایک نمونہ تو دیکھ رہے ہو۔ پھر راج پاٹ کے اختیارات سے جو کچھ جرائتیں نہ ہوں تھوڑی ہیں ؎

اُمید فیض از نو دولتاں ہرگز مجو صاحب
پیادہ چوں شود فرزیں براہ کجروی گردد

شطرنج کا پیادہ پہلے سیدھا چلتا ہے مگر جب فرزین (وزیر) بن گیا تو ٹیڑھا ترچھا چلنے لگا یہی حال کیکئی ماتا کا بھی سمجھ لو۔ بھرت جی سے ضرور ایسی اُمید ہے مگر جب ماتا کیکئی کی بدولت اُن کو راج سنگھاسن ملیگا تو وہ اُنہیں کی نظروں میں چلینگے اُن کے مقابلے میں دوسرے کا لحاظ و پاس کجا۔ بھرت کو راج ملنے پر ایشور جانے اُن کا مزاج یہی رہے یا اور کا اور ہوجائے اُن سے اب پتا جی کی خدمتگزاری کی بھی اُمید جاتی رہی۔ وہ بھی پتا جی سے منحرف ہو بیٹھینگے۔ پس مجھے سب کی طرف سے مایوسی ہے تمہارے بغیر مُفت میں ماتا کوشلیا ماتا سُمترا اور پتا جی کو طرح طرح کی تکلیفیں ہونگی تم یہیں ہمارے ماتا پتا کی خدمتگزاری کرو میں سچ کہتا ہوں کہ اس سعادتمندی کا تمہیں بہت اچھا پھل ملیگا۔ لوک پرلوک میں نیکی اور صدق عقیدت کی دھوم ہوگی بالفرض تمہیں یہاں رہنا منظور نہ بھی ہو تو تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ جیسا کہنا مانو جو میں کہوں اُس سے انحراف نہ کرو میری بات ٹالنا بھی تمہاری سعادتمندی کے خلاف ہے۔ پس پیارے لکشمن اب ہٹ نہ کرو میں یہاں سے زیادہ جنگل میں تمہاری یاد کرتا رہونگا تم سمجھنا کہ میں تم کو رگ جان سے قریب جگہ دونگا۔

رامچندر جی کی یہ فہمائش کچھ اثر پذیر نہ ہوئی۔ لکشمن جی کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے اُنہوں نے رومال سے مُنہ پونچھ کر کہا۔ آپ یہ باتیں کسی اور سے بنائیں میں ان فقروں میں آنے والا نہیں ماتا کوشلیا اور ماتا سُمترا کے قلب کو آپ خود پھیر سکتے ہیں اُن کو آپ کی جدائی کا صدمہ محسوس نہیں ہو سکتا۔ ان نرم دل دیویوں کو آپ جس طرح چاہیں مطمئن رکھ سکتے ہیں مگر آپ کے دست گرفتہ لکشمن کا دل وہ نہیں جو سر کے سائے کو آنکھوں سے دور دیکھ سکے۔ آپ نے جب سبا ہوتا کا کومارائیں قدموں کے ساتھ تھا جب جنکپور میں شو کے دھنش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ میں بھی ہمراہ رہی تھا۔ اُس وقت کی باتیں آپ کو یاد نہ ہوں۔ میرے دل کو تو فراموش نہیں۔ ڈنڈک بن کو آپ اجودھیا سے دور سمجھتے ہیں تعجب ہے۔ آپ نہ آئینگا میں پتا جی اور ماتاؤں کو جب کسیگا دیکھ جایا کرونگا پھر آپ کو فکر کیا۔ بھرت جی اگر خدمتگزاری نہ بھی کریں تو کیا۔ مجھ میں وہ دم داعیہ ہے کہ آپکی بھی خدمت کروں اور ماتا پتا کی بھی۔ جس وقت دیکھونگا کہ بھرت جی خدمتگزاری سے پہلوتہی کرتے ہیں تو آپ کے لکشمن کا تیر ترکش ہی میں نہ رہیگا۔ بھرت راجہ ہوں یا کچھ اور اُن کے پاس فوج ہو یا لشکر میں کچھ پرواہ نہیں کرتا میرے بازوؤں میں وہ طاقت ہے کہ

سارے برہمانڈ کو اک ہاتھ سے چکر دوں میں

ہم لوگ دھرم پر فدا ہیں کیکئی دنیاوی دولت پر۔ پھر ہمارا اور بھرت کا مقابلہ ہی کیا کسی ادھرمی کے پاس کتنا ہی لاؤ لشکر ہے کتنی دولت ہو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے ادھرم کے پہاڑ بھی ہماری ایک پھونک میں اُڑتے پھرتے نظر آئینگے۔ ماتا کوشلیا و سُمترا کو کسی بات کی فکر نہیں اُن کو ہزار ہزار گاؤں کی آمدنی بہت کافی ہے بھرت جی کی مجال نہیں کہ اُن پر ذرا بھی دست تصرف کر سکیں پس اُن کی طرف سے کامل طور پر اطمینان ہے۔ اُن کی فکر فضول۔ فکر ہے تو فقط آپ کی خدمتگزاری کی وہ بغیر ہمراہی کے دور نہیں ہو سکتی۔ میں بڑے شوق سے کند مول پر گزارہ کرونگا۔ ہاتھ میں دھنش بان ہونگے۔ اور دل آپ کی جاں نثاری پر محو۔ کھنترا استر بھی میں ساتھ لے چلونگا کہ بروقت زمین کے کھودنے میں کام دے۔ پٹکا بھی میرے کاندھے پر ہوگی تاکہ مجھے اور آپ کو کند مول سے جھولی بھرنے میں دقت نہ ہو کھنترا استر سے کند مولی کھودونگا اور پٹکا میں بھر لایا کرونگا۔ آپ کے پاس رشی منی آیا کرینگے۔ اُن کی خاطر تواضع

بھی اسی طرح ہو سکیگی بغیر کند مول کے کیونکر نباہ ہوگا۔ آپ کو روزانہ پہاڑوں کندراؤں میں رہنے کی ضرورت ہوگی۔ آپ آرام پائینگے تو آخر پاسبانی کو بھی کوئی چاہیئے ۔ اس لئے مَیں آپ کے قدم چھوڑنا ہرگز منظور نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ کو میری جان کی کچھ پرواہ نہیں تو خیر کہئیے تو آپ ہی کے سامنے چولا چھوڑ کے دکھا دوں فقط خیال یہ ہے کہ آپ کے آنسو نہ بہیں ؛

رامچندر جی لکشمن جی کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ مَیں تو تمہیں ماتاپتا کی آنکھوں سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا۔ مگر تم ہٹ کرتے ہو تو خیر چلو اب رہی یہ بات کہ کون چیز ساتھ لے چلیں۔ اس کے لئے اجودھیا سے کچھ لے جانا مناسب نہیں ہیں وہ چیز ساتھ رکھنا لازم ہے جو اجودھیا سے تعلق نہ رکھتی ہو سو چنانچہ دو دھنش برن جی کے ہیں جو راجہ جنک نے مجھے عطا کئے تھے۔ ایک کوچ اور برق دم تلوار دہیز میں دستیاب ہوئی تھی۔ یہ چیزیں بششٹ جی کے فرزند سوجگیہ کے پاس ہیں۔ اُن پر نہ بھرت جی کا حق ہے نہ پتا جی کا قبضہ۔ یہ میری اور تمہاری ملکیت ہیں پس تم جاؤ اور ابھی ابھی لے آؤ باقی اور روپیہ پیسہ سے ہمیں تمہیں کچھ مطلب اور سروکار نہیں بن باسیوں کو کند مول بہت ہے ؛

جس وقت لکشمن جی نے یہ تقریر سُنی وہ پھولے نہ سمائے اسی وقت چلنے کو تیار ہو گئے۔ مگر اتنے ہی میں سری رامچندر جی کا ارشاد ہُوا کہ جب تک تم سب چیزیں سوجگیہ سے لاؤ تب تک میرا ارادہ ہے کہ برہمنوں کی کچھ خدمتگزاری کروں چنانچہ تم حکم دیتے جاؤ کہ اچھے اچھے عالم و فاضل برہمن فوراً طلب کئے جائیں ؛

سرگ ۳۲

سری رامچندر جی کا جوش فیاضی تر جٹا رشی کی آمد۔ اُن کی کامیابی مقصد

رامچندر جی نے ہدایت کی کہ دیکھو لکشمن جی سوجگیہ کے یہاں جانا تو بڑے

ادب سے پیش آتا۔ بڑے صدق عقیدت سے پوجا کرنا وجہ یہ کہ وہ بششٹ جی کے فرزند رشید ہیں۔ اس بات میں بھی اُن کو بزرگی حاصل ہے۔ میرے دلنواز دوست ہیں۔ اس سے بھی اُن کا ادب لازم ہے۔ علم و فضل کے لحاظ سے بھی وہ واجب التعظیم ہیں۔ اور زیادہ تر قدر و منزلت کی بات یہ ہے کہ بڑے بھگت بھی ہیں ✣

لکشمن جی سر عبودیت جھکا کر روانہ ہوئے۔ سوجگیہ کی خدمت میں گئے دیکھا کہ ہون میں مصروف ہیں بڑے ادب سے ڈنڈوت کر کے دست بستہ عرض کی :۔

سری رامچندر جی راج پاٹ سے دست بردار ہو گئے۔ بن جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ تکلیف نہ ہو تو مل لیجئے ✣

سوجگیہ کو سری رامچندر جی سے بہت پریم تھا۔ اُنہوں نے جیوں تیوں سندھیا سے فراغت کی اور دوڑے ہوئے سری رامچندر جی کے دردولت پر تشریف لائے سری رامچندر جی اور جانکی جی کو اُن کے کمال و فضل کا اعتقاد تھا جونہیں خبر پہنچی ساشٹانگ ڈنڈوت کرتے ہوئے استقبال کو چلے اور ہاتھوں ہاتھ محل میں لا بٹھایا۔ پوجا کی۔ کانوں کے جڑاؤ کنڈل مرصع کنگن وغیرہ قیمتی سے قیمتی تمام زیورات اور عمدہ سے عمدہ نفیس سے نفیس ملبوس پیش کئے۔ سری رامچندر جی کا یہ جوش سخاوت دیکھکر سری جانکی جی کے دل میں خیال ہُوا کہ اگر سوجگیہ کی استری ہوتیں تو میں بھی کچھ دان کرتی۔ رامچندر جی دل کی بات سمجھ گئے اور سوجگیہ سے گذارش کی کہ

مہاراج! جانکی جی بھی کچھ آپ کی استری کے واسطے رخصتی نذرانہ دیتی ہیں لینے جائیے احسان ہوگا ✣

ادھر سے درخواست منظور ہوئی اُدھر سے جانکی جی نے زیور اُٹھا کر کے سامنے ڈھیر کر دئے۔ ملازمان ہمراہی نے گٹھڑی باندھ دی اور سوجگیہ نے اشیرباد دے کر رخصت مانگی چلتے وقت سری رامچندر جی کو اُس ہاتھی کا خیال آیا جو انہیں اُن کے ماما نے عطا فرمایا تھا اس لئے وہ ہاتھی بھی اُن کی نذر کر کے کہا کہ

یہ بھی آپ ہی کے کام کا ہے بن باسیوں کو اس سے کیا واسطہ نہ اس پر کیکئی ماتا کا اجارہ نہ بھرت کا اختیار۔ سوجگیہ سوغاتیں لیکر اشیرباد دیتے ہوئے اپنے گھر کو چل دئے ✣

راچندر جی کے قدم اُٹھے جاتے تھے جتنی دیر ہوتی تھی سمجھتے تھے کہ اتنی ہی منزل
انہوں نے لکشمن جی کو اجازت دی کہ اگست جی اور کوشک اجمنی کی
کھوٹی ہوتی ہے۔ انہوں نے لکشمن جی کو اجازت دی کہ اگست جی اور کوشک اجمنی کی
پرستش کر کے تمام برہمنوں کو اسی طرح دان پن سے مالامال کردو۔ جس طرح برسات کے
موسم میں برساتی پانی سے زمین شاداب و سیراب ہوتی ہے۔ اب ان سب کے چودہ برس
کے بعد درشن ہونگے۔ پس سونا چاندی روپیہ جواہر زیور ملبوس خوب لٹا دو۔ اور ایک
ایک ہزار گائیں سب کے پیشکش کردو۔ ہماری تمہاری سلطنت یہی ہے ؎
کوشلیا جی کے دروازے پر برہمنوں کا ایک میلہ لگ گیا تھا۔ ہر طرف ایک بھیڑ
نظر آتی تھی۔ دان پُن ہونے لگا خیرات بٹنے لگی اتنے ہی میں ایک برہمن آیا۔ جو رفقہ
کوشلیا جی کو اشیرباد دے کر چلا جایا کرتا تھا۔ لکشمن جی کو جس وقت اس کا علم ہوا جواہرات
سے جڑا ہوا رتھ حوالے کردیا۔ جڑاؤ زیور ریشمی کپڑے دیدئے کہ کسی بات کی کمی نہ رہے
صرف خدمت کے لئے کوئی نہ تھا اس لئے خادم بھی مقرر کر دئے سری رامچندر جی کو دنیا و
اُلفت صرف اس قدر تھی کہ جسے ہو اُن کی ذات سے کچھ فائدہ ہو رہے۔ ہر شخص پر اُنکی
نظر عنایت مبذول تھی جس کا خیال آتا اُس کا گھر دولت سے پاٹ دیتے تھے۔ آپ کو
اپنے سومنت اور چیتر رتھ سارتھیوں کا بھی بہت خیال تھا۔ اُن کو اتنا کچھ دیا کہ
اُن سے اُٹھاتے رکھتے نہ بنتا تھا۔ سری رامچندر جی کا حکم تھا کہ جو عالم فاضل ہوں
اُن کو ہاتھی گھوڑے بیل گئو دینے میں ذرا بھی میں میکھ نہ ہو۔ جو اَن پڑھ ہوں فقط
پیٹ کے لئے بانا بنائے ہوں اُن کی بھی سوال خالی نہ جائے۔ سری رامچندر جی
کے عالم جوش سخاوت سے شاذ ہی کوئی محروم رہا ہو۔ کسی نے زیورات مرصع
و سازو براق سے آراستہ گھوڑے اونٹ ہاتھی پائے کسی نے جواہرات و
ملباس۔ لاکھوں گائیں بٹ گئیں۔ ہزاروں من جواہرات لٹ گئے۔ جس کو
گایوں کا دان ملا اُس کے گھر میں گئوشالا قائم ہو گیا۔ جب زر و زیورات نقدہ جواہر
سے چھٹی مل گئی تب بھنڈاری کو حکم ہوا کہ لاؤ کون کون جنس ڈھیر ہے بھنڈاری
نے تمام ذخیرہ جمع کردیا۔ اور چار طرف سے لوٹ ہونے لگی۔ تمام شہر نے آوازہ
سُنا کہ سری رامچندر جی کا لنگر لٹ رہا ہے۔ جو جس نے مانگا وہ پایا۔ مانگے بغیر
بھی وہ کچھ ملا کہ شمار و حساب نہیں ؎

اجودھیا میں ایک ترجٹ نامی رشی تپسیا میں جوں گھلاتے گھلاتے سینک ہو گئے تھے بالوں کا سر پر نام و نشان نہ رہا تھا۔ کھانے کی یہ کیفیت کہ کدال سے جو کھودنا وہی کھاتا جو زمین کھودتے کچھ نہ ملے تو پیٹ میں تو اجتنے رہتا۔ رشی جی تو مرنے کے کنارے تھے مگر اُن کی استری جوان تھی اور لڑکے بالے بھی کم عمر۔ رشی کو نفس کشی سے بھوک پیاس کہاں خرابی لڑکے بالوں کی تھی۔ اُن کو ہر روز پیٹ کی آگ سے جلنا پڑتا تھا۔ اسی لئے اس موقع پر رشی کی استری بولی کہ

مہاراج! معاف کیجئیگا اس وقت گستاخی کو جی چاہتا ہے آپ خوب واقف ہیں کہ عورت کا اشٹ دیو خاوند ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ بھی میرے پرمیشور ہیں میری درخواست ہے کہ آپ کدال و دال جھوٹ نکئے جو ٹھے بھاڑ میں۔ اس سے لڑکے بالوں کا پیٹ نہیں بھرتا کدال کو لیکر کوئی کیا کیا ہے۔ اگر بالوں بچوں کی زندگی منظور ہے تو اُٹھئے ذرا تکلیف کیجئے چار قدم چلنے سے آپ کو وہ کچھ مل جائیگا کہ عمر بھر کسی چیز کی فکر نہ ہو گی سری رامچندر جی خزانہ لٹا رہے ہیں اگر یہ موقع چوکا تو بس لڑکے بالوں کا کہیں ٹھکانا نہیں ◆

ترجٹ رشی کے کانوں میں بڑی مشکل سے جوں رینگی۔ سو دفعہ کے بعد سمجھ میں جو بات لگی تو انہوں نے کہا خیر جو ایشور کی اچھیا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا تھا۔ آج قسمت کا لکھا بدھا یہ بھی سہی۔ انہوں نے اپنی استری کی پھٹی پرانی ساڑھی لپیٹ لی اور ایک سونٹے کے سہارے چل کھڑے ہوئے۔ جسم سوکھی ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا بدن اگنی پر ڈالنے کے قابل مگر چہرے کے تیج سے سورج کی بھی آنکھیں جھپکتی تھیں ہری چال بھی چلتے تھے تو جوگ بل پھیر چھانٹ دیتا۔ جہاں ہوا کا گزر نہ تھا پیک خیال کو راستہ نہ ملتا تھا وہاں سے یہ بے تکلف گزر گئے۔ لوگوں نے چہرے کے جلال سے کانپ کر جگہ دے دی۔ رشی جی در دولت پر پہنچے تب بھی قدم آگے ہی پڑتا گیا سینکڑوں دربان ڈیوڑھیوں پر مقرر تھے ہر جگہ روک ٹوک تھی لیکن ان کے رعب سے اپنے منصب پر گویا اُٹھا ہی دئے۔ چوکیداروں نے سر عقیدت جھکایا اور دستہ بستہ درخواست کی کہ شوق سے سری رامچندر جی کو درشن دیجئے۔ رشی جی کو پانچ ڈیوڑھیاں لانگھنا پڑیں اور سونٹا ٹیکتے ہوئے سری رامچندر جی کے سامنے پہنچے اور جاتے ہی کہا:۔

رگھوبنس کبھوشن مجھے تو کچھ ضرورت نہیں مگر کمبختی کی مار لڑکے بالوں کی فکر نے

آپ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت دی۔ بال بچے فاقوں نہ مرتے ہوتے تو یہ پھونک مارنے
سے اُڑ جانے والا جسم آپ کے سامنے نہ ہوتا +

راجچندر جی حد درجہ کی لاغری دیکھ کر سخت متحیر ہوئے۔ اُنہیں حیرت ہوئی کہ
ایسا دُبلا پتلا برہمن اتنی بھیڑ چھاڑ کر کیونکر یہاں آپہنچا۔ اُنہیں اُس وقت ذرا
چہل سوجھی اور بولے :-

برہم اوتار مال و دولت سے تو میں ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ اب جھنجھی پاس نہیں ذرا
پیشتر آپ آتے تو میں زر و جواہر سے گھر بھر دیتا۔ اب صرف یہ گائیں رہ گئی ہیں ان میں
سے جو آپ کی تقدیر میں ہو شوق سے لے جائیے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ سونٹا گھما کر
پھینکیں جتنی دور تک سونٹا گرے اتنی دور تک گائیں آپ کی +

ترجٹ رشی۔ آپ کا فرمانا درست مگر ان سینک ایسے ہاتھوں میں اتنی جان کہاں
کہ سونٹا پھینک سکیں۔ لیکن آپ کی جو مرضی۔ یہ کہکر ذرا دیر تک رشی جی خاموش رہے
پھر بڑی مشکل سے کمر کسنا شروع کی اس میں بھی ذرا دیر ہوئی۔ اور رشی کی یہ قطع
وضع دیکھکر راجچندر جی کو بے ساختہ ہنسی آگئی دل میں کہنے لگے کہ واہ بال
ایسے ہاتھ پاؤں اور پھر یہ دم داعیہ +

سری راجچندر جی کو خیال تھا کہ غریب رشی کو سونٹا اُٹھانا ہی دوبھر ہے
پھینکیگا کیا خاک۔ اتنے ہی میں ترجٹ رشی نے کمر کس کسنا کر سونٹا گھما کر پھینکا
تو سب کی عقل دنگ ہوش غائب۔ سونٹا اُڑا تو سرجو کے اُس پار جا گرا تمام گائے
بیل ادھر کے ادھر ہی رہے +

یہ رنگت دیکھکر سری راجچندر جی رشی کے فضل و کمال سے متعجب ہوئے اور سخت
شرمندگی کے ساتھ قدموں پر گر کر معافی مانگی بولے مہاراج گستاخی درگزر کیجیئے آپ
بزرگ ہیں۔ مہاتما ہیں۔ چھوٹوں سے خطا ہو ہی جاتی ہے۔ اگر نادان نہ ہوں تو چھوٹے
کیونکر کہلائیں۔ آپ کو دیکھکر میرا ہنسنا واقعی خلاف مزاج ہوا ہوگا۔ مگر آپ نے میری
آنکھیں کھول دیں اس کا شکریہ کہاں تک ادا کروں میرے خیال میں تھا کہ جب
آپ کو ہاتھ پاؤں ہلانا دوبھر ہیں تو سونٹا پھینکنا معلوم۔ اسی سے میں نے آپ سے دل
لگی کی اب میری دست بستہ درخواست ہے کہ آپ میرے بچپن پر نظر کریں۔ بچوں کی

غلطیوں کو بزرگ دل میں نہیں رکھتے۔ میں اس وقت بن باس کے لئے تیار ہوں
ذرا ہوش وحواس میں بھی پراگندگی ہے۔ پس مجھے آپ سے معافی مانگے بغیر چارہ نہیں
میں نے یہ بھی مذاقاً کہا تھا کہ گایوں کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا۔ اس کو بھی آپ
نظرانداز فرما دیں۔ اور جو کچھ خدمت میرے لائق ہو اُس سے آگاہ نہ فرمائینگے تو
میں سمجھونگا کہ آپکے دل میں میری طرف سے غبار ہے۔ اور قبول گذارش سے انکار۔
کیا میری جان کیا میرا مال جو کچھ ہے برہمنوں ہی کے واسطے ہے۔ پس آپ کچھ اور ارشاد
فرماویں کہ میں تعمیل کرکے افتخار ابدی حاصل کروں ؞

ترجبٹ رشی۔ آپ کا کچھ قصور نہیں کوئی خطا ہو تو اُس کی معافی یا تلافی ہو سکے میں
نے ہاتھ پھیلایا آپ نے دان دیا۔ ہوس کی بھی کچھ انتہا ہوتی ہے۔ اب اور اس سے
زیادہ مانگ کر کیا کروں۔ جو کچھ ملا وہ اتنا زیادہ ہے کہ میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا
اب میں جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ

آپ کے اقبال کی ترقی ہو۔ ناموری ہزار گنی بڑھے۔ برہمنوں کی خدمتگزاری
سے آپ کو ثواب دارین حاصل ہو۔ بن باس نہ کھلے۔ ہر آفت ٹلے۔ بزرگوں کی
اطاعتگزاری پھلے ؞

یہ اشیرباد دے کر ترجبٹ نے گھر کی راہ لی۔ سری رامچندر جی نے ملازموں
کو ہدایت کی کہ تمام گائیں آشرم میں پہنچا دیں۔ مگر ترجبٹ رشی چلے تو گائیں بانٹتے
ہوئے۔ جو برہمن سامنے آیا اُسے ایک گائے دے دی گھر پہنچتے پہنچتے اِتی گنی
گائیں رہ گئیں ؞

سرگ ۳۲

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کو روانگی۔ اہل اجودھیا کے خیالات

سری رامچندر جی نے ساری دولت لٹا دی۔ برہمن زر و جواہر نقد و جنس

سے مالامال ہو گئے۔ مال و دولت سے ہاتھ جھاڑ کر آپ نے راجہ دسرتھ کی قدمبوسی کا عزم کیا اور سری جانکی جی نے پھولوں سے شستروں کی پرستش کی جو ہیں سری رامچندر جی ایوان دولت نشان سے تشریف لے چلے اہل شہر کا میلہ لگ گیا جس نے سنا دوڑا ہوا آ پہنچا۔ گزرگاہ میں کوٹھوں پر صورتیں ہی صورتیں نظر آتی تھیں اس وقت ذات مقدس پا پیادہ تھی۔ نہ کوئی سواری ساتھ نہ ملازمان بارگاہ۔ ہر طرف متعجب نگاہیں چہرہ انوار کی بلائیں لیتی تھیں ہر زبان پر یہی الفاظ تھے کہ

آہ! جن رامچندر جی کے زیر قدم چاند سورج آنکھیں بچھائیں اندر کا ایراپت ناک در کو ہاتھے سے لگائے۔ سورج بھگوان کا رتھ نگاہ میں چلے۔ دیوتا گندھرب پلکوں سے گرد راہ صاف کریں۔ جن کی جیرنگی سینا کے سامنے ستارے کچھ شمار میں نہیں افسوس وہ آج فرش خاک پر پیدل جا رہے ہیں۔ جن رامچندر جی کے غلاموں کے لئے دنیا جہان کی ساری نعمتیں ڈھیر رہتی ہیں۔ آہ وہی رضائے والدین کو مقدم سمجھ کر جنگل کے کند مول پھل پر گزارہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں خیر سری رامچندر جی تو دریں ہستی کا نہیں کیا خیال۔ مگر ہائے نازک اندام جانکی جی سے جنگلوں پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں میں کیسے قدم رکھا جائیگا۔ یا تو سیتا جی آتش رخسار کی گرمی سے پریشان ہو جاتی تھیں یا اب وہی جلتی دھوپ میں جنگلوں جنگلوں کی ٹھوکریں کھائینگی جن کو کسی کی آہ سرد سننے کی برداشت نہ تھی۔ اُف اب وہی کڑاکے کے جاڑوں میں پالے برف کی سختیاں سہنے کو جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ دسرتھ اپنے حواس میں نہیں کسی بھوت پشاچ نے عقل مار دی ورنہ ایسے لائق و فائق بیٹے کو کیکئی سے جدا کر کے عقل سلیم کبھی گوارا نہ کرتی اچھے لوگ نالائق بیٹے کو بھی گھر سے نہیں نکالتے۔ رامچندر ایسے سعادتمند دھرم وان با اخلاق با مروت۔ ہر دلعزیز نفس کش غرضیکہ ہمہ صفت موصوف فرزند کے ساتھ یہ بدسلوکی ہم لوگوں سے یہ ادھرم نہیں دیکھا جاتا۔ رامچندر جی کو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ تکلیف۔ کیونکر دل گوارا کرے۔ سری رامچندر جی انسان نہیں دسرتھ کے فرزند نہیں۔ ساکشات ایشور اور جگت کے پتا ہیں۔ جب جگت کے پتا کو تکلیف ہوئی تو بس ہم لوگوں کو آرام کہاں راجہ دسرتھ اس وقت گویا درخت کی جڑ کاٹ رہے ہیں جڑ کٹی اور پھول پتی سب خشک۔ پھر ہم سب کو زندگی کی آس کیا۔ بس مناسب

یہی ہے کہ ہم سب بھی وہیں جائیں جہاں بھگوان رامچندر تشریف لئے جاتے ہیں۔ اب گھربار کی اُلفت فضول۔ سب باغ و مکان واسباب۔ دولت و جنس بیکار۔ جہاں رامچندر نہیں وہاں آبادی کا کیا کام۔ ایک سرے سے پھاوڑا اپجا دینا چاہئے۔ اجودھیا کا نام ہی باقی رکھنا کیا ضرور۔ گایوں کو یہاں چھوڑیں اُن کی پرورش لازمی ہے بس اُن کے لئے جنگل میں دانے چارے کا گھاٹا نہیں یہ وہاں مزے سے رہینگی۔ روپیہ پیسہ بھی ساتھ لیتے جائیں۔ یہاں کیوں چھوڑیں تب کی سند جب اکیلی کیکئی رہ جائے پھر معلوم ہو کہ بن باس دینے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ بات تب ہے کہ ہم سب جنگل کو اجودھیا بنائیں۔ اور اجودھیا جنگل بن جائے۔ ادھر ہم سب جنگل میں گئے۔ ادھر سے جانوران صحرائی کی بھگدڑ ہوئی۔ درندوں چرندوں کے لئے جنگل کے سوا اور ٹھکانا ہی کہاں بس سونی اور سنسان اجودھیا اُن کے لئے خالی پڑی ہوگی۔ وہ یہیں رہینگے۔ اور تب راجہ دسرتھ کو ہوش ہوگا کہ بھیجا تھا رامچندر جی کو جنگل میں اور یہاں خود اُن کے لئے بن باس ہوگیا۔ کیکئی کو لینے کے دینے نہ پڑیں تب بات۔ گوشت خور جانوروں کی جب یہاں بستی ہوئی تب ایک مزہ اور ہوگا۔ اُن کی بھوک گوشت گوشت پکاریگی۔ یہاں گوشت کا نام کہاں بس نتیجہ یہ ہوگا کہ کیکئی کی بوٹیاں پیٹ کی آگ میں بھنینگی۔ ہڈیاں شیر بھیڑئے چبائینگے ✤

جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہر زبان سے ایک نہ ایک نئی بات سنائی دیتی تھی۔ سری رامچندر جی چہل قدمی کرتے اور یہ سب باتیں سنتے ہوئے راجہ دسرتھ کی آرامگاہ پر پہنچے دیکھا کہ سومنت وزیر بہت اُداس کھڑا ہے جونہیں سری رامچندر جی کی صورت دیکھی اُس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ کیا بن کی تیاریاں ہوگئیں۔ آہ! یہ مصیبت کا سامنا۔ آپ تو خیر تشریف لئے جاتے ہیں میرے واسطے کیا ارشاد ہوتا ہے ہم لوگوں کی زندگی کس طرح ہوگی۔ کچھ سبیل ✤

سرگ ۳۴

سری رامچندر جی کی راجہ دسرتھ کی خدمت میں

رونق افروزی - درخواست رخصت - راجہ دسرتھ کی ممانعت - رنج وغم - رانیوں کی بیقراری وگریہ وزاری - رامچندرجی کا استقلال عزم مصمم

سومنت سری رامچندرجی کو لئے ہوئے راجہ دسرتھ کی خدمت میں باریاب ہوا اس وقت راجہ دسرتھ کی حالت کچھ عجیب تھی - لمبی لمبی سانسیں لیتے تھے سینہ ہاتھوں سے دبا تھا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکل رہے تھے - گہن میں جو سورج کی حالت ہوتی ہے - راکھ میں جو انگارے پر اور خشکی سے جو تالاب پر اداسی چھائی رہتی ہے - اُس کا نظارہ آنکھوں کے سامنے تھا سومنت نے پہنچکر عرض کی "مہاراج کی جے - دشمنوں کی چھیے" ÷

یہ آواز کان میں پڑتے ہی راجہ دسرتھ نے آنکھیں کھول دیں ہاتھ سے آنسو پونچھ کر دیکھنا چاہتے تھے کہ کون کون ہے اتنے ہی میں سومنت بولا:-

اَن داتا - سری رامچندرجی سب دھن دولت دان کر کے گھر بار چھوڑ بیٹھے اب ہاتھ جوڑ کر آپ سے رخصت ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں ÷

بالمیک جی اس موقع پر فرماتے ہیں کہ لوگوں نے راجہ دسرتھ کو بہت بُرا بھلا کہا ہر شخص یہی کہتا تھا کہ بڑے ادھرمی ہیں - مگر میرے خیال میں راجہ دسرتھ کا سادھرماتما ہونا مشکل ہے - ان میں بات چیت کرنے کا دم نہ تھا نہ زبان ہلا سکتے نہ ہلتی تھی بڑی جرأت کر کے بولے کہ:-

سومنت! اچھا سری رامچندرجی کو ٹھہراؤ - میں ابھی اُن کو نہ دیکھونگا پہلے میری سب رانیوں کو یہاں لے آؤ ÷

سومنت اُسی وقت دوڑا گیا - مہاراج کا حکم سنایا تین سو پچاس رانیوں میں صرف کیکئی تو کوپ بھون سے نہ ہلی باقی اور سب اُٹھ دوڑیں - کوشلیا جی کو ضعف سے اُٹھنے کی طاقت نہ تھی اور رانیوں نے اُن کو سنبھالا اور ہاتھ تھامے ہوئے راجہ دسرتھ کے پاس لائیں ÷

جس وقت راجہ دسرتھ کو رانیوں کی آمد معلوم ہوئی سومنت سے ارشاد ہوا کہ سری رامچندر جی کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ کہاں ہیں +

سومنت۔ مہاراج کے سامنے ہی ہیں۔ جانکی جی اور لکشمن جی کو بھی قدم چھونے کی ہوس کھینچ لائی ہے۔ راجہ دسرتھ نے فوراً ہی آنکھیں کھول دیں دیکھا سری رامچندر جی ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے موجود ہیں۔ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر گلے لگانا چاہتے تھے کہ پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی +

رامچندر جی نے جھپٹ کر اُٹھا لیا۔ سب رانیاں بھی دوڑ پڑیں اور ایک کہرام مچ گیا۔ ہائے رام ہائے رام کہکر سر پیٹنا شروع کر دیا آواز ماتم نے در و دیوار پر سکوت چھا دیا۔ تھوڑی دیر میں راجہ دسرتھ کی بیہوشی دور ہوئی پھر اُٹھ بیٹھے اور اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو چھاتی سے لگا لیا۔ رامچندر جی قدموں پر گر پڑے اور درخواست کی کہ

اب اجازت ہو۔ صحرا نوردی کا اشتیاق قدم اُٹھا رہا ہے۔ لکشمن جی کو بھی شوق رفاقت ٹھیرنے نہیں دیتا وہ بھی ہمراہی کے لئے تیار ہیں +

لکشمن جی۔ سری جانکی جی بھی قدموں کے درشنوں کو تشریف فرما ہیں اُن کو بھی اشیرباد دیجئے کہ بن میں سکھ سے رہیں +

سری رامچندر جی۔ قالب عنصری کے بانی میں اپنی ذات کا مختار تھا میں نے صحرا نوردی کا بیڑا اُٹھایا۔ لکشمن جی وغیرہ زبردستی ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ میں نے لاکھ سمجھایا مگر یہ ایک نہیں سنتے۔ خیر ان کی مرضی۔ اب میں رخصت مانگتا ہوں ہنسی خوشی اجازت دے دیجئے +

راجہ دسرتھ۔ ہائے تم بن جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آہ! بیرحم کیکئی نے مجھے جیتے جی مرڈالا۔ میرے ذرا سے بچوں کے ساتھ یہ بیدردی۔ پیارے رامچندر میں کیسے اجازت دوں۔ تعجب ہے کہ تم بھی کیکئی کے کہنے میں آ گئے۔ تم اُسے نکلنے دو وہ تمہارا کر ہی کیا سکتی ہے۔ بچن اور بیراں ڈالو چولھے بھاڑ میں مجھے قید میں جھونکو اور تم مزے سے راج کرو۔ کوئی تمہاری طرف آنکھ اُٹھائے تو میرا ذمہ +

سری رامچندر جی۔ ایسے ایسے ہزار راج آپ کے قدموں سے بیندھے ہیں۔

مجھے تخت وتاج سے کیا کام - چودہ برس کچھ پہاڑ نہیں جو کاٹے نہ کٹینگے - ادھر
یہ دن گزرے ادھر راج موجود - ذراسی بات کے لئے میں کیوں آپکے پرن اور کیکئی
ماتا کے بچن کو نباہ نہ دوں - دھرم کے مقابلے میں راج پاٹ چیز ہی کیا ہے +

راجہ دسرتھ اور سری رامچندر جی کی تقریر کیکئی کے ہوش اُڑا رہی تھی - وہ
سوچتی تھیں کہ کہیں راجہ دسرتھ ہٹ نہ کر بیٹھیں اور سری رامچندر جی بھی بن جانے
سے کچیا نہ جائیں اس لئے بیتاب ہو کر بولی

یہ محبت نہیں دشمنی ہے کہاں تو رامچندر ٹھیک ساعت پر رخصت مانگنے
آئے ہیں کہاں آپ بدشگونیاں کرتے ہیں - عازم سفر کو روکنا اُس کی منزل کھوٹی
کرنا ہے - اس لئے بس اور باتیں جانے دیجئے - رامچندر جی سے کہئے اچھا
رخصت جہاں رہو خوش رہو +

راجہ دسرتھ - پیارے ہائے میں کیا کروں کچھ زور کچھ قابو نہیں تم دھرم سے پھرنا
نہیں چاہتے کیکئی ادھرم پر تلی ہوئی ہے بس بتاؤ کہ میرا اختیار کیا ہے جیسا مناسب
سمجھو کرو - میرا منہ تو دھرم اور ادھرم دونو نے کیل دیا - مگر تم سعادتمند ہو - اس
سے بھلا اتنا تو کہنا مانو آج رات بھر اور ٹھہر جاؤ - ذرا سوچ لو کہ کل سے گھڑی بھی
میں بسر ہوئی نہ کچھ بات چیت نہ کچھ گفت و شنید - رات بھر میں کچھ نہ ہو جائیگا سویرے
چلے جانا میرے لخت جگر تمہاری ہمت پر آفرین - سعادتمندی کو شاباش - راج پاٹ
اور لاج لوک چھوڑ کر بن کے لئے تیار ہو جانا کسی اور کا کام نہیں - میں اپنے
دھرم ایمان کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ مجھے تمہاری تاج پوشی کے سوا
اور کچھ غرض نہ تھی - مگر افسوس کیکئی نے جعل فریب میں پھانس لیا - جہاں رنج
سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے وہاں میں تقدیر پر اتراتا ہوں کہ ایشور نے
مجھے ایسا سعادتمند بیٹا دیا - جس کو دھرم کے سوا اور کسی بات سے کام ہی نہیں
اب میری یہی خواہش ہے کہ ایک رات اور ٹھہر جاؤ میں ذرا جی بھر کے دیکھ تو لوں

سری رامچندر جی - آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر اب زیادہ جوش محبت فضول ہے
جبتک میں یہاں رہونگا آپ کو اور بھی غم ہوگا - اس لئے زیادہ اصرار نہ فرمائیے +

لکشمن جی - بھائی صاحب - اگر مضائقہ نہ سمجھئے تو پتاجی کا کہنا مان جائیے جب

آپ کو پتا جی کے قول کا نباہ منظور ہے تو اس بات کو بھی قبول کیجئے۔ ایک بات
ماننا۔ ایک بات نہ ماننا یہ کس اصول میں داخل ہے +
رامچندر۔ تمہارا کہنا درست۔ مگر دیکھو تو کہ میں رات بھر تک رہ گیا تو ماتا کیکئی کی بات
کہاں رہی۔ ان کا حکم ہو چکا ہے کہ اسی وقت بن کی راہ لو۔ توقف فضول +
یہ فرما کر اُنہوں نے راجہ دسرتھ سے دست بستہ گذارش کی کہ توقف میں کچھ فائدہ
نہیں مجھے آپ کے بردان کا خیال ہے۔ اگر یونہیں لیت و لعل میں دیر ہوتی گئی تو آپ کا
قول فضول جائیگا۔ اور میرا بات کا بھی اعتبار نہ رہیگا۔ اس لئے میری خواہش یہی
ہے کہ آپ فکر چھوڑ دیں وشواس سے کچھ حاصل نہیں آپ کو سمندر سے تشبیہ دیجاتی
ہے سمندر نہ کبھی گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ اسی طرح آپ کو بھی نہ دکھ کا رنج نہ سکھ کی
خوشی۔ میں اپنے ضمیر صادق سے کہتا ہوں کہ آپ کی فرمانبرداری و اطاعتگذاری کے
مقابلے میں راج کیا سورگ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے جھوٹے
کو نرک کے سوا اور کہیں جگہ نہیں بس میں چاہتا ہوں کہ کوئی بات جیبھ سے نکل جائے
پٹ نہ پڑے۔ میں تہیہ کر چکا کہ بس اب رخصت۔ اگر آپ کو زبردستی نرک میں ڈھکیلنا
ہے تو رات بھر روک کر میری عاقبت خراب کر لیجئے۔ آپ کی مرضی آپ کی خاطر سے نرک
بھی قبول لیکن ماتا کیکئی کے حکم کی تعمیل میں دیر ہونا کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا میں
دھرم کی راہ میں قدم رکھتا ہوں تو آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کریں مجھے جنگل میں ذرا بھی
تکلیف نہ ہوگی میری سب ماتائیں رو رو کر آنکھیں سجا رہی ہیں۔ مجھ سے دیکھا
نہیں جاتا جب تک میں آنکھوں سے اوٹ نہ ہونگا تب تک یہ بلک بلک کر جان
کھوتی رہینگی۔ آپ ذرا طبیعت سنبھالیں سب ماتاؤں کو سمجھائیں تسلی دیں اور بھرت جی
کو راج سنگھاسن پر بٹھا کر مجھے آزادی عطا فرمائیں کہ میں اعزاز فرمانبرداری و شرف اطاعتگذاری
حاصل کروں اگر مجھے مہا پرلے تک کے لئے بھی راج ملتا ہو تو میں اس وقت دم بھر نہیں
ٹھیر سکتا کسی کا دم بھی نکل جائے تو اب یہاں نہ ٹھیروں بس اب آپ جوش محبت سے
دل اچاٹ کر کہہ دیجئے کہ اچھا جاؤ۔ اگر آپ اجازت نہ دینگے تو مجھے افسوس ہوگا کہ آپ
اپنے کو نرک کا مستحق کرتے ہیں میرا مقصود نہیں +
سری رامچندر جی کا لفظ لفظ پُر جوش تھا۔ ان کو جس قدر دیر ہوتی تھی اُسی

قدر طبع نازک کو دکھ ہوتا تھا۔ راجہ دسرتھ سمجھ گئے کہ بیل بے منڈھے چڑھنے والی نہیں
راجیندر اب اپنی بات سے نہ ہٹینگے جو کہدیا وہ کرینگے۔ خواہ دنیا ادھر کی اُدھر کیوں نہ
ہو جائے۔ اُنہوں نے جھپٹ کر اُن کو سینے سے لگالیا اور پھر بیہوش ہو گئے کیکئی
کا دل تو پتھر ہو رہا تھا۔ اس پر ان غمناک حالتوں کا اثر کہاں ہاں تمام رانیاں
ہائے ہائے کرکے سر دھنتی اور منہ پیٹتی تھیں۔ سومنت کی آنکھوں آنسوؤں کا دریا
بہہ رہا تھا۔ سارے رنواس کی آواز ماتم نے ہائے رام ہائے مہاراجہ دسرتھ کا وہ شور
بلند کیا کہ سننے والوں کی چھاتی پھٹتی تھی۔ کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑے جاتے تھے
سومنت کو اس قدر بیتابی ہوئی کہ آخر غش کھا کر زمین پر گر پڑا ۔

سرگ ۳۷
سومنت وزیر کی رانی کیکئی
سے عالم غضب میں تقریر

تھوڑی دیر تک کہرام سے طبیعتیں پریشان رہیں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ اب
سومنت کو بھی ہوش آیا تو غصے سے آنکھیں لال ہو گئیں جوش غضب میں ہونٹ چبانے
لگا اور صورت نہ جانے کیا سے کیا ہو گئی وہ تڑپ کر بولا:۔
او کیکئی! تو رانی ہے یا کوئی ڈائن ہائے تجھے نہ خاوند کا ترس نہ بچوں پر رحم تو نے
خاندان بھر کے لئے موت کا جامہ پہن لیا۔ ارے رانی دنیا بھر کے ادھرم کیا تیرے ہی
حصے میں آگئے ہیں پاپ کی تصویر تجھ سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ ہائے ادھرم کا زہر جو چپکا
کہ ہمارے مہاراج کی جان لئے لیتی ہے۔ ایسے دھرماتما خاوند کے ساتھ یہ دشمنی۔
جس سے سارا سہاگ راج پاٹ ہے تو اُس کی جان لینے پر اُدھار کھائے بیٹھی ہے
تو ہم غریبوں کی کیا گنتی۔ ہم لوگ تو تیری نظر میں مکھی مچھر کے برابر بھی نہ ہوئے۔ ہائے ایک
سرے سے دنیا اُلٹ پلٹ کر دی۔ کس نے تجھے سکھا دیا۔ ذرا بھی دل میں نرمی نہیں دھرم
شاستر کبھی تو نے طاق پر رکھ دیا۔ پرسب بیٹے کو راج دے جائیگا ہر جگہ حکم ہے تو شاستر کبھی

سیاہی ڈال دیتی ہے۔ مہاراج کو ہوس تھی کہ آنکھوں سے رامچندر کا راج بلاس
دیکھ کے زندگی سپھل کریں تو نے ایک سرے سے طبقہ ہی اُلٹ دیا۔ کیا تو یقین کرتی
ہے کہ تو راج بلاس کا آنند لوٹ سکیگی۔ کبھی نہیں کہے دیتا ہوں کہ بھرت جی کبھی راج
سنگھاسن کی طرف آنکھ بھی نہ اُٹھائینگے۔ اگر اُن کی آنکھوں کا پانی بھی مر گیا ہوگا تو
یہ بتاؤ کہ وہ راج کہاں کرینگے اجودھیا تو آج اُجاڑ ہوتی جاتی ہے۔ ہم سب لوگ
بھی بھاری پتھر چوم کر چھوڑے دیتے ہیں۔ یہاں ایک کانی چڑیا تک تو دکھائی نہ
دیگی۔ اگر تو ہی اکیلی نہ پڑی رہے تب بات۔ ہائے جس وقت رامچندر جی کے لئے
بن باس کی ٹھانی تھی اُس وقت تو زمین میں کیوں نہ سما گئی۔ بڑے بڑے فقیر مہاتماؤں
کو بددعا کا اثر خاک سیاہ کر دیتا ہے تجھے ساری خلقت پانی پی پی کر کوس رہی ہے
اور تجھ پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوتا نہ جانے کتنی رسی دراز ہے۔ بیغیرتی کا بھلا۔ رانی
کیکئی! آنولے کا درخت کاٹ کر کڑوے نیب کا درخت لگا۔ کس عقلمند نے کہا ہے
نیب کا درخت لگانے کو تو لگا لے مگر امرت اور شہد سے بھی سینچیگی تو کڑواہٹ بدستور
رہیگی۔ مٹھاس کا ذرا بھی نام و نشان نہ ہوگا۔ یاد رکھ۔ ہائے جو راجہ دسرتھ تجھے ہمیشہ
جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اُنہیں کے ساتھ یہ سلوک نیکی کا بدلہ بدی۔ میں
شروع ہی سے جانتا تھا کہ تو ادھرمی ہے۔ تجھ ایسی دُشٹ عورت دنیا کے پردے
پر نہیں۔ تجھی پر کیا منحصر ہے تیری ماں بھی تجھ سے دو ہاتھ بڑھی ہوئی تھی تجھے نہ
معلوم ہو تو سُن یہاں کس کا حال معلوم نہیں ؎

اُف اللہ تیری ماتا کیا کچھ کم تھی۔ راجہ کیکے نے کسی رشی کی خدمتگاری سے
جانوروں کی آواز پہچاننا سیکھی تھی۔ تیری ماتا نے اسی کے سبب ایک روز غریب کی
جان لے ڈالی۔ راجہ کیکے کے محل میں تھا کوئی جانور بولنے لگا تو راجہ کو ہنسی آگئی رشی کا
حکم تھا کہ جو سُنا خبردار کسی سے نہ کہنا تیری ماتا گلے پڑ گئی کہ بتاؤ کیوں ہنسے راجہ
نے بہت ٹالا مگر وہ کب ماننے والی تھی ایک نہ سُنی ہٹ پر جمی رہی مرنے کی
دھمکی دی طرح طرح سے ہٹ پن سکئے۔ راجہ رانی کی بہت خاطر کرتا تھا اُس کو
لشکتی منظور نہ تھی اور رانی کو بات پوچھنے کی ہٹ تھی مجبوراً راجہ نے کہا
مجھے بتانے میں عذر نہیں مگر رشی کا فرمان ہے کہ اگر جانوروں کی بولی سُن کر کبھی

پر راز فاش کیا تو زندگی کی خیر نہیں۔ اسی وقت طائر روح پرواز کر جائیگا۔ اسی لئے مجھے لیت و لعل ہے۔ اگر تمہیں میری زندگی منظور نہیں تو خیر تمہاری خاطر سہی مگر جان بخش دیتیں تو سب سے اچھا تھا۔ بات بھی وہ نہیں جس کے سُننے بغیر تمہارا کچھ نقصان ہو۔ جانوروں سے تمہیں واسطہ ❊

رانی۔ ایسے فقرے کسی اور کے سامنے گھڑئیے۔ یہاں ایسی باتیں بنانے والے بہت دیکھے ہوئے ہیں۔ مردانہ ٹھیرا کھیل تماشا ٹھیرا۔ بات بات پر موت آنے لگی تو بس ہو چکا۔ بات بتانی ہے تو بتائیے نہیں تو ابھی جان دیدوں ❊

اُف! او ہ رے تیری ماتا کا دل گردہ راجہ کی زندگی کا مطلق خیال نہ کیا اور سر ہی رہی کہ بتاؤ۔ راجہ کیکیے کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی۔ حیران کہ کیا کروں۔ آخر کہا اچھا پیاری۔ رشی جی سے اجازت لے آنے دو۔ شاید وہ کہدیں کہ خیر۔ رانی کے کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ❊

رانی بڑی مشکلوں سے راضی ہوئی۔ راجہ کیکیے حیران پریشان رشی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا دکھڑا اُسنایا رونا روئے۔ گذارش کی کہ مہاراج آپ اگر کوئی اور بردان نہیں دیتے تو یا میری جاتی رہے یا رانی کی ❊

رشی جی کی بات اٹل تھی باکمالوں کا کہنا اُمٹ ہوتا ہے انہوں نے کہا چاہیے تم مرو یا تمہاری رانی۔ یہاں جو ایک دفعہ زبان سے نکل گیا بس وہی پتھر کی لکیر ہے ❊

راجہ کیکیے اپنا سا منہ لئے ہوئے وہاں سے واپس آئے تو رانی پیچھے پڑ گئی کہ بتاؤ۔ راجہ کیکیے کا ناک میں دم ہو گیا بالکل زچ ہو گئے مگر رانی کچھ نہ سُنتی تھی اپنی ہی ضد پر اڑی تھی۔ اب راجہ کو خیال ہُوا کہ جب رانی کو میری زندگی کی کچھ پرواہ نہیں تو پھر اس کی اُلفت و محبت ہی کیا۔ جب میں مرجاؤنگا تو رانی دری تو کیا زندہ رہا تو کیا۔ اس سے بس دھتا بتاؤ۔ ایسے کا ساتھ ہی کیا جس کو اپنے مطلب سے مطلب۔ اپنی غرض سے غرض دوسرے کی جان کا بھی خیال نہیں۔ بس اُسی وقت وہ جوش غضب سے اُٹھے اور گھر میں ہاتھ دے کر گھر سے نکال دیا۔ اب تو رانی جی کی آنکھیں کُھلیں۔ سارے چیستے دھرے رہ گئے۔ راج پاٹ سب غائب غلہ گھر گھر کے ٹکڑے سے تھے اور فاقہ کشی ❊

اوکیکئی ذرا منہ سے بول کیا تیری ماں کی یہ درگت نہیں ہوئی۔کیا کوئی مجھے جھوٹا ثابت کرسکتا ہے توجس ماں کی بیٹی ہے اُس کے قدم بہ قدم نہ رکھے تو اور کیا کرے۔مگر ہمارے مہاراج کیکے کی طرح نہیں ورنہ ابھی تو بھی گلی گلی بھیک مانگتی پھرتی اور ماں بیٹی کی جنم بھر کی بدھ اچھی طرح مل جاتی۔

سومنت کی یہ تقریر بچھو کے ڈنک سے زیادہ زہریلی تھی کالے ناگ کا زہر ہر لفظ میں بھرا تھا۔مگر کیکئی نے چپ دگائی تو کچھ اثر بھی نہ ہوا وہ ساری باتیں بیٹھی بیٹھی پی پی گئی۔سومنت نے سوچا کہ واہ اتنی کھوٹی سنائیں اور پھر بھی تاثیر ندارد۔اس لئے اس نے رنگ سخن بدلا اور قدموں کی طرف سر جھکا کر بولا آقاؤں سے مالکوں سے لڑتے بھی ہیں جھگڑتے بھی ہیں۔خیر خواہوں کی خاطر داشت راجوں رانیوں کے سوا کون کرسکتا ہے۔آپ دیوی روپ ہیں راج ہوا کنول ہرا ہو جائے۔دھرم بھی ہے ست بھی۔آپ تو سب پڑھی لکھی ہیں۔دیکھ لیجئے کہ سناتن دھرم کیا ہے؟ شاستر بڑے بیٹے ہی کے لئے راج تلک کی اجازت دیتا ہے۔آپ خلاف ورزی کریں گی تو سخت بدنامی ہوگی۔دُنیا ہمیشہ آپ پر حرف رکھیگی۔اس لئے میں تو یہ کہتا ہوں کہ دو لفظوں میں کلنک دھو لیجئے۔زبان سے کہہ دیجئے کہ رامچندر کا راج تلک منظور۔

مہارانی جی میں خالی خولی وزیر نہیں رشی بھی ہوں۔رشیوں کی بات ٹالنا دھرم کے خلاف ہے۔میں رشی ہو کر اتنا دان مانگتا ہوں۔تمہیں اب عذر نہ ہونا چاہئے۔راجہ دسرتھ کا اب بڑھاپا ہے بڑھاپے کو چل چلاؤ کا زمانہ کہتے ہیں پس میری تو رائے یہ ہے کہ مہاراج تپسیا کرکے زندگی سکارتھ کریں اور رام چندر کو آپ سینے سے لگا کر راج سنگھاسن بٹھاویں۔ذرا سی بات ہے۔اس کا طول دینا بیکار۔بات کی بات بنی رہے راج کا راج قائم رہے نہ مہاراج کو دکھ ہو نہ رام لکشمن جانکی کو بن باس۔اور سب سے زیادہ یہ کہ آپ بھی بدنامی سے بچ جائیں اور ایک عالم میں دھوم مچ جائے کہ مہارانی کیکئی نے بھرت کے لئے راج مانگ کر پھر تخت سلطنت سری رامچندر جی کے حوالے کیا۔انصاف اسے

کہتے ہیں اور سعادتمندی کی قدر دانی اسے ؛
سومنت نے لاکھ باتیں بنائیں - ہزار قلب پھیرنے والے فقرے سنائے
مگر کیکئی موم کی ناک تو تھی ہی نہیں کہ ادھر سے اُدھر مڑ جاتی - اُس نے بات
بات پر سر تو ہلایا مگر دل ذرا بھی پسیجا ہو کیا ممکن وہ مسکراتی رہی - چہرے پر نہ
کچھ شرمندگی کے آثار تھے نہ رنج و ندامت کے ؛

سرگ ۳۶

راجہ دسرتھ کی کیکئی سے ناراضگی کیکئی کی طعن تشنیع - ساتھیوں کی لبیدگی خاطر کیکئی پر لعن طعن کی بوچھار - سری رامچندر جی کا استقلال طبیعت

راجہ دسرتھ خاموش پڑے ہوئے ہائے ہائے کہکر کروٹیں بدل رہے تھے -
آنکھیں کالی گھٹا کی طرح آنسو برسا رہی تھیں - کیکئی کی سنگدلی دیکھ کر وہ
سومنت سے بولے کہ
ناحق منہ تھکاتے ہو بیفایدہ سر مغزن کرنے سے حاصل - یہ بے مروت یہ
بیوفا یہ شقی القلب ناگن ہے ناگن - ڈائن ہے ڈائن - مفت میں سر کھپاکے اندھے
کے آگے رو کر اپنی آنکھیں کھوتے اور بھینس کے آگے بین بجاتے ہو اس کا دل
کبھی نہ پسیجیگا - جگر فولاد ہے اب زیادہ میرا دل نہ دکھاؤ - اب تاب ضبط نہیں رامچندر
جی تکتے معلوم نہیں ہوتے جلد فوج کو ہمراہی کے لئے تیار کرو - ناچنے گانے والی نسوانیں
ناز و انداز سے گاتی ناچتی ساتھ چلیں - بیشوں کو حکم دو کہ تمام ضروریات ساتھ لئے ہوئے
قدموں میں رہیں - حفاظت کیلئے اچھے اچھے پہلوان بڑے بڑے سور بیر رفاقت میں رہیں گھوڑے
گاڑی رتھ چھکڑے سب تیار ہو جائیں راہبر ساتھ کئے جائیں جس میں بن کے بڑے بڑے
اونچے نیچے راستوں میں چلنے سے تکلیف نہ ہو - خزانے میں جتنی دولت ہے سب رامچندر جی
کے ہمراہیوں کو سونپ دی جائے جس میں کسی بات کی تکلیف نہ ہو - اہل اجودھیا کو بھی ہمراہی کا حکم سنادو

تب ہے کہ جہاں رامچندر قیام کریں۔ وہیں نئی اجودھیا موجود ہو جائے یہ سب ٹھاٹ باٹ مہیا ہونے سے رامچندر جی کو جب تپ میں بھی آسانی ہوگی ان کو صحرانوردی کا رنج بھی محسوس نہ ہوگا۔ برہمنوں کو دان دینے میں دل بہلا رہیگا ✣

اس گفتگو کے بعد اُن کے چہرے پر علامت غیظ و غضب نمودار ہوئی پیشانی پر بل پڑ گئے تیوریاں بدل گئیں اسی اضطراب طبیعت کی حالت میں فرمانے لگے کہ

رامچندر جی کو بن باس کیسا۔ بھرت جی راج ہی کے قابل نہیں تو راج گدی کیسی ✣

اس فقرے سے کیکئی کے حواس جاتے رہے اُس کی جان نکل گئی کہ یہ اُلٹا دھڑا کیسا۔ وہ گھبرائی کہ کہیں راجہ دسرتھ بھرت کو راج نہ دینے کی قسم کھا بیٹھیں کہ سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے اس وقت اس کا چہرہ بالکل اُتر گیا۔ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں آخر بڑے ضبط سے دل کڑا کر کے بولی کہ

آپ کل مال و دولت رامچندر کو دئے دیتے ہیں بھرت کے واسطے کیا رہ جائیگا بھرت کو راج دیدیا تو پھر کوڑی پیسے سے کسی کو کیا سروکار۔ بن باسیوں کو ساری دولت بھرت کو خالی خولی سلطنت میں کبھی گوارا نہ کرونگی کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ایسے جو کچھ ہے بھرت کا ہے اس کو کسی نے چھوا تو وہ دیندار ہے میں کوڑی کوڑی کا حساب لئے بغیر نہ چھوڑونگی

راجہ دسرتھ سخت مضطرب تھے۔ بیقراری سے ماہی بے آب کو مات کر دیا تھا۔ کیکئی کی اس بات سے تڑپ گئے بولے

ارے کیوں ستم پر ستم۔ جبر پر جبر ظلم پر ظلم۔ بدعت پر بدعت کرتی ہے کچھ تو ایشور سے ڈر۔ کچھ تو رحم کر۔ تو نے میری زبان پر مہر لگا رکھی ہے۔ جہاں ذرا بھی بولا حلق کی دربان ہو گئی۔ آنکھیں لال لال کر کے خون خشک کر دیا۔ ارے تیرا دل ایسا پتھر کا ہو گیا کہ ذرا بھی ترس نہیں۔ اُف! ایسا خون سفید۔ افسوس مجھ کو تو نے ... کی طرح گھما کر جوت لیا۔ بوجھ برداشت کے قابل نہیں۔ بساط سے باہر ہے کھینچے کھینچے کلیجہ نکلا پڑتا ہے اور تو وہ بے درد ہانکنے والی ہے کہ کوڑے پر کوڑا رسید کئے جاتی ہے ذرا بھی خبر نہیں کہ کسی کی جان پر کیا گزر رہی ہے۔ مرتا ہے یا جیتا مرے گا یا جیئیگا ✣

اے ظالم کیکئی۔ مرے کو ناحق مارتی ہے میں خود ہی ادھ مرا ہو رہا ہوں اُس پر

یہ زہر میں بجھے ہوئے فستروں کے کاری زخم ۔ مَیں نہیں جانتا کہ میری جان نکلنے کے آثار کیا ہیں ۔ تو اب میری جان کی گاہک کیوں ہو رہی ہے کہہ تو دیا کہ بھرت راج لیں رامچندر کو تخت و تاج سے کچھ کام نہیں اُن کا دھرم جنگلوں میں کانٹوں کے فرش پر بستر گل کا مزہ دیگا +

راجہ دسرتھ کے ہر لفظ میں دل پگھلانے والی تاثیر تھی مگر پتھر پگھلانے سے نہیں پگھلتا ۔ یہ سنگدلی دیکھکر راجہ دسرتھ سے ضبط نہ ہُوا اُن کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں اُنکا چہرہ لال انگارہ ہو گیا ۔ مگر کیکئی ہٹ کی پوری تھی ۔ اُس کے دل پر اُلٹا اثر ہُوا اس کی بھویں بھی چڑھی ہوئی کمان بن گئیں ۔ نظروں سے تیر و ترکش باندھے لئے جھنجھلا کر بولی :-

کر بیٹھے گھڑ رہے ہیں ۔ ایسے فقرے کسی اور سے چلئے ۔ یہاں ایسے کھٹ پٹیں کر نظر رحم ہو سکتے لگے تو بس ہو چکا ۔ سارے مردوے نخرے تلوں ہی سے چلیے چلایا کرتے ہیں بس آپ اپنی باتوں سے معاف رکھئے ۔ مَیں نخرے تلوں سے بہکنے والی نہیں کیوں صاحب کیا آپ راجہ سگر کی اولاد میں نہیں اگر اُن کے خون کا اثر ہے تو ذرا یاد کیجئے کہ اسمنجس اُن کا بڑا ہی بیٹا تھا کہ نہیں ۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو یہ بھی سوچئے کہ انہوں نے گھر سے کس کو نکال باہر کیا تھا ۔ کیا آپ بھول گئے کہ اسمنجس کے ساتھ اُن کا کیا سلوک ہُوا تھا انہوں نے بڑے بیٹے کے لئے ہائے دیا اُودھ دیا ذرا بھی نہ کی تھی اور آپ ہیں کہ صرف چودہ برس کی جدائی کے لئے زمین و آسمان سر پر اُٹھائے لیتے ہیں ۔ توبہ تلا دہائی تہائی کون بات باقی رہ گئی ۔ پس آپ یہ پاکھنڈ چھوڑیئے اور جس طرح راجہ سگر نے اپنے فرزند اکبر اسمنجس کو عمر بھر کے لئے جلاوطن کر دیا تھا ۔ اسی طرح آپ صرف چودہ برس کے لئے رامچندر کو بن میں روانہ کریں ۔ مَیں آہ ۔ اوہ ۔ ہائے واویلا ایک ماننے والی نہیں

کیکئی کے منہ سے جس وقت یہ الفاظ نکلے تمام موجودہ لوگ دھڑکانے لگے کہ تُف ہے کیکئی! زوف ہے کیکئی! کہاں اسمنجس جھوٹا شہدہ زمانے بھر کا بدمعاش کہاں رامچندر دھرم کی مورت ۔ ہمہ صفت موصوف ۔ سچ مچ دیوتا ۔ اور تو دونوں کو ایک ترازو میں تولتی ہے ۔ ایسی اوندھی عقل بھی کبھی دیکھنے میں نہ آئی +

کیکئی کے لئے گننے والوں نے کوئی بات نہ چھوڑی ۔ سدھیارتھ برہمن بہت سن رسیدہ و زمانہ دیدہ تھا اس کے بال چاندی کی تار تھے وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا :-

اری بیوقوف رانی تو رامچندر کے مقابلے میں اسمنجس کا نام لیتی ہے۔ تیری عقل کو کیا ہوگیا۔ اسمنجس کو جانتی بھی ہے کہ کون تھا۔ اُس کے برابر بدکردار کون ہوگا۔ جو دوستی کے پردے میں دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے جو وفا کی آڑ میں تیغ جفا گردن پر پھیرے وہ شریرنفس کسی کی جان کو نہ جان سمجھتا تھا لوگ اُس کے سامنے تڑپیں تو اُس کی روح حد سے زیادہ خوش ہو۔ عزیزوں دوستوں کو پہلے تو بڑے پیار سے سرجو کی سیر کو لے جاتا اور بیچ منجدھار میں پہنچیں تو بیچاروں کو وہیں گرداب اجل میں پھنساتا جب اس بدعت کی حد ہوگئی راجہ سگر شکایتیں سنتے سنتے تھک گئے تو آخر دل پھٹ گیا محبت کو استعفےٰ دینا پڑا اور اسمنجس سے کہہ دیا کہ بیٹا اب اپنا سبیتا کرو۔ اجودھیا کے راج میں تمہارے لئے جگہ نہیں اسمنجس نے حکم مانا اور راجہ سگر نے بے انتہا دولت دیکر اُسے آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ آنکھ پھوٹی پیر گئی۔ اسمنجس کو خوب دولت ملی وہ بھی چلا تو تمام اطراف عالم کا چکر لگا ڈالا۔ گھر لوٹنے کی صورت ہی نہ ہوئی۔ تو ایسے بداعمال شخص سے اُن رامچندر کو نظیر دیتی ہے جن میں کوئی شخص اتنا بھی عیب نہیں دکھا سکتا جتنا پورنماشی کے چاند میں ہوتا ہے وہ دوپہر کے آفتاب ہیں اُن پر کوئی خاک ڈالے کیا مجال۔ حرف رکھے کیا منہ تو بڑی ایماندار ہے تو کوئی بات بنا دے اگر ایک نقص بھی بتاویگی تو رامچندر کو بن بھیجے بغیر اَن جل نہ کرونگا مجھے جنئو کی سوگند ہے مگر جو کہنا سچ سچ کہنا جھوٹ کہیگی تو کرنی بھگتیگی۔ او کیکئی اُس شخص سے بڑھ کر کوئی پاپی کوئی گنہگار نہیں جو لائق آدمی کو مفت کوئی الزام لگا کر بدنام کرتا اور اُس کی جلاوطنی کا محرک ہوتا ہے اب بس زبان کھول منہ سے بول خاموش نہ رہو جو کہنا ہو صاف صاف کہہ۔ سدھیارتھ برہمن لاکھ کرہ کا مگر کیکئی منہ باندھے بیٹھی رہی کچھ نہ بولی جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ اس پر راجہ دسرتھ کو نہایت طیش آیا اور وہ کڑک کر بولے کہ

او پاپ کی مجسم تصویر اب منہ میں ٹانکے لگائے کیوں بیٹھی ہے زبان کیوں نہیں چلتی لب کیوں نہیں کھلتے۔ ہائے دنیا تھوک رہی ہے سب بُرا بھلا کہتے ہیں اور پھر بھی تیرے کان نہیں ہوتے چکنا گھڑا بنی بیٹھی ہے کہے دیتا ہوں پچھتائیگی۔ سر پر ہاتھ رکھکر روتے نہ بن پڑیگی۔ تو سب راج پاٹ پیٹ میں رکھ لے کسی کو تاج و تخت سے کچھ مطلب نہیں رامچندر تو تیار ہی کھڑے ہیں۔ اب میں بھی چلتا دھندا کرتا ہوں بن میں رہونگا۔ اجودھیا تم کو مبارک۔ تو بھرت کے لئے راج تجویز کرتی ہے میں کہے دیتا ہوں کہ وہ کبھی تیری

صورت دیکھنے کے روادار نہ ہوں گے۔ خود بھی بن ہی کا رُخ نہ کریں تب کہنا کہ کوئی کہتا تھا ان حالتوں میں تو اکیلی یہاں پڑی قسمت کو روئیگی اور سر دھنیگی کہ ہائے بیوقوفی سے لاکھ کا گھر خاک کردیا ؏

سری رامچندر جی ہر ایک کی تقریر سُن رہے تھے انہوں نے خیال کیا کہ سب اپنے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے ہیں میرے مفید مطلب کوئی گفتگو نہیں فضول ایسی کی تو تو میں میں سے حاصل ہی کیں جس سفر کا عزم کر چکا وہ فسخ ہونا مشکل لہذا بس دو ٹوک بات میں فیصلہ کر لینا مناسب ہے آپ راجہ دسرتھ سے ہاتھ جوڑ کر مخاطب ہوئے ؏

پتا جی میرا بن باس طے ہو چکا۔ آپ کی بھی اجازت مل گئی۔ پھر اب بے نتیجہ نزاع لفظی سے حاصل۔ آپ شوق سے اجودھیا میں قیام رکھئے ایک دن آپ رام سے جدا ہی ہونگے پھر اس مفارقت کا رونا کیا۔ آپ سمجھ لیجئے کہ آج ہی وہ جدائی کی گھڑی آگئی جس کے لئے آپ نے رام کو لباس عنصری پہنا کر سرائے فانی کا مہمان بنایا ہے آپ کو صحرا نشینی کا خیال ناحق ہے۔ اجودھیا میں بیٹھے ہوئے ایشور کا نام جپئے۔ بن میں اس سے زیادہ اور کیا فائدے کی اُمید ہے۔ رہی میری ہمراہی اُس کی مجھ سے اُمید نہ رکھئے۔ میں چودہ برس کے لئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق توڑ چکا کامل آزادی حاصل کرلی۔ پھر اب میں ویسا بیوقوف نہیں کہ ہاتھی تو دان کر دیا مگر فکر کس کی ہے اُسی رسی کی جس میں ہاتھی بندھا ہُوا تھا۔ عقلمندوں کو ہاتھی دان کر کے ذرا سی رسی کا لالچ نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں بھی جب راج پاٹ۔ وطن۔ عزیز سب چھوڑ چکا تو اب کسی کی ہمراہی سے کیا کام یہاں تو اب سب کچھ ہر کچھ پر عملدرآمد ہے ؏

سرگ ۳۷

سری رامچندر جی کی فقیرانہ لباس سے تن پوشی بششٹ جی کی کیکئی کو ملامت

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ پتا جی اب زیادہ دیر نہ کیجئے۔ ماتاؤں کو حکم دیجئے

کہ کند مول کھودنے کے لئے کوئی اوزار دست مبارک سے عطا فرمائیں اور کوئی چیز ایسی مرحمت فرمائیں جس میں پھل پھول رکھے جاسکیں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے آپ کا اقبال بس ہے ٭

اس درخواست پر اور سامعین کا دل تو ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا مگر کیکئی کے چہرے پر جیسے اور رونق ہو گیا ٭ وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور فقیرانہ لباس لے کر سری رامچندر جی سے بولی ٭

فرزند دلبند۔ تو یہ کپڑے تمہارے لئے موزوں ہیں ٭

سری رامچندر جی اس وقت تک زیور و ملبوس سے آراستہ تھے انہوں نے کیکئی کے قدموں پر سر جھکا کر بڑی خوشی سے فقیرانہ پوشاک لے لی اور سب زیور و لباس اتار کر قدموں پر ڈال دئے۔ دیکھنے والوں کا کلیجہ پھٹتا تھا۔ اور رامچندر جی باسیوں کا لباس پہن رہے تھے۔ ادھر دوسرا دردناک نظارہ یہ تھا کہ کیکئی جانکی کے پاس دوسرا لباس لے کر پہنچی اور جانکی جی اس کو دیکھ کر اس طرح کانپتی تھیں جس طرح قسائی کو دیکھ کر گائے۔ معلوم ہوتا تھا کہ شیر اور بکری کا سامنا ہے کیکئی بڑے پیار سے بولی ٭

جانکی آؤ میں کپڑے پہنا دوں کہ تمہیں تکلیف نہ ہو ٭

جانکی جی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ انہوں نے کپڑے لے لئے ایسی پوشاک پہننے کا کبھی موقع نہ ہوا تھا لہٰذا انہوں نے سر سے قدم تک کپڑوں سے جسم ڈھانپ تو لیا اور سری رامچندر جی سے خطاب کر کے بولیں ٭

مجھے ایسی پوشاک پہننے کا وقوف نہیں۔ ماتا کیکئی فرماتی ہیں کہ میں پہنا دوں

رامچندر جی۔ نہیں چلتے چلاتے ماتا کیکئی کو تکلیف دینا کچھ ضرور نہیں اب ہم سب ہاتھ پاؤں والے ہوئے۔ بزرگوں کو کب تک تکلیف دیتے رہینگے۔ اتنا کہ انہوں نے کیا کم پہنایا اوڑھایا۔ ٹھیرو میں جس طرح پہناؤں اس طرح پہنو یہ فرما کر سری رامچندر جی جانکی کے قریب گئے۔ اور یہ پوشاک انہیں کپڑوں پر لپیٹ دی جو ان کے زیب تن تھی جس وقت رامچندر جی زرکار لباس پر فقیرانہ لباس پہنا رہے تھے حاضرین کا کلیجہ تڑپ رہا تھا ہر ایک کی زبان سے چیخیں نکلتی تھیں سب اپنا اپنا سر پیٹتے تھے۔ آنسوؤں کا ایک طوفان تھا جو کسی طرح روکے نہ رکتا تھا سب یک زبان ہو کر روتے ہوئے کہتیں

کرنے لگے کہ سری رامچندر۔ خیر تم مہاراج کا بچن نباہنے جاتے ہو۔ تمہاری لیاقت وسعادت پر آفرین۔ مگر بیچاری جانکی بن میں جانے کے لائق نہیں ان کو ساتھ نہ لیجاؤ۔ فقیرانہ لباس اتار کر پھینک دو۔ یہ دردناک نظارہ بششٹ جی بھی دیکھ رہے تھے۔ اُن کا دل بھر آیا آنسو اُمنڈ پڑے۔ دل میں آگ سلگ اُٹھی تاؤ کھا کر بولے:۔

اودشٹ کیکئی۔ ہائے تیرے دل میں ذرا بھی رحم نہیں تو ذرا سی ضد سے اجودھیا کا ہرا بھرا باغ اجاڑے رکھے دیتی ہے۔ راجہ دسرتھ کو سیدھا پاکر ایسا قابو میں کرلیا کہ بس کی جان کی گاہک ہوگئی۔ او بے درد۔ جانکی نے تیرا کیا بگاڑا ہے کہ تو اس کو بھی آنکھوں سے دیکھنا گوارا نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ یہ بھی جنگل میں ماری ماری پھرے۔ یاد رکھ کہ اگر جانکی یہاں سے ہلیں تو ہم سب اجودھیا کو آگ لگا کر جنگل میں جا بسینگے تو سیتا جی اور سری رامچندر جی کی سدھائی پر جاتی ہے۔ اری عقل سے خالی یہ چاہیں تو پل بھر میں پرائے ہو جائے۔ جس وقت رامچندر گھر سے قدم نکالینگے۔ اُس وقت اجودھیا میں ایک آدمی نظر نہ آئیگا۔ تو ابھی ان کو فقیرانہ لباس پہناتی ہے۔ ذرا دیر میں سارے اہل شہر کے بدن پر یہی پوشاک دیکھنا۔ وید کی شرتی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جہاں رامچندر نہیں وہاں جنگل ہے جس جنگل میں اُن کے قدم ہوں وہی بیکنٹھ ہے۔ یہ نہ سمجھ کہ بھرت تیرے اس ادھرم سے خوش ہونگے کبھی نہیں اُن کو تخت وتاج کے نام سے نفرت ہوگی تو چاہے مر بھی جائے وہ رامچندر کے بغیر راج کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھینگے۔ تو نے وہ حرکت کی ہے کہ جانوران صحرا تک سب تجھے کوس رہے ہیں۔ بھرت جی کو تو دھرم کا خیال ہے وہ نہ جانیں کیا کرینگے۔ دیکھ وہ سامنے درخت کیا کہہ رہے ہیں۔ اُن کی شاخوں کی جنبش کا مطلب کچھ سمجھتی ہے۔ پتا پتا کہہ رہا ہے کہ ہم بھی رامچندر جی کے ساتھ جائینگے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائیگا کہ ان سب کا حال کیا ہوتا ہے یہ فرما کر اُنھوں نے جانکی جی سے کہا:۔

پھینک دو کپڑے۔ تمھیں ان سے کیا کام خوشی سے زیور ملبوس پہنے رہو۔

جانکی جی نے ابھی تعمیل ارشاد نہ کی تھی کہ کیکئی کے چہرے سے کچھ آزردگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ بششٹ جی کی نظر اسی طرف تھی بولے:۔

ناک بھوں کیا چڑھاتی ہے ذرا بتاؤ تو کہ جانکی اور لکشمن کو بن میں جانے سے کیا مطلب۔ کیا بر دان میں یہ دو تو بھی شامل ہیں اگر جانکی جنگل میں جائینگی تو اپنے ہی زیور و لباس پہنے رہینگی ؛

سرگ ۲۸

جانکی جی کو فقیرانہ لباس پہنانے پر کیکئی سے بششٹ جی اور راجہ دسرتھ کی خفگی

بششٹ جی نے کیکئی کو بہت ملامت کی جانکی جی سے بھی چاہا کہ فقیرانہ لباس پھینک دیں۔ مگر جانکی جی کو منظور نہ ہوا کہ وہ رامچندر جی کے پہنائے ہوئے کپڑے اُتار کر کیکئی کے دل کو دکھ دیں وہ دل میں دعائیں مانگتی تھیں کہ کہیں رامچندر جی بششٹ جی کے کہنے میں نہ آ جائیں۔ مت پلٹ جائے تو کہیں کی نہ رہوں۔ وہ دیوی دیوتا مناتی رہیں اور بڑی محبت کی نظر سے سری رامچندر جی کو سب کی نظر بچا کر دیکھتی جاتی تھیں کہ چہرے کی رنگت کیا ہے گیا سے تاڑتی تھیں کہ کہیں خیال تو اور کا اور نہیں ہو گیا ؛

جتنے حاضر الوقت تھے یا تو کیکئی کو بُرا بھلا کہتے تھے یا اب راجہ دسرتھ پر اُتارو ہو گئے۔ ہر زبان سے یہی آواز آتی تھی۔ راجہ دسرتھ دھرکال دھرکال ہائے اپنی آنکھوں کے سامنے جانکی کو فقیرانہ لباس پہنتے دیکھکر بھی تیرا دل پتھر ہی کا بنا ہوا ہے ذرا بھی موم نہیں ہوتا ہے۔ اُف! اوہ! کیکئی کی ایسی خاطر داشت ایسا لحاظ کیکئی بلا ہی کیا ہے جو اس طرح بوٹی بوٹی لرزی جاتی ہے بس اسی دھرم کے جھنڈے پر ناز تھا اسی سے ڈھنڈورے پیٹ رہے تھے ڈھول کے اندر پول اسی کو کہتے ہیں ؛

راجہ دسرتھ یوں ہیں آدھی جان کے ہو رہے تھے کیکئی کی بیوفائیاں چرکے پر چرکے دے رہی تھیں جس وقت لوگوں نے لعنت ملامت کی اُن کے زخم پر گویا کسی نے نمک مرچ چھڑک دیا۔ وہ تڑپ گئے ہاتھوں سے منہ پیٹتے ہوئے کیکئی سے بولے ؛

منہ میں اتنی سیاہی لگا چکی - اب تک دل نہیں بھرا - جانکی مہاراجہ جنک کی راجکماری اُس پر بھی یہ ظلم اس نے تیر کیا لگایا کہ تو اس کے بھی پیچھے پڑ گئی بشیشٹ ایسے واجب التعظیم گرو - دیوتاؤں سے زبان ہلا دیں تو نہیں وہی کرنا پڑے جو بشیشٹ جی کو منظور ہے تو ایسی بیچلر کہ اُن کی بات بھی تیرے دل پر اثر نہیں کرتی - جانکی کے لئے تو کیوں فقیرانہ لباس لیکر کھڑی ہو گئی ہے ان میں یہ کب شرط تھی تو اپنے منہ پر تھپیڑ لگا کر کہدے کہ ہاں غلطی - اب رہی جانکی کی خود غرضی - اُن کو محبت کا جوش ہے اگر تیرا کچھ اجارہ نہیں وہ پوشاک عروسانہ ہی پہنے رہینگی تیری کیا تو عقل ماری گئی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو رامچندر جی ہی کیوں صحرا نوردی کا ارادہ کر سکتے تھے - خیر تیری ہٹ تھی رامچندر کو بے سعادتی منظور نہ ہوئی - وہ تیری مرضی پر چلنے کو تیار ہو گئے مگر جانکی جی کو کیوں مجبور کر رہی ہے کہ صحرائیوں کے کپڑے پہنیں - ہائے تو نے خاندان تباہ کر دیا کہے دیتا ہوں کہ نرک تیرے لئے تیار ہے *

سری رامچندر جی نے فرمایا

پتاجی! آپ فضول طبیعت مضمحل کرتے ہیں - دماغ تھکانے سے کچھ حاصل نہیں آپ کو فقیرانہ لباس سے نفرت ہے تو لیجئے میں ابھی پھینکدیتا اُٹھا دیتا ہوں آپ کا ارشاد ہو چکا کہ اصلی لباس قائم رہے میں بزرگانہ توجہ کا شکریہ ادا کر کے جنگلستان کو بھی ساتھ لئے جاتا ہوں - اب مجھے فکر فقط ماتا کوشلیا کی باقی رہ گئی - اس لئے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ اُن کا دل کسی طرح دکھنے نہ پائے اگر اُن کی طبیعت کو ذرا بھی صدمہ ہو گا تو مجھے تکلیف ہو گی - اس لئے ذرا اُن کا خیال رکھئیگا ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بات سے دکھی ہو کر جان دیدیں *

سرگ ۱۹

راجہ دسرتھ کا اظہار افسوس کوشلیا و جانکی جی کی گفتگو - رامچندر جی کی ۲۵؍ اںبوں سے

درخواست رخصت۔ رنواس میں گریہ وزاری

سری رامچندر جی کی زبان سے جونہیں یہ الفاظ نکلے راجہ دسرتھ کو سخت رنج و الم ہوا وہ گرداب غم میں غوطے کھانے لگے۔ اُن کی زبان سے بے ساختہ چیخیں نکلنے لگیں آنکھوں سے ایک دریا بہہ گیا وہ دل ہی دل میں افسوس کرتے تھے کہ ہائے بڑا پاپ ہوا۔ میرے سبب سے کوشلیا رانی کے دل پر جو گزرتی ہے اُس کو سب لوگ جانتے ہیں۔ ہائے میں نے رامچندر کو بن باس کی اجازت دے کر وہ ستم کیا جو ایک بیدرد قصائی بچھڑے کو گائے سے چھڑا کر قیامت توڑتا ہے۔ ہائے کوشلیا کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہے۔ رامچندر کی ماتا سے جو اُن کو تکلیف ہو رہی ہوگی وہ محبت پدری کیا جانے۔ مہر مادری کچھ اور ہی چیز ہے جسے محبت پدری کبھی نہیں پہنچ سکتی یہ سوچ کر وہ دونو ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگے اور چلا چلا کر کہنے لگے ؎

آہ! جن رامچندر جی کو تاج عالم پناہی پہنے دیکھنے کی ہوس تھی۔ اُف! وہی فقیرانہ لباس پہنے ہوئے آنکھوں کے سامنے ہیں۔ او انقلاب رحم کر۔ او گردش فلک بس اب طاقت ضبط نہیں۔ بیتاب دل پسلیاں توڑ کر پہلو سے نکلا بھاگتا ہے بیچین کلیجے نے سینے کی رفاقت چھوڑ دی تڑپتا ہوا منہ کو آگیا ہے۔ ہائے میں رامچندر کو ہمیشہ کی دوری کے لئے رخصت کروں۔ او زبان تو ہی جل کر پھنک جا۔ او آنکھو تم پہلے ہی سے کیوں بند نہیں ہو جاتی۔ او دنیائے ناپائدار آج تیری بے ثباتی کہاں ہے۔ او عمر دوروزہ اس وقت تو کیوں پنڈ نہیں چھوڑتی۔ ارے سومنت دل آپے میں نہیں طبیعت اُمڈ رہی ہے جب تک جان نہ نکلیگی تب تک صبر نہ آئیگا۔ بہتر یہی ہے کہ جسم سے جان نکال لینے کی تدبیر کر۔ رگ رگ میں بچھو کا سا زہر چمک رہا ہے نس نس سے جان نکلتی معلوم ہوتی ہے۔ زیادہ تکلیف سے کیا فائدہ ایک دم سے جان نکل جائے تو میں سمجھوں کہ دوبارہ زندگی ہوئی۔ رامچندر رکنے والے نہیں ایک تو ہٹ پر جمی ہوئی ہے۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ رتھ لے آ۔ رتھ میں چار تیز گھوڑے جوڑ دے جب تک سامنے رہیںگے۔ مجھے نزع کی سی تکلیف رہیگی وہ ذرا آنکھوں سے اوجھل ہوئے اور بس میں جانوں جی گیا۔ جسم کے دونوں کی سی بدعت سے نجات مل گئی کیکئی نے تو گردن پر چھری پھیری مگر وہ کند تھی اس سے جان نہیں نکلتی صرف کلیجہ پھڑکتا ہے اب تم وہ کام کرو کہ آسانی سے جان نکل جائے۔ او! لائق بیٹے سے سکھ اُٹھانا کسی کو نصیب نہیں ہوتا جو کچھ خطا ہے وہ میری ہی ہے

مَیں اپنی تقدیر پر بھی الزام نہیں رکھ سکتا۔ راج تلک کی تجویز بھلے کو کی گئی تھی مَیں کیا جانتا
تھا کہ ہوم کرتے ہاتھ جلینگے بیکنامی کا کلنک کا ٹیکا ہو جائیگی۔ ہائے کہاں راج تلک
کہاں بن باس۔ افسوس رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ بنی بات بگڑ گئی +

راجہ دسرتھ ایسی ہی باتیں کہ کر سر پیٹ رہے تھے کہ سومنت رتھ تیار کرا کے
لے آیا اور خدام بارگاہ سے عرض کی کہ

مہاراج رتھ حاضر ہے اب اور جو ارشاد ہو +

اتنا سُنکر راجہ دسرتھ کی آنکھوں سے اور بھی آنسوؤں کا چشمہ اُبل پڑا وہ ڈھاڑیں
مار مار کر رونے لگے۔ فرمایا کہ

کمبخت قسمت کو کیا کروں۔ جو لکھا بدا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ برہما کے اکشروں میں ایک
نقطہ اودھر کا اودھر نہیں ہو سکتا۔ رامچندر کی تقدیر میں بن باس تھا۔ میری قسمت میں موت۔
کیکئی کے مقدر میں کلنک کا ٹیکا۔ کوشلیا کے نصیب میں رنج۔ اس حالت میں مَیں
ازل کے نوشتے کو کیونکر مٹا سکتا ہوں۔ ہے اچھا بلوان مشیت ایزدی میں کس کی
مجال ہے کہ دم مار سکے۔ اچھا تو اب اہل خزانہ کو حکم دیدو کہ تمام زر و جواہرات نقد و جنس
رتھ پر لادیں اور جانکی جی کو اور زیورات بھی دیدو جو چودہ برس کے لئے کافی ہوں اتنی
مدت تک کسی بات کی کمی ہوگی تو مَیں کارپردازوں سے مواخذہ کرونگا +

فقط زبان ہلانے کی دیر تھی تمام ملبوس زرکار و زیورات جواہر نگار ڈھیر ہو گئے جانکی
جی نے زر و جواہرات پہنے تو صورت ہی کچھ اور ہو گئی۔ آفتاب میں ستارے جڑے ہوئے
معلوم ہوتے تھے۔ چودھویں کا چاند لعل و جواہرات سے مرصع نظر آتا تھا۔ ایک تو چہرۂ
انوار کی چمک دمک کیا کم تھی اُس پر زیور و لباس کی زینت۔ پر تو حسن سے در و دیوار
پر ستارے چھٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ سقف و بام پر دھوپ اور چاندنی پھیلی
ہوئی پیش نظر ہوتی تھی۔ یہ جمال عالم افروز دیکھ کر کوشلیا جی کا دل بھر آیا وہ دوڑ پڑیں
اور دونو بازو پکڑ کر چمٹ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور دل سے آہ پر آہ
نکلتی تھی اُنھوں نے پیاری بہو کو سینے سے لگا لیا۔

پیاری جنک نندنی۔ رام لکشمن کو تمہیں سونپتی ہوں۔ دیکھو انہیں کوئی تکلیف
نہ ہونے پائے۔ اس وقت وہ دھرم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اُن کا کوئی

دل دکھیگا تو مجھے رنج ہوگا۔ بہت عورتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جبتک خاوند کے پاس
روپیہ پیسہ رہا تب تک تو خاطر تواضع ہے۔ جہاں ہاتھ خالی ہوا بس استری دھرم کو طاق
پر رکھ دیا۔ وہ پتی برتا نہیں کہلاتیں بلکہ پیسے کی دوست دورنگوں کی یار ہوتی ہیں اُن کی
بھی تارائن نہیں ہوتی جو پتی برتا ہوتی ہیں اُنہیں دنیا کے دھن دولت سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا
وہ جو کچھ سمجھتی ہیں اپنے ہی خاوند کو۔ اُن کا سکھ یہی ہے کہ خاوند کی خدمتگزاری کریں اُن
کا دکھ یہی ہے کہ خاوند کے قدم دیکھنے سے محروم رہیں۔ بعض خودغرض عورتیں سکھ کے وقت
تو خاوند کو دیوتا سمجھتی ہیں مگر جب کوئی کڑا وقت آیا تو بس کنائی کاٹ گئیں۔ دشمن اچھا اور
وہ نہیں اچھی۔ مارآستین سے بڑھکر کوئی ہوگا تو وہ۔ ہر وقت منہ پھولا رہتا ہے تیوروں کے
بل کبھی نہیں مٹتے۔ جب دیکھو بھویں ٹیڑھی جب سنو اُلٹی سیدھی باتیں ایسی ہی عورتوں
نے تریا چرتر سے نہ معلوم کیا کیا کانک لگائے ہیں کیسے کیسے گھروں کا ستیاناس کیا ہے
خاوند کو مار کرستی ہونے والی عورتیں اسی زمرے میں ہیں۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کا دامن
پکڑنے والی عورتیں وہی ہوتی ہیں جو فقط سکھ کی ساتھی ہیں اور تھوڑی دیر کے سکھ کے واسطے
لوک پرلوک بگاڑ کے سمجھتی ہیں کہ ہم نے جگت جیت لیا۔ مرد کیسی ہی خاطر داشت کرے
کیسا ہی ہاتھوں میں دل لئے رہے یہ برناگنیں کبھی کاٹنے سے نہ چوکیں۔ جب کریں تب
اپنی ہی خواہ خاوند جان نکال کے رکھ دے۔ شاستر کا قول ہے عورتوں کی طبیعت
ڈانواں ڈول رہتی ہے ان کے دل کو کسی وقت قرار نہیں۔ ابھی کچھ نیت ہے ابھی کچھ
مگر پتی برتاؤں کی خاصیت سب سے نرالی ہے اُن کو کچھ زندگی کا سکھ ہے تو خاوند کی خدمت سے
اطاعت۔ رضا جوئی سے اور سارے دھندے ہیچ۔ اپنے خاوند کے سوا دوسرے مرد کا نام سُننا تک
اُن کو گوارا نہیں ہوتا اور کسی خیال کا کیا ذکر۔ دیکھو پیاری جانکی تم پتی برتا ہو دھرم مورت ہو راجہ
جنک کی کنیا ہو۔ سورج بنس کے باغ کی بہار اب تمہیں سے ہے پس سب کی ناک رکھنا
پتی برت دھرم اس طرح نباہنا کہ لکشمی کے ہوش بھی دنگ رہ جائیں۔ پاربتی جی کا زعم
ٹوٹ جائے۔ رامچندر کے پاس اس وقت راج پاٹ کچھ نہیں۔ ایک غریب سنیاسی کی
حالت میں بن کو جا رہے ہیں نہ بچھونا اوڑھنا نہ کھانے کا سامان نہ پینے کا بندوبست درختوں
کے سوکھے پتے بھی بچھا دیں تو تم سمجھنا کہ پھولوں کی سیج ہے جو کچھ جنگل کے پھل پھول سامنے
رکھدیں اُنہیں کو نعمت سمجھنا۔ پتی برتا عورت اور مآل اندیش انسان سرد و گرم زمانہ کو ہنسی خوشی

سے جھیل لیتے ہیں۔ آدمی کال کو کاٹتا ہے کال سے نہیں کٹوانا۔ تم پتی برتاؤں کی طرح فقط شوہر کی خدمتگزاری کو مقدم سمجھوگی تو کوئی تکلیف ہی معلوم نہ ہوگی کانٹوں میں بھی پھولوں کا لطف آئیگا وید شاستر میں خاوند کو ایشور کی پدوی دی گئی ہے جس عورت نے خاوند کو ایشور سمجھا اُسے دنیا ہی میں بیکنٹھ ہے جسے بیکنٹھ کہتے ہیں وہ اُس کے ایک ایک نقش قدم پر تصدق رہتا ہے۔ اُس کے سانئے سے ایک ایک وقت میں لاکھ لاکھ بیکنٹھ تیار ہوتے ہیں ؏

سری جانکی جی بڑی توجہ سے کوشلیا جی کی تقریر سنتی رہیں آخر میں اُنہوں نے قدم چھوکر دست بستہ عرض کی کہ

ماتا جی! میں بچپن سے اُسی گھر میں پلی ہوں جہاں پتی برت دھرم کی پرورش ہوتی ہے جب کانوں کو سننے کی طاقت حاصل ہوئی۔ اُسی وقت سے سنتی آئی ہوں کہ یہ دھرم کیا ہے۔ آپ کے پتی برت دھرم سے بھی بہت کچھ سبق حاصل ہوا۔ آپ دھنیہ ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے کو جنگل بھیجنا گوارا کیا اور پتی پرمیشور کے سامنے اُف تک نہ کی آپ اطمینان رکھیں میں آپ کے چرنوں کے پرتاپ سے پتی برتاؤں کی لونڈی کہلانے کا فخر حاصل کرنے کی سچے دل سے کوشش کرونگی۔ میں اردھنگی ہوں آپ سمجھ لیجئے کہ اگر دائیں ہاتھ میں درد ہوگا تو بائیں ہاتھ کو کب تکلیف گوارا ہو سکتی ہے۔ عورت رتھ ہوتی ہے اور خاوند پہیہ۔ جب پہیہ نہیں تو رتھ بیکار۔ دن استری ہے اور آفتاب پتی پرمیشور۔ دن لاکھ دن ہی ہو مگر آفتاب کے بغیر اُس کی رونق کہاں۔ میں مانتی ہوں کہ ماتا پتا۔ ساس سسر بھائی بند محبت میں کمی نہیں کرتے لاکھ لوگ ہمدردی کو موجود ہوں تب بھی ایک خاوند کے بغیر عورت بے تیل بتی کا چراغ ہے ان سے چاہے دنیا میں ظاہری سکھ مل جائے مگر خاوند کی سی محبت کرنے والا دنیا میں اور کون ہے جو چاہو من مانی بات کرلو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ ہزار لٹا دو نہ کسی کا احسان نہ کسی کا ڈر۔ خاوند کی یہی ہوس رہتی ہے کہ استری کا کسی طرح دل میلا نہ رہے اس کے علاوہ پھر لطف یہ کہ ایک جنم نہیں کئی جنم تک یہی محبتانہ تعلق یہی ساتھ۔ آپ بے فکر رہیں مجھ سے پتی برت دھرم نباہنے میں رتی بھر کسر نہ چھوٹیگی۔ میں ثابت کرکے دکھا دونگی کہ آپ ایسی پتی برتا مہارانی کی بہو اور جنک ایسے دھرماتما راجہ کی بیٹی ہوں۔ اس میں فرق ہو تو میں گنہگار ؏

کوشلیا جی جانکی جی کی باتوں سے حد درجہ خوش ہوئیں۔ اُنہوں نے چھاتی سے لگا لیا اور فرط محبت سے رونے لگیں اور حاضرین موقع بھی گریہ وزاری کرنے لگے ماتاؤں کو ایک ساتھ روتے دیکھکر رامچندر جی کا دل بھر آیا۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

ماتاؤ! اب معاف کرو۔ مجھ سے آپ کی گریہ وزاری دیکھی نہیں جاتی آپ کو میری محبت ہے تو اب میری ننھی جان پر ترس کھا کر ہنسی خوشی رخصت کر دیجئے آپ خود بھی پریشان ہوتی ہیں اور میرے دل کو بھی پریشان کرتی ہیں۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ اب میں سب سے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں کہ جو دانستہ یا نادانستہ خطا ہوئی ہو وہ آپ معاف کریں۔ بچوں کی بھول چوک پر بڑے فقط نہیں رکھتے میں آپ کا وہی بیٹا ہوں جسے آپ گودیوں میں کھلایا کرتی تھیں۔ ایشور کا شکر کیجئے کہ آپ نے مجھے پرورش کرکے اس لائق کر دیا کہ ماتا کیکئی کے حکم کی تعمیل کرنے کو چودہ برس کے لئے آپ سب کے قدموں سے جدا ہوتا ہوں +

یہ الفاظ ایسے تھے جنہوں نے تمام رنواس میں ایک کہرام مچا دیا۔ تمام رانیاں زار و قطار رونے لگیں۔ اگلے روز باجوں گاجوں سے کان دھرے آواز نہ سنائی دیتی تھی اسوقت رانیوں کے آہ و بکا سے وہ شور و غل بلند ہوا کہ تمام شہر میں آواز ماتم پھیل گئی۔ شور و فغاں کے سوا گنبد گردوں سے کوئی اور آواز لوٹ کر کانوں میں نہ گونجتی تھی +

سرگ ۴۰

لکشمن جی کے ہمراہی سمترا جی کی خوشنودی لکشمن جی سے وعظ و نصائح رامچندر جی وغیرہ کی روانگی۔ اہل اجودھیا کا کہرام اور جوش رفاقت

سری رامچندر جی کی آنکھیں پُر آب تھیں۔ لکشمن جی کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ دونو راجہ دسرتھ کے پلنگ کے گرد گھومے جانکی جی بھی آنکھوں

کو آنچل سے پونچھتی ہوئی پیچھے کو ہولیں۔ راجہ دسرتھ کے قدم سب نے چھوئے اور
پھر ہر ایک نے سلسلہ وار ماتا کوشلیا اور ماتا سمترا کے چرنوں پہ سر رکھا۔ جس وقت
لکشمن جی نے سمترا جی کے قدم چومے۔ اُنہوں نے دستِ شفقت پیٹھ پر پھیر کر
چھاتی سے لگایا اور بولیں ؛

بیٹا! آج میرا جنم سپھل ہُوا۔ آج میں اُس فرض سے سبکدوش ہوئی جو ماتا پتا
نے کنیادان کرتے وقت میری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ آج مجھ ایسی خوش نصیب
عورت دُنیا کے پردے پر نہیں جس کا سعادتمند بیٹا ماتا کوشلیا کی آنکھوں کے تارے میرے
کلیجے کے ٹکڑے کے ساتھ بن کو ہنسی خوشی جا رہا ہے۔ آہا! آج میری ماتا پتا کی وہ آرزو
پوری ہوئی جس کے لئے انسان اولاد کی خواہش کرتا ہے آج میں تقدیر پر اترا رہی
ہوں کہ میرا لاڈلا پیارا میری کوکھ کی حرمت بڑھا رہا ہے۔ پاربتی جی کو گنیش جی سے دیکھنے
سے جو خوشی حاصل نہ ہوئی ہوگی وہ آج مجھے نصیب ہے۔ پیارے لکشمن تو نے اپنے ننھیال
ودادیال کی ناک اونچی کردی اور میرے کلیجے کو وہ سکھ دیا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ شاباش
سعادتمند ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جس کے پیٹ سے تمہاری سی اولاد پیدا ہو اس کی خوش نصیبی
تمہاری ماتا کوشلیا کا تو پرتھوی پر جواب نہ تھا۔ تم نے اپنی سعادتمندی سے مجھے آج وہ عزت بخشی
کہ دنیا میں ہمیشہ نام زندہ رہیگا۔ ایشور جس کو بیٹا دے تمہیں ایسا لائق ہو۔ وہ ماں باپ بڑے بھا[illegible]
جس کے پوت کپوت ہوں۔ اچھا بیٹا جاؤ تمہیں ایشور پر رامچندر اور جانکی کو سونپتی ہوں۔
دیکھنا رامچندر اور جانکی کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ قدموں میں رہنا۔ سختیاں
سہنا۔ مگر کبھی اُف نہ کرنا۔ میرے رام اور جانکی کو تمہارے ہوتے دکھ ہُوا تو تم سے برا کوئی
تمہیں فقط رضا جوئی و اطاعت گزاری سے سروکار ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ زندگی میں
رہو۔ اشارے میں چلو۔ بس اور تمام دنیا کے کام ہیچ۔ دیکھو رامچندر تمہارے بڑے
بھائی ہیں اُن کا رتبہ باپ کے برابر ہے۔ جانکی کو ماتا سمترا سمجھنا۔ رامچندر کے نقشِ قدم
اِدھر اُدھر قدم نہ پڑنے پائے۔ جو رامچندر اور جانکی کہیں اُسے سر آنکھوں سے ماننا کبھی
نہ ٹالنا۔ ایشور جانتا ہے کہ پہلے مجھے رنج تھا کہ ہائے رامچندر اور جانکی ہم سب کو چھوڑ کر
جاتے ہیں۔ جب سے تم نے جانے کا ارادہ کیا میں گویا جی اُٹھی۔ اب نہ کوئی
تشویش ہے نہ فکر۔ تم شوق سے اپنا جنم سکارتھ کرو۔ میں [illegible]

جیتی رہونگی کہ لکشمن ساتھ ہیں تو گویا میں بھی رامچندر کے ہمراہ ہی ہوں۔ اچھا بیٹا۔
تمہیں سفر مبارک۔ ایشور تمہاری حفاظت کریگا۔ اشٹ دیو ہر وقت محافظ رہینگے۔
دیکھوں تو کیسی خدمت کرتے ہو۔ جب رامچندر کو آنے پر تم سے خوش پاؤنگی تب
سمجھونگی کہ میں اور بھی زیادہ خوش قسمت ہوں ٭

یہ فرما کر سمترا جی نے رامچندر جی کو گلے سے لگا لیا اور بولیں:۔
میری آنکھوں کے تارے میری زندگی کے سہارے۔ میری جان و دل کے
آرام۔ رگھوکل ابھرام۔ آفرین مرحبا ٭

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تمہاری ماتا کوشلیا ساکشات دیوی ہیں ان کے قدم جو پوجے اُس عورت کے دھنے
نصیب۔ واہ وا کیسا پتی برت دھرم نبایا۔ کس طرح دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو رہی ہیں
بیٹا تم اُداس نہ ہونا۔ میں تو کوشلیا جی کی چرن دھو بھی نہیں مگر کسو نو طبقے کا طبقہ اُلٹ
دوں۔ تمہارا بھائی لکشمن لاکھ بچہ ہے۔ تمہارے سامنے اس کی کچھ بساط نہیں مگر کسو تو
تر لوکی ہلا دے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں اپنے لاڈلوں کو بےبسی سے جانے دیتی ہوں۔ بھلا کسی
کی مجال ہے کہ میرے بغیر کوئی تنکا بھی ہلا سکے مگر خیال یہ ہے کہ چار دن کی زندگی کے لئے کون
نیکنامی سے بدنامی سر پر لے۔ ابھی کہدو تو میں نہیں کیا تمہارے فرشتوں کو روک لوں مہاراج
کے پرن ہی کیا چیز ہیں۔ کیکئی جی کی ہٹ ہی کیا شے ہے مگر نہیں ایسا ہوگا یہی مجیب ہم کو دھرم
سے کام ہے تو سب جھنجھٹ واہیات۔ لوک پرلوک میں ساتھ دینے والا ایک دھرم ہے
نہ اجودھیا ساتھ جائیگی نہ راج پاٹ نہ کیکئی۔ شاباش تم نے اُفت نہ کی اور اپنی ماتا
کیکئی کی نظر میں چلے۔ یاد رکھنا کہ جب تک دُنیا قائم رہیگی تب تک تمہارا نام لے لیکر
لوگ صبح کو آنکھ کھولینگے۔ اچھا بیٹا! لکشمن تمہاری خدمت میں حاضر ہے۔ اس کی جو
کچھ بھول چوک ہو معاف کرنا کہنے میں نہ چلے تو تنبیہ کا اختیار ہے۔ جانکی! پیاری جنک
نندنی! دیکھو تم سمجھدار ہو بیٹیوں کا کسی طرح دل اوچھا نہ ہونے پائے یہ بھی تمہارا
اچھی طرح خیال نہ رکھینگے تو اپنی ماتا سمترا پر ظلم کرینگے ٭

اسی عرصے میں سومتر حاضر ہؤا اور رامچندر جی سے بولا:۔
کیا عرض کروں کہ کس غرض سے حاضر ہؤا ہوں۔ زبان سے بات نہیں نکلتی

لفظ لفظ لب پر مہر خاموشی کا کام کر رہا ہے ٭

رامچندر جی۔ اچھا میں سمجھ گیا۔ (سمترا جی سے) لیجئے ماتا جی رتھ آ گیا۔ اب اجازت دیجئے ٭

یہ کہکر رامچندر جی۔ جانکی جی۔ لکشمن جی نے سمترا کوشلیا اور سب ماتاؤں کے قدم چھوئے اور جلدی جلدی رتھ پر سوار ہو گئے۔ سارے رنواس میں شگاف ماتم برپا ہو گیا جو تھا دیوار پر سر دے مارتا تھا چیخیں کلیجوں کو تڑپا رہی تھیں

رامچندر جی نے رتھ پر بیٹھتے ہی سومنتر کو حکم دیا کہ
اُڑاؤ گھوڑوں کو

سومنتر نے رتھ ہانکا مگر وہاں راستہ کہاں۔ ہزاروں لاکھوں باشندگان شہر گزرگاہ پر لوٹتے ہوئے ملے۔ جو تھا رتھ سے چمٹا جاتا تھا۔ ایک بھیڑ رتھ کو چاروں طرف سے گھیرے دوڑی چلی جاتی تھی۔ ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی سومنتر اب رتھ تیز نہ ہنکانا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ ہمیں چھوڑ گئے تو ایشور تم سے سمجھیگا ذرا گھوڑوں کی باگ روکے ہوئے۔ ارے او بیدرد بے رحم ہم کو چھوڑے جاتا ہے اور آپ مزے سے ساتھ چلا جاتا ہے تجھے قسم ہے جو رتھ ہانکا۔ ادھر تمام رانیوں کا شور و غل تھا۔ ادھر اہل شہر کی آہ و واویلا۔ کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے ٭

راجہ دسرتھ کے بدن میں جان نہ تھی وہ بھی اُٹھتے بیٹھتے دروازے پر آ بیٹھے اور ہائے رام ہائے رام کہہ کہہ کر رونے لگے یہ آواز رامچندر جی کو بہت بیچین کرنے لگی۔ اُنہوں نے پھر کر دیکھا تو راجہ دسرتھ ہاتھوں سے سر پیٹتے ہوئے نظر آئے اُنہوں نے سومنتر کو ہدایت کی کہ مفت میں سب بیچین ہو رہے ہیں۔ رتھ کا بڑھانا ہی اچھا ہے جب ہم لوگ سامنے نہ ہونگے تو کسی نہ کسی طرح صبر آ ہی جائیگا ٭

سومنتر نے رتھ بھگانا چاہا مگر بھیڑ چھانٹے نہ چھٹتی تھی۔ لوگ پہئے پکڑے لیتے تھے۔ رتھ جتنے قدم آگے بڑھتا تھا اُسی قدر رانیاں اور بلک بلک کر روتی تھیں۔ راجہ دسرتھ اہل شہر کی بیتابی پر نظر کر کے اپنی زندگی پر لعنت بھیجتے تھے کہ ہائے غیر جس کے لئے یوں بیقرار ہوں۔ جان و مال کی پرواہ نہ کریں۔ اُس کو میں نے آنکھوں سے جدا کر دیا۔ اس وقت راجہ دسرتھ کی حالت عجیب دردناک تھی پچھلے

پر اس زور سے سر جے مار کر دماغ چکرا گیا۔ بیہوش ہو کر وہیں گر پڑے۔ رانیاں ہائے رام ہائے رام کہکر زور سے چلانے لگیں کسی کو اتنے حواس نہ تھے کہ راجہ کو اچھی طرح سنبھالتا۔ نظر رامچندر جی کے رتھ کی طرف تھی اور ہاتھ راجہ دسرتھ کے بازوؤں پر۔ ہائے رام ہائے رام کی آواز سننے ذرا راجہ دسرتھ کے حواس ٹھکانے کئے جب ہوش آیا تو زبان سے پھر وہی ہائے رام ہائے رام کی آواز نکلنے لگی۔ کوشلیا سمترا بھی آہ آہ کر کے رو رہی تھیں جس وقت رامچندر جی نے سب کا یہ حال دیکھا تو سمنتر کو حکم دیا کہ

کچھ ہو رتھ جلدی بڑھائے چلو +

رتھ کے گھوڑے اشارے ہی سے بڑھے۔ رتھ کی تیزی دیکھکر۔ کیا رانیاں کیا راجہ دسرتھ کیا اہل شہر سب دوڑے سب کی یہی صدا تھی کہ

ارے سومنتر ذرا رتھ ٹھہرا۔ بھلا ایک نظر تو اور دیکھ لینے دے +

سری رامچندر جی نے سومنتر سے کہا کہ بس محبت القطع۔ اب ہم تم سب کان میں تیل ڈال لیں۔ رتھ ہانکے جاؤ۔ گھوڑوں کو اور تیز کرو +

رتھ ہوا ہوا۔ رانیاں سر پیٹ پیٹ کر روتی رہ گئیں۔ راجہ دسرتھ وہیں غش کھا کر گر پڑے۔ جو اہل شہر نہایت مغموم تھے جن کو سینے کوٹتے کوٹتے دم دم پر چکر آتا تھا وہ تو وہیں رہ گئے۔ جن میں دوڑنے کا دم تھا وہ رتھ کے پیچھے ہو لئے۔ ہانپتے کانپتے ساتھ ہی چلے گئے +

خدام بارگاہ نے راجہ دسرتھ کو محل میں پہنچایا۔ سب رانیاں بھی روتی دھوتی اپنے اپنے رنواس میں گئیں۔ تمام اجودھیا سونی معلوم ہونے لگی۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ صرف ہائے رام ہائے رام کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی شہر پوری طرح نہیں اجڑا۔ مغموموں کی آبادی باقی ہے +

سرگ ۴۱

سری رامچندر جی کے صدمۂ فراق میں باشندگان اجودھیا کی بیقراری

رامچندر جی تو آگے بڑھ گئے۔ لوگوں نے رونا دھونا شروع کیا جو شخص تھا وہ

یہی کہتا تھا کہ دھنیہ ہیں رامچندر۔ جو اپنی ماتا کوشلیا کی طرح ہم سے محبت کرتے رہے
ہے راجہ دسرتھ کو الزام دیں یا کیکئی پر دھبہ رکھیں۔ ایسے بیٹے کو نکال باہر کیا
تاج و تخت سے محروم رکھا۔ افسوس نہایت بیدردی کا کام ہے۔ ایسے باپ کو
باپ کہہ سکتے ہیں نہ ایسی ماں کو ماں۔ دونو کالے ناگ ہیں جو اپنے بچوں کو بھی ڈس
لیتے ہیں ذرا رحم نہیں کرتے۔ اہل شہر دونو کو برا بھلا کہتے تھے۔ رامچندر جانکی اور لکشمن
کی تعریفیں ہوتی تھیں۔ کوشلیا سمترا کی ثنا و صفت میں ہر ایک کی زبان گھستی تھی
راجہ دسرتھ کی جان پر جو گزری وہ وہی جانتے تھے۔ دوسروں کو کیا خبر۔ سورج کو بھی
رامچندر جی کے بن باس کا افسوس ہوا۔ سورج بنس میں ماتم عام دیکھ کر انہوں نے
بھی اپنی آنکھ بند کر لی۔ چار پہر کا دن میعاد سے پہلے ختم ہو گیا۔ گایوں کو دودھ
و ملال ہوا کہ بچھڑوں کی محبت جاتی رہی۔ دودھ کی ایک چھاچھ نہ نکلی۔ گھنگھور گھٹائیں
چھا گئیں۔ آندھی چلنے لگی۔ موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ زمین پر بھونچال کی
سی کیفیت ہونے لگی۔ ہر شخص پر خوف طاری تھا کہ اب پہلے ہوئی اب جانے کیا ہوا
دور اندیش لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ علامتیں فضول نہیں راجہ دسرتھ کے لئے پیغام
اجل آنے والا ہے۔ راون کی موت کے لئے پیشینگوئیاں اور اس سے زیادہ کیا
ہو سکینگی۔ آندھی پانی کے زور کا کیا ٹھکانا۔ پانی کہتا تھا کہ آج ہی برس کے رہونگا
آندھی بڑے بڑے محلوں کو بنیاد سے ہلائے ڈالتی تھی۔ تاریکی وہ کہ ہاتھ کو ہاتھ
سجھائی نہ دیتا تھا۔ تمام اہل اجودھیا گھبرا اٹھے۔ کیکئی کو خوب جی بھر کر کوسا۔ راجہ
دسرتھ کی اچھی طرح بدی کی۔ اہل دنیا سے ایسی نفرت ہوئی کہ بیٹا باپ کو بھائی
بھائی کو۔ یار دوست اپنے یار دوستوں کو بھول کر رامچندر جی ہی کے ذکر و فکر میں مشغول
ہوا۔ رات بھر پلک سے پلک نہ ملی۔ کوری آنکھوں سویرا ہو گیا۔ ساری اجودھیا
اس طرح سنسان معلوم ہوتی تھی جس طرح روح کے بغیر جسم۔ بینائی کے بغیر آنکھ ⁂

سرگ ۴۲

سری رامچندر جی کی روانگی کے غم میں

راجہ دسرتھ کی بیقراری و نالہ وزاری

جس وقت سری رامچندر جی کا رتھ ہوا ہُوا۔ ارکان دولت نے راجہ دسرتھ کو
سنبھالا اور عرض کی کہ

مہاراج آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کس کو دیکھتے ہیں۔ رامچندر جی تو گئے ؛

راجہ دسرتھ۔ ارے رتھ کی خاک ہی دیکھ لینے دو ؛

یہ کہکر انہوں نے سر پیٹا اور پھر زمین پر گرنے لگے۔ کوشلیا جی پاس ہی
کھڑی رو رہی تھیں۔ انہوں نے دایاں بازو پکڑ لیا کیکئی بھی پاس ہی تھی اُس
نے بائیں بازو پر ہاتھ لگایا۔ یا تو راجہ دسرتھ پر عالم بیہوشی طاری تھا۔ کیکئی کو
بازو پکڑتے دیکھکر بڑے زور سے ڈانٹا کہ

خبردار میرے بدن پر ہاتھ نہ لگا بس سامنے سے دُور ہو جا۔ تو میرے
واسطے کال ہے استری نہیں۔ آج میں اُس رشتے کو توڑتا ہوں جو اگنی
کے سامنے مضبوط باندھا گیا تھا۔ اگر بھرت خوش ہوں کہ مجھے راج ملا تو اُن کو
قسم ہے جو شرادھ پنڈ تربن وغیرہ کریں۔ ہائے کیکئی نے میری عقل کی آنکھوں
پہ پردہ ڈال کر کبھی پیاری کوشلیا کو نظر محبت سے دیکھنے نہ دیا۔ یہی پاپ تھا
جس کی بدولت آج مجھے موت کا سامنا ہے ؛

کوشلیا جی یوں ہی نازک اندام تھیں۔ اُس پر بڑھاپا اور دو روز کے برت اُپاس
سے کمزوری سب پر طرہ یہ کہ رامچندر جی کی مفارقت کا جانگداز رنج۔ اُن کی رگ رگ
سے جان نکلی ہوئی تھی مگر پھر انہوں نے جیوں تیوں راجہ دسرتھ کو سنبھالا۔ راجہ دسرتھ
کوشلیا کی صورت دیکھکر اور بھی زار زار رونے لگے۔ رنج و غم نے کلیجے کے ٹکڑے
ٹکڑے کر دئے۔ برہمن کو غلطی سے قتل کر کے جیسے کوئی سر دھنتا ہے۔ بھولے
سے آگ پر ہاتھ پڑ جانے سے جس طرح کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہی تکلیف کیکئی کو
بردان دینے سے راجہ دسرتھ کی تھی۔ بیحد پچھتا رہے تھے کہ ہائے اُس وقت عقل
کہاں تھی جس وقت کیکئی سے قول ہارا تھا۔ آہ میرا رتن جڑت سنگھاسن پر بیٹھنے
والا رامچندر بن کی خاک چھانتا پھرے گا۔ ترنم تنکیوں کے عوض کنبھی کا ٹکڑا

گرمی کی دھوپ ہوگی اور جنگل کا گرد پر سر کا سہارا ہوگا۔ اب وہ چندن کا اوبٹن کہاں۔ راجکمار رامچندر جی کی آنکھ اُس وقت کھلتی تھی جب سویرے سویرے اچھے اچھے رشی وغیرہ چن چن منی ساتوں سُروں کے موہنی الاپ سے وید منتر سناتے تھے۔ اب وہی جنگل کے جانوروں کی بے ہنگام اور کرخت آوازوں سے آنکھیں کھولینگے۔ ہائے میری جانکی بھی اب جنگل کی سختیاں جھیلیگی۔ جس جنک نندنی کے تلووں کو زمین دیکھنے کے لئے ترستی تھی جس کے قدموں کے نیچے پھول ہی پھول بچھے رہتے تھے۔ آہ۔ اُسی کو جنگلوں کے کانٹے نصیب ہوئے۔ مَیں نے تو سمجھ لیا کہ مَیں اب دو چار گھڑی کا مہمان ہوں۔ کیکئی میرے جان لینے کے لئے یہ سارا گھروندا رچا ہے مگر اس کو خبر نہیں کہ اس نے اپنے لئے نرک کی تیاریاں کرلیں۔ خادمان بارگاہ راجہ دسرتھ کو اُسی خلوت سرا میں لے آئے جہاں کیکئی اُن کے جی کا جنجال ہوئی تھی۔ اُنہوں نے توبہ تلا مچائی کہ مَیں یہاں ایک دم نہ ٹھیرونگا۔ یہ مکان میرے لئے جان کا کال ہورہا ہے۔ درودیوار کاٹے کھاتے ہیں خدمتگاروں کو حکم ہوا کہ اٹھاؤ یہاں سے لے چلو رانی کوشلیا کے یہاں۔ ملازمان خدمت نے مہاراج کو ہاتھوں پر اٹھایا پھول کی طرح کوشلیا جی کے رنواس میں لے گئے۔ سب رانیاں بھی آنسو بہاتی ہوئی ساتھ ساتھ گئیں۔ صرف رانی کیکئی نے ایسی جگہ ساتھ جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ وہیں پتھر کی مورت بنی بیٹھی رہی ÷

راجہ دسرتھ کوشلیا کے رنواس میں پہنچکر اور بھی بیتاب ہوئے اُن کے دونو ہاتھ سینہ کوبی میں مصروف تھے۔ آنکھیں دریابار۔ زبان وقف آہ۔ رو رو کر کہتے تھے کہ آہ بڑا دھوکا ہوا۔ بڑا چکمہ کھایا۔ ہائے رامچندر کلیجے سے جدا ہوگئے۔ اب پھر دیدار ہونے کی کون صورت ہے۔ سب لوگ تو آنکھیں سینکھل کرینگے۔ ایک بدقسمت مَیں ہی ہوں جسے اچھی طرح آخری دیدار بھی حاصل نہ ہوسکا۔ راجہ دسرتھ کو روتے روتے آدھی رات گزر گئی۔ اُن کی آنکھوں میں دنیا اندھیری تھی کچھ نہ سجھائی دیتا تھا۔ جب روتے روتے تھک گئے تو کوشلیا سے بولے :۔

مہارانی ! آنکھیں پھوٹ گئیں۔ تم کہاں ہو۔ کدھر ہو۔ کچھ بھی اب نہیں سجھتا ہائے قسمت آنکھوں نے بھی جواب دیدیا۔ پیاری میرے ہاتھ میں ہاتھ دو تو سمجھوں کہ تم میرے پاس ہو۔ میری جان گلے میں اٹک رہی ہے۔ اس وقت جو کچھ ہو تمہیں ہو

تمہیں میں پران اٹکا ہوا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو کبھی کی روح فنا ہو چکی ہوتی۔ رامچندر تو جان سے گئے۔ اب یہ جسم تمہارے سپرد ہے۔ اب تم اس مٹی کی مالک ہو۔ آجتک کا کہا سُنا معاف ÷

کوشلیا جی بڑے ادب سے بائیں طرف پائنتی دبی ہوئی بیٹھ گئیں اور دونو ہاتھ مہاراج کے بدن پر رکھ لئے اس موقع پر کون دل ہے جو رنج و غم ضبط کر سکے نظارہ ہی دردناک تھا۔ اس پر دونو طرف دل میں آگ سلگ رہی تھی دونو کے کلیجے پھڑک پھڑک کر پسلیاں توڑنے لگے۔ ایک ساتھ آنسوؤں کا دریا بہنے لگا اور آہ کے ساتھ آہ کی دردناک آواز سننے والوں کے دلوں میں نشتر پر نشتر چبھونے لگی ÷

سرگ ۴۳

سری کوشلیا جی کا راجہ دسرتھ سے اظہار غم

راجہ دسرتھ کو ذرا حواس میں دیکھ کر کوشلیا رو کر بولیں :-

پران ناتھ۔ کیکئی کے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی گویا ناگن کی کینچل جھڑ گئی۔ اب مجھے ہر وقت وہی خوف و خطر رہیگا جو گھر میں سانپ کے رہنے سے ہوتا رہتا ہے۔ یہ کالی ناگن مجھے ڈسے بغیر نہیں رہیگی۔ شاستر کاروں نے بھی لکھا ہے کہ جس گھر میں سانپ ہو یا خراب آدمی اُس گھر میں رہنے والوں کے لئے ایک نہ ایک دن موت آئیگی۔ آپ نے بھرت کو راج دیا کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر رامچندر کو بن میں بھیجنا کسی طرح مناسب نہ تھا وہ یہاں رہتے اور کچھ نہ ہوتا تو رام تم تو غلط ہوتا رہتا۔ ایک نظر صورت دیکھ لینا کافی تھی مگر آپ کو کیکئی نے جو پٹی پڑھائی اُسی پر آپ عمل کرتے گئے۔ کیا کسی دوسرے راج میں رامچندر جلا وطن نہ ہو سکتے تھے جنگلوں کی خصوصیت کیا تھی۔ اگر رعایا میں سے کوئی بے قصور فرزند کے ساتھ یہ سلوک کرتا تو ممکن نہ تھا کہ سزا سے سخت سے بچ جاتا۔ اب میرے بیٹوں کی خیر نہیں۔ راکھس جیتا نگل جائینگے۔ کہاں تو عیش و عشرت سے دن آرام و راحت کا ٹھاٹ کہاں بن باس ہائے آپ نے اتنا خیال بھی نہ کیا۔ نہ جانے آپکی محبت پدری پر کیکئی نے کیا سحر کر دیا۔ جیسے پرشورام سے دکھشا کی مرضی سے پرشورامیشور میرے دونوں سے بچوں کا

تو ہی نگہبان ہے۔ جلد چودہ برس گزار دے کہ نظر بھر کر پھر وہ صورتیں دیکھوں جن کی تصویر دل کے چوکھٹے میں جڑی ہوئی ہے۔ ایشور وہ دن کب آئیگا جب رامچندر کلیجے کو ٹھنڈک دینگے۔ اجودھیا کی قسمت کب جاگیگی اہل شہر کو کب دولت دیدار حاصل ہوگی
میں نے مجھ سے بڑھکر کوئی پاپن نہ ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں کسی گئو نے بچھڑا چھڑانے کے جرم میں سراپ دیا تھا۔ مہاراج میں تو جانتی ہوں کہ بن باس نہیں میری موت کا پیغام ہے نہ رام ہی طبیعت بہلانے کو ہیں نہ لکشمن اور نہ جانکی دل سمجھانے کو۔ میں نہیں سمجھتی کہ زندگی کیونکر ہوگی ‡

سرگ ۴۴

کوشلیا جی کے اظہار غم پر سومنت وزیر کی فہمائش
تسلی بخش خیالات۔ کوشلیا کی قدرے تسکین

کوشلیا جی کے رنج و غم کو دیکھکر سومنت وزیر نے کہا:-
مہارانی دل کو سمجھاؤ طبیعت سنبھالو۔ اب رونے دھونے سے کیا نتیجہ؟ رامچندر جی کو تم کلیجے کا ٹکڑا سمجھتی ہو۔ فقط مہر مادری ہے ورنہ وہ ساکشات ایشور ہیں۔ وہ پرماتما ہیں وہ ایشور نہ ہوتے تو بھلا انسان کی کبھی طاقت ہے کہ اس طرح راج پاٹ کو چھوڑ کر بن کا راستہ لے۔ ان کو راکھشسوں کا کیا خوف۔ ان کا ایک ایک بان ہزار ہزار راکھشسوں کو خاک پر سلائیگا۔ انہوں نے دنیا کو قائل قدرت کر رکھا ہے۔ کیسے لیے پر کھیل کھیلا ہے لکشمن جی بھی کوئی ایسے ویسے نہیں شیش جی کا اوتار ہیں جانکی ساکشات لکشمی ہیں۔ پھر ان کو کسی کا ڈر کہاں لکشمی وہیں رہتی ہیں جہاں دھرم ہو۔ پھر جانکی جی رامچندر کے ساتھ نہ جاتیں تو کہاں رہتیں ‡
باپ ماں کا دھرم یہ ہے کہ بیٹے کو نیک کام کے لئے سفر میں جاتے دیکھ کر اظہار غم سے بدشگونی نہ کریں بلکہ ہنسی خوشی رخصت کر کے آشیرباد دیں۔ جس میں کام سدھ ہو۔ آپ کہا کرتی ہیں کہ سوکمار کو گرمی کیسے برداشت ہوگی۔ بھلا سورج کی

بھی یہ محال ہے کہ ذرا تکلیف دے سکے۔ سورج کو کیا آپ کوئی اور جانتی ہیں اس میں روشنی کس کی ہے۔ آپ کے رامچندر کی۔ ہوا اُن کی نظر میں چلتی ہے۔ خاک نقش قدم کو آنکھوں سے لگاتی ہے۔ پھر شکر فضول۔ دن رات سورج چاند خدمتگزاری کرتے رہینگے۔ کیا آپکو سہدار اچھس کی لڑائی کا واقعہ یاد نہیں۔ راجہ دسرتھ تو جی چھوڑ کر جان کی فکر میں پڑ گئے تھے۔ مگر رامچندر جی نے تن تنہا تیروں کی بارش کی تو تمام راچھس زمین پر چت ہو گئے۔ رامچندر کی صورت دیکھکر راچھسوں کا دم فنا ہوتا ہے جیتے رہیں یہ بندر رسائے سے بھاگتے ہیں۔ ان کا کوئی بنا سکتا ہے۔ رامچندر کو کوئی اور نہ سمجھو۔ وہ سورج کے سورج۔ اگنی کے اگنی۔ راجوں کے راجہ۔ لکشمی کے لکشمی۔ برہما کے برہما۔ کیرتی کے کیرتی۔ چھما کے چھما۔ پرتھی کے پرتھی۔ دیوتاؤں کے دیوتا۔ خلاصہ یہ کہ ہمہ اوست ہمہ از دست۔ ہمہ اوست ہیں۔ اُن کو گھر میں تکلیف نہ سفر میں کلفت۔ وطن میں بھی آرام ہے اور بن میں بھی راحت۔ آپ ذرا صبر کریں وہ دن جلد آئیگا۔ جب آپ اپنے بہو بیٹوں کو دیکھکر سارا رنج و غم بھول جائینگی۔ اس لئے سورج فضول ہے۔ اگلے جنم میں بھگوان بشن نے تمہیں بردان دیا تھا کہ عنصر لطیف تمہارا نور نظر بنیگا۔ چنانچہ رامچندر وہی بشن بھگوان ہیں۔ قسمت کو سراہو کہ تمہیں جگت کا اُدھار کرنے والا بیٹا نصیب ہُوا۔ تم سے بڑھکر کون عورت دنیا میں خوش نصیب ہوگی جسے ساکشات بھگوان وشنو کی ماتا کہلانے کا فخر حاصل ہو ✤

سومتت کی تقریر نے کوشلیا کے آتش رنج پر برف بچھا دی۔ ان کے غم کا پہاڑ پھول ہو گیا۔ مگر راجہ دسرتھ نے غم کی آگ اور بھڑک اُٹھی اس پر جسطرح کسی نے روغن ڈالدیا ✤

سرگ ۴۵

سری رامچندر جی کی اہل شہر کو واپسی اجودھیا تک رفاقت و اطاعت بھرت کی تہمائش۔ اہل شہر کا ہمراہی کے لئے اصرار۔ برہمنوں کی

کوششیں۔ تمسا ندی پر قیام

رامچندر جی کے ساتھ ایک بھیڑ کی بھیڑ چلی جا رہی تھی رتھ لاکھ ہانکا جاتا تھا مگر اژدھام عام سے تیز نہ چل سکتا تھا۔ رامچندر جی اہل اجودھیا کا جوش محبت دیکھکر بولے۔ آپ سب لوگ کیوں تکلیف کرتے ہیں میرے چلے جانے سے آپکو اجودھیا میں کچھ بے لطفی نظر نہ آئیگی۔ میرے عوض بھرت جی آپ کی دلجوئی کرینگے اُن کی کمسنی پر آجانا عقلمندی نہیں وہ بڑے لائق ہیں یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ کیکئی ماتا کی ہٹ سے وہ مالک اور تخت جہانبانی ہوتے ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ بات کبھی نہ ہوتی تو بھرت جی کو ملکداری کی خاص لیاقت ہے۔ آپ لوگ بھرت جی کے راج کی خوشی منائینگے تو بھرت آپ لوگوں سے اور بھی خوش رہینگے۔ ماتا کیکئی کی بھی خاص نظر عنایت رہیگی اب میری رفاقت کی ضرورت نہیں۔ آپ کی خوش قسمتی نے آپ کو بھرت جی ایسے تاجدار کے سائے میں جگہ دی۔ شوق سے لوٹ جائیے اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرمایہ افتخار حاصل کیجئے میں ذمہ دار ہوں آپ کو بھرت جی کے راج میں ذرا بھی تکلیف نہ ہونے پائیگی۔ بھرت جی آپ کا دل ہاتھوں میں نہ لئے رہیں تو میں گنہگار اگر بھرت کی لیاقت جہانداری میں کچھ بھی کمی ہوتی تو میں خود بن باس اختیار نہ کرتا۔ ہمارے پتا جی آپ کی قسمت اور عنان حکومت اُن کے ہاتھوں میں نہ سونپتے کیا آپ نے پتا جی کے حقوق بھلا دئے۔ آپ کا فرض ہے کہ اُن کا غم غلط کیجئے۔ انکو ڈھارس دیجئے۔ وہ آپ کے پرمیشور ہیں۔ پہلے اُن کا درجہ ہے پھر اُن کے جانشین بھرت کا۔ بعدہٗ میرا۔

رامچندر جی لاکھ فہمائش کرتے تھے مگر کوئی ایک نہ سنتا تھا۔ ہر فقرے پر دلوں کے جوش محبت کو اور بھی ترقی ہوتی جاتی تھی۔ جو جوان تھے جن کے پاؤں میں طاقت تھی وہ تو رتھ ہی سے لپٹے جاتے تھے۔ ادھر ایک ذرا تھکا۔ اُدھر دوسرا گھوڑوں کے آگے دوڑنے لگا۔ بڈھے اور ضعیف جو پیچھے رہ گئے وہ گھوڑوں تک سے منتیں کر کے چلاتے تھے کہ ایشور کے لئے آہستہ آہستہ چلو۔ رتھ کی خوشامد کرتے تھے کہ بہت تیز نہ کرے۔ سومنتر سے خطاب تھا ارے کیوں بیدردی کر رہا ہے۔ آہ ذرا بھی غریبوں پر ترس نہیں یہاں پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں اور تو رتھ بڑھائے ہی چلا جاتا ہے

اچھا رامچندر جی خوب بے مروتی کرو۔ جتنی جی چاہے اور دکھ دے لو۔ ہم کو کیا معلوم
تھا کہ تمہارا دل بھی کیکئی سے زیادہ پتھر ہے۔ ہائے ذرا بھی رحم نہیں۔ فولاد کو بھی تم
نے مات کر دیا۔ خیر جاؤ ایشور تمہارا نگہبان۔ مگر دیکھ لینا کہ کتنے بیکسوں کا
خون تمہاری گردن پر ہوتا ہے۔ جس برہمن کی جان گئی۔ اس کی ہتیا تمہارے
ہی سر ہوگی ٭

سری رامچندر جی لاکھ دل مضبوط کر کے چاہتے تھے کہ کسی ایک کی بھی نہ
سنیں۔ منہ پھیر کر بھی نہ دیکھیں۔ کانوں پر ہاتھ رکھ لیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ
لیں مگر دل نرم تھا۔ طبیعت کسی کے درد دکھ کی متحمل نہ تھی۔ انہوں نے سمجھ
لیا کہ اہل شہر کسی طرح نہ مانینگے۔ ان سے پنڈ چھوٹنا محال۔ کہیں کسی کے چوٹ
آجائے کسی کی جان پر گزرے تو چلتے چلاتے مفت بدنامی ہو۔ اس لئے
انہوں نے رتھ کو روکا۔ سری جانکی جی و لکشمن جی سے بولے :۔

کہ اب رتھ پر چلنا مناسب نہیں کچھ دور ٹہلتے ہوئے چلیں۔ اہل
شہر کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ ان سے کسی طرح پیچھا چھڑانے کے
لئے یہی تدبیر ہے کہ پیدل راہ ناپیں ٭

جونہیں عازمان صحرا رتھ سے اترے۔ ہانپتے ہوئے برہمنوں نے سمجھا
کہ بس مراد پوری ہوئی۔ ایک شور مسرت بلند ہو گیا کہ

مبارک مبارک! اجودھیا کی سوئی ہوئی تقدیر جاگی۔ ہم لوگوں کی قسمت
کا آفتاب گہن سے چھوٹا۔ مگر کیسی واپسی۔ کیا وطن کا خیال۔ رامچندر نے
پھر مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ اجودھیا کتنی دور ہے وہ آگے ہی قدم بڑھائے
چلے۔ جب یہ رنگت دیکھی تو برہمنوں نے دہائی کھینچی کہ

کیوں رامچندر آج وہ آپ کا دھرم کہاں گیا۔ برہمنوں کی طرف پیٹھ
رشیوں سے قدم آگے۔ آپ کو اتنا لحاظ و پاس نہیں ٭

ادھر کچھ لوگ یوں چلاتے تھے ادھر کچھ کہتے تھے کہ کیا غضب کرتے ہو جیتے
چاہیے چلے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ رامچندر جی کہدیں کہ خیر دور ساتھ نہ چلنا لوٹ جاؤ گھر کو ٭
جن برہمنوں میں چلنے کی سکت تھی وہ جھپٹے ہوئے آگے بڑھے اور سری رامچندر جی سے کہا

رگھو کل بھوشن ہم لوگ خالی ہاتھ نہیں آئے ہیں یہ دیکھئے ہون کی لکڑیاں لدی پھندی ہیں۔ آپ کے لئے ایک چھتر بھی ساتھ ہے کہ حسب ضرورت جگیہ کے وقت آپ کے سر پر سایہ فگن رہے۔ ہم لوگوں کو اب شہر سے کام نہیں وید شاستر پاندھ کر رکھ دئے اب جو کچھ دھرم ہے وہ آپ ہی کے ساتھ ہے ÷

برہمنوں کا منشا تھا کہ کسی طرح رامچندر جی پھر کر اجودھیا کی طرف دیکھ لیں پھر وہ اُن کو لوٹا لے چلیں۔ اس لئے بہت سی باتیں سنائیں مگر سری رامچندر جی نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا۔ خاموشی سے آگے بڑھتے ہی گئے ÷

اب برہمنوں نے دوسرا فقرہ چلایا وہ بولے کہ

مہاراجہ دسرتھ کا دیا ہُوا سب کچھ موجود ہے۔ آپ کے اقبال سے اچھے اچھے مکان کھڑے ہیں۔ مگر جب آپ سونے کی اجودھیا کو چھوڑتے ہیں تو اب ہمیں گھروں سے کیا کام۔ ہم تو خوش نصیب ہیں کہ آپ کے قدموں کے ساتھ ہیں مگر کمبخت استریوں کی ہے ابھی تو وہ گھر میں رو پیٹ رہی ہیں۔ جب اُن کو سب طرح سے مایوسی ہو جائیگی تو سب گھر گرہستی چھوڑ کر چل کھڑی ہونگی۔ ہم لوگ نہ جانے کہاں ہونگے۔ وہ سب نہ جانے کہاں۔ اے سری رامچندر ذرا دیکھ تو لو کہ ہماری صورتیں کیا ہو گئی ہیں۔ ساری بدن پر گرد ہی گرد ہے بالوں کی سیاہی نظر نہیں آتی پلکوں بھر گئے ہیں آنسوؤں نے چہرے پر مٹی لیپ دی ہے مگر افسوس کہ آپ کو ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ کہکر سب کے سب ایک ساتھ آگے بڑھکر سامنے آئے اور زمین بوس ہو کر ساشٹانگ ڈنڈوت کرنے لگے اور پھر درخواست کی ÷

کہ ہم جگیہ کرنے والے ہیں۔ آپ کا شریک ہونا مقدم ہے اب تو آپ کو اجودھیا چلنے میں کچھ عذر نہ کرنا چاہئے ÷

رامچندر جی یہ درخواست سُنکر سخت گھبرا گئے اُنہوں نے سوچا کہ ابھی تو پتا جی کے بچن کی پھانسی سے ذرا بھی گلو خلاصی نہیں۔ اب یہ برہمن دھرم کی زنجیر میں جکڑتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بات چیت میں کوئی لفظ ایسا زبان سے نکل جائے۔ جس کی پابندی مجھ پر لازم ہو۔ اُنہوں نے اس موقع پر بھی زبان نہ ہلائی۔ یہانتک کہ برہمن پیچھے پیچھے دوڑتے تمسا ندی کے کنارے پہنچ گئے۔ جہاں سومنتر نے

رتھ رو کا گھوڑے کھولے اور سری رامچندر جی لکشمن جی و جانکی جی نے پہلی منزل
پر قیام فرمایا اہل شہر بھی وہاں ہی ڈیرہ بستر الگا کر جم بیٹھے +

سرگ ۴۶

رات بھر تمسا ندی پر قیام۔ صبح کو اہل اجودھیا کے عالم غفلت میں دریا کا عبور۔ باشندگان شہر کی مغالطہ دہی کے لئے رتھ کی اجودھیا کے رُخ روانگی

آفتاب غروب ہو گیا گوشہ مشرق میں شفق کی سُرخی اور شام کی ہلکی سیاہی پانخوردہ
ہونٹوں پر مسی کی اودا ہٹ کا لطف دکھانے لگی۔ سب لوگ تمسا ندی کے کنارے
لہرائی ہوئی موجوں کی بہار دیکھنے لگے۔ رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ
آج کی رات سے ہماری جلاوطنی شمار ہو گی۔ اب ہمیں تمہیں مناسب ہے کہ اجودھیا
کا خیال مطلقاً دل سے بھلا دیں۔ اب تک ہمیں تمہیں وطن کی محبت ہے اُس کا اثر دیکھ
کر پرند خاموش چرند گوشہ گیر۔ درخت بے حس و حرکت۔ گل چاک دامن غنچہ لب بستہ
حیوانات و نباتات کی جب یہ کیفیت ہے تو اہل اجودھیا نہ جانے کس حال میں ہونگے
والدین کی جان پر نہ جانے کیا گزر رہی ہو گی۔ ماتاؤں کو رات کا ٹنا دشوار ہو گا۔ دل کو
دل سے راہ ہوتی ہے۔ خون کا جوش کسی طرح تاثیر کئے بغیر نہیں رہتا اگر ہم پریشان
رہینگے تو ماں باپ کے دلوں کو اور بھی صدمہ ہو گا مجھے جلاوطنی کا کچھ رنج نہیں اجودھیا
چھوٹ گئی بلا سے غم ہے تو یہ کہ بڈھے ماں باپ روتے روتے آنکھیں نہ پھوڑ لیں
تم نے رفاقت کی۔ تمہارے خون جوش کی کہاں تک تعریف کروں۔ اب مجھے جانکی جی
کی طرف سے بھی اطمینان ہو گیا۔ تم اُن کی خاطر داشت اور نگرانی کرتے۔ واجب
تو یہی تھا کہ آج ہی سے کند مول پھل پر کفایت کی جاتی مگر نہیں مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس وقت کچھ کھانا کھا کر دو گھونٹ پانی پی لیں پھر کل سے دیکھا جائیگا
بھوک پیاس کس کو تھی مگر نہیں کچھ سٹ پٹ کھا پی کر سب نے منہ جوٹھا لیا

بارھوں ڈنڈ اکادشی نہ رہی اب لکشمن اٹھے ادھر ادھر سے پتے بٹور لائے اور اسی کا فرش بچھا دیا۔ سری رامچندر جی اور سری جانکی جی نے اسی بستر پر استراحت پائی اور لکشمن جی دھنش بان لئے ہوئے ادھر ادھر پھر کر چوکسی کرنے لگے رامچندر جی اور جانکی جی کو نیند آئی مگر لکشمن جی اور سومتر کی پلک نہ جھپکی۔ کوری آنکھوں سویرا ہو گیا ابھی صبح کی سفیدی نمودار ہوئی تھی کہ رامچندر جی کی آنکھ کھلی انہوں نے اہل شہر کی طرف نظر ڈال کر ایسا سحر کر دیا کہ کسی کی نیند نہ اچٹے۔ سب دیر تک خراٹے ہی لیتے رہے سب کو بستر غفلت پر خواب راحت دیکھکر سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

اہل اجودھیا ساتھ چھوڑنے والے نہیں۔ یہ جان دیدینگے مگر رفاقت سے منہ نہ موڑینگے۔ ہم سب صحرا نوردی کو تیار ہیں تو بھیڑ بھاڑ سے کیا کام ان سب بال بچے مفت تباہ ہونگے شہر اجڑ جائیگا۔ اس سے بہتر ہے کہ جبتک ان کی آنکھ کھلے ہم لوگ کہیں سے کہیں پہنچ جائیں۔ جب یہ جاگینگے تو ہمیں کون پائیگا آخر ادھر ادھر مار کر آپ ہی واپس چلے جائینگے ان سے پیچھا چھڑانے کی تدبیر ہے تو بس یہی +

لکشمن جی نے تائید کی اور سومتر کو حکم ہوا کہ رتھ تیار کرے۔ رتھ جت گیا۔ رامچندر جی جوگ شکتی اور طاقت غیبی سے دریا کے اس پار ہو گئے۔ دریا کا چڑھاؤ کچھ معلوم ہی نہ ہوا۔ اب رامچندر جی کو فکر ہوئی کہ کہیں اہل اجودھیا رتھ کے پہیوں کا نشان دیکھکر ندی میں نہ کود پڑیں کہ مفت جان جائے۔ اس لئے خود تو وہاں مخفی ہو گئے اور سومتر سے کہا کہ "اتر کی طرف رتھ ہنکا لے جائے" +

سومتر نے حسب ہدایت رتھ اتر کی طرف ہانکا۔ اتر سے پھر دکھن کی طرف باگ موڑی۔ غرض یہ تھی کہ اہل اجودھیا سمجھیں کہ رتھ اجودھیا کو لوٹ گیا اور رامچندر گھر پلٹ گئے +

سرگ ۴۷

سری رامچندر جی کے ہمراہی اہل اجودھیا کی

خوابِ غفلت سے بیداری۔ سری رامچندر جی کے لئے بیقراری۔ غم انگیز خیالات۔ فکر و تلاش میں واپسی اجودھیا۔ افسوس و ملال

اہل شہر ہوائے سرد کے جھونکوں سے جاگے تو رامچندر وغیرہ کا پتہ نہ پاکر رو تے چلاتے اُٹھے۔ ادھر دیکھا اُدھر ڈھونڈا مگر کہیں نشان نہیں۔ سوچے کہ بس اب زندگی فضول ہے۔ موت بھی کچھ مشکل نہیں۔ مصیبت کاٹنے کو تمسا ندی موجود ہے بہتوں نے ڈوب مرنے کا ارادہ کیا۔ بہتوں نے زہر کھانے کی ٹھانی۔ بہت وہیں لیٹ گئے کہ اب مر ہی کے اُٹھینگے۔ بہت درختوں سے سر ٹکرانے لگے کہ اسی طرح جان نکال کر رہینگے۔ کوئی اپنی نیند کو کوستا تھا۔ کوئی خوابِ غفلت پر آنسو بہاتا تھا کچھ سوچتے تھے کہ رامچندر دھوکے باز نہیں وہ جانتے تھے کہ ہم لوگوں کی زندگی انہیں کی ہمراہی پر منحصر ہے مگر ہم لوگوں سے ضرور کوئی خطا ہوئی جس پر ہمیں بے کہے چل کھڑے ہوئے کیکئی کے پاپ سے انہوں نے اجودھیا کو چھوڑ دیا۔ ہم لوگوں کے کسی ادھرم سے وہ ہم سب کو دھتا بتا گئے۔ کوئی سوچتا تھا کہ ندی میں ڈوب تو مریں مگر مٹی سکار تھ نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد نہ جانے بھوت کی جُون ملے نہ جانے پریت کی۔ کسی کو ٹھنی تھی کہ اب گھر لوٹنا ہی فضول۔ یہیں دھونی رماؤ اسی جگہ بھجن بھگتی سے دل بہلاؤ۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ کچھ نہیں لکڑیاں پٹی پڑی ہیں انہیں کا چتا بنا کر سب کے سب جل جائیں خس کم جہاں پاک آپ مرے جگ پرلے کسی کی رائے تھی کہ خودکشی فضول۔ اسی طرح اپنی ہی ہانکتے تھے۔ اور ہر ایک شخص ایک نئی تجویز سوچتا تھا کسی وقت یہ خیال ہوتا تھا کہ کہیں عیال و اطفال انتظار کے صدمے اٹھا کر جان نہ دیدیں کسی وقت یہ وہم تھا کہ ہم یہاں چولا چھوڑ دیں اور ادھر کہیں رامچندر جی اجودھیا ہی کو نہ واپس لوٹ گئے ہوں۔ سری رامچندر جی گو وہاں نہ تھے مگر انہیں اہل اجودھیا کی بیقراریاں چشم دل سے نظر آرہی تھیں۔ انہوں نے سوچا کہ لوگ اس وقت آپے میں نہیں کہیں کثرت غم سے جان دینا نہ شروع کر دیں اس لئے انہوں نے قدرت کاملہ سے مت

پلٹ دی۔ وہاں ہر ڈھنگ تو تھا ہی جو لکھتا تھا اپنی ہی کہتا تھا۔ اتنے میں ایک دو
شخصوں کی کچھ آنکھیں کھلیں۔ انھوں نے کہا کہ
بھائی ابھی جان دینے سے کیا حاصل۔ یہ بھی تو دیکھو کہ رامچندر گئے کدھر کوئی
اور پتہ نہ بتائیگا تو رتھ کے پہیوں کا نشان کہاں اُڑ گیا ہے لے آؤ چلو سب ملکے
نظر دوڑائیں جدھر رتھ کی لکیر ملے۔ اُسی طرف آنکھیں بند کئے چلو کہیں نہ کہیں تو
رامچندر ملینگے۔ آج نہ سہی کل۔ کل نہ سہی پرسوں ÷

لوگوں نے یہ رائے پسند کی اور ادھر اُدھر دیکھنے بھالنے لگے پہلے تو تمسا ندی
کے کنارے دیکھا پہیوں کا نشان نظر آیا مگر ساتھ ہی اس کے قریب دوسری لکیر دکھائی
دی جو سیدھی اُتر کی طرف چلی گئی تھی۔ یہ لوگ خوش ہو گئے کہ بس مار لیا ہو نہ ہو رامچندر
گھر لوٹ گئے۔ رامچندر اندھیرے منہ نہ سہی تو پو پھٹتے ہی وہاں سے روانہ ہوئے تھے
اس وقت وہ شاید تین کوس نکل گئے ہونگے۔ اس لئے پہیوں کا نشان جا بجا مٹ
گیا۔ اہل شہر اسی طرح لکیر دیکھتے ہوئے بڑھتے چلے گئے تو ایک جگہ معلوم ہوا کہ رتھ دکھن
کی طرف مڑا ہے یہ راستہ سیدھا اجودھیا کا تھا۔ ہر ایک نے سمجھ لیا کہ بس اب فکر و تشویش
فضول۔ رامچندر جی گھر پہنچ گئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم لوگوں کو سوتے سے نہ جگایا سمجھے
ہونگے کچی نیند جگانا اچھا نہیں کل دن بھر کے پریشان ہیں نیند بھر سو لینے دو
بس بس اب جان میں جان آئی محنت ٹھکانے لگی چودہ برس کی بلا ٹلی ÷

اہل اجودھیا اسی طرح من کے لڈو کا مزہ لیتے ہوئے اجودھیا میں پہنچ گئے وہاں
دیکھا تو وہی کہرام وہی دکھڑا جسے دیکھو سر دھن رہا ہے۔ جدھر نظر اٹھاؤ آنسوؤں کی
ندیاں بہتی ملتی ہیں۔ اب تو ان سب کے اوسان جاتے رہے۔ سر پیٹنے لگے کہ ہائے بڑا
دھوکا ہوا سری رامچندر جی نے تو سراب کرامات کر دیا۔ مگر ہم اور ہموطنوں کو کیونکر منہ
دکھائیں کس طرح سب سے آنکھیں چار ہونگی۔ ہر ایک ٹھوکیگا کہ بس چھوڑ آئے رامچندر
کو۔ اس خیال نے اُن کے زخم رسیدہ دل کو اور تڑپا دیا رونے پیٹنے لگے کہ ہائے
رامچندر جی کی جدائی کا غم تو تھا ہی ہماری ناکام واپسی نے جلے پر اور نمک مرچ چھڑکا
اب اہل شہر کے سامنے کیونکر جائیں۔ بے عزتی سے جائیں بھی تو نہ جانے وہ اپنا کیا
حال کریں اگر اُن کی جان گئی تو پاپ اپنے سر ہوگا ان مایوس اہل اجودھیا کو ساری اجودھیا

سونی نظر آتی تھی ۔ اجودھیا تو وہی تھی مگر رونق کا اس طرح نام نہ تھا جس طرح گہنائے سورج میں روشنی کا بجھے چراغ میں لو کا ۔ اُنہوں نے سوچا کہ کسی طرح آج تو رات کو منہ چھپا کر بال بچوں سے مل لیں سویرا ہو گا تو پھر جو مصلحت ہو گی کی جائیگی مگر اجودھیا باسیوں کی نظر بچا کر گھر جانا ضروری ہے ۔ اس انتظام کے لئے سب نے دوپٹوں چادروں سے منہ لپیٹے اور چوری چھپے ایسی گھبراہٹ سے چلے کہ اپنے اپنے گھروں کی پہچان نہ رہی کوئی کسی کے گھروں میں گھس گیا کوئی کسی کے مکان میں ؀

سرگ ۴۸

اہل اجودھیا کی عورات کا رنج ۔ اپنے شوہروں پر طعنہ زنی وغیرہ

سری رامچندر جی کے ہمراہی اہل شہر لاکھ چھپے چوری گھروں میں گئے مگر کلہیا میں گرمنہ پھوٹ سکا ۔ چاروں طرف شور مچ گیا کہ رامچندر نہیں آئے ۔ باشندگان اجودھیا اپنا سا منہ لئے ہوئے واپس آئے ہیں جو لوگ اپنے گھر پہنچ گئے اُن کا ذکر نہیں مگر جو ادھر اُدھر بھول بھٹک گئے اُن کی استریاں جہاں تہاں سے ڈھونڈ لائیں عورتوں کو توقع تھی کہ یہ لوگ اکیلے نہ آئینگے سری رامچندر کو ضرور واپس لائینگے مگر جب شوہروں کا چہرہ اُداس پایا آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے تو مایوس ہو گئیں بولیں کہ ہائے تم نے لٹیا ڈبو دی ۔ کیا اور کر نہ جانا گئے اور سری رامچندر کو نہ لائے تو پھر منہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی ۔ دیکھو لکشمن مرد تھے جو ساتھ گئے سیتا جی عورت تھیں جو قدم سے جدا نہ ہوئیں تم لوگوں کی زندگی پر روف ہے جو قدموں کے ساتھ جا کر جدا ہو گئے شرم ۔ شرم ۔ جب رام کے قدم چھوڑ دئے تو تمہاری زندگی کا لطف ہی کیا ۔ تم سے وہ گھاس پھوس کانٹے پتے درخت جانور اچھے جو پہاڑوں جنگلوں میں سری رامچندر جی کو دیکھ دیکھکر جنم سپھل کرینگے ۔ تمہاری سونے چاندی کی مسہری پر لعنت غرض کمخواب کو دو شال نہیں تو جینے کا مزہ تب ہی تھا جب سری رامچندر جی کے ساتھ جنگل میں پتوں پر اسی طرح سوتے

جس طرح کل کر آفتاب سر پر آگیا اور آنکھ نہ کھلی بس معلوم ہو گیا کہ ہم لوگوں کی محبت میں پھنسکر لوٹ آئے۔ہائے بڑا غضب کیا اب ہمارا ارادہ ہے کہ اس وقت تک دانہ پانی نہ کریں جبتک سری رامچندر جی کے قدم نہ دیکھ لیں۔اُٹھو چلو ہم بھی چلینگی۔تم رامچندر جی کی خدمت کرنا ہم جانکی جی کی۔ابھی سری رامچندر جی یہیں کہیں قریب ہونگے بہت دور نہیں گئے۔بس ہم سب بچوں سمیت جنگل ہی میں اجودھیا بسائیں۔کیکئی کے راج میں ہمیں گھڑی بھر رہنا منظور نہیں۔اُسے جب ایسے لائق وفائق بہو بیٹوں کا درد دُکھ نہ ہُوا تو ہم اُس کے کون ہیں۔جب دل پر رکھے جو چاہے گت مکت کرادے اُس کو کون روکنے والا ہے اگر تم کو وِدھوا نگری میں رہنا منظور ہو تو خوشی سے رہو ہم اکیلی بن کا راستہ لینگی۔جہاں رامچندر جی ہیں وہاں ہم کو کسی بات کا خوف نہیں۔تم پاپی تھے اس لئے رامچندر جی نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔چلنا ہو تو چلو ہم دکھادیں کہ کیونکر رامچندر ہمارا ساتھ چھوڑتے ہیں۔سُکھ میں رام بغل میں اینٹیں نہ ہونا چاہئیں۔تم سب تو دودھڑ میں پھنسے تھے۔ادھر سری رامچندر جی کی رفاقت کا بھی جوش۔ادھر گھر والوں کا بھی خیال۔بھلا دومنھے سانپ نے بھی کبھی کوئی تاکا ہُوا شکار مارا ہے۔ادھر ایک منہ لپکا ادھر حسد سے دوسرا منہ بڑھا کہ نہیں میں شکار ماروں دونو منہ اس دودھڑ سے اپنا سا منہ لیکر رہ جاتے ہیں اور شکار نکل بھاگتا ہے تم کو یہ اطمینان ہوگا کہ بھرت اچھی طرح راج کرینگے مگر یہ بھی تو سمجھو کہ جس کیکئی نے راجہ دسرتھ ایسے بن رسیدہ زمانہ دیدہ دھرماتما نیک نفس راجہ کی عقل پر پردے ڈالدئے بھرت ایسے ناتجربہ کار اور پھر اپنے بیٹے کو سکھا پڑھا کر کیا کیا آفتیں برپا نہ کریگی ÷

مردوں کو ان باتوں کا کچھ جواب نہ آتا تھا وہ سر جھکائے ہوئے روتے تھے اور ہائے رام ہائے رام کی رٹ لگی ہوئی تھی۔تمام شہر میں ہڑتال ہو گئی شادی بیاہ جنے بیسنی کی خوشیوں کے جلسے چودہ برس کے لئے بند ہوئے۔ہوَن کنڈوں میں پانی بھر دیا گیا۔جگیہ ادھورے چھوڑ دئے گئے۔اب سب کو یقین ہو گیا کہ اجودھیا چودہ برس کے لئے سونی ہو گئی۔رامچندر جی جب آج نہ لوٹینگے تو پھر کب لوٹینگے ÷

سرگ ۴۹

سری رامچندر جی کی تمسا ندی سے روانگی۔ دریائے گومتی پر رونق افروزی۔ گومتی کا مہاتم۔ نصیحت خیز خیالات

سری رامچندر جی جب تمسا ندی کے پار پہنچے تو سنگھم میں نت نیم کیا۔ تھوڑی دیر میں سومنتر پھر رتھ لیکر آیا۔ سری رامچندر جی روانہ ہوئے۔ گھوڑوں کی باگ جنوب کی طرف موڑی گئی۔ جدھر جدھر سے رتھ گزرا لوگ دوڑ کر جمع ہو گئے۔ سب کے چہروں پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ سب راجہ دسرتھ اور کیکئی کو برا بھلا کہتے تھے کوئی کیکئی پر الزام رکھتا تھا کسی کا خیال تھا کہ کیکئی ناقص العقل ہے اس کا کچھ قصور نہیں۔ راجہ دسرتھ کی عقل سٹھیا گئی ورنہ کوئی کسی کے کہنے سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو آنکھوں سے جدا کر دیتا ہے اور وہ بھی ایسی بیدردی سے کہ چودہ برس تک بن باس کی ٹھوکریں کھائیں نہ کوئی نوکر نہ چاکر نہ کوئی خورد و نوش کا سامان نہ کوئی پوشاک لباس۔ یہ پرن نباہنا نہیں جتنا چلنا ہے۔ ہائے کیسے بھولے بھالے رام لکشمن۔ آہ کیسی نازک جانکی۔ ان کو یہ تکلیفیں۔ کون پتھر دل تھے۔ جنہوں نے ان کے واسطے بن باس تجویز کیا ؏

یہ سب باتیں سری رامچندر جی کے گوش گزار ہوتی تھیں مگر وہ کان نہ دھرتے تھے دل میں کہتے تھے کہ زبان خلق روکے سے رک نہیں سکتی۔ اس لئے ایک حق ہی کافی ہے۔ ہم جس غرض سے جاتے ہیں وہ کسی کو کیا معلوم نہ کیکئی تا تا کی خطا ہے نہ پتا جی کا قصور ؏

رتھ چلتے چلتے گومتی ندی پر پہنچا رامچندر جی لکشمن جی سے بولے:۔ دیکھو یہی سری گومتی جی ہیں۔ انہیں کی تعریف وید میں تم نے دیکھی ہو گی جو گومتی جی میں نہایا اس کے کئی جنموں کے پاپ ایک سرے دھو گئے۔ اب دیکھیں ان کے پھر کب درشن ہونگے اور پھر یہاں شنکار کرینا کب نصیب ہو گا؟ آخری فقرہ کہکر سری رامچندر جی کو خیال ہوا کہ سومنتر یہ شک کرے کہ چلتے وقت بن باس

کو تپشوی کے بھیس میں اور اب تک شکار اور خونریزی کا خیال دل سے دور نہ ہوا۔
اس خیال کی تردید میں اُنھوں نے لکشمن جی سے کہا کہ
بھائی! چھتری جب شستر ودیا سے واقف نہ ہو تب تک دشمن پر کیونکر غالب
آسکتا ہے۔ شستر ودیا کی مشق تو انسان پر ہو ہی نہیں سکتی۔ نشانہ اُس چیز پر
لگانے سے عبارت ہوتی ہے جس پر ہر ایک کی نظر نہ جمے۔ اسی لئے عقلمندوں نے
ہرن کو تجویز کیا ہے۔ اس کی چالاکی اور پھرتی۔ چوکڑی اور چھلاوے کو کوئی اور ذیروح
نہیں پہنچتا۔ اس پر نشانہ لگانا ہر ایک کا کام نہیں۔ چنانچہ میں اگر شکار کھیلتا ہوں
تو فقط انہیں اصول پر جو چھتریوں کے لئے نشانہ بازی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں
ایسا شکار شکار نہیں بلکہ چاند ماری کا سا ایک کھیل ہے جس کے لئے چھتری راجوں
کو اجازت ملی ہے۔ مگر اب مجھے شکار سے کیا کام۔ اب تو میں اس لائق ہی نہیں
ہاں جب پھر یہاں ایشور پہنچائیگا تو دیکھونگا کہ نظر کی وہ شست ہے کہ نہیں۔
لکشمن جی یاد رکھو کہ راجوں کے لئے سات باتوں کی مطلق اجازت نہیں +
غیر عورت سے صحبت۔ قمار بازی۔ روزانہ شکار۔ شراب خوری۔ سخت زبانی۔
ناکردہ گناہ کی دلآزاری۔ فضول خرچی۔ جو ان قطعی ممنوع عادتوں کا خوگر ہوا سمجھ
لو کہ بس اُس کے راج پاٹ کی خیر نہیں +

سرگ ۵۰

سری رامچندر کی سری گنگا جی کے کنارے رسائی۔ راجہ گوہ نکھاد کی حاضری باہم ملاقات

سری رامچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی تینوں سومنتر سے بولے کہ
اب ہم کو اجودھیا سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ یہاں سے
پرنام کریں +
یہ کہکر سب نے اُتر کی طرف رُخ کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ

اے اجودھیا پوری۔ اے جنم بھومی۔ اب تجھ سے رخصت ہوتے ہیں تیری مہماں کا کیا کہنا۔ تیری عظمت کو کوئی اور پوری نہیں پہنچ سکتی۔ تیرے درشن کی خواہش دیوتاؤں کو بھی گھسیٹ لاتی ہے۔ چودہ برس تک ہم معذور ہیں۔ جب جیتے جاگتے آئینگے تو تیری خدمت کرینگے۔ تیرا احسان کبھی بھولنے والا نہیں ہم اس وقت تو اُرن نہیں ہو سکتے کیونکہ دھرم نے اپنے شکنجے میں کس لیا ہے +

اجودھیا کو پرنام کرکے اُنہوں نے پریاگ و کاشی کو بھی نمسکار کیا چشم خیال میں جو شخص نظر آیا وہ دھرماتما اور صادق القول۔ دیومندروں کی رونق سے دل خوش ہو گیا۔ جگیہ کے ساز و سامان سے طبیعت پھڑک اُٹھی امیروں کی دولت نظر میں پھرتے ہی جوش مسرت سے بول اُٹھے کہ اہل زمانہ کی پرورش کے لئے تو سیاں کافی ہیں راجوں کی اہل حاجت کو ضرورت کیا۔ وید و شاستر کا چرچا دیکھکر اُن کو خیال ہُوا کہ دھنیہ ہیں وید پڑھنے والے اور سُننے والے لوگ انہیں نظاروں سے دل بہلاتے ہوئے وہ گنگا جی پر پہنچے جس وقت گنگا جی کی لہریں دیکھیں کلیجہ تر ہو گیا لکشمن جی کو لے۔ دیکھو یہ وہی گنگا جی ہیں جن کی عظمت ترلوک میں ہے۔ دیوتا۔ رشیسر۔ گندھرب کون ہے جس کو ان سے نجات کی آرزو نہیں۔ گنگا جی ساکشات لکشمی ہیں سکھ ان سے ملتا ہے مکتی ان سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی پرستش کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ دن رات میں جب چاہو پوجا کرلو ہر وقت ثواب حاصل کرنے کا اختیار ہے یہ گنگا جی ہمارے خاندان کے تارنے والی ہیں۔ ان کا ظہور بشن جی کے چرنوں سے اور نزول شوجی کی جٹوں سے ہُوا ہے ہمارے بزرگ خاندان مہاراجہ بھاگیرتھ کی بدولت یہ دار فانی میں آئیں مہاراجہ سگر کے ساٹھ ہزار بیٹوں کو انہیں نے تارا جب گنگا جی مہارانی سُمندر کی استری ہیں اور ہر کس و ناکس کو مکت دیتی ہیں +

یہ فرماکر سومتر سے ارشاد فرمایا کہ ایسی متبرک جگہ چھوڑکر اور کسی جگہ قیام کرنا فضول ہے۔ کیونکہ پھر سری گنگا جی کا درشن مشکل سے نصیب ہوگا۔ دیکھو گنگا جل پینے والے چرند پرند کیسے خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ درختوں کو دیکھو کس طرح آنکھیں ہری کرتے ہیں۔ تمہیں سرنگ بیر پور سے بڑھکر اچھا مقام اور نہ ملیگا بس یہیں گھوڑے کھول دو +

سومنتر نے تعمیل ارشاد کی۔ رتھ رُک گیا۔ گھوڑے کھُل گئے۔ درود مسعود کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ نکھاد قوم کا راجہ گوہ[1] نوید مقدم سُنکر قدمبوس ہُوا تحفہ تحائف پیش ہوئے +

سری رامچندر جی نے بھی بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ مزاج پرسی و خاطرداشت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا +

نکھاد قوم حالانکہ ملاح تھی۔ مگر ایشور بھگتی اور جپ جوگ سے وہ فضیلت حاصل کر لی تھی کہ اچھے اچھے رشی اور عالم سے عالم برہمن اُس کے یہاں کھانے پینے سے پرہیز تو کیا اُلٹے فخر کرتے تھے۔ راجہ گوہ نے مہادیو جی کی خوب تپسیا کی تھی اور بس حد ہے کہ وید بھی اس کی ثنا و صفت میں تر زبان ہُوا +

راجہ گوہ نے قدموں پر سر جھکا کر عرض کی کہ

مہاراج! یُوں یوں تو آپ کے چرنوں کا داس اور خدام بارگاہ ہوں مگر جس طرح اجودھیا میں آپ کا سکہ جاری ہے۔ ویسا ہی سرنگ بیرپور میں میرا۔ آپ نے یہاں قیام فرمایا یہ ہم لوگوں کی خوش نصیبی ہے۔ یوں تو آپ ہمارے سرتاج ہیں آپ کے سامنے ہماری حقیقت کیا +

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر آج تو آپ ہمارے مہمان ہیں پس آپ دعوت قبول فرماویں۔ ہم لوگوں کو کچھ توفیق نہیں۔ ذرہ میں آفتاب کی میزبانی کا دم کہاں۔ مگر

برگ سبز است تحفہ درویش

---

[1] پدم پوران میں ذکر ہے کہ پچھلے جنم میں نکھاد نہایت رذیل اور سیدھا تھا۔ ایک روز بھوک سے پریشان ہوکر شہر سے دور نکل گیا۔ رات ہو گئی۔ مگر کہیں سے ٹکڑا نہ ملا۔ رہنے کا بھی کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ اس لئے بل کے درخت پر چڑھ گیا کہ کسی طرح رات بسر ہو جائے اور جانوران صحرائی سے جان بچے۔ درخت پر خالی بیٹھا نہ گیا۔ بل کی پتیاں توڑ توڑ کے نیچے پھینکنا شروع کیں۔ درخت کے نیچے مہادیو جی تشریف فرما تھے وہ بہت خوش ہوئے اور بردان دیا اور بل تیر چڑھانے والے تو راجہ ہو تو بھی سوام کارتک کی طرح ہمارا بیٹا ہے تو نے مجھے خوش کیا تو تجھے سری رامچندر جی کے درشنوں سے بھی خوشی حاصل ہو گی:

چار ذائقے کے ماحضر پیش نظر ہیں۔ ایک وہ جس کے ذائقے کو زبان سے تعلق ہے۔ دوسرے وہ جس کا مزہ دانت جانتا ہے۔ تیسرا وہ جس کی چاشنی چاٹنے سے خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ چوتھے وہ جس کی لذت گھونٹ ہی جانتا ہے ٭

رامچندر جی نے راجہ گوہ کا شکریہ ادا کیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ گو میں چھتری ہوں برہمن کی طرح گھر گھر کا کھانا نہیں کھا سکتا۔ مگر مجھے آپ کی دعوت قبول کرنے سے مطلق پرہیز نہیں۔ میں ردِ دعوت کو خلاف سمجھتا ہوں لیکن ذرا غور کیجئے میں راجہ نہیں نہ راجگی کے ٹھاٹ باٹ سے کام ہے۔ اب ایک بن باسی اور تپشوی ہوں۔ ثبوت درکار ہو تو لباس دیکھ لیجئے کہ کیا ہے میں صرف دھرم کی راہ چلنے کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ کند مول پھل کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی قسم کھائی ہے۔ اگر میں آپ کی دعوت قبول کروں تو فرمائیے مجھ سے اپنے دھرم کا نباہ کیسے ہو سکیگا۔ اسی لئے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ کچھ اور خیال نہ کریں۔ سامان دعوت میرے گھوڑوں کو کھلا دیں میں آپ کا از حد ممنون ہونگا ٭

راجہ گوہ رام بھگت تھا۔ اُس نے خوشی سے کل کھانے گھوڑوں کو کھلا کر سری رامچندر جی سے خلعت خوشنودی حاصل کیا۔ شام ہو گئی تھی۔ سومنتر نے کُش آسن بچھا دئے۔ جس پر سری رامچندر جی و سری جانکی جی نے آرام کیا چونکہ گنگا جی ایسے مقدس تیرتھ پر پہلے پہل گزر ہوا تھا۔ اس واسطے سب برت رہ گئے اَن جل کچھ نہ کیا۔ جبتک سری رامچندر جی بیدار رہے تب تک سری لچھمن جی راجہ گوہ نکھاد نے خدمتگزاری کی۔ جب پلک جھپکی تو دھنش بان لیکر محافظت میں مصروف ہو گئے۔ رات بھر آنکھ نہ جھپکائی ٭

سری رامچندر جی کو عالم صحرا نوردی اور اس سے بے سرو سامانی کی حالت میں دیکھ کر کون تھا جس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوتا ہو۔ رات بھر اسی کیفیت سے غمناک ہو کر چاند ستاروں نے بھی ایسی ٹکٹکی باندھی کہ سورج کی بھی آنکھ معمول سے خلاف دیر میں کھلی ٭

سرگ ۵۱

راجہ گوہ نکھاد اور سری لکشمن جی کی گفتگو نگہبانی کے وقت

جس وقت سری رامچندر جی سو گئے نکھاد نے لکشمن جی سے عرض کی کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں مَیں غلامی کو حاضر ہوں آپ بھی ذرا کمر سیدھی کرلیں ساری نکھاد کی فوج طلایہ پھر رہی ہے پھر کسی بات کا خوف کیا +

لکشمن جی۔ آپ میرے سونے کی فکر نہ کریں یہاں نیند کو چودہ برس کے لئے رخصت دیدی۔ ہاں آپ کا جی چاہے تو ذرا لیٹ رہیئے +

نکھاد۔ واہ! یہ ایک ہی کہی۔ مَیں اور سوؤں۔ جب تک آنکھیں کھُلی ہیں تب تک چرن کمل کے درشن مل رہے ہیں مَیں ایسے موقع کو خواب راحت یا خواب غفلت میں گنواؤں ایسا بیوقوف نہیں۔ جن رامچندر جی مہاراج کے قدموں کی برکت سے مجھے تاج و تخت حاصل ہؤا۔ جن کی بھگتی کے پرتاپ سے آج جنم سپھل کیا اُن کے سامنے مَیں آرام کروں یہ کبھی ممکن نہیں۔ ہاں آپ کی تکلیف کا خیال ہے۔ آپ بھی ذرا آرام فرمالیتے تو مَیں اپنے کو خوش نصیب سمجھتا +

لکشمن جی۔ راجہ گوہ آپ ایسے ایشور بھگت۔ ایسے عقلمند اور مجھے سونے کے لئے کہتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو مَیں کبھی سو سکتا ہوں شیش جی کو کبھی سوتے سنا ہے رہی کسی اندیشے کی بات۔ اُس کا یہاں خواب میں بھی خیال نہیں۔ سری رامچندر جی کے سامنے دیوتاؤں سے لیکر راچھسوں تک کوئی ایسا نہیں جو بہادری کا دم مار سکے ان کے نام سے ظالموں کی روح نکلتی ہے۔ افسوس اگر کچھ ہے تو یہ کہ چودہ برس تک اجودھیا بیوہ کی سی حالت میں رہیگی۔ پتاجی کی زندگی کی کچھ آس نہیں۔ سری رامچندر جی جب لوٹ کر آئینگے۔ تب کہیں اس اُجڑے ہوئے باغ میں بہار آئیگی۔ ماتا کوشلیا پر تو سچ پہاڑ ہی ٹوٹیگا ادھر سری رامچندر جی کی جدائی کا غم۔ ادھر پتاجی کی مفارقت کا خیال یوں بیٹے والی

ماں بیوہ نہیں سمجھی جاتی۔ تاہم سمجھ لیجئے کیسا مصیبت کا سامنا ہوگا ستا سُمترا کو اشیور نے دو بیٹے دئے ہیں اگر میں بھی نہ رہوں تو سترگھن جی سے اُن کا غم غلط ہو سکتا ہے کیکئی جی کی تو کچھ بات ہی نہیں۔ راج پاٹ اب سب اُن کا۔ ان کو اس خوشی کے سامنے اب کسی کے مرنے کا کیا رنج۔ ہاں ماتا کوشلیا کے کلیجے کو سکھ دینے والے صرف سری رامچندر ہیں جو ان سے اتنی دور ہوئے جاتے ہیں کہ خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس حالت میں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ضرور جان دیدینگی۔ بھرت اور سترگھن کی خوش قسمتی یہ بھی دیکھئے کہ پتا اور ماتائی ہر حالت میں خدمتگزاری کرینگے۔ ہماری قسمت اس معاملے میں بھی دھوکا دے گئی۔ راجہ گو دو آپ یقین مانئے کہ ہر وقت دل سے دعا نکلتی رہتی ہے کہ اشیور پتا جی تو صحیح سلامت رہیں۔ ان کا سایہ لاکھوں برس تک ہمارے سر پر رہے ہم پھر چودہ برس کے بعد قدم چومیں۔ ہم لوگوں کو نہ ملکداری کے معاملات میں کچھ تکلیف نہ لڑائی میں کچھ زحمت کا خیال سو وطن ہو یا بن گھر میں ہوں یا سفر میں راحت کی خوشی نہ مصیبت کا رنج۔ اب جو کچھ خانہ ویرانی دبے سروسامانی دیکھ رہے ہیں یہ سب بدھ بدھ کا ایک کھیل ہے۔ اشیور چاہیگا تو ہم لوگ بڑے آنند سے واپس آ جائینگے۔ آپ لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ چودہ برس کیوں کر کٹ گئے ❊

سرگ ۵۲

سری رامچندر جی کی سومتر سے رخصت گنگا کے پار روانگی بچھروش میں رونق افروزی

صبح ہو گئی۔ مرغان خوشنوا کی دلکش آوازیں سُنکر سری رامچندر جی بیدار ہوئے لکشمن جی سے ارشاد ہوا کہ گنگا جی کے پار جانے کی تیاری کرو۔ نکھاد دست بستہ حاضر تھا۔ اُس نے اپنے وزیر اور ہمراہیوں کو حکم دیا کہ

ابھی ابھی عمدہ کشتی پھولوں اور بندنواروں سے سجا کر لائیں دیر نہ ہو۔ یہ بھی خیال رہے کہ ناؤ ایسی ہو جس پر رتھ بھی جا سکے ❊

حکم کی دیر تھی ناؤ کنارے لگ گئی۔ سری رامچندرجی وغیرہ سوار ہونے کو چلے تو سومنتر کو خیال ہُوا کہ مہاراجہ دسرتھ نے زیادہ دُور جانے کا حکم نہ دیا تھا اور یہاں رتھ لیجانے کے لئے ناؤ تیار ہے اس لئے دست بستہ عرض کی کہ مجھے کیا ارشاد ہے؟

سری رامچندرجی۔ اب تکلیف کی ضرورت نہیں۔ رتھ واپس لے جاؤ۔ سب کو میری طرف سے پوچھ دینا ✤

سومنتر۔ کلیجے پر پتھر رکھا نہیں جاتا۔ قدم کس طرح چھوڑوں۔ میں خالی پھرا تو اہل شہر کی آس ٹوٹ جائیگی۔ تمام رعایا کو حد سے زیادہ رنج ہو جائیگا مجھے ڈر ہے کہ بہت لوگ جان نہ دیدیں۔ شاستر کی ہدایت ہے کہ راجہ رعایا کو کوئی دُکھ نہ دے۔ آپ اتنے بڑے عقلمند دھرم شاستر سے واقف اور پھر بھی آپ ہی اہل اجودھیا کی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ آپنے کسی کو یہ اُمید نہ تھی اہل شہر کو دُکھ آپ نے چکر دیا۔ اور مجھے بھی قدموں سے جدا کرتے ہیں۔ یہ کون انصاف ہے کیکئی کی حکومت میں لوگ جیتے جی مر جائینگے۔ اس کا پاپ آپ کو ہوگا کیکئی کی شکایت تو رہی درکنار۔ جب آپ ہی ہم لوگوں کی جان کے گاہک ہو رہے ہیں تو اس سے بڑھکر بد قسمتی اور کیا ہو گی ✤

سری رامچندرجی نے ان باتوں کا جواب کچھ نہ دیا وہ آگے بڑھتے چلے گئے سومنتر سر پیٹ پیٹ کر رونے لگا چیخ مار کر ہائے رام ہائے رام کہتا ہوا چاہتا تھا کہ زمین پر گر پڑے۔ رام چندرجی کو رحم آیا۔ پلٹ پڑے اور فرمایا کہ سومنتر جی! تم ایسے دانشمند اور یہ عورتوں کی سی گریہ وزاری۔ تم اکشواک بنس کے قدیم وزیر ہو۔ بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے۔ ہزاروں نشیب و فراز تمہارے گزرے ہیں۔ آج یہ کیا رونا پیٹنا لگایا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ پتاجی کے زخم پر مرہم رکھو۔ پیچ سمجھا کر اُن کی ہر طرح تشفی کرو۔ مجھے اب اُمید نہیں کہ بھرت تخت سلطنت قبول کریں۔ مجھے پتاجی کی طرف سے کتنی مایوسی ہے۔ اس حالت میں اگر تم ایسے وزیر با تدبیر اجودھیا میں موجود نہ ہونگے تو سلطنت برباد ہو جائیگی ذرا سوچو جن پتاجی نے عمر بھر سُکھ اٹھایا۔ آج ان پر کیا [illegible] مصیبت پڑی ہے مصیبت کے وقت ان کی دلجوئی [illegible]

سے منہ موڑنا حق نمک کے خلاف ہے۔ اس لئے تم جاؤ اور پتاجی کو کاروبار سلطنت میں بہلاؤ ماتاؤں سے بھی کہدینا کہ ہم لوگ بڑے عیش و آرام سے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں۔ کیکئی جی سے بہت اچھی طرح ڈنڈوت عرض کرنا۔ تم پتاجی کو سمجھا کر بھرت جی کو ننہال سے بلواؤ جس میں تخت حکومت سونا نہ رہے۔ پتاجی کے کچھ تو آنسو پُچھے جائیں +

سومنتر۔ آپ کا فرمانا سب درست۔ مگر ذرا سوچئے تو میں کس منہ سے اجودھیا جاؤں لوگ کیا کیا نہ کہینگے +

رامچندر جی۔ کوئی فقرہ بنا دینا کہدینا کہ ننہال میں چھوڑ آیا ہوں۔ فکر کی بات نہیں +

سومنتر۔ عمر بھر کبھی جھوٹ نہ بولا۔ اب مرتے وقت آپ جھوٹ بلوا کر گنہگار کرنا چاہتے ہیں +

رامچندر جی۔ تو پھر جو سچ سچ ہو وہی کہدینا +

سومنتر۔ ایسا سچ بھی جھوٹ سے بدتر ہے +

رامچندر جی۔ اسی سے تو کہتا ہوں کہ راستی فتنہ انگیز کے عوض دروغ مصلحت آمیز سے کام نکالو +

سومنتر۔ خیر یہ تو جب وہاں پہنچونگا جیسی مصلحت سمجھونگا کرونگا۔ اب یہ فرمائیے کہ گھوڑے کیونکر چلینگے۔ آپکے بغیر اُن سے ایک قدم تو اُٹھایا نہ جائیگا

رامچندر جی۔ جس طرح میں نے سب کو چھوڑا اُسی طرح یہ بھی کسی نہ کسی طرح چلے ہی جائینگے ان کو رتھ پر سوار کردینا اور دوسرے جوت لینا۔ اچھا لو اب آنسو پونچھو طبیعت ہلکان کرنے سے کچھ فائدہ نہیں میں جو ارادہ کر چکا اُس میں ذرا بھی فرق نہیں پڑ سکتا +

سومنتر کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ رامچندر جی نے ختم بحث کے لئے نکھاد سے خطاب کیا کہ

اب ہم رخصت۔ بالوں کی جٹا باندھ لیں تو بس یہاں سے چلتے ہوں مجھ سے اپنے کنگنوں کی زیادہ تکلیف نہیں دیکھی جاتی +

نکھاد اُسی وقت برگد کا دودھ لایا رامچندر جی نے جٹا بنائی اور نکھاد سے بولے۔ دیکھو ہمیشہ رعیت پروری کا خیال رکھنا۔ راجوں کا دھرم یہی ہے کہ رعایا

خوش رکھیں۔ سب کو تشفی دیتے رہنا۔ ہم چودہ برس کے بعد پھر ملینگے ÷

یہ فرما کر سری رامچندر جی گنگا جی کے ساحل پر پہنچے۔ چلو دو چلو گنگا جل پی کر لکشمن جی سے فرمایا کہ:-

ناؤ میں چڑھتے وقت مطلق عجلت نہ کرنا چاہئے۔ بہت آہستہ سے جانکی جی کو پہلے چڑھا دو ÷

جانکی جی پہلے اُن کے بعد لکشمن پھر خود بدولت برہم منتر پڑھ کر ناؤ پر سوار ہوئے۔ سب کے آخر میں نکھاد نے قدم رکھا۔ جب ناؤ چلنے کو ہوئی رامچندر جی سومنتر سے فرمایا کہ

اب ہم بن کو چلے۔ تم ہنسی خوشی گھر کو جاؤ۔ میری باتیں یاد رکھنا۔ ہر ایک سے خیر و عافیت کہدینا۔ یہ کہکر اُنہوں نے ناؤ بڑھوائی اور سومنتر اسی طرف دیکھ دیکھ کر رونے لگا ÷

ناؤ چلتے چلتے منجدھار میں پہنچی۔ سیتا جی نے ہاتھ جوڑے اور پرارتھنا کی ہے ماتا بھاگیرتھی۔ ہمارے سوامی پتا کا بچن نباہنے کے لئے بن میں جاتے ہیں۔ انہیں اشیرباد دو۔ جب خیر صلاح سے لوٹ آونگی اور رگھوکل بھوشن پران ناتھ تخت سلطنت پر جلوس فرمائینگے تو جی لگا کر پوجا پاٹھ کرونگی۔ تھوڑے عرصے میں ناؤ اُس پار پہنچی۔ سب ساحل پر اُترے۔ اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

عورتوں کے ساتھ میں ہمیشہ چوکسی رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے تم سب سے آگے چلو جانکی درمیان میں رہیں میں سب سے پیچھے چلونگا ÷

سری رامچندر جی نے آگے قدم بڑھایا۔ سومنتر کی نظر انہیں کی طرف تھی جب اُس نے دیکھ لیا کہ ناؤ پار ہو گئی تو حد درجہ مایوس ہوئے۔ دل ٹوٹ گیا اسی عرصے میں رامچندر جی نظروں سے غائب ہو گئے۔ وہ قدم قدم پر ہر ایک چیز جانکی جی کو دکھاتے جاتے تھے۔ مدھ دیش کی بہت تعریف کی۔ پھر شہر کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی کہ رشی یہیں تپشا کرتے تھے۔ اسی موقع پر انہوں نے ایک سؤر اور تین رنگ کے ہرن شکار کئے اور ایک درخت کے سائے میں تھکاوٹ مٹانے کو بیٹھ گئے ÷

سرگ ۵۳

سری رامچندر جی کی لکشمن جی کو ماتاؤں کے دیکھ آنے کی فہمائش اور اُن مزاج کی آزمائش لکشمن جی کا جواب

سری رامچندر جی نے رات بچھ دیش میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے لکشمن جی سے فرمایا کہ

سری سومتر بھی چلے گئے کسی اہل شہر کا کھٹکا نہ رہا۔ اب ہمیں کسی جگہ کٹی بنا لینا چاہئے۔ بغیر اس کے سب کو تکلیف ہوگی۔ اب کی منزل بچھ دیش میں ہوگی وہاں کوئی موقع دیکھ کر چھپر بان چھا لینگے جنگل کا واسطہ ہے رات دن شیر چیتے اور دوسرے جانوران صحرائی گھومتے رہتے ہیں۔ گو کچھ ڈر نہیں مگر احتیاط شرط ہے اے لکشمن ایشور کی مایا دیکھو ہمارے پتا جی کس مصیبت میں ہونگے ہم کو یہاں کٹی بنانے کی فکر ہے کیکئی ماتا آنند ہونگی کہ جو چاہا تھا وہی کر کے چھوڑا۔ بھرت راج پاٹ لینے کا کچھ غم نہیں اگر خیال ہے تو یہ کہ کہیں پتا جی کی جان نہ لے لیں ؎

لکشمن جی زود رنج تھے غصہ ہر وقت ناک ہی پر رہتا تھا۔ ذرا سی بات میں بگڑ جاتے تھے۔ ذرا رامچندر جی نے سوچا کہ اس وقت ذرا ان کے مزاج کی آزمائش کی جائے۔ دیکھیں بن باس کی حالت میں ان کا غصہ وہی ہے۔ جیسا پہلے تھا یا کچھ کم۔ آپ نے فرمایا کہ

تم نے پتا جی کی باتیں دیکھیں پہلے ہمیں لگوں کے لئے تپ اور جگیہ کرنا اور پھر ہمیں کو گھر سے نکال باہر کرنا کیسی سخت بیرحمی ہے۔ ایسا تو کوئی بیوقوف سا بیوقوف بیدرد سا بیدرد بھی اپنی اولاد کے ساتھ سلوک نہیں کرتا۔ پتا جی ایسے عقلمند ایسے عالم دفاضل۔ وہ ذرا سے کام کے بس میں ہو کر عقل گنوا بیٹھے تو اور کسی کا کیا ذکر کہاں راج کہاں وطن سے اخراج۔ ایسی کایا پلٹ کسی نے نہ سُنی ہوگی معلوم نہیں کہ ماتا کوشلیا و سمترا کا کیا حال ہے ایشور جانے کیکئی ماتا نے اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہو اس سے بہتر کہ تم

اور ماتاؤں کو دیکھو تو - ماتاؤں کے حقوق بہت ہیں - یہ ماں ہی کا کلیجہ ہے کہ نو دس مہینے پیٹ میں رکھتی ہے - حمل اور وضع حمل کے قبل اور بعد کی تکلیفیں اُٹھانا باپ کیا جانے ماں نہ ہو تو کبھی کسی شخص کی پرورش نہ ہو سکے دودھ پلانا گوہ موت کرنا کسی اور سے کب ممکن ہے - ہر وقت کون ماں کی طرح تندرستی بیماری کاہلی ہیں کلیجہ سے لگائے رہ سکتا ہے بیٹا کیسا ہی ہو ماں کبھی آنسو دیکھنے کی روادار نہیں ہوتی - ذرا پسینہ آیا اور آنچل سے پونچھنے لگی خواہ کیسی ہی غفلت کی نیند ہو مجال کیا جو کلیجے کے ٹکڑے کی طرف سے خیال ادھر کا اُدھر ہو جائے - راحت و آرام عیش و آسائش سب آنکھوں کے تارے پر قربان - خاوند سے بڑھکر کون عزیز ہوتا ہے - مگر نہیں جہاں بیٹا پیدا ہوا ماں نے ساری محبت کلیجے کے ٹکڑے ہی پر قربان کر دی - ایسی ماتاؤں کو تکلیف ہو تو ہم لوگوں کی زندگی پر تُف ہے - جس اولاد کی وجہ سے ماتا کو دکھ پہنچے - اُس سے ہزار ہزار درجہ جانور اچھے - اگر لائق بیٹا نہ ہو تو عورت کا بانجھ رہنا اچھا - میں چاہوں تو اسی وقت ترلوک ہلا دوں - مگر نہیں دھرم روکتا ہے کہ خیال ادھر سے اور طرف نہ ہونے پائے اس وقت مجھے ماتاؤں کے خیال میں تاب ضبط نہیں خود دیکھ لو کہ آنسو کسی طرح تھمنے نہیں تھمتے اُمنڈے چلے آتے ہیں ؛

سری رامچندر جی کی آنکھیں اشکبار تھیں - چہرے پر آثار غم نے ہوائیاں چھوڑ دیں - مگر لکشمن جی کی طبیعت میں کچھ فرق نہ ہُوا - اُنہوں نے کہا -

آپ مجھے بیوقوف بناتے ہیں - واہ آپ نے بھی کیا مجھے کوئی ایسا ویسا سمجھ لیا ہے جو آپ کے فقروں میں آجائے - یہاں تو اب اس قول پر عمل ہے ؛

رام نے چھوڑی اجودھیا جو بھاوے سو لے

اب چھوڑے گاؤں سے ناتا ہی کیا - اجودھیا کیکئی کو مبارک - یہاں ہر ایک قدم پر ایسی ایسی ہزار اجودھیائیں تصدق ہیں - آپ ماتاؤں کی محبت میں آنسو ڈال کر مجھے بہلاوا دیتے ہیں کیا خوب! کیا مجھے بھی اہل اجودھیا سمجھ لیا کہ آپ کے بہکانے میں آ گئے اور اب سر پیٹ رہے ہونگے - مجھے تو آپ کے قدموں کے سوا کسی کی محبت نہیں آپ کو زیادہ جوش اُلفت ہو تو خوشی سے ہو آئیں - ہم تب تک یہیں ہیں یہ اطمینان رکھئے کہ اگر کوئی امرگر سے بھی لینے آئیگا تو اُس کے ساتھ نہ جاؤنگا - مجھے اب شہر آنا سمر سکے

درشنوں کی ہوس ہے نہ سندر بن کو دیکھنے کی خواہش۔ میرا ہر ایک سے جی بھر لیا ہے آپ راہ بتاتے ہیں تو آگے چلیں میں یہاں درختوں کے سائے میں سستاتا ہوں۔ آپ اجودھیا ہو آئیں۔

لکشمن جی کا منشائے خاطر سری رامچندر جی سمجھ گئے۔ اُنہوں نے جان لیا کہ اب ان کا مزاج وہ نہیں۔ یہ جنگل کی مصیبتیں اچھی طرح جھیل سکینگے۔

سرگ ۵۴

رامچندر جی کی رشی بھاردواج سے ملاقات

سری رامچندر جی اب گنگا و جمنا جی کے سنگھم کے قریب پہنچے۔ راستے میں سینکڑوں لاکھیشروں منیشروں سے اُن کے اور اُنہوں نے اُن کے درشن کئے شام ہو گئی تھی آفتاب گوشۂ مغرب میں چھپ چکا تھا۔ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا:-

وہ دیکھو پریاگ راج سامنے ہے یہ وہی متبرک مقام ہے جہاں برہما جی نے دس جگیہ کئے۔ اس وقت بھی رشی لوگ ہون کر رہے ہیں یہ سب شعلے ہون ہی کے ہیں جو آسمان کی طرف لپکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ گھڑ گھڑاہٹ کی سی آواز جو کانوں میں آ رہی ہے وہ بھاگیرتھی اور جمنا کے سنگھم کی ہے سنگم وہ مقام ہے جہاں دونو مقدس دریاؤں کا پانی ملتا ہے۔ یہ ذکر کرتے اور اس مقام کی پرفضا کیفیت دکھاتے ہوئے سری رامچندر جی بھاردواج کے آشرم میں وارد ہوئے۔ بھاردواج جی اس وقت ہون کر رہے تھے۔ اگنی کنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں۔ رشی کے چیلوں نے استقبال کیا۔ رامچندر جی نے ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ

مہاراج! رام۔ راجہ دسرتھ کا بیٹا آپکے درشنوں کے لئے حاضر ہوا ہے لکشمن جی بھی ساتھ ہیں اور جنک نندنی کو بھی خوش قسمتی آپکے آشرم میں لے آئی ہے۔ میں پتا جی سے بکرت پاتے اور ماتا کیکئی کا پرن پورا کرنے کے لئے اجودھیا سے چلا آیا ہوں۔ آپ معرفت کنندہ ہو کہ جنگل سے چودہ برس تک آپ کا علم رہیگا۔ ایشور کا شکریہ کہ اس جنگل سے آپکے درشن بھی نصیب ہو گئے۔

بھاردواج جی فوراً ہی ہون چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑی خوشی سے استقبال کیا۔ خود اپنے ہاتھ سے آسن بچھا کر کہا کہ تشریف رکھئے بن باسیوں کے زہے نصیب کہ آپ نے افتخار بخشا۔ آپ کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ حاضر ہوں یا ناظر، عیاں ہو یا نہاں۔ ہر وقت یہاں آپ ہی کا جلوۂ جہاں آرا آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ آپ نے فقط راکھشسوں کے مارنے کی غرض سے ہی قالب عنصری قبول نہیں کیا بلکہ رشیوں منیوں کے جنم اور تپسیا کو سپھل کرنے کے لئے آپ باغ ہستی میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ آپ جیسے ڈنڈوت کرکے نادم کرتے ہیں یہ شرف ہم لوگوں کو حاصل کرنا چاہئے +

رامچندر جی۔ یہ تو آپ نے اُلٹی بات کہی۔ میرے دل میں آپ سب رشیوں منیوں کے قدموں کی قدر و منزلت ہونا چاہئے نہ آپ کو میری۔ مجھے جو آپ ایسے مہاتماؤں کے چرنوں کی بھگتی ہے وہ بھرگ لتا سے دکھا نہیں سکتا ہوں +

بھاردواج جی۔ شرمندہ نہ کیجئے رشیوں کو منطق نہیں آتی۔ جو موہنی مورت حاضر و غائب نظر میں بستی رہتی تھی وہ ایشور نے آنکھوں کے سامنے کھڑی کر دی۔ اب آپ یہاں ٹھہریں قیام کریں۔ جیسے موجود ہیں آپ کو کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔ جس چیز کے لئے حکم ہو حاضر کی جائے +

رامچندر جی۔ زیادہ تکلیف نہ فرمائیے مجھے آپ کے درشنوں سے جو افتخار حاصل ہوا وہ تمام دنیا کی نعمتوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں بڑی مشکلوں سے اہل اجودھیا کو ٹال کر میں یہاں تک پہنچا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر سب کے سب آتے ہوں۔ اس سے کوئی ایسی جگہ بتائیے جہاں ٹکنے کا سبھیتا ہو +

سری بھاردواج جی صاحب کشف و کرامات تھے ان کی نظروں میں حال و ماضی و مستقبل سب یکساں تھے ہنس کر بولے کہ

رموز عاشقاں عاشق بداند۔ سچ کہئے گا کیسا بھانیا ہے آپ یہاں کہیں گوشہ نشین ہوں تو جگت کا اُدھار کیسے ہو سکے گا۔ راون کی کیونکر مکتی ہوگی۔ خیر، آپ کا منشائے خاطر سمجھ گیا۔ بہت بہتر جو مرضی۔ آپ سے جدا ہونے کو تو جی نہیں چاہتا مگر آپ کے جو زبردستی کہہ رہے ہیں وہی کہہ رہا ہوں +

اچھا اگر آپ کو یہیں کہیں قیام کرنا ہے تو دس کوس کی ایک منزل اور مانئیے
اور چترکوٹ پر قیام فرمائیے۔ اس پہاڑ پر بندروں اور ریچھوں کی بستی ہے۔
ہزاروں رشی مہرشی اسی پہاڑ پر سالہا سال سے تپسیا کرتے ہیں۔ آپ کو بن جانے
کی تو اجازت دیتا ہوں جہاں چاہے رہئیے۔ مگر بس شرط یہ ہے کہ میرے دل سے
نہ جائیے۔ آنکھوں سے اوٹ ہونے کا مضائقہ نہیں ÷

رات بھر بھاردواج جی کے یہاں قیام ہوا۔ سویرا ہوتے ہی سری رامچندر
جی نے رخصت حاصل کی اور التماس کیا کہ

مہاراج! میری آمد کی خبر کسی سے نہ کہئیگا ÷

بھاردواج جی نے بڑی آؤ بھگت کرکے سری رامچندر جی کو رخصت کیا۔
اُنہوں نے فرمایا کہ

میں تو یہاں سے کہیں جانے نہ دیتا۔ مگر کیا کروں چترکوٹ پر ہزاروں جانیں
آپ کے درشنوں کو ترس رہی ہیں۔ ہاتھی سے لیکر چیونٹی تک سب کو انتظار ہے
کہ سری رامچندر جی تشریف لائیں تمام ذیروح و غیر ذیروح درشنوں کو ترس رہے
ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں سفید ہو رہی ہیں۔ چترکوٹ پہاڑ کا نظارہ بھی قابل دید
ہے۔ جو قدرت کا قائل بھی نہ ہو تو یہاں کی سیر سے از خود رفتہ ہو جائے۔ آپ کا اوتار
سُنکر تمام دیوتاؤں نے مختلف ذیروحوں کے قالب میں ظہور فرمایا ہے اور جہاں
جہاں آپ تشریف لے جائینگے۔ وہاں وہاں یہ سب چرنوں کے درشنوں کو مختلف
رنگ روپ میں ملینگے ÷

سرگ ۵۵

سری رامچندر جی کی بھاردواج رشی سے رخصت۔ جمنا کے پار ایک جنگل میں قیام

سری رامچندر جی چترکوٹ طرف چلے۔ بھاردواج اور اُن کے چیلے اُستتہ

پڑھتے ہوئے ہمراہ ہوئے۔ تھوڑی دُور تک رشی جی ساتھ رہے ان کو سری رامچندر
جی سے بہت محبت ہوگئی گلے سے لگایا اور فرمایا کہ
گنگا جل اور جمنا جل پی کر پچھم کی طرف جائیگا۔ جمنا جی بہت مقدس و متبرک
ہیں۔ اُن کے درشنوں سے تمام مقاصد بر آتے ہیں۔ جمنا جی میں ناؤ نہ ملیگی
اس لئے گھرنی سے کام نکالنے گا ✣
سری رامچندر جی ڈنڈوت کر کے رخصت ہوئے۔ کوس بھر پر سنگم ملا۔ اس
مقام پر بیر کے درخت تھے اور ساہیاں رہتی تھیں۔ رامچندر جی نے وہیں لکڑی
سے گھرنی بنائی اور خس بچھا کر سوار ہوئے۔ گھرنی نے ناؤ کا کام دیا جب دریا
کے بیچوں بیچ پہنچے۔ سری جانکی جی نے سری جمنا جی سے پرارتھنا کی کہ
کالندری مائی۔ نظر عنایت رہے۔ جب جنگل سے لوٹونگی ایک ہزار گائیں
دان کرونگی۔ جب گھرنی پار پہنچی۔ سری رامچندر جی برگد کے نیچے بیٹھ گئے۔ جانکی
جی نے برگد کو ڈنڈوت کی۔ تھوڑی دیر بستا کر وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے۔
جانکی جی کی خواہش دیکھکر عمدہ عمدہ پھل پھول توڑتے ہوئے آگے چلے تھوڑا
فاصلہ طے کر کے رامچندر جی نے پچھم کی طرف رُخ کیا۔ اور اُس جنگل میں
پہنچے جہاں سوپاریوں کے درختوں کی انتہا نہ تھی۔ رامچندر جی نے یہاں
ہرنوں کا شکار کیا اور رات درخت کے سائے میں گزاری ✣

سرگ ۵۶

سری رامچندر جی کی چترکوٹ پر رونق افروزی

سویرا ہوا سورج نکلا ادھر اُدھر سیر کرتے چترکوٹ کی طرف چلے گلگشت سے
دل باغ باغ ہوتا تھا سبزہ زار کی بہار آنکھوں کو طراوت دیتی تھی برگ و ثمر سے
طبیعت ہری ہوتی جاتی تھی۔ غنچہ و گل کا کنول کھلا جاتا تھا کہیں مور ناچتے تھے
کہیں ہنس چہلیں کرتے تھے۔ مرغان خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں دل لبھاتی تھیں جو
نظارہ تھا دلفریب تھا۔ یہی کیفیت سبزہ زار اور لطف بہار دیکھتے ہوئے

رامچندر جی چترکوٹ پر پہنچے۔ عجب پُرفضا مقام نظر آیا۔ جھرنوں سے صاف شفاف پانی کی روانی اور سبزہ زار کی دلآویزی نے اس مقام پر اُن کے قدم پکڑ لئے وہ وہاں ٹھیر گئے اور ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو دل بے اختیار ہو گیا باغبان قدرت کی گلکاریاں دیکھ کر طبیعت بول اُٹھی کہ اس جگہ سے بڑھکر اور کون مقام ہوگا۔ جہاں اہل دنیا آرام سے رہ سکتے ہوں لکشمن جی سے بولے:-

سبزہ زار دیکھو کیفیت بہار دیکھو۔ واہ کیا پُرفضا مقام ہے۔ چترکوٹ نام ہے مگر سچ پوچھو تو بیکنٹھ دھام ہے۔ میں تو بس یہیں کچھ دنوں طبیعت بہلاؤنگا اور کہیں کی ٹھوکریں نہ کھاؤنگا۔ کوئی اچھی جگہ تلاش کرکے کُٹی بنالو کہ بوند سے بچاؤ رہے۔ رہی کھانے پینے کی سبیل وہ ایشور نے اچھی طرح خود ہی مہیا کر دی ہے آؤ چلیں اب کوئی مقام دیکھ لیں جہاں ہر قسم کا سبھیتا ہو ۔

یہ فرما کر وہاں سے چلے اور والمیک[1] جی کے آشرم میں پہنچے۔ دونو طرف سے اخلاق کا برتاؤ ہوا۔ ادھر سے ڈنڈوت ہوئی اُدھر سے آنکھیں بچھیں۔ آسن پر سری رامچندر جی رونق افروز ہوئے۔ مزاج پُرسی وغیرہ کے بعد رشی جی نے اسی مقام پر رونق افروزی کے لئے ارشاد کیا۔ سری رامچندر جی کی مرضی پہلے ہی سے یہی تھی۔ لکشمن جی گئے لکڑی وغیرہ جمع کی۔ پھوس بٹور لائے اور بڑی نفاست سے ایک کُٹی تیار کر لی۔ دھرم شاستر کی پابندی کا خیال تھا نئی کُٹی میں یوں کس طرح جاتے۔ لہذا لکشمن جی گئے۔ کالا ہرن مار لائے۔ پھل پھول اکٹھا کئے اور دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرکے کُٹی میں بود و باش اختیار کی۔ رامچندر جی کی آمد آمد اور قیام کا آوازہ بلند ہوا۔ رشیوں منیوں کا میلہ لگا رہنے لگا۔ رات دن دھرم کی باتیں تھیں اور ایشور بھجن کا لطف ۔

سرگ ۵۷

سومنتر کی اجودھیا میں واپسی۔ اہل اجودھیا

[1] یہ والمیک جی مصنف راماین نہیں۔ اس نام کے دوسرے رشی تھے والمیک جی مصنف راماین پرچیتا کے فرزند تھے ان کی تپسیا کا مقام ... [illegible]

راجہ دسرتھ اور کوشلیا کی بے قراری

سری رامچندر جی نے چترکوٹ کی راہ لی۔ یہاں سومنتر اور راجہ گوہ نقش قدم ہی کو دیکھ دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کرتے رہے۔ راجہ گوہ تو مایوس ہوکر اپنے گھر واپس گیا مگر سومنتر کے قدم نہ ہلے۔ جب اور ملاحوں نے خبر دی کہ سری رامچندر جی چترکوٹ کو تشریف لیگئے۔ اب یہاں ٹھیرنے سے کیا فائدہ۔ گھر جاؤ سب کو خبر دو خاص و عام تمہارا انتظار کرتے ہونگے۔ سری رامچندر جی نے کہدیا ہے کہ سمجھا بجھا کر دلاسا دینا ۔

سومنتر کی ٹوٹی ہوئی امیدوں نے اب بالکل ہی جواب دیدیا وہ سری رامچندر جی کی یاد دل میں لئے اور تصویر تصور کو کلیجے سے لگائے ہوئے پھر آتو اجودھیا میں ہر طرف سناٹا پایا۔ جس اجودھیا میں آدھی رات کو بھی چہل پہل رہتی تھی اس میں دن کو بھی اداسی ہی اداسی نظر آتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا ایک اجاڑ پورہ ہے جس میں بستی کا نام و نشان نہیں ۔

اجودھیا وہی تھی آبادی وہی تھی مگر بغیر رامچندر کے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ شہر خاموشاں نظر کے سامنے ہے۔ سومنتر کا جی نہ چاہتا تھا کہ اجودھیا کو اس حالت میں دیکھوں مگر کچھ رامچندر جی کی ہدایت کا پاس کچھ راجہ دسرتھ کی رفاقت کا خیال وہ جبراً قہراً گیا تو ہر طرف سے نرغہ ہوا جو آیا یہی پوچھتا اور یہی کہتا ہوا کہ سری رامچندر جی کو کہاں چھوڑ آئے۔ ہائے تم نے بھی دغا دی۔ اکیلے کیسے منہ دکھایا گیا ۔

سومنتر کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ ندامت سے سر جھکا جاتا تھا حیران کہ کیا کہوں۔ کیونکر کسی کے سامنے آنکھ اٹھاؤں ۔

ادھر ایک جم غفیر پیچھے پیچھے چلا آتا تھا۔ سب سر پر سوار تھے کہ بتائے جاؤ پھر آگے بڑھو۔ سومنتر کی جان تضییق میں ہوگئی مجبوراً کہنا پڑا کہ

سری رامچندر جی تو گنگا اتر کر دکن کی طرف چل دئے۔ میں نے لاکھ سر پٹکا مگر بیکار۔ میں ساتھ جاتا تھا مگر انہوں نے رفاقت بھی گوارا نہ کی۔ سو کھا ٹکا دیا ۔

جس وقت اہل شہر نے کیفیت سنی زار زار رونے لگے ہر طرف صدائے نالہ و آہ بلند

ہوئی۔ گھر گھر کہرام مچ گیا۔ عورتیں کوٹھوں پر سر پیٹنے لگیں جو تھا ڈھاڑیں مار رہا تھا ❖
سومتر سے نہ صورت دکھائی جاتی تھی نہ اجودھیا والوں کا ماتم دیکھا جاتا تھا
اُس نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور آنسو بہاتا ہوا راجہ دسرتھ کی قیامگاہ میں چل دیا
سومتر جس وقت آیا تمام رنواس میں رونا پیٹنا مچ گیا۔ راجہ دسرتھ بھی
چلا چلا کر رونے لگے۔ پوچھا سومتر کہاں ہے۔ رامچندر کو کہاں چھوڑ آیا ❖
اتنے ہی میں سومتر پہنچا۔ راجہ روتے ہوئے اُٹھ دوڑے بازو پکڑ کر پوچھا
ارے میرے سرمایۂ زندگی کو کیا کیا۔ رامچندر کہاں ہیں؟

سومتر۔ مہاراج! ہائے کیا کہوں وہ تو چلے گئے ❖

راجہ دسرتھ کے لئے یہ فقرہ پیغامِ قضا سے کم نہ تھا وہ سُنتے ہی زمین پر گر
پڑے رانیاں روتی ہوئی دوڑ پڑیں اور اٹھا کر اپنے اپنے سہارے بٹھایا۔ آنچل جھلے
عطر سنگھایا منہ پر گلاب کے چھینٹے دیکر کچھ کچھ ہوش میں لائیں عرض کی
ذرا دل سنبھالئے۔ سومتر کی زبان سے پوری بات تو سُن لیجئے ❖

راجہ دسرتھ۔ بس اب سُن چکا زیادہ سُننے کی ضرورت نہیں ہائے میں تو بے
موت مر گیا۔ اے موت جلد آ۔ اب تکلیف کی برداشت نہیں ❖

سری کوشلیا جی کو جو غم تھا اس کا ذکر کرنا فضول ہے وہ زار و قطار رو
رہی تھیں۔ راجہ دسرتھ کی حالت دیکھ کر اُنہوں نے سر زانوؤں پر رکھ لیا اور بولیں
مہاراج! طبیعت سنبھالئے جان گنوانے سے حاصل۔ ذرا سُن تو لیجئے
سومتر جی کیا پیغام یا سندیسا لائے ہیں ❖

راجہ دسرتھ۔ ہائے کوشلیا جی تمہارا ایسا صابر دل کہاں سے لاؤں میرا تو مرغ
روح پرواز کئے جاتا ہے۔ اُف کیکئی تو نے مار ڈالا۔ کہیں کا نہ رکھا ❖

کوشلیا جی۔ کیکئی جی اس وقت یہاں نہیں۔ آپ آنکھیں کھولئے سومتر جی کی باتیں
سُن لیجئے۔ آپ میرے دل کو پتھر خیال کرتے ہیں کیا کہوں دم نہیں نکلتا اگر قابو میں
ہوتا تو رامچندر کے ہاتھ سے اپنی مٹی ٹھکانے لگا لیتی یہ کہتے ہی اُن کی آنکھوں سے آنسو
کی جھڑی سی لگ گئی اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں رانیوں کی چیخ سے رنواس گونج اُٹھا
کیا رنواس اور کیا شہر ہر جگہ ایک قیامت سی برپا تھی جو تھا رو رو کر جان دئے دیتا تھا

سرگ ۵۸

راجہ دسرتھ کا رامچندر جی کے فراق میں اظہار افسوس

سومتر سے پرسش حال۔ سومتر کی پیغام رسانی

جس وقت راجہ دسرتھ کے ہوش ذرا ٹھکانے ہوئے بولے:۔

ارے سومتر کہاں ہو بڑھاپے کی لاٹھی کیا کی۔ زندگی بھر کی کمائی کو کیا کر آئے۔ سومتر سامنے ہی ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ اُس نے کہا:۔

مہاراج! خانہ زاد خدمت ہی میں حاضر ہے۔ بندگان عالی ذرا آنکھیں تو کھولیں۔

مہاراجہ دسرتھ سومتر کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ روتے روتے پپوٹے سُوج گئے تھے۔ اور بھی آنسوؤں کا تار بندھا تھا۔ ہاتھوں سے منہ پونچھتے ہوئے بولے:۔

پیارے سومتر! رامچندر کو کیوں نہ ساتھ لائے۔ ہائے وہ درخت کے نیچے گھاس پھوس پر کیسے سوتے ہونگے۔ پتھر کا تکیہ کیا کچھ تکلیف نہ دیتا ہوگا۔ ہائے فرش زرنگار پر سونے والے زمین پر لیٹیں۔ آہ دل پر سانپ لوٹ رہا ہے روح لرزتی ہے کہ کبھی کوئی سانپ نہ سونگھ جائے۔ اُف آج وہی آنکھ کے تارے جنگل میں اکیلے پھر رہے ہیں۔ جن کی معمولی سواری کے وقت بھی لشکر جرار جلو میں رہتا تھا۔ جن کے غلاموں کے ساتھ سواروں کے دستے کے دستے رہا کرتے تھے۔ سومتر بتاؤ تو رتھ سے اُترنے پر میرے رام جانکی کیونکر چل پائے۔ جب تمہارا ساتھ چھوڑا تو ہم لوگوں کے لئے بھی کچھ کہا؟

سومتر۔ کیا عرض کروں گھگھی بندھی ہوئی ہے کچھ کہا نہیں جاتا۔ لاکھ ہاتھ جوڑے خوشامد کی۔ مگر اُن کی جو دُھن بندھی تھی وہی بندھی رہی۔ استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ میری باتوں پر کان ہی نہ دھرے۔ نہ اُنہیں کچھ تکلیف کی پروا ہے نہ آرام کی خواہش۔ جھاڑیوں میں ننگے پاؤں چلے جا رہے ہیں۔ کانٹے چبھیں، تو کیا جنگلی جانور سامنے سے گزریں تو بلا سے۔ چلتے وقت بہت ہاتھ جوڑ کر مجھ سے فرمایا کہ خیریت کہدینا پتا جی کی تشفی کر دینا کہ کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ پتا جی، خود فہمیدہ ذی ہوش

سمجھانے کی کیا ضرورت۔ وہ دھرم کے معاملات سے خوب واقف ہیں۔ تمام رمز
ذہن نشین کر لینگے۔ اور اُن کو میری جدائی کا مطلق غم نہ ہوگا ۔

یہ فرماکر ماتاؤں کو پیغام دیا کہ میری طرف سے قدمبوس ہونا اور کہنا کہ دھرم کا نباہ
آپ سب کے ہاتھ ہے۔ ہنوں سے کبھی غفلت نہ ہو جہاں ہنوں نہیں ہوتا وہ گھر مرگھٹ سے
بدتر ہے۔ پتی برتا استریوں کے لئے سیوا ہی جپ تپ ہے جو عورت خاوند کی خدمت سے اُکتاتی
اُس کو پرمیشور بھی نرک سے نہیں بچا سکتا۔ آپ بڑی ہیں آپ کو فہمائش کرنا سورج کو چراغ
دکھانا ہے تاہم میں یہ خیال مضبوط کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کسی وقت پتا جی کی خدمت سے
غافل نہ ہوں آپ اسی شغل میں دل بہلاتی رہینگی تو آپ کو میرا غم بھی نہ ستائیگا اور پتا جی کی
طبیعت بھی بہلی رہیگی اور آپکے اس پتی برت دھرم کی بدولت آپکے فدوی بن باسی
ہر طرح بیفکر رہینگے۔ ماتا کیکئی کے حقوق سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ وہ
میری دھرم کی ماتا ہیں۔ اُنہوں نے مجھے دھرم کا راستہ بتایا۔ اُن کی طرف سے جو دل
میں میل رکھیگا وہ گویا میرا دل دکھائیگا۔ بھرت کو میری جگہ سمجھئے۔ اُن پر وہی دست
شفقت رہے جو مجھ پر تھا۔ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو بچہ سمجھ کر ٹال جائیگا ہم لوگ
کچھ بھی کیوں نہ ہو جائیں پھر بھی آپ ہی کی گود کے کھلائے ہیں۔ بیٹا بڑھا بھی ہو جائے تو ماں
باپ کی نظر میں بچہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ بھرت کو سمجھا دیجئے گا کہ خبردار ماتا کیکئی کی مرضی کے
خلاف تنکا نہ ہلائیں۔ کچھ برا بھلا مانینگے تو مجھے صدمہ ہوگا۔ میں ماتا کیکئی کی بدنیتی سے
صحرا نورد نہیں ہوا۔ میری سرنوشت ہی یوں لکھی تھی قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا تھا ۔

سری رامچندر جی نے بھرت جی سے بھی بہت اظہار محبت کیا۔ کہا کہ بڑے
شوق سے تخت حکومت کی رونق بڑھائیں۔ رعیت پروری کو تمام فرائض سے
زیادہ ضروری سمجھیں۔ ماتا کیکئی کی رضا جوئی میں ذرا بھی فرق نہ ہو۔ میری
ماتا کوشلیا اور سمترا کو جو کچھ رنج و ملال ہے اُس کے دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں
جتنی وہ لیاقت ظاہر کرینگے اسی قدر میں ممنون ہونگا۔ میری [illegible] اُن کی ماتائیں ہیں
اس لئے اُن کی خدمت میں میری اور بھرت کی عزت ہے سبکی ہیں سمجھی ۔

سری رامچندر جی نے [illegible]
[illegible] دل پر ذرا بھی شکن [illegible]

چھوڑے گاؤں سے ناطہ کیا۔ راجہ دسرتھ ہمارے کون ہیں اگر کوئی ہوتے تو یوں کیکئی کے
فیل لانے سے ہم لوگوں کو کیوں نکال باہر کرتے۔ یا تو ذرا سی بات میں بششٹ جی سے
مشورہ وزیروں سے صلاح سیادہ خود رائی کہ جو کیکئی نے پٹی پڑھا دی وہی برہما کا اکشر
سمجھ بیٹھے۔ پتا جی نے سری رامچندر جی ایسے بہمہ صفت موصوف بیٹے کو جلاوطن کر کے
شاستر کی خلاف ورزی کی۔ جو شاستر کے خلاف ہٹ دھرمی کرے وہ باپ ہی کیوں نہ
ہو۔ اس سے ترک تعلق کرنا ہی دھرم ہے۔ ادھرمی باپ کا بیٹا کہلانے سے میں نے بھی
یہی مناسب سمجھا کہ بس جنگل میں بڑے بھائی کی خدمتگزاری سے زندگی سپھل کروں۔ بڑے
بھائی کو باپ کا مرتبہ حاصل ہے۔ بس مجھے اب راجہ دسرتھ سے کچھ سروکار نہیں سری
رامچندر جی ہی کی خدمت کے لئے زندگی وقف کرونگا۔ راجہ دسرتھ رامچندر جی کو جلاوطن
کر کے سمجھے ہی کیا ہیں راج تو سہی اجودھیا اجڑ جائے۔ سری رامچندر جی کے سوا اور کسی
کو راج کرنے کی نوبت آئے تو نام نہ رکھوں ؞

مہاراج! لکشمن جی کی یہ باتیں ظاہرا بڑھتی تھیں مگر نہیں سچ پوچھئے تو جو کچھ
انہوں نے کہا بہت ٹھیک کہا۔ آپ برا نہ مانیں آپنے پہلے کچھ بھی نہ سوچا اور کیکئی جی
نشہ محبت میں ایسے مدہوش ہوئے کہ عمر بھر کی نیک نامی میں بٹہ لگا لیا۔ سری جانکی جی
کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر ان کے منہ سے بات نہ نکلی۔ صرف عارض گلگوں پر بہتے ہوئے
آنسو خبر دے رہے تھے کہ ان کو آپ کی اور ماتاؤں کی یاد تڑپا رہی ہے ؞

میں نے چاہا کہ گنگا کے پار بھی ساتھ جاؤں مگر سری رامچندر جی نے واپسی پہ مجبور
کیا۔ خوب لگے چل دئے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہائے کیا کہوں دل پر کیا قلق ہے لکشمن جی
آگے آگے تھے۔ درمیان میں جانکی جی پیچھے پیچھے سری رامچندر جی جانکی جی چھپ چھپ کر مڑ کر
دیکھتی جاتی تھیں۔ ادھر میرے آنسوؤں کے قطرے جھڑا کرتے تھے ؞

سرگ ۹۱

راجہ دسرتھ کا انتقال

سومنتر پھر بولا کہ مہاراج سری رامچندر جی کی جدائی کا غم ہم لوگوں کو کیا سب ہی کو

میں جدھر سے گزرا ادھر کے درخت خشک ہوگئے۔ ندیوں کا پانی پایاب ہو گیا تمام
ذی روحوں کے چہرے اُتر گئے تھے۔ بھوک پیاس جاتی رہی تھی۔ شیر شکار چھوڑ بیٹھے
پرندوں کو نفرت ہو گئی ہر جگہ آپ ہی کی بدی سنائی دیتی تھی کسی کے منہ میں ہاتھ
نہ دیا جاتا تھا۔ واپسی کے وقت اہل اجودھیا نے مجھ تک جلی کٹی سنائیں عورتیں
کوسنے لگیں کہ کمبخت تو سری رامچندر کو کہاں چھوڑ کر اکیلا آیا۔ جو رنج مہارانی کوشلیا
اور آپ کو ہے اہل شہر کو رتی بھر اس سے کم نہیں۔ سب کا کلیجہ تڑپ رہا ہے۔
آنسوؤں کی جھڑی بند ہی نہیں ہوتی ؛

راجہ دسرتھ۔ ہائے سومتر کیکئی نے بڑی دغا دی۔ افسوس میری ایسی عقل ماری گئی
کہ اس معاملے کی کسی کو خبر نہ کی۔ نہ کسی سے کچھ مشورہ کیا۔ اور آخر ماتھے پر کلنک
لگا ہی لیا۔ اب تو میں رنج و غم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہا ہوں کوئی بچاؤ کی
صورت نظر نہیں آتی۔ دیکھ لینا دم نکلنے میں کچھ کسر نہیں۔ کچھ لحظہ کا دنیا کی
ہوا کھانا اور باقی ہے۔ سب لوگ دعا مانگو کہ جلدی سے روح نکل جائے ؛
یہ کہکر انہوں نے سینہ کوٹا کوٹ کر گریہ وزاری شروع کی تو ایسے بیہوش
ہوئے کہ نبضیں چھوٹ گئیں۔ چہرے پر مُردنی چھا گئی۔ یہی معلوم ہونے لگا کہ
بس آخری ہچکی کی کسر ہے۔ کوشلیا جی یہ حالت دیکھ کر سر پیٹنے لگیں۔ ان کو یہی
گمان تھا کہ بس سہاگ قسمت سے اُتر گیا ؛

سرگ ۱۰

سری کوشلیا جی کی بیقراری سومتر کا تشفی

کوشلیا جی سے راجہ دسرتھ کی حالت دیکھی نہ گئی۔ رو رو کر سومتر سے بولیں ؛
ارے رامچندر کہاں ہیں مجھے بھی لے چلو۔ مجھ سے یہ غم کے پہاڑ نہیں اٹھ سکتے
میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ رامچندر ساتھ لے جانے کو نہ راضی ہوں تب بھی اچھا میں
ایک نظر دیکھ کر ویسی کسی نہ کسی طرح جان نکال ڈالونگی ؛

سومتر۔ مہارانی جی! آپ سری رامچندر جی کی طرف سے بیفکر رہیں ان پر تکلیف

کا اثر کیا۔ سری لکشمن اور جانکی کا خیال بھی فضول ہے اُن کو سری رامچندر جی کے ساتھ دکھ
کہاں۔ رام اور جانکی دو نہیں ایک جان دو قالب ہیں جو جانکی ہیں وہی رام جو رام
ہیں وہی جانکی۔ جس وقت پیدل چلے ہیں تو طبیعت بڑی خوش تھی۔ درختوں کی بہار
سبزہ زار کی کیفیت دیکھتے۔ ندیوں تیرتھوں کا ذکر کرتے ہوئے بڑے آنند میں تھے آپ
اس وقت مہاراج کی خدمت کو فرض سمجھیں دشمنوں کی حالت درست نہیں جس طرح
رامچندر جی دھرم کی راہ میں ثابت قدم ہو گئے۔ اسی طرح آپ بھی تپی برت دھرم کا نباہ
فرماویں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سری رامچندر جی کو تکلیف برہنہ پائی نہ
زحمت صحرا نوردی۔ اُن کا دھرم نگہبان ہے اور آپ کا اقبال محافظ +

سومتر نے اسی طرح بہت ڈھارس دینا چاہی۔ مگر ماں کی ممتا کچھ اور ہی چیز
ہے وہ لاکھ چاہتی تھیں کہ دل سنبھلے مگر طبیعت نہ سنبھلنا تھی نہ سنبھلی اُن کے
آنسو آنچل تر کرتے ہی رہے +

سرگ ۱۶

سری کوشلیا جی کی راجہ دسرتھ سے شکایت

کوشلیا جی رو رو کر راجہ دسرتھ سے بولیں کہ دنیا کا بھی عجیب ہی کارخانہ ہے
اس کی الٹی اسی کا کچھ ٹھکانا نہیں جس وقت رامچندر جی میری گود میں ہوتے کون
تھا جو میری قسمت کو سراہتا تھا مگر آج ہوا ہی پلٹ گئی سب میری قسمت پر حرف
رکھنے لگے۔ افسوس میری تقدیر پھوٹ گئی جس سیتا کی آنکھ خوش آواز باجوں
کی نغمہ سرائی سے کھلتی تھی وہ جنگل کی تکلیفیں کیسے برداشت کر سکیگی۔ مجھے ڈر
ہے کہ اُس کا نازک کلیجہ شیروں کی گرج۔ ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور سیاروں کی
کرخت آواز سے کہیں پھٹ نہ جائے۔ نرم نرم گدگدے تکئے جنگل میں کہاں سرہانے
ہاتھ کے سوا اور کس کا سہارا ہوگا۔ بانہیں دکھینگی تو کیسے نیند آئیگی۔ ہائے میں نہ
جانتی تھی کہ میرا کلیجہ ایسا پتھر کا ہے جو بیٹے کی جدائی سے بھی پاش پاش نہیں ہوتا
رامچندر دھرم شاستر کے پابند ہیں جس سنگھاسن پر بھرت بیٹھینگے۔ اس پر پھر وہ

قدم نہیں مجال ہے۔ شیر اپنے ہی مارے ہوئے شکار کو کھاتا ہے۔ دوسرے کے جھوٹے شکار کی طرف تف بھی نہیں کرتا۔ آپ نے دھرم کو طاق پر رکھکر بھرت کو راجگدی دی مگر یہ خیال نہ کیا کہ کھیت کا پھل ہاتھی کو کھلانے سے پھل تو جیسا کا تیسا بنا رہتا ہے مگر دوسرے کا نام و نشان نہیں رہتا۔ جو راج ادھرم سے ملے وہ بے مغز کا پھل ہے۔ شہر میں جب نمک پڑ گیا تو وہ سرور کہاں۔ سرکے کی کھٹائی دانت کھٹے کرتی ہے۔ آپ نے اپنے راج کا یہی حال کر دیا۔ مجھے تو یقین نہیں کہ جنگل سے لوٹ کر رامچندر تخت حکومت قبول کرینگے۔ ایک طرف تو آپ نے راج تلک کی تیاریاں کیں خوشی کے شادیانے بجائے۔ دوسری طرف اُن کو جلاوطن کر دیا۔ یہ بات خود ہی سوچ لیجئے کیسی نامناسب ہوئی۔ رامچندر چاہتے تو دنیا الٹ پلٹ کر دیتے۔ تینوں لوک اُن کے ایک اشارے سے زیروزبر ہو سکتے تھے۔ پھر کیکئی میں کیا دم تھا کہ بھرت کے لئے تجویز سلطنت کرتی۔ مگر نہیں رامچندر کو دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں۔ اُنہوں نے آپ کی رضاجوئی مقدم سمجھی اور چپ چاپ چلے گئے یہ نہ خیال کیجئیگا کہ وہ کسی کے خوف سے چل کھڑے ہوئے۔ اُن کی قدرت و طاقت سے کوئی بات باہر نہیں۔ نگاہ قہر سے دیکھ لیں تو سمندر خشک ہو جائے۔ جس طرح مچھلی اپنے بچے کو خود نگل جاتی ہے اُسی طرح آپ نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے رامچندر کو کھا لیا۔ مچھلی میں تو عقل نہیں ہوتی اُس پر الزام کیا مگر آپ نے عقلمند اور دھرماتما ہو کر یہ بدسلوکی کی۔ اس سے بڑھکر ظلم اور کیا ہوگا۔ عورت کے سرمایۂ زندگی تین شخص ہیں۔ جبتک شادی نہیں ہوتی۔ تب تک والدین۔ شادی کے بعد خاوند اور فرزند۔ ماں باپ کی طرف سے تو مجھے جواب ہی ہے۔ رہے آپ۔ مگر اب بڑھاپا ہو گیا اس عمر میں آپ سے کیا اُمید کی جائے۔ صرف رامچندر سے آس لگی تھی۔ اُنہیں آپ نے گھر ہی سے نکال دیا۔ اب فرمائیے میں کس آس پر جیئوں۔ اگر یہ کہئے کہ تم بھی رامچندر کے ساتھ چلی جاؤ تو ایسا خیال شاستر کے خلاف ہے۔ پتی برت دھرم کا نباہ مجھ پر فرض ہے۔ آپ کے قدم چھوڑ کر یہاں سے ہل نہیں سکتی۔ عورت کی خاطر تواضع بچپن میں ماں باپ کرتے ہیں۔ جوانی میں خاوند۔ بڑھاپے میں فرزند۔ آپ نے رامچندر کو بن باس کیا دیا مجھ کو حلال کر ڈالا۔ مجھی کو نہیں اور رانیوں کی گردن پر بھی چھری پھیری اور اہل اجودھیا کا بھی گلا کاٹا۔ تین سو پچاس رانیوں کی ٹھنڈک ایک رامچندر ہی سے تھی یہ سب کی سب

جیتے جی مر گئیں۔ فقط ایک کیکئی رانی ہے جس کی زندگی ہوئی وہی اب چین کرے گی
راج پاٹ کے مزے اُسی کی قسمت میں ہو گئے ✣
اگر رامچندر میں کچھ بھی نقص ہوتا تو آپ یہ ظلم کر سکتے تھے۔ مگر نہ کوئی خطا نہ کوئی
قصور اور اُس پر چودہ برس کی جلاوطنی۔ وہ تو مصیبت کے دن کاٹ لیجائینگے مرن ہم سب
کی ہے یا اہل شہر کی۔ آپ کو بھرت کا راج مبارک کیکئی کو رام کا اخراج ✣
راجہ دسرتھ خاموشی سے کوشلیا کی تقریر سنتے رہے اُن کے دل کی چوٹ پر
اور بھی گہری چوٹ پڑ رہی تھی۔ وہ سوچتے تھے کہ ہائے میری عقل کو کیا ہو گیا۔ سمجھ
پر کیونکر پتھر پڑ گئے۔ نہ جانے کوئی پاپ کیا تھا جس کا یہ پھل ملا جو کوشلیا رانی کبھی منہ
سے حرف نہ نکالتی تھی وہ ادھر می کہے۔ اس سے بڑھکر پاپ کا پھل اور کیا ہوگا ✣

سرگ ۱۲

راجہ دسرتھ اور مہارانی کوشلیا کی پردرد گفتگو

کوشلیا جی کی تقریر نے راجہ دسرتھ کو بہت بے چین کیا سوچنے لگے کہ میں نے کونسا
پاپ کیا ہے جس سے یہ مصیبت نازل ہوئی وہ دل میں کہنے لگے کہ بلا اور مصیبت
کو استقلال سے جھیلنا چاہئے۔ جب دولت ملے تو سب سے جھک کر ملنا لازمی ہے دل
میں بہادری ہو تو میدان جنگ سے منہ چرانا فضول جب میں نے ادھرم کیا ہے تو کوشلیا
جی کے کہنے کا بُرا ماننا کیا۔ جو وہ کہتی ہیں سچ کہتی ہیں۔ ان خیالات سے دل کو کسی قدر
سمجھایا ہی تھا کہ پھر رامچندر جی کی یاد آئی۔ آنسو اُبل پڑے سرد آہ منہ سے نکلنے لگی۔ چھاتی
لگی۔ اس وقت راجہ دسرتھ کی جان تین مصیبتوں میں گرفتار تھی۔ پاپ کا خیال الگ
کوشلیا کے رنج کا افسوس جدا۔ رامچندر جی کی جدائی کا غم سب پر طرہ۔ اُنھوں نے
کوشلیا کے سامنے ہاتھ جوڑ دئے زمین کی طرف سر جھکا دیا اور بولے کہ
مہارانی! تم تو ہمیشہ دشمنوں پر بھی ترس کھاتی تھیں مگر آج کیا ہے جو مجھ جان بلب
پر بھی رحم کی نظر نہیں۔ خاوند اندھا ہو۔ کوڑھی ہو۔ روگی ہو۔ بیوقوف ہو۔ جاہل مطلق ہو
مگر اُسے پتی برتا استری پرمیشور ہی سمجھتی ہے تم ایسی عقلمند اور پتی برتا ہو کر مجھ سے سخت

سست کہو تو بجا ہے۔ جس مصیبت میں میں نے تمہیں پھنسایا۔ اس مصیبت میں میں گرفتار نہ ہوتا تب شاید موقع شکایت تھا۔ میری تو عقل جاتی رہی ہوش جواب دے گئے پھر تمہاری اس وقت کی باتیں خود ہی سمجھ لو کہ کہاں تک اثر پذیر ہیں۔ اس سے اگر معاف رکھو تو بڑا احسان ہو۔ جو تم سے جدا ہونے کو بیٹھا ہے۔ اس سے محبت نہ کرو تو مضائقہ نہیں ہمدردی کے خلاف باتیں تو نہ کہو۔

کوشلیا جی کو راجہ دسرتھ کی حالت پر سخت افسوس آیا۔ اُن کے آنسو نکلنے لگے اور راجہ دسرتھ کے ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ماتھے سے لگائے۔ اور بے قرار ہو کر قدموں پر گر پڑیں۔ زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

پران ناتھ معاف کیجیئے گا۔ بدبخت اسی میں کمبخت زبان نہ جانے کیا کیا بک گئی ہوش میں ہوتی تو کبھی گستاخی نہ ہو پاتی۔ آپ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کانٹوں میں گھسیٹے یا نرک میں دھکیلتے ہیں۔ آپ کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کا سرمہ اور دانتوں کی مسی ہے۔ مجھ سے بڑا قصور ہوا۔ میں آپ کی لونڈی ہوں۔ مقتضائے انصاف یہ ہے کہ آپ مجھے ایک لونڈی سمجھ کر گستاخی کی سزا دیں۔ شاستر کا قول ہے کہ عورت کے سامنے ہاتھ جوڑنے سے شوہر اور عورت دونوں نرک میں پڑتے ہیں۔ بیٹے کا دکھ نہیں جس سے مرد ہو یا عورت حواس ٹھیک رکھ سکے۔ ایسی حالت میں جو کچھ گستاخی کر گئی قابل معافی ہے آپ اپنے ہی کو دیکھئے کیسے خود پسند ہوں دل میں جان تک کے لالے پڑے مگر آپ کے حوصلے نے پست ہونا سیکھے نہ ہوئے۔ مگر رامچندر جی کی جدائی میں دیکھیئے کیا حال ہے جب آپ ہی دل کو سنبھال نہیں سکتے۔ میں عورت ذات کیونکر غم کا پہاڑ اُٹھاتے وقت نہ گھبراؤں۔ میں نے جو کچھ کہا وہ دل کی کراہت تھی۔ آپ اس بے ادبی کا قصور فرما دیں۔

راجہ دسرتھ اور مہارانی کوشلیا کو پانچ راتیں اور چھ دن تڑپتے ہوئے گزرے تھے ایک لمحہ بھر بھی آنکھ جھپکی ہو تو قسم لے۔ برابر۔ اب رات آئی کوشلیا جی کی عاجزی معذرت خواہی سے راجہ دسرتھ کو کچھ کچھ تشفی ہوئی اور رامچندر جی کے تصور میں سو گئے کوشلیا جی گھونٹتی ہوئی بیٹھی رہیں نیند کا کوسوں پتہ نہ تھا۔ یہ وہی رات تھی جس کی پہلی ہی مرتبہ سری رامچندر جی نے چترکوٹ پر کاٹی تھی۔ رات کیا تھی پہاڑ تھی۔ ۔۔ کوشلیا جی اور دسرتھ ۔۔ کے کاٹے نہ کٹی۔ بڑی مشکلوں سے

سویرے کا منہ دیکھنا نصیب ہُوا +

سرگ ۶۳

راجہ دسرتھ کے پُردرد خیالات۔ ایامِ جوانی کی سرگذشت تیراندازی سرون کی افسوسناک موت

راجہ دسرتھ کی آنکھ تو لگی مگر آنکھوں میں نیند کا قیام کہاں۔ رامچندر جی کے تصور نے چونکا دیا صحرا نوردان بادیہ غربت کی یاد میں دل تڑپ گیا بلک بلک کر رونے لگے۔ اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر آدھی رات کر دی۔ جب روتے روتے جی بھر گیا تو کوشلیا جی سے بولے :-

مہارانی! نادانی کچھ بچپن اور دودھ پیتے بچے ہی پر منحصر نہیں۔ بڈھا بھی بے سوچے سمجھے کام کرے تو ناسمجھ بچے سے بدتر ہے۔ آم سے بڑھ کر کون درخت عمدہ ہوتا ہے اُس کے پھول تو خوبصورت نہیں ہوتے مگر پھل ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ دنیا کے سب ذائقے ہیچ۔ اسی کے خلاف پلاس کے پھول دیکھنے میں تو سرخ سرخ خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ مگر نہ پھول میں خوشبو نہ پھل میں مزہ۔ میں نے تمہاری قدر دانی میں بے پرواہی سے کام لیا۔ گویا آم کا درخت تو کاٹ کے پھینک دیا۔ رامچندر ایسے خوش ذائقہ پھل کی قدر نہ کی۔ اور کیکئی کو دل دیکر پلاس کے بدبودار پھول کو سونگھنا منظور کیا۔ اس بیوقوفی پر میں خود آٹھ آٹھ آنسو روتا ہوں۔ افسوس میں نے شبد بھید منتر ناحق سیکھا۔ اسی منتر نے مجھ کو کہیں کا نہ رکھا۔ اسی کی بدولت آج یہ دن دیکھنا نصیب ہُوا۔ چھوٹے بچے کو جس طرح امرت اور زہر کی تمیز نہیں ہوتی سانپ کو بھی وہ کھلونا سمجھ کر پکڑ لیتے ہیں اور سانپ اُنہیں ڈس لیتا ہے کیکئی کی اُلفت میں اسی طرح بیوقوفی سے میں نے کام لیا جس کا نتیجہ اس وقت بھگت رہا ہوں کیکئی نے ناگن بن کر مجھے ڈس لیا۔ بدن میں زہر چھیلتا۔ رہا تھا۔ میری زندگی کی اب آس فضول ہے۔ ہائے پاپ کس وقت جان کا گاہک ہُوا +

کوشلیا جی۔ کیسا پاپ اور شبد بھیدی منتر کی تاثیر کو رامچندر کے بن باس سے کیا تعلق؟
راجہ دسرتھ۔ ہائے کیا کہوں ایک روز شام کے وقت شکار کو نکلا سوچا کہ یہ جانوران صحرائی
کے پانی پینے کا وقت ہے۔ اس سے بڑھکر شکار کا دوسرا موقع نہیں۔ چنانچہ گھوڑا دوڑاتا
ہوا سرجو کے کنارے جا پہنچا۔ یہ زمانہ کچھ اور تھا۔ خواہشات نفسانی غالب تھیں۔
غرور زوروں پر تھا۔ جس وقت میں پہنچا دور سے کوئی ایسی آواز سنائی دی جس سے
میں سمجھا کہ ہاتھی پانی پی رہا ہے فوراً ہی چٹکی سے تیر نکلا اور نشانے پر جم بیٹھا۔
پلک مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ آواز کانوں میں آئی ٭

ہائے کس بیرحم نے رات کے وقت بیگناہ اور ناکردہ خطا پر تیر چلایا۔ میں نے
کسی کا کچھ بگاڑا بھی نہ تھا۔ افسوس ماں باپ کی خدمتگزاری کا اُلٹا پھل۔ او
بیدردی میں نے تو کبھی گرے پڑے پھلوں کے سوا کسی درخت کا کوئی پھل بھی
کبھی نہیں چھوا۔ او بیرحم جس کی جٹائیں بھی بار سر۔ اُس پر تیر جانستان کا وار
اگر کسی چور اُچکے ڈاکو نے تیر مارا ہے تو کس واسطے۔ یہاں گوشت پوست کے سوا
اور دھرا ہی کیا تھا۔ ہائے مفت جان گئی۔ زندگی کا کچھ غم نہیں۔ افسوس ہے
تو یہ کہ کس نے ایک بیگناہ کی جان لے لی جس کے اندھے ماں باپ ایک ایک
بوند پانی کو ترس رہے ہونگے۔ اُن بیکسوں کا دنیا میں کون ہے ٭
آہ میری وجہ سے اُن غریب اپاہجوں کی جان مفت جائیگی ٭

یہ آواز سنتے ہی میں دھک سے رہ گیا۔ ہاتھ پاؤں تھرتھرا اُٹھے۔ تیر و کمان چھٹ
کر گر پڑے۔ بدن پر کپکپی چڑھ گئی۔ فوراً دوڑا ہوا گیا۔ دیکھا کہ ایک تپسوی مرغ بسمل
کی طرح تڑپ رہا ہے اور خون کا فوارہ جاری۔ میرے پہنچتے ہی اُس نے مجھے آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اُس کی نظر سے مجھے چنگاریاں اُڑتی معلوم ہوتی تھیں اور خوف
ہوتا تھا کہیں بدن نہ جل جائے۔ اس جاں بلب و زخم رسیدہ تپسوی کی زبان بند
ہوچلی تھی منہ سے آواز نہ نکلتی تھی بہرحال اُس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا ٭
آپ راجہ سہی۔ ملک آپ کا۔ راج آپ کا۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ بے خطا ایک غریب
کی جان کیوں لے لی۔ میں تو آپ کی عملداری کے ایک پھل چھونے کا بھی روادار نہیں
صرف اندھے ماں باپ کی زبان میں کانٹے پڑنے سے پانی لینے کے لئے یہاں چلا آیا۔ اسی

خطا ہے آپ نے مجھے نشانۂ تیر بنایا - اور دو اندھوں کی زندگی حرام کی - میں تو بالکل بےخطا
تھا - گنہگار پر بھی راجوں کو ایسی بدعت لازم نہیں - میں نے اپنے بڈھے اور اندھے
ماں باپ کو کاندھے پر لاد کر پاپیادہ تیرتھ یرت کراتا تھا - افسوس میری ساری محنت
اکارتھ ہوئی - اور ماں باپ سرون کا نام رٹ رٹ کر جان دیدینگے - ابھی تو اُن کو
آس ہوگی کہ سرون پانی لئے آتا ہے - مگر کچھ انتظار کی بھی حد - مایوسی کی حالت
میں نہ جانے کیا حال ہوگا - اس سے بہتر ہے کہ آپ اس پگڈنڈی پر سیدھے چلے
جائیں اور اُن سے سارا حال کہکر اُن کی تشفی کریں - مجھے ڈر ہے کہ دیر ہونے پر
کوئی بددعا نہ دے بیٹھیں - جس کا خمیازہ آپ کو کھینچنا پڑے - مہاراج مجھ کو سخت
تکلیف ہے - میں سچ کہتا ہوں کہ جان سے کام پڑا ہے - اسلئے ذرا تکلیف کرکے سر سے
بان کھینچ لیجئے کہ دل کی تڑپ مٹ جائے اور جان نکلتے وقت تکلیف نہ ہو ✦

میرے کلیجے میں اس تقریر نے ہزاروں چھریاں بھونک دیں - لاکھوں نشتر
وا میں کاٹ کر گئے - میں تڑپ گیا - ایک تو ناکردہ گناہ پر تیراندازی - دوسرے اس
کے ماں باپ کی بیکسی - تیسرے اُس کی تکلیف - چوتھے برہم ہتیا کا اندیشہ - ان
سب باتوں نے میرے حواس منتشر کردئے - میں کچھ بول نہ سکا - بُت بنا کھڑا رہا
میری صورت اور قیافے سے سرون تاڑ گیا کہ کیا تردد ہے - چنانچہ وہ خود بولا کہ

مہاراج! آپ کی خطا نہیں تقدیر کی خطا ہے - آپ برہم ہتیا کا خوف دل سے
نکال ڈالئے - نہ میں برہمن ہوں نہ چھتری نہ ویش - میری ماں شودر ہے اور
باپ ویش - یہ اندیشہ فضول - اب میرے ہونٹوں پر دم آرہا ہے - تیر زخم سے نکالئے
اور ماں باپ کو ڈھارس دیجئے ✦

میں نے معافی مانگی اور قدم چھوئے - تیر نکالا - ادھر تیر کی نوک باہر نکلی اُدھر
اُس نے میری طرف ایک حسرت بھری نظر سے دیکھا اور دم توڑ دیا ✦

سرگ ۶۴

راجہ دسرتھ کی سرون کے ماں باپ سے گذارش

اُن کا رنج و غم - راجہ دسرتھ کو بد دعا - پھر راجہ دسرتھ کا کوشلیا سے اظہارِ غم - دُنیا سے رخصت

راجہ دسرتھ نے فرمایا کہ تپیشوی نے تو چولا چھوڑ کر اپنی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا اب مجھ کو بڑی فکر ہوئی کہ کیا کروں۔ سوچتے سوچتے یہ دھیان میں آیا کہ غریب و بیکس اندھوں کو پانی تو پلا دو۔ چنانچہ میں نے پانی کا گھڑا اُٹھایا اور سیدھا وہیں پہنچا جہاں وہ بے دست و پا اپنے نورِ نظر کے انتظار میں بیقرار ہو رہے تھے۔ ایک تو پیرانہ سالی۔ دوسرے حد درجہ کا ضعف۔ تیسرے پیاس کا چٹکا۔ چوتھے لختِ جگر کا انتظار۔ ان کی حالت دیکھی تو بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ میں جب قریب پہنچا وہ غریب سمجھے کہ اُن کے کلیجے کا ٹکڑا آ گیا۔ دعائیں دے کر بولے کہ

عمر دراز۔ یادت بخیر۔ آج تو تم نے خوب انتظار دکھایا۔ یہاں حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ راہ دیکھتے دیکھتے اندھی آنکھیں تھک گئیں۔ لاؤ جلدی پانی حلق سوکھا جاتا ہے۔ ارے سرون آج منہ سے بولتا بھی نہیں تجھے کیا ہو گیا ہے وہاں سرون کہاں آخر دل کڑا کر کے میں نے کہا کہ مہاراج میں سرون نہیں ہوں دسرتھ ہوں۔ چھتری خاندان میں جنم ہوا ہے۔ اس وقت میں جس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ ایشور دشمن کو بھی اس مصیبت سے سابقہ نہ ڈالے۔ آپ کو بھی آج جو مصیبت کا سامنا ہے۔ وہ آپ کو خواب و خیال میں بھی نہ ہوگا۔ یہ کہکر میں نے اپنی تیر اندازی اُس کی موت کی کیفیت گوش گزار کی اور یہ بھی کہہ دیا کہ سرون ہی کی ہدایت سے حاضر ہوا ہوں۔ مجھ سے نادانستہ خطا ہوئی ہے آپ معاف کریں میں سرون کی خدمت اپنے ذمہ لونگا۔ آپ کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے تیرتھ جاترا کراؤنگا اور ہر وقت خدمتگزاری کو سعادت سمجھونگا ۔

بیٹے کی موت سُنکر ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے اُسے کون نہیں جان سکتا۔ وہ تو اندھوں کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ جب رونے سے فرصت ملی تو بولے کہ

تم نے نادانستہ ہمارے بیٹے کو قتل کیا۔ اگر دانستہ ہوتا تو ملتے تھے پر ہزاروں

سوراخ ہو جاتے۔ غنیمت یہ ہے کہ تم نے کوئی جھوٹ بات نہ بنائی۔ سب کچھ صاف سچ
سچ کہدیا۔ جو چھتری ہو اُسے جھوٹ نہ بولنا چاہئے۔ جہاں چھتری جھوٹ بولا نرک
میں گیا۔ اب بس تم یہ کام کرو کہ سرون کے پاس لے چلو۔ آنکھیں اندھی ہیں تو کیا ہُوا۔
یہ تو دیکھ لینگے کہ غریب کہاں ماں باپ کے کلیجے سے جدا پڑا ہے۔ میں نے دونو کو
کاندھے پر اُٹھا لیا اور وہاں لے گیا۔ جہاں اُن کے لخت جگر کی لاش زمین پر پڑی
ہوئی تھی دونو اندھے ماں باپ اس قدر چیخ چیخ کر روئے کہ کلیجہ پھٹتا تھا۔ وہ
کہتے تھے کہ بیٹا اُٹھو کلیجے کو سکھ دو۔ تم اکیلے کہاں چلے۔ باپ ماں اندھے ہیں
ان بدقسمتوں کو کس کے آسرے چھوڑے جاتے ہو۔ اب ہمیں کون ٹکائیگا۔ کس
کے بھروسے پر ہماری زندگی ہوگی۔ تیرتھ جاترا کون کرائیگا۔ ہم تو اب ایک ایک
بوند پانی کو ترس ترس کر مر جائینگے۔ جمراج ہمارے کہنے کو کبھی نہیں ٹال سکتے۔
تمہاری تپسیا کے علاوہ ماں باپ کی خدمت جیسے وہ سرمایہ سعادت حاصل کیا
ہے جس کی برکت ہمیں بھی تمہارے پاس پہنچا دیگی۔ جمراج کو عذر ہوگا تو ہم انہیں
بھی قائل و معقول کر دینگے۔ اتنا کہکر اُنہوں نے بیٹے کی لاش کو تلانجلی دینے
کا انتظام کیا۔ اتنے ہی میں بمان آگیا اور سرون کو وہاں سے لے چلا۔ سرون
مردہ تھا۔ لاش بے جان تھی مگر بول اُٹھی کہ

ماں باپ کے بغیر نہ جاؤنگا۔ وہاں یہ نہ ہونگے تو کس کی خدمت سے
دلچسپی ہوگی ✣

سرون نے یہ کہا ہی تھا کہ بمان کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔ اس وقت اُس کے
ماں باپ کو سخت رنج ہُوا۔ اسی عالم مایوسی میں اُنہوں نے بد دُعا دی کہ

راجہ دسرتھ جس طرح تم نے ہمیں بیٹے کا رنج دیا ہے۔ اسی طرح تم کو بھی
ایشور بیٹے کا رنج دے ✣

اتنے کہتے ہی دونو کا مرغ روح پرواز کر گیا اور میں اپنی غلطی پر نادم ہوتا ہوا
گھر آیا۔ اے مہارانی کوشلیا رامچندر کی جدائی سبب بنیاد تھی۔ سرون کے اندھے
ماں باپ کا سراپ اس وقت اثر پذیر ہُوا۔ یقین جانو کہ میں بھی سرون کے ماں باپ
کی طرح گھڑی دو گھڑی میں زمین پر سویا ہُوا ہونگا۔ مجھے اس وقت کچھ نہیں

سوجھتا۔ آنکھیں پتھرا رہی ہیں۔ تم رامچندر کی ماں ہو ذرا ماتھے پر ہاتھ رکھ دو کہ پاپ کٹ جائیں۔ میں بڑا بدنصیب ہوں۔ افسوس کہ رامچندر کی صورت دیکھنا قسمت سے اُٹھ گئی۔ رامچندر ایسے دھرماتما بیٹے کو بے قصور جلاوطن کرنے کا وہ پاپ ہے جو میری جان لئے بغیر نہ رہیگا۔ پیاری مہارانی جمدوت سر پر سوار ہیں۔ حکم ہے کہ اٹھو چلو۔ ہائے رامچندر جی اس وقت آنکھوں کے سامنے نہیں بھلا ایک نظر صورت تو دیکھ لینے کے لئے مل جاتی۔ اچھی مہارانی تم سے سمترا سے اور رانیوں سے رخصت۔ سب کا کہا سُنا معاف ⁂

یہ کہکر راجہ دسرتھ نے ایک چیخ ماری اور بے طاقتی کی حالت میں اس طرح سر دے مارا کہ جسم سے روح نکل گئی۔ ہاتھ پاؤں مٹی کا ایک ڈھیر ہو گئے ⁂

سرگ ۶۵

راجہ دسرتھ کی وفات۔ رانیوں کی گریہ زاری

راجہ دسرتھ کا پیمانۂ عمر چھلک چکا۔ وہ اب دُنیا سے اُٹھ گئے مگر کوشلیا جی کو یہی مغالطہ ہے کہ وہ حالتِ غشی میں ہیں۔ پھر حسب معمول ہوش میں آجائینگے اسی عرصے میں آفتاب نمودار ہونے کا وقت آیا۔ گوشۂ مشرق میں سفیدۂ صبح کے ساتھ ہی سُرخیِ شفق نے خون آلودہ آنسوؤں کا رنگ دکھایا۔ بھاٹ اور بید خوان حسب معمول خوشی کے راگ۔ اور دھرم کے منتر سُریلی آواز سے گانے لگے غسل کرنے کے سونے کے کلسوں میں پانی مہیا ہو گیا اور جو چیزیں ضروریات روزمرہ کی تھیں سب موجود ہو گئیں اور ارکان سلطنت داخل شہر درشنوں کے لئے جمع ہو گئے۔ رانیاں سمجھتی تھیں کہ راجہ دسرتھ کی آنکھ لگ گئی ہے۔ اُنہوں نے جگانے کی فکر کی مگر دیکھا تو چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی ہے۔ سانس کا کہیں پتہ نہیں۔ ہر زبان سے چیخ نکل گئی۔ سب پانی پانی ہو کر سر دھننے لگیں۔ کوشلیا و سمترا کا بہت بُرا حال تھا۔ وہ تو بیچاریں کنارے چیخ چیخ کر رو رہی تھیں۔ کیکئی بھی اس سوگ میں شامل ہوئی۔ دوسری رانیاں مچھلی کی طرح تڑپتی تھیں۔ تمام رنواس میں کہرام مچا ہوا تھا ⁂

سرگ ۷۶

راجہ دسرتھ کے ماتم میں مہارانی کوشلیا اور سمترا وغیرہ کی نوحہ زنی

راجہ دسرتھ کا سر مہارانی کوشلیا کے زانو پر ہے وہ چہرہ دیکھتی اور سر پیٹ پیٹ کر روتی جاتی ہیں دل میں آگ سلگ رہی ہے۔ زبان پر ہائے واویلا کے ساتھ آواز آرہی ہے کہ آہ! کیکئی نے ذرا سے راج کے لالچ میں اپنا دھرم خاک میں ملا دیا۔ مہاراج کی جان مفت میں لی۔ ہم سب کی زندگی برباد کی۔ اچھا مزے سے راج کریں خوب چین سے رہیں اب تو کوئی آنکس بھی نہیں رام لکشمن پہلے ہی اجودھیا چھوڑ گئے پران ناتھ راجہ دسرتھ کا بھی دباؤ اٹھ گیا۔ جو چاہے سیاہ و سفید کریں اختیار ہے۔ ہائے آج رگھوبنس پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اجودھیا میں جھاڑو پھر گئی سارا گھر کا صفایا ہو گیا۔ میں تو اسی وقت پران نکال کے رہونگی۔ میری زندگی کا اب لطف ہی کیا نہ رامچندر نہ مہاراج۔ بس اب سب مجھے ہنسی خوشی رخصت کر دیں۔ مجھے دنیا سے کچھ واسطہ نہیں۔ آہ جس وقت رامچندر کو خبر ہوئی اُن کے دل پر نہ جانے کیا گزرے جان دیدیں تو تعجب نہیں۔ جانکی جی سے یہ دکھ کیسے برداشت ہوگا جس وقت میری مصیبتوں کا خیال کرینگی تو دم توڑ لینے میں شک نہیں لکشمن جی کو جب اپنے پتاجی کی جدائی اور سمترا ماتا کے رنج و غم کا خیال ہوگا تو ہائے نہ جانے وہ کیا کر گزریں جانکی جی نے جان دیدی تو سمجھ لو کہ جنکپور اجودھیا سے بدتر ہو گیا۔ راجہ جنک بڑھاپے میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکینگے۔ اُن کی جان جاتی ہے ہیرے کی نذر ہو جاتی ہے تلوار کی۔ بہرحال میں دیکھتی ہوں کہ دُنیا الٹ پلٹ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ رگھوبنس کا خاتمہ قریب ہے میں تو زندگی کو تلانجلی دے چکی۔ اب تو زندگی کی ضرورت ہی کیا۔ جس کا جنم بھر ساتھ رہا۔ اُسی کے ساتھ کیوں نہ جل جاؤں +

اسی طرح روتی پیٹتی ہوئی مہارانی کوشلیا مہاراجہ دسرتھ کی نعش سے

چمٹنے لگیں۔ اور رانیوں نے دوڑ کر پکڑ لیا۔ اور سب روتی ہوئی لپٹ گئیں وزیروں نے سوچا کہ ادھر تو کوشلیا ستی ہونے کو تیار ہیں۔ اُدھر کوئی کریا کرم کرنے والا نہیں اس لئے سب نے تجویز کی کہ لاش اُس وقت تک محفوظ رہے۔ جبتک راجکماروں میں سے کوئی آنہ جائے ؎

سب رانیاں روتی پیٹتی رہ گئیں۔ کوشلیا جی نے بھی جان نکالی نہ کئی وزیروں نے بششٹ جی کے حکم سے لاش کو حفاظت سے رکھا سب رانیوں سے زیادہ کوشلیا و سمترا ہی زیادہ بیتاب تھیں۔ ان دونو کے بین تھے۔ آہ! مہاراج رام لکشمن تو پہلے ہی سے جدا ہو گئے۔ ہائے آپ نے بھی ساتھ چھوڑ ہماری قسمتیں کیکئی کے ہاتھ میں سونپیں جس نے آپ کی جان لینے میں اُف نہ کی جسے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بن باس دیتے ہوئے ذرا ترس نہ آیا۔ وہ ہم لوگوں کے ساتھ جو کچھ بدسلوکی کرے کم ہے۔ افسوس ہم لوگوں کی مٹی خراب ہو گئی۔ زندگی کا سب لطف مٹی ہو گیا۔ اجودھیا میں خاک اُڑنے لگی۔ ہر جگہ اُلو بولنے لگا۔ جہاں دیکھو کتے لوٹ رہے ہیں۔ ہیہات اجودھیا ویران ہو گئی۔ رگھو بنس اُجڑ گیا ؎

سرگ ۷۰

مارکنڈے وغیرہ رشیوں کی آمد بششٹ جی سے انتظام سلطنت کی تحریک

رانیاں سارا دن اور ساری رات روتی پیٹتی رہیں۔ دوسرے روز مارکنڈے۔ بامدیو کاتیاین۔ جابالی اور مترے رشی وغیرہ رونق افروز ہوئے اور بششٹ جی سے کہا کہ جو شدنی تھا وہ تو ہو چکا۔ ایشور کی مرضی میں کسی کا دخل کیا۔ سر اچھیا بلوان راجہ دسرتھ تو چل بسے۔ اب اسوقت اجودھیا سونی ہے۔ رامچندر جی اور لکشمن بن میں ہیں اُن کا لوٹنا معلوم۔ بھرت اور سترہن نانہال میں ہیں۔ کوئی گھر پر نہیں پھر راج کا انتظام کیونکر ہو بے فرمانروائی سلطنت بے خاوند کی عورت ہے۔ تخت خالی رہنا بالکل ٹھیک نہیں جس وقت تک

کوئی راج سنگھاسن کی رونق نہ بڑھا سکیگا۔ ادھرم کی زیادتی ہوگی۔ بیٹے باپ سے منحرف رہینگے۔ عورتیں خاوندوں سے سرکش ہونگی۔ بدمعاش پرائی عورتوں پر دست اندازی کرینگے جھوٹ کی گرم بازاری ہوگی۔ وید بستے میں بندھے پڑے رہینگے۔ شاستروں کو کیڑوں سے سابقہ ہوگا۔ نہ باغوں کی رونق رہیگی نہ مندروں میں چہل پہل۔ شہدوں لچوں کا عروج ہو شریف پگڑی بچاتے پھرینگے۔ نہ علم کا چرچا ہوگا نہ ہنر کی قدر۔ تجارت مٹ جائیگی بیوپار سب خاک میں مل جائینگے۔ چوروں کی بن آئیگی ڈاکوؤں سے پونجی بچانا مشکل ہوگی جب دولت نہ رہیگی تو دان پن کہاں مفلس پیٹ جھینکینگے۔ ایشور کی یاد کون کریگا۔ جس طرح ہاتھی کے لئے انکس۔ اونٹ کے لئے نکیل۔ گھوڑے کے لئے کوڑا۔ لڑکوں کے لئے بھی استاد ضرور ہے۔ اُسی طرح ملک کے لئے راجہ کا ہونا لازمی ہے۔ عورت بغیر سنگار اور زیور و لباس کے جس طرح کچھ نہیں۔ اسی طرح بغیر تاجدار کے سلطنت کی رونق نہیں ہوتی۔ راجہ ہو تو وطن دولت ہو۔ فوج ہو۔ سامان شان و شوکت ہو رعیت پرور ہو۔ جس رعایا کا راجہ نہیں وہ اُن گائیوں کی طرح تکلیف اُٹھاتی ہے جس کا چرواہا نہ ہو راجہ راج کی آنکھ ہوتا ہے بے راجہ کا راج اندھے آدمی کے برابر ہے۔ اندر کو بیر جیسے راج برن ایک پھل سے زیادہ نہیں دے سکتے۔ مگر راجہ سے سینکڑوں طرح کے فائدے ہوتے ہیں۔ بس اب راجہ دسرتھ کا غم دا غم چھوڑ کر اجودھیا کی رونق و آبادی کا سامان کیجئے یا تو بھرت و ستر گھن کو بلا کر تخت حکومت پر بٹھائیے یا کسی برہمن چھتری کو۔

سرگ ۶۸

بھرت جی کی نانہال سے طلبی کا انتظام پیغامبروں کی روانگی

رشیوں کی تقریر سنکر بششٹ جی سمجھے کہ واقعی راج کا خالی پڑا رہنا درست نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ

مہاراجہ دسرتھ بھرت جی کو راج دے چکے۔ اُن کے ہوتے دوسرے کا

استحقاق کیا۔ میں اُن کو بُلواتا ہوں وہ دو اُچھواروں میں یہاں پہنچ جائنگے بست نے
تجویز پسند کی۔ پیغامبر روانہ ہوئے۔ اُن کو فہمائش کی گئی کہ فقط جلد السنے کی کوشش
کریں۔ راجہ دسرتھ کی وفات اور رامچندر جی کی صحرانوردی کا ذکر کسی زبان پر نہ آنے پائے
بھرت جی پردیس میں تھے جس وقت وہ ان حادثات و واقعات جانسوز کو سنتے اُسی وقت
سر پٹک پٹک کر مر جاتے اس جوش غم کو روکنے کے لئے بششٹ جی نے پیغامبروں کو
دروغ مصلحت آمیز کی ہدایت کی۔ شاستروں کی بھی ہدایت یہی ہے کہ اگر جھوٹ بولنے
سے کسی کی جان بچ جائے تو جھوٹ والے کو پاپ کے عوض ثواب ہوتا ہے ؛

ایک گائے جنگل میں چر رہی تھی۔ قصائی اُس کے پیچھے پیچھے ہوا۔ گائے بھاگی اور
ایک رشی کے آشرم کی طرف سے گزری۔ قصائی نے رشی سے پوچھا کہ گائے کدھر گئی
سچ سچ بتاؤ۔ رشی نے جواب دیا کہ ہاں بھاگتے تو ضرور دیکھا مگر یہ نہیں جانتا کہ کدھر گئی
شاید پچھم کی طرف نہ گئی ہو۔ رشی بالکل جھوٹ بولے تھے گائے اُدھر کی طرف بھاگی تھی۔
مگر گائے کی جان بچانے کے ثواب کا پلہ جھوٹ سے ہزار درجہ بھاری تھا۔ اس لئے ان پر کوئی
دھبہ نہ لگا۔ اسی طرح بششٹ جی نے بھی بھرت کی حفاظت زندگی کے خیال سے پیغامبروں
کو نصیحت کی کہ رنج و ماتم کا کچھ اظہار نہ ہو صرف طلبی کے پیغام سے مدعا برآری کی جائے ؛

بششٹ جی نے بہت کچھ تحفہ تحائف دیکر پیغامبروں کو روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوئے
اور اپرتال دیش واقع مغرب۔ مالنی ندی۔ کوروجانگل دیش اور کاندی۔ سرکنڈا۔ کارلندا۔
بیتو۔ چاپان۔ کلنگ دیش۔ انکومتی۔ باہلیک دیش۔ سارواڑ دیش۔ سداماں پربت عرف
گرنار پربت سے گزر کر ستدرو ندی (ستلج) کے پار ہوتے ہوئے ساتویں دن شام کو راجہ
کیکے کے دارالسلطنت یعنی گرِبرج پور میں پہنچے تھکے ماندے تھے۔ رات ایک مسافر خانے
میں بسر کی علی الصباح بھرت جی کے قدمبوس ہوئے ؛

سرگ ۶۹

بھرت جی کے خواب پریشان تعبیر خواب سے اضطرابی

جس شب کو پیغامبر کیکے پور میں پہنچے۔ بھرت جی نے ایسے ایسے خواب پریشان

دیکھنے کو طبیعت سخت متفکر و متردد ہوئی۔ جس وقت صبح کو اُٹھے منہ بالکل اُترا ہُوا تھا چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ سبھا میں آئے تو لوگوں نے پریشانی کا سبب پوچھا اُداسی کی وجہ دریافت کی۔ بھرت جی بولے :-

کیا کہوں۔ کل رات کو عجب خواب دیکھے۔ خواب کیا تھے دل کے لئے نشتر تھے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ پتا جی کے جسم پر گوبر لگا ہُوا ہے۔ پوشاک بالکل غلیظ اسی حالت میں وہ ایک پہاڑ سے گر پڑے اور گوبر اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ ذرا دیر میں معلوم ہُوا کہ وہ وہاں سے نکل تو گئے مگر دوسری مصیبت سے سامنا ہُوا۔ آگے چلے تو تیل کے گڑھے میں غوطہ کھایا۔ ذرا سی دیر میں دوسری کیفیت نظر آئی معلوم ہُوا کہ پتا جی کی سواری کے ہاتھی کا دانت اُکھڑ گیا۔ زمین و آسمان پر اندھیرا چھایا ہُوا ہے۔ سات روز سے ہَوَن کی آگ گل پڑی ہے۔ زمین بھی شق دکھائی دی۔ درخت بھی خشک نظر آئے۔ ایک خواب یہ بھی دیکھا کہ عورتیں پتا جی کے بال پکڑ پکڑ کر گھسیٹ رہی ہیں اور پتا جی گدھے پر سوار ہیں۔ گدھے کا رُخ جنوب کی طرف ہے۔ کچھ استریوں کا لباس تو سُرخ ہے اور سب کا شیلگوں۔ یہ خواب نہایت ہی خراب ہے اس کی تعبیر یا تو پتا جی یا سری رامچندر جی کے حق میں اچھی نہیں یا میرے حق میں۔ ضرور ان میں سے ایک نہ ایک کی جان پر گزریگی۔ خواب جھوٹے ضرور ہوتے ہیں۔ مگر ان کی اصلیت میں شک نہیں۔ کچھ نہ کچھ ضرور اصلیت ہوتی ہے۔ ہاں اپنی سمجھ خطا کرے تو اور بات ہے۔ میرے خواب جھوٹے نہیں معلوم ہوتے۔ دل گواہی دے رہا ہے کہ خیریت نہیں +

سرگ ۷۰

قاصدوں کی پیغامرسانی بھرت شترگھن کی روانگی وطن

دوسرے روز نور کے تڑکے پیغامبر راجہ کیکے کے گڑھ پہنچے۔ راجہ کیکے یودھاجیت (پسر راجہ کیکے) اور بھرت جی کی قدمبوسی حاصل کی۔ وششٹ جی کا پیغام سُنایا۔ تحائف پیش کئے۔ بھرت جی نے تحائف رنواس میں بھجوا دئے۔ اور راجہ دسرتھ۔ رامچندر

جانکی۔ لکشمن۔ ماتا کوشلیا۔ سمترا۔ کیکئی کی خیر و عافیت دریافت کی۔ اور پوچھا کس نے کیا پیغام بھیجا ہے۔ پیغامبروں نے دروغ مصلحت آمیز کی پیروی کی اور ادب سے جواب دیا کہ جی ہاں سب خیریت ہے۔ آپ کے قبضے میں لکشمی اور حکومت آگئی ہے۔ آپ چلئے بہت جلد بششٹ جی نے بلایا ہے۔ بھرت جی اس گفتگو کے بعد راجہ کیکے کی خدمت میں گئے پیغامبروں کا پیغام سنا کر اجودھیا جانے کی اجازت مانگی۔ راجہ کیکے نے اجازت دیکر ہاتھی گھوڑے رتھ کمبل مرگ چھالے۔ خچر۔ دو ہزار اشرفیوں کے علاوہ تحفے دئے اور کہا کہ راجہ دسرتھ ورامچندر۔ لکشمن اور گورو بششٹ سے میرا پرنام کہنا۔ جودھا جیت نے بھی کچھ اور سوغات دیکر رخصت کیا۔ بھرت جی وہاں سے فوج کی حفاظت میں چلے اور اجودھیا میں پہنچے اُن کو ابتک معلوم نہ تھا کہ اجودھیا میں کیا قیامت برپا ہو چکی ہے۔

سرگ ۷۱

بھرت جی کی ناتھال سے واپسی اور اجودھیا میں آمد

بھرت جی ناتھال سے رخصت ہو کر پورب رُخ چلے۔ پہلے راستے میں سدامان ندی پڑی وہاں سے حسب ذیل ندیاں عبور کرکے مقامات طے کرتے ہوئے اجودھیا میں پہنچے۔ شترنج ندی۔ ایل دہانی ندی۔ سلاندی۔ سنغیہ کرشن نگر۔ سلابھا ندی۔ چیترر رتھ بیرنکش دیش۔ سیگنتی ندی۔ جمنا۔ بھاگرتھی (گنگا) کٹ کا شٹکا ندی۔ توران ندی۔ جمبو گرام بیروت نگر۔ اجھانا نگر۔ ساہتی ندی۔ ہت پرسنک ندی۔ کسی وتی ندی۔ سالگرام ندی بنت نگر۔ کلنگ نگر۔

کلنگ نگر سے آگے ایک جنگل تھا وہاں سے بھرت جی تو رتھ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے اور سارتھیوں سے کہدیا کہ آہستہ آہستہ آرام سے آئیں۔ بھرت جی کا رتھ ہوا ہو گیا کہ اجودھیا میں سناٹا ہے ان کی عقل دنگ ہو گئی کہ معاملہ کیا ہے۔ نہ بگیہ نہ وید پاٹھ نہ بازاروں کی رونق نہ سڑکوں پر کسی کی آمد و رفت۔ خیال کیا کہ ہم چاروں بھائی ہوا خوری کو نکلتے تھے۔ پہر سب راہ پر مجمع عام ہو جاتا تھا۔ اب کسی آدمی کی صورت دکھائی نہیں دیتی اگر شاذ و نادر کوئی سامنے سے گزرتا ہے تو بالکل مردہ۔ شام کا وقت اور تمام اودھ کی بہار نذر دیکھا گیا

نہ مرغان نغمہ سنج چہچہاتے ہیں۔ نہ پھولوں کی مہک دماغ معطر کرتی ہے یہ وہ وقت تھا جب ہمیشہ نوبت نقارے بجتے تھے۔ آج ابھی سے اُلّو بولتے سنائی دیتے ہیں سیاپا کی کرخت آواز کانوں کے پردے پھاڑ رہی ہے جس طرف سے گزرتا ہوں بدشگونی کے سوا کوئی تسلی بخش بات ہی نہیں ہوتی ٭

بھرت جی کو اجودھیا پہنچنے کی دھن تھی۔ وہ اُسی دھن میں داخل اجودھیا ہوئے وہاں سے لپکے ہوئے چلے تو اُس مقام پر آئے جہاں راجہ دسرتھ کی قیامگاہ تھی۔ دیکھا کہ دربان اُداس بیٹھے ہیں چہرہ اُتر گیا ہے پوچھا کہ

مہاراج کہاں ہیں؟

جواب۔ اندر تشریف لے جائیے ٭

سوال۔ کیوں سُست کیوں ہو؟

جواب۔ بدقسمتی ہے کہ آپ کے بغیر اجودھیا سونی تھی ٭

سوال۔ پتا جی کہاں ہیں؟

جواب۔ مہارانی کیکئی کے رنواس میں خبر مل جائیگی ٭

سوال۔ یہ سناٹا کیسا؟ مندروں میں سنکھ گھڑیال کی آواز۔ نہ شہر میں وہ پہلی سی چہل پہل ٭

جواب۔ پہلے رنواس میں ہو آئیے پھر تفتیش حال کیا جائیگا۔ آپ کے بغیر اجودھیا کی یہ سب دُردشا ہو رہی ہے آپ ننہال میں جاتے یہیں رہتے تو اجودھیا ہم لوگوں کے لئے بیکنٹھ ہی ہوتی۔ مگر اب نرک ہو رہی ہے۔ محل میں تشریف لے جائیے۔ ماتائیں انتظار کر رہی ہونگی اور بات چیت پھر ہوگی ٭

سرگ ۴۲

بھرت جی کی کیکئی کے رنواس میں تشریف آوری
پرسش حال کیکئی کی پہلو دار تقریر میں تشریح

واقعات ۔ بھرت کو راجہ دسرتھ کی وفات اور سری رامچندر وغیرہ کی صحرا نشینی کا علم ۔ رنج و افسوس

بھرت جی سیدھے کیکئی کے رنواس میں داخل ہوئے۔ کیکئی نے دیکھا تو طلائی سنگھاسن سے اٹھ دوڑی۔ بھرت جی دیکھتے ہیں تو رنواس بالکل سنسان ہر طرف سناٹا۔ کیکئی کو آتے دیکھ کر وہ بڑھے اور قدموں پر گر پڑے۔ کیکئی نے بڑی محبت سے چمٹا لیا اور سنگھاسن پر بیٹھ کر پوچھنے لگی ۔

کہو نانا ماما تو اچھے ۔ رستے میں کتنے دن صرف ہوئے۔ رتھ پر آئے یا کسی اور سواری پر اور سب خیریت ہے؟

بھرت جی ۔ سب خیریت سے ہیں۔ ساتویں دن یہاں پہنچا ہوں۔ نانا اور ماما نے بہت کچھ سوغات دی ہے وہ پیچھے آتی ہوگی۔ پیغامبروں نے کہا تھا کہ کھانا یہاں کھاؤ اور پانی اجودھیا میں پیو۔ اس لئے میں آگے چل پڑا۔ مگر آج یہ پتا جی کی خوابگاہ کیوں سونی ہے وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ کیا ماتا کوشلیا کے رنواس میں ہیں یا ماتا سمترا کے محل میں۔ میں ان کے درشن کہاں کروں ۔

کیکئی نے سوچا کہ تنکا سا توڑ دینا درست نہیں۔ تقریر کا پہلو وہ رہے کہ بھرت جی کو رنج کم محسوس ہو اور خوشی زیادہ۔ چنانچہ یوں بولی ۔

راحت جان دنیا کی ناپائداری تم اچھی طرح جانتے ہو۔ جو آیا ہے ایک دن ضرور جائیگا۔ زندگی موت کا پیش خیمہ ہے۔ جبتک رہے تب تک غنیمت ہے۔ تمہارا پتا کا باغ جہاں کی سیر سے جی بھر گیا۔ دنیا میں آدمی کی زندگی و موت کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ زندگی میں نیکنامی یا بدنامی دھرم یا ادھرم کی عزت و دولت ملتی ہے مرنے پر بیکنٹھ یا نرک میں جگہ۔ ہمارے مہاراج بڑے دھرماتما اور ستیاوادی و صادق القول تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہر ایک بات نباہ کے دکھا دی۔ اب تم ان کے جانشین ہو پچھلی باتوں کا یاد کرنا ہی کیا۔ سب فکر چھوڑ دو اور راج سنبھالو ۔

کیکئی کی اس تقریر نے بھرت جی کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ منہ پیٹ پیٹ کر سر کوٹ کر رونے لگے اور پچھاڑ کھا کر زمین پر گر پڑے۔ وہ دھاڑیں مار مار کر کہتے تھے کہ ۔

ہائے اجودھیا اندھیر ہو گئی۔ اتھاہ سمندر سوکھ گیا۔ پتا جی کا سایہ نہیں تو اب زندگی سے کیا حاصل۔ اُن کی خدمت ہم لوگوں سے ابھی تک کچھ نہ ہوئی۔ اب وہیں چل کر آنکھوں سے تلوے ملینگے بس +

کیکئی نے بھرت کو حالت اضطراب میں دیکھ کر اٹھا لیا اور آغوش محبت میں بٹھلا کر بولی راجہ بھرت تم دھرم سے واقف۔ زمانے کے عقلمندوں میں فرد اور تم کو یہ فکر جو صاحب دانش صحبت یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ فضول فکر کو سر پر نہیں لیتے شاستر دیکھو کیا کہتا ہے۔ اپنی نیکی اور فیض عام پر ہر حالت میں نظر رکھنا انسان کا فرض ہے۔ تم کو مندراچل پہاڑ کی طرح مستقل مزاج رہنا چاہئے۔ راجاؤں کا دل کبھی پتھر اور کبھی موم ہو تو عقلمندی پر حرف آتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو مصیبت کے وقت استقلال رکھے۔ تکلیف کے بعد راحت کا کچھ مزہ ہی اور ہوتا ہے۔ اندھیری راتیں نہ ہوتیں تو دن کی روشنی کی قدر کچھ بھی نہ کی جاتی +

بھرت جی بھی عالم تفکر میں ناخن سے زمین کھودنے لگے۔ اُن کے آنسو بہ رہے تھے۔ چہرے کی تمتماہٹ حدت آفتاب کو مات کرتی تھی۔ اُنھوں نے پوچھا کہ خیر سب کی قسمتیں پھوٹ گئیں مگر یہ تو کہئے کہ مرض کون تھا۔ تکلیف کیا۔ آہ ایک اور ستر ہن دو تو ایسے بد نصیب ہیں کہ پتا کے مرتے وقت دو آنسو بھی نہ ڈال سکے۔ ہائے نہ معلوم میں کس ساعت ننہال کی طرف چلا تھا۔ خوش قسمت ہیں رامچندر اور لکشمن جو اپنے فرض سے ادا ہو گئے۔ کریا کرم سے سرمایۂ سعادت حاصل کیا۔ ہائے جب میں سامنے آتا تھا پتا جی دوڑ کر کلیجے سے لگا لیتے تھے۔ آہ! بڑی دغا ہوئی۔ ننہال جانا دشمن ہو گیا۔ اچھا ماتا پتا تو گئے۔ آپ کی نصیحت سر آنکھوں پر۔ رنج و غم فضول۔ اب بتائیے کہ ہمارے سایۂ سر سری رامچندر جی کہاں ہیں ان کا مرتبہ بھی پتا جی کے برابر ہے جب تک میں اُن کے قدم نہ دیکھونگا میرا غم غلط نہ ہوگا۔ پتا جی آپ سا صاحب قسمت کون ہوگا۔ دنیا کے سب سکھ اُٹھا گئے۔ ہم لوگوں کو سری رامچندر ایسے مربی بھائی کے سائے میں چھوڑا۔ آپ تو خیر چھپ گئے۔ مگر ہم لوگوں کو آخری دیدار سے بھی محروم رکھا۔ یہ بات آپ کی شفقت بزرگی سے بعید ہوئی۔ ماتا کیکئی افسوس یہ ہے کہ آپ نے بھی اُن کی بیماری کی حالت میں خبر نہ کی بھلا ایک نظر دیکھ لینے دیا ہوتا سوا یہ

تو بتاسکے کہ اُنہوں نے میری یاد کی تھی کہ نہیں ؞
کیکئی - پیارے کیا کہوں مہاراج کا دم ہائے رام ہائے سیتا - ہائے لکشمن کہتے کہتے ٹوٹ گیا - تمہاری نسبت تو وہ کچھ نہ کہتے تھے - اپنی قسمت کو روتے تھے دھرم پھانسی کو جھینکتے تھے - اُنہیں اور لوگوں کا رشک تھا کہ رامچندر کو دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا کریں گے - صرف میں ہی ایک بدنصیب ہوں ؞
بھرت - آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی - جو فقرہ ہے الجھا ہُوا - جس وقت پتاجی نے چولا چھوڑا - رامچندر جی کہاں تھے گھر میں یا کہیں باہر ؞
کیکئی - بیٹا ! ہائے وہ ڈنڈک بن کو چلے گئے - لکشمن جی بھی اُن کے ساتھ ہیں سیتاجی بھی پلے میں بندھی ہیں ؞
بھرت جی نے جونہیں یہ فقرہ سُنا اُن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے - اُنہوں نے پوچھا آخر وجہ - کوئی خطا - کوئی قصور - کیا اُن کے ہاتھ سے کوئی برہمن قتل ہو گیا - کیا کسی کی اُنہوں نے دولت مار لی - کوئی بے گناہ نشانہ تیر ستم ہُوا کسی غیر عورت پر بدنیتی کا اظہار کیا کچھ کہیئے تو معاملہ کیا ہے ؞
کیکئی - قصور و خطا کی کوئی بات نہیں - رامچندر ایسے لائق اور دھرماتما سے کوئی جرم ہو کب ممکن ہے - لو سنو جو صاف صاف بات ہے میں تمہیں سناتی ہوں تم سارا رنج نہ بھول جاؤ تب کہنا - میں نے تمہاری بھلائی کے لئے زندگی کے سکھوں کی پرواہ نہ کی دنیا والوں کے کہنے سُننے کا خیال نہ کیا اور ایشور کا ہزار ہزار شکر کہ اُس نے بات رکھ لی ؞
بھرت - وہ کیا - باتوں کو طول نہ دیجئے مختصر کہئے ؞
کیکئی - بس بات اتنی ہے کہ مہاراج رامچندر کا راج تلک کرتے تھے میں نے تمہارے راج تلک اور رامچندر کے بن باس پر زور دیا - راجہ دسرتھ نے تمہیں راج دینا منظور کیا اور کہدیا کہ رامچندر بن باس کی راہ لیں لکشمن اور جانکی کو ساتھ جانے دیا پہلے تو سب کو یوں آنکھوں سے دور کیا - پھر آپ بھی اُن کے رنج میں تڑپ تڑپ کر دنیا سے چل بسے - شادہ رسنے مہاراج کی یکسنی جو زبان سے کہدیا اُس میں کبھی فرق نہ ہونے پایا جان دیدی لیکن قول سے نہ پھرے - دشمن ہو کیرت جن کے باپ ایسے دھرماتما ہوں ان کا نقش کبھی نہیں مٹ سکتا - تمہارے بھائی رامچندر کی تعریف نہ کرنا بھی بڑی بے انصافی ہوگی کیسا

سمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے۔ راج کا مستحق بڑا بیٹا ہوتا ہے یا اور کوئی۔ تمہارے میکے میں کیا رواج نہیں؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم نے ناحق رنگ میں بھنگ کر کے پاپ مول لیا اور ہمیشہ کے لئے روسیاہی منظور کی۔ جب تک دُنیا رہیگی ہر ایک یہی کہیگا کہ کیکئی نے بدذاتی سے اکشواک بنس کو تباہ کر ڈالا۔ مَیں ایسے ادھرم کی سلطنت پر تھوکتا بھی نہیں کرونگا۔ تمہاری پکائی کھچڑی تم کو مبارک۔ یہاں راج پاٹ کے بھوکے نہیں۔ کہ تم سر پر ہاتھ رکھ کر روؤ اور مَیں راج پاٹ پر لات مار کر رامچندر جی کی خدمتگزاری صحرا نوردی کی مصیبتوں کو آسائش پر ترجیح دوں۔ واہ ماتا جی خوب میرے ساتھ سلوک کیا۔ اس سلوک کا معاوضہ اُسی وقت ملیگا جب مَیں بھی اجودھیا سے چل کھڑا ہونگا۔ پھر آپ کو اختیار ہے کہ خوب چین سے خود ہی راج کرو۔ تم نے تو امرت کے دھوکے میں مجھے زہر دیدیا۔ اب میری زندگی کی خیر نہیں۔ یہ کہکر بھرت جی کپڑے سر پیٹ کر زمین پر گر پڑے اور زور زور سے ہائے پتا۔ ہائے رام۔ ہائے جانکی۔ ہائے لکشمن کہہ کہہ کر رونے لگے۔ سُننے والوں کا کلیجہ پھٹتا مگر کیکئی کہتی تھی کہ

بیٹا آنسو پونچھو۔ اُٹھو۔ دنیا گھر بار سنبھالو۔ ہم تمہارے عوض بہت رو دھو چکی ہیں۔ تم اپنا کنول سا کلیجہ کیوں کملائے ڈالتے ہو۔

سرگ ۷۴

بھرت جی کی کیکئی رانی کو لعنت ملامت

سری رامچندر جی کو منانے کا ارادہ

بھرت جی کا جوش غضب رو کے نہ رُکتا تھا وہ کہنے لگے:

بس بھلا چاہتی ہو تو تم بھی بن کا راستہ لو۔ تم کو میری قسم ہے کہ میرے مرنے پر ایک آنسو نہ بہانا۔ اگر یہ کہو کہ کیونکر بن میں جاؤں۔ کوئی خطا۔ تو شاید رامچندر جی ہی نے تمہارا کھیت اُجاڑا تھا۔ تم نے جو ستیا ئیں کی ہیں اُن کا پاپ مجھے بھوگنا پڑیگا اس سے بہتر ہے کہ اپنی جان دے کر تم سے پیچھا چھڑاؤں۔ جبتک مَیں جیتا

رہونگا لوگ اُنگلیاں اُٹھائینگے کہ اسی دُشٹ کیکئی کا بیٹا ہے جس نے ایسے ایسے
ادھرم کئے ہیں۔ مجھے تو تم نے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رکھا۔ سری رامچندر
جی کے پاس جاؤں تو اُن کا دل فوراً بول اُٹھیگا کہ لو۔ روسیاہ کیکئی کا بیٹا آ گیا۔
مرجاؤں تو بھی سب کے سامنے سر نیچا رہیگا۔ سُرگ میں پتاجی کے دل کو تمہارا خیال
میری طرف سے پھیر دیگا۔ نرک میں لوگ تالیاں بجائینگے۔ لو کیکئی کے صاحبزادے
تشریف لاتے ہیں۔ یہی دھرماتما مہاراجہ دسرتھ کے بیٹے اور اکشواک بنس کے کلنک
ہیں۔ شاستر میں پانچ قسم کے سخت گناہوں کی تشریح ہے:-
برہم ہتیا[1]۔ سونے کی چوری[2]۔ شراب نوشی[3]۔ گورو کی عورت سے ناجائز تعلق[4]۔
اُن افعال قبیحہ کے عادی لوگوں کی صحبت[5]:
آج تک میں نے تمہارے ساتھ نہیں کھایا پیا۔ ایشور کا ہزار ہزار شکر مگر دنیا
کے منہ پر کون ہاتھ رکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ تو یہی سمجھینگے کہ کیکئی کے دودھ کی تاثیر تو
کہیں نہیں جا سکتی۔ اور اس کا الزام مجھ پر آئیگا۔ بن میں منہ کالا کر کے جاتا ہوں تو
تمام رشی منی دھرکارینگے کہ کس ماتا کے پیٹ سے جنم لیا۔ ماتا جی بس آج سے
تم ہماری ماتا نہ میں تمہارا بیٹا۔ نہ مجھے راج سے واسطہ نہ اجودھیا سے غرض تم نے
کوشلیا اور سمترا ایسی ماتاؤں کی زندگی حرام کی۔ سب دشمنی تو کوئی لاگن ناگن بھی نہیں
کرتی۔ ہمارے ناتا کیسے دھرماتما اُن کا نام بدنام کیا۔ سارے خاندان کی ناک کٹوا ڈالی
اگر تمہارے جسم میں اُن کا خون ہوتا تو کبھی ادھرم نہ کرتیں۔ اگر پتاجی بیٹھے ہوتے سری
رامچندر جی تشریف رکھتے تو میں بے تکلف اُسی وقت سر اُڑاتا۔ کچھ پروا نہ کرتا کہ
بے سعادتی کا دھبہ لگے گا۔ لوگ ایک پاپ کا نپتے ہیں مگر اتنے پاپ کرنے پر تمہارے
دل پر ذرا بھی میل نہیں ایسی سختی تو پتھر میں بھی آج تک نہ دیکھی نہ سُنی:
بیٹے کے قالب کو باپ کا اصلی مادہ خون صرف پیشاب ہی سے حاصل
ہوتا ہے مگر ماں کی رگ رگ کا خون اُس کے جسم میں پیوست ہوتا ہے۔ اسی
لئے ماں کو باپ سے زیادہ بیٹا عزیز ہوتا ہے۔ چنانچہ مہاتماؤں نے اس معاملہ میں
ایک نظیر دی ہے جو حسب ذیل ہے:-
دو بیل ہل میں جُتے ہوئے تھے۔ ایک بڑا دوسرا چھوٹا۔ جوڑی برابر کی نہ تھی

اس لئے دونو کو تکلیف کا سامنا تھا۔ مگر جوتنے والے کو اپنے مطلب سے مطلب وہ دونو کو دوپہر تک جوتتے رہا اور وہ غریب مارے خوف کے ہل چلا یا کئے۔ سُربھی گائے نے یہ کیفیت دیکھی تو بیساختہ آنسو نکل آئے۔ جس وقت وہ رو رہی تھی اندر کا اُسی وقت اُدھر سے گزر ہُوا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دو آنسو کے قطرے ٹپک کر اندر پر گر پڑے۔ اندر نے نظر اُٹھائی تو سُربھی کو روتے پایا اندر ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آئے اور پوچھا کہ

کیوں خیر تو ہے رونے کا سبب۔ تم ایسی متبرک و مقدس کو دنیا عزت کرتی ہے۔ تمہارا گھی نہ ہو تو یگیہ وغیرہ کوئی اچھے کام نہ ہو سکیں۔ تمہیں دیکھ کر دیوتاؤں کا دل خوش ہوتا ہے۔ پھر تکلیف کی وجہ؟

سُربھی۔ دو بیٹوں کے رنج سے دُکھی ہوں۔ ایک چھوٹا ہے ایک بڑا دو نو ہل میں دوپہر تک سختی سے جوتے جاتے ہیں۔ بیچاروں کو جو تکلیف ہوتی ہے دیکھی نہیں جاتی۔ سب پاپوں کو سورج کی کرن سواہا کرتی ہے مگر یہ پاپ سورج کی کرن کو بھی پھونک ڈالتا ہے۔ جوتنے والے کو غریبوں کی جان پر مطلق رحم نہیں آتا۔ میرے دونو بیٹے قصائی کے کھونٹے میں بندھے ہیں؟

راجہ اندر کو اس بات سے سخت غصہ آیا۔ اُنہوں نے بد دعا دی کہ جو شخص گئو اور بیل کو اس بیدردی سے تکلیف دیگا۔ اُس کو کبھی آسائش نہ ملیگی۔ ہاتھ ہر وقت تنگ رہیگا؟

اے ماتا کیکئی! سُربھی کے بیشمار بیٹے تھے ایک دو کو تکلیف بھی ہوتی تو کیا تھا مگر نہیں دیکھئے راجہ اندر نے کیسا غصہ ظاہر کیا۔ ہماری ماتا کوشلیا کے صرف ایک سری رامچندر کلیجے کے ٹکڑے تھے اُن کو کلیجے سے جدا نظروں سے دور کر دیا اس سے بڑھ کر اور پاپ کیا ہوگا۔ اور اُس پاپ سے تمہاری گلو خلاصی کیونکر ہوگی۔ تم میری ماتا ہو اس لئے مَیں تمہارے پاپ دور کرنے کے لئے یہ تدبیر مناسب سمجھتا ہوں کہ رامچندر جی کو خود جا کر منا لاؤں۔ وہ راج کریں اور مَیں اُن کے عوض بن باس اس سے تمہاری بات بھی رہتی ہے اور پتا جی کی بھی۔ مگر مَیں خود راج کبھی نہ کرونگا۔ تم چاہو کہ راج پاٹ تجھے سکھ لو تو یہ میرے جیتے جی ممکن نہیں۔ ماتا جی میری رائے تو یہ ہے کہ کچھ کھا لے سو

رہیں۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے دیکھو شاستر کہتا ہے کہ بڑے بھاری پاپ کرنیوالے کی نجات اُسی حالت میں ممکن ہے۔ جب وہ آگ میں جل مرے یا گلے میں پھانسی لگالے تم تو اس طرح عذاب سے چھوٹ سکتی ہو۔ مگر میں کیونکر جان بچاؤں میری نجات تو تب ہی ممکن ہے جب میں سری رامچندر جی کو یہاں لاکر اُن کی خدمتگزاری کا اعزاز حاصل کروں +

بھرت جی اس وقت اُس ہاتھی کی طرح بیقرار اور بدحواس تھے جس پر ہزار دل آنکس پڑ رہے ہوں۔ اُن کا غصہ چوٹ کھائے ناگ سے کہیں زیادہ تھا۔ اُن کی گرم آہوں سے چنگاریاں سی نکلتی معلوم ہوتی تھیں۔ کلیجہ سلگ رہا تھا۔ آنکھیں بیر بہوٹی کی طرح لال۔ ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی۔ گرے اُٹھے بیٹھے اور پھر گرے۔ لاغری کی یہ حالت تھی کہ جسم کے زیور سنبھالے نہ سنبھلتے تھے۔ اگر ادھر گرا تو ادھر جوشن +

سرگ ۷۵

بھرت کی بیقراری۔ کوشلیا اور بھرت کی درد انگیز گفتگو۔ رامچندر کو منانے کا مصمم ارادہ

بھرت جی دیر تک زمین پر پڑے رہے گو غشی کی حالت نہ تھی مگر در و دیوار کاٹتے معلوم ہوتے تھے۔ کیکئی ناگن محسوس ہوتی تھی کسی طرح دیکھا نہ جاتا تھا ایک دفعہ آنکھ کھولی تو سامنے کیکئی کو پایا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بھرت کو آنکھیں کھولے دیکھ کر بولی:-

پیارے میں نے تمہارے لئے راج پاٹ کا سیدھا کیا اور تم مجھ سے ناراض معلوم ہوتے ہو۔ نیکی برباد گناہ لازم۔ جو ہو گیا ہو گیا۔ گئی گزری باتوں کا خیال ہی کیا۔ بہلا لیا گیا سکھائے۔ اب کا لیا دیکھو آئے۔ اُٹھو ہاتھ منہ دھلا دوں۔ تمہیں دیکھنے سے ذرا پچھلے دکھ بھولے تھے۔ کلیجے میں ٹھنڈک پڑ گئی تھی۔ مجھے کیا خیال تھا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوگا۔ میں کیا جانتی تھی کہ ننھیال میں رہنے سے تم میری محبت چھوڑ دو گے۔ میں تو مامتا سے بے چین۔ اور آپ کو کچھ پرواہ ہی نہیں کہ ماں کے

دل پر کیا صدمہ ہے ✣

کیکئی ابھی اور کچھ کہنے کو تھی کہ بھرت جی کی آمد آمد سُنکر وزراے دولت و خیر خواہ سلطنت قدمبوسی کو حاضر ہوئے۔ کیکئی نے سب کو رنواس میں بلا لیا اور کہا ذرا آپ لوگ سمجھائیے۔ بھرت جی میرے سمجھانے سے کچھ نہیں سمجھتے ✣

بھرت جی کی آگ بھڑک اُٹھی بولے ✣

او دشمنِ خاندان تو ماں ہے تو کیا ہوا۔ تجھ کو بُرا کہنا سُننا گو بے سعادتی اور گستاخی میں داخل ہو مگر میں تجھے ماں نہیں سمجھتا تو اپنے کو میری ماں نہ سمجھ میری ماں اگر ڈائن بھی ہوتی تو تجھ سے اچھی تھی۔ راج تجھ کو مبارک۔ یہاں تو ٹھنی ہو چکی ہے کہ سری رامچندر کے قدموں کو دیکھ کر جیئنگے۔ آہ جس نے سری رامچندر ماتا جانکی بھائی لکشمن کو چودہ برس کا بن باس دے کر حد درجہ کی بیدردی و بیرحمی کا ثبوت دیا۔ جس نے اپنے خاوند کی زندگی و موت کی پرواہ نہ کی ایسی ماتا کو ماتا کہنا بھرت کو قبول نہیں۔ ہماری ماتا کوشلیا جی و سمترا جی ہیں۔ تو رامچندر جی کو غیر سمجھتی تو بس مجھے بھی تجھ سے کچھ تعلق نہیں ✣

یہ کہکر بھرت جی۔ ہائے بھائی رامچندر۔ ہائے ماتا جانکی۔ ہائے پیارے لکشمن ہائے پتا جی کہہ کہہ کر اس زور سے رونے لگے کہ دور دور تک گریہ وزاری کی آواز پہنچی کوشلیا جی اس دردناک آواز سے چونک پڑیں۔ سمترا جی سے بولیں ✣

ہو نہو بھرت آ گئے مجھے تو انہیں کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔ چلو ذرا صورت تو دیکھ لوں ✣

کوشلیا جی بالکل کمزور ہو گئی تھیں۔ ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے مگر جوش [illegible] میں اُٹھیں۔ لونڈیوں نے ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ اسی طرف روانہ ہوئیں جدھر سے [illegible] کی آواز آئی تھی۔ اُدھر بھرت جی کو تو کیکئی سے ایسی نفرت ہوئی کہ دم بھر [illegible] چاہا کہ وہاں ٹھیریں۔ ماتا کوشلیا و سمترا کے درشنوں کا خیال اُنہیں اُدھر لے چلا [illegible] سترگھن بھی آنسو بہاتے ہوئے ساتھ ہوئے دیکھا کہ کوشلیا آ رہی ہیں۔ آنکھیں اشکبار [illegible] جسم زار۔ نہ آرائش نہ سنگار۔ دونوں کے دونوں دور ہی سے صورت دیکھ کر پچھاڑ کھاتے ہوئے قدموں پر گر پڑے۔ کوشلیا جی سے بھی نہ دیکھا گیا۔ اُن کو فوراً غش آ گیا [illegible]

کوشلیا نے بھرت و سترہن کو گود میں بٹھا لیا۔ آنچل سے آنسو پونچھے اور بھرت سے کہا کہ بیٹا تمہاری ماتا کیکئی کا کچھ قصور نہیں۔ اُنہوں نے تمہیں راج دلوایا میری نظر میں تم اور رامچندر ایک ہو۔ ایشور گواہ ہے کہ مجھے تمہارے راج سے ویسی ہی خوشی ہے جیسی رامچندر کے راج سے ہوتی۔ مگر ہاں کچھ خیال ہے تو یہ کہ کیکئی جی نے رامچندر کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی۔ اُن کو بڑی بے عزتی سے جلاوطن کیا۔ وہ مجھ سے اب بھی ناراض ہیں۔ صرف سمترا جی کے سبب سے میرا دل بہلتا ہے۔ وہ میری بڑی خدمت کرتی ہیں میں ہدایت کرتی ہوں کہ کبھی کوئی بات اپنی ماتا کیکئی کے خلاف نہ کرنا۔ جو وہ کہیں وہی کرنا تمہارا فرض ہے مگر میرا کہنا اتنا ماننا ہو گا کہ رامچندر کو یہاں واپس لاؤ۔ تمہارے پتا کی بدولت تمہارے راج میں مجھے کس بات کی کمی ہے۔ دولت۔ ثروت۔ ہاتھی۔ گھوڑے ہر طرح کے عیش و آرام سب موجود ہیں مگر رامچندر کے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ میرے ہاتھ پاؤں جواب دے گئے۔ بدن میں سکت نہیں صدموں نے مار ڈالا۔ کسی کام کا نہ رکھا۔ اس سے تمہیں تکلیف دیتی ہوں۔ اگر ہلا ڈلا جاتا تو گرتی پڑتی اُٹھتی بیٹھتی جس طرح ممکن ہوتا رامچندر کے پاس پہنچتی یوں دکھ نہ سہتی ⁂

بھرت جی بیقرار ہو کر کوشلیا جی کے قدموں سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے بولے۔ ماتا جی میں بے قصور ہوں آپ کی باتوں سے میرا دل ٹکڑے اُڑا جاتا ہے رحم کیجئے۔ اگر میری موجودگی میں سری رامچندر جی جنگل کا رُخ کرنے پاتے تو مجھ پر گئو ہتیا سے زیادہ پاپ ہوتا۔ اگر مجھے خبر بھی ہوتی کہ کیکئی ماتا یہ ادھرم کرنے والی ہیں تو میں اُسی وقت جان دے دیتا اگر اس میں ذرا بھی فرق ہو تو جو پاپ بید شاستر کی خلاف ورزی۔ مالک کی نافرمانی کرنے کوئی سنکلپ کر کے پھر دان نہ دینے رن میں پیٹھ دکھانے میدان جنگ میں مرتے ہوئے کو مارنے۔ پنڈتوں اور سادھوؤں کے دھرم اُپدیش نہ ماننے۔ دیوتا اور رشی کو نہ پوجنے۔ گورو کی تعمیل ارشاد سے جی چُرانے۔ دوستی کی آڑ میں دشمنی کرنے۔ عیال و اطفال کی پرورش سے متنفر ہونے اظہار خواہش کے وقت عورت سے کنارہ کشی کرنے۔ اپاہجوں اور بیواؤں کی دلآزاری کرنے۔ مردے کی کھوپری لیکر بھیک مانگنے۔ شراب پینے۔ صبح کے وقت عیاشی

میں مشغول رہنے فضول روپیہ برباد کرنے کسی کے مکان میں آگ لگانے گرو کی استری سے صحبت کرنے۔ شام سے سونے۔ دھرم کو چھوڑنے۔ جھوٹا وعدہ کرتے جھوٹ بولنے۔ ادھرم پھیلانے۔ نیک کام میں خلل انداز ہونے۔ بچھڑے کو گائے کے دودھ سے محروم رکھنے۔ پرائی عورت سے ہمبستر ہونے۔ رنگا سیار بنکر ڈھونگ بدپا کرنے۔ پیاسے کو پانی نہ پینے دینے۔ بیشنو اور راجا ری سے ادھرم ہو جانے والے کو ہوتا ہے اس سے سو گنے پاپ کا ہزار گنے پھل مجھے ملے۔ اگر میں چاہتا بھی ہوں کہ سری رامچندر کو تخت حکومت نہ ملے یا وہ بن میں قیام کریں۔ ماتا جی آپ مجھے معاف کریں۔ سارا قصور ماتا کیکئی کا ہے۔ نہ ایسی ڈائن گھر میں ہوتی نہ یہ پھولی پھلی پھلواڑی اجڑتی ؛

کوشلیا جی یہ تقریر سنکر بھباک بھباک کر رونے لگیں۔ انہوں نے بھرت جی کو چھاتی سے لگا لیا اور بولیں :۔

ہائے میں نے اپنے پیارے بھرت کے نازک دل کو دکھایا۔ میں کیکئی سے زیادہ ظالم قرار پائی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسی وقت پران نکال دوں۔ پیارے بھرت جو کچھ میں نے کہا ہے وہ معاف کرو اور کسی طرح رامچندر جی کو لوٹا لاؤ میں تمہاری ماں سے لونڈی ہو جاؤنگی ؛

بھرت جی نے قدم پکڑ لئے اور کہا

ماتا جی کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہیں۔ بھرت سے یہ الفاظ سہے نہیں جاتے ماتا اپنے بیٹے سے یوں باتیں کرے تو بیٹے کو اسی وقت مر جانا چاہئے۔ آپ بار بار اب کچھ نہ کہیں میں بن میں جاؤنگا۔ اور بھائی صاحب کو جس طرح بن سکیگا لاؤنگا۔ اگر بھرت کی زندگی میں آپ کو تکلیف ہوئی تو بھرت کی زندگی پر تف ؛

یہ کہتے ہی پھر بھرت جی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ کوشلیا نے اٹھایا۔ اور کلیجے سے لگائے ہوئے بیٹھ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آنچل جھلتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ

ارے بھرت آنکھ کھول تیری ماتا کوشلیا سے اب نہیں دیکھا جاتا۔ میں ایسے رنج و غم سے باز آئی۔ ہائے میرے وندا درا سے بچوں کو یہ دکھ او بے حیا زندگی کب پیچھا چھوڑیگی کچھ حد بھی ہے ؛

سرگ ۷۶

بھرت جی کی بیقراری بششٹ جی کی ہدایت کریاکرم

کوشلیاجی اور بھرت جی کو یہ رات پہاڑ ہو گئی۔ سویرا بڑی مشکل سے ہوا۔ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں پیٹتے چلاتے گلا بیٹھ گیا۔ صبح ہوتے ہی بششٹ جی تشریف لائے۔ انہوں نے ہاتھ منہ دھلایا اور کہا

بھرت! تم کیوں گھبراتے ہو۔ تمہاری نیکنامی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جو ہے تمہارا یش گا رہا ہے۔ تم پر کوئی حرف رکھ سکے کیا مجال قصور کیکئی کا ہے۔ تم تو یہاں تھے بھی نہیں۔ دوسرے سب جانتے ہیں کہ تم جتنی کوشلیا و سمترا کی عزت کرتے ہو۔ اتنا کیکئی کو نہیں مانتے۔ پھر اتنی پریشانی کیوں۔ اب طبیعت سنبھالو مہاراج کی لاش کے درشن کرو۔ وہ تمہارے دیکھنے کے لئے رکھی ہے۔ بہت دن ہو گئے اب مٹی ٹھکانے کر دو ٭

بھرت جی فوراً اُٹھے۔ لاش کو دیکھا تو زردی چھا گئی تھی بششٹ جی سے پوچھا کہ سارے جسم پر زردی کیسی۔ جواب دیا کہ سرگ لوک میں جانے کی علامت ہے ٭

اب بھرت جی نے سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور خود رونے لگے۔ زبان پر بین تھے ہائے پتاجی ہم لوگوں کو اکیلا چھوڑنا کیسا۔ نہ رامچندر نہ لکشمن نہ جانکی۔ اس حالت میں آپ کو کچھ نہ کچھ تو شفقت پدری کا خیال لازم تھا۔ آخر آپ مجھ کو کسے سونپ گئے۔ میں تو جانتا تھا کہ آپ کے نامۂ اعمال پر سیاہی کا دھبہ لگ گیا مگر نعش منہ سے بول رہی ہے کہ آپ سُرگ کو تشریف لے گئے۔ بدن کا زرد ہونا میرے لئے اس امر کی غیبی شہادت ہوئی۔ آپ دھنیہ ہیں کہ اس حالت میں بھی آپ کو سرگ حاصل ہوا۔ مگر ہم لوگ بدنصیب ہیں کہ آپ کے سایہ الطاف سے محروم ہو گئے۔ کاش آپ ہم لوگوں کو بھی ساتھ لے چلتے۔ لیکن آپ نے جب جیتے جی ہم لوگوں کے دیکھنے کی خواہش نہ کی تو اب زیادہ کہنا فضول۔ مرتے وقت آپ نے ہم لوگوں کو بھلا دیا۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ دنیا اُلٹ پلٹ ہو گی۔ ورنہ ہم ننہال کی طرف رُخ بھی نہ کرتے ٭

یہ کہکر بھرت جی نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ اُن کا ایک ایک آنسو اُن کے دلی اضطراب کا مخبر تھا۔ بششٹ جی موجود تھے۔ اُنہوں نے بھرت جی کو گلے سے لگایا اور کہا کہ

اب مٹی سنسکار کرنے کا وقت ہے۔ رونے دھونے کے لئے ساری عمر باقی ہے۔ اس لئے کریا کرم سے پہلے چھٹی کرلو۔ پھر رو پیٹ لینا۔

بمان تیار تھا۔ راجہ دسرتھ کی لاش اس میں رکھی گئی۔ بھرت جی نے ہون کنڈ سے آگ لی۔ سلارم چندن اور دیودار کی لکڑی۔ گوگل۔ دھوپ۔ ٹھیلیہ وغیرہ لیکر ساتھ ہوئے۔ چتے پر لاش جلائی گئی۔ گئو دان اور سونے چاندی کے دان سے غریب غربا کو روپیہ پیسہ کی طرف سے بیفکری ہو گئی۔ لاش سرجو کے کنارے پر جلی گئی خیرات بٹ چکی۔ تب بششٹ جی کی ہدایت کے موافق سب لوگ گھروں کو واپس ہوئے۔ دس دن تک ہر فرد بشر زمین پر سویا ان دنوں ایکادش کرم ختم ہو گئے۔

سرگ ۷۷

گرو بششٹ جی کی بھرت جی کو غم غلط کرنیکی فہمائش

ایکادش کرم ہو جانے پر بارھویں دن بھرت جی نے خوب دان پُن کیا۔ زر و زیور جواہر نقد جنس۔ پوشاک۔ لباس۔ گئو بیل۔ لونڈی۔ غلام برہمنوں کو نذر دئے۔ تیرھویں روز راجہ دسرتھ کے صدمۂ فرقت میں رونا پیٹنا شروع کیا وہ کہتے تھے ہائے پتاجی! آپ بھی گئے۔ سری رامچندر کو بھی جدا کر دیا۔ کوشلیا ماتا کی زندگی سری رامچندر جی ہی کے سبب سے تھی۔ افسوس اب وہ کیسے جئینگی۔ آپنے یہ بھی خیال کیا کہ آخر اب اُن کی زندگی کیونکر ہوگی جس لاش کے جلانے پر زمین سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ مرنے والے کو سرگ نصیب ہو۔ زرد ہو تو مکت ہوئی اور سیاہ رنگ ہو تو جاننا چاہئے کہ نرک میں جگہ ملی۔ راجہ دسرتھ جہاں جلتے تھے وہاں کی لال زمین دیکھ کر بھرت کو حیرت ہوئی کہ مکت کے لئے سرگ کیسا۔ اس فکر میں اُن کو سخت رنج ہوا۔ اُنہوں

نے رو رو کر راجہ دسرتھ کی نیکیاں گنانا شروع کیں۔ وہ دعا مانگنے لگے کہ زمین پھٹ جائے تو میں بھی سما جاؤں مگر یہ کمبخت بھی دشمن ہے۔ اس وقت رفاقت نہ کریگی خیر اسے بھی جانے دو۔ مرنا اختیاری ہے آگ تو جسم کو قبول کریگی +

بششٹ جی پاس آئے گلے سے لگایا اور کہا:۔

ہیں بھرت! تم سمجھدار ہو کے ایسے خیالات دل میں لاتے ہو۔ آج تیرھواں روز ہے۔ ماتم سے فراغت ہو گئی۔ کپڑے بدلو بکرا دان کرو۔ رنج محنت تکلیف نقصان فائدہ موت۔ زندگی تو ہمیشہ انسان کے ساتھ ہیں۔ ان کی فکر ہی کیا۔ راجہ دسرتھ تو چل بسے اب اُن کا آنا معلوم۔ سنو! میں ایک روایت بیان کرتا ہوں +

بیاس جی کے ایک شاگرد کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس سن میں وہ تمام علوم وفنون میں اُستاد زمانہ ہو گیا۔ وید شاستر سب ازبر ہو گئے۔ کسی روز شاگرد نے دریافت کیا کہ مہاراج اور کوئی علم باقی رہ گیا ہو تو وہ بھی سکھا دیجئے۔ بیاس جی نے اس معاملے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ آج سے تیسرے دن اس کی خیریت نہیں ضرور مرجائیگا۔ اُن کو سخت فکر پیدا ہوئی۔ اور شاگرد کے لئے جمراج کے پاس پہنچے جمراج نے بڑے صدق عقیدت سے استقبال کیا اور پوچھا کہ

"تکلیف کا باعث"

بیاس جی۔ یہ میرا شاگرد ہے اس کی زندگی قائم رہے۔ آپ مہربانی فرما دیں +

جمراج۔ میں آپ کی تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ مگر کیا عرض کروں کہ میرا کچھ قابو نہیں۔ یہ معاملہ موت کے اختیار میں ہے +

بیاس جی یہاں سے اُٹھے جمراج کو بھی ساتھ لئے ہوئے موت کے پاس پہنچے اور حرف مطلب زبان پر لائے۔ موت بولی کہ لوگ مجھے مفت بدنام کرتے ہیں میں کسی کی جان نہیں لیتی۔ یہ کام پرار بدھ کا ہے آئیے میں آپ کو اُسکے پاس پہنچا دوں غرض سب کے سب پرار بدھ کے پاس گئے۔ اور وہی بات چھیڑی۔ یہ لوگ تو آگے بڑھ گئے۔ یہاں چوکھٹ کی ٹھوکر سے شاگرد کا خاتمہ ہو گیا۔ پرار بدھ نے بیاس جی سے کہا:۔

آپ نے کس کی سفارش کرنے کے لئے تکلیف گوارا کی ہے!۔

بیاس جی - اپنے شاگرد رشید کی زندگی چاہتا ہوں +

پرار بدھ - افسوس کہ آپ نے آنے میں دیر کر دی پہلے معلوم ہوتا تو کچھ انتظام کر دیا جاتا - اب افسوس آپ اُس وقت تشریف لائے - جب آپ کے شاگرد کا کام تمام ہو چکا +

یہ سنتے ہی بیاس جی کے ہوش اُڑ گئے - جیوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں - رو پڑے - ہائے شاگرد - ساتھ ہی سخت غصہ آیا آنکھیں لال ہو گئیں اور بولے کہ

او پرار بدھ - خبردار سنبھل - اگر پرار بدھ نہیں ٹل سکتی تو میری بددعا کے مٹانے والا بھی تین لوک میں کوئی نہیں +

پرار بدھ - آپ کی تابع احکام ہوں - آپ جو کچھ فرمائیں بہت صحیح - مگر ذرا غور فرمائیے آپ کے شاگرد کی موت تیسرے ہی دن تھی یا نہیں - کہئے - ہاں پھر آپ پہلے سے کیوں نہ تشریف لائے - اس کے علاوہ دیکھئے یہ کتاب پھر چاہے بددعا دیجئے یا معافی +

پرار بدھ نے کتاب سامنے رکھ دی اُس میں درج تھا کہ

شاگرد کی موت اُسی مقام پر ہے جہاں اُس کا چولا چھوٹا +

اب تو بیاس جی قائل ہو گئے - پرار بدھ نے کہا :-

مہاراج اس کی موت خود یہاں اس بہانے سے لائی - اس میں کسی کا کیا قصور +

بیاس جی بہت پچھتائے اور کہنے لگے کہ

غلطی میری ہی تھی - اگر میں یہاں نہ لاتا تو میرے عزیز شاگرد کی جان نہ جاتی - یہ روایت بیان فرما کر بششٹ جی نے فرمایا کہ

بھرت جی پرار بدھ سے کسی کا بس نہیں - شدنی سے کسی کا چارہ نہیں - بس اب صبر کرو +

رنج و غم بھلاؤ اور باتوں میں دل بہلاؤ - بہت ماتم ہو چکا - آپکو ہلکان کرنے سے کچھ حاصل نہیں +

سرگ ۸۷

سری سترہن جی کا منتھرا پر عتاب

بشسٹ جی کی فہمائش بھرت جی کے دل پر اثر پذیر ہوئی۔ وہ گھر میں چلے آئے اور اس فکر میں ہوئے کہ کیونکر جلدی سے پہنچوں اور سری رامچندر جی کو واپس لاؤں۔ اتنے ہی میں سترگھن جی نے کہا کہ

بھائی صاحب! سری رامچندر جی کے نام سے ہر خاص و عام کی مقصد براری ہوتی ہے۔ پھر ہم تو ان کے چھوٹے بھائی ہی ہیں۔ ہماری کامیابی میں کیا شک ممکن نہیں کہ وہ ہماری گذارش قبول نہ فرمائیں مجھے بڑی حیرت ہے کہ سری رامچندر جی نے بن باس کیونکر منظور کیا۔ شاستر میں ہدایت ہے کہ انسان کبھی عورت کی زبان پر عمل نہ کرے۔ راجہ دسرتھ ماتا کیکئی کے کہنے میں آ گئے۔ اُنہوں نے سخت غلطی کی۔ سری رامچندر جی نے بھی شاستر کا قول پیش نظر نہ رکھا۔ اور تو اور لکشمن جی کو کیا ہوگیا وہ بھی چپ لگائے رہے۔ اور کچھ منہ سے نہ بولے۔ لازم تو یہ تھا کہ راجہ دسرتھ کو سزا دی جاتی کہ پرن کا مرد معلوم ہوتا ۞

سترگھن جی کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ بھوؤں پر بل پڑے ہوئے تھے ابھی تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ منتھرا سامنے سے گزری۔ منتھرا اس وقت معمولی منتھرا نہ تھی۔ سر سے پاؤں تک جواہرات میں غرق۔ پوشاک و لباس نہایت نفیس۔ سولوں سنگار نور اَعلےٰ نور۔ وہ بے تکلف بڑھنے لگی تو پاسبانوں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور کہا کہ

کہاں بے پوچھے گچھے جاتی ہے۔ جبتک حکم نہ ہو گا نہ جانے پائیگی ۞

منتھرا کے دماغ عرش پر تھے وہ کسی کو نظر میں کب لانے والی تھی۔ اُس نے دو چار او کھیاں سُنا کر آنچل چھڑانا چاہا۔ مگر وہاں کون سُنتا تھا۔ وہ کہتی تھی کہ میں اُنہیں گودیوں کے کھلائے مہاراجہ بھرت پر تجھاور ہوتے جاتی ہوں۔ دربان کہتے تھے کہ جا بیٹھ تیرا منہ بھرت جی کو نہ دیکھنے دینگے تو وہ بدذات ہے جس نے سری رامچندر جی سیتاجی۔ اور سری لکشمن جی کو گھر سے نکلوایا۔ ہمارے مہاراج تیری ہی لگائی بجھائی کی بدولت ہمارے سر سے اُٹھ گئے۔ منتھرا اس وقت اکیلی نہ تھی اور خواصیں بھی بنی ٹھنی ہمراہ تھیں۔ جو ہیں پاسبانوں نے اُسے پکڑا اور سب تو رفوچکر ہو گئیں یہ اکیلی چلاتی رہ گئی۔ پاسبانوں نے نہ چلانے کی پرواہ کی نہ ہائے واویلا کی۔ اُس نے سخت زبانی کی تو سر ہو گئے۔ اچھی طرح آکے چپتی پڑ گئی ۞

ستر ہن جی کو جس وقت معلوم ہوا کہ سارا بس اسی کا بویا ہوا ہے۔ غصے سے
اٹھے اور چونڈا پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بھرت جی کے پاس لائے۔ سارا سنگار بگڑ گیا
زیور و لباس کی مٹی پلید ہو گئی +

کیکئی سے رہا نہ گیا۔ یہ چھڑانے کے لئے دوڑی۔ مگر ستر ہن نے ایسی ڈانٹ
بتائی کہ دم فنا ہو گیا۔ ڈر گئی کہ کہیں منتھرا کی سی درگت میری بھی نہ ہو جائے۔ وہ
ڈر کے مارے بھرت جی کی دہائی دینے لگی۔ بھرت جی نے ستر ہن سے کہا:-

بھائی مرد عورت پر ہاتھ نہیں چلاتے چھوڑ دو کمبخت کو۔ کیا کہوں شاستر میں
ممانعت ہے ورنہ منتھرا کیا میں ماتا کیکئی کا بھی سر اڑائے بغیر نہ رہتا۔ سری رامچندر
جی کے خلاف مزاج ہم لوگ کوئی بات کریں تو کب مناسب ہے۔ منتھرا کو سزا ضرور
دو یہ کمبخت اسی قابل ہے مگر مرے کو مارنا ہی کیا۔ یہ اس وقت ہی مرے سے
بدتر ہو گئی۔ دوسرے جب سری رامچندر ہی طرح دے گئے تو ہمیں انہیں
کی پیروی کرنا لازم ہے۔ بھرت جی کی تقریر نے ستر ہن جی کا غصہ فرو کیا۔
انہوں نے منتھرا کو چھوڑ دیا۔ اس کی جان بچی تو اٹھ کر بھاگی۔ کیکئی کے منہ
میں دانت کہاں تھے کہ کچھ بول سکتی۔ ہاں چپکے چپکے کچھ کان میں کہہ دیا جس
کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ

لڑکے ہیں کمسن ہیں ان کے کہنے سننے کا برا ماننا ہی کیا +

سرگ ۷۹

بھرت جی کا سری رامچندر جی کی خدمت میں جانے کا عزم

راجہ دسرتھ کی کریا کرم کو چودہ روز گزرے وزرائے سلطنت و ارکان دولت
نے بھرت جی کی قدمبوسی کا شرف حاصل کر کے گذارش کی کہ

راجہ دسرتھ اب نہیں تخت سلطنت خالی ہے۔ انہوں نے سری رامچندر جی
کو بن باس دیا۔ اور آپ کو راج دیا۔ اب آپ اہل اجودھیا کو سایۂ عاطفت میں لیجئے
بے فرمانروا کا ملک بے باغبان کا باغ ہوتا ہے جو خاوند کے بغیر عورت کی حالت ہوتی ہے

اس سے بدتر اُس راج کی جس کا کوئی راجہ نہ ہو ÷

بھرت جی نے جواب دیا کہ

میں پہلے ہی تخت و تاج کو تلانجلی دے چکا ہوں۔ مجھے راج پاٹ سے کیا کام
میں بڑے بھائی کا حق چھین کر دین و دنیا میں روسیاہ ہونا نہیں چاہتا۔ اس راج
کے مالک سری رامچندر ہیں۔ اُن کو میں جس طرح بنے گا لاؤنگا وہ سب کے راجہ ہونگے
میں یا تو اُن کی غلامی میں رہونگا۔ یا اُن کے عوض چودہ برس بن باس میں رہ کر ماتا
کیکئی کے تمام منصوبے توڑونگا۔ آپ لوگ میرے راج کی فکر نہ کریں۔ بلکہ تمام
راجگدی کے سامان بن میں پہنچائیں۔ فوج کو بھی حکم ہو کہ ہمراہی کو تیار ہو۔ معمار
اور بیلدار راستے کی صفائی کے لئے مقرر کئے جائیں۔ آج ہی سب انتظام ہو
جائے۔ ہتھیلی پر سرسوں نہ جمی تو سخت عتاب ہوگا۔ منادی کردی جائے کہ جنگل
ہی میں سری رامچندر جی کی راجگدی کا جشن ہوگا ÷

سرگ ۸۰

تیاری سفر

بھرت جی کے حکم کی دیر تھی۔ ہزارہا بڑھئی معمار بیلدار جُٹ گئے۔ راستے صاف
ہوئے چڑھاؤ اتار برابر کیا گیا۔ کہیں درخت چھانٹے گئے کہیں جھاڑیاں صاف کی گئیں
ندیوں پر پُل باندھے گئے۔ گہرائیاں مٹی سے پاٹی گئیں۔ اندارے اور تالاب تیار کردئے
گئے۔ جا بجا منزلیں اور نشستگاہیں بنائی گئیں۔ چبوترے تعمیر ہوئے۔ درختوں اور
دیواروں پر جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ سڑک صاف ستھری ہو گئی۔ اور بھرت
جی اُس ساعت نیک کے منتظر ہوئے جو روانگی کے لئے مقرر ہوئی تھی ÷

سرگ ۸۱

بھرت جی کی راجہ دسرتھ کے دربار میں رونق افروزی

نور کا تڑکا ہے بھرت جی آرامگاہ میں محو استراحت ہیں۔ بیداری کا وقت ہے
درو دیوار پر یکایک نوبت و روشن چوکی بجنے لگی۔ برہمن اور بھاٹ بڑی سُریلی آواز سے
وید منتر پڑھنے اور جش گانے لگے۔ بھرت جی کی آنکھ کھلی اور بولے کہ
کوئی خوشی کا موقعہ ہے۔ فوراً باجے بند ہوں۔ برہمنوں اور بھاٹوں کو حکم
ہوا کہ خاموش رہیں۔ فضول دماغ نہ اڑائیں +
یہ فرما کر سترہن جی سے فرمایا کہ دیکھو ان سب کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہاں
تو پتاجی کا ماتم۔ کہاں سری رامچندر جی کی مفارقت کا صدمہ۔ کہاں یہ ساز عشرت
بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ ہم لوگوں کا دل اور دکھتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آرامگاہ
سے نکلے۔ سب کو چشم غضب سے تنبیہ کی اور سیدھے وہاں گئے جہاں راجہ دسرتھ کا
سنگھاسن اُن کی جدائی میں اظہار ماتم کر رہا تھا۔ اس وقت تمام ارکان دولت
ڈنڈوت کو حاضر تھے۔ سب رانیاں روتی ہوئی بھرت جی کے استقبال کو اُٹھ کھڑی
ہوئیں۔ بششٹ جی نے اشارہ کیا کہ سنگھاسن کے قریب طلائی کرسی پر تشریف
رکھیں۔ بھرت جی نے اُن کے اشارے پر کچھ التفات نہ کیا اور کُشن آسن پر
بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے جے بھرت جے بھرت کی آواز آنے لگی +

سرگ ۸۲

سری رامچندر جی کے لانے کی غرض سے بھرت جی کی روانگی

جب دربار لگ گیا تو بششٹ جی نے فرمایا :-
سری بھرت جی! راجہ دسرتھ آپ کے پتا دنیوی عیش و عشرت سے سیر ہو کر آپ کو راج
پاٹ سونپ گئے۔ آپ کا راج لکشمی کا گھر ہے اس کو سرگ سے مثال دینا مبالغہ
نہیں۔ ایسا راج آپ ہی ایسے دھرماتماؤں کے لائق ہے۔ آفرین ہے سری رامچندر
جی کو جنہوں نے اپنی سعادتمندی سے اپنے پتاجی کے ارشاد کی تعمیل کی اور راہ
وفاداری میں بے تکلف قدم زن ہوئے۔ آپ بھی سری رامچندر جی کے لائق بھائی
اور راجہ دسرتھ کے اطاعتگزار فرزند ہیں جس طرح سری رامچندر جی نے مہاراج

کا حکم مانا۔ اسی طرح آپ پر بھی تعمیل ارشاد فرض ہے۔ آپ کو مہاراج ہی کا حکم نہیں بلکہ سری رامچندر جی کا بھی ارشاد ہے کہ تخت سلطنت کو جلوس میمنت مانوس سے رونق دیں۔ رانی کیکئی کی مرضی سب پر طرہ۔ گویا آپ کے لئے تین بزرگوں کی تجویز سے مسند حکومت تجویز ہوئی ہے۔ اگر کسی کا منشا بھی نہ ہوتا تو آپ مصیبت کے وقت ملک و رعایا کی حفاظت و پرورش کے ذمہ دار ہیں دور دور کے تاجدار تحفہ تحائف لئے ہوئے رونق دربار ہیں ان کی سوغات قبول کیجئے اور اجڑی ہوئی اجودھیا پر رحم فرمائیے ÷

بھرت جی کو تخت و تاج کی ہوس ہی نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر مگر مہاراج خطا معاف مَیں تعمیل ارشاد نہیں کر سکتا بیشک آپ کا حکم نہ ماننا بے سعادتی ہے مگر اس وقت مجھے اس کا کچھ خیال نہیں یہاں تو دل میں ٹھنی ہے کہ سری رامچندر جی کے پاس جاؤنگا اُن کو لاؤنگا اور سنگھاسن پر بٹھاؤنگا تب کچھ کرونگا۔ گورو جی مہاراج اپنے مقدس و معزز خاندان میں کیسے کیسے واجب التعظیم فرمانروا گزرے ہیں۔ راجہ دلیپ۔ راجہ نہکھ وغیرہ کے برابر دنیا کا کون تاجدار ہوگا۔ اُن کے راج سنگھاسن پر سری رامچندر جی کے ہوتے مَیں قدم رکھوں ممکن نہیں۔ مجھے سلطنت سے دست کشی منظور۔ روسیاہی گوارا نہیں بیشک ماتا کیکئی نے مریادا کے خلاف برتاؤ کیا مگر مَیں تین لوک کے مالک سری رامچندر جی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اُن کی کارروائی سے اتفاق ہے نہ خیالات سے ہمدردی ÷

رامچندر جی کے چرنوں کی سوگند نہ مجھے کچھ خبر تھی کہ اجودھیا میں کیا ہو رہا ہے مَیں سری رامچندر جی کا خدمتگزار ہوں۔ خدمتگزار کو تخت و تاج سے کیا کام تمام جلوس تاجداری اُن کی امانت ہے اس میں مَیں خیانت نہیں کر سکتا میری زندگی کا لطف اور زیور یہی کا شرف یہی ہے کہ مَیں اُن کو بلا لاؤں اگر وہ نہ آئیں تو قدموں میں رہ کر خدمتگزاری سے سعادت ابدی حاصل کروں۔ آپ لوگ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس معاملے میں بھرت کی زبان لحاظ و ادب سے بند ہو جائیگی۔ نہیں نہیں مَیں خوب مباحثہ کرکے انہیں معقول کرونگا اور بہر حال واپس لا کر دم لونگا مَیں پیش خیمہ روانہ کر چکا۔ اب نہیں ٹھہر سکتا جس کو ساتھ چلنا ہو چلے۔ گورو جی مہاراج اب صرف آپکے ارشاد کا انتظار ہے ÷

سامعین پر بھرت جی کے جوش خون کا بہت کچھ اثر ہوا۔ ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ ہر طرف سے صدا آنے لگی ؛

آفرین بھرت جی۔ شاباش بھرت جی ؛

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دھنیہ ہو۔ دھنیہ ہو ؛

بششٹ جی بھرت جی کی سعادتمندیوں سے صد درجہ خوش ہوئے انہوں نے فرمایا

عمر دراز زندہ باش۔ میں سعادتمندوں کی بات کو کبھی دکھ نہیں سکتا رامچندر جی کی رضا جوئی والدین کے خلاف جب میں کچھ نہ بول سکا تو تم سے کیا کہوں الشور تمہاری نیت صاف رکھے۔ شوق سے جاؤ اور کام بناؤ ؛

بششٹ جی کی منشا سے خاطر معلوم ہوتے ہی بھرت جی نے سومتر سے ارشاد کیا ؛

تم میرے پتاجی کے سارتھی ہو۔ جلد چلنے کا اعلان کرو جس کو ساتھ چلنا ہو وہ بھی انتظام کرے۔ سومتر نے منادی کرا دی اور سارے اہل شہر۔ کیا زن و مرد کیا خورد و کلاں کیا پیر و جوان سب گھروں سے چل پڑے ہاتھیوں۔ گھوڑوں رتھوں۔ پالکیوں۔ نالکیوں سے راستے اٹ گئے۔ پیدل چلنے والوں کی بھیڑ سے پیک نفر کو قدم بھر چلنا دو بھر تھا ؛

بھرت جی کو عجلت منظور تھی۔ اسلئے انہوں نے رتھ کسوایا وہ خوش تھے کہ اب سری رامچندر جی اجودھیا میں آسکے۔ اسلئے انہوں نے خوشی کے باجے بھی بجوادئے اور اہل شہر کو اجازت دیدی کہ شوق سے گاتے بجاتے چلیں اسوقت رنج کا موقع نہیں خوشی کا موقع ہے

سرگ ۸۳

بھرت جی کا مع اہل شہر سنگبیر پور دار السلطنت نکھاد میں قیام۔ پہلی منزل

بھرت جی کے ساتھ بہت بھیڑ تھی۔ نو ہزار ہاتھی ساٹھ ہزار رتھ۔ ایک لاکھ

گھوڑے تو گنے ہوئے تھے۔ لشکر بیشمار۔ مزید براں۔ اہل شہر المضاعف۔ کوشلیا سمترا اور کیکئی ایک رتھ پر سوار تھیں کیکئی دل میں پچھتاتی تھی کہ مفت منہ پر سیاہی لگائی نتیجہ کچھ نہ ہُوا۔ اب رامچندر کو کیونکر منہ دکھاؤنگی۔ اور سب کو خوشی تھی کہ سری رامچندر جی کے درشن ہونگے۔ جانکی جی ملینگی۔ لکشمن جی کا دیدار حاصل ہوگا۔ بھرت جی سب کو لوٹا لائینگے۔ اجودھیا کی قسمت جاگیگی۔

تمام کاروباری آدمی کاروبار بند کرکے ساتھ چلے جاتے تھے۔ سنار۔ لوہار۔ عطار۔ چرمبار۔ نائی باری۔ دھوبی۔ بید۔ سبزی فروش۔ درزی۔ نٹ۔ کہار۔ غرضیکہ ہر پیشہ ور ہمراہ تھا۔ استاد۔ شاگرد۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر۔ سب کے سب ٹولیاں باندھے جارہے تھے۔ ہر ایک کی پوشاک بدلی ہوئی تھی۔ ماتھیوں پر چندن کا تلک زینت دے رہا تھا۔ وضع سادہ اور بے تکلف تھی۔ نمائش سامان بالکل ندارد۔ بھرت جی کا ارادہ تھا کہ سری رامچندر جی کے پاس پہنچکر دم لیں۔ مگر نہیں کچھ اہل شہر کی پیادہ روی کی تکلیف کے خیال کچھ گنگا جی کی دلفریب کیفیت کی دلچسپی نے انہیں سرنگ بیر پور میں روک لیا۔ سب لوگ وہاں قیام پذیر ہوئے اور بھرت جی نے مقدس تیرتھ پر مہاراجہ دسرتھ کے بردان سے فراغت حاصل کرکے رات سری رامچندر جی کی قدمبوسی کے اشتیاق میں بسر کی۔ سرنگ بیر پور وہی مقام ہے۔ جہاں راجہ گوہ نکھاد مسند آرا تھا۔

سرگ ۸۴

بھرت جی کی آمد سے راجہ گوہ نکھاد کو گاہی تشویش۔ قدمبوسی

نکھاد کو جب بھرت کی آمد معلوم ہوئی۔ وہ گھر سے نکلا۔ دیکھا تو ایک خلقت شور و غل مچاتی چلی آرہی ہے۔ فوج کا بھی کچھ شمار نہیں۔ اُس کو وہم ہُوا کہ فوج کثیر کی ہمراہی کیا معنے۔ ضرور دال میں کالا کالا ہے۔ لوگوں کا یہ خیال غلط کہ بھرت سری رامچندر جی منانے کو جاتے ہیں۔ منانے کے لئے جانے کے وقت لاؤ لشکر کی کیا ضرورت۔ معلوم ہوتا ہے کہ منہ میں رام بغل میں اینٹوں کا معاملہ ہے۔ بھرت ضرور ہیں محسن و کرم فرما سری رامچندر

ساتھ دشمنی سے پیش آئینگے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم لوگوں کی زندگی میں وہ یہاں
سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ اس نے اپنے اہل قوم سے کہا کہ
ذرا ہوشیار ہوجاؤ۔ بھرت کی نیت درست نہیں معلوم ہوتی۔ دیکھو فوج کے دل
اُمنڈے چلے آتے ہیں۔ مجھے ان کی طرف سے اچھی نہیں۔ یہ کیکئی کے بیٹے ہیں جنہوں
نے سری رامچندر کا سب راج پاٹ لیکر بن کو روانہ کیا۔ اُڑتی پڑتی سُنی ہے کہ منانے جاتے
ہیں مگر راجوں کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کہ دل میں کیا ہے۔ اب ان کو راج پاٹ مل گیا
فوج ان کی سلطنت ان کی سب راج کے اہلکار ان کی کہتے ہیں۔ پھر اب کیا کمی ہے۔ مگر جو کیکئی کا
بیٹا ہو اُس سے امید وفا نہیں۔ بھرت جی نے سوچا ہوگا کہ چودہ برس کا راج ہوا تو کیا نہ ہوا تو کیا۔
راج وہی ہے جو مدعیوں کی عدم موجودگی میں بے غل و غش کیا جائے۔ جبتک سری رامچندر جی موجود
ہیں بھرت جی برائے نام راجہ رہینگے۔ ان کی ڈونڈی اس طرح کہاں پٹ سکتی ہے جو پورے طور سے
اپنا اثر کرے۔ اگر بھرت فوج نہ لاتے تو اندیشے کی کوئی بات نہ تھی۔ یہ فوجی نمائش آخر کس لئے
ہے۔ ضرور کیکئی نے بھرت جی کو بھی کچھ پٹی پڑھا دی ہے اور اسی کے کہنے پر بھرت جی لاؤ لشکر کے
ساتھ چترکوٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں میں سری رامچندر جی کا ہوا خواہ ہوں پہلے یہاں دو دو ہاتھ
ہوجائینگے تب بھرت جی کو آگے بڑھنا نصیب ہوگا بھلا یہی ہے کہ ہمیں خاک پر سلائیں یا ہم
سری رامچندر جی کی خیر اندیشی میں کام آئیں۔ اے اہل قوم۔ اے سرنگ بیر پور باسیو ہتھیاروں سے
لیس ہوجاؤ۔ وقت نازک ہے معاملہ ٹیڑھا ہے مگر باشد۔ لطف تب ہے کہ ہم لوگوں کے سری رامچندر جی کو
کمان میں تیر جوڑنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ بھی خوب خیال رہے کہ گھبراہٹ ہر حال میں بُری ہوتی
ہے بے سوچے سمجھے جس نے کام کیا اُس کو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اسلئے میری
رائے یہ ہے کہ تم سب لوگ یہاں کمر کس رکھو۔ میں ذرا دیکھ آؤں کہ رنگ کیا اور صورت
معاملہ کیا ہے۔ دشمنی کا خیال ہے یا وفاداری کا جوش ٭

یہ کہکر نکھاد خاص ارکان دولت کے ہمراہ سامان دعوت لیکر بھرت جی کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ سومتر کو شناخت تھی اُس نے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ
بھرت جی! یہ راجہ گوہ نکھادوں کا سرتاج آپکے سری رامچندر جی کا بڑا بھگت
ہے گو بڑھا ہے مگر روحانی طاقت میں دوسرا نظیر نہ نکلیگا۔ سری رامچندر جی کی
بہت کچھ خدمت کی۔ اب آپ کی قدمبوسی کو آرہا ہے ٭

بھجا وہ ہاتھوں ہاتھ بھرت جی نے فوراً کارکنان سلطنت کو پیشوائی کے لئے بھیجا وہ ہاتھوں ہاتھ بھرت جی سے عزت سے بٹھا کر کہا کہ لائے بھرت جی نے استقبال کیا تعظیم دی اور راجوں کی طرح عزت سے بٹھا کر کہا کہ آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی آپ نے اس وقت ملاقات کر کے شرمندہ کیا میرے پتا جی دنیا سے چل بسے سری رامچندر جی کا سایہ ہمارے سر پر تھا۔ مگر وہ بھی بن کو روانہ ہو گئے میں تحفہ تحائف کے لائق نہیں۔ میرا اعزاز وہ ہے جس کے لحاظ سے آپ نے زحمت گوارا کی۔ میں سری رامچندر جی کا ایک ادنے خادم ہوں۔ اُن کو لینے کے لئے جاتا ہوں۔ جو تحفہ تحائف ہونگے۔ وہ اُن کے پیشکش کیجئے۔ اُن کے خدمتگذاروں کو اُن سے کیا واسطہ؟

نکھاد۔ آپ کے خیالات کا شکریہ آپ کی لیاقت کو آفرین۔ مگر یہاں تو سا لگرام سے مطلب ہے، بڑا بیٹا ہو تو کیا چھوٹا ہو تو کیا میں کچھ سوغات نہیں لایا صرف شکایت کرنے آیا ہوں کہ خیر خواہان دولت کو نزول موکب اقبال کی کیوں خبر نہ دی گئی کہ کچھ خدمتگذاری کر سکتے۔ جب آپ کی طرف سے بے التفاتی دیکھی تو ہاتھوں پر سر ہوں جھکا کر کچھ پانی پینے کے واسطے لے آیا ہوں دیگر قبول اُفتد زہے عز و شرف برگ سبز است تحفۂ درویش"۔ آپ تو دھرم اور شاستر اور راج نیت کے واقف کار ہیں آپ کو میں کوئی رمز بتاؤں۔ بھلا آپ ہی فرمائیے کہ گرو۔ بید راجہ کے پاس خالی جانے کی کس شاستر میں ہدایت ہے اب میں قدمبوس ہوتا ہوں۔ آپ کو مناسب ہے کہ ماحضر قبول فرمائیے اور کم از کم آج کی رات خدمتگذاری کا موقع دیجئے۔

سرگ ۸۵

بھرت جی کی تقریر پُر تاثیر سے راجہ گوہ نکھاد کا رفع شک

بھرت جی نکھاد کا منشاء اصلی سمجھ گئے کہ دل ٹٹولنے آیا ہے اُنہوں نے اس سے فرمایا آپ بڑے خوش نصیب ہیں میرے سائیں سری رامچندر جی کی رفاقت اور بھگتی کے فیض نے آپ کو سرتاج زمانہ بنا دیا۔ کہاں آپ ہمارے سرمایۂ ناز کہاں میں سری رامچندر جی کی خاک پا چہ نسبت خاک را با عالم پاک آپ کی مسافر نوازی

اتنی ہی کیا کم ہے کہ درشن دئے۔ زیادہ احسانات کی کیا ضرورت۔ ہاں بھاردواج
رشی کے آشرم کا پتہ دیجئے تو مزید احسان ہو ÷

نکھاد۔ (ہاتھ جوڑ کے) مہاراج جی آپ کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہیں میں آپکے پاؤں کی
جوتی کے برابر نہیں۔ آپ آپ ہی ہیں۔ غلام غلام ہی ہے۔ میرے ملازم سری رامچندر جی کی
جستجو میں جاتے ہیں میں بھی خود فرودگاہ کا پتہ لگاتا ہوں۔ مگر اتنی فوج کثیر کے لئے راستہ
ٹھیک نہیں علاوہ بریں شک ہوتا ہے کہ شاید اس بیشمار لشکر کی ہمراہی خادلی سے
نہ ہو۔ یہ شک مٹ جائے تو میں آپ کو بے تکلف منزل مقصود تک پہنچا دوں ÷

بھرت جی۔ آپ کا گمان ممکن ہے کہ بیجا نہ ہو۔ کیونکہ آپ کی بات میں دل لگنے کی لیاقت
نہیں رکھتا۔ اگر کہوں کہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے تو اتنی گستاخی نہیں کر سکتا
کیونکہ آپ کو سری رامچندر جی کا رتبہ دے چکا ہوں۔ سری رامچندر جی میرے برادر معظم حربی خاندان
ہیں تخت سلطنت خالی پڑا ہے میں سر کے بل راہ وفاداری میں چلا ہوں ارادہ یہ ہے کہ قدموں
پر سر رکھکر واپس لے آؤں۔ ایشور گواہ ہے کہ کچھ بدنیتی نہیں صفائی قلب سے منانے کا عزم ہے ÷

نکھاد۔ آفرین بھرت جی آپ کی سعادتمندی کی کس زبان سے تعریف کروں۔ لائق
بھائیوں کا کام یہی ہے۔ آپ کا سا دھرماتما دوسرا کون ہوسکتا ہے ÷

ان باتوں میں رات ہو گئی۔ نکھاد کے توہمات دور ہو گئے بھرت جی نے آرام تو کیا مگر سری رامچندر
جی کے تصور نے پلک نہ جھپکنے دی۔ راجہ نکھاد دھنش بان لیکر چاروں طرف پھرنے لگا مگر جس
وقت بھرت جی کے رونے کی آواز آئی نکھاد دوڑا ہوا پاس آیا اور بڑی محبت سے فہمائش کرنے
لگا کہ اب رونے دھونے کا کیا کام چلئے آپ کو لئے چلتا ہوں سری رامچندر جی کے درشن کیجئے ÷

سرگ ۸۹

بھرت جی کو سری رامچندر جی کے قیام سفر کی کیفیت اور لکشمن جی کے خیالات سے نکھاد کی زبانی آگاہی

نکھاد کی فہمائش اثرپذیر ہوئی۔ بھرت جی کے آنسو پچھ گئے پوچھا کہ سری رامچندر

جی نے یہاں کہاں قیام فرمایا تھا ÷
لکھاؤ۔ اسی مقام پر۔ آپ کو نیند نہیں آتی۔ لیجئے میں بچھونا لایا ہوں۔ اس پر آرام کیجئے۔ سری رامچندر جی سے بڑھ کر مجھے کسی کی الفت نہیں آپ اُن کے بھائی ہیں پس سمجھ لیجئے کہ سارا راج پاٹ دھن دولت سری رامچندر جی ہی کا عطیہ ہے۔ اگر کوئی شخص سری رامچندر جی سے عداوت کرے تو مجھ سے بڑھ کر اُس کا کوئی دشمن نہیں۔ کیسا ہی عظیم لشکر چڑھائی کرے میں بغیر خاک پر سلائے نہ رہوں۔ اُس مقام پر سری لکشمن جی نے بھی زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔ میں نے بہت سمجھایا مگر اُنہوں نے اس جواب سے معقول کیا کہ
میں سری رامچندر و جانکی جی کے برابر نہیں سو سکتا۔ جب وہ زمین پر محو استراحت ہیں۔ تو میں کہاں لیٹوں لکشمن جی کو راجہ دسرتھ کی بے مہری کا نہایت افسوس تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ
کہاں تو جپ تپ سے سری رامچندر جی کی پیدائش کے لئے آرزو۔ کہاں انہیں کے ساتھ یہ بدسلوکی ممکن نہیں کہ اس ادھر سے اُن کی جان بچے۔ وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیکئی تو البتہ نہ مریگی۔ مگر کوشلیا جی و ماتا سمترا سے بھی مایوس ہوں۔ وہ کچھ ہی دنوں کی مہمان ہیں ÷
لکشمن جی کو بیحد رنج تھا۔ کہ راجہ دسرتھ کے دم توڑتے وقت سری رامچندر جی اور سری جانکی جی اور خود بھی پاس نہ ہونگے۔ باقی لوگ آخری دیدار حاصل کر سکینگے رات انہیں باتوں میں کٹ گئی۔ صبح ہوتے ہی سری رامچندر جی نے جٹا بنائی پوشاک اُتاری گنگا کے پار اُترے جلال گو بانارشیوں کا تھا۔ مگر ہاتھ میں تیر و کمان کی زینت بہت ہی نظر فریب تھی چہرے کا جلال کہہ رہا تھا کہ اب دشمنوں کی خیر نہیں جو زد پر آیا نشانہ تیر اجل ہوا ÷

سرگ ۸۷

بھرت جی کا عالم بیہوشی۔ کوشلیا جی وغیرہ کی

گریہ وزاری۔ بعدہ درستی حواس۔ نکھاد کی گفتگو

جس وقت بھرت جی نے نکھاد کی تقریر سُنی۔ اُنہوں نے سری رامچندر جی کا دھیان
کیا تصور نے وہ سانولی صورت۔ اور موہنی مورت پیش نظر کردی۔ پھر صحرا نوردی کی
تکلیفات کا خیال آیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ سری لکشمن جی کی گفتگو نے دل پر
ایک گہری چوٹ پہنچائی وہ عالم بیقراری میں بیہوش ہوگئے نکھاد نے یہ کیفیت دیکھی تو
بدن پر جوڑی سی چڑھ گئی۔ ہاتھ پاؤں تھرتھرانے لگے کچھ کرنے دھرتے نہ بنا۔ سترگھن
جی نے جھپٹ کر بھرت جی کا سر زانوے ادب پر رکھ لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگے سترگھن
جی کی گریہ وزاری سے تمام اہل شہر سر دھننے لگے۔ دردناک چیخوں نے رانیوں کی نیند
اُچٹادی۔ طرح طرح کے صدمات سے اُن کے بدن میں دم کہاں تھا مگر سب روتی ہوئی دوڑ
پڑیں۔ کوشلیا جی نے بھرت اور سترگھن کو کلیجے سے لگا لیا اور روتی ہوئی بولیں:-

پران پیارے بھرت۔ آنکھیں کھولو۔ کہو تو مزاج کی کیا کیفیت ہے دیکھو تو تمہاری ماتا
کوشلیا کس حال میں ہے۔ اس سے تمہارا دکھ دیکھا نہیں جاتا۔ سری رامچندر جی جب سے گئے
تمہاری کوشلیا ماتا موت کی مہمان تھی مگر جب سے تمہیں دیکھا اُس کی زندگی ہوگئی میرے
لاڈلے بیٹوں پر ہائے مصیبتیں۔ اور زندگی تجھ پر تف ہے۔ پیارے بھرت ابھی تو اچھے
تھے پل بھر میں کیا ہوگیا۔ کیا کوئی رامچندر جی کی بات سُنی۔ کچھ لکشمن نے تو تم کو بُرا بھلا
نہیں کہا کہ تمہاری طبیعت بگڑ گئی۔ بیٹا ہوش سنبھالو۔ سچ سچ بتادو کہ تمہیں کس بات
کا دکھ ہوا۔ چُپ رہوگے تو ابھی کلیجے میں خنجر بھونک لونگی:-

کوشلیا کی بیقراری حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ بھرت جی نے آواز سُنی
تو آنکھیں کھولدیں اور بولے:-

ماتا جی مَیں اچھا ہوں۔ کوئی فکر کی بات نہیں آپ ذرا ذرا سی باتوں پر اتنا رنج و
غم نہ کیا کیجئے۔ ہم لوگوں کو دکھ ہوتا ہے۔ مجھے نہ سری رامچندر جی نے کچھ کہا نہ لکشمن
جی نے۔ صرف تکالیف سفر کا خیال آگیا۔ اور کچھ نہیں۔ ماتا کوشلیا کو ڈھارس
دیکر بھرت جی نے نکھاد سے فرمایا:-

ہاں دوست بات تو ادھوری ہی رہ گئی۔ سری رامچندر جی وغیرہ یہاں آئے تو کیا
کھایا کیا پیا۔ کہاں اُٹھے بیٹھے کس جگہ سوئے:-

نکھاد۔ جب ذات مقدس یہاں رونق افروز ہوئی میں نے کند مول پھل پیش کئے خود بدولت نے صرف ہاتھ لگا دیا اور فرمایا کہ
جب گھر کی سب دولت چھوڑ دی تو کسی کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت دوسرے چھتری کا یہ دھرم نہیں کہ یوں پرایا کھانا کھائے۔ خلاصہ یہ کہ کسی نے کوئی چیز منہ سے نہ لگائی۔ سری رامچندر و جانکی جی نے صرف گنگا جل پر بسر کی۔ لکشمن جی نے گنگا جل بھی نہ چھوا۔ یہ دیکھئے اسی جگہ انہوں نے آرام فرمایا تھا۔ لکشمن جی نے اپنی بھاوج کے چرن دھو کر ماتھے سے لگائے اور چمڑے کی کوچ پہنکر حفاظت کے لئے گشت کرتے رہے۔ میں اور میرے لشکر نے بھی ساری رات پہرہ دیا۔

سرگ ۸۸

بھرت جی اور ماتاؤں کا سری رامچندر جی کا مقام استراحت دیکھکر اظہار غم بھرت جی کا جوش وفاداری

بھرت جی اٹھے ماتاؤں کو ساتھ لیکر وہیں زمین کا سجدہ کیا۔ جہاں سری رامچندر جی محو استراحت ہوئے تھے۔ ماتاؤں سے بولے:۔
جن سری رامچندر جی کے لئے راجہ دسرتھ نے نہ معلوم کتنی تپشیا کی جن کے قدموں کو سیس جی سر پر رکھنا فخر سمجھتے ہیں۔ جن کے زیر قدم فرش زرکار بچھا رہتا تھا انہیں کے سونے کی جگہ یہ ہے۔ افسوس جس کا ایوان کان زر و جواہر اُسی کے لئے صحرا نشینی جن کی بیداری کے وقت بید خوانی اور نغمہ سنجی ہوا کرتی تھی۔ اُن کو جانوران صحرائی کی صدا بے ہنگام سالقہ۔ واہ ری پرابدھ تجھ سے کسی کا بس نہیں۔ جو ایک عالم کو راحت دے اسی کو زحمت۔ آہ پتا جی خود تو فکروں سے دامن چھڑا گئے۔ ہم لوگوں کے لئے مصیبتوں کا سامنا کر دیا۔ اجودھیا لاوارث ہو گئی۔ صدمات نے بہادران فوج کا کچومر نکال دیا۔ تلواریں بے دم ہو گئیں۔ کمانیں کمر شکستہ۔ اب تو جس دشمن کا جی چاہے چڑھ دوڑے۔ مگر دشمن بھی ڈرتے ہیں کہ کیکئی نے ادھرم سے حاصل کئے ہوئے راج پر نیت ڈالنے سے کہیں ادھرم

کا سارا بوجھ اُنہیں کے سر نہ پڑ جائے +

یہ سب باتیں کہکر اُنہوں نے قسم کھائی کہ آج سے مَیں بھی زمین ہی پر سوؤنگا
کند مول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو دھرم کی سوگندھ۔ پوشاک بھی اسی وقت اُتار
رکھے دیتا ہوں۔ تو سہی رامچندر جی سے دو نے برت رکھوں۔ وہاں سری رامچندر جی کی
خدمت سے لکشمن جی کو عظمت ہے۔ یہاں میری خدمت سترہن جی کرینگے۔ سری
رامچندر جی واپس آئے تب تو خیر۔ ورنہ میرا بانا بھی وہی ہوگا +

سرگ ۸۹

بھرت جی کا مع لشکر دریائے گنگا سے عبور

صبح کو بھرت جی نے نکھاد سے فرمایا کہ
اب رخصت کیجئے گنگا پار جانا ہے۔ آپ بھی کچھ مدد کریں +
نکھاد کو جب بھرت جی کی طرف سے توہمات تھے۔ وہ سب سامان جنگ لیس
کر چکا تھا۔ حکم پاتے ہی پانچسو ناویں کھڑی کرا دیں ایک ناؤ ہار پھولوں سے آراستہ تھی
اُس پر رانیوں کے ساتھ بھرت سترہن سوار ہوئے۔ نکھاد بھی اُسی میں جا بیٹھا باقی
لوگ اور ناؤں پر چلے کچھ لوگوں نے گھڑنیوں سے کام نکالا تھوڑی ہی دیر میں سارا لشکر
گنگا جی کے اُس پار پہنچ گیا۔ وہاں بھرت جی کو بھاردواج جی کی قدمبوسی کا اشتیاق
ہُوا۔ اُنہوں نے فوج وہیں چھوڑ دی اور خاص خاص لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے اُس
مقام پر پہنچے جہاں سے بھاردواج کا آشرم اچھی طرح نظر آتا تھا +

سرگ ۹۰

بھاردواج جی کے درشن۔ رشی جی کا بھرت جی پر عتاب۔ پھر نظرِ عنایت

بھرت جی نے یہاں شاہی پوشاک اُتاری۔ جٹا بنائی اور وزرائے سلطنت

کو ایک کوس کے فاصلے پر چھوڑ کر صرف بششٹ جی اور ستر ہن جی کی ہمراہی میں بھاردواج جی کے آشرم کی طرف رخ کیا۔ بھاردواج جی نے جونہیں بششٹ جی کو دیکھا اُٹھ کر تعظیم دی بھرت وسترہن قدموں پر گر پڑے۔ بھاردواج رشی نے آسن بچھا دیا۔ کند مول پھل سے تواضع کی بھاردواج جی غیب دان تھے۔ اُن کو کس بات کا علم نہ تھا۔ مگر دنیا دکھاوے کو اُنہوں نے اجودھیا کی خیر و عافیت پوچھ کر بھرت جی سے کہا

تمہیں تو راج ملا ہے۔ یہاں آنے کی وجہ؟

بھرت جی کچھ جواب نہ دے سکے خاموش رہے تو بھاردواج کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں اور فرمایا کہ

تمہاری ماں کیکئی نے بڑا ادھرم کیا ہے۔ ایسی دشمنی کبھی کوئی سوتیلی ماں نہیں کر سکتی۔ تم اُس کیکئی کے بیٹے ہو۔ تمہاری نیت کا بھی کچھ ٹھیک نہیں مجھے خوف ہے کہ فوج ولشکر سے سری رامچندر کو کہیں دُکھ نہ دو +

بھرت جی رو پڑے منہ سے بات نہ نکلتی تھی مگر بڑی جرأت کر کے بولے۔ مہاراج آپ کا ایسا خیال میری بدقسمتی کا کیا ٹھکانا۔ میں بچپن سے ننہال میں کیکئی سے نہ ملاقات نہ نامہ و پیغام۔ مجھے کیکئی کے ارادوں کی کچھ خبر نہ تھی یہاں آکر دیکھا تو دنیا ہی اُلٹ پلٹ پائی۔ پتاجی مجھے راج دے گئے تو کیا ہوا۔ میں بھی تو قبول کروں۔ میں تو اب سری رامچندر جی کے واپس لانے کو جاتا ہوں۔ یا تو اُن کی غلامی بن میں کرونگا یا اجودھیا میں +

بھاردواج۔ میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا۔ میں دیکھتا تھا کہ تمہارے خیالات کس قسم کے ہیں۔ تم کو شاباش کہ اپنے دھرماتما بزرگوں ہی کی طرح دھرم کو عزیز رکھتے اور بزرگی کا لحاظ رکھتے ہو +

سرگ ۹۱

بھاردواج رشی کے آشرم میں بھرت اور اہل لشکر کی دعوت

بھاردواج جی نے بھرت جی کے سامنے کند مول پھل وغیرہ کر دیئے اور فرمایا کہ

برگ سبز است تحفۂ درویش۔ جل پان کرو

بھرت جی۔ مہاراج کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے کسی بات کی کمی نہیں۔ میں اُلٹی دعوت کیونکر قبول کروں۔ دوسرے اور لوگوں نے معلوم نہیں کہ کچھ کھایا پیا یا کیا ÷

بھاردواج رشی۔ تو پھر فوج وغیرہ کو کیوں پیچھے چھوڑ دیا ساتھ کیوں نہ لئے آئے ÷

بھرت جی۔ صرف ادب کے خیال سے۔ رشیوں کے درشن کو جانا اور ساتھ لاؤ لشکر ساتھ رکھنا کب روا ہے۔ کہاں آپ گوشہ نشین عافیت گزیں۔ کہاں آدمیوں کا ریلا۔ اہل فوج کا میلا۔ کوئی ہاتھی بگڑ جائے۔ گھوڑا راس توڑا کر بھاگے تو تکلیف کے سوا اور کیا تھا۔ آپ کو کوئی بات ناگوار ہو جاتی تو ڈر سے سراپ میں ہم لوگوں کا کہیں ٹھکانا نہ تھا ÷

بھاردواج جی۔ یہ بن کوئی ایسا ویسا نہیں بہت بڑا ہے۔ کسی سے کہو کر سارے لشکر کو بلا لائے ÷

یہ فرما کر رشی جی اگنی کنڈ کے مقام پر تشریف لے گئے اور اپنی جوگ شکتی سے بسوکرماں سے گزارش کی کہ

جلدی ہتھیلی پر سرسوں جمائیں جنگل میں مکانات۔ باغ باولی۔ تالاب فوراً تیار کر دیں۔ پانی کی ندیوں میں دودھ دہی شربت گنے کا رس بہنے لگے۔ گندھربوں اور اپسراؤں کو ناچ گانے کی اجازت ہو۔ جنگل درختوں سے صاف ہو جائے پھل پھول آپ اور چندرماں جی لئے موجود رہیں۔ دیوتا لوگ چھپن بھوگ تیار رکھیں۔ اندر اور دیوتا سب اہل لشکر اور اہل اجودھیا کو اپنے ہاتھوں سے مالا پہنائیں ÷

اظہار خواہش کی دیر تھی بسوکرماں نے سب کام ٹھیک ٹھاک کر دئے۔ تمام جنگل صاف ہو گیا۔ چاروں طرف خوشبو پھیل گئی۔ نرم و سرد ہوائیں پھولوں کی مہک سے دماغ معطر کرنے لگیں۔ سارا لشکر جنگل میں آ گیا بیشمار آدمیوں کو رہنے بسنے کے لئے مکان تیار اور سامان آسائش لیس ملے۔ باجوں کی خوش کُن آواز آنے لگی۔ گندھربوں اور اپسراؤں نے رقص و سرود شروع کر دیا۔ اندر بنفس نفیس بھرت جی کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر حکم کے منتظر ہوئے تمام اہل لشکر کو حیرت ہوئی کہ پل مارتے یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ سب لوگ بھاردواج کے کشف و کمالات کی تعریف میں تر زبان تھے۔ پانچ کوس تک عمارتیں ہی عمارتیں تھیں آم۔ انار انگور وغیرہ کے درخت گوندنی کی طرح لدے ہوئے نظر آتے تھے۔ دودھ دہی وغیرہ کی نہریں جاری ہو گئیں

آرائش شاہانہ

فیلخانے۔ اصطبل۔ رتھ خانے۔ سب تیار۔ مکان نہایت عالیشان۔ آرائش شاہانہ
دید۔ بند نواروں سے ہر در و دیوار کی رونق۔ سفیدی نظر فریب۔ گلکاریاں عمدہ
سے عمدہ۔ ہر جگہ فرش مکلف۔ خوابگاہیں عمدہ طور سے آراستہ۔ رسوئیوں میں ایک
سے ایک لذیذ کھانے تیار۔ ہر ذائقہ کی غذائیں موجود +

بھاردواج جی اندر کے ساتھ بھرت جی کے پاس آئے اور بولے کر
سب سامان دیکھ لیجئے اور جس چیز کی ضرورت ہو کہہ دیجئے۔ بھرت جی ہاتھ جوڑ
کر ساتھ ہوئے۔ دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں عقل حیران کیا معاملہ ہے۔ یہ عالم خواب ہے
یا عالم بیداری جنگل ایک دم میں کیسے ایک پُرفضا شہر بن گیا۔ بھاردواج اب اُنہیں
ایک ایسے مکان میں لے گئے۔ جہاں ایک جڑاؤ سنگھاسن بچھا ہوا تھا سنگھاسن
کے چاروں طرف دیوتاؤں کی نشست اوپر چتر +

جاتے ہی راجہ اندر نے عرض کی:-

تشریف رکھئے +

بھاردواج۔ بے تکلف بیٹھئے یہ آپ ہی کے لئے تیار ہے +

بھرت جی نے سر ادب سے جھکا کر چنور ہاتھ میں لے لیا۔ اور سری رامچندر جی کا دھیان
کر کے سنگھاسن پر جھلنے لگے۔ تمام وزیر و ارکان سلطنت باقاعدہ کھڑے ہو گئے برہما جی
کے اشارے سے بیس بیس ہزار عورتیں بھرت جی کی خدمت کے واسطے برہم لوک کبیر لوری اور
امراوتی سے حاضر ہو گئیں۔ مردنگ۔ بین۔ سارنگی کی دلنواز آوازوں سے جنگل گونج اٹھا۔ برہم
لوک وغیرہ کی عورتیں کسی کو عطر سنگھانے کسی کے پاؤں دبانے لگیں۔ کوئی پنکھا جھلتی
کوئی پسینہ پونچھتی یا پانی پلاتی تھی۔ ہاتھی۔ گھوڑوں۔ بیل۔ اونٹوں کی خدمت کے لئے ہزارہا
آدمی متعین ہو گئے۔ ہر جانور کے سامنے تر کھانوں کا ڈھیر ہو گیا +

خدمتی عورتوں کو بڑا آنند آیا وہ کہنے لگیں کہ اس سے بڑھ کر کسی لوک میں اور کیا سامان
آرائش ہوگا۔ جب کھانے کا وقت آیا بھاردواج کے اشارے پر سب لوگ شریک دعوت ہوئے
اہل اجودھیا کی ضیافت ایک مقام پر تھی۔ نکھاد کی فوج کے لئے دوسری جگہ نشست
کا انتظام تھا۔ اس کے لئے سامان دعوت بھی جدا تھا یعنی قلیہ۔ قورمہ۔ لوبیا اور مونگ
کی دال وغیرہ شربت سے تالاب بھرے ہوئے تھے۔ دودھ۔ دہی کی نہریں جاری تھیں کسی چیز کی کمی

ہتھی سب نے خوب ڈٹ کر کھایا۔ کوئی چیز دوبارہ مانگنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ایک دوسرے کے پاس سا ہی میں بہت کچھ بچ رہا۔ کھانے پینے سے فراغت ہوتے ہی پان کھڑاؤں آئینہ۔ سرمہ کنگھی وغیرہ تمام ضروری چیزیں ہر ایک کے پاس پہنچ گئیں کسی کو یہ موقع نہ ملا کہ کسی چیز کے واسطے حرف مطلب زبان پر لائے۔ دعوت ایسی تیار تکلف تھی کہ کھاتے پیتے سویرا ہو گیا۔ تمام لشکر میں بھاردواج رشی کے اعجاز کی دھوم مچ گئی۔ جو تھا واہ واہ کرتا تھا ؂

سرگ ۹۲

بھاردواج رشی کے آشرم سے بھرت جی وغیرہ کی رخصت

جب صبح ہو گئی آفتاب کی شعاعیں گوشہ مشرق سے پھیل پھیل کر دنیا کو عالم نور بنانے لگیں تو بھرت جی حاضر ہو کر بھاردواج جی کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کی :-

مہاراج! آپ کی بزرگانہ توجہ کا کہاں تک شکریہ ادا کیا جائے۔ آپ نے سارے لشکر اور کل اجودھیا کو اپنے کشف و کرامات سے حیران کر دیا۔ اس خوبی سے دعوت کی کہ انسان تو انسان۔ ہاتھی۔ گھوڑے تک آسودہ ہو گئے۔ جو چیز مجھے کبھی بھی میسر نہیں ہوئی تھی وہ آپ نے کھلائی۔ اب اجازت دیجئے کہ ہم لوگ سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ غرض پوری کریں جس کی بدولت آپ کے درشن نصیب ہوئے ؂

بھاردواج - جدا کرنے کو تو جی نہیں چاہتا مگر روکنے کا بھی موقع نہیں۔ اچھا جاؤ کام سدھ کرو ؂

بھرت جی - سری رامچندر جی کے درشن کہاں ہونگے ؂

بھاردواج - رامچندر جی یہاں سے دس کوس پر جو جن بن میں مندا کنی ندی کے کنارے چترکوٹ پر مقیم ہیں۔ وہ ایک کٹی میں ملینگے وہاں محل اور ایوان کا خواب نہ دیکھنا۔ جب جمنا جی پر پہنچنا تو جنوب کی طرف مڑ کر پھر دائیں ہاتھ کو چلے جانا وہاں سری رامچندر جی کے درشن مل جائینگے ؂

جب رانیوں نے رخصت کی کیفیت سنی تو بھاردواج جی کے درشنوں کا اشتیاق بڑھا

ترستے تھے۔ چترکوٹ حالانکہ ایک پہاڑ تھا مگر سری رامچندر جی کے فیض قدم سے
اس کی رونق اجودھیا سے بدرجہا بڑھ گئی تھی۔ اجودھیا میں اونچے اونچے محل تھے
تو چترکوٹ پر سربفلک چوٹیاں وہاں گلی کوچے میں آئینہ کی طرح صفائی تھی۔ تو یہاں
ندیوں کے صاف شفاف پانی کی لہروں میں بجلی کی سی چمک دمک۔ اجودھیا میں
ہر دکان کان جواہر تھا تو چترکوٹ کی ایک ایک چوٹی میں جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے
سری رامچندر جی چترکوٹ کے مردوں عورتوں کی کلیلیں دیکھ دیکھ کر عش عش
کرتے تھے۔ ان کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جاتا تھا کہ واہ کیا لطف صحبت ہے جسے
زندگی کا مزہ درکار ہو تو ان لوگوں کی تقلید کرے ٭

سری رامچندر جی ایسے ایسے نظارہ دلفریب سے خوش ہو کر جانکی جی سے بولے کہ
ہمارا بن باس بھی لطف سے خالی نہیں ایک پنتھ دو کاج کی مثل ایسے ہی
موقع پر بولتے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بھرت کو تخت سلطنت نصیب ہوا۔ اور
مجھے رضاجوئی والدین کا اعزاز۔ بن باس کے لئے بڑی تقدیر چاہئے ہر شخص کو یہ بات
نہیں ملتی۔ صرف ہمارے بزرگوں نے ہی صحرانشینی سے افتخار ابدی حاصل کیا ہے
اجودھیا میں صرف چار برن کے لوگوں سے ربط وضبط تھا۔ چترکوٹ پر سفید، زرد
نیلگوں اور سرخ چاروں رنگ کے ذیروح و غیر ذیروح سے رشتہ و الفت مضبوط ہو گیا
چترکوٹ معمولی پہاڑ نہیں جس طرح دودھ سے گھی نکلتا ہے اسی طرح برہما نے
زمین سے اس پہاڑ کو نمودار کیا ہے ٭

سرگ ۹۵

چترکوٹ پر سری رامچندر اور سری جانکی جی کی سیر لکشمن جی کے ہاتھوں سے ہرنوں کا شکار۔ گوشت کی کووں کو تقسیم۔ جینت کی شرارت سزا

سری رامچندر جی کا سلسلہ سخن جاری ہے کہ اے جانکی جی یہ مندا کنی ندی

بڑی مقدس ہیں ان کے درشنوں سے بڑے بڑے پاپ دھو جاتے ہیں۔ اشنان کا پھل اور
بھی زیادہ ہے۔ مجھے اب اجودھیا کا خیال بھی نہیں آتا نہ راج کا کچھ دھیان ہے۔
میں تو یہی چاہتا ہوں کہ یہاں موجیں کروں۔ اس سے اچھا مقام اور کون ہوگا۔ ذرا
سامنے دیکھو ندی میں کیا لطف نظر آ رہا ہے۔ شیر چیتے۔ بندر چہلیں کرتے اور
ڈوبتے ابھرتے ہیں۔ کوئی پانی پیتا ہے کوئی اور ہی موجیں اُڑا رہا ہے۔ ۔۔ باتیں
کرتے اور طرح طرح کی کیفیتیں دکھاتے ہوئے سری رامچندر جی پھٹک سلا پر
جا بیٹھے اور جانکی جی سے بولے کہ

لچھمن جی کی لیاقت دیکھو کس طرح ہماری تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ ہمارا
تمہارا بھی یہی فرض ہے کہ ان کو جی جان سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ابھی تقریر ختم نہ ہوئی
تھی کہ ایک بندر سامنے آ کر ناچنے لگا۔ رامچندر وہاں سے ٹل گئے اور آشوک باٹکا میں
آ بیٹھے اور یہاں روزمرہ سیر و تفریح کی دلچسپیاں منظور خاطر رہتی تھیں۔ ایک روز
سری رامچندر جی مندا کنی ندی کے کنارے ایک سلا پر رونق افروز تھے۔ سری جانکی جی
بھی بائیں طرف تشریف رکھتی تھیں کہ لچھمن جی وارد ہوئے۔ اُنہوں نے دس ہرن رامچندر
جی کے سامنے ڈال دئے اور عرض کی کہ آج اتفاق سے یہ شکار ہاتھ آ گئے۔ سری رامچندر
جی نے شاباش دی اور جوش مسرت سے کہا کہ آج تو بہت گوشت ڈھیر ہے دیوتاؤں
کی ضیافت ہونا چاہئے۔ یہ کہکر آپ نے نام بنام حصہ تقسیم کرنا شروع کیا اور جانکی جی سے فرمایا کہ
تھوڑا گوشت تم اپنے ہاتھ سے چیل کوؤں کو دے دو ✦

جانکی جی نے گوشت کاٹ کاٹ کر بانٹنا شروع کیا۔ ہزارہا کوے جمع ہو گئے انہیں
کوؤں کی سنگت میں جینت بھی شامل ہو گیا اور گوشت کھانے کے بہانے نظر بچا کر جانکی
جی کے سینے پر اس زور سے چونچ ماری کہ خون بہنے لگا اس وقت جانکی جی کے غصہ
کی حد نہ تھی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے آگ بگولا ہو گئیں ✦

سری رامچندر جی نے دیکھا تو جینت کی حرکت سے سخت ناراض ہوئے انہوں نے
کوؤں کو اڑانا شروع کیا اور کوے تو اڑ گئے مگر جینت وہیں ڈٹا رہا یہی نہیں بلکہ
جس وقت ذرا نظر چوکتی جانکی جی پر حملہ کر بیٹھتا۔ رامچندر جی اس کی شرارتوں کو برداشت
نہ کر سکے۔ اُسی وقت سینک کی کمان بنا کر سینک کا ایک سرکیا تیر سے کھینچا کیا تو

آگ برسنے لگی۔ جینت بھاگا تینوں لوگوں میں پناہ مانگی مگر تیر نے پینڈ نہ چھوڑا جینت کے
چھکے چھوٹ گئے۔ زندگی کی خبر نہ رہی۔ سری رامچندر جی کی دہائی دیتا ہوا قدموں پہ آگرا
عذر خواہی کی۔ معافی مانگی۔ جان کی امان مانگی۔ پناہ چاہی۔
سری رامچندر جی کو رحم آگیا۔ انہوں نے طرح دی مگر کہا کہ میں جان بخشی کرتا
ہوں لیکن وار خالی نہیں جا سکتا۔ تیر جب کمان سے نکل گیا تو اسے سزا دیے
بغیر لوٹنے کی قسم ہے۔ اگر جان کی امان چاہتے ہو تو ایک عضو سے ہاتھ دھو لو اس کے
بغیر کسی طرح مفر نہیں ایک عضو اس کی نذر کرو گے تب نجات ہوگی +
جینت نے جب خوب سمجھ لیا کہ بغیر ایک عضو سے ہاتھ دھوئے بچاؤ نہیں
تو اُس نے سوچا کہ آنکھیں دو ہیں اگر ایک نہ ہو تو دوسری سے کام چل جائیگا اس
نے درخواست کی کہ بائیں آنکھ حاضر ہے قبول کیجئے۔ یہ کہتے ہی تیر آنکھ پر جم بیٹھا۔
اور دیدہ نکال کر زمین پر ڈال دیا۔ جینت روتا پیٹتا اُڑ بھاگا اور دیوتاؤں سے کہا
کہ آپ سب نے خوب درگت بنوائی +
کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

سرگ ۹۶

بھرت جی کے لشکر کی آمد آمد سے لچھمن جی کو اطلاع۔ لچھمن جی کا جوش غضب

جینت سزایاب ہو چکا سری رامچندر جی اور سری جانکی جی چترکوٹ کی سیر
دیکھنے لگے ایک مرتبہ اُتر کی رخ ہوا تو گرد و غبار چھایا ہوا پایا۔ اور بھیڑ بھاڑ کی سی
آواز کانوں میں آنے لگی۔ کبھی ہاتھیوں کی چنگھاڑ سنائی دیتی تھی کبھی گھوڑوں کی
جھنجھناہٹ سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ
یہ غل و شور کیسا سنائی دیتا ہے۔ وہ دیکھو جنگلی ہاتھی۔ ہرن۔ بندر۔ ریچھ
ارنا بھینسے حتےٰ کہ شیر بھی دم دبا کے بھاگے چلے آتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا

کیا معاملہ ہے۔ کہیں کوئی عظیم الشان راجہ تو شکار کھیلتا ہوا ادھر نہیں آ پہنچا
دیکھنا بات کیا ہے۔

سری لچھمن جی ایک شال کے درخت پر چڑھ گئے نظر دوڑا کر دیکھا تو ایک لشکر
کا لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ گھوڑے ہاتھیوں کی قطاروں کا شمار نہ تھا۔ پیدلوں
کے پرے گنے نہ جاتے تھے۔ رتھ۔ ہزار در ہزار معلوم ہوتے تھے۔ ہاتھیوں اور
رتھوں پر جھنڈے لہرا رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جنگی ٹھاٹ باٹ ہیں +

لچھمن جی درخت پر سے پکارے :-

بھائی صاحب ہوشیار ہو جائیے۔ بھرت بیشمار لشکر لئے ہوئے چلے آ رہے
ہیں۔ خونریزی میں کچھ شک نہیں۔ یہ کہکر وہ فوراً اُترے اور بولے کہ
راج مل گیا۔ حکومت مل گئی۔ اب بھی بھرت کو چین نہیں۔ ہم لوگوں کی جان
لینے یہاں بھی آ پہنچا۔ آہا اب میں سمجھا۔ بھرت کو خیال ہوگا کہ چودہ برس کا راج کیا
تو کیا نہ کیا تو کیا۔ پھر تو اترا شعنہ مرحک نام کی کہاوت سچ ہو گی۔ اس لئے فوجی طاقت
سے کام لیکر رامچندر جی کا کیوں نہ خاتمہ کر کے دلجمعی سے من مانی حکومت کروں
تف ہے : بیچ کو۔ اس کمبخت کو کبھی سیری نہیں ہوتی۔ دس کے عوض بیس ملیں
تب بھی بیس ہوس ہوتی ہے کہ پورے دوگنے چوگنے نہ ہوئے۔ اس فوجی طاقت کی
نمائش سے یہاں کوئی رعب میں آنے والا نہیں۔ سورج کی شعاعوں سے چمکنے والے
ہتھیاروں کی حقیقت تتلو کی روشنی اور چنگاری کی چمک سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ جو
کچھ ہم پر گزری وہ ... بھرت کے سبب سے گزری۔ اب یہاں بھی چین سے بیٹھے نہیں
دیکھ سکتا۔ تو بہت اچھا ابھی سارا گھمنڈ دور کئے دیتا ہوں کیکئی کو بھی تب ہی مزہ حاصل
ہوگا جب بھرت کے سر پر سر پیٹنے کی نوبت آئیگی۔ آپ کو دھنش بان چڑھانے کی تامل
ہو تو مجھ کو حکم دیجئے کہ سارے لشکر کا سر اُڑا دوں آپ فقط سیر دیکھئے کیونکہ میرے تیر خون
کی ندیاں بہاتے ہیں۔ اگر دامن کوہ پر تہ آب نہ ڈوب جائے تب کہیئگا میں تو سمجھتا ہوں
کہ جانوران صحرائی کی تقدیر جاگی ہے۔ ایشور نے اُن کے لئے نرم چارہ بھیج دیا۔ دو
چار روز تو اُن کو پیٹ کی فکر نہ ہوگی۔ اتنی لاشیں لاکھوں جانوروں کی ضیافت
طبع کے لئے کافی ہیں +

سرگ ۹۷

بھرت جی کی رامچندر جی کے اشتیاق ملاقات میں بیچینی

جس وقت بھرت جی فوج سے آگے بڑھے اُن کو وہم ہُوا کہیں میں نے گردشِ نصیب سے ماتاؤں کو پیچھے چھوڑ دیا کہیں اس کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ سری رامچندر جی کا درشن ہی نہ ہو سکے یہ سوچکر ستر ہن جی سے فرمایا :-

میں تو آگے چلتا ہوں تم سب کو لیکر آؤ۔ دیر نہ کرو ✦

نکھاد جی سے فرمایا کہ

تم اپنی فوج سمیت آگے جاؤ دیکھو سری رامچندر جی کہاں تشریف رکھتے ہیں جب تک میں درشن نہ کر لونگا مجھے چین نہ ہوگا۔ ہم لوگوں کی زندگی بے صرف ہے کہ سری رامچندر جی کے قدموں سے جدا ہو گئے۔ خوش نصیب ہیں لچھمن جی جن کو اُن مبارک قدموں میں رہنے کا شرف ہوا۔ اے ستر ہن جس وقت میں قدموں پر سر نہ رکھ لوں اُس وقت میری زندگی کو دھرکار ہے۔ لکھشمن جی اور سیتا جی کی خوش نصیبی کا ذکر تو درکنار مجھے چترکوٹ کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے جہاں بھگوان رامچندر جی نے بود و باش اختیار کی ہیں ان درختوں کی خوش قسمتی کو سراہتا ہوں جو ماتاؤں سے بھی زیادہ خوش نصیب ہیں۔ ان کو اچھے اچھے رشیوں منیوں سے افضل جگہ ملی ہے یہ فرما کر دور تھ سے اُتر پڑے اور پیدل اس جنگل میں چلے جہاں درختوں نے تل رکھنے کی جگہ باقی نہ چھوڑی تھی وہاں پہنچکر انہوں نے دیکھنا شروع کیا کہ وشواآس سر مقام پر اٹھتا ہے مگر درختوں کی آڑ سے کچھ نہ دکھائی دیا آخر وہ ایک اونچے درخت پر چڑھ گئے وہاں سے وہ دھواں نظر آیا جو سری رامچندر جی کے جائے قیام کی خبر دے رہی تھی۔ اس دھوئیں نے بھرت جی کا دل خوش کر دیا وہ سمجھ گئے کہ منزل مراد اسی مقام پر ہے ✦

سرگ ۹۸

بھرت جی کی چترکوٹ کے قریب جنگل میں رسائی

بھرت جی لشکر کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھے ستر ہن جی سے فرمایا کہ تم گوشت ...

ماتاؤں کے ساتھ بہت جلد آؤ۔ نکھاد سے ارشاد ہوا کہ آگے آگے چلو میں پاپیادہ آتا ہوں
یہ کہہ کر بھرت جی رتھ پر سے اُتر پڑے اور جانکی جی اور لکشمن جی کی خوش قسمتی بنوں کے
ذی روحوں اور غیر ذی روحوں کی قسمت کو سراہتے اپنی تقدیر کو دھکارتے زندگی کو برا بھلا کہتے
گھنے گھنے جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں سے دھواں اُٹھتا ہوا نظر آیا خوش ہو گئے کہ لیں منزل
مقصود پر رسائی ہو گئی۔ حضور سری رامچندر جی اس مقام پر رونق افروز ہیں بھرت جی
اور لوگوں کے خیال سے اس وقت تک آہستہ چل رہے تھے۔ چنانچہ نکھاد اور ستروہن جی
بھی اُن کے پاس جا پہنچے۔ اور سب کو خوشی ہوئی کہ اب سری رامچندر جی کے قدموں
پر سر رکھنے کا فخر حاصل ہوگا ٭

سرگ ۹۹

بھرت جی کی سری رامچندر جی کے آشرم میں تشریف بری

بھرت جی نے ستروہن جی سے فرمایا کہ تم سب ماتاؤں کو لیکر آہستہ آہستہ آؤ میں اب قدم
بڑھاتا ہوں یہ کہتے ہی انہوں نے چال تیز کر دی نکھاد اور ستروہن جی بھی لپکے جدھر
سے گزر ہوا رشیوں کے مقدس آشرم نظر آئے ایشور میں لین رشیوں کے درشنوں سے
جنم سپھل کرتے ہوئے سیدھے چلے تو سری رامچندر جی کی کٹی نظر آئی۔ دیکھا تو ہون
کی لکڑیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ مندا کنی سے کٹی تک ایک بہت صاف ستھری سڑک
بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونو رُخ زرد کپڑے کی جھنڈیاں نصب ہیں یہ دلی سری
لکشمن جی کی وجہ سے تھی۔ انہوں نے جھنڈیوں کے نشانات سے ان لوگوں کو راستے
کی مشکلات سے محفوظ کیا تھا۔ جو ندی سے جل لانے کے وقت تکلیف اُٹھایا کرتے تھے بھرت
جی نے مندا کنی ندی میں ہاتھ منہ دھویا اور سومنتر سے بولے کہ ایشور مجھے کامیاب کرے۔
سری رامچندر جی میری درخواست قبول فرمائیں۔ بھرت جی دریا کے پار اُترے دیکھا کہ کش کا آسن بچھا ہوا
ہے استر و شستر درختوں پر ٹنگے ہوئے ہیں۔ آگ لو دے رہی ہے سری رامچندر جی تپشویوں کے بھیس
میں بھوج پتر کش آسن پر بیٹھے ہیں جانکی جی کو بائیں طرف بیٹھے ہوئے دیکھ کر آنکھوں میں
آنسو بھر آئے۔ سری رامچندر جی بھوج پتر پہنے ہوئے تھے مگر چہرے پر آفتاب جہانتاب

سکا ساجلال تھا۔ کنول ایسی آنکھیں چاند ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں یہ نظارہ بھرت جی کے دل پر اس قدر موثر ہوا کہ بے اختیار رو پڑے دل میں تھا کہ وہ تقریر کروں گا کہ سری رامچندر جی کو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ منطق لڑاؤں کہ کچھ بول نہ سکیں مگر جب ان کے جسم مقدس کو خاک آلودہ دیکھا سارے منصوبے دل کے دل ہی میں رہ گئے۔ لاکھ جرأت کی کہ زبان کو جنبش دینا چاہتے تھے۔ مگر ہر خیال منہ پر خود ہی مہر لگا لیتا تھا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ سر کی جٹا بدن کی بھبھوت بھوج پتر کے لباس نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ بدحواسی طاری ہوئی کہ سری رامچندر جی کو آنکھوں کے سامنے ہی سمجھ کر اپنی دانست میں قدموں پر گر پڑے۔ مگر وہاں رامچندر کہاں وہ بھی ابھی صدہا قدم کے فاصلے پر تھے۔ سری رامچندر جی کے قدم ہاتھ نہ آنے سے جو کچھ بھرت جی کو صدمہ ہوا خارج از بیان ہے۔ پھر بیتاب ہو کر لپکے اور دوڑ کر سری رامچندر جی کے قدموں پر لوٹنے لگے بھرت جی کی بیقراری حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ سری رامچندر جی نے لاکھ دل کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا وہ بھی بھرت جی کو گلے سے لگا کر زار زار رونے لگے اتنے ہی میں سترگھن اور لچھمن نے قدمبوسی حاصل کی اور چاروں بھائی ایک دوسرے سے جوش محبت میں بغلگیر ہو کر اس طرح روئے کہ چرند و پرند تک کی آنکھوں سے بھی ساون بھادوں کی سی جھڑی لگ گئی +

سرگ ۱۰۰

سری رامچندر جی اور بھرت جی کی ملاقات سری رامچندر جی کی نصیحت خیز تقریر اہل دنیا کیلئے ایک عمدہ نصیحت نامہ

بھرت صدمات گذشتہ سے سخت کمزور ہو گئے تھے کسل سفر الگ۔ رامچندر جی نے دوڑ کر انہیں گود میں اٹھا لیا سینے سے لگایا۔ بھرت کی ہچکی لگی ہوئی تھی وہ بول نہ سکتے تھے سری رامچندر جی نے جو تقریر کی اس کا لفس مضمون یہ تھا +

پیارے بھرت! اچھے تو ہے۔ پتا جی نے راج سنگھاسن دیدیا۔ ان کا مزاج تو تندرست ہے۔ تم ان کو چھوڑ کر بیاں کیسے آئے انکی خدمت لازم تھی اتنے دنوں کے بعد ننہال

سے گھر آئے کچھ لوں تو ماں باپ کی آنکھوں کو سکھ دیتے۔ یہاں جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ راج سنگھاسن تمہارے بغیر سونا ہوگا +

سری رامچندر جی کو ساری حقیقت معلوم تھی اُن سے کوئی حال پوشیدہ نہ تھا۔ مگر ظاہری طور پر ایسی باتیں کیں کہ جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ بھرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے وہ لاکھ چاہتے تھے کہ کچھ بولیں مگر زبان نہ چلتی تھی۔ سری رامچندر جی نے اب تقریر کا رُخ بدلا اور راج نیت کے رموز بیان کرنا شروع کئے۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ چاہے بھرت راج نہ کریں مگر جو نصیحتیں گوش زد ہونگی وہ اہل زمانہ کو ایک سبق سے کم نہیں "شنیدہ اثرے دارد" کے قدردان اور قائل اشخاص کچھ سیکھ ہی لینگے چنانچہ انہوں نے بھرت جی کو خاموش دیکھ کر یوں سلسلہ نصیحت جاری کیا طرز بیان سوال کے طور پر تھا اور لب لباب نصیحت نامہ۔ سری رامچندر جی گوہر افشاں ہوئے کہ۔

بھرت جی کہو تم کار و بار سلطنت میں لڑکپن کو تو دخل نہیں دیتے۔ بششٹ جی کی خدمت گزاری میں تو فرق نہیں ہوتا۔ ماتاؤں کی رضا جوئی سے تو گریز نہیں کرتے گرو بششٹ اور اُن کے فرزند ارجمند۔ رشی۔ برہمن ہون وغیرہ تو اچھی طرح کراتے ہیں۔ مندروں کی پرستش میں تو کوئی نقص واقع نہیں۔ گرو دوست احباب برہمنوں وغیرہ کی خاطر و تواضع بدستور جاری ہے۔ جنگی ہتھیاروں کی درستی اور نگرانی میں کمی تو نہیں کی۔ وزیر کس لیاقت کے مقرر کئے ہیں اگر کم لیاقت ہیں تو راج کی خیر و عافیت نہ ہوگی تم کو خود معلوم ہے جو دن چڑھے تک سوتا ہے وہ صدر درجہ کا منحوس آدمی ہے۔ خواہ راجہ ہو یا وزیر یا امیر ہو یا فقیر۔ تمہیں مناسب ہے کہ تین پہر رات گئے اٹھا کرو یہی وقت ایشور کے دھیان کا ہے۔ جس نے اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھا وہ ضرور غلطی کھاتا ہے۔ کم از کم ایک لائق صلاح کار سے مشورہ ضرور لینا چاہئے۔ معاملات ملکی میں پانچ یا سات مشیروں سے مشورہ لینا ضروری مناسب ہے۔ ہر ایک سے صلاح و مشورت کی ضرورت نہیں کیونکہ بات پھوٹ جاتی ہے اور دل کا راز طشت از بام ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ احتیاط رہے کہ کبھی اپنے کسی کام کے واسطے خودستائی کے الفاظ زبان پر نہ آئیں۔ جہاں انسان نے اپنے منہ سے اپنی تعریف کی اس کی ناموری میں بٹہ لگ گیا۔ ہمیشہ عالی خاندانوں اور عالموں کی عزت افزائی سے راجہ کی عزت ہوتی ہے۔ جہاں رذیلوں کو منہ لگایا سلطنت کی لٹیا ڈوب گئی

خوب خیال رکھو کہ عالم فاضل ہمیشہ جو بات کہیگا وہ بھلے کے لئے۔ جاہلوں سے کبھی فائدہ
کی اُمید نہیں ہزار جاہلوں پہ ایک عقلمند کو ترجیح ہے ایک دانشمند جو کچھ کر سکتا ہے
اسکے مقابلے میں لاکھوں بیوقوفوں کی طاقت برائے نام بلکہ اُلٹی مخدوش ہے وزیر ملک اگر ایک
ہی لائق ہو تو ہزار وزیروں سے اچھا ہے ایک لائق وزیر سے ملک آباد ہوتا ہے ہزار بیوقوف
وزیروں سے سلطنت کبھی قائم نہیں رہ سکتی۔ وزارت کسی نوسیکھئے کو کبھی دینا خرابی ہے۔
بہ سبب حلیہ اُسی کو سزاوار ہے جس کے خاندان میں یہ عہدہ چلا آیا ہو۔ رعایا سے
خطا ہوئی تو درگزر کبھی خلاف ضرور سزا دینا لازمی ہے کہ اوروں کو عبرت اور ملک کو امن
حاصل ہو مگر ککڑی کے چور کو کٹاری سے مارنا بھی سلطنت کے زوال کا باعث ہے اگر کوئی
شخص ایک تبہ کسی جرم میں سزایاب ہو جائے اور پھر اُسی جرم کا مرتکب ہو تو اُسے ضرور
جرموں کی تعداد کے لحاظ سے دوگنی تگنی سزا دینا راجہ کا دھرم ہے اس میں نا انصافی
نہیں۔ جو محسن کش ہے جو نمک حرام ہے جو والئے ملک یا آقا کو قتل کرکے اپنے اختیارات قائم
کرنے کے درپے ہو۔ اُس کو بے تکلف تہ شمشیر کر دینا چاہئے۔ خواہ کوئی کیوں نہ ہو فوج کا
سپاہی لا معمولی نہ ہو بلکہ بہادر اور طاقتور۔ عالیخاندان ہو۔ فنون جنگ سے واقف ہو۔
میدان جنگ سے جی نہ چراتا ہو۔ مرد میدان ہو فوج کی دلجوئی جس راجہ نے نہ کی اُسکی سلطنت
کبھی پائدار نہیں ہوسکتی۔ جس فوج کے ساتھ فرمانروا کے سلوک اچھے رہتے ہیں۔ وہ
کبھی جان و مال سے دریغ نہیں کرتی۔ تاجدار وقت کو چاہئے کہ فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے
والا بڑا دیانتدار اور عالیخاندان مقرر کرے۔ جس میں وہ اپنی گاڑھے پسینے کی کمائی سے
فائدہ اُٹھا کر اپنے فرمانروا سے عہد کے پسینے کے عوض خون گرا لے جو مسند آرا ہو اُس کا
فرض ہے کہ خاندانی والوں کی پرورش کو بھی فرض منصبی سمجھے اُن کی دلشکنی کبھی مناسب
نہیں۔ تکلیف او مصیبت کے وقت اگر کوئی کام آتا ہے تو اہل خاندان دوسروں سے
امید وفا ایسے وقت میں نہیں ہوتی امور سلطنت میں سفیروں کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔
ان کا انتخاب بڑی عقلمندی سے کرنا چاہئے۔ جب تک سفیر کی اعلیٰ لیاقت بیدار مغزی
اعتدال طبیعت وغیرہ کی آزمایش نہ ہو جائے۔ تب تک بے سوچے سمجھے ہر ایسا کو سفیر بنانا موجب
نقصان ہے سفیر وہی ہے جو پیٹ کا ہلکا نہ ہو کبھی اِدھر اُدھر کی بات منہ سے نہ نکلے۔ راجوں کے
لئے ۱۸ فرائض مقرر ہیں جن کو راج نیتی شاستر کے نام سے منسوب کیا ہے۔ ان

نیز بھوں کی تشریح حسب ذیل ہے:-
۱- خاندانی اور عالم و فاضل شخص کی عہدہ وزارت پر تقرری ÷
۲- خاندانی پروہت کی خاطر و مدارات ÷
۳- ولیعہد و وارث تاج تخت کی پرورش و پرداخت ÷
۴- سپہ سالار لشکر کی دلجوئی ÷
۵- مخالفین بارگاہ سلطانی کی عزت افزائی ÷
۶- دارالسلطنت کی حفاظت کے ذمہ دار لوگوں پر نظر عنایت ÷
۷- بھنڈاری کی خاطر داشت ÷
۸- احکام سلطنت کو اعلان و شتہر کرنے کے لئے لائق شخص کی تقرری ÷
۹- احکام شاہی تحریر کرنے کے لئے لائق منشی کی بہم رسانی ÷
۱۰- راج دربار میں جگیہ اور ہون کرنے والے لائق اشخاص کی موجودگی ÷
۱۱- عہدہائے عدالت پر منصف مزاج احکام کی سرفرازی ÷
۱۲- فوجی تنخواہ کو باضابطہ اور وقت مقررہ پر تقسیم کرنے والے ایماندار شخص کی تقرری ÷
۱۳- کبیشر وغیرہ کی قدر دانی ÷
۱۴- کوتوال کی خاطر داشت ÷
۱۵- سردار لشکر کی دلجوئی ÷
۱۶- رعایا سے محاصل وصول کرنے کے لئے فہمیدہ و سنجیدہ حاکم کی تقرری ÷
۱۷- مجرموں کی سرکوبی کے لئے ایماندار فرمانبردار اہلکاروں سے احکام شاہی کی پابندی ÷
۱۸- تعمیرات و صنعت و حرفت کے کاموں کی قدردانی و سرانجام دہی کے لئے لائق و فائق آدمیوں کی بہم رسانی ÷

یہ اٹھارہ قسم کی خدمات امور سلطنت کے لئے ضروری ہیں تا ان کی انجام دہی سکے واسطے ہر محکمہ اور ہر کام کے لئے جدا جدا تین تین لائق و آزمودہ کار اشخاص مقرر کرنا چاہئے مگر ایک مرتبہ راجہ نے کسی شخص کو کسی جرم میں ملک بدر کیا ہے - پھر اس کا یاد کرنا کبھی مناسب نہیں - اگر وہ خود بھی معافی مانگ کر وفاداری کرنا چاہے - تو کبھی اس کی استدعا

قبول نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ایک ان دھوکا رکھا ہوا ہے۔ ایسے دشمن کو پناہ میں رکھنا سانپ
کو دودھ پلانا ہے۔ اس سلوک میں ہر وقت خطا رکھی ہوئی ہے۔ دشمن کے مقابلے میں
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کمزور ہے اسکی کمزوری پر جو ترس کھائیگا ایک روز ضرور مصیبت
میں گرفتار ہو کر پچھتائیگا۔ برہمن کی عزت ہر حال میں واجب ہے یہ ہمارا سناتن دھرم ہے۔ مگر جس برہمن
کو اپنی علمیت کا غرور ہو جس کے افعال اچھے نہ ہوں۔ جسے بید شاستر سے آگاہی نہ ہو ایسے
برہمن کو دور سے ڈنڈوت کرنی چاہیے۔ راجہ کا دھرم یہ ہے کہ اُسے منہ نہ لگائے نہ اُس
کو صحبت میں شریک کرے۔ ناستکوں کی صحبت سے راجہ کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔ ناستکوں
کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بید شاستر سے ناواقف مگر مخالف دوسرے واقف مگر احکام سے
منحرف وید میں کچھ لکھا ہے یہ اس کے معنے کچھ اور سمجھ رہے ہیں خواہ سر بسر ہو یا نہ ہو اپنی
ہانک لگانے سے کام ہے ایسے برہمن کی بات قبول کرنا کیا سننا بھی ادھرم ہے راجدھانی
کی حفاظت سب سے زیادہ مقدم ہے یہاں اُن بہادروں کی فوج متعین رہنا چاہیے۔
جن کی وفاداری میں ذرا بھی شک نہ ہو اجودھیا پوری کا نام مہمل یا فرضی نہیں اسکے نام
کا مطلب یہ ہے کہ وہ دار السلطنت جہاں کسی نے آج تک فتح کرنا کیا معنے جدھ کرنے
کی بھی ہمت نہ پائی۔ وہی اجودھیا آج بھی ہے جسکی طرف کبھی کوئی نظر بھی نہ اٹھا
سکا۔ پس اب تم اس کو فوجی طاقت سے ایسا زبردست بناؤ کہ اس کے نام کی عزت باقی
رہے۔ گھوڑے۔ ہاتھی۔ ہتھیار۔ لشکر بڑھتے ہی رہیں کم نہ ہونے پائیں۔ چاروں برنوں کی
خاطر داشت ملحوظ خاطر رہے۔ سب کو اپنے اپنے دھرم پر چلنے کی آزادی حاصل رہنا چاہیے
ہاں یہ تو کہو راج ملنے پر تم نے کوئی نیا محل بنوایا کہ نہیں اگر نہیں تو میری ہدایت ہے کہ فن تعمیر آ
کے جاننے والے واقفکاروں کی رائے سے اپنی راجدھانی دوسری تعمیر کراؤ۔ مندر بھی قابل دید ہوں
شمار نہیں بھی فرد روزگار۔ جگہ جگہ تالاب۔ موقع موقع پر باولی کا ہونا ضروری ہے عوام لوگوں
کی تفریح گاہوں کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ مقامات آراستہ کرنا والئے ملک کا فرض ہے۔
خوب خیال رہے۔ کہ ذرہ برابر زمین کوئی دبا نہ سکے۔ ایک ذرہ بھر زمین کے لئے لاکھوں من
خون بہہ جائے۔ تو کچھ پرواہ نہیں۔ خونریزی اور ادھرم کے انسداد کے لئے خاص توجہ مبذول
ہونا چاہیے جس شہر یا مقام میں آبپاشی سے پیدائش غلہ کم اور رعایا کو تکلیف ہو وہاں سو
کام چھوڑ کر کنواں۔ تالاب۔ باولی بنا دینا چاہیے۔ تاجروں۔ بیوپاریوں کی حفاظت بہت ضروری

ہے اگر انہیں کو نقصان ہُؤا تو پھر اہل زمانہ کے نباہ کی صورت ہی کیا ہے۔ بیواؤں۔ یتیموں۔
لنگڑے۔ لولے۔ لُنجے۔ اندھے۔ گونگے۔ اپاہجوں کی پرورش خصوصیت کے ساتھ والئ سلطنت
پر فرض ہے۔ گو بظاہر سب بے غرض ہیں۔ مگر فرمانروائے عہد کو انکی پرورش اپنے ولیعہد سے
مقدم سمجھنا چاہئے۔ عورتوں کی عزت کرنا ہر مرد کا فرض ہے۔ مگر اس کے لئے بھی جائز
موقع اور جائز اصول مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کی باتوں کا اعتبار کرتے وقت اپنی عقل سے
بھی کام لینا چاہئے۔ رنڈیوں کسبیوں کی صحبت میں بیٹھ کر اگر کوئی راجگی کا دعوے کر سکے
تو محض باطل ہے اس صحبت بد سے اگر راج تباہ نہ ہُؤا تو انتہا سے زیادہ بے عزتی ہے
راجہ کو بہت ہوشیار اور مستعد ہونا چاہیئے۔ خود ادھر ادھر گھومے اہل شہر کے حالات
دیکھے۔ لوگوں کے خیالات سُنے اور اُس سے اندازہ لگائے کہ رعایا کی رائے موافق ہے
یا خلاف۔ راجہ اگر کہیں جائے تو پیشتر سے سامان رسد وغیرہ کا انتظام یا خود کرے یا
وہاں کی رعایا کو حکم دے۔ جہاں جانا مقصود ہے وقتاً فوقتاً قلعے دیکھے۔ محافظت کے
سامان ملاحظہ کرے جس بات میں کمی و بیشی کی ضرورت پائے اُسکے انتظام میں کبھی غافل
نہ ہو۔ دولت بغیر کوئی کام نہیں بنتا۔ پس اس کی حفاظت ہر طرح مقدم ہے۔ جو اس کے
صرف میں احتیاط مدنظر نہیں رکھتا وہ ایک دن ٹکڑے کو محتاج ہوجاتا ہے۔ اس لئے
فضول خرچی نامناسب اور احتیاط واجب۔ حاجتمندوں اور مفلوک کا ردِ سوال
بھی خلاف۔ رنڈیوں۔ کسبیوں کو اظہار فیاضی سے مالا مال کرنا داخل عذاب ہے
عاملان زمانہ سے روزانہ کچھ سننا فائدہ بخش۔ سلطنت کے زوال کی صورتیں ان
باتوں سے ہوتی ہیں۔ اچھی طرح گرہ باندھ لو یہ

گرو سے مخالفت۔ غصہ۔ امور مملکت سے دل برداشتگی۔ محنت کے کاموں میں
تساہل و سہل انگاری۔ کاہلی و سستی۔ خواہشات نفسانی کی اطاعت۔ خود غرضی۔ عاقبت
اندیشی۔ خوف عقبیٰ سے بے پروائی۔ بیوقوف وزیروں کی وزارت۔ رازداری کے فوائد
سے لاعلمی۔ بداعمالی۔ بدافعالی۔ بدکرداری۔ بداطواری۔ آوارہ گردی ۔

ان سب باتوں کے علاوہ فرمانروائے ملک کو حسب ذیل لوگوں کی صحبت سے قطعی پرہیز
کرنا چاہیئے۔ بچہ۔ بوڑھا۔ مریض۔ رذیل۔ ہیجڑا۔ نامرد۔ نامرد کے رفیق۔ لالچی۔ لالچی کے
دوست۔ اداسی فقیر۔ عیاش وغیرہ۔ دیوتاؤں اور برہمنوں کے نندک ندامت

کرنے والا۔ دلیری سے بالوجود۔ شاکر قسمت۔ حرام خور۔ برہنہ جسم۔ خودپسند۔ بزدل
باشندگانِ مقام ناپاک۔ کم عمر عیال و اطفال سے متنفر۔
ایسے ایسے لوگوں کی صحبت جہاں ہوئی وہاں راج پاٹ کی خیر نہیں۔ اب ذرا اور سنو۔ دس چیزیں وہ ہیں جن کی طرف والئے ملک کو ہر وقت رغبت نہ کرنا چاہئے موقع موقع پر مضائقہ نہیں۔ چنانچہ سنو میں مجملاً بیان کرتا ہوں۔

۱۔ زینت و آرائش ہر وقت درست نہیں۔ خاص موقع پر آراستگی لازمی ہے۔
۲۔ جوا خراب کام ہے مگر تفریحاً کبھی کھیل لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں۔
۳۔ دن کا سونا ہمیشہ مضر۔ سونے کا ٹھیک وقت آدھی رات ہے۔
۴۔ مردوست کی کوئی بات دریافت کرنے کے لئے کوئی الزام لگانا درست ورنہ ممنوع۔
۵۔ عورت کی صحبت ہمیشہ ناجائز۔ خواہش اولاد کے لئے ہو تو مضائقہ نہیں۔
۶۔ ناچ گانا روزانہ خلاف۔ کبھی کبھی تفریحاً ضروری ہے۔ خصوصاً کسی خوشی کے موقع پر۔
۷۔ کسی جگہ پر بے مطلب جانا فضول۔ کام سے جانا مناسب۔
۸۔ غصہ ہمیشہ خراب۔ صرف موقع جنگ پر جائز۔
۹۔ جھوٹ گناہ۔ مگر لڑائی کے وقت حصول فتح کے لئے درست۔ کسی کی جان بچانے کے لئے داخل ثواب۔
۱۰۔ عورت سے بگاڑنا ممنوع۔ ہاں چشم نمائی کے وقت لازمی۔

ان باتوں کا تم کو بھی خیال رکھنا چاہئے تاکہ سلطنت کے کاروبار میں خلل نہ واقع ہو۔ اب تم کو یہ سمجھاتا ہوں۔ کہ قلعوں کی تعمیر کن کن مقامات پر ہونا چاہئے سنو۔

۱۔ دریا کے کنارے۔
۲۔ پہاڑ پر یا کہیں قریب۔
۳۔ ویرانے میں جہاں آبادی آس پاس نہ ہو۔
۴۔ اس مقام پر جہاں زراعت نہ ہوتی ہو۔
۵۔ گھنے جنگل میں یا وہاں جہاں گھاس پھوس جھاڑجھنکار بکثرت ہو۔

اصول ملک گیری ظالمانہ درست نہیں۔ اگر کسی ملک میں ابتری ہو تو رعایا کی پرورش
و دست گیری کے خیال سے پہلے تاجدار ملک کو فہمائش کرنا چاہیئے۔ اُس کے پاس
دولت نہ ہو تو زر و جواہر دیکر اُسے اور رعایا کو گرویدۂ احسان بنانا لازم ہے اگر پھر بھی وہ
حواس میں نہ آئے تو ارکان سلطنت سے سازش کر کے اُس سلطنت پر قبضہ کر لینے سے
کوئی حرج نہیں۔ اگر غلام مالک کا اطاعت گزار نہ ہو اور مالک غلام کے ساتھ جھاکا
تو دونو مستحق سزا ہیں۔ راجہ کو ہر وقت رعایا کی دلجوئی لازم ہے اس میں کسی وقت غفلت
نہ چاہیئے۔ مقامات جنگ کا ملاحظہ اور وہاں کا ضروری انتظام جس نے کیا اُس کے
وقت پر دھوکا کھانے میں شک نہیں۔ سامان رسد و فوج کا انتظام ہر وقت ملحوظ
نظر رکھنا ضروری ہے اور سو بات کی یہ بات ہے کہ جس سے ملنا اُس سے جھک
کر۔ خاکساری عجب چیز ہے یہ دشمن کو بھی دوست و غلام بنا دیتی ہے بزرگوں
کی نصیحت ہے کہ جو ان خرابیوں سے پاک رہا اُس کی سلطنت کو کبھی
زوال نہیں ٭

غصہ۔ عداوت۔ غیبت و بدگوئی۔ سخت زبانی۔ طفل آزادی۔ لالچ۔ الفت
بیجا۔ سزائے جسمانی ٭

لڑائی میں کبھی دل نہ ہارنا نہ فتح سے دلجمعی کرنا چاہیئے۔ جبتک لڑائی رہے ہمت
ہارنا کبھی جائز نہیں۔ مر فتح کے بعد یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بس میدان مار لیا۔ اگر میدان
جنگ میں کچھ بنائے نہ بن سکے تو مجبوری کے وقت پیٹھ دکھانے اور جان بچانے
میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ راجہ کی زندگی کا ماحصل یہ ہے کہ جپ تپ کرے دان
پن کرے۔ ہر خاص و عام کے ساتھ سلوک کرے کہ اُس کی عظمت ہر صفحۂ دل پر
نقش ہو۔ تمہیں ایشور نے راج دیا ہے بنا دکرتم نے کرم کانڈ دھرم نیت موکش بار بار
میں کس کس کے اصول ذہن نشین کئے۔ راج نیت کے اصولوں میں میل ملاپ لڑائی جھگڑا
مستعدی و حملہ آوری طرح دہی استقلال رازداری۔ قابوئے نفس یہ سب باتیں مقدم ہیں دشمن کا خواہ
وہ عاجزی کرے خواہ پناہ میں آئے خواہ تکلیف میں ہو اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ پانی خواہ گرم ہو
یا سرد دونو حالتوں میں آگ بجھانے کے لئے کافی ہے۔ فرمانروا کا فرض ہے کہ دشمنوں
کی ہر ایک چال پر نظر رکھے کہ آیا وہ فوجی انتظام کرنے یا بغیر منتر سے مخالفت کی کوشش۔ مخبروں کو خاص

چوروں اور ڈاکوؤں کو ٹیں
بابت سے بچا۔ پتا چاہئے کہ کون ہوا خواہ سلطنت ہے کون بد خواہ۔
کی حرکت سے خبردار رہنا ان کی اصلاح غرض جب لڑائی کا موقع ہو تو فدائی لوگوں کو سب سے آگے
رکھنا لازم ہے دوسروں کو ان کے پیچھے۔ فوج میں اپنے ہموطن جان نثار رکھتے ہیں پردیسی
لوگوں پہ اعتبار نہیں وہ میدان جنگ میں پیٹھ دکھاتے ہیں راجہ کا دھرم ہے کہ مجرم کو سزا دے
اور لائق لوگوں کی قدر دانی و عزت افزائی فرمائے اگر کسی مشورے کی ضرورت ہو تو کم
سے کم تین زبرگوں سے مشورہ لے مگر الگ الگ جب تینوں کا اتفاق رائے ہو جائے
تو جو کام ہو وہ کر اٹھانا چاہئے ورنہ نہیں۔ یاد رکھ شاستر کے پڑھنے والے اور پرمیشور کا دھیان
کرنے والے دھرم کے قدردان راجہ کی عمر بڑھتی ہے اس کا کوئی کام اٹک نہیں سکتا مجال
کیا کہ کامیابی مقصد میں ذرا بھی فرق ہو۔ جو شاستر سے واقف نہیں ان کو نوکر ہو یا مدنظر
رکھنا چاہئے۔ انہیں وہی کام کرنا لازم ہے جو ان کے بزرگان سلف کرتے آئے ہیں۔
پیارے بھرت کہو جو دھرم میں تمہیں بتاتے ہیں ان کو تم عمل میں لاتے ہو یا نہیں
کچھ راجہ پر موقوف نہیں جو ان اصولوں کی پابندی کرتا ہے وہ اگر غریب بھی ہو تو راجہ
سے ہزار درجہ اچھا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کو سرگ ضرور ملیگا۔

سرگ ۱۰۱

بھرت جی کی تخت آرائی کے لئے درخواست

سری رامچندر جی کا انکار

سری رامچندر جی علم الغیب تھے اُن سے کون بات چھپی تھی۔ مگر تاہم دنیاوی
ظاہر داری کے خیال سے انہوں نے بھرت کو اپنی تقریر سے ایسا بہلا دیا کہ گویا راجہ
دسرتھ کے مرنے کی کیفیت معلوم ہی نہیں۔ نصیحتوں کی باتیں کرکے انہوں نے پھر
پوچھا کہ راج سنگھاسن چھوڑنے اور فقیرانہ لباس پہن کر آنے کی کیا وجہ؟ نہ سر پر
تاج نہ چھتر کیا راج پتا جی کے بھروسے پر چھوڑ آئے۔
بھرت کی زبان نہ کھلتی تھی۔ منہ پر قفل لگا ہوا تھا۔ مگر دل کو مضبوط کرکے روتے

ہوئے بولے کہ ہائے بھائی میں لوٹ گیا۔ آپ ادھر چلے آئے۔ پتا جی نے وہاں آپ کے فراق
میں جان دیدی۔ اجودھیا ماتم سرا ہوگئی۔ رعایا غمزدہ ہے افسوس ماتا کیکئی نے بنا بنایا
کھیل بگاڑ دیا۔ آہ! اجودھیا کی صورت دیکھی نہیں جاتی۔ میں زندگی کی بیچارگی سے اب
تنگ آ رہا ہوں۔ ماتا کیکئی نے جیسا کیا اُس کا پھل پایا۔ اُن کو کافی سزا مل گئی۔ بیوہ
عورت کے لئے زندگی موت سے بدتر ہے مگر غریب ناحق گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پس گیا
نہ کسی کے لینے میں نہ کسی کے دینے میں مفت بدنامی کا ٹھیکرا میرے سر پھوٹا۔ ماتا کیکئی
کی وجہ سے ذلت بھی الگ حاصل ہوئی۔ اور آپ الگ ہم لوگوں کی سرپرستی سے دستکش
ہوگئے۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ درخواست یہ ہے کہ تخت سلطنت
پر جلوس فرمائیے۔ ماتائیں بھی یہی آرزو لیکر آئی ہیں۔ اس وقت سلطنت بیوہ ہو رہی ہے
آپ پر تاج رکھینگے تو پھر اس کو سہاگ نصیب ہو جائیگا۔ آپ کا خود قول ہے کہ جو بات
قدیم سے ہوتی چلی آئی ہے۔ اُسی کی پابندی دھرم ہے۔ بہت صحیح بہت درست پھر
میں تشریف لے چلئے۔ ہمارے خاندان میں راج کا استحقاق بڑے بیٹے ہی کو ہوتا ہے
دوسروں کو نہیں۔ آپ کچھ حیلہ و حجت نہ فرمائیں بس آپ چلے چلیں۔ بھرت آپ کی
مہربانیوں کے بھروسے پر حاضر ہوا ہے۔ اگر آپ درخواست قبول نہ فرمائینگے تو میں یہی سمجھونگا
کہ پتا کے بعد آپ نے بھی دست شفقت سر سے اٹھا لیا یہ کہکر بھرت جی زار زار رونے
لگے قدموں پر گر پڑے اور یہی چاہتے تھے کہ ان کے قدموں کو سر پر رکھے ہوئے اجودھیا
میں پہنچا دوں۔ رامچندر جی نے اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور بولے کہ۔

بھیا عقلمند ہو کر اتنی بے وقوفی۔ آفتاب پر کہیں خاک پڑتی ہے۔ تم کو ان معاملات سے تعلق
ہی کیا ہے۔ ہیں ماتا کیکئی اُن کی شان میں خبردار کوئی گستاخی کا کلمہ نہ نکالنا ورنہ میں
سخت ناراض ہونگا۔ تم عقلمند ہو کے بیوقوفی کی باتیں کروگے تو مجھے دکھ ہوگا۔ تم جانتے
ہو کہ باپ کا درجہ پرمیشور کے برابر مانا گیا ہے۔ بیٹے کا فرض ہے کہ باپ کے حکم کی تعمیل
کرے۔ مجھے فخر ہے کہ حضرت پتا جی ہی کا ارشاد نہیں ہوا بلکہ ماتا کیکئی نے بھی ہدایت
کی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میں بن باس کے لئے تیار ہو کر سعادت ابدی حاصل کر رہا
ہوں تم کو بھی ماتا اور پتا نے اجودھیا کا راج دیا ہے تم کو میرے لائق بھائی کی حیثیت میں
لازم ہے کہ راج کرکے ماتا اور پتا کے حکم کی تعمیل کر دینا کا حکم اس سبب سے بھی واجب التعمیل ہے کہ وہ ماتا پتا

نہیں
راجہ پرمیشور ہوتا ہے - اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنا کبھی اور کسی طرح مناسب
ان سب باتوں کے علاوہ میرا بھی حکم کچھ وزن رکھتا ہے پس اب ہم بن باسیوں کی طرف
سے مل ہٹاؤ - ہم لوگوں کو پرمیشور کے حوالے کرو - اور تم راج سنگھاسن پہ جلوس
کرکے غمزدہ رعایا کے زخم پر پھایا رکھو ۔

سرگ ۱۰۲

بھرت جی کا اظہار عاجزی - راجہ دسرتھ کی وفات - شری رام چندر جی کو خبر - سسرا بابا کی اطلاع دہی

بھرت جی قدم پکڑ کر بولے - کہ
آپ مجھے اجودھیا کا راجہ کیوں سمجھتے ہیں - میں تو آپ کے غلاموں کا غلام اور حد درجہ
کا پاپی ہوں - پاپی کی قسمت میں راج کہاں - راج تو دھرم والوں کو ملا کرتا ہے علاوہ
بریں یہ تو غور فرمایئے - کہ آپ کے ہوتے میرا استحقاق ہی کیا ہے - شروع سے آج
تک کبھی بڑے بیٹے کی موجودگی میں چھوٹے بیٹے کو راج نہیں ملا پھر آپ یہ
انوکھی اور دنیا الوجھی بات کیوں جائز فرماتے ہیں - بیشک آپ کو تپشیا سے
بہت عمدہ پھل ملیگا - مگر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ راجہ پرمیشور کہلاتا ہے -
پس آپ پرمیشور کی پدوی حاصل کریں - آپ کا اگلا تپ کیا کم ہے -
جو اور تپشیا کی خواہش ہے بھائی صاحب پتا جی کا سایہ سر سے اُٹھ
گیا - وہ آپ اور سیتا ماتا کے غم میں سرگ کو تشریف لے گئے - اب ہم لوگوں کی
زندگی تو آپ ہی کے سپرد ہے - اس حالت یتیمی میں آپ قدموں سے جدا کریں
تو بزرگی کے خلاف ہے - آپ کو شاید خیال ہے کہ پتا جی کا انتقال صحیح نہیں -
میں فقرہ بناتا ہوں - نہیں بھائی صاحب سب ماتائیں ایک ماتا کیکئی کی بدولت
بیوہ ہوگئیں - میں اور سترگھن جی کریا کرم اور شرادھ بھی کر چکے - آپ کا
بھی فرض ہے کہ ترپن اور پنڈ دان کرکے فرض ضروری سے سبکدوش ہوں
ترتیا جگ میں تمام بیٹوں کو پتر کرم کرنا ضروری ہے - ہاں کلجگ میں صرف
ایک ہی بیٹے پر یہ فرض محدود ہے ۔

سرگ ۱۰۳

شری رامچندر جی کا راجہ دسرتھ کی وفات پر ماتم۔ پنڈدان

بھرت جی کی تقریر سے سری رامچندر جی کو جونہیں راجہ دسرتھ کی وفات کا علم و یقین ہو گیا پٹ سے زمین پر گر پڑے۔ بھرت جی اور سترہن جی روتے ہوئے دوڑ کر پانی لائے منہ پر چھینٹا دیا۔ دامن جھلا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا آنسو بہاتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے کہ۔

او موت تجھے چودہ برس بھی صبر نہ ہوا میری رضا جوئی والدین پر دھبہ رکھنے کے لئے تو اتنی جلدی آمری۔ آہ! پتا جی آپ سرگ باس نہیں ہوئے ہم لوگوں کو جیتے جی مار گئے۔ افسوس مجھ سے کچھ خدمت نہ ہو سکی۔ اے زندگی تجھ پر زوف ہے بھرت اور سترہن کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ انہوں نے شرادھ ترپن کر کے فرض سے تو سبکدوشی حاصل کی۔ مجھ پر پتا جی کا فرض باقی رہ گیا ؎

اتنا فرما کر سری جانکی جی سے فرمایا۔

ہائے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دنیا تاریک نظر آتی ہے۔ پتا جی اٹھ گئے ہمیں تمہیں آخری دیدار سے بھی محروم رکھا ؎

سیتا جی بھی بے ساختہ جگر خراش شکر رو پڑیں۔ سری رامچندر جی بھی سر پکڑ کر آنسو بہانے لگے۔ سارے جنگل میں سناٹا چھا گیا۔ چرند پرند سب کے کلیجے پر گھن کی چوٹ لگی۔ تھوڑی دیر پچھاڑیں کھا کر سری رامچندر جی نے پنڈدان کے لئے ارادہ ظاہر فرمایا خود بدولت مندا کنی ندی پر پہنچے جنگل میں اور سامان ہی کیا تھا لکشمن جی صرف انگور اور بیر لائے۔ سری رامچندر جی نے ترپن اور پنڈدان کیا۔ بعدہٗ بھرت اور سترہن کے بازو پکڑ کر راجہ دسرتھ کی دائمی مفارقت کے غم میں ایسی گریہ و زاری کی کہ سننے والوں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا۔ اتنے ہی میں بھرت جی کی فوج آ پہنچی۔ چرند و پرند ہجوم عام سے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ بھرت جی کے ہمراہیوں نے سری رامچندر جی کو دور سے دیکھ کر پرنام اور ڈنڈوت کی انبوہ کثیر کی آمد نے تھوڑی دیر کے لئے جنگل کا ماتم بزم کر دیا

سرگ ۱۰۴

سری رامچندر جی کی ماتاؤں اور بششٹ جی سے ملاقات

بششٹ جی سب رانیوں کے ساتھ مندا کنی کے پار اترے یہاں کوشلیا جی نے کچھ پنڈ دان کا سامان ہوا ہوا پایا۔ پوچھا یہ کون مقام ہے یہاں یہ سامان کیسا ۔

بششٹ جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سری رامچندر جی نے اس مقام پر مہاراجہ دسرتھ کو پنڈ دئے ہیں ۔

کوشلیا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں اور بولیں کہ۔

ہائے جو مہاراجہ دسرتھ تمام دنیا کی نعمتوں سے سیر تھے اُن کے لئے پنڈ کا یہ سامان اور کلیجہ کیوں پھٹ نہیں جاتا۔ او جان جسم سے کیوں نکل نہیں جاتی سمترا جی کو بھی سخت قلق ہوا مگر وہ کوشلیا جی کو سنبھالے ہوئے تھیں اسلئے انہوں نے دل پر جبر کر کے رلائی روکی اور ڈھارس دی کہ مہارانی جی اب طبیعت نہ بگاڑیئے چل کر رامچندر جی کو دیکھئے رونے کو تو زندگی بھر پڑی ہے کوشلیا جی روتی اور سمترا جی سمجھاتی جاتی تھیں اتنے میں سری رامچندر جی نے ماتاؤں کا رتھ دیکھا وہ بڑی تیزی سے لپکے اور جاتے ہی قدموں پر گر پڑے سب رانیاں فوراً ہی رتھ سے اتر پڑیں اور سری رامچندر جی کے جسم پر پڑی ہوئی دھول صاف کرنے لگیں کوشلیا جی چیخ چیخ کر رو رہی تھیں اور کہتی جا رہی تھیں آہ! اجودھیا کے وارث تاج و تخت کا یہ حال۔ مہاراجہ دسرتھ کی بہو۔ مہاراجہ جنک کی بیٹی اور رامچندر جی کی استری کی یہ کیفیت۔ مہاراج بڑے خوش نصیب تھے جن کو یہ حالت زار دیکھنا نصیب ہوئی۔ میری قسمت پھوٹی ہے ایسے لال لاڈلوں کو مصیبت جھیلتے دیکھ کر بھی چھاتی نہیں پھٹتی زمین جگہ نہیں دیتی کہ سما جاؤں ۔

ادھر یہ گریہ و زاری تھی ادھر بششٹ جی تشریف لائے سری رامچندر جی نے دوڑ کر قدم پکڑ لئے تلووں سے آنکھیں ملیں سب کو بٹھایا بھرت جی رامچندر جی کے سامنے ہاتھ جوڑے زمین پر بیٹھ گئے۔ ہر شخص کو انتظار ہوا کہ دیکھیں ملاقات کا نتیجہ کیا نکلتا ہے کیونکہ بھرت جی کی پرتگیا ہے کہ سری رامچندر جی کو واپس لیجاؤنگا ادھر سری رامچندر جی پ

برس کے بن باس کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں ؛

سرگ ۱۰۵

بھرت جی اور سری رامچندر جی کی تقریر

شام کا وقت قریب تھا اس لئے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سب لوگ سندھیا وغیرہ میں مشغول ہوئے بعدہ پھر سری رامچندر جی کی خدمت میں جمع ہو کر بھرت جی سے ملتجی ہوئے کہ اب تذکرہ چھیڑیں۔ بھرت جی خود ہی بیتاب ہو رہے تھے مگر رعب اور ندامت کی وجہ سے منہ نہ کھلتا تھا۔ آخر بڑے ضبط سے بولے ؛

ماتا کیکئی کا شکریہ۔ آپ کو بن میں نکالا۔ پتا جی کو دنیا سے رخصت کیا اجودھیا سونی کر دی۔ ماتاؤں کو بیوگی کا داغ دیا۔ ہم لوگوں کو گود یتیمی میں لٹایا اور خود بھی صدمہ بیوگی سے تباہ ہو کر ذلت پا گئیں۔ آپ پتا جی کے حکم کی تعمیل فرما چکے ماتا کیکئی کی بات بھی پوری ہو گئی اب ہم لوگوں پر ہاتھ رکھئے اور تخت سلطنت کو جلوس میمنت مانوس سے رونق بخشئے۔ مجھ میں ایسے بار عظیم اٹھانے کی قدرت نہیں نہ میں حق تلفی کو منظور کر سکتا ہوں تخت و تاج کو مجھ سے کیا نسبت سلطنت سے مجھ کو کیا علاقہ۔ اگر آپ تپشیا کو فضیلت دینا منظور فرماتے ہیں تو ذرا دھرم شاستر پر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ کیا کہتا ہے۔ دھرم شاستر کا قول ہے کہ انسانی قالب کا فخر یہی ہے کہ دوسروں کی پرورش و حفاظت کرے اگر یہ نہیں تو زندگی فضول ہم لوگ آپ ہی سرپرست ہیں اس لئے آپ کا فرض ہے کہ پرورش فرمائیے سایہ عاطفت میں جگہ دیجئے اگر آپ چھوٹوں کی سرپرستی نہ فرمائینگے تو تپشیا بالکل فضول ہو گی اور سر زمین کو کھود کر دوسرے زرخیز ملک کی مٹی سے قابل زراعت کرنا امارت کے باغ کے بار آور ہونے لگا تو تمنا ہے مگر جس وقت کوئی اس باغیچہ کو اجاڑ دے تو کیسے رنج کی بات ہے۔ مہاراجہ دسرتھ نے اسی راج پاٹ کے لئے بڑی بڑی تپشیا کر کے آپ کا دیدار حاصل کیا جب حکمرانی کا موقع آیا تو ماتا کیکئی نے ہر ایک کی امیدیں ایک دم سے خاک میں ملا دیں اگر پتا جی دنیا میں ہوتے تب خیر آپ نہ لوٹتے مگر اب تو آپ کا بن باس اختیار کرنا گو ہم لوگوں کو

سرپرستی سے محروم رکھا ہے کہ تمام بنا کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ بھرت کے جانے سے سری رامچندر جی
کا سایۂ عاطفت نصیب ہوگا کون ہے جسے آپ کی فرمانروائی کی خواہش نہیں +
سری رامچندر جی ۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میرے بن باس اور پتا جی کی وفات سے تم کو
سخت تکلیف ہوئی اہل اجودھیا کو صدمۂ جانکاہ ہوا گو تم سب کی محبت قابل قدر ہے
مگر میرے خیال میں کچھ غلطی بھی ہے عقلمندوں کو فضول تردوات سے دور رہنا چاہئے صبر و
استقلال ہو تو سخت سے سخت مصیبت کچھ بھی معلوم نہیں ہوتی ۔ دیکھو دنیا میں جو
کچھ ہے وہ یا تو ایشور ہے یا جیو مگر ایشور زبردست اور جیو کمزور ایشور کو ہمیشہ آنند
رہتا ہے اور جیو کبھی سکھ بھوگتا ہے کبھی دکھ ۔ ایشور کا ہر جسم میں جلوہ رہتا ہے اور یہی
جیو کو نیک اور بد افعال کی جزا و سزا دیتا ہے جس طرح انسان جانور کے گلے میں پھندا
ڈال کر ادھر ادھر لئے پھرتا ہے اسی طرح اعمال انسانی قالب کو اپنی مرضی پر چلاتے ہیں چنانچہ
میرا بن باس بھی بے اصول نہیں پراربدھ بڑی زبردست ہے جس کو چاہے جس طرح نچائے
اسی پراربدھ نے تم کو بھی صدمۂ جگر خراش دے رکھا ہے تم بار بار کیکئی ماتا پر الزام
رکھتے ہو کیکئی ماتا کچھ ایشور نہیں وہ بھی پراربدھ سے بے بس تھیں اس لئے جو کچھ ہوا
وہ سمجھو کہ شدنی تھا کسی کا کچھ قصور نہیں ایشور کی مرضی ہی یوں تھی شاستر کا اصول
ہے کہ بلندی جانے والا کبھی نہ کبھی ضرور نیچے گرتا ہے تم راج کے عوض بن باس ہی سے
اداس ہو ایک روز تم دیکھو گے کہ جس چھوٹے کو ماں باپ نے بڑی محبت سے پالا ۔ آج جس کی
طاقتوں پر تم ناز کرتے ہو وہ آناً فاناً میں مٹی ہو جائیگا تم نے پکے پکائے پھل درخت سے
گر کر چور چور ہوتے دیکھے ہونگے یہی حالت کسی نہ کسی روز اس جسم کی بھی ہو جاتی ہے
جس کا لوہا فولاد بھی مانتا ہے اور جسے اپنے زعم میں سمن کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی دیکھو تمام
ذیروحوں کی ترکیب جسمانی بالکل یکساں ہوتی ہے وہی گوشت و پوست وہی خون و استخوان
حالانکہ ذرا بھی فرق نہیں مگر سب پر فوق انسان ہی کو حاصل ہوتا ہے انسانی قالب تمام
ذیروحوں کے قالب جسمانی پر فائق ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے بڑی قسمت چاہئے ۔
حالانکہ اس قالب کی حفاظت کے لئے انسان سب کچھ کوشش کرتا ہے مگر ٹوٹا پھوٹا مکان تو
مرمت سے ہی برپا ہو جاتا ہے لیکن اسے قیام نہیں دنیا میں جتنے عزیز و اقارب ہیں سب
اسی وقت تک ساتھ دیتے ہیں جب تک سانس آتی جاتی ہے ۔ ادھر دم نکلا ادھر سب

بیگانے بیگانے ہو گئے۔ کوئی دم بھر مکان میں رکھنے کا روادار نہیں ہوتا۔ سب سمجھتے ہیں کہ دن رات گزرنا ختم زندگی ہے جو وقت گیا پھر پلٹ کر نہیں آتا گنگا کے پانی کی طرح اِدھر آیا اُدھر بہ گیا اسی طرح جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا جب تک سورج ہے تب تک دن رہتا ہے جہاں سورج غروب ہوا رات ہو گئی اسی طرح جب تک اعمال کے موافق آواگون کا سلسلہ جاری ہے تب تک کبھی خوشی کا دن رہیگا اور کبھی غم کی مصیبت یا کبھی کوئی پیکر خاکی اور کبھی کوئی قالب عنصری۔ گرمی کے موسم میں پانی سوکھنا شروع ہوتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے اسی طرح جوانی کے ایام گزرتے گزرتے آخر وقت آ جاتا ہے جس کا آج ہم ماتم کر رہے ہیں سو تم اس وقت پتا جی کو رو رہے ہو آج تک تیرے بزرگ نہ جانے کس کس کو رو چکے۔ اور اب ہم سب کی باری ہے۔ ایک روز ہم تم بھی خاک پر سو رہے ہونگے اور لوگوں کو یہی صدمہ ہوگا جو اس وقت مجھے اور تمہیں ہے باپ ماں کہاں۔ بہن عورت سب زندگی بھر کے ساتھی ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی کسی کا شریک حال نہیں نہ وطن ہی رفاقت کرتا ہے نہ زر نہ پیسہ موت کہیں پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ہر وقت ساتھ رہتی ہے۔ جس وقت موقع ملا پنجرے کا پنچھی اُڑا لے گئی۔ اگر موت سے نجات درکار ہو تو انسان کا فرض ہے۔ کہ ایشور کی یاد میں محو ہو کر جیو کو آتما اور پرماتما سے وصل کرے۔ جب تک موکش حاصل نہ ہو گی تب تک نہ زندگی سے مفر ہوگا نہ موت سے اہل دنیا پردہ میں سوار ہے کہ بس کچھ کہا نہیں جاتا۔ سلطنت میری گھر بار میرا۔ بچے میرے جورو میری۔ میری میری تو سب کہتے ہیں مگر یہاں کوئی چیز کسی کی نہیں۔ ایشور کا مال ہے جسکو چاہے دے جس سے چاہے چھینے۔ اہل زمانہ کی بیوقوفی کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔ رات کے بعد سورج طلوع ہوا تو خوش ہو گئے کہ دن آیا۔ آنکھوں کو روشنی حاصل ہوئی۔ مگر کسی کو یہ خیال نہیں کہ اتنی عمر گھٹ گئی۔ ایک دن ہی پر منحصر نہیں دن کے وقت رات کا خیال ہے۔ گرمی میں سردی کی آرزو۔ برسات میں بسنت کی خواہش۔ اسی طرح عمر گزر جاتی ہے اور لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا دن کے بعد رات کی اور رات کے بعد دن کی آرزو میں زندگی گنوا بیٹھتے ہیں۔ بھرت جی تم ہوشمند ہو دانش پسند ہو۔ دنیا کی فضولیات میں نہ پڑو۔ پتا جی تمہیں راج دیا ہے۔ آئی ہوئی دولت کو گنوانا بھی حماقت ہے۔ میں ہرگز ہرگز واپس نہ جاؤنگا لوگ مرنیوالے کو نہیں روتے بلکہ اُن کو اُس دن کا خیال ہے جب انہیں بھی دنیا چھوڑنا پڑیگی۔ جو

آنسو نکلتا ہے وہ مرنے والے سے کہتا ہے کہ تم (ﷺ) ہم کبھی پیچھے سے آتے ہیں - بھلا آج ہمارے دادے پردادے کہاں ہیں بزرگوں کے بزرگوں کا پتہ و نشان کیا ہے کچھ بھی نہیں جب یہ ہے تو پھر کسی کا سوچ کیا - میں تو ایشور کی کرپا سے زندہ بیٹھا ہوں پھر زندہ کے لئے افسوس کرنا کیا معنے - سوچ کی چیز اگر کوئی ہے تو ثواب نیکی ناموری - ان کے لئے آنسو بہائے تب تو انسان عقلمند ہے ورنہ بیوقوف - ہمارے پتا جی مر گئے مضر غم ہے مگر وہ نام کو زندہ کر گئے جس چھوڑ گئے - پھر زیادہ رنج و فکر کی کیا بات انسان کا فرض ہے کہ رنج و راحت کو ہمیشہ یکساں سمجھے - پس اب تم دنیاوی خیالات کو ترک کر کے راج پاٹ سے غم غلط کرو - رعایا پریشان ہے اس کی اشک شوئی تمہارے بغیر کوئی نہیں کر سکتا - میں اب واپس نہیں جا سکتا - ماتا اور پتا نے مجھے یہ چولا عطا کیا - ان کے احسانات سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا ایسے والدین کے حکم کی تعمیل میں نقص واقع ہوا تو میری زندگی پر لعنت ہے - پتا جی کے دھرم کو دیکھو کہ مجھ جیسے اور تم ایسے بیٹوں کو چھوڑ دیا - اپنی جان دیدی اور دھرم سے رو گردان نہ ہوئے - ایسے دھرماتما باپ کی اولاد ہو کر اگر میں بات پر قائم نہ رہوں - تو ننگ خاندان کہلانے کے سوا اور کیا فائدہ میسر ہو سکتا ہے تم بھی دھرماتما باپ کی اولاد ہو اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ میری طرح پتا کے حکم کو ہزار جان سے مانو - گلزار سلطنت کو آبیاری فیض سے سرسبز و شاداب کرو ÷

سرگ ۱۰۶

سری رامچندر جی کی خدمت میں بھرت جی کی گزارش حال

بھرت جی مؤدبانہ لہجے میں سخن پرداز ہوئے - کہ

آپ کا فرمانا بہت درست مگر سوچئے تو آپ کے سوا کسے کام - کرودھ - لوبھ مد و خواہشات نفسانی غصہ لالچ غرور) کو مغلوب رکھنے کی طاقت ہے تمام رشی متفق ہیں کہ صرف آپ کی تقلید اور پیروی کرنے سے آدمی دیوتا ہو سکتا ہے - آپ نے فرمایا کہ دکھ سکھ زندگی کا رنج بہیکار ہے - مگر یہ تو فرمایئے کہ کوئی آپ کی سی عقل

صاحب کہاں سے لائے۔ اگر آپ کی سی عقل اوروں میں بھی ہوتی تو دنیا کا انتظام نہ چلتا
سب لوگ مہاتما ہی مہاتما ہوتے۔ نرک بیکنٹھ جزا و سزا رنج و راحت کا جھنجھٹ ہی نہ
رہتا۔ آپ اپنے کو کچھ نہ سمجھیں۔ دُور اندیش لوگ تو جانتے ہیں کہ آپ کون ہیں بید شاستر
نے کس کے دھرم وغیرہ کی تعریف میں رطب اللسانی کی ہے۔ نراکار۔ نربکار۔ آدھار
سروبیاپک کا خطاب ہے آپ کا قول ہے کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ زندگی و موت
کوئی چیز نہیں۔ جب یہ ہے تو آپ پتا جی کا واقعہ دلخراش سنکر کیوں رو پڑے۔
جب آپ ہی کو دنیا کی اُلفت سے لگاؤ ہے تو دوسرے کیونکر صدمات کو ضبط کر
سکتے ہیں۔ میں مکان پر نہ تھا۔ اگر ناننہال سے وقت پر آگیا ہوتا تو ماتا کیکئی کبھی
ادھرم کرنے کا موقع اور پتا جی کو دھرم کی زنجیر میں جکڑنے نہ پاتیں۔ اس وقت
میرے دل کی کیفیت دگرگوں ہے دل یہی چاہتا ہے کہ گلے پر تلوار پھیر دوں۔ بلا
سے دھرم ہو یا ادھرم۔ مگر پھر بھی دھرم ہاتھ روکتا ہے آپ کی ناراضگی کا بھی خوف
ہے مجبور ہوں پتا جی کا بڑھاپا تھا۔ بڑھاپے میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔ اس
عمر میں بات کا اعتبار کیا۔ خصوصاً جب ایسی مت ماری گئی کہ انسان دھرم کے
وقت کام کے قابو میں ہو جائے۔ نیک و بد نہ سمجھے ماں باپ کے حکم کی تعمیل ہر فرد
بشر پر ضرور فرض ہے۔ مگر جن کی عقل خبط ہو ایسے والدین کی بات پر عمل کرنا
کبھی جائز نہیں۔ حکم وہی ماننا چاہئے جو خوشی کی حالت میں ہو۔ پس کیکئی جی کے دباؤ
سے جو حکم مجبوراً دیا گیا اس کی پابندی کبھی پر لازم نہیں پتا جی کی کبھی خواہش نہ
تھی۔ کہ آپ صحرا نورد ہوں یہ نہ ہوتا تو وہ راج تلک کی تیاریاں کیوں کرتے۔
پس آپ شاستر کی ہدایت مانیں اور اس بات پر عمل فرماویں جو ان کے دل سے مد نظر تھی۔ اگر
آپ اس کے خلاف عمل درآمد کرینگے تو آپ کو پاپ ہوگا اور پتا جی کی روح عذاب
میں گرفتار ہوگی۔ آپ کو جب ماں باپ کی رضا جوئی اور نیک نامی کا اس قدر خیال
ہے تو ماتا کیکئی کی بدنامی کی طرف کیوں نظر نہیں۔ ہر شخص ماتا کیکئی کو بُرا کہہ رہا ہے
ہر زبان سے مذمت سن لیجئے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی ماتا کی روسیاہی دن
بدن بڑھتی ہی جائے۔ آپ کا فرض ہے کہ والدین کو نرک سے بچائیے۔ اُن کی پیشانی
سے کلنک مٹایئے۔ بیشک چھتری کا دھرم ہے کہ کام کرودھ وغیرہ دشمنوں کو جیت کر

ناموری کے جھنڈے گاڑے مگر یہ تو کہئے کہ آپ چھتری ہو کر فقیری کو کس اصول سے جائز
خیال فرماتے ہیں اور اہل زمانہ کی پرورش و حفاظت سے ہاتھ کھینچ کر بنوں میں مارے مارے
پھرتے ہیں۔ تپسیا کی غرض تو یہی ہے کہ سرگ ملے اور عمدہ سے عمدہ نعمتیں دستیاب
ہوں دیوتاؤں اور رشیوں کا درشن نصیب ہو۔ کیا یہ سب باتیں اجودھیا میں موجود
نہیں۔ سرگ میں یہاں سے زیادہ اور کیا رکھا ہوا ہے۔ سرگ کا حال کسے معلوم نہ
جانے ہے بھی مگر اجودھیا آنکھوں کے سامنے موجود ہے یہاں کی نعمتیں ہر جگہ
ڈھیر ملتی ہیں۔ شاستر بتاتا ہے کہ پہلے گرہست دھرم کی پابندی لازم ہے پھر برہمچریہ تیاگ
بان پرست۔ سنیاس وغیرہ کی۔ آپ کیوں زینے پر باقاعدہ نہیں چڑھتے اور بیچ میں سیڑھیاں چھوڑ
کر اوپر کی سیڑھی پر چڑھنا کون عقلمند جائز سمجھیگا۔ ہمارے بزرگ کے سب کے سب
بڑھاپے میں تارک الدنیا ہوتے ہیں۔ کوئی شروع جوانی سے گھر بار چھوڑ نہیں بیٹھتا
پس آپ کا بن باس وید شاستر کے بھی برخلاف ہے اور خاندانی رواج سے بھی ناروا
جتنے آشرم ہیں۔ سب پر شاستروں نے گرہست آشرم کو ترجیح دی ہے۔ دان پن
خیرات زکوٰۃ۔ مسافر پروری۔ مہمان نوازی۔ رشی پوجن۔ اور جگیہ وغیرہ ہزاروں
قسم کے نیک کام اسی آشرم کی بدولت ہوتے ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ اس
مقدس دھرم سے پہلوتہی فرما کر اہل زمانہ کی امیدوں پر خاک ڈالنا دھرم سمجھتے ہیں۔
اگر آپ کو کند مول پھل سے شوق ہے تو تخت سلطنت پر کیا یہ جنگلی چیزیں دستیاب
نہیں ہو سکتیں۔ یہاں رہنے سے اس حکم کی بھی تعمیل ممکن ہے کہ پتا کے بعد بڑا
بھائی چھوٹے بھائیوں کی پرورش و پرداخت کرے اب زیادہ سمع خراشی کرنا
داخل گستاخی سمجھتا ہوں۔ اس لئے درخواست ہے کہ اس مقدس چتر کو ٹ
پر آپ تاج سلطنت قبول فرمادیں۔ گرو وششٹ سومنت وزیر اور تمام ارکان دولت
و باشندگان اجودھیا موجود ہیں۔ آپ کو دشمنوں کی سرکوبی منظور ہو تو فوج کو ہمراہی کا
اشارہ ہو۔ جان نثار حاضر ہیں آپ نے تپسیا کو مقدس سمجھ رکھا ہے مگر ذرا دھیان
کیجئے جب تک انسان پتر رن۔ دیو رن۔ اور رشی رن سے سبکدوش نہ ہو جائے۔
تب تک تپسیا کا حکم ہی کہاں ہے پتر رن اولاد سے۔ رشی رن جگیہ سے اور دیو رن
برہمچریہ سے بے باق ہوتا ہے۔ آپ خود بتلائیے کہ آپ کو کس فرض سے نجات مل

چکی۔ یہ بھی غور کیجئے کہ آپ کی تخت نشینی کی آرزو میں کون کون خیرخواہ دست بدعا ہے اُنکے دل میں کیا کیا امیدیں تھیں۔ اس وقت آپ کی صحرانشینی سے سب کی حسرتوں کا خون ہو رہا ہے۔ آپ کو ذرا بھی حق دوستی کا خیال نہیں۔ صاف صاف لکھا ہے کہ بھگتوں پر مصیبتیں نازل ہونے سے آپ کو آرام نہیں ملتا۔ کبھی مچھ کچھ اوتار میں دافع مصائب ہوئے۔ کہیں بارہ اوتار کا جلوہ دکھا کر بھگتوں کی جان بچائی اس وقت کیا ہے کہ وہ نظر عنایت ہی نہیں محبت کے عوض دشمنی کا خیال جاگزیں ہے ۔

اس طرح کی بہت سی باتیں کہہ کر بھرت جی نے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور پریم کے آنسوؤں سے قدموں کی خاک دھونے لگے۔ مگر سری رامچندر جی نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹلتی ہیں۔ ایسی باتوں کا جواب دینا ہی کیا ۔

حاضرین اس خاموشی سے مایوس ہوئے۔ اُن کی آنکھیں آنسوؤں کا دریا بہانے لگیں۔ بعض استقلال اور دھرم کے قائل ہوئے۔ بعضوں کو خیال تھا کہ ابھی چپتے وقت دیکھیں کیا ہو ۔

سرگ ۱۰۷

سری رامچندر جی کی بھرت جی کو فہمائش

بھرت جی کی تقریر سے ان کی دلی محبت ٹپکتی تھی۔ ایک ایک آنسو بیقراری کی خبر دیتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچے کہ اگر میں کچھ جواب نہیں دیتا۔ تو لوگوں کو یقین ہو جائیگا۔ کہ بھرت جی کی تقریر لاجواب تھی۔ اب میرا زبان ہلانا ضروری ہے۔ چنانچہ گوہر افشانی فرمانے لگے۔ کہ

بھرت جی تمہارے پتا راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما تھے اور تم ماتا کیکئی ایسی عالی خاندان مہارانی کے بطن سے عالم وجود میں آئے۔ تمہارے عقل و فراست کا کیا کہنا تم نے جو کچھ کہا بہت درست اور واجبی ہے۔ مگر تم سے ایک ذکر کرتا ہوں جس کی تم کو اور گرو وششٹ کو ضرور خبر ہوگی۔ سنو:۔

جس وقت پتا جی اور ماتا کیکئی کی شادی کا معاملہ درپیش تھا۔ راجہ کیکے نے اس
شرط پر شادی منظور کی تھی کہ ماتا کیکئی کی اولاد وارث تخت و تاج ہو پتا جی سن
رسیدہ تھے۔ اولاد کی خواہش میں انہوں نے شرط منظور کی اور تین مرتبہ اقرار کر کے
ماتا کیکئی کو رانی اس کی زینت بنایا۔ اس وقت ان پر کوئی خواہش نفسانی غالب
نہ تھی۔ نہ کسی بات کا لالچ تھا۔ نہ یہ بات کوئی سسرال کے مذاق کی تھی۔ اس لئے
سمجھنے کی بات ہے کہ راج کا استحقاق مجھے نہیں بلکہ تمہیں ہے۔ کیونکہ جب میں بھی
دنیا میں نہ تھا۔ تب پتا جی زبان ہار چکے۔ اور تمہیں راج دے چکے ہیں۔ اس کو
بھی جانے دو۔ دیوتاؤں اور راکشسوں کی لڑائی کا حال کسے معلوم نہیں اس موقع
پر ماتا کیکئی ہی کا کام تھا۔ کہ انہوں نے پتا جی کی جان بچائی جس کے صلے میں پتا جی
نے ماتا کیکئی سے دو قول ہارے جب یہ صورت ہے تو تمہارے سوا دوسرے کو تخت
سلطنت پر قدم رکھنے کا حق یا منصب نہیں اگر یہ کہو کہ کیکئی ماتا کی ضد سے مجبور
ہو کر پتا جی نے ادھرم ہی کیا تب بھی شاستر مجھے ہدایت کرتا ہے کہ بیٹا وہی ہے
جو باپ کو ادھرم کی دلدل سے نکالے اور اس کا بیڑا پار کر دے میں ایک تو پتا جی
سے کہہ چکا ہوں کہ آپ کے قول پر عمل کرونگا دوسرے ماتا کیکئی کے سامنے بھی
رضاجوئی و فرمانبرداری کا تہیہ کیا ہے پھر کس طرح زبان پلٹوں۔ قول سے پھر کر
دنیا میں روسیاہی گوارا کروں۔ میرا قدم دھرم کی راہ سے کسی طرح ڈگمگا نہیں سکتا
میری ہدایت ہے کہ تم بھی اسی راہ میں ثابت قدم رہو تمہیں جتنی یہاں دیر ہوتی ہے
اسی قدر زیادہ ادھرم پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ پتا جی یہاں موجود نہیں مگر تمہارے
واپس نہ جانے سے ادھرم کی جو ترقی ہو رہی ہے اس سے اُن کی روح کو سرگ
میں بھی سخت صدمہ ہوگا۔ بیٹا وہی سعادتمند ہے جو باپ کو نرک سے نکال کر
سرگ میں پہنچائے۔ پنڈ دان اور ترپن سے اس کی روح کو عذاب سے چھڑائے
لائق بیٹے پتا کے نام پر باولی۔ باغ کنوئیں وغیرہ بنا کر روح کو ثواب پہنچاتے اور
دنیا میں اپنا اور بزرگوں کا نام روشن کرتے ہیں بیٹے کے لئے اس دھرم سے بڑھ
کر اور کوئی دھرم نہیں۔ چنانچہ مجھے اور تمہیں دونوں کو اُن کی بات رکھنا ہزار کاموں سے
زیادہ مقدم سمجھنا چاہئے۔ کہ تم اجودھیا میں بار سلطنت سر پر لو تمہاری خدمت کے لئے

سومترجی موجود ہیں۔ میں جنگلوں کا راج کرتا ہوں میری خدمت کے لئے تمہاری بھاوج جانکی جی اور تمہارے بھائی لکشمن جی ہمراہ رہینگے۔ تم کسی طرح کی فکر نہ کرو۔ مجھے یہاں تم سے زیادہ آرام رہیگا۔ میری سلطنت تمہاری حکومت سے بہت زیادہ وسیع ہے جنگل کے درخت چھتر کا کام دینگے۔ پہاڑ چٹانیں اندر آسن کو مات کرینگی۔ تم خود اجودھیا اور سُرگ کا مقابلہ کرتے ہو۔ پھر میرے عظیم الشان راج میں خلل ڈالنا تمہاری برادرانہ محبت کے خلاف ہے۔ اجودھیا میں تم رشیوں کی خدمت کرو۔ میں بن میں تم اہل زمانہ کی پرورش و نگہداشت کا بیڑا اٹھاؤ۔ میں صحرائیوں کی۔ دونو کا پلہ برابر ہے نہ ادھر زیادہ نہ ادھر کم ÷

سرگ ۱۰۸

سری رامچندرجی کے رد جواب کے واسطے جابالی پروہت کی منطق

راجہ دسرتھ کے پروہت جابالی جی بھی اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ سری رامچندر کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ بھرت جی کو معقول کئے دیتے ہیں تو بناوٹ سے تیوریاں چڑھالیں۔ ناک بھوں ٹیڑھی کرکے اپنا من گھڑت شاستر پڑھنے لگے بولے۔ کہ

واہ رامچندرجی آپ تو بڑے ہی عقلمند نکلے مگر بھرت جی کو بہلا لیجئے ہم لوگوں کے سامنے آپ کا شاستر طاق پر ہی رکھا رہیگا۔ آپ رشی کا بانا اختیار کئے ہوں اس بانے کی لاج رکھئے تو ساری آپ کی منطق گاؤ خورد ہو جائیگی۔ بھلا کہیں رشی بھی جھوٹ بولتے ہیں بھلا بتائیے تو دنیا میں کس کا کون ہے۔ باپ بیٹا۔ بھائی بہن۔ جورو۔ لڑکا کسے کہتے ہیں۔ ماں کے پیٹ سے آدمی ضرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ اکیلا دنیا میں آیا۔ اکیلا چل بسا۔ آپ کسی کو بتا دیجئے کہ وہ کیا آیا اور وہ کیا ساتھ گیا۔ نہ زندگی کوئی چیز ہے نہ موت۔ مسافر خانے میں مسافر آتے ہیں کچھ ٹھیرتے ہیں کچھ چلے جاتے ہیں۔ ماتا کی کوکھ بھی ایک مسافرخانہ ہے جس کو آنا ہوا آیا جس کو جانا ہوا چل دیا۔ سرائے سے کبھی مسافر نے الفت کی ہے نہ مسافر سے کوئی الفت کرتا ہے کہاوت ہے کہ "جوگی کس کے میت"! راہگیروں سے کس کو محبت۔ بھرت جی نے جو کچھ کہا بالکل ٹھیک کہا۔ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔ آپ فضول اِدھر اُدھر کی ہانکتے ہیں۔ بات

کو الجھاتے ہیں۔ اصل مطلب پر نہیں جتے۔ لوک بیوہار اور خاندانی رواج کو بھرت جی نے جس لیاقت سے ثابت کیا۔ آفرین۔ ان کا قول بہت درست ہے کہ جبر یا مجبوری سے جو کچھ بات کہی جائے۔ اس پر اعتبار کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ اہلِ فراست کا فرض ہے کہ دل کی بات ٹٹولیں اور ضمیر خالص کا منشاء اصلی سمجھیں۔ بعض وقت انسان حالت غیظ و غضب۔ عالم فکر و تردد میں حواس باختہ ہو کر کچھ کا کچھ کہہ دیتا ہے اُسے دانشمند لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں خیال میں بھی نہیں لاتے تمہاری اجودھیا کی آجکل وہی حالت ہے جس کا رونا بیوائیں روتی ہیں۔ راجہ دسرتھ کس اصول سے تمہارے پتا تھے۔ دنیا میں نہ کوئی کسی کا باپ ہوتا ہے نہ بیٹا۔ ہزار دفعہ بیٹا باپ ہوتا ہے اور باپ بیٹا۔ اسی طرح ہر عزیز اور رشتہ دار کا حال سمجھ لو پھر تمہیں راجہ دسرتھ کی ذراسی بات پر راج چھوڑنا اور لاکھوں باشندگان اجودھیا عزیز اقارب۔ فوج و لشکر کا دل دکھانا کبھی لازم نہیں اگر یہ خیال ہو کہ باپ کے نطفے اور ماں کے خون سے پیکر عنصری بنتا ہے پرورش پاتا ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں سلسلہ کائنات یوہیں چلا آتا ہے پھل پھولوں کے والدین درخت ہوتے ہیں بھلا کوئی پھل پھول بھی درخت کو ماں باپ کی عزت دیتا ہے۔ جانوروں کی بھی بجنسہ یہی حالت ہے کوئی پہچانتا بھی نہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا باپ۔ یہ ماں۔ یہ بہن آپ کی منطق ہی نرالی ہے۔ راجہ دسرتھ کو پتا پتا کہہ کر مفت راج کا ستیاناس مارتے اور ایک عالم کو دکھ دے رہے ہو۔ جس نے دولت پاکر جسم کو تکلیف دی اُن کو زندگی بھر چین نہیں وہ پرسی ہوئی تھالی پر لات مار کر ایشور کی ناشکری اور محسن کشی کرتے ہیں۔ شرادھ۔ پنڈدان۔ پترکرم کا بھی میں قائل نہیں۔ ایسی باتیں بھرت جی کے بہلانے کو کافی ہیں لیکن ہم ایسوں کو آپ بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ بھلا بیٹے پتروں کو بھی آپ نے کچھ کھاتے پیتے دیکھا ہے۔ دیکھا ہو تو کبھی مجھے بھی دکھا دیجئے میں تو یہی جانتا ہوں کہ جو کچھ پتروں کے نام سے کھانا پرساگیا الٹے ڈکار گئے۔ پتروں کو کچھ پہنچا ہو۔ تو آپ جانیں۔ پتر تو مر گئے۔ دنیا میں نہیں آپ یہاں کسی زندہ کے نام پر کسی شخص کو کھانا کھلا کر آزمایش کر لیجئے دیکھوں کس کا پیٹ بھرتا ہے جب زندگی میں کسی دوسرے آدمی کو دوسرے کے کھانے سے زبان تک کا ذائقہ نہیں ملتا تو

مردہ کو کھلانے سے کب سیری ممکن ہے میں تو جگیہ کو بھی اسی مد فضول میں شامل کرتا ہوں۔ اس تقریب میں بھی کبھی دیکھنے میں نہ آیا کہ اناج گھی دودھ دہی وغیرہ دیوتاؤں کے پیٹ میں پہنچا ہو مجھ کو معلوم ہے تو صرف یہ کہ برہمن سب چٹ کر گئے اور جگیہ کرنے والے کا روپیہ مفت مٹی میں مل گیا۔ میں تو ظاہری باتوں کا قائل ہوں جو نظر نہیں آتا اس کو مطلق نہیں مانتا اسی لئے آپ سے کہتا ہوں کہ اپنی منطق نہ رکھئے زیادہ باتیں نہ بنائیے۔ آنکھوں دیکھی باتوں پر عمل کیجئے۔ بھرت کو کھلا وہ نہ دیجئے۔ چپ چپاتے گھر چلئے اور راج کیجئے۔ بس اور کوئی غرض نہیں ؎

سرگ ۱۰۹

جابالی کی گفتگو پر سری رامچندر جی کی برہمی و چشم نمائی

جابالی کی بے تکی ہانک پر سری رامچندر جی کو سخت طیش آیا عالم غضب میں بولے آپ پروہت ہیں تو کیا ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ آپ کو عقل چھو نہیں گئی شاستر سے آپ بالکل کورے ہیں مجھے تعجب ہے کہ آپ کو بتا جی نے کیا سمجھ کر بیاس کی پدوی دے دی آپ پرتکش یعنی ظاہری باتوں کے قائل ہیں بہت مناسب ہے آپ کا مذہب ناستک ہے مجھے خوشی ہے کہ آپ ذیروحوں کی دلآزاری سے متنفر ہیں مگر ذرا یہ تو بتائیے کہ پانی کے ساتھ کتنے کیڑے آپ ہر روز ہضم کر کے خونریزیاں کرتے ہیں دیوتاؤں اور پتروں کو آپ نے کھاتے نہیں دیکھا ٹھیک اور بہت ہی ٹھیک مگر مہربانی کر کے بتائیے کہ آپ نے کبھی اس کو بھی دیکھا جس نے آپ کو آنکھ۔ کان۔ ناک وغیرہ دئے گلشن کائنات میں مختلف رنگ آمیزیاں کیں آپ کو نور دیا ماہتاب کو روشنی بخشی وغیرہ وغیرہ عاقلاں را اشارہ کافی است۔ جب آپ نے ایشور کو نہیں دیکھا تو یقین ہے کہ آپ اس ذات مقدس کے وجود کے بھی قائل نہ ہونگے۔ پنڈوں کا پتروں کو نہ پہنچنا بھی عجب ہی خیال ہے سنئے ایک واقعہ سناتا ہوں۔

سوروداس برہمن کا فرزند ایک جگہ تپسیا پر جٹ گیا ہمت بندھی ہوئی تھی تپ مقبول ہوا برہما خود تشریف لائے اور پوچھا "کیا خواہش کیا آرزو ہے"

برہمن۔ جو مانگوں جی دیجئے تو عرض کروں۔ یوں بات کھونا منظور نہیں +

برہما۔ جو تقدیر میں ہوگا ضرور دونگا +

برہمن۔ جب یہ ہے تو آپ کا احسان۔ آپ سے درخواست کرنے کی ضرورت جو قسمت میں ہوگا وہ ہر طرح مل رہیگا۔

برہما۔ میں قسمت سے زیادہ تو نہیں دے سکتا ہاں اتنا کر سکتا ہوں۔ جو زندگی بھر کے لئے وقف ہے وہ ایک مرتبہ دیدوں +

برہمن۔ مجھے یک لخت مانگنے کی ضرورت نہیں آپ حسب ضرورت دیا کریں بس برہما جی۔ اچھا جو مرضی کہہ کر نظر سے غائب ہوگئے اور برہما جی کے یہاں سے جو رسد روز آنے لگی جب سرمایہ قسمت میں سے صرف پانچ روپے باقی رہ گئے تو برہما جی نے وہ بھی ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اور کہا لو حساب سے باقی +

برہمن نے روپے لے لئے اور اُسی وقت دان کرکے ہاتھ جھاڑ دیا اس دان کی برکت اتنا اثر دکھا گئی کہ فوراً برہمن کو آدھا اندر آسن مل گیا اور اس رنگ سے تمام دیوتا اور راجہ اندر گھبرا اُٹھے +

اندر کو غصہ آیا اُسی وقت اندر آسن سے دھکیل دیا۔ برہمن گرا تو زمین پر چیت اتنے ہی میں برہم لوک والوں نے شور و غل مچایا کہ یہ ادھرم کیسا دان کی فضیلت اندر نے مٹا دی۔ برہما جی کو برہمن کے دان کا خیال آیا اور انہوں نے اُسے برہم لوک میں جگہ عطا فرمائی +

یہ ذکر سنا کر سری راجچندر جی نے فرمایا کہ جابالی جی دیکھئے۔ ان کی برکت سے برہمن نے دان تو نہ جانے کس کو دیا تھا مگر اُس کے ثواب کو دیکھئے کہ برہم لوک میں جگہ مل گئی یہ تو شاستروں کی بات ہے اب ذرا دنیاوی باتوں پر نظر ڈالئے دلدار اور پاپی لوگوں کی عزت اہل دنیا کبھی نہیں کرتے وجہ یہ کہ ان کے قول و فعل وید شاستر کے خلاف ہوتے ہیں انہیں کے مقابلہ میں ان اشخاص کی خاص عزت کی جاتی ہے۔ جن کے طریقے عمدہ اور صاف نیک ہوتے ہیں۔ بداعمالیوں کی بدولت بعیوں کی پاداش میں بدنامی کا دھبہ نصیب ہوتا ہے نیک افعالیوں کو نیک اعمالیوں کے سبب سے عزت و مغفرت حاصل ہوتی ہے کسی چیز کو گرم پانی میں بھی چھوڑ دو تو دیکھتے ہی یک لخت زرا سی بھی پھپ

جانا ذرخت کو لاکھ رات دن سینچو مگر وقت مقررہ ہی پر پھلتا ہے یہی حالت نیک کرموں کی ہے ان کا پھل دوسرے جنموں میں ملتا ہے آپ اپنے ہی کو دیکھئے پتا جی کے یہاں اس مرتبہ اعلےٰ کو پہنچے ہوئے ہیں تمام نعمتیں ہر وقت موجود پھل و میٹھے کی کمی نہیں عمدہ عمدہ لباس ڈھیر ماس کا سبب جانتے ہو کہ کیا ہے فقط وہی اگلے جنم کا پن پرتاپ ورنہ آپ نے پتا جی کو اپنے کھیتے نہ سونپ دئے تھے کہ اس میں سے نکال کر آپ کو زر و جواہر سے لادتے رہیں ؎

مجھے حیرت ہے کہ جب آپکی عقل و فراست کا یہ حال ہے تو آپکے مشورے سے اتنے دنوں کیونکر راج کا کاروبار چلا۔ ایسے مشیروں کی رائے سے تو سلطنت کی مٹی برباد ہو جانا چاہئے۔ ایسے بیہودہ اور مہمل ایدیش سے اگر انسان کا ستیاناس نہ ہو تو سمجھ لیجئے کہ دن رات ہو گیا اور رات دن جابالی جی سوچئے۔ باپ ایک ہوتا ہے اور بیٹے کئی آپ بتا سکتے ہیں کہ سب بیٹوں کو کبھی برابر کا راج حاصل ہوا ہے سب کی زندگی کے سکھ دکھ اور زندگی و موت کے حالات یکساں ہی ہوتے ہیں امیری وغریبی میں کوئی کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ میں تو جانتا ہوں کہ اگر ایک بیٹا امیر ہے تو ایک مفلس ایک عالم ہے تو ایک جاہل ایک دھرماتما ہے تو دوسرا ادھرمی۔ یہ فرق صرف اگلے جنموں کے پھل سے ہوتا ہے۔ اس میں باپ کے دھرم کرم اور ایک ہی خون کی تاثیر سے کچھ رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ جابالی جی آپ شاستر گھر والے ہیں رکھئے یہاں نہ جھوٹ بولنے کی عادت ہے نہ جھوٹ بات سننے سے رغبت ہے جو کچھ کہہ چکا کہہ چکا۔ جو کر چکا کر چکا۔ نہ زبان پلٹنے والی ہے نہ قدم راہ راست سے ڈگمگانے والے مجھے راج پاٹ کی تمنا نہیں یہ لالچ اور کسی کو دیجئے میں بہت سے لالچیوں خود غرضوں اور ادھرمیوں کے حالات سے واقف ہوں جو آپ سے زیادہ راجاؤں کو اپنی ظاہری محبت کے جال میں پھنسائے اور خوشامدانہ باتوں کے پھندے میں گرفتار رکھتے ہیں۔ مگر یہاں ایسے لوگوں کو دور ہی سے پرنام ہے۔ بھرت جی نے بھی ایک یہ دلیل پیش کی تھی کہ راج کے پہلے کسی بزرگ نے تپسیا نہیں کی۔ مگر میں راجہ ماندھاتا کا نام نظیراً پیش کرتا ہوں انہوں نے تپ کے بعد راج کیا ہے ؎

راج کے دلوں میں مردم آزاری و خونریزی سے سامنا رہتا ہے جھوٹ کے بغیر کبھی کام
نہیں چلتا اس لئے۔ میں تپسیا کو راج سے مقدم سمجھتا ہوں اگر تپسیا پوری ہو گئی۔
تو راج ملنا کیا محال ہے تخت سلطنت خود دوڑ کر قدم چوم لیگا۔ جابالی جی آپ کا یہ
خیال بھی کہ جگیہ کا حصہ دیوتاؤں تک نہیں پہنچتا غلط در غلط ہے کیوں صاحب ہوا
اور آگ۔ سورج اور چاند کچھ دیوتاؤں کو پہنچاتے ہیں یا نہیں کسی ملک کو فرض
کر لیجئے زمین ایک خاک آب و ہوا کی تاثیر ایک مگر کھیتوں کی پیداوار یکساں نہیں
ہوتی۔ کوئی کھیت غلہ سے پٹ جاتا ہے کسی میں ناج پیدا ہوتا ہے تو بہت کم اس کا
سبب یہ ہے کہ جگیہ نہ ہونے سے دیوتا لوگ اپنا اپنا حصہ انہیں کھیتوں سے لے لیتے
ہیں ورنہ ایک ہی جگہ زراعت میں کمی و بیشی کیا معنی۔ جگیہ کی فضیلت کا کیا بیان ہوا
ایک سو جگیہ کر لینے سے اندر جی کی پدوی حاصل کر لینا ہر انسان کے اختیار میں ہے
بشرطیکہ ہمت باندھ لے جن کو ہم لوگ سیارے سمجھتے ہیں وہ دیوتا ہیں۔ مگر کس کی نظر
میں جس کی عقل کی آنکھوں پر پٹی نہیں بندھی ہے اے جابالی جی مجھے تمہاری گفتگو
سخت ناگوار معلوم ہوئی تمہیں ایسے براہمن آستک اور ناستک دونوں دھرموں کی
مٹی پلید کرتے ہیں مجھے پہلے پتاجی کی ذات سے حیرت تھی کہ وہ عقلمند ہو کر کیا کر
بیٹھے آج یقین ہوا کہ یہ سب کارستانی آپ ہی کی ذات شریف تھی جو لوگ ٹھیک
اُپدیش نہیں کرتے واجبی ہدایتیں نہیں دیتے ان کو سرگ میں جگہ نہیں ملتی آپ بھی اپنے
خیالات سے یقین رکھیں کہ سرگ میں آپ کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں پتا جی آپ
آپ کی ہی زبان سے کتھائیں سنا کرتے تھے ضرور آپ نے کوئی ایسا منتر کان
میں پھونک دیا۔ کہ اُن کی عقل جاتی رہی۔ کچھ آپ پر ہی منحصر نہیں آپ ایسا ناستک
براہمن جس راج یا جس گھرانے میں ہوگا۔ میں اس کی تباہی و بربادی کے واسطے
بلند آواز سے پیشین گوئی کرتا ہوں۔ ذرا بھی فرق ہو تو میں روسیاہ آپ ایسا
ناستک گردن زدنی ہے معلوم نہیں کہ آپ پتا جی کی تیغ غضب سے کیونکر بچ رہے
خیر گئی گزری باتوں کا ذکر کیا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کے اگلے
دن لد گئے اگر بھرت جی آپ کی عزت و منزلت کرینگے شریک صحبت رکھینگے۔ تو
راج ضرور نشٹ ہو جائیگا۔ آج سے آپ کی چڑیا بھی بارگاہ ندارد۔ اتر اشتخہ مردک

نام۔ سری رامچندر جی کی غضب آلود تقریر سن کر جابالی کی روح فنا ہوگئی سارا جسم
تھر تھر کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر بولے ۔

ان داتا میں ناستک نہیں۔ ایشور گواہ ہے کہ یہ گفتگو بدنیتی سے نہ تھی۔ آپ
بھرت جی کی درخواست سنی ان سنی کئے دیتے تھے۔ اس لئے میں نے آپ کو واپس
لے چلنے کے واسطے تقریر کا یہ پہلو اختیار کیا آپ ادھرم خیال فرماتے ہیں تو
میں معافی مانگتا ہوں۔ میری غرض اصلی یہ تھی کہ کسی طرح آپ کا قلب پھیریں اگر ادھرم
کا ذرا بھی خیال ہو تو روسیاہ ۔

سرگ ۱۱۰

بششٹ جی کی جابالی پروہت سے تقریر

بششٹ جی سری رامچندر جی کی طرز گفتگو سے جوش غضب تاڑ گئے لہذا انہوں
نے بڑی عاجزی سے کہا کہ

سری رامچندر جی! آپ ناراض نہ ہوں۔ جابالی ناستک نہیں انہوں نے صرف
بناوٹ سے یہ باتیں گھڑی ہیں ان کا خیال تھا کہ شاید آپ اسی رنگ سخن سے اپنے
خیالات پلٹ سکینگے۔ جو کسی مصیبت یا رنج و تکلیف میں ہو اول جلول بک جائے
اس بات کا عقلمند برا نہیں مانتے آپ اب تکلیف نہ کریں میں جابالی جی کو سمجھائے
دیتا ہوں وہ رمز کیا ہے ۔

یہ فرما کر بششٹ جی جابالی سے مخاطب ہوئے کہ سنو دنیا کیا ہے اس کی اصلیت
کیا اور رگھو بنس میں کون کون دھرماتما گزرے ۔

دنیا میں پہلے جل مئی کے سوا اور کچھ نہ تھا ایشور نے اپنی ناف سے برن اور برہما
کو پیدا کیا تو برہما سے دیوتا وغیرہ ظہور میں آئے۔ پہلے زمین کا نام و نشان نہ تھا۔
جب ایشور کی قدرت کاملہ سے زمین ہموار ہوئی تو پرماتما نے کچھ روپ کا جلوہ دکھا کر
کرہ زمین کا بار عظیم پشت اقدس پر اٹھا لیا۔ اور اب سلسلہ آفرینش شروع ہوا جسکی
تفصیل یہ ہے ۔

برہما سے　　مریچ　　مریچ سے کشیپ

کشیپ سے　　سورج　　سورج سے منو

منو سے　　بیوست　　بیوست سے اکشواکو بانی اجودھیا

اکشواکو سے　　کوکشی　　کوکشی سے بانڈا۔

بانڈا سے　　اتریند　　(ان کے عہد سلطنت میں کبھی گرانی نہ ہوئی)

اتریند سے　　پرتھو　　(چھتر انہیں نے ایجاد کیا اور نسل و قوم اسی وجہ سے چھتری کہلائی)

پرتھو سے　　ترسنکو　　(یہ وہی راجہ تھے جو بشسٹ جی کے فرزند کی بددعا سے چنڈال ہو گئے تھے۔ اور زندگی کی حالت میں سرگ پہنچکر وہاں سے دھکیل دیئے گئے تھے)

ترسنکو سے دھندماں

دھندماں سے ماندھاتا (جو بچپن ہی میں تپسیا کے لئے صحرا نشین ہو گئے تھے)

چونکہ اس خاندان میں فرزند اکبر ہی کو تاج و تخت کا استحقاق حاصل ہے انہوں نے بڑے بیٹے بھرت کو جانشین کیا۔ ماندھاتا کا ایک فرزند سوسندھ بھی تھا جو راج کے سکھ چھوڑ کر جنگل میں گوشہ گزیں ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے (۱) دھرو سندھ (۲) پرسین جیت پرسین جیت کے بیٹے کا نام بھی بھرت ہوا۔ یہ بڑا بہادر اور شیر دل راجکمار تھا لڑائی میں اسکی کوئی تاب نہ لے سکتا تھا۔ اس کی ہمتیں شیروں کا پتہ پھاڑتی تھیں اس کے بیٹے کا نام است تھا۔ اس کے دھرم کی ایک زمانہ میں دھوم ہے مگر کسی وجہ سے اس کے مخالفوں نے اس پر چڑھائی کر دی یہ اس وقت کمزور تھا لہذا راج پاٹ چھوڑ کر بن کی طرف چل دیا اور وہاں تپسیا شروع کر دی تھوڑے دنوں کے بعد تپسیا سپھل ہوئی تپو بل سے سارے دشمن نکال باہر کئے راجہ است کی دو رانیوں میں ایک کو جیون رشی نے بیٹے کا بردان دیا۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو دوسری رانی نے سوتیا ڈاہ سے زہر دید یا زہر نے کلیجے میں کاٹ کرنا شروع کیا تو وہ رانی جیون رشی کے پاس دوڑ گئی۔ رشی نے کہا کچھ پروا نہیں ایشور کی مایا دیکھو۔ تب سند جیت بیٹا ایسا طاقتور پیدا ہوا جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔ میعاد مقررہ کے بعد راجہ سگر کی ولادت ہوئی۔ جنہوں نے اپنے فرزند کلاں اسمنجس کو بداعمالیوں کی پاداش میں ملک بدر کیا اسی اسمنجس کے فرزند انشمان ہوئے جنہوں

نے تخت سلطنت پایا اور پھر سلسلہ حسب و نسب یوں جاری ہؤا ۔

دلیپ	فرزند انشومان
بھاگیرتھ	فرزند دلیپ یہی الکاش سے گنگا جی ولائے انہیں کے نام سے گنگا جی کو بھاگیرتی کا خطاب حاصل ہؤا
ککوستھ	فرزند بھاگیرتھ
کلماکھ	فرزند ککوستھ
سنکھسن	فرزند کلماکھ دیوتوں کی لڑائی میں دیتوں پر فتحیاب ہوئے
سودرشن	فرزند سنکھسن
اگن برن	فرزند سدرشن
سیگھر	" اگن برن
پرسوسات	" سیگھر
امبریک	" پرسوسات
نہک	" امبریک اجودھیا کے خاکی سے اندر بیٹھ گئے تھے اور پھر واپس آگئے
نابھاگ	" نہک
ججاتی	" نابھاگ
اج	" ججاتی
دسرتھ	" اج

جتنے نام میں نے گنائے سب وہ بزرگ تھے جنہوں نے دھرم کی ہمیشہ پابندی کی ۔ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے سری رامچندر جی اور بھرت جی کو بھی انہیں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ دھرم کا خیال ہے اس وقت راج کا معاملہ در پیش ہے اس لئے میں تمام سورج بنس کے رواج پر غور کرتا ہوں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت کا استحقاق بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹے کو حاصل نہیں میری عقل تو یہی کہتی ہے کہ اب اختیار رامچندر جی کو ہے نشیب و فراز سوچ کر جو مصلحت سمجھیں وہ کریں اس سے زیادہ میری عقل میں رسائی کہاں ۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ راج پاٹ سے منہ نہ موڑنا چاہئے ۔

بششٹ جی کے الفاظ کچھ تھے مطلب کچھ جس کا لب لباب سمجھنا چاہئے کہ ان کو سری رامچندر جی کی مرضی سے سروکار تھا وہ جانتے تھے کہ کیا ہونی ہے ان کو اطلاع تھی کہ بن باس کا عہد کیا ہے ۔ وہ واقف تھے کہ جب تک سری رامچندر جی بن میں نہ رہینگے ۔ راچھسوں کی جڑ نہ کٹیگی ۔

سرگ ۱۱۱

بششٹ جی کا اپدیش۔ بھرت کا تنبیہ۔ سری رامچندر جی کی فہمائش

سری بششٹ جی نے اب پہلو کا دوسرا رُخ بدلا وہ بولے۔
سری رامچندر جی اگرو تین قسم کے ہوتے ہیں ایک ودیا پڑھانے والا۔ دوسرا پتا۔
تیسرا ماتا ÷
ان میں ودیا گرو اور ماتا کا درجہ سب سے افضل ہے اس کا سبب مخفی نہیں۔ باپ صرف
ایک مرتبہ قالب عنصری عطا کر دیتا ہے مگر ماں ۹-۱۰ مہینے حمل کی تکلیف رو زہ
کی مصیبت پرورش کی زحمتیں اُٹھا کر بیٹے کو قابل اور لائق بناتی ہے ودیا گرو کو اس لئے فضیلت ہے
کہ اس کی تعلیم و تربیت حیوان کو انسان اور انسان کو دیوتا بنا دیتی ہے جیسا لائق گرو
ہوگا ویسی ہی اعلےٰ لیاقتیں شاگرد میں موجود ہو جائینگی ÷
میری تقریر کا نفس مطلب یہ ہے کہ آپ کے پتا جی بیشک واجب التعظیم تھے اور ہمیشہ رہینگے مگر
مجھے اور کوشلیا جی کو قدرتی اعزاز حاصل ہے اس کو مدنظر رکھ کر آپ میری اور اپنی ماتا کوشلیا کی
منشا سے خاطر کو مقدم سمجھیں ÷
سری رامچندر جی۔ آپ کا فرمانا بہت صحیح میرا منہ نہیں کہ آپ کی بات ڈال سکوں
مگر اس قدر زبان کھولنے کی جرأت کرنے میں مضائقہ نہیں سمجھتا کہ بیٹا کبھی
ماں باپ کے حقوق سے سبکدوش نہیں ہو سکتا نہ اس کی مجال ہے کہ سرتابی
یا عدول حکمی کر سکے ماتا اور پتا بیٹے کی پرورش میں نہ دن کو دن نہ رات کو رات سمجھتے
ہیں کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا حرام ہوتا ہے۔ بیٹا جوان کیا بڈھا بھی ہو جائے
تب بھی ماں باپ کو اسکے آرام و آسائش کے مقابلے میں رنج و راحت کی فکر اور پروا
نہیں ہوتی۔ ایسے والدین کی فرمانبرداری میں ذرا بھی دریغ کرے تو بیٹے کی زندگی
پر تین حرف اس کا جنم فضول اگر وہ پیٹ ہی میں مرجاتا تو بہتر تھا ماں کے حمل کو
بدنام کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بھرت جی اس تقریر سے سمجھ گئے کہ نقشی
مراد کرسی پر نہ بیٹھیگا ÷
سری رامچندر جی نے جب بششٹ جی کی زبان بند کر دی تو اب کون امید ہے

پس انہوں نے سومنتر سے کہا۔

اٹھو۔ کش لا کر بچھاؤ جب تک سری رامچندر جی راضی نہ ہونگے۔ اسی کش آسن پر زندگی کے دن گزاروں گا۔ دھرم شاستر تو کاشی کو مکتی کی جگہ بتاتا ہے مگر میں چترکوٹ میں زندگی کے عذابوں سے چھوٹنے کا تہیہ کرتا ہوں ۔

بھرت جی کے چہرے پر اس وقت جوش غضب کے ساتھ مایوسانہ حالت کی ترقی سے آثار رنج پیدا تھے۔ سومنتر دل میں ڈرا کہ کہیں کش آسن بچھانے سے کوئی اور گل نہ کھل جائے اور پھر یہ مثل صادق ہو جائے ۔

آدھی چھوڑ ساری کو دھائے ایسا ڈوبے تھاہ نہ پائے

بھرت جی بات کے دھنی ہیں چترکوٹ پر ہی رک جائیں تو اجودھیا اور بھی سنسان ہو جائے اس لئے وہ تعمیل ارشاد سے جھجکا۔ مگر بھرت جی کب رکنے والے تھے وہ خود اٹھے کش لائے آسن بچھائے اور جم بیٹھے سب بولے کہ بس اب بھرت جی سے کبھی نہ دھو لو۔ بھرت جی نے یہیں دھونی رمانے کی ٹھان لی ۔

سری رامچندر جی۔ بھیا تم کیوں کی ہی ضد کیسی۔ آخر میرا کچھ قصور تو بتلاؤ ۔ ایسی بیجا ہٹ تم چھتری ہو راجہ ہو تمہیں برہمنوں کے سے استھان سے مطلب۔ اٹھو کہنا مانو۔ اجودھیا میں جاؤ اور شوق سے راج کرو۔ تمہارا دھرم یہی ہے۔

بھرت۔ ہائے میں کس کے آگے سر دے ماروں اتنی صورتیں بیٹھی ہیں مہاتماؤں کا میلہ لگا ہوا ہے مگر کوئی منہ سے نہیں پھوٹتا کسی نے میری بات کی تائید میں زبان نہ کھولی سری رامچندر جی کی گفتگو سب سنتے ہیں کسی میں دم نہیں کہ تردید کر سکے کیا سب ایمان کھو بیٹھے کسی کو ست دھرم کا پاس نہیں۔ اگر ایمان کوئی چیز ہے تو سب بتاویں کہ راستی پر کون ہے منطق کس کی درست ہے میں غلطی پر ہوں یا سری رامچندر جی ۔

حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا ۔

بھرت جی آپ کا فرمانا بھی درست اور سری رامچندر جی کی بھی ثابت قدمی جائز نہ ہم لوگ آپ کی گفتگو میں دخل و معقولات دے سکے نہ ہم سری رامچندر جی کو دھرم کی راہ سے ہٹانے کی کوئی وجہ دیکھتے ہیں ہاں اگر خلاف مزاج نہ ہو تو آپ کش آسن سے الگ ہٹ بیٹھئے کیونکہ چھتری کا یہ دھرم نہیں۔

سری رامچندر جی - بھرت! اب تو تمہاری سمجھ میں آیا کہ میں خطا پر نہیں سُن لیا مہاتماؤں
نے کیا فرمایا -
پیارے بھرت! مجھ پر پتا جی کی تعمیل ارشاد فرض ہے اور تم کو بھی رضا جوئی لازم پھر
کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہئے جو دھرم کے اصولوں سے جائز نہ ہو - کُش آسن چھوڑ دو
اور ادھر آؤ +

بھرت جی آنکھوں میں آنسو بھر کر الگ کھسک بیٹھے مگر بولے کہ
آپکی تعمیل ارشاد میں تو کچھ عذر نہیں لیکن یاد رکھئیگا کہ جیتے جی تخت حکومت پر قدم نہ رکھونگا
کیکئی ماتا کہا کریں ان کی بات مانونگا تو گنہگار آپ شوق سے بن باس کریں آپکا یہ غلام
بھی چودہ برس آپ ہی کی سی زندگی بسر کریگا عیش و آسائش پاس پھٹکیں کیا مجال +
سری رامچندر جی - عزیز از جان بھرت! تم نے میرا کہنا مانا - عمر دراز - زندہ باش - سعادتمند
بیٹے جیسے ہوتے ہیں ویسا اپنا اور میرا فرض بھی تم نے سمجھ لیا ہے دنیا اسی بات پر اتفاق کرتی کہ والدین
کی تعمیل ارشاد مقدم ہے - پس مجھے چترکوٹ پر چھوڑ دو اور خود حکومت کرو تم تو فہیم اور عقلمند ہو
دھرم کی کوئی تہہ تم سے پوشیدہ نہیں مزاج میں تحمل اور رحم بھی ہے اسلئے وہ کام کرو جس سے پتا جی
کی روح کو بھی خوشی حاصل ہو اور میں بھی بن باس کی حالت میں فکروں سے چھٹی پاؤں چودہ
برس کیا گنتی رہا ہی کیا زندگی کے نزدیک جگوں کا زمانہ اور بھی گزرے معلوم نہیں ہوتا اس لئے
اب تم میرا کہنا مان کر گھر بیٹھ جاؤ اجودھیا کو شان فرمانروائی سے رونق دو رعایا تمہارے
بغیر پریشان ہے اب تمہیں سب کام چھوڑ کر رعیت پروری کا خیال چاہئے اور بس +

سرگ ۱۱۲

مختلف لوگوں کی تقریریں پادکاؤں کی دل افروزی کی رامچندر جی کے پاس سے بھرت جی کی واپسی اجودھیا کا تصفیہ

سری رامچندر جی اور بھرت جی کی تقریر پر لوگ بھی کان لگائے ہوئے تھے دلوں کے جذبے
بدل جاتے اور انصاف بخش سے انکے دل کا کنول کھلا جاتا تھا آخر ایک مصنف آفرین مرحبا کا شور بلند

ہُوا حاضرین نے اوپر نگاہ اُٹھائی تو اندر وغیرہ آکاش سے اترتے نظر آئے اور دیکھتے دیکھتے چشم زدن میں وہیں موجود ہو گئے سب نے سری رامچندر جی اور بھرت جی کی تعریف کی اور بھرت جی سے بولے ۔

چھوٹے بڑوں کا کہنا مانتے ہیں ادھر راجہ سرگباش کا ارشاد ہے ادھر سری رامچندر جی کی ہدایت بس اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے پتا کی بات رکھو اور اُن کا ہر طرح سے اُدھار کرو۔ سری رامچندر جی اپنے پتا کے قرض سے سبکدوش ہو گئے راجہ سرگباش سرگ میں رونق افروز ہیں اور ہم لوگوں کے مہمان ہیں۔ اس وقت تو ہم ان کی خدمتگذاری کرتے ہیں مگر جو ہمیں معلوم ہوا کہ تم نے سری رامچندر جی کی بات نہ مانی سمجھ لو کہ وہ پھر سرگ میں نہیں دنیا میں کہیں پڑے ہونگے ۔

دیوتاؤں کی گفتگو سے سری رامچندر جی کی طبیعت پھڑک گئی ۔ جابالی سے مخاطب ہو کر بولے کہ ۔

برہمن دیوتا کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا آپ تو دیوتاؤں کے قائل نہ تھے خیال تھا کہ لوگوں نے فرضی نام گھڑ لئے ہیں اب کہئے آنکھیں کھلیں یا نہیں ۔

بھرت جی کو دیوتاؤں کے سرپے دیکھنے کی تاب کہاں تھی اُن کا جسم تھر تھر کانپنے لگا ۔ زبان گُنگ ہو گئی ۔ بات منہ سے نہ نکلتی تھی ۔ آخر دل کڑا کرکے بولے ۔

مہاراج سری رامچندر جی میں سب کی بات سچ سمجھتا ہوں مگر اپنا اپنا اعتقاد ہے ۔ اب آپ مہربانی فرما کر بششٹ جی اور ماتا کوشلیا سے جو کچھ کہلا دیجئے اسی پر عمل کرونگا اگر وہ کہہ دیں کہ اکشواک بنس میں بڑا بیٹا راج سے محروم رہتا ہے تو میں ہارا ۔ پھر زبان کھولوں تو گنہگار ۔ اس کے علاوہ رعایا اور اہل فوج کی رائے بھی لینا چاہئے کہ اُن کے نزدیک راج و تخت کس کو ملنا چاہئے ۔ جہاں تک میرا خیال ہے ۔ سب آپکی فرمانروائی کے خواہاں ہیں میرے سوائے کسی کی رائے نہیں ۔ چنانچہ میں خود اپنا ہی مخالف ہوں وجہ یہ ہے کہ اجودھیا کا راج وہ سنبھالے جس کا تین لوک میں کوئی مد مقابل نہ ہو اور اہل زمانہ کی عمدہ طور سے پرورش و حفاظت کر سکے ۔ اتنی لیاقت مجھ میں کہاں ہیں تو خود آپکی دستگیری اور نظر پرورش کا محتاج ہوں ۔ چنانچہ لیجئے یہ سر آپ کے قدموں پر ہے اگر گردن پر تلوار بھی رکھ دیجئے تو عزت سمجھونگا ۔ کہ آپ نے ابدی زندگی عطا فرمائی ۔

سری رامچندر جی [illegible] جوش محبت سے اس وقت [illegible] ۔ [illegible]

کو گلے سے لگا لیا اور زانو پر بٹھا کر بولے۔
بازو سے قوی! میری خوشی کرو۔ تمام سلطنت ہاتھ میں لیلو۔ جس وقت تم نے راج سنگھاسن پر قدم رکھا۔ تینوں لوک تمہارے قدموں کے تلے آگئے تمام دیوتا تمہارے محافظ بنینگے بزرگان خاندان ترقی دولت اقبال کے لئے دعائیں دینگے دیکھو شتو کی کچھ بساط نہیں ایک ذرا سا بچہ جب چاہے بے تکلف توڑ سکتا ہے۔ مگر نہیں جہاں اور ڈور سے بٹ لئے گئے پھر اُن کی مضبوطی کا کیا کہنا ہاتھی کی بھی طاقت نہیں کہ سب کو کڑوں جھٹکوں سے بھی توڑ سکے اسی طرح جب تم لائق وزیروں کے اتفاق رائے سے سلطنت کروگے تو تمام دنیا پانی بھریگی۔ کسی کی مجال نہ ہوگی کہ سر اٹھا سکے لیس تمہیں مناسب ہے۔ کہ پتا جی کی وصیت اور ماتا کیکئی کے ارشاد پر عمل کرو۔ اور میرے واپس لیجانے کا خیال چھوڑ دو۔ کیونکہ پہاڑ ٹل جائیں سمندر خشک ہو جائے۔ چاند سے چنگاریاں نکلیں۔ آفتاب پورب میں غروب یا پچھم میں طلوع ہو سب ممکن۔ مگر میرا قول سے پھرنا محض خلاف قیاس ہے تم کو خیال ہے کہ ماتا کیکئی نے تریا چرتر کا ایک کرشمہ دکھایا۔ نہیں نہیں دیوتا لوگ موجود ہیں۔ پوچھ دیکھو کہ ساری مایا انہیں کی رچی ہوئی ہے یا کسی اور کی ؟
دیوتاؤں نے سری رامچندر جی کے بیان کی تائید و تصدیق کی اور بھرت جی سے فرمایا کہ سری رامچندر جی بزرگ ہیں تمہارا یہی دھرم ہے کہ جو یہ کہیں تسلیم و منظور کرو۔
بھرت جی۔ مجھے عدول حکمی کسی طرح گوارا نہیں مگر اپنے قابو بھر ان خیالات کو دل سے دور نہ ہونے دونگا۔ جو یہاں کھینچ لائے۔ آپ لوگ لاکھ سری رامچندر جی کی سی کہیں اُن کی ہاں میں ہاں ملائیں۔ مگر میری دلجمعی اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک سری رامچندر ماتا کوشلیا سے دو دو باتیں نہ کرلیں۔
کوشلیا جی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں فوراً بول اُٹھیں کہ
میں تو تب ہی خوش ہونگی۔ جب میرے بیٹے دھرم کا نباہ کریں۔
یہ فقرہ گول مول تھا۔ بھرت جی بغلیں بجانے لگے۔ کہ لیس ماتا کوشلیا نے لاکھ روپیہ کی ایک ہی بات کہہ دی۔ بیشک یہ دھرم ہے کہ اولاد اکبر مالک تاج و تخت ہو۔ ادھر سری رامچندر جی کے منہ سے فوراً نکل آئے۔ کہ ماتا جی نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا۔ بیشک میرا دھرم یہی ہے کہ پتا جی کے دھرم کی

پابندی کروں ❖

دونو طرف جوش خوشی کے اثر سے لمحہ دو لمحہ خاموشی رہی ہر ایک کو انتظار تھا ۔ کہ دیکھیں کس طرف سے اظہار خیالات میں پیش قدمی ہوتی ہے مگر بھرت جی کو خاموش دیکھ کر سری رامچندر جی ہاتھ جوڑ کر ماتا کوشلیا سے بولے کہ آپ کا فرمانا بہت درست تھا ۔ مگر بھرت جی کے ذہن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے اس لئے صاف صاف بے رو رعایت فرما دیں کہ

مجھے کیا کرنا لازم ہے اور بھرت کو کیا ؟ آپ اس وقت جو کہیں دھرم ایمان سے نہ میری مروت کریں نہ بھرت کا لحاظ ۔ آپ واقف ہیں کہ ماتا کے دھرم سے بیٹے کا کلیان ہوتا ہے ۔ اور استری کی پتی برتا سے خاوند کی نجات ۔ بس آپ میرے اور بھرت جی کے مفید حال حکم ناطق فرما دیں یہی فیصلہ ہے اور یہی اتنی بحث مباحثہ کا لب لباب ❖

کوشلیا جی دل میں سوچتی تھیں کہ کیا کہوں ادھر بھی دھرم ہے ادھر بھی دھرم میں گھوم تو کیا آخر سوچتے سوچتے بولیں کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتی ۔ تمہاری کھڑاؤں لیتی آئی ہوں لے پاؤں سے چھو دو تو بحث ختم ہو جائے ❖

سری رامچندر جی نے بڑی خوشی سے کھڑاؤں لے کر پاؤں سے چھو دیں اور بھرت جی کے سامنے رکھ کر بولے کہ ۔

بس ماتا جی نے فیصلہ کر دیا ۔ اب طول کلام کی گنجائش باقی نہیں ❖

بھرت جی نے قدموں پر سر جھکا کر کھڑاؤں سر پر رکھ لیں اور فرمایا کہ

آج سے کند مول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں تو زبان کٹ کر گر پڑے فرش راحت پر سوؤں تو آنکھیں پھوٹ جائیں ۔ میں نے آپ کا حکم مانا ہے تو یہ بھی خوب یاد رکھیئیگا کہ واپسی میں چودہ برس سے ایک پل نہ دیر ہو ورنہ بھرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا ❖

سری رامچندر جی نے بھرت جی اور سترہن جی کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ ۔

خبردار ! میری ماتا کیکئی کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے ورنہ بھرت کی قسم مجھے سخت رنج ہوگا ۔ اچھا سب ماتائیں ۔ سب اہل اجودھیا تمہارے سپرد ہیں ۔ سب کو اچھی طرح رکھنا ❖

یہ فرما کر سری رامچندر سری جانکی جی اور سری لچھمن جی ماتاؤں کے قدمبوس ہوئے انہوں نے بھی گلے سے لگایا۔ بھرت جی بار بار قدم چھو کر رونے لگے۔ رانیوں نے بھی چلا چلا کر سر پیٹنا شروع کیا۔ سری رامچندر جی یہ حالت دیکھ کر کٹی میں چل دئے اندر ہی سے پکار کر کہا۔ کہ۔

بھرت جی جابالی کی باتوں کا بُرا نہ ماننا۔ ان کی خاطر و مدارات ویسی ہی رہے جیسی پتا جی کی زندگی میں تھی۔ میں نے انہیں جو کچھ کہا تھا۔ اس کو صفحہ دل سے دھو ڈالو۔

سرگ ۱۱۳

بھرت جی کی اجودھیا کو روانگی

سری رامچندر جی نے سب کو رخصت کر دیا تمام اہل اجودھیا بھرت جی سے لے کر اہل فوج تک مند اکنی ندی میں اشنان کر کے بھاردواج رشی کے آشرم میں وارد ہوئے۔ ساری کیفیت سنائی بھاردواج جی نے بھرت جی کی لیاقت و سعادت کی بہت کچھ تعریف کی۔ اس کے بعد بھرت جی راہی اجودھیا ہوئے۔

سرگ ۱۱۴

بھرت جی کی اجودھیا میں تشریف آوری

بھرت جی اجودھیا میں رونق افروز ہوئے دیکھا کہ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے اجودھیا کی حالت اس وقت بجنسہٖ ویسی ہی تھی جیسی چاند کے بغیر دھندلی پڑی ہوئی کی تیتھیا کھنڈ سے گیانی آدمی کسی سچ کی دوان ندی بہنے سے گرہست کی پاپ پانی کو اور سرزمین میں بناج کی سب سورج کے دن کی بے چراغ کے گھر کی لڑائی سے بھاگنے والے چھتری کی نسل کے اثار پر خرابی کی ہو سلسلے کی حالت دیکھتے ہوئے وہ مہاراجہ دسرتھ کی آرام گاہ میں تشریف لے گئے۔ در و دیوار پر تاریکی غم چھائی ہوئی پائی معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہیں بیت گئے ہیں۔

موسم چھایا ہوا ہے کچھ نہیں پر فرض نہیں جس طرف نظر گئی ایک دردناک نظارہ پیش نظر ہوا۔ آنسو نکل پڑے دل پر سناٹا چھا گیا آنسو بہا بہا کر ماتاؤں کو رنواس میں پہنچایا اور خود سوچنے لگے کہ لینے سے ہے کا سمجھنا کیا چاہئے۔ راج محل بود و باش کے لائق نہیں۔ کوئی اور ٹھکانا کرنا چاہئے ❊

سرگ ۱۱۵

بھرت جی نندی گرام میں تپسیا کے لئے گوشہ گزین ہوئے

بھرت جی کی خدمت میں تمام ارکان سلطنت حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ انتظام حکومت میں دل لگائیں۔ میں نندی گرام میں زندگی کے دن کاٹونگا راجہ دسرتھ کا سایہ باقی نہیں سری رامچندر نے بھی دامن دولت سے جدا کیا۔ پس اب گوشہ نشینی کے سوا اور کسی بات سے سروکار نہیں ❊

تمام حاضرین محفل کی زبان سے آفرین و مرحبا کی صدا بلند ہو گئی۔ سب نے بھرت جی کے حسن لیاقت و جوش عقیدت کو سراہا ہر ایک بولا کہ

آپ دھنیہ ہیں۔ سری رامچندر جی کا نام نامی وہ ہے جس کو ورد کرنے سے نجات کچھ بھی مشکل نہیں کیسا ہی پاپی ہو بے توقف تر جائیگا۔ دل کی مرادیں بر آنا کچھ مشکل نہیں ❊

بھرت جی سب کے اتفاق رائے کا شکریہ ادا کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے سیدھے شاہی نشست گاہ میں آئے راج سنگھاسن کو کھڑاؤں سے زینت بخشی خود چھتر جھلنا شروع کیا ستروہن جی چھتر لے کر کھڑے ہو گئے۔ بھرت جی نے بششٹ جی سے گزارش کی کہ جو راج کا کام ہوا نہیں متبرک کھڑاؤں کے سامنے پیش ہو مجھ سے کچھ تعلق نہیں ❊ بششٹ جی نے احکام نافذ کر دئے حکم کی پابندی ہونے لگی ❊ بھرت جی رد تم نہانے کے بعد کھڑاؤں کی پوجا کرنے اور پھر نندی گرام میں سری رامچندر جی ... لو لگائے رہتے تھے اور جو کوئی مخالف بھیجتا کھڑاؤں کی نذر ہوتا ❊

سرگ ۱۱۶

سری رامچندر جی کی چترکوٹ سے رخصت

سری رامچندر جی چیت شدی وکمی کو چترکوٹ پر رونق افروز ہوئے تھے اس کے دو ڈیڑھ ماہ بعد یعنی پورنماشی کو راجہ دسرتھ نے دنیا سے منہ موڑا بھرت جی کے چلے جانے پر رشیوں کو بڑی مایوسی ہوئی وہ جانتے تھے کہ سری رامچندر جی اب یہاں نہ ٹھیریں گے ساری رونق جاتی رہیگی۔ بساکھ اور جیٹھ گزرنے پر برسات آگئی سری رامچندر جی نے اس موسم خوشگوار کی بہار وہیں دیکھی بعدہ آگے کا قصد کیا رشیوں کو ان سے اور ان کو رشیوں سے محبت ہوگئی تھی۔ ساتھ چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ مگر مجھن کچھ اور تھی لہذا ایک روز سب رشیوں کو موجود پاکر فرمایا +

اتنے دنوں تک آپ سب مہاتماؤں کو تکلیف دی اب جی چاہتا ہے کہ ادھر ادھر کی سیر سے جی بہلے آپ اجازت دیں کہ ڈنڈک بن کی سیر کر آؤں +

اور رشیوں سے تو آنکھوں میں آنسو بھر لانے کے سوا کچھ کہتے سنتے نہ بنا ایک سن رسیدہ اور باکمال رشی نے یوں زبان کھولی +

آپ کیوں ہم لوگوں کو بناتے ہیں ہم لوگوں کی اجازت ہی کیا آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں جو دل میں سمائیگی وہی کرینگے۔ بیچارے بھرت نے سر ٹپک مارا مگر آپ کے دل میں رحم نہ آیا۔ آپ کی طوطا چشمی نہیں نہیں چشم مروت سے ڈر ہے کہ کسی روز آپ جانکی جی کے ساتھ بھی یہی سلوک نہ کر بیٹھیں۔ آپ کسی کے روکنے سے رکنے والے نہیں مگر اتنا سمجھائے دیتا ہوں کہ یہاں سے بڑھ کر ان راکھشسوں کا عمل دخل ہے جو آدمی کو کچا نگل جائیں اور ڈکار نہ لیں ان کی صورتیں دیکھئے تو آدمی کی روح قبض ہو جائے پھر ایسے جنگلوں میں جانکی جی کا لے جانا کب مناسب ہے آپ نے کھر کا نام سنا ہوگا بڑا زبردست راکھشس اور رشیوں کے لئے تو سچ مچ کال ہی ہے ادھر کسی تپسی کو دیکھا ادھر چٹ ہڈیاں چبا لیں بے سحر و بیز نگسا ماں کبھی اپنے وقت کا استاد کال کی ورد بھی خونریزی میں باشتہ دانشور کے اوتار ہیں اگر اشیو خود بھی مقابل ہو جائے تو کھر نے الا نہیں پہلے تو بہ

تھی وہ خبر تھی ہی۔ جب سے آپ نے جنگل میں قدم رکھا اُس نے زمین سر پہ اُٹھا لی ہے۔ بھول کند مٹی سے پاٹ دئے دھونیوں پر پانی ڈال دیا۔ آشرموں میں آگ لگا دی بیوبن سنسان کر دئے رشیوں میں مقابلے کا دم کہاں۔ سر اپ دیتے ہیں تو تپسیا کا پھل گھٹتا ہے اس لئے وہ اپنے اپنے آشرم چھوڑ بھاگے اور اس جگہ آ ٹھیرے بھروسا یہ تھا کہ آپ کی وجہ سے امن رہیگا مگر آپ ہم سب کو دھتا بتاتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں بانو جانے کا نام نہ لیجئے یا ہم سب کو بھی ساتھ لے چلئے ۔

سری رامچندر جی نے لفظ سُن لیا مگر جواب کچھ نہ دیا ایک ایک رشی کے قدم چھوکر دکن کی طرف چل پڑے رشی مصلحت جانتے تھے انھوں نے پھر روکنا ٹوکنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے اپنے آشرموں کو چلے گئے ۔

سرگ ۱۱۷

سری رام چندر جی کی اتری مُنی کے آشرم میں جلوہ افروزی انسویا جی کے پتی برت دھرم کے ذکر میں جانکی جی سے گفتگو

سری رامچندر جی چترکوٹ سے چل کر ہزار ہا رشیوں منیوں کے درشن کرتے ہوئے اترے مُنی کے آشرم میں وارد ہوئے مُنی بڑے کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے انھوں نے سری رامچندر جی کی بہت خاطر و تواضع کی ہر ایک برتاؤ سے محبت پدری کا اظہار تھا۔ نظر اُلفت سے اُلفت خون کی بو آتی تھی اترے رشی نے انسویا جی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:۔

یہ میری استری ہیں انسویا نام ہے پتی برت دھرم میں ان کا نظیر نہیں دھرم تو دل پر نثار رہتا ہے ایک زمانے میں دس برس تک بارش نہ ہوئی۔ زمین گرم توے کی طرح جلنے لگی اس وقت انہیں نے پاتال گنگا کھود کر اہل زمانہ کو تکلیفات سے محفوظ کیا۔ انہوں نے دس ہزار برس تک تپسیا کی مگر داہ رے مزاج کی نیکی آج تک کسی رشی کی تپسیا میں فرق پڑنے نہ دیا کچھ عرصہ ہوا ایک رشی کسی عورت سے بگڑ بیٹھے۔

سے مایوس ان کے پاس آئی
اور بد دعا دے دی کہ رات بھر میں مر جائے عورت زندگی
انہوں نے اس کو ڈھارس دی اور کہہ دیا کہ
جب دن ہی ہوگا نہیں تو تمہیں ماریگا کون ٭
ان کی تپشیا کا وہ اثر ہوا کہ دس دن گزر گئے اور رات نہ کٹی تب تو آدمی اور
رشی کیا دیوتا تک گھبرا اُٹھے۔ دہائی دی کہ انسویا جی یہ غضب ہے رحم کرو ترس
کھاؤ ٭
انسویا جی نے جواب دیا کہ میرے کہنے سے عورت مر کر جی اٹھے تب تو سورج
نکل سکتا ہے۔ ورنہ رات ہی رہیگی ٭
دیوتاؤں نے شرط منظور کی۔ عورت مر کر اُسی وقت زندہ ہو گئی آفتاب نکلا اور
وہ تاریکی مٹ گئی جس نے آنکھوں کے سامنے کالا کمبل تان رکھا تھا۔
سری رامچندر جی نے دور ہی سے انسویا جی کو ڈنڈوت کی اور جانکی جی
سے کہا کہ درشن کر آؤ ٭
جانکی جی ہاتھ جوڑے ہوئے پہنچیں۔ قدم چھوئے اور نظر عنایت چاہی ٭
انسویا جی کی عمر نہ جانے کتنی تھی۔ بال چاندی کا تار۔ تو تھے ہی۔ بدن میں صرف پوست
ہی پوست باقی تھا۔ ہاتھ پاؤں بید کی طرح کانپتے تھے انہوں نے بڑی محبت سے
جانکی جی کو پاس بٹھا لیا اور یوں گوہر افشانی فرمائی ٭
جنک نندنی شاباش! سہاگ اچل۔ پادی اٹل۔ میں تمہارے پتی بھرت دھرم سے بیحد
خوش ہوئی۔ سچ مچ ستی تمہارے پاؤں کا دھوون بھی نہیں تم نے اپنے پتی (خاوند) کی
خدمتگزاری کے شوق میں ماں باپ۔ بھائی بند سب چھوڑ دئے برت اچھا کیا پتی برتا
استریوں۔ یہی فرض ہے کہ گھر باہر دیس پردیس ہر جگہ شوہر کے قدموں میں رہے خاوند
بوڑھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ روگی بھی۔ کوڑھی۔ جاہل مفلس خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو
عورت اسی کو پرمیشور جانے کبھی نظر حقارت سے نہ دیکھے نہ عدول حکمی کرے۔ جو
عورت خاوند سے بیزار اور خواہش نفسانی سے مغلوب ہو کر آوارہ مزاج ہو جاتی ہے
اس کی دنیا میں الگ روسیاہی ہوتی ہے اور عاقبت میں الگ خرابی۔ میں تمہیں دیکھ
کر بہت خوش ہوئی۔ تمہارے دھرم کی کیا ... نیکی کا اوتار لے کر تم دنیا میں

پتی برت دھرم کا جھنڈا گاڑ رہی ہو۔ تمہارا نام سُننے سے اور تو اور آوارہ عورتیں بھی جامۂ عصمت ہو جائینگی۔

سرگ ۱۱۸

پتی برت دھرم کی عظمت سری سیتا جی کی زبانی انسویا جی کی عادیگر حالات

جانکی جی نے انسویا جی کی محبت آمیز نصیحت خیز گفتگو کا شکریہ ادا کرکے گذارش کی کہ ماتا آپ ایسی اجب التعظیم دیویوں کے قدموں کی برکت سے مجھے بھی پتی برت دھرم کے اصول معلوم ہوگئے ہیں بیشک استری جاتی کے لئے کوئی دھرم ہے تو یہی۔ میری رائے میں تو پرمیشور اور پتی میں کچھ فرق نہیں دونوں ایک ہی ہیں میرے پران ناتھ بھی دوسری استری کو ماتا کے برابر سمجھتے ہیں جب میرا بیاہ ہوا تھا تب میری ماتا نے اس دھرم کا ایک ایک اصول میرے دل پر نقش کر دیا تھا۔ اُن کی نصیحت تھی کہ عورت اس طرح مرد کی رفاقت کرے جس طرح سایہ جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ یا روہنی چندرماں کے ساتھ۔

جانکی جی کی تقریر سے انسویا جی خوش ہوگئیں چھاتی سے لگا لیا اور بولیں۔ جنک کماری جی کچھ بردان مانگو۔ تمہاری پتی برت دھرم سے میں بہت خوش ہوئی۔

جانکی جی۔ ایشور نے مجھے ایسا پتی دیا پھر مجھے دنیا کی اور کسی چیز سے کیا واسطہ۔

انسویا اس معقول جواب سے پھڑک اُٹھیں انہوں نے دل ہی دل میں دعا دی۔ کہ پتی برت دھرم میں اپنا آپ نظیر ہو۔

اس کے بعد انہوں نے کچھ پھولوں کے زیور اور ہار سامنے رکھ دئے اور کہا۔ لو یہ پہنو۔ دعا دیتی ہوں کہ رامچندر جی کی محبت تمہارے دل میں قائم رہے۔

جانکی جی۔ مجھے لینے میں کچھ عذر نہیں۔ مگر یہ الٹی بات ہوتی ہے کیونکہ کچھ پھل پھول پیش کرنے کا حق مجھ کو حاصل تھا نہ کہ آپ کو۔

انسویا جی۔ یہ کچھ نذرانہ یا پیشکش نہیں ہے بلکہ محبانہ رسم کا برتاؤ ہے اسکے قبول کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

جانکی جی نے ہار اور زیور لے کر ماتھے سے لگائے اور شکریہ ادا کیا اسکے بعد انسویا جی بولیں

میں تمہارے جنم اور دھنش جگیہ کی کیفیت سننا چاہتی ہوں تکلیف نہ ہو تو مختصر کیفیت
بیان کرو ✣
جانکی جی - ایک سال جنک پور میں قحط پڑا تھا پتا جی نے جگیہ کیا جس وقت ہل چلانے کی
نوبت آئی میں زمین سے نکلی وہ خوشی خوشی مجھے گھر لائے یہاں آکاش بانی ہوئی کہ
یہ لکشمی تمہارے گھر میں ہے اس کو اچھی طرح پرورش کرنا۔ تمہارا نام اسکی بدولت
ہمیشہ زندہ رہیگا میں نے بڑی ناز و نعمت سے پرورش پائی جب شادی کے قابل ہوئی تو
پتا جی نے آکاش بانی کے موافق سوئمبر رچا۔ شادی شیو کے دھنش توڑنے پر منحصر کی گئی سوئمبر
میں تمام دنیا کے تاجدار آئے مگر کسی سے دھنش نے جنبش تک نہ کی جب پتا جی مایوس ہو گئے
تو بسوامتر جی پہنچے سری رامچندر جی نے دھنش چھوتے ہی توڑ دیا اس کے بعد میری
شادی ہوئی اور میری بہن اورملا لچھمن جی کے ساتھ بیاہی گئی ✣

سرگ ۱۱۹

اترّی منی کے آشرم سے سری رامچندر جی کی رخصت

انسویا جی کی باتوں میں شام ہو گئی اُنہوں نے جانکی جی سے فرمایا -
اب جاؤ زیادہ رات جانے میں سری رامچندر جی کو انتظار ہوگا ✣
جانکی جی نے قدم چھوئے اور سری رامچندر جی کی خدمت میں پہنچیں ضروریات
سے فراغت کر کے سری رامچندر اور جانکی جی نے آرام فرمایا - صبح کو اترّی منی سے
رخصت حاصل کی اترّی منی نے راکھشسوں کی سرکوبی کی تحریک کر کے رخصت
دی سری رامچندر جی نے قدم بڑھایا - جہاں کی کیفیت تیسرے کانڈ میں مدنظر
ہوگی ✣

اجودھیا کانڈ ختم شد

حصہ سوم

آرنیہ کانڈ

سرگ - ۱

سری رامچندر جی کی ڈنڈک بن میں رونق افروزی رشیوں منیوں کی تعظیم و تکریم

سری رامچندر جی ڈانڈک بن عرف مہاراشٹر دیش میں تشریف لیگئے اس ثبت پر بہار و صحرائے غیرت گلزار کی فضائے جانفزا سے سری رامچندر جی کی طبیعت گلزار ہوگئی دل شگفتہ ہوگیا جگہ جگہ ایسے کامل رشی تھے جن کے چہرے کے تیج سے سورج کا جلال گرد تھا اور جن کی ایک جنبش نظر اور ایک چٹکی بھبھوت مردوں کو زندہ کر دینے کی قدرت رکھتی تھی مجال کیا کہ کوئی آرزومند نگاہ فیض سے محروم پھرے وحشی سے جانور جنگلی سے جنگلی چرند پرند سب آس پاس گھومتے تھے نہ وحشت نہ خوف ان کا رعب و داب اُن کی تپشیا کا پرتاپ وہ تھا کہ اندر کانپتے تھے اپسراؤں کو بھیجتے تھے کہ تیغ ادا ناز و ناوک غمزہ و انداز سے زخمی کر کے ریاضت میں خلل انداز ہوں مگر وہ ری نفس کشی اور ضبط خواہشات دنیوی اندر کے اکھاڑے کی پریاں بھی اُن پر جادو نگاہی کا مکر نہ کر سکتی تھیں ممکن کیا جو نظر بھی اپسراؤں کی طرف اُٹھ جائے ہر آشرم میں ہون کے سامان ڈھیر تھے قدم قدم پر پھلے پھولے درخت جگہ جگہ باولیاں اور پھولوں کے چمن زار رشیوں کا شمار نہیں کوئی دھیان میں مگن (مستغرق) کسی کو ہون سے سروکار۔ کوئی وید پڑھتا ہے تو کوئی اگنی تاپتا یا سمادھی لگائے بیٹھا ہے کوئی مرگ چھالا اوڑھے ہے تو کوئی ننگ دھڑنگ دانہ نہ پانی نہ ان نہ جل پیاس بھوک سب تیاگے ہیں۔ کام ہے تو فقط ایشور کے دھیان سے مطلب ہے تو جپ تپ اور گیان سے جس وقت رامچندر جی پہنچے برہم لوک اُن کی نظروں سے گر گیا ان کے

گوشت کی آگ بھوک مٹائیگا اور سرتاپا حسینان روزگار سے دل بہلائیگا آج ہیں کیسی اچھے
دیکھ کر اُٹھا تھا کہ ایسی غذا اور حسن کی دولت آئی ✤
سیتا جی تو اس تقریر سے تھرا اٹھیں سری رامچندر اور لچھمن جی کا منہ پیلا ہو گیا اوسان
خطا ہو گئے سیتا جی کو کانپتا دیکھ کر سری رامچندر جی نے لچھمن جی سے فرمایا ✤
آہ راجہ جنک کی راجکماری - راجہ دسرتھ کی راج دُلاری اور میری پران پیاری کو
براددھ اپنی کمر میں لپٹائے کیونکر گوارہ ہو - ایشور نے کیکئی ماتا کی مراد پوری کی بھرت
کی پیدائش کے وقت جو خوشی نہ ہوئی تھی وہ میرے بن باس سے اُسے حاصل ہوئی اور
اس وقت تو اس کا کلیجہ اور بھی ہاتھ بھر کا ہو گیا ہوگا وجہ یہ کہ اس کی خوشی اسی میں
ہے کہ ہم پر تکلف کے پہاڑ ٹوٹتے رہیں - چنانچہ اس سے بڑھ کر مصیبت کا سامنا اور
کیا ہوگا ایشور گواہ ہے کہ راج ہاتھ سے جانا رہا پتا جی کا سایہ اُٹھ گیا مگر مجھے
اتنا غم نہ ہوا جو اس وقت کلیجے کے ٹکڑے اُڑا رہا ہے ✤
لچھمن جی اس گفتگو کو سنتے ہی میان سے باہر ہو گئے سیس جی کا اوتار تھے۔
اس لئے جوش غضب میں منہ سے کالے ناگ کی سی پھنکار نکلنے لگی بولے کہ ۔
جب تک میں زندہ ہوں آپ کو کسی بات کا اندیشہ کیا اسی وقت براددھ کو قیمہ
کر کے رکھے دیتا ہوں جو غصہ بھرت پر تھا وہ آج اسی پر اتریگا - ایک
بان میں خاتمہ کئے دیتا ہوں ✤

سرگ ۳

براددھ راچھس سے جنگ - راچھس کا اظہار طاقت

سری لچھمن کا جوش غضب دیکھ کر براددھ کو حیرت ہوئی دل میں سمجھا کہ یہ بھی موم سے
معلوم نہیں ہوتے ان کی ہڈیوں میں بھی مغز ہے - مگر اپنے کو بہت کچھ سمجھتا تھا نہ
معلوم کتنے سورمیر پیٹ میں ہضم ہو چکے تھے اور اس لئے للکارا کہ ۔
تم لوگ آخر کون ہو کدھر جانے کا قصد ہے ✤
سری رامچندر جی ہم اکشواک بنس میں پیدا ہوئے ہیں - سیر و شکار کی

ہوس یہاں لے آئی +

براَدھ۔ آ آ ایسے کئے تم اپنے آپ کو چھتری سمجھ کر رعب جمانا چاہتے ہو کچھ بھی۔ وہم ہے۔ کہ میں کون ہوں مجور اچھس کا بیٹا سب راچھسوں سے افضل۔ برہما جی کا بردانی قانع دشمن۔ کوئی لاکھ ہتھیار مارے ممکن نہیں کر رویاں بھی میلا ہو میری طاقت تمہارے لئے موت کا شکنجہ ہے میں نصیحت کرتا ہوں کہ منہ جمال مشتری عضال سے ہاتھ دھو کر چپ چپاتے گھر لوٹ جاؤ ورنہ جان کی خیر نہیں ایک اوجھر تم دونوں کے لئے کافی ہو گی سری رامچندر جی کو غصہ آیا آنکھیں خون میں ڈوب گئیں منہ تمتما اُٹھا دانت پیس کر بولے +

کیا واہیات بک بک لگائی ہے معلوم ہو گیا کہ موتیں پھر پھڑا رہی ہیں۔ بدتمیز موت کے منہ میں گھسا ہی چلا آتا ہے اچھا لے مزہ چکھ +

یہ فرما کر سری رامچندر جی نے سات تیر مارے جو بدن کو چھیدتے ہوئے اِدھر سے اُدھر نکل گئے براَدھ نے گھبرا کر سیتا جی کو تو وہیں چھوڑا اور بڑے زور شور سے گرج کر ترسول سے وار کرنا شروع کیا سری رامچندر اور لچھمن جی نے صدہا تیر مارے بہت سے جانکاہ تیروں سے اس کا جسم چھلنی کر دیا لیکن اس کا بدن فولاد ہو رہا تھا مگر اس بیچا کی رسی دراز تھی بر ان کی وجہ سے مطلق اثر نہ ہوا۔ سری رامچندر جی نے کسی طرح جان نہ نکلتی تھی۔ راچھس زخمی ہو کر اور خونخوار بن گیا منتر پڑھتا ہوا ترسول لیکر دوڑا سری رامچندر اور لچھمن جی نے دو دو تیروں سے ترسول کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور تلوار نکال کر سینکڑوں چرکے دئے مگر وہ نہ مارے مرتا تھا نہ کاٹے کٹتا تھا آخر براَدھ نے رامچندر جی اور لچھمن جی کو پکڑ کر کاندھے پر سوار کر لیا اور شور و غل مچاتا ہوا جنگل کی طرف لے بھاگا سری رامچندر جی نے لچھمن جی سے اشارہ کیا کہ خاموش مفت کی سواری ہے کچھ دیر پاؤں کی تھکائی سے نجات رہیگی +

سرگ ۴

براَدھ کی موت

جس وقت براَدھ سری رامچندر اور لچھمن جی کو بازو پکڑ کر لے چلا سیتا جی کی جان اُڑ

گئی وہ چھاتی ہوئی پیچھے دوڑیں۔ زبان پر یہ الفاظ کہتے کہ -

براودھ مجھے اٹھائے جاتی ہوں مجھ کو کھالے اور دونوں کو چھوڑ دے ؛

سری رامچندر جی اور لچھمن جی سے سری جانکی جی کی بیقراری نہ دیکھی گئی انہوں نے بانہوں اور بازوؤں پر تلوار مارنا شروع کر دی۔ مگر وہاں برہما جی کا بردان تھا تیر اور تلوار کسی کا اثر بھی نہ ہو پاتا تھا گھونسے لات کی پھر کیا حقیقت تھی دونو بھائی مارتے مارتے تھک گئے۔ مگر براودھ پر کچھ اثر نہ ہؤا - آخر سری رامچندر جی نے لچھمن جی سے فرمایا کہ -

براودھ بردانی ہے یوں مارے نہ مریگا۔ بہتر یہی ہے کہ اسے گڑھے میں دھکیل کر توپ دو ؛

یہ فرما کر سری رامچندر جی تو اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے ہاتھ سے ٹیٹوا دبا دیا اور لچھمن جی نے گڑھا کھودنا شروع کر دیا سری رامچندر جی کے چھاتی پر چڑھتے ہی براودھ کی پسلیاں ٹوٹنے لگیں چیخ اٹھا ہائے دم نکلا۔ ہائے جان گئی کے سوا کوئی لفظ منہ سے نہ نکلتا تھا اس وقت براودھ کی آنکھیں کھلیں اس نے جان لیا کہ ساکشات ایشور آنکھوں کے سامنے ہیں اس نے سری رامچندر اور جانکی جی کی استتی کی اور کہا کہ -

شکر ہے آج جنم سپھل ہؤا۔ میں پہلے گندھرب تھا ایک روز اندر کے دربار میں ناچ رنگ ہو رہا تھا ایک اپسرا ناچ گا رہی تھی میں باجا بجاتے بجاتے اس پر فریفتہ ہؤا تو تال سُر کی خبر نہ رہی کبیر جی نے نظر پہچانی اور سراپ دے بیٹھے آج تک اس مصیبت میں مبتلا رہا اب تقدیر سے آپکے درشن ہوئے سب مجھے سرگ لوک جانے میں اب دیر نہیں یہ کہتے ہی کہتے اس کی پتلیاں پھرنے لگیں اور سری رامچندر اور لچھمن جی نے گھسیٹ کر اسے گڑھے میں توپ دیا۔ ادھر دونو بھائی اس بات سے خوش ہوئے کہ بڑی بھاری آفت سے نجات ہوئی۔ ادھر براودھ بڑی خوشی کے ساتھ سرگ لوک کو روانہ ہو گیا ؛

سرگ - ۵

سری رامچندر جی کی سربھنگ رشی کے آشرم

میں رونق افروزی اور رشی کا سُرگ باس

براہمہ کی مٹی سکار تھے ہوگئی اس نے سرگ کی راہ لی سری رامچندر جی سیتا جی اور لکشمن جی سے فرمانے لگے کہ

یہ صحرائے دشوار گزار وحشت پرخار ڈنڈکارینہ کے نام سے مشہور ہے چلو یہاں سے سربھنگ رشی کے استھان پر چلیں ایک بلا ٹل گئی ایسی ایسی بلاؤں کا یہاں شمار ہی کیا نہ جانے کون کون راچھس کس کس تاب میں ہو ۔

یہ فرما کر سری رامچندر جی اس مقدس مقام پر پہنچے تو عجب کیفیت نظر آئی - ایک سورج کی طرح چمکتا و مکتا عقیق و الماس کی روشنی سے جگمگاتا ہوا رتھ اکاش پہ اترا اندر جی بڑے ٹھاٹھ سے رونق افروز تھے اردگرد دیوتاؤں کا جلوہ گلے میں موتیوں کا مالا جواہرات کا کنٹھا ۔ سر پر چتر مرصع ۔ اپسراؤں کے ساتھ ہیں چنور مغنیان خوش نوا مصروف نغمہ سرائی رقاصان نازک ادا مائل خوش ادائی رتھ ہیں اکاش و اوج ہوا پرواز کرنے والے سبز رنگ کے گھوڑے دیوتاؤں کا سن پچیس پچیس برس کا سب کے سینے کا طلائی رنگ بدن پر پیتامبر کی زینت ۔ سری رامچندر جی دیکھتے ہی پہچان گئے کہ راجہ اندر کی سواری ہے سری لچھمن جی سے فرمایا کہ

پہچان لو یہی راجہ اندر ہے دنیا میں جو بھی دانا اور دھیانی گیانی ہوتے ہیں ۔ انہیں کو دیوتاؤں کا مرتبہ ملتا ہے اور یہ کیسے ہی عمر رسیدہ ہو جائیں لیکن ۲۵ برس کا ہی سن معلوم ہوتا رہیگا تم سیتا جی کے ساتھ ذرا یہیں ٹھیرو میں ابھی آتا ہوں ۔

یہ فرما کر سری رامچندر جی ادھر بڑھے ادھر راجہ اندر دیوتاؤں سے مخاطب ہوئے کہ نگاہ رو برو ۔ باادب ۔ ساکشات ایشور پاربرہم بھگوان تشریف لاتے ہیں درشن کیجئے جس نے ایک مرتبہ بھی قدم دیکھ لئے اس کا جولا پھل ہو گیا یہی سری رامچندر جی ہیں ۔ جنہوں نے راون کے مارنے کو اس طرف عزم کیا ہے ۔

یہ کہہ کر سرپھنگ رشی سے فرمایا کہ

اچھا اب برہم لوک تشریف لے چلئے میرا رتھ حاضر ہے ۔

سرپھنگ رشی - مہاراج اس وقت برہم لوک سے بھی اور اونچا لوک ہو - تو تم

نہ کروں - سری رامچندر جی رونق افروز ہیں - ان کے درشنوں کے لئے اتنی عمر گنوا دی کہیں
ایسا موقعہ کہاں ہاتھ آئیگا - اس لئے معاف کیجئے ؛
راجہ اندر رشی مہاراج کی رام بھگتی سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ادھر
رخصت حاصل کی ادھر رامچندر جی نے دوڑ کر قدموں پر سر رکھ دیا کند مول پھل
پیش کئے اور پوچھا کہ -
راجہ اندر کے آنے کی غرض کیا تھی ؛
سر بھنگ رشی - مجھے برہم لوک لے جانے کے لئے تکلیف کی تھی مگر میں راضی نہ ہوا
میری اتنی زندگی آپ ہی کے درشنوں کی ہوس میں کٹی جس وقت آپ کے سامنے موجود ہوں
اس وقت برہم لوک کی ہوس کیسے ہو سکتی ہے - مکت آپ ہی کی بھگتی پر منحصر ہے اب آپ جہاں
بھیجیں شوق سے جاؤنگا آپ خود بخود فرمالیجئے کہ کرم کی تین قسمیں ہیں الس سنکلپ پھل
یہ تینوں غرض ذاتی اغراض کے لئے کرنا لازم نہیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ ہر
کرم کشن ارپن ہو چنانچہ میں تمام کرم اور ان کے پھل آپ ہی کی نظر کرتا ہوں یہ کرم
وہ ہیں جن سے انسان ترلوک کو جیت لیتا ہے چنانچہ میرے پاس جو تحفہ تھا وہ آپ کے
پیشکش ہے انسان اسی وقت تک دنیا میں آیا در ہتا ہے جب تک پن یعنی ثواب ہتے ہیں
اب میں نے اپنے ثواب آپ کو دئیے ہیں میرے پاس کچھ باقی نہیں ؛
سری رامچندر جی - آپ نے اپنے ثواب عطا فرما کر تینوں لوکوں پر اپنا قبضہ
کر لیا اب فرمائیے میرے لئے رہنے کی جگہ کون ہے ؛
سر بھنگ رشی - آپ ترلوکی کے مالک آپ کو کہاں جگہ نہیں مگر آپ پوچھتے ہیں
تو لیجئے میں بتاتا ہوں - یہاں سے تھوڑی دور جانا پڑیگا وہاں آپکو مندا کنی ندی چلیں
ہرن ملینگی سو تیکھن رشی بڑے باکمال ہیں - ان کے ضمیر صادق میں جلوہ افروز ہو جائے
اس سے بہتر اور مقام میں نہیں بتا سکتا اچھا اب میں چولا چھوڑتا ہوں تکلیف تو
ہوگی مگر جب تک مرغ روح پرواز نہ کرے آنکھوں سے اوٹ نہ ہو جائیگا ؛
یہ کہتے ہی سر بھنگ رشی اگنی کنڈ میں کود کر جوگ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جل گئے
روح مقدس رشی لوک اور برہم لوک کی سیر کرتی ہوئی بیکنٹھ میں پہنچ گئی جہاں
پرماتما کے جلوہ نور نے اُن کو پرتو الانوار بنا لیا ؛

سرگ - ۶

سری رامچندر جی کی سوتیچھن کے آشرم میں جلوہ آرائی - ساٹھ ہزار رکھیشروں کی پیشوائی

سری رامچندر جی سوتیچھن کے پتوبن میں تشریف لے گئے تو رشیوں کا میلہ لگا ہوا پایا ساٹھ ہزار رشیوں میں ایسے ایسے صاحب ریاضت اہل کشف و کرامات تھے۔ جن کا فیض نظر انسان کے لئے باعث نجات تھا کوئی برہمچاری کوئی مون دھاری کسی کو جل سین سے مطلب کسی کو ایک گھونٹ پانی سے غرض صدہا ایک پاؤں سے کھڑے تھے سینکڑوں ننگے مادرزاد۔ کسی کو کبھی پلک نہ جھپکتی تھی۔ کوئی گھاس پر قناعت کرتا تھا کوئی چاندنی کی طرف ٹکٹکی باندھے تھا تو کسی کی سورج سے آنکھیں لڑی تھیں بہت سے پنج اگنی تاپتے تھے کوئی سطح ہموار پر قائم تھا خلاصہ یہ کہ تپشیا کے کمال اس مقام پر ایسے نظر آتے تھے کہ انسان کی عقل دنگ ہو جاتی تھی بدن لاغر جسم ہڈیوں کا مالا مگر چہرے کا جلال وہ کہ سورج کا تیج مات ۔

رشیوں نے سری رامچندر کو آتے دیکھا تو نظر کشف سے پہچان کر دوڑ پڑے۔ برہمہ گیانیوں نے بڑی تعظیم و تکریم سے استقبال کیا۔ بولے کہ

اکشواکو بنس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا جس خاندان میں آپ اوتار لیں اس کی عظمت کون بیان کر سکتا ہے آپ تینوں لوک کے مالک فیض نگاہ قدرت کاملہ اور جلال لازوال کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کوئی نام ہی لے لے تو سات جنموں کے پاپ کٹ جائیں جگیہ میں یاد دھا بھی پڑے تو آپ کا اسم مبارک وہی برکت عطا کرے ویدوں کا مقولہ ہے کہ مہاتماؤں کے دل کی بات کہنا فضول وجہ یہ عالم الغیب ہوتے ہیں۔ آپ جب انتریامی ہیں۔ تو اظہار خواہشات فضول لیکن ہم لوگ آپ سے عرض حال کی معافی چاہتے ہیں ہم تو حرف مدعا زبان پر نہ لاتے مگر غرض مند جب تک اظہار مطلب نہ کرے اس کو ایک قسم کا خلجان ہی رہتا ہے۔ جو حاجت برار ہیں ان کو سوال کی ضرورت نہیں پھر بھی اپنے

راجہ سے عرض حال کرنا گناہ نہیں راجاؤں کا دھرم ہے کہ رعایا کو اولاد کے برابر سمجھے جو والئے ملک رعیت پرور ہے اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں رعیت نواز تاجدار کے لئے بیکنیٹھ کے سوا کہیں اور جگہ نہیں ہم لوگوں نے جتنی تپشیا کی اس کا چوتھائی قدرت آپ کو نذر کردی ہے اس لئے ہماری دولت ریاضت میں آپ کا بھی چوتھائی استحقاق ہے مگر افسوس کہ پمپا ندی منداکنی ندی اور چترکوٹ پر راچھس آپ کے حق میں دست اندازی ہی نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا یہ حق بالکل زائل ہو جائے اور ہماری کھیتی اجڑ جائے ہم لوگ اگر نظر ٹیڑھی کریں تو دنیا الٹ پلٹ ہونے میں شک نہیں مگر خیال ہے کہ تپشیا کی طاقت مٹ جائیگی ورنہ راچھسوں کے ذرا سی جنبش نظر کافی ہے شکر ہے کہ آپ تشریف لے آئے اب ہمیں کھٹکا باقی نہ رہا۔ ظالموں کو سزا ملنے میں کچھ ہی دن باقی ہیں ؛

سری رامچندر جی۔ دل سے دل کو راہ ہے آپنے دل میں یاد کیا تو میں بھی آ پہنچا خوشی کا مقام ہے کہ پتا جی کے ارشاد کی بھی تعمیل ہوگئی اور دلآزاروں کو بھی معقول سزا ملیگی زہے نصیب کہ مجھ سے آپ ایسے رشیوں کی کچھ خدمت بن سکے ادھر آپ کا سوال ہے اُدھر آپ کی برکت سے ناہید اقبال پھر گیا۔ راچھسوں کو فنا سمجھ لیجئے ؛

سرگ - ۷

سری رامچندر اور سوتچھن کی باہمی گفتگو

سری رامچندر جی مہرشیوں کو تسلی دیتے ہوئے سوتچھن کے آشرم میں پہنچے دیکھا۔ کہ پہاڑ آسمان سے باتیں کر رہا ہے انھوں نے جھک کر ڈنڈوت کی اور کہا۔

مہرشیوں کے سرتاج! رامچندر درشنوں کو حاضر ہے۔

سوتچھن نے دوڑ کر گلے سے لگالیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھالیا اور بولے کہ رگھوکل کبھوشن معزز آپ کے نام سے تن زندہ ہے آپکے قدموں سے یہ مقام مقدس و متبرک ہو گیا اب تک میں اسلئے پرانوں کی حفاظت کی درشنوں کی ہوس میں زندگی کو ختم نہ ہونے دیا مجھے اندر سے خبر دی تھی کہ سری رامچندر چترکوٹ پر پہنچ گئے اور ان کی خواہش

تھی کہ میں برہملوک چلا جاؤں لیکن میں نے منظور کیا اب آپ یہیں قیام کیجئے۔ جانکی جی کو بھی اس مقام پر آسائش و فرحت رہیگی ؛

سری رامچندر جی۔ بہت خوب جو مرضی۔ مجھے سرکھنگ رشی نے آپ کی جیسی تعریف کی ہیں نے آپکے اوصاف زیادہ پائے اسی لئے حکم ماننا میرا فرض ہے ؛

رشی۔ سری رامچندر جی! یہ آپ کی خوبیاں ہیں کہ بات نہ دکھی مگر میں نے آپ کے لئے وہ جگہ تجویز کی ہے جہاں نہ کوئی کھانے پینے کی تکلیف نہ پانی کی دقت نہ کسی کا کھٹکا نہ کسی کا غم اگر کچھ خوف ہے تو ہرنوں کا دیا تیج کی طرف اشارہ ہے ؛

سری رامچندر جی۔ ہرنوں کا خوف کیا شیر بھی ہوں تو کچھ پرواہ نہیں ہاں لچھمن جی ہوشیار تیر کمان لیں۔ میں یہاں رہنا مناسب سمجھتا ہوں فائدہ کیا کہ میرے سبب سے رشی جی کو کوئی ناگہانی تکلیف پہنچے ؛

سری رامچندر جی نے رات سوتیچھن کے آشرم میں بسر کی۔ صبح تک مہرشیوں کا میلہ لگا رہا ؛

سرگ - ۸

سری رامچندر جی کی سوتیچھن سے رخصت

تڑکے تڑکے سری رامچندر جی بیدار ہوئے تمام فرائض ضروری ادا کرکے سوتیچھن سے یوں رخصت طلب کی ؛

رشی مہارشی رات دن تپسیا میں مصروف رہتے ہیں بھوک پیاس خواب بیداری سب پر قابو ہے اِن کے تیج کو انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے آفتاب نکلنے تک میں اُن کے درشن کرکے کہیں تک جاؤنگا آفتاب کی حرارت اسی طرح تکلیفدہ ہوتی ہے جس طرح انسان کی بے زری۔ پس آپ اجازت دیں کہ میں قدموں سے جدا ہوں۔ سوتیچھن اٹھ کھڑے ہوئے گلے سے لگا کر کہا کہ

صاف ستھرے راستے سے جائیگا مخدوش راہوں سے چلنے کی ضرورت نہیں۔ آپ رشیوں کو درشن دے کر سرفراز کرتے ہوئے پھر مجھے درشن دیں۔ میں نہایت ممنون

ہوئگا *
سری رامچندر جی اس طرح وہاں سے رخصت ہوئے چلتے وقت جانکی جی نے تلوار
اور تیر کمان ہاتھ میں دے کر فراغت حاصل کی *

سرگ ۔ ۹

سری جانکی جی کی سری رامچندر جی سے گزارش

راستے میں سری جانکی جی نے سری رامچندر جی سے فرمایا کہ ۔
آپ سے بڑھکر دنیا میں کون عقلمند ہے فہم و فراست کو آپ کے نام سے فخر ذہن رسا
آپ کا مطیع پھر مجھ عورت ذات کی آپ کے سامنے کیا حقیقت آپ سے کچھ کہنا سورج
کو چراغ دکھانا ہے تاہم اس وقت جرات ہوتی ہے کہ اپنے خیالات ظاہر کروں *
سوامی جی عقلمندوں نے کہا ہے کہ کام بغیر سوچے سمجھے کبھی نہ کرے میری سمجھ میں نہیں
آتا کہ آپ پتا جی کے بچن کی تعمیل کیونکر کرینگے وجہ یہ کہ آپ نے راکھشسوں کے قتل کا
بیڑا اٹھالیا ہے ۔ جیسے کا جیانا اور شہنائی کا بجانا ناممکن نہیں ابھی ابھی رشی منڈلی سے سن
چکی ہوں کہ غصہ سے تپسیا کا پھل جاتا رہتا ہے ۔ پھر یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ آپ تپسیا
بھی کریں اور راکھشسوں کو بھی ماریں آپ کے تین اوصاف زبان زد خلق ہیں ۔ ہمیشہ سچ
بولنا ۔ غیر عورت سے پرہیز کرنا ۔ بے جرم کسی کو ایذا نہ پہنچانا ۔ خیال کیجئے کہ آپ تپسیا
کے لئے بن میں تشریف لاتے ہیں راکھشسوں کو ماریںگا تو تپسیا کا پھل کہاں رہا اور
پرتگیا جھوٹی نہ ہوتی اور کیا آپ ابھی چلے آتے ہیں راہ تک میلی نہیں ہوئی راکھشس جانتے
بھی نہیں کہ آپ کہاں ہیں نہ کچھ دشمنی نہ عداوت پس اُن کے قتل کا تہیہ کیسا غور کیجئے
کہ راکھشس مارے گئے ۔ تو اُن کی عورتوں کی کیا حالت ہوگی اول تو اُن کی زندگی کا
لطف جاتا رہیگا دوسرے اُن میں سے بہت فاحشہ اور بدچلن ہوجائینگی جب پتی کی قید
سے عورتیں بیکار ہونگی تو اُسکا پاپ کس کے سر ہوگا آپ ہی اِس ادھرم کے بانی سمجھے جائینگے
انسان بیوجہ کسی کو قتل کرے تو وہ ضرور ملزم ہے پھر جب آپ کوئی بگاڑ بھی نہ کریگا تو آپ
اُسکے مارنیوالے کون اگر یہ کہئے کہ رشیوں سے زبان اللہ بیٹھے تھے تو یہ بھی ٹھیک نہیں رشی لوگ سزا

دے بیٹھیں تو کیا ہو میں تو جہاں تک خیال کرتی ہوں یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آپکی اور لچھمن جی کی
ساتھ کا شٹ ہے غرض تو راچھسوں کے مارنے سے تھی دھیا کا بچن اور رشیوں کی بات پر
رکھ دیا میری عرض یہ ہے کہ کتنا کچھ کرنا کچھ درست نہیں اہل زمانہ طعن کرینگے کہ راو جب
کو راستہ بتانے رہی مگر اب آپ کو تیغ و تیر لئے ہوئے پھرتے دیکھنے سے دل کھٹکتا ہے۔
جب تیر چلّے میں رہا تو ممکن نہیں کہ کسی نہ کسی پر کبھی سرنہ ہو ہاتھ کی تلوار بے خون پئے
رہ نہیں سکتی ہاتھ میں تلوار چلّے میں تیر ہو یا پھوس کے پاس آگ تو ممکن نہیں کہ
کچھ نہ کچھ شعلی و ناشعلی نہ ہو اس لئے شاستروں میں ہدایت ہے کہ انسان ہر وقت ہتھیار
پاس نہ رکھے چنانچہ اس کے لئے یہ نظیر بھی دی ہے یعنی ؎

ایک رشی بڑے ست بادی اندری جیتا و تپسوی تھے جب تپسیا کی حد ہو گئی تو اندر
اپنے اندر آسن سے مایوس ہو بیٹھے سوچتے سوچتے تپ بھنگ کرنے کی تدبیر نکالی کہ رشی
کو حاضر ہوئے قدم چومے اور دست بستہ عرض کی کہ۔

مہاراج ایک ضرورت سے جاتا ہوں تلوار رکھ لیجئے واپس آکر لونگا +

رشی نے تلوار رکھ لی اور پرائی چیز کی احتیاط اس طرح منظور کی کہ ہر وقت تلوار جان
کے ساتھ رکھنے لگے ادھر تو ہر وقت پرائی امانت کی حفاظت کا خیال ادھر تلوار کا
خیال ادھر تلوار کا قبضہ ہر دم ہاتھ میں ہوتے ہوتے تپسیا سے طبیعت اُچاٹ ہو گئی
اور خونریزی کی نفرت دل سے جاتی رہی نتیجہ یہ ہوا کہ رشی جی کو بیکنٹھ کے عوض نرک میں جانا
پڑا راجا اندر کا وسواس دور ہو گیا چنانچہ سمجھ لیجئے کہ جس نے تلوار پاس رکھی گویا اس نے
لکڑی کے پاس آگ روشن کر دی منش کو بہت غصہ آتا ہے جب ہتھیار پاس ہو تو
کمزور بھی وار کرنے سے نہیں چوکتا آپ میرے سرتاج ہیں میں آپکے قدموں کی خاک کے
برابر ہوں گستاخی نہیں کر سکتی صرف یہ خواہش کرتی ہوں کہ جب تک کوئی دشمنی نہ کرے
اس کو مارنا ٹھیک نہیں آپکی رحمدلی پر حرف رکھینگے۔ مانا کہ راچھس رشیوں سے بیر رکھتے
ہیں ان کی حفاظت لازم ہے مگر تپسیا کی پرتگیا پوری کرنے کے لئے خونریزی کب
درست ہے مثل مشہور ہے جیسا دیس ویسا بھیس جنگل میں جہاں دیکھئے رشی منی جدھر
نظر اٹھائیے تپسوی ایسی جگہ خونریزی کا کیا کام۔ یہاں تو جب تپ ہی مناسب ہے
چودہ برس کچھ دور نہیں ہتھیار باندھنے کے لئے عمر پڑی ہے اجودھیا میں جتنے ہتھیار

چاہئے یہ استعمال فرمائیگا - کون ڈسنے والا ہے مگر میں یہاں اس طرح کو درست نہیں سمجھتی
انسان کی عزت دھرم سے ہے دھرم سے دولت اور لوک پرلوک کے عیش و آرام
سب ملتے ہیں دھرم سب سے مقدم ہے اسی لئے میری رائے ہے - کہ چودہ برس
تپشیا کرکے چولا بھی کھلا دیجیگا - تو دھرم کی برکت سے عمر بھر وہ آسائش میگی
جس کا شان وگمان بھی نہیں راچھسوں کے مارنے سے عقل کو زوال ہوگا -
تپشیا کی برکتیں نادارد ہو جائینگی دھرم کے کاموں میں دھرم کی جگہ برکت دیتی ہے
ادھرم کے کاموں کے لئے دھرم کی جگہ نامناسب ہیں اس لئے ڈنڈکارینہ بن
تپشیا کے لائق ہے یہاں تیغ آزمائی کا کیا کام -
اتنا کہہ کر سری جانکی جی گڑگڑانے لگیں اور ہاتھ جوڑے ہوئے عرض ادب کی معافی
مانگی درخواست کی کہ عورتوں کی بیوقوفی کو نظر انداز کرکے نفس مطلب پر غور کیجئے
اور جب تک سوچ نہ لیجئے تب تک کسی کام میں پیشقدمی نہ فرمائیے -

سرگ ۱۰

سری رامچندر جی کا جواب - سری جانکی جی کی تشفی

سری رامچندر سری جانکی جی کی تقریر سنکر گوہر فشاں ہوئے - کہ
تمنے جو کچھ کہا وہ میری بہتری کے واسطے ہے تم میری رفیق صادق ہو سچی محبت رکھنے
والے کا یہی دھرم ہے کہ دھرم کی ضروری باتیں موقعہ پر جتا دے تم راجہ جنک کی راجکماری
تمہارے خاندان میں دھرم کا زور شور اس پر عقل ہنر میں آپ اپنی نظیر - کیا دھرم کے
مسئلے تمہیں نہ معلوم ہونگے تو کسے ہونگے دیکھو چھتری کے دھرم کی تمنے بات ٹھیک نہیں
کی جب تک دھرم اور ادھرم دونو موجود ہوں تب ہتھیار رکھنا نہایت ضروری ہے رشی
[illegible] ہزاروں شیطانوں کو ستا رہے ہیں
[illegible] اس لئے مجھے پرتگیا کرنی پڑی اور ہتھیار بھی ساتھ رکھنا پڑے کیونکہ عورت
کے وقت اگر میں تنہا ہوا تو ظالموں کی سرکوبی کیونکر ممکن ہے کیسے تپشیا دھرم ہوں
[illegible] اس دھرم ادھرم کیا

سحر سازی کی مگر رشی باکمال تھے
کام لیا اپسراؤں نے اپنی اداؤں اور نغمہ پردازیوں سے
نفس پر حکومت تھی خواہشات پر قابو تھا سوچے کہ ذرا مزہ چکھانا اور نفس کشی کا کمال
دکھانا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپسراؤں میں سے پانچ خوبصورت سے خوبصورت حسین
سے حسین طرحدار نازک اندام اپسراؤں کو چن کر دہ مجاز کیا کہ یہاں سے ہل نہ سکیں اور
اپسرائیں جو رہ گئیں دیوتاؤں کو برا بھلا کہتی نام سناتی۔ بیوقوف بناتی اور تنفر
حقارت سے دیکھتی ہوئی بھاگیں دیوتاؤں نے بھی دم دبائی ڈرے کہ کہیں ہم بھی نہ

پکڑے جائیں ؞
جب رشی جی نے دیوتاؤں کو اپنی تپشیا کی طاقتوں سے زیر کیا کامدیو کی بھی ایک
نہ چلی اپسراؤں کے بھی ناز نخرے کام نہ آئے۔ پانچ اعلیٰ درجہ کی اپسرائیں دیوتاؤں کے
قبضے سے جاتی رہیں تب مانڈکرنی رشی کو کچھ بیر نہ تھا وہ اپنے فضل و کمال سے دیوتاؤں
کی بھی ایسی چولیں ڈھیلی کر چکے تھے تب آشرم میں اندر تک کا قدم نہ ٹھیر سکا پس انہوں
نے پانچوں اپسراؤں کو تپشیا کی زنجیر میں جکڑ کر یہ تالاب اپنے نام پر بنا لیا اور ان
کی بود و باش کے عالیشان مکان تعمیر کروئے اور رد و سامان کیا کہ کبھی کو تکلیف

نہ ہو ؞
اب بھی اپسرائیں رشی جی مہاراج کی استتی یعنی ثنا و صفت کو زندگی کا جزو اعظم سمجھتی ہیں
اور اندر کی یہ طاقت نہیں کہ اُن کو رہائی دلوا سکیں اگر کوشش کریں تو پھر جھگڑا وڑ
کی سی وہاں ہو جائے یعنی راجہ اندر کو بھی لوٹ کر امرنگر جانا نصیب نہ ہو ؞
سری رامچندر جی ایسے مہا رشی کے درشن کے ایسے خواہشمند ہوئے کہ انہوں نے قدم بڑھایا
ادھر رشی جی ان کی آمد آمد کو نظر کشف سے بھانپ گئے اور انہوں نے ایک اشارہ
کیا تو آشرم ہی وہاں پہنچ گیا جہاں رامچندر جی تیز قدمی سے چلے تھے باہم ملاقات ہوئی ایک
دوسرے نے ایک دوسرے کی عظمت پہچانی اور رامچندر جی کو رشی کے اصرار سے وہاں ایک دن
رہنا پڑا ان سے رخصت ہوئے تو رامچندر جی نے مرکب عزم کو ایڑ دی جہاں جہاں
پہنچے وہاں وہاں رشیوں منیوں نے آنکھیں بچھا دیں خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا انکی
خاطر و تواضع مروت و محبت کے لحاظ کہیں ایک دن کہیں ہفتہ کہیں پندرہ روز کہیں ایک
مہینہ اور بس حد ہے کہ کہیں ایک سال تک قیام کرنا پڑا یونہیں دس سال گزر گئے اور پھر

واپس آکر کئی مہینے تک سوتیکشن کے آشرم میں بود و باش اختیار کی۔ کئی مہینے قیام کو گزر گئے۔ دلچسپیوں نے آگے قدم بڑھانے نہ دیا ایک روز باتوں باتوں میں زبان مبارک پر یہ الفاظ آئے ؎

سب کھیشروں منیشروں کے درشن ہو گئے صرف اگست رشی کے درشنوں کی ہوس رہ گئی سنا ہے وہ کہیں قریب ہی ہیں اس لئے اجازت درکار ہے ؎

سوتیکشن۔ ضرور درشن کیجئے بڑے مہاتما ہیں ان کا سا فضل و کمال اور کسی رشی میں نہیں آپ جائیں تو پہلے ۲ کوس کی منزل طے کریں وہاں اُنکے بھائی ایدم باہ آپ کو ملینگے اُن کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آسانی سے درشن مل جائینگے آپ دکن کی طرف چلے جائیں جہاں پیپل کا درخت ہے وہاں رات بھر آرام کریں اور پھر ایدم باہ سے ملیں وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائینگے وہاں سے صرف چار کوس کی مسافت طے کرنا ہوگی ؎

سری رامچندر جی ڈنڈوت کر کے رخصت ہوئے جدھر سے گزرے ہون کی لکڑیوں کا انبار نظر سے گزرا۔ ہون کنڈ درشن دیکھے اور آخرکار ایدم باہ کے استھان کی کٹی دلکش پیش نظر ہو گئی اس آشرم کی دلآویز فضا دیکھ کر سری رامچندر جی نے لکشمن جی سے فرمایا کہ۔

بڑی متبرک مقام ہے جس کی تعریف سوتیکشن جی نے کی تھی یہاں راچھسوں کو آنے کی جرأت نہیں پڑتی آئیں تو جان سے ہاتھ دھوئیں اس مقام پر دو راچھس بھائی بھائی تھے۔ ایک باتاپی دوسرا ایلول دونو بھائی خوب ہی سنسکرت بولتے تھے برہمنوں کا گوشت پوست ان کی غذا تھی یہ بدمعاش پتر شرادھ کے حیلے سے برہمنوں کو بلاتے تو باتاپی اپنے چھوٹے بھائی کو بھیڑ بنا کے اس کا گوشت برہمنوں کو کھلا دیا کرتا تھا اور جب کھانا پیٹ میں جاتا تو ایلو چلاتا کہ معدے میں ہوں۔ باتاپی صدا سنکر آواز دیتا تو ایلوں بھیڑ بن کر نکل آتا اور سارے برہمن دونو کے پیٹ میں سوا ہو جاتے۔ مدتیں یونہی گزر گئیں۔ نہ معلوم کتنے براہمنوں کی جان پر گزری آخر ادھر برہمنوں نے اگست رشی سے فریاد کی اور ادھر باتاپی نے پتر شرادھ کے لئے برہمنوں کو نیوتا دیا۔ شاستر میں برہمنوں کو خاص حکم ہے کہ پتر شرادھ میں بلانے سے ضرور جائیں ورنہ عذاب ہے برہمنوں کی دعوت قبول کرنا

پڑی۔ اگست رشی اُن کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے +
اگست جی صاحب کرامات تھے سمندر کو سرک گئے تو اور اس سے بڑھ کر کمال کیا ہو
سکتا ہے انہوں نے ذرا دم لیکر پوچھا کہ اب بھوجن میں کیا دیر ہے جواب ملا فقط
آپ کے حکم کی۔ خلاصہ یہ کہ اگست جی نے ڈٹ کر کھانا کھایا اور جس وقت بڑے
بھائی نے چھوٹے بھائی کو آواز دی اگست جی بولے۔
بھیا کس کو پکارتے ہو وہ تو میرے پیٹ میں ہضم ہوگیا اب اس سے ہاتھ دھوؤ جب
جم لوک میں جانا تب دیکھ لینا۔
یہ سنتے ہی راچھس آگ بگولا ہوگیا۔ ایسا جوش غضب میں دوڑا کہ معلوم ہوتا تھا
اب جیتا نہ چھوڑیگا۔
اگست جی کا ایک اشارہ کافی تھا انہوں نے نظر بھر کر دیکھ لیا تو بدن راکھ ہوگیا
دونو بھائی اپنے نتیجے کو پہنچے دنیا اگست رشی کے کمال کی قائل ہوگئی اور اب ہم انہیں کے
درشنوں کو جاتے ہیں انہیں باتوں میں راستہ کٹ گیا اور سری رامچندر جی غروب آفتاب
کے وقت ایدمباہ رشی کے آشرم میں پہنچ گئے رشی کے بہت خاطر مدارات کی اور صبح کو اپنے
ساتھ اس آشرم میں لے گئے جہاں اگست رشی تپشیا میں مشغول تھے یہ مقام اگست
رشی کے نام سے موسوم تھا۔ اور اسے لوگ اگست پربت کہتے تھے اور پہلے اس کا
نام بندھ پربت تھا۔
روایت ہے کہ ایک دفعہ نارد جی اس پربت پر رونق افروز ہوئے پربت نے کندمول
سے بڑی خاطر و تواضع کی۔ چلتے وقت نارد جی نے کہا کہ اب تم سے رخصت ہماچل اور
میرو پربت پر جاؤں گا۔ کیونکہ یہ دونو پہاڑ پہاڑوں کے راجہ ہیں بندھ پربت کو یہ بات
ناگوار ہوئی۔ اس نے کہا ہماچل اور میرو پربت میں کیا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے۔ کہ
نارد جی نے راجہ کا خطاب دیدیا۔ اسی غصے میں اس نے بڑھنا شروع کیا تو بلندی کی
حد نہ رہی جہاں دن تھا وہاں رات ہوگئی۔ جہاں رات تھی وہاں آفتاب چمکنے لگا۔ مثلاً
ہوں سب برباد ہوگئے۔ قانون قدرت الٹ پلٹ ہوگیا دیوتا گھبرا اُٹھے۔ ان کے
بنائے کچھ نہ بنی اگست رشی ان دنوں کاشی میں تھے دیوتاؤں نے خوشامد درآمد
منت سماجت کی کہ اس اندھیر کو مٹائیے +

اگست رشی نے نازل فریاد کی فریاد سنی بندھیا چل کے پاس آئے اور کہا یہ کیا بات ہے بندو پربت نے دیکھتے ہی پرنام کیا مگر جھک کر ڈنڈوت کی اگست رشی نے ٹوکا کہ ایسا پرنام کر دائرے میں رکھو۔ بندو پربت نے فوراً ہی جسم سکوڑ لیا اور سر جھکا کر عرض کی مہاراج آپ کے حکم کی تعمیل ہوگئی۔

اگست رشی نے بندو پربت سے کہہ دیا کہ تم پربتوں کے راجہ ہو گئے میرا آشیرباد اٹل ہے اب دیکھو جب تک میں واپس نہ آؤں تب تک اسی حالت میں رہنا سر نہ اٹھانا۔ چنانچہ اب تک اگست رشی نہ وہاں گئے اور نہ بندو پربت کا سر اونچا ہوا ۔

سری رامچندر جی لچھمن جی سے فرمانے لگے کہ ایسے بزرگ مہاتما سے ملنے میں ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ ہوگا اور درشن آسانی سے مل جائے تو کیا عجب چودہ برس کے بن باس کا زمانہ قریب الختم ہے اب سے برسوں کے عوض مہینے باقی رہ گئے ہیں اس لئے میرا ارادہ ہے کہ باقی ایام اگست رشی کے آشرم میں بسر کروں اس استھان کی عظمت اسی بات سے سمجھ لو کہ یہاں جھوٹ بولنے والے نالائق غصہ ور بے رحم اور پاپی خودبخود خاک سیاہ ہو جاتے ہیں اور اگست جی کا رتبہ وہ ہے کہ روزانہ دیوتا تک درشن کرنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں ہم لوگوں کو راج چھوٹنے کا غم ہے مگر اگست جی کی عنایت سے مایوسی نہیں ان کا ذرا اشارہ ہو جائے تو ناممکن بات بھی ممکن ہو سکتی ہے ۔

یہ کہتے کہتے سری رامچندر جی اگست رشی کے آشرم کے دروازے پر پہنچ گئے لکشمن جی سے کہا کہ خبر کرو کہ رامچندر سیتا جی کے ساتھ درشنوں کو حاضر ہے ۔

سرگ ۱۲

اگست رشی جی کے آشرم میں سری رامچندر جی کی جلوہ آرائی۔ خاطر تواضع شستروں کی پیشکش

لچھمن جی نے اگست رشی جی کے ایک چیلے کو سری رامچندر جی کی تشریف آوری کی خبر کی اگست جی اس وقت ریاضت میں مصروف تھے چیلے کے منہ سے پوری بات بھی نہ نکلی

کھی گر رشی جی نے خود ہی فرمایا کہ جلدی سری رامچندر و سری لچھمن اور سری جانکی جی کو لے آؤ ۔

چیلا خوش دوڑا آیا سا منے چلا سری رامچندر جی کو خرامان دیکھ کر اور تو اور ہرنوں کی چوکڑی بھی بھول گئی ۔ جانوران صحرائی کی آنکھوں سے بھی پریم کے آنسوؤں کی دھار بندھ رہی تھی ۔ ٹکٹکی بندھے تھے کسی کو حس و حرکت نہ تھی ۔ سری رامچندر جی اگست رشی کے استھان پر پہنچے تو برہما ۔ بشن ۔ شیو ۔ سورج ۔ چندرما ۔ کوبیر ۔ وایو ۔ بسو کراں جمراج ہرن کا تری بیس وغیرہ سب کے لئے عمدہ سے عمدہ اچھی سے اچھی نشستگاہیں پائیں ۔ جس وقت اگست جی نے آتے دیکھا تو چیلوں سمیت دوڑ کر پیشوائی کی سری رامچندر جی قدموں پر گر پڑے لچھمن جی اور جانکی جی نے بھی پاؤں پر سر رکھ دیا ۔ اگست جی سری رامچندر جی سے بغلگیر ہوئے ۔ ہاتھ منہ دھویا ۔ کند مول پھل پیش کرکے التجا کی کہ ۔

برگ سبز است تحفۂ درویش   گر قبول افتد زہے عز و شرف

سری رامچندر جی نے تکلف کیا تو اگست جی بولے کہ آپ اپنے کو ناخواندہ مہمان نہ سمجھئے مدتوں سے ہم لوگ شربت دیدار کے پیاسے تھے آپ نے احسان کیا کہ ہماری امیدیں پوری کیں آپ کو برگ سبز قبول کرنے میں تکلف کس بات کا ہے آپ کو خیال ہے کہ چھتری کو یہ سوغات قبول کرنا لازم نہیں تو یہ خیال فضول ہے جس شخص کے گھر کوئی مہمان آئے اور مالک اس کی خاطر و تواضع نہ کرے تو اسے اپنی ہی بوٹیوں سے پیٹ بھرنے کا مطلب ہے ورنہ کتے کے گوشت میں تو شک ہی نہیں ۔ جھوٹی گواہی دینے والوں کے لئے بھی قانون قدرت سے یہی سزا مقرر ہے جو آج نہیں کل ضرور ملیگی مگر مجھے اس سے مطلب نہیں اپنے معاملے سے مطلب ہے بیشک آپ چھتری ہیں ۔ نام نیک کر راجے آپ کے قدموں پر سر جھکانے کو فخر سمجھتے ہیں اکشواک کے نام کو آپ نے زندہ کر دیا راجہ دسرتھ کی روح نے حیات ابدی پائی ۔ اگر آپ کند مول پھل قبول نہ فرما دینگے تو گویا میرے واسطے آئندہ جنم کے لئے غذا کا منہ مار دیا ۔

سری رامچندر جی اگست جی کی تقریر سے متاثر ہوئے انہوں نے سر تسلیم خم کر کے پیشکش قبول کی اور رشی جی کا شکریہ ادا کیا ۔ رشی جی خوش ہو گئے ۔ اشیرباد

دے کر کہا کہ

لیجئے یہ اندر کا دھنش قبول کیجئے۔ آپ نے یہی دھنش پرسرام جی سے لیکر برن کو دیا تھا۔ برن نے مجھے سپرد کیا اور اب میں آپ کے پیشکش کرتا ہوں یہی نہیں ترکش بھی لیجئے عمر بھر تیر چلاتے رہیے۔ مگر کبھی خالی نہ ہو۔ تلوار بھی نذر ہے جس نے دیوتوں کی مایوسی کے وقت جوہر خونریزی کھا کر راچھسوں پر فتح پائی تھی میں سب شستر آپ کی نذر کرکے التجا کرتا ہوں کہ اس وقت سے آپ کبھی انہیں ہاتھ سے نہ رکھیں۔ نہ ان کے استعمال سے غافل ہوں یہ استر اور شستر بڑا کام دینگے ٭

سرگ ۱۳

اگست رشی اور سری رامچندر جی کی بات چیت اور پنچ وٹی میں قیام کی تجویز

اگست رشی ماہر اسرار غیب تھے۔ انہوں نے اس قسم کے الفاظ میں شانتی کی گویا پیشینگوئی کردی ٭

آپ نے مجھے سرفراز کیا میں اس قابل نہ تھا مجھکو ممنون کرنے کے لئے اس قدر تکلیف مجھے آپ کی زحمت کا چنداں خیال نہیں کچھ خیال ہے تو سری جانکی جی کی تکلیف کا سیتا جی نازک اندام ہیں ان کی صحرا نوردی کے مصائب خیال کرکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جانکی جی کو اور عورتوں کی طرح عورت سمجھنا اپنی بھول ہے یہ عام عورتوں کی طرح نہیں جو خاوند کی عیش کی ساتھی ہیں جہاں کچھ اینڈا بینڈا وقت آگیا تو کترانے لگیں۔ کاندھی دیکھی میٹھا میٹھا ہڑپ۔ کڑوا کڑوا تھو کا مرقع مکھیوں کا ڈنگ سہیں اور سدا آپ شہد کھانیکو تیار۔ شہد نہ ملے تو آنکھیں کھائے منہ پھیلائے کُڑھیں حب تک شرم وحیا ہے تب تک تو خیر نہ جہاں آنکھ کا پانی مرا پھر ایک کیا دس سے بند نہیں شوہر کی چھاتی پر کودوں دلوائیں خاوند کی ناک کٹوائیں اگر جرجی میں آئے کر چھوڑیں تو خود کی

ہیں بجلی کا سا خاصہ ہوتا ہے نیت کا کچھ بھی ٹھکانا نہیں ÷

اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید

یعنی گھوڑے، عورت اور تلوار کی وفاداری پر بھروسہ کرنا حماقت ہے اِن کو دوست
دشمن سے غرض نہیں جس سے تعلق ہوگیا اسی سے سروکار ہے ملکیت وغیرہ کے حقوق
سب زائل جس عورت نے شرم و لحاظ کا پردہ اُٹھا دیا ہے اُسے غیر سے تو غیر بھائی بھتیجے
بیٹے سے بھی پرہیز نہیں ہوتا اور قرابت داروں کی کون کہے مگر سب عورتوں کے مزاج و
خواص بھی یکساں نہیں ہوتے جہاں ہوا مت کی مستحق ہوتی ہے وہاں بہت ایسی بھی ہیں
جن کی وجہ سے دنیا تھمی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور جن کو سویرے سویرے منہ دیکھ کر اُٹھنے
والے دن بھر عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ میرا مطلب سری جانکی جی
سے تھا ان کو جو عورتوں سے شمار کرے وہ عقل سے خالی یہ ساکشات لکشمی کا سروپ
ہیں چاند میں داغ ہے ان میں دھبہ نہیں۔ سورج کی روشنی دن بھر رہتی ہے مگر اُن کے
دھرم کا تیج سورج چاند دونو کو غروب کر دیتا ہے اسی سے میں مناسب نہیں سمجھتا
کہ ان کو جنگل کی ٹھوکریں کھلائیں بہتر یہی ہے کہ آپ ایسی جگہ قیام فرماویں جہاں پانی
بھی عمدہ ہو آسائش کے لئے بھی کسی چیز کی کمی نہ ہو اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ
پنچ وٹی سے بہتر دوسرا کوئی مقام ایسا نہیں جہاں کہ ہر طرح کا سبھیتا ہو اگر کچھ کھٹکا ہے
تو ہرنوں کا۔

سری رامچندر جی یہ سُنکر مسکرائے اور کہا کہ۔

مہاراج میں آپ کے لفظ لفظ کا مطلب سمجھ گیا واقعی آپ کا فرمانا بہت درست
ہے آپ نے پنچ وٹی کا مقام بہت ہی مناسب تجویز کیا حالانکہ آپ کے آشرم میں راون سے
راکھشسوں کا گزر نہیں تاہم تپسویوں کے لئے پنچ وٹی ہی آسائش کا مقام ہے ÷

اگست جی بولے یہ بھی آپ کا گھر ہے پنچ بٹی بھی گھر۔ یہ کیا دل میں رہئے آنکھوں کے تل
میں رہئے تو بھی کسی کو عذر نہ ہو۔ مگر جو مقام میں نے تجویز کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر
آپ کے بن باس کے آخری زمانے میں کوئی مفید مطلب مقام نہ ملیگا جو جن کا فاصلہ کچھ
فاصلہ نہیں پہلے دکن کی طرف جائیے پھر پچھم کی طرف چل کے دکن کی طرف مڑتے پہلے
پہاڑ ملیگا پھر گوداوری ندی اس کے آگے پنچ بٹی آپ وہاں رہیں اور اطمینان رکھیں

کہ میں ہر روز خبر لیتا رہا کرونگا یہ نہ سمجھیئگا کہ اگست رشی یانی جمع خرچ کرتا ہے اس کی ہر ایک بات میں ایک رمز ہے۔

سری رامچندر جی اگست رشی کی پہلو دار تقریر کا نفس مطلب سمجھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے پرنام کیا اور دکن کی طرف بسمند عزم کو ایڑی دی ‡

سرگ ۱۴

سری رامچندر جی کی گردھ راج سے ملاقات - گردھ راج کا شجرہ خاندانی

سری رامچندر جی آگے بڑھے تو گردھ راج کو دیکھ کر سمجھے کہ ہو نہ ہو کوئی راچھس پرند کے بھیس میں ہے انہوں نے تیر و کمان سنبھالا اور جا کر پوچھا ‡ تم کون ہو؟

جواب ملا۔ صاحبزادے میں راجہ دسرتھ کا دوست گرجٹائی ہوں راچھس نہیں راجہ کے رشتہ سے مجھے بھی اپنا بزرگ سمجھو۔ نیز چلا گئے تو تمہاری سعادتمندی میں فرق ہوگا۔

رامچندر جی - اگر یہ بات ہے تو بیشک آپ میرے بزرگ واجب التعظیم ہیں لیکن آپ اور راجہ دسرتھ سے دوستی کیسی انسان اور پرند سے رشتہ مندی کیا۔

گردھ راج۔ تمہارا کہنا بہت درست لیکن جب تک میں اپنا شجرہ نہ بیان کرونگا تب تک تمہاری دلجمعی نہ ہوگی ‡

لہذا سنو۔ (والمیک جی فرماتے ہیں کہ شجرہ جو پڑھے سُنے اُس کی برکت سے بے اولاد کے گھر اولاد ہو سکتی ہے) پرجاپتی سترہ ہیں +

کردم[۱] - بکرت[۲] - شش[۳] - سنسرشی[۴] - بھویتری[۵] - اسخانوں[۶] - مریچی[۷] - انزی[۸] - کرتو[۹] - پوست[۱۰] - انگرا[۱۱] - پرچیتا[۱۲] - پلہہ[۱۳] - دکش[۱۴] - بوسان[۱۵] - ارشٹ نیم[۱۶] - کشیپ[۱۷]۔

پرجاپتی کی ساٹھ لڑکیاں تھیں جن میں سے تیرہ انہوں نے کشیپ کے ساتھ منسوب کر دیں - ان تیرہ میں سے آٹھ لڑکیاں بڑی معزز تھیں۔ یعنی

ادتی - دتی - دلو - کالکا - تانرا - کردھم لبا - منو - انلا -

کشیب جی تپسیا میں مشغول رہتے تھے اور یہ شب و روز خدمت میں مشغول رہتی تھیں
ایک روز کشیب جی کمال خدمتگذاری سے خوش ہوکر بولے کہ اولاد کی خواہش ہو
تو کہو جو بیٹا ہوگا طاقتور دو لخت جگر وجود میں آئیگا صاحب اقبال +

ادتی، دوتی اور کالکا بولیں کہ -
دنیا میں اولاد کی خواہش کسے نہیں - انسان تو انسان جانور بھی آرزو رکھتے
ہیں کہ اولاد ہو -

کشیب جی نے خواہش پوری کردی اور پہلے ادتی سے تینتیس ۳۳ قسم کی اولاد عالم
ہستی میں موجود ہوئی -

بارہ کلا سورج - آٹھ بسو - گیارہ رُدر - اور بھوت پشاچ -

دتی سے دیتوں کی پیدائش ہوئی - جنہوں نے وہ طاقت پکڑی - کہ روئے
زمین پر اپنے نام کا ڈنکا بجادیا +

دنو سے ہیگریو یعنی کنہر کا ظہور ہوا - جن کا منہ تو گھوڑے کا ہوتا ہے اور جسم انسان کا
کالکا کے دو بیٹے جنی نرک اور کال - پاپیوں کو یہی نرک میں پہنچاتے ہیں +

تامرا کی پانچ بیٹیاں کروچی - بھاسی - سینی دھرتراشٹری اور سوکی کہلائیں - جن
میں سے کروچی سے الوک یعنی الّو - بھاسی سے بن جنتو یعنی جانوران صحرائی سینی سے
باز اور گدھ پیدا ہوئے جن کی طاقتیں چھپی نہیں - دھرتراشٹی کی اولاد ہنس و چکئی
چکوا ہوئے - سوکی بیٹی بنتا تھی -

کشیپ جی کی چھٹی استری کا نام کرودھبا تھا اس کے بطن سے یہ دس
لڑکیاں پیدا ہوئیں +

مرگی - مرگ مندا - ہری - بھدر مندا - ماتنگی - شاردول - سیتا - سربھی
کدر کا سُرسا -

کرودھبا کی نسل میں ریچھ - مرگ ہوئے - بھدر مندا کی لڑکی ایراوتی تھی -
جس سے ہاتھی کی پیدائش ہوئی - ہری سے شیر سندر - شاردولی سے شیر ماتنگی سے دوسرا
قسم کے ہاتھیوں نے پیکر ہستی پہنا -
سبھنے کے دس بیٹے دگج ہیں جن پر زمین تھمی ہوئی ہے - سوربھی کے دو بیٹیاں ہوئیں

روہنی اور گندھربی جن میں سے روہنی کی اولاد میں گئو ہے اور گندھربی کی نسل میں گھوڑے - سُرسا اور کدر سے دو قسم کے ناگ پیدا ہوئے ۔

کشیپ جی کی جس استری کا نام منو تھا اُس سے جب انسان کی پیدائش ہوئی تھی تو ان کا دل خوش ہو گیا - انسان چار قسموں میں منقسم ہوا - براہمن چھتری - ویش - شودر ۔

برہمن پرمیشور کے منہ سے - چھتری بازو سے - ویش ران سے اور شودر پاؤں سے بظہور ہوئے ۔

انلا کشیپ کی آٹھویں استری تھیں - اِن سے عمدہ عمدہ درخت باغ ہستی کی زینت ہوئے - ستروختر سوکی کے دو فرزند تھے - گرڑ اور ارُن - ارُن کے دو فرزندوں میں ایک سمپاتی ہے دوسرا میں ۔

ایک روز دیوتاؤں اور دیتوں کی لڑائی میں راجہ سرتھ غش کھا کر گر پڑے میں نے اِدھر ان کو سنبھالا اِدھر دشمنوں کو شکست فاش دی راجہ سرتھ نے میری وفاداری کی قدر کی اور مجھ سے رشتہ دوستی قائم کر لیا چنانچہ تم دیکھ لینا کہ میں پنچ بٹی میں تمہاری حفاظت و نگہبانی کرتا رہونگا ۔

سری رامچندر جی ساری کیفیت سن کر جٹایو سے چمٹ گئے جٹایو کی آنکھوں کے بھی آنسو تھے ۔

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ ۔
گو پتا جی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا لیکن جب آپ ایسے اُن کے دوست موجود ہیں تو غم غلط نہ ہو ممکن نہیں سیتا جی کی حفاظت آپ کے ذمے ہے آپ کے حکم کے موافق پنچ وٹی کی طرف چلتا ہوں نظر عنایت رہے ۔

سرگ ۱۵

سری رامچندر جی کا پنچ وٹی میں قیام

سری رامچندر جی پنچ وٹی میں پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ ہرنوں اور سانپوں کا کچھ شمار

نہیں لکشمن جی سے فرمایا کہ۔
شاستر میں اس جگہ رہنے لینے کی ہدایت ہے جہاں پانی لکڑی پھل پھولوں کا
آرام ہو۔ تم بتاؤ کہ یہاں کون جگہ پسند ہے ✤
لکشمن جی۔ میں کیا اور میری سمجھ کیا آپ جہاں فرمائیں رہنے کا انتظام کردوں اس
تقریر میں رمز یہ تھا کہ شرنی کچھا ور ہے سیتا ہرن کا الزام اُن پہ عائد نہ ہو ✤
سری رامچندر جی نے ایک بہت محفوظ جگہ پسند کی اور لکشمن جی سے فرمایا کہ۔
دیکھا کیسی حفاظت کی جگہ ہے ہر طرف سبزہ زار پھلوں پھولوں کی کثرت گوداوری
ندی قریب جنگلی بوٹی بھی حفاظت کے لئے موجود۔ آدمی کا گذر دشوار بس یہیں
قیام کرنا مناسب ہے ✤
لکشمن جی فوراً آ گئے بانس کاٹ لائے ٹٹیاں کھڑی کر کے مٹی لیپ دی پلاس کے
پتوں سے چھت پاٹ دی سری رامچندر جی کے لئے لکڑی کی بہت خوشنما آرام گاہ بنا دی
پھر گوداوری میں اشنان کر کے پانی پھل پھول اور کند مول لئے بڑے بھائی
بھاوج کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پاؤں دھوئے اور کٹی میں رونق افروز کر دیا
جب تک لچھمن جی کی کاریگری دیکھی سری رامچندر جی خوش ہو گئے گلے سے لگا کر
بولے کیا انعام دوں۔
کوئی چیز دنیا میں ایسی نظر نہیں آتی سینے سے لگانا ہی کافی ہے۔

سرگ ۱۶

موسم سرما کی آمد۔ گوداوری کا اشنان

برسات گذر گئی سردی پڑنے لگی اگہن کا مہینہ آ گیا۔ سری رامچندر سیتا جی اور لکشمن جی
کے ساتھ گوداوری کے اشنان کو گئے راہ میں فرمایا کہ۔
لکشمن جی! یہ موسم بھی کیسا دلاویز ہے ✤
لکشمن جی۔ بہت بجا یہ فصل سال بھر کا زیور ہے سب ذی روح اس سے فرحت پاتے
ہیں مگر پانی پینے اور نہانے دھونے کا لطف نہیں برف گر گئی ہے پالے سے سورج

نظر نہیں آتا چشموں میں پرندوں کی چہائیں نہیں ہوتیں رشیوں کو یہ موسم بہت کھلتا ہے
بھرت جی کیونکہ تپسیا کرتے زمین پر لیٹتے اور سردی میں اشنان کرتے ہونگے اس میں شک
نہیں کہ آپ سے بھرت جی کو کہیں زیادہ تکلیف ہوتی ہوگی افسوس بھرت ایسے لائق نامی
راجہ دسرتھ ایسے دھرماتما اور رانی کیکئی ایسی سنگدل بیرحم۔

سری رامچندر جی نے جہیں رانی کیکئی کی مذمت کا لفظ سنا بول اُٹھے۔
بس خاموش! اب کبھی میرے سامنے ماتا کیکئی کی برائی نہ کرنا تم اس وقت پاپی
ہوگئے اس کا علاج یہی ہے کہ بھرت جی کا تصور کرو ان کا نام لو کیکئی ماتا کا کچھ
تصور نہیں وہ ہمیشہ پیار کرتی ہیں سارا کیا دھرا دیوتاؤں کا ہے جنہوں نے اُن کی
عقل میں فتور ڈال دیا۔

اتنا فرماکر پہلے انہوں نے پھر لکشمن اور جانکی جی نے اشنان کرکے دیوتاؤں اور
پتروں کی پوجا کرکے سورج کو ڈنڈوت کی۔

سرگ ۱۷

سُپ نکھا کی آمد سری رامچندر جی سے گفتگو

سری رامچندر جی گوداوری اشنان سے فارغ ہوکر کٹی میں رونق افروز ہوگئے جانکی جی
بھی پاس بیٹھ گئیں اور لکشمن جی نے دروازے پر قیام کیا دھرم کی باتیں ہورہی تھیں۔
کہ راون کی بہن سُپ نکھا پہنچی۔ سری رامچندر جی کے جمال جہاں فروز پر نظر پڑی تو
ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیا۔ نک سک پر قربان ہوگئی۔ سامدرک سے واقف تھی صورت
پہچان گئی کہ کوئی تپسوی نہیں کہیں کے راجہ ہیں۔

کہاں سری رامچندر جی اور کہاں سُپ نکھا یہ سورج تھے وہ سنیچر۔ آسمان زمین دن
اور رات کا فرق ان کے بال کالے کالے اسکی زلفیں سرخی مائل یہ شیریں زبان
وہ ترش گفتار یہ دھرم کی مجسم تصویر وہ ادھرم کا جامہ یہ شاستر کے پابند وہ شاستر کے
مخالف سانپ کا سر یہ موہنی وہ کالی کلوٹی سُرپ نکھا فریفتہ تو ہوگئی مگر یہ نہ سوچی کہ
ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت مگر ہوائے نفسانی نے عقل کی آنکھوں پر پردے ڈال دئے

اٹھلاتی مٹکاتی سامنے آئی اور بڑے ناز نخرے سے پوچھا۔

* کون ہو کہاں سے آنا ہوا تپسیوں کا بھیس بنانے کی غرض *

سری رامچندر جی۔ رامچندر نام ہے دسرتھ کے بیٹے ہیں اجودھیا سے یہاں آگئے والدین حکم کی تعمیل منظور تھی یہ لچھمن ہمارے چھوٹے بھائی ہیں اور یہ سیتا جی ہماری استری ہیں تم کون ہو بیاں کہاں آئیں چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی راچھس کی اولاد ہو رگ رگ سے شرارت برستی ہے۔

سروپ نکھا۔ راون ایسے پرتاپی راجہ کی بہن ہوں کمبھ کرن میرا بھائی کو سوتا پڑا ہے مگر طاقت وہ ہے کہ ادھر اٹھا اور زمین پر بھونچال آگیا ایک بھائی بھبھیکن جی ہیں جو راچھس کی اولاد ہو کے اپنے دھرما ہیں کہ کبھی ایشور کی یاد نہیں بھولتے کھر دوکھن اس جنگل کے راجہ بھی میرے بھائی ہیں اور میرا نام سروپ نکھا ہے عورت نہ سمجھو طاقت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ارادہ تو یہ تھا کہ تمہیں کھا جاؤں لیکن حسن و جمال پر ترس آگیا آج تک میری نظر سے ایسی ہی صورت نہ گزری لو ما ادھر گنہ ہر بتم پر تصدق ہیں تم میری صورت شکل پر نہ جاؤ مجھ میں وہ قدرت ہے کہ جیسی صورت چاہا ہو وہی شکل سامنے کر دوں کیا سیتا کو ساتھ لئے پھرتے ہو یہ اپنی برنا ہوتی تو جنگلوں کی سیر منظور نہ کرتی اگر دنیا میں تمہارے لائق کوئی ہے تو صرف میں صورت دیکھ لو زیادہ سمع خراشی بیکار ہیں ابھی لچھمن اور جانکی کی ہڈیاں چبائے جاتی ہوں ان کو دور کرو پھر بس ہم تم دو نو مزے سے پہاڑوں پر زندگی کا لطف اٹھائیں۔

جانکی جی یہ باتیں سن رہی تھیں ان کا کلیجہ کانپ اٹھا بدن میں تھرتھری پڑ گئی سری رامچندر جی بولے۔

آپ کیوں کانپ رہی ہو اجودھیا میں کتنا منع کیا مگر تم نے نہ مانا جیسا کیا ویسا بھگتو یہ فرما کر ہنسے اور انہوں نے سروپ نکھا کو ہنسی میں اڑانا شروع کیا۔

سرگ ۱۸

سروپ نکھا کی ناک پر تلوار کا وار

سری رامچندر جی اس کی عقل پر ہنستے تھے کہ اپنی صورت پر کتنی مغرور ہے خواہشات

نفسانی کے غلبہ نے عنان ضبط ہاتھ سے چھین لی سی سے ایسی بچھ پر تیر پڑ گئے - کہ اظہار خواہش کرنے میں ذرا جھجک نہیں انہوں نے ہنس کر فرمایا کہ

سرپ نکھا کیا کہوں میری تو شادی ہو چکی ہے جانکی جی موجود ہیں میں تمہاری بات مان لوں تو سونیا ڈاہ سے تمہارے اور سیتا جی کے ناک میں دم ہے اگر تمہیں شادی کی خواہش ہے تو لچھمن سے کہو وہ اس وقت نہنگ ہیں آج تک عورت کا منہ بھی نہیں دیکھا اُن کو تمہارا حسن و جمال پسند آجائے تو کیا عجب کہ شادی سے انکار نہ کریں۔

سپ نکھا خوشی خوشی لچھمن جی کے سامنے کھڑی ہوگئی اور بولی۔

دیکھا گیا موہنی مورت پیاری پیاری صورت ہے آؤ گلے سے لگالوں کیا یاد کروگے کہ کبھی ماہوش کا تم پر دل آیا تھا۔

لکشمن جی - آہا کیا چہرہ مہرہ ہے چاند سورج ایڑی چوٹی پر قربان ہوئے جاتے ہیں دیوتاؤں کی رال ٹپکی پڑتی ہے مگر افسوس کہ میں خوبصورت ہوں کوئی راجہ مہاراجہ سری رامچندر جی کے ہوتے اُن کے ایک غلام پر تمہاری یہ مہربانی - جانکی جی کو تم چاہے خوش سمجھو مگر وہ تمہارے پاؤں کی دھوون بھی نہیں سری رامچندر کو اچھی طرح ناز و کرشمہ دکھاؤ تو وہ سیتا جی کی طرف نظر بھی نہ اٹھائیں بس تمہیں تم ہو جاؤ - سری رامچندر جی مختار ہیں میں مجبور اُن کے ہوتے میں تمہارے ساتھ شادی نہیں کر سکتا تم انہیں کے پاس جاؤ وہ تمہاری صورت پر ریجھ جائینگے۔

سپ نکھا کو ہوش نہیں بے قابو کئے ہوئے تھیں۔ وہ نخرے تلے بگھارتی ہوئی پھر سری رامچندر جی کے پاس گئی اور کہا۔

تمہیں سیتا کے خاوند کہلاتے شرم نہیں آتی۔ نہ جانے تم سے ایسی بھونڈی صورت کیسے دیکھی جاتی ہے مجھ کو تم پر رحم آتا ہے کہ ایسی عورت کے ساتھ زندگی خراب کرتے ہو اچھا لو میں ابھی سیتا کو ہڑپ کئے جاتی ہوں جب یہ نہ رہیگی - تو سوت کا جھگڑا بکھیڑا کہاں۔

یہ کہتے ہی منہ پھیلا کر کو نہجے کی طرح لپکی۔ سیتا جی سہم گئیں خوف کے مارے منہ سے چیخ نکل گئی۔

سری رامچندر جی نے ڈانٹ کر کہا - خبردار بس آگے لکشمن جی سے بولے۔

دیکھ لیا نیچ ذات سے ہنسی مذاق کا نتیجہ۔ لچھمن اس کے ناک اور کان اڑا دو۔ خود بینی کی سزا لازمی ہے۔
لچھمن تلوار لیکر دوڑے اور پہنچتے ہی ناک کان پر ہاتھ صاف کر دیا۔
سپ نکھا خون سے نہا گئی معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ سے گیرو کی دھار بہ رہی ہے روتی پیٹتی چیختی چلاتی وہاں سے بھاگی اور کھر دوکھن کے آگے سر دے مارا۔

سرگ ۱۹

سپ نکھا کی اپنے بھائی کھر سے فریاد۔ اس کی چڑھائی

کھر نے جو ہیں اپنی بہن کو لہو لہان دیکھا دوڑ کر زمین سے سر اٹھایا اور بولا کہ ارے یہ خون ہی خون کیسا۔ سارے کپڑے لہو میں لت پت ہیں کس کمبخت کے ہاتھ ٹوٹے کس ظالم نے کینے بھر کی ناک کاٹ ڈالی۔ ارے بہن بتاؤ تو کیا ہوا کس کی موت گھیر لائی جس نے سانپ کے منہ میں انگلی دی ہے کیا اس نے راون کا نام نہیں سنا کیا کمبھ کرن کی طاقت سے اسے خبر نہیں۔ کھر دوکھن کی چھاتی پر کودو ں کے لئے کس کا پتہ ہے ترلاکے جیتے جی کس میں دم لیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جمراج سے سامنا ہو گیا یا کال سے ورنہ کس کی مجال تھی کہ سرپ نکھا کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے بھی دیکھ سکتا میری بہن گو عورت ہے مگر اس کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کی حقیقت نہیں لیو تا گندھرب پناہ مانگتے ہیں آدم تو نرم کیا چاہیے میں نہیں سمجھا کہ آخر تم ایجاد کون ہے اندر ایسے زبردست ہزار آنکھوں سے دیکھنے والے اُن کی تو ہم لوگوں کے نام سے جان نکلتی ہے اندر پاک بیت سے ہار کر کان پکڑ لئے کہ اب لڑیں تو گنہگار۔ اُن کی طرف سے تو اطمینان ہے ہے برہما اُن کو تپسیا سے فرصت کہاں ہے بشن جی بیس بھیا پڑے خراٹے لیا کرتے ہیں اُن کی بھی آنکھ کب کھلتی ہے اور اُنہیں غرض ہی کیا تھی چھیر ساگر سے یہاں دشمنی مول لینے آتے رہے مہادیو جی وہ ہم سب کے اخرٹ دیو ہیں اُنہیں نے راون کو بردان دیا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اور کون سا دیو ہیں دنیا میں پیدا ہو گیا کیا اُسے ہمارے تیروں کی طاقتیں معلوم نہیں جس طرح ہنس پانی میں سے دودھ پی لیتا ہے اسی طرح ہمارے بان دشمنوں کا خون چوس لیتے ہیں۔ کھر

نے اپنی بہن کو گلے سے لگا کر کہا۔

پیاری! آنسو پونچھو کچھ دل کی تو کہو۔ کیا گوری۔

سروپ نکھا روتی ہوئی بولی۔ ہائے بھائی رام لچھمن نے مار ڈالا۔ یہ دو نو دسرتھ کے نوجوان بیٹے ہیں صورت شکل بہت اچھی۔ ڈیل ڈول بھی درست وہ اپنی ذات سے کچھ بڑے نہیں مگر ان کے ساتھ جو عورت ہے لئے آفت کا پرکالا ہی سمجھو نام جانکی ہے مگر اس سے کسی کی جان کی خیر نہیں صورت شکل کا کیا کہنا جیسے آفتاب چنسے مہتاب نور کے سانچے میں ڈھلی ناز و نعم میں پلی اپسرائیں دیکھیں تو شرمائیں کنہروں کی نظر پڑے تو گردن نہ اٹھائیں خاوند پرستی یہ سولھوں سنگار سے آراستہ سار البن اسی نے لوبا۔ ہائے بھائی اسی نے سارے کنبے کی ناک کٹوا لی اب تم کان میں تیل ڈال لوگے تو یہ لوگ ناکوں چنے چبوا دینگے اگر ناک رکھنا منظور ہے تو اٹھو رام لچھمن کو مارو اور سیتا کے جھونٹے پکڑ کر یہاں گھسیٹ لاؤ بس اسی پر فیصلہ ہے نہیں تو میرے کلیجے کی پتن جیتے جی نہ بجھیگی۔

کھر یہ سنکر آگ ہوگیا اس نے فوراً ہی چودہ ہزار راکھشس بلائے حکم دیا کہ جائیں رام لچھمن کو خاک پر سلائیں اور سیتا کو پکڑ لائیں۔

حکم کی دیر تھی فوج لیس ہوگئی تلواریں چمکنے لگیں تیر ترکش بندھ گئے سروپ نکھا آگے آگے چلی پیچھے پیچھے لشکر۔

سرگ ۲۰

سری رامچندر جی کے ہاتھ سے کھر کی چودہ ہزار فوج کا قتل

کھر کی فوج لینا لینا پکڑنا پکڑنا کہتی ہوئی آگے بڑھی تو سروپ نکھا نے انگلی سے بتایا کہ وہ دیکھو رامچندر ہیں۔ وہ لچھمن۔ اور وہ سیتا۔ رامچندر جی نے سب کچھ پہچانا تو لچھمن جی سے بولے۔

لو وہ دشمن سر پر آگئے ذرا دیر کے لئے جانکی جی کو کسی گوشے میں چھپا دو۔ پھر میں نمٹ لونگا۔

لچھمن جی پہلے تو اس حکم پر متعجب ہوئے مگر پھر سوچتے سوچتے سمجھے کہ اس میں بھی مر

بے جاکی جی مہا کشمی ہیں انہیں نے بڑان دیکر راچھسوں کو طاقتیں عطا کی ہیں ممکن ہے کہ اُن سے بُرائیوں کو آنکھوں کے سامنے مرتے نہ دیکھا جائے اسلئے وہ خاموشی سے سیتا جی کو لئے ہوئے ایک طرف چل دئے اور یہاں سری رامچندر جی اور لشکر مخالف سے ...

سامنا کیا سری رامچندر جی تیر چلے پر چڑھا کر بولے۔

دشمنو! ایک ایک تیر ہزار ہزار پر بھاری ہوگا مجھے شاستر کا خیال ہے اس لئے سمجھائے دیتا ہوں کہ چپ چپاتے گھر چلے جاؤ۔ جان جان کا معاملہ ہے پھر روتے زمین پڑ گئی۔ میں نے اپنی طرف سے سمجھا دیا اب تم جانو اور تمہارا کام۔

مخالف اہل لشکر۔ آپ فہمائش کر رہے ہیں کیئے ہم لوگ ایسے جھانسوں میں آنیوالے نہیں تم اکیلے ہو جان کی امان چاہتے ہو۔ تو سیتا کو سپ نکھا کے قدموں پر گرا دو وہ بخش دے تو ہم لڑائی سے دست بردار ورنہ یہی ڈنڈ نرسول ہونگے اور یہی تیغ و تیر اور تمہاری بوٹی بوٹی۔

سری رامچندر جی کو اس گستاخانہ تقریر پر سخت غصہ آیا انہوں نے فرمایا کہ بس! چپ! تمہیں تو ایک تیر میں فیصلہ کردونگا۔

راچھس مغرور تھے ہی۔ اُن پر غصہ کی اشتعالک ۱۴ ہزار فوج کا زعم سب کے سب یکبارگی سری رامچندر جی پر ٹوٹ پڑے دشمنوں کا نرغہ دیکھ کر رامچندر جی نے تیروں کی بارش شروع کی تو ہزار ہا رامچندر دشمنوں کو نظر آنے لگے اور تیروں سے ایک ایک کو چھیدنا شروع کر دیا دیکھتے دیکھتے ۱۴ ہزار کے ۱۴ ہزار زمین پر بچھ گئے اور سروپ نکھا روتی پیٹتی بال نوچتی ہوئی کھر کے پاس دوڑی گئی۔

سرگ ۲۱

سروپ نکھا کی کھر سے دوبارہ گریہ وزاری اور طعنہ زنی

سروپ نکھا چھین قسمت قدموں پر گر پڑی کھر اوپ چیخنے لگا۔

کیوں کیوں خیر تو ہے ۱۴ ہزار فوج سرکٹوانے کے لئے ساتھ کردی ۔۔ اب اور کیا چاہتی ہو ہمیں بہادر راچھس میرے وفادار منتخب روزگار ہیں جو چاہیں تو دنیا کو

ہلا دیں لاکھ دو لاکھ فوج بھی اُن کے سامنے کچھ چیز نہیں پھر رامچندر کی کیا بساط کیا حقیقت
ذرا دم لو ابھی فتح کی خبر سن لینا سینا کے جھوٹے بھی کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہونگے
سروپ نکھا سنہ پیٹ پیٹ کر رونے لگی کہ ہائے بھائی کیا خواب دیکھتے ہو چودہ ہزار
جوان اب کہاں ترسول گدا گدا تیر ترکش سب ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں رامچندر کے
بالوں نے ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑا میں سمجھ گئی کہ طاقت و شجاعت رامچندر کی ذات پر
ختم ہے ان کو کوئی زیر کرنے والا نہیں اگر ہو تو تم ہو میں نے چودہ ہزار کا خون اپنے سر
پھر لیا یا خوف ہے کہ اندھیرے اجالے تمہاری باقیماندہ فوج چٹنی نہ ہو جائے تم
میرے حق سے ادا فرض سے سبکدوش ہو اب کچھ نہ کہونگی مگر جن ۱۴ ہزار راکھشسوں
نے تمہاری وفاداری کے نشہ میں چور ہو کر تم پر جانیں تصدق کر دیں اُن کو تم نے کیا
انعام بالیں بھی کہ گوشت سیار گیدڑ کھائیں نمک حلال جان نثار وفادار کی سرفروشیوں
کا یہ صلہ نہیں بس چپ ہو کے بیٹھ رہے تمہارا فرض ہے کہ ان کی داد دو اب ان کی
جانفشانیوں کا انعام یہی ہے کہ رامچندر کو مار کے میرا کلیجہ ٹھنڈا کرو اگر رامچندر کو نہ مارا
تو مجھے جیتا نہ پاؤ گے یہیں سر پھوڑ پھوڑ کر جان دیدونگی معلوم ہوتا ہے کہ تم رامچندر سے
ڈر گئے تمہاری سامنے جاتے بوٹی بوٹی لرزتی ہے اب تک تم نے مکھی مچھر مار کر اپنے
کو سمجھ لیا کیا ہم ایسے ہیں ہم ویسے مگر اب کڑے سے سامنا ہے اسی سے جی چرائے بیٹھے
ہو ہمت نہیں پڑتی کہ تلوار تولو۔ اگر یہی بات ہے تو تم تینوں بھائی یہاں سے
کہیں کھسک جاؤ میں تم سب سے آس ہو کر راون کے پاس جاتی ہوں تم لوگ
ڈر گئے۔ میرا دل ٹوٹ گیا اب لنکا میں جائے بغیر دل میں چبھی ہوئی پھانس نہ
نکلیگی یہ کہہ کر سروپ نکھا روتی پیٹتی زمین پر گر پڑی اور رونے لگی کہ ہائے خاندان
کی ناک رکھنے والا کوئی نہ رہا۔

سرگ ۲۲

کھر دوکھن کی سرتی رامچندر کے مقابلے میں جنگ آزمائی کے لئے تیاری

سروپ نکھا کی تقریر دلپذیر کا کام کر گئی کھر کو نہایت ہی طیش آیا بولا کہ۔

افسوس تمہاری ایسی تمہاری ناک کیا کاٹ لی تم سمجھ گئیں کہ رامچندر بڑے شہ زور ہیں کہ
عقل ماری گئی کہ ہم لوگوں کو نظر ہی نہیں لاتی مجھے ایک تو تمہاری طرف سے کوفت ہے تھی
اس پر چودہ ہزار جان نثاروں کی مفارقت کا غم ۔ اُس پر طرح یہ کہ تم ہی تم پر نمک مرچ
چھڑکتی ہو بھلا بتاؤ تو آدمی کی کیا مجال ہے کہ ہمارے سامنے مونچھوں کو ہاتھ لگا سکے ۔
رام لکشمن ایک پھونک میں اڑتے پھرینگے سایہ پڑ جائے تو پیس کے رہ جائیں تم اطمینان
رکھو میں دونوں بھائیوں کو ابھی خاک و خون میں لٹاتا ہوں مجھے اس وقت خوشی ہوگی جب تم
ان کا خون پی پی کر جی کے ارمان بھرو ۔
کھر کی تقریر نے سُپ نکھا کی مردہ امیدوں میں جان ڈال دی ۔ اُس نے دل میں کہا ہمت
بڑی چیز ہے جہاں دل شیر ہُوا پھر کیا ہے بولی کہ ۔
بھائی تم راچھسوں کے سرتاج ۔ شہ زوروں کے سرغنہ چاہو تو ہمالیہ کو ریل دو بمبر کو ڈھکیل
دو تمہارے سامنے رامچندر چیز ہی کیا ہے تم چاہو تو مچھر کی طرح مسل کے رکھ دو ہاں
صرف ہمت درکار ہے ۔
کھر کچھ تو ندامت کچھ جوش غضب اور کچھ بڑھاوے سے مونچھوں پر تاؤ دینے کے لئے
مجبور ہُوا ۔ اس کی آنکھیں سُرخ سُرخ ہوگئیں چہرہ تمتما اُٹھا ۔ دوکھن سے بولا ۔
تم سپہ سالارِ لشکر ہو تم کو سب دوکھن کہتے ہیں مگر میں بہادری کا بھوکھن (زیور) بننا
چاہتا ہوں میری طاقتیں تم سے چھپی نہیں آج تک ہزاروں معرکے ہوئے مگر سب مخالف
چیں بول گئے ۔ کون ہے جس کی مجھ سے کور نہ دبی میری ۱۴ ہزار فوج منتخب زمانہ تھی دیوتا
تک اس کے رعب سے تھراتے تھے نہ جانے کیا پھیر پڑ گیا کہ سب میدانِ جنگ میں
کام آئے جو بہادر لاکھوں کے دل میں تھام کر آئے تھے اُن کو رامچندر کے تیروں نے خاک پر سلایا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا معاملہ ہے خیر اب میں چلتا ہوں تم جلدی سے آؤ ۔
کھر کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی رتھ بھی تیار ہوگیا ہتھیار بھی ڈھیر کر دیے گئے ۔
لشکر جرار بھی صف بستہ ہوگیا ۔ گوشت شراب میوہ دگر ک چھکڑوں پر لد گئے ۔ اور
سواری بڑھی ۔ کھر اپنا رتھ دیکھ کر نہال ہُوا جاتا تھا ۔ دل میں کہتا تھا کہ آہا کیں
شان کا رتھ ہے ۔ اندر بھی اس وقت اُس کے جلوس شاہی اور شوکت عالم
پناہی کو دیکھ دیکھ کر دل میں کٹے جاتے ہونگے ۔ آگے آگے کھر چلا پیچھے پیچھے دوکھن

دونوں نشہ زعم میں چور اور شراب غرور سے مخمور تھے جو ہیں علم لشکر آگے بڑھا فوجی باجوں
کی آواز نقیبوں کے کڑکے اور اہل فوج کے شور وغل سے زمین آسمان گونج اٹھے۔
کھر چلنے کو تو بڑے جوش سے چلا رتھ بڑھا تو بڑی تیزی سے مگر جوں جوں آگے بڑھتا
تھا تیوں تیوں خون خشک ہو رہا تھا اس لئے اس نے آہستہ روی اختیار کی رتھ کے گھوڑے
پھونک پھونک کر قدم رکھنے لگے۔ کھر بڑھا چلا جاتا تھا تو کچھ بدشگنی نہ ہوتی مگر
اس کا دل اوچھا ہو رہا تھا اس نے خود ہی بدشگونیوں سے اپنے لئے موت کا سامان کر لیا۔
شاستر کا قول ہے کہ

جہاں لڑائی کے موقع پر دل میں ہراس ہوا وہاں فتح بھی شکست سے مبدل ہو جاتی
ہے اس کے علاوہ ایسے موقع پر روٹھتے ہوئے کی لگام کھینچنا گھوڑوں کا خاموش رہنا
رتھ کے پہیوں سے گھڑگھڑاہٹ کی آواز پیدا ہونا وہ بدشگونیاں تھیں جن سے خود
کھر کو ذہن نشین ہو گیا کہ آثار اچھے نہیں کھر کی آواز اس قدر بلند تھی کہ گدھے کا
رینگنا مات تھا مگر اس وقت وہ بات نہ رہی تھی اس کی آواز بیٹھ گئی اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی
خرگوش بول رہا ہے کھر کی جان ستر کوٹھوں میں چھپی تھی مگر موت کی تحریک سے دل کہتا تھا
کہ ہاں ہاں بڑھے چلو۔

سرگ ۲۳

کھر دوکھن کی سری رامچندر جی کے مقابلے میں روانگی

جس وقت دوکھن کی فوج نے کوچ کیا بدشگونیوں سے راکھشسوں کی عقل دنگ ہو گئی
گدھے رینکنے لگے۔ آکاش سے خون کی بارش ہوئی رتھوں کے گھوڑے ناخن لینے لگے
آسمان سے جو خون زمین پر گرا سیاہ ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ سورج قریب آ گیا گدھ
پر منڈلا رہے تھے رتھ کی دھجائیں جھکی جاتی تھیں ہرن الگ چیختے تھے پرندوں کی
آواز بدلی ہوئی تھی سیاروں کی بولی ڈراؤنی تھی گوشت خوار جانوروں نے شور مچانا
شروع کیا معلوم ہوتا تھا کہ خوش خوش کسی دعوت میں جا رہے ہیں پردار جانوروں
سے آکاش چھپ گیا سورج کی روشنی ماند پڑ گئی یہی نہیں بلکہ ہزاروں قسم کی بدشگونیوں نے

ظاہر کر دیا کہ آج راچھسوں کی خیر و عافیت نہیں دن کو تارے نظر آئیں سے ابر آفتاب
کی روشنی ندارد ہو جائے یہ عجیب بات نہ تھی تو کیا جس طرف سے فوج گزری درختوں کے
پتے لئے آندھی بے پانی اُڑنے گرنے لگے پھل پھول سب ٹوٹ گئے درختوں کی صورت سے
معلوم ہوتا تھا کہ بالکل ننگے اور زار ہیں ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے بجلی آنکھوں میں
چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ زمین پر بھونچال کی سی کیفیت تھی کھر دوکھن کے بائیں بازو پھڑک
رہے تھے بائیں آنکھ سے پانی گر رہا تھا یوہیں نامعلوم کتنی بدشگونیاں ہو رہی تھیں مگر کھر
بھی کھر کو اپنے زعم میں کچھ نہ سجھائی دیتا تھا اس پر غرور کا بڑا بھوت سوار تھا آنکھوں
پر خودسری نے پٹی باندھ دی تھی۔ تنتا۔ اکڑتا مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا بولا۔
بہادر و چلو! ہمت نہ ہارو۔ میدان مارو۔ رام کی حقیقت ہی کیا ہے تم اندر کو جیتنے والے
ہو۔ بدشگونیاں لاکھ ہوں کچھ پرواہ نہ کرنا رام کو میں اکیلا مار سکتا ہوں تم میں سے ایک
شخص اس کی گردن توڑ سکتا ہے اور پھر جب میں بھی موجود ہوں کھائی دوکھن بھی فوج لئے
ہوئے تمہارے ساتھ میں تو ڈر ہی کیا۔ ایک تیر کافی ہوگا میں دکھاتا ہوں تم برابر دیکھنا
کس طرح سیتا کو اڑا لئے لاتا ہوں۔ آکاش بدشگونیاں کر رہا ہے میں اس وقت اس
کے طرح دیتا ہوں کہ رام کو زیر کرنا ہے ورنہ مارے تیروں کے سیاروں کو زمین پر
گرا دیتا۔
کھر کے اس کڑکے پر فوج لیئے ڈنکا بجتی ہوئی آگے بڑھی سیتا کا دل اتھل پتھل
بڑھ گیا جنگل کے تپسوی راچھسوں کے جوش و خروش کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے ان پر
بھی سیر جنگ کی دھن سوار ہوئی دیوتا اور گندھرب بھی در پردے دیکھیں اونٹ کس
بل بیٹھتا ہے اکیلے رامچندر جی کیونکر اس فوج عظیم سے مقابلہ کرتے ہیں ہر ایک کی
زبان پر دعا تھی کہ سری رامچندر جی کی فتح ہو جو تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ راچھسوں کا
قلع قمع ہو رشی منی دور سے دیکھ رہے تھے دیوتاؤں کا بمانوں پر جادہ تھا کھر کی
فوج نشہ غرور میں مست شراب نخوت میں چور رامچندر جی کی طرف بڑھی جس میں
بارہ سپہ سالار وہ تھے جن کے نام سے دنیا کانپتی تھی ان کے نام یہ ہیں سینا کا مرکا
پرکھوشا۔ جگیہ ستر۔ بھگم۔ درشٹے۔ بیر اکش۔ دھرب۔ کال انکا تمک۔ میگوہ
مالی۔ مہامالی۔ براسن۔ دھراسن بد

کھر کے سپہ سالاروں کے علاوہ دوکھن کی فوج میں بھی مہاکپال اِستھولا لبش پرماتھ، ترشرا ایسے ایسے بہادر تھے کہ اندر کی بھی اُن کے ڈر سے روح لرزتی تھی کھر کے جلوہ میں کور اور یہ چاروں دوکھن کے دائیں بائیں ⁂

سرگ ۲۴

کھر دوکھن کی سری رامچندر جی کے مقابلے میں آمد

جونہیں کھر دوکھن کی فوج دُور سے نظر آئی سری رامچندر جی کی آنکھوں میں خون اُتر آیا لچھمن جی آگئے تھے اُن سے بولے کہ دیکھا یہی راچھشس شیوں کو تنگ کرتے منیشروں کو ستاتے ہیں دیکھنا کیسے کیسے موٹے ہاتھ پاؤں ہیں مگر موت سب کے سر پر سوار ہے تم جانکی جی کو گپھا میں چھپا دو میں ایک ایک سے نمٹ لونگا تم بھی اکیلے سب کو خون میں نہلا سکتے ہو۔ مگر میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے ہی بانوں کی پیاس بجھاؤں فتح کی سب علامتیں پیش نظر ہیں دشمنوں کی طرف بدشگونیاں ہی بدشگونیاں ہو رہی ہیں لچھمن جی ادھر سیتا جی کو لے گئے ادھر سری رامچندر جی نے زرہ بکتر زیب تن کیا اور تیر و کمان لئے ہوئے ٹہلنے لگے۔ ذرا دیر میں راچھس سامنے آگئے اُن کے شور و غل سے زمین و آسمان گونج گئے لیکن سری رامچندر جی کے تمتماتے ہوئے چہرے پر کسی کی نظر نہ ٹھہرتی تھی۔

سرگ ۲۵

کھر دوکھن اور سری رامچندر جی سے مقابلہ

راچھس آتے ہی غیر ہوگئے سب نے سری رامچندر جی کو گھیر لیا جو تھا خون کا پیاسا جان کا گاہک۔ تیر۔ تفنگ۔ تلوار۔ مگدر۔ موسل وغیرہ ہزاروں قسم کے ہتھیار چلنے لگے بارہ سپہ سالاروں نے اپنی اپنی فوج سے رامچندر جی کو گھیر لیا تھا مگر رامچندر جی کے بان ایسے خونریز تھے کہ راچھس تنی بول گئے۔ سری رامچندر جی نے اس لڑائی میں تین قسم کے بان استعمال کئے۔ نالک بان یعنی وہ تیر جن کی گانسی لوہے کی تھی۔ دوسرے ناراکش بان جو بالکل آہنی

تھے۔ تیسرے بکر لی جن سے دو زخم لگتے تھے اور جسم سے نکالو تو تیسرا زخم اور کبھی گہرا ہوتا تھا۔
اِن بالوں سے راچھس گھبرا اٹھے اُن کا جو تیر آتا تھا وہ پھول کی پنکھڑی ہو جاتا تھا۔ مگر سری
رامچندر جی کے بان اگر جان بھی چھوڑتے تھے تو راچھسوں کو پھڑک پھڑک کر جان دینے میں
مجبور کرتے تھے۔ دیوتا لوگ اکاش پر جمع تھے اُن کو ڈر تھا کہ کہیں سری رامچندر جی پر آنچ نہ
آئے لیکن سری رامچندر جی کے بالوں نے صفایا بول دیا بڑے بڑے سورمے خاک پر لوٹ گئے
فیل نشینوں شہسواروں اور رتھ ہاتھی گھوڑوں سے زمین پر مُردوں کا ڈھیر لگ گیا جس کا جی
کو تیر چھو گیا اُس نے پھر سانس نہ لی راچھسوں نے درختوں۔ پتھروں اور ہتھیاروں سے
لاکھوں وار کئے مگر ایک پیش نہ گئی ہزاروں سر کٹے پڑے تھے زخمیوں کو تڑپ تڑپ کر دم توڑنے
کے سوا اور کچھ کام نہ تھا۔ جب خون کی ندی بہ گئی لاشوں کے بوجھ سے زمین دبنے لگی تب راچھسوں
کی آنکھیں کھلیں سمجھ گئے خیریت نہیں کچھ بھاگے کچھ جان چرانے لگے جن کے دماغ میں خود سری
کی بُو تھی وہ تنے رہے مگر دل ہی دل میں جانتے تھے کہ موت سے مفر نہیں عالم لشکر لوٹ گئے
چتر اور چنور ہاتھوں میں نہ دکھائی دئے۔

سرگ ۲۶

دوکھن کا قتل۔ کھر کی یورش

دوکھن نے پانچ ہزار برادروں کو لیکر سری رامچندر جی پر دھاوا کیا۔ تیر برسنے لگے۔
درختوں اور پتھروں کی مار شروع ہوئی مگر سری رامچندر جی نے تیر مار کر سب کو لوٹا دیا تین
چار تیر ایسے سر کئے دوکھن کا سر دور جا پڑا لیکن مہا دیو جی کا بردان تھا سر پھر گردن پر جم گیا اور
خونخوار لڑائی شروع ہوئی دوکھن اِدھر اُدھر گرجتا پھرتا تھا شیر دل بہادر مختلف قسم کے ہتھیاروں
سے وار کر رہے تھے مگر رامچندر جی کا رواں میلا نہ ہوتا تھا دوکھن کے رتھ کے گھوڑے
مر گئے دھنش ٹوٹ گیا خود بھی پھر زمین پر گر پڑا لیکن ہوش آتے ہی جوش غضب میں ایک بڑا
بھاری درخت لیکر جھپٹا سری رامچندر جی نے دور ہی سے نشانہ لگایا تو درخت کیا بازو بھی ندارد
اس ڈر سے دوکھن کے حواس جاتے رہے غشی طاری ہو گئی اور دیوتا خوش ہو گئے کہ ہٹے کا فر
کو مار لیا دوکھن کے گرتے ہی مہا کپال استھولاکش اور پرماتھ تر تیول سپہ سالار دغیرہ۔

سینکڑوں قسم کے ہتھیار سے کر گرد ہو گئے۔ مگر سری رامچندر جی نے سب کے سر اڑا دئے۔ پانچہزار میں سے کوئی نہ بچا۔ جس کے چیتنے تیز ہوتے۔

کھر کی اب آنکھیں کھلیں دل میں سوچا کہ یہ انسان کا کام نہیں ضرور سری رامچندر جی میں کوئی غیبی طاقت ہے پانچہزار فوج کا دم بھر میں مرنا کچھ معمولی نہ تھا سارے لشکر میں رونا پیٹنا پڑ گیا دوکھن نے آہ او یلا سی تو فوراً دم نکل گیا پھر سانس آئی اور کھر جوش غضب میں اپنے لشکر جرار کو لئے ہوئے آگے بڑھا دیوتا لوگ تماشائی تھے سری رامچندر جی کو منظور تھا کہ قدرت دکھائیں بس جیسے ہی کھر نے حملہ کیا ہزاروں رامچندر جی فوج مخالف کے مقابل ہو گئے غنیموں کے بنائے کچھ نہ بنی سری رامچندر جی نے خون سے زمین سرخ کر دی مقتولوں کی تعداد کا شمار نہ تھا کشتوں کے پشتے بندھ گئے بچے صرف کھر۔ ترسرا اور مہا کپال جن میں سے کھر جوش غضب میں آنکھیں لال پیلی کئے ہوئے ہتھیلی پر جان لیکر دل کڑا کر کے سری رامچندر جی کے سامنے پہنچا۔

سرگ ۲۷
ترسرا کا قتل

دوکھن کی موت سے ترسرا کا خون اوٹ گیا کھر سے بولا کہ آپ تاب نہیں یا مرونگا یا رامچندر کو مارونگا اگر میں مارا گیا تو سمجھ لینا کہ تمہاری بھی یہی گت ہوگی اگر میں نے رامچندر کو مار لیا تو تم سب کو مفر ہے اچھا میں جاتا ہوں تم بھی ہوشیار رہنا ترسرا کے تین سر تھے اس کی طاقت پر راچھسوں کو ناز تھا چودہ ہزار راچھسوں کی طاقت کے زعم میں ترسرا سری رامچندر جی کے مقابل ہوا۔ لڑائی چھڑی۔ سری رامچندر جی پر ہر طرف سے وار ہوئے لیکن بے سود۔ رامچندر جی کی پیشانی تین بانوں سے زخمی ہوئی تو وہ قابو میں نہ رہے غصے سے آنکھوں میں خون اتر آیا۔ بیسیوں تیر بدن میں پیوست کر دئے۔ رتھ تو توڑ ڈالا دھجیاں اڑا دی تین بان اس غنی کے مارے۔ کہ ترسرا چکرا کر زمین پر گر پڑا سنبھلا تو ہتھیاروں سے وار کئے توجہ بھی ہر طرف سے لگے کر رہی تھی۔ مگر سری رامچندر جی کے بانوں سے ترسرا چودہ ہزار فوج کے ساتھ زمین پر سو رہا۔ کچھ بنائے نہ بنی۔

سرگ ۲۸

میدان جنگ میں کھر سے سری رامچندر جی کا مقابلہ

کھر دوکھن اور ترسرا ایسے بہادروں کی موت سے سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو رامچندر جی کوئی اوتار ہیں
ورنہ اکیلے اتنے بہادران جنگی کو مارنا کسی آدم کا کام نہیں مگر دل میں زعم تھا دماغ غرور طاقت
سے عرش پر تھے۔ چنانچہ اُس نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کی سری رامچندر جی تیر مارتے
تھے تو وہ چوٹ بچا کر ادھر ہوا پر اڑ جاتا تھا ہوائی بان چلاتے تھے تو فوراً ہی زد سے
بچ کر زمین اتر آتا تھا جس وقت سری رامچندر جی کے جسم میں تیر ہی تیر چبھ گئے دیوتاؤں کی
جان اڑ گئی۔ گندھرب سارا جسم لہولہان دیکھ کر گھبرا اُٹھے اسی عرصہ میں سری رامچندر جی
سنبھل کر راچھسوں کو للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور مارے تیروں کے خون کی ندی
بہا دی سری رامچندر جی کے جسم میں جو تیر چبھے تھے وہ پھول کی پنکھڑی کی طرح بھی تکلیف
نہ دے سکے لیکن اُن کا تیر جس کے سینے پر جا بیٹھا جان لے کر رہا کھر پر سری رامچندر جی
کے تیر کارگر ہوتے تھے۔ مگر وہ ایسا روئیں تن تھا کہ سینکڑوں بانوں کے زخم اس کے
لئے گویا معمولی چوٹیں تھیں تیر کھاتا جاتا تھا۔ اور ہمت پست نہ ہوتی تھی +

سرگ ۲۹

کھر اور سری رامچندر جی سے چوٹیں

سری رامچندر جی نے للکار کر کہا

او پلست کے ننگ خاندان! ترسرا اور دوکھن کا حال دیکھ چکا پھر بھی آنکھیں نہ ہوئیں
جان لے کہ پاپ اور ادھرم تیری جان لیکر رہینگے درخت سینچنے سے پھولتا پھلتا ہے مگر جب ال
جڑ کٹی تو پتی اور پھل پھول سوکھ کے رہ جاتے ہیں یہی حالت اُس خاندان کی ہوتی ہے جس
میں کچھ ایسے کپوت ادھرمی اور پاپی پیدا ہو جاتے ہیں جن راچھسوں نے رشیوں کو ہلاک
کیا وہ دیکھ لے آکاش پر چھائے ہوئے راچھسوں کی لاشوں کو دیکھ دیکھ کر بغلیں بجا رہے
ہیں اب تیری کسر رہ گئی موت دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ذرا دیر میں فیصلہ کئے دیتا ہوں ہانے

ان راچھسوں کی آنکھوں پر کیسے پردے پڑے ہوئے ہیں آنکھوں کے سامنے تین لوک کے مالک کی بھی شناخت نہیں ؛

کھر نے یہ سنکر قہقہہ لگایا اور منہ چڑھا کر بولا ۔

اخاہ! آپ تین لوک کے ایشور ہیں کس نے آپ سے کہہ دیا ایشور کی صورت ایسی ہی ہوتی ہے پہلے تو میں سمجھا تھا کہ سونا ہو گے مگر کسوٹی پر گھسا تو پیتل نکلے آگ پر تایا تو زردی غائب اور سیاہی نمودار ۔ بہادر لوگ اپنے منہ میاں مٹھو نہیں بنتے برسنے والے بادل گرجتے نہیں اسی سے میں نے سمجھ لیا کہ بس آپ یوہیں ہے ہیں آپ نے تیر مارے سارا بدن چھلنی ہو رہا ہے اتنے اہل لشکر مر گئے مگر یہاں اسی طرح ذرا بھی پرواہ نہیں جس طرح آفتاب کو کرنوں سے یا پہاڑ کو ادھر ادھر سنگریزے گر جانے سے آپ چاہتے ہیں کہ فضول باتوں میں رات ہو جائے تو لڑائی بند ہو اور جان بچے مگر اب میں طرح دینے والا نہیں رو کئے وار ؛

یہ کہتے ہی اس نے دانت کٹکٹا کر حملہ کر دیا ۔ گدا اندر کے بجر کی طرح دوسرے کی ہڈی پسلی چور کر دیتا ۔ مگر سری رامچندر جی کے تیروں کے سامنے اسکی حقیقت ہی کیا تھی گدا کا منہ پھر گیا راچھس درخت لے کر دوڑے سب گر پڑے معلوم ہوتا تھا کہ ناگن کو یہ میرے نے منتر اور جڑی بوٹی سے بجیں ہو حرکت کر دیا ہے ۔

سرگ ۳۰

کھر کا خاتمہ ۔ سری رامچندر جی کی جے جے کار

سری رامچندر جی میدان جنگ میں گرجنے لگے کہ

بس ٹیں ٹیں فش انہیں تین کالوں پر ناز تھا دہ چیتے کہاں گئے ڈینگ کیا ہوئی کہاں بجر کا سا گدا ۔ کہاں میرے بان مگر دیکھ لیا کہ ایک وار میں تیرا سر نیچا ہو گیا اب ذرا دیر میں تیرا سر نہ ہوگا باز دکٹے ہوئے پڑے ہونگے تیرے خون سے ڈنڈک بن کو سرخ کر کے دکھلائے دیتا ہوں ۔ کھر ۔ او مغرور! خود سر! تیرے سر پر موت کھیل رہی ہے یہ نہ ہوتا تو میرے سامنے قینچی کی طرح زبان نہ چلتی بے بس کھڑا ہے ۔

یہ کہہ کر کھر نے ایک بڑا بھاری درخت اکھاڑا تیر کی طرح سامنے چلا اور چاہتا ہی تھا کہ

سری رامچندر جی کے تیر ترکش میں تڑپ رہے تھے چٹکی سے نکلنا شروع
سری لچھمن جی کو کچل ڈالے۔ سری رامچندر جی
ہوئے تو خون کی ندی بہہ گئی کمبھ گھبرایا اور آگ بگولا ہو گیا خون میں نہایا ہوا لپکا چاہتا تھا کہ بغل میں
دبا کر کچل ڈالوں سری رامچندر جی کے تیور بدل گئے اور اس پھرتی سے بشنو بان مارا کہ کمبھ تھم نہ سکا
زمین پر گرا تو پھر سے جان نکل گئی ۔

والمیک جی قائل ہیں کہ کمبھ کا مارنا آسان نہ تھا ایشور بھی مجبور تھے کہ سری رامچندر جی نے اس
وقت بڑی قدرت کاملہ دکھائی جو ایک وقت رودر بھگوان نے ۔ روایت ہے کہ
سنا رشی بن میں مارکنڈے جب تپ میں مصروف تھے مارکنڈے کو بردان تھا کہ موت تجھ سے خود
پناہ مانگے گی کال کو غصہ زیادہ مارکنڈے کی جان کا گاہک ہو گیا رشی موت سے بیخوف تھے چاہتے
تو چشم غضب سے کال کو بھسم کر دیتے مگر نہیں اس وقت ڈر گئے اور رودر بھگوان کی دہائی دی انہوں نے
فریاد سنی تو آتے ہی کال کو زمین پر سلا دیا دوسری روایت اور بھی ہے یعنی شوجی کے بھگت سویت
نامی رکھیشر ریاضت میں مشغول تھے کال بھینس لیے ہوئے آیا اور چاہتا تھا کہ رشی جی کی جان لیلے
مگر رودر بھگوان فوراً پہنچے اور کال کا خاتمہ کر دیا یہی کیفیت اس وقت نظر آئی سری رامچندر جی کمبھ ایسے
ظالم اور زبردست راکھشس پر فتحیاب ہوئے کوئی راکھشس زندہ نہ بچا آکاش سے پھول برسے دیوتاؤں
نے آنند بدھائی بجائی رشی منی دوڑ پڑے سری رامچندر جی کی قدرت کا اعتراف کیا۔ اگست رشی آنند من سے
تعریف کے گیت گانے اگست رشی بولے سری رامچندر جی کا بن باس مبارک ہوا سر بھنگ رشی کا
احسان ہے جنہوں نے دیوتاؤں سے کہہ کر کیکئی کو پر بضد کر دیا اگر کیکئی ہٹ نہ کرتی تو آج یہ
شہ زور راکھشس نیست و نابود نہ ہوتے ادھر جے جے کار کے نعرے بلند ہوئے ادھر لچھمن جی
جانکی جی کو لئے ہوئے خوش خوش کٹی میں آئے رامچندر جی کے پاؤں چھوئے جانکی جی بھی گلے سے
چمٹ گئیں سری رامچندر جی کی پوشاک خون میں ڈوبی تھی مگر زخم کا کہیں نشان نہ تھا سب لوگ
حیران تھے اور جانکی جی کو خواہش ہوئی کہ اُن کے واجب التعظیم شوہر کی پرستش اُن کی آنکھوں
کے سامنے ہو رشی راز دل سمجھ گئے اور انہوں نے بڑے ادب سے پوجا کی ۔

سرگ ۳۱

اکمپن راکھشس کی راون کو خبر رسانی

میدان جنگ میں لاشوں کا ڈھیر لگ گیا اگر بچا تو صرف ایک راکھشس اکمپن یہ دوڑا

ہوا راون کے پاس پہنچا اور سارے واقعہ کی خبر دی راون حیران ہوا کہ جنستھان میں اندر کو قدم رکھنے کی مجال نہیں پھر اور کس کو موت وہاں لے گئی شاید کوئی اجنبی ہے جسے میرے زور بازو کی خبر نہیں اے اکمپن اس کا نام بتا جس نے کھر دوکھن ترسرا اور تمام بہادر راچھسوں کو بانوں سے مار گرایا مجھے معلوم ہو جائے تو ابھی برہمانڈ ہلا دوں تیج سے سورج چاند کو جلا دوں موت کو قید کروں کال کو پابہ زنجیر کروں ۔

اکمپن ۔ دسرتھ کے بیٹے رامچندر کا نام لیتے روح لرزتی ہے بڑی بڑی آنکھیں لمبے لمبے بازو دیکھ کر دل دہلتا ہے اسی نے آپ کے بھائیوں کو اور راچھسوں سمیت خاک پر سلا دیا اس میں شک نہیں کہ رام اس وقت بہادری میں فرد روزگار ہے اور پھر لطف یہ کہ میدان جنگ میں بھی دھرم اور سچائی کا لحاظ لچھمن چھوٹا بھائی بھی کسی سے طاقت میں کم نہیں مگر رام کی کچھ اور ہی بات ہے بس سمجھ لیجئے کہ اکیلی ذات سے جنستھان صاف کر دیا میں جان چرا کر نہ بھاگتا تو آپ کو کسی کی خبر نہ ملتی ۔

راون ۔ تم اطمینان رکھو ۔ میں رام و لچھمن دونوں کی جان لیکر رہونگا ۔

اکمپن ۔ اس کی تو مجھے اُمید نہیں رام تو رام لچھمن بھی آپ کے لئے بہت ہے ہاں اگر آپ ان کی زوجہ جانکی کو اُٹھا لائیں تب تو بارہ میں رامچندر جی جانکی کے غم میں جان دیدیگا ۔ لچھمن رام جانکی دونو کے رنج میں مر جائیگا ۔ پھر کیا یا لا ہمارے ہاتھ لول آپ رامچندر کو مار سکتے ہیں نہ لچھمن کو بھو تک سے اُڑ لانے کی نیت فضول ہے ہوا کو مٹھی میں تھامنا ناممکن ہے

سرگ ۳۲

سُپ نکھا کی راون سے فریاد

اکمپن اور راون سے باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سپ نکھا دتی پیٹتی چیختی چلاتی بال نوچتی آنسو بہاتی وہیں پہنچی جہاں راون کچھ افسوس اور کچھ غصے میں بیٹھا ہوا ہونٹ چبا رہا تھا اس وقت دربار کی شان نرالی تھی راون سنگھاسن پر جلوہ افروز تھا عزیز واقارب اور ارکان سلطنت سامنے صف بستہ تھے سنگھاسن کی چمک دمک سے آفتاب کی روشنی ماند تھی راون سر سے پاؤں تک دریائے جواہرات میں غرق تھا دس سر بیس بازو کے علاوہ تنے ہوئے

چھلنے کو دیکھ کر سور بیر ملتے تھے رنگ سانولا دسوں منہ ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے دانتوں سے
روشن بیچ کا سر بڑا قد بلند اندر کے بجر اور پرمیشور کے چکر کی چوٹوں کے نشان موجود راون کی
طاقتوں سے ایک زمانہ واقف تھا ساتوں سمندر ڈر سے کانپتے تھے عورتوں کو اس نے اپنی مرضی سے
چیوٹی بنا لیا تھا جگیہ کرتے ہوئے لوگوں کی روح فنا ہوتی تھی باسکی ناگ کی عورتوں کو چھین لیا
کیلاش پر کبیر کی کو ردبا کر پشپ بمان لے آیا۔ کیلاش پربت کی چولیں ہلا دیں چاند سورج
نگاہ میں جلتے تھے خیال کیا کہ بے اشارے طلوع یا غروب ہوں۔ چترربن میں اندر آسن کی باؤلی
خاک سے پاٹ دی درخت اکھاڑ لینا بچوں کا سا کھیل تھا دس ہزار سال تک ہمالیہ پہاڑ پر تپ کیا
بارہا اگن کنڈ میں سر کاٹ کاٹ کر پھونک دئے برہما سے بردان پایا کہ دیوتا گندھرب کنر
چرند پرند سے زندگی کا خوف نہیں۔ برہمن خوف کے مارے ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے تھے جگیہ
اسی وقت ہوتا تھا جب راون کے نام کا بھی بھاگ نکلتا تھا۔ دل میں رحم تھا نہ انصاف
برہمنوں کی خونریزی معمولی بات تھی۔ رعیت کی دل آزادی سے بدتر کام تھا جو نام سنتا
تھا اس کی روح قبض ہو جاتی تھی ۔

سوپنکھا نے جس وقت اس کی شان و شوکت دیکھی دل پر رعب چھا گیا۔ ڈری کہ کہیں جوش
غضب میں میری ہی نیت جائے کہیں راجہ راون بگڑ نہ بیٹھے کہ بھرے دربار میں کیوں آ گئی دل کانپ
رہا تھا بدن میں تھرتھری تھی اسی حالت میں اس نے دل کڑا کر کے ناک کان دکھلائے اور رو رو کر کہا
ہائے تمہارے ہوتے تمہاری بہن کا یہ حال سوچئے کس کی ناک کٹی ۔

سرگ ۳۲

سوپنکھا کی راون کو طعنہ زنی

راون نشہ خودی میں مست اور شراب غرور میں مخمور تھا اس نے توجہ بھی نہ کی کہ کون دل کا درد کہہ
رہا ہے یا تو سوپنکھا جب حکومت میں تھرا رہی تھی یا اس وقت پیچ و تاب کھا گئی۔
تیوریاں چڑھا کر بولی ۔

خواہشات نفسانی نے تمہارے بال سفید کر دئے زعم طاقت نے مغرور کر دیا اب سمجھ بیٹھے کہ ہمچوما
دیگرے نیست میں کھری کھری کہتی ہوں برا ماننے کی کوئی بات نہیں جو برا مانے وہ دو روٹیاں

اور زیادہ کھائے جس والئے ملک نے نفس پرستی اور لالچ سے کام لیا اُس سے رعایا ہر وقت بیزار
رہتی ہے جو کانوں کا کچا اور آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھوں کے سے کام کرتا ہے اس کی سلطنت
کو کبھی قیام نہیں ایک نہ ایک دن ضرور ٹاٹ الٹیگا فرق نہیں جس راجہ کے یہاں گوئندوں اور
مخبروں کا انتظام نہیں اُسکی دولت اور سلطنت کا ایشر ہی نگہبان ہے جس نے سوچا کہ سلطنت
گئی تو جان سلامت ہے وہ ٹکڑا ہو کر جیا بھی تو کیا جب عزت و حرمت نہ رہی تو زندگی عبث ہے
بے حرمتی کی زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر ایسے فرمانروا کا عدم وجود برابر تم سے بولتا ناخوش۔
والو ناراض گنہ ہر ب کبیدہ خاطر کنہر برہم۔ رشی منی دل شکستہ ایسی حالت میں عروج اقبال ہے بھی تو
کیا ہیں تو اُسے چار دن کی چاندنی سمجھتی ہوں نہ آپ عقل پر زور دیتے ہیں نہ سفیروں کے مشورے
اور قاصدوں کے عرض حال پر کان پھر یا ونت کس بل بیٹھے شاستر میں درج ہے کہ جس تاجدار کے
پاس نہ دولت رہی نہ بھنڈاری اور نہ دولت وہ غلام سے بدتر ہے راجہ کا فرض ہے کہ ہزار آنکھوں
سے اپنے ملک اور رعایا کے حالات دیکھتا رہے اخبار نویسوں اور مخبروں سے دم دم کی خبر لیتا رہے
راجہ بیوقوف ہو تو وزیروں کا فرض ہے کہ اچھی طرح انتظام سلطنت کریں اور پورے طور پر ایک
ایک معاملے کی خبر رکھیں مگر افسوس کہ تمہارے وزیر بھی کاٹھ کے اُلو اور عقل کے دشمن ہیں انہیں
کی بدولت پولست کا خاندان تباہ ہو گیا مگر پھر بھی تم کو کچھ ہوش نہیں جس سے اپنے گھر کا
انتظام نہ ہو سکا اس سے سلطنت کا بوجھ کب سنبھل سکتا ہے رام چندر اکیلے دم سے چودہ ہزار
راچھسوں کو مار کر خاندان کی عزت خاک میں ملا دی بھائیوں کے ٹکڑے اُڑائے اور تم شراب کے نشے میں
چور پڑے ہو پھر گھر برباد ہو تو کیا ہو۔ میں سچ کہتی ہوں کہ راجہ نے جہاں اپنے زعم و غرور میں لگایا
اور نوکروں چاکروں نے بے التفاتی کی بس اس کا دنیا میں کوئی نہ رہا جس وقت کوئی اونچ نیچ
پڑی سب لٹھ بک کے الگ کھڑے ہو جاتے ہیں کوئی ساتھ دینا کیا بات تک نہیں پوچھتا اور سامنے
سے بھاگتا ہے جو راجہ خبردار و ہوشیار ہے اس کا رویاں بھی بیکا نہیں ہو سکتا جب نشہ نخوت میں
دین دنیا فراموش نہ ہوئے وہ آپ ہی مارا پڑا دشمن گلا کاٹ لے تو کبھی اس پر الزام نہیں راج پاٹ
و حرمت کھو کر جینا بے حیائی ہے کوڑا کرکٹ گھاس پھوس سے بھی اُسکی عزت گئی گذری ہوتی ہے
مر جانا یا پھول بتاشا کپڑا اچھا مگر بے وقت راجہ کی زندگی بُری راجاؤں کو تاریخوں میں بادشاہوں
کے حالات سبق عبرت لینا چاہئے جس نے راجگان سلف کی زندگی سے نتائج اخذ کئے
اور اُن سے سبق حاصل کیا اُسے کبھی زوال نہیں۔ ملک آراؤں کو جہاں غیظ و غضب کی

ضرورت ہے وہاں رحم وکرم بھی لازم۔ دشمن کو غصہ سے زیر کرے اور رحم وکرم سے غریب غربا کو نہال
مال اگر یہ نہیں تو راج سنگھاسن سے قطع تعلق کرنا ہی درست ہے جس کو الشیور نے اہل زمانہ کا
سرتاج بنایا ہو اُس کا فرض ہے کہ ایک آنکھ سے سوئے تو ایک آنکھ سے جاگے مگر تمہاری تو
آنکھیں بند ہیں گھر میں بیٹھے رہتے ہو چوکھٹ کے باہر قدم نکالنے کی قسم ہے جس راجہ کے سر کاہلی
اور غفلت کا بھوت سوار اُسکی سلطنت کو کبھی قیام نہیں اس لئے بڑی جرأت کے ساتھ کہتی ہوں
کہ اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو اگر یہی نیند غالب ہی تو ایک دن نصیب بھی سو جائیگا۔

سُرپ نکھا کی تقریر زہر میں بجھی ہوئی شمشیر تھی مگر راون مغرور تھا۔ اُس کو کچھ پرواہ نہ ہوئی۔
سنتا بھی اور مسکراتا بھی گویا ہوا سی بہ رہی ہے۔

سرگ ۳۴

راون کی روانگی - ماریچ سے ملاقات

راون سُرپ نکھا کی باتوں سے ناراض نہ ہوا بلکہ خوش۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ اول تو اُسے
بہادری کے زعم میں ایک حریف سے جنگ آزمائی کا موقع ملا۔ دوسرے سنت کمار کے بردان نے یاد
دلائی کہ ہو نہ ہو وہی رامچندر جی ہیں جن کے دست مبارک سے مکت ہے۔ تیسرے ایسے وقت میں
رشیوں منیوں کے درشنوں سے جنم پھل ہونیکا خیال تھا۔ اس نے وزیران سلطنت والیان
ملک سے رائے لی۔ سب نے اپنی اپنی کہی۔ کسی نے مخالف رائے دی کسی نے موافق مگر راون سری رامچندر
کی تصویر دل کے چوکھٹے میں جڑ چکا تھا۔ اپنے عجیب غریب رتھ پر سوار ہوا۔ چھتر اور پنکھے چمکنے دمکنے لگے
رتھ کے الماس و جواہر سے شب چراغ کی روشنی ماند ہوگئی۔ رتھ اڑا تو ہوا سے باتیں کرنے لگا۔
دیکھتا کیا ہے رشی منی جپ تپ کر رہے ہیں۔ جنگل میں سبزہ زار سے آنکھیں ہری اور طبیعت گلزار
ہوگئی۔ دیوتاؤں کی استریاں مائل تفریح تھیں۔ قسم قسم کے جانور میٹھی میٹھی بولیوں سے دلوں کو موہے
لیتے۔ طرح طرح کے درختوں سے جنگل باغ و بہار ہو رہا تھا۔ کہنے کو جنگل تھا مگر موتی چاندی
اور سونے کی افراط تھی گویا گاؤں کے لوگ بھی سونے کی دیواریں اُٹھائے ہوئے تھے۔
سمندر کے پاس دوسری ہی کیفیت نظر آئی۔ دیوتاؤں کا میلہ۔ برگد کے ایک درخت کا کوسوں
تک سایہ۔ تپسویوں کی کثرت سے معلوم ہوا کہ یہ وہی برگد ہے جس پر گرڑ جی امرت لانے گئے تھے

جاتے ہوئے کچھوے اور ہاتھی کو لیکر بیٹھ گئے تھے اور ان کے بوجھ سے اسکی ایک شاخ ٹوٹ گئی تھی اس کی روایت یوں ہے کہ جب گرڑجی نے کچھوے اور ہاتھی کو آپس میں لڑتے دیکھا۔ تو بھوک سے بیتاب ہو کر جھپٹ پڑے اور دونو کو پنجوں میں داب کر لے اڑے اس برگد پر آبیٹھے اس سے بوجھ نہ سنبھلا گیا تو گرڑجی رشیوں منیوں کے دب جانے کے خوف سے ہی ٹوٹی ہوئی شاخ بھی لئے ہوئے کشیب کے پاس پہنچے اور وہاں پیٹ کی آگ بجھا کر وہ شاخ پھینک دی شاخ ایسی جگہ گری جہاں راچھس لوگ رہتے تھے شاخ کے گرتے ہی اُن سب کا خاتمہ ہو گیا گرڑجی نے کچھوے اور ہاتھی کا گوشت گوشت تو کھا لیا ہڈیاں سمندر میں پھینک دیں اُنہیں ہڈیوں پر لنکا آباد ہوئی۔ راون کو بڑی معلومات تھی اس خیال سے اُس برگد کو دیکھنے بھالنے لگے اور وہاں سے آگے بڑھا تو ایک جنگل میں ماریچ جپ تپ کرتے ہوئے نظر آیا۔ راون کی صورت دیکھتے ہی ماریچ نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور پوچھا کہ آج ماریچ کی قسمت کیونکر جاگی اختر تقدیر کس طرح چمک اُٹھا ✦

سرگ ۳۵

راون کی ماریچ راچھس کے یہاں ورود افروزی

راون نے رونی صورت بنا کر ماریچ سے کہا۔

بھائی کیا کہوں مصیبت سر پر آپڑی ہے جنستھان میں کھر دوکھن اور تر سرا مارے گئے ہائے تین بازو ٹوٹ گئے سپ نکھا کی ناک کے ساتھ ہم سب کی ناک کٹی چودہ ہزار پولست بنسیوں کو بھی رامچندر نے مار ڈالا رامچندر کی حقیقت ہی کیا ہے بن میں ٹھوکریں کھاتے کھاتے تیرہ برس ہو چکے باپ نے گھر سے نکال دیا مگر یہاں بھی شرارت سے باز نہیں آئے بیگناہ قتل کر ڈالے اسکی سزا یہی ہے کہ میں اسکی استری سیتا کو اُڑا لاؤں جانتے ہو کہ کمبھ کرن بھبھیکن اور میگھ ناد کے نام سے دنیا کانپتی ہے جس کی طرف نظر بھر کر دیکھ لیں تو فنا ہو جائے اُن کے علاوہ تمہارا کہنا کیا کہنا ہے اور لوگ تو سوا سیر ہیں تم میں سحر و نیرنگ کی خاص لیاقت ہے پھر مجھے کس بات کا ڈر چاہیں تم ہرن بنو چھلاوہ دکھاؤ۔ رامچندر اور لچھمن شکار کی ہوس میں اُٹھ دوڑینگے مجھے سیتا کے اُڑانے کا موقع ہاتھ آجائیگا۔ جہاں سیتا ہرن ہوا بس سمجھو کہ رامچندر کی جان گئی۔ لچھمن دونو کے غم میں جان

ہوجائیگا سب لکھا اپنا عوض پا جائیگی -
دیدیگا۔ بہاتا اُنو سیدھا ہوجائیگا سب لکھا اپنا عوض پا جائیگی - ماریچ کی جان اڑگئی زبان
سری رامچندر جی کا نام اور راون کی درخواست ہی ماریچ کی جان اڑگئی زبان
سے ہونٹھ چاٹنے لگا۔ سمجھ گیا آثار بیڈھب ہیں زندگی کی خیر نہیں مگر تھا گرگ صد
یاراں دیدہ دل کڑا کرکے منہ ایسا بنایا کہ گویا کچھ خوف نہیں ؞

سرگ ۳۶

ماریچ کی راون کو فہمائش

ماریچ راون سے بولا کہ دو چار باتیں کان میں ڈالے دیتا ہوں اس سے اچھا برا نتیجہ نکال لیجئے
اور سوچئے کہ میں غلطی پر ہوں یا آپ راستی سنئے ؞
راجہ کی ہاں میں ہاں ملانے سے راجہ کا نقصان ہوتا ہو تو ایسی خوشامد زہر قاتل ہے
اور جو مشورہ راجہ کی مرضی کے خلاف مگر دراصل مفید ہو وہ زہر لیں بلکہ امرت کے برابر ہے
اسی سے میں اس وقت آزادی کے ساتھ گفتگو کرنیکی معافی مانگتا ہوں گو میری گذارش
خلاف مزاج ہوگی مگر اس میں وفاداری کوٹ کوٹ کر بھری ہے آپ سمجھتا ہونگے تو میری باتوں پر
ناک بھوں چڑھائینگے بلکہ مجھے شاباش دینگے سب لکھا کا یہ کہنا درست ہے کہ آپ غفلت میں پڑے
ہوئے ہیں نہ لائق اخبار نویس نہ اچھے مخبر اسی لئے آپ سری رامچندر جی کے حالات سے آگاہ نہیں وہ
تم سے ہزار درجہ شہ زور ہیں اندر کو زیر کر لینا آسان ہے رامچندر جی کو پست کرنا کارِ دارد ہے شیو
کو کون جیت سکتا ہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدولت سارے راکشس قتل ہو جائیں سری رامچندر گھر
سے نکالے نہیں گئے بلکہ راکھشسوں کی گوشمالی اور خونریزی کے لئے بن میں آئے رضا جی
والدین کا ایک بہانہ تھا تم رامچندر جی کو برا بھلا کہتے ہو یہ تمہیں زیبا نہیں ان سے بڑھ کر کوئی
راستی پسند ہے نہ حاکم نفس وہ تین لوک کے مالک ہیں سیتا جی ساکشات لکشمی ہیں اُن کو اُڑا لے
جانا آسان نہیں سورج کی روشنی کو کوئی چھین نہیں سکتا تم کیا سیتا جی کو ہر لے جاؤ گے کہے دیتا ہوں
کہ رامچندر جی کی ایک نظر قہر نگاہ کو خاک کر دیگی ہرن کشیب کا حال معلوم ہے نرسنگھ دیو نے
کس طرح اسکی جان لیلی اسی لئے سیتا ہرن کا خیال چھوڑ دو میں سری رامچندر جی سے ڈرتا ہوں
مجھے ڈر ہے کہ سامنے ہوتے ہی ہمارا دم فنا ہو جائے بہتر ہے کہ کبھی ایسے ایسے دور اندیش

مشیروں سے مشورہ کر دو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں میری رائے تو یہ ہے کہ تمہاری پیکڑی فضول ہے رامچندر کے مقابلے میں تم کچھ بھی مال نہیں ؛

سرگ ۳۷

مارِیچ کی فہمائش کا سلسلہ

ماریچ نے اب اپنی بنیتی کہنا شروع کی ۔ وہ بولا کہ

آپ جانتے ہیں مجھے ہزار ہاتھی کا زور رکھا دیا تو لاہ ہاتھ ہاتھیوں کا کلیجہ چیرتے تھے وہ تیج تھا کہ بڑے بڑے شیر دلوں کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا ۔ پر رگھویشستر کو دیکھ کر دیوتا دہلتے تھے اب میں سادھو بن گیا ہوں کسی وقت رشی منی ہی میری غذائے لطیف تھے لبوا متر الیسوں کی ناک میں دم کر رکھا تھا جب لبوا متر حد سے زیادہ تنگ ہوئے تو راجہ سرتھ سے رامچندر جی کو مانگ لائے حالانکہ اس وقت رامچندر جی صرف پندرہ برس کے تھے مگر تاڑکا کو مارا سباہو کو قتل کیا اور جو میں نے جگیہ کی بیدی ستیاناس کی ایک تیر ایسا مارا کہ میں سمندر میں جا پڑا زخم سے ادھر پہنچی تھی ۔ ادھر اتھاہ سمندر کے تھپیڑے مشکلوں سے جان بچی جب پندرہ برس کے سن میں رامچندر جی کا یہ حال تھا تو اب تو انکی طاقتوں کا کیا پوچھنا دیکھ نہ لیجئے کھر تر سرا دوکھن کے ساتھ چودہ ہزار پولست بنسی مار ڈالے کس کے بہانے کچھ نہ بنی تم رامچندر جی سے بیر مول نہیں لیتے بلکہ راچھسوں کی تباہی کا بیج بوتے ہو لنکا میں بیوگان مغموم و یتیمان معصوم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئیگا جس لنکا میں بیکنٹھ کی سی بہار ہے ۔ وہ اجڑ جائیگی اور جو چاہو دھرم کرو مگر پرائی عورت کی طرف بدنیتی کا خیال نہ دوڑاؤ سیکڑوں ہزاروں حسینان مہ جبیں تمہارے رنواس میں ہیں اب زیادہ ہوس کیوں اپنے سر سے گھر میں عیش کرو چین اڑاؤ ۔ کہنا نہ مانو گے تو جان لو کہ بربادی میں فرق نہیں ؛

سرگ ۳۸

ماریچ کی فہمائش کا بقیہ

ماریچ نے دوسری سرگذشت یوں بیان کرنا شروع کی کہ

جب پیچ وٹی میں پولست بنسی والے ہلاک ہوئے دو راچھسوں نے مجھ سے مدد دیا ۔

ٹکایا کی کہ چلتے اُٹھتے رشیوں سے پیٹ بھریں آپ تپسیا کرتے کرتے بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئے
تینوں رکھے دھرم ہے اس لئے کچھ کھائے پیجئے تو بدن درست ہو میں راضی ہو گیا اور تینوں کے
کو چوٹ ہرن بن کر رشیوں کی جان کے گاہک اور خون کے پیاسے ہو گئے خوب سینگوں
دیکھا رام کیا اور موٹائی سوار ہوئی تو سری رامچندر جی کی کٹی سے کچھ دور چہلیں کرنے لگے
دیکھ چکا تھا لچھمن کند مول پر بسر کرتے ہیں سیتا جی خدمت میں مشغول ہیں گو میں ایک دفعہ
رامچندر جی مگر اس وقت عقل رخصت ہو گئی تم نے جواب دیدیا فوراً ہی زعم طاقت میں سری
بانوں نے کی طرف لپکا ارادہ تھا کہ سینگ سے چھید دوں مگر سری رامچندر جی کے تین
ایسا سچا کیا کہ کسی طرح پنڈ نہ چھوڑا اور سمندر میں پھینک کے پھر اپنے ترکش میں واپس آ گئے۔
رامچندر جی اس وقت نے میرے چھکے چھڑا دئے اب جس وقت خیال کرتا ہوں تو ایک نہیں ہزاروں
نظر کے سامنے پھر جاتے ہیں سوتے جاگتے اس نام سے مجھ پر جھرجھری سی چڑھ جاتی ہے
جس میں مکار ہوتا ہے رامچندر نے راجہ بل سموجی ہرن کشیپ مدہ کیٹ ایسوں کی گردیا
دی کیا تم اُن سے زبردست ہو کبھی نہیں تمہیں ان سے بگاڑنے کا اختیار ہے میں کانوں
پر ہاتھ رکھتا ہوں میری جان فالتو نہیں سب لنکا کو جاتے تو رامچندر جی مار کے ہی
ڈالتے مگر نہیں انہوں نے صرف ناک کان ہی پر کفایت کی ورنہ دو سطر ہوتا جان لیکر رہتا
کھر و کھن کانوں کے کچے تھے اُن میں نشیب و فراز سوچنے کا مادہ نہ تھا آخر نتیجہ دیکھ لیا شہر کو پہنچ
گئے اسی طرح اگر فمائش پر کان نہ دئے تو تم کمبھ کرن اور تمام اہل لنکا کو بھی اپنے ساتھ ڈبو
گے تمہیں جانا ہے تو جاؤ مجھے معاف ہی رکھو میں ایسی وفاداری سے باز آیا۔

سرگ ۳۹

ماریچ پر راون کا عتاب

ماریچ نے سمجھانے میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھی مگر راون کے سر پر موت سوار تھی اس کے
نزدیک ہوا سی لگی اُلٹے مارے غضب کے آگ ہو گیا بولا کہ
لوگوں کا او ننگ خاندان اپنے خاندانی دھرم سے ایسا گریز۔ ارے بیوقوف ہم
فرض ہے کہ دھرم کا کوئی کام نہ ہونے دیں جگیہ میں خلل انداز ہوں کہ تو ہیرا الٹی پٹی پڑھا کر دھرم
میں بچ لوتا ہے یہاں کالی گھٹی ہے اس پر دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکتا جو دل میں ٹھان لی ہے

باد ابا دتجھ کو رام نے سمندر میں پھینک دیا کھر دوکھن وغیرہ کو مارا تو اس سے نتیجہ میرے سامنے اپنی اکڑ دکھائیں تو جانوں۔ بیس ہزار لاکھ میں سیتا کو ہر دونگا رامچندر جی جیتیں یا ہاریں مگر میں ضرور لڑونگا بیچ کھیت لڑونگا۔ اگر سیتا کو نہ لے اڑا رامچندر کو نہ مارا تو پھر کیا ہی کیا عمر بھر کا سب کیا دھرا اکارتھ ہے تم تو تم رہا اندر کو بیر بھی مجھے ارادے سے باز رکھ سکیں کیا مجال سب مجھے تیری نصیحتوں کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے صلاح و مشورہ پوچھنے نہ آیا تھا کہ فضول و منافی کا کیڑا بن گیا۔ مغز چاٹ گیا وزیر کا کام ہے کہ راجہ مشورہ لے تو عاجزی سے ست لیتہ عرض معزور کرے جو راجہ کے مزاج کے خلاف نہ ہو وہی کہے جو مشورہ دے ایسا ہو کہ راجہ مان جائے اگر خلاف کہے تو اس کے لئے سزا رکھی ہوئی ہے جانتا بھی ہے کہ راجوں کو کس سبب سے سبقت ہے راجاؤں میں اگنی کا تیج اندر کا رحم چندرماں کی سرد مزاجی۔ جمراج کا جوش غضب اور برن کا کرم ہوتا ہے ایسے راجے جس کے گھر جائیں اس کا فرض ہے کہ تعظیم و تکریم کرے مگر تیری عقل ماری گئی ہے تو نے خاطر مدارات کے عوض عدول حکمی اور ہتک عزت کی اس لئے تو سزائے سخت کا سزاوار ہو گیا یہ بے ادبی اور گستاخی کی جرأت قابل معافی نہیں خیریت اسی میں ہے کہ تو ایک خوبصورت ہرن بن کر سیتا جی پر چھلاوے کا جادو ڈال چاہے جان جائے یا رہے۔ مگر حکم کی پابندی کر ورنہ سمجھ لے کہ موت اس سر پر کھیل رہی ہے خواہ میں ماروں یا رامچندر تیری جانبری اب دشوار ہے ؛

سرگ ۴۰

راون کی ہٹ۔ ماریچ کی نصیحت آمیز تقریر

ماریچ زندگی سے بے آس ہو گیا اُس نے سوچ لیا کہ راون کا ادھرم اُس کی جان لے کر رہیگا۔ جی کڑا کر کے بولا کہ

افسوس نہ معلوم آپ کو کس بیوقوف نے ایسی صلاح دی وہ آپ کا دوست نہیں دشمن جانی ہے انسان کو چاہئے کہ کسی سے بگاڑ نہ کرے بیٹھے بٹھائے درد سر مول لینا کس نے کہا ہے معلوم ہو گیا کہ سب آپ کے مشیر علم سے بے بہرہ دھرم سے کورے ہیں دوستی کے پردہ میں دشمنی کرنا ان کا شیوہ ہے کاش آپ اس وقت جائیں اور سب کو سزا دیں۔

اہل شورت کا فرض ہے کہ بھلائی
ایسے مشیروں کی سلطنت میں کھا آستین میں سانپ پالنا ہے
کی صلاح دیں اور کنوئیں میں گرنے والے کے بال پکڑ کر کھینچ لیں نہ کہ امرت کے نام سے زہر پلا دیں
ایسے عقل کے مشیروں کا کچھ بھلا نہیں ہوتا راجہ کو آگ برباد کرتے اور خود بھی تباہ ہوتے
ہیں جس نے گاڑی خلاف راستے پر ہانکی اس کے اور سوار کے لئے زحمت رکھی ہوئی ہے
جو آنکھ بند کر کے اڑا منہ کے بل گر نہ جائے کس پاپ سے میرا تمہارا میل ہوا۔
ہائے مفت دو لوگوں کی جان پر گذر رہی۔

راون تم میری جان کی فکر نہ کرو۔ میں مرونگا یا جیونگا تم سے مطلب تمہیں ہرن بنا
ہو تو ہاں کرو۔ میری فکر چھوڑ دو۔

ماریچ۔ میں خیر اندیش ہوں بھلائی چاہتا ہوں مجھ کو اپنے مرنے کا غم نہیں راجندر جی مارینگے
تو سیدھا بیکنٹھ جاؤنگا اپنے لئے کا میری بلا کرے مجھے غم ہے تو اس بات کا کہ تم چوری
کروگے اور مارے جانے پر تمہاری ہی گت ہوگی جو چوری کی ہوتی ہے مشکیں کسی جائینگی
جراح ہتھکڑی پہنائینگے اور پھر نرک کا قید خانہ نصیب ہوگا اسی سے کہتا ہوں کہ
چوری بڑی بلا ہے جنم جنمانتر تک داغی رہوگے مگر میں جانتا ہوں کہ تم میری ایک بات بھی
نہ سنوگے تمہارے سر پر بھوت سوار ہے یہی تمہارے لئے پیغام اجل لے آیا زندگی
کے دن اس نے پورے کر دیئے۔

سرگ ۱۴

ماریچ کی راون کے ہمراہ روانگی

کہنے کو تو ماریچ سخت سست کہہ گیا لیکن بیکار۔ راون کے کانوں پر جوں بھی نہ
رینگی جب سمجھ لیا کہ کسی طرح بچاؤ نہیں تو کڑک کر بولا۔

اچھا صاحب چلنے میں تیار ہوں میں نے سمجھ لیا ہے کہ آج سری رامچندر جی کے ہاتھ
سے میرے سینکڑوں جنم کے پاپ دور ہو جائینگے مجھ سے بڑھ کر دنیا میں اور کون خوش
نصیب ہے جو ایسی مبارک موت پائیگا میں نے تو بیکنٹھ کی تیاریاں کر دیں آپ
جن لوگوں کو چلنے کے لئے توشہ تیار رکھئے
یہ کہہ کر ماریچ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا راون کی بھی باچھیں کھل گئیں اور سمجھا کہ

بس، مرلیا اقبال زوروں پر ہے اور نصیب یاور۔ اسی خوشی میں بولا۔

شاباش! شاباش! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ❊

میں تو سمجھا تھا کہ تم حد درجے کے بزدل ہو مگر اب سمجھ میں آیا کہ شیروں کی بھی تمہارے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ آؤ آؤ چلو رتھ پر چلیں ❊

یہ کہہ کر راون نے ہاتھ پکڑ کر ماریچ کو رتھ پر بٹھا لیا ڈنڈک بن میں پہنچتے ہی ایک خوبصورت ہرن بن گیا سونے کی سنگوٹیاں ببر بھوتی سے زیادہ سرخ سم جسم کا رنگ طلائی اس پر نقرئی چتیاں۔ ہرن کیا تھا ایک تصویر لور تھا ❊

یہ کودتا پھاندتا چوکڑیاں بھرتا ہوا وہیں پہنچا۔ جہاں سری جانکی جی تھا دلوں سے پھل توڑ رہی تھیں۔ ہرن سے چار آنکھیں ہوئیں تو کلیجہ پھڑک اٹھا۔

سرگ ۴۲

ماریچ کی ہرن کے بھیس میں سیتا جی کے سامنے سحر نمائی۔ سری رامچندر جی کا عزم شکار

سری جانکی جی کے دل پر کپٹ مرگ (ماریچ) نے اپنے چھلاؤں سے ایسی موہنی ڈال دی۔ کہ سری رامچندر جی کو پکار بیٹھیں دونو بھائی تیر و کمان لے کر دوڑ پڑے لچھمن جی نے صورت دیکھتے ہی کہہ دیا کہ یہ ہرن نہیں رہی ماریچ راچھس ہے دیکھ نہ لیجئے کہ اس کی صورت سے اور ہرن دور بھاگتے ہیں ❊

سری جانکی جی کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی انہوں نے لچھمن جی کو جھڑک دیا اور سری رامچندر جی سے بولیں کہ

اسے حتی الامکان زندہ پکڑ دو میں سے پالونگی اگر زندہ ہاتھ نہ آئے تو مرگ چھالا ہی سہی ایسا ہرن آج تک نظر سے گزرا تھا اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو میں اپنے کو نہایت بد نصیب سمجھونگی۔ یہ مایا کا ہرن نہیں لچھمن کا خیال غلط ہے ایشور نے نہ معلوم دنیا میں کیسے کیسے خوبصورت ذی روح پیدا کئے ہیں یہ ہرن بھی اسی کی قدرت کا نمونہ سمجھنا چاہیئے۔

سری لچھمن جی اس وقت کو سمجھتے تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ جس طرح نفس پرست آدمی کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اسی طرح عورتیں بھی اپنی ضد سے نہیں ہٹتیں۔ اس لئے وہ لچھمن جی سے بولے کہ۔

سری جانکی جی کی خواہش بجا نہیں میں نے اس خوبی کا ہرن نندن بن میں کبھی نہیں دیکھا یہ ہرن سب ہرنوں کا سرتاج ہے اسی لئے میرا بھی یہی دل چاہتا ہے کہ یا تو زندہ پکڑ لاؤں یا نشانہ تیر بناؤں مان لیا کہ یہ ہرن جادو ہی کا ہے تو پھر خطرے کی کون بات ہے یاتابی راچھس ہاتھ سے بکرا بن جاتا تھا جب لوگ اُسے کھاتے تو پیٹ پھاڑ کر نکل آتا تھا مگر اگست جی سے ایک نہ چلی انہوں نے ایک کا میں ہضم کر لیا اس وقت یاتابی کو ہرن سمجھ لو جسے میرا بان اگست رشی کی طرح ڈکار جائیگا لو اب میں جاتا تم سیتا جی کی حفاظت کرو میں ابھی ابھی آتا ہوں۔

سرگ ۴۳

کپٹ مرگ یعنی ماریچ پر سری رامچندر جی کی تیر اندازی

سری رامچندر تلوار کمر میں لگا کر سارنگ دھنش لئے ہوئے لپکے مگر ہرن نے دیکھا ناہوا ادھر اُدھر گھومتا ہُوا پھرا ہرن کے بدن میں خوف سے تھرتھری تھی لیکن وہ چھلاوے سے غافل نہ تھا رامچندر جی پیچھا کرتے کرتے ایک درخت کے سایہ میں جھک کر بیٹھ گئے ماریچ سوچا کہ یہ بُری ہُوئی۔ رامچندر کے ہاتھ سے مکت نہ ہوئی تو ساری محنت بیکار راون کا مطلب نہ نکلا تو رفاقت بے سود پہلے رامچندر جی کو یہی خواہش تھی کہ جس طرح ہو سکے گرفتار کر لوں ہرن بھی چوکڑیاں بھرتا ہُوا پاس آجاتا تھا مگر جب رامچندر جی ہاتھ لپکاتے تو پھر ہوا ہو جاتا اس لئے سری رامچندر جی نے تہیہ کر لیا کہ مار ہی کے پانی پیونگا۔ چنانچہ وہ اٹھے اور دور تک تعاقب کیا اور آخر ایسا تیر مارا کہ سینے پر جم بیٹھا ماریچ کی جان پر بننے لگی اُس نے فوراً ہی ہرن کا چولا چھوڑا اور اصلی صورت میں آیا اور کہا۔

لچھمن لچھمن۔ جانکی جانکی! دوڑو دوڑو حال بیحال ہے زندگی کی خیر نہیں جلدی پہنچو۔

سری رامچندر جی کو اب معلوم ہُوا کہ واقعی چھل تھا اس آواز سے ان کو خوف ہُوا کہ لچھمن اور جانکی ضرور دوڑے آتے ہونگے پس بیٹے انہوں نے تیجست کی اور اپنے بھگت ماریچ کو مار کر اور اس کے عوض دوسرا ہرن

شکار کر کے جنگل سے کٹی کی طرف پھرے +

سرگ ۴۴

ماریچ کے نالۂ جگرسوز سے جانکی جی کی پریشانی لچھمن جی سے بحث آخر لچھمن جی کی روانگی - راون کی سیتاجی کی خدمت میں حاضری

ماریچ نے مرتے وقت ایسی آواز سے فریاد کی کہ جانکی جی بس یہی سمجھ گئیں کہ بس سری رامچندر جی کی آواز یہی ہے وہ گھبرا کر لچھمن سے بولیں۔

جلدی جاؤ دیکھو پرناتھ پر کیا گزری +

لچھمن جی کو وہاں سے ہلنے میں عذر ہوا انہوں نے کچھ سماعت نہ کی مگر جانکی جی ضد پر اڑ گئی جو منہ میں آیا کاٹنے دے بس حد ہے کہ یہاں تک کہہ دیا۔

مجھ سے ہاتھ دھو رکھو سری رامچندر جی دنیا سے اٹھ بھی جائیں تو تم ہاتھ نہیں لگا سکتے یہاں میرے پاس کیا رکھا ہے جاؤ بھائی دیکھو +

لکشمن جی - آپ کیسی باتیں کرتی ہیں میری طرف سے آپ کو ایسی بدگمانی ماریچ راچھس مر گیا اب دم نکلنے پر دہائی تہائی دے رہا ہے سری رامچندر جی ابھی آتے ہونگے میں آپ کو اکیلے چھوڑ کر کیسے جاؤں ہاں کوئی بات ہوتی تو مضائقہ بھی نہ تھا آپ جانتی ہیں کہ سب نکھا کے معاملے سے تمام راچھس بگڑے بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت موقعہ ہاتھ لگے ضرور آفت ڈھائیں اس حالت میں میں یہاں سے چلا جاؤں اور کچھ اور کا اور معاملہ پیش آ جائے تو زحمت کسے ہو اور بدنامی کا ٹیکرا کس کے سر پھوٹے۔

لکشمن جی نے اسی طرح بہت کچھ سمجھایا مگر سیتا جی ہٹ پر ہی اڑی رہیں یہاں تک فرمایا کہ میں سمجھتی تھی کہ تم سری رامچندر جی سے محبت کرتے ہو مگر آج معلوم ہوا کہ دشمنی کے لئے سب بناوٹ تھی یہ کیوں نہیں کہتے کہ رام کے مرنے پر راج کی خواہش ہے اور میری تمنا مگر یاد رکھو کہ بھرت جی کے جیتے جی تمہاری راج کی ہوس نہ پوری ہو سکیگی۔ رہی میں سو اسی وقت جل جلا چھوڑ دونگی اور تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔

لکشمن جی - آپ نے جیسا فرمایا وہ کچھ نئی بات نہیں عورتوں کی خو بو ہی ایسی ہوتی ہے میں جسے ماں سے زیادہ محبوب لئے ایسا خیال - میں آپ کے قدموں میں دنیا کے تمام سادھوؤں سے زیادہ نفس کشی کرتا ہوں مجھ پر ہی ایسے واہیات الزام آپ کی بزرگی کے سوا اور کیا کہوں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شدنی ہے ورنہ آپ کی زبان سے ایسے الفاظ نہ نکلتے نہ آپ کہنا قبول کرتے۔

سری جانکی جی اس تقریر پر چیخ چیخ کر رونے لگیں - زبان پر یہ الفاظ جاری تھے - کہ ہائے دنیا میں کوئی برے وقت کا ساتھی نہیں مشکل میں بھائی بھائی کا شریک حال نہیں ہوتا - آہ بڑی دغا ہوئی - کس کو معلوم تھا - کہ لچھمن جی مصیبت کے وقت کنائی کاٹیں گے

لکشمن جی - آپ مجھ پر ناحق تہمت تراشتی ہیں - میں جان دینے کو حاضر ہوں - مگر آپ کو اکیلا کیونکر چھوڑ دوں -

جانکی جی - مجھ کو کوئی کھا نہ جائیگا - فضول حیلے حوالے نہ کرو - میں ایسے فقرے بنت جانتی ہوں کیا مجھے بھی کوئی ایسا ویسا سمجھے ہو - اگر ایشور نہ کرے کوئی اونچ نیچ پڑیگی تو میں گوداوری میں پھاند پڑونگی یہ کسی کی مجال نہیں کہ سایہ کو بھی چھو سکے -

یہ کہتے ہی جانکی جی آگ میں کود پڑیں اور اصلی آگ میں ملگیا - پیکر ظاہری پھر آنسو بہاتا ہوا نمودار ہوگیا اور پھر وہی ضد ہوئی کہ

لچھمن جی کھلا چاہتے ہو تو جاؤ -

لچھمن جی مجبور ہو گئے اور ڈنڈوت کر کے عرض کی کہ -

بھائی صاحب تو یہاں سے ہلنے کی ممانعت کر گئے تھے آپ ضد کرتی ہیں لو لیجئے تعمیل ارشاد کرتا ہوں ذرا ہوشیاری رکھیئگا -

لچھمن جی ادھر گئے ادھر راون سنیاسی کا بھیس کئے گیروے کپڑے پہنے جٹا بنائے کمنڈل لئے کھڑاؤں کھٹ کھٹ کرتا سامنے آیا جس وقت نگاہیں چار ہوئیں - راون کے بدن میں تھرتھری پڑ گئی - چہرے کے جلال سے آنکھیں نیچی ہو گئیں - راون کا خوف ایسا غالب ہوا کہ ہوا تھم گئی گوداوری کا پانی رک گیا راون سنیاسی بنا ہوا تھا اس پر ہوائے نفسانی کا غلبہ ہوا اسی حالت پر ہری ہری نارائن کہتا ہوا جانکی جی کے قریب پہنچا اور پوچھا لکشمی ہو یا اپسرا - کنہری ہو یا اور کوئی - میری دانست میں تو خوبصورتی تمہارے ہی حصہ میں پڑی ہے ایسی حسین ماہ جبین رلو اس کے لائق ہے یہ ویرانہ یہ صورت دیکھ کر

گردن نیچی کر لینی ہیں ۔ تمہیں لازم نہیں کہ جنگل میں پڑی پڑی عمر گنواؤ ۔ جوانی کی امنگوں کو خاک میں ملاؤ اچھا یہ بتاؤ کہ تم کون ہو یہاں کیسے آگئیں ۔

جانکی جی جنگل میں سادھو مہاتماؤں کی خدمتگزاری سے جی بہلایا کرتی تھیں ۔ اُن کی بھیس کی عزت کرنے سے کام تھا افعال پر نظر نہ تھی لہذا وہ حسب دستور ادب سے پیش آئیں اور کند مول پھل سامنے رکھ دئے ۔

راون خوش تھا کہ خوب تنہائی کا موقعہ ہاتھ آیا لیکن ڈرتا تھا کہیں رام اور لچھمن میں سے کوئی آجائے اور جان کے لالے پڑ جائیں ۔

سرگ ۴۵

راون کی جانکی جی سے فقرہ بازیاں

سری جانکی جی نے میکے سسرے بن باس کا مفصل حال سنا کر پوچھا کہ تم بتاؤ کون ہو یہاں کیسے آگئے ۔

راون ۔ راکھشسوں کا راجہ لنکیش راون ہوں میرے نام سے دیوتاؤں کا دم فنا ہوتا ہے ادھر سے گزرا تو تمہارے حسن دلفریب نے دل پر موہنی ڈال دی چلو رنواس کی رونق بڑھاؤ پانچ ہزار لونڈیاں تمہاری خدمت کرینگی سونے کا محل رہنے کو ملیگا ۔

جانکی جی کو یہ تقریر زہر میں بجھی ہوئی شمشیر معلوم ہوئی ۔ اُن کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور بولیں کہ

کیا موت تو نہیں پھڑ پھڑاتی مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ قضا گھیر کر یہاں لائی ہے بھوکے شیر اور بھوکے سانپ کا دانت نکلنا آسان ہے مگر سری رامچندر جی کی استری کی کوئی نیت ڈالنے ناممکن ۔ پہاڑ اُٹھ سکتا ہے ۔ مہادیو کی طرح زہر کھانا آسان ہے پاؤں میں پتھر باندھ کر سمندر کے پار ہو جانا ۔ چاند سورج کو مٹھی میں دبا لینا سہل آگ کو کپڑے میں باندھ کر رکھنا ۔ کھٹے لیبے کی ترسول کی دھار پر چلنا دشوار نہیں لیکن مجھے بدنیتی کرنا محال ہے رامچندر جی سمندر ہیں ۔ تم تالاب ۔ وہ سونا ہیں تم رانگا تمہارا اُن کا کچھ مقابلہ نہیں بھی گھی ہضم کر سکتی ہے

مگر تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتے۔
راون۔ میں ایسی باتوں سے ڈرنیوالا نہیں وہ مکھا سری ہی تھا جس کی دیوی جی نے جان لے
لی میں برہمن ہوں اور ایسا پرتاپی ہوں کہ آج دنیا میں کوئی بھی نہیں۔

سرگ ۴۶

راون کی تقریر پر سری جانکی جی کی برہمی اور بد دُعا

راون سری جانکی جی سے مخاطب ہے کہ میں نے اپنے بھائی کبیر کو مار کر کیلاش پر بھگا دیا اُس کا
پشپ بوان اب میرے قبضے میں ہے سورج کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ دوں تو تھر تھر کانپنے لگے میری لنکا
سونے کی ہے ایسا شہر دنیا کے پردے پر نہیں جگہ جگہ قلعہ ہر طرف چار دیواری۔ خندق تلعہ باغ
باغیچوں سے وہ رونق ہے کہ انسان کیا دیوتاؤں کی عقل بھی دنگ ہوتی ہے ہر طرف ہیرے جگہ
جگہ جو کی کروڑوں سور بیر جان نثاری کو حاضر۔ لاکھوں امیر یا لوبی کو موجود میرے مقابلے میں
رامچندر کی حقیقت ہی کیا ہے اُس نے گردنیاں دیں باپ نے گھر سے نکال دیا نہ راج نہ پاٹ نہ دولت
نہ ثروت ایسے بن باسی کے ساتھ عمر گنوانا کون عقلمندی ہے چلو میں تمہیں اپنے یہاں لے
چلوں۔ لنکا میں رامچندر کیا اُن کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا وہ میری تمہاری چھاؤں تک تو پا نہیں سکتے
یہی نہیں بھار ودن یہ چھیوں شاستر چونسٹھوں ودیا نت میری نوک زبان ہیں علموں میں ایک بھی میرے سامنے
زبان نہیں کھول سکتا پھر ناحق رامچندر ایسے کندہ تراش کے ساتھ زندگی خراب کر رہی ہو ۔
سری جانکی جی اس تقریر سے نہایت برہم ہوئیں اُن کی زبان سے بے ساختہ یہ بد دعا
نکل گئی کہ میں نے سمجھ لیا راچھسوں کے دن پورے ہو گئے مجھ کو چرانے والا رامچندر
کے باڻوں سے ضرور ہلاک ہوگا۔

سرگ ۴۷

سیتا ہرن

راون کو یہی دھن سمائی تھی کہ کسی طرح سیتا جی کو اُڑا لیجاؤں مگر خیال تھا کہ سادھو جوگی
کے بھیس کو بدنام کرنا اچھا نہیں اس لئے اس نے اپنی اصلی صورت بنالی اور آنکھیں

لال پیلی کر کے کہا۔

یہ دیکھو بیس باذو دس سر۔ کہو تو زمین کا تختہ اُلٹ دوں سمندر کو سکھا دوں موت کو چٹکی سے مسل دوں۔ تم رامچندر پر ناز کرتی ہو وہ اگر نہ بھی مارے جائیں تو دس ہزار برس سے زیادہ نہیں جی سکتے یہاں موت قبضے میں ہے تم سے میں سب طرح کہہ کر ہار گیا مگر ایک نہیں سنتیں اچھا ہوشیار دیکھوں تمہارے رامچندر کیا کر لیتے ہیں +

یہ کہتے ہی گودھ کی طرح لپکا اور ایک ہاتھ سے سیتا جی کے بال پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے پاؤں تھاما اور اُٹھا کر رتھ پر ڈال دیا۔ سیتا جی ہائے لچھمن ہائے لچھمن کہہ کر چلائیں سری رامچندر جی کا نام لے کر کہا آپ کے نام سے تو بڑی مصیبتیں کافور ہو جاتی ہیں اس وقت وہ برکت کہاں ہے یہ کہہ کر اسوں نے راون سے کہا۔

موئے موٹے ہاتھ پاؤں پر پھولتا ہے یاد رکھ کہ سری رامچندر جی انہیں کو قیمہ کر ینگے + رتھ ہوا ہو رہا تھا۔ گدھے تیز رو گھوڑوں کے کان کاٹتے تھے زمین پر قدم نہ پڑتا تھا جانکی جی رو رو کر بنا سپتی گوداوری اور دیوتاؤں سے منت سماجت کرتی جاتی تھیں کہ۔

سری رامچندر جی سے ضرور کہہ دینا کہ کمبخت مجھے زبردستی پکڑے لئے جاتا ہے۔

جس وقت جٹایو نظر پڑا جانکی بلک بلک کر رونے لگیں اور بولیں کہ۔

تم میرے سسر راجہ دسرتھ کے دوست ہو ہائے تمہاری آنکھوں کے سامنے مجھے بدمعاش زبردستی لے جائے۔

جٹایو ارے مردود راون ٹھیر کہاں جاتا ہے میں سر پر آ پہنچا۔

جانکی جی۔ جٹایو جی! آپ بڈھے سادھو ہیں یہ ہٹا کٹا مسٹنڈا ہے اُس پر آپ نہتے یہ سلح بند اس سے لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ کوئی سری رامچندر جی سے یہ خبر کہنے کو زندہ رہے کہ

"راون مجھے ہر لے گیا"۔

سرگ ۴۸

راون اور جٹایو کی مڈبھیڑ

جٹایو راہ روک کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

اے راون تو راجہ بھی ہے اور وید شاستر سے بھی واقف پھر ایسا ادھرم کے کیا معنی اگر تیری عورت
کو کوئی شخص چرا لیجائے تو تجھ پر کیا گزرے تو اسے کیا سزا دے اپنا سا حال سب کا سمجھنا
چاہئے۔ سری رامچندر جی ظاہر میں راجہ دسرتھ کے فرزند ہیں مگر باطن میں تین لوک کے
مالک ان کی استری پر یہ ظلم کبھی روا نہیں اس کا نتیجہ خراب ہے خراب ہے پولست خاندان
کے آفتاب ہو کر ایسا ادھرم تعجب ہے کہ تم راچھسوں کے راجہ اقبال مندوں کے سرتاج تمہارا
فرض ہے کہ دھرم کے کام کرو۔ رامچندر جی نے قصور نہیں کیا نہ سروپ نکھا شرارت کرتی
نہ اس نوبت کو پہنچتی۔ نہ کھر دوکھن سر چڑھتے نہ مارے جاتے جو جس نے کیا اس کا پھل پایا
سری رامچندر جی نے کسی سے پہل نہیں کی اور اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کیسے شائستہ اور رحمدل
ہیں ایسی مقدس ذات سے مخالفت۔ جگت جننی سیتا جی کی چوری۔ یہاں تو رد گئے کھڑے
ہوتے ہیں تمہارا دل نہ معلوم کیسا ہے کہ جونک ہی نہیں لگتی بہتر یہی ہے کہ نصیحت مانو سیتا جی
کو یہیں چھوڑ جاؤ۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو۔ کھانا وہ کھانا چاہئے جس کو معدہ
ہضم کر سکے اس کھانے سے فائدہ کیا جس سے پیٹ پھٹے۔ اور جان سنئے تم اپنے کو لاکھ
سن رسیدہ سمجھتے ہو مگر میری نظر میں ابھی بچے ہو۔ ساٹھ ہزار برس کی عمر گئی مگر دل ایسا
ہی جوان ہے تمہارے پاس ہتھیار ہیں میں نہتا ہوں مگر جب تک دم میں دم ہے
جانکی جی کو لے جانے نہ دونگا خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو +

سرگ ۴۹

راون اور جٹایو کی جنگ

راون نے گردھ راج کی باتوں کا ہتھیاروں سے جواب دیا کوئی وار کارگر نہ ہوا جب راون تھکا
چلاتا ہوا جٹایو کے سر ہی پر پہنچ گیا تو چونچ سے دھنش بان توڑ پھوڑ ڈالے تین مرتبہ راون نے
نئے دھنش بان ہاتھ میں لئے اور تینوں مرتبہ جٹایو نے توڑ دئیے بچا بچا کر راون کو پنجوں سے
زخمی اور سارے بدن کو لہولہان کر دیا۔ راون کی کچھ نہ پیش گئی بے ہوش ہو کر رتھ سے گر پڑا
جب سنبھلا تو سیتا جی کو لئے ہوئے اوج ہوا پر اڑ گیا مگر جٹایو کب پیچھا چھوڑنے والا تھا
اس نے وہاں بھی جان نہ چھوڑی اور کہا کہ۔

او چور! بیا ئی گیرے۔ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے۔ نہیں سنتا تو لے سنبھل

یہ کہہ کر چونچ سے بال نوچنا اور بدن پر پنجے مارنا شروع کئے تو راون کی سٹی پٹی بھول گئی راون نے لاکھ طمانچے مارے مگر جٹایو نے راون کے بازو زخمی ہی کر ڈالے راون اس حملے سے ایسا گھبرایا کہ جانکی جی کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا اور تلوار لے کر جھپٹا جٹایو کے پر کٹ گئے اور زمین پر گر پڑا۔ راون خوش خوش جانکی جی کے پاس پہنچا جن کے آنسو جٹایو کے غم میں جاری تھے۔

سرگ ۵۰

گردھ راج جٹایو کی شکست راون کی فتح اور سیتا جی کی بیقراری

جانکی جی گردھ راج کے گرتے ہی رو پڑیں راون پر سخت غصہ آیا۔ چلاتی تھیں کہ ہائے گردھ راج کی بھی امید جاتی رہی اب کون سری رامچندر جی کو خبر دیگا ہے رامچندر جی آپ کو سب پورن برمھ کہتے ہیں۔ آئے راون سے چھڑا لیجئے جس وقت کسی درخت کے پاس سے گزرتیں شاخ پکڑ لیتی تھیں مگر بیدرد راون جھوٹے پکڑ کر کھینچ لیتا تھا دھرم شاستر کا قول ہے کہ عورت کیسی ہی ناکارہ ہو اس کے بال پکڑ کر گھسیٹنا مہا پاپ ہے ایسے فعل کے مرتکب کے سر پر موت ہی سوار سمجھنا چاہیے جس وقت راون سیتا جی کے بال پکڑ کر کھینچتا تھا اس وقت ہوا تھم جاتی تھی سورج کی روشنی میں فرق آ جاتا تھا۔ برھما جی سوچنے لگے کہ اب راون کی خیریت نہیں بد ذات کی عمر ختم ہو گئی دیوتا خوش تھے کہ بس مار لیا پالا اپنے ہاتھ راون کی موت کے سامان ہو گئے ادھر پھولوں کی بارش ہوتی تھی ادھر سری جانکی جی کے زیور زمین پر گرتے جاتے تھے پرندوں کی آوازیں جانکی جی کو ڈھارس دیتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں ندیاں خشک ہو گئیں۔ جھرنوں کا پانی چلانا پڑا آنسوؤں کا دریا بہتا تھا کیا ذیروح کیا غیر ذیروح سب افسوس میں تھے کہ ہائے جگت کی ماتا جانکی کے دل پر یہ صدمہ جانکی جی بار بار راون سے کہتی تھیں کہ۔

دیکھ لینا پچھتاؤ گے ابھی خیریت ہے صبح کا بھولا شام کو آئے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔

مگر راون اپنی دھن میں مست تھا اُس کے غرور نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی کان میں تیل ڈالے سیدھیاں بھر رہا تھا۔

سرگ ۵۱

سیتاجی کا راون پر عتاب

سری جانکی جی سخت پیچ و تاب میں تھیں راون کوئی بات نہ سنتا تھا اور ناداں تھا کہ وہ جٹایو کو مار لیا۔ سیتاجی سے غصہ ضبط نہ ہوتا تھا وہ جان ہتھیلی پر لئے ہوئے تھیں راون سے بولیں۔ بڑا بہادر بنتا ہے تو ذرا دیر تھم جا بڈھے جٹایو کے مارنے میں بہادری نہیں بات تب ہے کہ سری رامچندر جی کے سامنے سے مجھے لیجائے یوں چوٹے اٹھائی گیرے اپنی طاقت پر اترایا ہی کرتے ہیں مگر جب کوئی للکار بھی دیتا ہے تو نانی مرجاتی ہے اس سے کہتی ہوں کہ بہادری کا دعوے ہے تو ذرا دیر ستانے یا مجھ کو چھوڑ کر اپنا چلتا دھندا کر تو مجھے لنکا میں لئے جاتا ہے مگر یاد رکھ سری رامچندر جی کے بغیر میں جیتی رہ نہیں سکتی ہاں جیتی رہوں تو شاید یہ دیکھنے کو کہ یوں تیرا گلا حلال ہوتا ہے اس طرح تیرے سر کٹتے ہیں جب چودہ ہزار راچھسوں کو رام نے اکیلے مار ڈالا پھر تجھ اکیلے کی کیا حقیقت ہے صرف ایک دو بان کا پانی ہے گا اور جس وقت آنکھیں مانگنے کی نوبت آئیگی اُس وقت آنکھیں کھلینگی سری جانکی جی جوش غضب میں کھری کھوٹی سنا رہی تھیں مگر راون پر وہ خبط غالب تھا کہ منہ سے بات نہ نکلتی تھی ؛

سرگ ۵۲

لنکا میں راون کی رسائی

جس وقت راون سیتا کو لئے جاتا تھا نہ آگے کوئی تھا نہ پیچھے ہر طرف سناٹا تھا مگر صرف رکھ مُوک پہاڑ پر پانچ بانر نظر آئے سیتا جی نے اس مقام پر اپنا دوپٹہ پھاڑا اور کچھ زیور پھینک دئیے کہ سری رامچندر جی کے لئے نشانی کا کام دیں جس وقت زیوروں کی پوٹلی گری بانروں کی نظر اُدھر اٹھ گئی راون جانکی جی کو اڑائے لئے جاتا تھا مگر جانتا تھا کہ اپنی موت کے لئے ناگن کو چھاتی سے لپٹائے ہوئے ہوں جاتے جاتے راون لنکا میں پہنچا پہلے جانکی کے پاس آمد و رفت کی بندش کی پھر لونڈی باندیاں مقرر کیں اور آٹھ شہ زور دیووں کو جنستھان میں مقرر کیا کہ رامچندر جی کی نقل و حرکت سے خبر دیتے رہیں ؛

سرگ ۵۳

سیتا جی سے راون کا اظہار خواہشات

راون کی عقل جس وقت گدی میں ہو جاتی تھی وہ خیال کرتا تھا کہ اُدھر رامچندر کو مار لیا۔ اُدھر جانکی جی قابو میں ہو گئیں مگر جب عقل ٹھکانے ہوتی تھی تو سوچتا تھا کہ مہالکشمی کب قابو میں آسکتی ہیں یہی خوش قسمتی کیا کم ہے کہ اُن کے یہاں قدم آگئے جانکی جی سری رامچندر جی کے فراق اور قید کے غم سے زار زار روتی تھیں کسی وقت آنسو نہ تھمتے تھے یہ حالت دیکھ کر راون کو ترس آجاتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اُن کی خاطر داشت کے لئے انہیں اس بوگڑھ میں جگہ دی جہاں ہاتھی دانت کی تعمیر اور جواہرات کی پچیکاری تھی سیڑھیوں میں وید ورج ہیرے جڑے ہوئے تھے اور مکان کیا تھا کان جواہرات تھا راون سری جانکی جی کو ساتھ لئے ہوئے اس مکان میں پہنچا ساری نفائسات و عجائبات دکھائیں لیکن سیتا جی کے آنسو نہ تھمنے تھے نہ تھمے راون نے سوچا کہ جب ایسی چیزوں سے جانکی جی کی طبیعت نہیں بہلتی تو رعب جمانے کے لئے بولا کہ۔

تمہارے اقبال سے بتیس ۳۲ کروڑ سورمیر جوان لنکا میں موجود ہیں بڈھوں لڑکوں کی گنتی نہیں اور پھر لطف یہ کہ ایک ایک سورمیر کے پاس دس دس اور بہادر جنگجو ہیں میرا راج اور میری ...... ہے مجھے خدمت میں قبول کرو نظر حقارت سے نہ دیکھو! اندر اور تمام دیوتا میرے نام سے کانپتے ہیں سوچو جس کا سمندر کوئی دیوتا بھی عبور نہیں کرسکتا پھر رامچندر کیا کرسکتے ہیں یہ لیچتے چلتے ان کے پاؤں میں ٹھٹے پڑ گئے کیکئی نے دتکار دیا تو جنگل کی ہوا کھا ناگوارا کی ایسے آدمی کے ساتھ رہنا ہی کیا رامچندر لنکا میں آسکیں مجال نہیں۔ آئیں بھی تو ہوا کو مٹھی میں اور آگ کو کپڑے میں کیسے بند کرسکتے ہیں راج پاٹ تمہارا سب سارے راجے تمہارے غلام ہونگے۔ اٹھو ہاتھ منہ دھولو۔ اشنان کرلو۔ چلیں پشپا بمان پر سیر کریں چین اڑائیں یہ کہتے ہی راون نے اپنے دسوں سر جانکی جی کے قدموں پر رکھ دئے اور بولا کہ

راون کا سر دیوتاؤں کے آگے نہ جھکا۔ آج فقط تمہارے قدموں پر سر رکھا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا عزت چاہتی ہو ؎

سرگ ۵۴

سیتاجی کا جوشِ غضب میں راون کو جواب۔ اشوک باٹکا میں قید

سیتاجی جانتی تھیں کہ راون زبردستی کریگا تو اپسرا کا سراپا دسوں سر توڑ دیگا اس لئے
وہ بیخوف تھیں مطلق ڈر نہ تھا علاوہ بریں اُن کو قدرت حاصل تھی کہ جب چاہیں نظر سے غائب ہو جائیں
راون کر ہی کیا سکتا تھا اِن خیالات سے انہوں نے ایک تنکا اٹھا لیا اور نیچی گردن کئے ہوئے بولیں
رامچندر سے تمہیں ڈر نہ ہوتا تو چوری کیوں کرتا ۲۲ کروڑ بیر رامچندر جی کے ایک وار میں
ناش ہو جائینگے یہ نہ سمجھنا کہ دیوتا دانو کے ہاتھ سے موت نہیں رامچندر اس طرح مار ینگے جس طرح
جانور حلال کئے جاتے ہیں تجھے سمندر پر ناز ہے میں کہے دیتی ہوں کہ سمندر بھی سری رامچندر جی
کی ایک نگاہ قہر سے خشک ہو جائیگا اور آج تجھ پر آئیگی میں نے سمجھ لیا کہ لنکا کی قسمت میں
بیوگی کا داغ لکھا ہے تو اپنے کو زبردست کہتا ہے مگر تجھ میں کچھ قوت نہیں جس کا مدلل کرنا دیوتا جی
نے جلا کر راکھ کر دیا اُس نے تجھے زیر کر رکھا ہے جن رامچندر جی کو تو حقیر سمجھتا ہے وہ تیرے
واسطے کال ہیں وہ صبتھان میں تیر مارنے ہی کیواسطے آئے ہیں اور کوئی کام نہ تھا ہاتھی تالاب
کے عوض کنوئیں میں آئے غیر ممکن ہے اسی طرح تو مجھے لنکا میں رکھ سکے محال سے محال
ہے کہہ دیا کہ ایک دن نہ یہ سر ہونگے نہ لنکا کی حکومت۔

راون کے اس تقریر سے ہوش اڑا گئے وہ سمجھتا تھا کہ جانکی جی رعب میں آجائینگی۔
یا اُن کو راج پاٹ کا لالچ ہوگی لیکن اُن کی گفتگو تیر و نشتر تھی اس لئے وہ جھلا اُٹھا اور
غیظ و غضب سے بولا کہ

بارہ مہینے کے عرصہ میں اگر تم نے رضامندی ظاہر نہ کی تو بوٹیاں راچھسوں کو کھلا دونگا
اچھا رہو راچھسنیوں سے کہے دیتا ہوں کہ بوٹی بوٹی بانٹ لیں یہ کہہ کر اس نے راچھسنیوں
کو مقرر کر دیا کہ خوب ایذا دیں اور جہاں تک بنے راضی کریں مگر سیتا جی نہ موت سے ڈریں نہ
انہوں نے اِن کی ایذا رسانی کی پرواہ کی آخر راون سوچا کہ کہیں راچھسنیاں سیتا جی کی
ہڈیاں نہ چبا جائیں اس لئے پھر پلٹ آیا اور فہمائش کی کہ اچھی طرح خاطر داشت کرو جنگلی
ہاتھی تو بس میں ہو جاتا ہے جانکی جی کا دل قابو میں کرنا کیا مشکل ہے۔

یہ سنتے ہی راچھسنیں سیتا جی کو اشوک باٹکا میں لے گئیں یہ باغ بہت پُر فضا تھا
عالیشان باولیاں بڑے بڑے اندارے۔ سبزہ زار دلفریب یہاں سیتا جی ایک کشادہ

درخت کے سائے میں بیٹھ گئیں۔ راچھسنیاں فہائش کرتی تھیں مگر اُن کی زبان سے حرف نہ نکلتا تھا آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں آنسو جاری تھے اور بار بار دل سے یہی آواز نکلتی کہ اے رامچندر جی آؤ۔ اے لچھمن جی جلدی پہنچو۔

سرگ ۵۸

دیوتاؤں کی طرف سے سیتا جی کی خورد و نوش کا انتظام

دیوتا خوش تھے کہ بات بن گئی رامچندر جی کو راون کے مارنے کا بہانہ ہاتھ آیا جانکی جی چاہیں تو ایک نگاہ قہر سے پھونک دیں مگر چونکہ کام رامچندر جی کے ہاتھ سے ہونا ہے وہ خود کیوں کریں برہما جی نے دیوتاؤں سے کہا کہ دیکھو جانکی جی کی حفاظت کرو اور رامچندر جی کو ڈھارس دو جانکی جی ان سے کبھو کی ہیں اِن کو کچھ کھلاؤ پلاؤ تو بدن میں سکت آئے اندر جی فوراً لنکا میں پہنچے وہ قدرت دکھائی کہ سب سو گئے جانکی جی کے پاس آئے اور عرض کی کہ پریشانی کی کوئی وجہ نہیں سری رامچندر جی فوج لئے ہوئے سمندر کو عبور کر کے لنکا میں آتے ہیں آپ اطمینان رکھئے نہ آپ کو آج سے پیاس معلوم ہوگی نہ بھوک۔

پہلے تو جانکی جی کو راچھس کا گمان ہوا مگر جب انہوں نے اپنا اصلی سروپ دکھایا۔ تو جانکی جی پہچان گئیں اور جان لیا کہ فقط میری خاطر سے انہوں نے زمین پر قدم رکھا ہے انہوں نے طعام قبول کیا اور دعا مانگی۔ سری رامچندر جی اور لچھمن جی زندہ ہوں تو اُن کو بھی اِن کا حصہ سدھ ملے نیت سچی تھی جنت کا بے لوث لگاؤ تھا وجیسے سری رامچندر اور لچھمن جی کو پہنچ گئے ایک حصہ جانکی جی نے نوش فرمایا اس کے بعد پھر سیتا جی کو نہ بھوک لگی نہ پیاس راجہ اندر تو اضع کر کے اندر لوک چل دئے۔

سرگ ۵۹

سری رامچندر جی کی شکار سے واپسی لچھمن جی سے راستے میں مڈبھیڑ

جانکی جی اشوک باٹکا میں نظر بند ہوئیں یہاں سری رامچندر جی ہرن کا شکار کر کے لوٹے تو بیار رونے لگے اور بھی بد شگونیاں ہوئیں ماتھا ٹھنکا کہ ہو نہ ہو آثار بیڈھب سے ہیں ضرور جانکی جی پر کچھ نہ کچھ آفت آئی یا تو اُن کو کوئی کھا گیا یا اُن کے دشمنوں کی جان

پربیتی رامچندر جی انہیں توہمات میں لوٹے آرہے تھے کہ سری لچھمن جی آتے ہوئے نظر آئے انہوں نے ڈانٹ کر پوچھا کہ سیتا جی کو کہاں اکیلا چھوڑ آئے مجھے خیر و عافیت معلوم نہیں ہوتی بدشگونیاں ہو رہی ہیں۔ میں نے راچھس کو مار لیا اور پھر بھی دل خوش نہیں۔ ضرور کچھ اور کا اور معاملہ ہو گیا۔

سرگ ۵۷

کٹی میں سری رامچندر جی کی واپسی اور سیتا جی کے نہ ملنے سے مایوسی

رامچندر جی لچھمن جی سے شکایت کرتے چلے آتے تھے کہ تم نے بڑی غفلت کی اگر جانکی کے دشمنوں کو کسی آفت کا سامنا ہو گیا تو میری زندگی حرام ہو جائیگی معلوم ہوتا ہے کہ کیکئی جی کی مراد بر آئی اس کے راج پاٹ کا زمانہ آگیا ماتا کوشلیا کی قسمت ہو گئی اب وہ غلامی کرینگی اگر جانکی جی جیتی نہیں تو سمجھ لینا کہ میں کبھی اجودھیا میں جیتے جی منہ نہ دکھاؤنگا ضرور راچھس سیتا جی کو نوچ نوچ کر کھا گئے۔ انہیں باتوں میں راستہ طے ہوا کٹی میں پہنچے تو سیتا جی کا کہیں نام و نشان نہ تھا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ہائے سیتا جی کہکر پچھاڑیں کھانے لگے

سرگ ۵۸

سری رامچندر جی کی لچھمن سے شکایت

راون نے آٹھ دوت مقرر کر دئے تھے کہ پل پل کی خبر پہنچائیں رامچندر جی کو ایک تو ان کا اندیشہ تھا دوسرے نارد جی کے قول کی تائید کا خیال تیسرے ان کو یہ فکر تھی کہ کہیں راون لچھمن کو سمجھ کر آسیب کیا دھرا اکارتھ ہو جائے اس لحاظ سے وہ جانکی جی کے غم میں نہایت ہی بیقرار تھے اور لچھمن جی سے کہتے تھے کہ تم نے سخت غلطی کی۔

لچھمن جی نے جانکی جی کی گھبراہٹ کا حال کہہ کر ان کے طعنوں کا بھی ذکر کیا۔ اور اپنی

مجبوری ظاہر کر کے عرض کی کہ

میرے ہوم کرنے ہاتھ جلے ہیں میں معافی کے قابل ہوں لیکن سری رامچندر جی نے کہا کچھ ہو غلطی تمہاری ہی ہے تم جانکی جی کی باتوں سے غضبناک ہو کر چلے آئے تو محض بیوقوفی کی عورتوں کی باتوں کا بُرا ماننا ہی کیا میں نے فوراً ہی راچھس کو مار ڈالا اس کی مایا ایک بھی نہ چلی۔

سرگ ۵۹

سری رامچندر جی کی بیقراری اور جانکی جی کی تلاش

سری رامچندر جی نے کٹی میں چاروں طرف دیکھا ادھر اُدھر تلاش کی مگر کہیں جانکی جی نظر نہ آئیں حواس پراگندہ ہو گئے ہوش جاتے رہے اس درخت سے پوچھا اس پرند سے دریافت کیا مگر جواب ندارد۔ سوچتے تھے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی راچھس کھا گیا انہیں خیالات میں محو ہو کر جب درختوں سے کچھ جواب نہ پایا تو سب کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ عین تصور کی حالت میں بول اٹھے آہا جانکی جی کہاں بھاگی جاتی ہو ذرا پیا مبر ہم کو بھی تو دکھاتے جاؤ۔

سرگ ۶۰

سری رامچندر جی کو جانکی جی کی تلاش میں مایوسی

سری رامچندر جی کو صدمہ فراق میں چین نہ تھا ہوش حواس نہ تھے لچھمن کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ بھائی سیتا جی کو کسی طرح دکھاؤ اب دل کو قرار اور طبیعت کو چین نہیں میری زندگی جانکی جی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مرنا تو آسان ہے مگر سرگ کو گیا تو پتا جی کو کیونکر منہ دکھاؤنگا ہائے جانکی جی تم نے بڑی غداری مجھے جیتے جی مار ڈالا ابھی یہ چولا چھوڑ دوں لیکن خیال یہ ہے کہ تم بیوفائی کا الزام مجھ ہی پر رکھو گی۔ اور جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤنگا تو تم مایوس ہو جاؤ گی کہ ہائے رامچندر جی تلاش کی جھنجھٹ سے جی چرا گئے یہ جنون انگیز خیالات ظاہر کر کے سری رامچندر جی پھر لچھمن سے مخاطب ہوئے اور بولے کہ

بھائی! میں تو ہاتھی کی طرح شکاریوں کی مار میں پھنس گیا ہوں میری عقل ٹھکانے نہیں اس غار سے کیونکر نکلوں۔ تدبیر بتاؤ دستگیری کرو۔

لچھمن جی رامچندر کی پریشانی سے نہایت بیچین ہوئے اور سمجھ لیا کہ صدمہ جدائی سے ہوش و حواس بجا نہیں انہوں نے ڈھارس دی اور فرمایا کہ

آپ اطمینان رکھئے میں سیتاجی کا ابھی پتا لگاتا ہوں یہ کہہ کر لچھمن جی تلاش کے لئے چل کھڑے ہوئے سری رامچندر جی بھی ساتھ ہو لئے ادھر دیکھا اُدھر ڈھونڈا مگر کہیں پتہ نہ لگا۔ رامچندر جی رو پڑے اور لچھمن جی سے بولے کہ تم اجودھیا میں چلے جاؤ مجھ کو میری قسمت پر چھوڑ دو۔ بھرت جی سے میری مصیبت بیان کر دینا ماتاؤں سے کہہ دینا کہ جانکی جی تو گئیں اب رام رام بھی اُن کو نہ ملیگا تم میرے ساتھ تکلیف نہ اُٹھاؤ گھر میں جا کر خبر کر دو بس اب اور کوئی ہوس نہیں۔

یہ کہتے کہتے سری رامچندر جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ نکلا پہلے سوہتے ہوئے تھے اس وقت اور بھی لال ہو گئے رامچندر جی سیتا کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے بالکل پست ہو گئے۔ مایوسیوں کی حد نہ تھی بس انتہا ہے کہ پچھاڑ کھا کر گر پڑے اور لچھمن جی کو تازہ مصیبت کا سامنا ہوا سری رامچندر جی کو سنبھالا مگر وہ نہ سنبھل سکے۔

سرگ ۱۶

سری رامچندر جی کی بیقراری لچھمن جی کی تسلی بخش گزارش

سری رامچندر جی کو ہوش آیا تو پھر سری جانکی جی کے خیال نے انہیں تڑپا دیا لچھمن جی سے بولے کہ ہائے راج پاٹ تو چھوٹا گھر بار سے جدائی نصیب ہوئی ماؤں کے درشن قسمت سے اُتر گئے بھائی جی سے الگ مفارقت ہوئی اجودھیا باسیوں کی جدائی داغ تھا ہی مگر سب پر جانکی جی کا ہجر طرہ ہوا جن جانکی جی کے جسم پر اس بن میں بھی جیٹھ کا ادبٹن ملا جاتا تھا اب معلوم نہیں کہ ان پر کیا گذر رہی ہے زندہ بھی ہوں تو ضرور سارا بدن لہولہان ہو گیا عجب نہیں کہ راچھس ان کو کھا چکے ہوں۔ اگر زندہ بھی ہوں تو افسوس اُن کو مصیبت سے سامنا ہوگا۔ نہ وہ کبھی پھول توڑنے کو جاتی تھیں نہ ادھر اُدھر ٹہلتی تھیں۔ نہیں معلوم۔ کہ میری مت پر کیا پتھر پڑ گئے کہ میں شکار کو چل کھڑا ہوا۔ اونچ نیچ کچھ نہ دیکھی۔

سری رامچندر جی نے اسی عالم افسوس میں اگن پون سورج سب سے جانکی جی کا پتہ

پوچھا لیکن کسی نے کچھ نہ بتایا اور سب کی خاموشی سے سری رامچندر جی کو جانکی جی کو مفارقت کا کچھ ایسا جانکاہ صدمہ ہوا کہ پھر زمین پر گرنے لگے۔

لچھمن جی پاس ہی تھے انہوں نے بازو تھام لیا وہ سمجھ گئے کہ سری رامچندر جی اپنے اظہار غم سے میرے دلی جذبات کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں ان کو ہر وقت قدرت حاصل ہے کہ جانکی جی کو سامنے بلالیں دشمنوں کا قلع قمع کریں مگر دنیا دکھانے کو یہ سارا رونا دھونا ہے واقعی اگر گریہ وزاری نہ کریں تو راون اور راکشش جب سمجھ جائیں کہ ذات اقدس ساکشات ایشر کی ذات ہے تو پھر دنیا کا ادھار کیسے ہو۔ سری رامچندر جی اگر اپنے آپ کو ایشر ثابت کردیں تو راکچھس نہ مخالفت کریں نہ اوتار لینے کا کچھ نتیجہ ہو۔ یہ سوچ سمجھ کر سری لچھمن جی نے سری رامچندر جی سے فرمایا کہ

عقلمند زیادہ فکر نہیں کرتے بلکہ فکر کے بدلے تدبیر رفاہ کرتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ صبر واستقلال سے کام لیجئے جو صابر و مستقل مزاج ہے اس پر کوئی مصیبت ستم نہیں ڈھا سکتی۔

سرگ ۶۴

سری رامچندر جی کا دیوتاؤں وغیرہ پر عتاب

رامچندر جی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے نہ گوداوری پر لچھمن جی کو کچھ پتہ لگا نہ اور طرف خود اُن کو خواب و خور حرام ہوگیا۔ دل پر مایوسی چھاگئی امیدوں نے خشک جواب دیدیا پربت سے دریافت کیا تو وہ بھی ہونٹوں پر مہر لگائے رہا کچھ نہ لٹکا ہرن پاس آ آکر دکھن کی طرف دوڑ جاتے تھے سر آسمان کی طرف اُٹھا رہتا تھا بیتابی کی حالت میں گویا ان کا یہ اشارہ تھا کہ جانکی جی ادھر ہوا سے اُدھر ہی گئیں سری رامچندر اور لچھمن جی نے سارا جنگل چھان مارا گوشہ گوشہ ڈھونڈھا پتے پتے سے پتہ پوچھا مگر جانکی جی نہ کہیں ملیں نہ کسی نے اُن کا پتہ دیا جس وقت رامچندر جی تلاش میں مصروف تھے ہرن دوڑ دوڑ کر آتے اور پھر جنوب ہی کی طرف دوڑتے آخر دونوں بھائیوں نے سمجھ لیا اس میں کچھ سر ہے ضرور یہ جانکی جی کی خبر بتاتے ہیں چنانچہ سب طرف سے خیال اُچٹا کر ہرنوں کے پیچھے ہو لئے جاتے

چلتے ایک جگہ پھولوں کے زیور پڑے ہوئے پائے رامچندر جی نے دوڑ کر انہیں اٹھا لیا
تو لچھمن جی سے بولے کہ
دیکھو یہ بھرے ہی گندھے ہوئے زیور ہیں تم بھی پہچانو تو معلوم ہوتا ہے کہ راکھشس اسی
طرف سے گذرا ہے رنج اور غصے میں بھرے ہوئے آگے بڑھے تو ایک مقام پر سونے کا زیور
بھی پڑا ہوا پایا سوچے کہ بس اسی جگہ راکھشس جانکی کو کھا گئے لیکن چند ہی قدم پر تیر کے
دستے اور تلوار کے پھل پڑے ہوئے دیکھ کر خیال ہوا کہ ہو نہ ہو یا تو راکھشس آپس میں کٹ مرے
ہیں یا دیوتاؤں سے لڑائی ہوئی ہے ایک رتھ بھی کو مردہ دیکھ کر یقین ہوا کہ بس انہیں سے
سیتا کو کوئی اڑا لے گیا انہیں توہمات میں سری رامچندر جی کچھ ایسے محو ہوئے کہ زبان قابو
میں نہ رہی بولے کہ
کیا ہوا دیوتا بھی ایسے وقت میں سو گئے جو دشمنوں کی اچھی طرح خبر لیتے ہیں افسوس میری
سیدھائی نے مجھے خراب کیا چندرماں جب تک ٹیڑھا رہتا ہے راہو کچھ تکلیف نہیں دے
سکتا بس آج سے میں بھی ٹیڑھا بن جاؤنگا دیوتاؤں تک کو زندہ نہ چھوڑونگا —
پشاچوں اور نشاچروں کی کیا گنتی ہے یہ بھی سیتا ہرن کی کچھ خبر نہیں سناتے یہ کہہ کر
انہوں نے چلے پر تیر چڑھا لیا اور لچھمن جی سے بولے کہ
بس روکنا ٹوکنا نہیں میرا بان چلّے سے نکل کر سب کو خاموشی کا مزہ چکھا دیتا ہے

سرگ ۶۳

سری لچھمن جی کی عاجزانہ التجا

سری رامچندر جی کو خشمناک دیکھ کر سری لچھمن جی قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ
مہاراج غصہ تھوک ڈالئے آپ کی چشم قہر سے دنیا خاک سیاہ ہو جائیگی آپ کا اوتار رحم
و کرم کرنے کے لئے ہوا ہے راجہ دسرتھ کے دھرم کا خیال کیجئے اکشواکو بنس کی شان پر دھبہ کو
دیکھئے بیشک آپ دنیا الٹ پلٹ کر سکتے ہیں اشارہ کر دیجئے تو ترلوک ہل جائے مگر یہ بات
آپ کی شان قدرت کے خلاف ہے آپ دنیوی خیال سے ہی نہیں وید کے اصول سے
بھی غور کر لیجئے کہ غصہ برا ہے یا اچھا آپ کو میں کیا سمجھا سکتا ہوں برہسپت کی بھی
مجال نہیں مگر پھر بھی خادموں کا فرض ہے کہ دل کی بات گزارش کر دیں اسی لئے میری

درخواست ہے کہ آپ غصہ روک رکھیں اور اس نالائق کا پتہ لگائیں جو سیتا جی کو لے گیا
یوں آپ کے عتاب سے دنیا کا دم بھر میں خاتمہ ہو جائیگا +

سرگ ۶۴

سری رامچندر جی کی جٹایو کی بالین پر رسائی

جس وقت لچھمن جی کی عاجزانہ گزارش سُنی سری رامچندر جی نے چلے سے تیر اتار لیا
اور تیوری کے بل دور کر دئے اور کنوئیں باؤلی وغیرہ میں سیتا جی کو تلاش کرتے ہوئے چلے
تو دور سے ایک گدھ زمین پر پڑا ہوا نظر آیا سری رامچند جی لچھمن جی سے بولے کہ
بس معلوم ہو گیا کہ یہی راچھس گدھ کے بھیس میں سیتا جی کو کھا گیا ابھی ایک راچھس
نے ہرن بن کر دغا کی اب یہ دوسرے ذات شریف میں مل گئے۔ خیر دیکھو میں ابھی اس
کمبخت کا خاتمہ کئے دیتا ہوں +

یہ کہہ کر سری رامچندر جی نے جوش غضب میں دھنش بان چڑھا کر مارنا چاہی تھا
کہ گدھ چلایا۔

سری رامچندر جی میں آپ کا خیر خواہ ہوں راون مجھے اس حالت پر پہنچا کر جانکی جی کو
لے بھاگا سر سے پاؤں تک زخمی ہوں باز و کٹ گئے ہلنے کی طاقت نہیں ہونٹوں پر دم ہے
جان فقط آپ کے انتظار میں اب تک نہ نکلی +

سری رامچندر جی جٹایو کی آواز درد سنکر دوڑ پڑے اُٹھا کر سینے سے لگا لیا رونے لگے
کہ ہائے جنگل میں ایک گدھ راج ہی رفیق ملے تھے اُن کو بھی کمبخت دشمن کی نظر کھا گئی
مجھ سا بد قسمت زمانے میں اور کون ہوگا باپ نے میرے ہی غم میں جان دی اُن کے دوست کا
بھی میری ہی بدولت خاتمہ ہوا۔ کہاں تک بدنصیبی پر آنسو بہاؤں یہ فرما کر انہوں نے جٹایو کے
جسم کا خون پونچھنا شروع کیا اور روتے روتے زمین پر گر پڑے۔

سرگ ۶۵

جٹایو گدھ کا کریا کرم

تھوڑی دیر کے بعد سری رامچندر جی کے ہوش ٹھکانے ہوئے جٹایو کی پھر خدمت شروع

کی لچھمن جی بھی خون پونچھتے رہے اتنے میں جٹایو کا ایک رنگ آنے اور ایک رنگ جانے
لگا سری رامچندر جی نے کہا۔
جٹایو جی! اگر تکلیف نہ ہو تو سیتا جی کی سرگزشت کہہ جایئے راون کون ہے
کہاں ہے کیسا ہے۔
جٹایو۔ لبوں پر جان ہے آنکھوں میں دم ہے کیا کہوں افسوس کہ راون میرے جنگل
سے بچ کر نکل گیا اس کے پاس تلوار نہ ہوتی تو میں نے مار ہی لیا تھا مگر قسمت راون
نہایت ہی لائق ہے بوندے میں جانکی جی کو اُڑائے لئے جاتا تھا میری نظر پڑ گئی جانکی
کو بچانا تو ضبط نہ ہؤا خوب دھاڑ ہوئی لیکن بُرا ہو تلوار کا اس سے پیش نہ گئی خیر
جو ہؤا سو ہؤا آپ گھبرائیں نہیں جوتش شاستر کے رو سے ایسے وقت چوری کرنیوالے کی خیریت
نہیں سیتا جی آپ کو عنقریب ملینگی اور راون کا سارا خاندان سیاہ ہوگا ✦
جٹایو اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ آنکھیں الٹ پلٹ گئیں اور سری رام چندر کے زانو پر دم
نکل گیا سری رامچندر اور لچھمن جی کو ایسے رفیق کی موت کا نہایت صدمہ ہؤا لچھمن جی دوڑ
کر لکڑیاں لائے اور سری رامچندر جی نے کریا کرم کے شرادھ کیا اور آنسو بہاتے ہوئے
آگے بڑھے۔

سرگ ۶۹

سری رامچندر جی اور لچھمن جی سے کوندھ راچھس کا مقابلہ

سری رامچندر جی اور لچھمن جی چلے تو کئی بھیانک جنگلوں سے گزر ہؤا کہیں پہاڑ ہی
پہاڑ تھا کہیں سا کھو سا کھو جس بن میں گزرے وہاں سری جانکی جی کی تلاش میں پاؤں
توڑے لیکن بے سود چلتے چلتے تھک گئے پاؤں میں خون اتر آیا اس طرف کے جنگل نہایت
خوفناک تھے نہیں ہرن لومڑ پرندوں سے زمین کو جھل ہو رہی تھی آگے بڑھے تو ایک پہاڑ کی گھا
نظر آئی سوچے کہ جانکی جی ضرور یہیں ہونگی اس ہوس میں بڑھے تو ایک راچھسی نمودار
پڑی کالا کالا منہ بڑے بڑے دانت پہاڑ سی چھاتی صورت دیکھ رامچندر جی ہنس دئے
لچھمن جی سے کہا کہ ایشر کی قدرت دیکھو کیا کیا صورتیں بنائی ہیں لتنے ہی میں وہ
راچھسی لپک کر آئی اور لچھمن جی کو چمٹا کر بولی کہ

دل آگیا ہے طبیعت پہ اختیار نہیں   شکیب صبر و تحمل میں قرار نہیں
ہے ماننے کا یہاں شوق ہمکنار نہیں   کرو تم ایک نہیں کیا اگر ہزار نہیں

چلو چلیں۔ پہاڑ پر مزے اڑائیں۔ دریا کی سیر کریں۔

لچھمن جی کو سخت غصہ آیا فوراً ہی تلوار نکال کر ناک اڑائی کان کاٹ ڈالے اور چھاتیاں بھی تراش لیں۔

راچھسی چیختی چلاتی بھاگی اور لچھمن جی سری رامچندر جی سے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ کچھ فساد شدنی ہے ہم اور آپ لیس ہو رہیں ضرور کسی ناشدنی سے معاملہ پیش آئیگا۔

اتنے ہی میں آندھی آئی اور آندھی کے ساتھ ہی ایک عجیب الخلقت راچھس جھپٹ پڑا۔ اس کے تن و توش کا کیا کہنا بازو چار کوس لمبے تھے اور چہرہ کہیں دکھائی نہ دیتا تھا اس نے آتے ہی دونوں بھائیوں کو بغل میں دبوچ لیا سری رامچندر جی یہ سوچتے ہی رہ گئے کہ چہرہ دکھائی دے تو تیر ماریں اس وقت یہ راچھس کتنے ہی ہاتھی شیر اور ریچھ ہضم کر چکا تھا مگر پھر بھی نیت سیر نہ ہوتی تھی اس نے دونوں بھائیوں کو ایسا دبوچا کہ دونوں کے دونوں چیخ اٹھے۔ ایک دوسرے سے فریاد کرتا تھا راچھس بولا کہ۔

یہاں تمہارا کیا کام تھا جو آئے اس بن میں فقط وہی آتے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا میں بھوکا ہوں جلدی سے پیٹ میں چلے جاؤ نہیں تو منہ میں جھونک لونگا۔

سری رامچندر جی اور لچھمن جی سخت پریشان ہو گئے سمجھ گئے کہ جان کی خیر نہیں دونوں بھائی ایک دوسرے کی طرف نظر حسرت سے دیکھ رہے تھے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ باتیں ہو گئیں اور ادھر سری رامچندر جی نے اور ادھر لچھمن جی نے ایک ایک بازو کاٹ کر راچھس کو بے قابو کر دیا۔

سرگ ۶۷

کوندھ راچھس کو نجات کی خوشی

کوندھ راچھس کے دونوں بازو کٹ گئے تو آنکھیں کھل گئیں ساری ہیکڑی بھول گئی پوچھا کہ آپ کون ہیں لچھمن جی نے سب نام و نشان بتایا تو راچھس ساری تکلیف بھول

گیا۔ خوش قسمتی کو سراہنے لگا اور بولا کہ
زہے نصیب مدتوں کی آرزو پوری ہوئی زندگی کا لطف آج حاصل ہوا شکر ہے
کہ نارائن ہوئی اب ذرا میری بھی سرگزشت سنئے۔

سرگ ۶۸

کوندھ راچھس کا قتل

کوندھ راچھس مائل گفتار ہے کہ۔
میں اوائل میں نہایت ہی خوبصورت تھا سورج چاند شکل سے شرماتے تھے حسن کے
غرور نے آپے میں نہ رکھا استھول شرا رشی کے ڈرانے کو بھیانک شکل بن جا پہنچا رشی
دیکھتے ہی ناراض ہو گئے اور بد دعا دی کہ ہمیشہ ایسی ہی شکل رہے میرے حواس جاتے
رہے بڑی منت سماجت کی عذر خواہی پر رشی جی کو ترس آیا اور فرمایا کہ اچھا صبر کرو۔
رامچندر کے اوتار میں تمہاری صورت تبدیل ہو جائیگی۔
چنانچہ وہ جنم تو اسی طرح گزر گیا دوسرے جنم میں میرا نام دنو ہوا اور لوگ کوندھ اس
واسطے کہنے لگے کہ سورج چندرماں اور اندر سے بیجا حرکتیں کرتا تھا جب پر مجھے ایسا
غصہ آیا کہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں چنانچہ برہما جی کی تپسیا کی اور برہما جی نے درازی عمر کا
بردان دیا۔ بردان پا کر میں نے اندر کو نیچا دکھایا۔ اندر نے بجر مارا تو دو ٹکڑے ہو گئے ایک سر پر پڑا
دوسرا زانو پر چوٹ سخت لگی میں چیخ اٹھا کہ یا تو جان سے مار ڈالا یا کھانے پینے کا سبھیتا
کرو ٹانگ ٹوٹ چکی تھی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا تھا اندر نے رحم کیا اور ہاتھ جو
جن بھر کے کر دئے اور منہ کو پیٹ میں کر دیا چنانچہ میں انہیں لمبے لمبے ہاتھ پاؤں سے اپنا
شکار مارتا اور پیٹ بھرتا تھا شکر ہے کہ آپ نے اندر جی کے فرمانے کے مطابق میرے
بازو کاٹ لئے اور میرا جنم سپھل کیا میری درخواست ہے کہ آپ اب میری مٹی سوارتھ
فرما دیں اور گستاخی معاف۔

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ
اچھا یہ تو بتاؤ سیتا جی کو کون کہاں لے گیا ہے۔
کوندھ پہلے آپ کریا واہ کر لیجئے پھر آپ کو سب معلوم ہو جائیگا۔ ابھی میں کچھ

نہیں بتا سکتا مگر یہ سمجھ لیجئے کہ جو سیتا لے گیا ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تینوں لوک کے
دوروں کا سرتاج ہے ۔ سے اچھا اب انتظام کیجئے شام قریب ہے رات کو کریا
واہ ٹھیک نہیں ۔ غار موجود اس میں اب مجھے دھکیلئے اور آگ لگا دیجئے ۔

سرگ ۶۹

کوندھ کی سری رامچندر جی سے ناصحانہ تقریر

کوندھ راکھشس کی درخواست قبول ہوئی ۔ پہاڑ کی کوہ میں اس کا اگن داہ کیا گیا
جونہی جسم میں آگ لگی کوندھ راکھشس کی قدرت کچھ عجیب ہی ہو گئی چہرے پر رونق
گلے میں مالا بدن پر زیور ۔ ایک ایک عضو نور کے سانچے میں ڈھل گیا اور دیکھتے
دیکھتے بِوان پر سوار ہو کر برہم لوک کی طرف روانہ ہوا دونوں بھائیوں کی نظر
آکاش کی طرف تھی کہ آواز آئی ۔

راجن کو چھ کام کرنا لازم ہیں میل ۔ بگاڑ ۔ لڑائی ۔ راج کے معاملات میں تامل
لڑائی کے وقت خاندان کا خیال مگر دیا بھائی باپ کا مظلوم کی دادرسی اور حق
رسانی آپ کو پچھلوں باتیں نظر انداز ہو گئی تھیں اسی لئے اب تک اس مصیبت
کا سامنا رہا مگر اب وہ دن ختم ہو گئے ۔ سگریو بانر سے ملاقات ہوئی تو سب مشکلات
کا خاتمہ ہو گیا سگریو بانر بڑا دھرماتما ہے اس کے چار رفیق ہیں اس سے آپ
کو بڑی مدد ملیگی ۔

رامچندر جی ۔ بانر سے مدد کی کیا امید ۔

کوندھ ۔ آپ بانر نہ سمجھئے سگریو بڑا ہی عقلمند اور نہایت ہی طاقتور ہے اگر اس
کا بھائی سے بگاڑ نہ ہو جاتا تو آج تینوں لوک میں اس کی منادی پٹتی ۔ میری رائے
ہے کہ آپ اس کے ساتھ دوستی پیدا کیجئے آپ اور وہ دونوں ہمسن ہیں خوب نبھ جائیگی
مگر جو کام کیجئیگا قول و قسم سے ۔ آگ درمیان میں ہو ۔ ہتھیاروں کی قسم ہو پھر
مجال نہیں کہ سگریو آپ سے اتفاق نہ کرے ادھر اتفاق ہوا اور پھر مطلب سدھ
سیتا جی پاتال میں یا ہمالیہ اور سومیر کی اونچی سے اونچی چوٹی پر بھی ہونگی تو
سگریو کے بانر پتہ لگا لینگے ۔

سرگ ۷۰

کوندھ راچھس کی رامچندر جی کے لئے پینپا سر جانے کی ہدایت

کوندھ راچھس گویا ہے کہ آپ شوق سے آگے چلئے آپ کا عزم آپ کو مبارک ہوگا۔ پہلے پچھم کے رخ چلئے وہاں ایک دشوار گزار جنگل ملیگا اور درختوں پر چڑھ چڑھ کر جانے کی ضرورت ہوگی پھر ذل پھل سب ملینگے مگر وقت صرف راہ رادی کی ہے آگے چل کر پینپا سر (تالاب) ملیگا نہایت فرحت کی جگہ ہے پرند خوش الحان ہر طرف سبزہ زار یہ مقام بہت عمدہ تفریح گاہ ہے مچھلیوں کا شکار کیجئے عمدہ عمدہ پھل کھائیے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیجئے۔ بازوں کی چہل دیکھئے پھولوں کی مالائیں پہنئے متنگ رشی کی برکت سے یہ مالائیں آپ ہی کے لئے محفوظ ہیں کبھی خشک نہیں ہوتیں متنگ رشی بہت باکمال تھے ان کے چیلوں کو بھی صاحب کشف و کرامات کہنا بیجا نہیں جب وہ بن سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور بدن سے پسینے کے قطرے گرتے تو ایک ایک بوند کنول کا پھول ہو جاتی تھی چنانچہ رشی جی انہیں پھولوں سے دیوتاؤں کی پوجن کرتے تھے اسی مقام پر آپ کو سیوری بھیلنی ملیگی وہ آپ کی بڑی بھگت ہے آپ اس کو نا بھیئے۔ اور پھر پچھم سے پورب کی طرف چلئے وہاں آپ کو ایک بجلی بن ملیگا بڑے بڑے مست ہاتھی نظر آئینگے۔ مگر ان ہاتھیوں سے خوف کی کوئی بات نہیں رشیوں کی پرتول سے یہ کبھی جاندار کو ضرر نہیں پہنچاتے۔ اس جنگل کے آگے رکھیہ موک پہاڑ ملیگا یہ پہاڑ بہت بلند ہے۔ اس پہاڑ پر چڑھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں یہاں شیروں کی کثرت ہے ناگوں کا شمار نہیں ہر طرف ناگ ہی ناگ ہیں یہ پہاڑ خاص اپنے لئے برہما جی نے بنایا تھا اور اس کی پورب میں پینپا سر نامی تالاب ہے پھلوں کی کمی نہیں سبزہ زار کا لطف فرحت انگیز ہے مگر ہاں آپ کو اسی مقام پر اُس جگہ ملیگا۔ جہاں سفید چٹان نظر آئیگی۔ کوندھ کی تقریر ختم ہوگئی اور اسی وقت بول بند ہو گیا۔ اور اس نے سرگ کی راہ لی +

سرگ ۱۷

سیوری کے یہاں سری رامچندر جی کی رونق افروزی اور اس کی نجات

کونبدھ راچھس کی ہدایت کے موافق سری رامچندر جی پچھم کو چلے تو سیوری کا مکان مل گیا۔ سیوری خود انتظار میں تھی قدموں پر گر پڑی اور کش آسن بچھا دئے دونو بھائی بڑے پریم سے بیٹھے اور پوچھا کہ

کہو۔ اس جنگل میں تمہاری تپسیا کیونکر ہو سکی۔ کسی نے رخنہ اندازی کی یا نہیں تم کو آج تک کسی پر غصہ آیا یا تم غصے کو ضبط کئے رہیں۔ کیا کیا پایا کیا پیا۔ گورو کی کبھی خدمت کی یہاں رہنے کا کیونکر ڈھنگ ہوا۔

سیوری مہاراج میں مہا پاپن ہوں مجھ سے کیا بن پڑتا۔ آج آپ کے درشنوں سے البتہ سمجھی کہ زندگی سپھل ہوگئی۔ برہم لوک اور سرگ لوک سب قدموں کے تلے ہیں گورو کی کرپا سے نہ کوئی پاپ رہا نہ کوئی درشن آپ ادھر اجودھیا سے روانہ ہوئے ادھر میرے گورو رشیوں نے سرگ کی راہ لی مجھے تنہائی کا غم ہوا تو انہوں نے کہا کہ

گھبراتی کیوں ہو سری رامچندر جی آتے ہیں۔ وہ تارائن کریں گے۔

گورو تو سرگ میں چلے گئے میں اکیلی رہ گئی اور آپ کے انتظار میں ایسی مضطرب ہوئی کہ روز روز تازے پھل لاتی تھی اور یہی آرزو رہتی تھی کہ آپ آکر انہیں قبول کریں۔

سری رامچندر جی نے سیوری کی بھگتی کی تعریف کی پھل قبول کئے اور کہا۔ تم سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تم نور ریاضت سے واقف ہو اور برہما ودیا بھی جانتی ہو کونبدھ راچھس نے تمہاری جتنی تعریف کی تھی۔ اسی سے زیادہ میں نے تم کو پایا اب میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا کیا چیزیں دیکھنے کے قابل ہیں۔

سیوری نے دونو بھائیوں کو جنگل کی سیر کرائی جو تپسیا رشی کی قدرت کاملہ سے کالی گھٹا کا ہمرنگ ہو گیا تھا وہ بولی کہ میرے گورو رشی یہاں تپسیا کرتے تھے اور یہیں تپ کرتے کرتے سیدھے سرگ کو چلے گئے میں اسی مقام پر رشیوں کی خدمت کرتی تھی ان تپسیوں

تھا کہ سب سمندر ٹھ رہے مگر کمال یہ تھا کہ ایک درہ آسن پر بیٹھے رہے مگر کمال یہ
نے نہ کوئی تیرتھ کیا نہ یاترا کی صرف ایک درہ آسن پر بیٹھے رہے ان کے درشنوں کو نہ آجاتا ہو لیکن
اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے کوئی تیرتھ نہ تھا جو اُن کے درشنوں کو نہ آجاتا ہو لیکن اس مقام
میری چیر جی خواہش ہے کہ آپ اپنے چرن اس مقام پر چھپا دیں کہ تا ابد یہی شکت رہے اس مقام
کی عظمت رکھ لیجئے کہ شی تی جو کبھول لاتے یا مالا گوندھتے تھے وہ اب تک ترو تازہ ہیں ایک بنکھڑی بھی
خراب نہیں ہوئی لیجئے ان میں سے کچھ کبھول قبول کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں بھی آپ
کی آنکھوں کے سامنے اپنے گوروں رشیوں کی خدمت میں چلی جاؤں +
سری رامچندر جی سیوری کی کھگتی اور خوش اعتقادی سے خوش ہو گئے اس کے تپوبل کی
تعریف کی اور سیوری اسی وقت اگنی لنڈ میں کود کر سیدھی سرگ لوگ میں چلی گئی سری رامچندر
جی نے اس مقام کا نام اس کی تپوبل کی یادگار میں تپوبن رکھ دیا -

سرگ ۱۲

سری رامچندر جی کی رکھیہ موک کی طرف روانگی

سری رامچندر جی کو اس مقام کی عظمت کا اعتراف ہوا انہوں نے لچھمن جی سے فرمایا کہ
دیکھو رشیوں کی یاد بھی عجیب ہے خود تو سرگ لوک کو چلے گئے اور اہل دنیا کے لئے ایسا مقام چھوڑ
گئے شیر اور بکری ایک جگہ پانی پیتے ہیں - باز اور کبوتر ایک آشیانے میں رہتے ہیں یہ تپشیا کا
پرتاپ نہیں تو اور کیا ہے آج ہم بھی خوش نصیب ہیں کہ عمر بھر کے پاپ یہاں دور ہو گئے امید ہے
کہ کوئی نہ کوئی سہارا اور بہادر دوست بھی مل جائیگا یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں بھائی بینا ندی کے متصل
پہنچے اس ندی کا بینا سر سے اتصال یعنی سنگم تھا اس مقام پر کنارے کے درخت نہایت ہی خوشنما
تھے اور سنگم کا نظارہ بھی دلفریب تھا سری رامچندر جی سنگم میں اشنان کر کے چلے تو گھنا
سا ایک جنگل نظر آیا چشموں کا پانی صاف و شفاف تھا مچھلی اور کچھوؤں کی کثرت درخت سبز
پھول کی ہر درخت پر طرفہ بہار سری رامچندر جی اس مقام کی فضا دیکھ کر سیتا جی کی یاد
میں بیقرار ہو گئے - اور سگریو کے پاس پہنچنے کا اشتیاق بے چین کرنے لگا +

آرنیہ کانڈ ختم

حصہ چہارم

کسکندھا کانڈ

سرگ ۱۰

پکھرنی ندی اور پمپا سر پر سری رامچندر جی کی بیقراری

پکھرنی ندی موجیں مار رہی ہے صاف شفاف پانی آئینہ کی جلا کو مات کر رہا ہے۔ درخت ہرے بھرے لدے ہیں پھولوں کا زمین پر فرش بچھا ہوا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا کیا کہنا درخت تک جھومتے رہتے ہیں۔ ہرن ہری ہری دوب چرتے ہوئے بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں ہر رنگ ہر قسم کے طائروں کی میٹھی میٹھی بولیاں اپنی اپنی جوروؤں سے چہلیں ایسی دلفریب ہیں کہ انسان کی طبیعت بے قابو ہو جاتی ہے پمپا سر میں کنولوں کی بہار اور ساتھ ہی بھنوروں کی مستی بھری گونج میں کچھ عجیب دلآویزی اور دلبستگی ہے۔ قدرت نے اس مقام کو ایسا آراستہ کیا ہے کہ زندگی کا لطف یہاں سے بڑھ کر کہیں نہیں سری رامچندر جی کے لئے سیتا جی کی مفارقت موت سے بدتر تھی ان کو اس دشت پر بہار کا لطف آنکھوں میں کھٹک گیا دل میں تیر و نشتر چبھ گئے دریا کی لہریں دیکھ کر آنسو تھم نہ سکے ہوائے سرد کے جھونکوں نے ٹھنڈی سانسیں بھرنے پر مجبور کیا سنبل پر نظر پڑتے ہی زلف مشکیں کی یاد آ گئی ہرنیوں کی چوکڑی دیکھتے ہی آہوئے چشم کے چھلاوے نظر میں پھر گئے۔ زبان واقف آہ تھی اور دل مائل درد۔ لچھمن جی سے کہنے لگے۔ کہ اے شہ ہم یہاں سبزہ زار کی بہار دیکھیں اور وہاں سیتا جی اپنے ہرے بھرے زخم اف او کیسا انقلاب ہے جانکی جی اس وقت ہوتیں تو پکھرنی ندی پر چھپر ساگر کو قربان کر دیتا اس وقت کی فضا البست رنت سے کہہ

نہ پایا وغیرہ

تھی۔ ہجر نصیبوں کے بن میں یہاں کی بہار سے بجوگ کا ساز ہر جگہ چھلکتا ہے چنانچہ
جب سری رامچندر پر یہاں کی طلسم خیز تربت نے جادو کا اثر کیا تو بے قابو طبیعت کا
کیا پوچھنا سری رامچندر جی کی بے تابی حد سے گذر گئی وہ آپے سے باہر ہو گئے دل
پر مطلق خیال نہ رہا اس وحشت انگیز حالت کو دیکھ کر سری لچھمن جی بولے کہ
طبیعت قابو میں رکھئے۔ عنان ضبط ہاتھ میں لیجئے دل آپ کے قبضے میں ہے آپ
دل کے بس میں نہیں پھر یہ اضطرابی کیسی سیتا جی کے فراق کے زمانے کو جگ
بامو منتر ہیں جب وقت ہم لوگ لنکا میں پہنچ گئے راون کا ناش ہے چند دنوں کے
لئے دل کو بے چین کرنا فضول ناردجی کیا کہینگے اہل زمانہ کو کیا خیال ہوگا۔ آپ کے
نام سے لوگوں کی بپتیں کٹتی ہیں۔ آپ یہ ظاہرداری کیوں فرماتے ہیں
یا تو سری رامچندر جی دریائے رنج میں غوطے لگا رہے تھے یا دفعتہً ابھرے
اور فرمایا کہ۔
ذرا رمز کو سمجھو۔ راون کے مخبر ادھر ادھر لگے ہوئے ہیں لہٰذا لحظہ بھر کی خبر
راون کو پہنچتی ہے۔ اگر میں رنج و غم ظاہر نہ کروں تو راون سمجھ لیگا کہ یہ اوتار ہیں
اور جب راون پر رعب غالب آئیگا۔ تو سیتا جی کو ہاتھ جوڑتے ہوئے حاضر کریگا
اور اتنی دردسری حنظل ہوگی۔

سرگ - ۲

سگریو کی رام لچھمن کی صورت سے تشویش

ہنومان جی کی ملاقات کے لئے روانگی

سری رامچندر جی اور لچھمن جی سیتا کو تلاش کرتے ہوئے رکھیہ موک پربت کے قریب
پہنچے۔ سگریو اور اس کے ساتھیوں نے دور سے دیکھا تو سب کے ہوش جاتے رہے

آپس میں باتیں ہونے لگیں یہ دو شخص کمان چڑھائے تیر چٹکی میں لئے ہوئے اِدھر اُدھر کس کی تاک جھانک کر رہے ہیں۔ ہر ایک کی روح فنا ہو گئی کہ ہو نہ ہو بالی کے جاسوس ہیں ایسا نہ ہو کہ تیروں کا رُخ کر دیں۔ رفیق بندر اُٹھے دو ڈالے درخت کو اکھاڑ اکھاڑ کر آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ سب کو اپنی اپنی جان کی فکر پڑی۔ سری ہنومان جی بھی یہیں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے سگریو کو فرمایا کہ

کیا واہیات وہم ہے۔ ذرا دل کو شیر رکھئے۔ ایسی بزدلی راجاؤں کے لئے زیبا نہیں۔

سگریو۔ تمہاری عقل میں فتور ہے۔ ذرا دست و بازو دیکھو۔ آج تک ایسے جوان کبھی بھی نظر سے گزرے ہیں ایک تیر چٹکی سے نکل جائے۔ تو رکھیہ موک کے پرخچے اُڑ جائیں معلوم ہوتا ہے یہ وہی لوگ ہیں جن سے اِندر راج نے دوستی کی تھی کیا عجب کہ اب بالی نے ان سے رشتہ اتحاد قائم کیا ہو انسان پر لے سرے کے فریبی ہوتے ہیں اور بالی تو چھٹا دغا باز ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ تم بھی کوئی بھیس بدل کر ان دونوں جوانوں کا پتہ لگاؤ کہ کون ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں جو بات کرنا اُدھر منہ کر کے جس وقت بالی کے جاسوس معلوم ہوں ذرا اشارہ کر دینا ہم یہاں سے کہیں اور لمبا پڑ دوں۔

سرگ ۔ ۳

سری رامچندر جی سے ہنومان جی کی گفتگو

ہنومان جی نے رکھیہ موک سے جست کی اور برہمن کا بھیس بدل کر سری رامچندر اور لچھمن جی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے نمسکار کی اور پوچھا کہ۔

مہاراج! آپ اپنا نام و نشان بتائیے صورت سے آپ راجہ معلوم ہوتے ہیں بانکپن کا انداز ظاہر کر رہا ہے کہ بڑے شوربیر ہیں۔ مگر دل کہتا ہے کہ ہو نہ ہو آپ نرمان ہیں۔ چہرے پر جہاں تیج و اِقبال ہے رنج کے آثار بھی نمایاں ہیں جس سے فکر میں آپ کو ابلیس کا پتہ ایک ایک تیر دشمن کش ہے ذرا رحم کیجئے آپ سے تو یہی قیاس غالب ہے کہ آپ نے مظلوموں کی حفاظت کے لئے اتنی تکلیف گوارا کی ہے اگر ایسا ہے تو یہ آپ کو

خوشخبری سناتا ہوں کہ یہاں آ کے وفاداروں کی کمی نہیں اس پہاڑ کا راجہ سگریو یا نرہے میں بھی اس کا ایک ہواخواہ ہوں آپ میری وضع قطع پر نہ جائیے میں بھی ایک بانر ہی ہوں اس وقت کا بھیس جو پیش نظر ہے وہ فقط سگریو کے مشورے سے قبول کیا گیا یہ نہ سمجھئے کہ میں بھکاری ہوں

سری رامچندر جی خاموشی سے ہنومان جی کی تقریر سن گئے۔ خود تو کچھ جواب نہ دیا لیکن لچھمن جی سے فرمایا کہ۔

ہنومان جی سگریو کے وزیر معلوم ہوتے ہیں جس گفتگو سے ظاہر ہے کہ چاروں ویدوں سے ماہر ہیں بیاکرن (قواعد) پر بھی کامل عبور ہے ان کی تقریر سے علمیت اور لیاقت ٹپکتی ہے اب تک دوران گفتگو میں کوئی خلاف تہذیب اشارہ تک ظاہر نہ ہوا یا تقریر میں تیزی فضول گوئی یا سختی نہ اور چیز ہے اکثر لوگ بات چیت کرتے ہوئے سر ہلاتے ناک بھوں سکوڑتے آنکھیں مٹکاتے ہاتھ چلاتے۔ دانت نکالتے۔ منہ بناتے اور نہ جانے کتنی بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں مگر ہنومان جی کی تہذیب پر ذرا بھی حرف رکھنے کا موقع حاصل نہ ہوا۔ ان کے انداز تقریر اور طرز ملاقات کو میں نیک فال سمجھتا ہوں اور امید ہے کہ ان کی بندہ نوازی میں خاص مہربانی کا لطف ہوگا۔

لچھمن جی نے سری رامچندر جی کے قدموں پر سر جھکایا۔ اور ہنومان جی سے بولے کہ جن سگریو کا آپ نے نام لیا ان کا نام ہم لوگ پہلے ہی سن چکے ہیں اور اس طرف انہیں کا خیال گھسیٹ لایا اگر ان سے ملاقات ہو تو زہے نصیب ورنہ ہم جس راستے جا رہے ہیں چلے جائینگے ہمیں صرف اپنے دشمنوں سے واسطہ ہے اور کسی سے کیا کام +

سرگ ۔ ۴

ہنومان جی کے کاندھے پر رام و لچھمن کی روانگی

ہنومان جی دل ہی دل میں خوش ہو گئے کہ بات بن گئی۔ اب سگریو کے دن پھرتے ہیں اور مطلب سدھ ہو جائیگا۔ چنانچہ انہوں نے سری رامچندر جی کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور طرز کلام سے گویا پتہ نشان پوچھنے لگے۔

لکشمن جی نے حسب و نسب بتا کر بن باس کی داستان کہہ سیتا ہرن کی کیفیت

اور رکھیہ موک پر آنے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔
سگریو کا پتہ ہمیں کوندھ راچھس نے بتایا تھا جسے ہمارے سرتاج سری رامچندر جی نے اپنے تیروں سے سرگ میں پہنچا دیا۔ وہ سری رامچندر جی کو پشت پناہ مانتی ہے کون ہے جو انہیں اپنا سایہ سر نہیں بناتا افسوس کی بات ہے کہ انہیں کو سگریو کا بھروسہ کرنا پڑا راجہ دسرتھ کے قدموں پر دنیا کے سرتاجداروں کے سر جھکتے تھے سری رامچندر جی کے قدم دیوتا تک چھونے کی ہوس میں رہتے ہیں افسوس ہے سگریو جن کے پاس خود سری رامچندر جی چھپنے کے لئے تکلیف گوارہ کر رہے ہیں ہم کو سیتا جی کی تلاش یہاں لے آئی سنا ہے کہ سگریو کو اُن کا پتہ ہے۔
ہنومان جی۔ آپ سیتا کے غم میں بےچین ہیں تو سگریو بھی اپنی محبوبہ خاص کے فراق میں آپ ہی سے آپ ہو رہا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آپ اور سگریو کی خوب نبھ جائیگی آئیے چلئے مل لیجئے یہ کہہ کر ہنومان جی نے دونوں بھائیوں کو اپنے کاندھے پر چڑھا لیا اور ہوا کی طرح سگریو کی قیامگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

سرگ ۔ ۵

سگریو اور سری رامچندر جی کی ملاقات

ہنومان جی پہنچے تو سگریو رکھیہ موک پر نہ پایا وہاں سے ملی پربت پر گئے سگریو کو وہاں سے سری رامچندر اور لچھمن جی کا پتہ و نشان بتا کر سیتا جی کی سرگذشت سنائی اور کہا ان پر بھی ویسا ہی وقت پڑا ہے جیسا آپ پر کیا خوب ہو کہ آپ دو صاحب اتفاق کر لیں تو بندھی مٹھی کا زور پہاڑ کو توڑ دے۔ بالی اور راون کی حقیقت ہی کیا ہے۔
سگریو پوشیدہ تھے جس وقت سری رامچندر جی کے سامنے آیا تو وضع قطع شاہانہ تھی آتے ہی سر ادب خم کیا تعظیم و تکریم کے مراتب ادا کئے اور عرض کی کہ اگر یکجہتی منظور ہو تو ہاتھ پر ہاتھ ماریئے۔ سری رامچندر جی نے ہاتھ پکڑ لیا اور سری ہنومان جی دونوں کے بیچ میں آگ روشن کر کے بولے کہ اب عہد و پیمان اٹل ہوگا۔
سگریو جلدی سے آگ کی پرکرما کر کے سال کے پتے توڑ لائے سری رامچندر جی اور سگریو بیٹھ گئے ہنومان جی نے چندن کا پیڑا لچھمن کے واسطے بچھا دیا۔

سگریو نے فریاد کی کہ ہائے عورت کا غم مارے ڈالتا ہے اور پھر ستم یہ کہ بالی سے جان بچانا مشکل +

سری رامچندر جی۔ اب تو جٹائی اور کوندھ راچھس کی راہنمائی سے یہاں سائی ہوگئی اب کوئی فکر کی بات نہیں چلے پر چڑھا ہوا بان بالی کی جان لے کر رہیگا برمھا اور رودر بھی حفاظت کریں تو ممکن نہیں۔ میں بالی کو ضرور مارونگا +

یہ الفاظ سنتے ہی ادھر سگریو کا داہنا بازو پھڑکنے لگا اور وہاں لنکا میں سیتا جی کی بائیں آنکھ پھڑک اٹھی اور سب بازخوش ہوگئے +

سرگ - ۶

سگریو کی طرف سے سری رامچندر جی کی خدمت میں سیتا جی کے زیوروں کی نمائش

سگریو نے سری رامچندر جی کو ڈھارس دی اور عرض کی کہ راون کہاں جاتا ہے۔ آپ اطمینان رکھئے۔ اگر اندر کے یہاں خواہ آکاش یا تال میں کہیں ہونگی میں سیتا جی کو لاہی کے دم لونگا جس وقت جانکی جی ادھر سے گزریں تھیں ہائے رام ہائے لکشمن کی دردناک آواز کلیجے کے ٹکڑے اڑائے دیتی تھی مجھے کیا خبر تھی کہ جگت ماتا جانکی جی ہیں ورنہ اسی وقت راون کی ستی بیٹی بھلا دیتا۔ خیر یہ دیکھئے مہارانی نے کچھ زیور پھینکے تھے انہیں کے ہیں یا کسی اور کے +

جونہی زیور نظر سے گزرے سری رامچندر جی کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ بیتاب ہو کر گر پڑے لچھمن جی سگریو اور ہنومان جی نے سنبھالا ہوش میں لائے آنسو پونچھے اور سمجھایا کہ۔

رونے دھونے سے کیا حاصل ہے۔ طبیعت کو دیکھیگا تو سب کی مرن جائیگا استقلال بڑی چیز ہے صبر میں بڑی طاقت ہے۔ جہاں دل ٹوٹا بس بیڑا غرق اس لئے ضبط سے کام رکھئے عنان شکیب کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ ہم لوگ تو بیڑا اٹھاتے ہوئے ہیں کہ عنقریب یہ فکر دور کر دینگے۔ ہاں بے بس حواس ہیں ٹھکانے کیجئے۔ اور یہ زیور

شناخت کیجئے ٭

سری رامچندر جی - میں اپنی نظر سے زیور دیکھنا نہیں چاہتا کان کی بجلی خزان صبر پر بجلی گرا دیگی - نتھ کا موتی دل میں سوراخ ڈالیگا - نال کی کیل زبان کیل دیگی انگوٹھی کا نگینہ ہیرا کھلائیگا بچھوے بدن میں بچھو کا سا زہر جھٹکائینگے - چھپکا طائر دل کو گرفتار مصیبت کر دیگا - بدھی سے گلے کے زخموں کی بدھی تکلیف دہ ہوگی لچھمن جی سیتا جی کے تم دیور ہو پہچانو کہ کون زیور ہیں اور کس کے ہیں ٭

لچھمن جی - بھائی صاحب میں سب زیور دیکھ چکا - کیا عرض کروں مجھے صرف بچھوؤں کی شناخت ہے ٭

سری رامچندر جی - اور اتنے زیور کیوں نہیں پہچانتے ٭

لچھمن جی - ایشور کی قسم آج تک قدموں کے سوا اوپر کبھی نظر ہی نہیں اٹھائی اور زیور کیا پہچانوں - سری رامچندر جی لچھمن کے لحاظ بزرگی کے قائل ہو گئے اور سگریو سے پوچھنے لگے کہ سیتا جی کو تم نے کس حالت میں جاتے ہوئے دیکھا ٭

سرگ ۷

سگریو کی سری رامچندر جی کو صبر و تحمل کی فہمائش

سگریو نے سب کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ مجھے راون کا پتہ نشان معلوم ہے اور یقیناً اُس نے سیتا جی کو کسی خفیہ مکان میں چھپا رکھا ہوگا - آپ عقلمند ہیں - آپ کو سمجھانا فضول ہے مگر خیال رکھئے کہ جو فکر میں مبتلا رہا جس نے سوچ میں جان رکھی وہ سمجھ لیجئے کہ اس شخص کی طرح ہے جو دریا میں ڈوب کر پھر نہیں ابھرتا - اس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے - ہاتھ پاؤں کام نہیں دیتے کوئی کام کرنا چاہے تو دماغ قابو سے باہر ہو جاتا ہے - اس لئے آپ فکر کو دور کیجئے اور اپنے ساتھ دوسرے دل کی تکلیف طبیعت پریشان نہ کیجئے آپ کے اضطراب سے ہم لوگوں کے بھی حوصلے پست ہوئے جاتے ہیں ٭

سری رامچندر جی نے آنسو پونچھے اور کہا واقعی آپ سچے دوست ہیں دوست کا فرض ہی یہ ہے کہ دوست کو نیک مشورہ دے اچھی راہ پر لگائے میں آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا - آپ کی دوستی مبارک ہو میں آج سے آپ ہی کے مشورے پر عمل کرونگا

مجھے نہ جھوٹ کی عادت ہے نہ دروغ بیانی کو پسند کرتا ہوں میں سچ کہتا ہوں جو کچھ تم نے کیا اسکی قسم کھاتا ہوں کہ جو قول کیا ہے اُسے پورا کر دکھاؤنگا آپ اپنی زبان پر قائم رہیں +
سگریو سری رامچندر جی کی تقریر سے خوش ہوگیا اور اُنکو تقویت ہوئی کہ بس اب اپنا مطلب سدھ ہے +

سرگ ۸

بالی کے قتل کے واسطے سری رامچندر جی کی پرتگیا

سگریو خوشی میں مست تھے انہوں نے یقین کر لیا کہ سری رامچندر جی ضرور بالی کو مار کر مجھے راج پاٹ دلائینگے بولے کہ مہاراج رامچندر یہاں مال تک حاضر ہے آپ کے لئے عزیز و اقارب بھی کام آئیں تو میں اپنا فخر سمجھونگا دوستی اصل یہی ہے کہ اپنے سکھ کو سکھ اور دکھ کو دکھ نہ سمجھے اور دوست پر جان و مال قربان کر دے چنانچہ آپ اطمینان رکھئے کہ میرا قول پتھر کی لکیر ہے برہما کا لکھا مٹ جائے لیکن میں قول سے نہ پھرونگا +
اس قسم کی باتوں میں شام ہوگئی سگریو نے جنگل کے عمدہ عمدہ پھل پیش کئے سری رامچندر جی نے زمین پر بیٹھ کے سگریو کی خاطر کر دی اور اُگل اُگل کر دو ایک پھل کھا لئے سگریو کے دل پر چوٹ لگی وہ دوڑ کر کچھ پتے لے آئے اور ایک چھوٹا سا بچھونا سری رامچندر جی اور سگریو اُسی فرش پر بیٹھ گئے لچھمن جی اور ہنومان جی نے چندن کے پیڑ پاس نشست اختیار کی اور باتیں چھیڑیں راجہ سگریو بولے کہ میرا بھائی بالی دنیا کے شہزوروں کا سرتاج اور میرا جانی دشمن ہے اُس نے مجھے شہر بدر کیا میری بیوی چھین لی اور یہاں بھی جان کا کھٹکا ہے +

سری رامچندر جی ہنس کر بولے ؎
خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے کو

چلئے برابر کا معاملہ ہوگیا مگر یہ تو کہئے کہ شاستر میں بڑے بھائی کے جب باپ برابر بتایا ہے تو اُس کے مرنے کی خوشی کیسی لیکن آپ بھائی بھائی رہیں بھائیوں کے معاملات

بھائی جانیں مجھے تو صرف دوستی کا پاس اور قول کی پابندی کا خیال ہے میں آپ کے دکھ کو اپنا دکھ اور آپ کے دل کی چوٹ کو اپنے کلیجے کا زخم سمجھتا ہوں کچھ ہو میں بالی کو مار کر اپنے دوست کی ضرور دستگیری کرونگا ⁛

سگریو اس ہمدردی کے شکر گزار ہوتے ہی چیخ چیخ کر رو پڑے اور کہا کہ بس آپ ہی کی ذات پر بھروسہ ہے مجھے راج پاٹ کا رنج نہیں استری کی مفارقت نے جیتے جی مار ڈالا اس لئے آپ جو کچھ چاہیں کرینگے اُس سے گردن کبھی نہ اُٹھ سکیگی بیشک بڑا بھائی باپ کے برابر ہوتا ہے لیکن خیال فرمایئے کہ جب بھائی نے چھوٹی بھاوج کے ساتھ بد فعلی کی میرے خیر خواہوں کا مار مار کر چارہ نکالا اُس کو میں کیسے اس عظمت کی نظر سے دیکھوں جو بڑے بھائی کے لئے شایاں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جو ادھرم کرے اُس کی ضرور آپ کے ہاتھ سے گوشمالی ہو میں اس پہاڑ پر ہوں مگر جب میں جاگتا ہوں تب میرے رفیق سوتے ہیں جب میں آرام کرتا ہوں تو اور سب کو جاگنا پڑتا ہے ایسی زندگی بھی کوئی چیز ہے اسی لئے میں اپنے بھائی کی موت کا رنج نہیں کرتا۔ بالی مرے تو سونا جاگنا تو حرام نہ ہو۔ بھائی کی زندگی میں میری ہی زندگی نہیں بلکہ اتنے میرے رفیقوں کی بھی زندگی حرام رہیگی ⁛

سری رامچندر جی نے فرمایا گھبراؤ نہیں بہت جلد فیصلہ ہوا چاہتا ہے میں جب چلے پر تیر چڑھاؤں تب تک اپنی سرگزشت کہہ جاؤ سمجھ لینا کہ جس وقت چلے سے تیر نکلا بالی کا نام و نشان نہ ہوگا ⁛

سرگ ۹

دوندھبی راچھس اور راجہ بالی کے مقابلہ کی سرگزشت سگریو کی زبانی

سگریو سری رامچندر جی سے بولا کہ راجہ بالی میرے بڑے بھائی ہیں پتا کے بعد انہیں کو راج گدی ملی اور میں بھی اُن کی رعیت کی طرح رہتا تھا کہ بار الہ بزرگو ہمیشہ اور راجہ بالی بھی مجھ کو ہمیشہ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے [illegible] دوندھبی کے بیٹے [illegible] راچھس [illegible] کی لڑائی کی بابت [illegible] راجہ بالی [illegible] گیا اور [illegible] کا [illegible] تھا۔ اس [illegible] آیا۔ آدھی رات کے وقت راجہ بالی [illegible] آدمی [illegible]

گرو وہ بھی چونک پڑا اور میری بھی آنکھ کھل گئی، بالی دروازہ کھول کر سامنے پہنچا میں
بھی پیچھے ہو لیا اگر بالی اکیلا ہوتا تو ضرور کشتی ہو جاتی سنگ دیکھے مجھے ساتھ دیکھ کر دو تو قدم بھاگا
اور ایک کندرا میں چھپ گیا۔ راجہ بالی سے میں نے بہت کچھ منت سماجت کی کہ بس لوٹ
چلئے دشمن دم دبا گیا مگر وہ کب ماننے والے تھے مجھ سے یہ کہہ کر کندرا میں گھس پڑے۔
کہ میری واپسی کا انتظار کرنا۔ پورا ایک سال گزر گیا مگر راجہ بالی نہ آج ہیں نہ کل۔
انتظار میں آنکھیں سفید ہو بھی رہی تھیں۔ کہ پہاڑ کے شگاف سے خون کی ایک ندی
یہ نکلی میں سمجھا کہ بالی مارا گیا اور ایسا نہ ہو کہ وہ نہ کبھی میری بھی ہڈیاں پسلیاں سر سے
کرے چنانچہ میں بے چین گھر کو لوٹ پڑا۔ یہاں ایک سال سے تخت سلطنت خالی پڑا تھا
ارکان دولت نے میری تاجپوشی کر دی اور کاروبار حکومت سے کسی قدر غم غلط ہونے لگا
چند ہی دن گزرے تھے کہ بالی مع الخیر گھر میں آیا مجھ کو تخت سلطنت پر دیکھ ایسی آنکھیں
لال پیلی کیں کہ میرا زہرہ آب آب ہو گیا میں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا۔ پھر بھی راجہ
بالی کی نگاہ نہ سیدھی ہوئی۔

سرگ - ۱۰

بالی کی واپسی اور سگریو کے ساتھ بدسلوکی

راجہ سگریو کہہ رہے ہیں کہ میں نے راجہ بالی کے قدموں پر سر رکھ کر بہت منت
سماجت کی ایشر کا شکریہ ادا کیا دشمن پر فتحیابی کی مبارکباد دی ایک سال تک انتظار
کرنے کے بعد کندرا سے خون بہنے پر جان کے خوف سے بھاگ آنے اور پھر منتریوں کی
زبردستی سے تخت نشینی کی معافی مانگی مگر راجہ بالی کا غصہ کسی طرح فرو نہ ہوا انہوں نے
مجھے مار کر یہاں سے نکال دیا اور میری عورت قبضے میں کر لی چھوٹی بھاوجہ کے ساتھ بد
نگاہی ناروا ہے اگر دھرم اور ادھرم کے جاننے پر بھی صرف اپنی غصے میں انہوں نے
میری استری کی بھی عصمت برباد کی اور مجھے لنگوٹی بندھوا کر شہر سے نکلوا دیا تھے
جان بچانا دوبھر تھی۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا تو راجہ بالی کے ڈر سے کسی نے کہیں

نہ دیا۔ جہاں گیا وہیں گھڑ بیاں کریں ہاتھ دیا گیا۔ آخر اس پہاڑ پر پہنچا شکر ہے
کہ یہاں تنگ رشی کے سراپ سے بالی نہیں آسکتا اسی لئے میں نے یہاں قیام کیا گو اس
مقام پر امن و امان ہے مگر بالی کے ڈر سے رات بھر نیند نہیں آتی جاگتے میں بھی ہر
وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ بالی وہ سامنے کھڑا ہے۔ سری رامچندر جی نے اس کو
ڈھارس دی اور کہا کہ جس بات کا رنج تمہیں ہے وہی میری کوفت کا باعث ہے
گھبرانے کی کوئی بات نہیں جب تک ہم میں دم ہے بالی کی خیر نہیں۔ آج سے سمجھ
لو کہ تمہاری استری تمہیں مل گئی۔

سرگ - ۱۱

سگریو اور سری رامچندر جی کی عہد پیمائی دوندبھی راچھس اور بالی معرکہ آرائی سگریو کی آزمائش طاقت کے لئے سری رامچندر جی سے درخواست

سگریو خوش ہو گیا کہ مار لیا اب پالا اپنے ہاتھ ہے سری رامچندر جی کے بان برہمانڈو
ترلوک کو زیر و زبر رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ سری رامچندر جی سے بولا کہ آپکی قدرتوں
کا قائل ہوں لیکن ذرا بالی کی طاقت کا حال سن لیجئے اس کا دستور ہے کہ روز پچھم کے
سمندر میں نہالیجی دے اور پورب کے سمندر میں اشنان کرے لی سی دوڑ میں جب دل
چاہتا ہے تو پہاڑوں کی چوٹیاں گرا دیتا ہے بڑے بڑے درخت تو گویا گھاس پھوس ہی ہیں
ایک مرتبہ ایک راچھس بھینسے کے بھیس میں آیا بڑا ہی لڑائی فنون جنگ میں اشنی کا شاگرد
رشید اس پر دس ہزار ہاتھیوں کا زور زعم کی حد نہ تھی سمندر کے کنارے خم ٹھونکا تو سمندر
کی بہا نکل گئی دوندبھی جیتے جی تیز ہو گئے تو رتن مانگ سے سمندر نے رتن پیش کرکے جان
چھڑالی اور کہا کہ طاقت آزمائی کی خواہش ہے تو سیل راج یعنی ہمالیہ پر کیجئے حسرت نکالیے
کیجئے میں تو آپ کا خادم ہوں۔ بیٹا بالی بالی ہے مجھ میں سر اٹھانے کی جرات کہاں۔
تو اپنے آگے تم سے سر کیا ہے اس پر [illegible] نشانہ میں [illegible] ہے [illegible] سمندر
آتا اس بنا پر طرح دی [illegible] [illegible] بہت [illegible] گیا [illegible]

سامنے نہ آیا طبیعت کو جنگ کی امنگ تھی حوصلے بڑھے چڑھے تھے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور
کبھی چوٹیاں ناخنوں سے چھید کر گرا دیں سیل راج کو موت کا سامنا تھا سمجھ گئے کہ اب خیریت
نہیں ابھی تو ناخنوں ہی نے جان آدھی کر دی۔ اگر کچھ اور دیر ہوئی تو اپنا پتہ بھی نہ لگیگا اس
خوف سے وہ ایک بڈھا بن کر سامنے آئے اور بڑی عاجزی سے کہا کہ جس کے منہ میں نہ دانت
ہوں نہ پیٹ میں آنت اس کو مارا تو کیا فائدہ مقابلہ تو اس سے چاہئے جو برابر کا ہو۔
اور ناموری اس پر فتح پانے سے ہوتی ہے جو اپنے سے دوگنا چوگنا ہے نہ آپ مجھ بڈھے کو
ماریگا بھی تو خیال کر لیجئے کہ نیکنامی ہوگی یا بدنامی۔ بگلا مارے پکھنا ہاتھ ؂
دوندبھی کی آنکھوں میں خون اتر آیا سمندر پر دانت کٹکٹاتے ہوئے بولا کہ او
سمندر تو نے چھل کپٹ کیا اب تیری بائی کچائی نکلی جاتی ہے سمندر کو برا بھلا کہہ کر اس نے
سیل راج کو ڈانٹ کر اپنی طرف مخاطب کیا کہ سچ بتا کہ ہاری مانی یا طاقت کا زعم باقی ہے ؂
سیل راج نے ہاتھ جوڑ دیے اور کہا کہ نہ مجھ میں لڑائی کی طاقت ہے نہ ہاتھ پاؤں میں
جان سمندر بھی آپ سے پناہ مانگتا ہے۔ اگر آپ کو جنگ آزمائی کی ہوس ہے تو کسکندھا
میں راجہ بالی کے سامنے خم ٹھونکئے وہاں سے آپکی طاقت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ ورنہ یہی کا دل
یہی کہتا تھا کہ اب مقابلے والا کوئی نہیں جب سمندر اور پہاڑ جی چھوڑ چکے تو کون اور رہ گیا
اس نے کہا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ کسکندھا پر پہنچ جاؤں اور بالی تمہاری اور سمندر کی طرح
دم دے جائے اگر ایسا نہ ہوا تو تم سے سمجھونگا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے دوڑا اب غصے کی آگ
دل میں بھڑک رہی تھی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے بھینسا بن کر بالی کے دروازے پر
پہنچا شیر کی طرح گرجا درخت اکھاڑنا شروع کئے دروازے پر ٹکر ماری تو پٹ ٹوٹ پھوٹ
گئے بالی نے آواز سنی تو اسی وقت چل کھڑا ہوا۔ ایک ڈانٹ سنائی کہ بھینسا بن کر آیا ہے
میں بندروں کا راجہ ہوں شیروں کا خوف سے پیشاب خطا ہوتا ہے خونخوار سے خونخوار جانور
نام سے تھر تھر کانپتے ہیں تیری بساط ہی کیا ہے جان کی امان منظور ہے تو گھنٹہ سے گھنٹہ
گھر کا راستہ لے بالی کی رانیاں پیچھے پیچھے تھیں دوندبھی نے جھڑک کر کہا حیثیت اکڑ کر بولا
کہ بیچ میں کم ظرف کھڑے ہیں تمہارا [illegible] ہو گیا [illegible] تو بچ گیا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

تک اس ان پر بھی نہیں گیا۔ اس وقت بہتی ہوئی گنگا میں ہاتھ دھو لے پھر صبح کو تو دوندبھی
کے ہاتھ ہڈیاں پسلیاں چور ہی ہونگی شاستر کا قول ہے کہ مدہوش بدحواس لولے لنگڑے
اپاہج اور لڑکے کا قتل و قتل گناہ ہے چنانچہ تو بھی شراب کے نشے میں چور ہے ہوائے
نفسانی میرے خوف سے مغلوب ہو گئی۔ بس رات بھر معاف کرتا ہوں سویرے پنجرے
کا پنچھی اڑا دونگا۔

بالی اس تقریر پر ہنس پڑا ہمراہی عورتوں کو جھڑک دیا کہ الگ کھڑی ہوں تارکے
گلے سے اندر کا کنچن مالا (سونے کا ہار) اتار کر اپنے گلے کی زینت بڑھائی اور جھپٹ کر
دوندبھی کے دونو سینگ پکڑ کر اس زور سے گرجا کہ مخالف کا پتہ پانی پانی ہو گیا ناک
اور منہ سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا دوندبھی نے لاکھ زور مارا مگر سنبھل نہ سکا بالی نے
زمین پر پٹک کر لات گھونسے سے خوب ہی خبر لی یہاں تک کہ جان لیکر پیچھا چھوڑا جب
مرغ روح پرواز کر گیا تو بالی نے اس کی لاش گھما کر چار کوس پر پھینکی راکھشس کے منہ سے
خون ٹپک رہا تھا۔ کچھ قطرے متنگ رشی کے آشرم میں گرے خون دیکھ کر آنکھوں میں خون
اتر آیا لیکن روشن ضمیر تھے سمجھ گئے کہ بالی نے راکھشس کو مارا ہے مگر غصہ اس پر بھی فرو
نہ ہوا اور سراپ دے دیا کہ اگر بالی یہاں آئے تو اپنی جان کھوئے متنگ رشی نے بالی کے
رفیق کار پردازوں پر غصہ اتار کر کہہ دیا کہ خیریت کا وقت ہے میں تکلیف دینا نہیں
چاہتا ہاں سویرے اگر صورت دکھا دی تو خیر نہ ہوگی۔ یہ لوگ جان لے کر وہاں سے بھاگے
بالی کو سراپ کی خبر دی۔ بالی لاکھ شہ زور تھا۔ مگر سراپ سے ڈر گیا اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کیا
سگریو نے یہ کہہ کر سری رامچندر جی کو دوندبھی کی ہڈیاں دکھا کر عرض کی کہ یہی نہیں بالی
بڑے بڑے ساکھو کی جڑیں ہلا دیتا ہے آپکی قوت میں شک نہیں لیکن ذرا آزمائش تو
کر لیجئے کہ آپ کے بان درختوں کی جڑیں ہلا سکتے ہیں یا نہیں اور دوندبھی کی ہڈیاں
وزنی ہیں یا ہلکی۔

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ بھیا مجھے بالی کے زور کا حال کب معلوم اسکی طاقت
تمہاری چشم دیدہ ہے مگر تم کو لازم تھا کہ میری بات کا اعتبار کرتے خیر اگر اعتبار نہیں
تو لو یہ فرما کر سری رامچندر جی نے دوندبھی کی ہڈیاں پاؤں کے انگوٹھے سے ٹھکرا دیں
تو چالیس کوس پر جا کر گریں لیکن پھر بھی سگریو کو طاقت کا اعتراف نہ ہوا اور بولا کہ دوندبھی تو

کی سو کبھی ساکھی ہڈیوں کا پھینکنا کوئی بات نہیں ہے تب قائل ہوں جب سامنے والے سات تاڑ کے درخت ایک بان سے چھید دیجئے اگر یہ تاڑ چھد گئے تو میں سمجھ لونگا کہ جس طرح چوپاؤں میں شیر۔ پہاڑوں میں ہمالیہ پرندوں میں گرڑ کیڑوں مکوڑوں میں سانپ ستاروں میں آفتاب بقوت ہے اسی طرح انسانوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب طاقت نہیں ؛

سرگ ۱۲

راجہ سگریو کی راجہ بالی سے شکست رامچندر جی سے شکایت

سری رامچندر جی نے راجہ سگریو کی درخواست پر بان چلایا تو دھنش کی ٹنکار سے دسوں دشائیں گونج گئیں ایک ہی نشانے میں ساتوں تاڑ نہیں بلکہ پہاڑ بھی چھد گئے اور بان زمین کو چھیدتا اور ساتوں کلیجے سے وار پار ہوتا پھر ترکش میں واپس آگیا اس وقت سگریو اس بات سے خوش ہوا کہ یہی بان بالی کو مار کر مشکل کشائی کریگا۔ لیکن ساتھ ہی ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سری رامچندر جی کی مجھ سے بھی ٹیڑھی نظر ہو جائے اس نے قدموں پر سر جھکا دیا اور گزارش کی کہ میرے لئے اب کیا حکم ہوتا ہے ✦

سری رامچندر جی۔ اگر تسلی ہو چکی ہو تو جاؤ بالی کو للکارو۔ سگریو لپکا۔ انگد۔ ہنومان۔ نیل۔ نل۔ تارا پیچھے ہو لئے جس وقت سگریو دروازے پر گرجا یہ چھیوں بار تو درخت کی آڑ میں ہو گئے اور بالی نے آتے ہی سگریو کو دبوچ لیا دیر تک خوب لڑائی ہوئی آخر سگریو زیر ہو گیا ہبالی نے ایسی بودی مار ماری کہ چیخ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور وہاں سے اڑا تو رکھیہ موک پہاڑ پر دم لیا۔ سری رامچندر اور لچھمن جی لڑائی دیکھ رہے تھے مگر سگریو کی کورو بانے کو اس وقت انہوں نے تیر اندازی بھی مناسب نہ سمجھی یہ بھی رکھیہ موک پر چلے گئے اور پوچھا کہ بھاگ کیوں آئے ✦

سگریو۔ بس جانے بھی آپ نے ہڈیاں پسلیاں سرمہ کر دیں دھرماتماؤں کو زبان دے کر قول سے پھرنا درست نہیں۔ میرا جسم اتنی دیر تک کٹتا رہا اور آپکی چلّے سے تیر نہ نکلا۔ یہ بھی کوئی رسم مروت ہے ✦

سری رامچندر جی۔ کیا کریں تم دونو ہم شکل ہو۔ قد و قامت بھی یکساں ہیں بغیر

پہچانے تیر مار دیا تھیں شکار پہچانتے تو سمجھ لو کیا نتیجہ تھا اس لئے کوئی شناخت کی چیز اپنے پاس رکھو تو دم بھر میں بالی کو خاک پر سلا دوں۔ یہ فرما کر سری رامچندر جی نے لچھمن جی سے اشارہ کیا انہوں نے فوراً ہی ایک پھولوں کا ہار گلے میں ڈال دیا اور کہا اب بس جائیے راجہ بالی کی موت آگئی۔

سرگ ۱۳

سگریو کی مکرر روانگی

سگریو اور رامچندر جی سگریو کے ہوا خواہوں کے ساتھ چلے تو راستے میں وہ مقام ملا جہاں سپت رشی نے تپسیا کی تھی اور اور تپسوی بھی جب تپ میں مصروف رہے تھے یہ تپسوی خشک تپسائیں کرتے تھے کسی کا سر نیچے تھا پاؤں اوپر کوئی پون دھاری تھا۔ کوئی جل سینی یعنی پانی میں بسر کرنے والا۔ تب آشرم کی وہ عظمت تھی کہ اپسرائیں جا بجا نغمہ سرائی کرتی رہتی تھیں اور جنگل کی فضا کچھ ایسی دلاویز تھی کہ دل قدم قدم پر فریفتہ ہوا جاتا تھا۔ سری رامچندر جی وغیرہ سب دیوتاؤں کے مندروں کا درشن کرتے ہوئے کسکندھا کے قریب پہنچے اور ہر ایک نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لیے۔

سرگ ۱۴

سگریو کی راجہ بالی کے دروازے پر دستک

سگریو نے سری رامچندر جی سے عرض کی کہ اب کے پھر دغا نہ ہو اور میں مارا جاؤں پہلے جو ہوا وہ ہوا۔ اب کے بالی آئیگا تو جیتا ہی نکل جائیگا۔ اگر آپ چاہتے ہوں تو ابھی خیریت ہے کہہ دیجئے کہ گھر جاؤں۔

سری رامچندر جی۔ آزمائش کر چکے امتحان لے چکے پھر بھی اعتبار نہیں تو وہم کا علاج کیا۔ بالی پھر رانیوں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہے۔ عورتوں کی صحبت میں رخنہ اندازی ہو تو انسان کو سخت غصہ آتا ہے۔ بالی بھی اس وقت آگ ہو جائیگا

لیکن اب تمہارے گلے میں پھولوں کا ہار ہے۔ بالی کی ایک پیش نہ جائیگی ادھر تم نے ہاتھ ملایا اور ادھر میرا تیر سینے پر بیٹھا +

سگریو بھی دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ اور اس زور سے دستک دی کہ زمین ہل گئی پرند ادھر اُدھر اڑنے لگے جانوران صحرائی اِدھر اُدھر چھپ گئے۔

سرگ - ۱۵

بالی کو تارا کی فہمایش

راجہ بالی نے جس وقت سگریو کی آواز سنی آگ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور لال بھبوکا ہو کر دروازے کی طرف دوڑا۔ اُس کی رانی نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا ذرا غصے کو ضبط کیجئے میری دو باتیں سنتے جائیے آپ دیکھتے ہیں دشمنوں کا نرغہ غنیموں کا ہجوم ہے ایسے وقت میں انسان کو چاہئے کہ ہر طرح کی احتیاط کرے۔ غصے کو یونہی سب برا کہتے ہیں نہ کہ اس وقت جب چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہوں آپ ابھی سگریو کی بالی کچہائی نکال چکے ہیں دوسرا ہوتا تو پھر ادھر رخ بھی نہ کرتا مگر نہیں تو ہی سگریو پھر دروازے پر للکار رہا ہے ایسی جرأت بلا وجہ نہیں ضرور کوئی نہ کوئی حمایتی ہے جس کے بل سگریو کو اتنا کو دنا نصیب ہوا +

راجہ بالی۔ پیاری تمہاری عقل اس وقت کہاں ہے سگریو کو جانتی ہو کہ کیسا عقل سے لی ہے اس کا حمایتی بھی کوئی ہوگا۔ تو اس کی بھی عقل ویسی ہو گی پھر خوف کی بات کیا +

رانی تارا۔ سگریو کو بیوقوف نہ کہئے وہ طاقتور تو نہیں مگر عقلمند ضرور ہے اس لئے میں جانتی ہوں کہ اس کا حمایتی ضرور زبردست ہوگا۔ انگد مجھے کہتا تھا کہ اجودھیا کے راجکمار رام لچھمن بڑے ہی تندور ہیں اُن سے سگریو نے ربط وضبط قائم کیا ہے ان کو بے انتہا بلا کی طاقت ہے ہی اُس وقت سگریو کی پشت و پناہ ہوئے ہیں۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ غصے کو تھوک کر گذشتہ مخالفتوں کو بھول جائیں۔ آپ نے سگریو کو مارا پیٹا اُس نے اُف نہ کی ایسا بے زبان بھائی قسمت سے ملتا ہے آپ میل کر لیجئے اور اتفاق کو پھاڑیں جھونکئے مجھ سے بڑھ کر آپ کا خیرخواہ دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا آپ کے فائدے کے ساتھ میرا فائدہ ہے۔ آپ کا رویاں کبھی کچھ بھی ہو تو میری زندگی فضول ہے

میں جو کچھ کہونگی اپنے آرام کی آڑ میں آپ کی بہتری کی بات کہونگی سمجھ لیجئے کہ سگریو سے مقابلہ نہیں بلکہ سری رامچندر جی سے سامنا ہے۔ جن کا ایک تیر پیغام اجل سے کم نہیں ہے۔

تارا نے اسی طرح بہت کچھ سمجھایا مگر راجہ بالی کے سر پر موت سوار تھی وہ کب کسی کی سنتا تھا۔ اُس نے تارا کی بات اس کان سنی اور اس کان سے اڑا دی۔

سرگ - ۱۶
بالی پر سری رامچندر جی کی تیر اندازی

بالی تارا سے بولا کہ سگریو دروازے پر گرجے اور میں چپ ہو رہوں ناممکن ہے جواب دینا ہی ہوا اس سے دشمن ہزار درجہ اچھا رامچندر کو دھرماتما بتلاتی ہو تو وہ بے قصور پر بان نہیں چلا سکتے بیشک تم سچی محبت سے مجھے سمجھاتی ہو لیکن یاد رکھو کہ مجھے کبھی جوش خون ہے سگریو کیسی ہی دشمنی کیوں نہ کرے اُسے جان سے نہ مارونگا صرف یہ دکھا دونگا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کا غرور بیجا ہے۔ پیاری مجھے اب جانے دو تمہیں انگ اور میری قسم کہ آپ چلتے وقت نہ روکو یہ کہہ کر بالی ہاتھ چھڑانے لگا۔ مگر تارا چمٹ گئی اور زور و کرکے کسنے لگی کہ آپ میری عرض معروض نہیں سنتے جب تک آپ واپس نہ آئینگے میرا دل آپ کے پاس رہیگا راجہ بالی نے سب کی طرف سے دل ہٹایا اور چالیس مارتا تال دیتا اور خم ٹھونکتا ہوا گھر سے نکل آیا اور آتے ہی للکار کہ او بیوقوف ایک زعم ہے سو دفعہ طرح دی مگر پھر غیرت نہیں آتی کسی وقت دل میں آ گیا تو کھوپری بلیدا کر دونگا۔

سگریو نے اس کا جواب گھونسے سے دیا جس پر بالی بگھر گیا اور اس زور سے گھونسے رسید کئے کہ ہڈی ہڈی چور ہو گئی اب تو سگریو کے حواس بھی جلنے لگے رامچندر جی کی طرف اشارہ کیا کہ تیر مارو مگر انہوں نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں جواب دیا کہ ذرا دیر صبر کرو۔

تھوڑی دیر تک اور گدم گدا ہوتا رہا بالی نے سگریو کا کچومر نکال دیا قریب تھا کہ سگریو بھاگ کھڑا ہو کہ جنبش کی ٹنکار سے چرند و پرند لوگ دم بھاگ کھڑے ہوئے اور راجہ بالی ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اتنے ہی میں ایک تیر بالی کے سینے پر بیٹھا وہ چیخ مار زمین پر گر پڑا۔ مگر اس وقت رامچندر جی کے چہرے کے جلال پر آفتاب کو بھی نظر جمانے کی طاقت نہ تھی +

سرگ ۱۷

بالی کی سری رامچندر جی سے شکایت فریاد

بالی تیر کھاکر زمین پر گر پڑا۔ اندر کے دیئے ہوئے کنچن مالا سے اُس کی جلال اور تیور میں کچھ بھی فرق نہ ہوا۔ بالی دل میں چاہتا تھا کہ آج ناراض ہو گئی سری رامچندر جی بھی اُس کے ضمیر کی کیفیت سے واقف تھے فوراً ہی سرہانے آکر کھڑے ہو گئے۔ بالی نے دونوں بھائیوں کی صورت دیکھی تو آنکھیں لال پیلی کرلیں اور بولا کہ حضرت سلامت آپ جیسے چھتری [illegible] سامنے نہ موجود دوسرے سے جنگ آزما ہو اس کو دھوکے سے مارنے کی اجازت کس شاستر میں ہے۔ افسوس آپ نے اکشواکو بنس کی ناموری میں دھبہ لگا دیا۔ آپ کو چھتری تا سمجھنا محض بیوقوفی ہے۔ میری رانی تارا نے مجھے بہت سمجھایا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ آپ ایسا ادھرم کریں گے بہادری کے معنی یہ تھے کہ سامنے آکر دکھاتے میرے دل کی بھی ہوس نکل جاتی کہ رامچندر جی سے مقابلہ ہوا تھا۔ آمنے سامنے کی لڑائی میں ذرا آپ کو بھی آنسوں پسینہ آتا آپ سمجھ سکتے کہ بالی کو [illegible] چھتری ہیں بن پھل کھاتا ہوں سب مجھے جنگلی کہہ دیجئے مگر آپ تو شہر کا اناج کھاتے ہوئے بھی آپ کی عقل ماری گئی تو فرمائیے میں غلطی پر ہوں یا آپ۔ سگریو میرا چھوٹا بھائی ہے میں نے اس کو سزا دی تو آپ کا کیا بگاڑا اور آپ نے اس کا کیا فائدہ کیا۔ مرت ایک دن مجھے رخصت کر دیتی اس وقت سگریو کے سوا اور کون تاج و تخت کا مالک ہوتا۔ شاستر میں لکھا ہے جو شخص راج کی خواہش میں کسی راجہ کو ہلاک کرے اس کو برہم ہتیا کے پاپ سے نجات نہیں۔ گرو کی استری سے بدعنوانی کرنے والے اور بے قصور مارنے والے کو نرک کے سوا اور کہیں جگہ نہیں مل سکتی ہم بھائی بھائی لڑتے تھے آپ نے کیوں ناحق مار دیا۔ مجھے اپنی جان کا تو غم نہیں رنج ہے تو یہ ہے راجہ دشرتھ کا راج غارت ہو گیا جس وقت آپ راج کریں گے [illegible] زیادہ ظالم مجھے افسوس ہے [illegible] رشیوں سنیاسیوں کا اور کام کے لیے مثل دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں ایک دوست ایک دشمن ایک مصلح۔ میری طبیعت اصلاح پسند تھی۔ آہ! آپ نے مجھے مار کر خون ناحق اپنے سر پر لیا۔ مجھے اگر غم [illegible] کہ آپ تیر و کمان لئے ہوئے میری جگہ آتے

میں ہیں تو وہ چوٹیں جھیلنی ہیں کہ آپ بھی یاد کرتے لیکن افسوس کہ میں غفلت میں اسی طرح
مارا گیا جس طرح کسی سوتے ہوئے کو سانپ کاٹ کھاتا ہے ۔

آپ کو ناز ہے کہ میں اُسکے عوض میں سگریو سے جانکی جی کی تلاش میں مدد حاصل کرونگا
مگر یاد رکھئے کہ راون کے سامنے سگریو کی حقیقت ہی کیا ہے آپ مجھ سے درخواست کرتے
تو راون کو گردن میں پھانسی ڈال کر مشکیں کسے ہوئے آپکے سامنے حاضر کر دیتا اور سیتا جی
انکا سمیت یہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتیں ۔

مرنا تو ایک دن سب کو ہے میں آج جاتا ہوں ۔ ایک دن سگریو مریگا اور کسی
دن آپ بھی چولا چھوڑینگے اس کا غم فضول لیکن یاد رہے کہ آپ کو زندگی بھر
اس سوال کا جواب دینا ہوگا ۔ کہ کس خطا پر بالی کی جان لی ۔

سرگ ۱۸

سری رامچندر جی اور راجہ بالی کی گفتگو

راجہ بالی کو غلطیوں کا اعتراف

بالی کی تقریر میں زہر بھرا ہوا تھا لیکن جو لفظ اُسکی زبان سے نکلا وہ شاستر کے خلاف
نہ تھا اور حالانکہ تیر کا زخم کاری لگا تھا ۔ پھر بھی اُسکے چہرے کی رونق تو وہی تھی ۔ سری رامچندر
جی نے فرمایا کہ تم ارتھ دھرم کا منشا بھوگ کے اصول سے واقف ہوتے تو اس طرح زبان درازی
نہ کرتے ۔ شاستر دیکھو جاؤ ۔ جس نے گرو نہ کیا اسکی نجات نہیں ۔ گرو وہی ہے جو ٹھیک راہ
دکھا دے اور اچھی نصیحت کرے ۔ تم تخت اجودھیا کے ماتحت ہو ۔ یہ کہنا فضول کہ یہ حصہ سلطنت
تمہارا ہے میں اکشواکو بنس میں پیدا ہوا ہوں ۔ شاستر کی ہدایت سے ضرور ان کو سزا
دونگا ۔ جو خطا دار ہیں ۔ مانا کہ بھرت اورنگ نشین ہیں ان کا کوئی حکم میرے پاس نہیں
لیکن مجھکو جنگل میں بدکرداروں کی سرکوبی کا اختیار حاصل ہے اور ہم لوگ بن میں اسی غرض
سے آئے ہیں کہ گمراہوں کو راہ راست پر لگائیں اسی سے چشم نمائی کی اس درجہ قصور
تو تم شاستر کے رو سے موجود تھا (باپ (نشیب) قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک حقیقی ایک بڑا بھائی

اور ایک استاد علم یعنی گرو یا گرو اسی طرح چھوٹے بھائی اور چیلے کا رتبہ بھی بیٹے کے برابر ہے
دنیا میں جو پیدا ہوا ہے اسکو بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں کی خاطر داشت کا لحاظ چاہیئے
دھرم ادھرم کے سمجھانے کے لئے ہی انسانی چولا قبول کرنا پڑا ہے یعنی دھرم کی تعلیم اور
درستی اخلاق وغیرہ کے لئے دنیا میں آیا ہوں تم بانر ہو تمہاری طبیعت میں تیزی ہے اور
اور خواہشات نفسانی کا بھوت بھی سر پر سوار رہتا ہے یہی سبب ہے کہ تم نے اپنی چھوٹی بھاوج
کے ساتھ ادھرم کیا چھوٹا بھائی جب بیٹے کے برابر ہوا تو چھوٹی بھاوج بھی بیٹی کے برابر ہوئی
اس کا جواب تمہارے پاس یہی ہے کہ سگریو نے بھی تخت نشینی کے زمانے میں تمہاری بیوی کو
گھر میں ڈال لیا تھا تو ذرا سمجھو سگریو کو تمہاری زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی تم بانر قوم میں
پیدا ہوئے تھے اسلئے تمہاری قوم میں بڑے بھائی کے مر جانے کے بعد بڑی بھاوج کے بطن سے اولاد
پیدا کرنے کی خواہش میں سگریو نے جو کچھ کارروائی کی وہ اصولاً خلاف نہ تھی کیونکہ سگریو نے پاپ
نہیں کیا اور تم گنہگار کے گنہگار ہے جو شخص اس قسم کا گناہ کرے وہ اصولاً گردنی ہے سگریو نے
تمہاری زندگی کی مایوسی کی حالت میں تمہاری استری کی رضامندی سے ہم آغوشی اختیار کی
تھی تم نے دیدہ و دانستہ اور زبردستی سگریو کی عورت کے دامن عصمت پر دھبہ لگایا [illegible]
کا فعل اور ہوتا ہے اور دیدہ و دانستہ فعل اور علاوہ بریں تم سن چکے تھے کہ ہم سے اور سگریو
سے ایسا اتحاد ہو گیا ہے۔ تو پھر اس قدر بے پرواہ کیوں رہے تمہاری خود ہی خطا ہے
کہ موت کے منہ میں گھس آئے یجر وید کا حکم ہے کہ جب کسی دوست کی بہتری کا کام
بن سکے تو بیٹھے فضول جس طرح ہو سکے دوست کے ساتھ رفاقت کرے۔ جہاں
بغلیں جھانکیں۔ برہم ہتیا کا پاپ سر پر سوار ہو گیا۔ تمہاری خطائیں قابل معافی نہ
تھیں۔ اس لئے میں نے سزا دی اور یہ سزا تمہارے لئے باعث نجات ہوئی چنانچہ منوجی
کا مضمون سمجھو وہ فرماتے ہیں کہ پاپی اُس وقت سیدھا سرگ کو جاتا ہے جب راجہ
کے ہاتھ سے اس کو سزا مل جاتی ہے ✣

ہمارے بزرگوں میں راجہ ان دھاتا گزرے ہیں ان کے عہد میں سرمن نامی دھرمی
دھرم کی جان پر بنی تھی راجہ نے فوراً اُسے تہ تیغ کر کے ہم لوگوں کے لئے دھرم پھیلانے
ادھرم مٹانے کے لئے شاہراہ کھول دی اور پاپیوں کو سرگ کا راستہ دکھا دیا جسکو تم
دھرم خیال کرتے ہو وہ ادھرم ہے تمہارا خیال ہے کہ ہم نے دغا کی لیکن ذرا عقل سے کام

تو دیکھو کہ ہرن کو راجہ لوگ کیونکر شکار کرتے ہیں جس وقت ہرن غافل پھرے اور خوابیدہ ہوتا ہے اُسی وقت شکاری آڑ سے نشانہ بازی کرتے ہیں سامنے جا کر یا خبردار کر کے تیر اندازی کریں تو شکار ہاتھ ہی کاہے کو لگے حیوان انسان کے معاملے میں بھی ایسی حکمت عملی پر کاربند ہونا دھرم کے خلاف نہیں اس لئے تم اپنی غفلت غرور اور خیال پر نادم ہو اور خوشی مناؤ کہ سرگ ملنے کی تیاریاں ہو گئیں +

بالی کے دل پر ان باتوں کا بڑا بھاری اثر ہوا وہ بولا کہ پرمیشور گواہ ہے مجھے اپنے مرنے یا خاندان اور راج پاٹ چھوٹنے کا مطلق رنج نہیں خیال ہے تو صرف انگد کا اور کہ ساتھ ہی سگریو کا بیٹا تو بیٹا میں نے سگریو کو بھی بیٹے کی طرح پالا ہے اس لئے میں دونوں کو آپ کے سپرد کرتا ہوں سگریو بیوقوف ہے اس میں عقل ہوتی تو میری جان کا گاہک نہ ہوتا مگر خیر چھوٹا بھائی ہے اس لئے کچھ غم نہیں لیکن اتنی احتیاط رکھئیگا کہ میری عداوت سے سگریو اپنی تارا سے دل کا بخار نہ نکالنا پائے تارا آپ کو پہچان گئی تھی اس نے مجھے بہت منع کیا کہ لڑنے کو نہ جاؤ - سری رامچندر جی سگریو کی مدد پر ہیں لیکن میں نے ایک نہ مانی ایک دن مرنا تھا ہی آپ کا تیر کھا کر بہادری کا نام زندہ چھوڑ رہا ہوں رکیونکہ شکر ہے آپ کے دو دو ہاتھ نہ ہوئے اور میں اُس وقت مارا گیا جب ایک حریف سے کشتی کے داؤ پیچ ہو رہے تھے اس میں میری کچھ بھی ہیٹی نہیں ہوئی دنیا میں ضرور بالی کا نام زندہ رہیگا +

سری رامچندر جی نے ہمت کی تعریف کی استقلال کو سراہا اور کہا کہ اب تم پر کوئی بات باقی نہیں ہا اطمینان رکھو - انگد - سگریو - تارا کو برائے نام تکلیف نہ ہو پائیگی میں ذمہ دار رہو فرق ہو تو کیا مجال بالی کی اُسی وقت آنکھیں کھل گئیں ہاتھ جوڑ کر بولا کہ مہاراج واقعی سگریو کی استری کے ساتھ ادھرم کرنیکا پھل مل گیا آپ خطا معاف کیجئے جب دولت یا طاقت کا نشہ ہوتا ہے اُس وقت انسان کو کچھ نہیں سوجھتا بھنگ پئے کچھ معلوم نہیں ہوتا لیکن جب موجیں خبر لیتی ہیں تب قدر عافیت معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ میں نے بھی اپنے زعم میں جو کچھ کیا آج اس کا خمیازہ کھینچا +

سرگ ۱۹

تارا زوجہ بالی کی گریہ وزاری

بالی یہ کہتا ہی تھا کہ دفعتہ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں اور آن واحد میں دم نکل گیا

مؤلفہ اُفق

اور تارا نے ساری کیفیت بانر سری رامچندر کو بان چڑھائے ہوئے دیکھ کر جان لئے ہوئے بھاگے بیان کی۔ تارا بولی افسوس ہے کہ تم ایسے بہادر اور پھر ایسے ڈرپوک بانروں نے عرض کی کہ جب راجہ بالی نہیں رہے تو ہماری تمہاری زندگی کا سہارا اب کیا ہے تو جہاں ہے ہم لوگ اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ یوراج (ولیعہد) انگد کی حفاظت کریں اس لئے درخواست ہے کہ یہاں سے جلدی بھاگ چلئے ایسا نہ ہو کہ آپ یا ان پر بھی کوئی آفت آجائے آپ جانتی ہیں کہ سگریو کے یہاں کتنے مجرو بہادر ہیں ممکن ہے وہ لوگ راجہ بالی کی رانیوں پر دست درازی کریں اس سے بہتر ہے کہ یہ راج انگد کو دیکر کہیں کھسک چلو کہ دشمن کی کچھ پیش نہ جائے ✣

تارا۔ جب خاوند ہی نہ رہا تو راج پاٹ سے کیا کام میرا راج پاٹ تو اجڑ گیا ایسی حالت میں زندگی فضول ہے تو اپنے شوہر کے قدم پکڑ کر اس کے ساتھ پر لوک کو جاؤنگی جو رہیگا وہ قسمت کے حوالے ہے۔ ہائے میرا خاوند کیسا زبردست تھا۔ ارادن ایسے ظالم تھے اسکو بے ایمانی سے رامچندر جی نے مارا ایسا ادھرم اور کس نے کیا ہے نا کہ رامچندر راشیدہ ہیں لیکن ایشور بھی ناروا بات کر سکتا ہے وہ کہنے والوں کی زبان نہیں پکڑ سکتا یہ کہکر جھپٹ پڑی بیچاری بالی کے قدموں پر گر پڑی اور ایسا سر دھنا کہ غش آگیا اس وقت تارا کی حالت ایسی دردناک تھی کہ سگریو کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے اور افسوس ہوا کہ ناحق کو ایسے بہادر بھائی کا خون سر پہ لیا ✣

سرگ ۲۰

تارا کا اظہار غم

تارا پچھاڑیں کھا کھا کر بالی سے چمٹ گئی اور رو رو کر بولی کہ ہائے اتنے زبردست شہ زور بہادر کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھا نہیں جاتا۔ پران ناتھ آپ تو سرگ کو جاتے ہیں میرے واسطے کیا انتظام کیا ہے اس عورت کا مرنا بہتر جس پر آج میری طرح مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہو میرے منع کرنے کرتے آپ نے چھوٹی بھاوج کے ساتھ عیش کئے میں نے لاکھ روکا لیکن آپ سگریو کے ساتھ بھڑ ہی پڑے۔ اس کا نتیجہ نظر کے سامنے ہے آپ

تو خوش ہیں کہ سرگ میں جگہ ملی میرا تو زمین آسمان میں کہیں ٹھکانا نہیں رہا رام جیسے رشی دھرماتما بیٹھے ہیں مگر گستاخی معاف ان کو شرم نہیں آتی سگریو کی عقل تو ظاہری ہے کہ دو روزہ زندگی اور چار دن کی چاندنی کے لئے ایسے بھائی کی جان کا گاہک بن بیٹھا جس کے نام سے زمین بھی تھر تھر کانپتی تھی۔ مجھے نہ اپنی زندگی کی خوشی ہے نہ موت کا غم اسی وقت ساتھ ہی جل جاؤنگی لیکن خیال ہے تو فقط انگد کا اُس پر نہ جانے کیا گزرے سگریو میرے دیور ضرور ہیں لیکن اب ان سے مجھے امید کیا شوق سے راج کریں اُن کا دشمن اب کوئی نہیں رامچندر ایسے دوست کی موجودگی ہیں ان کو کسی کا کیا خوف جی چاہے تو انگد کو بھی سے لگائیں اب بھی دشمنی ہو تو جو جی چاہے کریں سب مجھے اب دنیا کے جھگڑوں سے کچھ مطلب نہیں بس اپنے اس شوہر کے چتا پر راکھ ہوئی جاتی ہوں۔ خس کم جہاں پاک ✽

سری رامچندر جی کے دل پر اس گریہ و زاری نے بہت کچھ اثر کیا انگد کے چہرے پر بھی مردنی چھائی تھی سگریو بھی اداس ہو رہا تھا۔ اسلئے اُنہوں نے سوچا کہ سب کی آتش بیقراری پر پانی ڈالنا لازم ہے۔ چنانچہ ہنومان جی سے فرمایا کہ فہمائش کریں یادداشت پدم پوران کے حوالے سے بالی کی پیدائش اندر کے ایک اُنس اور سوتیچھن کے پندرہ اُنش سے تھی اندر کا باپ گوتم کی استری سے تھا اور سوتیچھن بھگوان کے پارکھد تھے جس وقت سوتیچھن سری رامچندر کے درشنوں کو گئے نارد جی نے سراپ دیدیا جس کے اثر سے اس کو روئے زمین پر آنا پڑا اور یہاں بالی اُسی وجہ سے سگریو کی استری سے مرتکب گناہ ہوئے اندر کا ایک انس تو سری رامچندر جی کے تیر سے زائل ہو گیا تھا۔ اسلئے بالی کے جسم میں جان نہ معلوم ہوتی تھی لیکن سوتیچھن کے پندرہ انس کی طاقت کے سبب سے اس کی زندگی کا خاتمہ نہ ہوا تھا ✽

سرگ ۱۲

ہنومان جی کی تارا کو فہمائش اور اُس کا جواب

ہنومان جی تارا کے پاس گئے اور بولے کہ تم چتی ہو ۔۔۔ عقلمند ہو تم کو معلوم ہے ۔۔۔ کی بدی ۔۔۔ باپ پتا ۔۔۔ اس جسم سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں کا پھل انسان کو ملتا ہے جب ہوتے ہیں انسان کا کچھ اختیار نہیں ہوا اس کی فکر بھی فضول زندگی حباب کی مانند ہے

اب تو تیم نہیں جس وقت جسم سے ہوا نکل گئی کچھ بھی نہ تھا تم کو بیوگی کا رنج ہے مگر میرے سامنے ستیا تشبنت (وید) عقیدہ نہیں کہلاتی تمہارا ماتم اب فضول ہے تمہارے خاوند کے آنسو پی سے رنجیدہ بالی زندہ نہیں ہوئے جاتے اب تمہارا فرض ہے کہ انگد کو شہزادہ کرو ہم کی ہدایت کرکے راجہ بالی کی ستی سکاری کروا ور پھر راج کاج کرو ۔

تارا کا جواب یہ تھا کہ میرا راج پاٹ تو شوہر کے ساتھ گیا۔ انگد جیسے ہزار بیٹے ہوں تو بھی ہوتا ہے مجھے شوہر کا معاوضہ کیسے مل سکتا ہے۔ اب رہا راج کا معاملہ اس کا انگد مستحق نہیں تخت حکومت کا استحقاق سگریو کو ہے چچا کے ہوتے بھتیجے کو صرف ولی عہدی کا حق حاصل ہے۔ رہی میں تو میری فکر فضول ہے۔ شوہر کے قدم ہونگے اور چتا کی آگ ۔

سرگ ۲۲

بالی کی درستی حواس نشست تقریر

ادھر باتیں ہو رہی تھیں کہ یکایک بالی کی نبض چلنے لگی سانس ٹھیک ہوئی آنکھیں کھولیں تو سگریو سامنے نظر آئے زبان سے فوراً نکلا کہ معاف کرنا جو کچھ ہوا تقدیر سے ہوا ہم پہلے تیرے لئے عیش کیا اب تم عیش کرو میں آدم سب سے رخصت ہوتا ہوں۔ میری بہادری پر اس وقت تک حرف نہ آیا اگر غفلت میں تیر کا نشانہ نہ ہو جاتا تو زندگی ہوتے تو مزہ چکھا دیتا خیر جو ہوا اس کا رنج اب فضول ہے انگد کو دیکھو بیٹا ہے تم کو اپنا بچہ جانیں رکھاتے ہوئے دیکھنا انہیں جان اس کی عمر کچھ نہیں اس کو اپنا ولی عہد اور اپنا ہی لخت جگر سمجھنا۔ انگد بھی بچہ ہے لیکن وہ بڑا کام کریگا۔ دنیا حیرت میں ہو جائیگی رانی تارا تمہاری تبرک بھاوج ہیں۔ ان کو میرے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ یہی نہیں بلکہ یاد رکھنا کہ جس سے جو اقرار کیا ہے اسے پورا کرنا تم نے رامچندر جی سے جو عہد و پیمان کیا ہے۔ ہاں ہاں خبر سرقہ شہر و درند یاد رکھنا کہ تمہاری بھی خیریت نہیں لو یہ وہی کنچن مالا ہے۔ جو تم کو اندر نے دیا تھا۔ یہ کہکر بالی نے سگریو کے گلے میں کنچن مالا ڈال دیا اور انگد کو چھاتی سے لگا کر کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں اب تمہارا فرض ہے کہ میرے بھائی سگریو کی نظر میں چلو۔ تم کو جو خواہش ہو اپنے چچا سے کہنا وہ کبھی تمہاری بات نہ ٹالینگے مگر یاد رہے کہ کبھی سگریو کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرنا اور ان کی مرضی

مخالف ہو اُس سے بالکل ہی الگ تھلگ رہنا تمہیں ہر حال میں سگریو کی خوشنودی مدِ نظر رکھنا
چاہیئے دنیا کچھ کہے لیکن تمہارا فرض یہی ہے کہ سگریو کی رفاقت کرو۔ یاد رکھو راجوں کی نزدیکی
بھی بُری اور دوری بھی ضرر رساں اس لیئے تمہیں سمجھاتا ہوں کہ نہ ہر وقت سر پر سوار نہ ہر لحظہ
آنکھوں سے اوٹ رہنا سگریو میرے بھائی ہیں ان کا میری طرح ادب نہ ہوگا تو میری رُوح
پر چوٹ لگیگی دیکھو ایک مثال سنو ؎

آگ عورت اور گرو دور رہیں تو محبت نہیں ہوتی وسط میں رہیں تو فائدہ ہی فائدہ
رہتا ہے اسی لئے تم کو بھی چاہیئے کہ سگریو کی نہ زیادہ قربت اختیار کرو نہ زیادہ دوری بلکہ اُس
طرح چلتے رہو کہ زندگی کا لطف اور سلطنت آرائی کا مزہ آئے یہ کہتے کہتے راجہ بالی کی زبان
بند ہو گئی تارا سگریو انگد اور بانروں کی گریہ و زاری سے دنیا گونج رہی ماتم کی گھٹا چھا گئی تارا جھپٹ
کر بالی کے جسم سے لپٹ گئی بال نوچے سینہ کوٹا دھاڑیں کھا کر چت زمین پر گر پڑی ؎

سرگ ۲۱

تارا کی اشک افشانی اور آہ و بکا

تارا نے بالی کا سر زانوں پر رکھ لیا اور چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتی ہوئی بولی
کہ ہائے میں آپ کو سمجھاتی رہی مگر آپ نے کان نہ دئے۔ افسوس کہ مجھ سے زیادہ زمین کو
عزیز سمجھ بیٹھے ہیں کہ میری طرف نظر بھی نہیں اور اُس کو چھوڑنے پر جی نہیں چاہتا دنیا
جہاں کے راجہ بادشاہ آپ کے زیر حکم تھے بھلا ہو سگریو کا جس نے ایسے شوہر کی جان لے لی
انگد یہ بیٹا رو رہا ہے میرے پیارے تم روٹھ گئے مگر ذرا نہیں یا تو چہرے پر میل دیکھا
نہ جاتا تھا۔ یا اب یہ بے مروتی برتی جاتی ہے آپ دیوتا ہیں مگر تناسخ کے مطابق ہماری کرتوت آپ
ہی لگی ہے۔ دنیا کو جیتنے والے بہادر کی استری بیوہ کیسے شرم کی بات ہے ہائے میرا
سہاگ راج پاٹ جاتا رہا۔ زندگی مٹی ہو گئی۔ جب تم ہی نہیں تو جینے کا کیا لطف
حالت میں رہ جاتی ہے میرے پران ناتھ سلامت رہتے سوامی جی اٹھو! کیا لہو خون میں
ڈوبے پڑے ہو۔ آنکھیں [illegible] سمجھ جاؤں کہ آپ کو محبت ہے اس طرح
روتے پیٹتے تارا تھک کر دیر تک بے ہوش رہی۔ پھر سگریو کی طرف نظر اٹھ گئی

تو زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ سگریو اب تو تمہارے کلیجے میں ٹھنڈک پڑی۔ تمہارا دشمن دنیا سے سدھار گیا۔ مزے سے راج کا آنند لوٹو (انگد سے مخاطب ہو کر) بیٹا گھر بیٹھے کیوں روتے ہو آج سے تمہیں باپ کا دیدار نصیب نہ ہوگا آخر وقت قدم تو چھو لو بیٹے ہی انگد بیتاب ہو کر قدموں پر گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا۔ تارا بولی آہ! آج اتنا خون سفید کہ انگد کو بھی کلیجے سے نہیں لگایا جاتا۔ آج کیا ہے جو آشیرباد نہیں دیتے ایک نظر تو کلیجے کے ٹکڑے کو دیکھ لو۔ اور نہ سہی تو آنسو ہی پونچھ دو *

تارا کی گریہ و زاری نہایت دردناک تھی پتھر سے پتھر دل موم ہو رہا تھا اور لو اور راجہ سگریو بھی پٹ سے زمین پر گر پڑا اور آنکھوں کی پتلیاں نیچے اوپر ہونے لگیں *

سرگ ۲۴

سگریو اور تارا کا اظہار غم۔ سری رامچندر جی کی تارا کو فہمائش

سگریو کو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تارا کی صورت دیکھی تو دیکھی نہ گئی اُٹھ کے سری رامچندر کے پاس گئے اور بولے مہاراج آپ نے وعدہ تو پورا کر دیا مگر میں راج پاٹ سے دست بردار ہیں ایسی ہتیا کر کے سر پر تاج رکھنا موت سے بدتر سمجھتا ہوں۔ دنیا بھی کہیگی کہ کمبخت سگریو نے راج کے لالچ سے بالی ایسے شہزور اور نامور بھائی کو دھوکے سے مروا ڈالا تارا کی گریہ و زاری دیکھی نہیں جاتی انگد کو دیکھتا ہوں تو کلیجہ تڑپ جاتا ہے۔ افسوس یہ سب میری نادانی کی۔ بالی بڑے بھائی تھے۔ اُن میں سب کچھ طاقت تھی وہ جب چاہتے مجھے مسل کے رکھ دیتے آپ کے سامنے ہی دل پر رکھتے تو میرا پتہ نہ لگتا۔ مگر ان کو بزرگی کا خیال عداوت میں بھی جوش خون کا پاس تھا۔ اینٹھتے تھے گوشمالی کرتے تھے مگر کبھی یہ آپ نہ ہوئی کہ جان سے لیں اتنی عداوت پر بھی اُن کو میری زندگی منظور تھی لیکن مجھے لعنت ہے۔ کہ میں نے اُن کی جان لے کر ہزاروں کو تباہ و برباد کر دیا۔ جو لوگ جیتے جی اُن کو مردہ سے بدتر سمجھے اب راج پاٹ سب کی وہی حالت ہوئی جو یتیم یا بیوہ کی ہو جاتی ہے مجھ جیسے ہتیا کا پاپ سوار ہو گیا ایسے پاپی کے ساتھ آپ کو بھی رہنا لازم نہیں۔ اس لیئے مجھے اجازت دیجئے۔ کہ چتا بنا کر جل مروں اور اس طرح اپنے عذاب کو آگ میں سوا کروں *

سری رامچندر جی سگریو کی حسرت خیز تقریر سن کر بالی کے سرہانے پہنچے باندر وں سے کہا تارا کو سنبھالو۔ جان دینے سے فائدہ ✤

تارا ذرا دیر کے بعد ہوش میں آئی دیکھا تو سری رامچندر جی سامنے کھڑے ہوئے نظر آئے اس وقت سری رامچندر جی کے جمال مبارک میں عجیب ہی تاثیر تھی کبھی تو تارا کو رات کے وقت سورج نکلنے کا گمان ہوتا تھا کبھی سمجھتی تھی کہ اندر آ گئے سنوگن رجوگن سب قسم کے روپ نظر آئے تو بولی۔ کہ

آپ ایسے دھرماتما البشور کے سروپ اور بہمہ صفت موصوف ہیں میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر کہتی ہوں کہ جس تیر سے بالی کو نشانہ اجل بنایا ہے اسی بان سے میرے کلیجے کو بھی چھید کر بیر لادھار کیجئے بالی کو سرگ میں میرے بغیر ایک دم چین نہ ہوگا۔ وہاں لال کھلا بسر ائیں بھی ہونگی تو اسی طرح ان کو بیچینی رہیگی جس طرح جانکی جی کے بغیر آپ کو ہیں اس وقت بے مرنے کی لاش ہوں لاش کو جلا دینا ہی لازم ہے جس کے واسطے آپ کا ایک بان کافی ہوگا اگر خیال ہو کہ عورت پر کیونکر ہاتھ چلاؤں تو عذر بیکار ہے تارکا کو کس نے مارا علاوہ بریں شاستر کے رو سے عورت نیک و بد کاموں میں مرد کی حقدار ہوتی ہے بس میں بھی اپنے خاوند کی آتما ہوں جو جرم اُن پر آپ نے عاید کیا اسکی حصہ دار میں بھی ہوں ان سب باتوں کو بھی جانے دیجئے تو آپ نے میرے خاوند کو نہیں مارا مجھ کو جیتے جی مار ڈالا۔ دوسرے میں خود جان دینے کو ہاتھ باندھے بیٹھی ہوں کسی نہ کسی طرح ضرور جان دونگی تو پھر آپ کو میری مصیبت کاٹنے میں کیوں تامل ہے ذرا سے اشارے میں زندگی بھر کے رنج و غم سے بھی چھوٹ جاؤنگی شوہر کے ساتھ بھی رہونگی اور آپ کا اُپکار بھی ہوگا۔ یہ کہہ کر تارا بجلی کی طرح تڑپ کر سری رامچندر جی کے قدموں پر گر پڑی اور درخواست یہی تھی کہ ایک تیر ادھر بھی سری رامچندر جی نے تارا کو سمجھانا شروع کیا کہ تارا عقلمند ہو ذرا سوچو برہما نے رنج و عیش دونو بنائے ہیں انہیں نے سور بیر مردوں کی قسمت میں بیوگی کا داغ بھی لکھ دیا ہے بالی کی زندگی اتنی ہی تھی نہ ہیں یہ داغ بڑا تھا اس میں نہ مجھے الزام ہے نہ سگریو پر تہمت مجھ کو بھی دیکھو جانکی کے غم میں حیران پریشان پھر رہا ہوں ✤

تارا بڑی دیر تک سسکتی رہی آخر جب رامچندر جی نے گیان کی نظر سے سمجھایا تو ذرا طبیعت سنبھلی۔ آنسو تھمے ہچکی رکی ✤

سرگ ۲۵

راجہ بالی کی کریا کرم

سری رامچندر جی نے فرمایا کہ اے تارا۔ اے سگریو۔ اے انگد۔ ایشور کا جو اچھا تھا منظور تھا وہ ہو گیا اس میں انسان کی عقل و فکر کا کچھ دخل نہیں اب رونا دھونا بیکار ہے بیکار ہی نہیں بلکہ زیادہ رونے سے مردے کی روح کو سخت اذیت پہنچتی ہے اس کو کسی طرح چین ہی نہیں ملتا بالی گریہ وزاری سے لوٹ نہ آئینگے اس سے بس مناسب یہی ہے کہ مٹی سنسکار خود کرو شہزادہ کے کرموں میں جتنی زیادہ دیر ہوتی ہے اتنی ہی مردے کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ہر کام اور ہر چیز کے لئے قدرت کی طرف سے اوقات مقرر ہیں درخت فصل ہی پہلے پھولیگا ساون میں گیہوں کا کھیت تیار ہو جائے ممکن نہیں کال بڑا زبردست ہے بے وقت کچھ نہیں ہو سکتا ست جگ میں دھرم کا دور دورہ تھا تریتا میں تہائی گھٹ گئی دواپر میں آدھا دھرم اور آدھا ادھرم رہیگا کلجگ دنیا کا بڑھاپا ہے اس میں دھرم کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ ادھرم کا زور ہوتا ہے الٹی گنگا بہنے لگتی ہے کال کے بھائی بیٹے کنبہ قبیلہ کچھ بھی نہیں مگر بڑا زبردست ہے اسی سے شاستر اس کو ایشور کا درجہ دیتے ہیں بالی کی موت کا رنج کرنا بالکل فضول ہے انہوں نے اگلے جنم میں ایسے تپ کئے تھے جن سے راج ملا بردان پائے راون ایسے شہزوروں کی کو روبائی جو کام کیا پورا ہوا اب اسی تپسیا کی برکت سے انہوں نے سرگ میں جگہ پائی سرگ میں آرام کرنے والے کو رونا سخت ممنوع ہے اس لئے اے سگریو جاؤ کریا کرم کا انتظام کرو۔

یہ اشارہ ہوتے ہی سگریو نے چندن کی لکڑی کا انتظام کیا بانروں نے ارتھی بنائی۔ بالی کو بمان پر رکھ کر سب بانر چتا پر لے گئے سری لچھمن جی کی ہدایت کے موافق انگد نے آگ دی بانروں نے تل انجلی کے فرائض ادا کئے سری والمیک جی اس موقعہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ بالی ایسا پرتاپی اور تیجسوی تھا کہ جب لاش چتا پر رکھی گئی اس کا جسم چاند کی طرح چمکنے لگا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اول تو وہ دھرماتما تھا دوسرے اس کی موت ساکشات ایشور کے ہاتھ سے ہوئی تھی۔

سرگ ۲۶

سگریو کی راج گدی

بالی کی موت سے سگریو کا دل راج گدی سے اُچاٹ ہو گیا وہ داہ کرم کے بعد اشنان کئے ہوئے سری رامچندر کے پاس حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ مہاراج راج آپ کا ہے جسے چاہے بخشئے میں نے سلطنت سے ہاتھ دھوئے ہنومان جی وہیں موجود تھے انہوں نے کہا کہ جب آپ کا ہے اور آپ سگریو کو دیں تو اُن کے لینے میں کیا عذر آپ جس کو جو چیز اُٹھا کر دیں گے اُسے لینا پڑے گا۔

سری رامچندر جی میں تو شہر میں جا نہیں سکتا ہنومان جی لکشمن جی کو ساتھ لے جائیں میں نے سگریو کو راج دیا اور انگد کو ولی عہد کیا۔

یہ حکم سن کر ساری پنچایت پمپا پور پہنچی سب تیرتھوں کا جل آیا راج تلک کا سامان تیار ہوا رشی مہاتما بلائے گئے زر و جواہر زیور و پوشاک بٹنے لگے برہمنوں نے ہون کئے سگریو کو نہلایا گئو دان کرایا۔ پوربا رخ سنگھاسن پر بٹھلایا اور رسم تاجپوشی ادا کی وزیروں اور راج کنیاؤں نے تلک کیا انگد کو بھی بڑی دھوم دھام سے ولی عہدی کی گدی ملی باجے بجنے لگے جے جے کار کے غل سے زمین و آسمان گونج گئے بالی کا رنج خوشی سے مبدل ہو گیا نغمہ عشرت نے عالم عشرت کو خواب و خیال کر دیا۔

سرگ ۲۷

سری رامچندر جی اور لچھمن جی کا پرسرون پہاڑ پر قیام

سگریو کی راج گدی کے بعد برسات کا موسم شروع ہو گیا۔ پانی بوندی کے خیال سے سری رامچندر جی نے جانکی جی کی تلاش ملتوی کر دی اور خود پرسرون پہاڑ پر قیام پذیر ہو گئے یہ بیابان نہایت پر فضا تھا کیسا ہی غمگین آدمی ہو ممکن نہیں کہ سبزہ زار کی بہار سے اس کی طبیعت گلزار نہ ہو جائے مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائی کنولوں کی دلربائی کچھ عجیب مزہ دیتی تھی سری

ٹھنڈی ہواؤں سے طبیعت میں کیفیر بہار آتی تھیں کھاری سمندر کے بیچ آسمان پر کالے بادل بنتے اور ٹھنڈا ٹھنڈا سفید سفید میٹھا میٹھا پانی بن کر زمین پر جھڑی لگاتے تھے اور برسانے تھے جس وقت چھینٹا پڑتا سری رامچندر جی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ جاتا خیال کرتے تھے کہ یونہی اُن کی یاد میں سری جانکی جی آنسو بہاتی ہونگی ادھر ٹھنڈی ہوا آتی اور ادھر ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھرنے لگتے بجلی چمکی اور درد کی چمک سے کلیجہ تڑپ گیا مانسرور کی طرف ہنس اپنے جوڑوں کے ساتھ کلیلیں کرتے تھے اور اُن کو جانکی جی کے تصور نے رلا دیا بھونرے کنول پر گونجے اور مُنہ سے آہ نکل گئی اسی طرح برسات کے سبزہ زار پھولوں کی بہار پانی کی چھوہار جھینگر کی جھنکار مور کی چنگھاڑ بگلوں کی قطار خلاصہ یہ کہ ایک ایک بات دیکھ کر سری رامچندر جی بیقرار ہوئے جاتے تھے کبھی اُردو دنیا کے جھولوں کا خیال تھا کبھی ساون کے ہنڈولوں کا تصور لیکن ہر ایک خیال ہر ایک تصور کلیجے کو تڑپائے بغیر نہ رہتا تھا۔ اور گھبرا گھبرا کر کہہ اُٹھتے تھے کہ دیکھیں سگریو وعدہ وفائی کرتے ہیں یا نہیں امید تو ہے کہ دغا نہ دینگے اس حالت اور اس خیال میں محو دیکھ کر سری لچھمن جی بھی یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی صاحب نیکی کا بدلا چاہتا کیا معنی بہتر ہے اپنی ہی ذات سے کام چاہیئے پرایا بھروسا کس کام کا ۔

سرگ ۲۹

سری ہنومان جی کی سیتا جی کی تلاش کے لئے راجہ سگریو سے تاکید

برسات گذر گئی کاتک کے مہینے میں کچھ تھوڑے دن باقی رہ گئے ہنومان جی کو خیال ہوا کہ سگریو تاج و تخت پاکر مغرور ہو گیا رات دن عورتوں سے عیش اڑانے سے کام ہے نہ وعدہ وفائی کا خیال نہ عہد و پیمان کی پروا نہ سگریو کے پاس پہنچے اُدھر ادھر کے متعلق اُدھر اُدھر کی باتیں کر کے فرمایا کہ ہاں خوب یاد آیا تو کہئے آپ نے وعدہ وفائی کا کیا انتظام کیا اپنا کام نکل جائے پر وقت پر کام آنے والے کو دغا دینا اور ٹالنا بڑا کا ما کبھی ٹھیک نہیں سری رامچندر جی نے بالی کو مار کر لیٹ ماتھے پر کلنک لگایا اگر تھوڑی مدد کی مدد کیا تمہیں چلا لیا سلطنت دی اور تم انہیں قدر غافل کہ گویا کچھ واسطہ ہی نہیں شاستر کی ہدایت ہے کہ اپنا اپنا

مؤلفہ اُفق

جی آپ نے تو بھی دوست کا کام کر دینا انسان پر فرض ہے اگر یہ نہیں تو نیک آپ کے واسطے مجھ پر شاد
ڈھال کھائے جانے سے نہیں رُکتے بات رہ جاتی ہے پیاسے کو وقت پر پانی نہ ملے تو گھڑے بھی
کس کام کے اگر وقت گذر جائیگا تو کچھ ہاتھ نہ آئیگا ہر شخص کو لازم ہے کہ وقت پر کام کرے
جہاں فصل گذری پھر تخم ریزی فضول ہے کاشتکاری کی محنت رائیگان اس سے
مناسب ہے کہ سیتا جی کی تلاش کے لئے جاسوس روانہ کیجئے ورنہ نیک بد آپ جانیں
سگریو جیسے سوتے سے آنکھیں کھل گئیں کہ واقعی تلاش میں دیر ہو گئی اگرچہ نہیں ہی
رامچندر جی نے برسات تک مہلت دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کب میں اس معاملے میں
تندہی ظاہر کروں - سری رامچندر جی نے میری دستگیری کی ہے مجھے امید نہیں کہ ان کو
مجھ پر غصہ ہو کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ اگر دھاتما لوگ زہر کا درخت بھی لگاتے ہیں تو
اس کا کٹنا پسند نہیں کرتے اسی طرح سری رامچندر بھی میری غفلت کو نظر انداز کر دینگے *
ہنومان جی - سری رامچندر جی کو میری یا تمہاری کچھ پرواہ نہیں جنہوں نے ایک بان سے
بالی ایسے مجسم موت کو مار کر گرا دیا وہ راون ایسوں کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں یہ ہم لوگوں کی
خوش نصیبی ہے کہ انہوں نے ہم سے رابطہ اتحاد قائم کیا اور وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں بانروں
کی عزت کے جھنڈے گڑیں سری رامچندر جی نے تمہاری زبان سے مدد کی درخواست سنی
بالی کو خاک پر سلا دیا تمہیں چاہئے کہ آپ کہنے جاویں اور تم ان کا کام کرو *
سگریو نے ہنومان جی کی بات مانتے پر لگائی اور نل نیل کو حکم دیا کہ بانروں
کو سیتا جی کی تلاش کے لئے کمر بستہ کریں *

سرگ ۳۰

سری رامچندر جی کا راجہ سگریو پر عتاب کرنا لچھمن جی سے ارشاد

برسات کا مطلع صاف ہو گیا چڑھی ہوئی ندیاں اتر گئیں درخت سب ہرے بھرے ہو چکے
سبزہ زار کی کیفیت سے انسان کا دل بے تابو ہوا جاتا تھا جوان انگیز خیال آپ سے آپ
ابھرتے تھے ہجر نصیبوں کے واسطے یہ پُر فضا بہار تیر و نشتر سے کم نہ تھی ادھر سرو پر نظر پڑی
اور سیتا کے قد کی یاد آگئی ہرنوں کو چوکڑی بھرتے دیکھا اور آہوئے چشم کے چھوٹ نظر

میں بکھر گئے سری رامچندر جی کو بھی اس کیفیت نے از خود رفتہ اور آپے سے باہر کر دیا جانکی جی کے فراق میں از حد بےچین رہنے لگے کوئی وقت نہ تھا جس وقت سرد آہوں سے کلیجہ نہ پھنکا جاتا ہو۔ کوئی گھڑی ایسی نہ تھی کہ آنسوؤں کی بارش سے دل میں درد کی بجلیاں نہ چمکتی ہوں +

ایک روز آسمان کو صاف شفاف دیکھ کر سری لکشمن جی سے بولے کہ ذرا دیکھنا ایسی کیفیت کو دیکھ کر سیتا جی کی یاد کیوں نہ آئے دریا موجیں مار رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے درخت جھوم رہے ہیں سبزہ لہلہا رہا ہے ذرا اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنا کیا دل پر گزر رہی ہے

لچھمن جی۔ آپ کا فرمانا بجا ہے آپ نے گویا میرے منہ کی بات چھین لی مگر خواب و خیال کی باتوں سے کیا فائدہ +

رامچندر جی۔ تم بڑے عقلمند ہو میرے دلی منشا کو سمجھ گئے برسات گذر گئی چار مہینے پہاڑ پر پڑے پڑے آندھی روک آگیا اب معلوم نہیں قسمت میں کیا بدا ہے سگریو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا وہ تو اپنے راج پاٹ کا مزہ لوٹ رہا ہے حسینان مہ جبین کی ہم آغوشی سے کسی وقت فرصت ہی نہیں ملتی اس روز سے آج تک یا تھا یہ تو فی بھی نہ ہوئی کسی اور بات کی کون کہے معلوم ہوتا ہے کہ جس دن ان نے بالی کا خاتمہ کیا وہ سگریو کو بھی خاک پر لا دیگا جس نے بے سبب بلا واسطے بے وجہ اس کی خاطر بالی ایسے راجہ کو خون میں نہلا کر سورگ کو روانہ کر دیا سگریو کو شرم نہیں آتی کہ عیش میں مست ہے اور ہمارا کچھ خیال نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی راج کا غرور ہو گیا۔ اسے اب یہ زعم ہوگا کہ بالی کیا مرا اس کو دائمی زندگی مل گئی پہلے بیچارے بیوی کے بیچ میں تڑپتے تھے اب خیال بھی نہیں کہ مجھے کیا رنج ہے اور میری جان پر کیا گزر رہی ہے۔

اچھے لوگ ہمیشہ اپنا ہر حرج اور نقصان یعنی جان و مال اور اہل خاندان تک کو قربان کر کے دوسرے کی حمایت کرتے ہیں مر جائیں تو غم نہیں جان چلی جائے تو بلا سے لیکن زندگی کا نتیجہ ان کے نزدیک یہی ہے کہ دوست کا ان کی ذات سے بھلا ہو جائے سگریو کے ساتھ ہم نے کتنا سلوک کر دیا اور پھر بھی اس کو ذرا خیال نہیں ایسے لوگ زندگی میں مردے سے بدتر ہیں ان کی لاش کو مردہ خوار سونگھتے تک نہیں کھانا تو بڑی بات ہے +

ایسی ایسی بہت سی باتیں کر کے سری رامچندر جی نے لچھمن جی سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ سگریو سے کہدو کہ معاملہ کیا ہے تم وفائی کرتے ہو تو حاضر ہو ورنہ وہی بان ترکش میں ہے

تمہیں سمجھ ہے وہ پاش کرتا کہ سانپ میرے اندر الٹی نہ لوٹے ہو

سری لچھمن جی نصیحت گرہ باندھ کر چلے تو مگر غصہ تھوڑا کسے سے نہ تھوڑا گیا راستے میں چلے جاتے تھے مگر ماتھے کی شکنیں بدستور موجود تھیں کشکندھا میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک غلوہ آسمان سے باتیں کر رہا ہے خیال ہوا کہ شاید سگریو کو اسی کا غرور ہے بانروں نے جو چڑھا ہوا دیکھا تو پیلے درخت کی ڈالیاں لے چھپے جس کے ہاتھ میں پتھر آگیا وہ بھی اسی طرف لپکا مگر تھوڑا سب میں آکر دم دبائی تو سگریو کے دردولت کے سوا اور کہیں ٹکا سراغ نہ ملا سبب یہ تھا کہ سگریو کی جدائی اور انگد ہاں تارا سے عیش و عشرت گرم تھی نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے رشتہ داروں نے بھی کھڑکا دیا کہ کیا غل مچا ہے مو جاؤ گھر بیٹھو نہ سگریو نے کچھ داد و بلاسی نہ کسی ایہر یہرنے بانروں نے سمجھ لیا کہ اب ادھر سے کچھ آس نہیں جب تک دم ہے غنیمت ہے بس جس کے ہاتھ میں درخت کی شاخ آگئی یا پتھر کا ٹکڑا وہ لیکر کھائی خندق پھاند کے دروازہ کھڑا ہوا اور پیر ٹیکنے لگا یہ بانر بڑے بڑے شہ زور تھے کم سے کم دس اور زیادہ سے زیادہ ہزار ہاتھی کی طاقت تھی مگر پیغمبر کی عورت اور بے سردار کی فوج نکارہ ہوتی ہے اس لئے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ لچھمن جی کے سامنے آئے ادھر بانروں کو اپنی جان کی فکر تھی ادھر لچھمن جی کو خیال ہوا کہ یہ سب برسر پرخاش ہیں لہذا ان کے غصے کی آگ اور بھڑک اٹھی آنکھوں سے شعلے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے تھے غضب تھا کہ لچھمن جی کی جلتی سے بان نکلے کہ انگد ہاتھ باندھے حاضر ہوا اور قدموں پر سر جھکا کر بولا کہ دست گرفتہ لوگوں پر کیا عتاب ہے ہو

لچھمن جی ۔ خفگی اور ناراضگی کی کوئی بات نہیں ۔ سگریو سے کہہ دو کہ لچھمن ملاقات کے لئے آیا ہے اگر عیش و عشرت سے فرصت ہو تو دو دو باتیں کر جائیں ہو

انگد انہیں پیروں واپس گیا دیکھا تو سگریو کو شراب کے نشے میں کچھ ہوش و حواس نہیں انگد اور بانروں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر ہوشیار کیا اور کہا ابھی اٹھئے لچھمن جی آگئے

سگریو ۔ (آنکھیں مل کر) کون لچھمن ؟

انگد ۔ شری رام کے بھائی جنہوں نے میرے پتا راجہ بالی کو آسمان سے گراکر آپ کو راج تلک دیا

سگریو ۔ وہ یہاں کیونکر آسکتے ہو

انگد ۔ مہاراج شاید وہ دیا کہ جیت کا موقع نہیں اُن کے تیور بدلے ہوئے ہیں غصہ بھی [illegible] ہے ان کے ہاتھوں بچکر کہیں بھیج دیں گے وہ فوراً ہی ہوائی ہم لوگوں کی قسمت بچانے کو آیا [illegible]

تکلیف فرمائے وہیں یاد آوری کیوں نہ ہوئی؟

سرگ ۳۲

راجہ سگریو اور سری ہنومان جی کی گفتگو

اب تو سگریو کا نشہ ہرن ہو گیا آنکھیں کھل گئیں انگد اور ارکان دولت سے پوچھ کر آخر لچھمن جی کی خفگی کا سبب کیا ہے سری رامچندر جی کا میں ہمیشہ احسان مند ہوں گا میں انکے سلوک کبھی نہیں بھول سکتا سارا راج پاٹ انہیں کا دیا ہوا ہے انہوں نے میرے ہاتھ پہ ہاتھ مارا ہے پھر عتاب کیسا محبت اور دوستی کا رشتہ کچا دھاگا نہیں کہ مجھ سے یا ان سے ٹوٹ جائے یہ رسی ان دھاگوں سے بنی گئی ہے جن پر متوالے ہاتھی کی طاقت اثر پذیر نہیں ہو سکتی سری رامچندر جی اور لچھمن جی سے کسی نے لگائی بجھائی بھی کی ہو تو کچھ پروا نہیں وہ ہر دو کے دل کا حال جانتے ہیں بجال کیا جو نیک نیتی اور بد نیتی راہ سے پوشیدہ رہ سکے یہ کہہ کر سگریو ذار زار رونے لگا اور ہنومان سے کہنے لگے کہ ایشور جانتا ہے میں بالکل بے قصور ہوں +

ہنومان جی - آپ کو سری رامچندر جی نے راج دیا ہے آپ ان کے احسانوں کو کیونکر فراموش کر سکتے ہیں انہوں نے رشتہ اتحاد نباہنے کے لئے دھرم اور ادھرم کا بھی خیال نہ کیا اور آڑ میں چھپکر راجہ بالی کو مار ڈالا - اب چار مہینے برسات کے گزر گئے آپ نے وعدہ وفائی کا کچھ خیال نہ کیا اگر لچھمن جی کو انہوں نے بھیجا تو برا نہ کیا آپ بھی اپنی غلطی کو سمجھئے اور ان سے مل کر کہئے کہ سب عزیز و اقارب قدمبوسی کو حاضر ہوتے ہیں +

سرگ ۳۳

سری رامچندر جی کے حکم سے لچھمن جی کی کسکندھا میں آمد تارا اور لچھمن سے گفتگو سگریو کی خلوت سے

سری لچھمن جی مارے غصے کے آپے سے باہر تھے سگریو کو خبر ہوئی تو گھبرا کر اٹھا یہ چاہتا تھا کہ قدمبوس ہوں مگر ہمت نہ پڑی تارا سے بولا کہ اس وقت تم جا کر لچھمن جی کی دلجوئی کرو

وہ غصے میں ہیں مگر عورت پہ کبھی غصہ نہ اُتاریں گے +

لنتے ہی جا ہیں لچھمن جی نے چھ ڈیوڑھیوں میں سے گذر کر مکان کی رونق دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں سرو دیوار طلا کار و جواہر نگار تھے اجودھیا کی زیب و زینت نظر سے گذر گئی اور جب نازنینان مہ جبین کو پہرے میں دیکھا تو حیرت میں رہ گئے اور خواہ مخواہ آنکھیں نیچی کر لینا پڑیں اور ساتھ ہی غصہ آیا کہ سگریو اپنے رنگ میں مست ہے رات دن عیش و عشرت کے سوا کچھ کام نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شامتیں گھیرے ہوئے ہیں کچھ بھی خیال نہیں کہ سری رامچندر جی کے دل پر کیا گذر رہی ہے یہ کہتے ہی انہوں نے دھنش بان سنبھالا دھنش کی ٹنکار سنتے ہی سگریو کی رہی سہی جان نکل گئی تارا سے بولا کہ تم جا کر ذرا لچھمن جی کا غصہ فرو کر دیں جاؤں گا تو ممکن ہے کہ ان کے تیر کا رُخ میری ہی طرف ہو جائے لچھمن جی جتی تھے۔ انہوں نے تیرہ برس کے بن باس میں کسی عورت کی طرف نگاہ نہ اُٹھائی تھی تارا عین اس وقت سامنے آ پہنچی حسن کا کیا پوچھنا۔ سارا جسم نور کے سانچے میں ڈھلا تھا پتلی کمر سینے کا ابھار جان بخش۔ پوشاک ولباس زیور و زرلفت پر دل قربان ہوا جاتا تھا۔ لچھمن جی نے تو آنکھیں نیچی کر لیں مگر تارا ایک تو شراب کے نشے میں چور تھی دوسرے جب عورت کی مرد سے چار آنکھیں ہوئیں شرم رخصت۔ تارا بے تکلف لچھمن جی کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور بولی آپ دیو ہو کر اس قدر خفا ہوتے ہیں سری رامچندر اور سگریو سے دوستی ہو چکی ہے پھر اب غیریت کیسی بھاوج سے چھپ کیا معنی +

لچھمن جی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم اور تمہارے سگریو تو بدمست ہو کر خواب خرگوش میں پڑے ہیں اور ہم بیوقوف نہیں یاد رکھو کہ شراب خواری دولت اور دھرم دونو کا ستیاناس مارتی ہے سری رامچندر جی پر یہ مصیبت اور سگریو کو عیاشی اور عشرت پسندی کا خیال زوغضب ہے ایسی دوستی پر اتنے دن ہو گئے اور پھر بھی اتنا وقوف نہیں کہ رامچندر کون ہیں جب بالی کو مارا کون بات تھی ابھی وہ چاہیں تو دنیا کو الٹ پلٹ کر دیں دنیا جہان کوئی چیز نہیں جو ان سے نہیں مل سکتی سلطنت اور حکومت چیز ہی کیا ہے +

تارا۔ اچھا میری خاطر سے آپ ذرا غصے کو تھوک دیں شاستر کی ہدایت ہے کہ اگر کسی دوست سے کوئی قصور ہو جائے۔ تو مہربان دوست ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں سگریو اپنے وعدے کو نہیں بھولے پھر یہ عتاب کیوں بہادروں کو ایسا غصہ لازم نہیں سگریو آپ سے کمزور ہیں کمزور

پر غصہ کیا علاوہ بریں خود تجھے لیجئے کہ غصہ غصہ سری کو کمزور کرتا ہے یا دوسرے کو۔ آپ اپنی طرف دیکھئے آپ نفس پر حاکم ہیں کیا ضرورت ہے ذرا اور شیشگا کا مت بڑھ کر کوئی نہیں جو عورت کو کو مغلوب کرے۔ سگریو کو اگر اس نے زیر کر لیا۔ تو خفگی کی ضرورت نہیں ذرا اپنے بھائی صاحب ہی کو دیکھئے کہ اس سے سر بر نہیں ہو سکتے اور آخر بین بین ہو کر ایک بیہال کیجئے راجہ سگریو کام کے قابو میں آ گئے تو تعجب نہیں بڑے بڑے رشی منی اور دھرم کا جاپ ادھرکش تک کو بھول جاتے ہیں اور کسی کی کون ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بڑے بھائی سگریو کی عیش و عشرت کو دیکھ کر بلا گئے ترستے نہیں آیئے میں جشن آپ کو دکھلاؤں۔ جانکی جی کی تلاش کچھ مشکل نہیں۔ کروڑوں بانر زمین کھود کر آسمان میں تھگلی لگا دیتے لگ گئے ہیں آپ اندر تشریف لائیے اپنے بھائی سگریو کی بھی رنگت دیکھئے اور اپنی جیا کا حکم کبھی سری لچھمن جی تارا کے ساتھ چلے گئے دیکھتے کیا ہیں کہ سگریو جڑاؤ سنگھاسن پر رونق افروز ہے ادھر ادھر حسینان طناز و نازنینان دلنواز بیٹھی ہوئی شراب کے نشے میں جھوم رہی ہیں رانی رنگ سے لپٹی ہوئی ہے اور سگریو کو اپنے عیش کے سوا دین و دنیا کی خبر نہیں ہے۔

سرگ ۴۴

لچھمن جی کا سگریو پر عتاب

سگریو کو اس وقت بھی دماغ تھم بغل بیکہ لچھمن جی کی آنکھیں سرخ ہو گئیں دل میں کہا کہ اخ آہ! ایسی نفس پرستی پر ہوائے نفسانی اگر رہا اور تارا کے ساتھ سگریو موڑ منہ پڑا تو لچھمن جی کی آتش غضب گل نہ ہوتی جو نہیں سگریو دست بستہ حاضر ہوئے لچھمن جی دور ہی سے ڈپٹا کہ بے پروا بے پروا ہی جس میں رحم و مروت نفس کشی کنبہ پروری نیک خیالی راستی ایمانداری دوست نوازی کی خوبیں وہ حکمرانی کے لائق نہیں جس نے گھوڑا دینے کا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی اس کے سر پر گھوڑوں کا خون ہوتا ہے ایک گئو دینے کا عہد کر کے جس نے موڑ دینے کے عوض سے پہلوتہی کی اس سے ہزار گایوں کی ہتیا ہوتی ہے جو کسی سے ملاقات کرا دینے کا وعدہ کر کے قول سے پھر جائے تو بڑا ہی سخت عذاب ہوتا ہے تم نے سیتا کی تلاش کا وعدہ کیا تھا مگر تخت سلطنت پر یہ بیوفائی۔ شرم شرم شرم شرم تم لینا کر تم کو فاقی

ہو گی برہما جی کا قول ہے کہ جو دوست سے وعدہ خلافی کرے اُس کی صورت جو کوئی دیکھے وہ خود پاپی ہو جاتا ہے گئو ہتیا۔ شراب خوری۔ چوری ایسے ایسے عذابوں کا پرائشچت ہے لیکن وشواس گھات کا کفارہ نہیں تم نے حد درجہ کی وعدہ خلافی کی پہلے تو مینڈک کی طرح برتاؤ کیا اب سانپ بن گئے جب بالی کا قلع قمع ہو گیا تو پینے نیر ہو گئے۔ میری دانست میں سری رامچندر جی نے بالی کو مار کر اور تمہیں راج دیکر سانپ کو دودھ پلایا ذرا ہوش میں آؤ لچھمن اور بالی کی حالت پر غور کرو اگر آنکھیں بند ہیں تو یاد رکھنا بالی اور تم سے ایک آن واحد میں بھسم نہ ہو جائیگا بھلا چاہتے ہو تو وعدہ وفائی کرو ورنہ اختیار سمجھانے سے تھا میں سروکار۔

سرگ ۳۵
لچھمن جی سے تارا کی تقریر

سری لچھمن جی کی غضب انگیز تقریر سے سگریو دہل گیا اس کی گھگی بندھ گئی منہ سے بات نہ نکلی مگر تارا راجپوت کی عورت تھی ہاتھ جوڑ کر بولی آپ کا ایک ایک لفظ زہر میں بجھا ہوا تیر ہے افسوس کہ راجہ سگریو کو یہ باتیں سننا نصیب ہوئیں یہ بہت سیدھے ہیں جھوٹ بولنا ہرگز ممکن نہیں نہ آپ نے کچھ عذر سنا نہ معذرت صرف غصے پر ہی آمادہ ہو گئے۔ راجہ سگریو نے پہلے بہت کچھ عیش کئے پھر مصیبتیں بھی خوب جھیلیں آپ دو نو بھائیوں کی بدولت پھر راحت و آسائش نصیب ہوئی جس کا شکریہ ان کا رواں رواں ادا کرتا مگر ذرا سوچئے سگریو تو ایک آدمی ہے بڑے بڑے مہاتماؤں کو دیکھا ہے کہ دکھ کے بعد جہاں سکھ ملا وہیں دنیا فراموش کر بیٹھے بسوامتر کتنے تپسوی تھے۔ مگر سنئے عین تپسیا کے وقت ایک اپسرا گھرتاچی آئی اور صرف ایک دن کی ہم آغوشی کا بردان مانگا بسوامتر جی نے استدعا قبول کی اور ایک دن کے عوض ہزار سال تک لطف ہمبستری اٹھاتے رہے جب بسوامتر کی یہ حقیقت ہوئی تو بانر کس گنتی میں ہیں رومانی رانی اور مجھ کو پاکر اگر وہ شراب عیش کے نشہ میں چور ہو گئے تو تعجب نہیں سری رام چندر جی نے برسات کے چار مہینے تک مہلت دی تھی شاید ہی دو چار دن زیادہ گزرے ہوں اس پر یہ عذر خلافی

کا طعنہ۔ نظر قہر کی آتش فشانی دوست سے قصور بھی ہو جائے تو دوست خیال میں نہیں لاتے
تعجب ہے کہ آپ کو دوستی کے خلاف ہاتھ لگانے کی لاج نہیں راجہ سگریو بات کے دھنی قول
کے پکے اور وعدے کے سچے ہیں جو کہہ چکے ہیں کرکے رہینگے وہی نہیں اُن کا خاندان ان کا
لشکر بھی جان و مال سے خدمتگذاری کریگا۔ آپ کی عنایت سے سو کروڑ بانر سمندروں
میں اطاعت گزار کمر بستہ ہیں جب تک لاکھ کروڑ راون کے اہل لشکر اور چھتیس کروڑ
دس ہزار جزیروں کے اہل فوج نہ مارے جائینگے تب تک راون کا کوئی رویاں نہیں دکھا سکتا
بالی سے بڑھ کر کوئی پابند قول نہ تھا سگریو کو بھی انہیں کا نقطۂ مقابل سمجھئے چنانچہ آپ کو خبر
نہیں یہ بانروں کی فوج چارکھونٹ میں بھیج چکے اگر ان لوگوں نے پندرہ دن میں جانکی
جی کا پتہ نہ لگایا تو جان کی خیر نہیں سب کے سب تہ تیغ ہو جائینگے ذرا غصہ تھوکئے بھوں
ٹیڑھی نہ کیجئے بانروں کی عورتوں کا خون خشک ہوا جاتا ہے +

سرگ ۳۶

سگریو کی عاجزانہ عذرخواہی سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضری کا عزم

تارا کی تقریر پر اثر پذیر تھی لچھمن کے تیور سیدھے ہو گئے راجہ سگریو کے حواس
ٹھکانے ہوئے دست بستہ یوں گفتگو کی۔ میں تو بالکل مر مٹا تھا اگر سری رامچندر جی نے مردے
کو جلا دیا آپ میری نالائقی پر جتنا عتاب کریں بجا ہے واقعی میں سری رامچندر جی کی مدد
اعانت کی مقدرت نہیں رکھتا ہاں غلاموں کی طرح ان کے حکم سے خدمتگذاری کرنے
سے قاصر نہیں سری رامچندر جی کی طاقت ظاہر ہے ایک بان سے [illegible] پاتال
میں پہنچا دیے بالی ایسے دلاور کو مارا ان کی بزرگی ہے کہ مجھے عزت دینا چاہتے
ہیں بیچ میں اپنی بھول کی معذرت کرتا ہوں اگر مجھ سے خطا کبھی ہو گی تو وہ
درگذر کر دینگے دنیا میں کون ہے جس سے غلطی اور خطا نہیں ہوتی +
سری لچھمن جی اس عاجزانہ تقریر سے خوش ہو گئے رامچندر جی کے اوصاف خطا بخشی کی

خطا پوشی کا اظہار فرما کر گوہر افشان ہوئے کہ انہیں کے قوت بازو پر ساری دنیا کا درو ہے لیکن نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ تمہاری مدد سے وہ راون پر غالب آئینگے میں نے یا تو سری رامچندر جی کو یا آپ کو آج تک نرم زبان پایا اگر میں آپ کو اُن کا نقطۂ مقابل سمجھوں تو عین انصاف ہے بس چلئے سری رامچندر جی کو ڈھارس دیجئے اُن کو سیتا جی کی مفارقت میں خواب و خور حرام ہو رہا ہے میری زبان سے آپ کی شان میں جو اخلاف الفاظ نکلے ان کو لوح دل سے دھو ڈالئیگا ایسا نہ ہو کہ آپ سری رامچندر جی سے شکایت کر بیٹھیں حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا۔ وہ سری رامچندر جی نے فرمایا تھا لیکن ان کے غصہ کی وجہ تکلیف جدائی تھی۔ اسلئے میرے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آپ کو نظر انداز کر دینا چاہئیں ۔

سرگ ۳۷

مختلف مقامات سے بانروں کی راجہ سگریو کی خدمت میں حاضری

سری رامچندر جی کی خدمت میں چلنے کے قبل سگریو نے ہنومان جی سے ارشاد کیا تھا کہ مندر چل اور مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جتنے بانر ہوں سب کو حاضری کا حکم دو دس روز میں سب کے سب حاضر ہو جائیں دیر نہ ہو۔

ہنومان جی نے فوراً حکم کی تعمیل کی آکاش - پاتال - ندی - پہاڑ - سب طرف منادی پھر گئی کہ بانر شپاپور میں حاضر ہو کر جانکی جی کی تلاش میں سرگرم ہوں ۔

حکم پہنچنے کی دیر تھی تین کروڑ بانر بہت ہی جلد کسکندھا پور میں وارد ہو گئے جن کے بھیجے ہوئے بانروں میں سے کچھ راستے ہی میں تھے کچھ ہموار سرجہاں کے پھلوں کا مزہ جنہوں کے ہاتھ میں دھ جگ کی برکت سے امرت کی طرح جاں بخش تھا۔ ایک مہینہ تک بھوک پیاس پاس نہ بھٹکتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اطراف و جوانب سے بانروں کے دل کے دل جمع ہو گئے اور سگریو کو خوشی ہوئی۔ کہ بس اب سری رامچندر جی کا کام بن جائیگا جن جن بانروں کی خاص خاص کارگزاریاں ظاہر ہوئیں ان کو انعام و اکرام سے خاص افتخار حاصل ہو گیا جن سے کوئی عمدہ لیاقت کا اظہار ہوا۔ ان کے اعزازو منصب بڑھے ۔

سرگ ۲۸

سگریو کی سری رامچندر جی سے ملاقات

بانروں کو دیکھ کر راجہ سگریو نہایت ہی خوش ہوگئے لچھمن جی سے بولے کہ چلیے اب سری رامچندر جی کی قدمبوسی کریں۔ لچھمن جی کو سگریو نے سوار کیا پھر بخود سوار ہوئے فوج تیار ہوا باجے بجنے لگے جلو میں چلی۔ جس وقت سگریو سری رامچندر جی کے پاس پہنچے دوڑ کر قدموں پر گر پڑے سری رامچندر جی نے پیٹھ پر دست شفقت پھیر کر بیٹھنے کی اجازت دی اور یوں گفتگو شروع ہوئی۔

سری رامچندر جی۔ راجہ سگریو گرہستیوں کا فرض یہ ہے کہ وقت وقت پر اپنے فرائض ادا کرتے ہیں جو کام میں وقت کا لحاظ رکھتے ہیں اُن کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے جو لوگ دھرم کے خلاف کام کرتے ہیں وہ گویا درخت کی پتلی ٹہنی پر سوتے ہیں ایسا شخص ضرور اوپر سے نیچے گرتا ہے راجہ کو دشمن کی سرکوبی اور دوستوں کی ہمدردی کرنا نہایت ضروری ہے جس نے ہر زمانے میں ارتھ دھرم کام کا خیال رکھا۔ اس کا نہ رنج ہی عروج ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ ستیا جی کی تلاش میں سرگرمی سے کام لو۔

سگریو میں آپ کا احسان مند ہوں آپ نے مجھے گویا دوبارہ زندگی دی جو کچھ راج پاٹ ہے وہ سب اپنا ہی تصدق سمجھتے ہیں وعدہ وفائی کا پورا انتظام کر رہا ہوں بن کر وڑ بانر ادھر اُدھر سے آگئے اور آنے والے ہیں میں نے سب کو کسکندھا میں طلب کیا ہے جو بانر موجود ہیں اُن کی طاقتیں معمولی نہیں کوئی کسی دیوتا کی اولاد ہے کوئی کسی گندھرو کی نسل کا آفتاب ہر ایک کو یہ قدرت کہ جس شکل کو چاہے اختیار کرے۔ اگر چوپاؤں کی طرح چلیں تو کھڑے ہونے کی جگہ نہ ملے۔ اس لیے یہ انسان کی طرح دو تو پیروں سے کھڑے ہونگے (اور جادۂ اطاعت گذاری میں قدم مار کر لنکا کو قدموں سے روندینگے۔

اس پر عملدر آمد ہوگا ✤
سگریو نے فوراً ہی شتبل سپہ سالار کو حکم دیا کہ پورب کی طرف جا کر جانکی جی کا پتہ لگائے بھاگیرتی
کوسکی مکولندی جمنا سرسوتی سون بھدرا برہما مالا دیش۔ مگدھ دیش۔ بنگ دیش کا گوشہ گوشہ
ڈھونڈھ ڈالے سمندر میں تلاش کرتے۔ کول۔ کرات۔ راچھس۔ شیر وغیرہ کسی کی قیامگاہ ڈھونڈنے
سے نہ بچے سمندر میں بھی پتہ نہ ملے تو دسویں دیپ میں تلاش کرنے کی ضرورت ہے وہاں پہلے سوت
دیپ (سفید رنگ کا دیپ) ملیگا اس کے آگے خون اور پانی کا دریا۔ بعدہ ایک سمندر۔
شوبت قسم کے ذی روح ملتے ہیں جن کی بود باش برہما کے بردان کی وجہ سے اس مقام
پر ہے ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا جس جاندار کو دیکھتے ہیں اس کو پرچھائیں پکڑ کر کھینچ لیتے
ہیں جس جگہ سورج نمودار ہوتے ہیں وہیں گرڑ دیو جی کی بود و باش ہے یہاں صبح کے وقت بیچ
دیوتا اور راچھسوں سے لڑائی ہوا کرتی ہے یہ نہایت ہی خوفناک مقام ہے جس وقت سورج طلوع
ہونے کو ہوتے ہیں دیر تک اُن کو پانی میں رہنا پڑتا ہے اس مقام سے آگے چھیر ساگر ہے جس کی
گردن میں موتی کی لڑیاں گندھی ہوئی نظر آتی ہیں اس کے وسط میں ریبھا پہاڑ نہایت خوشنما
تالاب میں تالابوں پر راج ہنسوں کی چہل۔ دیوتاؤں کی کلیل۔ گندھربوں اور اپسراؤں کے
راس بلاس سے کچھ عجیب ہی لطف آتا ہے یہاں سے آگے بڑھ کر دہ خوفناک سمندر ہے
جس کے جزر و مد کو دیکھ کر دیوتاؤں کا پتہ پانی پانی ہو جاتا ہے یہیں وہ آگ ملتی ہے جس سے
بڑوانل کہتے ہیں یہاں سے تیرہ جوجن پر ایک پہاڑ سونے کے رنگ کا ہے جس سے چاندی کی
سی شعاعیں نکلتی ہیں اس پہاڑ کے آگے تین پھن کی سیباجی ملتے ہیں جن کے جسم پر سونے کا
سا کندن اپنی چمک دکھاتا ہے یہاں سے پورب کے رُخ سونے کا اُدے پربت سو جوجن
بلند ہے جس پر سونے کی بیدی میں ایک رشی سمادھی لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اس سے
آگے بڑھ کر سودرشن پربت سونے کی چوٹیوں سے اس طرح منور ہے جس طرح دوپہر
کا سورج مجال کیا کہ آنکھ ٹھہر جائے اس پر دبول رشی تپشیا کرتے ہیں جن کے درشنوں
سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں یہاں سے آگے جانے کی ضرورت نہیں
کیونکہ راون کی رسائی کی حد بس یہی ہے ✤
ان تمام مقاموں کا نام و نشان بتا کر سگریو نے بانروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو جلد آنا
ورنہ لنگا تار ایک مہینے کی مہلت ہے۔ توقف ہوا تو بے تکلف گردن مار دی جائیگی عذر نہ قبول

معنت بیکار ٭

سرگ ۱۴

سگریو کا بانروں کو جنوب کی طرف روانگی کا حکم

بانروں کو پورب کی طرف روانہ کرکے نیل۔ ہنومان۔ جاموان۔ سوہوتر۔ گلھم گو اچھ۔ گج۔ گوے۔ سوکھن۔ سبرکھیہ۔ مینا۔ دوبدھ۔ سوکھن ثانی۔ گندھ مادن (الکا کے فرزند جی) کو انگد کی ماتحتی میں جنوب یعنی دکن کی طرف جانے کا حکم دیکر ذیل کے مقامات میں جانکی جی کی تلاش کے واسطے ہدایت کی اور مقام کی کیفیت ذہن نشین کر دی تاکہ خبردار رہیں ٭

نام مقام	کیفیت
نربدا ندی	
گوداوری۔ منگلا۔ نربدا ثانی	
شبادان اُردھ گامنی	آخر مقام سے جنوب کی طرف مڑنا پڑیگا ٭
میکھل۔ انکر۔ اداتی۔ ادھارا۔	
ماسکلیک۔ پچھ۔ کلنگ ولیش	
اندر ولیش۔ پوڈر چول۔ پانڈو کوروں کا دیش	

ملی پربت ..... اس کی چوٹیاں کثیر التعداد ہیں تا بہر ندی یہیں ہے ٭

کاویری دیش ..... یہاں اپسراؤں کی سکونت ہے اور اس کے جنوب میں اگست رشی رہتے ہیں ٭

پانڈو دیش ..... چندن کے درخت بکثرت سمندر کا اتصال اسی جگہ ہوا ہے ٭

سمندر کے ساحل پر پہنچنے کے بعد سگریو نے ہدایت کی کہ یہاں سے سمندر کا عبور کرنا لازم راستے میں ایک دیپ سو جوجن کا اور اس کے بعد ہزار جوجن کا دیپ ملیگا جس کی قیامگاہ پر راون کا پہلا قدم پڑتا ہے اس کے بعد تیسرے دیپ کا سامنا ہوگا پھر راون کی ایک کنیز ملیگی جو سایہ پکڑ کر ذی روح کو اوج ہوا سے نیچے کھینچ لیتی ہے۔ ان کا مارنا ضروری لازم ہے ورنہ گزر محال اس کے آگے سو جوجن کا سمندر عبور کر کے پیمنک پہاڑ پر جانا ہوگا جس کی چوٹیاں سر بفلک ہیں اور ایک چوٹی سونے کی ہے جس پر سگور یچ دو پہر کو دم لیتے ہیں وحشت اور ناہنک لوگوں کی تو وہاں

رسائی نہیں۔ لیکن انہیں پرنام کرنے سے وہاں کے رشیوں کے درشن مل سکتے ہیں اس کے بعد حسب ذیل راستے بتائے۔

سوورج دان۔ لاکھ جوجن کا سمندر جس کے پہاڑ کی چوٹی چودہ جوجن اونچی ہے یہاں ورن کی شکارگاہ ہے اور ایک مکان ہے۔

بیدونت پہاڑ۔ یہاں کے درخت سدا پھل ہیں۔ کنڈمول کی کثرت ہے۔

کنجر پربت۔ اگست رشی کے استھان کے علاوہ یہاں بسوکرما نے دس جوجن کا ایک سر بفلک مکان بنا دیا ہے جس میں کبھی کبھی راون کی بود و باش رہا کرتی ہے۔

سوبرن پربت (یعنی سونے کا پہاڑ) یہاں سانپوں کی کثرت ہے اور باسکی ناگ سانپوں کے راجہ کی سکونت سدا لوں بھی اکثر یہاں آیا جایا کرتا ہے۔

وسبھو پربت

کو پچھ ہری شام پربت۔ اس پہاڑ پر چندن کے درخت بہت ہوتے ہیں ان میں ایسی حرارت ہے کہ جو چھو جائے جل کر خاکستر ہو جائے یہ مقام جانے کے قابل نہیں اس کے آگے۔ راون کی طرف سے روہیت گندھرب جنگل کے محافظ ہیں۔

سیبوکھ۔ سکراہنی۔ سکس۔ یہ سب پانچ سو دیش گنا کے سگریو نے کہا کہ راون کی کھوج سک بہیرودیش۔ ان سب مقاموں پر ہے آگے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہیرودیش سے آگے نیترلوک ہے۔ پھر جرراج کی راجدھانی یہ مقام نہایت تکلیف دہ ہیں مرنا بالی ہی ہیں دم تھا کہ ایک مرتبہ مجھ کو ساتھ لئے ہوئے وہاں کی سیر کرا آیا تم لوگ ادھر کا قصد کرنا وہاں راستے ہی جو جو مقام پڑتے جائیں ان میں تلاش کر کے ایک مہینے کے اندر ضرور ضرور آ جانا۔

سرگ ۴۲

سگریو کی بانروں کو پچھم کی طرف روانگی کی ہدایت

راجہ سگریو تارا کے پتا سوکھن سے دست بستہ بولے کہ آپ ایک مہرشی کے فرزند اور ریچھوں کی آنکھ کے تارے ہیں آپ کو فخر قوم کہنا زیبا ہے اندر اور گدھ آپ کی طاقتوں کے قائل رہیں اسلئے میری خواہش ہے کہ آپ مغرب کی طرف تشریف لے جائیں ہمارا یہ سپنوتر پربول

کچھ اور دالک۔ کیتنک نامی دیشوں میں جانکی جی کی تلاش فرمائیں جب آگے کا قصد ہو تو اُس طرف رُخ کریں جلد سے دریا پورب پچھم کی طرف رواں ہوئے ہیں سمندروں کے ٹاپوؤں کے آگے کیتنک کھنڈ دلیش ہے جہاں تمال کے درختوں کا ایک جنگل لگا اور راون کا بہت ہی نفیس مکان بنا ہوا ہے۔ ناریل کے درختوں کی بھی کثرت ہے اس کے آگے حسب ذیل مقامات کا سفر کرنا ہوگا کرہ چھینتن۔ جٹایو۔ انیت منگل

سوہکر پربت۔ اس پہاڑی کی سو چوٹیاں ہیں۔ پرند بکثرت شیر بیشمار جنگلی جانور بہت سے بھانت)

سدرون پربت۔ اس کی چوٹی بہت بلند ہے اور اسکے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔

پاری جاتر پربت۔ یہاں گندھربوں اور تپسیوں کی بود و باش ہے جو یہاں کے پھل کھائے پھر گھر لوٹ کر نہیں آتا۔

مالتی ندی۔ یہاں بسوکرماں نے راون کے لئے ایک بہت ہی عمدہ مکان تیار کر رکھا ہے

چکروان پربت۔ اس پہاڑ پر پنچجن اور ہے۔ گریوں اکتشوں کی سکونت ہے اُس کے آگے چونسٹھ جوجن کا ایک پہاڑ ہے جس پر برن دیوتا رہتے ہیں اور اس کے بعد نرکا شر دبت کا مرکان ہے

گج پربت۔ یہاں ہاتھی۔ شیر۔ چیتے وغیرہ خونخوار جانور بکثرت بستے ہیں +

جہیند پربت۔

میرو پربت یہاں درخت بڑے خوشنما ہوتے ہیں پھول بھی ہمیشہ بہار سورج کے بردان سے یہ پہاڑ ساٹھ ہزار پہاڑوں کا راجہ کہلاتا ہے یہاں دیوتا اور گندھرب لوگوں کے سوا اور کسی کا گزر نہیں اندر اور کبیر کی فرودگاہیں بھی یہیں ہیں سورج یہیں غروب ہوتا ہے اسکے درشن وہی لوگ پاتے ہیں جنہوں نے دھرم کیا ہے +

مگر چونکہ آپ سب رامچندر جی کے درشن دیکھ چکے ہیں پھر وہاں تک رسائی کچھ مشکل نہیں میں اس پہاڑ کا سیر کر آیا ہوں۔ راون کی یہ طاقت نہیں کہ وہاں تک قدم رکھ سکے +

سرگ ۴۳

بانروں کو اُتر کی طرف جانے کے لئے سگریو کا حکم

اتر کی طرف جانے کے لئے سگریو نے ست بل ببر کو تجویز کیا اور بہت کچھ فہمائش کر کے

حسب ذیل مقامات میں جانکی جی کی تلاش کے لئے ہدایت کی +
کچھ پولندر۔ سوبین۔ اندھر۔ پُرسنہ۔ بھرو۔ کرو۔ مدرک۔ مکابوج۔ چولن۔ رشک
مین۔ ہمالیہ۔ کمل بن۔ کمل بن کے اتر کی طرف سوماسر جہاں گندھربوں کی بستی ہے +
کاکال پربت۔ ہیم گربھ (ہیم گربھ کے اتر) سودرشن پربت۔ دیوسکھا پربت جہاں پرند
بکثرت ہیں پرندوں کی آمدورفت ہے اور جس کی چوٹیاں سنہری ہیں۔ آکاش پربت رسوحرین سند
ندی اور درختوں سے پُرفضا صحرائے بے پایاں۔ رشک گلز۔ کیلاش پربت جہاں مہادیو جی
فروکش رہتے ہیں جس کے شمال میں کوبیر کا مکان ہے۔ تالاب نایاب روزگار۔ کملوں کی خوشبو
ہنسوں اور اپسراؤں کی چہل قابلِ دید یہاں اُن کا مکان بھی بسوکرما کا بنایا موجود ہے
کرونچ پربت۔ سوامی کارتک جی یہیں قیام پذیر ہیں۔ مہاتماؤں کی بھی سکونت ہے دیوتا یہاں
کے کاملین کی پرستش کو تشریف لایا کرتے ہیں +
کام پربت۔ مان سرور۔ میناک پربت۔ یا دیوی الوں کا مسکن اور اردو بھی ایک استھان ہے
ہیبے دیش۔ جہاں کے باشندے گھوڑے سے ہیں۔ سدھ دیش۔ تپسویوں کا استھان ہے
پوہکرش پربت۔ بیکھانس سرور (تالاب) کوبیر دیوتا کا فیلخانہ یہاں سے جو دیش لگے
ملیگی وہاں سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں نہ غروب برسات کبھی نہ اندھیرا روشنی صرف قدرتی رہتی ہے
اس کے آگے سلوندا ندی کے کنارے بانسوں کا گھنا جنگل ہے اسکے شمال میں کمل سے بھری ہوئی
ندیاں اس کے آگے گاڑھا ندی کے طلائی درختوں کے جھنڈ ہیں یہاں بھی اونٹ بسوکرما
نے اپنے لئے ایک عجیب غریب مکان تیار کرایا ہے اس مقام سے آگے سوم گر پہاڑ ہے
اس کے اُتر کی طرف مہادیو جی تشریف رکھتے ہیں وہاں کسی اور ذی روح کا گزر نہیں۔ ہاں آپ
لوگ سری رامچندر جی کی مدد و اقبال سے جا سکتے ہیں +

سرگ ۴۴

سری رامچندر جی کو ہنومان جی سے مطلب براری کا یقین۔ نشانی کے لئے انگوٹھی کا عطیہ

سب سرداران لشکر کو سگریو نے ہدایت کر کے ہنومان جی سے خطاب کیا کہ تم پون جی کے

جگہ بنا ہو۔ خاک۔ پانی۔ آگ ہو۔ سب تم سے زیر ہیں۔ پرلوک۔ ناگ لوگ سب جگہ آناً فاناً میں پہنچ سکتے ہو کون ہے جو تمہاری طاقت کو تسلیم نہیں کرتا وید شاستر تمہاری زبان پر ہیں۔ اسلئے تم سے جو توقع ہو سکتی ہے۔ دوسرے سے ممکن نہیں ۔

سری رامچندر جی کو سگریو کی اس تقریر سے یقین ہوگیا کہ ہنومان جی پر جب سگریو بھی بہ اعتماد بھروسے ضرور یہ اس مہم کو سر کرینگے۔ انہوں نے بڑی محبت سے ہنومان جی کو پاس بلایا اور گلے سے لگاکر کہا کہ یہ انگوٹھی کہ جہاں جانکی پائیں میری نشانی دیدینا۔ میری امیدیں تمہاری ہمت پر منحصر ہیں۔ مہابیر نے ان قدموں پر سر جھکا کر انگوٹھی لے لی اور بڑے جوش مسرت سے شکار کی گرجنے سری رام سری رام کہتے ہوئے کن کی طرف جانیوالے بانروں کی فوج میں جا ملے ۔

سرگ ۴۵

جانکی جی کی تلاش میں بانروں کی روانگی

ہنومان جی کے چلتے وقت راجہ سگریو لشکر میں داخل ہوئے سب بانروں کو مخاطب کرکے تنبیہ کی کہ خبردار دیر نہ لگانا مہینے بھر کی مہلت ہے جہاں تک ممکن ہو سیتا جی کی خبر لگانا ورنہ سب مرتبی معاف نہ ہوگی اور گردن ۔

سب بانروں نے بڑے جوش خروش سے خم ٹھونک ٹھونک کر کہا کہ آپ ہم کو سمجھتے کیا ہیں راون کو پکڑ لاتے ہیں یا اس کا سر لاکر قدموں پر ڈالینگے گھبراہٹ کی کون بات ہے آپ نے ہم سب کو ناحق تکلیف دی ہم میں سے صرف ایک بانر راون کے لئے کافی تھا۔ مگر خیر آپ کی تعمیل ارشاد سے کام تھا چنانچہ دیکھ لیجئیگا کہ پربتوں کو توڑ پھوڑ کے سمندروں کو پھاند پھوند کے بن کو کھود کھاد کے جہاں کہیں جانکی جی کا پتہ لگیگا ان کو ڈھونڈ نکالینگے ۔

اسی طرح ہر ایک بانر اپنی طاقت کا اظہار کرنے کے لئے بولا کہ میں پچیس جوجن کی زقند لگا سکتا ہوں کسی کا قول تھا کہ چالیس جوجن پھاندنا چیز ہی کیا ہے۔ یونہی ساٹھ ستر اسی نوے سو جوجن کا فاصلہ ایک زقند میں طے کرنے کے لئے بہتوں نے دعوے کیا اور سری رامچندر جی و لچھمن جی کو ڈنڈوت کرکے ایسے ہوا ہوئے کہ سمند خیال بھی پیچھے رہ گیا ہو

سرگ ۴۶

سگریو کی جغرافیہ دانی پر سری رامچندر کی حیرت

سری رامچندر جی سگریو کی جغرافیہ دانی سے متحیر ہوگئے تعجب کے ساتھ پوچھا تمام دنیا بھر کے شہروں کے نام تمہیں کیونکر یاد ہوگئے کیا جغرافیہ پڑھا ہے +

سگریو۔ مہاراج اجب بالی یا دی راچھس کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی کھوہ میں جا کر سال بھر تک بھی واپس نہ آیا اور واپسی پر مجھ پر ناراض ہوا تو میں جان لیکر بھاگا بالی پیچھے تھا میں آگے پورب پچھم اتر دکھن چاروں طرف بالی نے دم لینے نہ دیا تمام شہر قدموں سے نپ گئے مگر کہیں ٹھکانا نہ ملا ہنومان جی عقلمند ہیں انہوں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہر جاؤ۔ یہاں متنگ رشی کی بددعا کی وجہ سے بالی قدم نہ رکھیگا اگر جرأت کی تو سر کے سو ٹکڑے ہو جائینگے چنانچہ چاروں اکناف عالم میں یہی جگہ میرے لئے جائے پناہ ہوئی اور بالی کے تعاقب سے میں روئے زمین کا چپہ چپہ دیکھ چکا +

سرگ ۴۷

تین طرف کے روانہ شدہ بانروں کی ناکامیابی

جو بانر اتر پورب پچھم کی طرف سیتا جی کی تلاش کے لئے روانہ ہوئے وہ دن بھر پاؤں توڑ کر رات کو کند مول پر بسر کرکے مایوس واپس آئے اور راجہ سگریو سے عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا مہینہ کے گزشتہ مگر بیکار رہا۔ اتر۔ پورب پچھم میں کہیں جانکی جی کا پتہ نشان نہیں ہاں ہنومان جی ابھی تک نہیں آئے۔ وہ شاید پتہ لگا لیں +

سرگ ۴۸

جنوب کی طرف جانے والے بانروں کا حال

جو بانر جنوب کی طرف گئے تھے یعنی انگد ہنومان نل نیل جامونت وغیرہ بانر وانر ناک جھانی ندی۔ باغ جنگل پہاڑ سے

ڈھونڈھا رہے بنتے جاتے ان دیش کے کنڈو بن میں گزر ہوا جہاں درخت بار آور تھے نہ پھول خوشبودار نہ پرندوں کا نام و نشان یہ بن کنڈو رشی کے نام سے موسوم تھا جب یہ ریاضت تپشیا میں مصروف تھے ان کا دس برس کا بیٹا راہی ملک عدم ہو گیا رشی جی نے جوش غضب سے بد دعا دیدی کہ جنگل کے کل درخت بے ثمر رہیں چنانچہ بانروں کو بھوک پیاس سے سخت تکلیف ہوئی اور تھکے ماندے بھوکے پیاسے جیوں تیوں دوسرے جنگل میں پہنچے جہاں ایک کوہ پیکر کوہ قامت دانو سامنے آگیا سب بانر سمجھے کہ ہو نہ ہو یہی راون ہے چنانچہ کسی کے قدم آگے نہ اٹھے مگر انگد نے جرأت کر کے ایک گھونسا مارا کہ فوراً دم نکل گیا بانر سمجھتے تھے کہ یہی راون ہے مگر پھر مایوسی ہو گئی اور ادھر ادھر تلاش کرتے ہوئے ایک درخت کے تلے ٹھہر گئے ÷

سرگ ۴۹

جنوب کی طرف عازم بانروں کا عزم

بانر پاؤں توڑتے توڑتے ہمت ہار گئے۔ انہوں نے انگد سے کہا کہ بس اب زندگی کی خیر نہیں راہ سکھ جو جیو نہ چھوڑینگے ہم لوگوں کو جماہیاں آرہی ہیں یہ علامت منحوس ہے جس نے ست چھوڑ دیا اس کی کامیابی مشکل ہے ہمت ہارنا کسی حال میں مناسب نہیں لڑائی میں شکست کھاکر جس نے دل ہار دیا اسکی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں جن کے حوصلے پست نہ ہوئے وہ ضرور ایک نہ ایک دن کامیاب ہوگا ÷

انگد۔ آپ ہمت نہ ہاریں میرے حوصلے میں تازہ جان ہے کمر ہمت باندھئے اور ہر چہ بادا باد کہہ کر چلئے اگر قسمت میں ناموری کا سہرا ہے تو سیتا جی کا پتہ لگا کر رہینگے اٹھو چلو بھلا یہ بھی محال ہے کہ سیتا جی کا نشان نہ ملے سب لوگ تیار ہو گئے اور سارا قافلہ جنوبی زمین کا گزین گیا ÷

سرگ ۵۰

دکن کی طرف جانکی جی کی تلاش کرنے والونکی مشکلات

جنوب کی طرف گئے آخر تدرو رستے گزر کر دکن کے ایک جنگل میں پہنچے - یہاں

اس جنگل میں سامان ندارد۔ اس جنگل میں
شیروں اور خونخوار جانوروں کی بے انتہا کثرت تھی اور خورد و نوش کا سامان ندارد۔ اس جنگل میں
ناپتے ناپتے ایک مہینہ گزر گیا بھوک پیاس سے کون تھا جسکو تکلیف نہ تھی مگر سب نے لاکھ
کمر ہمت مضبوط باندھی تب بھی فاقہ کشی و تشنگی سے سب کے حوصلے پست ہو گئے تھے تھکے ماندے
ایک مقام پر پہنچے تو ایک سوراخ نظر آیا جس کو بیلوں نے چھپائے ہوئے تھے اتفاقاً انہیں بھوکے
چھائے ہوئے چھپر سے کچھ پرند نکلے جن کے پروں میں تری پائی جاتی تھی بانروں کو یقین ہو گیا کہ
ضرور یہیں کہیں کوئی چشمہ ہے ہنومان جی نے اس مقام پر اپنی صورت بدلی اور قد لمبا بڑھایا
کہ وہاں کے رکھوالوں سے خوف کے مارے بھاگ گئے اور جامبونت جی نے ہمراہیوں سے کہا کہ
گویا معلوم ہوتی ہے۔ یہاں ضرور پانی ہے اگر یہاں پانی نہ ہوتا تو بیلوں اور درختوں کو یہ
سبزی نصیب نہ ہوتی۔ اور نہ پرند نہائے دھوئے نظر آتے ہیں ٭
یہ بات سنکر بانر آگے بڑھے مگر بھوک پیاس سے بدن میں جان نہ تھی تاہم جیوں تیوں
سب آگے بڑھے تو دیکھا ایک بن کی رونق کچھ اور ہی ہے درخت سرسبز۔ پتوں سے درختوں سے
دھوپ چھن نہ سکتی تھی قدم قدم پر سایہ ہی سایہ تھا۔ شاخیں باردار۔ ڈالیاں گل افشاں
پاس ہی پانی کا ایک چھوٹا سا خوبصورت چشمہ جس میں مچھلی اور کچھوؤں کی چہل پہل خوب
آنکھوں میں طراوت پہنچی کلیجہ پانی دیکھ کے تر ہوا لیکن کیا معلوم کہ پانی کیسا ہے اس
لئے ہاتھ منہ دھو کر پھر ذرا آگے بڑھے۔ تو بہت سے خوبصورت مکان اور عالیشان مکان
نظر آئے باغوں میں اعلیٰ درجے کی نفاست درخت ہرے بھرے ڈالی ڈالی خوش ذائقہ عرق کا چشمہ
پھول پھل بہری۔ بھنوروں کی گونج دلنواز۔ کند مول پھل کی کثرت کہیں کمل کا فرش
کہیں ریشم اور مرگ چھالوں کا بچھونا۔ سب بانر حیرت میں رہ گئے کہ جنگل میں یہ منگل کا
سامان کیسا آخر ہنومان جی آگے بڑھے اور تپسوی کی لڑکی سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کیا نام ہے

سرگ ۵۱

ایک جنگل میں ہنومان جی وغیرہ سے کسی تپسوی عورت کا سامنا

ہنومان جی اس تپسوی لڑکی سے فرماتے ہیں کہ بھوک سے پیٹ میں چوہے لوٹتے ہیں
پیاس کا حال کیا ہے کیونکہ ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی یہاں کے درخت عجیب و غریب میں پھل اور ...

داخل ہوئے تو عجائبات سے متعجب ہوئے اور کچھ دل کا رنگ بھی بدلا۔ تمام نعمتیں بھی موجود اسکا سبب کچھ معلوم نہیں ہوتا
تپسوی لڑکی۔ یہ سب ایک جادوگر دیت کی کارستانی ہے جو اپنے وقت کا بسوکرمان تھا اور
جسے سب مئے کے نام سے پکارتے تھے جو کچھ پیش نظر ہے اسکے مالک شنکر اچاریہ جی تھے۔ لیکن
مے دیت نے ہزار سال تپسیا کر کے ایک ایک چیز کو اپنا کر لیا۔ برہما کے بران کی طاقت تھی اسی
روز پر اس نے یہاں اپنا عمل دخل کیا۔ مے دیت کے یہ سب سامان عیش دیکھ کر اندر کی منظور نظر
اپسرا سویدا فریفتہ ہوگئی اور تعلق پیدا کر لیا اندر کب گوارا کر سکتے تھے۔ آتش غضب
شعلہ خیز ہوگئی اور انہوں نے بجر مار کے مے دیت کو تو جگا دیا۔ مگر سویدا کی آہ و فریاد پر
برہما جی کا دل پسیجا اور ہدایت کی کہ اسی جنگل میں منگل مناؤ جب اس نے تنہائی کی شکایت کی
تو برہما جی اپسرا کی رفاقت منظور ہوئی ہیما مجھے بڑی عزیز تھی میں نے اسی سے گانا ناچنا سیکھا تھا مگر
افسوس وہ اپنی شاگرد سوم پربھا یعنی مجھ ناچیز کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے گئی میں نے اپنی سرگزشت
سنا دی اب تم بتاؤ کہ کون ہو۔ یہاں آنےکی غرض۔ بھوک پیاس ہے تو پانی اور میوہ حاضر ہیں۔

سرگ ۵۲

تپسوی لڑکی کی مہمان نوازی اور ہنومان جی کی شکر گذاری

بانروں نے یہاں پیٹ کی آگ بجھائی اور ہنومان جی نے کہانی کہ تپسوی لڑکی سے سری
رامچندر جی کے بن باس۔ سیتا ہرن۔ بالی کے قتل۔ سگریو کی تخت نشینی وغیرہ کا ذکر کر کے اس
کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور گذارش کی کہ آپ کی عنایتوں کے عوض میں کیا خدمت
کریں جو مرضی ہو اس سے آگاہی ہو۔

تپسوی لڑکی۔ میں نے تنکا بھی تو نہیں اتارا جس کا آپ احسان لیتے ہیں بالفرض مجھ سے کچھ
خدمت بھی بن پڑی ہو تو مجھے دنیا کی چیزوں سے کیا سروکار یقین جانئے کہ کوئی خواہش نہیں۔

سرگ ۵۳

تپسوی لڑکی کی کمال ریاضت سے بانروں کی بندیر بت پر رسائی

ہنومان جی تپسوی لڑکی کی قناعت پر قائل ہو گئے۔ انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ

مؤلفہ اُفق

مہینے بھر کی تھکاوٹ دور ہوگئی مگر افسوس کہ آج اتنے دنوں بعد آپ کے درشنوں سے اور ابھی تک سری جانکی جی کا پتہ نہ لگا اب ہم لوگوں کی جان سگریو کی مقررہ میعاد گذر گئی اور تلوار کسی طرح نہ امان دیگی *

کی خبر نہیں سگریو کی تلوار کسی طرح نہ امان دیگی ۔ جب نہیں تمہارا دھیان میلانہ تپسوی لڑکی ۔ اس جنگل میں جو آئے زندہ نہیں پھر سکتا جب نہیں تمہاری ہُوا تو آگے کیا ہو سکتا ہے تم ہر بات کی دلجمعی رکھو میں اپنی عمر بھر کی تپسیا کا ثواب تمہاری نظر کرتی ہوں ذرا سب بانر آنکھیں بند کر لیں تو ابھی بند پربت پر پہنچا دوں *

بانروں نے آنکھیں بند کر لیں اور تپسوی لڑکی نے اپنے کمالات ریاضت کی برکت سے پل مارتے اُن کو بند پربت پر پہنچا دو *

سرگ ۵۴

بانروں کی مایوسی ۔ فکر ۔ کاہش

سب بانر پربت سے سمندر کے کنارے پہنچے تھکاوٹ بہت تھی وہیں تھوڑی دیر بیٹھے لگے میعاد معینہ گزر چکی تھی ہر ایک کو جان کا خوف تھا کوئی کہتا تھا کہ سمندر میں ڈوب مرنا اچھا ۔ نہیں تو سگریو سخت اذیتیں دیگا ۔ اس کا قہر غضب ہے کہ کسی کی مدد نہیں کرتا۔ آؤ ایک دفعہ یہی کوشش کیوں نہ کریں کہ انگد کو گدی مل جائے یوں بھی سگریو کے ہاتھ سے مرنا ہے لڑ بھڑ کے بھی مرینگے تو ایک ہی بات ہے صرف فائدہ یہ ہوگا کہ انگد کو راج مل جائیگا کچھ چھچھڑی لٹکاتے کہتے کہ جی ہے تو جہان ہے آپ بچئیے تو جگ بھلا گھر بار سب پر لعنت ۔ مرنے سے بہیں رہیں لوٹ ہی کے نہ جائیں ۔ انگد کو خوف تھا کہ وہیں گئے قیدخانے سے سامنا کچھ دور نہیں ۔ ایک تو سگریو کو حکومت کا نشہ دوسرے شراب عیاشی سے مدہوش تیسرے اونگتے کو ٹھیلنے کا بہانہ سگریو ہم لوگوں کی ناکامیابی پر سری رامچندر جی کو بھی ناراض کر دینگے ۔ پھر ہم لوگوں کا کہیں ٹھکانا نہیں رہیگا ۔ چچا صاحب جس سے دل میں غبار رکھتے ہونگے ۔ اس کا اچار نکلوا ڈالینگے *

تارا بانر فہمیدہ و سنجیدہ تھا اس نے کہا توہمات سے کچھ فائدہ نہیں میری رائے ہے

کہ پھر اسی گپھا میں چلیں پانی اور میوے کھائیں۔ رامچندر اور سگریو تو کیا اندر کی بھی مجال
نہیں کہ ہم لوگوں کو چھو سکیں۔ بس اس سے بڑھ کر بچاؤ کی اور کوئی تدبیر نہیں انگد
کو یہ بات پسند آئی اور انہوں نے کہا کہ میں اس تجویز کو پسند کرتا ہوں اور باندروں نے کہا کہ بھی
صاحبو ہم انگد پر جان قربان کر دینگے لیکن ہمارے خون کا کوئی قطرہ سگریو کی تلوار پی سکیگی ۔

سرگ ۵۴

انگد کو ہنومان جی کی فہمائش

جب سب باندر کھچڑی پکا چکے تو ہنومان جی کو یقین ہو گیا کہ انگد بالی کی وجہ سے سگریو کا
مخالف ہو رہا ہے انہوں نے اپنی لیاقت کے خیال سے انگد کو اس طرح سمجھانا شروع کیا جس
طرح ایک زمانہ میں شکراچاریہ نے اندر کو نصیحت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے لیاقت میں
بالی کے تاج سلطنت کے سزاوار ہو اور پھر تمہاری یہ خام خیالی ہے کہ سوائے سگریو کے کبھی کوئی
راج نہیں کر سکتے۔ حق تمہارا ہی ہے پھر سرتابی و سرکشی کی ضرورت نہیں۔ ہمراہی لشکر عظیم کا زمانہ
بھی فضول باندروں پر اعتبار کرنا حماقت ہے جب یہ چاہینگے تم کو چھوڑ کر الگ ہو جاوینگے
بالفرض سب نے ساتھ دیا بھی تو میں اور نیل اور جاموان کی طرح قابو میں نہیں آسکتا جس کا جی
چاہے زور دکھا کر آزمائش کرے تم سگریو سے کمزور ہو کمزور کو زبردست کے سامنے خم
ٹھونکنا کبھی روا نہیں اس سے زیادہ سگریو کی طاقت اور کیا ہوگی کہ تمہیں ایک پل میں
صفایا کر سکتے ہیں باندر جیٹھ کے بندے ہیں جب عید کے ہونگے کھائی بھی ڈھونگے سری رامچندر
جی نے تمہیں ولیعہد بنا دیا ہے سگریو کا کوئی برادر وارث تاج و تخت نہیں تارا کو وہ جان سے
زیادہ عزیز رکھتے ہیں پھر تمہیں تخت سلطنت سے دوری لازم نہیں ۔

سرگ ۵۵

انگد اور اُن کے ہمراہی باندروں کی تشویش

ہنومان جی کی تقریر انگد نے گوش ہوش سے سنی اور دل میں خیال کرنے
لگے کہ بات ٹھیک ہے مگر سگریو سے امید کیا۔ بھائی کی جان لے ڈالی۔

پکڑنے کو گیا تو دیکھا کہ ایک شخص ایک عورت کو گود میں اٹھائے چلا جاتا ہے میں نے انہیں دونو
کو پکڑ لیا لیکن وہ آدمی گڑگڑایا۔ ہاتھ جوڑے۔ پاؤں پر گرا مجھے رحم آگیا تو میں نے جان بخشی
کی دیوتا او رگندھرب مجھے تماشائی بنے لگے سب خوش تھے کہ بیتا کی جان بچ گئی اور دن بیت
گیا تو غم نہیں بس اس نیم سے مجھے خبر ہوئی جس وقت میں نے یہ اقرب نا تو سخت ناراض
ہوا کہ بہت معلوم تھا کہ یہ بیتا جی ہے اِندر کی بہو ہیں اور راجہ سُرت میرے بھائی جنایو کے
دوست تھے اور ان کو کیوں زندہ چھوڑ دیا۔ اس ناراضگی سے میں نے سوپارس کو یہاں سے
نکال دیا اور آج تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ گھبراؤ نہیں میں جہاں تک ہو سکیگا تمہاری
مدد کرونگا اگر طاقتور ہے تو ہو تم لوگ بھی کچھ اس سے کم نہیں ہو ۔

سرگ ٦١

بندپہاڑ پر چندرماں رشی کی ملاقات کا حال سنپاتی کی زبانی

سوپارس کا ذکر سناکر سنپاتی پھر بولا کہ پر جلنے پر میں چھ رات تک بیہوش رہا جب
ہوش آیا تو سمندر اور بندپہاڑ کو پہچانا یہاں چندرماں رشی کا آشرم تھا جنکو چولا چھوڑے
ہوئے ہزار برس گذر چکے ان کے آشرم کے قریب کثرت سے خوشبو آنے لگی میں درخت
پر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ سمندر میں اشنان کرکے آئے اور اُتر کی طرف منہ کرکے دھیان میں
مصروف ہوگئے اس وقت تمام چرند پرند ارد گرد کھڑے ہوئے تھے جب انکو دھیان سے ذرا فرصت
ہوئی تو مجھ سے مخاطب ہوئے مزاج پرسی کی فرمایا کہ میں تم سے واقف ہوں تم اور تمہارے
بھائی جٹایو میرے یہاں اکثر انسانی قالب میں آیا کرتے تھے ذرا بتاؤ تو کیا حال ہے ۔

سرگ ٦٢

چندرماں رشی سے سنپاتی کا اظہار غم

سنپاتی نے اپنے اور اپنے بھائی کے متعلق طاقت بند پرواز میں آفتاب سے
جل جانے وغیرہ کا مفصل ذکر کرکے بے ساختہ آنسو بہائے اور کہا کہ بس اب

دل یہی چاہتا ہے کہ جان دیدوں زندگی موت سے بدتر ہو رہی ہے ؎

سرگ ٦٣

چندرماں رشی کی سمپاتی پر نظر عنایت

سمپاتی کے آنسو جاری تھے سینے سے آہ سرد نکل رہی تھی چندرماں جی بولے رنج نہ کرو تمہارے پر از سر نو جم جائینگے ریاضت کی برکت سے مجھے معلوم ہے کہ ایک زمانے میں راجہ دسرتھ اجودھیا کے فرمانروا ہونگے ان کے فرزند سری رامچندر جی کو بن باس ہوگا۔ جانکی جی پنچ وٹی میں گم ہو جائینگی بانر تلاش کو نکلینگے ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں آئینگے ان کو دیکھتے ہی تم پھر پردار ہو جاؤ گے میں ابھی پر جما دیتا مگر بندروں کا ٹھکانا کیا آج یہاں ہیں کل جانے اڑ جائیں اس لئے میں کمال نہیں دکھاتا جب رامچندر جی کے دوتوں سے سب حال کہہ لینا تب دیکھ لینا کہ آپ سے آپ پر نکل آتے ہیں چندرماں رشی کے تشفی بخش کلمات پر میں نے بھروسہ کیا اور یہیں رہنے لگا میرے فرزند نے میری خدمت کی۔ جانکی جی کی پیدائش سے سیتاہرن کے زمانے تک اچھی طرح گزری۔ مگر جب سے راون انہیں چرا لے گیا تب سے پیٹ میں تو اُسے پڑا ہوں۔ شکر ہے کہ تم لوگوں نے درشن دیئے میرے پر نکل آئے اب پہاڑ پر چڑھ کر سری رامچندر جی کے درشن کرتا ہوں پھر یہ چولا چھوڑ دونگا تم لوگ سیتا جی کی تلاش میں سرگرم ہو ؎

سرگ ٦٤

سمپاتی کی بانروں سے رخصت

سمپاتی پھر بولا کہ سنو! انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو نیک کاموں کی طرف رغبت نہیں ہوتی دوسرے وہ جو نیک کام کرنے کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن بہانہ کیے تکلیف ہوئی گھبرا کر کام چھوڑ بیٹھے ہیں تیسرے وہ جو کیسی ہی تکلیف کا سامنا

تو نہ ہمت ہارے تھے ۲ رتن تجدہی کو دیکھ لو کہ کیسی تکالیف میں اتنا زمانہ گزارا بیٹھے کو گھر چھوڑ دیا۔ لیکن چندر ماں رشی کی بات نہ ٹالی ؛

سرگ ۶۵

سمندر کو دیکھ کر بانروں کی پست حوصلگی

بانروں کی طرف سے چل کر سمندر کے کنارے پہنچ گئے خوشی کی حد نہ تھی ہر ایک شیر کی طرح گرجتا تھا وہاں ٹھہرے تو سمندر میں راچھسوں کے جھتے دکھائی دیئے کامیابی کی تو امید ہوئی لیکن سمندر میں پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا وجہ یہ کہ سمندر کے پہاڑ راون نے اپنے مکان پر لگائے۔ سمندر کا جو بڑا معلوم ہوتا تھا اور سمندر تو بانر پھاند پھاند کر گئے تھے۔ بانر دل ہار گیا کہتے تھے کہ کیا کریں ؛

انگد نے سمجھایا کہ دیکھو کم ہمتی بڑی بری ہے جس طرح بچہ سانپ کے کاٹنے پر کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پست ہمتی بھی انسان کو کسی کام میں کامیاب ہونے نہیں دیتی ؛

رات اسی فہمائش اور حوصلہ افزائی میں گزر گئی۔ صبح کو انگد نے کہا اے ہاں بھائیو! بتائیے جاؤ سمندر پھاندنے کا کس کس میں دم ہے۔ اس کا جواب کسی نے نہ دیا سب خاموش رہے انگد سمجھے کہ بانر ایک دوسرے کے لحاظ سے اظہار طاقت میں پیشقدمی نہیں کرتے اس لئے ایک ایک کا نام لیکر سوال کرنا شروع کیا۔

سرگ ۶۶

بانروں کی زبانی اندازۂ طاقت کا اظہار

انگد کے سوال پر تمام بانروں نے اپنی طاقت کا اظہار کیا جن میں گج نے دس جوجن۔ گوکھ نے ۲۰ سرکھ نے ۳۰ گندھمادن نے ۵۰ سوکھین نے ۸۰

آراستہ تصویر بنی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پر مصروف گلگشت تھی کہ ہوا کے جھونکے سے زرکار دوپٹہ اڑنے لگا۔ وایو دیوتا حسن و جمال دیکھ کر بے قابو ہوگئے اور ہوا کی شکل میں اُن کے جسم سے قالب ملا دیا انجنی کچھ نہ سمجھی کہ معاملہ کیا ہے لیکن بعد کو کہنے لگیں کہ کونسا ایسا شخص ہے جس نے میری عصمت کا پاس نہ کیا۔ وایو دیوتا نے کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں میں نے کوئی حرکت ناشائستہ نہیں کی صرف ہوا کی شکل میں ہم بغل ہؤا تھا۔ خوش ہو کہ تمہارے بطن سے نہایت طاقتور صاحب جلال اور عقلمند بیٹا ہوگا راجہ اندر جی کی بھگتی سے اُس کی تین لوک میں عزت و شہرت ہوگی یوتا گندھرب انسان اور راچھس سب عزت کرینگے جب یہ سُنا تو انجنی خوش خوش گفا میں چلی گئی وہاں تم پیدا ہوئے۔ اتفاق سے تمہاری نظر سورج پر پڑی تم اُسے لال پھل سمجھ کر لینے کو تین ہزار جوجن کی بلندی پر پہنچ گئے تم کو دیکھا تو دیوتا چیخ اُٹھے اندر نے غصہ میں بجر مارا بجر کا کچھ اثر ہؤا تو صرف یہ کہ بائیں طرف کی ٹھوڑی پچک گئی اسی وجہ سے تمہارا نام بھی ہنومان ہؤا۔ اندر کی حرکت سے وایو کو سخت غصہ آیا انہوں نے ہوا روک دی جس سے دیوتاؤں کا دم گھٹنے لگا سب بشن اور برہما جی سے فریادی ہوئے برہما جی نے اشیرباد دی کہ ٹھوڑی کی چوٹ تکلیف دہ نہ ہو۔ اندر نے دعا دی کہ بے خواہش نہ مرد ہو گے۔

جب اس پر بھی وایو کا غصہ فرو نہ ہؤا۔ تو دیوتاؤں نے اپنی اپنی طاقت تمہاری نذر کر دی اور تم یوں نامور مشہور ہوئے جس طرح ہوا کو ہر جگہ جانے کی قدرت ہے اسی طرح تم کو بھی بس تم سے درخواست کرتا ہوں کہ سمندر پھاندو۔ قدرت کاملہ دکھاؤ بانر پریشان ہو رہے ہیں تمہیں پر سب کو بھروسہ ہے ۔

سرگ ۶۸

سمندر پھاندنے کے لئے ہنومان جی کی تبدیلی شکل

ہنومان جی نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک نہایت خوبصورت سروپ سب کے پیش نظر کیا۔ اور بڑے تدرسے گرجنے لگے چہرے کا جلال دیکھ کر سب بانر خوش ہو ہو کر استت

کرنے لگے اور حیران تھے کہ صورت شکل دفعتہً کیسے سامنے آگئی۔ ہنومان جی کا تیج رفتہ رفتہ
اس قدر بڑھا کہ نظر نہ ٹھیرتی تھی۔ انہوں نے دم کو چکر دے دے کر زمین پر پٹکنا شروع
ان کی نظر میں ریچھوں کی حقیقت صرف اتنی ہی تھی جس طرح شیر ببر کی نگاہ میں
لومڑی خرگوش وغیرہ کی۔ ہنومان جی نے سب بڑے بانروں کے سامنے گردن
اونچی کی اور کہا کہ میں دایو کا بیٹا ہوں۔ آکاش پر جانا میرے نزدیک کوئی
بڑی بات نہیں میرو پہاڑ پر ہزاروں دفعہ کود پھاند سکتا ہوں گرڑ جی پل بھر میں
سو کوس جائیں۔ تو میں ایک لاکھ کوس سمندر خشک کرنا۔ زمین کو کچلنا پہاڑوں
کو پھونک مار کر اڑانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جب پہاڑ پر قدم رکھ دوں
پاتال میں دھنس جائے۔ اوج ہوا پر اڑوں تو معلوم ہو کہ آکاش کی خیر نہیں
گرڑ جی وایو پتا کے سوا کسی کی طاقت نہیں جو قوت رفتار میں میرا مقابلہ کرسکے
یہ کہہ کر انہوں نے پہاڑ پر ہاتھ دے مارا تو ہزاروں شیروں اور بڑے چھوٹے
جانوروں کا دم نکل گیا۔ گندھرب جی ڈر کر بھاگے اپسراؤں کے کلیجے ہل گئے
بلند پہاڑ پر جگہ جگہ شگاف پڑ گئے قسم قسم کے سانپ گھبرا کر نکل پڑے معلوم ہوتا
تھا کہ پہاڑ پر رنگ رنگ کی گھٹائیں لہرا رہی ہیں۔ ہنومان جی کا دل پہلے ہی
لنکا میں جا پہنچا تھا صرف بانروں کی دلجمعی کے لئے یہاں ظاہری غالب کا
جلوہ دکھا رہے تھے +

کسکندھا کانڈ ختم

حصہ پنجم

سندر کانڈ

سرگ - ۱

ہنومان جی کا سمندر پر عبور

سری بالمیک جی صفحۂ قرطاس پر گوہر افشاں ہیں کہ ہنومان جی سیتا جی کی تلاش اور سری رامچندر جی کی بجا آوری ارشاد پر کمر بستہ ہو کر سوچے کہ مجھے دیوتاؤں کی گزرگاہ سے لنکا پہنچنا مناسب ہے چنانچہ وہ بلند پہاڑ پر چڑھ گئے جس کے سبزہ زار کی بہار نہایت ہی دلآویز تھی۔ یہاں خیال ہوا کہ بانر نہ سمجھیں کہ اس خوبصورت قالب سے سمندر کیونکر پھاندیں گے اس لئے انہوں نے سینے کے ٹکڑوں سے درختوں کو توڑنا شروع کیا جن کی شاخوں کے نیچے لاکھوں ہرن اور جنگلی جانور دب کر سرمہ ہو گئے سری ہنومان جی نے بانروں سے فرمایا کہ دیکھو لینا راچھسوں کا بھی یہی حال ہوگا +

یہ کہہ کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اس طرح گھومنے لگے جس طرح سانپ تالاب میں تیرتے ہوں۔ اس پہاڑ میں سفید زرد و سیاہ رنگ کے پتھر تھے سونے چاندی تانبے کی کانیں تھیں۔ کنر گندھرب حسینان نازنین کے ساتھ چھوٹے انہار اڑاتے تھے ناگ قوم کی نوآبادی تھی چنانچہ انہوں نے زیادہ وقت صرف کرنا مناسب نہ سمجھا [illegible] دو روح کو [illegible] اپنے پتا وایو (پون) کو پرنام کر کے سمندر پھاندنے کے لئے اس طرح تقدم بڑھایا کہ دونوں کے چاند سے پورنماشی کا چاند ہٹ گیا پہاڑ بوجھ نہ سنبھال سکا چوٹیاں ہلنے لگیں درختوں کے پھل پھول ٹوٹ کر چاروں طرف بکھر گئے پہاڑ کے دامن سے پانی بہ نکلا آگ کے دھوئیں

کی طرح پہاڑ سے ابھرے اڑنے لگے جانوران صحرائی چلا چلا کر بھاگے ناگ چیخ اُٹھے پہاڑی
سپھر جھانسے کی طرح کھڑے رب ہو گئے رشیوں نے بھی بھاگنا شروع کی گندھربوں کنھروں نے
بھی اختر بختر سمیٹا۔ زیور لباس سامان عیش سب نے وہیں چھوڑ دیا جان کو مقدم سمجھا
دیوتا لوگ سمجھ گئے کہ سمندر پھاندنے کی طیاریاں ہیں ہنومان جی مست ہاتھی کی طرح جھوم رہے
تھے۔ کلکاریوں سے بادل کی گرج مات تھی دم اٹھا کر کبھی چکر دیتے اور کبھی پہاڑ پہ ٹاپ دیتے تھے
جھومتے جھومتے ایک دفعہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور بولے کہ رام کے بان کی طرح سیدھا
لنکا میں پہنچونگا وہاں سیتا جی نہ ملیں تو اندر لوک میں تلاش کر کے پھر راون کو لنکا سمیت
سری رامچندر جی کے سامنے پہنچا دونگا ÷

یہ فرما کر تیر کی طرح اکاش کی طرف اس تیزی سے اُڑے کہ نظر کام نہ کر سکی جس طرح راجہ
کے ساتھ فوج ہو اسی طرح درخت اکھڑ اکھڑ کر تھوڑی دور تک ان کے ساتھ اُڑے پھولوں کی
بارش ہونے لگی جنہوں نے ان کے جسم اقدس کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھا اس وقت یہ معلوم
ہوتا تھا کہ گھٹا میں بجلی چمک رہی ہے اور چاند ستاروں میں روشن ہے آگے بڑھے تو دونو ہاتھ
اس طرح پھیلائے کہ پانچ پانچ منہ کے دو سانپ پھن اٹھائے ہوئے چلتے نظر آتے تھے زمین
کی طرف دیکھ لیا تو سمندر کانپ اٹھا کہ کہیں خشک نہ ہو جاؤں اوپر نظر اٹھی تو اکاش کو اپنی
خیر منانا پڑی۔ آنکھیں سورج چاند کی طرح چمکتی تھیں چہرہ آفتاب مغرب کی طرح سرخ تھا دم
اس طرح سر پر حلقہ زن تھی جس طرح سورج اور چاند منڈل باندھتے ہوں بغل سے پیدا ہونیوالی ہوا
کی سنسناہٹ سے بادل گرجتے تھے سایہ سمندر میں ہوا کی طرح اڑ رہا تھا اور قد و قامت یہی
معلوم ہوتا تھا کہ میرو پہاڑ ہے یوہیں قد گھٹاتے بڑھاتے گرڑ جی کی طرح پرواز کرتے ہوئے
تا بجرثہ تب مرت ہوئے۔ ۳ جوجن کی بلندی پر پہنچ گئے۔ اکاش میں گل افشانی اور تینوں
لوک میں مدح خوانی ہو رہی تھی ÷

سمندر نے سوچا کہ میں بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھولوں سری رامچندر جی کا کام ہے۔
راجہ سگر کے بزرگ کی بدولت مجھے یہ بزرگی حاصل ہوئی پس ہنومان جی کو ذرا دم لینے کے
لئے انتظام کر دینا چاہئے۔ اس نے میناک پہاڑ سے کہا کہ تم کو اندر کے غضب سے یہاں
آنا نصیب ہوا میرے کہنے سے انہوں نے تمہیں چھپا کی صورت اس لئے بنا دیا کہ راچھسوں
کی آمد و رفت بند ہو جائے تم کو سیدھا اونچا نیچا ہونے کی قدرت ہے اس لئے ذرا نیچے

ہو جاؤ کہ ہنومان جی قدم نکالیں - مینا ک پہاڑ سنہ آب سے ایسا ابھرا کر آکاش پر اس کی چوٹی پہنچی ہنومان جی سمجھے کہ کوئی راکھشس میری طرف بڑھا چلا آرہا ہے فوراً ہی چھاتی سے دبا دیا تو مینا ک پہاڑ نیچے دھنس گیا اور وہ خود اوپر کی طرف چلے مینا ک طاقت دیکھ کر خوش ہو گیا اور قالبات ن میں عرض کی کہ سمندر کے حکم سے حاضر ہوا ہوں اندر میری چوٹی پر آرام کیجئے کندمول پھل بھی حاضر ہیں قبول فرمائیے شاستروں میں طاقتوروں کو کمزوروں پر سایہ عاطفت رکھنے کی ہدایت ہے چنانچہ آپ کا بھی فرض ہے کہ ذرہ نوازی کیجئے ست جگ میں کسارے پہاڑ پر دار تھے دیوتاؤں کو غرور کا خوف ہوا اس لئے اندر نے سب کے پر کتر ڈالے آپ کے پتا وایو کی مجھ پر نظر عنایت ہوئی انہوں نے مجھے اڑا کر سمندر میں ڈال دیا میرے پر تیغ نہ ہونے پائے وایو کی مہربانی کے سبب سے آپ کا اور میرا تعلق بھی ہے لیں اس رشتہ کو نباہئے ہنومان جی - میں تمہاری عنایت کا شکر گزار ہوں مجھے ٹھہرنے کی مہلت نہیں جانکی جی کی تلاش کو جاتا ہوں اتنا فرما کر انہوں نے پہاڑ کو ہاتھ لگا کر اپنی راہ لی اور سمندر مینا ک دیوتا رشی سب اُن کی مدح سرائی کرنے لگے اندر اندرانی کو لئے مینا ک کے پاس آئے اور اُس کی خوش قسمتی کو سراہ کر سب پہاڑوں پر فضیلت دی اور ہمیشہ کے لئے بے خوف و خطر کر دیا گو دیوتا لوگ طاقتوری کے قائل ہو گئے - لیکن عقل و فراست کی آزمایش منظور تھی لہذا انہوں نے ناگوں کی ماں سوریا کو راکھشس کے روپ میں روانہ کیا سوریا آئی بڑے بڑے دانت پیلی پیلی آنکھیں زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا منہ جو دیکھتا اس کا دم فنا ہوتا - جب ہنومان جی سے سامنا ہوا تو گھبرا کر کھڑی ہو گئی اور منہ پھیلا کر بولی کہ برہما جی نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے - کہ جو ادھر سے گزرے اس کو حلق اتارجاؤں +

ہنومان جی - سیتا جی کا پتہ لگا آنے دو پھر جو چاہے کرنا +

سوریا - میرے سامنے آکر کوئی بچ کر نہیں جا سکتا +

ہنومان جی - اگر یہی ہے تو لو میں چلتا ہوں +

یہ سن کر سوریا نے اور منہ پھیلا دیا تو انہوں نے تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ چھوٹے سے منہ میں کیونکر داخل ہو سکونگا -

ان الفاظ کے سنتے ہی سوریا نے دس جوجن منہ پھیلا دیا - ہنومان جی نے بھی بیس جوجن قد بڑھا لیا خلاصہ یہ کہ سوریا نے دس ، ۳۰ جوجن تک منہ پھیلایا مگر ہنومان جی کی برابری نہ کر سکی وہ بھی جتنا منہ بڑھاتے ہی گئے آخر میں ہنومان جی نے انگوٹھے کے برابر قد کر لیا

اور منہ میں گھس کر پھر باہر نکل آئے اور کہا کہ لے بس اب چلتے ہیں سیتا جی کی تلاش میں دیر ہوتی ہے۔

سورسا خوش ہوگئی اور دعا دی کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سیتا جی سے ملو مگر جب رامچندر جی خود تکلیف کریں گے تب نقش مراد کرسی نشین ہوگا۔

ہنومان جی وہاں سے چلے پہلے اس راستے سے گزرے جہاں اندر تمام دیوتا اور گندھرب کی آمد و رفت ہے پھر چتر بھانو اگنی سورج اور چندرمان کی گزرگاہ میں بھی جد مفر سے گزرتے تھے۔ دیوتاؤں کے رتھ کن رستے ہو جاتے تھے کوئی روک ٹوک نہ تھی جب سمندر کا کنارہ قریب آگیا تو سنگھیکا راکشسنی نے مایا کے زور سے اس طرح سایہ پکڑ لیا کہ ہنومان جی ہل نہ سکے وہ خوش تھی کہ خوب تر مال ملا ہنومان جی حیران تھے کہ معاملہ کیا ہے اس وقت ان کو سگریو کا قول یاد آیا کہ سمندر کے راکشس اور جانور سایہ پکڑ کر ذی روح کو کھا جاتے ہیں۔ پس انہوں نے اپنا جسم بڑھایا اور اس کے منہ میں کود کر ہڈی ہڈی چور کر دی یہ راکشسنی ایسی زبردست تھی کہ ہنومان جی کے سوا کوئی اس کی جان نہ لے سکتا تھا ہنومان جی جست کر کے سمندر کے پار پہنچے وہاں اس خیال سے زمین پر اتر پڑے اور قد چھوٹا کر لیا کہ راکشس خبردار نہ ہو جائیں یہاں سے انہوں نے لنکا کا نظارہ دیکھا اور کبھی پہاڑ اور کبھی زمین پر اچھلنے کودنے اور درخت توڑنے اور ٹہلنے لگے۔

سرگ ۲

ہنومان جی کا لنکا میں داخلہ

ہنومان جی کوہ تل پہاڑ پر پہنچ کر خوش تھے کہ سو جوجن کا سمندر میں نے پھاند لیا اگر سری رامچندر جی کی توجہ ہو تو لاکھوں کروڑوں جوجن کی مسافت طے کر لینا کوئی بات نہیں وہ اس پہاڑ سے لنکا کی سیر دیکھنے لگے باغ کی بہار دیکھ کر دل پھڑک گیا لنکا کو دیکھا تو عجیب رونق تھی چاروں طرف خندق تھی [illegible] کرمان نے لنکا کو دیوپوری بنا رکھا تھا جگہ جگہ توپیں تھوڑی تھوڑی [illegible] [illegible] شامل

کا دروازہ سر بفلک اچھا خاصہ پہاڑ تھا ہنومان جی دل میں کہنے لگے کہ ایسی دشوار گزار اور
ہر طرف سے محفوظ لنکا میں بار بار کیا جا سکینگے بے شک سری رامچندر جی کو بست قدرت
ہے لیکن نہ یہاں طاقت سے کام چلیگا نہ زور آزمائی سے کوئی حکمت عملی چنداں محال کسی قسم
کی کارستانی سے کام نکالنا مشکل راون کے مقابلے میں اگر کوئی کچھ کر سکتا ہے تو یا انگد
یا سگریو یا نل یا میں۔ باقی بانر کچھ مال نہیں میں رامچندر جی کے اقبال سے یہاں تک پہنچ
گیا اس لئے کچھ نمونہ طاقت دکھانا چاہئے۔ رامچندر جی تو وہیں بیٹھے بیٹھے ایک بان
سے راون کا سر اڑا سکتے ہیں مگر جب ہم لوگوں کو بھیجا ہے تو جلدی واپس چلنا مناسب
نہیں اب یہ سوچنا چاہئے کہ رات یا دن کو قد بڑھا کر لنکا میں جاؤں یا چھوٹا کر کے مگر قد
بڑھانے اور دن کو جانے میں یہ نقص ہے کہ راکھشسوں سے مقابلہ ہو جائیگا اور اس میں
مفت دیر ہو جائیگی پھر سوچے کہ رات کھلنے سے جانکی جی کے درشن مشکل ہونگے اس سے
وہی تدبیر کروں کہ میں چھپ کر دیکھوں اور کوئی مجھ کو نہ دیکھ سکے اس پر بولے نہ جی
اور ٹھان لی کہ کھلم کھلا چلو ڈر ہی کس کا ہے لیکن اس میں مضائقہ ہے کہ سری رامچندر جی
کی مرضی کے خلاف دار و گیر کی نوبت آ جائیگی مالک کی ہدایت کی خلاف ورزی سے مطلب
براری میں فرق آ جاتا ہے اس لئے وہ بات کرنا چاہئے کہ سری رامچندر جی کی مرضی بھی
قائم رہے اور وہ کام بھی بن جائے اس کے لئے راکھشس کا بھیس رکھ لینا مفید ہوگا راکھشس
اس [illegible] کو [illegible] اور [illegible] روک ٹوک نہ ہوگی ایسا کس در رہے ہیں وایو
پون ہوا کی مجال نہیں کہ راون کی اجازت کے بغیر لنکا میں داخل ہو سکے میں جس طرح
حیثیت میں کیونکر پہنچ سکونگا اس سے بہتر یہی ہے کہ نہیں پہلے سراغ لگا لوں
لیکن اس کے لئے بھی وقت کہاں دیر ہوتی تو لطف کیا اس سے بس اور خیالات
فضول چھوٹا قد کر کے چلوں "ہر چہ بادا باد" اگر راکھشس دیکھ بھی لینگے تو حقیر سمجھ کر کچھ نہ
بولینگے ادھر گوشے گوشے میں جانکی جی کی تلاش کر سکونگا یہ رائے قائم کر کے چھوٹا بن
کر لنکا میں داخل ہو گئے وہاں کی رونق دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں صاف و شفاف سڑکیں
نے جواہرات کے عالیشان محل۔ قدم قدم پر پہرے پاسبانوں کا ہر طرف شور
جگہ جگہ گروہ بیکار و بیشتر راکھشس ٭

ہنومان جی راون کی خوش انتظامی کے قائل ہو گئے اسکی تدابیر کو سراہنے لگے کہ ادھر دیکھا

کی طرح ایسے ایسے رفیع الشان اور جواہر نگار محلوں میں اس طرح عیش کرتا ہے جس طرح ہنس صاف و شفاف پانی کے خوبصورت تالابوں میں زندگی کا لطف اُٹھاتے ہیں ÷

سرگ ۳

لنکا کے جنوبی دروازے پر ہنومان جی کے ہاتھ سے لنکنی محافظ لنکا کا قتل

ہنومان جی دکن کے رخ سے اتر کے دروازے پر آئے تو وہی کیفیت نظر آئی مکانات میں روشنی سے عالم نور اس پر سونے جواہرات کی چمک دمک سے تیس سو گنہ۔ ہنومان جی اندر قدم رکھنے کی فکر میں ہی تھے کہ لنکا کی محافظ دیوی منہ پھیلا کے سامنے آموجود ہوئی اور گھرک کے بولی۔ تو کون ہے یہاں تیرا کیا کام۔ سچ سچ بتا نہیں تو کچا کھا جاؤنگی ÷

ہنومان جی میں ٹھیک ٹھیک بتا دونگا۔ مگر پہلے تو کہ کون ہے یہ کالی کالی بھیانک صورت پہاڑ کی کھوہ کے سے ناک کان کیوں رہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ کا باعث کیا کھانیکی دھمکی کا سبب۔ آخر میرا کوئی قصور۔ کوئی خطا ÷

جواب میں لنکنی لنکا کی محافظ ہوں۔ میری اجازت کے بغیر یہاں ہوا کا بھی گزر نہیں پرندہ پر مارے کیا مجال۔ جو میری اطلاع کے بغیر جانے کا ارادہ کرتا ہے اسے میں ڈکار جاتی ہوں۔ خیر بتی اسی میں ہے کہ جلد بتاؤ۔ یہاں قضا کیسے لائی ÷

ہنومان جی کو اس ترش بیانی پر سخت غصہ آیا قدم بڑھا کر چاہتے تھے کہ گردن دبا دوں مگر سوچے کہ عورت کا مارنا جائز نہیں اس لئے انہوں نے فہمائش کی نظر سے کہا کہ نیک بخت میں صرف شہر کی سیر کو آیا ہوں تھوڑی دیر میں واپس چلا جاؤنگا تم ناحق روکتی ہو یہ کہہ کر قدم بڑھایا ہی تھا کہ لنکنی ڈپٹ کر بولی او بیوقوف میری اجازت کے بغیر چلا ہی جاتا ہے ہنومان جی کے دل میں آئی کہ مزہ چکھا دوں مگر یہی خیال دامنگیر ہوا کہ عورت پر ہاتھ چلانا انسانیت کے خلاف ہے تھوڑی تیج کہ کہیں سرپا کی طرح یہ بولتا ؤں نے اسے بھی امتحان

طاقت کے لئے نہ بھیجا ہو۔ اس لئے انہوں نے پھر عاجزی سے کہا کہ اے سرو پا حسن و خوبی صرف سیر کرنے کی غرض ہے جو یں تو گنہگار ؟

لنکنی اس جواب پر بگڑ گئی اور زور سے ایک طمانچہ رسید کیا ہنومان جی کو کہاں تاب تحمل اس زور سے ڈانٹ کر گھونسا مارا کہ زمین پر چت گر پڑی اور آنکھیں نکال دیں ہنومان جی کو فکر ہوئی کہ اس کا دم نکل گیا تو اچھا نہ ہوگا لیکن لنکنی بول پڑی کہ جان ہونٹوں پر ہے جان بچاؤ۔ مجھے برہما بردان دے چکے ہیں کہ جب کسی بانرکے ہاتھ سے مار کھانا تو سمجھ لینا کہ لنکا کے راچھسوں کے دن پورے ہو گئے۔ آج مجھے یقین ہو گیا کہ راون کچھ دنوں کا مہمان ہے اور سیتا ہرن کی بدولت لنکا راچھسوں سے سونی پڑ جائیگی مجھے نندمی اور سنت کماری کی بددعائیں یاد ہیں ان کا سراپ ہے کہ جب راون پست برتا عورتوں کے دامن عصمت پر داغ لگانے کا خواہشمند ہوگا تو اس کی موت نزدیک ہوگی چنانچہ وہی سامان پیش نظر ہیں اچھا تم اب جاؤ سیتا جی سے ملو۔ میں تم سے رخصت ؟

سرگ ۴

لنکا کے شمالی دروازے سے ہنومان جی کی راون کے راج دوار پر رسائی

شاستر میں لکھا ہے کہ شادی۔ داخلہ مکان۔ اور نیک کام کے لئے جانے کے وقت دایاں قدم اٹھانا چاہئے اور جب دشمن پر فتحیابی کا عزم ہو تو بایاں اسی لحاظ سے لنکنی کے مرنے کے بعد ہنومان جی بایاں قدم بڑھا کر گڑھی میں داخل ہوئے شاہی گذرگاہ کے وسط میں پہنچ کر آہستہ روی اختیار کی اور دیکھتے جاتے تھے کہ ہر جگہ راچھسر چہلیں کر رہے ہیں نوبت نقاروں کی آواز زمین و آسمان میں گونج رہی ہے سلاح خانے بکثرت ہیں جابجا محفل رقص و سرود گرم ہے کہیں ناک کان اور منہ سے گانے والے کہیں اتم مدھیم پنچم تین قسم کی تالیں بجانے والے اپنا کمال دکھاتے ہیں کہیں رقاصان مہ جبیں تھرک تھرک کر گھنگرو بجاتی ہیں راکشس پوجا پاٹ میں مشغول وید شاستر پڑھے جا رہے ہیں ہون کنڈ کی آگ دہک رہی

ہے راچھسوں کے جتھے سیر کرتے پھرتے ہیں۔ ہزاروں راچھس سر منڈائے جٹا مکٹ بنائے
کُش آسن پر بیٹھے جگیہ کر رہے ہیں راون کی جے جے کار کا شور بلند ہے ایک مقام پر ہتھیار
ہی ہتھیار مگدر اور ڈنڈا وغیرہ ڈھیر تھے کالے۔ پست قد۔ دراز قامت اوسط اندام لاغر فربہ
قوی ہیکل سیاہ فام۔ بگل اندام خنجر بدست کماندار۔ زرہ پوش۔ بدشکل خوبرو۔ علم بردار
سلاح بند غرضیکہ ہر قسم کے نشاچروں کی کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے لاکھوں راچھس گرز
کمند وغیرہ لئے پھرتے تھے بھتوں کے ہاتھوں پر چندن کا تلک تھا بہت زیور و لباس سے آراستہ
و پیراستہ تھے غرضیکہ یہ سب سیر دیکھتے ہوئے راجدھانی کے قریب پہنچے وہاں ہاتھی گھوڑے
اونٹ خچر رتھ اور بمان اتنے دیکھے کہ شمار نہ تھا راج دوار کے پھاٹک کی تعریف بیان سے
باہر ہے بازو پٹ چوکھٹ سب چیزیں سمندر کے اس سونے کی تھیں جو دن بھر میں
سولہ رنگ بدلتا ہے اور پھر اس پر جواہرات کا جڑاؤ ہیرا اور قسم قسم کے پھولوں کی چھبا
کا نظارہ ایسا دلفریب کہ بے ساختہ منہ سے واہ نکلتی تھی اس پھاٹک پر ہزاروں نشاچر
محافظت کے لئے مقرر تھے جن میں سے ہر ایک طاقت میں اپنی آپ ہی مثال تھا۔

سرگ ۵

ہنومان جی کی آدھی رات تک کی سیر کا حال

ایک پہر رات کے بعد ہنومان جی نے مکانوں میں چاند کو اس طرح گشت کرتے پایا جس
طرح بازار میں سانڈ گھومتے ہیں چاند سے لنکا کی رونق اس طرح بڑھ رہی تھی جس پورنماشی
کے چاند سے سمندر لنکا میں چوری کا نام نہ تھا پھبن اس طرح یہاں رہتی تھی جس طرح
مندراچل پہاڑ پر حسن لنکا ہیرے سونے جواہرات سے جگمگا رہی تھی اس پر چاندنی روشنی
نور سے نور رہی تھی گھروں میں عورتیں ستار اور بین بجا کر بہت سُروں سے دلکش نغمہ گا رہی
تھیں بہت سی خلوت گاہوں میں خاوند عورتوں کو گلے سے لگائے ہوئے سو رہے تھے اکثر
شبستانوں میں جشن سرودی در پا تھا اکثر عورتیں شراب جوانی اور صہبائے رعنائی کے نشہ میں چور
خاوندوں کو تکیے لگائے سو رہی تھیں کوئی حسین تخت پر جلوہ افروز تھی کوئی طلائی کرسی
پر بہادر لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں چھیلا بنے موچھیں اڑاتے تھے کہیں شاستر اور تفنگ

ہوتا تھا کہیں شاعرہ و مناظرہ۔ شراب خور اپنے رنگ میں مست تھے دور چل رہا تھا۔ ایک دوسرے سے خبر لیں بڑھی جاتی تھیں کہ دیکھیں کون زیادہ پیتا ہے کوئی مست الست زمین پر لوٹ رہا تھا کسی کو جامہ کی خبر نہ تھی۔ شوالے شوہر جذبہ شوق سے حسن ممکیں کی گزک کا مزہ لیتے تھے بات بات میں دل لگی ہو رہی تھی۔ بدصورتوں پر پھبتیاں کہی جاتی تھیں ضلع جگت کا بازار گرم تھا۔

ایسی ایسی مختلف کیفیتیں دیکھتے ہوئے آگے بڑھے تو بھبھیکین کے مکان میں پہنچے۔ یہاں وہی سماں تھا کہ بھبھیکین ایشور کی یاد میں مشغول ہیں خوف ہے کہ ادھرم کا خیال نہ آجائے نیک اعمال لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے وید اور شاستر پڑھے جاتے ہیں جن میں تصویر تو کے چہروں پر دھرم تیج برس رہا ہے آپ آپس لوگ کہتا ہیں کہ سب میں ایشور بھجن ہو رہا ہے ان سب کی عورتیں بھی نیک پاک خوش پوش اور زیور و جواہر سے آراستہ ہیں ہنومان جی یہاں کی سیر سے نہایت خوش ہوئے اور دھرم منڈلی کی دل ہی دل میں تعریف کرکے آدمیوں کو کوٹھوں پر سوئے ہوئے چور دھا وندوں کو دیکھتے بھالتے گھر گھر میں گھستے پھرتے رہے۔ مگر کہیں سری جانکی جی کا پتہ نہ لگا۔ ان کے دل میں چوٹ لگی کہ ہائے سری رامچندر جی اس وقت سیتا جی ہی کی اور میری ہی آمد کے انتظار میں بے چین ہونگے۔

سرگ ۶

راون وغیرہ کے محلوں میں جانکی جی کی تلاش

آدھی رات گزرنے پر ہنومان جی گھومتے گھومتے راون کے محل کی طرف پہنچے جس کی دیواریں سورج کی طرح چمک رہی تھیں سنگین پہرہ بیٹھا تھا سارے محل میں سونے چاندی موتی اور جواہر کے نقش و نگار تھے پھاٹک منفرد ہاتھی گھوڑے رتھ سوار اور رتھبان بیشمار ہر جگہ فرش مکلف باغ میں مغنیان خوش گلو کی نغمہ سرائی خوشبو کی لپٹیں جان بخش نوبت بجتے تھے دلنواز۔

سنگھنیر گرہ یعنی سلاح خانہ میں ہزار ہا قسم کے ہتھیار دیکھ کر کوٹھوں کو کوٹھوں پر چڑھتے ہوئے بہت۔ دھایا رس سکھ کرن۔ کمبھکرن۔ مہودر۔ بدن مالی۔ سکھ۔ راون۔ مندجیت (میگھناد) جمبو مالی۔ سیالی۔ رسم کیتو۔ سر جیشر۔ وجر کا ارتھ۔ پرا کھ۔ مہودر۔ بھیم۔ اگنی۔ بکھن۔ سنک۔ نابھ۔ جود۔ ربیم

کی تصویر بھی زینت بخش تھی۔ اس کے اندر اس طرح کمرے اور صحن وغیرہ بنے تھے جس طرح مندراچل میں گپھائیں۔ ہنومان جی نے یہاں بھی جانکی جی کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

سرگ ۸

بمان میں دوبارہ تلاش اور ناکامیابی

ہنومان جی مایوس ہو کر چلے اور پھر پلٹے کہ پھر دیکھ لوں بمان بہت بڑا ہے شاید یہیں اس میں جانکی جی نہ ہوں وہ کہنے لگے کہ اس بمان کے سامنے دیوتاؤں کے عالیشان مکان کی بھی کچھ حقیقت نہ تھی ایسا بمان وہی شخص دیکھ سکتا ہے جو بڑا دھرماتما ہو اس میں وصف یہ تھا کہ جہاں خواہش ہو وہاں ہوا کی طرح پہنچا دے جب کبھی مرمت کی ضرورت ہوتی تھی تو ہزاروں راچھسوں سے بمشکل اٹھائے نہ اٹھتا تھا پہاڑوں کی رونق صرف بسنت رت میں پھولوں سے ہوتی ہے مگر اس کی زینت میں کبھی فرق نہیں آتا ہنومان جی نے بہت تلاش کی مگر مایوسی نے ساتھ نہ چھوڑا۔

سرگ ۹

ہنومان جی کا راون کی خوابگاہ میں گزر

اس بمان کے نصف جوجن چوڑے اور ایک جوجن لمبے مکان میں راون موجود تھا۔ جہاں بڑے بڑے سوریر پہرے پر تھے اور ایک دو تین چار دانت تک کے کوہ پیکر ہاتھیوں کا ہر طرف ہجوم تھا ایوان کو ان مہ جبیناں خورشید طلعت سے رونق تھی جنہیں کم سنی میں دیوتاؤں اور گندھروں راچھسوں اور راجوں سے زبردستی چھین لیا تھا یہ نازنینان نوخیز اندرا ور کبیر کے گھروں کی لچھمی معلوم ہوتی تھیں ہنومان جی یہ رنگ دیکھ کر سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو وہی بسوکرما کے کمالات صنعت کا عجائب خانہ ہے جو کوبیر نے تپسیا کی بدولت برہما سے حاصل کیا تھا اور جو زبردستی راون نے ہتھیا لیا بمان میں سورج کی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی خالص سونے کی سیڑھیاں جواہر نگار جھروکوں کے طرح طرح کی نعمتوں سے بھرے ہوئے خوابگاہیں جگمگ دکھا

رہے تھے۔ راون بستر استراحت پر محو خواب راحت تھا اس کے چہرے کے نور اور پری وشان
ہم آغوش کی تجلی حسن سے سورج کی روشنی ماند ہو رہی تھی۔ ہنومان جی نے ایک ایک مہ
جمال کی صورت دیکھی کوئی آنچل سے منہ ڈھانپے ہوئے سو رہی تھی۔ کسی کو چنچل آنچل
کا ہوش نہ تھا کسی کی زلف مشکبو چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔ کسی کے بچھونے کا رخ
ادھر سے ادھر ہو گیا تھا۔ اگر ایک کے موتیوں کا مالا ٹوٹا پڑا تھا۔ تو دوسری کے گلے کا
ہار کوئی سینے کا ابھار پہ ہاتھ رکھے خواب ناز کا مزہ لے رہی تھی کسی کا ہاتھ کسی اور نازنین
کے زرکار جسم پر زینت دے رہا تھا۔ سیکڑوں ہی راون کے جسم سے لپٹی ہوئی تھیں بیسیوں
کے ہاتھ بے تکلفی سے اور مہوشوں کے گلے میں طوق کا کام دے رہے تھے پہلے راون دیوتاؤں
وغیرہ کی انہیں لڑکیوں سے حظ نفسانی اٹھاتا تھا جو رضامندی ہوتی تھیں زبردستی سے غرض نہ
تھی مگر اب نیت میں فرق آ گیا سرہنگی اختیار کرنا شروع کی جس دیوتا یا گندھرب کی لڑکی کو راون کی
جانکی پھر اس کو دوسرے کی ہوس نہ رہی راون ہی کی ہو رہی اس لئے ہنومان جی یہ رنگ ڈھنگ
دیکھ کر جانکی جی کی طرف سے متوہم ہوئے اور خیال ہوا کہ یا تو راون کا منتر چل گیا یا جانکی جی نے
عصمت بچانے کے لئے جان دیدی دونو صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہے تو افسوس کہ
مجھے فضول زحمت ہوئی اور سری رامچندر جی کی مفت جان گئی وہ جانکی جی بغیر زندہ نہیں
رہ سکتے مگر نہیں یہ سب ہمارا وہم ہے۔ جانکی جی پاکدامن ہیں۔ بن میں رفاقت کرنا
ان کے پتی برت کا ثبوت ہے۔ خاوند کے لئے سکھ چھوڑنا تمام عورتوں کا کام نہیں یہ
سری جانکی جی ہی نے فخر حاصل کیا۔

سرگ ۱۰

راون کی خوابگاہ کی سیر کا دوسرا لطف

ہنومان جی ذرا دم لے کر پھر تلاش میں متوجہ ہوئے۔ اس وقت راون کی صورت
اور ہی تھی سر پر سفید چھتر جسم پر لال چندن کا غازہ آنکھیں سرخا سرخ بازو لمبے لمبے سانس
جیسے لوہار کی دھونکنی چاروں طرف سو رہی تھیں کسی کے ہاتھ میں جڑاؤ چنور کسی کے ہاتھ میں
مرصع مورچھل ہنومان جی دروازے کی آڑ میں کھڑے ہو کر جھانکنے لگے دیکھا کہ راون

کے جسم میں اُن زخموں کے نشان موجود ہیں جو دیوتاؤں اور اسروں کی لڑائی میں اندر کے
بجر اور ایراپت ہاتھی کے دانت سے جا بجا ہو گئے تھے۔ بدن پر نفیس پوشاک تھی کندل
اور زیور چمک رہے تھے۔ بدن سانولا تھا جس سے مرجان لپٹی ہوتی تھیں۔

ہنومان جی وہاں سے ہٹے تو بہت سی عورتوں کو بغل میں لیے ہوئے دستار بائے ہوئے
سوتے پایا۔ انہیں میں ایک عورت کی تصویر محو خواب راجت تھی جس کے چہرے کی چمک
سے سارا مکان روشن تھا۔ وہ پہلے سمجھے کہ بس مندودری یہی ہے۔ مگر پھر سوچے کہ وہ
یہاں کہاں کہیں اور ہو گی۔ ضرور جانکی جی یہی ہیں۔ اس خوشی کو وہ روک نہ سکے
اور اپنی زبان سے گانا شروع کیا اور اچھلنے کودنے لگے۔

سرگ ۱۱

مندودری کی خوابگاہ کی سیر

عین عالم خوشی میں ان کو دفعتہً خیال ہوا کہ جانکی جی کے بدن پر لباس و زیور
کی یہ زیبائش کیسی اور ایسے خانۂ آرام کے کیا معنی وہ اس وقت سری رامچندر جی
کی یاد میں تارے گن رہی ہوں گی جو دیوتاؤں میں ہے جیسے اس کو راچھسوں کی قربت
سے سروکار۔ اس خیال نے اُن کو یقین دلایا کہ بس مندودری یہی ہے جانکی جی کہیں
اور ہوں گی یہ سوچ کر وہ دوسری طرف مڑے جہاں گئے وہاں نازنینان زہرہ جمال کا ہی
جمگھٹا پایا۔ جو مشتری تمثال تھی نشہ شراب سے مدہوش تھی خورشید جمال تھی۔ وہ ایک
دوسرے سے بے خبر مدہوش ہزارہا حسینان طناز میں راون اس طرح معلوم ہوتا تھا جس
طرح گوپیوں کے جھنڈ میں سانڈ۔ یا ہتھنیوں کے جھنڈ میں کوئی ہاتھی ظروف طعام کا
کہیں شمار نہ تھا۔ ہزاروں ہرن سور۔ بھینسے۔ خرگوش اور بکرے کے کلیجے قورمہ سے
لبریز تھے شراب کے قرابوں کی گنتی نہ تھی کھٹے میٹھے کباب طباق رکھے تھے میووں کا ڈھیر
لگا ہوا تھا سونے چاندی کے کٹورے پانی سے لبالب تھے اور بہت سے لوٹے کچھ ٹوٹے
ظروف ٹیکنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ نشہ شراب کی بیخودی میں خوب دھینگا مشتی
ہوئی ہے۔ یہاں سے ہٹے تو شعابدل کا ایک بازار لگا ہوا پایا۔ معلوم

ہوتا تھا کہ خوشبویات کا ذخیرہ یہیں ہے۔ ہنومان جی نے اسی طرح راون کا سارا شہر چھان مارا۔ مگر جانکی جی کے درشن نہ ہوتے اُن کو بڑی فکر ہوئی اور افسوس ہوا۔ کہ میں نے عورتوں کو چولی آنچل سے بے خبر ہی نہیں دیکھا۔ بلکہ شوہروں سے ہم صحبت بھی اس پاپ کا ازالہ کیا ہے ساتھ ہی دل بولا کہ شاستر نے بدنگاہی زبدنیتی کی نظر سے عورتیں دیکھنے کو گناہ بنایا ہے۔ یہاں نیت صاف تھی پھر کیسا گناہ لیکن جانکی جی کا درشن نہ ملا۔ اس سے دل کھٹکتا ہے۔ کیونکہ ان کا درشن انہیں کو نصیب ہوتا ہے جو پاپی نہیں۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ پرائشچت کرکے سیتا جی کی تلاش کروں مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی جب میرے دل میں سیتا جی کا دھیان ہے تو پاپ کا کیا اثر اور پرائشچت کی کیا ضرورت اس کے بعد انہیں خیال ہوا کہ کوئی جنگلی وحوش بھی ہوتا تو جانکی جی کو ڈھونڈھ لیتا۔ افسوس کہ میں بانر ہوکر ذرا کام نہ کرسکا۔ اس شرم سے وہ پھر تازہ دم ہوگئے۔ اور تلاش شروع کی ۔

سرگ ۱۲

ہنومان جی کی مایوسی

ہنومان جی تلاش سے عاجز ہوگئے جانکی جی کیا اُن کا سایہ تک نہ دکھائی دیا۔ عالم پریشانی میں سمجھ بیٹھے کہ جانکی جی دنیا ہی میں نہیں یا تو راون کی زبردستیوں سے زچ ہوکر جان دے دی یا راون نے اُن کو ہٹ سے تنگ آکر قتل کردیا اور اگر راچھسوں کی بھیانک صورتیں دیکھ کر مارے خوف کے مرگئی ہوں تو تعجب نہیں ہنومان جی کو فکر ہوئی کہ مفت پاؤں ٹوٹے جاموان اور انگد کو کیا جواب دونگا اور سری رامچندر جی کو کیسے منہ دکھایا جائیگا۔ اُن کی امید تو ٹوٹ چکی تھی حوصلے پست ہوگئے تھے مگر سوچے کہ جوینده یابنده۔ ایک مرتبہ اور تکلیف سہی اس طرح ہمت باندھ کر پھر چاروں طرف گھومے۔ ہوئی کی طرح ڈھونڈا مگر شکل مراد نظر نہ آئی۔ مایوسی نے چاروں طرف سے گھیر لیا ۔

سرگ ۱۴

ہنومان جی کا خلجان

ہنومان جی مایوس ہوئے لیکن پھر کمر کسی اور گرد و نواح کے بن باغ سبزہ زار سب ڈھونڈ
ڈالے سیتا جی نہ ملنا تھیں نہ ملیں ان کو جب مایوسی ہوتی تو گدھ راج کا یہ قول ہمت بندھاتا کہ
سیتا جی لنکا میں فروکش ہیں مگر انہوں نے ساری لنکا چھان ڈالی تھی اس لئے طرح طرح کے
توہمات پیدا ہوتے تھے کبھی خیال ہوتا تھا کہ راون کے بھاگنے کے وقت سیتا جی سمندر میں تو نہیں چھوٹ
پڑیں کبھی وہم ہوتا کہ لنکا آتے وقت دہانتماؤں کو دیکھ کر مارے غیرت کے خود سیتا جی نے ہیرا تو نہیں چبا
لیا یا یہ نہیں تو راون کی دست درازی پر ضرور وہ زہر کھا بیٹھی ہونگی اور اگر سمندر سے گذرتے وقت راون
سے ہاتھ چھڑا کر ڈوب گئی ہوں تو بھی قرین قیاس ہے کیونکہ وہ مہا لکشمی ہیں بھگوتی کی طاقتوں کو
راون کہاں پہنچ سکتا ہے یہ بھی شک تھا کہ ان حسینوں کا سرمایہ ناز سمجھ کر اور راون کی منظور نظر
جانکر رانیوں نے سوتیا ڈاہ سے جان لے لی ہو یا راون کی عدول حکمی پر راچھس کھا نہ گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے
کہ سری رامچندر جی کے فراق میں انہوں نے خود ہی جامہ ہستی اتار کر پھینک دیا ہو کیونکہ وہ پتی برتا ہیں
لیکن جب سیتا ہرن کے وقت وہ ہائے رام ہائے لچھمن کہتی ہوئی لنکا میں آئی ہیں تو اس لئے سری
رامچندر جی کے شوق دیدار نے ان کو خودکشی سے ضرور باز رکھا ہوگا اور انکے تیج کے سامنے
راون کی حقیقت ہی کیا ہے کہ آنکھ ملا سکے سب تو بات غلط جانکی جی ضرور یہیں ہیں مگر یہاں
ہوتیں تو کہیں تو کچھ رونے دھونے کی آواز آتی یا کوئی کراہتا ہوا ملتا لیکن یہ بھی ممکن ہے
کہ راون کے خوف کے مارے منہ سے اف نہ نکال سکتی ہوں پھر بھی یہ بات خلاف عقل معلوم
ہوتی ہے کہ وہ راون سے اس طرح ڈرتی ہوں میں اپنے امکان بھر تلاش کر چکا اب محنت فضول
ہے بہتر ہے کہ سری رامچندر جی سے جا کر کہدوں کہ جانکی جی سے ہاتھ دھوئیے وہ دنیا میں نہیں
لیکن جب ہلاکت کا سبب پوچھینگے تو جواب کیا ہوگا۔ اس سے یہی کیوں نہ کہوں کہ دیکھ آیا لیکن اس
میں بھی مشکل یہ ہے کہ جگہ کون بتاؤں اچھا تو پھر جھوٹ بولنا فضول صاف ہی کہہ دینا ٹھیک ہے کہیں
نہیں ملیں فیصلہ شد جھوٹ کا باپ بھی نہ ہوگا سچائی پر بھی حرف نہ آئیگا مگر یہ بھی مناسب بات ہے ایسے
سچ بولنے سے جھوٹ بولنا ہی اچھا لیکن جھوٹ اور سچ بولنے سے میرا کیا دھرا سب کار نشٹ ہوتا ہو گ

کہینگے کہ لیں ٹھاٹھ بیٹھے بس اس سے صلاح یہی ہے کہ خود ہی جان دیدوں لنکا کے پاپیوں کو دیکھ کر جینا
بھی مرنے سے بدتر ہے بالغرض میں نے سیتا جی کی بے نشانی یا موت کا ذکر کیا یا خود جا کر
اطلاع نہ کی تو سوچنا چاہئے کہ نتیجہ کیا ہے میں جانتا ہوں کہ میری انتظار کی مدت گزرنے پر
سری رامچندر جی کبھی جینا گوارا نہ کرینگے لچھمن کو سری رامچندر جی کی موت ضرور پیغام اجل سنائیگی
ان دونو کے غم میں بھرت شترگھن دونو خودکشی کر لینگے بیٹوں کے غم میں کوشلیا سمترا کیکئی دم
توڑ دینگی اور یونہی سلسلہ وار اجودھیا کے تمام باشندے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھینگے اور سارا
پاپ میرے ہی سر ہوگا اس لئے اچھی تدبیر یہی ہے کہ کسی جنگل میں تپسیا کر کے پاپ دور کرا دیں
اور پھر سیتا جی کو ڈھونڈوں یوں ان کے درشن کبھی نہ ہونگے لیکن تپسیا کے لئے مدت چاہئے
ہے اس عرصے تک تو جانکی جی رامچندر کے فراق میں زندہ رہ سکتی ہیں نہ رامچندر جی میرے انتظار میں
ہنومان جی اس وقت عجب خلجان میں تھے تہیہ کیا کہ آگ میں جل جاؤں آگ نہ جلا سکے
تو سمندر میں ڈوب جاؤں چرندوں پرندوں کیڑوں مکوڑوں کا چوگا ہوا لیکن خالی خولی کسی کو
منہ دکھانا کیسا دہی کے برابر جب چلا تھا لوگ خوش تھے کہ ہنومان جی بنا انگلے بغیر بیٹھے جب
میں ڈوب مرا یا جل گیا تو سب یہی کہینگے کہ منہ چرا گیا کچھ بنائے نہ بنی دانت دکھانے ہی بہتر سمجھے
گو مرنے پر بھی ذلت ہی نصیب ہوئی کمبخت راون کی بدولت میری جان آفت میں ہو گئی جی
چاہتا ہے ابھی گلا گھونٹ دوں خس کم جہاں پاک مگر جب تک جانکی جی کا پتہ نہ لگے اس کا مرنا
بھی فضول سا معلوم ہوتا ہے جانکی ہوتیں تو میری خدمت کی تعریف تو کرتیں اچھا راون کے قتل
کا ارادہ فسخ اس کو سری رامچندر جی کے سامنے لیجا کر مارنے میں خیر کچھ آسانی سمجھا جائیگا ۔ مگر
یہاں بھی مشکل آ پڑی سری رامچندر جی نے فقط جانکی جی کی تلاش کا حکم دیا ہے ممکن ہے کہ راون
کے قتل یا گرفتاری پر ناراض ہو جائیں تو مفت میں ہوم کرتے ہاتھ جلے ۔

ہنومان جی کی عقل بڑے پنجہ میں تھی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں معاً خیال آگیا کہ
اشوک باٹکا تو باقی ہی ہے ذرا وہاں تو چل کر دیکھو وہاں کے محافظ پاسبان مزاحمت کریں تو
کچھ پرواہ نہ کرو ایک دن مرنا ہے رامچندر جی کے ہاتھ سے موت ہوئی تو کیا راون نے شربت
مرگ پلایا تو کیا ۔ بات ایک ہی ہے جب یہ بات دل میں ٹھن گئی تو ہنومان جی نے برہما سوریہ
چندرمان ۔ برن اسونی کمار اندر ۔ اگن ۔ گیارصوں اور جمراج کا دھیان کر کے اشوک
باٹکا کے اندر قدم رکھا اور سوچنے لگے کہ دیکھیں تقدیر یہاں بھی ان کنول کی آنکھوں والی

ایسے چہرے کے درشن کراتی ہے یا نہیں

سرگ ۱۴

ہنومان جی کا اشوک باٹکا میں داخلہ

ہنومان جی اشوک باٹکا کی چاردیواری پر چڑھ کر دیکھتے ہیں تو طبیعت گلزار ہوگئی۔ مرغان خوش نوا کے نغمہ خوش گوار اور سبزہ زار کی بہار سے دل خوش ہوگیا رنگ رنگ کے خوبصورت پرند میٹھی میٹھی بولیاں بولتے تھے طوطے و بلبل اپنے دل ربا ترانوں میں قند گھولتے تھے ہنومان جی اس درخت سے اُس درخت اور اس شاخ سے اُس شاخ پر کود پھاند کر گل مراد کی فکر میں محو ہوئے۔ حالانکہ جسم چھوٹا تھا پھر بھی درختوں کے پھل پھول اور پتوں سے زمین ڈھک گئی اور طیور آشیانوں سے اڑ بھاگے درختوں کی یہ حالت تھی جس طرح ہارا جواری ہاتھ جھاڑ بیٹھے یا راجہ کی مفلسی کے وقت رعایا ساتھ چھوڑ دے یا جس طرح عورت کے بال خواہشات نفسانی سے مغلوب ہونے پر بکھر جاتے ہیں۔ اس باٹکا میں نہایت خوشنما باولی موجود تھی جس میں آبرسانی کے لئے راون نے نہریں دریاؤں سے ملا دی تھیں۔ متعدد پہاڑی کنگرے آسمان سے باتیں کرتے تھے کل واریلوں کی صنعت قابل دید تھی ایک پیچ مروڑنے سے پانی ہی پانی نظر آجاتا تھا۔ دوسری کل مروڑنے سے ایک بوند بھی باقی نہ رہتی تھی دیو مندروں اور راج مندروں کی نفاست کا کیا پوچھنا سب کو راون نے اپنی پوری قابلیت صرف کر دی تھی۔ سنسپا نامی درخت کے چاروں طرف بید بالنی بید یاں تھیں۔ اور ان بیدیوں میں سونے کے درختوں کے باغ لگے ہوئے تھے گویا بستہ فضا و بر مزید بر آں ہنومان جی اس مقام کی خوبیاں دیکھ کر متحیر ہوگئے اور بے ساختہ دل سے واہ نکل گئی وہ راون کی خوش نصیبی اور اقبال کو سراہنے لگے اور یقین ہوگیا۔ کہ سیتا جی یہاں ہونگی۔ اور باولی پر سندھیا کرنے ضرور آئینگی اس لئے درشن کی غرض سے رک گئے ؎

سرگ ۱۵

ہنومان جی کی اشوک باٹکا میں رسائی

ہنومان جی پھر آگے بڑھے تو باغ کی بہار کچھ اور ہی نظر آئی اس کی خوشنمائی سے اندر
نندن باغ کی آنکھیں نیچی ہوتی تھیں وسط میں ایک راج محل کی رونق واہ واہ جواہر سے
محل سے معلوم ہوتا تھا کہ سورج زمین میں اتر آیا ہے راج محل کے دیوا ستھان میں بڑے
بڑے اونچے ستون سراپا جواہرات سے مرصع تھے زمینوں میں مونگوں کا جڑاؤ تھا انسان کی کیا
مجال تھی کہ اس مشرق الانوار پر آنکھ ڈال سکے یہاں سری جانکی جی میلا کچیلا لباس پہنے ہوئے
بے رونق اترو تھیں بدن سینک ہوگیا تھا آنکھیں اس طرح گھبرے ہوئے تھیں جیسے گلاب کے
پھول کو کانٹے جانکی جی کا چہرہ اس طرح اداس تھا جس طرح دھوئیں سے آگ اور منگل کے گرد سے
روشنی کی روشنی کم ہوجاتی ہے جانکی جی اُس ہرنی کی طرح بیقرار تھیں جس کا ہرن بچوں سمیت
چھوڑ گیا ہو جانکی جی زمین پر بیٹھی سر نیچا کئے ناگن کی طرح سانسیں بھرتی ہوئی اس طرح
آنسو بہاتی تھیں جس طرح فضول خرچ کے یہاں دوست دھرمیوں کے یہاں رودھی
سندھی بدکرداری سے نیک نامی سر پہ ہاتھ دھر کر روتی تھی سیتا جی کے چہرے پر اس طرح
تاریکی غم چھائی ہوئی تھی جس طرح گھٹا میں چاند۔ ہنومان جی اب سوچنے لگے کہ یہی
جانکی جی ہیں یا اور کوئی لیکن جن زیوروں کو سری رامچندر جی نے پہنا بانتا وہ سب اس
وقت اُن کو نظر آئے اُن کو پورا الیقین ہوگیا۔ کہ بس مطلب سدھ ہوگیا مگر افسوس سیتا جی
کو ایسی آفت میں چھوڑ کر کس طرح زندہ ہیں۔

سرگ ۱۶

سری سیتا جی کے دوسرے درشن

سری جانکی جی کی حالت زار دیکھ کر ہنومان جی سے ضبط نہ ہوسکا رو پڑے اور دل ہی دل
میں کہنے لگے کہ اے قسمت جو چاہے سو کرے اے تقدیر جو چاہے دکھائے سری رامچندر جی نہیں

لئے موجود تھیں۔ بہتوں کے چہرے عجیب غریب تھے۔ سور۔ بھینسے۔ بکری۔ ہاتھی۔ اونٹ گھوڑے۔ گدھے اور گئو کے سے منہ اور باقی جسم آدمیوں کا سا۔ سب کی سب شراب کے نشہ میں چور۔ خون اور گوشت سے سیر ہنومان جی اُن کی صورت دیکھ کر خوف زدہ ہوگئے۔ اور سوچنے لگے کہ جانکی جی نہ معلوم کیسے بسر کر رہی ہیں ان کا تیج تاب بھی ایسا ہے کہ چاہیں تو ایک نظر سے سب کو خاک کر دیں مگر اُن کو اس طرف کچھ خیال نہیں صرف رامچندر جی کے دھیان سے غرض ہے انہیں سے لو لگائے دین و دنیا سے بے خبر بیٹھی ہیں ۔

سرگ ۱۸

ہنومان جی کے سامنے راون کی اشوک میں آمد

رات ختم ہونے کو تھوڑی دیر باقی تھی کہ برہم راکشسوں نے بیدخوانی شروع کی شاہی باجے بجنے لگے راون جاگا اور اٹھ کر بڑی بنا بنی اشوک باٹکا کی طرف چلا گھبراہٹ میں بہت سے زیور اور ہار پھول گر گئے مگر اس کو خبر نہ ہوئی نشہ باہوشیں ہونے کے چراغ پانی اور شراب کے طلائی ظرف اسی چنور پنکھے لئے ہوئے پیچھے ہولیں مشعلوں کی روشنی میں راون باٹکا کے دروازے پر پہنچا۔ سنکو کرن دربانوں کا افسر اسے اشوک باٹکا میں لایا ہنومان جی راون کی صورت دیکھ کر ڈر گئے اور آہستہ آہستہ اوپر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں چھپ کر دیکھنے لگے کہ راون کیسا ہے اتنے ہی میں راون لپکا ہوا سیتا جی کے سامنے آیا کھڑا ہوا اور سیتا جی اس کی صورت دیکھ کر کانپنے لگیں ۔

سرگ ۱۹

راون کو دیکھنے سے سیتا جی کی خوف زدہ حالت

جانکی جی سری رامچندر جی کے غم میں اس طرح نحیف لاغر ہوگئی تھیں جس طرح پنڈت کی گیان کی کمی سے سرتی لکر ضعیف ہوجاتی ہیں اس وقت ان کی یہ حالت تھی جس طرح چاند گرہن میں ہو۔

یا فوج بے سپہ سالار یا درخت بے برگ و بار نے ہاتھی کیسا طاقتور ہو لیکن رسی کی بندش اور آنکس کی مار کے ڈر سے اس کی طاقت کام نہیں کرتی اسی طرح جانکی جی بھی مجبور ہو رہی تھیں جس وقت راون کی صورت دیکھی اس طرح تھر تھر کانپنے لگیں جیسے مہرو نامی ستارے سے روہنی یا ہوا کے جھونکے سے نرم ٹہنیاں سگر زبان پر آفت نہ تھی یہی معلوم ہوتا تھا کہ نیچی نگاہ کئے ہوئے سری رامچندر جی کی جے منا رہی اور دیوتاؤں سے راون کے قتل کی دعا مانگ رہی ہیں ۔

سرگ ۲۰

سیتا جی سے راون کی منت سماجت

راون نے جانکی جی کی صورت دیکھتے ہی تاڑ لیا کہ ان کے دل کی چوٹ ابھری ہوئی ہے زخم پر پھاہا رکھنے کے لئے اس نے میٹھی میٹھی باتوں سے دل لبھانا چاہا بولا کہ جان کی راحت پیاری جانکی مجھ سے کیوں کھنچی ہو ۔ بدن چرانے اور منہ چھپانے سے حاصل جانتی ہو کہ میں تمہیں جان سے زیادہ چاہتا ہوں تمہاری صورت کے قربان جو مری صورت دیکھتا ہے آپے میں نہیں رہتا پھر مجھے آنکھ بھر کر کیوں نہیں دیکھتیں ذرا چھسوں کو اجازت ہے کہ غیر عورت سے چاہتی زبردستی کر کے اپنا مطلب نکال لیں مگر نہیں میں تمہاری مرضی مقدم سمجھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ اتنے دن اشتیاق ہی میں گذار دئے اور بھولے سے بھی ہاتھ نہ لگایا لنکا میں تمہارے سوا آج تک کوئی بھی کا پیاسا نہیں رہا ۔ تم میرے ہوتے ناحق جوالا گھلاتی ہو ۔ زیور لباس عطر پھلیل ۔ چندن وغیرہ سب سامان موجود ہیں اٹھو سنگار کرو چلو ناچ دیکھو گانے سے دل بہلاؤ ۔ جوانی بار بار نہیں آتی یہ دریا کا پانی ہے سب کا لوٹنا غیر ممکن ایک تو تمہارا حسن ہی غارتگر صبر و شکیب اس پر پھر یہی جوانی کون ہے جو دیکھ کر بیتاب نہیں ہو جاتا پھر میں کس شمار میں ہوں افسوس ہے تم کو میری حالت پر ترس نہیں آتا منت و سماجت کا بھی ذرا لحاظ نہیں راج پاٹ ملک خزانہ سب راجہ چکر کر دے اور ہاتھ پکڑوں تو گویا تم پر جان تک قربان ہے ۔ مگر پیاری اب بیوفائی چھوڑ دو تمہیں سب رانیوں کا سرتاج بناؤنگا صرف نظر بے رخی گذر سے کا انتظار ہے ۔

راون نے اسی طرح بہت منت وسماجت کی دولت وسلطنت کا لالچ دیا مگر جانکی جی بدستور
بت بنی بیٹھی رہیں منہ سے حرف نہ نکلا اس خاموشی میں نیم رضا کا ذرا بھی مطلب نہ تھا راون
سمجھ گیا کہ اس کی خوشامد بیکار گئی اس لئے اس نے اپنی طاقت کا راگ الاپنا شروع کیا بولا کہ
جانکی سندری تم شاید مجھے جانتی نہیں ساری دنیا تھرتھراتی ہے میرے برابر طاقتور دوسرا نہ نکلیگا کتنی
ہی مرتبہ دیوتا - دانو - ناگ یچھ - گندھرب وغیرہ میرے ہاتھ سے دکھ چکے اور کسی کی حقیقت ہی
کیا ہے کہ میرے سامنے آنکھ بھی اٹھا سکے سونے جواہرات کے زیور موجود ہیں پہنو جو کچھ جتنی
دولت چاہو دان کردو - کھاؤ کہ کبھی مرضی کے خلاف نہ چلونگا تم ایشور کی کرپا سے عقلمند
ہو اونچ نیچ سمجھتی ہو لنکا کا حال اور میری طاقت بھی دیکھ چکیں پھر بھی رامچندر جی یاد کئے جاتی
ہو ذرا سوچو کہ رامچندر جی یہاں پہنچنے کا دم ہے وہ کیا ان کا خیال بھی یہاں تک نہیں پہنچ
سکتا اگر وہ کچھ ہوتے تو سنیاسیوں کے بھیس میں جنگل کی ٹھوکریں ہی کیوں کھاتے پھرتے
اول تو وہ اب کہاں اگر بیچارے سے بچ بھی گئے ہوں تو ان کے پاس کند مول پھل کے سوا
رکھا ہی کیا ہے وہ میری طرح تمہاری مسکراہٹ نشیلی آنکھڑیوں اور دانتوں کی نیلمی کی قدر
کیا کر سکتے ہیں اگر تمہیں ان کی تپسیا کا خیال ہو تو یہ بھی فضول دنیا میں میرے برابر کس نے
تپسیا کی ہے دسوں سر کاٹ کاٹ کر چڑھا دیا کبھی کسی دیوی سے ممکن ہے اس وقت تمہارے
بدن پر زیور بھی نہیں کپڑے بھی میلے کچیلے ہیں پھر بھی تمہارے حسن وجمال کے سامنے کوئی
ماہوش نگاہ میں نہیں آتی میں غلامی کو حاضر ہوں میں دولت سلطنت وحکومت اپنی سمجھو
اور گھر جہاں منظور ہو چلو چین اڑاؤ مزے کرو -

سرگ ۲۱

راون اور جانکی جی کی گفتگو

جانکی جی کو راون کی تقریر زہر معلوم ہوئی انہوں نے عین غصے میں سر جھکا رامچندر جی
کا دھیان کر کے منہ کے سامنے تنکے کی اس غرض سے آڑ کر لی کہ دھرم شاستر میں بیچ
بغیر تنکا رکھے پیشاب کرنے اور پاخانہ پھرنے کی سخت ممانعت ہے چونکہ راون کا مکان پیشاب
غلیظ گندگی اور شراب سے ناپاک تھا لہذا جانکی جی نے اسی طرح اسکی تصور کو ناپاک سمجھ کر یہ آڑ کی ہو نگاہ ای کہ روا فی

یہ جتانے کی بھی غرض تھی کہ تو سری رامچندر جی کے سامنے تنکے کے برابر ہے علاوہ بریں
جانکی جی کو پردہ منظور تھا اور وہاں کوئی آڑ نہ تھی اس لئے وہ منہ کے آگے تنکا کرکے ہنسیں اور بولیں
ادھرم سے کیوں محبت کرتا ہے اگر اسی طرح دھرم کی طرف دھیان ہو تو کئی جنم کے پاپ دور ہو جائیں
اے راون ذرا کان کھول کر سن سری رامچندر جی جو چشمہ فیض و سرمایہ فخر ہیں جن کا کوئی مخالف پیدا ہی نہیں
ہوا ہیں میں نے ان کا سایہ عاطفت اگنی دیو کے سامنے قبول کیا ہے۔ مجھے غیر مرد کی صورت دیکھنا بھی جرم ہے
اور باتوں کا کیا ذکر یہ کہتے ہی ان کو شاستر کا یہ قول یاد آیا کہ پاپی اور ادھرمی سے دو بدو گفتگو کرنا
ناجائز ہے اس لئے انہوں نے منہ پھیر لیا اور بولیں کہ میں سری رامچندر جی کی استری ہوں۔
پرائی عورت پر ہاتھ ڈالنا پاپ ہے اگر مندودری کو کوئی بد نظر سے دیکھے تو سچ بتا کہ تیرا دل گوارا کریگا
پرائی عورت پر جس کی نیت ڈالی اسکی عورت کی عصمت کا بھی ایشور ہی مالک ہے اسکے لئے علاوہ دین و
دنیا دونوں میں روسیاہی اور راج کا ڈنڈا الگ مجھے حیرت ہے کہ لنکا اتنی بڑی اور اس میں کوئی
سنجیدہ آدمی نہیں۔ اگر کوئی ہو تو ضرور عقل ٹھیک کرتا مگر میں سمجھتی ہوں کہ تجھ پر بھرا بھوت سوار ہے
سمجھانے والے ہار گئے ہونگے۔ مگر تیری سمجھ الٹی ہو رہی ہے چاہتا ہے کہ وہ ادھرم کروں جس سے
لنکا خاک سیاہ ہو جائے شش راج نیت کے خلاف چلنے والے کا راج کبھی قائم نہیں رہتا
جو ایسے بیچارے ناشائستہ حرکتیں کر بیٹھتے ہیں ان کی تباہی میں فرق نہیں معلوم ہوتا ہے
کہ تو بھی اپنی نیستی کی فکر میں ہے اور اگر یہی ہے تو یاد رکھ ایک دن افسوس کے سوا کچھ ہاتھ
نہ آئیگا تو مجھے سبز باغ دکھاتا ہے گڑھیا میں منہ دھو رکھ۔ رامچندر کو تو حقیر سمجھتا ہے بھید
نہیں کہ میں اور وہ دو تو ایک ذات ہیں صرف نام کا فرق ہے اگر تو میرا خواہشمند ہی ہے تو
چل رامچندر جی سے درخواست کر میں بھی ساتھ چلونگی اگر وہ اجازت دیدیں تو خوشی سے
تیرے ساتھ چلی آؤنگی اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو سری رامچندر جی تجھ سے درگزر
کر دینگے دوسرے میں تجھے مل جاؤنگی سری رامچندر جی بڑے بامروت ہیں عاجزی کے سامنے
ان کا غصہ دم بھر نہیں رہتا۔ گنہگار کی خطا بخشی تو ایک معمولی سی بات ہے اگر تجھے بھی اپنی
بہتری منظور ہے تو عذر خواہی کرکے اپنی جرم بخشی کرا لے ابھی بن خیریت ہے ورنہ اندر کا بجر
خالی جائے۔ آئی ہوئی موت ٹل جائے لیکن سری رامچندر جی سے بیر کرکے بچنا محال ہے بھی
محال ہے میں بھلائی کی غرض سے سمجھاتی ہوں اگر اس پر عمل نہ کیا تو دیکھ لینا کہ رامچندر جی
کا بان کلیجے کے پار ہوگا اور لاش دریا خون میں غوطہ زن ہوگی رامچندر جی کو حقیر سمجھنا تیری غلطی

ہے کچھ معلوم ہے کہ باون کے روپ میں پرتھی اور آکاش کس نے تین قدم سے ناپ لئے تھے جنستھان میں کس نے تمہارے چودہ ہزار بھائی بندوں کے خون سے شہاب کا دریا بہا دیا تو بیشک بڑا بہادر ہے مگر کیا بہادری اسی کا نام ہے کہ مارِیچ کو بنا یا جادو کا ہرن اور میدان خالی پاکر جعل فریب کیا مجھ بیکس پر رامچندر یا لچھمن کے سامنے جانیکی کبھی جرأت نہ ہو سکی۔ اسی لئے کہتی ہوں کہ ان سے عذر خواہی کر اور لنکا اور اہل لنکا کو بلاسے ناگہانی سے بچا۔

سرگ ۲۲

راون کا سری جانکی جی پر عتاب

راون بولا جانکی میں عاجزی کروں اور تم جوش میں آئے کہ جاؤ۔ ذرا بھی مروت نہیں کچھ جانتی ہو کہ خواہش نفسانی کے غلبہ میں آدمی کو نیک بد کچھ نہیں سوجھتا جو چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے مجھ کو دیکھو کر طبیعت کو روکے ہوئے تمہاری سخت بیانی کو بھی خیال میں نہیں لاتا ورنہ اور کوئی ہوتا تو میری تلوار کے وار سے کبھی نہ بچ سکتا ابھی تمہاری رگ سیدھی نہیں تو چھ مہینے کی اور مہلت دیتا ہوں اسکے بعد اگر تعمیل گرم نہ کی تو تلوار ہوگی اور تمہاری گردن۔

اس وقت راون کا چہرہ آگ ہو رہا تھا جو کنیائیں سہم سہم کر الٹ ہٹ سی گئیں اور اشارے سے جانکی جی کو سمجھانے لگیں کہ دل کڑا رکھو کوئی ڈرنے کی بات نہیں۔

جانکی جی سہم گئی تھیں مگر دل کڑا کرکے بولیں کہ افسوس یہ ہے کہ لنکا میں کوئی ایسا دھرماتما نہیں جو تیری عقل کی آنکھیں کھولے مجھ کو محل میں داخل کرنیکا خیال اس سے بڑھ کر اور کون پاپ ہوگا مجھے یقین ہوگیا کہ سری رامچندر جی کے بان سے اب بچاؤ نہیں بہتر تو یہ ہے کہ تیری آنکھیں پھوٹ جائیں اور زبان گدی سے نکل پڑے۔ کیا کہوں سری رامچندر جی کی اجازت نہیں ورنہ اسی وقت لنکا کو ایک آہ سے پھونک دیتی غرور بڑی بلا ہے زعم موت کے منہ میں جھونک دیگا۔ بڑا بہادر بنتا ہے مگر مجھے چرا کر لاتے شرم نہ آئی۔

راون کے لئے یہ تقریر تیر و نشتر سے کم نہ تھی آنکھیں خون ہو گئیں اور غصہ میں سانپ کی طرح سانسیں لیتا ہوا بولا کہ تیرا رامچندر نیچ ہے کیا سبب ہے جب پہلے مجھ کو مل ڈالوں بس خاموش زبان روک اب منہ سے حرف نہ نکلے یہ کہہ کر سامنے ... کو حکم دیا کہ ان کی زبان روک دو

ڈراؤ دھمکاؤ اور جس طرح بنے راہ راست پر لاؤ *

اس کے بعد وہ زور سے ڈانٹتا ہؤا جانکی جی کی طرف لپکا دھن پالنی راکشنی نے جھپٹ کر پکڑ لیا اور کہا جانکی جی کا یہ حسن و لعزیب یہ جمال جہاں افروز انسانوں میں ایسی حسین عورت دوسری کہاں لائے یوتا لوگو جہاں ان میں یہ خوبیاں ہیں ہاں ذرا عقل بھی درست کر دو بد قسمتی سے ان میں صرف اتنی کمی ہے۔ راون اسکی بات پر ہنسا غصہ بھی اُتر گیا اور وہ دیو کنیاؤں کے ساتھ اپنے محل میں داخل ہو گیا *

سرگ ۲۳

جانکی جی کو راکشسنیوں کی فہمائش

راون ادھر گیا یہاں راکشسنیاں سیتا جی کے سر پر ہوئیں سب یکزبان سے کہنے لگیں کہ جانکی جی پرستی تھالی میں لات نہ مارو۔ راون نہیں پولست کی نسل میں ایک اوتار ہے اس کا کہنا نہ مانو گی تو پچھتاؤ گی تر جٹا راکشسنی بڑی غصہ در تھی تیوری چڑھا کر بولی کہ راون کو کیا گھس گھٹا سمجھتی ہو۔ پولست برہما کے فرزند تھے جن کا جسم معمولی طریقہ سے نہیں ہؤا بلکہ خالص دل کی خواہش سے پولست کے نور نظر ویشوشرا کی پیدائش بھی یوں ہی ہوئی۔ جن کو ایشور نے راون ایسا آفتاب خاندان عطا فرمایا۔ راون اسم با مسمٰے ہے یعنی دشمنوں کو رُلانیوالا اگر ایسے دلچسپ التعظیم راون کی تم نے قدر نہ سمجھی تو تمہاری زندگی بے سود ہے۔ پھر تر جٹا راکشسنی بولی کہ راون کو کوئی معمولی سوربیر نہ سمجھے ۳۳ کروڑ دیوتا تو اس نے زیر کیا اندر کی اس نے چولیں ڈھیلی کیں ایسا پرتاپی اور کون ہے راون تمہارے ستّھ مندودری کو بھی طاق پر بٹھانے کے لئے راضی ہے مگر تمہاری عقل پر پتھر پڑے ہوئے ہیں اس کو خوشامد نہ کہوں تو اور کیا کہوں بکھا بھی چپ نہ رہ سکی بولی کہ جانکی جی قسمت کو سراہو۔ ایسا پرتاپی راون تمہاری خوشامد میں کرتا ہے *

درمکھی جس راون کے خوف سے سورج کانپتا ہے۔ جس کی مرضی پر ہوا چلتی ہے اس کی خواہ مخواہ نا بستنے میں عذر و انکار بد قسمتی کے سوا اور کیا کہوں *

سرگ ۲۴

راکشسنیوں کی جانکی جی کو دھمکیاں

سب راکشسنین جانکی جی کے کان کترنے لگیں کہ دیکھو راون کا مکان کیا عمدہ ہے متاع و مال دیکھو اوج اقبال دیکھو پھر تمہیں عذر کیا ہے ایسی ضد بھی اچھی نہیں جس کا نتیجہ خراب ہو تم رامچندر جی پر آس لگائے بیٹھی ہو یہ محض نادانی ہے وہ زندگی بھر تم سے مل نہیں سکتے راج پاٹ چھوڑ بن میں پھرنیوالے کا خود ساتھ دینا بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ رامچندر راون کے سامنے مال ہی کیا ہیں ۔

جانکی جی اور باتیں تو خاموشی سے سنتی رہیں مگر جب سری رامچندر جی کی مذمت شروع ہوئی تو رہا نہ گیا غصہ سے بولیں دیکھو تمہیں کھانا ہو تو مجھے کھا جاؤ مگر میں ایک حرف سری رامچندر جی کے خلاف شان نہیں سن سکتی راون کیسا ہی کیوں نہ ہو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں پرائے مرد کا منہ دیکھنا تم سب کو مبارک یہاں من ہی لوکھا لگا نا بھی اپنی ہی ہتک ہے سری جانکی جی نے اس قدر پرایسا کہہ کر ڈانٹا کہ سب راکشسنین بیہوش ہو گئیں اور ہنومان جی کو ایسا غصہ آیا کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی خیر نہیں۔ مگر سری رامچندر جی کا کام مقدم تھا۔ اس لئے طرح دیکر درخت سے اتر پڑے جانکی جی کی لوھر نظر اٹھی ادھر راکشسنین ہتھیار لیکر دوڑ پڑیں ہنومان جی اچھل کر پھر درخت پر چڑھ گئے اور راکشسنیں پھر سیتا جی کو فہمائش کرنے لگیں جب سمجھانے کا کچھ اثر نہ دیکھا تو سب کی سب مل کر دھمکانے پر آمادہ ہو گئیں کہ اگر کہنا نہ مانا تو ہڈی ہڈی چبا جائینگی کوئی ترسول سے ڈرا کر کہتی تھی کہ میں ہاتھ کاٹ ڈالونگی کوئی تلوار لیکر کہتی تھی کہ خون میرے حصے کا ہے ۔

سرگ ۲۵

سیتا جی کی گریہ وزاری

راکشسنیوں نے جانکی جی کا ناک میں ایسا دم کیا کہ آخر وہ رو پڑیں اور چیخ چیخ کر کہنے لگیں ہائے رامچندر۔ ہائے لچھمن ہائے کوشلیا۔ ہائے سمترا کہاں ہو ذرا اپنی جانکی کا حال تو دیکھو میں مرنا قبول کرتی ہوں مگر کمبخت جان نہیں نکلتی۔ ایسی بے حیا زندگی سے

موت ہزار درجہ اچھی۔ مگر نہ جانے جراج کہاں پر سوئے ہیں اُن کے کانوں تک میری فریاد جاتی ہی نہیں۔ کیا کروں کیونکر اس زندان مصیبت سے چھٹکارا حاصل کروں مجھے یہاں ایک ایک گھڑی پہاڑ ہو رہی ہے زندگی کا ایک ایک لمحہ پہاڑ ہو رہا ہے ایشور جان لے تو مصیبت سے پنڈ چھڑاوے

سرگ ۲۶

ترجٹا کے خواب سے راکششیوں کا ترلوں اجتناب

راکششنیں جانکی جی کو ڈرا دھمکا رہی تھیں کہ ترجٹا نامی ایک زمانہ دیدہ راکششی بولی کیا بے بس اور بیکس کو ڈراتی ہو اپنا اور ندا و لڑکوں کو جا کر کھا ؤ جانکی کا ایک بال بیکا نہیں ہو سکتا یہ سری رامچندر جی کی استری ہیں کوئی اور نہیں۔ ذرا کھول کر سنو کل میں نے کیا خواب دیکھا ہے انتر ہے جس میں ہزار سفید گھوڑے جُتے ہوئے ہیں اسی پر سری رامچندر اور لچھمن سوار ہو کر لنکا میں تشریف لے آئے پھر دیکھا کہ شمالی سمندر میں سفید پہاڑ پر جانکی جی سفید پوشاک پہنے ہوئے سری رامچندر جی سے ملیں اس کے بعد ایک چار دانت والے ہاتھی پر سوار ہو کر رامچندر اور لچھمن جی کے ساتھ آکاش کو گئیں وہاں رامچندر کے کاندھے پر چڑھ کر سورج کو پکڑا لائیں تھوڑی دیر سب لنکا میں گھومے پھر بیلوں پر سوار ہو کر شمال کی طرف روانہ ہو گئے اس خواب کے بعد پھر معلوم ہوا کہ راون کے سولہ سر تیروں سے گھائل ہیں بدن پر تیل کی مالش کئے عمدہ لباس اور کنیروں کا مالا پہنے ہوئے شراب پیتے پیتے سنگھاسن پر سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی پرستی راون گدھوں کے رتھ پر بیٹھا ہاتھ جنوب کی طرف چلا تو اس کے بعد میں گر پڑا سر نیچے تھا ٹانگیں اوپر کپڑے سب گر پڑے ننگا ہو گیا اس کے بعد ہی کیا دیکھتی ہوں کہ راون گھور نرک میں پڑا ہے اور ایک کالی عورت گلے میں تمام کا ہار ڈالے ہوئے گھسیٹ رہی ہے راون کے بیٹے بھی اسی بلا میں گرفتار ہیں راون کا منہ سور کا ہے کمبھ کرن کا اونٹ کا سا ہے اور راچھسوں کے ساتھ دکن کی طرف نرک بھیجنے کے لئے گئے ہیں اور لنکا میں بھبھیکھن کا راج ہو گیا ہے ۔

اے بہنو! میں نے تمہیں خواب سنا دیا اس کو جھوٹا نہ سمجھنا ضرور یہی باتیں شدنی ہیں۔ جانکی جی کو تم سب برے دن کر رہی ہو ان سے الگ ہو اب نہ ہو کہ غصے میں آ کر سب کو نیست و نابود کر دیں تم نے بہت کچھ سخت کلامی کی ہے ان گستاخیوں کی معافی مانگو ہاتھ جوڑو۔ قدموں پر گرو۔ جانکی جی رحم دل ہیں دل میں بغض نہیں رکھتیں فوراً معافی کر دیں گی دیکھو میرے دائیں اور جانکی جی کے بائیں اعضا پھڑک رہے ہیں ان شگون کا اثر خالی جانے والا نہیں۔

یہ خواب اور تقریر سن کر سب راکشسنیوں کے ہوش اڑ گئے دوڑ دوڑ کر جانکی جی کے قدموں پر گریں جانکی جی دل ہی دل میں دیوتاؤں سے منتیں کرنے لگیں کہ خواب سچ ہو۔ اور ترجٹا نے سب راکشسنیوں کو ہٹا دیا۔

سرگ ۲۷

جانکی جی کی پریشانی اور خودکشی کا عزم

جانکی جی کو اس وقت بہت رلائی آئی آنسوؤں کا دریا امنڈ پڑا کہتی تھیں کہ ہائے کلیجہ کیسا پتھر ہو گیا ہے کمبخت پھٹتا بھی نہیں جی چاہتا ہے کہ جان دے دوں راون کے نجس ہاتھوں سے مرنے میں فائدہ ہی کیا سری رامچندر جی کے ملنے کی آس ہاتھ پڑ رہا ہے خبر سو دیتے اور دیکھ لوں پھر جو اپشور دکھائے مگر رامچندر جی کے آنے کا بھروسہ کون ان کے انتظار میں تکلیف اٹھانا بھی بیکار راون غصے میں کہنے کو تو سب کچھ کہہ گیا مگر ممکن ہے کہ پھر ترس کھائے اور جان بچی ہے مگر راچھسوں کی امید فضول راون جان لئے بغیر نہ چھوڑیگا دل سے یہ باتیں کر کے وہ ہائے رامچندر ہائے لچھمن ہائے کوشلیا ہائے سمترا کہہ کر رونے لگیں زبان پر یہ الفاظ تھے۔

ہائے آپ لوگوں کے ہوتے آپکی لونڈی پر یہ مصیبت معلوم نہیں راون نے سری رامچندر اور لچھمن کو بھی جیتا چھوڑا یا نہیں سری رامچندر کو کوئی مار سکے مجال نہیں لیکن پرابدھ بڑی زبردست ہوتی ہے راون نے کبھی نہ مارا ہو تو ممکن ہے کہ انہوں نے میری جدائی میں جان دیدی ہو ہائے سری رامچندر جی خالق کا تماشا تماشا مخلوقات مگر میری حالت زار کی خبر نہیں افسوس اس مصیبت میں میرا پتی بنت دھرم کبھی مدد نہیں کرتا سری رامچندر جی

نے بھی بھلا دیا ان کو فکر کی بات کون۔ انھوں نے پتا کا بچن بنا ہے کون پاس اصنیا ر
کیا ہے۔ اجودھیا جائینگے تو مجھ سے اچھی اچھی رانیاں ان میں جمع ہو سکتی ہیں دھرم شاستر میں اجازت
ہے کہ عورت کی وفات اور لاولدی کی حالت میں مرد دوسری شادی کر سکتا ہے خرابی عورتوں
کی ہے جن کو خاوند کے بغیر زندگی بے کار ہے عورت کا خاوند مر جائے دائم المریض ہو تب بھی عورت
دوسرے مرد کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی شادی تو اور بات ہے اے رام چندر جی میں آپ کے دھیان
میں غرق اور آپ کے سروپ میں لین ہوں۔ لاکھ چاہتی ہوں کہ جسم سے جان نکال دوں مگر نہ زہر
میسر آتا ہے نہ کوئی ہتھیار۔ اچھا اچھا لیجئے ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے۔
یہ کہتے ہی وہ جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئیں اور زلفوں اور چوٹی کے بالوں کو رسی کی طرح
گلے میں ڈال کر چاہتی تھیں کہ اشوک کی شاخ میں لٹک جاؤں اتنے ہی میں پرند چہک اٹھے
اور کانوں میں یہ آواز آنے لگی کہ جانکی جی صبر کیجئے گھبرائیے نہیں گھبرائیے نہیں۔

سرگ ۲۸

سیتا جی کے لئے شگون نیک

جس وقت پرند چہک اٹھے اور سیتا جی کے کانوں میں تسلی بخش آواز پہنچی جانکی جی کے
بائیں اعضا دفعتہ پھڑکنے لگے آنکھیں بند ہو گئیں کچھ وجد کا سا عالم ہو گیا نظروں کے سامنے
سری رامچندر جی کی تصویر پھرنے لگی۔ یکایک وہ چونک سی پڑیں اور آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ
سے سرک کر گھونگھٹ ڈھلک جاتے پر وہ سمجھیں کہ شگون نیک ہے سری رامچندر جی کے ملنے میں
اب دیر نہیں ہے۔ خیال نے ان کے چہرے پر خوشی کی سرخی دوڑا دی اور غم زدہ حالت اس
طرح بدل گئی جس طرح چاند گہن سے چھوٹ جاتا ہے۔

سرگ ۲۹

سری ہنومان جی کی سری سیتا جی کی قدموسی کیلئے تدبیرات

ہنومان جی نے درخت پر سے سب کیفیت دیکھ رہے تھے ان کو خیال تھا کہ جانکی جی سے بات

چیت کا پہلو نکالوں راکشسنیں گھیرے ہوئے ہیں جانکی جی کو جان دینے کا خیال ہے اگر انہوں نے خودکشی کرلی تو سری رامچندر جی کے سامنے کیا منہ لیجاؤنگا اگر آج ہی رات کو میں نے اُن کی تشفی نہ کی تو دشمنوں کی جان کی خیر نہیں بہتر یہ ہے کہ سگریو کو ما یوسی کی اطلاع دے کر یہاں لوٹ جاؤں مگر مشکل یہ ہے کہ جب تک فوج آئیگی تب تک جانکی جی کی زندگی کا کیا بھروسہ دم پر دم جان نکلنے کو مستعد ہیں۔ مہینوں کا انتظار کیونکر ہوگا ان سب خیالات کی الجھن نے اُن کی طبیعت پریشان کردی مگر طبیعت میں استقلال تھا اس لئے اُن کو خیال ہوا کہ کسی نہ کسی طرح اپنی آمد سے خبردار کردینا چاہئے۔ اب جان اس ضغطے میں ہوئی کہ بڑے قد سے درشن کروں یا چھوٹے جسم سے سنسکرت میں گفتگو کروں یا کسی اور زبان میں مگر سنسکرت سے راون بھی واقف ہے۔ اور دوسرے جانکی جی یا نروں کا حرف مطلب نہ سمجھیں تب بھی نقص کی بات ہے وہ سمجھینگی کہ یا تو راون بانر کے قالب میں مغالطہ دہی کو نمودار ہوا ہے۔ یا کوئی اور بہروپیا راچھس ہے بالفرض انسانوں کی طرح گفتگو کروں تو بھی بمصداق مارگزیدہ از ریسمان می ترسد" دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے" خوف زدہ جانکی کے خیالات پر توہمات کا غلبہ ہی ہیگا میں جرأت سے سامنے جا سکتا ہوں لیکن خوف یہ ہے کہ اگر جانکی جی ناراض ہوئیں تو راکشسنیں جھپٹ پڑینگی میرا ہاتھ اٹھ گیا تو خون خرابے میں فرق نہیں اور اُس کا نتیجہ ظاہر ہے راچھسوں سے ضرور مار دھاڑ ہوجائیگی یہ تو ممکن ہی نہیں کہ راچھس مجھ پر غالب آسکیں میں تنہا ہوں۔ مگر پرواہ نہیں جس وقت درختوں سے وار کرونگا سب یہی کہینگے کہ کیا یہ بانر نہیں کوئی دیوتا بھیس بدل کر آیا ہے راون تک ضرور یہی خبر پہنچیگی۔ جس وقت وہ لشکر جرار لیکر آگیا تو مشکل صرف یہ ہوگی کہ لڑتے لڑتے مارتے مارتے تھک جاؤنگا سمندر کو پار کرنا امکان سے باہر ہوجائیگا۔ جس وقت مقابلے کی نوبت آئی اُس وقت کس کو اُمید کہ کب تک جنگ آزمائی رہے قرین قیاس ہے کہ مہینے گزر جائیں میں تنہا لنکا کے راچھس کروڑوں سب کا ستیاناس کرنے کو بھی کافی وقت چاہیئے علاوہ بریں مجھے مناسب نہیں کہ راون کی ہتیا اپنے سر لوں۔ اگر ایسے میں نے فنا کا ناٹک کیا تو سری رامچندر جی کی پرتگیا کیسے پوری ہوسکیگی۔ وہ اُس کے قتل کا بیڑا اٹھا چکے ہیں مجھے ضرورت یہ ہے کہ رامچندر جی کو جلد خبر پہنچا دوں۔ ایک طرف یہ جی چاہتا ہے کہ سری جانکی جی کو لیتا ہوا یہاں سے چل کھڑا ہوں۔ مگر پھر یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ سری رامچندر جی کی اجازت نہیں۔

دوسری طرف دل چاہتا ہے کہ بزن بول دو۔ ایک راچھس بینا نہ بچے لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ جانکی جی اکیلی رہ جائینگی ان کی حفاظت اور نگہداشت کون کریگا۔ یونہی دل ہی دل میں مختلف خیالات کی تائید و تردید کرتے ہوئے ان کو یہ دھن سوار ہو گئی کہ سب خیالات توہمات واہیات۔ سری رامچندر جی کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی جانکی جی سے بات چیت کرنا ضروری اس کے لئے سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ سری رامچندر جی کے حالات نظم میں سناوں یہ تقریب ملازمت و قدمبوسی کے لئے بہت مناسب ہوگی +

سرگ ۳۰

سری ہنومان جی کی زبان مبارک سے سری رامچندر جی کی سرگذشت

جنک کماری سنو عرض ہماری تم کو نہیں ہیں بسارے رام
مارکے مرگ جب مل لچھمن سے پنچ وٹی میں پدھارے رام
ہائے کہاں ہیں پران پیاری رو دئے شوک کے مارے رام
چپہ چپہ کہیں کہیں کھوج نہ پایو ڈھونڈ ڈھونڈ تھک ہارے رام
سماچار سب گدھ راے سے۔ بن میں پائے تمہارے رام
کریا کرم کنتا کی کرپا سوں پنپا پور پگ دھارے رام
بالی کو بدھ کر نرپ سگریو کارج بگڑے سوارے رام
بھیجو سمجھ موہے پدرج سیوک۔ سوامن تمہارے رام
جدھو پیٹت سدھ پائے تمہاری۔ انہیں سرحن دھارے رام
دھیرا دو دھیرد ہنددوری پت کو چھوڑ بیٹھے نہیں بن مارے رام
کا بیٹھے انگ کلیش جگت کو دسرتھ کی آنکھوں کے تارے رام

سرگ ۳۱

سری ہنومان جی کی نغمہ سرائی سے جانکی جی کو توہمات

جس وقت مہا بیر جی کی نغمۂ دل فراز و ترانۂ دلربا سیتا جی نے سنی نظر اوپر کی طرف

اُٹھی دیکھا کہ ایک پیکر نورانی کی طرح چھتنارے درخت کی گھنی ٹہنیوں میں چمک دمک رہا ہے پہلے سمجھیں کہ درخت ہی کی کوئی شاخ بول رہی ہے مگر چمکتی ہوئی آنکھوں نے خیال پلٹ دیا نظر غور سے دیکھا تو ایک باندر کی صورت نظر آئی۔ سیتا جی باندروں کی صورت سے آشنا تھیں مگر ہنومان جی کی اس وقت کی شکل عجیب ہی عجیب تھی۔ نگاہ چہرے پر نہ ٹھیرتی تھی ان کی زبان سے فوراً ہی ہائے رام ہائے لچھمن کی صدا آئی۔ اور انہوں نے پھر دل کڑا کر کے کہا ہنومان جی کی طرف دیکھا اتنے ہی میں ہنومان جی آہستہ آہستہ درخت سے اُترے اور دیکھتے دیکھتے سامنے کھڑے ہو گئے جانکی جی سوچیں کہ عالم خواب ہے یا حالت بیداری اس شخص کا یہاں گذر کہاں جو سری رامچندر جی کے اوصاف بڑی خوش الحانی سے گاگا کر انگاروں پر لوٹنے والے کلیجے میں ٹھنڈک ٹھنڈک پہنچائے انہوں نے جس وقت ٹھوڑی خمیدہ دیکھی تو گمان ہوا کہ کوئی معمولی باندر نہیں جس وقت انہیں خواب کا خیال گذرا تو شنکر کی طرف توجہ رجوع ہو گئی اور دل ہی دل میں کہنے لگیں کہ ایشور خیر کرے عالم خواب میں باندر کا دیکھنا معیوب و منحوس ہے معلوم نہیں کہ سری رامچندر جی لچھمن راجہ جنک وغیرہ پر کیا گذری اس خیال ہی کے ساتھ وہ پھر چونک سی پڑیں اور دل بول اٹھی کہ بیداری میں خواب کہاں اسی طرح کے مختلف توہمات اور خیالات کے الجھن کے بعد انہوں نے اپنی بیداری کا یقین کر کے سمجھ لیا کہ خواب میں یہ حالت کہاں جس کو آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں جس کی شیریں زبان کانوں کو امرت پلا چکی وہ ضرور کوئی زندہ طاقت ہے چنانچہ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور برہسپت اندر برہما اور اگنی کو نمسکار کر کے سری رامچندر جی کا دھیان کیا اور یہ اشلوک پڑھا جسے خواب دیکھنے کے بعد پڑھنے سے کسی قسم کی نحوست باقی نہیں رہتی +

سرگ ۳۲

ہنومان جی کو سری جانکی جی سے گفتگو کا موقع

جانکی جی ابھی اپنے خیالات میں محو تھیں کہ ہنومان جی نے جھک کر ڈنڈوت کی اور ہاتھ جوڑے ہوئے بولے کہ آپ کا نام کیا ہے آنکھوں میں آنسوں کیوں بھرے ہیں کیا گندھرب کی بیٹی

رہیں یا والو۔ یا روہنی۔ یہاں کیونکہ آنا ہوا۔ باپ اور خاوند کا نام بتائیے آپ واقعی کسی فیوتا کی بیٹی رہیں یا راجہ کی راجکماری آپ کے چہرے سے اقبال کے آثار نمایاں ہیں کہیں آپ سری رامچندر جی کی جان سے پیاری جانکی تو نہیں ۔

جانکی جی کا چہرہ یا تو اداس تھا یا دفعتہ اُن کی طبیعت بحال ہو گئی خوشی کا اظہار کر کے بولیں راجہ جنک میرے پتا ہیں۔ راجہ دسرتھ کی بہو ہوں بارہ برس تک اپنے پتی بر تا کیکئی جی کی ہٹ اور راجہ دسرتھ کی صادق الاقراری نے جنگل کی ہوا کھلائی ڈنڈکا رن میں گیارہ برس گزر گئے بارھواں برس نامبارک تھا راون دھوکے سے یہاں لے آیا اب زندگی کو دو مہینے باقی ہیں پھر راون کی تلوار ہو گی اور میری گردن۔ اس وقت تمہاری نغمہ سرائی نے مجھے جلا دیا ورنہ میں تکلیفوں سے کبھی کی چھٹکارا پا چکی ہوتی ۔

سرگ ۳۲

جانکی جی کے توہمات

ہنومان جی بڑے ادب سے دور کھڑے ہوئے تھے جانکی جی کی توجہ دیکھ کر بولے میں رگھو کل بھوشن سری رامچندر جی کا پیغامبر ہوں لچھمن جی نے آپ کو بہت پوچھا اور پرنام کہا ہے۔

جانکی جی۔ اگر تم واقعی میرے سرتاجوں کے پیغامبر ہو تو کچھ مضائقہ نہیں قریب چلے آؤ۔

ہنومان جی حکم پاتے ہی قریب گئے مگر اُن کے چہرے کے جلال نے سیتا جی کو پھر توہمات میں پھنسا دیا سوچیں کہ نشان یعنی پنچ بٹی میں راون سے دھوکا ہو چکا ہے۔ مارے خوف کے بید از رلیاں سے ترسد دو دھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے وہ دل میں ڈرتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئیں اور سوچنے لگیں کہیں راون ہی بھیس بدلے ہوئے جان کا گاہک تو نہیں ہے۔ ہنومان جی بہت ہی سیدھے سادے بن کر بولیں ہوئے تھے لیکن جانکی جی کا دل اندیشہ مند تھا وہ بولیں راون ہو تو اُو بیان سے کہ دنیا بھیس بدل کر دغا دینا دھرم کے خلاف ہے مجھے جیسے پیاسے بریتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا سری رامچندر جی کی

جدائی میں جسم سنگ ہو گیا بدن میں جان نہیں راون کی صورت میں میرے تن بدن پر آگ لگ اٹھتی تھی اس وقت یہ بات نہیں شاید خواب دیکھ رہی ہوں اور خواب نہ ہو تو ضرور راون ہی سامنے ہے ۔

ہنومان جی دست بستہ کھڑے تھے انہوں نے قیافہ شناسی سے توہمات کا اندازہ کیا اور سری رامچندر جی کے دھرم کرم اور ان کے تمام خصائل بیان کرنا شروع کئے اور خیر و عافیت سنا کر تسلی دی کہ گھبرانے کی بات نہیں ذات مقدس بہت جلد لنکا میں تشریف لا کر تمام مخمصوں سے نجات دیں گے راجہ سگریو کا وزیر ہنومان ہوں سمندر پھاند کر قدموں کے درشن کئے ہیں مغالطہ وہم کی کوئی بات نہیں وہم دل سے دور کیجئے ۔

سرگ ۳۴

جانکی جی کے رفع شک کے لئے ہنومان جی کی گذارش واقعی

ہنومان جی نے حتے الامکان جانکی جی کی دلجمعی کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑی مگر جانکی جی کو شک ہی رہا انہوں نے کہا تم بانر راجچندر انسان انسان اور بانر کا میل کیا اگر تم سچ مچ سری رامچندر جی کے پیغامبر ہو تو بتاؤ کہ رامچندر جی اور لچھمن کا سراپا کیا ہے اور اوصاف کیا ۔

ہنومان جی ۔ مہارانی ! سنئے رامچندر جی کی آنکھیں کنول کی مشابہ ہیں چہرے پر پورنماشی کے چندرماں کا نور ہے سورج کا جلال ۔ دل دریا ۔ زمین کی طرح بردباری برہسپت کی سی عقل برہمانڈ نمونہ قدرت فضیلت ۔ فخر دو عالم ۔ چھتری دھرم کو ذات مقدس پر شرف کائنات عالم کو عنصر لطیف پر ناز ۔ وید شاستر و طرز عمل پر فخر یگانہ و بیگانہ کو نگاہ کرم پر بھروسہ گرہست دھرم کو اصول خانہ داری سے عزت راج نیتی کی انصاف پسندی سے شان دانتہ خوائش کا شف و فائق برہمنوں کے بھگت گیانیوں کے سرتاج ویدوں کے عالم ہیں تو دو ہیں کے سے کاندھے تانبے کے ہمرنگ آنکھیں تقریر عالمانہ جسم مجلا و شفاف رنگ سانولا بدن بانکوں لمبے بازو نہر سی بھویں اور چوڑی پیشانی سے شان ناف گہری کا ظرف ہے سینہ اونچا بال در ہاتھ پاؤں چکنے پیشانی نگے اور پیٹ میں تین تین لکیریں ہاتھ کے انگوٹھے میں چار چار دو رہا دن کے انگوٹھے میں تین

تین خط گفتار و رفتار نرم یہ سب راجگی کی علامتیں سری رامچندر جی میں موجود ہیں نقش پیشانی میں تین لکیریں درازی عمر کے نشان ہیں کلجگ میں ایسے اشخاص کی عمر دو سو برس کی ہوگی اور سو برس وہ جئیگا جس کے جبیں پر صرف تین خط ہونگے۔ دو خطوں سے انسان ساٹھ برس اور ایک چین جبیں سے بیس برس کی عمر کو پہنچیگا۔ بھرے رگال موٹی جانگھ اوپر کے چار دانت بڑے اور دو نیچے کے چھوٹے راجگی کی خبر دیتے ہیں اوپر صرف دو ہی دانت بڑے ہیں تو خوش اقبالی میں فرق نہیں موٹا ہونٹ منحوس ہے پتلے ہونٹ کا آدمی شاعر اور گویا ہوتا ہے اونچی ناک عالموں کو نصیب ہوتی ہے چپٹی ناک جہالت کی نشانی ہے سری رامچندر اور لچھمن جی کی شناخت بس اسی قدر کافی ہے یہ تمام علامتیں دونوں میں موجود ہیں صرف فرق گورے اور سانولے رنگ کا ہے یہ فرما کر ہنومان جی نے سیتا ہرن کے بعد کی کل کیفیت بیان کر کے عرض کی کہ آپ خاطر جمع رکھیں میں یہاں سے واپس گیا اور سری رامچندر جی راون کو مار کر آپ کو لے جائیں گے اب ذرا مجھے بھی پہچان لیجئے میں کیسری بانر کا بیٹا اور ترلوان پربت کا پوتا ہوں ایک روز کیسری جی سمندر کے کنارے گوکرن پربت پر تشریف لے گئے وہاں سمر نامی آمادہ شرارت تھا نارد جی بھی اتفاق سے وہاں آ گئے اور انہوں نے حکم دیا کہ مارو کمبخت کو۔ کیسری جی نے مارے گھونسوں کے ہڈیاں پسلیاں چور کر دیں اور اس طرح آتش فتنہ گل ہو گئی انہیں کیسری جی کی بدولت میرا کیسری نندن نام ہے۔ وایو کے انش سے پون پتر بھی کہلاتا ہوں۔
ہنومان جی کی تقریر سے جانکی جی کے شکوک رفع ہو گئے ان کے آنسو آنکھوں میں ڈبڈبا آئے اور ایک ہمدرد کی موجودگی سے ان کے چہرے پر خوشی کی جھلک آنے لگی۔

سرگ ۳۵

تشریح غم

ہنومان جی نے سیتا جی کی مزید دلجمعی کے لئے سری رامچندر جی کی انگوٹھی پیش کی سیتا جی نے انگشتری دیکھی تو پھڑک اٹھیں اور ایسا ہی معلوم ہوا کہ گویا ان کے دل میں بسی ہوئی موہنی تصویر نظر کے سامنے کھڑی ہے انہوں نے ہنومان جی کو دعائیں دیں اور فرمایا کہ میں اس کا معاوضہ کیا دوں دنیا میں کوئی عوض نہیں جو مجھے اس احسان سے سبکدوش کر سکے ہاتھی تم بڑے عالم و فاضل

ہو تمہاری سی طاقت دوسرے کو میسر نہیں تم نے سمندر لوگوں کے سحر کا نقش بنا دیا اس قدرت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے سری رامچندر جی چاہیں تو برہمانڈ کو الٹ پلٹ کر دیں انہیں کے پیغامبر تم اپنے قدم اوٹھاؤ لیکن تعجب ہے کہ آج تک میرا گکہ دور نہ کر سکے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے میری طرف سے دل اٹھا لیا ایک حمدل اور جامہ محبت کے لئے ایسی بیوفائی زیبا نہیں اگر انہوں نے کسی اور کو دل نہیں دیا تو ضرور مجھے گرداب مصیبت سے نکالینگے مگر دل اس سے ڈرتا ہے کہ راون کی فوج کثیر پران ناتھ اکیلے۔ بیل کیسے منڈھے چڑھیگی معلوم نہیں کہ اجودھیا سے بھرت جی بھی کمک لیکر آئینگے یا نہیں نہ جانے کیوں لچھمن جی اپنا جی چھوڑ بیٹھے خیر اچھا یہ تو بتاؤ سری رامچندر جی غمزدہ ہیں یا ناراض انہوں نے ذراسی بات پر راج پاٹ ترک کر دیا تو میں کیا چیز ہوں جب چاہیں وہ پوشاک بدل سکتے ہیں میں نے بن باس کے وقت سے برابر خدمتگذاری اور رفاقت کی ناراضگی کا کوئی سبب بھی قیاس میں نہیں آتا ممکن ہے کہ میری طرح صدمہ غم سے انکی بھی ہمتیں سب چھوڑ بیٹھی ہوں اگر سری رامچندر جی کا دھیان تشفی نہ دیتا تو اب تک نہ معلوم میں کب کی ختم ہوگئی ہوتی مجھے اپنے صدمے کا جس قدر خیال نہیں اس سے ہزار گنا زیادہ اُن کی طبع نازک کا خیال ہے اور جسم سے جان اسی واسطے نہیں نکلتی کہ اُن کو اتنی زحمت اُٹھانے پر میری صورت سے مایوسی نہ ہو ✦

ہنومان جی۔ اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے سری رامچندر جی مجھ سے خبر پاتے ہی اُکھڑ دوڑینگے سمندر پر تیروں کا پل بندھ جانے سے بازوں کا لشکر دم کی دم میں لنکا پر چڑھ آئیگا راون کو دیوتاؤں کا بھروسہ ہے وہ بھی کچھ نہیں کر سکتے اگر راستے میں مزاحمت کریں تو وہ بھی موت کے گھاٹ اترینگے سری رامچندر جی کو کسی کا کھٹکا یا خوف نہیں صرف آپکا صدمہ ہے سرلوں کی کمی نہیں مگر نہ شکار کی طرف توجہ فرماتے ہیں نہ ذائقہ زبان سے غرض ہے تھوڑا بہت جب کبھی چاہا کھا کر دو چلو پانی سے حلق تر کیا ورنہ نہ جلا کا وشی کا ہرت۔ فرش استراحت سے نہ مطلب نہ مکھی مچھروں کی تکلیف دہی سے پریشانی چولا دہاں ہے اور جان آپ کے پاس ✦

خانہ چشم میں بے چارجو نیند آنے لگی۔ مردہ دیدہ یہ چلائے کہ باہر باہر کا معاملہ ہے زبان ہائے سیتا۔ ہائے سیتا ہائے جانکی کے۔ سوا کچھ جانتی ہی نہیں خلاصہ یہ کہ ان کا صدمہ ظرف دیکھا نہیں جاتا پتھر سے پتھر دل والوں کے کلیجے تڑپ جاتے ہیں ✦

سیتا جی یہ دردناک حالت سنکر بے اختیار رو پڑیں ہائے رام! ہائے رام کی دردبھری آواز سی نہ جاتی تھی ✦

سرگ ۳۶

ہنومان جی کا جانکی جی کو لیجانے کا عزم اور انکا انکار

سری جانکی جی نے سری رامچندر جی کی دردناک حالت سنکر کہا آہ! ہنومان جی تم نے امرت پلاکر زہر کھلا دیا سری رامچندر جی کو یہ تکلیف تف ہے زندگی پر ہائے تقدیر سے کچھ بس نہیں قسمت جو چاہے سری رامچندر جی ایسے عقلمند۔ ایسے گیانی۔ ایسے متحمل جب ان کو صبر و استقلال نہیں تو اہل دنیا کا کیا ذکر۔ ہاتھی کا اتنا بڑا ڈیل ڈول مگر انسان رسی میں باندھکر اُسے لے قابو کر لیتا ہے یہی حالت بجنسہٖ تقدیر کے ہاتھوں انسان کی ہے۔ جہاں تقدیر بگڑی کسی کی کچھ پیش نہیں جاتی +

اے ہنومان جی! سری رامچندر جی کا دکھ سہا نہیں جاتا۔ اس کا علاج اگر کچھ ہے تو یہی کہ تم اور وہ مل کر راچھسوں کو تہ تیغ کرو۔ برس میں صرف دو مہینے باقی ہیں لنکا میں میری زندگی کے ساٹھ دن رہ گئے ہیں۔ اکسٹھویں دن راون گلے پر تلوار پھیر کر مجھے تو رنج و غم سے چھٹکارا دیگا لیکن سری رامچندر جی کو اور بھی آفت کا سامنا ہوگا وہ میرے فراق میں تڑپ کر جان دیدینگے صرف ایک بھبھیکن یہاں دھرماتما آدمی ہے اسکی بیٹی کلا کے سوا میرا اور کوئی ہمدرد نہیں وہ میری ہر وقت خیر مناتی اور دل بہلاتی رہتی ہے راون کے ارادے اُس سے مجھے معلوم ہوتے رہتے ہیں بھبھیکن راون کو سمجھاتے سمجھاتے ہار گیا۔ مگر وہ کسی کی ایک نہ سنتا۔ اپنی ہٹ پر ٹکا ہوا ہے اور اپنے جیتے جی ضد نہ چھوڑیگا میں اس وقت راون کے بس میں ہوں مگر اب تک آزادی بدستور قائم ہے اور صفائی قلب یہی کہہ رہی ہے کہ گھبرانا فضول سری رامچندر جی آئے اور مصیبت سے نجات مل گئی سری رامچندر جی میں سب کچھ قدرت ہے وہ عالم الغیب ایشر سمان ہیں جب چاہیں جہاں چاہیں فوراً وہاں پہنچ جائیں جن ستان میں ہزار راچھسوں کا ماردینا آسان نہ تھا لیکن سری رامچندر جی نے ایک دم سے سب کو خاک و خون میں ملادیا۔ مجھے یقین ہے کہ سری رامچندر جی کی آتش غضب۔ سری لچھمن جی کی صرصر غیظ سے بھڑک کر ضرور بہت ہی جلد راون کو جلاکر راکھ کردیگی +

ہنومان جی اس تقریر سے خوش ہوگئے اور بولے کہ سری رامچندر کو یہیں معلوم ہے مجھے دیر نفظ میرے پہنچنے بھر کی ہے آپ کو زیادہ فکر فضول ہے کہئے تو میں ابھی آپکو یہاں سے لیجاؤں

ارادہ ہو تو پیٹھ پر سوار ہو لیجئے مجھے آپ کا حکم ہو تو راون کو لنکا سمیت اٹھا کر سمندر پھاند
جاؤں سری رامچندر جی اس وقت فوج جمع کر رہے ہیں وہ اندھے ہیں اور برکھن پہاڑ ایراپت
ہاتھی آپ کو میں اس طرح سری رامچندر جی سے ملا سکتا ہوں جس طرح رہیں اور چند یہاں
مجھے فقط حکم کا انتظار ہے لیجانے میں دیر نہیں جانکی جی کی جان میں جان آگئی ان کی مایوسی
نے امیدوں کا جامہ پہنا لیکن مسکراتی ہوئی بولیں کہ سمندر اتنا بڑا ہے تم ذرا سے کیونکر یقین
آئے کہ مجھ کو لے جا سکو گے میرا آشیرباد ضرور ہے کہ روئے زمین پر تمہارا نظیر نہ ہو لیکن
طاقت خلاف عقل کیونکر تسلیم کی جائے +
ہنومان جی سمجھ گئے کہ چھوٹے قد کی وجہ سے جانکی جی وہم میں ہیں دل میں آئی کہ ڈیل ڈول بڑھائیں
لیکن پھر خیال ہوا کہ راچھس خوف زدہ ہو کر بھاگینگے تو لنکا بھر میں شور و غل ہو جائیگا در حقیقت
لوٹ کر جینگے تو اہل لنکا چیخ اٹھینگے کہ کیا قیامت آگئی مگر ان کو امتحان طاقت منظور تھا
انہوں نے تھوڑا قد بڑھا کر تیور بدلے تو آنکھیں لال پیلی انگارہ ہو گئیں یہ جانکی جی نے منع کیا
اور فرمایا کہ آزمائش کی ضرورت نہیں سمندر پھاند کر یہاں آنا ہی طاقتوری کا کافی ثبوت ہے تم
میں ابھی تمہارے ساتھ چلی چلتی۔ خیال صرف یہ ہے کہ سری رامچندر جی کے خلاف نہ سمجھیں کیونکہ جب
تم مجھے لیگئے تو راون کے قتل کا عزم کیسے پورا ہوگا اور ان کی ناموری کیونکر ممکن ہوگی اول تو تمہاری
پیٹھ پر چڑھنا ٹھیک نہیں دوسرے میں سمندر میں گر پڑی تو جانوران آبی نوچ نوچ کر کھا جائینگے
اگر تم اٹھا بھی لوگے تو راچھسوں سے بچاؤ مشکل ہوگا۔ ترسول مگدر اور تیر و تفنگ کا سامنا
ہونے پر تازہ مصیبت پیش آئیگی مانا کہ تمہارے جسم پر کوئی ہتھیار کارگر نہ ہو اور سب راچھس
تمہارے ہاتھ سے قتل ہو جائیں پھر بھی خیال ہے کہ سری رامچندر کی ناموری قائم رہے میں یہ گوارا
نہیں کر سکتی کہ لوگ یہ کہیں کہ رامچندر جی کے بنائے کچھ نہ بنی ہنومان جی نہ ہوتے تو حقیقت سے
ملنے نہ پاتی ذرا سوچنے کی بات ہے کہ تم شبی کرنیکو آئے ہو۔ اگر بھگا لیجانے میں کچھ نقص واقع
ہوا تو تمہارے سر پر بھی بدنامی کا ٹیکا لگ جائیگا اسکے علاوہ تمہیں خود گوارا نہ ہوگا کہ تمہارے جسم
سے میرا جسم چھو جائے بیشک میں راون کا جسم چھو چکی ہوں مگر ذرا سوچنے کی بات ہے کہ میں مجبور تھی
زبردست آدمی کی زبردستی قابل لحاظ نہیں ہوتی معذوری کے وقت کسی کا الزام نہیں رہا یہ
نہیں ہو سکتا مجھے صرف سری رامچندر جی کی ذات کا بھروسہ ہے جس وقت وہ دشمن مار ان
لے کر آئے راچھسوں کا سطح صاف ہو جائیگا +

سرگ ۳۷

سری جانکی جی کا سری رامچندر جی کو پیغام

سری ہنومان جی سری سیتا جی کی حسن عقیدت کے قائل ہو گئے انہوں نے فرمایا کہ آپ پاتی
دھرم کی زندہ تصویر ہیں آپ کے اعتقاد کا کیا کہنا آپ کو یہ خیال ہے کہ میں سو جوجن کا سمندر
کیسے پھاند سکوں یہ آپ کی توجہ سے کچھ مشکل نہیں لیکن ظاہری طور پر آپ جو فرمائیں وہ عورت
کے جانے کے لئے زیبا ہے آپ جو تکلیفیں اٹھا رہی ہیں یہ آپ ہی کا دھرم ہے دوسری عورت
ایسی مصیبت لحظہ بھر بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کا سبب فقط یہی ہے کہ آپ دھرم کا نباہ کر رہی
ہیں اچھا تو آپ کوئی نشانی دیجئے کہ سری رامچندر جی آپ کی خدمت میں حاضری کا یقین فرما دیں
سری جانکی جی۔ نشانی درکار ہے تو صرف سری رامچندر جی سے یہ کہہ دینا کہ جب میں چترکوٹ پر
پھول چننے کو گئی تھی تو سری رامچندر جی نے دوڑ کر مجھے چھاتی سے لگا لیا تھا لیکن ایک وقت کوے
نے مجھ پر حملہ کیا میں نے ڈھیلا مارا تو کوے کا تو کہیں پتہ نہ لگا مگر گھبراہٹ میں چولی آنچل سے بے خبر ہو کر
دوپٹہ تک نہ سنبھال سکی شرمندگی کے ساتھ بدن مارے غصے کے کانپ اٹھا سری رامچندر جی نے مجھے
بنا یا ہنسی میں اڑا یا اور مجھے بغل میں لیکر سو رہے عالم غفلت میں وہی کوا پھر آیا میرے سینے پر ایسی
چونچ ماری کہ خون بہ نکلا سری رامچندر جی جاگ پڑے انہوں نے برہمنتر پڑھ کر ایک تنکا
کھینچ مارا تو تینوں لوکوں میں کہیں اس کو پناہ نہ ملی آخر اسے سری رامچندر جی کے قدموں ہی پر سر رکھ
کر نجات حاصل کرنا پڑی چونکہ رامچندر جی کو غصہ تھا اس لئے انہوں نے کوے کی ایک آنکھ پھوڑ
دی۔ مگر پناہ میں آنے کی وجہ سے جان نہ لی جن رامچندر جی کے ہاتھ کے چھوڑے ہوئے تنکے کی
یہ قدرت ہو وہی راون ایسے ظالم کی گوشمالی نہ کریں تو تعجب ہے ذرا ان سے کہنا کہ آپ کی آنکھیں
کیا ہوئیں۔ اب ترکش سے تیر کیوں نہیں نکلتے چنکلی کو بالوں سے کیا الفت ہو گئی ہے میں
ان کے جیتے جی قید میں مصیبتوں کی حد نہیں گھڑی گھڑی کی خبر منانے گزرتی ہے بتیس
دانتوں میں زبان ہو رہی ہوں مگر نہ ان کو ترس آتا ہے نہ لچھمن جی کو وہ چاہتے تو اب تک
راون کا نام نشان نہ رہتا بس میں سمجھ گئی کہ سب میری تقدیر کا قصور ہے قسمت کا قصور ہے
سری لچھمن جی سے کہنا کہ میں نے ان کو بہت سخت سست الفاظ کہے تھے کر رامچند

قا

ہو گئے۔ راون شتم کتنا بیچک ہے کہ دو مہینے میں گردن حلال کر دونگا وہ بات کا دھنی ہٹ کا پکا ہے جو کہہ دیگا وہی کریگا مگر تم سب یاد رکھو کہ میں راون کی تلوار گلے پر نہ پھرنے دونگی ایک مہینہ پہلے ہی کچھ کھا کے سو رہونگی +

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا چوڑامن اُتار کر دیدیا ہنومان جی نے جس وقت نشانی انگلی میں پہنی پہننے کا تھا کچھ اور کا اور ہو گیا جانکی جی کی بڑے ادب سے پرکرما کی اور ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے +

سرگ ۳۸

سری جانکی جی کا اظہار اشتیاق

سری جانکی جی ہنومان جی کے ہاتھ میں چوڑامن دے کر بولیں کہ میرے پتا راجہ جنک کی یادگار ہے میری شادی میں انہوں نے میرے خسر راجہ دسرتھ کے پیشکش کیا تھا انہوں نے سری رامچندر جی کو بخش دیا۔ سری رامچندر جی نے مجھے مرحمت فرمایا جس وقت وہ اسے دیکھینگے انکی طبیعت ممکن ہے پریشان ہو۔ اور اس پریشانی میں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے فراموش کر بیٹھیں سری رامچندر جی لچھمن جی اور سگریو وغیرہ کو خوب سمجھا دینا کہ یہاں صرف ایک مہینے کی اور زندگی باقی ہے جہاں اکتیسواں دن آیا پھر جینے کا بھروسا نہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے آنے میں عجلت کریں بہتر تو یہ تھا کہ تم ایک روز ٹھہر جاتے اور یہاں بھیجر جانے کہ میرے زخم رسیدہ دل کو کسی قدر تسلی ہوتی راون کے ظلم سری رامچندر جی کے فراق اور اب تمہاری جدائی کے خیال سے جو صدمہ ہوگا اس کا اندازہ اور کوئی میرے سوا نہیں کر سکتا میرا دل بولتا ہے کہ سری رامچندر جی ضرور آئینگے لیکن لچھمن جی کی طرف سے تسلی ہے کیونکہ گرڑ جی پون۔ راون اور تمہارے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ سمندر پھاند سکے مگر تم عقلمند ہو صاحب تدبیر ہو وہ حکمت کرنا کہ سری رامچندر اور لچھمن جی بہت ہی جلد لنکا میں داخل ہو جائیں +

ہنومان جی :۔ آپ بیفکر رہیں بانروں کے راجہ سگریو میں بہت کچھ دم ہے ان کی فوج کا ایک ایک بانر ایسا طاقتور ہے کہ میری کچھ حقیقت نہیں انگد کے آنے بھر کی دیر ہے جہاں وہ آئے انکا اُلٹ پلٹ ہو جائیگی وہ اکیلے راون اور اس کی فوج کے لئے کافی ہیں۔ سری رامچندر اور لچھمن جی کو بھی سمجھ لیجئے کہ یہیں ہیں +

یہ سوچ کر پھر انہوں نے عزم کیا کہ باغ کے راچھسوں کو ماروں ان کی موت سے لنکا بھر میں ہلچل مچ جائیگی اور کیا عجب کہ راون سے بھی مقابلہ ہو جائے دیکھوں وہ اپنی لنکا کی کیونکر حفاظت کرتا ہے سری جانکی جی کا جوڑا سن محافظ موجود ہے اس کے ہوتے ہاتھی گھوڑوں کی فوج بھی میرا کچھ نہیں کر سکتی پھر خوف ہی کیا ۔

یہ سب باتیں سوچ کر وہ آندھی کی طرح باغ میں پہنچے درخت اکھاڑ کر پھینکنا شروع کئے تھوڑی دیر میں سارا باغ اجڑ گیا درخت زمین پر بچھ گئے جو سامنے آیا اس نے بوری مار کھائی اور ہنومان جی کلکاری مارتے ہوئے پھاٹک پر جا بیٹھے ۔

سرگ ۴۱

اشوک باٹکا میں سری ہنومان جی کی دست درازی

درختوں کے پرند چیختے چلاتے اڑ بھاگے راکشسنیں خواب راحت سے چونک پڑیں سب کا جانکی جی سے سوال تھا کہ بانر کون ہے تم سے کیا گفتگو ہوئی باغ کیسے اجڑ گیا ۔

جانکی جی ہمیشہ سچ بولتی تھیں ان کو جھوٹ بولنے سے نفرت تھی لیکن دھرم شاستر نے ہدایت کی کہ جان کے معاملے میں دروغ مصلحت آمیز سے کام نہ لینا بھی ناروا ہے انہوں نے کہا کہ بانر کا ذکر نہ کرو تمہاری طرح میرا بھی جی اڑا جاتا ہے نہ جانے کون راچھس بھیس بدل کر گھسا میں نے تو ایسی زبردستیاں کبھی نہ دیکھی تھیں ۔

ہنومان جی پھاٹک پر بیٹھے ہوئے راکشسنیوں کی گھبراہٹ دیکھ رہے تھے اس لئے سب کے ڈرانے کو قد بڑھایا تو سب کی سب بھاگ کھڑی ہوئیں کون تن میں کچھ جیالا پن تھا ۔
بہت سی راکشسنیں سوتی چلاتی راون کے پاس گئیں اور فریاد کی کہ ہائے ایک نا ترس بندر نے اشوک باٹکا اجاڑ ڈالی جانکی جی سے کچھ بات چیت ہوئی ہے یہ معلوم نہیں مگر خاموش معلوم ہوتی ہیں بانر رگھوبندر کا پیغامبر آیا ہے یا اندر یا برن یا کبیر کا قاصد ۔ اشوک باٹکا بالکل اجڑ گئی صرف اتنا حصہ باقی ہے جہاں جانکی جی مقید ہیں اسے خیال ہے کہ ضرور کوئی رگھوبندر یا ان کے کسی رفیق کا قاصد آ پہنچا قاصد کہتے ہیں تو ایک حقیر لفظ ہے لیکن دراصل ایسا طاقتور زبردست آج تک نظر نہیں گذرا آناً فاناً میں سارا باغ اجاڑ ڈالنا معمولی بانر کا کام نہیں اس لئے اس کو سزا بھی وہ

مصلحت دیکھ کر اوج ہوا پر اچھل گئے اور بجلی کی طرح گرج کر اچھسو جھ کو اکیلا نہ سمجھنا مگر تو اور انگد ایسے برست تمہاری سرکوبی کو موجود ہیں جن کے ہتھیاروں کے سامنے اندر کے بجر کی بھی کچھ حقیقت نہیں ان کی فوج کا شمار محال بہادروں کی طاقت کا اندازہ مشکل دس بیس تیس چالیس. ساٹھ ستر اسی نوے سو سے لیکر ہزار ہاتھیوں کی طاقت والوں کو گنتے ہوئے انگلیاں تھک جائیں جس وقت وہ آگئے سمجھ لینا کہ لنکا کا خاتمہ ہی ہے۔

سرگ ۴۳

جمبو مالی کا قتل

پرہست کا فرزند جمبو مالی یاقوتوں کا ہار اور سرخ لباس پہنے ہوئے تنا اکڑا کمان پر چلا چڑھائے ہوئے شیر کی طرح گرجتا سامنے پہنچا اس کے رتھ کے گدھے گھوڑوں کے کان کاٹتے ہوئے دس بان بازو پر مارے اور ایک سینے پر ہنومان جی خون بہتے ہوئے دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے۔ ساکھو کا ایک درخت اکھاڑ کر جمبو مالی کی طرف کھینچ مارا مگر اس کے دس تیروں نے اس کے دس ٹکڑے کر ڈالے دوسرے درخت کی بھی چار بانوں سے یہی کیفیت ہوئی تیسری دفعہ بھی درخت کا وار خالی گیا اور دشمن کے پانچ بان چھاتی میں اور دس سر میں پیوست ہو گئے ہنومان جی اس وقت نہایت غضبناک تھے۔ انہوں نے ایک لوہے کا ستون اکھاڑ کر دو چار رگڑوں میں جمبو مالی کا سر اور سینہ چور چور کر دیا اور پھر سپاہیوں کی بھی ایسی خبر لی کہ دم دباتے نہ بنی جو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے انہوں نے راون کو دکھڑا سنایا اس نے اسی کے پانچ بہادر بیٹوں کو اجازت دی کہ جائیں بابرے عوض لیں۔

سرگ ۴۴

جمبو مالی کے پانچ بیٹوں کا خاتمہ

باپ کی موت لڑکوں سے ناقابل برداشت ہے جمبو مالی کے پانچوں بیٹے تیر کی طرح پہنچے اور جاتے ہی تیروں کی بوچھار شروع کر دی اُدھر سے وار پر وار ہوتا تھا اِدھر ہنومان جی نشانہ

بچائے جاتے تھے ٹھوکروں طمانچوں سے ہزاروں راچھسوں کو فرش خاک پر سلا دیا زخمیوں کی
گنتی نہ تھی زمین پر خون ہی خون نظر آتا تھا ہر طرف صدائے الامان بلند تھی خاص علم سمجھتے تھے
کہ جمدوت آگئے اب جان کی امان نہیں جو دشمن بچے وہ تو بھاگ نکلے باقی کھیت رہے ہنومان
جی شل ہو گئے لیکن دم خم وہی رہا۔

سرگ ۴۵

ہنومان جی کے ہاتھ سے راون کے پانچ سپہ سالاروں کا قتل

راون کو خبر پہنچائی گئی اُس کا دل تھرا گیا لیکن طبیعت میں استقلال تھا بہادروں کا دل بڑھانے
کے لئے جنیسے تیز ہو گئے۔ گیا اور بروپاکش جیوپاکش۔ دوردھرش پرگھس۔ بھاشکرن کو ہاتھی
گھوڑوں اور رتھوں کے ساتھ روانہ کر کے حکم دیا کہ جائیں اور بانروں کو شرارتوں کا مزہ
چکھائیں اسکی طاقتوں کو ذرا بھی خیال میں نہ لائیں وہ کون دیوتا تھیں مگر ہاں ممکن ہے کہ
اندر نے مجھ سے اگلے عوض لینے کو اپنی تپشیا کے زور سے کوئی فریب پیدا کر کے یہاں بھیجا ہو۔ مگر یاد
رکھئے کہ میرا بیٹا اندر جیت اندر کو بندر کی طرح نچا چکا تو اس کے قاصد کی تم سب کے
سامنے کیا حقیقت ہے لیکن

دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد

اس خیال سے ہم سب کو لازم ہے کہ خوب احتیاط سے کام لیں ہاتھی حتے الامکان
چیونٹی سے سونڈ کو محفوظ رکھتا ہے میں۔ بالی نیل۔ نل رجاموان کو دیکھ چکا ہوں وہ اپنے کو شور
سمجھنے میں مگر میری نظر میں کچھ بھی نہیں تم سب کو سحر و نیرنگ میں کمال ہے جب چاہو ایسوں
کو مار لو تم لوگوں کو ان سے ڈر بھی کیا۔ ہاں فتح و شکست البتہ ایشور کے ہاتھ ہے لیکن اس حالت
میں بھی ہمت مقدم ہے جسکی ہمت بندھی رہی۔ فتح اس کا پانی بھر گئی۔ نصرت و ظفر اسی کا نام روشن
کرینگی اس لئے کمر ہمت باندھ کر بڑھو۔ دشمن کے سر پر چڑھو۔ مار و تلوار کے گھاٹ اتارو تمہارے
نزدیک یہ کام کچھ مشکل نہیں۔

راون کا کڑکا سن کر فوج بادلوں کی طرح جھومتی ہوئی بڑھی جوان بجلی کی طرح گرجتے ہوئے
چلے دار و مدار شروع ہوئی ہنومان جی پر استروں شستروں کا مینہ برس گیا ہنومان جی نے اپنا ڈیل

ڈول مختصر بڑھایا اور اچھلے تو آکاش پر نظر سے غائب ہوئے پھر بجلی کی طرح گرجتے ہوئے زمین پر
کودے تو رتھ چور چور ہو گئے گھوڑوں کی ہڈیاں پسلیاں چور ہو گئیں بروپاکش اور جبوآکش کے بازو پکڑ کر
اس طرح زمین پر پٹکا کہ پھر سانس نہ لی اور سپہ سالار مقابلے کو آئے تو مگدر کام آیا نہ گرز ہنومان جی نے
ایک سوکھا درخت اکھاڑ کر بانس کی طرح گھمایا تو پرے کے پرے صاف ہو گئے پرگھس اور بھاشکرن کو
تمام ہتھیاروں سے مایوسی ہوئی مگر جتنے جیالے ساتھیوں کو بڑھا دیا تو ہنومان جی کے جسم سے خون
کی ندی بہ نکلی اس وقت پرلے کا سامنا ہو گیا ہنومان جی نے پہاڑ کی ایک چوٹی اکھاڑ کر مارنا شروع
کیا تو لنکا کے بہادروں کا کچومر نکل گیا ہاتھی کو گھما کر دوسرے پر دے مارا تو سب جان نکل گئی اسی طرح
گھوڑوں رتھوں اور راچھسوں کی درگت ہوئی اور میدان جنگ میں خون ہی خون نظر آنے لگا

سرگ ۴۶

ہنومان جی کے ہاتھ سے اچھے فرزند راون کا قتل

راون نے پانچوں سپہ سالاروں کی موت کا حال سنکر اپنے نوجوان شیر دل فرزند اچھے کی طرف نظر اٹھائی جو
نگاہ پہچان کر اٹھ کھڑا ہوا اور بیڑا اٹھایا کہ میں معرکہ سر کروں گا ہر طرف شاباش آفرین مرحبا حسنت
کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ آٹھ گھوڑوں کا رتھ اشارہ پاتے ہی موجود ہو گیا رتھ ایک نمونہ قدرت تھی
چمک دمک اچھے اچھوں کی نظر نہ ٹھہرتی تھی دم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا تھا آکاش پر اڑ جانا
کچھ بات ہی نہ تھی۔ اچھے رتھ پر سوار ہوا لشکر جرار بادلوں کی طرح گرجتا ہمراہ ہوا ہاتھی گھوڑوں
کی تیزی کو ہوا بھی نہ پہنچ سکی۔ فوج خونخوار ذرا سی دیر میں ہنومان جی کے سر پر پہنچ گئی اور چاروں طرف
تیر و خنجر نکل پڑے اچھے کمار نو عمر تھا سوچنے لگا کہ اس وقت کس حکمت سے حملہ کرے دانشمندی کا زعم
کروں کہ حریف پست ہو جائے اس نے پہلے گیدڑ بھبکی سے کام نکالنا چاہا تیغ تیر جو منہ میں آیا بک گیا مگر
ہنومان جی خاموش رہے گالیوں پر بھی کان نہ دئے اکشے کمار ایک تو خود ہی بہادر تھا دوسرے نو عمری کا زعم
ایکدفعہ جرات کرکے ہنومان جی پر چڑھ ہی دوڑا اگرچہ کم سنی تھی مگر طاقت کو دیکھئے اچھے اچھے سیلتن اور کوہ
پیکروں کی مجال نہ تھی کہ منہ سامنے کر سکیں ہنومان جی نے جب ایک نوخیز بہادر کو سامنے دیکھا تو سوچے
کر چھوکرے سے مقابلہ ہی کیا اس کو یونہی دھمکا دینا کافی ہے اسی لحاظ سے انہوں نے قدم بڑھایا اچھے کمار
ڈرا تو بہت مگر بہادری کے جوش نے اس کے حوصلے بڑھائے اور بڑھ کر سامنے آگیا ہنومان جی

سکے جوش غضب کی حد نہ تھی اچھے کمار کا لفظ لفظ بجھا ہوا تیر تھا لیکن انہوں نے ایک چھوکرے کو منہ لگانا مناسب نہ سمجھا ۔

یہ تکرار بہ معرکے کا تھا ادھر ہنومان جی بہادروں کے سرتاج تھے ادھر نوخیز دلاور دیوتا و گندھرب سب کا جمگھٹا ہو گیا کہ دیکھیں کون بالا ہر کرتا ہے زمین کانپ اٹھی ہوا دم بخود سمندر کی جان خشک ہو گئی اچھے نے آتے ہی تابڑ توڑ تین بان ایسے مارے کہ ہنومان جی کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ گیا ہنومان جی کی آتش غضب اور بھی بھڑک اٹھی مگر یہی خیال تھا کہ چھوکرے سے کون بھڑے بچہ ہے آپ ہی سمجھ جائیگا ہنومان جی جتنی طرح دیتے اتنے ہی اچھے کی ہمت بڑھتی تھی وہ سمجھا تھا کہ پالا اپنے ہاتھ ہے نہ ہنومان جی کی غضب آلود نگاہوں پر نظر تھی نہ ڈنڈیلوں پر جب ہنومان جی نے دیکھا کہ اچھے سر ہی پر چڑھا آتا ہے تو بڑے زور شور سے گرج کر اس کی طرف لپکے یہ دیکھتے ہی رتھ اکاش پر اڑا اور اوپر سے تین بان آکر ہنومان جی کے سینے پر بیٹھے ہنومان جی کو نوخیز حریف پر ترس آتا تھا تیراندازی بہادری طبیعت خوش نہ تھی بازو سینے اور پیشانی پر زخم کھائے مگر اُف نہ کی جب مخالف شرارت پر آمادہ ہی دیکھا طرح دینی بے سود ہوئی تو آکاش پر جا پہنچے جس گھوڑے کو ایک طمانچہ رسید کیا اس نے پھر سانس نہ لی آٹھوں گھوڑے لقمہ اجل ہو گئے رتھ ٹوٹ پھوٹ کر زمین پر گر پڑا ہزاروں دھجیاں کھل گئے اچھے اس وقت تلوار اور ڈھال لیکر ہنومان جی کے سر پر چڑھ دوڑا مگر ہنومان جی نے دونو پاؤں پکڑ کر اس طرح زمین پر ٹپکا کہ ہڈیاں پسلیاں سرمہ ہو گئیں ہنومان جی تو کلکاری مارتے ہوئے مندر کے کلس پر جا بیٹھے اور لنکا میں ماتم بپا ہو گیا ۔

سرگ ۷۴

میگھناد کی معرکہ آرائی ہنومان جی کی گرفتاری

اچھے کی موت پر راون نے خون کے آنسو بہائے اور غصے سے آگ ہو گیا اندرجیت کو بلایا اور کہا کہ تمہارے برابر ہتھیار کا دھنی دوسرا نہیں برہما استر تمہارے قبضے میں ہے اندر دیوتا گندھرب عفریت تمہارے نام سے کانپتے ہیں تینوں لوک کے سورما بیروں پر اکیلے تم بھاری ہو اچھے کا انجر پنجر کا تھا تم جیسے بہادر جنگ آزما ہوشیار و سعادت مند بیٹے کی کمی تمہارا تن ہی دست مبارک تمام اٹھا دیا گیا

تمہاری موجودگی میں جمبو مالی ایسے ایسے نہنگ پیشہ و شجاعت مونت کے گھاٹ اترے تمہارا چھوٹا بھائی بھی لقمہ اجل ہوا ذرا تم جا کر دیکھو کہ بانر کی طاقت کیا ہے تمہارے جانے سے دونا مردی کا بخوبی امتحان ہو جائیگا ہنر بھی نہیں جاتینگے راج نیتی کے اصول سے فتحیابی کرنے کے لئے بیٹے کی جان و مال کا بھی لحاظ نہ کرنا چاہئے کیونکہ لڑ کر مرنیوالے سب امی زندگی پاتے ہیں +

یہ سنتے ہی میگھناد نے فرق تسلیم خم کیا اور راون کی دعا کو تعویذ حفظ جان بنا کر بڑے بڑے چار دانت ہاتھی لشکر خونخوار کو بڑھاوے دیتا مقابلے کو پہنچا ہنومان جی خوش ہو گئے کہ اب خوب ہاتھ پاؤں کھانے کو ملینگے دیوتا اور گندھرب دور سے تماشہ دیکھنے لگے مہابیر جی گرجتے تھے اندرجیت کے جنگی باجوں کی آواز چاروں طرف گونج رہی تھی میگھناد نے پہنچتے ہی تیروں کی بارش شروع کی مگر ہنومان جی کے جسم پر کچھ اثر نہ ہوا جیوں جیوں دشمن تیر برساتا جاتا تھا ہنومان جی قد بڑھاتے جاتے تھے جب بانوں سے ایک پیش نہ گئی تو سوچا کہ برہماستر سے کام لوں برہماستر کی خونریزی کا اثر دو چند تھا چنانچہ ہنومان جی اسکے زور سے بچ گئے اب میگھناد نے برہم پھانس گلے میں ڈال کر جھٹکا دیا تو ہنومان جی زمین پر لوٹ گئے لیکن تھا کہ ایک جھٹکا برہم پھانس کے سو ٹکڑے کر دیتا مگر نہیں ادھر میگھناد برہم استر چپ رہا تھا ادھر ہنومان جی کو برہما کے لسند کے اعزاز میں فرق لانا منظور نہ تھا اسلئے بیکار پڑے رہے راچھسوں نے لات گھونسوں سے بیچارے کا نکالنا شروع کیا مگر جس وقت مہابیر جی گھرکتے تھے دشمنوں کا دم نکل جاتا تھا اور بہت دم دبا جاتے تھے ہنومان جی کو رادن سے ملنے کی کوشش تھی انہوں نے سوچا کہ سب راچھس بھاگ کھڑے ہوتے تو میگھناد اکیلا کیا کرسکیگا جو اس وقت برہم پھانس کا آسرا لئے ادھر سے ادھر رخ بچاتا رہتا تھا کہیں ہنومان جی اوپر نہ آئے دم کی کوئی تشریب بدل پر اثر نہ کرے راچھسوں نے رسیوں رسوں سے مشکیں کس کسا کر جیل نیوں ہنومان جی کی تابوتیں کب ہنومان اس وقت لٹو بن گئے اور میگھناد کے ساتھ راون کے دربار میں پہنچے چاروں طرف سے آوازیں آئی کہ گردن مار دو جلا دو اسکی صورت دیکھتا ہی کیا توپ پر رکھ اڑا دینا ہی درست ہے مگر جہاں پاک راون نے صورت دیکھی آنکھوں میں خون اتر آیا وزیر سے بولا کہ پوچھو کون ہے جب تک کوئی پوچھے تب تک ہنومان جی آپ بول اٹھے مہاراج لوجیراج سری مہندر جی کا پیشو

سرگ ۴۸

راون کی شان و شوکت سے ہنومان جی کو حیرت

جواہرات کے جڑاؤ سنگھاسن پر راون سرخ چندن کا تلک لگائے بیٹھا ہوا تھا سونے کا رن مرصع

تاجوں کی زینت تھی چہرے سے شہنشاہی جلال برس رہا تھا بہت سی نازنینان سر جمال چنور جھل رہی تھیں بہت سی مختلف خدمات کے لئے حاضر ددوھر برہسپت مہاس نکھ چار وزرائے اعظم طلائی کرسیوں پیر آفتاب و مہتاب کو نظریں نہ لاتے تھے اور اہل دربار سے ایوان فلک آستان بہشت ہی منظر آرہے تھے ہنومان جی دربار کی شان وشوکت دیکھ کر حیران رہ گئے وہ رونق دیکھی جس پر دل لوٹ پوٹ ہو گیا راون کو دیکھا تو چہرے پر ذرا شکن نہ تھی معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی فکر یا غم ہے یا کسی کا خوف ہے اس کے جاہ وجلال اور رعب اقبال سے ان کو دل ہی دل میں افسوس ہوا کہ ہائے ایسا اقبال سندر ایسا دبدبہ جلال فرمانروا تینوں لوک کو قابو میں کر سکتا ہے مگر افسوس کہ ادھرم نے اس کی عقل ماردی نالائق وزیروں نے الٹی پٹیاں پڑھائیں اسی سے اس کا اختر اقبال برج زوال کی طرف رخ کئے ہوئے ہے یہ نہ ہوتا تو راون آج فرش وعرش پر قبضہ کر چکتا اس میں وہ طاقت ہے کہ زمین کو کھود کر پھینک دے اور خشکی میں سمندر بہا دے۔

سرگ ۴۹

راون کے دربار میں ہنومان جی سے گفتگو کا سلسلہ

راون نے ہنومان جی کا چہرہ مہرہ دیکھا تو شک ہوا کہ مہادیو جی کا نندی گن بانا سر ہی تو نہیں اس لئے خود تو جرأت نہ ہوئی پر ہست وزیر کو بازپرس کا حکم دیا پرہست نے نگاہ ٹیڑھی کر کے پوچھا اور بازیچ سچ کہو کہ تجھے یہاں اندر نے بھیجا ہے یا کبیر یا برن نے سچائی پر رہائی کا دارومدار ہے۔ دروغ گوئی پر گردن ہے اور تلوار ہے بانر کی صورت بناوٹی معلوم ہوتی ہے مگر چہرے کا جلال یقین کرنے نہیں دیتا۔

ہنومان جی نے پرہست کی طرف پیٹھ کر لی اور راون کی طرف منہ اور پھیر مونچھوں پر تاؤ دے کر بولے کہ مجھے کسی نے نہیں بھیجا میں صرف راجہ راون کے درشن کو آگیا ہوں اگر دماغ اجڑ جاتا تو اس دربار میں رسائی ناممکن تھی بیشک میں نے راچھسوں کو مارا لیکن یہ خونریزی نہ تھی بلکہ حفاظت خود اختیاری برہمھ پھانس پر غرور فضول ہے جس وقت چاہتا ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا برہمھ بھی اپنی طاقت کو کمند میں شریک نہ کر سکتے تھے۔ مگر چونکہ سری رامچندر جی کی خدمتگذاری منظور تھی اس لئے برہمھ پھانس کے ذریعہ سے یہاں آگیا آپ کو اسکی بدولت دیکھ لیا اور اب آپ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ میں

ان سری رامچندر جی کا سفیر ہوں کہ برہمانڈ کا ذرہ ذرہ جن کے اوصاف کا مدح خواں ہے ؞

سرگ ۵۰

راون سے ہنومان جی کی گفتگو

راون نے ترچھی ٹیڑھی نظر سے دیکھ کر ہنومان جی سے کہا کہ وا ہیات بک بک سے کچھ مطلب نہیں جان کی خیر چاہتے ہو تو سچ سچ سارا حال بتاؤ ؞

ہنومان جی سنکر اور نیز دم ہو گئے اور انہوں نے فرمایا کہ یہاں سچ بولنے سے ڈرتا بھی کون ہے تو سنو میں راجہ سگریو کا مشیر خاص اور سری رامچندر جی کا خیر اندیش ہوں تم جانکی جی کو دھوکے سے چرا لائے ہو جٹایو کو راستے میں مارا سری رامچندر جی کا سگریو نے استقبال کیا باہم دوستی ہوئی راجہ بالی کو رامچندر جی نے سرگ میں بھیجدیا سگریو کو راج ملا اب فوج ظفر موج پورب پچھم اتر دکن میں گھوم رہی ہے خوش قسمتی سے مجھے جانکی جی کا پتہ لگا۔ راجہ سگریو کا پیغام ہے کہ جس راون کو شاستر نے اقفیت تپشیا کے سبب سے فضیلت اس پر آدھرم کا کھوت ایسا سوار افسوس ایندر جی جیسے دھرم کریں تو دھرم کا ٹھکانا کہاں راجہ راون یاد رکھئے کہ جس وقت رامچندر جی کی کمان سے تیر نکلے پھر آنکھیں کھلنے میں کسر نہ رہیگی ساری تپشیا کی طاقتیں جسمانی ذہنی ایک دم سے خاک میں مل جائیں تو میں قدرت کا قائل نہ رہوں اگر راجہ راون کو اپنی بہتری منظور ہے تو جانکی جی کو لئے ہوئے حاضر خدمت ہو اگر کچھ سودا سے خام ہے تو یاد رکھئے خیریت نہیں ؞

یہ تو راجہ سگریو کا پیغام تھا عمل کیجئے تو آپ کی بہتری نہ عمل کیجئے تو آپ کا پاپ آپ ہی کے سر اب میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں گستاخی معاف ہو امکان کھلے دل سنئیگا ؞

آپ کا یہ عذر بیکار ہے کہ جانکی جی یہاں نہیں ہیں کیونکہ میں ان سے مل چکا سمندر پھاند کر جب ایسا دشوار کام میں کر چکا تو اور کام کیا مشکل ہیں تم کو برہما کے بردان کا گھمنڈ ہے مگر ذرا سوچو کہ نہ رامچندر جی کی طرف اس بردان کا کچھ لحاظ ہے نہ راجہ سگریو کی طرف دیوتا انسان ہیں یہ باز رہ نہ دیوتا پھر یہ زعم باطل کیا تم کیسی تپشیا سے بیدا ج ملا ہمارے رعب سے دیوتا کانپتے ہیں لنکا کی نعمتیں راجہ اندر کو بھی نصیب نہیں اب راج پاکر اس کو ذرا سی بات کے لئے تباہ کرتے ہو اس کو میں عقلمندی نہیں کہہ سکتا نادانستہ خطا کو ایشور بھی معاف کرتا ہے مگر تمہاری حرکت قابل ...

لوگ سمجھاتے ہیں تب بھی تمہاری عقل کے پردے نہیں اُٹھتے جس نے جنستان میں چودہ ہزار خونخوار راکچھسوں کو مار گرایا جس نے اس جیہ بالی کی ایک بان سے جان لی جسکی بغل میں تم چھ مہینے تک دبے رہے اسکی طاقت تو کیا ہوگی جب میں سمندر پھاند گیا تو سری رامچندر جی اور سگریو کے سامنے اسکا پاٹ کیا چیز ہے میں فوج میں سب سے ادنےٰ ہوں لیکن سری رامچندر جی کی اجازت نہیں ورنہ لنکا سمیت تجھ کو بھی لیجاتا افسوس کہ تم عقلمند اور عالم ہو کر بھی یہ نہیں سمجھتے کہ کس کے گھر بنیاد ڈالی ہے جانکی جی عورت نہیں تمہارے لئے موت کی رات ہیں تم ان کو یہاں نہیں لائے رات کو اپنے گھر بلا لائے ہو ذرا آئینہ میں دیکھو چہرے پر یہی وقت ہے اور میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں سری رامچندر جی کے خیر اندیشوں میں دروغ گوئی کا گذر نہیں اور اسی لئے بے تکلف کہتا ہوں کہ میں سری رامچندر جی کا سفیر ہوں جو انتر یامی (عالم الغیب) خالق اور رزاق اور مسبب الاسباب ہیں بقا و فنا انہیں کے قبضہ قدرت میں ہے سب لوگ انہیں کے اختیار میں ہیں برہما اور جمراج برن کبیر نظر ٹیڑھی کریں تو نیست و نابود ہو جائیں جو لوگ تا زندہ جاوید ہیں ان پر انہیں کی نظر عنایت ہے ورنہ ایک جنبش نظر سب کے فنا کے لئے کافی تھی اسی سے کہتا ہوں کہ ذرا ہوش میں آؤ دست و بازو پر نہ اتراؤ ۔۔

سرگ ۵۱

ہنومان جی کے لئے راون کا حکم سزا

ہنومان جی کی تقریر سنکے راون کے بدن میں بچھو کا زہر چھڑکا دیا اسکے دل میں آتش غضب بھڑک اٹھی حکم دیا کہ اس کی گردن ماردی جائے ۔۔

حکم کی تعمیل ہونے میں فرق نہ تھا مگر دفعتہً بھبھیکن جی وہاں پہنچے اور دست بستہ عرض کی کہ مہاراج جان بخشی دو اس قاصد کا قتل شاستروں میں ممنوع ہے اور ایلچی مار ڈالنے سے دوسرے کی باتیں آپ کے سبب سے ہونگی تو اہل زمانہ اور بھی راہ کراست چلینگے ادھر کا کھٹکا جاتا رہیگا ۔۔

راون ۔ بھیا بھبھیکن! تمہارا خیال غلط ہے موذی کو قتل کرنا ہی روا ہے ۔۔

بھبھیکن ۔ سب درست مگر جب تک یہ اپنے مالک کی خدمتگذاری میں مصروف ہے اس کا قتل اصول کے خلاف ہے ۔۔

راون ۔ یہ بیشک بغیر سزا کے نہ رہونگا اس نے بڑی نالائقیاں کی ہیں اسکی زبان گدی سے کھینچ لو بغیر میرے غصے کی آگ نہ بجھیگی ۔۔

بھبھیکن نے اس موقع پر مصلحت سمجھی کہ حکمت عملی سے کچھ کام نکالنا چاہئے چنانچہ انہوں نے تقریر کا پہلو بدلا اور عرض کی کہ دلتی یہ بانر بڑا گستاخ اور زبان دراز ہے لازم تو یہی تھا کہ تو بدم کر دیا جاتا مگر آپ شاستر کے اتفقکار بہادروں کے سرتاج ہیں اس لئے لوگ ہنسینگے کہ ذرا سے بانر کو مہاراج راون نے یہ سزا دیدی اور رامچندر سے کچھ بس نہ چلا آپ سے دیوتاؤں کی بوٹی بوٹی کانپتی ہے اندر تک بھی آپ سے کان ہلاتے ہیں آپ دیوتاؤں کی کمک پر رام لچھمن آئے ہیں تو یہ بیانا بجا ر اسکی ہم آپ کو پرواہ کیا ہے راچھسوں کے سامنے اُن کی حقیقت کیا جب چاہیں مچھر کی طرح مل ڈالینگے ہماری فوج خطر موج کا جوش سمندر کے مد و جزر کو مات کرتا ہے اسکا دل بھی سست بیٹھے بیٹھے اکتا رہا ہے کیا خوب ہو کہ فریقین کے دل کے بخار نکل جائیں کسی کے دل کی دل ہی میں رہ جانا بھی ٹھیک نہیں اس لئے میری رائے ہے کہ اس کو سزا بھی دیجائے اور آزادی بھی جس میں اس کو موقع ملے کہ سری رامچندر جی کو لاکر مزہ کی کھائے اور ہوش میں آئے ہ

سرگ ۵۲

ہنومان جی کی لنکا میں سزا یابی

راون نے بھبھیکن کی رائے سے اتفاق کیا اور بولا کہ اچھا یہی سہی بانر کو پوچھ اسی طرح پیاری ہوتی ہے جس طرح بہادر کو اپنی موچھ اس لئے مناسب ہے کہ اسکی دم میں آگ لگا دیجائے تمام خادم بارگاہ حکم سنتے ہی دوڑ پڑے پھٹے پرانے کپڑوں کا انبار لگ گیا روئی کا کے گٹھے کے گٹھے ڈھیر ہو گئے ادھر راچھس روئی اور گودڑ دم میں لپیٹتے تھے ادھر ہنومان کی دم بڑھتی جاتی تھی ہنومان جی نے رات کو لنکا دیکھی تھی دن میں سمجھنے کی ہوس نے ان کو موقع دیا کہ خواہش پوری کریں راچھسوں نے رسیوں میں جکڑ کر لنکا بھر میں گھمایا ہر طرف تالیاں بجتی تھیں اپنے دونت کی آواز کانوں کے پردے پھاڑتی تھی راکشسنیں جانکی جی کے پاس خوش خوش پہنچیں اور خبر کی کہ وہ بانر گرفتار ہو گیا جو تم سے بات چیت کرتا تھا اب اسکی دم میں آگ لگائی جائیگی جانکی جی ہنومان کو ہمدم ہمدرد سمجھتی تھیں انہوں گرفتاری کی خبر نے اُن کے دل پر گھن کی سی چوٹ ماری انہوں نے دعا دی کہ اگر میں پتی ورتا ہوں تو ہوا زور سے چلے ہ

اتنے میں راچھسوں نے دم میں آگ دیدی شعلہ بھڑکنے لگا مگر ہنومان جی کے بدن

کو کچھ بھی گرمی محسوس نہ ہوئی سمجھ گئے کہ پون جی کی عنایت ہے ورنہ فوراً ہی پھاٹک پر چڑھ گئے اور
ایک لوہے کا بڑا بھاری کھمبا اُٹھا کر راچھسوں کو ایسی لودی مار ماری کہ سب لڑکدم بھاگ گئے
اور انہوں نے لنکا پھونکنا شروع کی ؞

سرگ ۵۳

ہنومان جی کی لنکا میں آتش افشانی (یعنی لنکا داہ)

جس وقت ہنومان جی نے جلتی ہوئی دُم پھٹکاری چوتھائی راچھس جل بھن کر کباب ہو گئے۔
ہنومان جی محلوں پر کودنے لگے پرہست وغیرہ اور اندرجیت یعنی میگھ ناد تک کے ایوان جلا دئے راون
کا محل بھی ایک آن میں بھاڑ کے چنے کی طرح بھن گیا کوئی گھر بچا تو صرف بھبھیکن کا ہزاروں عورتیں
لڑکوں کو لئے کوٹھوں پر سے کود پڑیں ہزاروں مستورات بھٹے کی طرح بھن گئیں اور انکے بچے بھی گیہوں
کے ساتھ گھن کی طرح پس گئے ہر طرف شور الامان بلند تھا سب زار زار پکارتے تھے کوئی باپ کے لئے
بلکتا تھا کوئی ماں کے واسطے کوئی گھر نہ تھا جہاں کہرام نہ ہو کوئی زبان نہ تھی جس پر نوحہ ماتم نہ تھا ذرا سی
دیر میں ہنومان جی نے لنکا کو خاک برابر کر دیا۔ ان کے بدن پر آنچ بھی نہ آئی ساری لنکا جلا کر ہنومان
جی ایک بلند مقام پر چڑھ گئے اور وہیں بیٹھے بیٹھے سمندر میں دُم کی آگ بجھائی ؞

سرگ ۵۴

ہنومان جی کا سوچ

جب ساری لنکا جل گئی تو ہنومان جی کو صرف یہی افسوس نہ ہوا کہ لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں
بلکہ اپنے جوش غضب پر بھی متاسف ہوئے ساتھ ہی خیال ہوا کہ کہیں جانکی جی بھی جل نہ گئی ہوں
اگر انکے دشمنوں کا رونا ہی کھوتا تو بڑا ہی غضب ہے سارا اشوک بن ایک ...
نابود ہو جائیگا سری رامچندر جی کو میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا پہلے دل میں آیا کہ پڑ کر آگ
میں جل مروں مگر جب آگ کا اثر ہی نہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ کچھ قدرتی امر ہے انہوں نے ان خیالات کو یکطرف
دل جمایا اور اطمینان کر لیا کہ جانکی جی ضرور زندہ ہیں پھر جن کا نام لیکر ساتھ لنکا بھر ...

تا بال بال بچا رہا ان پر آنچ آنا محال یہ انہیں خیالات میں محو تھے آکاش بانی ہوئی ۔
ہنومان جی مبارک ہو جو آگ راون کے نام سے لرزتی تھی اسی نے لنکا کو جلا کر خاک کر ڈالا
راکھشسوں کی خاک اڑتی پھرتی ہے عورتوں کو خاوندوں کے غم میں آنسو روکے نہیں بنتی
ہر گھر میں ماتم ہے اب کیا چاہتے ہو یہ لا تمہارے ہاتھ ہے ہنومان جی اس آواز سے
خوش ہو گئے جس طرف دیکھتے تھے سناٹا ہی سناٹا تھا ۔

سرگ ۵۵

ہنومان جی کی لنکا سے رخصت

ہنومان جی کو فکر تھی کہ جانکی جی پر تو آنچ نہیں آئی اس لئے سیدھے اُن کے پاس پہنچے دیکھا تو سب طرح خیریت تھی ان کو دلجمعی ہوئی اور اطمینان سے رخصت مانگی ۔

جانکی جی نے فرمایا کہ دیکھو بیٹا آدھی جان کی ہو رہی ہوں میرا سایہ بھی یہاں میرا ہمدرد نہیں سری رامچندر اور سگریو سے کہہ دینا کہ جلد آئیں نہیں تو پھر مجھے نہیں پائیں گے یہاں پیمانۂ حیات لبریز ہے جس وقت چاہے چھلک جائے اب تک تمہارے سبب سے زندگی رہی کیا خوب ہوتا کہ ایک روز تو اور ٹھہر جاتے ہنومان جی نے عرض کی کہ مجھے حاضر باشی سے عذر نہیں مگر ادھر سری رامچندر جی کو انتظار ہوگا ادھر ایک روز کے پہنچنے میں دیر ہو گی اس لئے بہتر یہی ہے کہ قدموں سے جدا ہو جاؤں خبر پہنچاؤں سری رامچندر جی کو لیکر آؤں ۔

جانکی جی نے اجازت دی ہنومان جی رخصت ہوئے دیوتاؤں نے پھولوں کی بارش کی ۔
ہنومان جی اچھلنے کو تھے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے پاؤں رکھتے ہی سارا پہاڑ سمندر کی تہ میں دھنس گیا اس پر جست لگائی تو دوسرے پہاڑ پر قدم رکھا جس وقت ہنومان جی کا جلال دیکھا پاؤں کی دھمک سے پہاڑی ذی روح جان لے کر بھاگے رشی لوگ اپنی اپنی استریوں کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتے تھے جو سانپ بلوں میں چھپے تھے نکل پڑے زہریلے سانپوں کی پھنکار سے پہاڑ جل اٹھا ہنومان جی نے اس پہاڑ کو بھی سمندر کی تہ میں برابر کیا اور خود آسمان پر ہوا پر اڑ گئے ۔

سرگ ۵۶

ہنومان جی کی لنکا سے واپسی

لاکھوں راچھسوں کو مارتا اور لنکا کو جلانا آسان نہ تھا لیکن ہنومان جی کے دانتوں پسینہ آیا نہ
کے ہاتھ پاؤں میں موچ بھی آئی جان بھی دم تک نہ پھولا وہ اس طرح تیزی سے چلے کہ گرڑ جی کی پرواز
گرد ہو گئی معلوم ہوتا تھا کہ سری رامچندر جی کا بان چلا جا رہا ہے۔ ہنومان جی اوج ہوا پر جس وقت
گرجتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ابھی بجلی گر پڑی اب اِدھر بڑے سمندر کے اس پار جاموان وغیرہ
کی انتظار میں آنکھیں سفید ہو رہی تھیں جس وقت بادل کی سی گرج سنائی دی۔ سب خوش
ہو گئے کہ لو بس ہنومان جی آ گئے ذرا دیر میں دیکھتے ہیں تو ہنومان جی سامنے ہی تھے۔
پہنچتے ہی سب کے گلے سے لگے فرمایا کہ سری جانکی رانی سے مل آیا وہ راون کی اشوک
بالکا میں ہیں چلیے رامچندر جی کو بھی خبر کر دوں ؛

سارے بانر ہنومان جی کو دیکھ کر پھولے نہ سمائے سیتا جی کی خیریت سے جو خوشی ہوئی
اُس کا اظہار فضول ہے سب مداح تھے کہ واہ کیا کام کیا سب شکر گزار تھے کہ آپ نے سب
کی جان بچائی سب کو حیرت تھی کہ کیونکر سمندر پھاند گئے کس طرح پھر لوٹ آئے ہنومان جی
نے تھوڑی دیر تک مہیندر پربت پر دم لیا اور اِدھر اُدھر کی گپ شپ اُڑنے لگی ؛

سرگ ۵۸

جاموان وغیرہ کے سامنے ہنومان جی کی سرگزشت

جاموان وغیرہ نے سری جانکی جی کی خیر و عافیت دریافت کر لینے کی غرض سے ہنومان جی سے
پوچھا کہ کہو لنکا میں کیا معاملات پیش آئے وہاں کا حال کیا ہے ہنومان جی نے یوں
سرگزشت شروع کی ؛

میں پہلے مہندراچل (پہاڑ) پر چڑھا پھر دوسرے پہاڑ پر پہنچا مگر میری دم کے بوجھ سے
پہاڑ پاتال میں دھنس گیا میرے رعب سے میناک پربت مجسم ہو کر جا تر تھا پہاڑوں میں پرواز
کی طاقت تھی مگر اندر نے سب کے پر پرواز کاٹ ڈالے اس لئے میں بھی سمندر میں ٹھہر
نہ سکا۔ میناک پربت نے بہت عاجزی کی اور مجھے راستہ مل گیا پھر سرسا سامنا ہوا
اس کو بھی میں نے نیچا دکھایا یوں ہی تمام حالات بیان کرکے لنکا واہ اور راون کی
بابت جیت کا سارا ماجرا کہہ سنایا ؛

سرگ ۵۸

جاموان وغیرہ سے ہنومان جی کی تسلی بخش گفتگو

ہنومان جی نے فرمایا کہ اے بانر لوگو میں اندیشہ کی طاقت بھی آزما چکا مگر دیکھ لو کہ ملک بیگانہ ہوا اس لئے مجھے راون کی طرف سے دلجمعی ہے ہیں تو بیقرار ہیں مگر میں نے اطمینان کر لیا کہ جہاں دِوِد نل نیل بینڈہ اور انگد موجود ہیں وہاں راون کی کچھ پیش چل سکے کیا مجال راون پر فتحیابی کچھ مشکل نہیں اگر غم ہے تو صرف یہ کہ جانکی جی پریشان ہیں ان کو اپنی زندگی حرام ہے اگر سری رامچندر جی نہ پہنچے تو کیا عجب کہ جان دیدیں ان پر جو ظلم ہو رہا ہے قابل برداشت نہیں اب ہمارا فرض ہے کہ جان نثاری کریں اور خدمتگذاری کی داد لیں جانکی جی دسرتھ کے تبنّے توسوں ہم لوگ جان پر کھیل کر ان کو زندان مصیبت سے رہائی دلوائینگے ہمارا یہ کہنا بھی فضول وہ چاہیں تو اسی وقت قید سے آزاد ہو جائیں ایک نظر سے دنیا الٹ پلٹ ہو سکتی ہے مگر حتی الامکان مناسب ہے کہ سیدھی انگلیوں سے گھی نکالا جائے۔

سرگ ۵۹

انگد کا راون کے خلاف جوش

جاموان وغیرہ تو جانکی جی کا سراغ ملنے سے خوش ہو گئے مگر انگد کو شکایت ہی کہ جانکی جی کو ہنومان جی لیتے ہی کیوں نہ آئے جاموان سے کہا کہ ہمارے ہاں ایک سے ایک بانر دیوپیکر ذی لیاقت ہے راکھشس کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ نل نیل کو برہما جی کا بردان ہے کہ بلا خواہش موت سے سامنا نہ ہوگا تب دونوں سوربیر دیوتاؤں سے امرت پی گئے پھر ان کو کسی کا خوف کیا جس وقت دل پر کھیل راون کو راہی ملک عدم کر دیں راون کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں آپ لوگوں کی خواہش ہے کہ سری رامچندر جی سراغ رسانی کی داد لیں مگر میرے دل میں ہے کہ لنکا میں چلیں سر کر کے ساتھ سیتا جی کو لیتے چلیں۔ جاموان نے انگد کو سمجھایا کہ آپ راجہ بالی کے فرزند عقلمند ہیں کسی طرح اتنے غصے کی کیا ضرورت ہم کو سری رامچندر اور راجہ سگریو کی سراغ رسانی کی ہدایت تھی پھر ہم خلاف مرضی سری جانکی جی کو کیونکر لیجا سکتے ہیں سری رامچندر جی نے یہ کام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے پس اب ہمارا فرض ہے کہ سیدھے انکی خدمت میں جائیں اور سیتا جی کا حال گوش گذار کریں۔

سرگ ۶۰

سگریو کے باغ مدھوبن میں باندروں کی شرارت

جاموان کی رائے مانی گئی باندر اچھلتے کودتے مدھوبن میں پہنچے یہ سگریو کا باغ تھا باندروں نے انگد سے اجازت چاہکر یہاں پیٹ کی آگ بجھائی کچھ اڑائی شراب کا پیالہ دور چلا نشہ کی دھن میں باندر اپنے سے گذر گئے کوئی اس شاخ سے اُس شاخ اور اس درخت سے اس درخت پر پھاندتا اور پھل پھول توڑتا تھا کسی کی باہم چیخ چلتی تھی کوئی ہنستا کوئی تانیں اُڑاتا اور کوئی ہنسی مذاق کرتا تھا شور وغل مچا تو سگریو کے ماما ددھ مکھ نے روکا۔ باغ کا محافظ بھی باندر تھا مگر یہاں کون سنتا ہے نشے کی ترنگ میں خوب سا ریکر ڈالی اور کسی طرح ہوش میں نہ آئے تب ددھ مکھ نے اور محافظ بھیجے انہوں نے کسی کو مار کر سبھی دانتوں سے کاٹ کر پھینکا دیا ؎

سرگ ۶۱

ددھ مکھ اور انگد سے مار پیٹ

ددھ مکھ نے پھر منت وسماجت شروع کی کہ باغ پر بدعنت نہ کریں مگر باندر لڑنے بھڑنے لگے اور پھر آسمان سر پر اٹھایا۔ لام کاف بکنے لگے گالی گلوچ سے دماغ پریشان کر دیا ددھ مکھ کا جب کچھ بیکار رہی تو انہوں نے ایک درخت اکھاڑ کر باندروں پر ہاتھ صاف کرنی شروع کیا ۔ باندر بھی اینٹ پتھر سے جواب دینے لگے اتنے میں انگد کو غصہ آیا ددھ مکھ کو زمین پر دے پٹکا ددھ مکھ کے منہ بازو پاؤں اور سر میں ایسی چوٹیں آئیں کہ غش آگیا جب ہوش آیا تو اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے سگریو سے فریاد کی ؎

سرگ ۶۲

سگریو کی باندروں کو طرح دہی

ددھ مکھ نے ساری [illegible] دکھا کر باندروں کی ہمراہیوں کے زخم دکھا کر کہا آپکے باندروں نے سب درخت توڑ پھوڑ ڈالے جس باغ پر بالی کے راج میں جوبن تھا آج اس میں کوئی پھل پانی نہیں [illegible] سے منع کیا باندروں نے ایسی ایسی مغلظات سنائیں کہ بس تہذیب کا خاتمہ ؎

لچھمن جی یہ شکایت سن رہے تھے سگریو بولے کہ معلوم ہوتا ہے ہنومان جی کی منڈلی کامیاب
واپس آئی ورنہ اس قدر گستاخانہ جرأت ممکن نہ تھی ضرور ہنومان جی سیتا جی کا پتہ لگا لائے ہنومان
جی میں یہی تو وصف ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالا اُسے پورا کر دیا اسی لئے بانروں کی یہ خطا چشم پوشی
کے لائق ہے اچھا ددھ مکھ جی اب تم درگزر کرو اور ہنومان جی وغیرہ کو لے آؤ میں منتظر ہوں جس وقت
سری رامچندر اور لچھمن جی کو ہنومان جی کی واپسی کی خبر ملی خوش ہو گئے دایاں بازو پھڑکنے
لگا آنکھوں میں محبت کے آنسو ڈبڈبا آئے

سرگ ۶۳

ہنومان جی کی سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضری

وہ ہوا کی طرح مدھوبن میں پہنچے دیکھا کہ بانر نشے میں چور اسی طرح باغ اُجاڑ رہے ہیں کہیں
کسی نے پاخانہ پھیر دیا ہے کہیں کسی نے پیشاب کر دیا ہے پھلوں پھولوں سے زمین چھپ گئی ہے درخت
اکھڑے پڑے ہیں اُس نے انگد کے سامنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ جیسے راجہ سگریو ویسے آپ باغ آپ کا درخت
آپ کے میں تو فقط محافظ ہوں اس لئے میری گستاخی معاف فرمایئے سب اپنی خطاؤں پر خود نادم ہیں
جس وقت راجہ سگریو نے آپ کی آمد آمد سنی خوش ہو گئے ارشاد ہوا کہ سب بانر جلد آئیں وہ
منتظر بیٹھے ہیں ٭

انگد نے سب کو چلنے کا حکم دیا سب کلکاریاں مارتے ہوئے چلے جب سگریو نے شور و غل سنا
سری رامچندر جی کے پاس آ بیٹھے ہنومان جی کے علم و فضل طاقت و جرأت کی تعریف کی جامونت اور
انگد کی لیاقتوں کو بھی سراہا۔ ہنومان جی جاتے ہی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی مہاراج
سیتا جی کا پتہ لگ گیا وہ بخیریت ہیں مجھے درشن بھی مل چکے۔ جس وقت یہ خوشخبری سنی سری
رامچندر لچھمن جی اور سگریو مارے خوشی کے اُچھل پڑے اور پریم کے آنسو روکے
نہ رکے ٭

سرگ ۶۴

چوڑامن کی نشانی

سب بانر یک زبان ہو کر بولے کہ جامونت جی لنکا کے اشوک باٹکا میں ٭

کشتیوں کی

دیکھنی نہیں جاتیں رامچندر جی بڑے اشتیاق سے بولے کہ آخر ہیں کس جگہ اُن کو میری محبت ہے یا نہیں ہنومان جی نے چوڑامن پیش کر کے عرض کی کہ یہ تو نشانی ہے اب حال سُنئے میں سوجن کا سمندر پھاند کر لنکا میں داخل ہوا بڑی تلاش سے جانکی جی اشوک باٹکا میں ملیں آپ کی محبت میں غرق ہیں اگر آپ کا تصوّر نہ ہوتا تو اب تک کب کے دم ختم ہو گئے ہوتے وہ زمین بیٹی اور ہر وقت درد فرقت سے کراہتی رہتی ہیں چوڑامن دیکر انہوں نے اسکی تاریخ بیان کی کہ جنیت فرزند اندر کی شرارت کا حال سنایا آپ کو تلک لگانے کا معاملہ یاد دلایا اور فرمایا کہ ایک مہینے کی راون سے مہلت ملی ہے اگر آپ کو آنے میں دیر ہوئی تو جانکی جی کی خیر نہیں واقعی سیتا جی بہت دبلی ہو گئیں ہیں بدن میں جان نہیں ان کی حالت قابل رحم ہے +

سرگ ۶۵

چوڑامن کو دیکھ کر سری رامچندر جی کا اظہار غم

سیتا جی کا غمناک حال سن کر سری رامچندر اور لچھمن جی آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے رامچندر جی نے چوڑامن کلیجے سے لگا کر سگریو سے کہا کہ یہ چوڑامن سمندر نے دیوتاؤں کو دیوتاؤں نے اندر کو اور اندر نے راجہ جنک کو انہوں نے اپنی رانی یعنی میری ساس کو دیا تھا اور میری ساس نے جانکی جی کو عنایت کیا تھا۔ افسوس جانکی جی پر ایسا صدمہ فرقت راچھسوں کے ایسے ظلم راون نے انہیں ایک مہینے کی مہلت دی ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسی وقت دم توڑ دوں پیارے لچھمن میری زندگی چاہتے ہو تو اسی وقت مجھے جانکی جی کے پاس پہنچا دو میں تو مر دے سے بدتر تھا مگر ہنومان جی نے کانوں کو امرت پلا کر دوبارہ زندہ کر دیا قالب میں جان آ گئی کہاں تک ہنومان جی کا احسان مانوں +

سرگ ۶۶

سیتا جی کا پیغام

ہنومان جی نے عرض کی کہ مہاراج سیتا جی کو سنے کا معاملہ بھی سناتی تھیں جس کو آپ سے تنکے کے تیر سے تین لوک میں کہیں پناہ نہ ملی وہ فرماتی تھیں کہ جن کے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے تنکے

میں یہ طاقت ان کا برداشت اس قدر خاموش لچھمن جی کیوں ناراض ہیں ان کو بھی میری حالت پر رحم نہیں میں نے اپنے ست دھرم کی قسم کھا کر ان کی طلب ن دلایا کہ سری رامچندر جی مع لشکر جرار بہت جلد آتے جب جب درخواست کی کہ میری پیٹھ پر سوار ہو کر چلی چلیں انھوں نے غیر مرد کا چھونا خلاف سمجھا اور بس آپ ہی کی اُمید پر زندہ ہیں ان کو لنکا میں ایک گھڑی بھار ہے بتیس دانتوں میں زبان ہو رہی ہے +

سرگ ۶۷

سیتا جی کی دلجمعی

ہنومان جی نے سری رامچندر جی کی طبیعت کو اور پرجوش کرنے کے لئے اور شرح کیفیت بیان کی آپ نے فرمایا کہ میں پہلے ہی آتا تا مگر جانکی جی رونے لگیں کہ اتنی تسلی بھی اب باقی نہیں تم چلے جاؤ گے تو اور موت کا سامنا ہوگا ضرور جان نکل جائیگی جب لبِ سگر لوکک بیر ہیں بانروں کا لشکر جرار جانبازی کو حاضر ہے تو پھر فوج کشی میں تامل کیا میں تمہارے ساتھ چلی چلتی مگر سری رامچندر جی راون کو مار کر کس طرح پرن پورا کر سکینگے اب تم جا کر جلد راجہ سگریو سے کہو کہ فوراً چلے آئیں ضرورت ہے جس طرح ہو سکے راون کی سرکوبی کی جائے اس کی شرارتیں حد سے گزر چکیں +

جانکی جی کتنی جاتی تھیں اور آنسو بہتے جاتے تھے میں نے اچھی طرح تشفی کی ان کی مایوسیاں امیدوں سے بدل گئیں اور اداس چہرے پر رونق چھا گئی اب اُن کا دل آپ کے تصور میں محو ہے اور آنکھیں آپ کو ڈھونڈ رہی ہیں +

سندر کانڈ ختم

حصہ ششم

لنکا کانڈ

سرگ - ۱

ہنومان جی پر سری رامچندر جی کی نظر عنایت

مہارشی والمیک جی شاخ قلم سے یوں گلفشاں ہیں کہ سری رامچندر جی ہنومان جی کی خدمات لائقہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ بے ساختہ زبان سے نکل گیا تم سے بڑھ کر میرا دنیا میں کوئی وفادار و غمگسار نہیں ہے دیوتاؤں کی بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری طرح سمندر پھاند جائیں اگر کوئی جان پر کھیل کر بحر شور کو عبور بھی کر جائے تو واپسی محال - ہنومان جی ہی ہیں وہ قدرت اور عقل تھی کہ جس سے انہوں نے بڑے بڑے شہ زور اور طاقتور راچھسوں کی کور دبا دی آج ہنومان جی سگریو سے لودھار ہوگئے خدمتگذاری کا اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ ہنومان جی ہیں - دنیا میں تین قسم کے خدمتگذار ہوتے ہیں - ایک وہ جو آقا کی زبان ہلتے ہی بڑے شوق سے خدمت متعلقہ انجام دے دیتے ہیں دوسرے وہ جو کام تو فوراً کرتے ہیں مگر بے دلی سے تیسرے وہ جن کو مالک کے حکم کا پاس نہیں ہوتا اپنی مرضی کو مقدم جانتے ہیں ہنومان جی نے راجہ سگریو کے حکم کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھا میرے کام کو مقدم سے مقدم سمجھے میرے خاندان کی عزت رکھی - رگھوبنسیوں کا سر اونچا کیا - میری خوشی کی حد نہیں - مگر ایک افسوس رہ گیا کہ ان کو صلہ کیا دوں ان کی خدمات کے معاوضے میں تینوں لوک بھی ہیچ ہیں ✣

یہ فرماکر سری رامچندر جی نے ہنومان جی کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ یہ جسم نذر ہے گویا اس
طرح انہوں نے ہنومان جی کو ایشور سروپ بنادیا اور پھر راجہ سگریو سے فرمایا کہ ہنومان جی
اپنا فرض ادا کر چکے سب بات بن گئی اب سمندر کے پار جانیکی تدبیر ہونا چاہئے جانکی جی
منتظر ہونگی جہاں تک ہوسکے عجلت لازم ہے ۔

سرگ ۲

سری رامچندر جی کو سگریو کی دلاسادہی

اسی وقت سری رامچندر جی کو سیتا جی کے خیال نے بیچین کردیا ان سے آنسو ٹپکتے
ہوئے سگریو نے کہا کہ آپ کو اہل دنیا کی طرح مایا کے جال میں پھنسنا زیب نہیں دیتا آپ ایسی طرح
سے فوراً دل سے فکر دور کر دیجئے جس طرح ادھرمی آدمی بلاتوقف بد افعال کر بیٹھتا ہے سیتا
جی کا سراغ مل گیا اب تردد فضول۔ آپ عقلمند شاستر کے واقفکار ریاست کے
اصول سے ماہر۔ آپ کو جوگیوں کی طرح مایا کے پھندے سے الگ ہی رہنا زیبا ہے ہم لوگ
ہتھیلی پر جان لئے تیار ہیں۔ راون کو مارینگے اور جانکی جی کو لے آئینگے۔ جو ہمت ہار
بیٹھتا ہے اس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ جب حواس درست نہیں تو کسی کام میں
کامیابی کجا۔ بانروں کی فوج جلتی آگ میں کودنے کو تیار ہے جب آپ ہی دل ہار جائینگے
تو اوروں سے جانبازی کی کیا امید۔ راون کو یہ نہ سمجھئے کہ بڑا وید دان ہے وید
خوانی اور چیز ہے اور دھرم اور چیز۔ راون کے ادھرم نے اُن کی ساری فضیلتوں
پر خاک ڈال دی۔ آدمی کیسا ہی طاقتور ہو۔ جہاں دل میں رنج آیا۔ ہاتھ پاؤں
ڈھیلے ہوگئے مگر کمزور کی ہمت بندھی رہے تو مشکل سے مشکل کام کو پورا کر لیتا ہے
آپ کا دل مضبوط رہیگا۔ حوصلے پست نہ ہونگے تو مجال کیا راون کی قلع قمع اور ہم لوگوں
کی کامیابی نہ ہو۔ آپ چھتری ہیں چھتری ہمت نہیں ہارتے آپ کو لازم ہے کہ چھتری دھرم
کے لحاظ سے مونچھوں پر تاؤ دیجئے اور غصے سے کام لیجئے جب تک آپ پر جوش نہ
ہونگے دشمن زیر نہ ہوگا۔ اس لئے اب تمام تردد و فکر دور کر کے ہمارا فرض یہ ہے
کہ سمندر کے پار جانے کی فکر کریں ۔

سرگ ۳

سری رامچندر جی کا ہنومان جی سے عزم روانگی کے لئے استفسار

سری رامچندر جی نے سگریو کی تقریر سن کر ہنومان جی کی طرف دیکھا اور زبان گوہر فشاں سے گوہر افشانی کی میں اپنے تپ کے زور سے پل باندھ سکتا ہوں ذرا دیر میں بانروں کا پل بندھا نظر آئے مگر ذرا پہلے تم یہ بتاؤ کہ سمندر کا راستہ کیسا ہے لنکا کی کیا شکل ہے کتنے پھاٹک ہیں راستے کیسے مشکلات کیا کیا ہیں فوج کس قدر ہے جانا کس پھاٹک سے آسان ہوگا۔

ہنومان جی۔ مہاراج لنکا کا تو کچھ حال ہی نہ پوچھئے ہر جگہ رونق ہر جگہ چہل پہل۔ گھر گھر رتھ۔ گھوڑے ہاتھی ساز کشش بشمار۔ پھاٹک سر بفلک ستونوں کی بلندی تک مرغ خیال کی رسائی محال چاروں طرف پھاٹک عرض طول یکساں قلعہ قلعۂ کوہ سے بلند ہر طرف برجوں پر گراں ڈیل توپیں نورا ذرا سے فاصلے پر تیر اندازی کے لئے جھانکیاں ستر دشوار گزار حملہ کسی طرف سے بھی ناممکن۔ سورماؤں کی تعداد بے حساب بڑی کوشش کی جائے تو ایک ایک روانہ سے گندھ رہو ورنہ اور راستے مفقود۔ قلعہ بندیکا انتظام نہایت معقول مکان سب طلائی اور مرصع ساری عمارتیں جواہرات کا پہاڑ نظر آتی ہیں چار دیواری مضبوط خندقیں وسیع اور پانی سے لبریز۔ پانی بہت صاف شفاف مچھلیاں اور مگرمچھ وغیرہ بافراط آمد و رفت کیلئے محل وہ پل جب کل مروڑیں کھل جائیں۔ جب کوئی ہیچکس دریائی تک بند پلوں پر خرش نہیں قلعہ اور مکان بھی کل دار ہیں جن کی صناعی قابل دید ہے لنکا اٹالی کے مکان کی وسعت بھی پیمائش عقل سے ناپید ہے سونے کے سوا مٹی نظر ہی نہیں آتی راون ہمیشہ دربار کرتا ہے ارکان دولت ہوشیار اور خبردار رہتے ہیں فوج اور سلاح جنگ کی دیکھ بھال ضروری فرض میں داخل ہے لنکا کی خوبصورتی کے مقابلے میں اندرلوک بھی کچھ چیز نہیں سمندر کا جنوبی رخ اس کی وجہ سے خوش نصیب ثابت ہو رہا ہے ناؤ تو جا سکتی ہی نہیں ہاں پل ہو تو مطلب نکل سکے لنکا کی آبادی نذر کوٹ پہاڑ پہ ہے گھوڑے ہاتھیوں کی کثرت سے زمین ہلی رہتی ہے پورب کی طرف دس ہزار پچھم کی طرف دس لاکھ دکن کی طرف ایک لاکھ اور اتر کی طرف ایک کروڑ پیادہ و سوار راکشس۔ توپ و تفنگ۔ تیغ و سیف اور سامان اسلحہ جنگ لئے ہوئے

آمادہ کارزار بیٹھے ہیں اور سب کے سب روزانہ اُن کے ہمنوا رہ ہم پالتے ہیں ان میں ہزاروں
کروڑ جب خاک پر سلا آیا پورب اور اُتر کے پہاڑ تک بھی توڑ پھوڑ ڈالے لنکا بھی جلا دی اب ان
صرف انگد حد بدہ۔ مینداور نل دنیل کے جلنے کی کسر ہے یہ گئے تو بالکل صفایا مگر ہم اُن لوگوں کو
صرف آپکی رضامندی منظور ہے جو حکم ہو اس کی تعمیل کریں آپ اجتماع فوج کا انتظام کیجیے
بانروں کا لشکر ایک جنبش نظر کا منتظر ہے ÷

سرگ ۴

بانروں کی فوج کی سمندر کے ساحل پر رسائی

سری رامچندر جی کو لمحہ لمحہ بھاری تھا انہوں نے فرمایا کہ سورج مدھیان میں ہیں اترا کچھا مگھی نچھتر ہے فتحمندی کے لئے اور کون شگون درکار ہیں بایاں سر بھی جا رہی ہے داہنی آنکھ بھی پھڑکتی ہے اب بیفضول اسی وقت چل کھڑے ہونا چاہئے نیل لشکر کے آگے آگے کھانے پینے کا انتظام کرتے چلیں راستے کی دیکھ بھال رکھیں دیکھتے رہیں کہ دشمنوں نے سمندروں و ندیوں کا پانی خراب اور زہریلا تو نہیں کر ڈالا ضعیف اور کم عمر کمسن دھامیں ہیں۔ باقی گبھرا در جوان سب تو چلیں جو راچھس ملنا جائے اُس پر بے تکلف ہاتھ صاف کر دیا جائے۔ گج۔ گواچھ۔ گندمادن مراور کیسری کو داہنی طرف کا لشکر سپرد ہو میں لچھمن جی باماوان اور سکھین وسط میں رہینگے۔ سگریو نے روانگی لشکر کا جنگی باجہ بجوایا ہزار ہزار لے کر کروڑ تک بانر سپہ سالاران لشکر زیر علم روانہ ہوئے منہ جنوب کی طرف تھا خم ٹھونک کر مونچھوں پہ تاؤ دیکر یہی کہتے تھے کہیں راون کی بوٹی بوٹی کاٹونگا۔ یلی بکھ اور کھب فوج کی ترتیب دیکھتے ہوئے چلے۔ ترکوٹ پربت پر پہلا پڑاؤ ہُوا۔ سری رامچندر جی کو نیک شگونوں سے کامیابی کی پوری امید تھی فوج کو لمبے لمبے سفر سے ذرا بھی تکان نہ تھا۔ راچھسوں کا مول بچھر کمزور پڑ گیا آب و ہوا بھی صاف تھی رات آرام سے بسر ہوئی دوسرے روز علی الصباح جوانان شیر دل پھر چل پڑے گرد و غبار سے آسمان پر کالی گھٹا سی چھا گئی جس طرف سے لشکر گزرا ادھر کی زمین ہموار ہو گئی اور فوج نے پہر رات گئے دوسرے پہاڑ پر قیام کیا سفر سات روز کا تھا بانر کلکاریاں کرتے درخت اکھاڑتے اچھلتے کودتے ساتویں روز سمندر کے کنارے جا پہنچے اور بار جانیکی فکر ہونے لگی سری رامچندر جی نے سب

سرداران لشکر کو ہدایت کی کہ راون کے مخبروں اور گوشندوں سے خبردار رہیں فوج کے تین حصّے
کئے سمندر رکا اور چھوٹا نہ تھا جزر و مد دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ سمندر بازوں کو ہنس رہا ہے کہ اُن کی
پار اُترنے کی یہی صورت ہے۔ گو چاند روشن تھا۔ مگر سمندر کی رنگت سیاہی مائل تھی زمین آسمان ایک
نظر آرہا تھا جو اُچھلتے سے معلوم ہوتا تھا کہ ستارے نہیں سمندر کے جواہرات ہیں اِدھر سمندر کا
شور تھا اُدھر بانروں کا غُل گویا سمندر اپنی ڈینگ مارتا تھا کہ کسی کو پار نہ جانے دونگا اور
بانر بھی اپنی شیخی بگھارتے تھے کہ ضرور پار اُتر جائینگے۔

سرگ ۵

سمندر کے ساحل پر سری رامچندر جی کا اظہار غم

دریدہ سینہ نل۔ نیل غیر سمندر کے کنارے موجیں اُٹھنے لگے نظارہ دلفریب تھا مگر
سری رامچندر جی کے آنسو بہہ نکلے اور لچھمن جی سے بولے کہ سیتا جی کی جدائی نے ہاتھ پاؤں سے
جان نکال لی دل چاہتا ہے زہر کھالوں یا سمندر میں غوطہ لگا جاؤں میرا نام لیکر وہ ملی پانی تر
گئے مگر جانکی جی ہر وقت ہائے رام کہتی ہیں لیکن مصیبت سے چھٹکارا نہیں ہوتا راکھشس بند
کئے ہیں وہ مبتلائے آفت ہیں اور مجھ کو نوشتہ قسمت سے بس نہیں راجہ جنک کی لاڈلی
اور راجہ دسرتھ کی بہو کا یہ حال افسوس ایک تو جانکی جی یوں ہیں دل پر صدمہ جدائی لاغر کی
حد نہیں کیا کروں جو گھڑی گزرتی ہے پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔ سری رامچندر جی اسی طرح اظہار
غم کرتے تھے اور سری لچھمن جی تسلی دیتے تھے مشکلوں سے شام ہوئی اور وہ سری رامچندر جی
کو بہت سمجھاتے رہے آخر کار سندھیا کرنے بیٹھ گئے۔

سرگ ۶

راون کی اندیشناک حالت اور مشیروں سے مشورہ

لنکا میں راون کو جو اس گڑے ہوئے تھے جس وقت لنکا جلنے کا خیال آتا ہوش
گم ہو جاتا۔ معلوم کیا کیا خیالات دل میں پیدا ہوتے تھے اس نے ارکان دولت کو بلا کر کہا کہ
ہنومان کوئی معمولی دشمن نہیں جس کا ایک قاصد لنکا جلا کر ہزاروں سورماؤں کو مار کر سمندر پھاند

گیا اس کا مقابلہ آسان نہیں آپ لوگ سب عقلمند ہیں سوچئے کہ بلا سے کیونکر نجات ہو اس لئے کہ کام ضرور پورا ہوتا ہے جو پہلے تین خاص الخاص مشیران سلطنت سے مشورہ کرکے اور ارکان دولت اور امراکی رائے پر کاربند ہوتا ہے متوسط درجہ کی کامیابی اس راجہ کو حاصل ہوتی ہے جو دنیوی یا دینی نیک کام اوروں کے مشورے میں اپنی رائے کو دخل بیکر کر لیتا ہے جو راجہ اچھے یا برے کام میں خود رائی کو مقدم سمجھتا ہے کسی سے کچھ پوچھ گچھ نہیں کرتا اس کو کسی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا مشورے بھی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) وزیروں کی رائے میں دخل در معقولات نہ دینا (۲) شاستر کی ہدایت کے برخلاف نہ چلنا اور کثرت رائے کو ترجیح دینا (۳) ناقص العقل وزیروں کی رائے اور شاستر کی خلاف بات پر عمل کرنا۔

آپ سے پوچھ کر میرا کوئی خیر اندیش و جان نثار نہیں اس لئے آپ میری بہتری کی رائے دیجئے سمجھنا فضول ہے کہ سری رامچندر جی کا لشکر سمندر کو عبور نہیں کر سکتا انہیں وہ قدرت ہے کہ چاہیں تو سمندر خشک کردیں۔ ساگر راجہ سگر کی اولاد کا کھودا ہوا ہے ضرور اپنے جدوں کی عایت کریگا اگر رامچندر جی ادھر آگئے تو ہم ہی کبھی گی ذرا خوب سوچ وچار کے مشورہ دیجئے کہ کیا کیا جائے بانروں سے ہار نالنکا بھر کے لئے کلنک کا ٹیکا ہے۔

سرگ ۷

راون سے مشیران دربار کی پر زعم تقریر

راون کے وزیروں کی عقل گرمی میں تھی وزیر سے چنیں شہر یار سے چناں" کی مصداق تھا سب کے سب نشہ زعم میں مست تھے۔ راون سے عرض کی کہ ہمارے ہوتے آپ کو کس کا خوف کس منا ملے کی فکر آپ نے پاتال تک فتح کے پھریرے اڑائے کبیر ایسے زبردست اور مہاراجہ جی کے رفیق و شفیق کو ناکوں چنے چبوا کر پشپ بمان چھین لیا تو پھر اور کسی کا کیا شمار ہے نامی راکشس نے لوہا و ٹھی کر دیتی تھی آپ نے اسے زیر ہی نہ کیا بلکہ اسکی بیٹی مندودری سے شادی کر کے راکشس کی جان بخشی کی ریکھ تشی آپ کی بہن بد صورت تھی سو کوہ بھد تونے شادی سے انکار کیا تو آپ نے زبردستی گلے باندھ دیا اس کی پیش نہ جانے دی۔ پاتال کے ناگ کس اور یا سکی ہار تو آپ سے جراج دانو راجس سب کو آپ نے بنی بنا دی جب ایسوں ایسوں کو آپ یر کر چکے تو انسان چیز ہی کیا ہے اور پھر رامچندر جو چھتری بہادروں کے سامنے کچھ

مال ہی نہیں آپ کا اقبال تو آپ ہی کے حصے میں ہے رامچندر ایسوں کو تو آپکا فرزند اندرجیت چٹکی
کر دیگا اندرجیت ایک طرف تھا اور راندر دیوتاؤں کی فوج لئے دوسری طرف مگر نہ گیا وہ کچھ کر سکے
نہ بارہ سورج ۹۹ یا یوجی چھوڑ بھاگے شکتی تو مر گئی گندرن ترسول خنجر ہاتھی رتھ گھوڑے سب بیکار ہو گئے
میدان سر کیا آپکے اندرجیت نے سب دیوتا ایک ہی میں بندھے ہوئے لنکا چلے آئے سمر اُسر اور تیرا سر کو کاٹنے
والے اسکی بائی کچائی نکل گئی خیریت ہوئی کہ برہما جی نے منت سماجت کر کے سب دیوتاؤں کو چھوڑ دیا
نہیں تو قید خانے میں گل سڑ جاتے جب ایک اندرجیت کے دست قدرت کا یہ حال ہے تو پھر رامچندر جی
کا خوف کیا فقط اندرجیت مخالف لشکر کے لئے کافی ہے ۔

سرگ ۸

راون کے وزیروں کی چہ مے گوئیاں

اس وقت راون کے تمام وزیر دو با ہیاں بنے ہوئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ ان سے
بڑھ کر کوئی راون کا خیرخواہ ہے نہ شہ زور پرہست وزیر اعظم تھا اس کے دست بازو سے
اچھے اچھے جیالے کانپتے تھے یہ راون کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ آپ بالشت بھر کے رامچندر سے
ڈرتے جاتے ہیں اس کی بساط ہی کیا ہے اندر گندھرب راچھس سب مجھ سے ہاری مانتے پناہ
مانگتے ہیں پھر بانروں کے لشکر کی بساط ابھی اشارہ کر دیجئے تو سب کو مل کے رکھدوں ایک ہنومان
چوری سے لنکا جلا گیا تو کیا ہوا مرد منہ پر تلوار کھاتے اور منہ جوڑ لڑائی لڑتے ہیں چور تو نکی سند نہیں
یہاں تو جس وقت تم ٹھونکیں اندر بھی تو مونچھیں نیچی کر لے آپکا لنکا جلنے سے دل ہل گیا یہاں حوصلے
اور بڑھ گئے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اسی وقت چلا جاؤں ہنومان چیز ہی کیا ہے رامچندر تک کو
پکڑ لاؤں یا غیر حاضری میں نرغہ کا خوف وہ کوئی بات نہیں ہر مقام سے تیروں کی بوچھاڑ کر کے
آپ کے دشمنوں کو بستر مرگ پہ سلا سکتا ہوں ۔

آپ سے ضرور غلطی ہوئی مگر غلطی کو ہمیشہ ہی چاہئے رامچندر کیسے ہی زبردست ہوں میرے
جیتے جی ان کے بنائے کچھ نہیں بن سکتی آپ اطمینان رکھیں پرہست الاچنا نہیں آپ ہی ہم میں
چھوڑ کیا اور وڈر ہی کس سے بانروں سے ایسا زمہ کیا جاتو مجھے بہتر یہی ہوا اتنا شکر ہے کم از کم
سوتے ہوئے دودھ لوایا اب ہتھیاروں کو خون پینے سے خوشی ہو گی اور ہمارے ہوتے ہوئے پورے

ہونگے پرہست کے بعد بجر ونت تکمیہ دو لوکیھ کرن بجر منہ ایسے ایسے زراۓ سلطنت نے اس کلام کی تائید میں خوب بانی بجمع خرچ کیا خوب شیخیاں بگھاریں جی بھر کے ڈینگیں ہانکیں ہنومان جی کی شان میں حقیر الفاظ استعمال ہوئے وہ تو در کنار سری رامچندر جی پر بھی خوب لوچھاڑ ہوئی ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں مگر بجر ونت بول اٹھا کہ نہیں حکمت عملی سے کام لینا چاہئے ہمارے راچھس انسان بن کر رامچندر جی کے پاس جائیں اور کہیں کہ بھرت جی کی فوج آگئی ہے جس وقت رامچندر جی اس فوج کو لئے ہوئے آئیں ہم اچانک نکال دیں کوئی ہمارا کیا بنالیگا یہ رائے سب کو پسند آئی سب لوگ تیر و ترکش باندھ بیٹھے شراب پینے لگے دور جاری ہوگئے۔

سرگ ۹

راون کو بھبیکھن کی نصیحت

سب وزراۓ سلطنت اپنے ہتھیار لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے راون سے یہی کہا کہ رامچندر وغیرہ کو ہم سے بغیر نہ لوٹینگے۔

الغرض اسی وقت بھبیکھن جی تشریف لے آئے انہوں نے سب کو سمجھا بجھا کر بٹھا دیا اور دربار میں جاکر کہا کہ جس کے اقبال میں کمی معلوم ہو اس پر حملہ آور ہونا درست ہے ورنہ خلاف سری رامچندر جی کا دل صاف اور نیت درست ہے مگر تو ایسے زبردست راجہ کی کمک مزید برآں ہی لفظوں میں کوئی مغلوب الغضب نہیں سب کے سب دیوتاؤں کے عقیدتمند ہیں ان سے فتحیابی محال ہے ہنومان ایک ادنیٰ بندر سمندر پھاند کر لنکا چلا گیا ہزاروں اس کے ہاتھ قتل ہوگئے کسی کے بنائے کچھ نہ بنی تم لوگ اس وقت سو رہے تھے جاگ رہے ہوتے تو تم نے کیا کر لیا۔ سری رامچندر جی نے راون کا کوئی قصور نہ کیا نہ سر پر کبھی ان کو تکلیف دی نہ کھر دوکھن مارے جاتے میری رائے تو یہ ہے کہ مہاراجہ راون جانکی جی کو رامچندر کے حوالے کر کے سر سے بلا ٹالدیں ابھی تو صرف ہنومان آئے تھے اب فوج! آگئی تو نہ جانے کیا ہوگا۔ مہاراج راون ذرا سوچئے سمجھئے دور اندیشی سے کام لیجئے ایسا نہ ہو کہ لوگوں کا زخم آپ کی لنکا کو تباہ کر ڈالے سب کچھ دور نہیں کہ سری رامچندر جی کی جنگ سے جس وقت تیر نکلیگا راچھسوں کی ...

نکیگا کھا گئے نہ تنگی آپ جیسا صاحب اقبال مرد عقلمند ہیں آپ کا مقابلہ نہیں ہے خود سوچئے کہ خاندان کی
تباہی نہ آئے سیتا جی لنکا کے لیئے وبال ہو رہی ہیں بلا کو سر سے ٹالنا عین عقلمندی ہے
راون نے سری رامچندر جی اور سیتا جی کی عظمت تسلیم کی طاقت و شجاعت کا بھی قائل ہوا
مگر بولا کہ چاہے جان جائے اب جو کچھ ہو سکتا ہے کر چکا اب نہ مرنے کا غم ہے نہ جینے کی پرواہ
یہ کہہ کر راون دربار سے اٹھ گیا اور بھبھیکن کو اپنا سا منہ لیئے ہوئے وہاں سے چلا جانا پڑا

سرگ ۱۰

راون کی خوابگاہ میں بھبھیکن کی مکرر فہمائش

دوسرے دن تڑکے بھبھیکن جی راون کی خوابگاہ میں جا پہنچے یہاں وزرائے سلطنت
کی بھی سکونت تھی ہر مکان زیور جواہر تصویر بنا ہوا تھا نازنینان جمال سے مکان اندر
کا اکھاڑا معلوم ہوتے تھے ناچ رنگ کا لطف الگ تھا ہون و دبدبہ فراوانی اور یہی تعریف بھبھیکن
زرق برق لباس اور مرصع زیور سے آراستہ پہنچے تو راون کو جڑاؤ سنگھاسن پر رونق افروز پایا
بائیں طرف بیٹھ گئے اور اظہار ادب مزاج پرسی کے بعد راون کو اپنی طرف مخاطب کرکے نہایت
عرض کی اقبال و دولت زیادہ ہو مرد و شش و ست شاد دشمن پامال جب سے سیتا کے قدم آئے لنکا
میں بد شگونیاں ہی بد شگونیاں نظر آتی ہیں مندروں سوئیوں میں جب دیکھئے سانپ موجود
ہوتے کالی چیونٹیوں سے خالی نہیں ہے گائیوں کا دودھ پھٹ جاتا ہے گھوڑوں کی آواز دھیمی اول
لنکا کے بیٹے کی آگ زیادہ گدھوں اور اونٹوں کے آنسو نہیں تھمتے کوے بڑے زور سے بولتے
ہیں گدھ چاروں طرف اڑتے اور چیلیں مکانوں پر لٹکی رہتی ہیں سیار جب بولتے ہیں شہر کی
طرف رخ کرکے یہ علامتیں اچھی نہیں اس کا علاج یہی ہے کہ آپ جانکی جی کو لنکا سے دور کرکے
لنکا کو آفت سے بچائیے میں آپ کا جاں نثار بھائی ہوں جو مجھے آپ کی اور لنکا کی محبت
ہو گی وہ وزیروں کی ذات سے ممکن نہیں اس لئے وہ لوگ ہاں میں ہاں ملا لیتے ہیں ان کو سکھ بھلائی
آج میں سبزی معلوم ہوتی ہے کوئی بگڑے ان کی بلا سے لیکن میں ان کی خیر خواہی کے عوض
عداوت سمجھتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ راج کی حفاظت کیجئے ایسی سلطنت
دیوتاؤں کو بھی نصیب نہیں ہو سکتی ۔

راون پہلے تو سنتا رہا مگر جب تقریر ختم ہوئی بولا بھبھیکن تمہارا کتنا ہی ڈیل بڑھ جائے پھر بھی میرے سامنے کے بچے ہو تمہاری دو آنکھیں میری بیس آنکھوں کے برابر نہیں دیکھ سکتیں مجھے نصیحت درکار نہیں جاؤ گھر میں بیٹھو کھانے کا وقت آگیا رامچندر جانکی جی تمہارے معبود ہیں

سرگ ۱۱

راون کا دربار عام

جب سے جانکی جی لنکا میں پہنچیں اُن کی جان آفت میں تھی اس کا منہ جھلکی ہو رہا تھا بھبھیکن کی نصیحتیں اس کی ضدی طبیعت قبول نہ کرتی مگر جان نثار تھا کہ بھبھیکن راستی پر ہے اس نے اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا کہ اپنی اپنی رائے بتاؤ مجھے بھبھیکن کی باتیں زہر معلوم دیتی ہیں ❊

حواشیوں نے سوچا کہ جب بھبھیکن کی باتیں باد ہوائی ہو گئیں ہم لوگ کس کھیت کی مولی ہیں اس لئے سب نے ایک زبان ہو کر کہہ دیا کہ شوق سے مقابلہ کیجئے کوئی کر ہی کیا سکتا ہے راون کو یہ سنتے ہی انگڑائی آئی مسکراتا ہوا اٹھا رتھ کے آگے ہوا مسلح سواروں کے پیچھے گھوڑوں کے ساتھ اُڑے فوجی باجا بجنے لگا مرصع چتر کے جواہرات نور برساتے ہوئے ذرا ہی دیر میں دربار عام کے درودیوار پر ستارے سے جڑنے لگے حاضرین دربار بصد ادب اپنی اپنی نشستگاہوں پر کھڑے ہو گئے زرنگار جڑاؤ سنگھاسن پر راون نے زانو تہ کیا سنگھاسن بڑا ہی نفیس اور عجوبہ روزگار تھا چھ سو راکشسوں کی تصویریں لیکر ان کی اعلیٰ صناعی کا نمونہ تھیں راون نے اسی وقت بہادران خنجر گزار اور سپہ سالاران نامدار کو یاد کیا سب آ آ کر سیمیں فرش مرگ چھالا پر بیٹھ گئے نشست درجہ وار تھی نذریں گذریں خلعت تقسیم ہوئے عطر و گلاب کی خوشبو سے دربار بس گیا ابھی کوئی بات اور چھڑی تھی کہ بھبھیکن جی بھی آئے اور دربار کی رونق دوچند ہو گئی

سرگ ۱۲

کمبھ کرن کی بیداری۔ راون سے گفتگو

راون نے کل اہل دربار کو سرسری نظر سے دیکھا اور پرہست وزیر سے کہا کہ حفاظت کا بہت

سرگ ۱۶

راون کا بھبھیکن پر عتاب۔ بھبھیکن کا لنکا سے ترک تعلق

بھبھیکن نے جب وقت اندرجیت کو کھری سنائی راون کو سخت نفرت ہوئی اُس نے منہ پھیر کر کہا کہ دھرم شاستر کے رو سے دشمن کی صحبت میں رہنا ضرر رساں ہے دوست بھائی اور خاندان بھی مخالف ہو تو اُس سے ترک تعلق درست کوئی شخص اچھے سے اچھا کام کرتا ہے تو اُس کے عزیز و اقارب یوں تو ظاہر داری کرتے ہیں مگر دل میں حسد کی آگ سلگتی رہتی ہے نقصان سے خوش ہوتے ہیں اس لئے اہل خاندان کا اعتبار کرنا کبھی جائز نہیں مگر ایک جنگل میں کیا دیکھتا ہوں کہ شکاری تو پھندے لئے ہوئے شکار کی تاک میں ہیں اور ہاتھی خوشیاں منا رہے ہیں پوچھا کہ خوشی کا کون موقع ہے شکاری سر پر سوار ہیں ذرا بھی خوف نہیں دل سے کر بیان آگ سے ڈرتے ہیں نہ پھندے اور ہتھیار سے کھٹکا ہے تو فوج والوں سے حضرت انسان ایک تھا اگر ہمیں کھیتوں سے پاٹ دیتے ہیں اور ہیں ایک پالو اور سدھے ہاتھی کو بھی کھڑا کر دیتے ہیں ان ہم دم سا کی وجہ سے جنگلی ہاتھیوں کو دھکا ہو جاتا ہے اور عقل و ہمت کچھ کام نہیں کرتی یہی نہیں بلکہ تپسوی کا تپسوی اور پنڈت کا پنڈت دشمن ہے جب کچھ ہوتا ہے اپنی قوم یا اہل خاندان ہی سے ہوتا ہے بھبھیکن کو میرا عروج اقبال نظر میں نہیں آتا میرے منہ ہی پر میرے دشمن کی ثنا و صفت کرتا ایسے الٹی پٹی پڑھاتا ہے کہ راج کا ستیاناس ہی ہو جائے جس طرح کنول کے پتے پر بوند نہیں ٹھیرتی اسی طرح نالائقوں کے پیٹ میں بات نہیں پچتی جس طرح بھونرے کنول کا رس لیکر اڑ جاتے ہیں اسی طرح خود مطلب عزیزوں کا حال ہے جس طرح ہاتھی نہلانے کے بعد سر پر خاک ڈال لیتا ہے اسی طرح سیاہ قلب لوگ کبھی ہی میٹھے بول بولیں مگر کپٹ چہرے سے نہیں چھپتا بھبھیکن بھائی تھا۔ اس لئے اب تک سر خاک پر نہ لوٹا بس اب منہ نہ دکھائے۔

بھبھیکن نے کہا کہ دشمنی کا بدلہ بدی اس نے فوراً ہاتھ میں گرز لے لیا اور اپنے چار وزیر ساتھ کو لئے آکاش پر جا کر بولا بھائی صاحب آپ بڑے ہیں والد کے برابر ہیں آپ کی بات کا جواب کیا دوں شاستر کہتا ہے کہ گرو خواہ باپ یا بڑا بھائی بد راہی اختیار کرے تو اس سے علیحدگی بہتر اسی لئے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہوں جس کے سر پر موت کھیلتی ہے اس کی عقل درست نہیں رہتی۔

آپ کی طاقت بالکل پل ہے آپ کو آپ ہی کے فعل خاک میں ملا ئینگے لیجئے میں نے سباری چھتر چھایہ کے چھوڑ دیا اب سری رامچندر جی کی خدمت میں جاتا ہوں آپ جانیں و نیا کا کام آپ کو اور آپ کے ہوا خواہوں کو لنکا مبارک ۔

سرگ ۱۷

بھبھیکن کی سمندر پار آمد پناہ کی درخواست سگریو وغیرہ کے دل میں بدگمانی

بھبھیکن جی وزیروں کے ساتھ اوج ہوا پر بجلی کی طرح چلے راجہ سگریو نے دور سے دیکھا ۔ تو ہنومان جی سے بولے ذرا دیکھنا راچھس کہاں چلے آتے ہیں ضرور ہم لوگوں پر حملہ ہوگا ہوشیاری لازم ہے فوراً ہی حفاظت کا انتظام ہونے لگا بانر ساکھو کے درخت اور پہاڑ کے ٹکڑے لے لے کر جنگ کے لئے کمربستہ ہو گئے اتنے ہی میں دیکھا کہ بھبھیکن جی سمندر کے کنارے اتر رہے ہیں اور کانوں میں آواز آنے لگی کہ میں کمبخت راون کا چھوٹا بھائی بھبھیکن ہوں یہ شریر النفس سیتا جی کو سخت تکلیف دے رہا ہے میں نے بہت سمجھایا مگر وہ شرارت سے باز نہیں آتا مریض قریب المرگ ہو تو نہ علاج کارگر ہوتا ہے نہ تیمار داروں کی سنتا ہے یہی حالت راون کی ہے ایسے شخص کے پاس رہنا عقلمندوں کے نزدیک خلاف لسی لئے میں نے جورو بچے اور خاندان کی کچھ پرواہ نہ کی دولت و ثروت پر لات مار کر سری رامچندر جی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ لوگ خیر اندیش غائبانہ جوش خیر خواہی سے حاضر در دولت ہے ۔

راجہ سگریو نے لفظ لفظ تو سن لیا مگر سری لچھمن جی سے بولے کہ موقع نازک ہے جب اپنوں پر اعتبار نہیں تو دشمن کے بھائی بندوں کی نیت کا کیا بھروسہ راچھس بڑے ذات شریف ہوتے ہیں ان حضرات کا جو اعتبار کرے وہ بیوقوف نشانہ پر بیٹھا جادوگر ہوتے ہیں جو صورت چاہیں بنا لیں اور یہ تو شاستر سے بھی ثابت ہے کہ دشمن اپنی کامیابی کے لئے کیا کیا بے تدبیر حکمت عملیاں کرتا ہے تو بڑے بڑے خیر خواہ بھی کچھ گھبری کچھ ڈالیں دشمن جھوٹ وہ ملی کر دغا دیتا ہے دشمن سے دوستی کرنا سانپ کو دودھ پلانا ہے یا وہ خطرناک ہے اور پھر راکشس اور کون راکشس سجاتی دشمن راون کا بھائی ضرور دغا رکھی ہوئی ہے ۔ اس سے مناسب یہی ہے کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے ۔

تو لنکا کا راج ابھی کمال ہے ان خیالات سے میرا مشورہ یہی ہے کہ اس کو باریابی کا موقع دیا جائے

سرگ ۱۸

سری رامچندر جی کی گوہر افشانی اور بھبھیکن باریابی

ہنومان جی کی تقریر سری رامچندر جی کو بہت پسند آئی انہوں نے کہا کہ جو پناہ میں آئے اسکی ضرور خاطر کرنا چاہیئے میں راجہ سگریو کے خیال سے متفق نہیں بھبھیکن کبھی دغا دینے کو نہیں آیا سگریو - آپ نے ہنومان جی کی تائید کلام تو فرما دی مگر یہ خیال فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو مصیبت میں چھوڑ کر خاندان کے دشمن سے آ ملا ہو وہ دوست بھی ہو تو اسکی رفاقت کا کیا اعتبار سری رامچندر جی اس منطق پر مسکرا دئے اور فرمایا کہ میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا تم بھی تو بالی کے ویسے ہی بھائی ہو جیسے بھبھیکن راون کا ایسے خیالات اچھے نہیں تم سے زیادہ میرا رفیق نہیں تم اپنے بھائی کے قاتل کی ہمدردی میں جا ملے اور کہتے ہو تو بھبھیکن پر زیادہ شک کرنا فضول ہے اب رہا دوستی و دشمنی کا خفیہ اس کی پروا نہیں ہوا کرتا دھرم سے جو راکشس راون کوئی دشمنی کرے تو میں چھنگلی کے سرے ناخن سے نیست و نابود کر سکتا ہوں بھبھیکن پناہ میں آگیا تو آنے بھی دو - پناہ گیر کی بے حرمتی لازم نہیں ہمیں ایک روایت سناتا ہوں سنو - ایک شکاری نے ایک کبوتری مار ڈالی کبوتر نے دوسری کبوتری سے غم غلط کیا جس سے دو بچے ہوئے کبھی وہ شکاری بھوکا پیاسا پیٹ پکڑے اسی درخت کے نیچے آیا جہاں کبوتر کا آشیانہ تھا بھوک بری چیز ہے کبوتر کی طرف دیکھ کر بولا کہ آج تو پیٹ پیٹھ سے لگ گیا عجب نہیں جو لمحہ دو لمحہ میں جان نکل جائے پناہ میں آیا ہوں پیٹ کی آگ بجھاؤ - کبوتر نے سمجھا کہ یہ بھی حضرت ہیں کہ پناہ دیکھ کر یہیں آیا ہے شیخ بولے کہ آپ تو مہمان ہوئے [illegible] کچھ فکر کیا ہم لوگوں کو تو آنے پیچھے پناہ گیر کی [illegible] شکاری کے سامنے ڈال دئے اور جیسے آگ [illegible] شکاری نے بچے بھون کے کھائے مگر پیٹ نہ بھرا کبوتری نے سوچا کہ جب بچوں نے پناہ کی فکر رکھی تو ہمارا بھی یہی فرض ہے - کہ خود [illegible] کے معصوم بچوں کی رضا ہو کر خود لقمہ بن جائیں چنانچہ وہ بھی درخت کے نیچے اتر آئے اور شکاری کا پیٹ بھر دیا -

اتنا فرما کر سری رامچندر جی نے فرمایا کہ پرندوں اور جانوروں کو پناہ کی شرم ہے تو پھر مجھے
تو یہ نہ ہوگا کہ بھبھیکن کو نکال دوں۔ کندو رشی اپنے فرزند سے کہا کرتے تھے کہ جو پناہ گیر کو
پناہ نہیں دیتا وہ پاپی ہے اس کی عقل اور طاقت باقی نہیں رہتی میرا اصول یہی ہے کہ ایک بار
بھی کوئی پناہ مانگے تو کبھی دریغ نہ کروں خواہ بھبھیکن کے دل میں دشمنی ہو میں ضرور پناہ میں
لونگا ورنہ مجھے پاپ ہوگا بھبھیکن کو بلا لو سری رامچندر جی کی اس تقریر سے سب بانر
خوش ہوگئے سگریو کی بدگمانی بھی دور ہوگئی ہے۔

سرگ ۱۹

بھبھیکن سے ملاقات اور اس کا راج تلک

بھبھیکن جی کی طلبی ہوئی وہ بڑے ادب سے سامنے گئے قدموں پر سر جھکایا راون سے ترک
تعلق کی کیفیت سننے کے بعد سری رامچندر جی نے پوچھا یہ بتاؤ لنکا میں کیسے کیسے بہادر
کا مجمع ہے۔

بھبھیکن۔ راون تو برہما کے بردان سے اپنا نظیر نہیں رکھتا کمبھ کرن بھی بڑا شہ زور
طاقت کا بہادر ہے پرہست بہادران صف شکن کا سپہ سالار ہے زور طاقت ظاہر اندرجیت
کئی بار اندر کو ہرا چکا اگنی بھی اس سے پیچھے ہٹ گئی اور معافی اس وقت ملی جب نظر سے
غائب ہونے کا علم سکھایا لنکا کے راچھسوں کا دس کروڑ شمار ہے ہر راچھس میں قدرت ہے
کہ جو شکل چاہئے بنالے۔

سری رامچندر جی۔ راون لاکھ زبردست ہو برہما نے موت سے بری کر دیا ہے تو کیا دیکھ لینا
میں اسے خاک پر سلا کر رہونگا اور تخت سلطنت پر تم کو بٹھاؤنگا پھر لرکے پاتال تک راون
بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں میں لچھمن بھرت اور سترگھن کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ راون کو بے
مارے اجودھیا میں منہ نہ دکھاؤنگا کوئی پانی دینے والا بھی بچا ہے تو میرا نام رام نہیں۔

بھبھیکن۔ آپ کا یہ فیصلہ ہے تو میں بھی اپنے امکان بھر رفاقت سے کسر باقی نہ رکھونگا جان نثار
قدموں پہ نثار ہے سری رامچندر جی خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے بھبھیکن کو گلے سے لگا کے
اپنے برابر بٹھا لیا اور لچھمن جی سے بولے کہ راج تلک کا سامان لاؤ کہنے کی دیر تھی ودیا کا

رام و لچھمن کل فوج کے مالک ہیں خورشید اقبال کی شعاعوں سے چہرہ چمک رہا ہے فتح و نصرت یار ہیگا
ہے بالفعل سمندر کے کنارے فوج پڑی ہوئی ہے اور سمندر سے راہ مانگی جاتی ہے اس قدر فوج
ہے کہ چالیس کوس تک ہی کھائی پڑ رہے ہیں شاہ راون سارن دل سے کیفیت سن کر دریائے
فکر میں غوطہ زن ہوا اور سوچا کہ اب کوئی چال چلنی چاہئے۔ کسی کو بھیجکر سگریو شاہ پنپا پور
اور رامچندر راجہ اجودھیا میں باہمی بغض پیدا کرا دوں جب ان دونوں میں بگاڑ ہو جاویگا
فوج بے سر ہوگی کوئی کسی کا حکم نہ مانیگا پھر کچھ مشکل نہیں کہ حریف اپنا منہ لیکر لنکا سے مراجعت
کرے یا دونو آپس میں کٹ مریں بالمیک جی کا مقولہ ہے کہ شاہ راون نے سک نامی ایلچیس
کو طلب کیا وہ عیار تھا اور دلوں میں فساد پیدا کر دینا اس کا ادنےٰ خاصہ تھا جب سک راکچھس
حاضر ہوا راون نے اپنا دلی عندیہ ظاہر کیا کہ تم ہوشیار ہو نشیب و فراز دیکھے ہوئے تجربہ کار
ہو۔ حریف کی فوج میں جاؤ اور راجہ سگریو سے موقع پاکر لسانی کے ساتھ یہ بات کہو
کہ شاہ راون کچھ تمہارا دشمن نہیں اور نہ دوست ہی ہے تم کو شاہ راون سے کیوں خصومت
ہے وہ تم کو اپنے بھائی کے برابر جانتا ہے اگر وہ رانی سیتا کو ہرن کر لایا تمہیں کیوں
اعتراض ہے تمہارا کچھ لگتا بگڑتا نہیں رامچندر انسان ہیں تم بانر۔ انسان اور بانر کا ساتھ
ہی کیا۔ کجا اجودھیا اور کجا پنپا پور ہمسائگی کا بھی خیال نہیں ہو سکتا پس سوچ سمجھ کر رامچندر کا
ساتھ چھوڑ دو اور کشکندھا میں جا کر چین سے حکمرانی کرو تم جانتے ہو کہ کسی دیوتا اور رکھیس
کی مجال نہیں کہ بغیر حکم شاہی لنکا میں قدم رکھ سکے دیوتے اس کا پانی بھرتے ہیں راکھیس
اشاروں پہ چلتے ہیں پس بانر اور انسان کی اتنی قدرت کہاں کہ لنکا میں جائیں اور
صحیح سلامت واپس آئیں ٭

سک راکچھس شاہی فرمان سن کر مستعد ہوا اور حریف کی فوج میں جانے کا مصمم ارادہ کر لیا کسی پرند کا
روپ بھر کر آسمان پر اڑتا ہوا فوج مخالف میں اتر پڑا اور کسی درخت کی ٹہنی پر بیٹھ کر اس طرح
زمزمہ سرا ہوا کہ شاہ میموں کو کیا سوجھی کہ لنکا کے راجہ راون سے پرخاش پر آمادہ ہے
کرتا شاہ سگریو کو مناسب نہیں یہ بھی رامچندر سے جنہوں نے رامچندر پر بھروسہ
دن ایسا آنے والا ہے جب شاہ میموں بھی انگد کے کینہ سے ہلاک ہونگے اس کے بھائی بالی کو مروا ڈالا ایک
سگریو کو زیبا نہیں ہے وہ ان کے خاص دشمن ہیں دشمن سے میل کرنا راجاؤں کا دستور نہیں
گو شاہ لنکا سے رابطہ اتحاد مضبوط کیا جائے تو سراسر اچھا ہے کسی طرح کا زیاں نہیں

کیونکہ بالی اس کا دوست تھا جس طرح اس کے دل میں بالی کی وقعت تھی، اسی طرح وہ شاہ سگریو کو سمجھتا ہے۔

بندروں کا ہجوم عظیم اس پرندے کی باتیں سن کر دوڑ پڑا۔ کچھ درخت پر چڑھ گئے کسی کا ٹانگ پکڑلی کسی نے پروں پر۔ مترصد باہیں جمعیت اس پرندہ کو گرفتار کیا۔ کوئی بال و پر نوچ رہا ہے کوئی متفار پر ہاتھ دراز کرتا ہے پرندہ آسمانی رنج پرا حبس ہوگیا اور نالہ کرنے لگا دہائی ہے دہائی و الحذر الحذر الاُلب سے زمین سر پر اٹھالی۔ سری بھگوان رامچندر کا نام مبارک رٹنے لگا۔ اور کہا مجھے چھوڑ دو رامچندر جی کی شرن ہوں گو اس وقت جاسوس کی حیثیت میں ہوں مگر سری رامچندر کے قدموں کا بھروسہ ہے۔ پیامبر کو مارنا خلاف شریعت ہے دھرم شاستر میں قطعی حکم ہے کہ دوت پر ہاتھ اٹھانا منع ہے۔ سیتا کے جلاپے میں ماسوا میں نے تمہارا کچھ بنایا یا بگاڑا نہیں شاہ راون کے اشارے سے آپ کی فوج میں آیا ذاتی خطا کوئی نہیں ہے۔ پھر کیوں مارا جاتا ہوں شاستر کا حکم ہے کہ جو دوت یعنی پیامبر کسی کا پیغام لائے اس پر ہاتھ صاف کرنا درست نہیں لیکن آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیں۔ سیتا کی امان دیں سری رام یہ پکار جب ہیشور میں یاد آئی تو سن آ گیا اشارے سے منع کر دیا کہ بس ہو چکا اپنی سزا کو پہنچ گیا چھوڑ دو سیتا راجپس پھوٹ کر آسمان میں پر آن ہوا اور بلند آواز سے راجہ سگریو کو مخاطب کر کے اس طرح گویا ہوا کہ میں جاتا ہوں مگر شاہ لنکا جب مجھ سے پوچھیگا اور کہا کہ ونگا سگریو نے جواب دیا کہ کہہ دینا مجھے تم سے تعلق نہیں تم دوست ہو نہ دشمن اور نہ تم سے مجھے کوئی آئندہ امید ہو سکتی ہے پھر کیا وجہ کہ میں تمہارا ساتھ دوں سری رام کے قدموں کا سہارا ہے انہوں نے مجھے یہ تعیت دی کہ اس وقت کروڑہا بندروں پر حکومت کر رہا ہوں رامچندر میرے سرتاج ہیں اور تم ان کے دشمن لیس ہمارے بھی عدو ہو بالی میرا دشمن تھا انہوں نے مار کر جان بچائی اب میں تم کو ہلاک کر دونگا ایک شخص باقی نہ رہیگا۔ کیونکہ تو رامچندر کا عدو ہے ان کے پرخاش سے دیوتا لوگ بھی طاقت نہیں کہ تجھے امان دے سکیں۔ اگر سری شیوجی اور سورج نارائن بھی راون کے حامی ہوں تو بھی وہ جان سلامت نہیں بچا سکتا سن دنیا کہ عقل سے کام لے جان بچانا ہے تو سری بھگوان رامچندر جی کے قدموں پر گر کر دولت و ثروت کی عزت قائم رکھے ماہ بدولت اس وقت تک تیرا ساتھ دیتے تھے جب تک تیرے بیٹا بن نہیں گیا تب ہی منظا ڈل کا تم نہیں ہو سکتا بیچارے کے بڑھے

سست باند - ناتوان جٹائی گدھ کو شمشیر آبدار سے ہلاک کیا اس نے تیرا کیا بگاڑا تھا گوری
دہارتا مینا برن کے عذاب درگزر کریں مگر جٹایو کے خون ہوجانے سے کبھی دست کش
نہ ہونگے - قرار واقعی سزا دینگے۔

شاہ سگریو اس طرح کلام کرتے ہوئے جب خاموش ہوئے انگد بولے اگرچہ شاستر میں
پیامبر کا زوال لکھا نہیں مگر یہ جاسوس ہے ہمارا سراغ لینے آیا تھا - سزا دینا ضروری ہے
سگریو نے بندروں کو اشارہ کر دیا بندروں کا غول دوڑ پڑا اور اچھلتے کودتے فضیحت کرتے سک
راچھس کو آسمان سے پکڑ لائے لات گھونسوں سے بے دم کر دیا سک راچھس الامان الامان پکار
سری مہاراج کا نام مبارک زبان پر لایا اور کہنے لگا کہ ہے پربھو! میری جان بچائیے بندروں
نے دم ضیق میں کر دیا ہاتھ پاؤں توڑے ڈالتے ہیں آنکھ پھوڑتے ہیں شرناگت ہوں اس بلا
سے چھٹکارا دیجئے سری مہاراج نے فرمایا کہ بس ہوچکا دو دفعہ سزا مل چکی پھر دوت ہی ہے
دوت کو مارنا حرام ہے بے دست و پا کیجئے چھوڑ دو سزا کافی ہوگئی بندروں نے مہاراج کے
حکم سے ہاتھ کھینچ لیا اور سک بعد ہزار خرابی لنکا کی طرف راہی ہوا۔

سرگ ۲۱

راستہ مانگنے کی ضرورت سے سری بھگوان کی تین روز سمندر پر بود و باش سمندر کی بے التفاتی سے سری رام لچھمن کی گفتگو

سری بھگوان رامچندر سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے اس بات کے خواہشمند تھے کہ آسانی سے اگر
سمندر راستہ دیدے تو کام نکل جائے تین شبانہ روز گزر چکے سمندر اسی طرح بے غل و غش بہ رہا ہے
پار [illegible] سری بھگوان کی تکالیف کی سمندر نے مطلق پرواہ نہ کی مہاراج کو طیش آگیا
سمندر اس طرح جو مانیگا فرمایا کہ یا تو پار جاؤنگا یا اسی سمندر میں ڈوب مرونگا یا اسکا ناش ہی
کرونگا سمندر آج سے نکل کسی طرح سامنے بلا [illegible] رامچندر مہاراج غصے سے کانپنے لگے چہرہ
تمتما گیا آنکھیں لال انگارہ ہوگئیں لچھمن جی سے ارشاد ہوا برادر سمندر کو ہمارا مطلق خیال نہیں
آخر نیچ قوم ہے اپنی ذات پر گیا کسی طرح راہ پر نہیں آتا بھلے مانسوں میں دستور ہے کہ مہمانوں

پر مہربانی کرتے ہیں دیکھو شاستر میں سجن لوگ تین اوصاف سے متصف کئے گئے اول دھرم نیتی
کی پابندی دوسرے آئے ہوؤں پر ملطف مہربانی تیسرے شیریں بیانی سے تسخیر قلوب کرنا ان لوگ
کے خاص جوہر ہیں۔ جو لوگ خود سر ہیں اپنے منہ سے اپنے اوصاف بیان کرتے ہیں یا جن کا طریق
فساد و جھگڑا کرنے کا یا جو اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے یا جن میں استقلال نہیں کور
نفس ہیں خبیث باطن ہو کر لوگوں کو ستاتے ہیں خود مطلبی ہیں ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق
ہیں ان لوگوں کو سمجھانے سے کام نہیں نکلتا لاتوں کے دیو باتوں سے رام نہیں ہوتے
ہے بھائی سمندر کو ایسا ہی سمجھو۔ اب میں تیر خارا شگاف سے خبر لیتا ہوں مہربانی جانو اور
مخلوق آبی جب تک پامال نہ ہوگی۔ سمندر کبھی راہ راست پہ نہ آئیگا ایک ہی بان سے
تمام سمندر خشک کردونگا سانپ۔ مگر۔ گھڑیال۔ مہلک جانور جو سمندر میں بستے ہیں
آج ہی سب کا ناش ہو جائیگا۔ جن راچھسوں کا سمندر میں مسکن ہے وہ بھی ہمارے
بان سے ہلاک ہونگے سمندر ہماری طاقت اور دلیری کا امتحان لیتا ہے اس کے ذہن
میں یہ بات ہرگز نہیں کہ رگھوبنسی بھی ایسے دلیر ہوتے ہیں وہ ہمیں معمولی انسان
سمجھتا ہے۔ بزدل خیال کرتا ہے اس کے ذہن میں ہم بالکل ناتوان اور حقیر ہیں۔
بدمعاش کمبختوں پر مہربانی کرنے سے کبھی بھلا نہیں ہوتا جب سمندر خشک ہو جائیگا
ہماری فوج آسانی سے اتر جائیگی۔

شری بھگوان نے دھنش اٹھا لیا اور تیر چلے پر چڑھایا زمین کانپنے لگی دریائی جانور
اور آبی درندے گزندے دہشت سے تھرا اٹھے راچھسوں کے بدن میں آگ لگ گئی۔
بدن پھکنے لگا نہ آب سے نکل کر پانی پر اترانے لگے سمندر کی لہروں کے ساتھ تمام دریائی
جانور مردوں کی طرح تیرتے دکھائی دیے لچھمن جی نے سوچا کہ شری مہاراج اس وقت بہت
غصے میں ہیں قیامت بپا ہو جانے کا احتمال ہوا دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور منت و سماجت سے
مہاراج کا غصہ فرو کیا عرض کی غصہ کرنا زیبا نہیں آپ دھرماتما ہیں دھرماتماؤں کو غصہ نہیں آتا
آپ دیالو ہیں دیا کیجئے اگر کسی سے خطا بھی ہو جاتی ہے تو آپ ہمیشہ درگزر کرتے رہے ہیں آج
غضب اور مزاج میں اس قدر تندی کیوں آئی برہمی دور کیجئے دیوتا بھی گھبراتے
ہیں برہما۔ اندر۔ برن۔ کبیر انگشت بدنداں ہیں ڈرتے ہیں آج مہا پرلے ہو جائیگی
بھگوان ایسا نہ کیجئے۔

سرگ ۲۲

سمندر کی ہدایت سے پل کی تعمیر

شری بھگوان بولے کہ بے بھائی غمخواری اور ہمدردی کا وقت نہیں سمندر کمینہ ہے
کمینے خوشامد سے چڑھتے ہیں تمہاری سفارش ضرور مدنظر ہے مگر یہ کمبخت کبھی نہ مانیگا۔
بان مارنے کی دیر ہے پانی خشک ہو جائیگا۔ ہمارا پاس نہیں کرتا راچھسوں کا لحاظ ملحوظ
ہے پھر کیوں طرح دیجائے یہ کہہ کر برہماستر چڑھایا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا ندی نالے
چلنے لگیں۔ پہاڑوں کو جنبش ہوئی زمین کا تختہ الٹا جاتا تھا چاروں سمتیں ایک ہو گئیں
آفتاب و ماہتاب آسمان سے اتر آئے روشنی پھیلی پڑ گئی شہاب ثاقب ہے آسمان [illegible]
ہوا زور سے بہتی ہے درخت جڑ سے اکھڑتے ہیں ابر تیرہ و تار آسمان پر چھا گیا
بجلی کوندنے لگی زمین و آسمان پر دار و گیر کی صدائیں بلند تھیں یہ قیامت خیز منظر دیکھ کر
سمندر اپنے مقام سے ایک جوش عجیب ہو کر [illegible] انسانی روپ ہو کر پانی سے برآمد ہوا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرو پہاڑ سے آفتاب طلوع ہوا اگنی میں بیٹھے جن کی دو [illegible] اور رتنوں کے
زیور پہنے ہوئے کنول کی طرح دیدہ پرنور روشن تھا ہاتھوں میں لعل بے بہا لئے ہوئے شری
مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نذرانہ پیش کیا اور قدم چھو کر اس طرح عرض پیرا ہوا کہ کرپا
ندھان آپکی شرن ہوں بے گناہ ہوں جو کچھ مجھے رفتار حاصل ہے آپ ہی کا عطیہ ہے میری
وسعت اس لئے زیادہ بڑھائی گئی کہ کوئی آسانی سے اس پار نہ جا سکے اور نہ میری پیمائش
ہو سکے شری مہاراج نے ہنس کر فرمایا خیر میں نے بخشا لیکن برہماستر کا وار خالی جانے
والا نہیں کہاں چھوڑا جائے۔ سمندر نے عرض کیا کہ شری حضور اس بان کو شمال کی جانب
پھینک دیں دروم کلیہ ایک مقام ہے جہاں چور ڈاکو قزاق رہتے ہیں اکثر یہ لوگ مجھے ستاتے
اور میرا پانی چھوتے ہیں مجھے ان سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یہ بان اگر وہاں پہنچایا جائے
تو پاپیوں سے وہ مقام پاک ہو جائیگا اور مجھے بھی نجات ملیگی شری مہاراج نے سمندر کے کہنے
سے برہماستر دروم کلیہ مقام پر پھینک دیا جس سے اس مقام کا نام مارواڑ دیش بولا جاتا ہے
برہماستر چھوٹتے وقت زمین کو جنبش ہوئی زلزلہ سا آگیا پہاڑ تھرا گئے اور دریا میں سا [illegible]

چلا گیا اور رساتل کا پانی زمین پر بہنے لگا تب ہی سے مارواڑ دیش میں پانی کمیاب ہے کنوئیں یا دریا
خشک ہیں پانی کا اسکال رہتا ہے سری رامچندر جی کو دورم کلیہ کے باشندوں کی حالت دیکھ
کر ترس آگیا۔ بردان دیا کہ اس دیش میں لکشمی برتمان رہیگی اور لوگ آفتاب سختی و سماوی
سے محفوظ رہینگے گھی اور دودھ کی بہتات ہوگی جڑی بوٹیاں جن سے دوائیاں بنتی ہیں کثرت
سے پیدا ہونگی اس بردان سے مارواڑ دیش آج تک پھولا پھلا نظر آتا ہے پھر سمندر نے
تعمیر پل کے لئے یہ تدبیر بتائی کہ بسوکرما نے اپنے بیٹے نل کو بردان دیا ہے کہ جس پتھر کو ہاتھ
سے چھوئینگے پانی پر تیرتا رہیگا۔ پدم پران میں لکھا ہے کہ نل اکثر اگست رام کی مورتیاں
اٹھا اٹھا کر دریا میں پھینک دیا کرتے تھے اور وہ ڈوبتی نہ تھیں اس لئے آپ نل جی کو ارشاد
کریں وہ آسانی سے سیت باندھ لینگے کیونکہ ان کا مس کیا ہوا پتھر پانی میں نہیں ڈوبیگا یہ
کہہ کر سمندر نے قدم چومے اور اجازت لیکر چلتا ہوا۔ سمندر کے جانے پر نل سری رامچندر کے
حضور میں ملتمس ہوا کہ پل کی تعمیر کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے اجازت دیجئے تو میں اپنے
کار منصبی کو انجام دوں حالانکہ سمندر نے بڑی گستاخی کی اگر پہلے سے بتا دیتا تو اتنا
عرصہ کیوں گذرتا بلاشک وہ سزا کے قابل تھا کیا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ سری حضور لب
سمندر فروکش ہیں اور سیت باندھنے کی تدبیر سوچتے ہیں اگر یہ خیال کیا جائے کہ بندگان
عالی کی مزاج میں رحم بھی پیدا ہو جائے تاکہ سمندر کے راچھس ہلاک ہو جائیں اور سمندر
بدمعاش راچھسوں سے پاک ہو جائے تو اس میں اس نے بھی اپنے ہی فائدے کا لحاظ رکھا
یہ بھی ایک چال تھی خود مطلب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اس صورت میں سزا کا مستحق تھا جو کچھ
ہونا تھا ہوا آپ نے اسے بخشا آپ رحیم ہیں کریم ہیں آپ کا کوئی دوسرا نہیں جو چاہے کیجئے۔
سری بھگوان نل کی باتوں سے مسکرا دئے فرمایا کہ سیت باندھنے کی تدبیر کرو حکم پاتے
ہی بندروں نے پتھروں کا انبار لگا دیا بڑے بڑے کوہ جڑ سے اکھاڑ لئے اور نل کے پاس
ڈال دئے پہاڑوں درختوں کا شمار نہیں لاتعداد پتھر اور درختوں کا ڈھیر لگ گیا نل ہاتھ سے پتھر
چھو لیتے تھے اور بندر بلاتکلف سمندر میں پھینکتے تھے نل پتھروں کو ایسے ڈھنگ سے
چنتے جاتے تھے اور پل تیار ہوتا جاتا ہے سوت لگا کر پل باندھا راستے کے پل میں کہیں بھی پتھروں
اور درختوں کے ٹکڑوں سے کان لگائی بات نہیں سنائی دیتی پہلے روز چودہ جوجن دوسرے روز
۲۰ جوجن تیسرے روز ۲۱ جوجن چوتھے روز ۲۲ جوجن پانچویں روز ۲۳ جوجن پل باندھا گیا

غرض دس جوجن چوڑا اور سو جوجن لمبا پل پانچ دن میں مکمل تیار ہو گیا پل کی تعمیر دیکھتے اور گندھرب آسمان پر دیکھتے تھے پل تیار ہونے پر سری مہاراج اپنے اشٹ دیو کا دھیان کر کے بندروں اور ریچھوں کی فوج لے کر چلے بندر اچھلتے کودتے گرجتے چلے جا رہے ہیں راستے میں سویل پہاڑ ملا۔ بندر اور ریچھ اس پہاڑ پر چڑھ گئے بھبھیکن نے آگے بڑھ کر راستہ بتایا کہ پہاڑ پر چڑھانے سو دھیرے دھیرے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ اترا دو اور اس راستے پر چلے جاؤ بھبھیکن نے بندروں کو پہاڑ سے اتارا اور رامچندر اور لچھمن سے عرض کیا کہ آپ کو پیادہ پائی تب نہیں ہنومان اور انگد کے کندھوں پر سوار ہو لیجئے یہ سن کر ہنومان جی اور انگد نے رامچندر جی اور لچھمن جی کو اپنے کندھوں پر لے لیا جب سمندر پار ہوئے رامچندر تو لچھمن اتر پڑے دائیں جانب سگریو بائیں طرف بھبھیکن جلو میں ہے کچھ فوج آگے جا رہی ہے کچھ پیچھے آتی ہے اکثر بندر آسمان پر جست لگاتے آ رہے ہیں غرض اس طرح سے کل فوج پار ہوئی ایک وسیع مقام پر جہاں کند اور مول بہتات سے تھے ڈیرہ پڑ گیا دیوتے آسمان سے آ کے سری مہاراج کے حق میں دعائے خیر کر رہے ہیں اور ایشور سے خواستگار ہیں کہ جلد بندے دشمنوں پر ظفریاب ہوں اور زمین ناپاک روحوں سے سبکدوش ہو۔ اور بھبھیکن کو آسمانی کی آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں بہت جلد تم کو ان ملعونوں سے نجات ہو گی اور تم لنکا میں راج کرو گے

سرگ ۲۳

فوج میمون سرحد لنکا پر

سورج غروب ہو گیا ہے آسمان پر ہلکی ہلکی سیاہی دوڑ رہی ہے دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے فوج نے لنکا سرا کی کند مول پھل کھا کر پانی پیا اور سری رامچندر لچھمن جی گوہر افشانی کرنے لگے آج کے دن فوج کو آرام دینا چاہئے کل صبح کر دیں گے فوج دشمن کا لعدم ہو گی دشمن پامال ہو گا شگون بہ ہو رہے ہیں ہوا تیزی کے ساتھ چل رہی ہے جیسے اکھڑ رہے ہیں بادل گرج رہے ہیں بجلی کوندتی ہے آسمان سے خون برس رہا ہے درخت کی کرخت آواز سے بزدلوں کا زہرہ آب آب ہوا جاتا ہے [illegible]

چیل راچھسوں کے سر پر منڈلا رہے ہیں یہ شگون بد ہیں لنکا پوری میں راچھسوں کا کال آگیا راون کی خیر نہیں ضرور اپنی سزا کو پہنچیگا اور ریچھ پہاڑ اکھاڑ کر لنکا کی جانب پھینک رہے ہیں لچھمن بڑا بھاری کشت و خون ہوگا۔ خون کا سمندر بہیگا +

رامچندر جی لچھمن جی سے باتیں کرتے ہوئے سو گئے لوگ بہت تڑکے لنکا کی طرف کوچ کیا بندر اور ریچھ چاہتے ہیں کہ کسی طرح جنگ چھڑ جائے اور ہم اپنے حوصلے نکالیں +

سرگ ۲۴

فوج کی آراستگی اور سری سیتاجی کے ہجر میں بھگوان رامچندر کی آہ و زاری

سری مہاراج کا لشکر آب شور کے کنارے لنکا کے قریب ایک بہت بڑے میدان میں ڈیرا ڈالے پڑا ہے نیزے بھالے درست ہو رہے ہیں جس طرح چاند ستاروں کے بیچ میں جگمگ جگمگ کرتا ہے اسی طرح رگھو کل کے آفتاب سری رامچندر وزیر اور سپہ سالاروں سے بھرے ہوئے دربار میں خورشید اقبال کی روشنی پھیلا رہے ہیں چہرے سے دلیری اور چمکتی ہوئی پیشانی سے خوش نصیبی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں پیاری کھوئیں مست آنکھوں پر وہ لطف دکھا رہی ہیں گویا دو کنول کے پھولوں پر مست بھونرے کا جوڑا رس لینے کو ابرو کی ہر جنبش کے ساتھ اڑتا ہوا نظر آتا ہے فوجی بہادروں اور نوجوان سپہ سالاروں کی رگ رگ میں خون دوڑ رہا ہے کوئی تنتا ہے کوئی ڈنڈ پیل رہا ہے کوئی پتھر اور کوئی درخت جڑ سے اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک رہا ہے بھیری نفیری باجے بج رہے ہیں شہر لنکا میں ہل چل مچی ہوئی ہے۔ فوج مخالف کے خوف سے ہر راچھس کے دل میں چور بیٹھا ہوا ہے۔ فوجی باجے بج رہے ہیں راور راچھس اپنے اپنے اسلحہ درست کر رہے ہیں کوئی تیر درست کر رہا ہے کسی کا نیام سے ہاتھ ہے تاکہ وقت پر تلوار کی کھٹ پٹ میں رکاوٹ نہ ہو کوئی زین صاف کر رہا ہے کوئی گھوڑا ملتا ہے کوئی اپنی دھن میں بیٹھا ٹھمری الاپ رہا ہے ادھر سری مہاراج نے لنکا کی طرف نظر اٹھائی جنوب کی طرف سمندر کے کنارے ایک سر بفلک منزلہ طلائی قصر نظر آیا اس عمارت میں بہت کمروں بالا خانوں کے علاوہ

بیسیوں تہ خانے بھی ہیں جنکے پیچ در پیچ راستے کسی ناواقف آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں
انہیں عمارتوں میں کوئی ایسی عمارت بھی ہے جہاں غم نصیب سیتا محبوس ہے جان سے پیاری
سیتا تمہیں مجھ فراق زدہ کی بھی کچھ خبر ہے نہیں تمہیں کچھ خبر نہیں ہائے تم ہماری یاد میں
بے چین ہوگی اور میں تمہارے ہجر میں مبتلائے غم ہے پر یہ ایہ نہ سمجھنا کہ میں عیش و عشرت میں
پھنس گیا نہیں تمہارا سوز فراق کلیجہ کھودے دیتا ہے یہ حرماں نصیب بستر غم پر جان بلب پڑا
رہتا ہے دشمنوں کی آسا ہے تمہارے چہرۂ زیبا کی یاد میں رات کو نیند نہیں پڑتی دن پہاڑ ہوجاتا ہے
پیاری کچھ دنوں اور صبر کرو عنقریب دشمنوں سے چھٹکارا ہوگا اور ہم تم شربت دید کی چاشنی
لیکر مسرور ہونگے (پھر لچھمن جی سے مخاطب ہوکر اس طرح فرمانے لگے) بھائی! تم نے دیکھا یہ قصر
زرین جو سامنے چمک رہا ہے یہی لنکا ہے جس کا ہر ایک قصر آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔
بسوکرما جی نے اس کے بنانے میں عجیب صنعتیں دکھائی ہیں باغ باغیچے متعدد ہیں۔
ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے وہ دیکھو طائران خوش الحان درختوں پر اپنے اپنے نشیمنوں میں
بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی کرتے ہیں۔ مذاق پسند طبیعتوں کو یہ سماں بہت دلکش نظر آتا ہوگا
مگر مجھ مہجور فراق کو تو کاٹے کھاتا ہے لچھمن فوج کی حفاظت کا سبب کچھ انتظام ہونا چاہیے
پہرے مقرر کرو لچھمن جی نے نامی سپہ سالاروں کو بلا کر تاکید کردی کہ ہوشیاری کا وقت ہے فوج کی
دیکھ بھال رہے ایسا نہ ہو غنیم دھاوا بول دے اور شبخون پڑنے سے فوج تباہ و برباد ہو جانے
پہرے مقرر ہو جائیں میری رائے ہیں انگد اور رکھب ان دونوں دلاوروں کا پہرہ داہنی جانب
رہے اور جاموان اور سوکھین بیاس رشی یہ تین بہادر بائیں جانب دیکھ بھال رکھیں
حکم کی دیر تھی سب انتظام ہوگیا بندر اور ریچھ درخت اور پہاڑ اکھاڑ اکھاڑ کر رامچندر جی
کی جے بولتے ہوئے لنکا کی طرف پھینک رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ انہیں پتھروں سے
راچھسوں کے خون سے زمین لنکا تر ہو جائیگی۔

ادھر لنکا پوری میں عجیب ہنگامہ برپا ہے وہ راچھس سک جو سری رامچندر کے کہنے
سے چھوڑ دیا گیا تھا روتا ہوا راون کے پاس آیا راون ہنس کر بولا تیرے بازو کس نے توڑ
دئے شاید بندروں نے دق کیا جو بھاگ کر یہاں پر شکستہ ہمارے سامنے آیا سک راون کی
باتوں سے جل گیا اپنی بپتا سنانے لگا جس وقت میں حضور کے حکم سے فوج مخالف میں پہنچا ہوں۔
بندروں نے مجھے پہچان لیا اور اس قدر مارا کہ بے دم ہوگیا جب ذرا ہوش آیا۔ سری

رامچندر جی کی دہائی دیکر اپنی جان کی امان چاہی سری مہاراج نے مجھے چھوڑ دیا جہاں
پناہ فوج مخالف کا شمار نہیں ہو سکتا سمندر کی طرح لہریں مارتی ہوئی آب شور کے
کنارے اتر آئی میرے خیال میں کوئی بہادر ایسا نہیں جو آپ کے زبردست بہادر
راچھسوں کو ہلاک نہ کر سکے لنکا چاروں طرف سے گھر گئی ہے یہ ضرور ہے کہ آپ سے
صاحب فہم و فراست کے آگے میری ضعیف عقل کی صلاح ہی کیا مگر اتنا ضرور کہونگا کہ
یہ معاملہ طے ہوتے نظر نہیں آتا ہاں اگر سیتا جی کو آپ رامچندر کے پاس بھیجیں تو شاید یہ
گتھی سلجھ جائے ورنہ سوائے کشت و خون اور دولت کی بربادی کے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا
آپ اس میں مختار ہیں ارکین سلطنت سے مشورہ کر کے کوئی صلح کی تدبیر نکالئے ورنہ
لاکھوں راچھسوں کا خون ہوگا اور رامچندر قلعہ لنکا پر فتح و نصرت کا جھنڈا نصب کرینگے
راون میں یہ شور سنتا ہوں کہ کب لڑائی چھڑیگی اور کب میرے بان رامچندر کے جسم کو
چھلنی کرینگے ہمارے راچھسوں نے بہت دنوں سے آدمی کا خون نہیں چکھا بھوکے ہونگے
اور رام لچھمن کا خون پی کر زبان سے چٹخارے بھرینگے رامچندر گو دلیر ہونگے مگر ہمارے
سامنے ان کی دلیری کام نہیں دے سکتی آفتاب کے نکلتے ہی ستاروں کی روشنی ماند ہو
جاتی ہے اسی طرح جب میدان رزم میں جاؤنگا تو رامچندر کا اقبال ٹھوکریں کھاتا
پھریگا چہرے کا جلال پھیکا پڑ جائیگا ابھی رامچندر میری قوت بازو سے واقف نہیں ورنہ
کبھی ہمارے مقابلے پر آمادہ نہ ہوتے میں رزم کو بزم سمجھتا ہوں میری کمان میں سے
اور تیر آہن گداز بین کا بجانیوالا ہے دشمن کی تانت بین سے کم نہیں اس سے جو دلکش
آواز نکلتی ہے وہی راگ ہے اس راگ سے بہادران تاج و شجاعان گرامی کے کلیجے
دہل جاتے ہیں سینے پھٹ جاتے ہیں میدان جنگ محفل رقص و سرود ہوگا بندروں
اور ریچھوں کے بھاگنے سے جو آواز نکلیگی وہی گویا تال ہے اب کچھ [illegible] کا کام
نہیں [illegible] بزدلی جان نہیں جانفشانی مرنے مارنے سے ہر طرح سے [illegible]
[illegible] آراستہ ہے [illegible] نصیب ہوا رامچندر کی کیا [illegible]
[illegible] کی [illegible] [illegible]
[illegible] تیر [illegible]

رہ نہیں سکتے سارن سری مہاراج کا تحمل و عفو دیکھ کر بہت خوش ہوئے مگر پھر بھی بھبھیکن
سے خوف کرتے ہیں کہ یہ ضرور ہماری جان کا گاہک ہوگا زندہ نہ چھوڑیگا سری مہاراج تاڑ
گئے حکم دیا خیر سیدھے لنکا چلے جاؤ ہماری جانب سے شاہ لنکا کو سمجھا نا کہ جن بازوؤں کے
بھروسے سیتا ہرن کر لائے انہیں بازوؤں سے میدان رزم میں جوہر دکھاؤ تب تمہاری
بہادری ہے کل ہمارے بان لنکا میں پہنچینگے اور تمہاری شجاعت اور مردانگی کا امتحان
لینگے سکا اور سارن دونو جاسوس رامچندر جی کی جے جے کار کرتے ہوئے لنکا پہنچ گئے
اور شاہ لنکا سے سارا ماجرا سنایا اور سری مہاراج کے خلق کی تعریف کی راجن بھبھیکن نے
تو ہمارے مارنے میں کسر نہیں رکھی تھی مگر ذات مبارک نے جو رحم و کرم کی کان ہیں موذیوں
کے چنگل سے چھڑا دیا اے شاہ بحر و بر رامچندر لچھمن بھبھیکن اور سگریو کل کے روز لنکا پر
دھاوا بولینگے یقین ہوتا ہے کہ کسی راکھشس کی جان بری نہیں ہو سکتی رامچندر سا خلیق اور بہادر
دنیا میں کوئی نظر نہیں پڑتا ذکاوت شجاعت جسارت جتنی باتیں ہیں پیشانی مبارک
سے ہویدا ہیں ہر بندر اور ریچھ متمنی ہے کہ کب راون سے مقابلہ ہو اور کب اپنی کے جوہر دکھائیں
اے شاہ دیوان ہم تو ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کہ دشمنی نہ کیجئے اور سری جانکی جی مہارانی
کو دے دیجئے۔

سرگ ۲۷

راون کا اپنے قصر سے فوج [illegible]

سک کی زبانی یہ کلمات سنتے ہی راون کو طیش آگیا اور کلمات درشت کہہ کر اپنے
دربار سے نکال دیا پھر سارن سے مخاطب ہوا جب شاہ اس نے بھیجا تھا کہ ہمارے
آنا نیتی ہو دیتے اور سگریو ہماری سبھا میں داخل نہیں ہو سکتے تھے بیچارے کیا ہوا اور
رامچندر کی حقیقت ہی کیا ہے جنگل کے تپسی فاقہ مست کند مول کے کھانے والے اتنی
طاقت کہاں کہ ہمارے مقابلے کی تاب لا سکیں ابھی بچے ہیں کبھی مرد سے سابقہ نہیں پڑا
سیتا اپنے میں ہمت چاہیے یہ مجال نہیں کہ میری زندگی میں سیتا کو چھڑا لیں منہ بنایا کرنا

سرگ ۲۵

سک سارن کے ذریعے سے فوج خرس و میمون کی جانچ پڑتال

فوج مخالف کی آمد سے شاہ راون پیچ و تاب کھا رہا ہے سک سارن دیت سامنے کھڑے ہیں راون پوچھتا ہے کہ رامچندر نے کیوں کر آب شور پر پل باندھ لیا دیوتاؤں کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ لگاتے انسانی طاقت سے بعید ہے ہرگز اعتماد نہیں ہو سکتا کہ بندروں اور ریچھوں کی مدد سے پل تیار ہو گیا ہو تم جاؤ اور دیکھ کر تمام کیفیت میرے روبرو گذارش کرو اس بات کا ضرور لحاظ رہے کہ فوج مخالف کس قدر ہے اور ان میں کوئی بہادر بھی ہے یا سب راکھشسوں کی خوراک ہی ہیں شاہ سگریو کن کن بندروں سے مشورہ لیتا ہے مجملاً کیفیت دریافت کر کے ہمارے حضور عرض کرو۔

سک سارن حکم پاتے ہی خرسان و میمون کی فوج میں داخل ہوئے بندروں کا روپ بھرا حریف کی فوج کی جانچ کر رہے ہیں کہ کون بہادر ہیں اور کون دلیر ہیں ڈرتے بھی تھے کہ ایسا نہ ہو کوئی پہچان لے تو جان بچانا دشوار ہو۔ سک سارن چاہتے ہیں کہ فوج کی تعداد معلوم ہو جائے مگر شمار کرنا بہت دشوار امر تھا بندروں اور ریچھوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے جنگ کی تمنا نہ ہو حکم کے منتظر ہیں کہ کب دھاوا بولا جائے اور کب سینہ سپر ہو کر فوج عدو کو پامال کریں۔ کوئی کہتا ہے کہ راون ہمارے ہاتھ سے ذبح ہوگا کسی کے لب پہ ہے۔ کہ اندر جیت دیوانتک نرانتک نکمبھ وغیرہ کو ہم اکیلے کچل ڈالیں یہ حالت دیکھ کر سک سارن چلنے لگے ببھیشن سامنے تھے پاؤں پکڑ لیا اور سری مہاراج کے سامنے عرض کیا کہ یہ دونوں خاص راون کے ہیں سراغ لینے کے واسطے آئے تھے سک سارن کے دل میں ہراس پیدا ہوا کہ جان کی خیر نہیں بندر و ریچھ سے بچ کر نہیں نکلتا ہاتھ جوڑ کر زاری کرنے لگے ہم تو شاہ راون کے مرسلہ آئے ہیں ہمارا کچھ قصور نہیں سری مہاراج نے تبسم ہو کر ارشاد کیا ہماری فوج دیکھنے کی تمنا ہے اچھی طرح دیکھ لو ببھیشن سے کہا سب دکھا دو بغور سے معائنہ کر لو۔ درست ہم نے تم کو امان دی۔ کیونکہ جیسا میرا پیشہ ہے خطا پھر تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں بے ست ویا ہو تمہارا مارنا ہمارے مذہب میں

مؤلف افق

ایسا نہیں دکھائی دیتا جو ہم سے دو بدو ہو یہ کہہ کر راون نے سارن کا ہاتھ پکڑ لیا اور قصر
زرین کے سر فلک برج پر چڑھ گیا یہ برج اس قدر اونچا تھا کہ سات تاڑ متواتر باندھے جائیں تو
شاید اسکی بلندی پر پہنچ سکیں شاہ لنکا برج پر پہنچتے ہی فوج ہیموں کو بغور دیکھنے لگا سارن
سے اشارہ کیا کہ تم بتاؤ کون کون سپہ سالار ہیں اور سگریو کن مصاحبوں سے مشورہ رکھتا
ہے سارن نے چیدہ چیدہ سپہ سالاروں کے نام بتائے وہ دیکھئے نل کھڑا ہوا ہے یہ اطراف میمنہ
کا مالک ہے فوج کثیر اس کی ہمراہی میں ہے شاہ سگریو اکثر اس سے مشورہ لیا کرتے
ہیں اور نیل کے پیچھے وہ تومت بیدر جو فیل مست کی طرح گرج رہا ہے ایک ہاتھ میں پہاڑ
دوسرے ہاتھ میں درخت ہے اور لنکا کی طرف پھینکنا چاہتا ہے یہی بہادر بالی کا لڑکا انگد
نام فوج ہیموں کا اعلیٰ افسر ہے ہمت اور دلیری میں کسی طرح بالی سے کم نہیں اور سگریو کا نور نظر
اور ولیعہد ہے اور ہنومان دلاور جس کی طاقت اور زور کا امتحان آپ بھی لے چکے ہیں انکی تعریف کیا
کیجائے لاکھوں کے واسطے کافی ہیں اور انگد کے مقابل جو بندر کھڑا ہے سات تاڑ لمبا جس کا قد ہے نل کے
نام موسوم ہے اسکے تحت میں ایک لاکھ ۴۳ ہزار فوج اشارے پر کام کرتی ہے اس کا مسکن ملیا گر
پہاڑ پر ہے اور وہ دیکھو جن کا منہ لال انگارہ ہو رہا ہے یہ بڑے بیر اور سورما ہیں نام بھی ان
کا سیت ہے اور سیت کے پیچھے کمند نام بندر ہے جس کے لمبے لمبے بال ہیں اور تین تاڑ لمبی دم ہے
اور یہ بندر جن کے منہ تانبے کی طرح چمکتے ہیں ان کا مقابلہ کرنا ٹیڑھی کھیر ہے اور کالے اور
لال منہ والے بندروں کو ہر وقت جنگ کی تمنا رہتی ہے بغیر جنگ کے ان کو کل نہیں پڑتی سرکھنڈ نام بندر
کی ہمراہی میں ایک لاکھ ۳۰ ہزار فوج ہے جن کی خواہش ہے کہ لنکا کو میٹ کر دیں فوج بیشمار انکی ہمراہی ہے
انکے پیچھے گوانچھ نام کیسندر کھڑے ہیں لاتعداد فوج کا پہرہ پیچھے کھڑا ہے انکی پشت پر پل نام بندر ہے
جنکی پشت پر ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہی ہے ور بلی کی بغل میں چھتیس ہزار فوجی دستہ لئے جنگ کا منتظر ہے
بیسن کی ہمراہی ایک لاکھ ۵۲ ہزار جوان ہیں بیسن کی پشت ایک لاکھ ۶۰ ہزار فوج لئے ہنستا کھڑا ہے جسکا
بائیں طرف کرتھن نام کے بندر ہیں یہ بڑے شہ زور ہیں کرتھن کے ساتھ ایک لاکھ ۶۰ ہزار کی فوج ورند
وسے گریہ ہے یہ کوسے نام بندر ہیں کے تعلق میں ہیں راون اگر چہ بندر کی فوج کا شمار نہیں ہو سکتا ÷

سرگ ۲۷

حیوان کی فوج کا شمار

سارن کہتا ہے اے شاہ لنکا فوج ہیموں کے مفصل حالات بیان کر چکا - اب فوج

مارے نہیں جا سکتے ان سے شاہ لنکا کو خوف ہونا چاہئے اور ہنومان سے تو دنیا آگاہ ہے
جس نے چشم زدن میں لنکا کو بھسم کر دیا اس بندر کی دلیری تو بچپن سے آشکارا ہے پیدا
ہوتے ہی بھوک سے بیتاب تھے آسمان پر آفتاب طلوع ہو رہا تھا اس نے جست کی اور
۳۰۰۰ ہزار جوجن آسمان پر پہنچ کر سورج کو لقمہ بنا لیا۔ دیوتا ہنومان کی جسارت دیکھ
کر دنگ ہو گئے اندھیرا پھیل گیا مخلوق ہائے ہائے کرنے لگی اندر نے یہ عالم دیکھ کر
دہن ہنومان پر بجر مارا بڑی خوشامد کی تب کہیں سورج کی جان بری ہوئی دیوتا والی
اور راچھسوں میں کون ایسا ہے جو ہنومان کا سامنا کر سکے فوج ہمیوں میں بہت سے بلند اور
عظیم انگن ہیں مگر اس کی سی طاقت کسی میں نہیں اس دلاور کی وقعت راجہ اجودھیا کے دل میں
بہت کچھ ہے وہ اسے بھائی سے بڑھ کر جانتے ہیں لنکا کے لئے صرف ہنومان کافی ہے اگر وہ
دل پر رکھ لے تو لنکا کا طبقہ اٹھا کر سمندر میں پھینک دے حکم کا پابند ہے سری مہاراج اجازت
نہیں دیتے اس سے مجبور ہے اور وہ جو سامنے ٹھیک تنا ہوا سری رام لچھمن براجمان ہیں
حقیقت میں نور یزداں ہیں آپ شیام برن ہو کر بھگتوں کو سکھ دیتے ہیں مزاج میں
رعونت مطلق نہیں سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں انتہا کے خلیق ہیں ہر دو دنیا میں یکتائے
زمانہ ہیں ہر دو دنیا میں آپ کا نام روشن ہے وید شاستر میں یگانہ آفاق ہیں آپ کا قہر
غضب کا ہے جنبش پلک سے دنیا زیر و زبر ہو سکتی ہے زمین و آسمان آپ کے حکم کے پابند
ہیں اگر چاہیں تو ایک تیر سے زمین و آسمان شگاف ہو جائیں آپ کے چھوٹے بھائی کا
نام لچھمن ہے۔ سری مہاراج کو جس قدر الفت آپ سے ہے اتنا اور کسی سے نہیں لچھمن
کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اے شاہ دوسرا دنیا میں کوئی بھائی سے بڑھ کر اور کوئی
رشتہ نہیں مگر آپ کا بھائی الٹا در نہ کرے کسی کا ہو بھبھیکن گھر کا بھیدی ہے دیکھئے
سری مہاراج کے بائیں جانب بیٹھا ہوا لنکا کی طرف دیکھ رہا ہے لچھمن جی اپنی طرف
براجمان ہیں بھبھیکن آپ سے ضرور لڑیگا بھائی کا پاس ہرگز نہ کریگا سامنے شاہ بیل بیٹھا ہوا
مالا دیکھ رہا ہے بڑا مہاراج رامچندر نے گلے سے اتار کر دیا ہے اس کی خاصیت ہے
کہ جس کے گلے میں ہو اس پر دشمن فتح نہیں پا سکتا ہے سگریو مہاراج رامچندر کا دوست خاص ہے اپنے
بھائی بالی کو قتل کر کے خود تخت پر بیٹھا بندروں پر حکومت کرتا ہے سری مہاراج بھبھیکن سگریو جامونت انگد
ہنومان نیل نل کیسری گنج ناجی بندروں سے مشورہ لیا کرتے ہیں بغیر مشورہ کے کوئی کام نہیں ہوتا

اے شاہ راچھسان! سمجھ بوجھ کے کام کیجئے جس طرح ہو جینہ راہو کو گھیر لیتا ہے ویز رف ماہتاب ہوتا ہے۔ اُسی طرح یہ فوج عنقریب لنکا کو گھیرنے والی ہے ؎

سرگ ۲۹

راون کی خفگی سارن راچھس پر

شاہ راون سارن دوت کی زبانی جب حریف کی فوج کا مفصل حال سن چکا دل میں تو سمجھ لیا کہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے مگر اپنا جلال و ہیبت دکھانا مدنظر تھا اس لئے جھڑک کر بولا۔ ہم سمجھتے تھے کہ عقل سے بہرہ ور ہے مگر بالکل گدھا اور احمق ہے ارے ناداں دشمن کی بڑائی کرنا تیرا ہی کام ہے جو بات کرتا ہے خلاف دھرم کرتا ہے گو شاستر اور راج نیت میں پڑھا ہے مگر گفتگو کرنے کی تمیز نہیں کہ کون لفظ بادشاہوں کے سامنے کہنا چاہئے اور کن باتوں سے احتراز لازم ہے جب ہمارے ہی وزیر اور مصاحب حریف کی بڑائی کرتے ہیں تو جیتنے کی کیا امید ہے اتنے دن تک اپنے اقبال اور خوش نصیبی طالع سے حکومت کرتا رہا تم لوگ نہایت گستاخ ہو گئے ہو مطلق نہیں ڈرتے اگر کوئی دوسرا راجہ اپنے دشمنوں کی بڑائی وزیر مصاحبوں سے سنتا تو زبان کاٹ ڈالتا تم نہیں جانتے کہ آگ سے اور بجر سے جان بچ سکتی ہے لیکن راجاؤں کی آتش خشم سے بچنا محال ہے میں تو اسی وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا مگر چونکہ تم ہمارے پُرانے مصاحب ہو اس لئے زندہ چھوڑ دیا ہماری آنکھوں سے اوٹ ہو جاؤ۔ صورت سے نفرت ہے دور ہو سارن ہٹ گیا دیگر مصاحب راون کی تعریف کرنے لگے تب شاہ راون نے اپنے ایک مصاحب مہودر نامی سے کہا کہ جاسوس بلا لا مہودر جاسوس بلا لایا جاسوسوں کے آنے پر راون نے ان سے کہا تم لوگ پرانے غمخوار ہو تمہاری ذات پر سب کچھ بھروسہ ہے جاؤ اور رامچندر کی فوج سے یہ خبر لاؤ کہ وہاں کیا باتیں سوچی جا رہی ہیں اور ان کی کیا رائے ہے تم لوگ یہ خیال نہ کرنا راون حریف سے ڈر گیا شاستر میں لکھا ہے کہ دشمن کی طاقت عقل اور بہادری کی جانچ کرنا ضروری بات ہے جاسوس لوگ سر نیاز خم کر کے رخصت ہوئے۔ اور سارودل کو ساتھ لیکر رامچندر کی فوج میں گشت کرنا شروع کی لیکن بھبھیکن نے پہچان لیا اور پکڑ کے سری رامچندر جی کے پاس

لیپٹے بندروں ریچھوں نے مارنا شروع کیا تب جاسوس لوگ سری رامچندر جی کی دہائی
دینے لگے رامچندر جی نے جو رحم و کرم کے دریا ہیں خلاص کر دیا اور پھر وہ قلعہ لنکا میں واپس
آئے راون سے کہنے لگے سک سارن کا کہنا سچ ہے ہم کو بندروں نے پکڑ لیا تھا۔ اگر
رامچندر جی کی دہائی نہ دیتے تو جان بری نہ ہوتی ✤

سرگ ۳۰

ساردول ریچھ سے استفسار حالات رامچندر

جاسوسوں سے حالات دریافت کر کے شاہ راون ساردول اپنے قدیم مصاحب سے بولا
معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری مرمت کی گئی ہے میں دیکھتا ہوں کہ اگلی سی رونق چہرے پر نہیں ۔
پژمردگی چھائی ہوئی ہے اپنے حالات تو کہو کہ کیونکر گزری ✤

ساردول۔ اے شاہ دس گندھرا کیا عرض کروں بندروں ریچھوں نے دیکھتے ہی پکڑ
لیا خوب کو بہ کاری کی جو کچھ گذری زبان سے ادا نہیں ہو سکتی راچھسوں میں ایک کو بھی
نہیں دیکھا کہ بندروں اور ریچھوں کے سامنے ٹھہر سکے میری رائے ہے تو آپ میں بھی اتنی جرات
نہیں کہ اس غول بیابانی میں جا کر صاف نکل آئیں ضرور۔ آپ کے ساتھ بے ادبی ہو جس وقت
ہم لوگ حریف کی فوج میں پہنچے ہیں معاً بھبھیکن نے پہچان لیا پھر کیا تھا بندروں
نے لاتوں گھونسوں سے ملیچھن نکال دیا مارا اس وقت کون مددگار تھا رام نام آڑے
آیا بندروں نے پکڑ کر تمام فوج میں گھمایا جس طرح لنکا میں ہنومان کو آپ نے تشہیر کیا
بس اسی طرح بھبھیکن نے ہماری گت بنائی یہاں ہنومان پر کسی کی مجال نہ تھی کہ ہاتھ رسید
کرتا مگر وہاں ہمارا کچومر نکالا گیا غرضیکہ ساری فوج میں گھومتے ہوئے جب مہاراجہ رامچندر جی
کے پاس پہنچائے گئے اور ان کا نام لیکر دہائی تہائی مچائی تب نجات ملی تمام بدن زخموں سے
چور ہے خون ٹپک رہا ہے۔ جان ہی بچی یہی غنیمت ہوئی رامچندر کی کس منہ سے تعریف کروں وہ تو
الیشور کا اوتار ہیں جنہوں نے پانچ دن میں سمندر پر سو جوجن لمبا پل باندھا ہم لوگ آپکے
نمک خوار ہیں آپ کی بھلائی چاہتے ہیں وہ تدبیریں ذہن میں آتی ہیں سب سے بہتر تو یہی تدبیر ہے
کہ لڑائی موقوف کی جائے اور سیتا جی رامچندر کے پاس بھیجدی جائیں دوسری بات یہ ہے

کہ اگر لڑائی ہی مرکوز خاطر ہے تو خوب ہوشیاری سے جنگ کی جائے میرے نزدیک لڑائی سے بہتری کی صورت نہیں آگے آپ مختار ہیں +

راون - یہ بات تو غیر ممکن ہے کہ سیتا جی کو حوالہ کردوں اگر دیوتا - گندھرب بھی آئیں تو بھی جانکی کو نہیں دے سکتا رامچندر تو انسان ہیں ان کی کیا مجال تم ہمیں سکھاؤ نہیں ہم خود پڑھے بیٹھے ہیں ہاں یہ بتلاؤ کہ اعدا کی فوج میں تمام سپہ سالاروں کے نام کیا کیا ہیں اور وہ کن کی اولاد ہیں +

ساردول - شاہ میموں کا نام سگریو ہے یہ کل کا افسر ہے اُسکے باپ کا نام رچھس تھا - جسکی حکومت پنپاپور کسکندھا میں تھی شاہ خرساں کا نام جاموننت ہے جسکے زور کی انتہا نہیں جاموننت کے باپ کے دو لڑکے ہیں ایک جاموننت دوسرا دھمرا ہے دھمر بھی میدان شجاعت کا شیر ہے ہنومان کے باپ کیسری برہسپت جی کی اولاد ہیں ہنومان کو تو آپ بخوبی جانتے ہیں آپ پر کیا منحصر لنکا میں کوئی متنفس نہیں جو ہنومان کا نام لیتے ہی دہل نہ جاتا ہو سوکھین بندر دھرم سے پیدا ہوا اور دمکھ چندرمان سے تینوں بندر فوج کے افسر برہما کی اولاد ہیں سوکھ دورکھ - بیگ درشی بالی کا لڑکا انگد نہایت بانکا جوان ہے ارتگنی کی اولاد نیل ہیں بالی اندر سے پیدا ہوا تھا گج سگواچھ گوے سرب گندھ مادن یہ پانچوں لڑکے جمراج سے پیدا ہوئے ہیں اسی کمار کے دو فرزند - دو بدھ میندر کے نام سے موسوم ہیں ہے مہاراج! بندروں کی جتنی فوج ہے سب میں دیوتاؤں کا انش ہے اور سورج بنسیوں کے آفتاب سری رامچندر جی راجہ دسرتھ والئے اجودھیا کے نور نظر ہیں آپ مہاراجہ اکشواک کے پڑپوتے اور رگھو مہاراج کے نبیرہ ہیں آپنے بچپن ہی میں تاڑکا ماریچ اور سوباہو کو ہلاک کیا کھردوکھن ترسرا آپ ہی کے خونخوار تیروں سے عدم میں پہنچے آپ دربار دمیں یگانہ آفاق ہیں لچھمن جی آپکے چھوٹے بھائی کسی طرح رامچندر سے کم نہیں نل جس نے سیتبند باندھا ہے بسوکرماں کا لڑکا ہے - ہیم کوٹ - پلوہم بڑے شجاع او دلیر ہیں رامچندر کی فوج سمندر پار اتر آئی اور لنکا کا محاصرہ کرلیا ہے +

سرگ ۱۳

راون اشوک باٹکا میں سیتا جی کے پاس

راون اٹھکر دربار میں آیا ارکان سلطنت اور درو ۔۔۔ [illegible]

مؤلفہ اُفق

طلب کیا کہ حریف چڑھ آیا کس ڈھنگ سے لڑائی کی جائے اور کیا انتظام ہو جس سے
غنیم پر قابو ہو کے شہر بدر کر سکیں کونسی تدبیر ہے وزیر ندیم مصاحب سب غور و فکر
میں بیٹھے ہوئے اصرار جنگ پر غور کر رہے ہیں ہنوز کسی کے منہ سے جواب نہ نکلا تھا
شاہ راون نے پھر تو کہا خیر آج رات کو غور کرنا کل صبح اپنی اپنی رائے سے آگاہ کرنا یہ
کہہ کر خود داخل محل ہوا امرا وزرا بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے راون نے بیدوجہ جیہ راکھس
کو طلب کیا اور فرمایا تم اپنے عصر میں یکتائے علم سحر میں عبور رکھتے ہو تمہاری ہی جیت ہے
اکثر بادولت نے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کیں تم جانتے ہو کہ چاروں طرف سے غنیم نے
چھا لیا ہے تمہاری کمک درکار ہے کیا یہ ہوسکتا ہے کہ سحر سے رامچندر کا سر بنایا جائے اور ویسا
ہی دھنش بنا رہو اگر بنا سکتے ہو تو فوراً داخل سرکار کرو اس کا اجر معقول دیا جائیگا
بیدوجہ جیہ نے کہا بہت اچھا تعمیل حکم والا میں کیا ذرا کام ہے ابھی لاتا ہوں یہ کہہ کر مکان
کو واپس ہوا اور کچھ عرصے میں رامچندر کا سر اور دھنش بنا کر راون کی خدمت میں حاضر ہوا
راون نے کہا بادولت اشوک باٹکا جہاں سیتا مقیم ہے جاتے ہیں جس وقت یاد کریں
حاضر ہونا شاہ لنکا سمجھا بجھا کے سیتا جی کے پاس پہنچا رامچندر کی تعریف کرنے لگا سیتا جی
رامچندر سے خوش تو ضرور ہوئیں مگر راون کی صورت دیکھ کر کانپنے لگیں راون بولا اے
حسینہ ذرا گھونگھٹ کھول آنکھیں چار کر جہاں آرا دیکھنے کی مشتاق ہیں اب ناحق پردہ
کرتی ہے جس کے ہجر میں بیحال ہے وہ تو راہ گیر ایسے عالم جاوداں ہوئے آج ہی تو ہماری تیغ
براں کی کاٹ نے رامچندر کا نام دنیا سے مٹا دیا جس پر تجھے ناز تھا راہی ملک عدم ہوا بیکار
سوچ کرتی ہو دولت پر لات مارنا تیرا ہی کام ہے عیش و عشرت سے دل کو چاٹ نہ کرو چین سے
رہو اگر میری طرف ایک دفعہ نظر بھر کے دیکھ لو تو تمام لنکا کا راج تم پر سے تصدق کر دوں
رامچندر تو مارے گئے حالانکہ وہ ہم سے لڑنے کے لئے بندروں ریچھوں کی فوج لئے ہوئے
سمندر اتر آئے تھے شام کا وقت لوگ تھکاوٹ سے مضمحل تھے سو گئے پرہست جی ہمارے سالار
فوج تاک میں تھے موقع پا کر فوج میں گھس پڑے ہماری فوج نے جا کر سنسنا دیا اور رامچندر کا
سر پرہست نے شمشیر آبدار سے اتار لیا بھبھیکن بھی مارا گیا لچھمن اپنے بھائی کا سر کٹا ہوا دیکھ
کر باقیماندہ فوج لیکر بھاگ کھڑے ہوئے سننے میں آیا کہ اجودھیا نہ جائینگے سب سی ہو کر جنگل
میں بسینگے سرداران فوج سگریو ہنومان وغیرہ بھی قتل ہوئے بسمل مانند زمین پر تڑپ رہا

ہے اگر یقین نہ ہو تو رامچندر کا سر موجود ہے دیکھ لو جھوٹ سچ ظاہر ہو جائیگا اتنے میں بیدیوجہ جیبھ نے سر لا کے سیتا کے آگے رکھ دیا راون نے کہا دیکھو جس کے لئے تم بیتاب تھیں آج تمہارے آگے اس کا سر لوٹ رہا ہے تم کتنی تھیں کہ وہ بڑے بلی ہیں آج اُن کی قدر و عافیت معدوم ہو گئی جانکی لکشمی اوتار تھیں وہ راون کی باتوں میں کب آنیوالی تھیں تاڑ لیا کہ یہ سر جادو سے بنایا گیا ہے میں بھی اسی طرح باتیں کروں تب ٹھیک ہے سر کو دیکھتے ہی جانکی جی نے حیرت ظاہر کی راون نے دھنش بھی آگے رکھ دیا۔ جانکی جی بین کر کے رونے لگیں۔

سرگ ۳۲

رامچندر جی کا سر دیکھ کر جانکی کی آہ وزاری

سری بھگوان سیتا جی کا چہرۂ روشن مرجھا گیا رامچندر کا سر دیکھ دیکھ کر بلاپ کرنے لگیں کہ اب کیکئی کا منشا پورا ہو گیا کہ اپنے خاندان کا ناش کرا دیا اے کیکئی تمہارا کون گناہ کیا کہ سری مہاراج کو بن باس دلایا آج تیری ہوس پوری ہو گئی سری مہاراج نیاکنٹھ سدھار گئے یا چین سے راج کا کانٹا تھا نکل گیا جانکی جی ایسے ہی باتیں کرتے کرتے زمین پر گر پڑیں اور پھر اٹھ کر بلاپ کرنے لگیں۔ اب بیوہ ہو گئی سہاگ جاتا رہا کیونکر زندگی بسر ہو گی ہے پیارے آپ تو کال کو بھی مار سکتے تھے آپکی یہ کون گت ہو گئی کیکئی نے آپ کو اس حالت پر پہنچایا ہے۔ پربھو مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے میں بیٹھی ہوں اور آپ کا سر میرے سامنے پڑا ہے بدھاتا مجھے اٹھا لے۔ ہے سوامی آپ تو راجہ دسرتھ سے سرگ میں مل جائینگے لیکن افسوس ہے کہ اکشواکو بنس کا نام مٹ گیا سری مہاراج بچھڑنے سے میرا اور آپ کا ساتھ ہے ایسے وقت نازک میں آپ ہم سے علیحدہ ہوئے افسوس کہ کوئی اگن دینے والا بھی نہیں ہے۔ پیتا اور ماتا کو تو پاپی مارے جاتے ہیں آپنے تو کوئی پاپ بھی نہیں کیا پھر آپ کیوں مارے گئے لچھمن نے بھی سہائی نہ کی کیسے بھائی تھے ان کا کلیجہ کیوں نہ پھٹا بغیر آگ دئے چل دئے سنیاسی ہو گئے۔ ہے نارائن بڑے شوک کی بات ہے کہ دنیا میں کہیں کی نہ رہی لوگ کہینگے کہ راجہ دسرتھ کی بہو اور رامچندر کی استری بیوہ ہو گئی ہے۔ راون اتنا احسان کرو کہ ہمارا بھی سر کاٹ لو اور رامچندر کے پاس رکھ دو شاہ لنکا جانکی جی کی باتیں سنکر کبیدہ ہوا اور بولا تمہارے

مؤلفہ اُفق

کی بلائیں شوہر کا جسم بھی منگوائے دیتا ہوں اتنے میں ایک چوبدار نے آکر عرض کیا کہ مہاراج اشوک دور ہوں تمہیں پامال ہو حضور کو پرہست نے بلایا ہے کچھ مشورہ کرنا ہے راون کے پاس گیا اور وزیروں نے باٹکا سے دربار میں آیا تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ رامچندر کا سر راون کے پاس گرپڑا اور وزیروں نے انگشت بدندان ہوکر عرض کی یہ شگون اچھا نہیں حضور پر کوئی آفت نازل ہونیوالی ہے اس سے کہ رامچندر مرنے والے نہیں یہ سنکر راون نے شہنائی اور نفیری بجنے کا حکم صادر کیا تاکہ کسی کی سمجھ میں نہ آئے کہ وزیروں نے کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے ہیں

سرگ ۳۳

بھبھیکن کی زوجہ سرمان کی زبانی رامچندر کی خیریت

رادن کی باتیں مکر و فریب سے آلودہ ہیں

سرمان زوجہ بھبھیکن سری جانکی جی کو سمجھا رہی ہے کہ راون ہمیشہ مکر و فریب سے آپکو چھلنے آیا تھا۔ آپ اس کی باتوں پر دھیان نہ دیں جفاکار راون ہمیشہ مکر و فریب سے کام لیا کرتا ہے اس کا یہ کہنا کہ رامچندر ہلاک ہوئے محض لغو ہے سری رامچندر پر ماتما کے اوتار ہیں اس کی مجال نہیں کہ ان پر ٹیڑھی آنکھ ڈال سکے وہ پاک ذات دیوتوں کی رچھیا کرنیوالی فوج میموں کی حامی ہے اور خونخوار دیووں کو ہلاک کر کے عدم آباد پہنچا ئیگی۔ اور اس کمبخت کمینہ راون سے عنقریب آپ رہائی پاجائینگی وہ ذات ذوالجلال رحیم وکریم آپ ہے ان کے سامنے اس ملعون سفاہ پرور کی حقیقت نہیں کہ ان کے تیر خاراشگاف کے سامنے ٹھیر سکے سری لچھمن جی بھی یکہ تاز میدان جرأت ہیں جس وقت شیر ژیاں کی طرح میدان رزم میں گو نجینگے فوج راچھس گیدڑوں کی طرح بھاگتی نظر آئیگی راون کی عقل ماری گئی ہے سحر سازی سے کام لیتا ہے پیاری آپ سوچ نہ کیجئے سری مہاراج بھگوان نے کرشمہ ہے کہ اتنے بڑے سمندر پر پل باندھ لیا اس پار آئے اور سبیل پہاڑ پر فوج خرس و میموں کی ہمراہی میں فروکش ہیں گھبرائیے نہیں میں اپنے کوٹھے پر سے جو بہت اونچا ہے مہاراج کی فوج دیکھ چکی ہوں اور راون نے بھی اکثر جاسوس بھیجکر حالات دریافت کئے ہیں اسکا دل کبھی خوف کھایا ہوا ہے مجبور ہوکر مکاری پر کمر باندھی اور آپ کو ڈرانے کے لئے آیا تمہارے پیاری! دیکھو فوجی باجے بج رہے ہیں اگر ذرا بھی راون کی باتوں میں سچائی کا لگاؤ ہوتا تو جنگ کی تیاری کیوں کرتا دل کو جمع

وہ استقلال سے کام لو کچھ دنوں مصیبت اور رہ گئی ہے سری مہاراج دور کر دینگے۔

سرگ ۳۴

سیتاجی کا اطمینان سرمان زوجہ بھبھیکن کی فہمائش سے

سرمان زوجہ بھبھیکن کی تسلی آمیز نصیحتوں سے سری سیتا مہارانی کو کسی قدر تشفی ہوئی فرمایا۔ تمہارا کہنا ٹھیک ہے مگر اندھا تب پتیائے جب آنکھیں پائے سرمان نے جواب دیا مہارانی آپ آگیا دیں تو سری مہاراج کے پاس جاکر آپکی رنج ومصیبت کی داستان سنادوں سحرو جادو میں مہارت رکھتی ہوں نظروں سے چھپ سکتی ہوں پل بھر میں جاکر واپس آسکتی ہوں سری مہارانی بولیں جو تم ایسی ہی طاق ہو تو جاکر ذرا راون کی خبر لو آخر اس کی منشا کیا ہے کیا وہ لڑائی ضرور کریگا کیا مجھے سری رامچندر کے درشن نہ ہونے دیگا بدھاتا نے اس کی عقل بھرشٹ کر دی تم راون کے دربار میں جاکر وہاں کے حال لے آؤ۔ کہ کیا باتیں سوچی جارہی ہیں سرمان سنکر آنسو پونچھتی ہوئی راون کے دربار میں پہنچی یہ سب کو دیکھتی تھی مگر خود ایسی نظروں سے پوشیدہ تھی کہ کوئی اس پر نگاہ نہیں ڈال سکتا تھا۔ سرماں وہاں کے حالات لیکر جانکی جی کے پاس چلی آئی۔ جانکی جی بہت خوش ہوگئیں۔ فرمایا کہ کہو کیا رنگت ہے سرمان نے جواب دیا کہ راون کی ماں سمجھا رہی ہے کہ سری رامچندر ایشور ہیں ان سے دشمنی نہ کرو جانکی مہارانی بھی اوتار ہیں رامچندر کو دے دو سب لوگ سمجھا رہے ہیں کہ تمہاری ماں ٹھیک کہتی ہے۔ لیکن راون نہیں مانتا ہے۔ بعض لوگوں کا مقولہ ہے کہ رامچندر انسان نہیں ہیں کیونکہ سمندر پر پل باندھ لینا انسانی طاقت سے بعید ہے اور ہنومان جی کا حال تو سب لوگ جانتے ہیں کہ لنکا کو جلا دیا اور تمہارے لڑکے کو مار ڈالا۔ اس پر بھی راون نہیں مانتا اور جس طرح ممسک روپے کے لالچی ہوتے ہیں اسی طرح راون آپ کو جدا کرنا نہیں چاہتا۔ سری مہاراج راون کو معہ کل فوج کے ہلاک کرینگے۔ آپ کو اس قید سنگین سے نجات دلائینگے۔ سنو راچھس اور بندر غل مچا رہے ہیں لنکا میں نقارہ جنگ بج رہے ہیں راچھسوں کے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ فتحیابی ناممکن ہے۔

سرگ ۳۵

مال وان وزیر کا سمجھانا شاہ راون کو

لنکا کے چاروں طرف بندر شور و غل کر رہے ہیں شاہ راون اپنے وزیروں اور مصاحبوں سے مشورہ کر رہا ہے کہ اب لڑائی کیونکر شروع کرنا چاہیے تم لوگ کیوں خوف کھاتے ہو بندر اور انسان تو تم لوگوں کی خوراک ہیں سمندر پر پل باندھنے سے رامچندر بہادر نہیں ہو گئے مال وان شاہ راون کا نانا سمجھانے لگا کہ آپ بادشاہ ہیں بادشاہ ہو نکو راج نیت جاننا ضروری ہے آپ بھی راج نیت میں عبور رکھتے ہیں یہ بھی جانتے ہیں کہ راجہ عدل و انصاف کے پابند رہیں رعایا خوش رہے دشمن کو فتح کرنیکی کوشش کرنا چاہیئے دشمن تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل جو اپنے سے زیادہ طاقتور ہو۔ دوم برابر کا زور رکھتا ہو سوم جو کمزور ہو۔ کم طاقت والے سے جنگ میں شکست پانا موجب خرابی اور بے عزتی ہے۔ اگر فتحیاب ہوئے تو کچھ بڑائی نہیں ہوتی برابری کی لڑائی میں دونو کمزور ہو کر آخر کار نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اپنے سے زیادہ طاقت رکھنے والے سے لڑنے میں خطرہ ہے رامچندر سے لڑائی کرنا درست نہیں ہے لنکا بندروں نے ہر طرف سے گھیر لیا ایسے دشمن کے ساتھ صلح کر لینا چاہیئے لڑائی کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے اگر جانکی جی کو ابھی واپس کر دیں تو باہمی نقیض رفع ہو جائے اور دنیا میں نیک نامی حاصل ہو جنگ و سر وار دکیا معلوم کسے ظفر ہو اور کون شکست پائے رامچندر دھرماتما ہیں دھرم کی ہمیشہ جے ہوتی ہے بوڑھے بھی رامچندر کی جے جے کار مناتے ہیں پرائی استری کا ہر لانا کیسے آدھرم کی بات ہے لوگ نفرین کہہ رہے ہیں کوئی خوش نہیں بخلاف آپ کے رامچندر خلق و مروت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے پھر ان کی معجز نمائی اور کرشمہ دیکھ دیکھ کر دل پر یقین ہوتا ہے کہ بلا شبہ وہ ذات پاک ایشور کا اوتار ہے رعایا ان سے خوش اور وہ رعایا کے ہر دلعزیز ہو رہے ہیں بخلاف اس کے آپ کی عملداری کے لوگ شاکی ہیں رعایا بیزار ہے۔ رشی منی بد دعا دیتے ہیں تعجب نہیں کہ زوال سلطنت کا زمانہ قریب آگیا ہو۔ کیا معنی کہ دیوتے۔ گندھرب رشی منی۔ کنھر جکش جتنے ہیں سب آپ سے متنفر اور آپ کی بیخ کنی کے درپے ہیں اگر دیوتوں سے لڑائی ٹھنی ہوتی تو کوئی تدبیر سوچی جاتی مگر یہاں تو برعکس اس کے ہے اول تو دھرم کے خلاف غیر مرد کی

نوجہ کو چوری سے نکال لائے اور اس پر سینہ زوری دکھانا اصول شاستر کے خلاف ہے۔
پھر رامچندر ایشور ہیں ان سے لڑائی ٹھاننا سب باتوں پر طرہ۔ کیونکر فتح ہو سکتی آسمان سے
خون کی بارش ہوتی ہے شب کا نکا دانت نکالے اپنی مہیب صورت سے راچھسوں کے پیچھے
ہلاتے دیتا ہے۔ گدھوں سے گدھے نیولے سے چوہا اور کتوں سے سور پیدا ہوتے ہیں ہم تار بحث
ہیں یہ نا رستی آپ کے زوال سلطنت کے لئے تپ کر رہے ہیں کہ کسی طرح راچھسوں کا
ناش ہو جائے اس کے علاوہ ہر دن لنکا میں شگون بد نظر آتے ہیں یہ کیا خرابی کا باعث
نہیں ہے اگر اس خیال پر ناز ہو کہ برہماجی کا بردان ہے کہ میں اجر امر ہوں میرا مارنے والا
پیدا نہیں ہوا تو کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بندر اور ریچھ سلطنت کے حرب نہیں ہو سکتے
انسان سے آپ کی موت نہیں لکھی برہماجی نے کہا تھا کہ انسان اور بندروں سے زک
اٹھاؤ گے وزیر مالوان اپنی نیک نیتی سے سب کچھ کہہ گیا مگر بدقسمت راون کے خیالات
میں ذرا بھی اختلاف نہ ہوا۔

سرگ ۳۶

مالوان وزیر پر شاہ لنکا کا غصہ

شاہ لنکا کے دل پر وزیر مالوان کے کلمات نشتر کا کام کر رہے تھے طیش کھا کر جواب دیا کہ تو
بھی حریف سے مل گیا جو اس کی بڑائی کرتا ہے ظاہر میں ہماری بھلائی کی تدبیریں بتاتی ہیں
مگر اندر سے چھری اور کانٹے کی طرح کلیجہ شگاف کر رہی ہیں جس طرح [illegible] ہمارا اتالیق
بنا تھا آخر کار نکال دیا گیا شاید تو بھی وہی حالت اپنی کرانا چاہتا ہے [illegible] کے اندھا بنا
[illegible] انسان دیوتوں سے مقابلہ کر سکتے ہیں کہیں ہاتھی میں ہوا [illegible] سکتی ہے [illegible]
باندھنے سے بہادر نہیں ہو گئے تو نے ابھی [illegible] دیکھی ہی نہیں [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] باندھنا معماروں کا کام ہے [illegible] ہو کہ بہادروں کا [illegible]
[illegible] رامچندر بالکل بزدل ہیں اور اس بزدلی کی بدولت گھر سے نکال باہر [illegible]
[illegible] اور خلق کی تعریف [illegible]
[illegible]

سے جو رشمائل سیتا میرے ہاتھ آئی اور اب اُسکے واپس دینے میں مجھ سے مصنند ہو اس کا اندیشہ
نہ کرو میرے آہن گزار تیر جس وقت حریف کی فوج میں پہنچینگے پاک قلم ستھراؤ کر بیٹھے گیا میرے جا بدل
میرے اقبال کی روشنی جاتی رہی جس کے سامنے دیوتے گت رعب راچھس کھڑے نہیں ہو
سکتے وہ راون رہائی کو کیونکر دے سکتا ہے میں نے جو عہد کیا یہ نہیں ٹوٹ سکتا جان بھی جائے
مگر اپنے قول سے انحراف نہ کرونگا۔ کیا رامچندر کے سمندر پار آنے سے ڈر جاؤں اور اپنا عہد
توڑ دوں؟ مالوان وزیر راون کی بیہودہ تقریر سے سرنگوں ہو رہا خجالت کے مارے کچھ
جواب نہ دیا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا آیا مالوان کے جانے پر راون نے وزیروں اور مصاحبوں سے مشورہ
لیا کہ چاہے جان جائے مگر سیتا کا دینا روا نہیں شاہ لنکا نے پرہست سپہ سالار فوج کو حکم دیا کہ
تم پوربی دروازے پر انتظام رکھو میگھناد مغربی دروازے پر مقرر کر دیا گیا۔ دکن اور اُتر کی سمتیں
مہودر اور سک سارن کی نگرانی میں رہینگی میں بھی اتر کے دروازے پر سے تیر بازی کرونگا
شاہ راون یہ حکم دیکر استراحت کے لئے محل خاص میں آیا ۰+

سرگ ۳۷

رامچندر جی کا اپنے وزیروں سگریو۔ جاموان وغیرہ سے مشورہ کہ کیونکر لنکا میں جنگ کی جائے

شاہ سگریو سوبیل پہاڑ پر خیمہ زن ہے اور سوچ رہا ہے کہ راون بہت زبردست ہے جس نے دیوتے
نشٹ کر دیئے ناگوں اور دانووں کو جیت لیا دیوتوں تک میں تو اتنی طاقت نہیں کہ لنکا
کی طرف رُخ کر سکیں ہم تو بندر ہیں ہم کیونکر اس خونخوار دیو کا مقابلہ کر سکتے ہیں بھبیکھن
جو اس وقت حاضر تھا بول اٹھا اے شاہ میمون جیوٹ تو ہاتھ سے نہ دیجئے استقلال کی باگ
روکے رہیئے ہم نے چار جاسوس بھیجکر لنکا کی خبر منگائی ہے راون نے اپنے شہر لنکا کا انتظام چار
سپہ سالاروں کے ہاتھ میں رکھا ہے مشرقی دروازے پر پرہست فوج کثیر لئے تعینات ہے جنوب
کی طرف مہودر اور پچھم دروازے پر اندرجیت کا پہرہ ہے شمالی دروازے کا منتظم خود
شاہ دیوان ہے جس کی ہمراہی میں ساٹھ لاکھ پیدل ۴۰ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار رتھ اور

دس ہزار ہاتھیوں کا جمگھٹا ہے اسی قدر فوج ہر ایک دروازے پر متعین ہے ہر ایک بُو اپنے
مالک کا دم بھرتا ہے اور خون گرانے پر مستعد ہے افسوس سازی سحر سازی میں ید طولے رکھتے
ہیں راون کا پروار بہت بڑا ہے جس کا شمار احاطہ امکان سے باہر ہے شاہ سگریو بھبھیکن کا ہاتھ
لئے ہوئے مہاراجہ رامچندر کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدمبوس ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا سری
مہاراج نے بھبھیکن کی زبانی حالات سن کر ارشاد فرمایا کہ پرہست اور بھبھیکن انگد اور
جمبو رہنومان اور اندرجیت کا جوڑ مقرر کر دیا جائے اور ہم لچھمن جی کے ساتھ شاہ راون کی خبر
لینگے انگد ہنومان اور بھبھیکن فوج لیکر پورب پچھم دکن کے دروازوں پر حملہ کریں اور شاہ راون
سے میں خود نمٹ لونگا۔ جامونت فوج میں دیکھ بھال رکھیں۔ یہ رائے سب کو پسند آئی۔
چونکہ رات ہو گئی تھی سری مہاراج نے سوبیل پربت پر استراحت فرمائی خرس و میمون
میں کلبلاہٹ مچی ہوئی ہے کہ کسی طرح صبح ہو اور لنکا پر دھاوا بول دیا جائے اور ہم
اپنے اپنے حوصلے نکالیں ؞

سرگ ۳۸

بشرح صدر

رامچندر جی سگریو اور بھبھیکن سے فرماتے ہیں کہ آج کی رات غور و خوض میں بسر کرو اور
انتظام سوچو کہ کس تاریخ سے آغاز جنگ ہو۔ حریف زبردست ہے وہ مطلق خیال نہیں کرتا
کہ پاکبازی سیتا پر ختم ہے وہ عصمت و عفت کی مجسم تصویر ہیں ان پر کیونکر قابو پا سکتا ہے
خوف ہے کہ راون ملعون سیتا پر دست درازی نہ کر بیٹھے اور سیتا عاجز ہو کر اپنی جان نہ کھو
بیٹھے اس لئے انتظام جلد ہونا چاہئے حریف کو مہلت دینا مناسب نہیں یہ کہہ کر خود بدولت
لچھمن جی کے ہمراہ و تفنگ بان لئے ہوئے ایک اونچی چوٹی پر چڑھ گئے سگریو اور بھبھیکن
بھی ساتھ ہیں رات کا عالم تھا۔ قصر لنکا روشنی سے جگمگا رہا تھا سری مہاراج نے بھبھیکن
سے استفسار فرمایا کہ دکھن جانب روشنی کسی ہو رہی ہے بھبھیکن نے عرض کی کہ یہیں شاہ
لنکا کا قصر ہے وہ ایسا بیوقوف ہے کہ آپکا آنا مطلق خیال میں نہیں لاتا ناچ رنگ ہو رہا ہے
شراب کا خم لنڈ رہا ہے میں گانا ہو رہا ہے سری مہاراج بولے خیر علی الصباح بندروں کو راستہ

رنگ کی پوشاک زیب تن ہے ہیرے اور جواہرات کی مالا گلے میں پڑی ہوئی ہے راون کا سینہ اونچا
نیچا ہے اور بےخوف بیٹھا ہوا ہے مشیروں سے صلاحیں پوچھی جا رہی ہیں سگریو شاہ لنکا کو
دیکھتے ہی آپے سے باہر ہو گیا اور چوٹی سے اتر کر جست کر کے قلعہ لنکا پر چڑھ گیا اور راون
کے پاس پہنچکر اس طرح گویا ہوا۔ تو مجھے پہچانتا ہے اگر نہ پہچانتا ہو تو جان لے کر شاہ سگریو
تیری خدمت کے لئے فوج کثیر لایا ہے میں اسی ذات ذوالجلال کا مطیع ہوں جو دونو جہان
کا مالک ہے سری مہاراج نے اپنے مشیروں میں داخل کر لیا ہے شاہ دیوان تو بھی پہلے
سے اپنے دل کو پاک کر اور شاہ عالمیان کے قدموں کا سہارا لے ورنہ تیرا سر ٹھوکریں
کھاتا پھریگا یہ کہکر تاج مرصع پر ہاتھ بڑھایا اور راون کے سر سے اتار کر زمین پر
پھینک دیا راون نے سگریو کو پکڑا اور باہم لات گھونسے چلنے لگے رامچندر سوبیل پہاڑ سے
کیفیت دیکھ رہے ہیں دونو پسینے سے تربتر ہو گئے نوچ کھسوٹ ہو رہی ہے کوئی دانت سے کاٹتا ہے
کوئی ناخن سے گوشت اتار رہا ہے جسموں سے خون رواں ہے آخرکار دونو تھک گئے اور بے دم ہو
کر زمین پر گر پڑے جب ہوش آیا پھر اٹھکر لڑنے لگے غش آیا پھر گر گئے اسی طرح دو گھنٹے
بحال لڑائی ہوتی رہی دل بھول گئے کچھ دیر سستا کر مالوجدھ ہونے لگا راون نے سگریو کی ٹانگ
پکڑی اور گھما کر دے مارا سگریو نے بھی اٹھکر راون کی گردن میں ہاتھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے
پکڑ کر ایسا چکر دیا کہ راون چاروں شانے چت زمین پر آ رہا فوج مخالف میں ہاہاکار مچ گیا۔
لینا لینا جانے نہ پائے کی صدائیں بلند ہوئیں مگر سگریو نے وہاں ٹھیرنا مناسب نہ سمجھا چھلانگ
کودتا سری مہاراج کی خدمت میں آ کر پابوس ہوا سری مہاراج نے گلے لگایا اور اسکی
جسارت و دلیری کی تعریف کرنے لگے ۔

سرگ ۱۴

قلعہ لنکا میں انگد کی روانگی اور شاہ راون سے روبرو گفتگو

سری مہاراج سگریو سے فرماتے ہیں کہ واقعی تم نے نہایت دلیری سے کام لیا مگر کیا اچھا تھا اپنا
نہ تھا ہم سے پوچھ لیا ہوتا جتنی خبر تھی جو لوگ جرأت کے مقابلے میں آگے نہیں جاتے کچھ بہادر سپاہی ہوتے
تو اندیشہ نہ تھا پہلے فوج سے لڑائی ہوتی ہے نہ کہ سرداروں سے [illegible]

اور جامون کو اندیشہ تھا کہ دیکھیں کیونکر شاد سگریو سلامتی سے واپس آتا ہے ایشور نہ کرے اگر
تمہارا رویاں میلا ہوتا تو ہم اور سیتا لچھمن بھرت ۔ شترگھن ان سب کی زندگی اکارتھ ہو جاتی
ہم اسی خیال ہی میں تھے کہ چل کر تمہاری مدد کریں اتنے میں تم آگئے نہیں تو آج ہی ظالم
تھا راون کو مار کر لنکا کا راج ببھیکن کے سپرد کر دیتا ۔ بولا مہاراج راون نے آپ کی شان
میں گستاخانہ کلمے کہے مجھ سے سہا نہ گیا ۔ سری مہاراج نے لچھمن سے فرمایا کہ سگریو کو ٹھنڈا
پانی پلاؤ اور پھل مول کھلا کر اُن کی تھکاوٹ دور کرو ۔ ذرا طبیعت ٹھکانے ہو تو لنکا پہ
دھاوا بول دیا جائے ۔ لنکا میں شگون بد ہو رہے ہیں بادل گرج رہے ہیں آسمان سے خون
برس رہا ہے لچھمن جی نے حکم کی تعمیل کی اور چوٹی سے اتر کر بندروں کی فوج میں پھل مول
تقسیم کرائے جب کھانے پلانے سے فراغت ہو چکی سری مہاراج دھنش بان لئے ہوئے نیچے
اترے اور فوج لیکر لنکا کا محاصرہ کیا ۔ اتر والے دروازے پر پہنچکر ایک بان ایسا مارا جس نے
لنکا کے راکچھسوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تاکہ کوئی بھاگ نہ سکے شاد راون نے بھی
اپنی فوج میں آواز بلند پکارا ۔ بہادرو غنیم سامنے کھڑا ہے بندروں کی فوج نے لنکا کو
محصور کر لیا ۔ ڈرنا نہیں خبرداری سے کام کرنا جھٹ پٹ لیس ہو کر مخالف کے خون گرانے پر
تل جاؤ کمر ہمت باندھو ۔ بیدھاتا نے تمہاری خوراک کا انتظام کر دیا ہے بندروں ریچھوں
کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرو ۔ راون فوج کو بڑھاوے دیکر بہادروں کے دل بڑھا رہا ہے
ادھر سری مہاراج ببھیکن اور سگریو سے مشورہ کر رہے ہیں کہ ایک بار اور فہمائش کر دیجائے
شاید راون راہ راست پر آجائے اور سیتا کو بھیج دے ۔ انگد حاضر تھا پاؤں پڑا اور دست بستہ
کہنے لگا مہاراج اگر ارشاد ہو تو جاؤں اور حریف کو نشیب فراز دکھلا کر سمجھاؤں شاید سمجھ
ہو جائے سری مہاراج بولے ہاں تم سے یہ کام نکل سکتا ہے جاؤ اور کہنا کہ رامچندر سمندر کے
پار آ گئے ۔ بدھ کے بل کا بھروسہ چھوڑ دے ۔ کبر نخوت سے باز آ رامچندر نے تمام لنکا کے
لنکا کے دروازے پر آ گئے ہیں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے سیتا جی کو بھیج دے ورنہ علاوہ ہزارہا
لشکریوں کا خون بہیگا ۔ پاپی ۔ ادھرمی کا کہیں ٹھکانا نہیں ہوتا ۔ رامچندر کے بانوں سے
جانبری مشکل ہے اگر ننگ و ناموس کا خیال ہے تو رامچندر کے قدم پر سر رکھ دے تیرا قصور معاف
کر دینگے ورنہ تمام راکچھس برباد ہو جائینگے لاکھوں کا کشت و خون ہو جائیگا کوئی نام لیوا باقی
نہ رہیگا جو تیرا شرادھ کرم کرے لنکا کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ لے دوبارہ دیکھنے کی نوبت نہ

آنجہانی انگد نے سری مہاراج کے قدم چھوئے اور پرنام کرکے جست لگاتا ہوا آسمان کی راہ سے ببھیکھن وبیم راون کے پاس پہنچ گیا اور دلیرانہ راون سے بولا کہ اے شاہ دیوان میں سری رامچندر جی کا سفیر ہوں۔ میرے باپ کا نام بالی تھا۔ انگد کے نام سے موسوم ہوں۔ اے راون! قلعے سے باہر ہو اور بندروں کے ساتھ جنگ آزمائی کر۔ سری رامچندر جی نے مارنے کو فوج تیر لائے ہیں۔ دیوتا تیرے لشکا کی ہیں رشی منی عاجز ہوئے ہیں اب بھی تجھے ہوش نہیں آیا تیرے مرنے پر ببھیکھن کا راج ہوگا۔ خیر اسی میں ہے کہ سری جانکی جی کو لے کر سری رامچندر جی کا قدمبوس ہو۔ انگد کی باتیں زہر آلود تھیں شاہ لنکا بل کھا کر سانپ کی طرح بولا کوئی ہے اس کمبخت بندر کی گردن نہیں کاٹ لیتا۔ فی الفور راون کے حکم سے چار قوی ہیکل کو دیکر دیووں نے انگد کو پکڑ لیا۔ اور چاہا کہ زمین پر پچھاڑ کر تلوار سے گردن اڑا دیں انگد نے ایک جھٹکا ایسا مارا کہ چاروں پہلوان دور جا گرے اور انگد کی گرج سے زمین ہل اٹھی راون بھی کانپنے لگا۔ انگد وہاں سے شیر ژیاں کی طرح اچھلتے کودتے سری رامچندر کے پاس آئے ادھر راون پر دہشت طاری ہوئی کہ جان بچنا محال ہے رامچندر جی انگد کی زبان سے کل ماجرا سنکر اس کی بڑائی کرنے لگے ⁂

سرگ ۴۲

بندروں اور راچھسوں کی لڑائی

ادھر فوج میموں نے پہاڑ و درخت سے بیکر قلعہ لنکا کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر دیوان خونخوار شاہ راون کے حضور میں عرض پیرا ہوئے غنیم کی فوج جنگ پر آمادہ ہے ہم لوگ بھی سر بکف ہیں حکم کے منتظر ہیں خون اوٹ رہا ہے آپ کیوں بے پرواہ بیٹھے ہیں یا دشمنوں کے مارنے کی ترکیب کی نکالی ہی اعلانیے کا حکم کیوں نہیں صادر ہوتا۔ شاہ راون مشیران اور ارکین سلطنت سے مخاطب ہوا میری رائے میں پہلا حملہ ان ریچھ بندروں پر ہو چونکہ بزدل اور کمزور ہیں ایک ہی حملے سے پسپا ہو جائینگے وزیروں نے بھی صلاح دی کہ جہاں پناہ کی رائے مبارک بہت اچھی ہے پھر کیا تھا حملہ بول دیا گیا۔ فوجیں نکل کھڑی تھیں سامان حرب اور فوج کی درستی ہو چکی تھی۔ برج لنکا پر جنگ کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ نرسنگھے اور سنگھ کی آواز سے جنگل اور بن

اڑاتے اور راچھس بندروں کو بھالے برچھے سے خون میں تر بتر کرتے تھے بندر راچھسوں کو زمین سے اچھل اچھل کر رتھ لنکا پر پکڑتے اور دھم سے نیچے پھینک دیتے تھے جس طرح دہی کی مٹی پھوٹنے سے دہی بہہ جاتا ہے اسی طرح راچھسوں کے سروں سے خون بہہ رہا تھا

سرگ ۴۳

بشرح صدر

جس طرح آگ میں پتنگے جلتے ہیں اسی طرح آتش جنگ میں ہزاروں راچھس کباب ہو گئے اب ایک ایک راچھس اور ایک ایک بندر کا مقابلہ ہوا بہادر انگد سے اندرجیت پرجنگھ بندر سے سنپاتی اور نیلا اور ہنومان سے جمبو مالی۔ سنگت نے بھیبکن۔ شترگھن راچھس سے تین نکوبنھ سے گج اور پرسین راچھس نل سے اور بجر ورشٹ میندر سے اور لوکھن بندر مالی سے جنگ چھڑ گئی۔ جوڑی جوڑی سے لڑائی ہونے لگی جنگ کا نظارہ دیکھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو گئے اندرجیت انگد سے لڑ رہا ہے کوئی چال نہیں چلتی سب کرتب کھا کے عاجز ہو گئے کشتی ہونے لگی بینتی کے ہاتھ پڑے اس میں بھی مغلوب ہوا اگر زاہنی سے حملہ کیا انگد نے پھرتی سے گرز چھین لیا اور اسی سے رتھ چور چور کر ڈالا۔ اندرجیت دوسرے رتھ پر سوار ہو کر تیر بازی کرنے لگا ادھر ہنومان جمبو مالی کو مغلوب کر کے پرہست کے مقابلے پر آئے پرہست نے برچھی ماری ہنومان نے کاندھا دے کر وار خالی دیا اور جھپٹ کر دم میں پرہست کا گلا لپیٹ کر زمین پر دے مارا پرہست غش کھا کر گرا۔ اور اسی طرح پرسین نے نل کے اوپر پانچ بان چلائے نل چوٹ بچا گیا اور اچک کر ناخنوں سے دونوں آنکھیں نکال لیں پرسین اندھا ہو گیا مبنت برن راچھس سگریو پر حملہ آور ہوا۔ سگریو نے پہاڑ کے تل سے پامال کر دیا۔ راچھسوں نے سری رام چندر جی پر تیر برسائے مہاراج نے سب تیر کاٹ گرائے اور ایک ایک بان سے چار چار راچھسوں کو ہلاک کرنا شروع کیا راوشی لشتا جی پر تیر برسائے۔ آخر کار مارا گیا۔ بندر مالی رتھ پر سوار ہو کر سکھیین پر چلا اور گرجنے لگا سکھیین نے ایک شلا تشار ماری بندر نے سکھیین کی شلا زمین پر گرائی اور رتھ سے کود پڑا سکھیین نے دوسری شلا اٹھائی بندر مالی نے سکھیین کی چھاتی میں گرز مارا۔

لکشمن نے پکڑ لیا اور گرز لچھمن پر اس پر حملہ کیا بندر گرز کی چوٹ سے زمین پر گرا اور
گرتے ہی جان بحق ہوا میدان رزم خون کا دریا ہو گیا گدھ کوے مردوں کی بوٹیاں نوچ
نوچ کر کھا رہے ہیں اسی طرح دو دن گزرا ۔۔

سرگ ۴۴

میگھ ناد کی لڑائی

دوسرے دن صبح سے شام تک جنگ ہوئے راچھسوں نے سوچا کہ بندر ان کو دیکھ نہیں
سکتے اندھیرے ہوتے ہی للکارتے ہوئے پہنچے اور مارنا شروع کیا بندر کہتے ہیں ہم کیوں ڈرتے
ہو ہم تو سری رام کی فوج کے سپاہی ہیں بندر میں راچھسوں کو مارو اپنی فوج کو کوئی نہیں
مارنا راچھس بولے ہم تمہارے کال ہیں تم بندر ہو تو ہم راچھس ہیں تمہیں کھا جائینگے بندروں
نے سمجھا کہ راچھس رات کو لڑینگے کھلبلی مچ گئی ہوشیاری سے کام لینے لگے اور لوٹ گھسوٹ
شروع ہوئی راچھس اندھیری رات سمجھ کر خوش تھے بندروں کے سر کاٹ لیتے تھے بندروں کو
الٹا الٹا کر پھینکتے تھے ہاتھیوں پر سے راچھسوں کو نیچے ڈھکیل دیتے پھر ان کو مارتے رگڑتے
کودتے پڑتے تھے جب سری مہاراج نے دیکھا کہ بندروں کو دکھائی ہی نہیں دیتا ایک اگن
بان مار دیا جس سے تاریکی جاتی رہی اور لچھمن جی کی بانوں سے راچھسوں کو مارنے
لگے اس وقت اس قدر دھول اڑ رہی تھی کہ آسمان چھپ گیا آنکھوں اور کانوں میں دھول
پڑ گئی اس لڑائی میں راون کی طرف سے نوبت اور فوجی بگل بج رہا تھا سب لوگ ہی آواز
اپنے منہ سے نکالتے تھے جس کو سن کر بہادروں کا جوش بڑھتا جاتا تھا بہادر لوگ شرم سے
بھاگ نہ سکتے اس شب کو ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید پہلے کی شب کو ایسی جنگ ہوئی راچھس
خیال کرنے لگے کہ آدمی بہ نسبت بندروں کے کمزور ہوتے ہیں اس لئے رامچندر لچھمن کو مارنا
چاہئے سری مہاراج پر تیر برسانے لگے رامچندر جی نے اگن بان چھوڑ کر راچھسوں کے بانوں کو جلا دیا
اور تیروں سے راچھسوں کو مارنے لگے مہا راچھس لوگ ڈر کے بھاگ گئے اور اپنے آپ آنکھیں
بند کر دی تب رامچندر جی نے سورج بان چھوڑا جس سے تاریکی جاتی رہی جب راچھس بھاگنے
لگے تب بندروں نے دانتوں سے کاٹنا شروع کیا اور پکڑ پکڑ کر مارنے لگے میگھ ناد نے خیال کیا ۔

کہ زمین پر اتر کر لڑنا چاہئے مگر انگد نے اس کے گھوڑے اور سارتھی مار ڈالے اور اسکی چھاتی پر
ایک گھونسا ایسے زور سے مارا کہ وہ بیچین ہو کر بھاگ گیا اور غائب ہوگیا۔ دیوتا لوگ انگد
کی تعریف کرنے لگے خیال کیا کہ میگھ ناد بھاگ گیا سگرپ وبھیکن اور بندر خوش ہو گئے
میگھ ناد اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ انگد بالی کا لڑکا ہے اور میں اُن کی لڑکا ہوں
غائب سے بان مارنے لگا۔ تب راجچندر اور لچھمن نے غصہ کھا کر سانپوں کا بان مارا جس سے
میگھ ناد پریشان ہوگیا اور راجچندر لچھمن جی کو بانوں سے گھیر لیا ❊

سرگ ۴۵

ناگ پھاس میں رام لچھمن جی کی گرفتاری

جب میگھ ناد نے راجچندر اور لچھمن جی کو ناگ پھاس سے گھیر لیا سری مہاراج نے
ہنومان جی وغیرہ کو حکم دیا دیکھو یہ کہاں سے بان مارتا ہے تب بندر بندش کرنے لگے اور
آسمان پر چلے گئے میگھ ناتھ نے دیکھا کہ بندر چلے آتے ہیں تب برہما استر مارا جس کو دیکھ
کر بندر واپس چلے آئے اور راجچندر جی سے کہا یہ کوئی بلا ہے بندروں کے تمام بدن پر
خون جاری ہے راجچندر اور لچھمن جی کے بدن سے بھی خون جاری تھا میگھ ناتھ نظروں سے
غائب ہے آواز لگا رہا ہے۔ اے راجچندر انسان کی طاقت سے بعید ہے کہ مجھ پر
نظر ڈال سکے اندر اور دیوتے آنکھ ملا نہیں سکتے یہ کہہ کر شور مچانے لگا اس قدر
بان مارے کہ راجچندر اور لچھمن کے جسم سے خون کے فوارے چھوٹتے ہیں بان والا
نظر نہیں آتا سری مہاراج اور لچھمن جی زمین پر گر پڑے۔ خون کے ترارے سے
زمین تر بتر ہوگئی ہاتھ سے دھنش گر پڑا لچھمن جی یہ حالت دیکھ کر غمگین ہوئے
اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے لچھمن جی کی حالت زار دیکھتے ہی ہنومان
جی اور دیگر سالار بھیوں دوڑتے ہوئے راجچندر جی کے پاس آگئے۔ اور
چاروں اُن کے محیط ہو کر بیٹھ گئے ❊

سرگ ۴۶

سیت دیپ میں راون کی روانگی اور استریوں سے جنگ آزمائی اور راون کی گرفتاری

یہ حالت دیکھ کر بندر لوگ خیال کرنے لگے کہ اندرجیت کمان سے بان مارتا ہے مٹب اندرجیت سمجھا کہ دونو بھائیوں نے انتقال کیا پاس آکر دیکھنے لگا کہ زندہ ہیں یا نہیں جب دیکھا سانس چل رہی ہے پھر آسمان پر چلا گیا بھبھیکن بہت رنجیدہ ہوئے آسمان کی طرف دیکھنے لگے بھبھیکن جی کو برہما کی دعا تھی کہ غائب کا حال تم دیکھ سکو گے بھبھیکن نے دیکھا کہ میگھ ناتھ بان مار رہا ہے لیکن برہماستر کے خوف سے اس کے پاس نہ رہی جا سکے میگھ ناتھ اپنی طاقت دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ جنہوں نے کھر اور دوکھن کو مارا تھا وہ آج ناگ پھانس میں بندھ گئے اور ان میں یہ طاقت نہیں کہ اس پھانسی سے چھوٹ سکیں رامچندر کے بان اس ان کے آگے اپنا اثر دکھا نہیں سکتے یہ کہہ کر نو بانوں سے نیل نئین بانوں سے دونب اور مبند را اور ایک بان جاموان کے سینے میں مار کر بیہوش کر دیا اور قہقہہ مار کر بولا کہ اے اچھسو! میں نے ان دونو بھائیوں کو گرا دیا اور وہ عنقریب ہے کہ اس جہان سے عدم کو راہی ہو جائیں یہ سنکر راچھس بہت خوش ہوگئے اور بہت زور سے چلا کر میگھ ناتھ راون پاس چلا گیا یہاں سگریو وغیرہ بندر بہت خوف زدہ ہو گئے تھر تھر کانپنے لگے تب بھبھیکن غصے میں آکر سمجھانے لگے تم کیوں ڈرتے ہو بہادروں کا جنگ میں کام آنا سب ہے تم لوگ رنجیدہ ہو اور روتے کیوں ہو لڑائی میں یہ کوئی نہیں جانتا کہ کون فتحیاب ہوگا اور کون شکست پائیگا بہادر کیواسطے یہی ایک عزت ہے کہ لڑائی میں مارے جائیں تم راجہ ہو کر کیوں پریشان ہوتے ہو یہ خیال کرلو کہ رامچندر کبھی نہیں مر سکتے جو لوگ دھرماتما ہوتے ہیں وہ دلیری عمر تیغ کر مرتے ہیں وقت رنجیدہ ہونے کا نہیں ہے کشیدہ خاطر مت ہو اور رامچندر و بندروں کی حفاظت کرو اور ایسی کوکو شش کرو کہ رامچندر جی کی ہوش جاتی رہی ہے رامچندر جی مر نہیں سکتے آپ کا چہرہ دیکھ نہایت تم نا امید مت ہو بلکہ بندروں کو سمجھاؤ میں بھی بندروں کو سمجھاتا ہوں دیکھو سب بندروں

کی آنکھیں روتے روتے پھول گئی ہیں۔ یہ لوگ بھی خیال کرتے ہیں کہ رامچندر جی سرگباش ہوگئے خود بندروں کی فوج میں جا کر سمجھانے لگے +

یہاں اندرجیت راون کو آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ جہاں پناہ رام لچھمن آپ پر تصدیق ہوگئے اب کس بات کا ڈر ہے راون سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا میگھناتھ کو چھاتی سے لگا لیا اور تعریف کرنے لگا میگھناتھ نے جس طریقے سے رامچندر پر حملہ کیا تھا سارا حال گزارش کیا راون بہت خوش ہوا۔ بیٹا تم نے وہ کام کیا جو لڑکے کا دھرم اپنے باپ کے اپکار کرنے کا ہوتا ہے دل کی صین ٹھنڈی ہوئی +

سرگ ۴۷

فوج میموں کی ہلاکت اور رام لچھمن کی بیہوشی دیکھ کر سری سیتا جی کی اشکباری

ادھر سالار میموں اور شیران رامچندر یعنی جاموان۔ گج گوانچھ گوی ست بلی وغیرہ سخت تشویش میں ہیں کہ حریف بازی لے گیا فوج میموں ایک دم بیدل لوٹ رہی ہے کوئی محافظ اور سردار ایسا نہیں کہ سری مہاراج کی حفاظت کر سکے ایسا نہ ہو کہ کوئی راچھس قابو پا کر حضور اقدس پر گستاخی کر بیٹھے یا یہاں سے اٹھا لے جائے آپس میں مشورہ ٹھیرا کہ یہی پانچ تن اس وقت ہوش میں ہیں ہم تم سری مہاراج کی محافظت میں جان لڑا دیں کسی راچھس کا سایہ نہ پڑنے پاوے یہ کہہ کر پانچوں سردار سری مہاراج کی حفاظت میں مشغول رہنے چاروں طرف چوکنے ہو کر تاکتے جاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ غنیم گھات پا کر آ جاوے اور سری مہاراج پر ہاتھ دراز کر بیٹھے۔ شادی لنکا راچھسوں سے تسکین آمیز کلمے کہہ رہا ہے کہ رامچندر تو مارے گئے اب کس کا ڈر ہے کاننا نکل گیا جاؤ اور سینہ کو پشپ بمان پر چڑھا کے فوج عدو کی سیر کرا دو۔ رامچندر کی لاش دکھا کر کہہ دو جس کی تم کو آس تھی وہ مر گیا اب سوائے راون کے تمہارا کوئی وارث نہیں اسی کا دھیان کرو حکم سنتے ہی سیتا جی کو راچھسوں کے ساتھ بٹھا کر پشپ بمان پر چڑھا کر لے اڑی اور میدان جنگ میں

پہنچ کر سری جانکی جی کو دکھانے لگی کہ فوج میں بیہوش پڑی ہے اور راچھس خوشی خوشی مردوں کی جیب ٹٹول رہے ہیں کچھ بندر رامچندر جی کی حفاظت میں مصروف ہیں اور رام لچھمن زمین پر پڑے ہوئے تن و بدن سے بیہوش ہیں۔ کمان کہیں پڑی ہے۔ تیر کہیں خون زخموں سے بہ رہا ہے یہ دلکش نظارہ دیکھتے ہی سیتا جی کے ٹپ ٹپ آنسو گر پڑے۔

سرگ ۴۸

سیتا جی کی اشکباری

سیتا جی اپنے دل میں سوچتی تھیں کہ بدھاتا تو نے کیا کیا سری مہاراج پر یہ بدعت کیونکر پڑی ہائے بڑی کمبخت ہوں کہ آج اس نظارہ سے بھی میری جان نہیں نکلتی نہ جانے کس ساعت جنم ہوا تھا اکثر رشی اور پنڈت کہتے تھے کہ جانکی بیوہ نہ ہوگی اور یہ بھی سنتی تھی کہ سری مہاراج کے ساتھ راج بھوگیگی اور اشومیدھ جگ کریگی آہ یہ باتیں جھوٹی نظر آتی ہیں۔ سمدرگ ودیا میں لکھا ہے کہ جس عورت کے پاؤں میں چکر ہوتا ہے راج کرتی ہے شاستر میں بیوہ عورتوں کے نمونے دکھلائے ہیں لکھا ہے جس کسی کے بال چھوٹے اور بھوں ملی ہوئی ہوں ٹانگیں اور ران میں بال ہوں بڑے بڑے ہول دانت دور دور ہوں وہ ضرور بیوہ ہوتی ہے مجھ میں یہ باتیں پائی نہیں جاتیں پھر بدھاتا نے بدھواں کیوں کیا دیکھو جس عورت کے ہاتھ میں سنکھ ہو زردی مائل ہو وہ بدھوا نہیں ہوتی یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں۔ پھر بدھوا ہونا پڑا۔ اکثر پنڈت لوگ سوچ بچار کے شادی کرتے ہیں دیکھ لیتے ہیں کہ استری بدمت سنی تو نہیں بے حیائی یا پیلے عرق سے خاندانی میں بٹہ نہیں لگاتی یہی باتیں ایسی ہیں جن سے عورت بیوہ ہو جاتی ہے تعجب اس بات کا ہے کہ سری مہاراج دھرماتما اور دھرم پر ہو کر ادھرمیوں کے ہاتھ سے کس طرح مارے گئے سری مہاراج نے کبھی ان بھوجن سے منہ نہیں پھیرا ایسا ہی نا زبردست دشمن ہو وہ ان کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا آج یہ باتیں جھوٹی ہو گئیں یہ ہم کو تو رامچندر و لچھمن کے مرنے کا کچھ سوچ نہیں صرف اس بات کا خیال ہے کہ ماتا

کوشلیا دن گنتی ہونگی وہ کس طرح زندہ رہینگی تر جٹا سیتا کے بین سنکر سمجھاتی ہے آپ کچھ رنج نہ کریں رامچندر کے مارنیوالا دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ پشپ بوان کی خاصیت ہے کہ جب بیوہ عورت اس پر قدم رکھیگی جگہ سے نہیں ہلیگا دیکھو سچ بات ہے کہ جب فوج کا سردار یا مالک یا راجہ لڑائی میں کام آتا ہے وہ بے سری ہو جاتی ہے سرداروں کا دل اداس ہو جاتا ہے چہروں کی رونق دور ہو جاتی ہے مگر یہاں اس کے خلاف باتیں نظر آتی ہیں فوج میں بیچینی نہیں سرداروں کے چہرے پژمردہ نظر نہیں آتے سری مہاراج کے چہرے پر آفتاب کی شعاعیں بدستور راس ہیں یہ باتیں کچھ ایسی ہیں کہ دل ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ سری مہاراج جان بحق ہوئے ہوں پیاری دل پر صبر رکھو جھوٹ نہیں بولتی رامچندر ہرگز مرے نہیں لنکا فتح کر کے تمہیں ساتھ لیجا وینگے اور تم اجودھیا کا راج بھوگو گی سیتا نے جواب دیا کہ پرماتما ایسا ہی کرے یہ کہہ کر سیتا جی تر جٹا کے پشپ بوان پر سوار ہو کر اشوک باٹکا میں چلی گئیں ؛

سرگ ۴۹

لچھمن جی کی حالت دیکھ کر رامچندر کا اظہار غم

ادھر سری بھگوان کی غشی گئی لچھمن کو دیکھ رہے ہیں کہ بانوں سے گھائل چپ پڑے ہوئے ہیں سری بھگوان کے آنسو نکل پڑے بے اختیار چیخ اٹھے ہائے بھائی کیا ساتھ چھوڑ دیا۔ سیتا سے کنارہ کیا تم بھی دامن چھوڑ کر بھاگے سیتا کو لیکر کیا کرونگا عورت تو پھر بھی مل سکتی ہے لیکن لچھمن سا بھائی نہیں مل سکتا۔ آہ کوشلیا اور سمترا ماتا کے سامنے کس منہ سے جاؤنگا۔ بغیر لچھمن کے میری زندگی نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر رونے لگے ہائے لچھمن تم راکھشسوں کے مارنیوالے ہو۔ آج بے حرکت چت پڑے ہوئے ہماری طرف دیکھتے بھی نہیں لوگ ہمیں کمبخت بتائینگے وشٹ کہینگے کہ اپنے بھائی کو ہلاک کرا کے اپنی جان بچا کر بھاگ آیا۔ اے سگریو لچھمن نے ہمارے اوپر کبھی غصہ نہیں کیا اور نہ کبھی خلاف ادب باتیں ہماری شان میں کہیں۔ افسوس ان کے بانوں کی طاقت کیا ہوئی آہ جب یہ تیر مارتے تھے تو ایک ایک بان کے پانچ پانچ سو بان ہو جاتے تھے سیا

سے بڑا افسوس تو اس بات کا ہے کہ لچھمن نے بھبھیکن کو لنکا کا راج دینے کا وعدہ کیا تھا اب راج کون دیگا اے سگریو تم فوج کی ہمراہی میں سمندر پار جاؤ اپنے دیش کا راج بھوگو میں تو اسی جگہ جان دونگا تمہارے احسانات سے سر نہیں اٹھا سکتا تم نے دوستی کا حق ادا کر دیا اتنے میں بھبھیکن سری بھگوان کی اشکبازی دیکھ کر سامنے آئے بندر بھبھیکن کو دیکھتے ہی ڈر گئے کیا میگھناتھ پھر آگیا *

سرگ ۸۰

گرڑجی کی آمد سے ناگ پھانس سے فوج ہنود کا چھٹکارا

بھبھیکن کی خونخوار صورت دیکھ کر فوج ہنود میں ہل چل پڑ گئی کہ میگھناتھ پھر آگیا اب نہ جانے کیا کریگا رہی سہی جانیں نکل گئیں بندروں کی کلبلاہٹ دیکھ کر بہ آواز کہا اندرجیت نہیں ہوں میرا نام بھبھیکن ہے بندروں کو بھبھیکن کے نام سے تسلی ہوئی بیچینی دور ہوگئی اور شاہ سگریو کی جے جے بولنے لگے سری بھگوان کے پاس بیٹھ گئے۔ سری مہاراج کی حالت دیکھتے ہی چہرے پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں منہ فق ہوگیا۔ زار زار رونے لگے آہ ایشور یہ کیسا دلسوز نظارہ ہے ملئے بھائی تو بڑا کمینہ تسبیہ ہے تجھ کو ان گلاب کی سی نرم نرم اور نازک پتیوں پر ترس نہ آیا ہائے ان کے پھول سے بھی نازک بدن مٹی سے مے جاتے ہیں۔ افسوس یہ دلو بھائی ہلاک ہوگئے اے فلک اپنے طالع کی منحوسیت تو نے یہاں بھی کوتاہی کی میں تو سمجھتا تھا سری بھگوان کی شرن اگر زندگی سپھل کرونگا۔ ہائے یہ نہ جانتا تھا کہ امیدوں پر پانی پھر جائیگا۔ آرزوئیں خاک میں ملجائینگی۔ برے دن پیچھا نہیں چھوڑتے اپنی نحوست یہاں بھی کھلائی سری مہاراج نے لنکا کا راج دیا تھا میں اس سے مستثنی ہوں مگر رام لچھمن اٹھ کھڑے ہوں تو مجھے سب کچھ مل جائیگا اس تنت تو راون کا منوارتھ سدھ ہوگیا یقین بھی تھا ہے مگر ہائے میرے نصیب میں اتنا ترنہیں الٹا دھڑا بند ہوجائے اور رام لچھمن تندرست ہوکر اس ملعون کی گوشمالی کریں۔ اے فلک میری طرف نہ دیکھ سری سیتا پر ترس کھا کر اس با عصمت بیوی کی کیا حالت ہوگی جب مہاراج کے مرنے کی خبر کیا

تک پہنچیگی لچھمن رو رہے ہیں اور سگریو سمجھا رہے ہیں آپ سوچ نہ کریں سری مہاراج کا وعدہ
پتھر کی لکیر ہے جو فرمایا ٹلنے کا نہیں آپ کی خواہش پوری ہوگی اور منورتھ سدھ ہوگا یہ
کہہ کر اپنے نانا سکھین کے اس معاملہ میں گفتگو کی آپ سری مہاراج اور لچھمن جی کو
کسکندھا لیجائیں اور ہم ان دونوں کا علاج کریں سکھین نے جواب دیا تم ذراسی لڑائی
میں گھبر گئے ہیں نے بڑی بڑی لڑائیاں دیکھی ہیں دیوا سر سنگرام میں یہی کالے کر لاکھوں دیوتا
مر گئے تھے فوج منتشر ہوگئی تھی برہسپت جی نے بدیا کے زور سے دیوتاؤں کو جلا دیا۔ دیوتاؤں
کو فکر ہوئی کہ جب تک برہسپت زندہ ہیں ہماری جانبری ہے یہ مر گئے تو ہمیں کون جلائیگا۔
کچھ ایسی فکر ہونی چاہیئے کہ ان کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رہے غرضیکہ سمندر متھنے کی ٹھہرائی اور
سمندر متھا گیا۔ سنجیونی بوٹی نکلی وہ بوٹی اب تک موجود ہے ہنومان جی جائیں وہ بوٹی لاکر
سب کو کھلا دیں تو جتنے مردہ پڑے ہیں پھر سب جی اٹھینگے یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ یکایک
آندھی آئی ہوا کے جھکوروں سے درخت ٹوٹنے لگے جو سانپ بندروں اور ریچھوں کے
بدنوں میں لپٹے ہوئے تھے زخموں سے نکل کر بھاگ گئے رام لچھمن کا جسم بھی اژدہوں
سے سیاہ ہو رہا تھا۔ صاف ہوگیا گرڑ پہنچ گئے اور اپنے پروں سے سری مہاراج
اور لچھمن جی کے بدن کو مس کیا زخم مندمل ہوگئے۔ طاقت عود کر آئی درد جاتا
رہا۔ گویا زخم تھا ہی نہیں۔ گرڑ جی موجود تھے کہ سری مہاراج نے فرمایا تم کون ہو اور ہم
پر احسان کرنیکا سبب کیا ہے آپ کی کرپا سے ذرا بھی تکلیف نہیں گرڑ جی نے جواب
دیا آپ مجھے نہیں جانتے ہیں آپ کا پرانا رفیق ہوں۔ گرڑ دیو میرا نام ہے آپکی مصیبت
دیکھ کر یہاں آنا ہوا۔ یہ مصیبت ایسی نہ تھی کہ برہما اور اندر سے دور ہو سکتی۔ آپ تو خود
دشمنوں کے مارنے والے ہیں انترجامی ہیں میں نے یہ حال سنا فوراً دوڑا۔ اب جاتا ہوں۔
راکھشسوں سے ہوشیار رہیگا بڑے چھلی ہوتے ہیں ادھرم کا صدھ کرتے ہیں اسلئے مہاراج
آپ کو کیا سمجھاؤں یہ سب آپ ہی کی لیلا ہے۔ اپنی مایا دکھلاتے ہیں آپ لڑکوں ور بڈھوں
کر چھوڑ کر سب کو ماریگے بندر تو چنچل ہوتے ہیں یہ بچوں کو بھی نہ چھوڑینگے آپ سمجھا دیجئیگا
راکھشسوں پر بھی نہ حملہ کریں یہ کہکر گرڑ جی ہوا میں اڑ گئے ادھر بندر دوڑ رہے ہیں
بیٹھے کوئی آہستہ کوئی کودتا اور کوئی اچھلتا ہوا زمین پر ٹپک رہا ہے اور
دیوتا آسمان میں ..... بجا رہے ہیں ..... کی یاد ..... بھی ..... ہے

یہ حال آدھی رات کا ہے

سرگ ۵۱

دھمراکچھ کی سری مہاراج کی طرف روانگی

ادھر قصر زریں میں شاہ راون رامچندر کی وفات سے بغلیں بجا رہا ہے راکھشس
خوشیاں منا رہے ہیں کہ چلو چھٹی ہوئی روز کی زق زق بک بک سے نجات ملی حریف رفا ہو
چل گیا بندروں ریچھوں کو ہلاک کر ڈالا۔ اب کس کا ڈر ہے ان کچلوں سے بینگے عیش کرینگے
اتنے میں چوبدار نے حضور میں گذارش کی کہ غنیم کی فوج میں عجب شور مچ رہا ہے بندر ریچھ
اچھل رہے ہیں کیا معاملہ ہے رامچندر تو مر گئے تھے کیا زندہ ہو گئے کچھ دال میں کالا ضرور ہے
رامچندر ضرور مصیبت سے نجات پا گئے جہاں پناہ کسی کو بھیج کر خبر منگائیں عدو سے ہر وقت
ہوشیار رہنا ہمارا کام ہے۔ شاہ راون نے نامی سپہ سالاروں سے کہا کہ خبر تو لاؤ حریف
پامال ہو گیا تھا۔ کیا سبب ہے کہ فوج عدو میں خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔
راچھسان خونخوار برج لنکا پر چڑھ کر دیکھنے لگے بندر اور ریچھ فی الحقیقت گرج رہے
ہیں کوئی اچھل رہا ہے کوئی کود رہا ہے ہر بندر میں وہی جوش ہے جو لڑائی کے وقت ظاہر
ہوتا تھا یہ کیفیت دیکھ کر برج سے اتر کر شاہ راون کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
مفصل حال عرض کیا۔ فوج چاق و چوبند ہے کسی کے بدن پر زخم کا نشان بھی نہیں
رام و لچھمن نے تو گویا زخم کبھی نہیں کھایا تھا۔ شاہ لنکا سن کے از حد مشوش ہوا کہ عدو
پر کوئی کارستانی نہیں چلتی۔ جب مارے مر کے جی اٹھتے ہیں تو حد ہو گئی ظفر ہوتے دکھائی
نہیں دیتی۔ معلوم پڑتا ہے کہ ہمارا کال آ گیا۔ سب کے سب لقمہ اجل ہونگے۔ گو ہمارا
اقبال کمی کر رہا ہے۔ مگر بہادرو جی نہ چھوڑو تمہارے زور بازو پہ بھروسہ ہے
اتنے دن تمہاری رچھیا میں نے کی اب وقت ہے کہ تم ہمارے لئے جان لڑا دو عدو کو
پسپا کر کے ساری شکایات رفع کرو۔ دھمراکچھ مہاراج کا کچھسان ایک قوی ہیکل راکھشس تھا
جسکی طاقت کی انتہا نہ تھی وہ راون کا فرمان سنتے ہی گرجا۔ اژدہے کی طرح تھا دہاڑ اٹھا
بہت کچھ لاف زنی کی راون کو ڈھارس ہوئی فرمایا جاؤ باتوں کا وقت نہیں کچھ کر کے

دکھاؤ۔ ولاوران نامی تمہارے ساتھ ہیں جنہوں نے میدان مصاف میں کبھی پیٹھ نہیں دکھائی آج تمہارے جوہر دیکھتا ہیں۔ دھمراکچھ نے فوج کی تیاری کا حکم دیا۔ فوج لیس ہوگئی ترسول اور پیگھ۔ موگدر۔ گدا اور موسل برچھی بھالا لے کر رعد عزاں کی طرح گرجنے لگے زرہ بکتر پہن کر رتھ پر سوار ہوکر غنیم کی طرف راہی ہوئے کوئی فیل مست پر سوار ہے کوئی شبدیز صبا رفتار کو ایڑ لگا رہا ہے غرض دھمراکچھ فوج لئے ہوئے مغربی دروازے پر جہاں ہنومان جی تھے مقابلے پر آمادہ ہوا چلتے وقت شگون بد ہورہے تھے آسمان پر گدھ منڈلا رہے ہیں ایک گدھ دھمراکچھ کی دھجا پر گر پڑا۔ دوسرا گدھ منہ میں ہڈی لئے ہوئے دھجا پر بیٹھ گیا خون کی بارش ہونے لگی۔ ہوا نے منہ پر تھپیڑا دینا شروع کیا چاروں سمتوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دھمراکچھ پر شگون بد سے ظاہر ہوگیا کہ اب راچھسوں کی خیر نہیں تو بھی سری مہاراج کی فوج کے سامنے کھڑا ہوگیا اور دیکھنے لگا کہ کوئی بندر ایسا نظر نہیں آتا جسے جنگ کی ہوس نہ ہو۔

سرگ ۵۲

ہنومان اور دھمراکچھ کی لڑائی اور دھمراکچھ کی ہلاکت

دیوان خونخوار کے آنے سے فوج میموں میں تازہ جوش پیدا ہوا صفوں میں حرکت ہوئی فوج تختہ با قاعدہ ترتیب پائے شمشیر آبدار نیام میں کھڑکنے لگی لڑاکیتوں کی کڑکیت سے طرفین میں سکوت کا عالم تھا اتنے میں بگل ہوا بندروں نے پہاڑوں کی سلیں اکھاڑ لیں اور راچھسوں پر مارنا شروع کیا راچھسوں نے بھی اور مردانگی کے جوہر خوب دکھائے۔ تیروں سے فوج میموں کو چھپا لیا۔ ایک طرف پہاڑوں اور درختوں کی بوچھار تھی تو دوسری طرف ہتھیاروں اور تیروں سے فوجی دل پھٹے جاتے تھے ادھر میدان صاف ہوا تو ادھر دستہ الٹ گیا۔ خون بہنے سے فوج میموں کا جوش ابھر آیا دھاوا بول دیا جس نے راچھس کو لات ماری سر اڑ گیا۔ بادانت حلق کے اندر چلاتے رہے ایک ایک راچھس پر دس دس بندر ٹوٹ پڑتے ہزاروں دب کر مر گئے ہزاروں نوچ گھسوٹ سے خاک میں مل گئے۔ ہوا کے تھپیڑوں اور بندروں کے جھپٹوں سے بھی سینکڑوں برباد ہوئے

کسی نے لات اور گھونسے سے بھیجہ نکالا۔ اور کسی نے ناخنوں اور دانتوں سے کاٹ
کے راچھسوں کو عاجز کیا۔ دھمراکچھ فوج کو پامال ہوتے دیکھ کر بندروں کی صفوں
میں گھس گیا اور مگدر سے مارنے لگا کچھ بندر زخمی ہوئے اور کچھ زمین پر گر گئے۔
دھمراکچھ اپنی جرأت اور بہادری پر ہنسنے لگا دھمراکچھ کی دلیری اور فتح مندوں کی پامالی دیکھ کر
ہنومان جی نے ہونٹ چبائے راچھسوں پر ٹوٹ پڑے ہزاروں کو گرا دیا۔ اتنے میں دھمراکچھ
صفیں چیرتا ہوا ہنومان جی کے سامنے آیا ہنومان جی کا چہرہ تمتما اٹھا۔ بھاری سل اٹھا کر
دھمراکچھ پر دے ماری اور دوسرا پتھر اٹھا کر سر پر ٹپک دیا۔ دھمراکچھ نے دیکھا کہ یہ بندر
تو ہزاروں راچھسوں پر بھاری ہے۔ چاہتا تھا کہ زمین پر اترے ہنومان جی نے
رتھ کو دم میں لپیٹ کر چور چور کر دیا۔ دھمراکچھ کود کر الگ کھڑا ہوا اور خم ٹھونک کر
سامنے آیا ہنومان جی نے لپک کر ٹانگ پکڑی اور گھما کر ٹپک دیا ہنومان جی چاہتے
تھے کہ پہاڑی سل سے اس کا کام تمام کر دیا جائے کہ دھمراکچھ سنبھل کر اٹھا اور
ایک گرز ہنومان جی کے مستک پر مارا وار خالی گیا۔ ہنومان نے پہاڑی سل دھمراکچھ
پر ماری۔ دھمراکچھ زمین پر گرا اور گرتے ہی روح پرواز کر گئی۔ پھر کیا تھا راچھس
فوج منتشر ہو گئی۔ جدھر سینگ سمائے بھاگنے چلے جاتے تھے۔ بندروں نے فتح و
نصرت کے نعرے بلند کئے بالمیک جی لکھتے ہیں کہ ہنومان جی نے اس قدر راچھس مارے
کہ خون کا دریا بہہ گیا۔

سرگ ۵۳

بجردنشٹ کی لڑائی

شاہ لنکا قصر زرین پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ راچھسوں کے بھاگنے
اور دھمراکچھ کے گرنے سے پیچ و تاب کھا گیا۔ بجردنشٹ راچھس جو پاس کھڑے
تھے مؤدب ہو کر عرض پیرا ہوئے حضور افسوس نہ کریں ہماری دلیری اور بہادری
کا نمونہ دیکھیں۔ میدان رزم میں بندروں اور ریچھوں کے خون سے زمین رنگین کر
دینگے اور رامچندر سگریو۔ انگد۔ اور ہنومان کو باندھ کر شہنشاہ عالی کے حضور میں

پیش کریں گے۔ راون جانتا تھا کہ بلا شک یہ بہادر سحر و افسون سے کام کر کے جائیں تو تعجب نہیں۔ حکم دیا کہ جاؤ دشمن کو پامال کرو۔ راکھشسی فوج وجردنشٹ کے ہمراہ ہوئی۔ شور و غل مچاتی اکڑفوں دکھاتی میدان رزم میں پہنچی۔ اگرچہ بجردنشٹ کے چلنے پر شگون بد دکھائی دئے یعنی بہادروں اور دلیروں کے بدن سے خود بخود ہتھیار گرنے لگے۔ مگر بجردنشٹ نے کچھ لحاظ نہ کیا اور نعرہ مارتا ہوا دکن کے دروازے پر استادہ ہو گیا ہنومان جی اس بہادر کے آنے سے خبردار ہو گئے اور پچھم دروازے سے انگد کی امداد کے لئے دکھن دروازے پر پہنچ گئے۔ ایک ایک بندر اور ایک ایک راکھشس سے مقابلہ ہوا۔ دلاوروں کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے بھتوں نے تیر بازی شروع کی بندروں نے لپک لپک کر ہتھیاروں کو چھینا۔ درختوں اور پتھروں سے راکھشسوں کو خورد برد کرنے لگے۔ لات گھونسا۔ طمانچہ ناخنوں اور دانتوں سے ہر ایک راکھشس کا بھیجا نکال دیا۔ بجردنشٹ پر فوج کی مغلوبی سے بدحواسی چھا گئی۔ پھانسی لیکر چاہا چاہتا تھا کہ اس پھانسی میں بندروں کو باندھ لوں مگر بندروں کے آگے پیش نہ گئی۔ پھانسی توڑ ڈالی۔ اسی اثنا میں ہنومان جی کلکلاتے بجردنشٹ پر ٹوٹ پڑے گھما کر تین بار چکر دئے اور زمین پر ٹپک دیا۔ مگر اس ملعون کی کچھ دیر کی زندگی باقی تھی زمین پر گرتے ہی دونوں پاؤں ٹک گئے اور سنبھل کر لڑنے لگا۔ ایک درخت اکھاڑ لیا انگد کی طرف دوڑا۔ انگد بھی ہوشیار تھے اس ملعون کے کرتبوں سے بخوبی واقف تھے اپنے کو بچا لیا۔ اور اسی درخت سے ہزاروں راکھشسوں کو زمین کا آذوقہ بنا دیا۔ انگد کبھی کا رتھ اٹھا کر ٹپکتے تھے کبھی کو رتھ سے کھینچ کر زمین پر دے مارتے تھے۔ بجردنشٹ بھی بندروں کو ہاتھ سے پکڑ کے چاہتا تھا کہ لقمہ بناؤں۔ پر اتنے میں ہنومان جی نے اس کے بازو پر تھپکی دی بندر چھوٹ گئے بالمیک جی لکھتے ہیں کہ یہ لڑائی بہت بڑی ہوئی۔ خون سے زمین لہولہان تھی انگد نے خوب خوب جوہر دکھائے۔ ہزاروں راکھشسوں کو خاک میں ملایا بجردنشٹ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔

سرگ ۵۴

بجر درنشٹ اور انگد سے مقابلہ

جب بجر درنشٹ نے دیکھا کہ فوج مغلوب ہوگئی راچھس بھاگ گئے ہیں انگد کچھ موم نہیں لوہے کا چنا ہے چابنری دشوار ہے شاہ لنکا کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤں وہ بھی ہلاک کریگا اور یہاں بھی مرنا ہے بہتر ہے کہ یہیں نہ کٹ مروں یہ سوچ کر رتھ پر چڑھا اور فوج میموں پر ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں تیر برسا ڈالے بڑے بڑے بہادر کام آئے جوق جوق بندر تیروں کو اٹھا کر پھینکنے لگے اور اس نے تیروں سے تین ٹکڑے کر دئے ایسی لڑائی ہوئی کہ جانور گدھ چیل۔ کوے گوشت کھا کھا کر نہال ہوگئے۔ جو گھائل پڑے تھے اُن کی بوٹیاں نوچتے تھے بجر درنشٹ فوج میموں میں صفیں چیرتا اور تیر چلاتا گھس آیا۔ ایک ایک تیر سے انتیس انتیس زخم ہوتے تھے۔ فوج میموں میں ہلچل پڑ گئی کوئی انگد کی شرن پکارتا ہے کوئی ہنومان کو یاد کرتا ہے کہ ہماری اس کمبخت نے ناک میں دم کر دیا۔ نہ اس پر پہاڑ کام کرتا ہے نہ درخت کی چوٹ کھاتا ہے۔ انگد غصہ کر کے دوڑے اور گدا لیکر بجر درنشٹ پر حملہ کیا بجر درنشٹ نے کمان رکھ دی اور گرز گراں لے کر انگد سے مقابلہ کیا بجر درنشٹ نے گرز سے انگد کی ہڈیاں توڑ دیں اور خون جسم سے بہنے لگا شیر غراں خون دیکھ کر بپھر گیا ایک درخت اکھاڑ کے بجر درنشٹ کے سینے پر مارا بجر درنشٹ جسم چرا گیا اور پھر گرز گراں سے چوٹیں مارنے لگا پھر تیلیا انگد بھی گرز پر چوٹیں لے رہا اور وار خالی دے رہا کچھ دیر تو یہی لڑائی رہی آخرکار دونوں تھک گئے اور بیہوشی نے دونوں کو دبا لیا پہلے انگد کی آنکھ کھلی اور بجر درنشٹ پر گرز گراں سے ضرب لگائی بجر درنشٹ کو ہوش آیا اور سنبھل کر اُٹھا انگد کی چھاتی میں گرز لگا دوسرے حملہ کیا دونوں کے گرز ردی ہوگئے پھینک کے ناخن طمانچے اور لات گھونسوں کی لڑائی ہونے لگی دونوں لہولہان ہیں انگد سوچتا ہے کہ یہ کافر کسی طرح مارا نہیں جاتا۔ ایک درخت ایسا اکھاڑا جس میں پھل پھول لگے تھے اور دوسرے ہاتھ میں ننگی تلوار لیکر بجر درنشٹ پر حملہ کیا حریف نے بھی ہاتھ میں تلوار پکڑی اور دوسرے میں ڈھال لے کر پینترے بدلنے لگا پھر دونوں تھک گئے اور دونوں زانو ہو کر

گھٹنے کے بل کھڑے ہو گئے انگد نے موقع پاتے ہی کود کے تلوار سے اس ملعون کا سر کاٹ لیا جسم زمین پر گر پڑا اور خون کے دھار بہ چلے بجر درنشٹ کے مرتے ہی راچھس بھاگ گئے اور ساری کیفیت راون کو سنائی ادھر انگد راچھسوں کو مارتے ہوئے اپنی فوج میں داخل ہوئے اور فوج میمون میں فتح و نصرت کے شادیانے بجنے لگے ؛

سرگ ۵۵

انکپن اور فوج میمون کی جنگ

بالمیک جی گوہر افشاں ہیں کہ جب بجر درنشٹ مارا گیا راون نے حال سنا بہت افسوس کیا انکپن راچھس کو بلایا اور اجازت دی تم نے بہت دنوں نمک کھایا ہے گھر بیٹھے تنخواہ لیتے رہے کسی مہم پر نہیں بھیجا اب حرام خوری چھوڑ دو اور غنیم سے جا کر اپنے بھائی بندوں کا قصاص لو انکپن حکم سنتے ہی راون کے قدموں پر گرا اور سات بار طواف کر کے گرجتا ہوا شاہ لنکا کے دربار سے نکلا ۔ اتفاق سے رتھ کے گھوڑے بیمار ہو گئے تھے مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا رتھ کو ہنکا کر میدان رزم میں کھڑا کر دیا راچھس بھی مسلح ہو کر ہمراہی میں ایستادہ ہیں بندروں میں انکپن کے آتے ہی کھلبلی پڑ گئی مگر جنگ دیکر رامچندر کی جے جے کار کہتے ہوئے درخت اور پتھر لیکر حریف کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے طرفین سے جوش ہو نے لگے غضب کی خونریزی ہوئی کہ زمین کانپ گئی اور آسمان غبار آلود ہو گیا ایسی تاریکی تھی کہ کسی کو کچھ سوجھتا نہ تھا البتہ آواز سنائی دے جاتی - اپنے پرائے کا کچھ بھی خیال نہ تھا بندروں اور راچھس راچھسوں کو مارتے کٹتے خون کے چھینٹے ہو گئے اور درخت پتھر گرز اور تلوار گدا موسل سے زمین پر تل رکھنے کی جگہ نہ تھی انکپن پکار رہا ہے کہ ابھی بندروں کو مار لیتا ہوں اسی طرح بندر اپنی فتح کے نلکار رہے تھے کہ بہادر بھاگتا نہیں منل مکھی کے نشاچروں کو مل کے خاک میں ملا دینے لگے کومود نیل مہندر نے بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھاڑ لئے اچھسی فوج

جب کہ انھیں درختوں سے مقابلہ کر رہے تھے

سرگ ۵۶

ہنومان جی کے ہاتھ سے انکپن کی موت

انکپن بندروں کا جوش دیکھ غصہ سے کانپ اٹھا سارتھی کو حکم دیا کہ جہاں یہ تینوں مبارز
ہیں ہمارے رتھ کو لے چلو آج ان لوگوں سے قصاص لینا ہے ہم نے آج تک کبھی لڑائی میں
شکست نہیں کھائی ہمیشہ فتح ہوتی رہی سارتھی رتھ کو فوج میں دوڑا رہا ہے انکپن
تیروں سے بندروں کی صفیں الٹا رہا ہے بندر مخوف ہوتے ہنومان جی بندروں کو بھاگتے دیکھ
کر لعنت ملامت کرنے لگے بندر ہنومان کی آڑ پر آئے انکپن نے نگاہ غیظ سے ہنومان جی
کو دیکھا اور بادلوں کی طرح تیروں کی بوچھاڑ کرنے لگا ہنومان جی اسکی دلیری پر ہنسنے لگے
اور اس زور سے نعرہ مارا کہ زمین ہل گئی ہنومان جی کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا نہ کوئی پتھر
نہ درخت خالی ہاتھ حریف کی فوج میں شیر کی طرح گھس گئے اور جس طرح شیر ہرن کے
غول میں بے خوف شکار کرتا ہے اسی طرح ہنومان جی نشاچروں کے گلے چیر چیر کر پھینکتے
رہتے ہیں اتنے میں انکپن نے پانچ تیر ہنومان پر مارے ہنومان جی نے وار خالی دیا اور
انکپن کو سلا پر دے مارا انکپن بچا اپنے گیا ہنومان جی نے دوسری سلا اٹھا کر پھینکی
انکپن نے تیروں سے کاٹ گرائی پھر ہنومان جی نے ایک تناور درخت اکھاڑ کے
انکپن کی پیشانی پر مارا اس نے اس کو بھی کاٹ دیا۔ ہنومان جی کو اب تاب کہاں جھپٹ
کر دو تو بازو پکڑ لیے اور کئی بار چرخ دیکر زمین پر ٹپک دیا انکپن سنبھل گیا ہاتھ سے چھوٹ
کر فیل پر سوار ہوا ہنومان جی نے فیل مست کے پاؤں پکڑ پکڑا کر آسمان کی طرف پھینکے جن کے
گرنے سے ہزاروں راکھشس دب کر ہلاک ہوتے جاتے تھے انکپن نے ہنومان جی کے زور طاقت
دیکھ کر دانتوں تلے انگلی دبائی اور ہنومان جی نے اٹھا کر اس زور سے ٹپکا کہ دم فنا ہو گیا۔

سرگ ۵۷

راون کے حکم سے پرہست نیتر کی میدان جنگ میں لڑائی

راون پس کمینت نشاچر مچی ہے کہ سانحہ طے ہو رہا پیش پر انسانوں سے کچھ پوچھا کہ سب

کرنا چاہئے سب سرمرد رگھوبنس کی کیسی ہی کہے منہ سے بات نہ نکلی راون اس سے مایوس ہوکر پرہست
کے پاس پہنچا اور بولا دیکھو بلا تدبیر لنکا کا محاصرہ ہوگیا رعایا پریشان ہو رہی ہے لڑائی کے
سوا کوئی چارہ نہیں میں بھی جنگ آزمائی کے لئے تیار ہوں کمبھ کرن اور اندرجیت بھی
خنجر بکف بیٹھے ہیں لیکن میری رائے میں اس معرکہ کے لئے تم سے زیادہ کوئی موزوں
نہیں تم جھڑک بھی دوگے تو بانروں کا مرغ روح پرواز کر جائیگا تم سے بڑھ کر کوئی
مرد میدان نہیں نہ دوسرا تمہاری طرح اپنے آقا کا خیر خواہ و جان نثار ہے۔
بانر تمہارے سامنے کیا ٹھیر سکینگے تمہاری گیدڑ بھبکی اُن کے لئے کافی ہوگی سب ذرا
سی ڈپٹ میں بھاگ جائیں تب کی سند رام و لچھمن برہنہ پا بیابانی بھی ہوں تو کیا کر سکتے
ہیں اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا تم نے دیوتاؤں کو گھر میں گھس کر مارا ہے اب تمہارا ہی
گھر ہے تم ہاتھ پاؤں ڈال دو تو الٹی گنگا بہنے میں کیا شک دشمن کو زیر کرنے میں دولت
و حکومت ملتی ہے میدان جنگ میں کٹ مرنے سے سرگ کے آرام نصیب ہوتے ہیں پھر
تامل فضول ہے جس بات میں میری بہبود سمجھو کرو۔ اگر میرا راج قائم ہے تو دولت
بھی تمہاری ہے ورنہ سب ندارد *

پرہست۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر مگر افسوس یہ آتا ہے کہ آپ نے بیٹھے بٹھائے
ناحق درد سر مول لیا بھبھیکن کو آپ نے گوگردنیاں دلوائیں یہ عقلمندی نہ تھی آپ کو واجب
تھا کہ جانکی کو روانہ کر دیتے پھر نہ حملہ تھا نہ محاصرہ مگر اب گئی گذری باتوں سے فائدہ
ہی کیا "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد" جو تیر کمان سے نکل چکا اس کا
پھر ہاتھ آنا محال اس لئے جو سر پر آپڑی اس کا انتظام چاہئے آپ لڑائی کے لئے
کمر بستہ ہیں تو میرا بھی قدم آگے سمجھئے فوج تیار کھڑی ہے ابھی بہت راچھس آئے جاتے ہیں +
یہ کہکر اس نے نقارہ پر چوٹ دی تو ایک لشکر جرار بات کی بات میں صف بستہ ہوگیا
گھوڑوں کی ہنہناہٹ ہاتھی کی چنگھاڑ جنگی باجوں کی آواز اور نقیبوں کے کڑکوں کے شور
سے زمین گونج گئی پرہست کا رتھ تختہ تھا یا بقعہ نور اہل نظر کی آنکھ نہ ٹھیرتی تھی معلوم ہوتا تھا
کہ سورج زمین پر اتر آیا پرہست راون کی جے جے کار کا آوازہ بلند کرتا ہوا پورب کے
دروازے سے نکلا۔ ادھر برہمنوں نے ہون میں آہوتی دی منتر پڑھے جانے لگے
سری رامچندر کی جے سری لچھمن کی جے کا شور بلند ہوا *

پرہست کے ساتھ نرانتک کمبھ۔ ہنو۔ مہاناد اور سومنت چار نائب سلطنت تھے۔
جس وقت ان سب کا کوچ ہوا۔ لنکا کے گھر گھر سے رونے کی آواز آنے لگی عورتیں سر
پیٹتی تھیں کہ آہ سہاگ رخصت ہوا گریہ وزاری تھی کہ بس ہماری ہٹی خراب ہو گئی بد شگونیوں
کا یہ حال تھا کہ سیار چیختے چلاتے تھے آسمان سے معلوم ہوتا تھا کہ انگارے برس رہے ہیں۔
سیارے آپس میں ٹکرانے لگے بادل کی گرج کان کے پردے پھاڑتی تھی اوج فلک سے
خون کی بوندا باندی ہونے لگی گدھ دکن کی طرف منہ کر کے دھجا پر آ بیٹھے الغرض ایسی ایسی بدشگونیاں
بہت سی ہوئیں پرہست سب سے واقف تھا لیکن ہمت باندھ کر جی کڑا کر کے میدان
جنگ کی طرف بڑھا۔ بانروں نے دیکھا تو درخت اور پتھر لے کر لپکے دونوں طرف بانکا
غل تھا۔ بانر کلکاری مارتے تھے راچھس کلکارتے تھے پرہست بانروں کو نظر میں لاتا
تھا ڈینگ تھی کہ سب نرم چارہ ہیں مکھی مچھروں کی بساط ہی کیا +

سرگ ۵۸

نیل کے ہاتھ سے پرہست کا قتل

لنکا کے مشرقی پھاٹک پر ایک ٹڈی کا سا دل دیکھ کر سری رامچندر جی نے بھبھیکن سے
دریافت کیا کہ کس کی فوج آ رہی ہے بھبھیکن نے عرض کی مہاراج! پرہست لنکا کا
سپہ سالار اعظم آ رہا ہے اس نے کئی بار دیوتاؤں کو نیچا دکھایا فنون حرب و ضرب اور طاقت
و شجاعت میں راون کی ٹکر کا کوئی ہے تو صرف یہی ÷
سری رامچندر جی نے پھر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ واقعی پرہست اچھے ڈیل ڈول کا ہے
ہاتھ پاؤں کا بہادر ہے۔ راچھس بھی سب کے سب زبردست پر تکیہ لگائے۔ گدا دیکھ کر بانر
درخت اور پتھر لے کر دوڑ پڑے مارنے لگے جو تھا دانت کٹکٹا کر مخالف پر حملہ کرتا تھا ہزاروں
بانر قتل ہو گئے ہزاروں خون میں ڈوبے ہزاروں نے بھاگ کر جان بچائی ثابت قدم رہنے
والے جیسے ہی بے پرواہ دریائے خون میں تیر تیر کر دشمنوں کو دانتوں سے کاٹتے اور ناخن
سے نوچتے تھے راچھسوں کی طرف سے گدا۔ مگدر۔ پریگھ اور لات گھونسوں کی مار
پڑتی تھی نرانتک مخبرہ سپہ سالاروں نے وہ ہاتھ دکھائے کہ بانروں کے خون سے زمین سرخ ہو گئی

دوبد اور جاموان نے پہاڑ کا ایک ٹکڑا اس زور سے مارا کہ چاروں کے چاروں میں سوئے
سانس بھی نہ لی پربست آگے بڑھا تو خون سے زمین بیر بہوٹی ہو گئی معلوم ہوتا تھا کہ
پلاس کے پھول بکھرے ہوئے ہیں زخمی کچھوؤں کی طرح تیر تیرتے تھے بانوں کی سواریں
تیراک الجھ رہے تھے چربی کا بہین چھایا ہوا تھا نداریں طوفان کے تھپیڑے کا نظارہ دکھا
رہی تھیں نیل اس دریائے خون میں کھڑی لگاتا ہوا پربست پر لپکا اور پہنچتے ہی
پیشانی پر اس زور سے گھونسا مارا کہ مخالف تیورا کر گر پڑا مگر فوراً ہی سنبھلا اور دھنش کا
چلا چڑھا کر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی نیل کا بدن چھلنی ہو گیا اور تاؤ کھا کر ایک درخت
سے اس کی بائیں کنپٹی نکالی پربست ثابت قدم تھا وار سہ گیا اور تیروں سے خبر لینا شروع
کی نیل زخمی تھا مگر ہمت نہ چھوڑی سال کے درخت سے گھوڑوں پر حملہ کیا پربست نے وار
روک کر چاہا ہی تھا کہ تیر سے خاتمہ کر دوں مگر نیل نے دھنش کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے
پربست موسل لیکر جھپٹا خوب لڑائی ہوئی دونو فریق خون میں نہا گئے موسل ٹوٹا تو کشتی کی
نوبت آئی لات گھونسے چلنے لگے نیل سری رامچندر جی کی جے جے پکارتا تھا پربست راون کی
پربست کے دوسرے موسل سے نیل کی پیشانی تڑخی نیل نے درخت سے جواب دیا پھر موسل
کا وار ہوا تو نیل نے ایک چٹان سے حریف کا اس طرح سر پھاڑ دیا کہ تن سے دم
نکل گیا بدن اس طرح لہولہان ہوا کہ گیرو کے پہاڑ کی سرخی مات ہو گئی راچھس سر پہ
پاؤں رکھ کر بھاگے راون کے یہاں ماتم چھا گیا نیل کی تعریفوں کے پل باندھے گئے
فوج میں خوشی کا باجہ بجنے لگا۔

سرگ ۵۹

راون کی میدان جنگ میں شکست

پربست کی خبر مرگ نے راون کی کمر توڑ دی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔
ساری فوج کی ہمت ٹوٹ گئی راچھس جی چھوڑ بیٹھے سب کو حیرت تھی کہ معاملہ کیا ہے۔
بانروں نے سمندر پر کو نقش قدم بنا لیا اہل لنکا کی گھبراہٹ نے راون کو یہاں تک پریشان
کیا کہ بیخودی غالب ہو گئی غش سا آگیا آخر طبیعت سنبھال کر سب کو طلب ہوا کہ بیشک دشمن

نتواں حقیر و بیچارہ شمرد - ایک چنگاری تنکوں کے پہاڑ کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے چیونٹی کی کچھ
بساط نہیں لیکن ہاتھی کو اس کے ناک سے نچا سکتا ہے فیل بان ہے تو کیا گو اس نے اندر
کو کبھی کرتے ہیں بٹھا دیا - مگر مرد ہمت نہیں ہارتے بہادروں کا کام چوڑیاں پہننا نہیں
آپ لوگ نہ گھبرائیں اب کے میں خود معرکہ آرائی کروں گا دیکھوں کون بچ کے کہاں جاتا
ہے سب بانر رنڈیوں کی طرح پیٹ نہ لئے جائیں تب میرا نام راون یہ کہہ کر وہ رتھ پر سوار
ہو گیا۔ رتھ کی خوبیوں کا کیا کہنا سورج کی چمک دمک گرد تھی اس پر راون کے شعلہ غضب
لو اعلے انور تھے۔ جس وقت گھوڑے لنکا کی چوکھٹ لانگھے راون کی جے جے کا شور
بلند ہو گیا سنکھ گھڑیال ایسے جنگی باجے طبل جنگ کے ساتھ بجنے لگے راچھسوں کا دل
ہاتھوں بڑھ رہا تھا ہر ایک کی یہی صدا تھی کہ بس آج مار لیا پالا ہمارے ہاتھ لشکر جرار
کے بوجھ سے زمین جھکی جاتی تھی کوہ پیکر اور مہیب شکل راچھس شیوجی کے ہمراہی بھوت
پشاچ معلوم ہوتے تھے راون دیکھتا کیا ہے کہ ایک بادل کا بادل چھایا ہوا ہے شور و
غل سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی بانر درخت اور پہاڑ کے ٹکڑے لئے ہوئے تن
اکڑ رہے ہیں یہاں سری رامچندر کو لشکر مخالف کی نقل و حرکت کا پرچہ لگا تو بھبھیکن
سے فرمایا دیکھنا یہ فوجی سمندر کہاں سے امنڈا چلا آ رہا ہے سینکڑوں نشان لشکر
ہزاروں جواہر نگار چتر نظر آ رہے ہیں جو ہاتھی ہے ایراوت کی ٹکر کا جو راچھس ہے
ہاتھی کا سا پہاڑ ایسے ڈیل ڈول کے راچھس تو پہلے کبھی نہ دیکھے تھے محاسب عقل
گن سکے کیا مجال ✣

بھبھیکن - رگھوکل بھوشن اس وقت آپ کے سامنے تمام لنکا کے چیدہ چیدہ سورما
جمع ہو گئے ہیں وہ دیکھئے اکمپن ہے اسکی طاقت اس پر ختم ہے دیکھئے کیسی آنکھیں لال
انگارہ رکھی ہیں چہرہ گرم تو اہو رہا ہے جس رتھ کی پتاکا آسمان سے باتیں کر رہی ہے اس
پہ راون کا فرزند اکبر اندرجیت سوار ہے ہاتھی کا سا ڈیل ڈول بڑے بڑے دانت مایا
میں کامل - جادوگری میں فرد - مہا بیر جی کو برمھ پھانس میں اس نے پھانسا تھا اور تشریح
کی ضرورت نہیں اس کے قریب آتی بیر کو ملاحظہ کیجئے یہ بڑا دلاور ہے اور طاقت کا یہ حال
پہاڑ تک اٹھا لے جس فیل سوار کے ہاتھ میں وحشت ہے لئے اتی اکائے کہتے ہیں اور ہر مردہ
سامنے ہے جسکے ہاتھ کا گھنٹا بج رہا ہے پشاچ لئے سمجھئے جیسے گھوڑے پر سوار اور گدھ بنے

چلا آرہا ہے جس کے دھنش کی ٹنکار سنائی دیتی ہے اسے نکمبھ کہتے ہیں راون کے جوڑ کا شہ
زور اس وقت ہے زیبی جس کی پرتگیہ میں بجر اور سونے کی رونق دکھائی دیتی ہے اُسے
کمبھ کرن کا لخت جگر سمجھئے نرانتک ہے جس کے ہاتھوں میں پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں
وسط میں آپ جس کے چہرے میں گھوڑے اونٹ ہاتھی اور ہرن وغیرہ کے منہ ملاحظہ کر رہے
ہیں لنکا پتی راون وہی ہے سر پر چاند کی طرح روشن چھتر سر پر جڑاؤ مکٹ اوج
اقبال کا یہ حال کہ اندر برن اور جمراج نام سے کانپتے ہیں زور بازو کی یہ کیفیت کہ
کبیر سے اچھین کی ببھیکن نے اس طرح ایک ایک سردار وہمراہی راون کا نام گنا دیا
اور شباہت سے پہنچوا دیا کہ کون سا بہادر کون ہے۔

سری رامچندر جی نے جس وقت راون کو دیکھا ببھیکن سے فرمایا اس میں شک
نہیں کہ راون بڑا اقبال مند ہے سورج کی طرح جمال کیا جو کوئی نظر بھر کر دیکھ سکے اس کے
زہے نصیب جمراج کی بھی یہ شان و شوکت نہ ہوگی مگر یاد رکھنا میرا آفتاب اقبال
روشن ہوا اور اس کے تارے کی روشنی رخصت ہوئی سیتا ہرن کے وقت سے جو بخار دل میں
ہے آج اس کے نکلنے کا وقت آگیا اب اس کی خیریت نہیں بے مارے نہیں چھوڑونگا
اتنا کہتے ہی جوش آگیا اور خود بدولت چلے پر تیر چڑھا کر کھڑے ہوگئے راون کی نظر
پڑی تو جلال قدرت سے سہم گیا رتھ روک کر ارکان دولت سے بولا سب لوگ میرے
ساتھ کیوں چلے آتے ہیں لنکا سنسان پڑی ہے بانروں کا حال معلوم ہے ان کو گھر سے
اس گھر میں پہنچ جانا کچھ مشکل نہیں جب شہر سونا پائینگے تو ضرور شور مچائینگے عورتیں
غریب کیا بنا لینگی اس سے پہلے گھر کا انتظام کر لو۔ پھر میدان جنگ کی طرف قدم بڑھاؤ
حکم کی دیر تھی بہت سے راچھس لنکا کی اندرونی حفاظت کے لئے دوڑ پڑے اور
راون نے رتھ آگے بڑھایا فوج اس طرح آگے بڑھ رہی تھی جس طرح جانوران دریائی
پانی چیرتے ہوئے بہاؤ میں جاتے ہیں سگریو نے راون کو بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا دیکھ کر
ایک درخت سے وار کیا لیکن راون کے بان سے پیش نہ گئی خود ہی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ راون
نے پھر دانت کٹکٹا کر ایک بان سے سگریو کی جان لینا چاہی جس وقت بان چلہ سے
نکلا آگ کے شعلے نکلنے لگے سگریو کا بدن زخمی ہوا اور بان زمین میں غائب زخم کاری
تھا۔ سگریو غش کھا کر گر پڑا۔ راچھس غل مچانے لگے کہ وہ مارا۔ یہ شکار جیت کیا اتنے

ہی ہیں جیسے گج گواچھ گری سکھین سرب جوت مکھ۔ نل نیل ادرست بلی ایسے ایسے نہنگ
دریائے شجاعت پہاڑ اور درخت لے لیکر جھپٹے بزن بزن کا شور بلند ہوا مگر راون نے وہ پار
بالوں ہی ساری بلبلی چھانٹ دی ہزاروں ضخیم انگن بازوں کو تیروں پر رکھ کر بستر خاک
پر سلا دیا بازوں کے لشکر میں ہلچل مچ گئی سب کے پاؤں اکھڑ گئے جس کا جدھر سینگ
سمانا تھا بھاگا جاتا تھا قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ سری رامچندر کو اس وقت نہایت غصہ
معلوم ہوا دھنش تان کے چلنے ہی کو تھے کہ سری لچھمن جی ہاتھ جوڑ کر بولے کہ آپ کو تکلیف
کرنیکی ضرورت کیا ہے میں اس کے لئے اکیلا کافی ہوں میرے بان اس کی جان لیکر سر ہو نگے
سری رامچندر جی نے فرمایا اچھا تم ہی جاؤ مطلب سے مطلب ہے مگر دیکھو خوب ہوشیار
رہنا۔ راون کوئی ولا چنا نہیں اس میں تینوں لوک جیتنے کی طاقت ہے ؀
لچھمن جی قدموں پر سر جھکا کر چل پڑے دیکھا کہ راون کے بازو ہاتھی کی سونڈ کی طرح
شہ زور ہیں اور اس کے تیروں نے خون کی ندی بہا رکھی ہے ہنومان جی جلو میں تھے
سامنے پہنچتے ہی اس زور سے گرجے کہ راون کا کلیجہ دہل گیا ہاتھ تھر تھر لگے تیر بھی سے نہ
نکل سکا ہنومان جی نے داہنے ہاتھ سے رتھ کا پہیہ تھام لیا اور بولے کہ سن تجھ کو ناز
ہے کہ دیوتا۔ دانو۔ راچھس۔ گندھرب۔ کنر تیرا کچھ نہیں بنا سکتے لیکن یاد رکھ کہ بانر
ہی تیرا اپار نکالینگے میں تجھے چٹنی کر دونگا۔ اگر کچھ دم دعیہ ہے تو لے میں یا مٹھ ہاتھ کا
گھونسا مارتا ہوں تو برداشت کر۔ یہ تو میں قائل کہ ہاں تو بھی کچھ ہے راون آنکھیں
لال پیلی کرکے بولا کہ فضولیات سے کچھ فائدہ نہیں تم شوق سے میرے سینے پر گھونسا
مارو تمھیں بھی تو آزمائش ہو جائیگی مکھی مچھروں میں کتنی طاقت ہے ؀
مہابیر جی ہنسے اور فرمایا کہ راون سنو دنیا میں تین طرح کے آدمی ہوتے ہیں گیانی
اگیانی، مورکھ۔ گیانی کو تو سمجھانیکی ضرورت نہیں لیکن اگیانی سمجھانے سے سمجھ جاتے
ہیں صرف مورکھ ہی وہ پتھر ہیں جن میں جونک نہیں لگتی۔ تم گیانی یا اگیانی ہوتے کبھی آزمائش
کا خواب نہ دیکھتے لنکا جلانے۔ اچھے کمار کو مارنے پر بھی آزمائش کی ہوس باقی ہے تو اس سے
بڑھکر بیوقوفی اور کیا ہوگی اب آزمائش میں کچھ کسر رہ گئی ہے تو صرف اتنی کہ ابھی
تمھیں خاک پر سلا دوں ؀
ابھی سلسلۂ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ راون نے تڑ سے ایک طمانچہ رسید کر دیا مہابیر جی

کی آنکھوں میں اندھیرا تو چھا گیا مگر ضبط کر گئے اور ڈپٹ کر ایک پتھر ایسا مارا کہ راون تھرتھر
کرو ہیں لیٹ گیا۔ بانر اور دیوتا یہ معرکہ دیکھ کر خوش ہو گئے اور ہر جگہ ہنومان جی کی واہ واہ
ہوئی جب راون کے ہوش ٹھکانے ہوئے اٹھ بیٹھا اور بولا کہ واقعی تم بڑے شہ زور
ہو میں تمہاری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مہابیر جی۔ تم میری طاقت کی تعریف کرتے ہو میں اپنے زور بازو کو دھکارتا ہوں
کہ تمہاری جان چھوڑ دی۔ راون اس تقریر سے پھر آگ بگولا ہو گیا آنکھیں خون میں
ڈوب گئیں اور ایک لات اس زور سے مارا کہ مہابیر جی تیور آ گئے۔ چکرانے لگے اس
وقت نیل اور اندرجیت میں گھمسان لڑائی ہو رہی تھی دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے
تھے راون مہابیر جی کو چھوڑ کر اُن کی طرف گیا اور تیروں کی بارش شروع کی نیل موت کے
منہ میں تھا لیکن پہاڑ کے ٹکڑے اسی طرح کھینچ کھینچ کر مارتا تھا کہ مخالف کے بھی اوسان خطا
تھے اتنے ہی میں مہابیر جی کی غشی دور ہوئی وہ اٹھ بیٹھے دیکھا کہ راون نیل پر تیروں کی
بوچھاڑ کر رہا ہے گرج کر بولے کہ او راون بھاگ کر کہاں منہ چھپا گیا مردوں مقابلے
نہیں ہٹتے پہلے مجھ سے نپٹ لے کر پھر نیل کو منہ دکھا شاستر کا حکم ہے کہ مغرور کو مارنا چاہئے
نہیں اس لئے طرح دیتا ہوں جس میں کوئی نہ کہے کہ بھگوڑے کو مارا۔

یہ فرما کر ہنومان جی کچھ سے پھر پڑے اور راون نے نیل کے پہاڑ کو سات بانوں سے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا نیل زخمی ہوا تو اس نے قد چھوٹا کر کے چھلانگ ماری اور رتھ پر چڑھ بیٹھا
راون نے بان مارنا چاہا تو دھنش پر ہاتھ ڈال دیا نیل نے وہ اچھل کود مچائی کہ راون کے
ہوش خطا ہو گئے کبھی نیل دھنش پر تھا۔ کبھی چھتر اور تاج پر۔ راون نے اگنی بان
چلے میں جوڑا کر منتر پڑھنا شروع کیا اور سر نیچا کر کے بولا کہ لے نیل بہت نایا ندکیا
دیکھے اب زندگی کی خیر مناؤ۔

یہ کہتے ہی اس نے اگنی بان نیل کی چھاتی میں پیوست کر دیا۔ نیل کو معلوم ہوا
کہ سر کھینچا جاتا ہے وہ فوراً گھبرایا پرستے منہ کے بل گر پڑا۔

اگنی بان جان لئے بغیر نہ رہتا مگر خیریت ہوئی کہ نیل اگنی کا فرزند تھا اگنی اور
سری رامچندر جی کے فیض توجہ نے جان بچائی۔

راون کو یقین ہو گیا کہ نیل بھی ہنومان جی سے کم نہیں اس لئے وہ موقع بچا کر

لچھمن جی کی طرف بڑھا اور خوب نعرے تیز کئے لچھمن جی نے فرمایا کہ تم جانتے نہیں
میں تمہارا کال ہوں بھاگنے کی سند نہیں ابھی خاک پر لوٹتا دکھا دونگا ۔
راون جھلا کر بولا۔ بڑھ بڑھ کے باتیں نہ مارو۔ اب موت میری آنکھوں کے سامنے
ہے آئی۔ بچ کے کہاں جا سکتے ہو۔ ابھی ہیکڑی گرد برد کئے دیتا ہوں ۔
لچھمن جی۔ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ تم اپنا ادھر ہی میرے سامنے کیا منہ
کھولیگا تمہیں جب طاقت پڑنا ہے اسے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں ۔
راون غصے میں بھرا ہوا تھا آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اس لئے چلہ چڑھایا و
سات تیر سر کئے لچھمن جی نے سب وار خالی دئے اور ساتوں بان کاٹ ڈالے راو
صدہا بان مارے مگر ہر وار خالی گیا جو تیر چلے سے نکلتا تھا لچھمن جی اسے کاٹ دیتے
تھے راون کی کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ آخر اس نے برہم بان منتر پڑھ کر مارا جس سے
لچھمن جی کی پیشانی چھد گئی۔ مگر انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اور لڑے بھی ٹکڑے
ٹکڑے کر کے تین بان راون کو مارے ایک بان سے راون کا دھنش پیچھے پرچے
ہو گیا دوسرے سے پیشانی لہولہان ہو گئی تیسرا کمر کو چھید گیا ۔
راون صدمہ درد سے تڑپ گیا جسم خون میں ڈوب گیا بدن کی چربی بہنے لگی ر
کچھ پاس نہ رہا اس نازک وقت میں اس نے برچھی شکتی ہاتھ میں لے لی شکتی کے ہاتھ
میں آتے ہی دھواں اٹھنے لگا۔ بانر مارے خوف کے کانپ اٹھے اور راون نے فوراً ہی
وار کر دیا۔ شکتی برہما کا عطیہ تھی اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا لچھمن جی نے اسے بھی
کاٹ ڈالا لیکن ایک کرچ سینے میں چھد گئی اور غش کھا کر زمین پر چت ہو گئے راون
نے سوچا کہ ان لوگوں کے مرنے کا اعتبار نہیں گھڑی بھر میں مرتے ہیں اور گھڑ
بعد ہی اٹھتے ہیں اس لئے لچھمن کو سمندر ہی میں پھینک دینا چاہئے کہ جانور
کو چارہ مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے لچھمن جی کو اٹھانے کی کوشش کی مگر
دم پھول گیا اور راچھسوں نے بھی ٹکا ٹکہ کر زور لگایا۔ مگر جسم کو حرکت
نہ ہوئی۔ اتنے ہی میں ہنومان جی لپکے ہوئے آئے اور راون کی چھاتی پر ایک گھونسا
مارا کہ تیورا کر گر پڑا۔ دسوں منہ اور بیسوں کانوں اور آنکھوں سے خون کے
فوارے چھوٹنے لگے۔ تھوڑی دیر میں ہوش آیا۔ تو چپ چپاتے رتھ پر

جا بیٹھا اور سوچنے لگا کہ کہاں چھپ کر جان بچاؤں ہنومان جی لچھمن جی کو اٹھا کر سری رامچندر جی کے پاس لے گئے قدرت دیکھئے کہ جن لچھمن جی کو راون اور اس کے بہت سے سورما اٹھا نہ سکے انہیں ہنومان جی اکیلے اٹھا لائے جس وقت سری رامچندر جی نے نظر کی برہما ستر یہ سوچ کر خود ہی نکل گیا کہ وار کارگر ہؤا اب سرزنش فضول ہے راون کے تیروں کی بوچھاڑ جاری تھی لچھمن جی بھی خواب غشی سے بیدار ہو گئے سری رامچندر جی سے غصہ ضبط نہ ہؤا تیر ترکش سنبھال راون کے مقابلے کو چلے ہنومان جی نے انہیں پیٹھ پر چڑھا لیا رامچندر جی دھنش بان چڑھا کر میدان جنگ میں گرجے کہ او راون! لچھمن جی کو زخمی کر کے کہاں بھاگا جاتا ہے ٹھیر میں آگیا جس طرح جنستھان بن میں چودہ ہزار بڑے بڑے قوی بال راچھس مارے میں نے اسی طرح تجھ کو اور تیرے بھائی بندوں کو نشانہ اجل نہ بنایا تو اپنا نام رام نہ رکھوں ۔۔

راون نے سری رامچندر جی کو ہنومان جی کی پشت پر سوار دیکھ کر ہنومان جی کو تیروں سے چھید دیا۔ رامچندر جی کی آنکھوں میں خون اتر آیا ان سے ہنومان جی کی تکلیف برداشت نہ ہوئی۔ فوراً ہی دھجا گرا دی۔ پتاکا توڑ ڈالی شستر بیکار کر دئے سارتھی کو مار گرایا اور راون کے جسم میں ایسے تیر پیوست کئے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا سری رامچندر جی نے غش آلودہ پر ہاتھ اٹھانا مناسب نہ سمجھا وہ تھوڑی دیر رکے رہے اور جب پھر راون ہوش میں آیا تو ایک بان اس خوبی سے سر کیا کہ راون کا مکٹ کنڈل زیور لباس بھی بدن پر باقی نہ رہا اور ننگا ٹھونٹھ سا کھڑا رہ گیا سری رامچندر جی نے فرمایا کہ صرف ایک تو باتوں کی اور کسر تھی مگر تو بہتوں سے لڑ کر تھک چکا ہے یہ کہنے کو نہ ہو کہ خستہ اور کسلمند کو رامچندر نے مارا تو کیا بڑا کام کیا چھوڑ دیتا ہوں چپ چاپ لنکا کی راہ لے جب کسل مٹ جائے ہاتھ پاؤں میں تازہ خون آ جائے تو دکھا دوں گا کہ میرے بانوں میں کیا قدرت ہے ۔۔

راون کے پاس نہ کوئی ہتھیار نہ بدن پر لباس دل میں کٹ گیا اور گردن جھکائے وہاں سے چل دیا راچھسوں کے لشکر نے بھی بھاگنے میں پیش قدمی کی سری رامچندر جی نے مردہ بانروں کو ہاتھ سے چھو کر زندہ کر دیا اور لنکا میں گھر گھر خبر ہو گئی کہ راون اس ذلت سے میدان چھوڑ کر جان بچانے پر مجبور ہؤا ۔۔

سرگ ۶۰

کمبھ کرن کی بیداری

جس طرح غیرت ہاتھی اور نیولے سے سانپ کی پیش نہیں جاتی یہی حالت سری رامچندر جی کے مقابلے میں راون کی ہوئی وہ دل میں کہتا تھا کہ اف! اوہ! یہ پرتاپ یہ اقبال راچھسوں سے بولا کہ میں نے جتنی تپشیا کی تھی آج خاک میں مل گئی جس نے اندر کو ناکوں چنے چبوائے وہ آدمی سے دم دبائے بس سمجھ لو کہ اقبال جواب دے گیا۔ میں جانتا ہوں کہ ذیل کے سراپ سچ ہونیکا وقت قریب ہے:۔

۱۔ برہما نے فرمایا تھا کہ انسان کے ہاتھ سے قتل ہو گے۔

۲۔ جب اکشواک بنس کے راجہ اترنیہ سے اور مجھ سے بگاڑ ہوا تو انہوں نے سراپ دیا تھا کہ میری نسل کا ایک شخص تجھے اور تیرے بھائی بندوں کو نشانہ اجل بنائیگا۔

۳۔ بیدوتی تپ کر رہی تھی میں نے زبردستی اس سے خواہش مباشرت کی اس نے بھی ایسی ہی بد دعا دی کیا عجب کہ جانکی کے قالب میں اسی کی روح موجود ہو:۔

۴۔ جس وقت میں نے کیلاش کی چولیں ہلائیں۔ پاربتی جی نے سراپ دے دیا کہ تم اور تمہارا خاندان نیست و نابود ہو:۔

۵۔ نندی کو کیلاش پر دیکھ کر اس لئے ہنسی آئی تھی کہ اس کا منہ بندر کا سا تھا اس نے فوراً بد دعا دی کہ دیوتا بانر کے بھیس میں تیرا ستیاناش کرینگے۔

۶۔ نل کوبل کی عورت رنبھا تھی۔ میں نے ہوائے نفسانی سے اس پر دست درازی کی اس نے بد دعا دی کہ طاقت پر نہ پھولو موت تم کو چپٹ کر جائیگی:۔

۷۔ پونج کستھلا ایک نازنین پر بھی میری نیت ڈل گئی تھی چاہتا تھا کہ زبردستی سے خواہش نفسانی پوری کروں۔ لیکن اس نے بھی سراپ دے دیا:۔

جو تپسوی ہیں جو پتی برتا عورتیں ہیں ان کی بات کبھی پٹ نہیں پڑتی مگر انسانی چولا بھی بار بار نہیں ملتا اس کی حفاظت ہر حال میں مقدم ہے اس لئے تمام توہمات کو

چھوڑ کر اہل لنکا کا فرض ہے کہ چاروں دروازوں کی کامل حفاظت کریں ایسا نہ ہو کہ
رامچندر کا اندرون شہر گزر ہو جائے اُس وقت کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگی علاوہ بریں اس
وقت کمبھ کرن کے جگانے کا موقع ہے راچھس جائیں اور اسے جس طرح ہو بیدار کریں اس کا
جاگنا مقدم ہے کمبھ کرن کی نیند خواب مرگ کم نہیں چھ مہینے تک سوتا رہتا ہے۔ چھ
مہینے کی نیند تو اچٹتی ہی نہیں شکر ہے کہ اب نواں مہینہ ہے آنکھ جگانے سے ضرور کھل جائیگی
وہ جاگتا ہوتا تو آج میں اس حالت کو نہ پہنچتا اس کی پلک سے جہاں پلک جدا ہوئی سارے
بانر سینا کا ایندھن بن جائینگے کمبھ کرن ایک ایک کو ہضم کر جائیگا کوڑی رکھی نہ لیگا اگر وہ
سوتا رہا اور میری گت مکت ہو گئی تو اس کا عدم وجود برابر ہے اس لئے اس وقت اس کو جگا دینا چاہیے
کمبھ کرن ایک بڑے بھاری غار میں محو آرام تھا غار کے نکاس کے دروازے کی بلندی
ایک جوجن تھی راچھس بڑی مشکل سے گپھا کے اندر جاتے تھے اور جب کمبھ کرن سانس لیتا
تو خزاں رسیدہ پتوں کی طرح اڑنے لگتے تھے کمبھ کرن جس زمین پر سو رہا تھا بالکل سونے
کی چٹان تھی اس کے جسم کے روئیں پہاڑ کے درخت معلوم ہوتے تھے اس کا جسم دریائے
زیور جواہرات میں غرق تھا راچھس بہت سا گوشت اور شراب لئے ہوئے نہایت ہی وقت
سے اُس کے قریب پہنچے دیکھا کہ چت پڑا سو رہا ہے سوچے کہ شاستر میں تو یہ لکھا ہے کہ
آدمی جب بیدار ہو آئینہ دیکھے مگر یہاں الٹا ہی ہے انہوں نے بھینسے ہرن سور سامنے
کھڑے کر دیئے اور جانوروں کا گوشت سامنے رکھ دیا اور شراب کے گھڑے تلے اوپر کر دئے
اور جگانے کی فکر میں چندن وغیرہ خوشبویات جسم میں ملیں دھوپ جلا کر گرمی پہنچائی۔
لیکن وہاں کچھ بھی اثر نہ ہوا خوب چلا چلا کر مدح سرائی شروع کی تو وہ بھی بیکار ہوئی سنکھ
بجائے ڈھول نقارے پیٹے تالیاں بجائیں مگدر موسل اور گرز سینے پر مارے ہزاروں
راچھسوں نے شور و غل مچایا ہاتھی کے انکس چبھوئے مگر اس کو آنکھ نہ کھولنا تھی نہ
کھلی آخر کار کانوں کے پاس توپیں چھوڑنے اور دس ہاتھیوں کے سر پر چنگھاڑنے سے اُس نے
ذرا آنکھ کھولی اور راچھسوں کے شور و غل سنکر غصہ سے اٹھ بیٹھا آنکھیں آگ کا کنڈ معلوم ہوتی
تھیں چہرہ موت کا دروازہ جیسے ہی جمائی لی راچھسوں کی روح قبض ہو گئی ڈرتے کہ کہیں
بھوک میں نہ کھا لے راچھسوں نے دوڑ دوڑ کر بھینسے وغیرہ کا گوشت سامنے رکھ دیا جو چیز
سامنے آئی اس نے ایک ہی لقمے میں ختم کر دی اور شراب کے سارے مٹکے خالی کر گئے

مؤلفہ اُفق

ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے بدن میں تھرتھری ہاتھ پاؤں
اوندھائے راچھس ہاتھ باندھے
کانپ رہے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ زبان کو ذرا بھی حرکت دے۔ جب کمبھ کرن نا شتے
سے فارغ ہوا۔ راچھسوں کی طرف نظر اٹھائی اور پوچھا کہو راجہ راون کیسے ہیں۔
کوئی نئی بات تو نہیں *
جیو پاکھ راچھس دست بستہ آگے بڑھا اور عرض کی کہ آپ کے اقبال سے نہ دیوتاؤں
کا خوف ہے نہ دانوں کا ڈر۔ گندھرب فرمانبردار ہیں کنہر اطاعت گذار لیکن پیکر انسانی
سے بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ لنکا بانروں سے گھر گئی ہے راجہ راون سیتا جی کو ہر
لائے سری رامچندر جی نے چڑھائی کر دی پہلے ایک بانر اچھے کمار اور بہت سے
راچھسوں کو مار کر لنکا چلا گیا اب خود راجہ راون میدان جنگ میں شکست فاش کھا کر
کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سری رامچندر جی نے فیصلہ کو کر دیا ہوتا نہ معلوم
کیوں طرح دے گئے جان جانے میں کچھ کسر باقی نہ رہی تھی۔
کمبھ کرن کا چہرہ لال بھبوکا ہو گیا آنکھیں خون کی بوند ہو گئیں بولا کچھ پروا نہیں
میں رامچندر جی کے سارے لشکر کو قتل کر دوں گا تب راجہ راون کو منہ دکھاؤں گا تم سب
گوشت کھاؤ شراب پی جاؤ۔ میں اب رامچندر اور لچھمن وغیرہ کا خون اکیلے پیوں گا اس میں
کسی اور کا حصہ نہیں *
مودر بولا کہ آپ کی توفیق رفیق کا کیا کہنا۔ مگر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ پہلے
راجہ راون سے ملاقات کر لیں پھر جو مشورہ قرار پائے اس پر کاربند ہوں ایسی عجلت
کی ضرورت ہی کیا ہے *
کمبھ کرن نے یہ بات منظور کی راچھس راون کے پاس دوڑے گئے خوشخبری سنائی
راون مارے خوشی کے اچھل پڑا کمبھ کرن نے ہاتھ منہ دھو کے اشنان کیا۔ زرنگار
لباس پہنا اور جواہر نگار زیوروں سے آراستہ ہو گیا چلتے وقت پھر کچھ شراب اور
پی۔ دو ہزار گھڑے خالی ہوئے مگر اب تک ہلکا سرور ہی تھا۔ کمبھ کرن نے جس وقت
قدم اٹھایا زمین ہل گئی راون کے دربار میں جاتے وقت بانروں نے پہاڑ سا ڈیل ڈول دیکھا
اور سراسیمہ ہو گئی مارے ڈر کے ادھر ادھر چھپنے لگے کسی کو غش آ گیا کوئی وہیں کا
وہیں کھڑا رہ گیا۔ سری رامچندر جی کی سپاہ میں کھلبلی سی مچ گئی *

سرگ ۶۱

کمبھ کرن کی صورت سے بانروں کا خوف

سری رامچندر جی خیمے سے برآمد ہوئے دیکھا تو ایک کالا پہاڑ چلا جا رہا ہے بھبھیکن سے بولے کہ پہچانتے ہو یہ کون ہے جب بانر ایسی صورت دیکھ کر بھاگ رہے ہیں تو اس سے لڑیگا کون ۔

بھبھیکن: کمبھ کرن اسی کا نام ہے اس نے بارہا دیوا اور اسر سنگرام میں فتح کا ڈنکا بجایا ہے دیوتا۔ دانو، جچھ، گندھرب، ناگ سب کو اس نے سرنگوں کیا ہے اس کے سامنے کسی کی مجال نہیں کہ قدم بھی ٹکا سکے بچپن میں نہ معلوم کتنے ذی روح چٹ کر گیا۔ جب خلقت پریشان ہوئی دیوتاؤں نے اندر سے فریاد کی کمبھ کرن کو خبر لگی تو اندر کے کھانے کو پہنچا اندر نے بجر کا وار کیا بجلی کی رسی ورا زیہ قہقہہ مار کر ہنسا ذرا بھی چوٹ نہ محسوس ہوئی اندر اور تمام دیوتا مارے ڈر کے بھاگ گئے تو اس نے ایراوت ہاتھی کا دانت اکھاڑ کر اندر پر ایسا وار کیا کہ سارا بدن خون میں نہا گیا اور غشی طاری ہوگئی جب اندر کو ہوش آیا تو روتے ہوئے برہما کی خدمت میں پہنچے وہاں تباہی مچائی عرض کی کہ آپ تو اہل دنیا کو خلقت وجود بخشینگے اور کمبھ کرن سب کا ایک لقمہ بنائیگا سلسلہ کائنات قائم رہنے کی کیا صورت ہے برہما سخت ناراض ہوئے اور سب راکھشسوں کو حاضری کا حکم دیا حکم کی تعمیل ہوئی راکھشس کمبھ کرن کو حلقے میں لئے ہوئے آستان بوس ہوئے برہما جی نے بد دعا دی کہ کمبھ کرن ہمیشہ خواب غفلت ہی میں رہے تاکہ خلقت کو اس سے ضرر نہ پہنچے +

راون دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ سونے کا درخت لگا کر کاٹنا چہ معنی دارد آپ اپنا شاپ قائم رکھئے لیکن کچھ اصلاح ضرور کیجئے برہما جی نے التجا قبول کی اور فرمایا اچھا چھ مہینے تک تو کوئی اسے جگا بھی نہ سکیگا اس کے بعد جگانے سے بیدار ہو سکتا ہے چنانچہ مہاراج یہ وہی کمبھ کرن ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں راون نے اسے جگا کر بلایا ہے اب یہ نہایت ڈھیٹ ہوگا بانروں کا خوف بجا نہیں ہے اس کے پیٹ میں

جائینگے مگر گھبرانے کی کوئی بات نہیں تسلی عجیب چیز ہے آپ بانروں سے کہہ دیجئے کہ راون نے
یہ ایک کھلونا بنایا ہے اس سے ڈرنے کی وجہ۔
سری رامچندر جی نے اسی طرح سب کو سمجھا بجھا دیا بانروں کو بھی یقین ہوگیا کہ واقعی
تماشا ہی ہے پس فوج تیار ہونے لگی ہنومان سربہ وغیرہ درخت اور پہاڑ لے لیکر
للکارنے لگے کہ بہادرو گھیر لو چاروں دروازوں کو۔

سرگ ۶۲

راون کی کمبھ کرن سے تحریک جنگ

کمبھ کرن کی روانگی کے وقت ہزار راچھس اس پر پھول برساتے چلے جب وقت
راون کے محل میں پہنچا تو دیکھا کہ راون اس طرح جڑاؤ سنگھاسن پر جلوہ افروز ہے
جس طرح ہمالیہ پہاڑ پر آگ سے جلتے ہی وندارت کی راون دیکھ کر خوش ہوگیا اور اپنے
برابر بٹھالیا کمبھ کرن نے دست بستہ عرض کی کہ میں خاک قدم ہوں جو حکم ہو اسکی
تعمیل میں جان تک حاضر ہے فرمائیے کیوں یاد ہوئی کوئی اینڈا بینڈا معاملہ تو نہیں اگر
کسی دشمن کی سرکوبی منظور ہے تو ابھی سر لا سکتا ہوں یہ سنکر راون ان باتوں سے
خوش ہوگیا بڑے پیار سے بولا تم ہمیشہ سوتے ہی رہتے ہو میں نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ
جگانے سے تکلیف ہوگی۔ مگر اب ایسی ہی مصیبت آپڑی کہ جگانے پر مجبور ہوگیا رامچندر
راجہ دسرتھ کے فرزند راجہ سگر لو کے ساتھ سمندر کے پار بانروں کا لشکر اتار لائے ہیں ہزارہا
راچھس قتل کر ڈالے ہیں لنکا شوربیروں سے خالی ہوگئی راچھسوں نے بھی بانروں کو
خوب مارا لیکن حیرت کی بات ہے کہ وہ پھر جی اٹھتے ہیں ہم لوگوں نے اپنی طرف سے
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی مگر بانر لوہا نہیں مانتے پیارے کمبھ کرن میں نے تم کو کس الفت
سے پالا نہ دن کو دن کہا نہ رات کو رات بہیر شوربیر کٹ گئے خزانہ خالی ہوگیا تمہیں بیس
دم نہیں اہل لنکا حیران و پریشان ہیں اب تمہارے سوا کوئی اس مصیبت کا ٹالنے
والا نہیں ہے جو بھائی کی مدد کرتے ہیں ان کا بڑے بڑے مستر نزول میں شمار ہے آ نے
[illegible]

سوتا ہے کہ تم لنکا کی حفاظت کرو میں نے دیوتا ۔ والو۔ راچھس ۔ گندھرب سب کی
بخت الیاف کبھی کسی سے نہ ڈرا اب نہ معلوم کیوں خوف غالب ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں
کبھی تمہاری نیند میں خلل نہ ڈالتا بس لشکر ساتھ لو اور رنسا کا کا دکھا دو تم سے بڑھ کر
آج تینوں لوک میں طاقتور نہیں سعادتمند بھی ایسے ہو کہ بڑے بھائی کے حکم سے کبھی
سرتابی نہ کی اس پر لطف یہ کہ مرد میدان بھی ہو بہت دنوں سے میدان جنگ کی
بھی سیر نہیں کی اس سے اٹھو اور اس طرح دشمنوں کو بے نام و نشان کرو جس
طرح ہوا تند سے بادل اڑ جاتے ہیں ۔

سرگ ۶۳
کمبھ کرن اور راون کی تقریر

راون کی تقریر پر کمبھ کرن نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا کہ جناب ! کیوں یاد
ہے میں نے کیا کہا تھا آپ کو جو نیک مشورہ دیتے تھے وہ تو گویا کانٹے بوتے تھے اور جس نے
الٹی پٹی پڑھائی ۔ ہاں میں ہاں ملائی آپ نے سمجھ لیا کہ بس وفادار ہے تو یہی جاں نثار ہے
تو یہی ۔ قدیم الایام یعنی سناتن سے یہ بات طے شدہ ہے کہ اچھے برے کرم یعنی فعل کا
پھل یعنی نتیجہ ضرور ہوتا ہے پن اور پاپ کے پھل بھی بارہ برس بارہ پچھ اور تین برس اور
تین مہینے میں ضرور ملتے ہیں چنانچہ آپ کو اعمال کا نتیجہ مل رہا ہے پاپیوں کے لئے تو
نرک ہی ہوا ہے خواہ زندگی میں خواہ موت کے بعد آپ نے زندگی ہی میں بیکنٹھ کو نرک
بنا دیا ہم سب نے آپ کو کتنی اونچ نیچ دکھائی مگر آپ اپنی طاقت کے نشہ میں چور تھے کسی
کی سنتے نہ تھے جن میں انجام بینی کا مادہ نہیں ان کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے جس نے
آغاز کے انجام اور انتہا کی ابتدا پر غور نہ کیا وہ بھی کوئی آدمی ہے جانکی جی کو لاتے
وقت عقل کہاں چرنے گئی تھی ۔ راج نیت کے پانچ اصول لوح دل پر لکھ
لینے کے قابل ہیں :-

۱۔ کام شروع کرتے وقت انجام پر غور کرے کہ کامیابی کی صورت کیا ہے :-
۲۔ کسی سے مقابلہ پیش آئے تو اپنی طاقت اپنی دولت ۔ اپنی فوج کو میزان عقل

ہیں تول لے تب مقابلہ کی جرأت کرے ॰

۳۔ موقع و محل کو ہر وقت ہر حالت میں مدنظر رکھے ॰

۴۔ آنیوالی آفتوں کا قبل ہی سے انتظام کرنا واجب ہے ॰

۵۔ جو کام کرنا منظور ہو اُس کے آغاز سے پیشتر سوچ لینا چاہیئے کہ اس سے فائدہ ہوگا یا نقصان جن کا ان پانچوں باتوں پر عمل ہے وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہوتے افسوس کہ آپ کا ان پانچوں میں سے ایک پر بھی عمل نہیں جب کوئی مہم پیش آئے تو انسان کو تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ اپنی کامیابی اور دشمن کی شکست سے کبھی غافل نہ ہو ॰

۲۔ کمزور دشمن سے جنگ آزمائی کرنا مناسب ہے زبردست سے صلح کر لینا عین عقلمندی ہے

۳۔ وزیر سلطنت کی رائے خواہ کیسی ہی ہو مگر راجہ کو دیکھ لینا چاہیئے کہ شاستر کے مخالف تو نہیں اور مشیر کار کو پہچاننے ہے کہ خیر خواہ ہے یا بدخواہ دشمن سے سازش تو کوئی مشورہ نہیں دیتا ॰

جس والیٔ ملک کو ان باتوں کا خیال نہیں اسکی سلطنت قائم نہیں رہ سکتی ایسے کم فہم تاجدار بکری کے گلے کا تھن ہیں جن میں دودھ کا نام نشان نہیں ہوتا راجاؤں کو ہمیشہ سام دام ڈنڈ بھید سے مطلب نکالنا چاہیئے جب صلح یا سازش یا رشوت سے مطلب برآری نہ ہو تب لڑائی کی ٹھانے اور ڈنڈ دینے پر آمادہ ہونا چاہیئے آپ کو صرف اپنی طاقت کا ہی زعم ہے سمجھتے ہیں کہ لڑائی ہی سے کام بنیگا یہ بڑی غلطی ہے ایسے خیال کے راجاؤں کو تکلیف اور کوفت کے سوا کچھ حاصل نہیں بھبھیکن کیا شاستر کا عالم اس نے برادرانہ محبت سے آپکی بہتری کے لئے کیا کچھ فہمائش نہ کی مگر آپکی قدردانی و معاملہ فہمی کے صدقے کہ ایسے لائق بھائی کی کمر میں لات دے دیا جب یہ حالت ہے تو بہتری معلوم ہا کہ آپ کے مشیروں کی رائے کچھ اور کنفی اور بھبھیکن کی نصیحت کچھ اور مگر آپ تو سوچئے کہ راہ راست پر کون ہے اگر ہزار آدمی شاستر کے خلاف بات کہیں تو جو ملنے بیوقوف ایک شاستر کا ماہر جو کہدے وہی پتھر کی لکیر شاستر خود بتاتا ہے کہ جسے شاستر کا علم نہیں وہ جانور ہے حیوان ہے۔ شاستر دو ہیں ایک دھرم شاستر دوسرا ارتھ شاستر اگر انسان دونوں سے ناواقف ہے تو کبھی اس کی مطلب برآری ممکن نہیں وزیر خواہ کیسا ہی عقلمند ہو۔ اگر

خلاف مشورہ دے تو اس کا تعلق فضول ہے رکن سلطنت نہیں بلکہ حکومت کا بیخ کن ہے
جس ... مدار کو نیکی و بدی پر خود غور کرنے کی قابلیت نہیں کیا اس کی حکومت کو زوال
... راج نیت میں ہدایت ہے کہ خواہ کیسی ہی مصیبت پڑے آفت آئے عنان صبر و
...ل بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اگر کسی کی طاقت کا امتحان ہونے پر
بھی صاحب تاج اپنی حفاظت سے غافل ہوا تو حکومت کی ہرگز خیر نہیں آپ کے
سچے مشیر تین ہیں ایک میں دوسرا بھبھیکن تیسری تمہاری مندودری بھبھیکن کی
تو آپ قدر کر چکے اب میں اگر کہوں کہ جانکی جی کو رامچندر کے پاس پہنچا دو تو عجب
وہی حال ہو مگر میں آزاد مزاج ہوں صلاح یہی دونگا خواہ مانئے یا نہ مانئے یہ لوگ بھلائی
چاہنے کے سوا کبھی برائی نہ چاہینگے مگر آپ کی مرضی سے کیا چارہ جو چاہیے کیجئے آپ
مالک ہیں سمجھانے سے تھا ہم کو سروکار ...

راون اس تقریر پر جھنجھلا اٹھا بولا کہ "از شنیدہ بناف من سے گزر رہ شد" کا معاملہ
ہے شک ہے تم لوگ سمجھانے کے قابل تو ہو گئے عقل تو اتنی بڑی مگر اتنی سمجھ نہیں کہ جب
کوئی بات ہو چکی تو پھر نصیحت اور فہمائش سے نتیجہ جس وقت میں سیتا کو لئے چلا تھا تب
کہاں تم سب رہے تھے روک لیتے نہ جانے دیتے تمہاری اس وقت کی فہمائش امرت نہیں
بلکہ زہر ہے دوستی اور محبت ایسے موقع پر یوں ختم نہیں کی جاتی کہ جاتی تمہاری کچھ
خطا نہیں بننے کے سب ساتھی ہوتے ہیں بگڑے میں نہ کوئی بھائی ہوتا ہے نہ دوست
بھائی یا دوست وہی ہے جو مصیبت میں شریک حال ہو آرام و آسائش کے
دنوں میں تو دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں کمبھ کرن نے راون کے تیور بدلے ہوئے
دیکھے سمجھ گیا کہ موت سر پر سوار ہے اب فہمائش بیکار اس لئے اس نے خیالات
کا پہلو بدلا اور عرض کی کہ آپ کو گھبراہٹ کس بات کی ہے میرے جیتے جی آپ کو فکر ہو کیا
مجال ذرا صبر سے کام لیجئے جب تک دم میں دم ہے آپکو کوئی فکر نہ ہوگی سر حاضر ہے جان
قربان ہے اس سے زیادہ اور کیا چاہئے آپ کی ذات سے زندگی بھر سکھ کئے تمام دنیا کے
عیش اٹھائے پھر آپ کے واسطے جان بھی جائے تو زہے نصیب میں میدان میں جاتا ہوں
آپ بیٹھے بیٹھے سیر دیکھیں ادھر میں نے رامچندر و لچھمن کو خاک پر سلایا ادھر ساری فوج
بھاگی رامچندر کا سر ابھی مجھ سے لیجئے صرف ایک وار میں اہل لنکا کا غم بھلا دونگا جو اعزا

ہے آپ کو دعویٰ ہے کہ میں اکیلے دشمنوں کا قلع قمع کرونگا مگر اُس وقت کہاں تھے ۔
جب جنستان میں آپ کے بھائی بند لقمۂ اجل ہوئے ان کاموں کے لئے ایک اشارہ
کافی ہے وہ نہ سمجھے تو اُس کو بُرا بھلا کہنا گناہ اگر یہ کہیں کہ آپ جنستان بن میں تھے
تو یہاں تو موجود ہیں کیا آپ نے نہیں سنا کہ رامچندر نے بہادروں سے لنکا سونی
کر دی رامچندر سے مقابلہ کرنا مشکل ۔ شاستر کا قول ہے کہ کمزور اور نادار دشمن کو
ہیچ نہ سمجھنا چاہیے نہ کہ رامچندر جن کا سا اقبال مند روئے زمین پر نہیں آپکی کیا
جرأت ہے کہ اکیلے مقابلہ کر سکیں ✦

اتنا کہہ کر مہودر راون سے مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ کمبھ کرن کی باتوں پر
کان نہ دیجئے میں آپ کو ایک جگت بتاتا ہوں جس سے سب کام بن جائیگا یعنی لنکا میں
ڈھنڈورہ پیٹوا دیجئے کہ کمبھ کرن وغیرہ تو میدان جنگ میں گئے اور اب میرے جانکی تیار یاں
ہیں اگر یہ لوگ جیتے تو پو بارہ ہی ہیں اگر ہارے تو ہم لوگ شور مچا دینگے کہ لڑائی ختم رام لچھمن
پٹ ہیں ہوا ہے تب آپ ہاتھی پر سوار ہو کر فتح جلوس نکالیں رامچندر اور لچھمن کی موت کی
خوشی منائی جائے خلعت انعام تقسیم ہوں خزانوں کا قفل توڑ دیا جائے جب جانکی جی
یہ گت دیکھینگی تب رامچندر سے مایوس ہو کر آپ ہی کے آغوش محبت کی زینت بنیگی بیاہ گی
کہاں آپ کے سوا ان کا اور کون ہوگا ✦

مہودر وزیر کے یہ الفاظ پہلو دار اور ذو معنی تھے اس کی غرض یہ تھی کہ راون نے ادھرم
کے سوا کوئی پن نہیں کیا اس لئے اس بہانے ہی سے تھوڑی بہت عاقبت بنا لے
چنانچہ اگلی بجوں سلسلہ سخن جاری رکھا کہ مہاراج میری عرض منظور کرنے کے قابل ہے نہ
کشت خون ہوگا نہ خونریزی راچھسوں کو بھی موت کا سامنا نہ ہوگا جانکی جی بھی بے
مشقت قبضے میں آ جاتی ہیں اور زیادہ لطف یہ کہ دار و دہش وان پن سے دنیا میں
نیکنامی بھی رہیگی لکشمی کی نظر عنایت بھی زیادہ ہوگی اور دنیاوی عیش و آرام کھاتے رہیگا

سرگ ۶۵

کمبھ کرن کی جنگ کے لئے رضامندی

مہودر کی گفتگو سے کمبھ کرن کے تیور بدل گئے اس نے ڈپٹ کر کہا کہ لعین خاموش

زبان سنبھال منہ میں لگام دے دھور چپ ہو رہا زبان روک لی کمبھ کرن راون سے بولا کہ
بہادر وہ بادل ہوتے ہیں جو گرجتے نہیں مگر برستے ہیں میں اب میدان میں جاتا ہوں اور
دکھائے دیتا ہوں کہ بہادری کیا چیز ہے اس کے بعد دھور کی طرف مخاطب ہوا اور کہا
کہ دھور جی جن کی عقل ٹھکانے نہیں جو اپنے ہی کو ہیچ مادیگرے نیست سمجھتے ہیں ان کی
باتیں تمہاری ایسی ہوتی ہیں بھلا بتاؤ تو تمہاری رائے مان لی گئی ہم نے دھنہ تھوڑا
بہوڑا دیا کہ رامچندر راہی عادم ہو گئے مگر نتیجہ کیا اس سے تم جانکی جی کے پتی برت دھرم
کو جیت سکتے ہو رامچندر جی مر بھی جائیں تو جانکی جی کبھی پتی برت پر داغ نہ لگنے دیگی
خواہ جان رہے یا جائے۔ ہاں تم اپنی عقلمندی سے جتنا چاہے پاپ سر پر لاد دیں
کیچی نہیں مجھے منہ دیکھی کہنے سے نفرت ہے کھری کہتا ہوں لگی پٹی نہیں رکھتا تم
صدرجہ کے بدخواہ ہو تمہاری رائے سے آدھی لنکا تباہ ہو گئی دولت کے پر لگ گئے اور اب بھی
مرغی کی ایک ٹانگ باقی ہے وہی لئے جیتے ہو جس سے راج کا ٹاٹ ہی الٹ جائے میں وہ خیر اندیش ہوں
کہ اپنی آنکھوں سے اہل لنکا کو تباہ نہیں دیکھنا گوارا کرتا اسی لئے اکیلا جاؤنگا تم لوگوں کو
ساتھ لیں تو ضرور نحوست سوار ہو جائے تم لوگ چار پائی پر کرکے رکھو مجھے میدان جنگ میں مرنیکا
غم ہے نہ جینے کی خوشی اگر بالا مار لیا تو نام ہو گیا جان گئی تو مکتی سوار تخت ہونے میں کچھ شک
نہیں بہرحال میرے دونو پہلو ہیں اور بڑے بھائی کے تعمیل ارشاد کا فخر مزید ایسی زندگی اور
ایسی موت دونو فخر کے قابل ہیں ✤

راون اس تقریر سے نہایت ہی خوش ہو گیا کمبھ کرن سے بولا کہ بھائی تم بھی کس بیہودہ
کی باتوں میں الجھ رہے ہو دھور بھی کوئی آدمی ہے اس کے سامنے لڑائی کا نام لے دو تو
تھر تھرانے لگے بڑے ایشور نے تمہیں کو وہ طاقت دی ہے جس نے ساری دنیا کو دبا رکھا ہے میں
نے بھی سمجھ کر تم کو جگایا کہ بس تم ہی دشمنوں کا کچھ مزا لگا سکتے ہو یہ ترسول اور جاؤ بازوں سے
جنبٹ کی آگ بجھاؤ جہاں تم رزمگاہ میں گئے ہزاروں کا تو صورت دیکھتے ہی مرنا ہو جائیگا
رامچندر جی بھی چھوڑ بیابان کا ڈھونڈتے پھرینگے اور جب سر ہی نہیں تو دھڑ کہاں ✤
کمبھ کرن بڑی خوشی سے ترسول لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے طنطنے کے ساتھ کہا
کہ اچھا جناب خدمت ہی کیلئے پیدا ہوا ہوں وہ گوش کیا ہوں یہ ترسول ہوگا اور دشمن ہونگے
اور یہ ترسول آج ہی اتنے دلوں کی بھوک میں کبھی ایک بار جیسا نہ چکیگا ✤

راون بولا کہ بھائی شاباش للہ۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ مگر برادر عزیز اکیلا جانا میں مناسب نہیں سمجھتا بیشک تمہیں دیکھتے ہی بدلی سی چھٹ جائیگی احتیاط شرط ہے بانر بڑے شریر ہوتے ہیں اگر کاٹ بھی کھائینگے تو مجھے درد ہوگا فوج موجود نہ ہوتی تب تنہا جانے میں مضائقہ نہ تھا مگر یہاں تمہارے اقبال سے کمی کس بات کی ہے یہ کہکر راون نے پوشاک بدلوائی گلے میں مالا ڈالا زیور اور زرہ (جوشن وغیرہ) پہنائے ہاتھی گھوڑے رتھ اور لشکر جرار ساتھ کر کے رخصت دی کمبھ کرن قدمبوس ہو کر بڑی آن بان سے روانہ ہوا۔ دھیا اس کے قد سے ساڑھے تین سو ہاتھ بلند تھی اسکی زبان پر یہ الفاظ تھے بانر غریبوں کو مارنا مفت کی ہتیا ہے راجچندر جی کو کیوں نہ ماروں۔ جب راجچندر مارے گئے بس پالا اپنے ہاتھ میں ہے۔

کمبھ کرن کا رتھ روانہ ہوا ار جیسے شیر کی طرح گرجتے ہوئے ساتھ ہو لئے جس وقت میدان جنگ کے قریب پہنچا دیکھا کہ سامنے مخالف دل کی گھٹا چھائی ہوئی ہے وہ بجلی کی طرح کڑکا اور بادلوں کی طرح گرجا بانر مارے دہشت کے کچھ زمین پر گرے اور کسی کا وہیں دم نکل گیا ہر ایک یہی سمجھا کہ اس کے ہاتھوں میں ترسول اور تلوار نہیں جمراج کی پھانسی ہے۔

سرگ ۶۶

کمبھ کرن کی آمد سے سری رامچندر جی کے لشکر میں ہلچل

کمبھ کرن کی بھیانک صورت دیکھ کر بانروں کے ہوش خطا ہو گئے خوف کے مارے سب سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے انگد پکارا نہا در بہ بھگدڑ کیسی ڈر کا ہے کا بھائی بندوں کو چھوڑ بھاگنا کیا معنی یہ کوئی ذیروح نہیں کل کا دیو ہے آؤ تماشا دیکھو میں ابھی دشمنوں کا غرور کھوئے دیتا ہوں ایک چھو منتر میں مخالفوں کی نوبت بند ہو جائیگی۔

بانر دل کڑا کر کے واپس آئے کمبھ کرن پر سلوں اور درختوں کی مار پڑنے لگی مگر وہاں اثر کہاں معلوم ہوتا تھا کہ نئی دلہن نازک نازک ہاتھوں سے پھولوں کی چھڑیاں مار رہی ہے۔ کمبھ کرن ایک بلا سے جان ستان تھا۔ اس نے ہزاروں بانروں سے

مؤلفہ الحق

کچل ڈالے ہزاروں کی ہاتھ سے گردن اڑا دی جیسے ٹھوکر ماری وہ سمندر میں جا گرا جس کو کوہنی
چلا دی وہیں ڈھیر ہوگیا کشتوں کے پشتے بندھ گئے لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں لاکھوں
بندر سمندر کے پار بھاگ گئے بہتوں نے زمین پر چت ہوکر دم سادھ لیا سانس چڑھا
لی اپنی فوج کو بھاگتے دیکھ کر انگد نے پھر آواز دی کہ بھائیو کیوں پیٹھ دکھاتے اور کس
لئے [illegible] ہو [illegible] کہاں [illegible] اچھی ہے دم
کے لئے جان نہ چراؤ لڑائی سے منہ موڑنے والوں کو عورتیں [illegible] دیتی ہیں ایسی زندگی پر
نفرین حرف مرد کبھی لڑائی سے منہ نہیں موڑتے جو میدان جنگ سے بھاگا اس کا دین و دنیا
میں منہ کالا ہوا اس سے بڑھ کر دو لوجہاں میں کوئی ذلیل و خوار نہیں پہلے تو تم سب بڑھ
بڑھ کر باتیں مارتے تھے اب وہ جینے کہاں ہیں بھگوڑوں پر ہر طرف انگلیاں اٹھتی ہیں جس کو
ایسی بیحیائی کی زندگی منظور ہے جینا موت سے بدتر ہے دنیا میں جو آیا ہے ایک دن
جائیگا اس سے مردانہ موت مر کر سیدھے سرگ ہی کیوں نہ جاؤ اور اگر دشمن کو مار لیا پھر تو بھلا
وہاں تم ہی تم ہوگے دنیا میں نام روشن ہوگا عقبے میں اپسرائیں خدمت کرینگی بھاگنے میں
روسیاہی تو روسیاہی جان کی بھی تو خیر نہیں دشمن جہاں پائینگے پیس ڈالینگے ان سب باتوں
کو بھی جانے دو سری رامچندر جی کے اقبال لازوال کا خیال کرو بالی کا مارنا سیتا پل
باندھنا کیا آدمی کا کام ہے تمہیں یقین ہے کہ ایسے صاحب قدرت سے کبھی کسی کی پیش
جائیگی بیشک جان سب کو عزیز ہوتی ہے چنانچہ دیکھ لو اب تک سب بانر صحیح
سلامت ہیں مارے بھی جائینگے تو رامچندر جی جلا لینگے ٭
انگد کی فہمائش اثر پذیر ہوئی اور بانر سب ہنسی خوشی لوٹ آئے ٭

کمبھکرن کا دوبارہ جنگ کو آنا اور سری رامچندر جی کے دست مبارک سے قتل

انگد کی فہمائش سے بانروں کی ہمت بندھی ان کی رگوں میں جوش نے نا مردی خون دلیر
درخت اور بڑی بڑی سلیں لیکر ایک دم سے دھاوا کیا کمبھکرن نے گدا اٹھایا اور کسی
تب پانچ سو بانر کسی تھے میں شہزادے انگد یونہی گدا کی مار جاری رہتی تو ایک بانر نہ

بچتا لیکن کمبھ کرن کو پیٹ بھرنے کی سمائی بانروں کو منہ میں جھونکنے لگا جس طرح
گرڑ ایک دم سے بہت سانپ منہ میں کر لیتے ہیں اور ان میں سے چند کے سوا اور سب
نکل بھاگتے ہیں اسی طرح کمبھ کرن ایک ہی دفعہ صدہا بانروں کو منہ میں جھونک لیتا تھا مگر
سب کے سب منہ کان ناک سے بھاگ نکلتے تھے قوی بازو اور کوہ پیکر بندر گھما گھما کر درخت
اور پہاڑ مارتے تھے لیکن کمبھ کرن کے سر پر ضرب نہ لگتی تھی ہاں اور راچھس سر سر ہو جاتے
تھے ہاتھی گھوڑوں کا بھرتا نکلا جاتا تھا رتھ ٹوٹے زمین خون سے لال ہوئی سیلیں ٹوٹیں درخت
ٹوٹ پھوٹ گئے مگر کمبھ کرن کے تیوروں پر میل نہ تھا لڑائی کو تو سب بانر لڑتے تھے مگر ہنومان جی
کا رنگ ڈھنگ اور ہی تھا زمین سے اچھلے اونچ ہوا پر گئے اور وہیں سے ایک درخت کھینچ مارا
کمبھ کرن بھی بلا کا راچھس تھا ہنومان جی نے جہاں وار کیا وہیں اس کے ترسول نے
درختوں کی دھجیاں اڑا دیں جسم کو چھونے تک نہ دیا بانر اس کی زد و کوب سے ایسے
گھبرائے کہ پیٹھ دکھانے لگے کمبھ کرن بھی ترسول لئے ہوئے پیچھے لپکا ہنومان جی نے
بھی جھپٹ کر ایک پہاڑ دے مارا کمبھ کرن کا جسم چور چور تو نہ ہوا ہاں خون میں ڈوب
گیا اور غشی طاری ہو گئی کمبھ کرن کچھ موم کا تو تھا ہی نہیں جلد سنبھل گیا ہوش
آتے ہی تانا ہو گیا اور ترسول اس زور سے مارا کہ مہابیر جی کے سینے میں دو سار ہو گیا جس وقت
ترسول کھینچا ہنومان جی خون میں نہا گئے کمبھ کرن شیر کی طرح گرجنے لگا راچھس تالیاں
بجانے لگے کہ بڑے سورما کو مارا — ہنومان جی کو خون میں تر دیکھ کر بانروں نے جی
چھوڑ دیا سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے نیل نے ڈانٹا کہ ہیں یہ بزدلی چہ معنی دارد
بہادر میدان سے قدم نہیں ہٹاتے ٹھہرو میرا ایک وار تو دیکھتے جاؤ یہ کہہ کر نیل نے ایک
بڑی سی سل حریف کی چھاتی پر دے ماری مخالف نے ایک گھونسے سے اسے سرمہ کر دیا اور
چنگاریاں چاروں طرف اڑنے لگیں اتنے میں رکھب بن گج گواچھ نے کمبھ کرن کو جا گھیرا
اپنی جان تک قربان کر دی مارے مگر حسرت اتنا ہی اثر ہوا کہ گویا کوئی شخص کسی
کی چٹکی لیتا اور دبا دیتا کمبھ کرن نے رکھب کے ایسا چانٹا رسید کیا سر پر گر پڑا
مارا نیل کو ٹھوکر دی گواچھ کا طمانچہ سے منہ لال کیا جس پر ہاتھ پڑ گیا اس کی آنکھوں
میں اندھیرا چھا گیا تیورا کر زمین پر گر پڑا کپڑے خون سے لال ہو گئے بانروں کی
اب اور بھی روح سلب ہوئی بد دلی سی چھانے لگی انگد نے سب کو روکا جرأت دلائی

ہمت بڑھائی بانر آتے ہی کمبھ کرن کے سر پر چڑھ بیٹھے ناخن اور دانتوں سے اس طرح
کاٹنے لگے جس طرح شہد کے چھتے کی مکھیاں چھتہ چھیڑنے والے کو کمبھ کرن سخت
پریشان ہوا بانر کھٹملوں کی طرح بدن پہ چمٹے ہوئے تھے اس نے منہ پھیلایا اور جن کو پکڑا منہ
میں جھونک لیا بانر کان ناک کی راہ سے نکل بھاگے اور اس کا پہاڑ سا ڈیل خون سے
گیرو کے پہاڑ کی طرح سرخا سرخ ہو گیا کمبھ کرن نے ہزاروں بانر زمین پہ ٹپک دئے
ہزاروں کو قدموں سے پیس ڈالا معلوم ہوتا تھا کہ تنکوں کے انبار میں آگ لگی ہوئی ہے
بانر چیخ اٹھے سری رامچندر جی کی دہائی کا شور بلند ہوا انگد ایک پہاڑ توڑ کر کمبھ کرن
کی طرف لپکا اچھل کود کر ماتھے پر ایک ایسی چوٹ دی کہ کمبھ کرن کا سر چکرا گیا مگر
آگ بگولا ہو کر دوڑا کہ انگد کو ہاتھوں سے مسل ڈالے انگد چھلانگ مار کر بھاگا مگر ترسول
کا وار ہوا انگد گھائی بچا گیا اور دوڑ کر ایک گھونسا ایسے زور کا مارا کہ کمبھ کرن کے
ہوش ٹھکانے نہ رہے کمبھ کرن ذرا ہی دیر میں پھر جیتا اور بڑی خندہ پیشانی سے انگد کو ایسا
ڈگ رسید کیا کہ آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں زمین پر بیہوش لیٹ گیا بانروں کی فوج تتر بتر
ہو گئی غوغا مچ گیا کمبھ کرن انگد کو اسی حالت میں چھوڑ کر سگریو کی طرف جھپٹا سگریو کود کر
دور جا کھڑا ہوا پھر اس نے ایک پہاڑ کا ٹکڑا اکھاڑ کے کمبھ کرن کو یوں للکارا کہ بہت سے
بانر خاک پر سلا دئے ہزاروں کے پیٹ پھاڑ ڈالے اب میرا وار روک دیکھوں تو کیسا جوانمرد ہے۔
کمبھ کرن۔ جانتا ہوں کہ ریچھ اور راجہ کے فرزند ہو اپنے آگے کسی کو نظر میں
نہیں لاتے ڈینگ بہت ہانکتے ہو دیکھ میں ذرا دیر میں مسل کے رکھ دونگا ٭
سگریو نے یہ سنتے ہی بڑی بھاری سل حریف کے سینے پر ماری سل تو ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئی مگر کمبھ کرن جیوں کا تیوں کھڑا رہا اف تک نہ کی اس کے چھکے چھوٹ گئے بانروں
کی امیدوں پر پانی پڑ گیا کمبھ کرن ترسول لیکر دوڑا بانر چیخ کر بھاگے سگریو بھی بغلیں
جھانکنے لگا اسی موقع پر ہنومان جی آ پہنچے اور ترسول چھین کر پاؤں سے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا۔ سگریو کی جان میں جان آ گئی بانروں کے اترے ہوئے چہروں کی مردنی دور
ہوئی۔ راکھشسوں کا لنکا کی طرف منہ پھیر گیا ہنومان جی کی واہ واہ ہونے لگی۔
ڈٹا کمبھ کرن پلٹا اور سگریو پر ایک پہاڑ کا ٹکڑا کھینچ مارا۔ سگریو پر غشی
طاری ہو گئی۔ راکھشس اچھلنے کودنے لگے اور کمبھ کرن سگریو

کے دونوں بازو پکڑ کر لنکا کی طرف چل کھڑا ہوا لنکا میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے دیوتاؤں
کے یہاں ہٹس پڑ گئی بانروں کے لشکر میں ماتم چھا گیا کمبھ کرن سوچا کہ لڑائی کا سارا
دار و مدار اسی کی ذات پر ہے بانر اسی کے بل پر کودتے ہیں اگر اڑا جائیگا تو کسی کس پر
بیٹھیگی سگریو کا جہاں گلا گھونٹا رامچندر خود بیراچبا لینگے لچھمن کو ڈوب مرنے کی سوجھیگی
انگد بچہ کیا کر سکیگا جب سر ہی نہیں تو بھاڑے کے ٹٹو کیا کر سکتے ہیں فوج آپ سے
آپ تین تیرہ ہو جائیگی اس سے سگریو کی گردن دبا دینا ہی سب سے بہتر ہے ؞

ہنومان جی دور سے یہ کیفیت دیکھ رہے تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ قد بڑھا کر اس کے
سر پر کود پڑوں کہ کمبخت کا کچومر نکل جائے مگر ڈر ہوا کہ کہیں گیہوں کے ساتھ گھن بھی نہ
پسے سگریو کا دیا ل میلا نہ ہو جائے پھر سوچے کہ رامچندر جی کے دوست کا کون بال
بیکا کر سکتا ہے ایک گھونسے میں تو کام تمام کردونگا مگر میری اس وقت کی رفاقت بھی
ممکن ہے کہ شاید راجہ سگریو کے خلاف مزاج ہو کیونکہ وہ کچھ نرم چارہ نہیں جس وقت
حالت غشی دور ہوگی خود ہی نمٹ لینگے ذرا بار بھی تو دیکھ لیں کہ ان میں کتنا دم ہے رتہ
میں موجود ہوں کہیں بھاگا نہیں جاتا۔ ہنومان جی بانروں کو ڈھارس دیتے رہے تھے
کہ کمبھ کرن آندھی کے جھونکے کی طرح لنکا میں پہنچ گیا اہل لنکا خوش خوش قدبوسی
کو دوڑے کسی نے پھول برسائے کسی نے کیوڑہ گلاب چھڑکا خوشبویات کے اثر سے
سگریو نے آنکھیں کھول دیں دیکھا تو اپنے کمبھ کرن کی بغل میں اور راون کے شہر میں
پایا گھبرا گئے بہت مگر حواس بجا رکھے مرتا کیا نہ کرتا ہمت کر ناخنوں سے کان اڑا دئے اور
دانتوں سے ناک کمبھ کرن شدت درد سے تڑپ گیا اور جوش غضب میں اس زور سے اچھلا
ٹپکا کہ دوسرا ہوتا تو سانس بھی نہ لیتا راچھس دوڑ پڑے اور بے بہا دکھا پیٹنے لگی مگر
سگریو نے تو کھا کر زقند لگا کر ایسے چمپت ہوئے کہ کسی نے اطلاع بھی نہ پائی اور سیدھے
لشکر میں آ گئے بانروں کے لشکر میں خوشی کے باجے بجے سب کی جان میں جان آ گئی
کمبھ کرن خون میں لت پت تھا ناک کان ندارد تھے سوچا کہ اب لنکا میں کیا ہوں
یا حریفوں سے سمجھوں آخر یہ ٹھہرائی کہ مارنا یا مرنا ہی ایک ہے وہ اپنے زور بازو کو
دھرکاتا تھا زندگی پر تف کرتا تھا کہ دشمن سر نہ ہو سکے ناک کان کے ماتھے
معشت گئی وہاں سے پٹا اور مگدر اور ترسول لئے ہوئے میدان جنگ میں آ دھمکا

غصے سے اندھا ہو رہا تھا اپنے پرائے کی تمیز باقی نہ رہی ہزار ہا بندر مارے تو پانچسو راچھس
بھی حلال کر کے ڈال دئے بھوت پشاچ گوشت خوری کو آئے یا لٹے خود لقمہ اجل
بنے جس طرح برسے میں موٹھ کسی کو نہیں چھوڑتی یہی حالت کمبھ کرن کی تھی اس کے
چنگل میں پانچ پھنسے تو انہیں بھی نگل گیا سات سو سینے چڑھے تو ان کی بھی پھنکی لگائی
ہزاروں مٹھی میں آگئے تو منہ میں داخل ادھر کمبھ کرن یوں بھیانک ہو رہا تھا
ادھر راچھس ترسولوں سے سب کو چھید ڈالتے تھے لچھمن جی سے نہ دیکھا گیا دوڑ کر
سامنے آگئے اور آتے ہی سات بان سینے کے پار کر دئے بان تو پاتال میں سما گئے مگر کمبھ کرن
کے زرہ بکتر کی دھجیاں اڑ گئیں کمبھ کرن دست قدرت کا قائل تو ہوا لیکن جیوٹ بڑی
تھی آگے بڑھ کر بولا کہ کیا بان مارتے چلے ہو میں جمراج کا جمراج ہوں لڑنا تو درکنار
جو میرے سامنے کھڑا بھی ہو جائے تو دنیا اس کی پرستش کرے اور اس کا نام بہادروں میں
شمار ہو تم اپنی طاقت دکھا چکے اب اسی میں خیریت ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ تمہیں
بہادری کا تمغہ مل چکا اس کو کھونا ہو تو دہاں مضائقہ نہیں ذرا سنو اور کان لگا کر
سنو ایک مرتبہ راجہ اندر ایراوت ہاتھی پر سوار میرے مقابلے کو آئے تھے ایک ہی مگدر میں
ستی پٹی بھلا دی جب اندر مجھ سے یوں دم دباتے ہیں تو تمہاری حقیقت ہی کیا ہے تم ابھی بچے
ہو تم سے کیا لڑوں ہاں سری رامچندر جی کی طاقت دیکھنا ہے ٭

لچھمن جی اندر اور جمراج تمہارا سامنا نہیں کر سکتے بہت صحیح لیکن مجھے بچہ کہہ کر
پہلو بچانا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تم بھاگ نکلے جب یہ ہے تو میں بھی بھاگتے ہوئے
کو مارنا شاستر کے خلاف سمجھتا ہوں سری رامچندر جی کو تم نہیں جانتے میدان جنگ
میں ان کا قدم کبھی نہیں ڈگتا ان کے دھنش کی ٹنکار سے برہمانڈ ہل جاتا ہے تینوں
لوک تھر تھر کانپنے لگتے ہیں ٭

یہ سنکر کمبھ کرن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا سری رامچندر جی کی طرف لپکا سری رامچندر جی نے
اسے تیروں پر رکھ لیا کمبھ کرن گرجتا ہوا دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑا اگر گرفتار کر
لوں لیکن اگنی بان نے کلیجے میں آگ بھڑکا دی اور ترسول اور گدا دونوں ہاتھ سے
چھوٹ پڑے راچھسوں نے ہتھیار بہم پہنچائے کمبھ کرن نے مار دھاڑ شروع کی
صبح غضب کی مستی میں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا راچھس زادر رخت سب پیٹ میں جھونکے

اور سری رامچندر پر ایک پہاڑ کا کنگرہ کھینچ کر مارا رامچندر جی نشانہ بچا گئے اور پتھر اپنے
بانوں سے چور چور کر ڈالا اس وقت کمبھ کرن نے ایک جھپٹ میں دس بارہ نگل ڈالے۔
سری لچھمن جی نے عرض کی کہ ذرا بانروں کی طرف بھی تو خیال رہے جس وقت کمبھ کرن
گریگا تو ہزاروں بانر کچل کر مر جائینگے کمبھ کرن اس وقت اندھا ہو رہا ہے نہ راکھشوں
کی تمیز نہ بانروں کی پہچان درخت وغیرہ سب ہضم راکھشوں کو تو آگے بڑھنے دیجئے اور بانروں
سے کہئے کہ کمبھ کرن کے سر پر چڑھ جائیں اور آپ اس طرح تیر ماریں کہ کمبھ کرن ایک طرف
گرے اگر یہ احتیاط مدنظر نہ رہی تو بانر بھرتا ہو جائینگے ۔
کمبھ کرن بانروں کو کھاتا مارتا اور لپیٹ رہا تھا سری رامچندر جی غصے کو روک نہ سکے چٹکی
میں تیر دبایا اور آنکھیں لال پیلی کرکے حریف کی طرف دوڑے سگریو وغیرہ اچھلے رامچندر
جی نے ایک نشانہ سینے پر لگایا کمبھ کرن تیورا کر گرا مگر سنبھلا اور مگدر لیکر سری رامچندر
جی کی طرف دوڑا سری رامچندر جی بولے کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں بے تکلف چلے
آؤ۔ ذرا دیر اور باغ زندگی کی سیر کر لو کمبھ کرن نے تو کاندھے پر مگدر رکھ کر ہنسا
پھر غضبناک ہو کر بولا کہ میں کمبھ کرن ہوں کوئی ماریچ کھر دوکھن ترسرا اور
بالی نہیں کہ تمہارے بان مجھے چھلنی کر ڈالینگے یہ مگدر وہی ہے جس نے اندر اور دیوتاؤں
کا ناک میں دم کر دیا ناک کان کٹ جانے سے کمبھ کرن کی طاقت میں فرق ہے نہ ابھی
سر کا قائم رہنا ضروری ہے جب تک بازو سلامت ہیں میرا کوئی کچھ نہیں بنا سکتا ۔
سری رامچندر جی برابر تیر برسا رہے تھے مگر پھول کی پنکھڑی بھی کمبھ کرن کو
چبھتے نہ معلوم ہوتی تھی وہ بان سب بے اثر ثابت ہوئے جن سے بالی نے ملک عدم کی راہ لی۔
اور ساتوں تاڑ رساتل میں سما گئے جو تیر سری رامچندر جی کی چٹکی سے نکلتا تھا کمبھ کرن
سب کو بیکار کر دیتا اور مگدر سے بانروں کی ہڈی پسلی چور چور کرتا تھا سری رامچندر جی جھلا
اُٹھے اور ایک تیر ایسا مارا کہ دایاں بازو اڑ گیا کمبھ کرن نے بڑے زور سے چیخ ماری بازو
سے صدہا بانر کچل گئے باقی بانروں کو ایسا خوف سمایا کہ بہت دور جا کر کھڑے ہو گئے
احتیاط یہ تھی کہ کہیں دوسرا بازو سر پر نہ گرا ڈالیں کمبھ کرن نے بائیں ہاتھ سے ایک درخت
اکھاڑ کر جونہیں چاہا کہ وار کرے سری رامچندر جی نے دوسرا تیر بسر کیا کمبھ کرن کا بایاں
بازو بھی اڑ کر دور جا پڑا۔ پچاسوں درخت چکنا چور ہو گئے صدہا بانروں کی ہڈیاں پسلیاں

جرأت کہاں گئی۔ میں اب کس قوت بازو پہ ناز کروں آہ! آج میری زندگی کا پشتیبان گر گیا پیارے بھائی! تم نے تو رام چندر کے مارنے کا بیڑا اٹھایا تھا وہ دم لیجیے کیا ہو گیا۔ تمہارے مرنے سے تو مجھ پر انگلیاں اٹھائینگی بازوں کی بہادری کا ڈنکا بجیگا لنکا پر آفت آئیگی تم تو نام کر گئے مگر افسوس مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رکھا میں راج سے بھی دست بردار سیتا سے بھی بے تعلق جس بات سے تم سرگ کو گئے اب میں بھی اسی کے پانی کا پیاسا ہوں ایسی زندگی موت سے بدتر ہے۔ بھبیکن نے مجھ کو بہت سمجھایا مگر افسوس کہ میری عقل پر پتھر پڑ گئے کوئی بات نہ سنی کمبھ کرن نے بھی اونچ نیچ دکھائی لیکن میرے کان نہ ہوتے تھے میں نے اپنی حماقت سے لاکھ کا گھر خاک کر دیا اب زندہ رہ کر کس کو منہ دکھاؤں اسی طرح راون نے سر پیٹ پیٹ کر ایسا رویا کہ آخر غش آ گیا نفس ساقط ہوتی معلوم ہوئی ٭

سرگ ۶۹

چار فرزندان راون کی لشکر کشی نرسرا کی موت

راون کو اشکبار دیکھ کر نرسرا بولا کہ کمبھ کرن جی طاقتور تھے شہزور تھے سب کچھ تھے مگر جو بات ہونی تھی ہو گئی۔ اس کی فکر کیا۔ خصوصاً آپ کو۔ آپ چاہیں تو برہمانڈ کو تہ و بالا کر دیں۔ دیوتاؤں کی آپ کی نام سے روح نکلتی ہے اور ان کا مرغ روح پرواز کرتا ہے پھر تردد کی کون بات ہے ہم لوگ خدمتگذاری کو موجود ہیں آپ کا ذرا بھی اشارہ ہو جائے تو دشمنوں سے ایسا عوض لیں کہ وہ بھی یاد کریں ٭

راون نرسرا کی تقریر سے خوش ہو گیا اس کی کلی کلی کھل گئی بولا کہ بیٹا یوں نہیں مجبور نہیں اس پر تم ایسے سعادتمندوں کا بھروسہ کیا کم ہے ٭

نرسرا وغیرہ چار فرزند نہایت بیٹھے ہوئے تھے ان میں علمی لیاقت کے علاوہ فنون جنگ کا بھی پورا مادہ تھا آج تک کسی معرکے میں نیچا نہ دیکھا تھا راون نے اپنے بیٹوں کو سینے سے لگایا اور جنگی زیور لباس سے آراستہ کر کے مہودر اور مہا پارس کو حکم دیا کہ بیٹوں کے ہمراہ جائیں۔ ادھر لڑکے راون کا قدم چھو کر روانہ ہوئے مہودر ہاتھی پر سوار ہوا تیسرا گھوڑے پر باقی کا رتھ کسوایا اسی طرح سب کے سب ایک نئی آن بان سے میدان

جنگ کو چلے ہر ایک کو زعم تھا کہ بس ہی لشکر اعداء کو نہ تیغ کر دونگا سب کی فرد اً فرداً یہی خواہش تھی کہ فتح کا سہرا اپنے ہی سر ہے جس وقت یہ ٹڈی دل رزمگاہ پر چھا گیا بازماراً لینا پکڑ نا کہتے ہوئے راچھسوں کے لشکر میں پل پڑے درختوں اور پتھروں سے دشمنوں کا چاپا نکالنا شروع کیا راچھس اور رکتے تھے۔ اور بازوں کو خاک پر سلاتے تھے میدان میں خون کا دریا موجیں مار رہا تھا نیسرا وغیرہ بازوں کو گھما گھما کر بانروں پر مارتے تھے۔ اور بانر راچھسوں کو پکڑ پکڑ کر دوسرے راچھسوں پر دے پٹکتے تھے بہت کشت و خون ہوا کشتوں کے انبار لگ گئے راچھسوں کا جی چھوٹ گیا پیٹھ دکھانے لگے سب نے منہ پھیر لیا نرانتک اتنے میں آپہنچا برچھی کے ایک ہی وار میں سات سو بانر خون میں نہلا دئے پہلی برچھی ٹوٹی تو نیزہ ہاتھ میں لیا اور آفت ڈھانا شروع کر دی دیوتا الاماں الاماں پکارنے لگے سب کو نرانتک کے جوش جوانمردی سے حیرت تھی بانروں نے سوچا کہ سب گھیر کر نرانتک کے چھکے چھڑا دیں لیکن اس کی برچھی نے ہزاروں کی بوٹیاں قیمہ کر ڈالیں جس طرف رخ کر دیا پرے کے پرے صاف ہو گئے بانر درخت اکھاڑنے میں مصروف ہوتے تھے تو یہ گھوڑا دوڑا کر سر پر پہنچ جاتا تھا کسی کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی بانر جی چھوڑنے لگے بہادروں کا منہ پھیرنے لگا سگریو نے انگد سے کہا دیکھتے کیا ہو انتظار کس کا ہے جاؤ اور نرانتک کو عدم کا ناکا دکھاؤ۔

انگد بپھرے ہوئے شیر کی طرح سامنے گیا اور بڑے طنطنے سے بولا کہ مرد میں کیسے معنی نہیں بات تب ہے کہ میرے سینے پر گدر مار کر طاقت دکھاؤ۔

نرانتک نے بڑے زور سے گھما کر انگد پر گدر کا وار کیا انگد ذرا سہ گئے اور گدر پاش پاش ہوگیا انگد نے فوراً ہی گھوڑے کو ایک طمانچہ مارا گھوڑے کا سر کچل گیا پاؤں زمین میں دھنس گئے نرانتک طیش میں آکر جھپٹا اور سر پر ایسا گھونسا مارا کہ انگد کے منہ سے خون بہ نکلا سر پھٹ گیا اور غشی طاری ہوگئی انگد سنبھلا تو غصے کی حد نہ تھی اس زور سے گھونسا مارا کہ ہڈیاں چور چور ہو گئیں منہ اور ناک سے خون جاری ہو گیا زمین پر گرا تو سانس نہ لی سری رامچندر جی کے لشکر میں فتح کے ڈنکے بجے اور دیوتاؤں کے یہاں شادیانے بجے۔

سرگ ۷۰

ترسرا کی لڑائی

نرانتک کے مرتے ہی راچھسی فوج میں پھر جوش ہوا۔ جان پر کھیل کر حملہ کیا راچھسوں
کی جرأت اور دلیری دیکھتے ہی بانروں کا بھی خون اوٹنے لگا سپہ سالار انگد بہت سی
فوج لیکر مقابلے پر ڈٹ گیا بہادروں کے خون کا جوش تیغ جہاں سوز سے شعلہ بن کر
نکلنے لگا اس جوش کے عالم میں بہادر گہرے زخموں کو معمولی خراش سے زیادہ نہ
محسوس کرتے تھے ایک ایک جوان سینکڑوں کو قتل کرکے بہت کچھ جوہر دکھانیکی آرزو
رکھتا تھا لاشوں پر لاشیں گرتی نظر آتی تھیں ادھر ترسرا صفیں اُلٹتا ہوا بہادر انگد کے
قریب پہنچا اور تیر خار اشگاف سے بہادر انگد کا جسم چھلنی کر دیا مگر انگد کچھ خیال میں لایا
غصے سے آگ بگولا ہوا اگر گران یار سے مہودر کے ہاتھی پر حملہ کیا ایسی ضرب پڑی کہ ہاتھی
کی آنکھیں نکل پڑیں اور تلملا کر زمین پر گر پڑا دانت اکھاڑ لیا اور اسی سے ہزاروں
راچھس موت کے منہ کا نوالہ بنے دیو انتک فوج کو پسپا دیکھ کر انگد کے مقابلے پر آیا
اور ایک گرز ایسا مارا کہ اگر پہاڑ پر پڑتا تو پرخچے اڑ جاتے مگر انگد بالکل متاثر نہ ہوا۔
گرز چھین لیا اور تان کر مارا دیو انتک چت ہو کر زمین پر گرا مگر سنبھلا اور تلوار سے
انگد پر ضرب لگائی انگد نے وار خالی دیا زانوں کے بل ٹک گیا تھا کہ ٹانگ پکڑ کر
قصر لنکا پر پھینک دے ترسرا بیچ کر نکل گیا پھر اتنے تیر مارے کہ انگد بےدم ہو گیا جنگ
مغلوبہ دیکھ کر ہنومان جی موجود ہوئے اور ایک پہاڑ اٹھا کر دیو انتک پر دے مارا اس نے
بانوں سے ریزہ ریزہ کر دیا اور کچھ بان ہنومان جی پر چلائے ہنومان جی چوٹ بچا گئے
ہیں موقع پا کر ایک ایسی جست لگائی کہ دیو انتک کی کھوپڑی تک پہنچ گئے اور
ایسا گدا مارا کہ بھیجا نکل پڑا آنکھیں اُبل آئیں اور زبان باہر نکل پڑی غرضیکہ
اس طرح ملعون کا قصہ پاک ہوا اجاد ونگا بالمیک جی فرماتے ہیں کہ دیو انتک
کے مرتے ہی ترسرا تاب نہ لا سکا ہنومان کی طرف سے کترا کر نکلا نیل پر ٹوٹ
پڑا اور جنگجو مہودر دوسرے ہاتھی پر سوار ہو کر دو مہیات فوج میموں پر تیروں کی
بارش کرنے لگا دلاور نیل نے سمجھا کہ مہودر سامنے تو آتا نہیں وہیں سے تیر برسا کر

فوج بندروں کو پامال کئے دیتا ہے اسکی بے ادبی اور سیہ کاری سے لادیش کی آنکھوں میں
خون اتر آیا فوج چیرتا ہوا مہودر کے قریب پہنچا مگر مہودر نے شیر غراں کو آتے دیکھ کر دو
تین زبردست بان ایسے مارے کہ لادیش پر کسی قدر غشی چھا گئی تھوڑی دیر دم لیا اور
ایک پہاڑ اکھاڑ کر ایسے مارا ضرب کے پڑتے ہی مہودر ہلاک ہو گیا ادھر ترسرا پر ہنومان جی
پر تیر برسا رہا ہے اور ہنومان جی درخت اکھاڑ اکھاڑ کر ترسرا پر مار رہے ہیں مگر ترسرا
ان چوٹوں کی پرواہ نہ کر کے بدستور تیر افگنی میں مشغول ہے ہنومان جی غصے سے اسکے
گھوڑے کو ناخنوں سے نوچ رہے ہیں ترسرا حریف کو پاس پا کر دور کر دیا کر اس سے جان بچتے
نظر نہیں آتی برچھا شستر نکالا برچھا شستر کو پڑان تھا کہ تسکنی نشچل نہیں آتی جب یہ
پڑ گئی جان لیگی ہنومان جی برچھا شستر دیکھتے ہی جھپٹ پڑے تسکی اس کے ہاتھ سے چھین
لی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی ترسرا نے تیغ خارا شگاف سے ہنومان جی کی خبر لی ہنومان جی
صرف بچ گئے اور ایک تھپڑ اس زور سے مارا کہ وہ بیخود ہو کر زمین پر گرا ہنومان جی نے
ہاتھ سے تلوار چھین لی اور گرجنے لگے ترسرا کی غشی دور ہوئی اور جھپٹ کر ہنومان جی کے
سینے پر گھونسا رسید کیا ہنومان جی کو تاب کہاں چہرہ تمتما گیا آنکھیں لال ہو گئیں اسی
تلوار سے ترسرا کے تینوں سر کاٹ لئے ترسرا کی ہلاکت سے بندروں میں خوشی کے نعرے بلند
ہوئے اور راچھس بھاگ چلے راچھسوں کے بھاگتے ہی مہا پارس گدا لیکر بندروں کے
چاروں طرف پھرانے لگا رکھب بندر مقابلے پر آئے اور ایک گھونسا چھاتی پر مارا
خون بہنے لگا اور مہا پارس بے دم ہو گیا رکھب گدا اٹھانے کو جھکا مہا پارس سنبھلا گدا کے
گھونسا رکھب کی چھاتی پر لگا رکھب کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا مگر ہوش سنبھال
کر اسی گدا سے ضربیں لگانے لگا مہا پارس بھی گھونسوں سے چوٹ بچا رہا ہے آخر کار رکھب
نے مہا پارس کو ہلاک کیا اور فوج راچھس مہا پارس کے مرتے ہی لنکا کی طرف بھاگی

سرگ ۷۱

اتی کائے کی جنگ اور لچھمن جی کے ہاتھ سے اسکی موت

راچھسوں کے بھاگتے ہی اتی کائے راچھس مہا پارس کے مرنے اور اپنے چچا کی موت

اور بڑے بڑے سورمیروں کو خاک میں ملتے دیکھ کر زور سے نعرہ زن ہوا بہادرو بھاگتے
کیوں ہو کھڑے ہو اتی کائی زندہ ہے مرا نہیں جب تک زندہ ہے بندروں اور ریچھوں
کا مطلق خوف نہیں ریچھ بندر تمہاری خوراک ہیں میں ماروں گا اور تم مزے سے گوشت
اڑاؤ فوج میموں میں اس کی کرخت آواز سے کھلبلی پڑ گئی رامچندر جی کی شرن پکارنے
لگے سری بھگوان نے دیکھا کہ جنگجو اتی کائی زبردست راکھشس ہے رتھ پر سوار گرجتا چلا آتا ہے
بھبھیکن سے مخاطب ہوئے پوچھا یہ کون ہے جو مسلح تیر و کمان ہے چار گھوڑے کی رتھ پر سوار ہے
اور جسکی ہمراہی میں ہزار گھوڑے ہیں اور متعدد رتھ خالی ہیں اس کا رتھ سورج کی طرح چمک رہا ہے
اور یہ تلواریں ہاتھ میں ایسی ہیں جن کے قبضے چار چار ہیں اور دس دس ہاتھ لمبے ہیں گلے میں
جواہرات کے مالے اور کانوں میں کنڈل زیب دے رہے ہیں بھبھیکن قدم بوس ہو کر بولے
کہ یہ راون کا چھوٹا لڑکا ہے اس کی طاقت کی انتہا نہیں راون سے کسی طرح کم نہیں شستر ودیا
میں پورا کمال ہے گھوڑے ہاتھی کی سواری میں بہت چالاک ہے دھان مالنی شاہ لنکا
کی ادنیٰ حرم ہے اس کے بطن سے اس کی پیدائش ہے وہ شاستر بخوبی جانتا ہے اس نے
برہما کی تپشیا کی بردان پر جو زرہ اس کے بدن پر زیب دے رہی ہے برہما جی کا عطیہ ہے
جس کے بدن پر یہ زرہ ہو اس پر نہ تو کوئی ہتھیار اور نہ کوئی تیر کارگر ہوتا ہے اس نے
بہت سی لڑائیاں کی ہیں ہزاروں دشمنوں کو مارا جنگ کے میدانوں پر کبھی غالب ہوا اندر کے
بجر اور جمراج کی پھانسی سے وہ کبھی متاثر نہیں ہوتا یہ حریف بڑا زبردست ہے اس کے
مارنے کا کوئی طریقہ آپ ہی نکالیں تو ہو سکتا ہے آپ کی فوج میں کوئی دلاور ایسا
نہیں جو اس پر قابو پا سکے بھبھیکن سری بھگوان سے مخاطب ہے اور اتی کائی کمان
پر تیر چڑھائے فوج میموں کو کاٹتا چھانٹتا سری بھگوان کے سامنے شیر نر اں کی طرح
بیخوف چلا آرہا ہے دویدہ۔ میند۔ نل نیل۔ کھب ہنومان۔ انگد۔ کیسری ایک ساتھ ہو کر
درختوں اور پتھروں سے مار رہے ہیں اور وہ اپنے بانوں سے درختوں اور پربتوں کو کاٹتا چلا آتا ہے
بندروں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر اتی کائی پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہزاروں بندر مجروح ہو کر
زمین پر تڑپ رہے ہیں جس طرح شیر سے بھیڑ بکریاں ڈرتی ہیں اسی طرح اتی کائی کی دہشت سے فوج
میموں میں کھلبلی پڑی ہوئی ہے ہزاروں بچ کر میدان سے بھاگ کر پہاڑوں کی کندراؤں میں پوشیدہ
ہو گئے ہزاروں سپر جو میدان جنگ سے منہ پھیرنا کسر شان سمجھتے تھے۔ اتی کائی کے ہاتھ

کا لقمہ بن گئے اتی کائی جس کو دیکھ لیتا کہ جگت سے چلن چھپاتا ہے اس کو نہیں مارتا اور جو
سامنے آتا ہے اس کے بانوں کی آگ سے جھلس جاتا ہے اس طرح فوج میموں کا ناش کر کے
اتی کائی زور سے نعرہ زن ہوا اے رام لچھمن کہاں ہو سامنے کیوں نہیں آتے فوج
میموں بیدم ہو گئی کسی میں اتنی تاب نہیں کہ ہمیں منہ دکھلائے جو بھاگ گئے ان کا
تعاقب کرنا ہمارے مذہب میں درست نہیں اور سامنے کی لڑائی کرنیوالا کوئی نہیں دکھائی
دیتا اگر کسی کو جنگ کی تمنا ہو تو ہمارے پاس بھیجدو ہمیں اس کی شجاعت دیکھنا ہے یہ
سنکر لچھمن جی پر غصہ چڑھ آیا مسکرا کے دھنش ہاتھ میں لیا اور ٹنکارنے لگے دھنش
کی ٹنکور آسمان تک پہنچی پاتال میں بھی ہلچل پڑ گئی ایسا نہ ہو کہ زمین کا طبقہ الٹ جائے
راچھسوں کے کلیجے دہل گئے اور اتی کائی کا خون لچھمن جی کو دیکھتے ہی اوبلنے لگا ہاتھ
اٹھا کر بولا کہ تم بچے ہو میدان جنگ دیکھا نہیں جاؤ ماں کی گود میں کھیلو البتہ کسی
بہادر کو میرے سامنے بھیجدو تم سے کیا لڑوں منہ سے دودھ کی بو آتی ہے تم میرے
بانوں کو جانتے نہیں کہ ہماچل پربت بھی ہو تو ریزہ ریزہ کر کے اڑا دوں اگر چاہوں
تو زمین پر قیامت برپا کر دوں تم جاؤ اور بچوں میں کھیلو دھنش بان پھینک دو اگر
نہ بھاگو گے تو ہمارا اژدر شگاف تیر تمہارے گلے کا خون چوسیگا اور تمہاری ماں ہاتھ
پھیلا پھیلا کر روئیگی تم میرے تیروں کا جوہر نہیں جانتے یہ وہ تیر ہیں کہ اگر برہما اور مہادیو
جی بھی آویں تو ان پر بھی وار کر بیٹھیں مہادیو جی کا ترسول نشیچل ہو سکتا ہے مگر
میرے تیر رائگاں نہیں جاتے ✤

لچھمن جی ہنس کر بولے اے نادان اتی کائی تو مجھے بچہ سمجھتا ہے چھتریوں کی یہی
جسارت ہے اصلاً خبر نہیں سورما اپنی تعریف آپ نہیں کرتے لو میں کھڑا ہوں حربہ کر دیکھوں
تو سہی تیری بہادری کے جوہر دیکھنا ہے یا تو مجھے مار یا میرا بان تیرے خون سے
پیاس بجھائیگا گو دیکھنے میں بچہ ہوں لیکن در اصل تیرا کال ہوں نخوت چھوڑ دے اور میرا
مقابلہ کر اتی کائی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور تیر مارنے لگا لچھمن جی نے پھر چلے پر
تیر چڑھایا دیوتا اور گندھرب ان دو بہادروں کی لڑائی دیکھ رہے تھے اتی کائی نے
تیر مارا لچھمن جی نے کاٹ دیا پھر پانچ بان مارے وہ بھی رد ہوئے تب لچھمن جی نے ایک بان
جس کا سوفار آگ کی طرح دہک رہا تھا اتی کائی پر چھوڑا اتی کائی نے کاٹ دیا پھر دوسرا

بان چلایا اتی کائی کی پیشانی زخمی ہوئی خون بہنے لگا درد سے مجبور ہوا مگر غصے کی آگ
بھڑک اٹھی ایک بان کے پانچ پانچ بان اور سات سات بان لچھمن جی پر چھوڑے لچھمن جی
سب کو کاٹ رہے ہیں وہ آتشیں تیر سے لچھمن جی کو مجروح کر رہا ہے لچھمن جی کچھ خیال
میں نہیں لاتے اپنے بانوں سے برابر کاٹتے جاتے ہیں اتی کائی نے برہماستر کمان پر
چڑھایا برہماستر لچھمن جی کی چھاتی پر پڑا خون بہنے لگا لچھمن جی نے منتر پڑھ کر ایک
تیر آتشین برہماستر پر چلایا دونوں بان آکاش میں جا کر لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے
جل کر بھسم ہو گئے پھر اتی کائی نے ایک اور بان چلایا لچھمن جی نے اندر بان سے کاٹ
دیا تب جمراج کے بان سے لڑنے کی ٹھانی لچھمن جی نے سوچا تو ایک ایک بان سے دیر
تک لڑا لگا تب بیشمار تیر برسائے اتی کائی سب کاٹتا جاتا ہے لچھمن جی نے ہزار بان
مارے اتی کائی نے سب رائگاں کر دیئے لچھمن جی مارتے مارتے تھک گئے دیوتاؤں
میں وحشت ہوئی کہ کیا کیا جائے یہ بڑا زبردست راچھس ہے اس کی موت کیونکر
ہوگی۔ برہما نے دیوتاؤں سے کہا کہ اس کو ہمارا بردان ہے یہ کسی سے نہ مریگا جب
تک اس پر برہماستر نہ چلایا جائے اب یہ تجویز ہوئی کہ لچھمن جی سے یہ بات کون کہے
وایو دیوتا کھڑے تھے سبھوں نے کہا کہ ہماری مجال نہیں اتی کائی کے سامنے لچھمن
جی سے بات کر سکیں تم جاؤ لچھمن جی کے کان میں کہہ دو شاید اس کی موت ہو۔ وایو
دیوتا سنتے ہوئے لچھمن جی کے پاس پہنچے اور جھک کر کان میں کہہ دیا لچھمن جی نے ترکش
سے برہماستر نکالا اور کمان پر چڑھا کر اتی کائی پر چھوڑ دیا جس وقت لچھمن جی نے
ترکش سے برہماستر چھوڑا تب دیوتا اور گندھرب ڈر سے کانپنے لگے سمجھتے تھے کہ
دونوں بہادر ہیں دونوں برہماستر کے چلانے سے اُف ایسا نہ ہو پرتھوی الٹ جائے اتی کائی
برہماستر کو آتا دیکھ کر بانوں سے کاٹنے لگا لیکن وہ بان تیروں کو بھسم کرتا ہوا اتی کائی
کی طرف آ رہا ہے جب قریب آ گیا تب شکتی اور مگدر اور گدا لے کر برہماستر کے زد سے
بچنے کی روک کی مگر سب ہتھیار جل گئے اور برہماستر اتی کائی کی پیشانی توڑ گیا سر
کٹ کر الگ گرا راچھس لوگ ڈر سے اور ہائے واویلا پکارنے لگے بندروں میں [illegible]
خوشیاں ہوئیں اور لچھمن جی کی پوجن ہونے لگی ✦

سرگ ۷۲

لنکا میں ماتم

انی کائی کے مرنے سے راچھسی فوج منتشر ہو گئی شاہ لنکا منت لنکا کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے
ندیم و مشیر طلائی کرسیوں پر متمکن ہیں جنگ مغلوبہ کا ذکر ہو رہا ہے انی کائی کے مرنے کی خبر
چوبداروں نے عرض کی سپہ سالاروں کے کلیجے پھٹ گئے شاہ راون مایوسانہ لہجے
میں حاضرین دربار سے مخاطب ہوا کہ افسوس میرے وفادار سرداروں پر میرے نمک
حلال سپاہیو! تم سب شہید ہوئے بہت اچھا دنیا سے سرخرو ہو گئے دھرم پالن
کیا لاکھوں کو مار کر مردوں کی موت مرے کوئی ارمان نہیں تم سب یہ نہ کہنا کہ ہماری
لاشوں کو لاوارث اور بے کفن چھوڑ کر شاہ راون آرام سے عیش کر رہا ہے نہیں ہیں کبھی ابھی
تمہارے ساتھ ہی اسی میدان کی خاک پر سوتا ہوں میری روح ابھی تم سے آملتی ہے
آہ جب کمبھ کرن ایسے جودھا زمانے سے اٹھ گئے تو میرا کون ٹھیک اب کوئی لنکا میں ایسا
بہادر نظر نہیں آتا کہ رامچندر لچھمن اور سگریو کو ہلاک کرے نہیں نہیں رامچندر کے زور طاقت
کی تھاہ نہیں وہ دریائے زخار ہیں اس میں سب تو ڈوب گئے اچھا جانباز کجا ہیو خبرداری سے
کام تو ایسا نہ ہو کہ بندر اندر گھس آئیں اور جانکی کو اشوک باڑکا سے نکال لیجائیں ٭
شاہ راون اس طرح کے بین کرتے ہوئے محل سرا میں آیا بیٹھوں اور پوتوں
کے غم میں منہ لپیٹ کر لیٹ رہا ٭

سرگ ۷۳

اندرجیت کی لڑائی اور فوج ہمیوں کی بیہوشی

راون کی باتوں سے بہادروں کے کلیجے مسل گئے راچھسی خون میں اس درجہ حرارت
بڑھی کہ بہادروں کے بدن زرہ بکتر کے نیچے جل اٹھے برداشت کی تاب نہ رہی در دریاں پھاڑ
پھاڑ کر پھینکنے لگے زندگی سے بیزار صرف مرنیکی آرزو میں ایک پر جوش حملہ کرنے کی

اُمید پر میگھ ناد کے پاس پہنچے میگھ ناد شاہ راون کی خدمت میں حاضر ہوا پتا کو غمگین دیکھ
کر سمجھانے لگا آپ سوچ مت کریں جب تک زندگی ہے آپ کو کسی طرح کا رنج نہ
پہنچیگا کیا آپ میرے بالوں کے شرارے اور تیغ خار اشگاف کی چنگاریاں نہیں دیکھ
چکے یہ وہی بازو ہیں جس کی وجہ سے میرا نام اندرجیت پڑا کس میں مجال ہے کہ میرے بالوں
کی آنچ سہہ لے جب جاؤنگا ہنگامۂ حشر برپا کرونگا رامچندر اور لچھمن فوج ہنیموں سمیت
زمین پر تڑپتے دکھائی دینگے اور سورج چندرماں اور دیوتا رامچندر کی حمایت کریں تو بھی
ممکن نہیں کہ بچ سکیں یہ کہہ کر شاہی لباس اتار کر زمین پر پھینک دیا بیش قیمت جنگی
لباس پھاڑو بازعفرانی پوشاک پہنی اور زبان سے کہنے لگا اے خار اشگاف تیر خبردار!
تم سے ایک خطا نہ کرے دشمن کے جگر سے پار ہونیوالی تیغ براں آج تیرے جوہر دیکھے جائینگے
مضبوط ہڈی رکھنے والے بازو اگر سستی دکھائی تو کاٹ ہی ڈالونگا باوفا گھوڑے دغا نہ دیجیو
ہار نہ جانا یہ کہہ کر رتھ پر سوار ہوا۔ اور دیوی نکو بنجلا کے استھان پر راکھشس سینا سمیت
چلا گیا بہت ہاتھی گھوڑے اور رتھ ساتھ ہیں دیوی کے استھان پر پہنچ کر فوج کو ٹھیرنے
کا حکم دیا اور آپ ہون کے واسطے مندر میں پہنچا اگن کنڈ بنایا اور جاپ کرنے لگا کالے
برن کا بکرا اگن میں ڈال دیا اور اگن خوش ہوکر بکرے کو چٹ کر گئی اور بھیس بدل کر
سامنے آئی اشیرباد دینے لگی جا تیرا منورتھ سدھ ہوگا یہ دھانس دھنش ہے گدا تلوار جتنے ہتھیار
تھے اندرجیت نے اگن کی بھینٹ کئے اور اگنی نے سب شستروں کو اٹھا کر اندرجیت کے حوالے
کیا اور کہا کہ ان ہتھیاروں سے تمہاری جیت ہوگی یہ بردان سنکر دیوتا اور سورج خوف کھا گئے اندرجیت
کیونکہ جب جائیگا اندرجیت وہاں سے اٹھا اور گپت ہوکے آکاش میں پہنچا اور راکھشس زمین
پر ہتھیاروں سے فوج ہنیموں پر حملہ آور ہوئے اندرجیت چلاتا جاتا ہے کہ بہادرو گھبرانا
نہیں میں تمہاری مدد پر ہوں نڈر ہوکر لڑو میں تمہاری حمایت کے لئے مستعد ہوں راکھشس
فوج ہنیموں پر حملہ کر رہے ہیں اور آسمان سے اندرجیت بان مار رہا ہے لاکھوں بندر
زمین پر سو گئے غرضیکہ کل فوج بسمل کی طرح تڑپ رہی ہے کسی بندر میں دم نہیں کہ سانس لے
سکے فوج ہنیموں سراسیمہ بھاگ نکلی لاکھوں موت کے منہ کا نوالہ ہوگئے ادھر دیوتا ادھر سے
سنسنا رہے ہیں یہ حال دیکھ کر اندرجیت نے حریف کی فوج کی طرف ہاتھ کھینچ لیا اور نامی نامی
سپہ سالاروں کی طرف مخاطب ہوا۔ اٹھارہ بان سے گندھمادن دو دو بان سے

دوید اور سات بان سے میند اور پانچ بان سے گج اور دس بان سے جاموان اور تین بان سے
نیل اور تیس بان سے سگریو سرجہ اور انگد اور ۲ بان سے ہنومان جی کو شار سے گرا دیا
کل بھر ادر مر گئے اور ہنومان جی پہ غشی آگئی اندرجیت بندروں کو مردہ سمجھ کر آسمان سے اترا
اور جو بندر زندہ بچے تھے انہیں تیروں سے ہلاک کردیا کل بندر ہلاک ہو گئے سگریو اور
ببھیکن کو بھی مگدر سے مارنا شروع کیا یہ بھی تاب نہ لا سکے زمین پر گر پڑے اب صرف رام چندر
لچھمن سامنے کھڑے ہیں ان پر حملہ کیا کچھ اثر نہ ہوا سامنے آیا تیر برسانے لگا سری بھگوان نے
لچھمن جی سے فرمایا کہ یہی میگھ ناد اندر کا جیتنے والا ہے اس نے فوج میموں کو پائمال کیا
اور اب ہم پر گستاخیاں کر رہا ہے لچھمن جی طیش کھا گئے عرض کی آپ کیا فرماتے ہیں اگر اجازت
ہو تو ابھی اس مردود کے خون سے زمین کو پاک کردوں رامچندر جی بولے کہ اس وقت مجال
نہیں کہ تم مقابلہ کرسکو برہماستر ہاتھ میں ہے اور اگنی کا بردان بھی آج اس پر ہاتھ نہیں چلا
سکتے اگر سامنا کرو گے تو زک اٹھاؤ گے لچھمن جی کا چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوگیا کہ آپ ایشور
ہیں عالم الغیب ہیں اور ہمارا ادنیٰ ششی کا ہے تو ہمارے اور آپ کے سامنے اس راچھس کی مجال ہے
کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے سری بھگوان سمجھانے لگے کہ بھائی غصے کا وقت نہیں ہم لوگوں کا
اوتار مریادا کی رچھیا کے واسطے ہوا ہے اگر برہماستر کو نہ مانیں تو اس کی عزت جاتی
رہے اور برہما کی بھی سبکی ہو اس لئے جس طرح میں برہماستر کی عزت کرتا ہوں اور نشچل
نہیں ہوتے دیتا تم بھی اس کی حرمت میں بٹہ نہ لگاؤ برداشت کرو یہ ممکن ہے کہ برہماستر
تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا مگر اس میں بڑا بھاری گناہ ہوگا اس لئے ہم اور تم مورچھت ہو کر
زمین پر گر پڑیں تب یہ بھی فتحیاب ہو کر باپ کے سامنے سرخرو ہوگا اور برہماستر کی بھی عزت قائم
رہے گی یہ تجویز کرکے دونوں بھائی مورچھت ہو کر زمین پر گر پڑے اور اندرجیت فتح و نصرت کا نقارہ بجاتا
ہوا لنکا کی طرف راہی ہوا اور راون سے کہنے لگا جن رامچندر و لچھمن کا آپکو خوف تھا آج انہیں [illegible]

سرگ ۷۴

چھیالیسواں ہنومان جی کی روانگی اور سنجیونی بوٹی فوج میموں کی تندرستی

ادھر قیصر زرنگار میں شادیانے فتح کے بج رہے ہیں شاہ لنکا پھولا نہیں سماتا ۔ ادھر

سری بھگوان اور شاہزادگان غشی کے عالم میں زمین پر پڑے ہوئے ہیں تن و بدن کا ہوش نہیں
صرف بھبھیکن اور ہنومان بچے تھے جن پر غشی سرایت نہیں ہوئی تھی بھبھیکن اس نظارہ سے
مضمحل ہوکر ہنومان کے پاس پہنچے ہنومان نے گلے سے لگایا مشورہ ہونے لگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے کل سرداران فوج ہلاک ہو چکی سری بھگوان اور لچھمن جی بھی زخموں سے چور
چور ہوکر بیہوش ہوگئے صرف دو تین باقی رہے ان سے کیا ہوسکتا ہے بھبھیکن کہہ رہا ہے کہ
بھائی طبیعت کو نڈھال نہ کردیجیے وشنو بھگوان ایشور کے اوتار ہیں دھرم پالن کرتے ہیں ان
کا مارنے والا دنیا میں خلق نہیں ہوا وہ خود ہست و نیست کے مالک ہیں شاہ کونین ہیں برہما
کی مرجاد پالن کرنے کی غرض سے آپ کا اوتار ہوا ہے ہنومان جی نے جواب دیا ہے متر
تم سچ کہتے ہو ہمارے بھاگ دھنیہ ہیں جو ان کے درشن ہوئے یہ تو معلوم ہی ہے کہ برہماستر
کی آگ میں سب جل گئے چلو چلیں آخر کوئی زندہ بھی بچا یا سب طعمہ اجل ہوئے
آدھی رات کا وقت تھا لکڑی میں کپڑا باندھ کر تیل ڈالا اور آگ جلا کر چوطرفہ
دیکھنے لگے کیا دیکھتے ہیں کہ میدان رزم میں لاشوں کا انبار لگا ہے کسی کا کلیجہ اکھڑا
ہے کسی کا سر اور کسی کے پاؤں کٹے ہیں خون کا دریا رواں ہے کل سردار مرے
ہوئے نظر آئے۔ سگریو۔ نل۔ نیل۔ دوید۔ میند۔ اور نامی سالاران فوج میں سے
ایک بھی زندہ نہیں انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ۶۷ کروڑ ریچھ اور بندر برہماستر کے لگنے
سے کام آئے برہماستر نے پانچ رات اور پانچ دن لگاتار فوج کو چوپٹ کیا سرداروں کی
لاشیں تو مل گئیں مگر شاہ خرس یعنی جاموان کا کہیں پتہ نہیں ہنومان اور بھبھیکن جاموت
کی تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہیں ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لاش ہے جس کے بدن میں
ہزارہا تیر چبھے ہیں اور زخموں سے خون بہ رہا ہے لاش سسک رہی ہے کچھ کچھ جان
باقی ہے ہنومان جی سرہانے کھڑے ہوکر رونے لگے جاموت نے آنکھ کھولنی چاہی تو چاہا
نہ کھلا آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں بہت دشواری سے زبان کھولی کہا کہ ہے متر
تم نے پہچانا میں ہی جاموت ہوں بدن زخموں سے چور چور آنکھ کی روشنی مفقود
ہوگئی ہے متر یہ تو بتاؤ ہنومان جی زندہ ہیں یا وہ بھی فوت ہوگئے بھبھیکن نے
پوچھا سری رام لچھمن کو کیوں نہیں پوچھا جن کی وجہ سے ہماری سب کی زندگی ہے
ہنومان جی میں کیا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے جاموت نے جواب دیا ہاں بیشک سب

رہیگا تو اس کی خوشبو سے جو راچھس مرینگے زندہ ہوجائینگے ہنومان نے پربت
اٹھالیا اور راتوں رات ہمالیہ پر رکھ آئے ۔

سرگ ۷۵

لنکا داہ

فوج میموں میں کلاہل مچا ہے ہر ایک کی دوبارہ زندگی ہوئی شاہ میموں نے ہنومان جی
سے اشارہ کیا راون بڑا ڈھیٹ ہے وہ کمبخت ماننے کا نہیں دیکھو کمبھ کرن سا جوانمرد بھائی
اور ترانتک سے بہادر بیٹے اور نامی سپہ سالار فوج جن کی بہادری کے ڈنکے چار
دانگ عالم میں بج رہے تھے زمین پر پیوند ہو گئے مگر شاہ لنکا کچھ خیال میں نہ لایا ہمارا
ہم جنگ میں ہے ایک تدبیر ذہن میں آتی ہے اگر ہو سکے تو کر گزرو ۔ روز روز کے
جھگڑوں سے چھٹکارا ہو تم جاؤ اور لنکا کو جلا دو ۔ کوئی چیز بچنے نہ پائے آگ شعلہ
زن ہوگی اور قصر لنکا پھونکیگا تو تمام راچھس جل کر کباب ہو جائینگے ۔ غرض شام
ہوئی بندروں نے لوکاری جلائی اور برج لنکا پر چڑھ گئے ہر ایک قصر میں آگ
لگائی تمام لنکا جلنے لگی عجب دھم دھمی برتن پھوٹے جاتے ہیں ہاتھی اور گھوڑے
بھاگتے ہیں مگر بندر مار مار کے آگ میں پھینک دیتے ہیں رتھ ٹوٹے پڑے ہیں
آگ ستھراؤ کر رہی ہے خمخانہ میں شراب بھری ہوئی تھی آگ پہنچتے ہی بارود کی طرح
اڑ گئی راچھسوں کے سر کاٹ کاٹ کر آگن میں ہون کئے جا رہے ہیں عجب رات تھی
تمام لنکا پلاس کے درخت کی طرح جل رہی ہے اکثر راچھس لنکا سے دور بھاگ
رہے ہیں مگر بندروں کی لوکٹیوں سے نجات نہیں ملتی ایک ایک راچھس کو
دس دس بندر چمٹ جاتے ہیں اور مار کے آگ میں پھینک دیتے ہیں ۔ [illegible]
شور عظیم برپا ہے سری رام چندر جی اور لچھمن جی [illegible]
دیکھ رہے ہیں راون سوچ رہا ہے کہ اب تو میرا انتہا ہو [illegible]
[illegible]
کو چھیڑا تو تمہارے ساتھ [illegible]
[illegible]

جھپک گئی خون بہنے لگا انگد نے پتھر سے خبر لی کونبھ کے
ہوش سے نکل گیا انگد کی آنکھ
سر کو تاکا اور اس زور سے دے مارا کہ کونبھ کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا گونہ غشی
کی حالت طاری ہوئی یہی حالت دونوں بہادروں کی رہی کبھی یہ مورچھپت ہو کے
گرتا ہے اور کبھی وہ بیخود ہو کر سانس تک نہیں لیتا بندروں اور ریچھوں کو دہشت
سوار ہوئی خدا جانے کیا ہو حریف زبردست معلوم ہوتا ہے سری بھگوان کے پاس
آئے اور مؤدب ہو کر سارا ماجرا عرض کر دیا سری بھگوان نے نامی بہادروں سے
خواہش کی اور بتدریج ٹوٹ کر لڑنے لگے کوئی پتھر مارتا ہے کوئی درخت سے خبر
لیتا ہے کوئی ترچھا گھسوٹتا ہے کونبھ ہر ایک کو جواب دیے رہا ہے سری المیک
جی فرماتے ہیں کہ کونبھ نے ایسی تیروں کی جھڑی لگائی کہ کل فوج میموں بیدم
ہو گئی۔ شاہ میموں نے دیکھا کہ فوج میموں سراسیمہ ہو رہی ہے خود چلا اور آتے ہی
دو دو ہاتھ ہوئے سگریو نے دھنش چھین لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا
کونبھ مجبور ہوا اور دوسرے ہتھیاروں سے کام لینے لگا مگر سگریو ایک کو بھی خیال
میں نہ لاتا جو ہتھیار آتا ہے ہاتھ سے تھام لیتا ہے اور چھین کر توڑ کے پھینک
دیتا ہے مگر دل میں کونبھ کی جرأت کا ثناخواں تھا واقعی یہ بہادر کسی طرح راون
سے کم نہیں جیسا کمبھ کرن اس کا پتا بلوان تھا ویسا ہی میدان رزم کا شیر ہے اسی
کی وجہ سے آج تک لنکا کا راج قائم ہے اور لنکا پر ہمارا دسترس نہ ہو سکا پھر کونبھ سے
مخاطب ہوا۔ تو دھنیہ ہے میں تو چاہتا تھا کہ اسی وقت تجھے آغوش لحد میں سلا دوں لیکن
نہیں تو لڑتے لڑتے تھک گیا ہے تھکے ہوؤں اور مجبور و خستہ پر ہاتھ چلانا سورمیوں کا
دھرم نہیں۔ ذرا دم لے پھر میں تیرے زور طاقت کا امتحان لوں گا یہ کلمات نشتر
کا کام کر گئے کونبھ کا چہرہ تمتما گیا۔ اور کود کر سگریو کے بازو پکڑ لئے اور کہا اپنی طاقت
دکھا اب دونوں میں کشتی ہونے لگی دونوں کے منہ سے کف جاری تھا کشتی ہوتے ہوتے ایک
مقام پر کونبھ نے بڑے زور سے گھونسا مارا کہ اگر وہ پتھر پر پڑتا تو پرخچے اڑ جاتے مگر سگریو
[illegible] نہیں ہلا آنکھ ہڈی ٹوٹ گئی اور خون بہنے لگا اُدھری یا [illegible]
[illegible] کیا ہوا ہے یہ کہہ کر سگریو نے بھی کونبھ کی چھاتی پر گھونسا رسید کیا
کونبھ کی [illegible] منہ سے خون [illegible] نکلا سینے کی ہڈی [illegible] پیچھے ہو گئے بے دم ہو کر زمین پر گرا

اور گرتے ہی موت کے منہ کا نوالہ ہوا۔ راچھس ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے +

سرگ ۷۶

نکونبھ کی موت ہنومان جی کے ہاتھ سے

کونبھ کو مرتے ہی نکونبھ کی حرارت بڑھی اور غصہ کر کے سگریو پر دوڑا اور آتے ہی اس زور سے تان کر گھونسا مارا کہ سگریو تلملا گیا اور غشی طاری ہوئی ہنومان جی یہ کیفیت دیکھ سگریو کی مدد کو آئے نکونبھ نے گرز گرانبار ہنومان جی پر اس زور سے مارا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو زمین دوز ہو جاتا مگر ہنومان جی کو مطلق احساس نہ ہوا گرز کے سو ٹکڑے ہو گئے ہنومان جی نے گھونسا تانا چاہتے تھے کہ نکونبھ کو ماریں اس بیچیا کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آوے مگر نکونبھ چاق و چوبند تھا سامنے سے ہٹ گیا اور تھوڑے دور سے تیر بازی کرنے لگا ہنومان جی کا سارا جسم لہولہان ہو گیا ہنومان جی نے دانتوں تلے مونچھ داب لی اور ایک جست میں ملک الموت کی طرح نکونبھ کے سر پر پہنچ گئے اور جاتے ہی اس کی پیشانی پر گھونسا جڑا نکونبھ بیتاب ہو گیا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا مگر ہوش سنبھال کے ہنومان جی پر دوڑا اور دونوں بانو پکڑ لئے اور گھسیٹتا ہوا لنکا کی طرف لے چلا ہنومان جی نے جھٹکا دے کر چھڑا لیا اور بغلی ڈوب کر پیٹھ پر اس زور سے گھونسا مارا کہ مردود کے دانت حلق میں اتر گئے اور خود چھاتی پر چڑھ بیٹھے اس قدر گھونسے مارے کہ دماغ کا بھیجا نکل آیا اور نکونبھ ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گیا بندر اس فتح سے بہت خوش ہوئے اور رام و لچھمن کی جے جے بولتے ہوئے دوڑے آئے راچھسوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے سو مرتے ہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ چلے اور شاہ لنکا سے اس شکست کی گزارش کی +

سرگ ۷۷

نکراچھ کی لڑائی

کمبھ اور نکمبھ دونوں قتل ہو چکے ہیں راون سر بجیب متفکر بیٹھا ہوا ہے سوچ رہا ہے
کہ اب کس کو بھیجوں بڑے بڑے بہادر لقمۂ اجل ہو چکے کمبھ کرن کا سا جوانمرد کیا لی
نکمبھ جیسے دلاور بھتیجے لڑائی میں کام آ چکے سارا خاندان ناش ہوا جاتا ہے کوئی بہادر
نظر نہیں آتا کہ دونوں تپسویوں کو زندہ گرفتار کرے جنگ کا دلدادہ کھر کا بیٹا راون کی
باتوں سے ایسا متاثر ہوا کہ کرسی صدارت سے اٹھ کر قدم بوسی کی اور جنگ کی آرزو
میں سنتا لیتا عرض پیرا ہوا اے شاہ ذیشان تیرے اقبال کی شعاعیں تابد جگمگاتی
رہیں دوست خوشحال دشمن پامال رہیں بہت سو رہیر مر چکے نمک حلالوں نے چتر شاہی
پر جانیں تصدق کیں میں ہی اس عظیم ثواب سے محروم رہا جاتا ہوں حکم شاہی ہو تو
وہاں جا کے ان لڑکوں رام و لچھمن کس کھیت کی مولی ہیں، ایدم فوج میموں
پر اکیلا کیا دھرا ہوں راون نکراچھ کی دلیرانہ باتوں پر خوش ہوا اسے بندھی تعجب
نہیں کہ یہ لڑکا کچھ کر دکھائے پہلے پیار اور دلار سے شاہ لنکا نے نکراچھ کو
میدان جنگ کی طرف روانہ کیا نکراچھ ہوائی رتھ پر سوار ہو کر رزمگاہ میں آیا
جانباز راچھسوں کو حکم دیا کہ فوج میموں سے آمادۂ پیکار ہوں اور میں رام
لچھمن کی خبر لیتا ہوں میرا بان تمام فوج کو بھسم کر سکتا ہے جس طرح سوکھی
لکڑی آگ میں پڑ کر جل جاتی ہے یہی حال حریف کی فوج کا ہوگا یہ کہہ
کر خود رام لچھمن کی طرف رخ کیا اور فوج راچھس بندروں کی خبر لینے
لگی ✤

سرگ ۷۸

بشرح صدر

جادو نگار والمیک جی فرماتے ہیں کہ جس طرح دیوا سنگرام میں [illegible]
وہی حال نکراچھ کی لڑائی کا ہوا۔ جوق جوق بندر بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے

اکھاڑ اکھاڑ کر دیوان خونخوار پر مارتے اور پتھر اور پربتوں کی سلیں گھما گھما کر اس طرح
فوج راچھسی پر پھینکتے کہ صفیں کی صفیں الٹتی جاتی تھیں اور بجائے اُن صفوں کے
نئی تازہ دم صف استادہ ہوجاتی تھی مگر اچھ غضب کی لڑائی لڑا تیروں کا مینہ برسا دیا
جس طرف رخ کیا صفیں الٹ گئیں بڑے بڑے بہادر اور نامی سردار جنگ میں کام آگئے
ہزارہا بہادر کھیت رہے جنگ مغلوبہ دیکھ کر بندروں نے بھاگنے کی ٹھیرائی جدھر
جس کا سینگ سماتا ہے بھاگ رہا ہے فرشتۂ اجل ایک ایک روح قبض کرنے نہ پاتا کہ اور سینکڑوں
اور جیں اس کے سر پڑتیں سری بھگوان نے دیکھا کہ فوج پسپا ہو رہی ہے نامی سرداروں
کے مرنے سے بہادروں کے دل ٹوٹے جاتے ہیں خود تکلیف گوارا فرمائی اور دھنش بان لیکر
مکراچھ کا مقابلہ کیا بندروں کو دلاسا دیا ذات اقدس کو دیکھتے ہی مغلوب بندروں کا جی
ٹھکانے ہوا دل بڑھ گیا جی توڑ کر لڑنے لگے مکراچھ رام بھگوان کو دیکھ کر بولا۔ اہاہا!
مدتوں سے تمہاری جستجو تھی قسمت سے ہاتھ آگئے اپنے پتا کا بیر لونگا افسوس ہے کہ
مرتے وقت میں نہ تھا نہیں تو یہ مجال نہ تھی کہ تم دونو زندہ بچ سکتے ہم تمہاری تلاش میں
تھے جس طرح شیر ہرن کی تلاش کرتا ہے یہی حال ہمارا تھا آج تم کو مار کر دل کی تپن
بجھاؤنگا سری رامچندر جی نے مسکرا کر جواب دیا کمبخت تو مجھے نہیں جانتا تیرے پتا کا
قاتل میں ہی ہوں جس کے ساتھ چودہ ہزار جرار سپاہی تھے وہ سب یم آلے کو سدھارے
تجھے بھی گھر کی خدمت کے لئے بھیجتا ہوں بہادر اپنی بڑائی نہیں کرتے مکراچھ تیر
چلانے لگا اور رامچندر بانوں سے کاٹتے گئے دونو نے خوب خوب تیر اندازی کی کہ تیر کھو گئے
یہاں تک کہ زمین آسمان پر تیر ہی تیر نظر آتے تھے جس طرح ٹڈی دل آیا رام بھگوان نے ایک
بان سے سارتھی اور بیسیوں بان سے رتھ توڑ ڈالے مکراچھ ترسول لیکر چلا یہ ترسول تھا
دیوی کا عطیہ ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا جس وقت مکراچھ ترسول لیکر سری
بھگوان پر جھپٹا ہے دیوتوں نے دانتوں تلے انگلی دبائی گھبرا گئے یہ ترسول رامچندر پر لگیگا
اور رامچندر جی موت کے منہ کا نوالہ ہو جائینگے مکراچھ نے سری بھگوان پر ترسول سے حملہ کیا
مہاراج نے ایک بان سے ترسول کے چار ٹکڑے کر دیئے وہ چاروں ٹکڑے پاتال پہنچے
جس سے ہزارہا راچھس زمین میں دھنس گئے مکراچھ نے دیکھا کہ ترسول ٹوٹ گیا اور رامچندر
جی بچ گئے گھونسا تان کر دوڑا رامچندر جی نے تیر آتشین سے اس ملعون کو ختم کر دیا

دیوتے خوش ہو گئے بندروں میں جے جے کار کے نعرے بلند ہوئے اور مغلوب فوج راکچھس لنکا کی طرف بھاگی۔

سرگ ۶۹

میدان جنگ میں اندرجیت کی آمد

مکراچھ کے مرتے ہی منتشر فوج لنکا پہنچی اور مکراچھ کے مرنے کا حال شاہ راون کو سنایا گیا۔ راون نے اندرجیت کو طلب کیا اور فرمایا کہ بیٹا سوائے تمہارے اور کسی کے سر پر فتح کا سہرا نہیں بندھ سکتا تم نے اندر کو جیتا ہے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کیں دیوتے تمہارے نام سے تھر تھر کانپتے ہیں تو کیا آدمیوں اور بندروں پر تمہارے بازو سست ہو گئے نہیں نہیں مجھے امید ہے کہ جس وقت میدان جنگ میں گھوڑے کو دوڑاؤ گے رام و لچھمن کو جیتا پکڑ لو گے بندروں کی حقیقت کیا ہے اندرجیت پتا کے تخت کا طواف کر کے جگیہ شالا میں آیا ہوم کرنے لگا سیاہ بکرا جھٹکا دیا اور اگن بکرے کا لوتھ لے گئی اندرجیت وکشا اور دان دے کر چار گھوڑے کے رتھ پر سوار تھا ترکش میں تیر کے سوا اس لڑائی میں تیر کا نام بھی نہ تھا ادھر مہاراج کی فوج میں لوگوں کا خیال تھا کہ مکراچھ کے مرنے سے کوئی زبردست راکچھس آئیگا اندرجیت قلعہ لنکا سے نکلا اور نظر سے غائب ہو گیا اتنا راکچھسوں سے کہا تھا کہ خبرداری کے ساتھ بازوں سے لڑنا اندرجیت کے غائب ہوتے ہی تاریکی چھا گئی اور آسمان سے تیروں کا مینہ برسنے لگا سری رام لچھمن پر اس قدر بان مارے کہ تمام بدن پر تیر ہی تیر دکھائی دیتے تھے رام لچھمن کو مطلق پرواہ نہ ہوئی نہ دردی محسوس ہوا ہنستے ہوئے آکاش پر بان چلاتے تھے مہاراج کے بان اندرجیت کے جسم میں گھس کر کے ترکش میں لوٹ آتے تھے بدن زخموں سے مجروح ہو گیا رامچندر کے بان اندرجیت کو زخمی کرتے ہیں لاکھ چاہتا ہے کہ ان بانوں سے بچے ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہٹ جاتا ہے رامچندر کے بان پیچھا نہیں چھوڑتے زخمی کرتے ہیں ترکش میں سما جاتے ہیں مگر اندرجیت کا جسم تیروں سے چور ہو رہا ہے اور رامچندر بھی زخموں سے چور ہیں اندرجیت نے بندروں کو بھی گھایل کیا لچھمن جی کا غصہ بڑھتا گیا اب ضبط نہ ہو سکا رامچندر سے عرض کیا کہ اب کے بھی اجازت ہے اجازت دیجئے تو اس موذی کو تیر چلا دوں کا تم لچھمن کو روکتا

جگت جننی کو نہیں پہچانتا ۔ عصمت مآب سری رام کی کہار جاہیں بہادر عورت پہ ہاتھ نہیں
اُٹھاتے تو قتل کرنا چاہتا ہے ۔ زد و ضرب ہے تیری زندگی پر اجل تیری تاک میں ہے بہت جلد
جہنم واصل ہوگا یہ کہہ کر ہنومان جی میگھ ناتھ کی طرف جھپٹے کہ اس بے ادبی کی سزا دیں
میگھ ناتھ نے اس قدر تیر مارے کہ ہنومان تیروں میں چھپ گئے میگھ ناتھ یہ کہہ رہا ہے کہ جس جانکی کی خاطر
یہ جھگڑا اٹھا آج یہ قضیہ چکائے دیتا ہوں جب یہ ہلاک ہو جائیگی رام لچھمن کا مارنا دشوار نہ
ہوگا ۔ بعد ازاں تمہیں مار کر دل ٹھنڈا کر دونگا پھر وبھیکھن کو مارونگا گو تمہارا یہ قول راسخ ہو سکتا ہے
کہ عورت کو مارنا مناسب نہیں دھرم سے بعید ہے جہاں شاستر میں ممانعت ہے وہاں یہ
بھی تو لکھا ہے کہ ایسی تدبیریں کرنا چاہئیں جن سے دشمن پائمال ہو یہ کہہ کر شمشیر آبدار
سے سیتا کا سر کاٹ لیا اور لاش زمین پر پھینک دی پھر ہنومان کی طرف اشارہ کیا کہ
بیکار ہلکان ہوتے ہو جاؤ اور لچھمن سے کہہ دو کہ ٹھنڈے ٹھنڈے اجودھیا واپس جائیں کل
قضیئے طے ہو گئے سیتا مر گئی بیکار ہاتھ پاؤں گھسنانے سے نتیجہ کیا یہ کہہ کر رتھ پر بیٹھا اور
گرجنے لگا ۔ بانروں میں سیتا کے مرنے سے عجب تلاطم مچا ہائے وائے کے دلخراش نالے زمین
سے آسمان تک پہنچے بانروں میں بھگدڑ پڑ گئی اور میگھ ناتھ قہقہہ مچانے لگا اسے بہت بڑی
خوشی ہوئی ۔ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ اب وہ فراغت سے جگیہ کریگا کیونکہ ریچھ اور بانر سیتا کا ماتم
کرینگے تب تک جگیہ پورا ہو جائیگا ۔

سرگ ۸۱

اندرجیت جگیہ شالہ میں

ہنومان جی بانروں کا تلاطم دیکھ کر چیخ رہے ہیں کہا بھو ۔ پریشان کیوں ہو گئے ہاتھ
فسوں ساز مشہور ہے لڑائی سے منہ موڑو نتیجہ اچھا پاؤ گے ۔ از خود رفتہ بانر ہنومان کی
تشفی دینے سے واپس آئے اور پتھروں کے ٹیلے لیکر راچھسوں پر ٹوٹ پڑے ایک
پہاڑی ہنومان جی نے اکھاڑ لی اور اندرجیت پر پھینکی رتھ سارتھی نے رتھ ہٹا لیا پہاڑی
رتھ توڑتی ہوئی پاتال پہنچی مگر اندرجیت اور سارتھی بچ گئے اور راچھس البتہ مر گئے
تب یہ پہاڑ اور درختوں کو پھینک رہے ہیں اندرجیت تاب نہ لا کر یہ کہہ کر چل دیا کہ اب تو ہاتھ سے

قضیہ چاک چکا جانکی مر گئی بیکار ہاتھ تھکانے سے کٹھانا لا حاصل ہے ہنومان جی نے فوج کی واپسی کا حکم دیا کہ بیکار رزم سے فائدہ کیا جیسا حکم بندگان عالی کا ہو گا بجا لائینگے ۔ بادشاہ سگریو جو مصلحت سوچیگا کرینگے غرضیکہ ہنومان جی فوج لئے ہوئے ڈیرے پر آئے اور اندرجیت نکھلا دیوی کے استھان پر پہنچا اور جگیہ کرنے لگا بکرے اور بھینسوں کے خون سے آہوتی دینے لگے ۔

سرگ ۸۲

ہنومان جی اور بانروں کے ہاتھ سے جگیہ کی ستیاناسی

سری بھگوان جاموَنت شاہ خرساں سے فرماتے ہیں کہ برابر ہنومان نتنا میگھ ناتھ سے جنگ آزما ہیں کس قدر غوغا ہو رہا ہے اور دیکھو اس کے آتشین تیروں سے کباب ہوئے جاتے ہیں کوئی افسر ہنومان جی کی حفاظت کے لئے پہنچنا چاہئے اس لئے تمہارا پہنچنا سود مند ہے جاموان نے حکم کی تعمیل کی اور کچھ فوج لیکر میگھ ناتھ کی طرف چلے عین راہ میں ہنومان جی سے ملاقات ہوئی جنگ و جدل کی ساری کیفیت اور سیتا جی کے مرنے کا حال مجملاً بیان کر کے سری حضور کے پاس چلنے کی ٹھہرائی اتنا کہنے گئے کہ بھائی تم یہاں ٹھہرو ہم ابھی آتے ہیں جیسا ارشاد والا صفات ہو گا ہم سب کاربند ہونگے استفسار لازمی ہے ہنومان جی سری حضور کے قدمبوس ہوئے اور قتل سیتا جی کا ماجرا کہہ کر عرض کیا کیا ارشاد ہوتا ہے جیسا حکم ہو عمل میں لائیں سری رام سنتے ہی حسرت و یاس میں ایسے ڈوبے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا سیتا جی کے مرنے سے تمام امیدیں ٹوٹ گئیں چشم پرنم میں آنسو ڈبڈبا آئے اور چیخ مار کر زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے وہ ذات ستودہ صفات عالم الغیب ہے نیک و بد سب اس پر روشن ہے جامہ انسانی اور دنیاداری کے لحاظ سے آپ نے ایسا کیا ورنہ وہ گویا یا موہ سے رہت ہے بانروں نے حال پر اضمحلال دیکھ کر منہ پر چھینٹا مارا ناک میں خوشبویات سنگھائیں اور لچھمن جی نے اٹھا کر چھاتی سے لگایا سری حضور نے آنکھ کھول دی لچھمن [illegible] لگے کہ [illegible] کا قول ہے ... ہو گیا آپ دھرم وان اور دھرم پالک ہیں کبھوت سچ آپ پر [illegible] ... جب ایسے کو دارو [illegible]

تو دھرم کہاں رہا منکروں کے دیدہ باطن پہ تاریکی چھائی رہتی ہے جو کچھ دیکھتے ہیں اُسی کو ست
جانتے ہیں دھرم ادھرم پکارتے ہیں مگر دھرم کے پھل پر مطلق نگاہ نہیں رکھتے اگر یہ تصور کیا
جائے کہ دھرم عیش و راحت کا مخزن ہے اور ادھرم رنج و غم کا خزانہ ہے تو آپ سا دھرماتما
اور راون سا ادھرمی خلق نہیں ہوا دھرم کی وجہ سے آپکو رنج و مصیبت اُٹھانا پڑیں اور ادھرم
کی وجہ راون عیش اڑا رہا ہے ثابت ہوا کہ دھرم کوئی چیز نہیں اور ادھرم باعث لطف ہے ۔
منکروں کا اسی پر دھیان ہے اگر آپ اس وقت سیتا جی کے غم میں آلودہ ہونگے تو اور بھی
لوگوں کو مثال مل جائیگی کہ عورت کی محبت میں سری حضور نے جان چھوڑ دی اس لڑائی
سے ہاتھ اٹھا کر جنگ میں لیرا لیا کاروبار سلطنت سے تعلق نہ رکھا بھبھیکن کو راج دینے
کا وعدہ ایفا نہ کیا کیسے ادھرم کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے دھرم میں بھی ادھرم نے
زور باندھ دیا یہ ضروری ہے کہ جب دھرم کمزور ہو جاتا ہے تب ادھرم کا اقتدار بڑھ جاتا
ہے سو مہاراج مجھے یقین نہیں ہوتا کہ آپ کے دھرم پر ادھرم سایہ ڈال سکے ٭
راجہ دسرتھ ہمارے پتا کا یہ ارادہ تھا کہ آپ کو راج دیں مگر آپ نے کیکئی کے بچن کا خیال
کرکے اور پتا جی کے قول پر آنچ آتے دیکھ کر صحرا نوردی اختیار کی پتا جی سرگ لوک پہنچے اور
آپنے دھرم کو نبھایا تو کیا اب دھرم چھوڑ دیا جو آج خلاف معمول ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں ۔
ایک بات اور بھی ہے کہ دھرم جب تک نبھ سکتا ہے جب تک مال و متاع اپنے پاس ہے نردھنی
سے دھرم نہیں ہوتا جس کے پاس دولت ہے وہی عقلمند اور ودوان کہلاتا ہے جب مفلس ہو
جاتا ہے تو جتنے اوصاف ہیں سب خراب نظر آتے ہیں جس کے پاس دولت ہے وہی
دھرماتما ہے اور نردھنی کو لوگ دھرماتما نہیں کہتے اسلئے مہاراج گر دینا ماتا دردشتی اور
پروار کا نرادر کرکے چلے آئے جس کا پھل بھوگنا پڑا ہے مہاراج آپ اس واسطے کو چھوڑ
دیں میں اکیلا پتھوی کو راکھشسوں سے پاک کر دونگا ٭

سرگ ۸۳

جگیہ روکنے کے لئے بھبھیکن کی فہمائش

جب بھبھیکن نے آکر قدموں پر سر جھکایا اور عرض کی کہ مہاراج آج میرے پر کدورت

زیادہ ہے حسرت بڑی ہی ہے کیا فوج میری یا فرمائیے تو سہی کہ اس کے دفع کرنے کی تدبیر سوچی
جائے لچھمن جی نے کہا کہ ہنومان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ سری سیتا جی قتل کر دی
گئیں جب سے سُنا ہے آپ پُرمخبت ہو گئے ہیں بھبھیکن بولا شاید ہنومان جی لڑتے لڑتے
تھک گئے گھبراہٹ سے ایسا کہہ دیا ہوگا لاکھ کوئی کہے سمندر خشک ہو گیا مگر ہرگز قیاس
قبول نہیں کرتا کہ سمندر سوکھا ہو میں راون کے مکر و فریب سے اچھی طرح واقف ہوں اسکی
چال ڈھال سے آگاہی رکھتا ہوں سیتا کو راون جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے جب
تک اس کی زندگی ہے کوئی سیتا پر نظر نہیں اُٹھا سکتا۔ جس وقت میں نے راون سے
کہا تھا کہ بانی فساد سیتا ہیں انہیں بھیج کیوں نہیں دیتے اس نے نہ مانا تو وہ کس طرح
سیتا کو مار سکتا ہے اندرجیت نے سیتا کی طلسمی صورت بنائی اور میدان میں لاکر سر
کاٹ لیا تاکہ بندر اور ریچھ عبرت حاصل کریں اس کا منشا یہی ہے کہ کل فوج سیتا کے غم میں مبہوت ہوگی
اور یہاں نکونبھلا دیوی کے مندر میں جگیہ کرونگا چنانچہ وہ جگیہ شالہ میں گیا ہے اب دیر نہ ہونا چاہئے
لچھمن جی فوج لیکر جائیں اور جگیہ کو منتشر کر دیں اگر آج کا جگیہ پورا ہو گیا تو پھر اس کا مارنا
بہت دشوار آپ فکر نہ کریں نہیں تو جگیہ ختم ہو جائیگا اور وہ خطروں سے اوجھل ہو کر کل فوج کو ماریگا

سرگ ۸۴

جگیہ شالہ میں بندروں کے ساتھ ہنومان جی اور لچھمن جی کی روانگی

سری حضور پر افسردگی چھائی ہے نیک و بد یار سب جانتے ہیں مگر دانستہ جواب دیا تم کیا کہتے ہو
سیتا پر ضرور آفت آئی ہم کو اعتبار نہیں آتا کہ بھبھیکن نے پھر سمجھایا نہیں مہاراج میں نے
جتنا مناسب ٹھیک ہے سری حضور کے سراغ رسانوں نے جو کچھ اظہار کیا ہی ہم نے گذارش
کیا ہے جس وقت اندرجیت میدان جنگ سے روپوش ہوا تو سیدھا جگیہ شالا میں جگیہ ہونا
[illegible] سمجھئے کہ سہایتہ [illegible] بیٹھے جا [illegible] ہوں کہ کیسے یہ بیر منگالی ہے اب دیر نہ کیجئے لچھمن جی
کو جلد روانہ کیجئے دیر ہونا خوف کا محل ہے برہما اس کو بردان دے چکے ہیں کسی طرح اس
کی موت نہ ہوگی جب نکونبھلا دیوی کے استھان پر جگیہ کریگا اور جگیہ پورا نہ ہو سکے گا تو اس
وقت اس کی موت ہوگی اور لچھمن جی کے ہاتھوں یہ مردود مارا جائیگا جب اندرجیت

ہلاک ہو جائیگا تو راون خود بخود مرجائیگا راون کی سلطنت کا اسی پر دار و مدار ہے۔
بھبھیکن کی باتیں سنکر سری مہاراج کے نورانی چہرے پر سرخی دوڑ گئی فرمایا کہ درحقیقت
وہ میدان جرأت کا شیر ہے بڑا دلیر ہے مگر افسوس بھی جانتا ہے نظر سے اوجھل ہو کر لڑ
سکتا ہے سوائے لچھمن جی کے اس کے سامنے والا میری نگاہ میں نہیں جچتا اس لئے
بھائی تم فوج لیکر جاؤ بھبھیکن بھی ساتھ جائینگے لچھمن جی دھنش بان سنبھالتے ہوئے
اٹھ کھڑے ہوئے سری حضور کے قدم چھوئے اور جنگ و جدل کے میدان میں پیادہ
پا روانہ ہوئے تابعین انگد اور ہنومان فوجی دستے لئے ہوئے ہمراہ ہیں مہاراج نے دعا دی
اور لچھمن جی یہ کہہ کر لڑائی میں گئے کہ آج اندرجیت کو ضرور ہی قتل کرونگا بھبھیکن
اور لچھمن جی نکوبھلا دیوی کے استھان کے قریب پہنچ گئے۔

سرگ ۸۵

اندرجیت اور ہنومان جی کی لڑائی

انگلی کے اشارے سے بھبھیکن نے نکوبھلا دیوی کا مندر دکھاتے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ
سامنے میگھناتھ پوجن کر رہا ہے لچھمن جی تیر مارنے لگے ریچھ اور بندروں نے پتھر اور
درخت اکھاڑ اکھاڑ کر پھینکنا شروع کئے راچھس بھی ہتھیاروں سے مار دھاڑ کرتے تھے
بندروں نے راچھسوں کو بیدم کر دیا تیر اور ہتھیاروں کی برسات ہو گئی اس قدر تاریکی
چھائی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا میگھناتھ گھبرا گیا کہ جب راچھس نہ رہینگے تو جنگ کرنے
سے فائدہ کیا تڑپ کر اٹھا اور رتھ پر بیٹھ گیا معلوم ہوتا تھا کہ ملک الموت رتھ پر سوار چلا
آتا ہے میگھناتھ کے آنے سے راچھسوں کے دل بڑھ گئے اور بندروں میں تلاطم مچ گیا
ہنومان جی نے اپنے جسم کو اس قدر طوالت دی کہ سرخ رنگ کا پہاڑ آسمان سے باتیں کرتا ہوا نظر آنے
لگا سینکڑوں راچھس پاؤں سے روند ڈالے سینکڑوں پیسکر سرمہ کر ڈالے ہزاروں راچھسوں
کے نیچے دب کر بیجان ہوئے اندرجیت نے دیکھا کہ اب اکیلے ہنومان نے ہزاروں راچھسوں
کو تخس نخس کر دیا کیا تدبیر ہو کہ اس ڈھب سے بچا جائے یہ ایک ہما کل راچھسوں پر کھا رہے
ایک بان پہلے پر چڑھا یا منتر پڑھا اور ہنومان جی کی طرف چھوڑ دیا اس بان کے ہزاروں ہوئے

اور ہنومان جی کے جسم میں پیوست ہو گئے راچھسوں نے بھی تسکنی ترسول خنجر گرز سنان
تیر سے ہنومان جی کو زخمی کرنا چاہا ہنومان جی مثل کوہ جس طرف رخ کرتے ہیں تلاطم پڑ جاتا ہے
ہزاروں جھپیٹ میں آکر گرتے ہیں ہزاروں ناخنوں اور دانت سے جہنم واصل ہوتے ہیں اور
ہزاروں ہی کی ٹانگیں چیر کر پھینک دیتے ہیں اندرجیت نے سارتھی سے اشارہ کیا کہ رتھ
آگے بڑھائے نہیں تو یہ بانر کل راچھسوں کو زمین میں توپ دیگا سارتھی نے گھوڑوں کو
چمچکارا اور رتھ ہنومان جی کے قریب آیا اندرجیت ترسول اور تسکنی سے حملہ کر رہا ہے اور
ہنومان جی ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں اندرجیت پشیمان ہے اتنے
کٹے ہو گئے نہ تو کوئی ہتھیار کام کرتا ہے اور نہ تیر ہنومان جی اندرجیت کو مایوس سمجھ کر
بولے کیا تمہارے پاس ہتھیار نہیں ہے اگر ہتھیاروں کی کمی ہو اور کچھ زور بازو رکھتے ہو تو
آؤ دو چار ہاتھ کشتی کے ہو لیں اگر میری طاقت سنبھال لیگے تو سمجھ لونگا کہ میگھ ناتھ بڑا
بلوان ہے راچھسوں میں اس کے برابر کوئی نہیں ہے میگھ ناتھ بدستور تیر افگنی میں مشغول
ہے کشتی لڑنے کا حوصلہ نہ پڑا ادھر بھبھیکن نے لچھمن جی سے کہا کہ آپ کس موقعہ کے منتظر ہیں
ہنومان اور اندرجیت سے لڑائی ہو رہی ہے یہی موقعہ ہے آپ چل کر سر اتار لیں لچھمن جی
نے دیکھا تو فی الواقع میگھ ناتھ جان پر کھیلے ہوئے ہنومان جی سے رزم آرا ہے ۔

سرگ ۸۶

بھبھیکن اور میگھ ناتھ کی گفتگو

لچھمن جی دھنش بان لیکر بھبھیکن کے ساتھ اس مقام پر پہنچے جہاں میگھ ناتھ جگیہ کر
رہا تھا بھبھیکن نے کہا کہ اندرجیت جگیہ ختم کر چکا صرف آہوتی باقی ہے جب آہوتی ہو گی
جگیہ پورا ہو جائیگا پھر یہ کسی کے مارے نہیں مریگا آپ اس کو بہت جلد قتل کیجئے یہ سنکر لچھمن جی
برگد کے درخت کے پاس پہنچے اندرجیت لچھمن کو دیکھتے ہی نیام سے خنجر کھینچ کر لچھمن جی پر
جھپٹا لچھمن جی نے آواز دی کہ ہوشیار رہنا ہے ہمارے سامنے جنگ آزمائی کر اندرجیت
نے جواب دیا لیکن بھبھیکن کو کلام درشت کہہ کر گالیاں دینے لگا کہ اے بڈھے چچا تو نے
عبث اپنی زندگی پانی میں گنوائی اپنے بھائی سے کنارہ کش ہوا اس لاکہ کا گھر ایک

اُس نے لات ماری تم نے بھی گالیاں دیں اب جو ہُوا سو ہُوا - رامچندر کا بندہ بیدرم ہوں اس دھرم کو نہیں چھوڑ سکتا تم پر بھی تکبّر سوار ہے نہ تم رہو گے نہ تمہارے پتا رہینگے ابھی بچہ ہو - ناتجربہ کار ہو حسد کاری چھوڑ دو - نیک و بد کا امتیاز رکھو - اگر نہیں مانو گے تو کچھ دیر بعد ملک الموت لے جائینگے اور تم ہمیشہ کے لئے اپنے پتا سے جدا ہو گے اب س رتھ کے نیچے نہیں جا سکتے اور نہ لچھمن جی کے بان تمہیں زندہ چھوڑینگے بیٹا اگر مرد ہو تو رن میں بہادروں کی طرح جان دو ہماری یہی وصیت ہے کہ لچھمن جی کے بانوں سے اگر تمہاری موت ہوئی - تو سیدھے بیکنٹھ جاؤ گے ہاں اب مستعد ہو جاؤ اور لچھمن جی سے مقابلہ کرو +

سرگ ۸۷

میدان رزم میں لچھمن اور میگھ ناد کی گفتگو

اندرجیت دھرماتما چچا کی باتوں سے منفعل ہُوا لچھمن کی طرف نگاہ غیظ سے دیکھنے لگا - سوچ رہا ہے کہ آج اس کو مار ہی ڈالونگا اتنے میں ہنومان جی پہنچ گئے اور سری لچھمن جی کو پشت پر سوار کیا اور جست مار کر آکاش میں ہو لئے - ہوا پر قیام ہُوا اندرجیت ہنومان جی کی اچھل کود سے سخت پشیمان ہُوا - دل سے کہتا ہے کہ الامان کیا زور و طاقت ہے - کیا دلیری اور جسارت ہے اندرجیت نے ہانک لگائی کہ ٹھہرو ارے بندر شکار کو کہاں لئے جاتا ہے تیرا آہن گذار چرخ چہارم پر بھی پیچھا نہیں چھوڑ سکتے لچھمن جی سے کہہ دو کہ جن جن بانوں کا دفعیہ تم جانتے ہو چھوڑتا ہوں دیکھیں کیونکر کاٹتے ہو جس طرح آتش سوزاں خرمن اور خس و خاشاک جلا کر خاک کر دیتی ہے اسی طرح میرے آہن گذار تیر فوج ہیموں کو خاکستر بنا دینگے یہ وہی بان ہیں جن سے دونو بھائی مورچھت ہوئے والسنہ موت کے منہ میں کوئی نہیں پڑتا اس لئے بھاگ جاؤ فتح کی امید چھوڑ دو - دنیا میں ایسا کون جوانمرد ہے جو میرے جانستاں تیروں کی بار سہہ سکے لچھمن جی نے جواب دیا بیکار لاف زنی کرتا ہے اگر مرد ہے تو تجربہ کر کوئی دقیقہ باقی نہ رکھو آج موت کے پنجہ سے رہائی دشوار ہے بہادر اپنی بڑائی آپ نہیں کرتے تو تو بہادری کا نام ڈبو رہا ہے چھدروں کی طرح لڑتا ہے اگر بہادر ہوتا تو سامنے کی لڑائی

لڑنا نہ جو لڑائی بہادروں کا شیوہ ہے جب میرے اژدر شگاف تیر لپ لپاتے ہوئے کمان سے
نکلتے ہیں تو مارے ڈر کے بھاگ جاتا ہے چھپ کے لڑتا ہے میں نے تو تیرے بانوں کی
آنچ سہہ لی دیکھنا ہے کہ میرے بانوں کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے لچھمن جی کی
باتیں اندرجیت پر آگ کا کام کر گئیں تڑپ کر اچھلا اور دلدوز تیروں کی باڑھ برسنے
لگا مگر لچھمن پر ایک بان بھی کارگر نہ ہوا آپکی زرہ اور بکتر کچھ ایسی سخت تھی کہ جتنے تیرادیے
پڑتے انکی انی کند ہو جاتی۔ زمین پر گر پڑتے اندرجیت اپنی ناکامیوں سے جھلا گیا ترکش
سے جوشن گزار تیر نکالے اور سری لچھمن جی پر مارنے لگا ان تیروں سے زخم آ گئے اور
خون کے فوارے بہ نکلے اندرجیت مقابل آیا اور لاف و گزاف بکنے لگا دیکھو آج یہی تیر
تمہاری جان لینگے انہیں تیروں سے فوج بھیموں کا ستھراؤ کرونگا زاغ و زغن بوٹیاں
نوچ نوچ کر کھا جائینگے تمہارا جینا بھائی رام لاش پر بیٹھ کر آنسو بہائیگا لچھمن نے جواب
دیا بانوں سے مطلب نہیں نکلیگا کچھ زور بازو دکھلا یہ کہہ کر پانچ بان ایسے مارے کہ
اندرجیت کا کوچ پرزے پرزے ہوگیا اور جسم خون میں شرابور۔ اندرجیت خون بہتے
ہوئے دیکھ کر تاب نہ لا سکا۔ شیر غراں کی طرح بپھر گیا۔ تیر کا جواب تیر سے دیتے
رہا ہے پانچ تیروں سے لچھمن جی کی زرہ کاٹ ڈالی۔ دونو بہادر میدان جرأت کے
شیر اپنے اپنے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اسی طرح دونو پہلیتن داد مردانگی دے
رہے ہیں ٭

سرگ ۸۸

لچھمن جی اور میگھ ناد کی تقریر کا سلسلہ

لچھمن جی طیش میں آ کر دشمن کو تنکا رہے ہیں اور میگھ ناد بادۂ شب کے مخمور بان چلاتا
آ رہا ہے میگھ ناد کی انوکھی لڑائی دیکھ کر بھبھیکن نے لچھمن جی سے اشارہ کیا کہ
آپ کھلونا چھوڑ دیجئے مردود نے بہت دق کیا فوج پریشان ہے جہنم واصل کیجئے
لچھمن جی نے اژدر شگاف تیروں سے اس ملعون کا جسم چھلنی کر دیا لپ لپاتے تیر میگھ ناد
کے جسم میں پیوست ہوتے جاتے ہیں اور زخمی کر کے سیدھے پاتال کو پہنچتے ہیں اندرجیت

کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا کچھ دیر غشی طاری ہوئی اندرجیت غصے سے کانپنے لگا اور
لچھمن جی سے درشت بیانی کرنے لگا کیا تم بھول گئے یہی بان ہیں جنہوں نے تمام فوج
کو مار گرایا تھا اور تم دونو بھائی مورچھت ہو کر زمین پر گر پڑے تھے یہ کہہ کر پھر ایک خارا
شگاف تیر جوڑا۔ مگر اس نے بھی خطا کی ادھر سے لچھمن جی نے وار کیا تیر ظالم تنو بازو
سے نکل کر خاکی جسموں کو خاک میں ملانے لگے لاش پر لاش گرنے لگی وہ خون جس کا ایک
قطرہ باعث زندگی ہے اور بہت سی غذا اس کا نتیجہ ہے۔ اور وہ خون جس کو حکما روح
انسانی مانتے ہیں پانی کی طرح نشیب فراز کو تر کرتا ہوا ندی کی صورت میں بہنے
لگا جنگجو میگھناد اور بہادر لچھمن غیرت کے جوش میں انتہا سے زیادہ جانبازی
دکھلانے لگے غرض سخت خونریز مقابلہ ہوا ہزاروں کھیت رہے میگھناد سونٹ
چباتا ہوا اسری لچھمن پر جھپٹا۔ سات تیر لچھمن پر اور دس تیر بھبھیکن پر سر کئے
اور دس بالوں سے ہنومان کو زخمی کیا۔ اپنی دھن کا پکا میگھناد سوچتا تھا کہ بھبھیکن
کو آج ذبح کر دوں لچھمن جی نے پیش کردہ بان کاٹ گرائے فرمایا کیا طفل مکتب
کی طرح بان چلاتا ہے مردانہ وار کمان ہاتھ میں لے اور وار کر لچھمن جی نے
دو چار تیروں سے میگھناد کی زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر دی تمام جسم چھلنی کی طرح سوراخدار
ہو گیا اندرجیت حیران پریشان ہو گیا سمجھتا تھا کہ حریف نہ زبردست ہے زندگی سے ہاتھ
دھو بیٹھا یکدم سے ہزار بان مارے لچھمن جی کی بھی زرہ چور چور ہو گئی دونو بہادر
خون سے تر بتر ہو رہے ہیں۔ مگر لڑائی سے منہ نہیں موڑتے استراحت درکنار
دم لینا بھی مردانگی سے بعید سمجھتے تھے پسینہ بہ رہا ہے گویا کوہسار تمازت آفتاب
سے پسیج اٹھا یا کالی گھٹاؤں سے بوندیں پڑ رہی ہیں ایک دوسرے کے تیروں کی رگڑ
سے آگ کے شرارے نکل رہے ہیں بعض تیر آپس میں رگڑ کر گرتے اور جل کر خاک
ہو جاتے تھے جلے بھنے تیروں کا انبار لگ گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پہاڑ زمین توڑ
کر ابل پڑا ہے لچھمن جی کے نعروں سے راچھسوں کے کلیجے دہل جاتے تھے۔ اسی
طرح میگھناد کی چیخ سے فوج بھیموں بسر اسیمہ مضطرب منتشر ہو گئی تھی دیکھنے والوں
کے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے اس قدر خونریزی ہوئی کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے ... [illegible]
... [illegible] ... پر ... [illegible] ... پر تیر برسا ... [illegible]

بانر ریچھوں سے بھیدت ہوکر دہ سرتے ممالک میں پہنچے لچھمن اور میگھ ناد تو دونو خمدار
سنو میرا اور پلاس کے درخت کی طرح پھولوں سے لدے ہوئے نظر آتے تھے تو نو بہادر دونو
ناوار کے دعی نہ اس کو فتح نہ اس کو ظفر جنگ کیا لگتی کھیل تھا بھبھیکن دیکھ گھبرا
گئے اور خود لچھمن کے آگے جاکر میگھ ناد سے پیکار پر آمادہ ہوئے ۔

سرگ ۸۹

بھبھیکن جی کا میگھ ناد سے مقابلہ

بھبھیکن نے کمان اتارا اور ترکش سے تیر نکال کر چلّے پر جوڑا اور فوج مخالف پر
وار کیا ایک کے دو دو کے چار چار کے آٹھ اسی طرح بان کے ہزار تیر ہوئے ۔
بہادروں کے گلے میں تیر ترازو ہوگئے صفیں الٹ گئیں کچھ دیر لچھمن جی نے دم لیا ۔
بھبھیکن جی توڑ کر مخالف سے آمادہ پیکار ہیں خنجر آبدار سیکڑوں کے دو ٹکڑے کر رہا ہے بڑے بڑے
سورماؤں کو خنجر آبدار کی چاشنی چکھنی پڑی موت دامن پھیلائے روحوں کو لپیٹ رہی ہے
راچھس گھبرا گئے کچھ بھاگے کچھ جھیل گئے بھبھیکن کو گھیر لیا بھبھیکن پر نازک وقت دیکھ کر
بندروں میں ناخن پنجے چی کلکاری کر دوڑ پڑے اور راچھسوں کو مار گرادیا بھبھیکن بندروں
سے مخاطب ہوئے بہادرو سربکف ہوکر لڑو بڑے بڑے بلی راچھس بیچ ناردھاک ہوگئے وہ
نیل ستت جو کمبھ کرن کے نام سے موسوم تھا طعمۂ اجل ہوا کونبھ نکونبھ مارے گئے نرانتک
دیوانتک سب بہادروں کا خون زمین چاٹ گئی اب صرف میگھ ناد باقی ہے یہ بھی جم لوک
جانیوالا ہے ۔ اس خیال کو دل میں جانہ دو کہ راچھس صبح کی طرح پھیلے ہوئے ہیں ۔
کرد ٹپار راچھس ہلاک ہوچکے لاکھوں کی نوبت باقی ہے یہ بھی سری رام کے آفتاب اقبال
کی دہکتی ہوئی آگ میں جل جاینگے ۔ جی اوچھا نہ کرو میگھ ناد کے مرتے ہی پالا ہاتھ آئیگا ۔
صرف بدمست راون باقی ہے وہ بھی قتل ہوگا میں بھی لڑ سکتا ہوں لیکن صرف اتنا
خیال ہے کہ اگر میں نے مارا تو کلنک لگیگا میگھ ناد سامنے آتا ہے تو جذب دل سے
آنسو نکل پڑتے ہیں جوش خون ابھر آتا ہے تم ہی چچا مت کرو ۔ ایک دل ہوکر لڑو
بھبھیکن کی باتیں سن کر بندروں نے درخت اور پتھر لیکر حملہ کیا کوئی ناخن اور

دانت سے کاٹتا ہے کوئی راچھسوں کا گلا دبا کر جان نکالتا ہے راچھس بھی للکارتے
ہوئے ہتھیاروں سے جنگ کرتے ہیں فی الحقیقت یہ لڑائی دیواسر کے سنگرام سے کم نہ
تھی ہنومان جی نے خیال کیا کہ دم لینے کا موقع ہے بندروں اور راچھسوں سے مڈبھیڑ
ہے لچھمن جی کو کندھے پر سے اتارا اور خود بڑے بڑے پتھر لیکر راچھسوں کو پامال
کرنے لگے ایک ایک پتھر کے نیچے ہزار ہزار راچھس دب کر دم توڑتے تھے غضب کی
خونریزی ہوئی اندرجیت نے سری لچھمن کی طرف رتھ بڑھایا اور لچھمن جی نے دیکھا
کہ اندرجیت سامنے آگیا ہنومان جی پاس آئے اور لچھمن جی کو کندھے پر چڑھا لیا۔
لچھمن جی نے دھنش بان سنبھالا اور فوج کی کاٹ چھانٹ شروع ہوئی اس قدر بان
پڑے کہ بانوں کا کوٹ ہوگیا جب بان اس قدر جمع ہوجاتے تو وہ لوہا در اگن بان
سے اس کوٹ کو بھسم کر دیتے دیوتے آکاش سے نظارہ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیں
کس کی جیت ہوتی ہے تاریکی چھائی ہے۔ بان اس قدر بلند پروازی کرتے تھے
کہ حدود آفتاب تک پہنچتے ہیں کسی طرح اشتباہ نہ تھا خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔
لاشوں کی بوٹیاں نوچ نوچ کر سیار اور گدھ کھا رہے ہیں ہوا ساقط ہے رشی اور
دیوتا تراہ تراہ کہہ رہے ہیں پورا نظارہ قیامت کا تھا شدت کی گرمی سے دیوتا بھی زمین
پر دھم دھم گرنے لگے لچھمن جی نے میگھ ناد کے جگر خراش ناوکوں کی قوت دیکھکر
سوچا کہ یہ مردود آج قیامت کئے دیتا ہے جب تک اس کا سر اتارا نہ جائیگا فوج
میں ایک متنفس نہ بچیگا اس لئے پہلے اس کے گھوڑے ہلاک ہوں جب پیدل
ہوگا پھر اس کا مارنا دشوار نہیں یہ خیال کرکے چار بان سے چاروں گھوڑے
گرادئے اور ایک بان سے سارتھی کا سر تراش لیا سارتھی کے مرنے سے میگھ ناد
نے اس قدر بان مارے کہ لچھمن جی کے سامنے تیروں کی ٹٹیاں لگ گئیں اس نے
بڑا کمال کیا کہ جب تک لچھمن جی ان ٹٹیوں کو دفع کریں تب تک اس نے دوسرے
گھوڑے رتھ میں جوت لئے اور خود رتھ ہانکنے لگے دوسرے دلاوری ایک ہاتھ سے رتھ
ہانکتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے ہتھیار چلاتا یا بان مارتا ہے جو لوگ معرکہ جدال و قتال کے
ماہر تھے میگھ ناد کی تعریف کرنے لگے میگھ ناد کے ذہن میں یہ بات آئی کہ سارتھی
مرگیا اور ترکش میں تھوڑے سے تیر رہ گئے مگر چھوٹ ہاتھ سے نکلی بدستور پھر گرم لڑائی ہے

ایک بان اندازے سے تول تول کر مارتا ہے۔ سریکھ۔ گندھ مادن۔ نل نیل میگھ
ناد کی جسارت سے متفکر ہوتے غول باندھ کر گھوڑوں کی پیٹھ پر کود کود کر چڑھ
گئے اور لات گھونسوں سے گھوڑوں کو بے دم کر دیا گھوڑوں کو مار کر رتھ پر پہنچے۔
رتھ چور چور ہو گیا میگھ ناد آتش غضب سے جل مرا خنجر آبدار کھینچ کر دوڑا۔ دس
پانچ کام آئے باقی سری لچھمن جی کی خدمت میں استادہ ہوئے ناچار جان سے
بیزار میگھ ناد کٹکٹاتا ہوا لچھمن جی پر تیر افشانی کرنے لگا لچھمن جی بانوں کو کاٹتے
رہے ۔۰

سرگ ۹۰

لچھمن جی کے ہاتھوں اندرجیت کی ہلاکت

اندرجیت تیر برساتا ہوا فوج ہیموں کا ستھراؤ کر رہا ہے لچھمن جی بانوں کو کاٹ
رہے ہیں میدان رزم بھوجوں کا بھاڑ ہو رہا ہے جیوں کی طرح بندر اور راکھس
بھن رہے ہیں تاریکی چھائی ہوئی ہے اور رات کبھی ہو گئی تھی میگھ ناتھ نامی سرارتن
سے یہ کہہ کر لنکا چلتا ہوا کہ فوج کی دیکھ بھال کرنا ہمیشہ بیتر پر نگاہ رکھنا میں جاتا
ہوں اور دوسرے رتھ پر سوار ہو کر ابھی آتا ہوں بندروں پر یہ راز افشا نہ ہو کر میگھ ناتھ
رن بھوم سے چلا گیا ادھر ہنومان لچھمن جی کے واسطے دوسری زرہ لینے کی غرض سے
سری رام کے پاس پہنچے کوچ اٹھایا اور لچھمن جی کو پہنایا میگھ ناتھ بھی رتھ پر سوار
مقابلے پر آ گیا لنگ فوج لیتا آیا اب کی دفعہ مصمم ارادہ ہے اسے سب سے پہلے ببھیکن سے
قصاص لیا جائے اسی کے خون سے زمین رنگا دوں لچھمن جی سوچ رہے ہیں کہ
یہ راکھس بڑا زبردست ہے کون تدبیر ہو جو اس کی جان نکلے اندرجیت تیروں سے
ببھیکن کو چھا لیا۔ لچھمن جی نے ببھیکن پر مصیبت دیکھ کر دو بان کاٹ ڈالے اور
ایک تیر آہن تیز کاٹ سے اندرجیت کا دھنش توڑ ڈالا اندرجیت دوسرا دھنش اٹھا کر
چاہتا تھا کہ لچھمن جی پر وار کرے لچھمن جی نے دوسرا دھنش بھی کاٹ دیا اور پانچ بان
لپلپاتے ہوئے ایسے مارے کہ اندرجیت کے بدن میں پیوست ہوتے ہوئے پاتال پہنچے

اب تیسرا ترکش اندرجیت نے اٹھایا اور لچھمن جی پہ بانوں کی برسات کر دی سارا جسم
زخموں سے چور ہو گیا ۔ لوگوں کے چہروں پر زردی چھا گئی لچھمن بانوں کو کاٹتے
ہیں اور ہر ایک بان سے تین راکھشس ہلاک ہوتے ہیں ایک بان سے سارتھی کا سر
کاٹ لیا گھوڑے بے سارتھی ہو کر دوڑنے لگے میگھ ناتھ طیش سے بل کھا کر اچھل پڑا
دس خونخوار بان لچھمن کی طرف پھینکے وہ بان اژدر کی طرح لپ لپ کرتے ہوئے لچھمن
جی کے کوچ پر ٹکرائے اور ٹکر کھا کر گر پڑے میگھ ناتھ نے دیکھا کہ اس کوچ پر ہمارے تیر
سرایت نہیں کرتے منفعل ہو کر تین بان پیشانی پر مار دیئے وہ تینوں بان پیشانی میں آدھے
پیوست ہو گئے لچھمن جی نے کچھ پروا نہ کی تینوں بان کھینچ کر پھینک دیئے پانچ جوشن
شگاف تیروں سے میگھ ناتھ کے مکٹ اور کنڈل گرا دیئے دونوں دلاور مجروح ہیں ۔ مگر
ذرا بھی پروا نہیں کرتے اندرجیت لچھمن سے منہ پھیر کر بھبھیکن کی طرف جھکا اور تینوں
بانوں سے بھبھیکن کو اور ایک بان سے بندروں کو تہ و بالا کیا بھبھیکن کو غصہ آگیا اور
گدا اٹھا کر رتھ کے گھوڑوں کو مار گرایا اندرجیت نے برہما استر کا لانا چاہا کہ بھبھیکن
کو خاک میں ملا دوں لچھمن تاڑ گئے کہ اس شکتی سے بھبھیکن کی جان نہ بچے گی دس بانوں
سے شکتی کے دس ٹکڑے کیے بھبھیکن نے بھی پانچ بان اندرجیت کے سینے پر ایسے مارے
کہ میگھ ناتھ کے سینے میں پیوست ہو کر وار پار ہو گئے اندرجیت آگ ہو گیا ایک تیر آتشیں
جو جمراج سے چھینا تھا بھبھیکن پر پورے زور سے مار دیا لچھمن جی نے اس بان کے بھی ٹکڑے
کیے اندرجیت نے کبیر سے جو بان حاصل کیا تھا چلایا لچھمن نے اسے بھی کاٹ گرایا عجب
خونریزی تھی کبھی لچھمن پس پا ہوتے کبھی میگھ ناتھ زبردست ہوتا کبھی میگھ ناتھ مغلوب ہوتا ۔
لچھمن غالب لچھمن نے بایو استر مارا میگھ ناتھ نے رودر استر سے ہٹا دیا اور آتشی بان
چھوڑ دیا لچھمن جی نے سورج استر سے آتشی بان کا اثر دور کر دیا میگھ ناتھ کی ایک نہیں
چلتی ہر بان کا جواب ملتا ہے میگھ ناتھ نے چلا کر اسر استر مارا ۔ بان چھوٹتے ہی مگدر ۔
کھڑک ۔ برچھی ۔ تیر ۔ تلوار اور شکتی کی برسات ہونے لگی لچھمن جی نے مہا ایشور استر چلے پر
چڑھایا اور منتر پڑھ کے اسر بان کو دفع کر دیا میگھ ناتھ بیکار ہو چکا اور راکھشس
بھاگ دیے ۔ دیوتوں کو دم گھٹتا کچھ بھاگ گئے اور کچھ الامان الامان کہہ کر زمین پر گر
پڑے اور لچھمن جی کی منت و سماجت کرنے لگے کہ اب تو اس موذی کے چنگل سے

بچا ہے ضیق دم کر دیا ہے کیا دھرا ہے خلقت پریشان ہے لچھمن جی مسکرائے فرمایا ایسا ہی ہوگا آج یہ ملعون مارا جائیگا کچھ دیوتنے اور رشی گندھرب اور ناگ اندر کی شرن پہنچے وہاں بھی اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی اندر بھی سخت عجیب ہیں سوچ رہے ہیں۔ کہ لچھمن جی عبث دیر کر رہے ہیں میگھ ناتھ کو کیوں نہیں قتل کرتے؟ دیوتوں کی روح پر بنی ہے ادھر لچھمن جی ایک تیر آتشین نکالا چاہتے تھے کہ چلّے پر چڑھائیں اندر نے پکارا کہ اس بان سے کچھ نہ ہوگا اگست نے جو بشنو استر دیا ہے اُسے استعمال کیجئے وہ بان رائیگاں ہونیوالا نہیں بغیر سر تراشے واپس نہ آئیگا۔ اس بان کا دفعیہ بھی نہیں لچھمن جی نے بشنو استر نکالا اور یہ کہہ کر میگھ ناتھ پر مار دیا کہ اگر میں سری رام کا داس اور راندری جیت ہوں تو یہ بان نشیطل نہ ہوگا بان کمان سے نکل شل شعلہ جوالا بجھڑکا اور جلتے ہی گلا تراش لیا۔ سر تن سے الگ ہوا۔ دھڑ زمین پر لوٹتا نظر آیا۔ روح قفس عنصری سے پرواز کرکے جہنم واصل ہوئی ادھر انگد مردانہ وار فوج عدو کا شکار کر رہا ہے ایک ایک طمانچے سے سینکڑوں کے سر الگ ہوتے تھے بہت سے زخمی ہو کر گرے مگر بدخور راچھس پھر سنبھلے اور شیخی کے ساتھ حملہ آور ہوئے اب کی دفعہ انگد کا گرز گرانبار پہلے سے زیادہ صفائی دکھانے لگا غنیم کے نرغے میں اکیلا جوان جس استقلال اور بے پروائی سے لڑ رہا تھا وہ ایک قابل دید اور لائق تحسین امر تھا۔ اس جرأت کو دیکھ کر دشمن کے سپاہی ٹھٹک گئے اور پھر قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ادھر میگھ ناتھ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ فوج میں تہلکہ پڑ گیا پیدل ہو کر بھاگی جدھر سینگ سماتا ہے بھاگتے جاتے ہیں کوئی پہاڑوں کی کندرا میں روح پوش ہوا کسی نے درخت پر چڑھ کر جان بچائی اور کچھ سر پر پاؤں رکھ کر فلو لنکا میں پہنچے ہزاروں راچھس سمندر میں ڈوب مرے دیوتوں نے خوشی کے شادیانے بجائے بندروں نے راگ گائے بھبھیکن پھولا جامے میں نہ سماتا تھا جاموَنت نے لچھمن کے زور بازو کو سراہا غرضیکہ ہر شخص میگھ ناتھ کے مرنے سے خوش تھا کامیابی کی جھلک نظر آتی تھی سمجھتے تھے کہ اب لنکا فتح ہو جائیگی صرف راون رہ گیا ہے اس سے سمجھ لینگے۔

میں شک کیا ہے اس کا زبردست لڑکا اندرجیت نشانہ قضا ہوا - اُس سے راون
کا دل خستہ ہو گیا ہوگا سری رام چندر جی مہاراج یہ باتیں کر رہے ہیں اور اب لچھمن جی بیہوشی
سے نہ چھوٹے بیکھین سے فرمایا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ زخم مندمل ہوں اور
لچھمن جی درد سے نجات پائیں آنکھیں کھولیں اور میری فکر رفع ہو بلکہ جس قدر
ہماری فوج مر چکی ہے اُن کو بھی کوئی بوٹی کھلاؤ کہ زندہ ہو جائیں انہوں نے
لچھمن جی کو اوشدھی سنگھائی یہ اوشدھی وہی تھی کہ جب ہنومان جی پہاڑ اکھاڑ کر لائے
تھے انہوں نے تھوڑی سی رکھ لی تھی اوشدھی سونگھتے ہی لچھمن جی کی آنکھیں کھل گئیں
غشی دور ہوئی اور مجروح بندر بھی چاک چوبند ہو گئے مردے بھی جی اٹھے اس قدر
خوشی ہوئی کہ گویا سیتا مل گئیں اور لنکا فتح ہوئی +

سرگ ۹۲

اندرجیت کی موت سے لنکا میں کہرام

مضرور راچھس لنکا پہنچے اور میگھ ناتھ کے مرنے کی خبر راون کو سنائی اے شاہ
جاودان بیبھیکن کی حمایت سے یہ دن دیکھنا پڑا کہ لنکا کا چراغ گل ہو گیا وہ بازو کہ
جس سے دیوتا کانپتے تھے میدان میں کٹے پڑے ہیں وہ جسم جو جواہر نگار سہری پیرتا تھا
خون میں تر اور میدان میں غلطاں ہے لچھمن جی کے بانوں نے یہ ہلاک نشانہ ہمارے
سامنے پیش کر دیا ہم نے سینہ سپر ہو کر جان بچائی مگر بے سود ہوا لچھمن جی کے آگے
پیش نہ گئی ہمت خاک میں ملی جرأت روپوش ہوئی استقلال جاتا رہا اور موت سامنے
کھڑی ہو گئی راون سنتے ہی سرنگوں ہوا کلیجہ پھٹ گیا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر
پڑا کچھ دیر بعد آنکھ کھولی ہائے بیٹا ہائے بیٹا کہہ کر رونے لگا اے بیٹا تو نے اندر کو جیتا تیرے
بان سمندر اچل پربت کو توڑنے والے تھے تجھ سے کون مقابلہ کر سکتا تھا افسوس لچھمن جی کے
بانوں کی روک نہ ہو سکی حیرت ہے تیرا جگر سا بدن لچھمن کے تیروں سے کیونکر گھائل ہوا میں سمجھا
تھا کہ موت بھی تم سے کانپتی ہے مگر اب یہ خیال غلط نکلا دنیا میں جو ہے فانی ہے ایک دن
سب کا ناش ہوگا بیٹا تم نے ہمارے واسطے جان دی ہم دامن چھڑا کر سورگ لوک پہنچے -

دیوتا خوشیاں منائینگے کا نٹا نکل گیا چین کرینگے آہ ہمارے خیالوں نے دھوکا دکھایا ابھی تک
جانتا تھا کہ تینوں لوک میرے زیر نگیں ہیں ہفت اقلیم سونی ہوگئی کون راج کریگا بیٹا
ایسا وسیع راج چھوڑ کر ماتا اور استری کو چھوڑ کر کہاں گئے ہماری آرزوئیں خاک
میں ملیں میں جانتا تھا کہ یہ میرے ہمارا شرادھ کرینگے الٹی گنگا بہائی ہمیں تمہارا
مرتک کرم کرنا پڑا۔ پھر سوچا یہ سب ماجرا سیتا کی بدولت پیش آئے اس کو قتل کرنا چاہئے
راون میگھ ناتھ کے افسوس میں کف افسوس مل رہا ہے سرداران نامی ڈر سے سر جھکائے
کانپ رہے ہیں کہ شاید راون یہ نہ سمجھے کہ ہمارے لڑکے کو قتل کرکے میدان سے بھاگ
آئے راون سر بجیب ہے کہ ایک ہزار برس کی تپشیا ہماری غارت ہوگئی عجب انقلاب ہے
تپشیا کی بدولت تینوں لوک میں سکہ بیٹھ گیا تھا سارا برہمانڈ قبضے میں تھا۔ دیوتے
در پر جبہ سائی کرتے تھے برہما وست بگر تھے کسی سردار سے ڈرتے نہ تھا یہ خیالات دل
میں گونج رہے تھے کہ شاہ لنکا زمین سے اٹھا کوچ اور جوشن جو برہما کا دیا ہوا تھا پہنا اور
یہ خیال کرکے کہ اکیلا رامچندر کو مار ڈالونگا رتھ پر سوار ہوا پہلے سیتا کو مارنے کے لئے اشوک
باٹکا کی طرف گھوڑوں کی باگ موڑی اس نے سمجھ لیا کہ جانکی جی کے پتی برت دھرم ہے
رامچندر کا اقبال ترقی کر رہا ہے اور اسی سے ہارے نہیں جیتتے آخر کار مرنا ہے اس
سے جانکی کو صاف نہ کردوں یہ سوچکر خنجر آبدار میان سے کھینچ لیا اور جانکی جی پر ہاتھ صاف
کرنیکی غرض سے دوڑا۔ عقلمند تو یہ سمجھتے تھے مگر راون نہیں مانتا تھا۔ جانکی جی نے
دیکھا کہ یہ ملعون غصے سے از خود رفتہ ہوگیا ہے بیشک جان نہ چھوڑیگا رونے لگیں
ارے کمبخت نہیں مانتا سمجھ کے تلوار کھاتا ہے مار کیوں نہیں ڈالتا مگر تو تو علم شاستر
کا دھنی ہے راج نیت جانتا ہے عورت پر ہاتھ اٹھانا کہاں لکھا ہے کہنے کو تو یہ
کہہ دیا مگر دانتوں تلے انگلی دبالی ایسا نہ ہو مجھے چھوڑدے جیتی رہ کر کیا کرونگی یہ جائیگا
اور رام لچھمن پر تیغ براں سے حملہ کریگا نہ جانے کیا ہو ہائے بار رام لچھمن سرگباش ہوں
یہ بھی نہیں معلوم اس وقت کہاں سے آئے ہیں ایسا نہیں کہ رام لچھمن تیغ کو سور کی نظر
ہو چکے ہوں ہائے میں نے کیا کیا ہنومان جی کا کہنا نہ مانا وہ کہتے تھے کہ ہماری پیٹھ پر
بیٹھ کر چلو میں نے انکار کیا سیتا جی زار زار رو رہی ہیں اور راون شمشیر برہنہ لئے کھڑا ہے اتنے
میں سوپارکھ نے راون کے ہاتھ سے تلوار لے لی اور سامنے اپنی گردن جھکا دی کہ

مؤلفہ اُفق

نہیں۔ اس وقت سری مہاراج نے معجزہ دکھایا کہ جس قدر راچھس ان یدھ میں تھے
اسی قدر اپنی صورتیں دکھلائیں ہر ایک راچھس کے سامنے ایک ایک رامچندر دھنش بان
لئے کھڑے ہیں یہ حیرت دیکھ کر راچھس لوگ مخوف ہوئے پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہی رامچندر
ہے اور ایسی پھرتی سے بان چلاتے ہیں کہ یہ نہیں معلوم ہوتا بان کب چھوٹتے ہیں اور
کتنے راچھس زمین کا پیوند ہوتے ہیں۔ بالمیک جی فرماتے ہیں کہ جتروسی کے دن پہلی
گھڑی میں جس قدر راچھس مارے گئے اس کی تعداد یہ ہے کہ دس ہزار رتھ سوار
اور اٹھارہ ہزار ہاتھی سوار۔ چودہ ہزار گھوڑے سوار اور ایکسہ ہزار پیادل جتروسی
کی پہلی گھڑی میں مہاراج کے بانوں سے قتل ہوئے اور بندروں نے جس قدر ہلاک
کئے اس کا حساب نہیں یہ حالت دیکھ کر دیوتا اور گندھرب سری بھگوان کی مدح
سرائی میں مشغول ہوئے اور سری بھگوان راچھسوں کو تیر کے گھاٹ اتار کر اپنی فوج میں گئے

سرگ ۹۴

راچھسی عورتوں کا شور و شیون

بچے کھچے راچھس میدان سے بھاگ کر راون کے پاس پہنچے اور غارت شدہ
فوج کی کہانی گوش زد کی رامچندر کے بانوں سے ہم لوگ وار نہیں پا سکتے راون
چپ ہو گیا جواب نہ دیا عورتوں نے رونا شروع کیا کسی کا لڑکا کسی کا خاوند جو گیا تھا
اپنے اپنے عزیز کا نام لے لیکر رو رہی ہیں۔ کوئی کہتی ہے کہ سروپ نکھا نے برا کیا۔
اتنا نہ سوچا کہ یہ دو لڑکے ہیں ابھی جوانی میں قدم نہیں رکھا۔ اور میں بڈھی ہو کر
ان سے پیوند وصل کی خواہاں ہوں ذرا بھی شرم نہ آئی دوسری کا بیان ہے۔ کہ
سروپ نکھا اون کا ناش کرنے کے واسطے گئی تھی اس نے سوچا کہ میں تو بڈھی ہوئی
راچھسوں کا ناش کر کے دکھ دونگی کوئی سوچتی ہے کہ سروپ نکھا کا دوش نہیں قسمت
کا پھیر ہے کوئی کہتی ہے سروپ نکھا کی وجہ سے رام اور راون لڑے اگر سروپ نکھا کی
باتوں پر راون کان نہ دھرتا تو آج یہ نوبت نہ ہوتی۔ کسی نے کہا کہ راون پر یہ بات
ظاہر نہ تھی کہ رامچندر ایشور ہیں سری جانکی جی جگت ماتا ہیں کوئی بولی کہ رامچندر جیسے

رہی ہے سمجھاتے رہے کہ جانکی جی کو ہمارے حوالے کرو مگر کمبخت راون نے ایک نہ سنی رامچندر الشیور ہیں۔ دشمنوں ہتے پراد ہ سگ ندہ ۔ پاپی کمبھ کرن ماند جیت کو مارا۔ اس پر بھی راون کی آنکھیں نہ کھلیں اور اب تک اپنی ہٹ پر ہے کسی کی بات نہ سنی لنکا کو وبھیکن و صد انا ہے اپنے بھائی کو لاکھ سمجھایا مگر وہ کب سننے والا تھا لات مار کر نکال دیا اگر وبھیکن سے میل رکھتا اور اس کے کہنے پر چلتا تو لنکا کا ناش نہ ہوتا اس طرح اونی لڑکے کوئی خاوند کوئی باپ کوئی بھائی کے غم میں بین کر کر رو رہی ہے کہ اب راون کا اقبال جاتا۔ بندروں اور ریچھوں کی چیونٹیاں کھائیگا یہ رامچندر نہیں ہیں یہ تو کوئی دیوتا یا مہاراج انسانی لباس میں راون کے مارنے کیلئے پیدا ہوا ہے یہ ضرور ہے کہ راون رامچندر کے ہاتھ سے مارا جائیگا بہن تم کیا جانتی نہیں یہ وہی جانکی جی ہیں جب مہادیو جی نے دیوتوں کو بردان دیا تھا کہ استری سروپ ہو کے سری لکشمی جی لنکا کا ناش کریگی وبھیکن کے نصیب تیشنب و فراز دیکھ کے رامچندر سے مل گئے اسی طرح تمام لنکا عورتوں کی سینہ کوبی اور آہ و بکا سے ماتم کدہ بن گئی ۔

سرگ ۹۵

چھٹا دور کی جنگ

راون کی نصیحت

عورتوں کی آہ و بکا نجیوں کا شور و فیبوں سن کر شاہ راون آہ سرد بھر رہا ہے زندگی سے مایوسی ہو چکی ہے مگر غیرت متقاضی نہیں کہ صلح کے درپے ہو لوگ سمجھاتے تھے لگے یہ ہٹ کا پکا اور ضد کا دھنی ایک نہیں سنتا سارا خاندان ناش ہوا کڑوں راکشس ندبوح ہو گئے مگر لڑائی سے منہ نہ موڑا راکشسوں سے کہا کہ جنگ کے لئے آمادہ ہو آج میں میدان رزم میں گھوڑا کدا دونگا اور رام لچھمن کو نشانہ قضا بنا کر دل کی بھڑاس نکالونگا جو سپہ سالار میدان جنگ میں خاک پر سو گئے ان کا خیال مت کرو یہی حال بندروں کا بھی ہونا ہے راون سمجھا بجھا کے شیر کی طرح گرجتے ہوئے اٹھا اور رتھ پر سوار ہو کے جنگ گاہ کی طرف روانہ ہوا راکشسوں کے دل بھی بھر گئے گئی ہوئی ہمتیں بندھ گئیں سپت

جو تھے بند ہوئے خون رگوں میں سرعت کے ساتھ گردش کرنے لگا تازہ جوش پیدا کر دینے لگا
اور میدان جنگ پہلے سے دس گنا گرم ہو گیا نقارے پر چوٹ پڑی اور فوجی باجوں سے
زور سے بجنے لگے جس وقت شاہ راون مسلح ہو کر رتھ پر بیٹھا زمین کانپ اٹھی اور
سارا لشکر اژدر کی طرح لہراتا ہوا میدان میں آیا بندروں اور ریچھوں میں شور مچا۔
کہنے لگے کہ شاہ لنکا یہی ہے جو سیتا کو ہر لے گیا اسی نے دیوتاؤں سے ناکوں چنے چبوائے
راون کے رتھ میں آٹھ گھوڑے جتے ہیں سارتھی نے گھوڑوں کو جھجکار بتائی اور جس جا
پر سری بھگوان اپنے ہم نبرد کے منتظر تھے رتھ پہنچا دیا گرد سے آفتاب پوشیدہ ہوا شگون بد
ظہور میں آئے شاہ راون کا بایاں انگ پھڑکتا ہے سیار روتے ہیں گدھ لپکے دوڑ
رہے ہیں اور خون آسمان سے برستا ہے ادھر بندر اپنے اپنے سرداروں کے جلو میں
درخت اور پربت لئے ہوئے صف بستہ کھڑے ہیں راون نے خونخوار تیغ چمکائی جدھر
رخ کیا صفیں غارت جدھر پلٹا دستے تباہ جدھر جھکا پرے صاف اس نے دلیرانہ
حملوں سے اکثر اوسان ششدر ہو کر ٹھٹک ہو گئے جو شمشیر آفتاب کے گھاٹ اترے
اور بعض امان کے خواستگار سری رام و لچھمن کی پشت پر ہو رہے ہیں۔

سرگ ۹۶

راون کی جنگ

باتوں کو راون نے تیروں پر رکھ لیا فوج کے پاؤں اکھڑا ہی چاہتے تھے اتنے میں
شاہ سگریو جدھر لڑ رہا تھا۔ ادھر سے پلٹ اور راون کے سامنے آ ڈٹا مگر راون کے آہن
شگاف تیروں کے واروں نے اس کا منہ پھیر دیا وار کا جواب دینا تو درکنار اس کا اپنا
بچاؤ مشکل ہو گیا یہ دونو ہم نبرد تھے کہ اتنے میں دلاور انگد نے شاہ میمون کا ہاتھ بٹایا
آتے ہی پتھر کا ہاتھ چھوڑا۔ راون کا داہنا بازو زخمی ہوا یہ دیکھ کر ویر پاکش راون کا
منتری رتھ سے اترا اور ہاتھی پر سوار انگد کے مقابلے پر آیا بڑی گھمسان لڑائی ہوئی
اس قدر تیر برسے کہ فوج میمون پچھ گئی اور سگریو زخموں سے چور اتنے میں بمشکل سے
سرنگاہ رہیں انگد نے ایک درخت اکھاڑ ہاتھی کے ماتھے پر مارا ہاتھی چیختا ہوا پیچھے ہٹا ویر پاکش

نے آنکس سے ہاتھی بڑھایا اور شمشیر آبدار کا ہاتھ رسید کیا انگد چوٹ بچا گیا اور ایک سلا بیروپاکش پہ ماری۔ بیروپاکش نے گرز سے سلا چور چور کر دی اور تلوار کا ہاتھ مارا انگد کی آنکھوں میں اندھیرا چھا یا غشی آ گئی۔ گرتے ہی سنبھلا اور لپک کر ایک گھونسا اس زور سے سینے پر مارا کہ اگر کوہ پر پڑتا تو پرخچے اُڑ جاتے مگر بیروپاکش کے منہ سے اُف تک نہ نکلی بلکہ حرارت بڑھ گئی اور خنجر خون آشام سے انگد کے سینے کو زخمی کیا زرہ پرزے پرزے ہوئی دو تین لاتیں اوپر سے رسید کیں انگد گرنے کو تھا مگر اٹھ کے ایک طمانچہ بیروپاکش پر لگایا پھر دوسرا جمایا۔ بیروپاکش متحمل نہ ہو سکا۔ چوندھیا گیا اور ایک گھونسا انگد پر چلایا انگد نے بھی گھونسے کا جواب گھونسا دیا بیروپاکش مجبور ہوا۔ حلق میں دانت اُتر گئے۔ خون منہ سے جاری ہوا۔ آنکھیں تلے اوپر ہوئیں اور کف منہ سے بہنے لگا اور کچھ دیر کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ریچھ اور بندر تالیاں بجانے لگے اور راچھس کف افسوس ملتے شاہ لنکا کے پاس حاضر ہوئے۔

سرگ ۹۷

سگریو اور دھودر کی معرکہ آرائی

بیروپاکش قتل ہوا مگر لڑائی ہوتی رہی طرفین کے بہادر کام آئے بیروپاکش کے قتل کی خبر سنتے ہی شاہ راون جوش غضب سے دیوانہ ہو گیا دل میں کہنے لگا بیروپاکش مارا گیا کتنے سالار لشکر جنگ میں کام آئے وفاداروں اور رشتہ داروں کی لاشیں بے کفن پڑی ہیں اب جی کو کیا کروں گا۔ دھودر منتری سے بولا کہ تم فوج عدو کو دیکھو اپنے زور بازو کا جوہر دکھاؤ۔ اسی دن کے لئے پالا تھا۔ ننگ خاندان ہو نمک حلالی کر دکھاؤ دھودر رتھ پر سوار ہوا اور غنیم کی فوج میں صفیں چیرتا ہوا گھس گیا ہزاروں بندر شہید ہو گئے ریچھوں نے پہاڑیاں اکھاڑ کر راچھسوں پر حملہ کیا۔ تند خو دھودر آتش غضب سے بھڑک اٹھا اور ضیغم شگاف ناوکوں سے غنیم کی فوج پر برس پڑا۔ فوج میمون میں کھلبلی پڑی کسی کا بازو نشانہ ہے کوئی بے سر تڑپ رہا ہے کسی کے پاؤں ندارد ہیں اس قیامت خیز سنگا نے بندروں کے قدم اکھاڑ دئے اور امان امان کی آواز میدان میں گونج اٹھی شاہ سگریو نے

حلاطم دیکھ کر ایک پتھر اس زور سے دھودر پر رسید کیا کہ اگر دھودر رتھ کو پیچھے نہ ہٹاتا تو سرمہ ہو جاتا۔ دھودر نے جگر دوز تیروں سے ہزار ٹکڑے پتھر کے کئے سگریو یہ حالت دیکھ کر غصے سے کانپ اٹھا اور شالی کا درخت اکھاڑ کے دھودر پر مارا۔ دھودر نے اس کو بھی کاٹ گرایا شاہ ہیموں تڑپ کر ہیبت ناک گرج سے فوج مخالف پر ٹوٹ پڑا۔ دو تین سپہ سالاروں کو نیست کر کے ایک خنجر لایا اور اس سے دھودر پر وار کیا دو تین ضربوں سے رتھ کے گھوڑے مارے اور دھودر پیادہ پا کر سگریو کے مقابلے پر آیا۔ ادھر خنجر ادھر گرز بہ خون چاٹتا ہے وہ بھیجا نکالتا ہے دونوں دلاور بیشہ شجاعت کے غرندہ شیر نہ بہ کم نہ زیادہ جس طرح فیل مست ٹکریں مارتے ہیں یہ دونو جواب دیتے ہیں دھودر نے گدا مارا تو سگریو نے تلوار سے خبر لی۔ گرز ٹوٹا اور تلوار ٹکڑے ہوئی دھودر نے سنان نکالی تو سگریو نے موسل اٹھایا۔ ایک طرف راون کی جے اور دوسری طرف سری بھگوان کی دہائی پھر رہی ہے۔ اور دونو جنگجو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں سنان نیزہ اور مگدر سے کام نہیں نکلتا دونو تھکے اور زمین پر گر پڑے دونو دلیر لیٹے لیٹے ہاتھ مار رہے ہیں۔ کچھ دم آیا تو دونو سنبھل کے اٹھے اور لات گھونسے تھپڑ اور طمانچے چلنے لگے۔ کبھی کشتی ہوتی ہے یہ بغلی ڈوبتا ہے تو وہ ٹنگڑی جماتا ہے اس کے ہاتھ میں ٹانگ آگئی تو چرخ دیکر کھینکا اور وہ دھم سے زمین پر گر پڑا اور کبھی اس نے طمانچہ کا ہاتھ لگایا گردنی دی اور ران کے نیچے داب بیٹھا تھپڑ اور گھونسوں سے کھوپری پلپلی کئے دیتا ہے جب ابھرا ٹانگ پکڑی اور گھما کے دھم سے زمین پر دے مارا کچھ دیر یوں ہی لڑائی ہوتی رہی۔ پھر ہتھیاروں سے کام لیا جانے لگا دھودر کی خونریز تیغ سگریو کے کواچ پر پڑی۔ یہ کوچ برہما نے بخشا تھا تلوار نے کاٹ نہ کی اور کند ہو کر لوٹ گئی۔ سگریو نے لپک کے دھودر کی چوٹی پکڑی اور اپنے ہاتھ سے شمشیر آبدار گلے پر پھیر دی دھڑ تڑپ کر زمین پر گرا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ریچھ اور بندر اچھلتے کودتے سری بھگوان کے قدموس ہوئے اور دھودر کے مرنے کی خبر سری مہاراج کے گوش گزار کی۔ راون دیکھ کر لرز اٹھا سمجھتا ہے کہ یہی نوبت ہماری بھی ہوگی ؎

سرگ ۹۸

مہاپارس اور انگد کا مقابلہ

دھومرکھی بھی مارا گیا مہاپارس شیر کی طرح گرجتا ہوا بندروں سے لڑنے لگا ایک ایک
تیر سے بندروں کے سیر گیند کی طرح لوٹتے ہوئے دکھائی دئے بندروں میں بھاگ دوڑ
پڑی انگد بندروں کے بھاگنے سے چلا کر بولا بہادر بھاگو نہیں میں اس دود کو مارے
لیتا ہوں یہ کہہ کر ایک گدا زہر میں بجھا ہوا کسی حریف کے افسر کو مار کر چھین لیا۔ اور
مہاپارس پر لوٹ پڑا۔ مہاپارس کے ہوش پتیرا ہوئے اور سارتھی بھی مجروح ہوا ادھر
جامونت نے ایک پتھر اکھاڑ رتھ پر دے مارا گھوڑے بھی ہلاک ہوئے اور رتھ چور چور ہو گیا
مہاپارس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس قدر تیر مارے کہ میدان کارزار میں
ساون بھادوں کی سی برسات ہو گئی انگد کے جسم میں تیر پیوست ہیں اور جامونت بھی
مجروح ہو گیا کچھ بندر گھائل پڑے ہیں انگد نے گرز آہنی اس زور سے مہاپارس پر رسید کیا
وہ غش پایا اور سر کا مکٹ گر پڑا۔ انگد غراتے ہوئے نوجوان مہاپارس کے پاس پہنچے
اور ایک ہاتھ سے بال پکڑ لئے اور دوسرے ہاتھ سے طمانچے مار مار کر منہ لہولہان کر دیا مہاپارس
نے سان انگد پہ چلائی انگد جسم چرا گیا اور ایک گھونسا چھاتی پر اس زور کا مارا کہ سینے کے
ورارے ٹوٹ گئے جگر پھٹ گیا اور زمین پر گر کر آغوش اجل میں سو رہا راچھس دہشت
سے بھاگ کھڑے ہوئے شاہ راون غصے سے تھرا اٹھا اور بندر خوشی خوشی تالیاں بجانے لگے

سرگ ۹۹

سری بھگوان اور شاہ راون سے مقابلہ

اس شکست سے راون اس قدر غصے میں آیا کہ آگ بگولا ہو چلا تو سری رام و لچھمن سے
ساتھ لیے دلی سے پیش آتا بندر اور ریچھوں کی بوٹیاں چبا کے دلوں کو کھلاتا ہو جاتا
جب تک رام و لچھمن قتل نہ ہو جائیں گے چین نہیں ملیگا یہ کہہ کر ایک شمشیر و رتھ میں پھل پھیلا

سیتا ہیں جنکی لمبی لمبی شاخیں سگریلوا ور رجاموتنت درخت کو سایہ دار بنائے ہیں اور فوج میمون
خوشگوار پتیاں ہیں جس پر ہمارے آتشی تیر کارگر نہیں ہوتے اگر رامچندر ہمارے جاپٹیں
تو البتہ سیتا سے ہمارے کاشانے کو زینت ہوسکتی ہے یہ خیالات دل میں گونج رہے تھے
شاہ لنکا رتھ پر سوار ہوا۔ اور گرجتا ترٹپتا سری رام کے مقابلے پر ایستادہ ہوگیا راون
کی گرج سے زلزلہ آیا تاریکی چھاگئی ہتھیاروں کی چمک بجلی کا کام دینے لگی اور تیروں کا
مینہ برسنے لگا بندروں کے سرتال باری کا لطف دکھانے لگے سری بھگوان دیکھ رہے
ہیں کہ کروڑہا بندر زمین کی نظر ہوئے سری بھگوان نے تقدیم کی دھنش سنبھالا اور
راون کے بان تیروں کی آگ میں جلانے لگے چاروں نگا بالمیک جی کا قول ہے کہ دونوں طرف
سے اس قدر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی کہ سارا لشکر نظروں سے اوجھل ہوگیا لچھمن جی نے
سری بھگوان سے اجازت چاہی کہ اے شاہ کونین مجھے اجازت ہو میں اس لعین کا نشہ
کم کرا کروں سری بھگوان نے اشارہ کیا لچھمن نے راون پر تیر برسائے راون بانوں
کو کاٹتا جاتا ہے لچھمن جی تو راون کو مارتے ہیں مگر راون رامچندر پر حملہ کرتا ہے۔
سری بھگوان بھی عادو کے تیر کاٹ رہے ہیں اور راون دلیرانہ رامچندر سے رزم آرا ہے
اس قدر تیر مارے کہ سری بھگوان اور لچھمن تیروں سے زخمی ہوگئے سری بھگوان
نے راون کا بدن چھلنی کردیا سری بھگوان اور شاہ راون دائیں اور بائیں گھوم گھوم
کر پینترا بدلتے ہیں معلوم ہوتا تھا کہ کل کالی پرش اور جمراج سے لڑائی ہو رہی ہے۔
آسمان پر اس قدر تیر سایہ فگن ہیں کہ جان پڑتا تھا۔ کالے بادلوں کی گھٹا چاروں طرف
سے امنڈ آئی ہے رامچندر کے گلے میں تیروں کا مالا گندھ گیا۔ سری رامچندر نے مہادیو جی
کا منتر پڑھ کر سوفار پر چڑھایا ایک تیر کے ہزار بان ہوئے جو راون کے کوچ میں لگتے
ہی کند ہوگئے زمین پر گر پڑے سری بھگوان نے راون کی پیشانی کو نشانہ بنایا اور
پانچ بان سے پیشانی فگار کردی۔ خون بہنے لگا خون بہتے دیکھ کر کانپ اٹھا اور منتر
پڑھ کر ایک بان ایسا مارا کہ جس کے نکلتے ہی میدان جنگ میں شیر۔ کوے۔ گدھ
گیدڑ۔ سانپ۔ کتے۔ غرضیکہ ہزار قسم کے درندے نظر آئے اور فوج میمون
کو شکار کرنے لگے سری بھگوان نے اگنی بان چھوڑا وہ سب جانور جل بھن کر خاک
ہوگئے راون جھلا گیا اور پھر تیر برسانے لگا رامچندر اپنے بانوں سے اسکے بان کاٹ

کر دیتے ہیں بلکہ راون کی پیشانی کو توڑ کر نکل جاتے ہیں۔ راون مورچھت ہوا۔
اور سگریو وغیرہ باتر کچھ پھولے نہ سمائے ۔

سرگ ۱۰۰

میدان کارزار سے راون کی روگردانی اور لچھمن کی حالت غشی

شاہ راون پر کثرت خون دیکھتے ہی غشی طاری ہوگئی خود بھی زخم وار ہے کپڑے خون سے تر
ہیں سرخ خون کے قطرے جھالر کی طرح وردی کے دامن سے ٹپک رہے تھے کسی قدر
ہوش آیا۔ آتش غضب دوبالا ہوئی مایا نامی استر کمان پر چڑھایا اور کان تک کھینچکر
سری مہاراج پر مار دیا۔ اسکے نکلتے ہی تیر و خنجر گرز و سنان کی بارش ہوئی کچھ بندر ہلاک
ہوئے تھے کہ مہاراج نے گندھرب بان سے یہ بلا دور کی۔ راون اپنا بان کٹتے دیکھ کر سانپ کی
طرح بل کھا گیا دوسرا دل دوز خدنگ ہاتھ میں لیا اور چلے پر رکھ کر سری مہاراج کو نشانہ
بنایا اس بان نے عجیب کیفیت دکھائی ہزارہا چکر چرخ کھاتے ہوئے ہویدا ہوئے اور
سینکڑوں لاشیں زمین پر لوٹتے دکھائی دینے لگیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب و ماہتاب
چکر لگا رہے ہیں سری مہاراج نے اس کو بھی دفعہ کیا راون ہر بان کی کاٹ
دیکھ کر شرما جاتا ہے مگر جیوٹ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا پھر یکدم سے دس بان
مارے جسم مبارک بھی زخموں سے چور ہوا لچھمن جی نے سات بانوں سے رتھ کی دھجیا
کاٹ گرائی اور ایک بان سے سارتھی کا سر خاک پر لوٹنے لگا رتھ کے گھوڑے
باگ تڑا کر بھاگے شاہ راون آتش غضب سے بھڑک اٹھا جب ادھر بس نہ چلا۔
بھبھیکن پر برس پڑا کہ اس ننگ خاندان کو کیوں نہ صفایا کر دوں سارا فساد اسی
کا ہے راون گرز گراں لیکر بھبھیکن کو پائمال کرنا چاہتا ہے اور بھبھیکن وار اپنے گرز پر
روک رہے ہیں راون نے برہماستر نکال کر بھبھیکن پر مار دیا لچھمن نے برہماستر کا
وار اپنے برہماستر سے روکا پھر راون نے برہماستر نکالا اس کے بھی لچھمن نے دو
ٹکڑے کر دیئے راون جھلا گیا اب کی دفعہ جمراج کا دیا ہوا برہماستر چلے پر چڑھایا اسکا
زور ماں کا دیوتا بھی اٹھا نہیں سکتے تھے اور اس کا دفعیہ جمراج کو بھی معلوم نہ تھا منتر

پڑھ کر بھبھیکن پر چھوڑ دیا برہما استر اندر کے بجر کی طرح شن شن کرتا بھبھیکن کی طرف
جھکا لچھمن جی نے سوچا کہ اس استر سے بھبھیکن کی جان نہیں بچیگی ۔ اس کا وار روکنے
کو خود سامنے کھڑے ہو گئے اور دھنش چڑھا کر استر باندھ لیا راون نے پوچھا کہ بھبھیکن
کی جان ایسی پیاری ہوئی کہ اپنی جان خیریت کی پرواہ نہیں کرتے کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں
کہ میرے بان روک کر بھبھیکن کی جان بچاتے ہو۔ خیر مضائقہ نہیں اس شکتی کا وار
روکو یہ تمہاری اور بھبھیکن دونوں کی جان لیگی یہ کہہ کر وہ شکتی چلائی سری مہاراج جس نے دیکھا
کہ یہ شکتی لچھمن کی طرف بے محابہ چلی آرہی ہے سری مہاراج اس کے دفعیہ کی فکر
میں ہوئے منتر پڑھنے لگے کہ اس کی تاثیر جھوٹی ہو جائے اتنے میں شکتی سری لچھمن جی
کے سینے میں در آئی سینہ فگار ہوا اور غشی کی حالت طاری ہوئی سری مہاراج
لیس و پیش میں پڑے کہ کیا تدبیر کروں اگر لڑائی سے منہ پھیرتا ہوں تو چھتری دھرم میں
بٹہ لگتا ہے اور لچھمن کو قیامگاہ پر نہیں لیجاتا تو جان کی خیر نہیں معلوم ہوتی مہاراج نے
دھرم کا خیال کیا راون سے بدستور سرگرم لڑائی رہے راون کے آتشیں تیروں کو کاٹ کر
رہے اور سری لچھمن جی کے بھی نگراں رہے بندر اور ریچھوں نے شکتی نکالنے میں بہت زور
لگایا لیکن شکتی بدن میں کچھ ایسی پیوست تھی کہ جنبش بھی نہ کی خود مہاراج نے وہ شکتی
دونوں ہاتھوں سے کھینچ لی اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دی ادھر شاہ لنکا سرگرم پیکار ہے
اور مہاراج شکتی نکالنے میں مصروف ہیں شاہ لنکا مہاراج کو نشانہ بنا رہا تھا سری
مہاراج ہنومان سگریو اور انگد سے بولے کہ لچھمن جی تمہارے سپرد ہیں میں اس مردود
کی خبر لیتا ہوں یا تو راون رہیگا یا رام رہینگے لوگوں کا مقولہ ہے کہ کیکئی کی وجہ سے
رام کو صحرا نوردی اختیار کرنا پڑی نہیں یہ غلط ہے بلکہ راون کے مارنے کیلئے میں نے
بن جاترا کی جنگل جنگل کی کنکریاں چھوڑیں سلطنت پر لات ماری مصیبتیں اٹھانا
پڑیں اور آج بھی لچھمن جی بسمل پڑے ہیں بھائی کی چاہت سے منہ موڑ لیا اور راون سے
جنگ کرنے پر آمادہ ہوا راون ہی کے لئے سگریو سے اتحاد بڑھایا بالی کو مارا اور
سمندر پر پل باندھ کر قلعہ لنکا کو گھیرے ہوں آج وہ راون سامنے کھڑا ہے پھر کیونکر
زندہ چھوڑ دوں جس طرح اژدر خونخوار کی زہر آلود نگاہ سے انسان جان سلامت
نہیں لیجا سکتا اسی طرح میری شعلہ ریز نظر سے ملعون راون نہیں جا سکتا

اس لئے اے بندرو! اب جنگ کی تماشا دیکھنے کو پہاڑ پر جاؤ مردانگی کے جوہر دکھا
چکے بہتیرا ن لڑتے تھک گئے ہو میں اکیلا اس مردود کو تیروں کے گھاٹ اتارونگا
اور راچھسان بدکردار بھی شربت موت کی چاشنی چکھ کر عدم آباد سدھارینگے معرکہ
رام و راون خلق میں تا ابد یادگار رہیگا اور ہر کہ و مہ کی زبان اس فسانے سے ملوث ہوگی یہ
کہہ کر سری مہاراج نے دھنش پر بان چڑھایا اور فوج مخالف کا ستھراؤ کرنے لگے راون
بھی تیروں کا مینہ برسا رہا ہے اور رامچندر تیروں کو کاٹ کر فوج عدو کو خاک میں ملائے دیتے
ہیں آخرکار شاہ راون مہاراج کے تیروں سے زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگ کھڑا ہوا
بدطینت راچھس بھی تاجدار لنکا کے ساتھ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر چلتے ہوئے

سرگ ۱۰۱

لچھمن جی کی بیہوشی اور سری رام جی کی گریہ وزاری

شام بھی ہو چلی تھی راون بھاگ کھڑا ہوا رامچندر بھی مجروح لچھمن کو اٹھا کر قیام
گاہ پر لائے بندروں سے ارشاد ہوا لچھمن جی زخموں سے چور ہیں بدن لہو سے تر بتر ہے
جنہیں اپنی جان سے بھی زیادہ رکھتا ہوں اگر ان کے دشمنوں کا بال بیکا ہوا تو
میری زندگی بھی دشوار ہے اور لوگ طعنہ زن ہونگے کہ بھائی کو قتل کرکے آپ جان لیکر
اجودھیا آئے میرے ہاتھ سے دھنش گرا جاتا ہے اوسان خطا ہیں جان قالب میں پھڑک رہی
ہے مرغ روح چاہتا ہے کہ پھڑک کر نکل جائے سری رام رونے لگے فرمایا کہ اگر راون بھاگ
بھی گیا تو ہمیں ہرگز اسکی خوشی نہیں نہ ہم کو لڑائی سے سروکار نہ ہم کو ظفر ہاتھ آنے
سے طمانیت ہوسکتی ہے یہ باتیں تب منہ دیتیں کہ لچھمن جی زندہ رہتے جس وقت لچھمن
جی اجودھیا سے چلے تھے سب کو دکھ ہوا تھا اور اب بھی لچھمن کے ساتھ پرلوک سدھارونگا
افسوس ایسا بدنصیب ہوں کہ بیٹے اور غمخوار بھائی سے جدا ہوں سیتا کے چھوٹنے کا
غم نہیں مگر لچھمن کی جدائی زخمی دل پر نمک چھڑک رہی ہے عورت رنانی پہنچتے تو مل
سکتے ہیں دولت و ثروت ہاتھ آسکتی ہے مگر بھائی نہیں ملتا جیسا لچھمن سا بھائی
نہیں تو ہم کو راج پاٹ اور سیتا سے کیا مطلب ہے جس وقت میں مکان سے چلا تھا سمترا ماتا

نے لچھمن کا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑ کر کہا تھا کہ میں تمہارے سپرد کرتی ہوں اب بھائی کو کھو کر
کس منہ سے سامنے جاؤں اور کیا جواب دوں جب ماتا پوچھینگی لچھمن جی کہاں ہیں
اس وقت بغلیں جھانکنے کے سوا کچھ نہ بن پڑیگا خجالت اور شرم دامنگیر ہوگی ماتا سمترا
پر کیا منحصر کوشلیا اور کیکئی بھرت اور سترگھن کل پر واسطے لچھمن جی آنکھوں کے تارے
ہیں ان کے بار بار پوچھنے پر کچھ جواب تو نکلیگا نہیں آنکھیں نیچی کرنا پڑینگی دنیا
کچھ بول نہ چھوڑیگی افسوس لچھمن جی مجھ سے کیوں بھاگ گئے ہو تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں
ایسی کم نصیبی کسی انسان کی نہ ہوگی جیسی میری منحوس گھڑی میں کون ایسا پاپ مجھ سے ہوا کہ لچھمن سا
دھرماتما بھائی ہاتھ سے کھو بیٹھا ایسی زندگی پر تین حرف لے برادر آنکھیں کھول دو تمہاری
صورت دیکھوں آخر وجہ سبب ساتھ کیوں چھوڑ دیتے ہو زندگی سے بیزار ہو گئے تمہارے
بغیر میں کب زندہ رہ سکتا ہوں اٹھو کے ہماری طرف کیوں نہیں دیکھتے اے بھائی
تمہیں ہمارے لئے اپنی جان تصدق کرنے میں کبھی دریغ نہ تھا آج کیا ہے کہ جواب تک
نہیں دیتے یہ نظر اچھی نہیں جب کبھی ہمیں رنج و مصیبت میں دیکھتے تو تڑپ جاتے تھے اب تمہارے
ہجر میں دل فگار ہے اور نڈھال ہوں بولنا درکنار ایسی نفرت ہے کہ آنکھ کھول کر دیکھتے
بھی نہیں مہاراج پر حزن و ملال کی گھٹا چھائی ہے شدت غم سے تڑپ رہے ہیں سوامی جی
کی آنکھوں سے جوئے اشک رواں ہیں مہاراج کی باتیں کلیجہ چھلنی کئے دیتی ہیں سگریو
سے ضبط نہ ہو سکا عرض کی حضور آج خلاف ایسی باتیں کرتے ہیں آپ تو رموز حقیقی سے
آگاہ ہو کر بیوقوف انسان کی طرح بین کر رہے ہیں گیانی ہو کر اگیانیوں کی طرح رونا آپ
عقلمند کو زیب نہیں دیتا کیا لچھمن جی مر گئے چہرہ بدستور روشن ہے آنکھیں پتھرائی نہیں
آپ غم نہ کریں صبر سے کام لیں پھر سوکھین نے ہنومان سے کہا کہ مہودری پربت
پر جاؤ جا و سدھی بیلے لائے مٹھنے لے آؤ ہنومان جی اٹھ کھڑے ہوئے سری رام کے قدم
چومے سری بھگوان نے بھی اشارہ کیا ہنومان جی ہوا کی طرح سن سن کرتے ہوئے پہاڑ
پر پہنچے نظر پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اوشدھی کی شناخت میں پس و پیش ہوا ناچار پہاڑ اٹھا لیا اور
دیکھتا دیکھتا ہتھیلی پر رکھ لیا اور آندھی کی طرح دوڑتے ہوئے سری بھگوان کے پاس
پہنچ گئے سوکھین نے اوشدھی سنگھائی لچھمن جی نے آنکھ کھول دی بیہوشی جاتی
رہی اور خوش و خرم اٹھ بیٹھے ۔

بندروں ریچھوں نے ہنومان جی کی تعریف کے پُل باندھدئے اور رامچندر آنسو بہاتے ہوئے دوڑے اور لچھمن جی کو سینے سے لگایا فرمانے لگے کہ بڑا خوش قسمت ہوں کہ میرا کھویا ہوا بھائی مل گیا۔ اب میں نے لڑائی سے ہاتھ اُٹھا دیا اگر فتح ہوئی تو کیا اور سیتا ملیں تو کیا۔ لڑائی میں سراسر نقصان ہے بھائی کی جان پر بن گئی تھی وہ تو خیر ہوئی بچ گئے ہیں تو ہاتھ دھو بیٹھا لچھمن جی کا جی چھوٹا ہو گیا عرض کی کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ کو اپنا قول یاد نہیں وعدہ کر چکے کہ راون کو مارونگا قول کی پابندی مردوں پر فرض ہے پیمان توڑنا دھرم کے خلاف ہے آپ پرتیہ کیجئے اور راون کے خون سے زمین کو پاک کیجئے ہماری خوشی اسی میں ہے کہ آپ راون کو ماریں اور سیتا جی یہاں آئیں سری رام نے فرمایا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا میں اسے مارونگا اس کے ساتھ ہی تمام راچھس بھی ہلاک کئے جائینگے یہ سنتے ہی لچھمن کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اور بندروں کے پژمردہ دلوں میں بشاشت نے گھر کیا ×

سرگ ۱۰۲

سری رامچندر جی اور راون کی رزم آرائی

سری رام دھنش بان لیکر میدان میں آئے اور راون دوسرے رتھ پر بیٹھ کر غصے سے کانپتا سری رام کے سامنے آیا اور ابر کی طرح بان برسانے لگا رامچندر اور راون کی جنگ برابر کی تھی لیکن راون رتھ پر سوار ہے اور مہاراج پیدل لڑ رہے ہیں اندر نے اپنے سارتھی سے کہا کہ ہمارا رتھ لے جاؤ اور سری رام سے عرض کرو کہ اس رتھ پر بیٹھ کر راون سے جنگ کریں سارتھی نے رتھ لیجا کر رامچندر کے پاس کھڑا کر دیا عرض کی کہ میں اندر کا سارتھی ہوں۔ اندر نے بھیجا ہے یہ رتھ دھنش اور شکتی اندر نے آپکی خدمت میں روانہ کی اور کہا ہے کہ آپ اس پر بیٹھ کر جنگ کیجئے اور دھنش بان سے راون ملعون کو جم لوک بھیجئے۔ سری بھگوان رتھ کے چاروں طرف پھرے اور دیوتوں کو پرنام کرکے رتھ پر سوار ہو گئے اور رام و راون کی لڑائی ہونے لگی۔ لوگ کہتے تھے کہ ایسی لڑائی آج تک دیکھنے میں نہیں آئی راون بان مارتا ہے اور سری بھگوان گندھرب استر دیو استر

سے کاٹتے ہیں راون نے دیکھا کہ سب بان ہمارے اکارتھ ہوئے تب سرلپوں کے بان
چھوڑنے لگا وہ سب رامچندر کے بدن میں پیوست ہو گئے کوئی بان باسک ناگ کے
زہر سے کم نہ تھا راون کے سیکڑوں بان باسک ناگ کی طرح سری بھگوان کے
بدن میں آویزاں ہیں مہاراج نے گرڑ دیو استر چھوڑا وہ استر سرلپوں کو کھا گیا پھر راون
نے ایک ہزار بان کر سری بھگوان کو گھیر لیا اور سری بھگوان کی رتھ کی دھجا کاٹ کر زمین
پر گر پڑی گھوڑے زخموں سے چور ہو گئے یہ نظارہ دیکھ کر دیوتوں کے ہوش پریشان ہوئے
کہ رامچندر مثل چاند کے ہیں اور راون کے بانوں نے راہو کی طرح گھیر لیا ہے گویا گرہن لگا
ہوا ہے سمندر سے دھواں اٹھنے لگا اور آفتاب کی روشنی ماند ہو گئی راون نے دس بان
نے سری مہاراج کو زخمی کیا۔ ہاتھ اس قدر زخمی ہے کہ خنجر کھینچنا ناگوار تھا۔ مہاراج کی
بھویں ٹیڑھی ہوئیں آنکھیں سرخ انگارے کی طرح دہکنے لگیں مہاراج کا غصہ دیکھ
کے جیو چر اکر ڈرنے لگے۔ آتما کانپ گیا۔ زمین تھرا اٹھی اور پہاڑ درخت ہل گئے
کوئی دم میں قیامت ہو گی مہاراج کا قہر کہیں غضب نہ کر دے زمین کا طبقہ الٹ نہ جائے
کل کائنات میں آج پرلے ہو جانے کا احتمال ہے راچھس راون کی جے اور دیوتا
رامچندر کی فتح منا رہے تھے مغرور راون نے ایک ور شستر مارا اور ترسول اٹھا کر سری
بھگوان کے قریب آیا اور اس طرح نعرہ زن ہوا کہ ہوشیار ہو یہ ترسول آپکی جان
لینے کو کافی ہے ترسول کی چوٹ کھا کر زندہ نہیں بچ سکتے یہ کہہ کر ترسول مارا اس
ترسول میں آٹھ گھنٹے لگے تھے۔ ترسول آکاش میں اڑتا ہوا سری بھگوان کی طرف
چلا مہاراج کی آنکھ جھپک گئی۔ ماتل سارتھی نے سری رام کے ہاتھ میں اندر کی دی
ہوئی شکتی دے کر کہا کہ اس شکتی سے ترسول کو ہٹائیں نہیں تو یہ ترسول گستاخی
کو بیٹھیگا۔ اور آپ چوٹ کھا جائیںگے پھر جان بچانا دشوار ہوگا سری بھگوان نے
شکتی لے لی اور ترسول پر کھینچ ماری وہ شکتی اور راون کا ترسول آپس میں لڑتے زمین
پر گرے اور رامچندر نے راون کے گھوڑوں کو تیروں سے گھائل کیا اور راون کی
پیشانی میں تین بان مارے۔ اور پانچ بان چھاتی میں لگائے راون بچ گیا۔ چھاتی
پر بانوں کا اثر نہ ہوا۔ مگر پیشانی پھوٹ گئی اور خون کے پرنالے بہ نکلے راون خون
بہتے دیکھ کر آتش غضب سے جل اٹھا ۔

سرگ ۱۰۳

راون اور رامچندر کی صف آرائی

شاہ لنکا جا نگلا از ضد تنگوں سے سری رام پر چڑھ کر رہا ہے جس طرح کالی گھٹائیں آفتاب
کو گھیرتی ہیں اسی طرح رامچندر کا جسم بانوں اور تیروں سے بھرپور ہو گیا مگر رامچندر کو
مطلق پرواہ نہ تھی گو رامچندر کے روئیں روئیں میں تیر پیوست تھے جس طرح سورج
کی کرنیں لاتعداد ہوتی ہیں اسی طرح تیروں کی گنتی نہ تھی پلاس کے درخت کی طرح مہاراج
خون سے لال ہو گئے تھے رام اور راون کے بانوں سے آفتاب کی روشنی زمین پر آتے آتے
خیرہ ہو گئی تھی اندھیرا تھا یہ نہ معلوم پڑتا تھا کہ کون کہاں ہے رامچندر ہنس ہنس کر
بان کاٹ رہے ہیں اور راون تیر افگنی میں مشغول ہے مہاراج نے یہ فرمایا کہ شاہ لنکا
تجھے لاور کتنے شرم معلوم ہوتی ہے سورما دنت چوری نہیں کرتے اپنی تلوار پر ناز
کرتے ہیں تو چوٹا ہے سیتا کو چرا لایا راون سن کے شل ہو کر رہ گیا کہا اس حالت پر تو
پہنچ گئے خون کے پرنالے جاری ہیں اب بھی کہتے ہو کہ راون لاور نہیں سری بھگوان بولے
کہ سیتا ہرنے کے وقت میں چور نہ تھا تو چوری سے ہر لایا میرے نزدیک لاکھ بڑھ بڑھ کر
باتیں کرے مگر وقت نہیں ہو سکتی ارے کمبخت تو نے عورت پر ہاتھ اٹھایا سیتا کو تلوار دکھائی
یہی باتیں دھرمیوں کی ہیں ارے بیچارے جس غرور سے سیتا کو ہر لایا آج ہم کو جوانمردی دکھاتا
ہے افسوس ذرا بھی شرم نہیں آتی مہاتما کبیر کا بھائی ہو کر چوری کرے اور دغا بازی سے کام
نکالے اور پھر کہے بڑے بیر ہوں اگر ہماری موجودگی میں سیتا کو ہرن کر لاتا اور پھر کہتا تو البتہ
تیری تعریف تھی اب سچ سچ بتا کہ تو مجھ سے ڈرتا تھا یا نہیں اگر نہ ڈرتا تو تیری جرأت چور کی
طرح سیتا کو ہر لانے میں متقاضی نہ ہوتی اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو جو حال کھر اور دوکھن
کا ہوا ہے وہی حال تیرا بھی ہوتا او ملعون اب اپنی طاقت دکھا کہ بخت چھوڑا آج میں تجھے دیوتا
اور رکھشسوں کے سامنے جم لوک بھیج دوں گا اور تیرے سر کا خون تیرے سر میں بھرے ہوئے پیاسے
تیر پی کر بیٹھیں گے چیل کوے بوٹیاں کھائیں گے یہ کہہ کر سری بھگوان نے راون پر بان چلائے
راون کا جسم تیروں سے چھوٹ گیا اور ایسا مجبور ہوا کہ رتھ پر بیٹھنے کی تاب نہ رہی [illegible]

راون کا موچھا چھوٹ جانے سے یقین ہو گیا کہ بیشک راون مارا جائیگا رامچندر نے اتنی مہلت دی کہ راون کا ساتھی اپنے ہی جا آ رہا تھا کہ راون بچنے والا نہیں تھا۔ پس وہ سوچتا تھا کہ راون کا سارتھی میدان سے رتھ ہٹا لیگیا

سرگ ۱۰۴

سری رامچندر جی اور راون کا تیسرا مقابلہ

راون کی آنکھ کھلی سارتھی کو سارتھی نے رتھ لنکا میں پہنچا کر راون کو سہری پر لٹا دیا۔ راون کی آنکھ کھلی سارتھی کو گالیاں دیں ارے ملعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ مجھے میدان سے بھگا کر یہ بزدلوں کا شیوہ ہے کہ لڑائی سے بھاگتے ہیں یہاں منہ پر چوٹ کھانے والے ہیں پیٹھ دکھانا کسر شان سمجھتے ہیں لوگوں کا خیال تھا کہ راون بڑا سپاہی ہے اب لوگ سمجھینگے کہ راون سا بزدل کبھی کوئی نہ ہوگا کہ جان جانے کے خوف سے لڑائی سے بھاگ کھڑا ہوا تو نے بھگوڑوں میں نام لکھوایا گو رام زبردست ہے مگر ہمیں بھونا نہ چاہیے تھا سچ بتا کہ محنت سے میرا رتھ بھگا لایا یا کہ رام سے مل کر ایسا کام کیا بیشک تو ہم سے کہہ کے دشمن سے ملا تھا۔ مگر تو نے اس کے بھی کان کاٹے ہماری چوری میں حریف سے مل گیا لعنت ہے تجھ پر تو نے میری عزت پر بٹہ لگایا یہ سن کر سارتھی گویا ہوا کہ میں ڈرنے والا نہیں نہ بیوقوف ہی ہوں نہ دشمن سے ملا نہ آپ کے احسانات بھولے آپکی بھلائی کے لئے ایسا کیا آپ کو تن بدن کی خبر نہ تھی رتھ کے گھوڑے خستہ ہو چکے تھے شاستر میں لکھا ہے کہ سارتھی سب باتوں کا لحاظ رکھے اگر سارتھی مورچھت ہو تو جان کے بچانے کے واسطے رتھ ہٹائے جانا مناسب ہے اس لئے ایسا کیا گیا سارتھی کی ان باتوں سے راون کی اشتک شفی ہوئی اور سارتھی کی تعریف کر کے ہاتھ کا کنگن مرحمت کیا اور رتھ پر سوار ہو کر میدان مصاف میں رامچندر کے مقابلے پر آیا۔

سرگ ۱۰۵

آدت استوتر کا پاٹ

سری بھگوان رزم گاہ میں شاہ لنکا سے ہم نبرد ہیں اور شاہ لنکا ناوک خار اشگاف سے

فوج بھیموں کا سنخر اُڑ کر رہا ہے بڑے بڑے نامی سرداروں کے دانت کھٹے ہو گئے نہ اس پر کوئی حربہ کام کرتا ہے اور نہ پہاڑ درختوں کی ضرب اثر کرتی ہے تڑاہ تڑاہ کرتے رامچندر کا نام لے رہے ہیں ہے بھگوان اس پورشت سے بچانیوالا سولے آپ کے کوئی نظر نہیں آتا رحم کیجئے آرت ہانی سنکر دریائے رحمت جوش میں آیا ماتلی سے اشارہ ہوا کہ ملعون کے مقابلے پر رتھ کو پہنچاؤ راون نے رامچندر کو دیکھا تیروں کی بوچھاڑ کی مہاراج نے بان کاٹ کر اس قدر تیر مارے کہ راون کے دانت کھٹے ہو گئے دھنش ہاتھ سے گرا ترسول لیکر دوڑا چاہتا تھا کہ سینے پر مارے سری بھگوان نے اپنے خدنگ دل دوز سے ترسول کے دو ٹکڑے کر دئے راون کی آتش غضب بھڑکی دھنش لے کر ہزار بان ایک سے فیر کر دئے مہاراج گھبر گئے تیر تو کاٹ گرائے مگر بدن میں ایک دم سستی آ گئی حریف زبردست ہے قتل کرنے کی تدبیر سوچ رہے ہیں اگست رشی نے دیکھا کہ مہاراج پریشان ہیں دیوتوں کے ساتھ مہاراج کی خدمت میں آئے عرض کی دیا ندھان آپ ایک کام کریں آدت ہردے کا استوتر پاٹھ کیجئے وید لکھتا ہے کہ ایشن جی کا استھان سورج کے منڈل میں ہے اس استوتر سے دشمن کا ناش ہوتا ہے تین پھل اس کے پاٹھ کرنے سے ملتے ہیں اول تو بدن میں چستی آتی ہے دوسرے پاپ سے چھٹکارا تیسرے عمر بڑھتی ہے جس وقت آفتاب طلوع ہو اس کا پاٹھ کیجئے پہلے روز تین دفعہ دوسرے روز نو دفعہ پاٹھ کرنیوالا ضرور حریف پر غالب آئیگا یہ کہہ کر اگست رشی چلے گئے اور سری بھگوان استوتر پاٹھ کرتے ہوئے لڑائی پر مستعد ہوئے استوتر پاٹھ کرتے ہی سورج نارائن نے آواز دی کہ ہے رامچندر اب راون کا کال آگیا ہے بہت جلد اس بدخو کا سر اتار دئے ۔

سرگ ۱۰۶

رامچندر اور راون سے مقابلہ جنگ

ماتلی نے بان راون کے رتھ کو غائر نظر سے دیکھ رہا ہے کہ جواہرات سے مرصع مرتبوں کی جھالر لٹک رہی ہے طلائی سنگھاسن بچھا ہے جس پر شاہ راون بڑے آن بان سے بیٹھا ہوا آمادہ پیکار ہے راون بھی رتھ پر سری مہاراج کو تک رہا ہے سری مہاراج نے

ہزار ہزار بان ہوتے دیوتا لوگ سہمے جاتے تھے جبتک سری بھگوان سو بان مارتے اتنی ہی دیر میں راون ہزار بان چلاتا تھا دیوتوں کو بہت خوف پیدا ہوا۔ رونگٹے کھڑے ہوگئے اگرچہ راون کی دھجیاں کٹ گئی پھر بھی قیامت کئے دیتا ہے راون اور بھگوان کے بدن میں تیر پیوست ہیں دونو طرف سارتھی زخموں سے اس قدر مجروح ہیں کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں سورج کی روشنی ماند ہے دیوتے باہم مشورہ کرتے ہیں کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جس سے سری مہاراج راون کو مار گرائیں دیوتاؤں میں لڑنے کی طاقت نہ تھی منتروں کا جاپ کرتے ہیں سری بھگوان نے سانپوں کے بان مارے بان لڑتے ہوئے راون کی پیشانی پر پڑے اور سر کٹ کے گرنے لگے عجیب بات دکھائی دی کہ ایک طرف سر کٹ کے زمین پر گرتے تو اتنے ہی دوسرے سر نمودار ہوجاتے اسی طرح سو بار راون کا سر کاٹا گیا مگر پھر جیسے کا تیسا رامچندر کو فکر ہوئی کہ جن بانوں سے کھر دوکھن سر ادہ بالی اور کوبندھ مارے آج وہی بان نا کارہ جاتے ہیں سر کٹنے سے یہ ملعون مرنے کا نہیں کس طرح اسکی موت ہوگی سری مہاراج دریائے فکر میں غوطہ زن کرتے ہوئے بان چلاتے ہیں اور راون بھی بدستور مت سے بڑھ سری مہاراج پر حملہ کر رہا ہے دونو رتھ آکاش میں جاتے ہیں اور پھر لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہیں جب نظروں سے غائب ہوجاتے ہیں دونو اطراف کی فوج میں انتشار پیدا ہوتا ہے یہ لڑائی کئی دن اور کئی رات رہی

سرگ ۱۰۹

سری رامچندر کے بانوں راون کی موت

ماتلی رتھ بان سری مہاراج سے بولا کہ شاہ راون یوں نہ مریگا جبتک اسکا دیا ہوا برہماستر نہ ماریں گے یہ برہماستر برہماجی نے بہت تپ کر کے اندر کو دیا تھا جس وقت یہ استر کمان سے چھوٹتا ہے قیامت برپا کر دیتا ہے جس کے پاس یہ استر ہو تینوں لوک فتح کر لے اس بان کو جتنا کھینچا سکتے ہیں اس کے شعلہ ریز شراروں سے تینوں لوک بھسم ہوسکتے ہیں سری مہاراج نے ترکش سے برہماستر نکالا زمین لرز اٹھی تہلکہ پڑ گیا قیامت خیز نظارہ سامنے آیا دیوالیہ دیوتا سہم گئے کہ ایسا نہ ہو یہ استر بھی خالی جائے سری مہاراج نے برہماستر چھوڑ دیا راون کے سینے پر پڑا اور سینا تا ہوا سینہ توڑ کر پار نکلا شاہ راون چیخ مار گیا تمام سینا چی

بات تھی بے شک تھی سری مہاراج نے فرمایا خیر شدنی ٹلتی نہیں جو ہونا تھا ہُوا اب مرتک کرم کرو جس میں راون کا پرلوک درست ہو آخر تمہارا بھائی ہے جب تک زندہ تھا دشمن تھا اب جیسا تمہارا بھائی ویسا میرا بھائی +

سرگ ۱۱۱

راون کی نعش پر رنواس میں تلاطم

رنواس میں راون کے مرتے ہی کہرام مچ گیا کوئی سر پیٹتی ہے کوئی چھاتی کوٹ رہی ہے کسی نے گریبان پھاڑا تو کسی نے بال گھسوٹے وہ قصر زرین جس میں ناچ رنگ اور عیش و عشرت کے سامان تھے ماتم کدہ بن گیا وہ سر بفلک سہ منزلہ عمارت جس میں پری خوں کا اژدہام تھا آج یہ عمارت بہت ہی وحشت خیز اور ڈراونی صورت بنائے ہے رانیاں سہاگ کی چیز اتار اتار کر پھینک رہی ہیں اور غم سے بڑا حال ہے خصوصاً رانی مندوری سر پر ہاتھ رکھے ایک ایک کا مُنہ تک رہی ہے حسرت و یاس سے بھری آہ سرد لے رہی ہے غم کھانے کھانے عجب حال ہے آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے وہ رنگت جو پہلے گلاب کو شرماتی تھی زعفرانی دکھائی دیتی ہے وہ زلفیں جنہیں شعرا ناگن سے مثال دیتے ہیں بکھر کر پریشان ہو رہی ہیں رانی مندوری کل رانیوں میں سرتاج تھی حکم دیا کہ خاوند کی لاش پر چلو رانیاں اٹھ کر کھڑی ہوئیں اتر دروازے سے نکلیں اور پری خوں کا پھوہ راون کی لاش کے گرد جمع ہو گیا کوئی راون کا سر گود میں رکھے چومتی چاٹتی ہے کوئی ہاتھ پر تصرف کئے ہے کوئی دھڑ سے لپٹ رہی ہے اور کوئی سر پیٹ پیٹ کر راون کے کارناموں کو بیان کرتی ہے اور کوئی چیخ چیخ کر یہ کہہ رہی ہے کہ پیارے شوہر تمہارے نام سے اندر جراج ـ کنیر ـ گندھرب ـ دیوتا اور رشیوں کے دم فنا ہوتے تھے آج ہم سے نہ ٹرائی کئے زمین پر سو رہے ہمارے آنکھیں کھولو میٹھی نیند کے مزے لے چکے ہمارا تمہارے غم میں کیا حال ہے ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے ہم پوچھتے ہیں کہ برہما کے بردان سے اندر ـ برن ـ دیوتا سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے ایک مشت انسان سے مارے گئے اے دل و جان کے مالک ہم نے تجھے بہت سمجھایا مگر تم نے نہ مانا کہ رام پر برخود کا اور نا مہربان سے ان بن ہونا ٹھیک نہیں اسی کا پھل تمہیں ملا ہے کہ ساری

اب تک آپکو سمجھ آتی رہی کہ سری رام سے مخالفت کرنا درست نہیں سنبھاشن کالے پربت
جب تباہی کا وقت آتا ہے تو پہلے عقل ماری جاتی ہے جب کھوٹے دن آتے ہیں
تب الٹی سوجھتی ہے عصمت مآب سیتا پر دل دے بیٹھے عقل پر پردہ پڑ گیا ہے پیارے
تم نے بہت برا کام کیا اس کا نتیجہ اسی وقت مل جانا چاہئے تھا اگر برے کرموں کا پھل ملا
تو تعجب کیا ہے راجہ! دیکھو ایک ہی باپ کی اولاد ہو کر بھبھیکن نے کیا نام پایا اس
نے بچپن سے خواہ اچھے تھے نیک کاموں کی طرف رجحان تھا ایشور کا بھگت اور سجن
پرشوں کی سچا وفادار تھا اب لنکا کی بات سمجھو گے تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے تھے
تمہیں کچھ سمجھائی نہ دیا موت کے لئے بہانہ درکار ہے سیتا جی تمہاری موت کی وجہ
ہیں اندرجیت اور کمبھ کرن کے مرنے سے سارے ناز ٹوٹ گئے ایک وہ تھا کہ تم نے دنیا
کو ہلا سکتے تھے اور کیلاش پربت کو اٹھا لائے حریفوں کی بڑی بلائی اپنی سرال آسمانوں کی
رچھیا کرتے تھے ... دیوتوں کے جنگ کرنے کی مجال نہ تھی کہ بغیر تمہاری مرضی کوئی
جگ قرار دہ کرے یا اشنان سے پچلتی تھی آفتاب اقبال تمہارا سدا راج پر ہمیشہ روشن
تھا اب جی آپ ہیں کہ سر کہیں ہے دھڑ کہیں عضو عضو جدا ہیں میں تو پہلے ہی مر چکی
تھی جب اندرجیت سا دلاور بیٹا لڑائی میں کام آیا مگر جسم بے غیرت تھا کہ اب تک
سلامت ہے اگر سلامت نہ رہتا تو یہ دکھ گراں نہ ہوتا! ہائے آج بیوہ ہو گئی سارا پرار
نحس ہو گیا مندودری سر پیٹ پیٹ کر رونے لگی بیہوش ہو کر گری جب ہوش آیا
پھر چیخنے لگی جی گھبرا گیا بیدم ہو گئی اور راون کی لاش پر ہاتھ پاؤں ٹپکنے لگی مندودری
کی غیر حالت دیکھ کر راون کی رانیاں سمجھانے لگیں کہ دنیا مرت لوک ہے آگے پیچھے
سبھی کو چلنا ہے صبر کرو یہ کہہ کر رانیاں بھی مندودری کے ساتھ ہائے واویلا مچانے
لگیں ۔

سرگ ۱۱۴

راون کا مرتک کرم

سری رامچندر جی بھبھیکن سے بولے کہ رونے دھونے سے فائدہ نہیں راون کا سنسکار

بھیج دیا سری مہاراج نے سگریو کو چھاتی سے لگایا اور بھبھیکن شرادھ کر کے سری مہاراج کے پاس حاضر ہوئے سری مہاراج نے لچھمن سے اشارہ کیا کہ تم بھبھیکن کے ہمراہ لنکا میں چلے جاؤ بھبھیکن کو گدی پر بٹھا کر واپس آؤ بھبھیکن ہمارا سچا وفادار ہے لچھمن نے بندروں کو بھیجکر چار سمندروں کا جل منگایا بھبھیکن اس جل سے نہائے لچھمن جی نے تخت طلائی پر بھبھیکن کو بٹھلا اپنے ہاتھ سے تلک کھینچکر تخت نشینی کے بعد بھبھیکن سری لچھمن کے ہمراہ رامچندر کے پاس حاضر ہوا نذر دکھلائی مہاراج نے ہاتھ رکھ دیا بھبھیکن کی تخت نشینی سے ہنومان جی کو بڑی خوشی ہوئی سری مہاراج نے ہنومان جی کو لنکا میں بھیجا اور فرمایا کہ جانکی جی سے راون کے مرنے کا حال کہدو اور ہماری طرف سے بہت پوچھو مزاج پرسی کے بعد واپس آجاؤ ۔

سرگ ۱۱۴

ہنومان جی سری سیتا کے پاس

حکم پاتے ہی ہنومان جی لنکا پہنچے نشاچروں نے ہنومان جی کا پوجن کیا اور ہنومان جی اشوک باٹکا میں سیتا جی کے پاس پہنچ گئے ڈنڈوت کی جانکی جی ہنومان جی کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوئیں مگر منہ سے نہ بولیں ۔ ہنومان جی نے سری رام اور لچھمن کی بڑائی کر کے راون کے مرنے کی خبر سنائی جگت جننی مہامایا آپ کے پتیت دھرم سے سری مہاراج نے دشمن پر فتح پائی عہد و پیمان قائم رہا بھبھیکن کو لنکا کا راج مرحمت ہوا ہنومان جی چپ ہو رہے سیتا جی نے لب تک نہ ہلائے ہنومان جی کو پس و پیش ہوا کہ سری مہارانی بولتی کیوں نہیں ہنومان جی کے چہرے پر انتشار دیکھ کر سری مہارانی نے قفل سکوت توڑا ۔ آنکھوں میں پریم کے اشک بھرتے ہوئے فرمایا فکر اس بات کی تھی کہ اس کے معاوضے میں کیا دوں کہ ان احسانات سے سبکدوشی ہو روح بخش خبر سننے سے میرا خیال دنیا کی کل چیزوں پر گشت لگا آیا ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی کہ اس خبر کے نظر ہو سکے البتہ میں تمہاری مشکور ہوں تمہاری محبت دل میں ہمیشہ کے جو ہمیشہ قائم رہیگی ہنومان جی نے سر جھکا لیا ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ آپکی اتنی دیا کیا کم ہے کہ آپ مجھے دل میں رکھے ہوئے ہیں ایسے پدارتھ کس کو حاصل ہو سکتے ہیں جانکی جی بولیں کہ بیٹا تمہیں

تینوں طرح کے کام کرنی ہے پرمیشور کو راضی رکھنا۔ اُن کے چرن سنسار کی لگی بیٹی لین رہنا یہ
سب پدارتھ تم کو حاصل ہیں اور پھر تم میں صبر عاجزی اور بہادری موجود ہے ہنومان جی نے
کہا اے ماتا جی راچھسنیاں بیٹھی ہیں انہوں نے بہت کچھ دکھ دیئے ہیں میری خوشی ہے کہ
ان کو سزا دوں کسی کو طمانچہ کسی کو گھونسا اور کسی کو لات سے ان سب کی ہڈیاں پسلیاں بھی
کیا جانیگی کہ جگت ماتا جانکی جی کے ستانے کا کیا پھل نہیں ملا اپنی آنکھوں سے دیکھ
چکا ہوں کہ ان سب نے آپ پر بہت عذاب نازل کئے ہیں سری جانکی جی بولیں کہ ان بیچاریوں
کا کچھ قصور نہیں یہ تو حکم کی تابع تھیں جو راون کہتا تھا کرتی تھیں اور راون بھی خطاوار نہیں
قسمت کا دوش ہے قسمت کا بھی دوش نہیں جیسا ہم نے پوربہ جنم میں کیا پھل پایا اور اس کو بھی
دوش نہیں تقدیر کا لکھا مٹتا نہیں شدنی ٹلتی نہیں جو چاہتی ہے کر لیتی ہے اول تو
راچھسنیں بے قصور ہیں اگر قصوروار بھی ہوں تو ہم نے ان کی خطائیں معاف کیں بیٹا اب
تم کچھ نہ بولو کہ تم نے ایک چڑیمار اور شیر کی داستان نہیں سنی ہنومان نے کہا کیونکر
جانکی جی نے کہا ایک شیر شکار کی تلاش میں جنگل میں پھر رہا تھا اتفاق سے غریب چڑیمار
کا گذر اسی جنگل میں ہوا شیر جھپٹا چڑیمار نے درخت پر چڑھ کر جان بچائی شیر درخت کے نیچے
گیا اور بھبھکیاں دکھا رہا ہے غراتا ہے چڑیمار سہما جاتا ہے اُس درخت پر کسی ریچھ کا بسیرا تھا
شیر نے ریچھ سے کہا تم اتنا احسان کرو کہ چڑیمار کو درخت سے گرا دو کئی دن کا بھوکا ہوں
اسے کھاؤنگا اور اپنا پیٹ بھرونگا ریچھ صاحب مروت اور بردبار تھا سوچا کہ شکاری میری
پناہ میں جان بچانی چاہتا ہے اگر دھکیل دوں تو بہت بڑا عذاب ہوگا شیر سے کہا کہ یہ تو
نہ ہوگا یہ میری شرن ہے میں اس سے عذاب میں پڑونگا شیر نے بہت سمجھایا بھوک سے
بے چینی ظاہر کی مگر ریچھ نے نہ مانا بھالو نے آنکھیں بند کر لیں اور درخت پر سو رہا شیر
چڑیمار سے بولا میں اسی واسطے یہاں پر کھڑا تھا یہ میرا دشمن ہے جب چلا جاؤنگا تو تمہیں
کھا جائیگا ایسا کام کرو کہ جس میں تمہاری بھی جان بچے ہماری بھی بھوک رفع ہو ریچھ کو گرا دو
میں لقمہ بنا کر چلتا ہوں بے مروت چڑیمار ریچھ کا احسان بھول گیا بھالو کو دھکیلا مگر
بھالو اچک کر دوسری شاخ پر ہو رہا شیر نے ریچھ سے کہا کہ اس کی محسن کشی دیکھی تم اسکی
جان بچانا چاہتے ہو یہ تمہاری جان کا گاہک ہے اب اسے گرا دو میں اپنا پیٹ بھروں ریچھ
نے انکار کیا اور شیر یاس کی حالت میں اپنا منہ لیکر چلا گیا اب چڑیمار کے حواس بجا ہوگئے

کہ اے النکا پتی یہ بچہ ہماری جان کا دشمن ہے تیرہ ورش کا بنا ہوا جایا گیا ہے یہ کہا ہا [illegible]
نے کہا کہ او محسن کش! شاباش تم اپنی بات نہیں ہٹتے تیرے تو نے میرے پاس پناہ لی تیری
جان کا خواہاں نہیں جا گھر کا راستہ لے مگر یہ سمجھ لینا کہ جو جیسا کریگا ویسا پھل پا دیگا ۔
پاپ اور کرم کا پھل اپنے ہی کو ہوتا ہے اسی طرح ہنومان جی کو اگر [illegible] کرے اور اپنے
سرا آئے تو مارنا یا بُرائی سے پیش آنا مناسب نہیں ہنومان جی بولے کہ آپ عصمت
کی دیوی ہیں پھر تینوں لوک کے مالک سری مہاراج رامچندر کی پرم پیاری استری
ہیں ۔ آپ کیونکر ایسی بات نہ کہیں ۔ اب جاتا ہوں سری مہاراج نے خبر لینے کے واسطے بھیجا
تھا جانکی جی نے کہا کہ مہاراج سے کہنا کہ آپ کے درشنوں کی آرزو میں ابھی تک زندہ
ہوں دیکھئے یہ امید کب تک بر آتی ہوتی ہے ہنومان چلے آئے اور سری مہاراج کل حال بیان کیا

سرگ ١١٥

سیتا جی کی طلبی

ہنومان جی نے سر جھکایا قدم چومے اور پرارتھنا کرنے لگے کہ لنکا فتح ہو گئی راون مارا
گیا اب سیتا جی کے بلانے میں کیا تساہل ہے سری مہاراج فکر میں غلطاں ہیں کہ اگر جانکی
جی کو انگی کار کرتا ہوں تو عزت پر بٹہ آویگا بھبھیکن سے فرمایا کہ جانکی جی کو اشنان کرا کے
لباس اور زیور پہنا کر یہاں لے آؤ بھبھیکن نے فی الفور حکم کی تعمیل کی لباس خرہ پہنا
اور پینس میں سوار کر کے سری مہاراج کے پاس لائے جا دونگا بالمیک جی فرماتے ہیں کہ مہاراج
کو فکر دامنگیر ہے کہ کیا کروں اگر جانکی جی کو انگی کار کرتا ہوں تو لوگ انگلیاں اٹھائینگے ۔
بھبھیکن نے کہا سیتا جی آئی ہیں مہاراج کے چہرے پر خوشی کی جھلک نمودار ہوئی مگر پھر دریائے فکر میں
غوطے لگانے لگے چہرے پر افسردگی ظاہر ہونے لگی غصے کی آگ بھی بھڑک رہی تھی سوچتے تھے کہ
عورت کی وجہ سے انسان کو بڑے دکھ جھیلنا پڑتے ہیں عورت ہی درد کی کان ہے خوشی اس بات
سے تھی کہ لنکا فتح ہونے پر سری سیتا جی سے ملاقات ہوئی جو تمنا تھی بر آئی اور غم اس بات کا
تھا کہ جانکی جی آگ کے سپرد ہو چکی ہیں بغیر آگ میں جلائے پاک نہ ہوگی اور آگ کے شعلے
سے بڑی تکلیف ہوگی لچھمن سگریو بھبھیکن بھی کہینگے کہ جیتے جی آگ میں جلا رہا ہے رامچندر [illegible]

بولے کہ جانکی جی کو دور کس واسطے رکھا ہے ہمارے پاس لے آؤ بھبھیکن نے راچھسوں کو
آگیا دی راچھسوں نے پالکی اٹھائی اور بید کی چھڑی سے سب کو ہٹاتے چلے آئے بندر لوگ
جانکی جی کے دیکھنے کی ہوس تھی وہ کہتے تھے کہ جانکی جی کیسی ہیں جن کے لئے اتنا بڑا لشکر تباہ کیا
گیا بھبھیکن کے ملازم سب کو مار مار کر ہٹا رہے ہیں سری مہاراج نے ڈانٹ کر کہا یہ کیا کرتے
بیچاروں کو مارتے کیوں ہو شاید سمجھتے ہو کہ غیر کا عورت کا دیکھنا دھرم کے خلاف ہے یہ تو
خیال خام ہے عورت اپنے دھرم سے بچ سکتی ہے او دیوں تو لاکھ پردوں میں چھپاؤ مگر بدقماش
عورت کبھی رک نہیں سکتی شاستر لکھتا ہے کہ عورت کو لڑائی کے موقع پر شادی کے وقت
جگیہ اور تیرتھ کے مقام پر سوا مبرا اور دکھ کی حالت میں دیکھنا ممنوع نہیں اور جو عورت
خاوند کے پاس ہو تب بھی دوش نہیں ہوتا اس لئے جانکی کو پالکی سے اتار دو
پیدل ہمارے پاس لے آؤ کہ جن جن کو دیکھنے کی ہوس ہو اچھی طرح سے زیارت کرلیں
بھبھیکن نے سری مہارانی کو اتارا اور پیدل مہاراج جی کے پاس لے آئے جانکی جی
شرم سے گردن جھکائے چلی آتی ہیں دل خوشی کے وہموں سے بھر رہا ہے سری مہاراج
کا چہرہ ماہتاب کی طرح جگمگا رہا ہے اور خوشی دامن دولت کے گرد پھیر رہی ہے ٭

سرگ ۱۱۶

سری رامچندر اور جانکی جگت ماتا کی باہمی گفتگو

جانکی جی سری مہاراج کے پاس بیٹھ گئیں رامچندر نے سلسلہ جنبانی کی کہ ہم نے راون
کو مارا لنکا فتح کی اور تم کو اپنے پاس بلایا راون پر مجھے غصہ تھا کہ میری عدم موجودگی
میں تمہیں چرا لایا آج ہمارا عہد پورا ہوا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے خاندان
رگھوبنس میں یہ کلنک لگا کہ رامچندر کی استری راون کے قبضے میں رہی دن تو آ گیا مگر دھبہ
مٹا ہم کو راون کے مارنے کی ہوس ضرور تھی مگر تمہارے لینے کی خواہش نہ تھی اب آرزو ہے کہ
اس دھبے کو اپنے دامن سے مٹاؤ اگرچہ عصمت پر داغ نہیں ہے مگر لوگوں کی زبان رک نہیں
سکتی وہ ضرور عیب کی نگاہ سے دیکھینگے جس طرح اندھے کو چراغ نہیں دکھائی دیتا اسی طرح
حیثیت بدنما دھبہ نہ ہوگا ہم تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے تم جہاں چاہو چلی جاؤ [illegible]

کون ہوگا جو عاجز [illegible] ہو اور اس کی عورت مفقود الخبر ہو اور پھر وہ اُس کو انگیکار کر لے
پھر تمہارے تو راون کا بدن چھوا ہے تمہارا ساتھ کس طرح دوں ہرگز قبول نہیں کر سکتا۔
بھرت۔ لچھمن۔ سترگہن۔ سگریو اور بھبھیکن ساتھ دیں تو دیں مگر میں منہ نہیں دکھانے کا
سری جانکی جی یہ وحشت آمیز کلمات سن کر رونے لگیں ❊

سرگ ١١٧

آتش کدے میں سری جانکی جی کا سماتا

جگدیشور بھوانی سری سیتا جی کو کب ان الفاظ کی تاب تھی جو سے اشک رواں ہے غم سے محزون ہو رہی ہیں صبر کی طاقت نہیں شرم بالائے طاق ہوئی غیرت نے منہ موڑا ضبط نہ ہو سکا بے اختیار بول اٹھیں سری مہاراج یہ کیسی باتیں کرتے ہیں جاہلوں کی سی عادتیں نظر آنے لگیں آپ کو میرا امتحان لینا منظور ہے تو سنئے ہوں مگر ایسی بات کوئی نہیں نکالتا کہ راون نے میرا بدن مس کیا اول تو میں بہت بچی اگر ایسا ہوا بھی تو پربسی تھی کچھ اختیار نہ تھا آپ نے پہلے کہا تھا کہ تم اگن میں پرویش کر جاؤ میں لیلا دکھاؤنگا تو بے قصور آپ کا ٹھہرا میں بے قصور ہوں سانپ کی طرح مجھے کیوں ساتھ رکھا آتش کدے میں محبوس کر دیا تھا تو چھپنے دیا ہوتا اگر آپ کو میرا ساتھ منظور نہیں تو ہنومان جی کی زبانی کہلا بھیجا ہوتا تو میں کیوں آتی زہر کھا لیتی یا چھری کھا کر مر جاتی آپ اتنی تکلیف بھی نہ گوارا کرتے مفت کی مصیبت اٹھالی میرا جنم انسان کی طرح نہیں ہوا بلکہ میری پیدائش زمین سے ہے آپ واقف ہو کر ایسے قبیح الفاظ منہ سے نکالتے ہیں زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی کہ اس میں سما جاؤں ادھر میوں کی باتیں تو آپ کریں اور کلنک مجھ میں لگائیں۔ آپ کا قول تھا کہ تمہیں کبھی نہ چھوڑونگا کیا عقد کے وقت کی باتیں بھول گئے کیا کیا عہد و پیمان ہوئے تھے پھر لچھمن جی سے مخاطب ہوئیں بھیا مہربانی کر کے چتا بناؤ۔ اسی وقت جل بھن کے مر جاؤنگی مجھ پر سری مہاراج نے جھوٹا کلنک لگایا۔ لچھمن جی چاہتے تھے کہ مہاراج کو سمجھائیں۔ مگر مہاراج نے اشارے سے منع کیا لچھمن جی مجبور ہوئے چتا بنائی اور سری سیتا اگنیدر کے گرد گھوم کر بولیں کہ سوا سری مہاراج کے اگر میں نے کسی کو بری نگاہ سے دیکھا یا کسی سے محبت جتائی ہو

تو یہ آگ مجھ کو بھسم کر دے ورنہ نہیں تو میں اپنے پتی برت دھرم کی بدولت ابھی نکلی آتی ہوں دیوتا اور رشی دیکھ رہے ہیں سب چاہتے ہیں کہ سری مہاراج کو سمجھائیں مگر مہاراج غصے سے مبہوت ہو رہے ہیں سر نیچا کئے کسی کی طرف دیکھتے نہیں سری جانکی جی جلتی ہوئی آگ میں کود پڑیں حاضرین کی آنکھوں سے آنسو بہے اور ہائے ہائے کے نعرے بلند ہوئے

سرگ ۱۱۸

سری رامچندر کے حضور میں دیوتاؤں کی آمد

سری مہاراج ستر عجیب ہیں آنکھیں چار نہیں ہوتیں کہ سب لوگ کہینگے خلاف شان باتیں ظہور میں آ رہی ہیں اتنے میں برہما - اندر کو بیر برن اور بہت دیوتا رشیوں کا جم غفیر دسرتھ جی کے ساتھ رامچندر جی کی خدمت میں حاضر آیا رامچندر نے پیشوائی کی دیوتے اور رشی سری مہاراج کی پرارتھنا کرنے لگے آج یہ عجیب نظارہ سامنے ہے جگ جننی مہامایا آگ میں کود پڑی ہیں - آپ کو ذرہ بھی دیا نہ ہوئی - مہاراج بولے کہ اب تک تو میں اپنے تئیں انسان سمجھا کیا کہ راجہ دسرتھ کا لڑکا ہوں انسانوں کی طرح کام کئے آج خیال ہوا کہ میرا اوتار پرتھوی کا بھار اتارنے کے لئے ہوا ہے لنکا فتح ہو گئی کل کام نمٹ گئے اب اجودھیا میں جا کر راج کرونگا اگر ایسا نہ کرتا تو لوگ طعنہ زن ہوتے بہت سے لوگ مجھ کو انسان ہی سمجھتے ہیں اب جیسا برہما جی کہیں ویسا کرنا چاہئے برہما جی کہنے لگے کہ نہ آپ دسرتھ کے لڑکے ہیں اور نہ انسان آپ تو سنکھ چکر گدا کے دھارن کرنیوالے برہم روپ پرشوتم اور سرب بیاپک ہیں جب بھگتوں پر دکھ پڑتا ہے آپ اوتار لیتے ہیں آپ لچھمن روپ ہو کے دیوتاؤں کی پالن کرتے ہیں آپ کی ناف سے میرا جنم ہوا - وید آپ کی آتما ہے جب ادھرم ہوتا ہے تب اوتار لینے کی ضرورت ہوتی ہے آپ کے انیک بھجا اور انیک چرن ہیں تینوں لوک آپ کے سریر میں پر گھٹ ہیں سرستی جی آپ کی زبان ہیں آپ کے ہر رومیں میں دیوتا باس کرتے ہیں رات دن آپ کی پلک ہیں اور کل سنسار آپ کا سریر اور آگ آپ کا غصہ اور چندرماں آپ کی دیا ہیں اور اندر

وشیرنا دیوتاؤں کے کہنے سے آپ نے نرنش سر پر دھارن کیا ✣

سرگ ۱۱۹

جانکی جی کے ساتھ اگن دیوتا کی حاضری

برہما جی کی استت سن کے مہاراج کو بڑا آنند ہوا اگن دیوتا سری جانکی کو گود میں لئے ہوئے سری مہاراج کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تینوں لوک کی ماتا جانکی جی کو قبول کیجئے یہ سب اوشا ہیں جگت جننی ہیں ان پر کوئی نظر نہیں ڈال سکتا آپ نے ہمارے سپرد کیا تھا اپنی امانت لیجئے مہاراج کو اگن دیوتا کی باتیں پسند خاطر ہوئیں اور سری جانکی جی کو بے قصور سمجھ کر اپنے پاس بٹھا لیا برہما جی نے عرض کی کہ اب سری جانکی جی کو لیکر اجودھیا میں راج کیجئے اور جو لوگ جانکی جی پر عیب لگاویں ان کی موکش نہیں ہو سکتی کیونکہ جانکی جی تو ساکشات بھگوتی ہیں ✣

سرگ ۱۲۰

سرگ سے راجہ دسرتھ کی آمد

دیوتاؤں کے راجہ اندر سری مہاراج سے گویا ہیں کہ اب اجودھیا کا راج دیکھئے بھرت شترگھن رکوشلیا کیکئی اور سمترا وغیرہ آپ کے غم میں محزون ہو رہی ہیں آپ جا کے اُن سب کے زخمی دلوں پر مرہم رکھئے نہیں تو آپکی جدائی میں جان توڑ دینگی یہ کہہ کر راجہ اندر چپ ہو گئے برہما جی نے تائید عرض کی کہ مہاراج وہ دیکھئے آپ کے پتا راجہ دسرتھ بیوان پر آ رہے ہیں آپ ایسے پتر ہوئے کہ راجہ دسرتھ تر گئے شیو جی نے بھی برہما جی کی باتوں سے اتفاق کیا جیسا برہما اور اندر کہتے ہیں ویسا ہی کرنا چاہئے آپ اور لچھمن جی راجہ دسرتھ کو پرنام کریں سری مہاراج اور لچھمن جی اُٹھ کھڑے ہوئے مؤدب ہو کر سر تسلیم خم کیا اور ہاتھ جوڑ کر نمسکار کی راجہ دسرتھ دونو بھائیوں کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے بیوان سے اُترے اور سری مہاراج اور لچھمن کو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ اگرچہ بیکنٹھ میں عیش بھوگ

رہا ہوں مگر بغیر تمہارے دیکھے کے کاٹے کٹتا ہے جب تمہاری ماتا کیکئی نے صحرا نوردی کے لئے تم کو ہدایت کی تھی وہ دکھ نہیں بھولتا آج تم کو دیکھ کر کلیجہ ٹھنڈا ہوا اور غصے کی آگ بجھ گئی اے بیٹا ایسے سعید لڑکے دنیا میں کس کے ہوتے ہیں جو بات تم نے دکھائی تمہاری وجہ سے آج بہشت میں بیٹھا چین کر رہا ہوں اب جا کر اجودھیا پوری میں راج بھوگو اور کوشلیا ماتا کو اپنے دیدار سے مسرور کرو تم نے میری وجہ سے چودہ برس جنگل کی کنکریاں کھوندیں مصیبتیں جھیلیں سری مہاراج نے جواب دیا کہ مجھ ایسا بدنصیب دنیا میں کوئی نہ ہوگا کہ جس نے باپ کی خدمت بھی نہ کی مرتے وقت دیدار بھی نہ ہوئی پتا جی ایک بات کہتا ہوں آپکو قبول کرنا ہوگی کیکئی اور بھرت پر جو آپکو غصہ ہے آپ معاف کیجئے راجہ دسرتھ سن کر بیچین ہوئے سری مہاراج کی سعادت دیکھ کر اس قدر محظوظ ہوئے کہ زبان سے بات نکالنا دشوار ہوا دونو ہاتھ اٹھا کر اشیرباد دیا بیٹا سکھی ہوتا ابد تمہارا نام رہے لچھمن جی سے بولے کہ رامچندر کی بیوا کرنا اور اپنی بھوج سیتا کو خوش رکھنا یہ کہہ کر جانکی جی سے مخاطب ہوئے اے پتری رامچندر کے خلاف کوئی بات ایسی نہ ہونے پاوے کہ جو رامچندر کو ناگوار ہو یہ جو تم کہو کر رامچندر نے مجھ پر کلنک لگایا یہ تو دنیاداری کی باتیں ہیں اس میں بھی تمہارا نام ہوا جو عورت تمہارا چرتر سنیگی وہ پتی برت کہلائیگی یہ کہہ کر دسرتھ بوان پر سوار ہوئے اور سرگ کو چلے گئے۔

سرگ ۱۲۱

امرت کے برسنے سے مردہ بندروں کی دوبارہ زندگی

دیوتاؤں نے رامچندر سے پرارتھنا کی اور اندر سے سری مہاراج نے حکم دیا کہ جو تمہاری ابھلاکھشی تمہارے دل میں ہے تو بندروں کو جلا دو تاکہ سب اپنے اپنے گھر سلامتی سے پہنچیں اندر سن کر خوش ہوئے اور رامچندر کے پاس پرنام کرکے بیٹھ گئے امرت برسنے لگا تمام بندر جی اٹھے مگر راکھشس ایک بھی نہیں زندہ ہوا - زندہ نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لاکھوں راکھشس تو اندرجیت کی لڑائی میں مارے گئے تھے ہنومان جی نے سمندر میں پھینک دئے تھے اور لاکھوں جو زمین پر مردہ تھے اس لئے زندہ نہیں ہوئے کہ جبتک بندے سپاہ کی شرادھ کرم کریہ یا تھا شرادھ ہونے پر پھر کوئی نہیں جیتا بندر تمام جی خوشیاں ہونے لگیں بندروں کے ٹھٹھے میں سری مہاراج اس طرح معلوم ہوتے

تھے کہ جس طرح ستاروں کے بیچ مہتاب جگمگا رہا ہے ؀

سرگ ۱۲۲

سری رامچندر جی کے قیام لنکا کیلئے ببھیکن کی فہمائش

دیوتا اپنے اپنے استھان پر راہی ہوئے اور ببھیکن ہاتھ جوڑ کر سری مہاراج سے کہنے لگے
کہ اشنان کر کے عمدہ پوشاک پہنئے سنیاس اتاریئے کچھ دنوں لنکا میں بود و باش کیجئے
تاکہ ہم لوگوں کا جنم سپھل ہو سری مہاراج بولے کہ اشنان کی ضرورت نہیں اور نہ عمدہ کپڑے
پہن سکتا ہوں کیونکہ میرا بھائی بھرت ہمارے غم میں جاں بلب ہوگا میں بہت جلد اجودھیا
جانیوالا ہوں ببھیکن نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے سچا وفادار سمجھتے ہیں تو کچھ دنوں لنکا میں
سر ہیں ایک دن میں پشپ بوان سوار کر کے پہنچا دونگا تو ان کا سو کھا کوس ایک دن
میں جا سکتا ہے دلوں نے کو بیرسے چھین لیا تھا سری مہاراج نے کہا کہ تمہارے احسانات
سے سبکدوش نہیں ہو سکتا تم نے ہماری بہت مدد کی ہے میں بہت خوش ہوں آپ کے
کی کوئی بات نہ تھی مگر بھرت کا خیال آتا ہے تو کلیجہ ٹکڑے ہو جاتا ہے جس وقت اجودھیا
چلا تھا نگر کے لوگ بہت دکھی ہوئے تھے بھرت نے بھی چترکوٹ میں بہت سمجھایا لیکن
میں نے کہا نہ مانا چودہ برس جنگل میں گذارے اگر نہ جاؤنگا تو پھر بھرت زندہ نہیں
پا سکتا ماتا کوشلیا سمترا کیکئی پور باسی لوگوں سے ملونگا تو اشنان کرونگا تم دکھتی
ہو میرا کہنا مان لو پشپ بوان منگاؤ ببھیکن نے فوراً بوان منگوایا پشپ بوان
کی خوبصورتی دیکھ کر دونو بھائی بہت خوش ہوئے ؀

سرگ ۱۲۳

اجودھیا کی طرف سری مہاراج کا عزم

ببھیکن ہاتھ جوڑ رہے ہیں اور خوشامد کر رہے ہیں تو پھر مجھے بھی ساتھ لیچلیئے مہاراج نے
قبول کیا اور فرمایا فی الفور تیاری کرو سب سے پہلے بندروں کو زر و جواہر دے کر رخصت کرو

بھبھیکن نے بندروں کو لباس فاخرہ سے ملبوس کیا زر و جواہر یا گھوڑے ہاتھی اور رتھ عطا ہوئے ہر ایک کو اس قدر انعام و اکرام ملا کہ سانتہ بیجا نا دشوار ہوا سری مہاراج نے ڈھنڈورہ پٹوا دیا کہ جس کا جہاں جی چاہے چلا جائے تمہارے احسانات کے سری مہاراج مشکور ہیں بڑی تکلیف اٹھائی اب اپنے اپنے گھر جاؤ۔ آرام کرو اسکے بعد سری مہاراج نے جانکی جی کو رتھ پر بیٹھالیا اور خود لچھمن جی کے ساتھ سوار ہوئے سگریو اور بھبھیکن کو پاس بلوایا گلے لگا کر سمجھایا کہ تمہاری بدولت لنکا پر فتح پائی ہمارا کام نکل گیا کچھ دنوں آرام کرو ہماری دلجمعی کا خیال رکھو یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری محبت ہمارے دل سے جاتی رہی تمہارا خیال ہر وقت دل میں جاگزین ہے آنند سے راج بھوگو بھائی سگریو تم نے ہمارے واسطے سخت مصائب جھیلے راج پاٹ چھوڑا اور ہمارا ساتھ دیا احسانات سے سر نہیں اٹھا سکتا اب تم کسکندھا پوری جا کر راج کاج دیکھو پھر بھبھیکن کی طرف رجوع ہوئے اب تم کو شاہ لنکا کی پدوی مل گئی میری عاہے کہ اچھے اور اچل راج کرو ہم سمجھاتے ہیں ایشور تمہارا ہر وقت مددگار ہے مہاراج کی باتوں سے بھبھیکن کا دل بھر آیا بھبھیکن اور بندروں نے ہاتھ جوڑے التجا سے عرض کیا کہ ہم کو اجودھیا پوری چلنے کی ہوس ہے آپ کا راج دیکھینگے تخت نشینی کے بعد اپنے گھر واپس آئینگے انکی عرض قابل پذیرائی ہے سری مہاراج نے سب کو ساتھ لیا اور پشپ بوان پر بٹھال کر اجودھیا جی کی طرف کوچ کر دیا۔

سرگ ۱۲۴

پشپ بوان پر سری مہاراج کی سواری

پشپ بوان ہوا پر پران ہے اور مہاراج رامچندر سیتا جی کو ہر مقام دکھا رہے اور انگلی کے اشارے سے بتاتے ہیں کہ یہ ترکوٹ پربت پر لنکا ہے پھر میدان رزم میں جو صف آرائیاں ہوئی تھیں مجملاً بیان کر کے فرمایا کہ اسی جگہ راون کمبھکرن اور اندرجیت مارے گئے اسی طرح جو جہاں مارا گیا سب کے نام لے لے کے دکھاتے گئے جب سمندر کے قریب پہنچے مہناک پربت دکھا کر بولے کہ اس پہاڑ پر ہنومان جی نے سمندر پھاندتے وقت دم لیا تھا پھر پل دکھایا اور اسکے باندھنے کی ترکیب بیان کی جب اس پار پہنچے رامیشر کے درشن کرائے۔

رامیشر جی کی مورت سری مہاراج نے خود استھاپت کی تھی یہاں کے تیرتھ کا بہت بڑا پھل ہے
یہاں پراشنان کرنے سے جنم جنم کے پاپ دور ہو جاتے ہیں بھبھیکن سے اسی جگہ ملاقات ہوئی تھی
بمان آگے بڑھا کسکندھا نگر پہنچا سگریو کا محل سیتا جی کو دکھایا اور جس جگہ بالی مارا گیا
تھا وہ جگہ بھی بتائی سری جانکی جی نے تحریک کی کسکندھا نگر کی عورتیں معہ رانی سگریو کے ہمارے
ساتھ چلیں پشپ بمان کسکندھا نگر میں اُتر پڑا اور سگریو سے فرمایا کہ یہاں کی عورتیں سیتا جی
کے ساتھ اجودھیا پوری کو چلیں سگریو نے تعمیل ارشاد کی عورتیں آئیں اور پشپ بمان پر سوار
ہوئیں پشپ بمان اڑا اور رشیہ مونکھ پربت پر پہنچ گیا رامچندر بولے یہ مقام ہمارے لئے تیرتھ
سے کم نہیں کیونکہ اسی جگہ سگریو سے اتحاد پڑھا بالی کو مارا اور سگریو کی بدولت سمندر پار ہوئے
اور لنکا کو فتح کیا پھر پمپا سرور دکھا کر کہا اسی جگہ ہم نے تمہارے ہجر میں آنسو بہائے ہیں شیوری
بھیلنی نے ہم کو مدعو کیا ہم اسکے یہاں گئے بھوجن کھائے شیوری نے ہماری بہت خدمت
کی پھر کوندھ راکھس سے مڈبھیڑ ہوئی اور اسی مقام پر جٹایو اور راون سے بڑی لڑائی ہوئی
تھی اور یہیں سے راون تمہیں ہر لے گیا تھا اس کے بعد اگست رشی اور سر بھنگ رشی
کے استھان دکھائے اور برادھ کے مرنے کا حال بیان کیا جب چترکوٹ پہنچے تو فرمایا کہ
بھرت بھائی اسی مقام پر ہم کو منانے آئے تھے سری مہاراج گذشتہ حالات بیان کرتے
ہوئے وہاں سے سرنگ بیر کے قریب پہنچے یہاں سے اجودھیا کی راجدھانی دکھائی دیتی
تھی بھبھیکن اور بندر سر اٹھا اٹھا کر اجودھیا کی طرف نظر دوڑا رہے ہیں اور دور سے اجودھیا
جی کے لطیف اور پاک مندروں کی سیر سے دل خوش کر رہے ہیں اس مقام سے بھاردواج
جی کا مسکن قریب تھا پشپ بمان ہوا سے بھاردواج کے استھان پر اتر پڑا۔

سرگ ۱۲۵

سری مہاراج بھاردواج کے استھان پر

جس دن رامچندر جی بھاردواج رشی کے آشرم پر پہنچے چودھویں برس کا آخری روز تھا
تتھ پنچمی تھی بھاردواج سری رامچندر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے گلے لگایا مہاراج
قدموں پر گرے اور اجودھیا جی کی خیریت پوچھی رشی نے کہا سب لوگ آنند سے ہیں

غلے کی ارزانی ہے بھرت جی آپ کی کھڑاؤں لیکر آپ کے خیال میں گُم ہیں جس وقت آپ یہاں سے گئے ہیں مجھے بھی انتہا درجہ کا ملال تھا آج ایشور نے وہ دن دکھایا کہ دشمن کو جیت کر ہمارے استھان پر آئے جس قدر خوشی ہے اعادہ نہیں ہوسکتا جو لیلائیں آپ نے دکھائی ہیں سب جانتا ہوں کچھ چھپا نہیں آج کی رات ہمارے یہاں رہئے آپ ہمارے مہمان ہیں سری مہاراج بولے مجھے رہنے میں عذر نہیں آپکی دعا کا خواہاں ہوں آج یہیں ہونگا آپ کی دل شکنی منظور نہیں بھاردواج جی نے اشیرباد دیا کہ اجودھیا کے قریب جو راہ میں جتنے درخت ہیں بے فصل بھی پھل پھول سے لدینگے جتنے بندر ساتھ ہیں پھلوں کو کھا کر انند کرینگے

سرگ ۱۲۶

ہنومان جی اور بھرت کی باتیں

رامچندر جی کا دھیان بھرت کی طرف پہنچا کہ آج چودھواں برس اختتام پر ہے اور بھرت عہد کر چکے ہیں کہ جس دن چودھواں برس ختم ہوگا اور رامچندر نہ آئینگے تو جان دے دونگا سری مہاراج نے ہنومان جی سے کہا کہ بھاردواج جی نے ہمیں روک لیا ہے تم اجودھیا میں جا کر بھرت جی سے ہمارے آنیکی خبر کرو پہلے نکھاد کے پاس سرنگ بیر پور ہوتے جانا وہ اجودھیا کا راستہ بتادینگے جب بھرت سے ملاقات ہو تو سارا حال جانکی جی کا ہرنا سگریو سے رشتہ محبت قائم ہونا بالی کا مارا جانا سمندر کا پل باندھنا پھر راون کی موت کہہ کر برہما جی کا بردان اور پتا جی کے آنے کا حال کہہ کے یہ کہنا کہ اس وقت فوج میموں کے ساتھ بھاردواج رشی کے استھان پر مقیم ہیں آج انہوں نے روک لیا ہے کل اجودھیا پہنچ جائینگے بھرت جی سے ساری کیفیت بیان کردینا اور اس کا دلی عندیہ بھی تاڑ لینا کہ ملتفت کیا ہے اس وقت اجودھیا جی کے راجہ بھرت ہیں ان کے پاس فوج کثیر ہے اور دولت بھی لازوال ہے اگر وہ یہ سمجھتے ہوں کہ رامچندر سے لڑائی ہوگی کیونکہ رامچندر کے پاس بھی فوج ہے تو تپسیا چھپا کے پہلے آ کر پوچھ بولنا نہیں ہم یہاں سے واپس جائینگے ان سے لڑنا منظور نہیں اجودھیا کا راج انہیں مبارک ہنومان جی انسانی روپ میں اجودھیا جی کی طرف روانہ ہوئے اور سری مہاراج نے وہ رات بھاردواج رشی کے آشرم میں کاٹی۔ ہنومان سرنگ بیر پور پہنچے۔ اور

رامچندر جی کے آنے کا حال بھرت سے کہا تھا وہ سنکر بہت خوش ہوا گویا بڑی دولت ہاتھ آگئی ۔
ہنومان جی آگے بڑھے اجودھیا کوئی کوس بھر باقی ہوگی وہاں سے پر فضا میدان اور
سرسبز و شاداب باغوں کو دیکھ کر ہنومان جی کا دل ہرا ہو گیا تفریح کرتے ہوئے نندی گرام
پہنچ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب ٹھاٹھ دوں عورتیں بھرت کو گھیرے بیٹھی ہیں اور بھرت جٹا دھارن
کئے اس قدر نحیف ہو گئے ہیں کہ دور سے ہڈیاں اور رگیں شمار کر لیجائیں آنکھ بند کئے سری
رام کے دھیان میں مگن ہیں ۔ سنگھاسن پر چرن پادکا رکھی ہیں راج پروہت بششٹ جی اور
بہت سے مرتاض رشی چاروں طرف آسن بچھائے گیروے بستر پہنے سری رام نام جپ رہے
ہیں ہنومان جی دیکھ کر سوچنے لگے کہ اگر آج نہ آتا تو بیشک بھرت جی جان دے دیتے ۔
ہنومان جی بھرت جی سے ملے اور رامچندر جی کے آنے کی خبر سنائی جانکی جی بھی ساتھ ہیں
لچھمن سگریو اور بھبھیکن وغیرہ بندروں کی فوج کے سردار ہیں یہ سب بھاردواج کے یہاں
آج کی رات تک رہے ہیں کل یہاں پہنچ جائینگے اب دکھ دور کیجئے بھرت جی کو مارے خوشی
کے تن بدن کا ہوش نہ رہا گھڑی بھر کے بعد اُٹھے اور دوڑ کے ہنومان جی کو گلے لگا لیا
محبت کے آنسو جاری ہیں پاک دل مہاراج کے دھیان میں مگن ہو رہا ہے بھرت جی نے
ہنومان جی سے پوچھا کہ تم کون ہو دیوتا ہو یا انسان تمہاری باتیں محبت بھری ہیں ایک
مدت کے بعد آج یہ ایک خوشخبری سنی ہے بھائی اس کے عوض میں ہمارے پاس کوئی ایسی چیز
نہیں کہ نذر کریں دل میں آتا ہے کہ اجودھیا کا راج دیدوں مگر راج تو مہاراج رامچندر کا
ہے اس پر میرا کیا اختیار ہے یہ کہہ کے چپ ہو رہے چہرہ خوشی کے مارے پھول رہا ہے ۔

سرگ ۱۲۷

لنکا کی صف آرائیوں کا تذکرہ

بھرت جی مارے خوشی کے گدگد ہو رہے ہیں ہنومان جی کی باتوں سے آب رفتہ نہر میں
جاری ہو گیا فرمانے لگے کہ ہمیشہ خوش رہو اور تا ابد تمہاری عمر ترقی کرتی رہے اب ذرا
حال بتاؤ کہ رامچندر اور بندروں سے کس طرح میل ہوا ہنومان جی نے قصے کو چھیڑا اور
اجودھیا باسیوں نے بھی رام چرچا سننے پر کان لگا دیے ۔ کیکئی کی وجہ سے

صحرا نوردی راجہ دسرتھ کا انتقال سری مہاراج کی چترکوٹ میں بود و باش اور بھرت جی کی چتر
کوٹ میں آمد اور پھر واپسی حال تو آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی سن چکا ہوں آپ کے
چلے آنے کے بعد سری مہاراج بہت دکھی ہیں چترکوٹ سے دل گھبرایا ڈنڈکارن بن میں
پھرنے لگے براہ راچھس سے مٹ بھیڑ ہوئی وہ ملعون بہت سر چڑھا آخر مارا گیا پھر وہاں
سے گشت لگاتے ہوئے آگے بڑھے اکثر درختوں کے نیچے رات کے وقت مصروف رما دیتے
اور صبح ہوتے چل کھڑے ہوتے ایک مقام پر سروپ نکھا راون کی بہن مہاراج کے پاس
آئی اور اپنے حسن جمال کی تعریف کرتی ہوئی اپنا عشق جتایا اور پھر مباشرت کی طالب
ہوئی مہاراج نے انکار کیا اس کمبخت نے تمنا لچھمن جی کے پاس گئی انہوں نے مہاراج
کے اشارے سے ناک کان تراش لئے روتی ہوئی کھر دوکھن کے پاس پہنچی چودہ
ہزار فوج لیکر تینوں بھائی مہاراج پر ٹوٹ پڑے آخر کار کھر دوکھن اور ترسرا تینوں نے
موت کی چاشنی چکھی سروپ نکھا روتی چلاتی اپنے بھائی راون کے پاس پہنچی راون
سنتے ہی پشپ بیوان پر سوار ماریچ کے پاس آیا۔ ماریچ نے ہرن کا روپ بھر اور سیتا جی
کے سامنے زقند مارنے لگا۔ سیتا جی بضد ہوئیں کہ اس ہرن کی کھال لاؤ مرگ چھالا
بنائینگے سری مہاراج ترکش سنبھالتے ہوئے ہرن کے پیچھے دوڑے پیچھے پیچھے لچھمن جی بھی چل
تھے میدان خالی پاکر راون سیتا کو ہر لے گیا راستے میں راون اور جٹایو سے ایک خونریز جنگ
ہوئی راون جس وقت سیتا کو لئے جاتا تھا ہم لوگوں نے رشیہ موک پہاڑ سے سیتا کو بلبلاتے ہوئے
دیکھا تھا غرضیکہ راون سیتا کو لے گیا اور اشوک باٹکا میں جاکر رکھا۔ سری مہارانی پر طرح طرح
کے عذاب نازل ہونے لگے راچھسیاں ڈراتی اور دھمکاتی ہیں ادھر سری مہاراج سیتا کی
جستجو میں جٹایو کے پاس پہنچے جٹایو نیم بسمل تڑپ رہا ہے مہاراج کے سامنے اس کی روح
پھڑک کر نکل گئی مہاراج آگے بڑھے تو کوندھ نامی دیو خونخوار نے مہاراج پر حملہ کیا
آخر کار مارا گیا۔ پھر ہم آپ درشن سے ملیں ہی سگریو اور مہاراج کی ملاقات کا باعث
ہوئے سگریو اپنے بھائی بالی سے نالاں تھا بھائی کی خصوصیت بیان کی مہاراج نے
بالی کو ہلاک کر سگریو کو راج دے دیا۔ اس کے بعد سگریو نے بندروں کو ہدایت کی کہ سیتا جی
کی خبر لائیں اور دس کروڑ بندروں کو چاروں جانب جانکی کی تلاش میں بھیج دیا۔ انگد
جاموت اور ہم کچھ بندروں کو ساتھ لئے سیتا جی کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے

سے لگایا اور رامچندر جی ہر ایک سے گلے مل مل کر پرنام کر رہے ہیں۔ دیوتوں نے
دُندبی باجے بجائے اور بھرت جی سری سیتا جی کے قدموں پر گر پڑے سگریو بھبھیکن
نل نیل۔ جامونت۔ انگد سے علیحدہ علیحدہ بھینٹ ہوئی بندر علی الثانی ردیپ
بھرا۔ اور بھرت جی سے خیریت مزاج پوچھی بالمیک جی لکھتے ہیں کہ سری مہاراج ایک
گھڑی میں سب کے گلے مل گئے یہ ان کا معجزہ تھا ہر شخص جانتا تھا کہ سری مہاراج
کو جس قدر اُلفت ہم سے ہے دوسرے سے نہ ہوگی۔ بھرت جی بھبھیکن اور سگریو سے
ہمکلام ہوئے ہم چار بھائی ہیں۔ پانچویں تم لوگ ہو۔ دھنیہ نصیب ہمارے ... کہ
تمہاری وجہ سے سری مہاراج نے اتنی بڑی مہم سر کی۔ سترگھن جی بار بار سری مہاراج
لچھمن اور سیتا کے قدموں پر گرتے ہیں۔ اور رامچندر سیتا اور لچھمن کوشلیا وغیرہ ماتا
کے چرن چھو رہے ہیں۔ بشسٹ جی کے پاؤں چھوئے اور پروہت کی استریوں سے
بڑے تپاک سے قدم لئے۔ بھرت جی نے مہاراج کے کھڑاؤں سامنے رکھی عرض کیا
مہاراج آپ کو مبارک ہو ہماری زندگی سپھل ہو۔ بھنڈارہ اور خزانہ جانچ لیجئے۔
بنا جی کے زمانے سے خزانے میں دس گنی ترقی ہوئی ہے بھرت جی کی باتوں سے حاضرین
کے آنسو نکل پڑے اور بندروں نے بھرت جی کی محبت دیکھ کر تعریفوں کے پل باندھ
دئے بھبھیکن کو اپنے بھائی راون کی یاد آئی۔ رومال سے اشکوں کی تری
پونچھی۔ سری مہاراج نے بھرت جی کو بمان پر چڑھا لیا اور جتنے اجودھیا
باشی تھے بمان پر سوار ہو لئے۔ بمان بھرت جی کے استھان پر اترا اور
رامچندر جی نے بمان کو کبیر کے پاس بھیج دیا۔ سری مہاراج نند گاؤں
میں اتر پڑے گرو بشسٹ جی کے چرن دبانے لگے ٭

سرگ ۱۲۹

رامچندر جی کی تخت نشینی

بھرت جی مصر ہیں کہ اب جبکہ عنان سلطنت ہاتھ میں لیجیئے کیونکہ بیل بوجھ لاد سکتا ہے۔ اور بغیر بار سے چلنا نہیں۔ آپ کی مفوضہ سلطنت کا کام جہاں تک ہو سکا انجام دیا اب یہ بوجھ نہیں اٹھ سکتا جس طرح کسی سمندر کی تیز دھار سے پل ٹوٹ جاتا ہے اور پھر آسانی سے بندھ نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ راج سمندر سے کم نہیں ہم سے اس کا انجام نہیں ہو سکتا کیونکہ گدھا گھوڑے کی چال اور کوا ہنس کی عزت نہیں پا سکتا۔ مہاراج یہ باغ پتا جی کا لگایا ہے افسوس جب پھل کھانے کا وقت آیا۔ پتا جی انتردھیان ہو گئے۔ آپ تو تر لوکی ناتھ ہیں۔ اجودھیا کا راج آپ ہی سے بن پڑیگا۔ سری مہاراج نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا اس کے بعد حجام بلوایا۔ چاروں بھائیوں نے بال بنوائے۔ پہلے بھرت اس کے بعد لچھمن پھر سگریو ببھیکن کے بال بنوائے گئے سری مہاراج نے حجامت بنوائی۔ اشنان کیا لباس فاخرہ زیب جسم کر کے طلائی کرسی پر جلوہ گستر ہو گئے تو اس میں سیتا جی نہائیں اور زیور و نفیس پوشاک سے ملبوس ہوئیں لچھمن اور شترگھن نے اشنان کیا کپڑے پہنے۔ سومترا جی نے رتھ منگوایا اور رامچندر جی سوار ہوئے۔ سگریو ببھیکن بھی شاہی لباس پہن کر شتر ہوئے۔ سری مہاراج بندروں کی ہمراہی میں اجودھیا پوری روانہ ہوئے جس طرح اندر رتھ پر دیوتوں کے ساتھ چلتے ہیں۔ اسی طرح سری مہاراج پورباسیوں کے ساتھ اجودھیا پوری چلے جا رہے ہیں بھرت رتھی اور لچھمن پنکھا استرگھن چتر اور ببھیکن چھتر لئے تھے۔ ہمراہی میں دیوتا اور رشی انسان اور بندر استت کر رہے ہیں ہر شخص کی زبان پر تھا کہ اجودھیا کے لوگوں کا ستارہ برج نحوست سے نکل کر برج شرف میں طلوع ہوا سری مہاراج راون۔ کمبھ کرن کے مارنیوالے۔ سگریو ببھیکن کے راج دینے والے آج اجودھیا میں رونق افروز ہونگے سواری کا یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ جن

مؤلفہ اُفق

جن بندروں کو سواری منظور تھی۔ پہلے مہیا کر دی گئی۔ اس کے سوا نو ہزار ہاتھی اور
اسی قدر گھوڑے کوتل ہمراہی میں تھے مہاراج بڑے تزک و احتشام سے روانہ
ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے تھال اچھت اور پھول تھے پھرے
ہیں۔ کنواری کنیا آگے آگے چل رہی ہیں راجچندر جی ہر ایک سے فرماتے ہیں کہ
سگریو اور بھبھیکن اور ہنومان جی اگر نہ ہوتے تو لنکا پر فتح پانا دشوار تھا۔ انہیں
کی وجہ سے بڑے بڑے راچھس مارے گئے۔ غرضیکہ سواری اجودھیا میں پہنچ
گئی۔ سری مہاراج راجہ دسرتھ کے دیوانخانے میں اتر پڑے اور بھرت جی سے
ہمکلام ہوئے۔ کہ ہم پتا کے گھر میں رہینگے اور ماتا اپنے اپنے گھر میں مقیم ہوں۔
بھبھیکن۔ سگریو۔ ہنومان جی کو سب گھروں میں پھرالاؤ تا کہ ان کے قدموں سے
گھر پاک ہو جائیں۔ بھرت جی نے سگریو۔ بھبھیکن اور ہنومان جی کو ساتھ لیا
اور تمام مکانات دکھلائے۔ ہنومان جی کو سری راجچندر نے اپنے پاس ٹھیرنے
کا حکم دیا۔ اور سگریو کے لئے اشوک باٹکا خالی کرادی اور بھبھیکن
لچھمن جی کے گھر میں فروکش ہوئے۔ سری مہاراج کے تلک کا دن مقرر
کیا گیا۔ غیر ممالک میں سفیر روانہ ہوئے۔ اور تیرتھوں کا جل منگوایا گیا۔
پانچ سو ندیوں سے پانچ پانچ گھڑے پانی کے مہیا کئے گئے کوئی تیرتھ ایسا نہ
تھا کہ جس کا جل نہ آیا ہو۔ دو گھڑی دن چڑھے تک سب سامان لیس ہو گیا
بشسٹ جی بھرت۔ سگریو اور سترہن نے اجازت چاہی کہ سب چیزیں
مہیا ہو گئیں۔ اب جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے مہاراج نے سیتا جی کو پاس
بٹھلایا۔ جڑاؤ سنگھاسن بچھا تھا۔ سیتا جی کے ساتھ سعید ساعت میں تخت پر
بیٹھے۔ بشسٹ جی منتر پڑھتے جاتے تھے۔ برہما اور دیگر دیوتاؤں نے مہاراج
کا مکٹ سنبھالا۔ تاج زریں سر پر رکھا۔ کوشلیا کیکئی۔ سومترا ماتاؤں نے سنہری
پوشاک پہنائی۔ سترہن زریں چھتر اور سگریو مورچھل لئے تھا اور بھبھیکن چنور لئے
قرینے سے استادہ ہیں۔ سب سے پہلے بشسٹ جی نے تلک دیا آفتاب اقبال
کی روشنی دونی ہو گئی۔ اب پوجا کرنے کا وقت آیا۔ مشورہ ہو رہا ہے کہ
پہلے کون شخص پوجا کرے۔ سبھوں کی رائے اندر پر قائم ہوئی۔ یہی دیوتاؤں کے

کے راجہ ہیں۔ انہیں کے ہاتھ سے پوجا ہو ان کے بعد دوسرے لوگ پوجا کرتے جائیں۔ اندر کو خوف غالب ہوا۔ کہ سری مہاراج ساکشات الشور ہیں۔ میں ان کی پوجا کے لائق نہیں۔ اندر کے انکار کرنے سے تجویز ہوئی کہ پہلے بالیو دیوتا اندر کی پوجا نے کر چڑھائیں پھر سب کی پوجا ہو۔ اندر نے بھی منظور کیا اور سب سے پوشیدہ ایک سونے کا مالا بالیو دیوتا کو دیا۔ اور بالیو دیوتا نے وہ مالا رامچندر کے گلے میں پہنائی۔ اور پھر خود اندر نے موتیوں کی مالا سری مہاراج کے پیشکش کی اس کے بعد اور دیوتوں کی نذریں گذریں پیشران اور ارکین سلطنت نے بھی بیش قیمت تحائف پیش کئے دیوتا اور گندھرب مدحیہ اشلوک پڑھ رہے ہیں سری مہاراج نے سونے کا مالا اور جواہرات سے مرصع دو ہار انگد کو دیئے اور بیش قیمت منی اور رتن اور پکھراج عقیق ہیرے اور جواہرات سے سجے ہوئے زیور ہنومان جی کو مرحمت ہوئے سری جانکی جی نے اپنے گلے کا ہار اتارا اور سوچنے لگی یہ ہار کس کے گلے میں پہنایا جائے سری مہاراج منشا تاڑ گئے فرمایا سوچتے کیا ہو جس کو جی چاہے دیدو۔ سیتا مہارانی نے ہنومان جی کے گلے میں وہ ہار ڈال دیا یہ بات سبھوں کے پسند خاطر ہوئی۔ لڑکے۔ بڈھے۔ جوان۔ عورت۔ مردوں میں حسب حیثیت انعام و اکرام تقسیم ہوئے بھبھیکن۔ سگریو کو اس قدر زیور اور لباس اور نقد و جنس عطا کی گئی۔ کہ دو ملکوں کا خراج اگر وصول کیا جاتا تو بھی اس قیمت کا نہ ہوتا سری مہاراج نے لچھمن جی سے کہا کہ تخت حکومت پر تو ہم بیٹھے اب ولیعہد کون ہو۔ سوائے تمہارے کوئی اس لائق نہیں تم ولیعہدی منظور کرو۔ کاروبار سلطنت دیکھو اور منصف مزاجی سے کام سرانجام دو اسی طرح بھرت جی کے سپرد بھی کچہری دربار کے کام کئے گئے بھبھیکن سگریو اور شاہ میموں اور ہر ایک بندر کی خاطر تواضع کا انتظام نہایت معقولیت اور خوش اسلوبی سے کیا گیا۔ ہر ایک متعینہ اہلکار اپنی اپنی ڈیوٹی پر نہایت مستعدی اور کوشش سے کام کر رہا ہے اہل شہر کی بھی دعوت ہوئی۔ دعوت کے کئی دن بعد بھبھیکن اور سگریو وغیرہ رخصت ہوئے۔ سری مہاراج نہایت خوش اسلوبی سے حکومت کر رہے ہیں۔ رعیت نوازی اور غریب پروری آپ کا وطیرہ ہا

ہر شخص دھرم کرم کا پابند۔ ہر انسان جگیہ و شرادھ کرنے پر مستعد۔ فریادی داد پاتے ہیں۔ عدل و انصاف سے کام لیا جاتا ہے تھا راج رامچندر ایک با اقبال ذی اقتدار راجہ ہوئے آپ کی خوبصورتی اور عقلمندی کی گھر گھر تعریف ہوتی تھی بالمیک جی کہتے ہیں کہ رامائن کے سننے سے فتح نصیب ہوتی ہے دوست شاد دشمن برباد ہوتے ہیں جس گھر میں رامائن کا پاٹھ ہوتا ہے اور جو سنتا ہے دلی مقصد بر آتے ہیں اگر بانجھ عورت کیوں نہ ہو روزانہ اشنان کر کے رامائن سنے تو اولاد نرینہ پیدا ہو گی رامائن کی پوجا سے دیوتے خوش ہوتے ہیں اور ایشور سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی مراد بر آئے سننے والے سدا سکھی ہوں۔ بالمیک جی کا ارشاد ہے کہ سروتا اور وکتا کا کلیان ہو۔ اور دھن دولت اور اولاد غرضیکہ کوئی شے ایسی نہیں جو اس پستک سے نہ مل سکے عمر کی ترقی اور ہر روگ دھوگ سے نجات ہوتی ہے۔ اس لئے ہر انسان پر فرض ہے کہ رامائن کو روزانہ پاٹھ کرے اس سے بھائیوں میں اتفاق رہتا ہے۔ گھر میں پھوٹ نہیں ہوتی +

لنکا کانڈ ختم ہوا

حصہ ہفتم

اور اُتّر کانڈ کا آغاز

سرگ - ۱

اجودھیا جی میں رشیوں کا آنا

سری مہاراج تخت زریں پر رونق افروز ہیں - اراکینِ سلطنت مؤدب سر جھکائے ایستادہ ہیں - بھرت لچھمن - سترہن وغیرہ چنور ہلا رہے ہیں اور ہنومان جی پاؤں داب رہے ہیں - راگ رنگ عیش و عشرت کی مجلسیں گرم ہو رہی ہیں یہ روز کے کارخانے ہیں - ایک دن رشیوں کو رامچندر جی کے درشنوں کی تمنا ہوئی - کوشک رشی - یگیاولکیہ رشی - گالو - مکنڈ رو - میدھاتتھ - اپور دیش کے رہنے والے اکٹھا ہو کر اجودھیا جی میں آئے پھر دھوندھو کو لئے جن کا مسکن پچھم دیش میں تھا اور شوستی - اتری او انوچی - سومرکھ - بھیوکھ رشی بھی درشنوں کی ابھلاکھ میں اجودھیا پوری پہنچے - اس کے بعد اجین دیس کے رہنے والے اگست رشی - ندکھٹک رشی - شبی رشی اور کشیپ رشی راتری رشی - بسوامتر گوتم - جمدگن - بھاردواج رشی اپنے اپنے چیلوں کے ساتھ راج دربار میں حاضر ہوئے - چہروں پر ریاضت کا جلال برس رہا تھا - بید شاستر گھٹی میں پڑے تھے - اگست رشی نے کسی چوبدار سے کہلا بھیجا کہ اطلاع کر دو - ہم لوگ مہاراج کے درشنوں کے بہت دور سے آئے ہیں - چوبدار نے خبر کی مہاراج نے طلبی کا حکم دیا - رشی دربار میں داخل ہوئے - مہاراج پیشوائی کے لئے

تخت سے اترے قدم چھوے اور بڑی آؤ بھگت کی رشیوں کا پوجن ہوا کھانے کھلانے
کھانے دانے سے فرصت پاکر ایک ایک سے مزاج پرسی ہوئی۔ اگست رشی
نے جواب دیا۔ آپ کی کشل سے ہماری کشل ہے۔ آپ نے لنکا فتح کی اور راون سا
جرّی بہادر تیر اجل کا نشانہ ہوا آپ کے ہاتھ سے راون مارا گیا پرتھی کا بھار اتر
گیا اور سب سے بڑھ کر لچھمن جی نے کام کیا۔ اندرجیت ایسے دلاور کو خاک و
خون میں ملا دیا۔ راون اور کمبھ کرن کے مرنے سے زمین پاک ہو گئی۔ مگر
اندرجیت کا مرنا سب پر فوق لے گیا۔ اندرجیت کے مرنے سے آپ کی
تینوں لوک میں بڑائی ہے۔ جب ہم نے سنا کہ اندرجیت ہلاک ہوا۔ اس قدر
خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے آج ہم لوگ اس واسطے آئے ہیں کہ اپنے اپنے
پن آپ کے ارپن کریں اب ہم جاتے ہیں۔ تپ کرینگے آپکی جے ہو۔ سری مہاراج
نے پوچھا کہ کمبھ کرن۔ پرہست۔ مہودر۔ سیرو پاکچھ۔ نراشک ایسے بہادروں کا نام
چھوڑ کر صرف اندرجیت کی تعریف کرتے ہیں۔ اس میں کون خاص بات تھی فرمائیے
تو سہی۔ کان آشنا ہو جائیں کیا اندرجیت راون سے بڑھ کر تھا کیا مہودر سیرو پاکچھ
اس کے ہم پلہ نہ تھے۔ کوئی خاص سبب ضرور ہے تکلیف تو ہوگی مگر بیان کیجئے۔

سرگ ۲

پولست کے لڑکے بسرواجی کا جنم

اگست رشی بولے اب میں راون کی پیدائش کا حال بیان کرتا ہوں۔ سنو دور
ست جگ میں برہما جی کے پوتے پولست منی نے جنم لیا۔ پولست جی نے بڑا بھاری
تپ کیا مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ایک دن آپ کا گذر میرو پربت پر ہوا۔ جہاں اور
تپسیوں کی کٹی تھی ایک راجہ ترنبندو بھی تپ کر رہا تھا۔ پولست منی کو یہ مقام بہت
پسند آیا۔ آسن جما دئے۔ اور تپ کرنے لگے۔ چونکہ وہ مقام بہت فرحت بخش
تھا راجہ ترنبندو اور دیگر رشیوں کی لڑکیاں وہاں آیا کرتی تھیں دنیا بھر کے
درختوں کا وہاں ذخیرہ تھا۔ لڑکیاں درختوں کے نیچے ملکر گایا کرتی تھیں

ننھی پھوہار پڑ رہی ہے مور پپیہا اور کوئل اپنی اپنی جگہ پر شور کر رہے تھے چنانچہ اس دن بھی نوخیز لڑکیاں موسم بہار سے متاثر ہو کر مدھم سروں میں فراقیہ چھند اور دوہے۔ نہایت سُریلی اور رسیلی آواز سے الاپ رہی ہیں اس دلفریب نغمہ سے عابد اور مرتاضوں کا دھیان اچٹا تھا۔ تپ میں بادھا ہوتی تھی حالانکہ دانستہ وہ نہ چاہتی تھیں کہ تپسیوں کے تپ میں خلل پڑے مگر چونکہ مقام دلکش تھا جوانی کا عالم ہو دل پر قابو نہ رہا۔ تان مارنے لگیں پولستت منی کی آنکھ کھلی طیش آ گیا سراپ دیدیا کہ ان دوشیزہ لڑکیوں کے حمل رہ جائے۔ سراپ کے ہوتے ہی وہ سب حاملہ ہوئیں اور اپنے اپنے گھر رفوچکر ہوئیں۔ راجہ ترنبندو کی لڑکی کو اس سراپ کی خبر نہ تھی وہ اپنی ہجولیاں کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہی تھی کہ پولستت رشی کے استھان پر گذر ہوا۔ اب اُسے بھی پیٹ وزنی معلوم ہونے لگا حمل کے آثار ہویدا ہوئے۔ خراماں خراماں اپنے پتا ترونبدو کے پاس آئی۔ راجہ ترنبدو کو شک ہوا کہ یہ کنواری لڑکی حاملہ ہے۔ دھیان کر کے دیکھا تو واقعی پولستت رشی کے سراپ سے اس کے پیٹ میں حمل ہے راجہ ترنبندو اٹھ کھڑے ہوئے اور کنیا کو ساتھ لئے ہوئے پولستت رشی کے آشرم پر آئے۔ اور خوشامد التجا منت کرنے لگے کہ یہ لڑکی ہمارے کام کی نہیں آپ اسے قبول کریں آپ کی خدمت کریگی پولستت رشی نے راجہ کی دختر سے عقد کر لیا۔ رات دن خدمت کیا کرتی۔ پتی برت عورتوں کا جو دھرم ہے اس نے بخوبی نباہا پولستت جی اس سے بہت خوش ہوئے۔ اشیرباد دیا کہ تیرے بطن سے جو لڑکا ہوگا وہ میرے برابر ہوگا۔ بڑا پنڈت۔ بڑا دھرماتما ہوگا۔ یہ لڑکا لبسروا نام سے پکارا جائیگا۔ الغرض نو مہینے بعد لبسرواجی کا جنم ہوا بچپن ہی سے فضیلت کی پگڑی سر پر بندھ گئی۔ ویدشاستر پڑھ لئے۔ پنڈتوں کے سرتاج گردانے گئے پھر تپسیا کر کے پولستت کے برابر ہو گئے۔

سرگ ۳

کوبیر کے حالات

بسرواجی کا تپ اور ریاضت دیکھ کر بھاردواج نے اپنی دیو برنی کنیا
کی شادی بسرواجی سے کردی کچھ دنوں بعد بسرواکے لڑکا ہوا رشیوں نے
علم جوتش سے دھنادیکھ نام رکھا جو کوبیر نام سے بھی موسوم ہیں کوبیر جی بڑے
بھاری تپسوی ہوئے - کچھ روز صرف جل پر کفایت کی اور ایک ہزار سال ہوا
پھانک کر رہے برہماجی تپ دیکھ کر کوبیر جی کے استھان پر آئے - فرمایا مانگ لو
کیا چاہتے ہو - کوبیر جی نے بردان مانگا لوکپال ہونا چاہتا ہوں - برہماجی نے
ایوم استو کہہ دیا - کیونکہ دکن جانب جمراج اور پچھم طرف برن دیو اور راجہ اندر پورب
کی طرف کے لوکپال موجود ہیں - اُتر جانب کوئی لوکپال نہ تھا لہذا یہ خدمت
کوبیر کے سپرد ہوئی - برہماجی نے پشپ بمان بھی دیا - بردان دے کر وہ اپنے
لوک واپس لئے - کوبیر جی بردان پاکر اپنے باپ بسرواشن کے پاس
پہنچے اور کل ماجرا من وعن کہہ سنایا - بسرواجی نے بھی بردان دیا - کہ
عمر دراز ہو - کوبیر جی نے اپنے پتا سے عرض کیا کہ میری بود وباش کے لئے
کوئی عمدہ جگہ تجویز کر دیجئے - بسرواجی نے کہا کہ ترکوٹ پربت پر سونے
کا قصر بنا ہوا ہے - وہاں جا کر بود وباش کرو - دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی
جگہ فضا کی نہیں اور ایسے البول مکانات کبھی کہیں دکھائی نہ دینگے کل مکانات
سونے کے بنے ہیں بسوکرماجی نے   صنعتوں سے لنکا تعمیر کی ہے پیشتر
راچھس وہیں رہا کرتے تھے - اب بشن بھگوان کے خوف سے راچھسوں نے
لنکا سے کنارہ کشی کی - لنکا خالی ہے - تم جاکر وہیں رہو یہ سنکر کوبیر دیوتا ترکوٹ
پربت پر پہنچے اور لنکا میں اندر کی طرح راج کرنے لگے - جب جی اکتاتا پشپ
بمان پر سوار ہوکر تفریح کے لئے نکل جاتے - غرض کوبیر جی اندر دیوتا سے
کسی طرح کم نہ تھے - دیوتا آپ کی استت کیا کرتے اور سورج کی طرح آپ

کا چہرہ چمکدار رہا تھا۔

سرگ ۴

دنیا کی آفرینش

رامچندر جی نے سوال کیا کہ لنکا راچھسوں کے واسطے بنائی گئی تھی اگست
رشی بولے کہ جس وقت برہما جی نے دنیا پیدا کی سب سے پہلے پانی پیدا ہؤا۔
برہما جی سوچے کہ سنسار کا رکھشک جل ہے اور جل کے لئے دریائی جانور
ہونا چاہئے۔ جل کے پیدا ہوتے ہی دریائی جانوروں کی آفرینش ہوئی اب ان کی
خوراک ہو۔ دریائی خونخوار جانور بھوک سے بیتاب ہوئے برہما جی سے پرارتھنا
کی کہ بھوک کے مارے دم فنا ہؤا جاتا ہے۔ کچھ کھانے کے لئے بنائیے۔
برہما جی نے ہنس کے جواب دیا۔ کہ تمہارے سپرد دریائی جانور ہیں۔ اِس
لئے تم جل کے رکھشک سمجھے جاؤگے۔ بہت سے جانوروں نے یہ خدمت
اپنے ذمے فرض سمجھی اور بہتوں نے انکار کیا۔ ہم کو جو جانور ملیگا کھا جائینگے
برہما جی نے سراپ دیا کہ جنھوں نے ہمارا حکم مانا ہے ان کا نام جچھ بولا
جائیگا۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم سے جیو جنتوں کی حفاظت نہ ہو سکیگی بلکہ
لقمہ دہن بنائینگے وہ راچھس ہیں۔ اس وقت ایک کا نام پرہتی اور دوسرے
کا نام ہیتی ہؤا وہ بڑے بلوان ہوئے۔ پرہتی بڑا بلوان ہؤا اور تپ کرنے لگا۔
ہیتی کو بیاہ کی فکر دامنگیر ہوئی۔ کال کی بہن بھیا سے بیاہ کیا بھیا کے بطن
سے بدھت کیسی پیدا ہؤا۔ بدھت کیسی بڑا جری اور بڑا زور آور جانور
ہؤا۔ جل میں پرورش ہوتی رہی۔ جب جوان ہؤا۔ سندھیا کنیا سے
شادی کی۔ اس کنیا کا نام سالکٹنکٹا تھا۔ جب وہ حاملہ ہوئی مندراچل
پربت پر اس کے بطن سے ایک لڑکا ہؤا۔ لڑکے کو وہیں چھوڑا اور خود
بدھت کیسی کے ساتھ کسی طرف چل دی۔ لڑکے کی پرداخت کیونکر ہوتی۔
اپنی مٹھی باندھ کر منہ سے چوستا رہا۔ اتفاق سے شیو جی مہاراج پاربتی

رامائن اتر کانڈ حصہ ۲

کے ساتھ تفریح کناں اسی مقام پر پہنچے۔ لڑکے کو دیکھ کر رحم آیا

کہ یہ بہت دنوں تک جیتا ہے یا نہیں پاربتی نے سوال کیا کہ اسی طرح دو

عورتیں لڑکے کو چھوڑ کر چل دیا کریں تو دوسرے لڑکے کیونکر پرورش

شیو جی نے کہا صرف اسی لڑکے کے دعا کرتے ہیں یہ ابھی جوان ہو

یہ کہہ کر لڑکے کا نام سوکیسی رکھا سوکیسی دیولوک میں پھرنے لگا۔

سرگ ۵

راچھسوں کی پیدائش

سوکیسی بڑا دھرماتما ہوا۔ لیشواسی گندھرپ نے اپنی لڑکی دیوہتی سے سو

کی شادی کر دی۔ سوکیسی اس بیاہ سے بہت مسرور ہوا۔ اور دیوہتی

بھی سوکیسی سے خوش رہتی۔ دیوہتی کے تین لڑکے ہوئے۔ جن کا چہرہ آ

کی طرح دمک رہا تھا۔ مالوان۔ سومالی۔ مالی۔ ان لڑکوں کے نام تھے

تینوں جوان ہوئے۔ ان کے زور کی تھاہ نہ تھی۔ ایک روز دیوہتی

سننے میں آیا کہ ان کے باپ سوکیسی سے مہادیو جی بہت خوش تھے۔ ان تینو

نے میرو پربت پر مہادیو جی کا تپ کرنا شروع کیا۔ ان کے تپ سے ا

زور باندھا کہ سنسار میں تہلکہ مچ گیا۔ لوگ ڈرتے تھے ایسا نہ ہو ہمارا دھ

دولت۔ استری پروار چھین لیں۔ دیوتے بھی تھر تھر کانپ رہے تھے

فریادی ہو کر برہما جی کے پاس پہنچے اور سارا حال برہما جی کے گوش گذار

برہما جی دیوتوں کے ساتھ تینوں بھائیوں کے پاس آئے اور کہا مانگو تو

اچھیا رکھتے ہو۔ ان تینوں بھائیوں نے برہما جی کی استتی کی اور ایسا ور

بروان مانگا کہ ہمیں اس قدر زور عطا ہو کہ کسی سے نہ ہاریں دشمن

خوف سے جان بچا نا دو بھر ہو اور ہم لڑتے ہوئے مارا جائے ...

جیتے رہیں۔ ہم تینوں بھائیوں میں اتفاق رہے۔ برہما جی ایوم استو کہہ کر چلے گئے
جب یہ تینوں بھائی بردان پا کے بے خوف ہو گئے جان کا خطرہ نہ رہا۔ دیوتوں
اور راچھسوں کو ستانے لگے۔ دیوتا اور رشی ان سے خوف کھاتے رہے کہ ہمارا
مددگار کوئی نہیں۔ کس سے فریاد کریں۔ کچھ دنوں کے بعد بسوکرما کے پاس
گئے اور التجا کی کہ ہمارے لئے ایک ایسا گھر بناؤ کہ جس کا ثانی دنیا میں کوئی
گھر نہ ہو۔ بسوکرما نے خوف کے مارے ترکوٹ پربت کے اوپر دکھن
جانب جس کا نام سومیر پربت بھی ہے سونے کی لنکا بنا دی۔ تینوں بھائی لنکا میں
بسے راچھسوں کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ ان کا اقبال اور ان
کی بہادری دیکھ کر نربدا گندھرب نے تینوں بھائیوں کے ساتھ اپنی تینوں
لڑکیوں کا عقد باندھا۔ تینوں بھائی اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت
کرنے لگے۔ مالوان کی استری کا نام سندری تھا۔ اس کے لڑکے بجر مشٹ۔
بیروپاکش۔ درمکھ۔ سونگ۔ جگ۔ کوپ۔ املا ہوئے سومالی کی زوجہ کیت
متی کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ اس کے بطن سے پرہست کنپن۔ بکیٹ
کالکا۔ مہودھر اکچھ ڈنڈ۔ سوپارکھ۔ سنگھادی۔ پرگھس۔ بھاسن۔
کرن پیدا ہوئے اور تین لڑکیاں ہوئیں پہلی کیکسی۔ دوسری سوچا سمنا تیسرا
کنبھ نسی اور مالی کی جورو بسوا تھی اس کے لڑکے انل۔ ونل۔ ہر۔ سمپاتی۔ یہ
بڑے بیر تھے۔ ان کے پاس لاؤ لشکر بھی بہت تھا راچھس۔ اندر اور دیوتوں کو
ستانے لگے۔ جگیہ شرادھ کے قطعی دشمن انہوں نے تپ بھی بہت کیا دیو اور
رشی کے دھرموں کو خراب کرتے رہتے۔

سرگ ۶

دیوتوں اور راچھسوں کی لڑائی

دیوتا راچھسوں سے پریشان ہوئے سوچنے لگے۔ [illegible] ان کی کرتوت سے

تجویز ہوئی کہ راچھسوں کی
ب اُنہیں کے بر دان سے ان لوگوں میں طاقت ہوئی ۔ انہیں کی وجہ سے نجات
طرح دیوتے بھی مہادیو جی کی اپاسنا کریں ۔ کھولا ناتھ ہیں ۔ انہیں کی وجہ سے نجات
ملیگی ۔ دیوتے مہادیو جی کے پاس گئے ۔ استت کی اور مصیبت کی داستان چھیڑ دی
ہم آپ کے شرن ہیں اس دکھ سے نجات دلائے ۔ شیوجی نے فرمایا کہ یہ راچھس کبھی
طرح مر نہیں سکتے ۔ ہمارے بر دان کی بدولت طاقتور ہو گئے ۔ ان سے بچاؤ کی
کوئی تدبیر نہیں ۔ بشن بھگوان کے پاس جاؤ ۔ وہی کچھ تدبیر کرینگے ۔ دیوتے
خوشی خوشی بشن بھگوان کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم کو سوکیسی کے تینوں لڑکے
بہت دکھ دے رہے ہیں ۔ ہمارے تپ میں مخل ہوتے ہیں ۔ ان کو
مارئے ۔ بشن بھگوان نے دلاسا دے کر کہا کہ جاؤ میں اُنہیں مار ڈالونگا
دیوتے اپنے اپنے مکان پر واپس آئے ۔ ان تینوں بھائیوں نے سُنا
کہ دیوتے ہماری خرابی کے درپے ہیں اور بشن کے پاس گئے ہیں ۔ بشن
نے ہمارے مارنے پر کمر باندھی ہے ۔ یہ تجویز ٹھیری کہ شیوجی کے پاس چل
کر عرض حال کریں ۔ تینوں بھائی مہادیو جی کے پاس چلے گئے اور دیوتوں کی بیداد
کا حال کہہ سُنایا ۔ مہادیو جی کو بہت افسوس ہوا ۔ بولے اگر ہاتھ دے مارا ۔ گو تم
ہمارے بھگت ہو ۔ مگر دیوتوں کی بُرائی ہم سے نہ ہوسکیگی ۔ اس لئے تم بھی
بشن بھگوان کے پاس جاؤ ۔ ان کے نزدیک دیوتا اور راچھس برابر ہیں شاید
تمہاری معروض سُن کر دیوتوں کو قتل کر دیں ۔ مشورہ طلب امر تھا تینوں بھائیوں
کو فکر ہوئی کہ بشن کے پاس چلیں یا نہ چلیں ۔ سومالی بولا کہ بشن ہمیشہ
دیوتوں کے حامی رہے ۔ راچھسوں کے مخالف میل کرکیا کریں ۔ برہما ۔ اندر
رودر ۔ نارائن سے کچھ خوف نہیں ۔ شیوجی سے البتہ ڈر ہے وہ اس وقت
اپنے لوک میں ہیں ۔ جب تک انہیں خبر پہنچیگی ۔ ہم لوگ دیوتاؤں کو مار
ڈالیں ۔ تینوں بھائیوں نے فوج کثیر لے کر دیوتاؤں پر چڑھائی کر دی گدھا
گتو ۔ اونٹ ۔ سور ۔ مچھلی ۔ شیر ۔ سنگھ ۔ گھوڑے ۔ ہاتھی ۔ مگر ۔ بندر ۔ ریچھ اسی
طرح اور بہت قسم کے جانور راچھسوں کی سواریوں میں تھے ۔ دھاوا بول
دیا ۔ اس قدر کشت و خون ہوا کہ دیوتے تراہ تراہ کر بھاگ کھڑے ہوئے لشنے

میں بشن بھگوان نے سنکھ، چکر، گدا دھارن کئے ہوئے گرڑ پر سوار ہو کر میدان میں آ دھمکے اور دیوا رنگ لعل ہونے لگا دونوں طرف سے ہتھیار چلنے لگے بشن بھگوان سارنگ دھنش سے راچھسوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور گرڑ جی اپنے منقاروں اور ناخنوں سے راچھسوں کی بوٹیاں نوچ رہے ہیں۔ راچھسوں کے قدم اکھڑ گئے اور بھگدڑ ہو گئے۔

سرگ ۷

بشن بھگوان اور راچھسوں کا مقابلہ

راچھس سنبھلے اور دل بادل کی طرح اکٹھے ہوئے بشن بھگوان کو گھیر لیا۔ اور چاروں طرف سے تیر برسنے لگے بشن بھگوان کا بدن زخموں سے چور ہوا تیر بدن میں پیوست تھے تو مرا در نگدر کی مار ہو رہی ہے۔ بشن بھگوان نے ناقوس پھونکا۔ راچھسوں کے دل دہل گئے اور سواریوں کے بازو دہشت سے بھاگ گئے کچھ سواریوں سے گر کر ہلاک ہوئے اور بہت سے ہاتھی گھوڑے۔ شیر۔ گدھوں کے سموں سے پائمال ہزاروں رتھ چور چور ہیں۔ اس شکست نے سومالی کو طیش آ گیا۔ رتھ دوڑا کر بشن بھگوان کے قریب آیا۔ اور شیوجی کا ترسول بشن بھگوان پر مارا بشن بھگوان پیچھے ہٹے۔ ترسول کا وار خالی گیا۔ ہزاروں راچھس بشن کے چکر سے کٹ مرے۔ سومالی نے ایک گدا بشن بھگوان کی پیشانی پر پڑا پیشانی زخمی ہوئی۔ اور اچھلتا ہوا گرڑ جی پر اس زور سے لگا کہ گرڑ جی بھاگ گئے۔ راچھسوں کو خوشی ہوئی۔ رعد کی طرح گرجنے لگے بشن بھگوان بھاگے ضرور لیکن چکر سدرشن کو وہیں چھوڑ دیا مالی کا سر سدرشن کی دھار کی نذر ہوا دیوتا مالی کے مرنے سے بہت خوش ہوئے۔ اور بشن بھگوان کی تعریف ہونے لگی۔ مالوان اور سومالی فوج لے کر بھاگے۔ اور گرڑ جی نے تعاقب کیا۔ پر میں مارتے ہیں منقار اور ناخنوں سے نوچتے ہیں لاکھوں راچھس سمندر

مؤلفہ آنق

من لنکا کا ناحصہ۔ ہیں گرے اور لاکھوں بشن بھگوان کے تیروں سے ہلاک ہوئے یہ حالت ہے
کردیونا پیچھا کر رہے ہیں اور راچھس بھاگتے جاتے ہیں۔

سرگ ۸

بشن بھگوان اور راچھسوں کی لڑائی

مالوان لشکر کو پریشان دیکھ کر بشن بھگوان سے بولا کہ تم چھتری دھرم نہیں جانتے۔ بہادر اور دلاور ہرگز بھگنوں کا پیچھا نہیں کرتے ہماری فوج بھاگ رہی ہے اور تم مارتے چلے آتے ہو بھاگے ہوئے پر ہاتھ اٹھانا چھتری دھرم کے خلاف ہے۔ اس لئے تم ادھر ہی پھرے اب میری طاقت دیکھو بشن نے جواب دیا۔ کہ جو پناہ میں آئے اس کی حمایت کرنا کیا چھتری دھرم میں نہیں۔ دیوتے ہمارے سرن آتے ہیں۔ ان کا بچانا فرض ہے۔ مالوان نے ایک شکتی بشن کی چھاتی میں ماری وہ شکتی بجلی کی طرح کوندتی ہوئی بشن بھگوان کے شیام رنگ بدن میں پیوست ہوگئی۔ بشنو نے شکتی کھینچ لی۔ اور مالوان پر مار دی۔ مالوان کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا مگر پھر سنبھلا اور ترسول کا وار کیا بشن کی چھاتی میں گھونسا مارا اور ایک مالوان نے پینترا بدل کر بھرپور ہاتھ سے بشن کی چھاتی میں گھونسا مارا اور ایک گھونسا گرڑ جی کے بھی رسید کیا۔ گرڑ نے بھی پروں سے وہ لپیٹ ماری کہ مالوان کے قدم پیچھے ہٹے۔ راچھس بھی تڑپ رہے ہیں۔ مگر پریشان ہیں مالوان اور سومالی کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔ گرڑ جی لنکا میں گھس گئے۔ اور بشن جی سودرشن چکر سے راچھسوں کا گلا کاٹنے لگے۔ فوج راچھس منتشر ہوئی۔ عورت بچوں کو لے کر سراسیمگی کی حالت میں پاتال اور رسانل میں جا چھپے اگست رشی لکھتے ہیں کہ سوائے بشن بھگوان کے اور کوئی راچھسوں کو قتل نہیں کرسکتا۔ جب ادھرم ہوتا ہے آپ اوتار لیکر پرتھوی کا کتھارا اتارتے ہیں۔ بھگتوں کی پریشانی دور ہوتی ہے۔ لنکا راچھسوں سے خالی ہوگئی مالوان

اور سومالی پاتال میں رہنے لگے۔ لنکا میں ایک راکھشس بھی نہ تھا۔ لسبر داہمن نے لنکا خالی دیکھ کر کوبیر جی سے ہدایت کی کہ تم وہاں جاکر رہو۔

سرگ ۹

راون کی پیدائش

کچھ دنوں بعد سومالی اپنی لڑکی کیکسی کو لے کر مرت لوک پہنچا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ کوبیر جی پشپ بوان پر چڑھے۔ اپنے پتا کے پاس جا رہے تھے۔ سومالی نے کوبیر جی کے چہرے پہ غضب کا جلال دیکھا وہاں تو کچھ نہ بولا مگر سینے کی آگ سلگتی رہی رساتل پہنچ کر سوچا کہ دیوتے زبردست ہوتے جاتے ہیں۔ راکھشس بہت کم ہیں۔ کوئی ایسی تدبیر ہو جس سے ہماری سنتان بڑھے۔ تب ان دیوتوں سے قصاص لیا جائے۔ اپنی لڑکی کیکسی سے کہنے لگا کہ تمہاری ابھرتی جوانی ہے اور میں ور تلاش کرتے کرتے عاجز آگیا کس کے ساتھ بیاہ کروں جس کے لڑکی ہوتی ہے اس کی زندگی حرام ہو جاتی ہے چال چلن خراب ہونے سے تین خاندانوں پر حرف آتا ہے۔ اول ماتا۔ دوسرے پتا تیسرے جہاں بیاہی جائے۔ لڑکی پولستمن کے لڑکے لسبر دامن کے پاس جاؤ اور خوشامد کرو کہ تم سے بیاہ کر لیں۔ جب بیاہ ہو جائیگا تو اولادیں ہونگی۔ کیکسی پتا کی باتیں سُن کر مرت لوک میں جہاں لسبر داجی تپ کرتے تھے۔ پہنچی بیٹھ گئی۔ اور سر جھکائے ناخنوں سے زمین کھودنے لگی لسبر داجی نے پوچھا۔ کس کی لڑکی اور کیوں آئی ہو کیکسی بولی آپ تو انترجامی ہیں آپ خود سمجھ لیجئے۔ ہمارے پتا نے آپ کے پاس بھیجا ہے لسبر واجی سمجھ گئے۔ یہ اولاد چاہتی ہے۔ اسی واسطے ہمارے پاس آئی۔ لسبر داجی نے کہا کہ اری کمبخت میری ریاضت میں مخل ہوئی۔ جو لڑکے تو ہونگے۔ لیکن بڑے کمبخت اور ادھرمی ہونگے کیکسی نے ہاتھ جوڑ کر خوشامد کی۔ کہ مہاراج

لسبرواجی نے جواب دیا کہ تعجب ہے اولاد آپ سا دھرماتما شوہر اور پھر ادھرمی اولاد سب سے چھوٹا جو آخیر میں پیدا ہوگا وہ میرا سا ہی دھرماتما ہوگا اور ایک لڑکا تمہارا بڑا پرتاپی ہوگا جس کے دس سر اور بیس بھجا ہونگے۔ سرخ رنگ کے بال اور بُری صورت ہوگی اور وہ راون نام سے مشہور ہوگا راون کی پیدائش کے وقت شگون بد ہونے لگے۔ سیار رن رو تے ہیں۔ آسمان سے خون برستا ہے سورج کی روشنی پھیکی ہوئی۔ اور زمین پر لرزہ چڑھ آیا۔ زلزلے محسوس ہوئے سمندر میں طوفان آنے لگے۔ لسبرواجی نے اس لڑکے کا نام راون رکھا۔ راون کے معنی دیا کرن سے رلانے والے ہوتے ہیں راون کے بعد کمبھ کرن ہوا۔ یہ بھی زبردست اور لحیم و شحیم تھا کہ زمین پر اس کے برابر کوئی راکھشس نہ تھا۔ کمبھ کرن کے بعد سوپنکھا ہوئی پھر کھبھیکن نے جنم لیا تینوں لڑکے ماں باپ کے اطاعت گزار اور فرمانبردار تھے۔ ایک روز کوبیرجی باپ کے پاس آئے۔ کیکسی حسد سے جل مری راون سے کہنے لگی بیٹا کوبیر کو دیکھو کیسا تیج دھاری ہے۔ تمہارا بھائی ہے۔ اس کی دیوتے بھی خدمت کرتے ہیں اور لوک پال کی پدوی بھی حاصل ہے اور تم کسی لائق بھی نہ ہوئے۔ بھائیوں کو چاہیئے کہ بھائی کی سی عزت حاصل کریں تم کو چاہیئے کہ کوبیرجی کے برابر ہو جاؤ۔ راون نے ہاتھ مارا ماتاجی گھبراؤ نہیں۔ کوبیر کی ہستی کیا ہے ان سے بڑھ کر عزت حاصل کرونگا۔ یہ کہہ کے تینوں بھائی تپشیا کے لئے نکل گئے ۔۔

سرگ ۱۰

راون اور کمبھ کرن کو برہما جی کا بردان

اگستیہ رشی رام چندر سے مخاطب ہیں تینوں بھائیوں نے بڑا تپسیہ

کیا ۔ جیٹھ بیساکھ کی کڑی دھوپ میں پنچ اگن تاپی اور برسات میں ساون بھادوں کا موسلا دھار پانی سر پر لیا ۔ جاڑے میں جل میں ہوتے ۔ غرضیکہ یہ ہمیشہ کے کارخانے تھے دس ہزار برس تک تپسیا کی اور ببھیکن نے ایک پاؤں سے کھڑے ہوکر پانچ ہزار برس اور تپ کیا ۔ دیوتے ان کا ریاض دیکھکر بہت خوش ہوئے ببھیکن کو دیکھکر راون نے بھی پانچ ہزار برس ایک پیر سے کھڑے ہوکر سورج کی طرف ٹکٹکی لگائی اور کمبھ کرن نے بھی ایسا ہی کیا ۔ پھر تنبوں کھائی پانچ پانچ ہزار برس انگوٹھے کے سہارے کھڑے رہے راون نے یہ غضب اور بھی کیا کہ جب ایک ہزار برس پورے ہو جاتے تب ایک سر کاٹ کے ہون کر دیتا ۔ جب دسواں ہزار برس ختم پر آیا اور سر کی نوبت آئی ۔ وہ چاہتا تھا کہ بقیہ سر بھی کاٹ کر ہون کردے برہما جی دوڑے ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے ہم تمہارے ریاض سے بہت خوش ہیں ۔ بر دان مانگو راون نے بر دان مانگا ۔ کہ امر ہو جاؤں ۔ برہما جی نے جواب دیا ۔ یہ نہیں ہو سکتا کوئی اور بر دان مانگو ۔ راون بولا کہ دیوتا ۔ دانو ۔ راکھشس ۔ گندھرب جچھ ۔ وغیرہ کسی کے ہاتھ سے ہماری موت نہ ہو ۔ انسان کی تو حقیقت نہیں یہ ہماری خوراک ہیں ۔ برہما نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا بر دان دینے کے بعد یہ بھی دعا کی کہ تمہارے سر بدستور قائم ہو جائیں اور عمر تمہاری ترقی کرتی ہے اور جس روپ کا دھیان کروگے ویسا ہی روپ ہو جائیگا ۔ بر دان پاتے ہی سر نکل آئے ۔ برہما جی ببھیکن سے مخاطب ہوئے تمہاری کیا غرض ہے ببھیکن نے عرض کی کچھ نہیں چاہتا دھرم چاہتا ہوں کیسی ہی مصیبت آن پڑے مگر دھرم قائم رہے برہمنوں اور ہر بھگتوں کی سیوا میں دل لگے ۔ عقل درست رہے ۔ برہما نے کہا آرزو پوری ہوگی ۔ اور ببھیکن کو دعا دی کہ تم امر ہو جاؤ ۔ پھر کمبھ کرن کی طرف مخاطب ہوئے دیوتے کانپنے لگے ۔ لرزہ چڑھ آیا ۔ برہما جی نے پوچھا کیا ہے ۔ کیکپی کیوں سوار ہے ۔ دیوتوں نے عرض کیا کہ یہ کمبخت یوں ہی کیا کم ہے جس کی طرف دیکھ دے بھسم ہو جائے ۔ یہ تو بلا بر دان ہی رشی اور دیوتا اور برہمنوں

کو چٹ کر گیا۔ ہم لوگ تو اس کے منہ کا نوالہ ہیں۔ جب بردان ہوگا اور کبھی غضب ڈھائیگا۔ تینوں لوک میں کوئی نہ بچیگا۔ اتنے میں سرستی جی نے کبھی ٹھیوکا دیا کہ مہاراج سمجھ بوجھ کر بردان دیجئے۔ برہما نے کہا زبان ہار چکا ہوں۔ بردان ضرور دونگا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم کبھ کرن کی زبان پر بیٹھ جاؤ۔ سرستی جی کبھ کرن کی قوت ناطقہ بن گئیں۔ اور برہما جی نے پوچھا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کبھ کرن کی غرض کچھ اور تھی مگر زبان سے کچھ اور نکل گیا۔ کہا میٹھی نیند کا طلبگار ہوں۔ برسوں سویا کروں برہما جی نے کہا تمہاری آرزو پوری ہوگی۔ یہ کہہ کر سرستی کو لئے۔ برہما جی نظروں سے غائب ہو گئے۔ کبھ کرن پشیمان ہؤا۔ خود پر نفرین کرنے لگا۔ کوئی بران مانگا۔ مانگنے کو اور تھا مانگ کچھ اور لیا ہو نہ ہو دیوتوں کا فساد ہے۔ عقل ماری گئی۔ خیر جو ہؤا سو ہؤا۔ اس کا مواخذہ دیوتوں سے کیا جائیگا پھر تینوں بھیڑ اور درخت کے نیچے رہنے لگے +

سرگ ۱۱

لنکا میں راون کی بود و باش

سومالی کو خبر پہنچی کہ راون۔ کبھ کرن اور بھبھیکن نے برہما جی سے بران پائے۔ ماریچ۔ پرہست۔ بیرو پاکچھ۔ مہودر وغیرہ راکھشسوں کے ساتھ راون کے پاس آیا۔ راون کو دیکھ کر بہت خوش ہؤا۔ تینوں بھائیوں کو گلے لگایا۔ اور ان کے دست و بازو کو سراہا۔ ان کی ریاضت اور ان کے استقلال کی تعریف کرتا رہا۔ آج ہماری قسمت کا ستارہ پھر چمکا۔ ایک دن وہ تھا جب ہم لنکا میں راج کرتے تھے۔ اور ایک یہ دن اب ہے۔ کہ بشن کے خوف سے جلاوطن ہوئے۔ بشن نے ہمیں بہت تنگ کیا۔ دیکھتے جو ہم سے جوتی خور سے تھے بشن کے گھمنڈ پر پھولے ہوئے ہیں۔

کی اپسرئیں۔ ادت کے بطن سے دیوتا۔ اور دِت کے حکم سے دیتیا پیدا ہوئے۔ دیتیا اپنے زور بازو سے کل دنیا کے راجہ بن گئے۔ دیوتاؤں سے کچھ نہ ہوسکا۔ چلاتے رہے۔ آخرکار بشن نے انکا دبدبہ بڑھایا۔ بشن کو اپنا حامی بناکر لائے۔ اور ہم لوگوں سے لڑائی ہوئی۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ کروڑ ہا راچھس مارے گئے اور ہم لوگوں کو جلا وطن ہونا پڑا۔ ادت اور دِت دونوں سگے بہائی تھے۔ کوئی غیر نہ تھے۔ لیکن زمین ایسی شے ہے کہ خواہ مخواہ لڑنا پڑا۔ تو اب تم کیوں سر اٹھاتے۔ تمہارے عروج کے دن ہیں۔ اگر مستعد ہو تو دم کے دم میں لنکا خالی ہوسکتی ہے۔ کوبیر کو اتنی طاقت نہیں کہ تمہارے سامنے مُنہ کر سکے۔ راون پرہست کی باتیں اثر کر گئیں اُٹھ کھڑا ہوا اور راچھسوں کو لئے ہوئے ترکوٹ پربت پر پہنچا۔ پرہست سے کہا کہ تم جا کر کبیر سے کہو کہ لنکا خالی کردیں جبھی تو ابھی تمام راج الٹ دونگا۔ پرہست کوبیر کے پاس گئے۔ اور راون کا پیام سنایا اور کہا لنکا سے بھاگ جاؤ۔ لنکا کچھ تمہاری نہیں۔ بسوکرما نے سومالی کے لئے بنائی تھی۔ اب راون یہاں راج کریگا۔ راچھس لوگ مقیم ہونگے۔ کوبیر نے جواب دیا میں تو دھرم کا پابند ہوں۔ پتا کی آگیا سے لنکا بسائی تھی۔ اپنی مرضی سے نہیں آیا اور راون تو ہمارا چھوٹا بھائی ہے۔ میرا مال اُس کا۔ اور اُس کا مال میرا کچھ غیریت نہیں۔ میں اپنے پتا سے بھی پوچھ لوں۔ دیکھیں وہ کیا فرماتے ہیں۔ جو حکم دینگے عمل کرونگا۔ یہ کہہ کر کوبیر جی بسرواجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا حال بیان کیا۔ بسروا مُنی راون کی باتوں سے بہت دکھی ہوئے کہا راون کے مشیر اسے بہکا کر یہاں لے آئے۔ کئی دفعہ اس بارے میں گفتگو رہی اور راون ہم سے کہہ دیا کرتا تھا۔ میں ڈپٹ دیتا تھا۔ کہ اسے کمبخت کہیں ایسا نہ کرنا۔ بھائی کا دشمن نہ بننا۔ وہ سُن کر چپ ہوجاتا۔ کہنے سننے سے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ اور وہ تو برہما کے بردان سے اندھا ہو رہا ہے۔ مصاحب کار بھی اسے ایسے ہی ملے ہیں وہ ادھرم کی طرف اتارو ہے۔ اس کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ بیٹا تم لنکا چھوڑ دو۔

اور کیلاس پربت پر جہاں شیو جی کا استھان ہے۔ اور بہت سے دیوتا اور گندھرب رہتے ہیں تم بھی رہو۔ کویر جی وہاں سے لنکا میں آئے اور سال اسباب یا مندوکرا اہل خانہ کے ساتھ کیلاس پربت پر پہنچے اور رہنے لگے پرہست یہ سب تماشا دیکھتا رہا جب لنکا خالی ہوگئی راون سے عرض کیا کہ آپ چل کر رہئے۔ راج کیجئے۔ ہم سب تابع فرمان ہیں راون راچھسوں کے ساتھ لنکا میں آیا۔ اور راج کرنے لگا۔ راون کے بستے ہی جتنے راچھس بھاگے ہوئے رساتل میں تھے سب آن کر لنکا پوری میں بس گئے ٭

سرگ ۱۲

مندودری سے شادی اور میگھ ناتھ کی پیدائش

شاہ راون کو اپنی خواہر سُروپ نکھا کا خیال رہتا تھا بیدت راچھس سُروپ نکھا کے لائق سمجھا گیا اور اس کے ساتھ اُس کی شادی کردی ایک روز شکار کھیلنے کے لئے شاہ راون کسی جنگل میں پہنچا سے نامی ایک دیت اپنی لڑکی مندودری کو لئے ہوئے صحرائے لق و دق میں گشت لگا رہا تھا۔ راون اور مے سے ملاقات ہوئی۔ راون نے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ اور یہ حسین لڑکی کس کے گھر کا چراغ ہے۔ مے راچھس بولا۔ یہ لڑکی میری ہے ہیما اپسرا کے بطن سے اس کی ولادت ہوئی۔ ایک دفعہ اسی جنگل میں تفریح کے لئے آیا۔ ہیما اپسرا سے دوچار ہوا۔ اس حور وش کو دیکھتے ہی دل ہاتھ سے جاتا رہا گلے میں موتیوں کی مالا چھاتی پر لٹکتے ہوئے دونوں ابھاروں سے گڈمڈ کریں کھا رہی تھی۔ اس ادا پر ہزار جان سے عاشق ہوگیا۔ وہ بجلی کی طرح کوند کر نکل گئی۔ اور میں تڑپتا رہ گیا اسکے لئے بارہ برس تپ کیا تپ سے فراغت پاتے ہی خیال کیا اگر دیوتوں نے مہربانی کی اور وہ مہ جبین ہمارا ہاتھ بھی آئی

تو ہم رکھیئے۔کہاں کوئی مکان نہیں ۔ چودھویں برس ہم نے ایک بار
دری بنوائی ۔ دیوتا ہمارے تپ سے خوش ہو گئے ۔ پاس آئے پوچھا کیا
چاہتے ہو ہم نے اپنی خواہش ظاہر کی ۔ دیوتوں نے ہیما اپسرا سامنے کھڑی
کر دی۔ چنانچہ یہ لڑکی ہیما کے بطن سے تولد ہوئی۔ اِن کے لائق شوہر
ڈھونڈتا ہوں۔ ابھی کوئی نگاہ میں نہیں بچا کس کے ساتھ شادی
کروں۔ہیما سے دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ۔ایک کا نام مایا دی دوسرے
کا نام دندابی ہے ۔ آج کل زمانے میں راون شہرہ آفاق ہو رہا ہے کیا
تم اس کو جانتے ہو اور تمہارا نام کیا ہے ۔راون نے جواب دیا کہ راون
ہمارا ہی نام ہے پلست من کا پوتا اور بسرواجی کا لڑکا ہوں کوئی علم
ایسا نہیں ۔جو میں نہ جانتا ہوں ۔ مے راچھس بولا ۔ اہاہا کیسا خوب موقع
ہاتھ آیا ۔ آج مراد پوری ہوئی ۔ مندودری آپ کی داسی ہے ۔آپ لے
جائیے ۔یہ کہہ کر مندودری کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ شاستر کے
اصولوں سے مندودری کی شادی شاہ راون کے ساتھ ہو گئی ۔مے راچھس نے
ایک شکتی جہیز میں دی ۔ یہ شکتی وہی تھی جس کی ضرب سے لچھمن جی مجروح ہو کر
زمیں پر گرے اور گرتے ہی غشی طاری ہوئی ۔یہاں تک کہ زندگی سے بھی
مایوسی ہو چکی تھی شاہ راون بھی خوشی خوشی مندودری کو لئے لنکا میں داخل
ہوا ۔راون کی پہلی پٹ رانی یہی تھی ۔ اب کمبھ کرن اور بھبیکن کے بیاہ کی
فکر ہوئی بیرو جی کی لڑکی سے کمبھ کرن اور میلوکھ کی کنیا سے بھبیکن کا
عقد باندھ گیا ۔ تینوں بھائی اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ رہنے سہنے لگے مندودری
کے بطن سے میگھ ناد پیدا ہوا ۔ میگھ ناد کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ پیدا ہوتے
ہی میگھ کی طرح رونے لگا ۔یعنی رونے کی آواز گرج سے کم نہ تھی ۔
میگھ ناتھ گھڑیوں بڑھتا تھا جس طرح خشک لکڑی پا کر آگ کے شعلے
بھڑکتے ہی جاتے ہیں ۔

سرگ ۱۳

کوبیر پہ چڑھائی

کچھ سال اسی طرح گذر گئے۔ عالم میں راون کی دھاک بیٹھ گئی۔ اکثر ممالک لنکا کے زیر نگیں ہوئے اب کمبھ کرن کے سونے کا وقت آیا۔ راون سے بولا کہ ایک مکان ہمیں ایسا بنوا دو۔ جہاں کوئی نہ جا سکے اور میں خراٹے لے لے کر چین سے سوؤں۔ راون نے اُس کی مرضی کے موافق مکان تعمیر کرایا۔ جس میں سونے کی چار دیواری۔ عقیق و نیلم کے دروازے زمرد و یاقوت کی چوکھٹ۔ ہیرے اور جواہروں کی کڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ کمبھ کرن مکان میں جا کر سو رہا۔ ہزار سال یک لخت سوتا رہا۔ راون کے صلاح کار دھوودر پرہست۔ بیرو پاکچھ وغیرہ ظلم کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے غریبوں پر ظلم۔ رشیوں پر جبر۔ دیوتاؤں پر جور۔ غرض کوئی اس سے خوش نہ تھا۔ ہرے۔ بھرے سرسبز درختوں کو کاٹ کر میدان کرا دیتا۔ کوبیر نے سنا کہ راون سے خلقت دکھی ہے سمجھانے کے لئے اپنے خاص ندیم کو راون کے پاس بھیجا کہ وہ اِن حرکتوں سے باز آئے مظلوموں پر جبر کرنا روا نہیں ندیم پہلے بھبھیکن سے ملا بھبھیکن نے خوب آؤ بھگت کی ایک چوبدار کے ہاتھ راون کو کہلا بھیجا کہ کوبیر جی کے مصاحب آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں حکم ہوا کہ دربار میں حاضر کرو۔ کوبیر جی کا مصاحب بھبھیکن کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا۔ راون سنگھاسن پہ بیٹھا ہے وزیر اور امیر قرینے سے ایستادہ ہیں چہرے پر اس قدر رعب ہے۔ کہ دیکھنے سے پیشاب خطا ہوا جاتا ہے مصاحب خاموش کھڑا ہو گیا۔ چوبدار نے عرض کیا جہاں پناہ کوبیر کا مصاحب خاص نگاہ کے روبرو ہے بھبھیکن نے اشارے سے مصاحب کو پیش کیا۔ اور راون سے استدعا کی آپ کے بھائی کوبیر نے پیام بھیجا ہے کہ ہم تمہارے بھائی ہیں برہمن کے لڑکے پولست مُنی کے پوتے ننگ خاندان ہم دونو بھائی ایک طریقے پر چلیں۔

خاندان میں پھوٹ نہ ہونے پائے۔ دھرم پر چلنا ہمارا پہلا فرض ہے۔ جادۂ
اعتدال پر نہ چلنے سے خاندان میں بٹا لگیگا۔ بھائی دھرم کے جو راستے
ہیں بند نہ ہونے پائیں۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ادھرم سے اجتناب
رکھو۔ ادھرم کل پاپوں کی جڑ ہے۔ بھائی میں اپنی بیتی کرتا ہوں۔
دھیان دیکر سنیئیگا۔ ایک وقت ہم مہادیوجی کے پاس گئے۔ پاربتی اور
مہادیوجی ہوا کھا رہے تھے۔ میری آنکھ پاربتی کے حسن عالم افروز پر پڑی
خیالات فاسد دل میں بیٹھنے لگے حالانکہ میرا دستور اس پر نہ تھا خیال بد
آتے ہی بائیں آنکھ بیٹھ گئی۔ اور میں مورچھت ہوکر زمین پر گر پڑا۔ دہنی
آنکھ پر بھی صدمہ پہنچا۔ درد سے بیتاب ہوا۔ وہاں سے بھاگا۔ مکان پر
آیا اور آٹھ سو برس تپ کیا مہادیوجی تپ سے خوش ہوئے بردان دیا۔ کہ
آج سے تم دھن کے سوامی ہوئے۔ دیکھو پرائی عورت پر نگاہ ڈالنے سے
یہی حال ہوتا ہے اور یہی ادھرم کا پہلا زینہ ہے۔ آپ بادشاہ وقت ہیں
ایسی باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ آپ کی خلاف شان و آداب سلطنت
بہت سی باتیں سننے میں آئی ہیں۔ لوگ نالاں ہیں اور آپ کو برے الفاظ
سے یاد کرتے ہیں۔ بھائی میرے ہمارا اور آپ کا خون ایک ہے آپ کی برائی
ہم سے نہیں سنی جاتی جب کسی نے آپ کی شکایت کی میں یہی جواب دیتا
رہا کہ ابھی بچپن ہے ناسمجھ ہے۔ تجربہ نہیں۔ آگے چل کر خود سنبھل جائیگا
برادر اب شکایتوں کی حد نہ رہی۔ دیوتا اور رشی آپ کے ظلم و جور
سے عاجز آگئے ہیں۔ تمہاری بربادی کے درپے ہیں ہوشیاری سے
کام کرو۔ کسی کا دل نہ دکھنے پائے۔ پاپ کی ناؤ ڈوبا چاہتی ہے۔ راون
سن کر آگ بگولا ہوگیا۔ غصے سے آنکھیں انگارے کی طرح دہکنے لگیں
جھنجھلا گیا۔ زانو پر ہاتھ دے مارا۔ اور لب دانتوں سے چباتے ہوئے
بولا۔ کہ بے حیا کوبیر سے کہہ دو کہ ایں جانب کو کسی کا خوف نہیں مرد میدان
ہو تو سامنے آوے۔ دیوتے کیا ہماری پشم اکھاڑ لینگے۔ کوبیر بڑا
ڈرپوک ہے ہم ایسے بزدل کو اپنا بھائی نہیں بنا سکتے۔ صاف صاف

کہہ دیتا کہ کوبیر راون کا بھائی نہیں ہے۔ اس کو دولت پر ناز ہے۔ یہ ناز ایک دن میں بھلا دونگا۔ ابھی تک تو طرح دیتا گیا۔ سمجھتا تھا۔ کہ بھائی ہے۔ مگر اب شامتیں آئی ہیں۔ پھر مضائقہ نہیں سمجھ لونگا۔ میرے زور بازو کو بھول گیا۔ تینوں لوک میں راون کی دھوم مچی ہوئی ہے شاید کوبیر کو خبر نہیں۔ بات کہتے کہتے راون نے تلوار میان سے نکالی۔ اور مصاحب کا سر بھٹا سا لوٹنے لگا۔ اور گوشت راچھسوں میں تقسیم کر دیا اور خود رتھ پر سوار ہو کر کوبیر پر چڑھ دوڑا۔

سرگ ۱۴

راون اور کوبیر سے مقابلہ

راون کے ساتھ مہودر، پرہست، سکھ سارن، دھمراکچھ سے نامی سپہ سالار خون کا دریا بہانے والے ہیں۔ گھڑی بھر میں کیلاس پربت پر پہنچے۔ کچھ لوگوں نے راون کو آتے دیکھا کہ راون چڑھ آیا ہے خیر نہیں کوئی دیتی۔ کوبیر نے فوج کی تیاری کا حکم دیا چند سپاہیوں کو راون کے پاس بھیجا۔ کہ راون کو لے آئیں۔ سپاہی راون کے پاس گئے۔ عرض کی کہ آپ کو کوبیر نے یاد کیا۔ راون نے جواب دیا کوبیر سے کہو دونوں ہاتھ باندھ کر حاضر ہو۔ نہیں تو آج ہماری تلوار اس کے خون سے پیاس بجھائیگی کوبیر جی مجبور ہوئے اور فوج لے کر راون کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے۔ راون بھی مستعد جنگ تھا کوبیر سمجھتے تھے کہ راون ڈر جائیگا لیکن راون ڈرا نہیں بلکہ کوبیر کی فوج پر ٹوٹ پڑا صفیں الٹ دیں۔ دستے تباہ ہو گئے مہودر پرہست خوب جی توڑ کر لڑے۔ کوبیر کی فوج نے داد مردانگی دی مگر راون کے آگے پیش نہ گئی۔ ہزاروں ہتھیار راون پر پڑتے ہیں مگر راون پر ایک بھی اثر نہیں کرتا۔ کچھوں نے سرفروشیاں کیں جانبازیاں کرتا ہیں۔ مگر

راون کی تلوار کی آگ سے کٹ کر کے ہزاروں جچھہ مارے گئے اور ہزاروں بے دم پڑے ہیں۔ کوبیر نے اپنی فوج کا صفایا دیکھ کر دوسرے جچھوں کو بھیجا۔ تجو دنامی جچھہ نے ایک گدا ماریچ کے مارا وہ مورچھت ہو کر زمین پر گرا جب ہوش آیا۔ تیروں کا مینہ برسا دیا۔ لاشوں کے پشتے لگ گئے لاکھوں جچھہ موت کے منہ کا نوالہ بنے اور باقیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ راون کوبیر کے دروازے پر چڑھ گیا۔ دوآرپال نے ایک کھمبہ اکھاڑ کر راون کی پیشانی پر مارا۔ پیشانی زخمی ہوئی اور خون بہنے لگا خون بہتے دیکھ کر راون کی جرأت اور بھی بڑھ گئی۔ ایک درخت جڑ سے اکھاڑ لیا اور اس سے جتنے دوآرپال اور جچھہ تھے سب کو ٹوک لیا۔

سرگ ۱۵

راون اور کوبیر کی لڑائی

کوبیر نے دیکھا کبخت نہیں مانتا۔ پکار کر آواز دی بہادر جچھو ایک ساتھ حملہ کرو۔ اس ملعون کو کسی طرح زیر کرو تب تمہارا نام ہے۔ جچھوں نے ایک بارگی حملہ کیا۔ شکتی۔ مگدر۔ ترسول کی مار ہونے لگی۔ ادھر مہودر۔ پرہست اور ماریچ نے جچھوں کا ستھراؤ کر دیا۔ دھمراکچھ کے گدا سے بھی ہزاروں جچھہ برباد ہوئے۔ من بھدر بڑا جنگ جو جچھہ تھا دھمراکچھ کے مقابلے پر آیا اور ایک گھونسا تان کر ایسا مارا کہ دھمراکچھ زمین پر گر پڑا۔ من بھدر نے گدا چھین لی اور راون کے گھما کر ضرب لگائی۔ تاج گر پڑا۔ من بھدر کی دلیری کی تعریف ہونے لگی۔ کوبیر نے دیکھا۔ کہ غضب کی خونریزی ہے۔ خود گدا لے کر چلے اور راون کو ہیر سے کہنے لگا کہ اب تک منہ چھپائے بیٹھے تھے۔ مردوں سے ڈرتے تھے۔ اب کیوں آئے۔ خیر اگر جیوٹ دلاوری رکھتے ہو تو ابھی وارا نیارا ہو جائے۔ کوبیر بولے اب بھی منع کرتا ہوں۔ لیکن

نہیں مانتا۔ اے کمبخت زور بازو پر بھولا ہے یا اپنے لجیم وشجیم جثے پہ پھولا ہے۔ یہ مٹی کے برابر ہے۔ ادھرم کرنا چھوڑ دے باپ ماں اور بڑے بھائیوں کی خدمت کر۔ جچھوں نے کوبیر کو سمجھایا کہ آپ بیکار مغز خراشی کرتے ہیں۔ یہ کمبخت نہیں مانیگا۔ راون گدا گھماتا جچھوں کی صفیں چیرتا ہوا کوبیر پہ جھپٹا۔ سحر و افسوں سے ہزاروں راون بنا لئے بہت سے تیر اور سود پیدا کئے۔ میدان جدال وقتال اور بھی گرم ہوگیا ہر جچھ کے سامنے ایک ایک راون تھا۔ ایک راون سے تو جی ہار گیا تھا۔ ہزاروں راون کیونکر دفع ہوتے راون نے تڑپ کر ایک گدا کوبیر کے سر پہ ماری سر پھٹ گیا اور کوبیر زمین پر گرے منہ ناک سے خون جاری ہوا۔ کوبیر کے گرتے ہی جچھ بھاگ گئے راون میدان خالی پاکر رتھ پہ بیٹھ گیا اور کروڑہا قسم کے ہیرے جواہرات خزانے سے نکلوا کر رتھ پر رکھ لئے اور مارتیچ کو کوبیر کے تخت پر بٹھا دیا اور سکہ خطبہ راون کے نام پر جاری ہوا۔

سرگ ۱۶

کیلاس پربت راون کے ہاتھوں پر

راون اس فتح سے بہت خوش ہوا اور بوان لیکر لنکا کی طرف مراجعت کی مگر بوان چلتے چلتے رُک گیا۔ راون کو فکر ہوئی کہ بوان کیوں نہیں چلتا۔ ماریچ بولا کہ بغیر کوبیر کے بیٹھے نہیں چل سکتا۔ ایک شخص سامنے کھڑا تھا راون نے اشارے سے بلایا۔ پوچھا کہ کہاں جاتے ہو وہ شخص مہادیو جی کا خدمتی تھا بولا اس مقام پر شامکارتک جی جچھ اور گندھرب رہتے ہیں بغیر اجازت مہادیو جی کے کسی کی مجال نہیں کہ قدم رکھ سکے۔ راون سُن کر بوان سے اتر پڑا۔ اور مہادیو جی کے پاس گیا۔ دیکھا کہ نندی جی شیو جی کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ راون کو نندی کا منہ دیکھ کر ہنسی آگئی۔ ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ نندی جی کا چہرہ بندروں سے مشابہ تھا۔ نندی جی نے

راون کی کے آ ادبی دیکھ کر شراپ دیا کہ ہمارا چہرہ دیکھ کر ہنستا ہے۔
بندر ہی تیرے پریوار کو ناش کرینگے۔ پھر غصّے سے کہنے لگے کہ جی میں آتا
ہے اسی وقت تیرا خون چوس لوں مگر مجھے کچھ ضرورت نہیں تیرے گناہ
خود ہی تجھے برباد کر دینگے۔ راون نے نندی کے شراپ کی پرواہ نہ کی
وہ تو اپنے فکر میں غلطاں تھا کہ مہادیو جی کیلاش پر تپ کر رہے ہیں
اسی وجہ سے بِوان چلنے سے مجبور ہے۔ راون نے کیلاش پربت کو مکہ
مار کر اُٹھا لیا دیوتاؤں پر تھر تھری سوار ہوئی۔ بخار چڑھ آیا۔ کہ
اب کسی طرح جان نہ بچیگی۔ پاربتی جی کانپنے لگیں۔ دہشت سے تھرتھرا
اُٹھیں۔ مہادیو جی کا ہاتھ تھام لیا۔ کیلاش پربت راون کے ہاتھ پر
ہے۔ مہادیو جی نے انگوٹھے سے دبا دیا راون کا بازو بوجھ نہ سنبھال
سکا۔ درد سے بیتاب ہو کر چکر آنے لگے۔ اور پربت نیچے جھکا زمین
دبنے لگی۔ سمندروں کا پانی اچھلنے لگا دیوتاؤں پر کپکپی سوار ہے قیامت
کے سامان نظر آئے۔ راون کے صلاح کار عرض کرنے لگے غضب ہوا جاتا
ہے مہادیو جی کی استتی کیجئے ورنہ زمین کا طبقہ الٹ جائیگا۔ راون۔
دھورر۔ مایچ۔ پرہست کے ساتھ استتی کرنے لگا۔ ہزار برس یکسر
لخت استتی کی۔ آخرکار شیو جی آسن سے اُٹھے۔ راون کے پاس آئے
فرمایا تو نے بڑی گستاخی کی سزا سے بچ گیا۔ جا لنکا میں راج کر پشپ بِوان
تیرا مفوضہ ہے جس راستے سے جی چاہے لیجا۔ شاہ راون ثنا خواں ہوا۔
اور عرض ظاہر کی کہ آپ کی کرپا سے بعید نہیں کہ میری عمر بھی بڑھ جائے
عمر ضرور گھٹ گئی ہوگی۔ کیونکہ ادھر بہت سے گناہ ایسے ہوئے ہیں جن کا
کفارہ بھی نہیں برہما جی کا بردان تھا کہ

دیوگندھرب۔ کچھ کسی سے موت نہ ہوگی۔ آپ میرا منورتھ سپھل کیجئے۔
مہادیو جی بولے بہت اچھا۔ عمر بڑھ جائیگی۔ مگر بندر اور انسان سے حذر رہے
یہ کہہ کر چندرہاس شمشیر راون کے حوالے کی اور فرمایا کہ اس کی پوجن ہر روز
کرتے رہنا۔ اگر نہ کروگے تو شمشیر ہمارے پاس چلی آئیگی۔ اور تم موت کے

منہ میں ہو گئے اگست رشی ناقل ہیں کہ یہ بردان پاتے ہی راون وہاں سے چلا آیا۔ کچھ دنوں لنکا میں سلطنت کی جو چھتری راجہ سرتابی کرتا دھمکا دیتا اس نے دنیا بھر کے راجاؤں کو جیت لیا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ حکم عدولی کرتا۔ جو راجہ مغلوب ہوتا ڈر کے اس کے پاس چلا آتا راون اس کا راج بخش دیتا تھا۔

سرگ ۱۷

سری جانکی جی کی وجہ پیدائش

ایک دفعہ شاہ راون کا گذر سمیوان پربت پر ہوا۔ ایک نوخیز۔ لڑکی تپ کر رہی تھی۔ راون دیکھتے ہی عشق میں سرشار ہو گیا مسکرا کر پوچھا کون ہو۔ اس شباب کے عالم میں کس غرض سے ریاضت کر رہی ہو۔ جوانی کا عالم ہے عیش و عشرت کے دن پھول پان سے نازک تپ کرنا نہیں زیبا۔ یہ بتاؤ کس کے گھر کا چراغ اور کس کی آغوش کا کھلونا ہو۔ نوخیز لڑکی نے جواب دیا باپ کا نام کشن دھج اور دادا کا نام برہست ہے وہ بڑے پنڈت علوم وید اور شاستر کے دھنی ہیں وید پڑھتے ہی پڑھتے ہمارا جنم ہو گیا۔ بید وتی نام ہے ہمارے واسطے اندر اور گندھرب اور بہت سے دیوتا نقد و جنس لے کر پتا کے پاس آئے۔ مگر پتا انکار کرتے رہے کسی سے شادی نہ کی۔ ان کی خواہش تھی کہ ایسی حسینہ جمیلہ کا عقد بشن سے ہوتا تو اچھا تھا دیوتے مایوس ہو کر پھر ے اتنے میں ایک راچھس جس کا نام سمبھو تھا۔ پوشیدہ طور سے آیا۔ اور ہمارے پتا کا سر تلوار سے اتار لیا۔ ماتا ہماری چتا بنا۔ اور پتا کا سر لے کر اگنی میں ستی ہو گئی۔ ہماری ماتا اور پتا دونو کی خواہش تھی کہ کسی بشن سے شادی ہو۔ اس لئے تپ کرتی ہوں۔ دیکھئے کس دن تپ پورا ہو۔ اور بشن بھگوان ہمارے شوہر ہوں۔ ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ اگرچہ برہمن ہو اور پلست من کے پوتے اور تپ میں یگانہ روزگار ہو گر

ادھر کی ہو یہاں سے جاؤ۔ راون پشپ بوان سے اتر پڑا اور سمجھانے لگا۔
کیسا باغ جوانی کو برباد کر رہی ہو۔ گلاب سا چہرہ کملایا جاتا ہے۔ کیا تم
ہماری طاقت کو نہیں جانتی ہو ہماری قدر منزلت منظور نہیں کیا ہم بشن بھگوان
سے کم ہیں دیوتا بشن بھگوان کے محکوم ہیں اور ہمارے بھی ست نگر ہیں مجال نہیں
کہ ہمارے خلاف کوئی کام ہو۔ بشن سے کس بات میں کم ہوں ہمارے ساتھ
شادی کیوں نہیں کرتیں۔ بیدوتی بولی کہ بشن کی برابری کرتے ہو ہم سے
ان کی مذمت نہیں سنی جاتی دور ہو۔ راون شعلے کی طرح بھڑکا لپک کے
تو فیز لڑکی کے بال پکڑ لئے۔ اور گھسیٹنے لگے۔ لڑکی نے ہاتھ مارا۔ بال کٹ گئے
تپ کے زور سے ہاتھ اس کا تلوار کی دھار ہو گیا۔ اگست رشی کہتے ہیں۔ کہ
لڑکی نے شراپ تو نہیں دیا۔ لیکن بدن سے شعلہ نکلا اور جل کر راکھ ہو گئی
جلنے کے وقت کہتی گئی۔ کہ میرا بدن تو نے چھو لیا۔ اب میں بشن بھگوان کے
قابل نہیں دوسرے جنم میں تو میری وجہ سے مارا جائیگا۔ دیوتوں نے اس پاک
عصمت پر گل افشانی کی۔ شراپ سن کر بہت خوش ہوئے۔ رامچندر جی
یہ جانکی جی وہی بیدوتی ہیں۔ جنھوں نے راجہ جنک کے یہاں جنم لیا۔ اور
آپ کے ساتھ شادی ہوئی خیال کیجئے تو راون بیدوتی کی وجہ سے ہلاک
ہوا۔ جانکی بیدوتی کا اوتار ہیں۔ اور اب دواپر یگ میں رکمنی
نام سے پکاری جائینگی۔ جب آپ کرشن اوتار لینگے۔

سرگ ۱۸

راجہ مروت اور شاہ راون کی ملاقات

شاہ راون اپنا سامان لے کے پشپ بوان پر سوار ہوا۔ اور سیر کرتے
ویش جب پہنچا۔ وہاں کا راجہ مروت نامی جگ کر رہا تھا۔ دیوتا راون
کو دیکھتے ہی تھر تھر کانپنے لگے اور بھیس بدل بدل کر کھسک گئے

اندر۔ مور۔ دھرم راج۔ کوا۔ کوبیر۔ گرگٹ۔ برن ہنس روپ
بھر کر جگ سے باہر آئے۔ صرف شام برت اور راجہ مردت رہ
گئے۔ راون راجہ مردت سے جنگ کا خواہاں ہوا۔ راجہ بولا تم
تم کون ہو۔ راون نے ہنس کر جواب دیا۔ کوبیر کا بھائی ہوں۔ راون
نام ہے جس نے پرتھوی کے راجاؤں کو جیت لیا ہے تم کو بھی لڑ کر نیچا دکھاؤنگا
یا ہاری مان کر کہدو۔ کہ تابع فرمان ہو۔ حال ہی میں کوبیر کو مغلوب کر کے
پشپ بوان چھین لیا۔ راجہ مردت بولے یہ کہو بھائی کے دشمن ہو دنیا میں تم
سا ادھرمی کوئی نہ ہوگا جس نے بھائی کو مارا ہو۔ اے راون تو نے بہت
ریاضت کیا ہے کس لئے اتنے بڑے ریاض کو غارت کئے دیتا ہے۔ خیر اگر
جنگ کا متمنی ہے تو لے۔ یہ کہہ کے بیٹھے بیٹھے کمان پر تیر چڑھایا۔ شام برت
برہمن نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور بولا یہ کیا کرتے ہیں۔ ابھی جگ پورا نہیں۔ غصہ
تھوک دیجئے۔ غصہ پاپ کی جڑ ہے۔ کام سادھ نہ ہوگا۔ اور پھر یہ بھی احتمال
ہے کہ راون مغلوب ہو کے سامنے سے ہٹ جائے۔ کیونکہ اسے تو برہما کا
بردان ہو چکا ہے۔ یہ کسی سے ہارنے کا نہیں۔ راجہ مردت نے کمان ہاتھ سے رکھ
دی۔ اور خاموش ہو رہا۔ راون سمجھا کہ راجہ ڈر گیا۔ ادھر شک آواز
لگائی کہ شاہ راون نے اوسر سنج دیس پر فتح پائی۔ راجہ شاہ راون کا لوہا
مان گیا۔ محکوم ہوا۔ راچھسوں نے لوٹ مار شروع کی۔ رشی اور براہمن مار
مار کر کھانے لگے۔ راون نے وہاں سے مراجعت کی۔ ادھر راون کے چلے
جانے پر دیوتاؤں نے اپنا بھیس بدلا۔ اصلی روپ ہو گئے۔ اندر نے
مور کو دعا دی کہ تم کو سانپوں کا خوف نہ ہوگا۔ اور تمہاری ہزار آنکھوں
کی نگاہ تمہاری پوچھ (دم) پر رہیگی۔ برسات کی فصل میں آنند رہا کریگا۔
دھرم راج نے کوے سے کہا۔ جو شخص کاگ بل دیگا۔ جنم لوک میں نہ آئیگا۔
اور تم امر ہو گئے۔ اپنی موت سے کبھی نہ مروگے۔ جو روحیں ہمارے
لوک میں بھوک پیاس سے بیچین ہیں۔ جب تک تم کو آہار نہ دیا جائیگا۔
کھانا دانہ کچھ نہ ملیگا۔ برن ہنس سے بولے۔ اے ہنس جس ملک میں ہو گے

دکھ نہ ہوگا۔ تمہارا روپ سفید رہیگا۔ چندرماں سے امرت پاؤگے۔ گنگا جل اور ماں سروور جل ہمیشہ ہوگے۔ جس مقام پر تمہارا گذر ہوگا دیوتا باس کرینگے۔ کوبیر نے گرگٹ کو آشیروا دیا کہ تمہارا جسم مثل کندن کے جھلکا کریگا یہ آشیرواد دے کر دیوتا اپنے اپنے استھان کو چلے گئے اور راجہ مرت کا جگیہ پورا ہوگیا +

سرگ ۱۹

راون کی اجودھیا پر چڑھائی

اگست رشی کہتے ہیں کہ شاہ راون نے سیاحی پر کمر باندھی جس ملک میں جاتا وہاں فرمانروا نام سنتے ہی تابع ہو جاتا۔ یا کسی کو لڑکر زیر کرتا غرض ہر طرح اپنی سلطنت کو وسیع کرتا گیا۔ اکثر راجہ بغیر کہے سنے خراج بھیج دیا کرتے اتفاق سے راون کا گذر اجودھیا پوری میں ہوا۔ راجہ انرنیہ راج کی حکومت تھی۔ جنگجو راون نے قاصد بھیج کر کہلا بھیجا کہ ہمیں جنگ کی تمنا ہے اگر لڑائی کی تاب نہ ہو تو ہاتھ باندھ کر حاضر ہو۔ راجہ انرنیہ راج نے جواب دیا کہ اگر جنگ کی ہوس ہے تو ہم مزہ چکھا دینگے۔ شہر کے باہر وسیع میدان ہے وہیں ہمارا راون کا فیصلہ ہو جائیگا۔ فوج کی تیاری کا حکم ہوا کمریں کسی گئیں صف بندی ہوئی اور سارا لشکر سج سجا کرتا ہوا۔ میدان میں جنگ پر مستعد ہوگیا۔ دس ہزار جنگ جو ہاتھی اور چالیس ہزار اسپ اسوار ساٹھ ہزار رتھی سوار کے جمع میں۔ راجہ اجودھیا راون کے مقابلے پر آیا کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ تلواریں چمکنے لگیں نیزے سینے توڑنے لگے اور خنجر گلے میں تراز و ہو ہو کر بہادروں کے خون سے پیاس بجھانے لگے راجہ انرنیہ کے خون آشام تیروں نے بڑے بڑے راکھشسوں کو خاک میں ملا دیا۔ مگر راون پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا اور شیروں کی طرح ڈپٹ

رہا ہے۔ جدھر رُخ کرتا ہے پرے کے پرے صاف ہو جاتے ہیں۔
راجہ انرنیہ راج راون کی قوت دیکھ کر سہم گیا۔ مگر چھتری تھا غیرت
میدان چھوڑنے پر متقاضی نہ ہوئی۔ ڈٹا رہا۔ اور آتشیں تیروں کی
بوچھاڑ کر دی۔ اِن باتوں نے بھی راون پر اثر نہ کیا۔ البتہ سک و
سارن راون کے نامی سپہ سالار زخمی ہو گئے۔ پھر راجہ نے آٹھ
سو بان یک دم کمان پر جوڑے۔ اور راون کو نشانہ بنا کر چھوڑنے
یہ بان بھی آہنی بدن پر گھٹا گھٹ لگتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین
پر گر پڑتے ہیں۔ راون کے جسم پر نشان بھی نہ آیا۔ راجہ مجبور ہوا۔ شاہ
راون نے رتھ بڑھا کر راجہ انرنیہ راج کے تان کر گھونسا لگایا۔ راجہ
چوٹ کھا کر رتھ سے گرا۔ خون بہنے لگا۔ حلق کے دانت پیٹ میں اتر گئے۔
بھیجا نکل آیا۔ راون ہنس کر بولا۔ کیوں بچہ یہی دام واعیہ تھا۔
کہ میرے زور بازو کو نہیں مانتے تھے۔ کیا اس دم خم پر لڑنے
آئے تھے۔ مزہ چکھ لیا۔ جاں بلب راجہ نے بمشکل جواب دیا۔
کہ تو راچھس ہے۔ راچھسوں سے ہم لڑ نہیں سکتے۔ میری
موت قریب تھی۔ میری یوں ہی بدی تھی۔ ایشور کی مرضی میں
چارہ نہیں۔ کوئی دم کا مہمان ہوں۔ ہاں اتنا یاد رکھنا۔ کہ
میرے خاندان میں راجہ دسرتھ کے بیٹے راجہ رامچندر ہونگے
اُن کے بانوں سے تو مارا جائیگا۔ کہتے کہتے مجروح راجہ
کی جان نکل گئی ؛

سرگ ۲۰

راون اور نارد جی کی دو باتیں

راون مظفر و منصور شہر کے اندر گھسا۔ رعیت بھاگ رہی ہے

راچھس جسے پاتے ہیں - چبا جاتے ہیں - اتنے میں نارد جی
راون سے ملاقی ہوئے - راون سربسجود ہوا - پرنام کیا -
اور پوچھا آپ کہاں سے آتے ہیں - ناردو نے کہا آپ کی حسادت
اور دلیری سے دل بہت آنند ہوا - آپ کی کیا بات ہے - واقعی
آپ نے وہ کام دکھائے - کہ دیوتے سات اوتار بھی رکھتے -
تو بھی نہ ہوتا - جس طرح بشن نے راچھسوں کو مارا تھا - اسی
طرح آپ نے دیوتوں کو ناکوں چنے چبوا دئے - خوب عوض لیا -
واہ واہ واہ - مرد ایسے ہی ہوتے ہیں - دنیا میں تو کوئی راجہ
ایسا نہیں - جو سر ہلا سکے - بیچارے انسان یکمشت خاک - ان
کو بیکار چھیڑتے ہو - جب چاہو مل ڈالو - اور انسان تو یونہی مرے
ہوئے ہیں - ان کے مارنے سے کوئی بڑائی نہ ہوگی - آپ دیوتا
گندھرب اور جچھ سے مقابلہ کیجئے - انسان عیش کے بندے ان
کی عمر کم ہوتی ہے اور امراض بھی پیچھا نہیں چھوڑتے - ان کے
یہاں شادی و غم دونو ساتھ ہیں - کہیں جگہ ناچ و رنگ کی محفل آراستہ
ہے - کہیں جگہ رونے دھونے سے گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے انسان
اپنے مطلب کے سامنے دوسرے کے دکھ کی پرواہ نہیں کرتا جب
کوئی مرجاتا ہے - تو سارا گھر روتا ہے - جمراج جی ڈنڈ دیتے ہیں
تم جمراج سے لڑائی کیوں نہیں کرتے - کال سے لڑو جس میں
تمہاری تعریف ہو - جس دن جمراج پر قابو پاؤگے - تو سارا
سنسار قبضے میں آ جائیگا - راون ہنس کر کہنے لگا آپ
تو ہمارے خیر خواہ ہیں - ہماری بھلائی کی باتیں سوچا کرتے
ہیں - اور رشیوں میں یہ بات نہیں وہ تو ہم سے جلتے رہتے ہیں ہم
تو سوچ ہی رہا تھا کہ پہلے رساتل کو زیر کروں - پھر دیو لوک کو
الٹ دوں - لیکن آپ کی آگیا جم لوک جانے کی ہوتی ہے جیسی آپ
کی مرضی مجھے منظور - نارد جی بولے کہ راستہ بھولے جاتے ہو پہلے

پہلے دیولوک جاکر دکھن طرف چلے جاتا - جمراج کو قید کرکے رساتل پہنچو۔
راون نے کہا جمراج کس کھیت کی مولی ہے - اس کا جیت لینا کون بڑی
بات ہے - میرا عہد ہے تینوں لوک زیر نگیں ہوں - ابھی میں نے صرف
اپنے بھائی کوبیر کو جیتا ہے یہ کہہ کے راون نے دکھن کی طرف بوان
کا رخ پھیر دیا - نارد جی فکر میں غلطاں ہیں کہ چونکہ جمراج ایسے زبردست
کو جو تمام سنسار کو مارنے والے ہیں - راون جیت لیگا - نارد جی سوچتے
ہی بستے جلد لوک پہنچے اور جمراج اور راون کی لڑائی کے تماشائی بنے -

سرگ ۲۰

راون اور جمراج کی لڑائی

نارد جی جلد پھیری لگاتے جمراج کی سبھا میں پہنچے جمراج آسن پر بیٹھے ہوئے
سبھی کو [illegible] رہے ہیں - نیک و بد کی سزا دے رہے ہیں -
جمراج جی نارد کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے پوچھا آپ نے کیوں
تکلیف کی - نارد جی کہنے لگے کہ راون راچھسوں کا راجہ آپ سے جنگ
کا خواہاں ہے - مجھے حیرت ہے کہ آپ تو سب کو سزا دیتے ہیں - آپ سے
راون کیونکر لڑیگا - اتنے میں راون کا بوان دکھائی دیا اور راون بھی
آسمان سے ناظر ہے کہ کوئی پاپ اور کوئی پن بھوگ رہا ہے جمراج
کے دوت سزا دے رہے ہیں - کوئی کاٹھ میں پڑا ہے اور کوئی تلوار
کی دھار پر چلا جاتا ہے - اور کہیں شیشہ گرم کرکے کان میں بھرتے ہیں
اور کوئی خون اور پیپ کی ندیوں میں غوطے کھاتے ہیں - کوئی گرم
بالو میں جلائے جاتے ہیں - کوئی سانپ سے کٹوایا جاتا ہے کوئی جلتے
ہوئے کھمبے میں لٹکایا جاتا ہے کوئی بھوک پیاس سے بیتاب اور کوئی غیظ
بہشت میں لذت پاتے ہیں - دوسری طرف دیکھنے سے معلوم ہوا - کہ [illegible]

مؤلفہ اُفق

عمدہ عمارتوں میں راگ رنگ ہے ۔ کوئی ناچتا ہے ۔ کوئی گاتا ہے ۔ عیش و
عشرت کی محفلیں گرم ہیں ۔ اس سے یہی نکلتی کہ جو جیسے کرم کیا
ہے ۔ وہ سکھ دکھ بھوگتا ہے ۔ جس نے دان اور پن کئے ہیں ۔ وہ
عیش کر رہے ہیں ۔ اور جو بد کاموں کے عادی ہیں ۔ وہ سزا بھگت
رہے ہیں ۔ راون کو جمراج پر غصہ چڑھ آیا ۔ دانت بنائی اور خنجر
لے کر دوڑا ۔ جم لوک میں تلاطم مچ گیا ۔ جمراج راچھسوں کو شکتی تومر
گدا ۔ اور گرز سے مارنے لگے ۔ جس طرح مکھیاں شہد میں لپٹ جاتی
ہیں اسی طرح جمدوت راون کے بوان میں چمٹ گئے ۔ کوئی درخت
لے آتا ہے ۔ کوئی پہاڑ اکھاڑ کر راچھسوں پر ٹپکتا ہے راون کے
ہمراہی پریشان ہو گئے ۔ احتمال تھا کہ کہیں بوان نہ لوٹ جائے ۔ راون
نے کمان پر تیر جوڑا ۔ اور دونو طرف ہتھیار برسنے لگے ۔ جمدوت راون
کے بانوں سے بوان چھوڑ چھوڑ کر کچھ تو گھائل ہو گرے اور کچھ بھاگ کھڑے
ہوئے ۔ فوج منتشر ہوئی ۔ جمراج نے آواز لگائی ۔ اور چاروں طرف سے
راون کو گھیر لیا ۔ ترسولوں کی مار ہونے لگی ۔ راون خون سے تر بتر ہو گیا
مگر جیوٹ ہاتھ سے نہ گئی ۔ اسی طرح سے لڑ رہا ہے ۔ راون کے ساتھی
راون کی جرأت دیکھ کر اپنے پر نفرین کر کے پھر لڑنے لگے ۔ جمدوتوں
نے راون کے چھکے چھڑا دئے ۔ اس قدر تلواریں پڑیں کہ راون کی زرہ
پرخچے پرخچے ہو گئی ۔ راون کی آتش غضب بھڑک اٹھی ۔ بوان سے اتر
اور پشوپت استر کمان پر چڑھایا ۔ اور کان تک کھینچ کے یہ کہہ کے
چھوڑ دیا ۔ کہ کھڑے رہو ۔ اب سب کو فنا کئے دیتا ہوں ۔ پشوپت
استر کے چھوٹتے ہی جمدوتوں کی لاشیں زمین پر بچھ گئیں ۔ کسی کی ہڈی
ٹوٹی کسی کا پاؤں کٹا کسی کا سر پھٹ گیا ۔ ہزاروں دوت لڑائی کی
تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ اور راون میگھ کی طرح گرجنے لگا ۔

سرگ ۲۱

برن لوک پر چڑھائی

جمراج اس شکست سے بادل حزین راون سے بھاگے فوج بھی پریشان ہے بمشکل تمام اکٹھا کرکے راون کے مقابلے پر کمر ہمت باندھی خود رتھ پر سوار ہوئے۔ موت سالار لشکر ہے۔ جمراج کی کال ڈنڈ لئے ہوئے راون کی طرف آئے۔ جمراج جی کا چہرہ نہایت مہیب ہو رہا تھا۔ دیوتا اور گندھرب تھر تھر کانپ رہے تھے۔ میدان پکڑ کر نعرہ زن ہوئے اور کمبخت راون کو ہماری فوج تمہارے ہاتھوں پامال ہو چکی مگر آج ہیں تیر اگھمنڈ بھلا دونگا تیری روح قبض کرنے کو ملک الموت ساتھ ہے ایک ایک کو لوٹ لینگے غرضیکہ جمراج جی اور موت کی مہیب صورت دیکھتے ہی راون کے سپاہی بھاگ گئے۔ مگر راون میدان رزم سے نہ ہٹا۔ نہ کچھ خوف سمایا جمراج جی غصے سے کانپنے لگے۔ تیر تلوار اور خنجر و سنان سے راون پر حربہ کرنے لگے۔ راون نے بھی جمراج کو تیروں کا نشانہ بنایا۔ جمراج نے ایک دم سے سو بان راون کی چھاتی پر مارے راون کبھی قدر متاثر ہوا۔ مگر چوٹ ہاتھ سے نہ چھوڑی بدستور گرم جنگ ہو رہا۔ سات شبانہ روز جدال و قتال کی آگ بھڑکتی رہی۔ راون رتھ دوڑا کر جدھر حملہ کرتا ہے قیامت برپا ہوتی ہے۔ دیوتاؤں اور رشیوں نے بھی آکاش سے بان مارے راون ہر ایک کو جواب دیتا ہے۔ جس وقت تڑپ کر آکاش میں اچھلتا ہوا دیوتاؤں کی صفوں میں پہنچتا۔ عجب خوفناک نظارہ سامنے پھر جاتا۔ دیوتا منتشر۔ جدھر سینگ سماتا ہے۔ بھاگ جاتے ہیں۔ جمراج بھی راون کے تعاقب میں آکاش پہنچے۔ دونوں کی کرخت آواز سے آسمان چکر کھا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کال کے دو میگھ ٹکرا رہے ہیں۔ اس قدر بانوں کی برسات ہوئی۔ کہ آسمان تیروں سے چھپ گیا راون

موت کو مجروح کیا ادھر سات بانوں سے جمراج
نے اور بھی غضب کیا کہ چار بانوں سے موت کو مجروح کیا
کے سارتھی کو ہلاک کر ڈالا۔ جمراج جی کا چہرہ آگ بگولا ہو گیا۔ دہن سے
شعلے نکلنے لگے۔ موت جمراج سے کہتے ہیں کہ راون کبھی نہ بچے گا آپ ٹھیریں
میں اس کمبخت کی روح ابھی قبض کئے لیتا ہوں میرا یہی کام ہے برہما کشیپ
اور نیچے بڑے بڑے دیوتوں دیتوں کی روحیں تو میں نے قبض کی ہیں پھر
بھلا راون کا کیا شمار ہے۔ دیوتا اور گندھرب تک میرے نام سے کانپتے ہیں
کیسے ہی تن و توش کا دیو ہو۔ مگر میں دم کے دم میں مار لیتا ہوں جب کبھی پر
میرا دانت لگا۔ پھر نہ بچا۔ جمراج بولے تمہاری تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں
مجروح ہو دم لے لو۔ میں اکیلا کافی ہوں یا آج یہ نہیں یا میں نہیں۔ یہ کہہ
کر کال ڈنڈ کو چلا دیا۔ چاہتے تھے سر قلم کر لیں آسمان میں تہلکہ پڑ گیا تھا۔ دیوتا
بلند ہوا۔ کال ڈنڈ سے راون کی جان بری نہیں ہو سکتی۔ برہما جی نے ہاتھ
پکڑ لیا۔ اور خوشامدانہ لہجے سے بولے کہ کال ڈنڈ راون پر نہ چھوڑو میں نے اس کو
بر دان ہے۔ بردان چھوٹا ہو جائیگا اور یہ بھی بات ہے کہ کال ڈنڈ سے بچ نہ سکیگا ہی
دنیا الٹ جائیگی اگر راون کو ہلاک کر دیا تو ہمارے بردان کی عزت جاتی رہیگی اور اگر وہ
بچ گیا تو کال ڈنڈ کی حرمت میں بٹہ لگیگا۔ کال ڈنڈ کے چھوٹتے ہی دنیا
میں کوئی جیو بچ نہیں سکتا۔ تم نہیں زندہ رہ سکتے ہو۔ اگر راون بچا تو لمبی
زندگی نہیں۔ کال ڈنڈ کا وار خالی نہیں جاتا۔ تمہارا سر قلم کر دیگا۔ جمراج
نے ڈنڈ ترکش میں رکھ لیا۔ اور خود نظروں سے غائب ہو گئے۔ میدان چھوڑ
جمراج کے غائب ہوتے ہی فوج بھاگی۔ شاہ راون کی فتح ہوئی۔ نقارے
پر چوٹ پڑی۔ کہ جملوک راون کے قبضے میں آیا۔ اور فتح کا پھریرا جمراج
کے محل پر لہرانے لگا۔ جملوک میں راون کی دھوم مچ گئی اور جمراج جی
شکست خوردہ فوج کو لئے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کسی جگہ بیٹھ کے
دم لیا۔ برہما اور نارد نے سمجھایا کہ شکست فتح ایشور کے اختیار ہے
تم نے مقابلہ خوب کیا۔ ابھی اس کی موت کے دن نہیں ادھر
شاہ راون مظفر و منصور پشپک بمان پر بیٹھا ہوا رساتل پہنچا۔ بھوگوتی کا جہان

باسک ناگ رہتے ہیں۔ محاصرہ کر لیا۔ باشک ناگ راون کے خوف سے چوں
نہ کر سکے۔ سر جھکا کر خدمت میں حاضر ہوا۔ نذر دکھائی شاہ راون وہاں سے
رخصت ہو کر من مے شہر میں پہنچا۔ آواز لگائی کہ جو دیوتا یا گندھرب کی تمنا
ہو تو ہمارے پاس آئے ڈیڑھ برس تک متواتر لڑائی رہی۔ کوئی مغلوب نہ ہوا
برہما جی دیوتوں کے پاس پہنچے اور ہدایت کی کہ راون کا جیتنا محال ہے۔
میل کر لو۔ ہمارا بردان ہو چکا ہے۔ یہ کسی سے مارا نہیں جائیگا دیوتوں نے
صلح کر لی۔ من مے دیس میں راون نام کا ڈھنڈورا پٹ گیا۔ ایک برس
شاہ راون نے وہاں قیام رکھا۔ سکے خطبے پر راون کا نام کندہ ہوا۔ وہاں
سے چل کر برن دیس میں آیا۔ آسم نگر کے قریب فوج پہنچی یہ مقام دیوتوں کا
مسکن تھا۔ جہاں سوپنکھا خواہر راون کا شوہر تھا۔ تین شبانہ روز جنگ کر کے
وہ سر زمین دیوتوں سے صاف ہوئی۔ سوپنکھا کے شوہر سے بڑی بھاری لڑائی
ہوئی۔ آخر کار مارا گیا۔ چار سو دیوتے اس لڑائی میں کام آئے۔ آسم نگر بھی
زیر اطاعت ہوا۔ اور اپنے نام کا ڈھنڈورا پٹوا کے کیلاس پہاڑ پر مراجعت کی
کیلاس پہاڑ پر شری گنوؤں کا گوشالہ تھا۔ چھیر سمندر وہیں سے نکلا ہے۔
شاہ راون نے گنوؤں کی پرکرما کی۔ وہاں سے برن لوک کی جاترا کی۔ برن
دیوتا کی راجدھانی میں پہنچکر برن کو حاضر ہونے کا پیام بھیجا۔ ملازم برن
دیوتا راون کی طرف دیکھ کر دنگ ہو گئے۔ عجیب ہیبت کا آدمی تھا صورت
دیکھتے ہی تھرتھری بدن پر چڑھ آئی۔ پوچھا آپ اپنا نام بتائیں۔ راون کچھ نہ بولا
گرز و سنان سے برن کے ملازموں کی خبر لی۔ وہ بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑے
ہوئے۔ ایک غریب کو پکڑ لیا۔ اس کی زبانی کہلا بھیجا کہ جا کر کہدے شاہ راون
ہفت اقلیم کا فاتح برن لوک میں آ گیا۔ اگر غیرت ہے تو میدان میں نکل کر
مقابلہ کرے۔ ورنہ ہاتھ باندھ کر حاضر ہوئے۔ برن موجود نہ تھے۔ بیٹے
پوتوں نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ خود بھی ہتھیاروں سے لیس ہو
کر راون کے مقابلے پر میدان میں آئے۔ شاہ راون گرز گراں سے
حملہ آور ہوا۔ لشکر تاب و مقاومت نہ لا سکا۔ بہت سے آدمی کھیت

رہے۔ اور ہزاروں جان لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ برن کے لڑکوں نے بوان منگایا۔ کیونکہ پیدل اور سوار کی لڑائی کچھ باب نہ تھی بوان پر سوار ہو کر راون سے ہم نبرد ہوئے بڑی خونریزی ہوئی برن کے لڑکوں نے خوب مردانگی دکھائی۔ اگن بانوں نے شاہ راون کے لشکر کو منتشر کر دیا۔ راون کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ برن کے لڑکوں نے تعاقب لگایا۔ مہودر۔ پرہست۔ سالار لشکر فوج کی بے دلی دیکھ کر پکارے۔ کہ بہادرو! خبردار۔ میدان سے قدم نہ ہٹنے پائے۔ عزت و جان کا موقع ہے۔ کٹ مرنا بہ نسبت بھاگنے کے بہتر ہے۔ یہ کہہ کر گرز گراں سے حملہ کیا۔ برن کے لڑکوں کے جی چھوٹ گئے۔ ہمت جاتی رہی۔ ہتھیار گر پڑے اور دھم سے زمین پر آ رہے۔ غیرت نے جوش مارا۔ ہتھیار لئے۔ آکاش میں پہنچے اور شاہ راون کو گھیر کر چاروں طرف سے تیر بازی ہونے لگی۔ راون کو بھلا کب تاب تھی۔ برن کے لڑکوں کا بے محابا تیر بازی کرنا راون کب پسند کرتا تھا۔ تیروں کا جواب تیر۔ گرزوں کا جواب گرز دیتا رہا۔ یہاں تک کہ برن کے لڑکے مجروح ہو کر زمین پر گر پڑے اور گرستی میدان چھوڑ کر روپوش ہو گئے۔ شاہ راون کے ظفر مند کامیاب ہوئے اور برن لوک میں شاہ لنکا کی دہائی پھری۔ راون نے برن کی تلاش میں بہت کچھ خاک چھانی۔ مگر پتہ نہ لگا۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ آپ کی آمادگی کر پہلے ہی تخت سے کنارہ کشی کی۔ جلاوطن ہو گئے برہم لوک میں اقامت گزیں ہیں۔ کچھ دنوں کی حکمرانی کے بعد شاہ لنکا بڑے ٹھاٹ سے لوٹ کر لنکا میں چلا آیا *

سرگ ۲۴

راجہ بل اور راون کی ملاقات

بعد فتحیابی برن لوک شاہ راون تخت لنکا پر جلوہ گستر ہوا اراگ و

رنگ کی محفلیں گرم ہیں - خوشامدی شاہ راون کی مدح سرائی میں
مصروف ہیں رفتہ رفتہ آسم نگر کا ذکر چھڑا - لوگوں نے شہر کی خوبصورتی
اور نارائن جی کی ثنا و صفت بہت کچھ بیان کی راون نے تیاری فوج کا
حکم دیا - اور دو منزلہ سہ منزلہ کوچ بولتا ہوا آسم نگر پہنچا - ایک بلند عمارت
نظر آئی - جس میں طلائی دیواروں پر الماس و نیلم کی پچی کاری کی گئی
تھی - عقیق و یاقوت کے دروازے ہیرے جواہرات کی کڑیاں طلائی
گنبد پر گنگا جمنی سنہری کام بنایا گیا - خوبصورت عمارت شاہ راون کے
بہت پسند آئی - پرہست کو اشارہ ہوا کہ خبر لائے یہ مقام کس کی راج
دھانی ہے - پرہست عمارت کے اندر داخل ہوا - سات ڈیوڑھیاں طے
ہونے کے بعد کیا دیکھتا ہے - کہ ایک شخص سانولی صورت موہنی مورت
کربٹ مکٹ دھارن کئے ڈیوڑھی پر پہرہ دے رہا ہے - پرہست کو کچھ
ہنسی آئی اور کچھ ڈر بھی معلوم ہوا - رعب چھا گیا قدم تک نہ سکا - باہر
آیا - اور کل کیفیت شاہ راون کے گوش زد کیا - راون کو بھی جمال جہاں
آرا کے دیکھنے کی ہوس ہوئی - لوان سے اُترا - پیادہ پا داخل عمارت
ہوا مجسّم نور کی صورت نظر آئی - رنگ سانولا کی ادا - متوالی آنکھیں
نورانی چہرہ بڑے آن بان سے طلائی عصا ہاتھ میں لئے گشت لگا
رہا ہے - راون اس کی ہیبت کذائی دیکھ کر ڈر گیا - سانولے
شخص نے راون سے پوچھا - تم کیوں آئے - اگر لڑائی کا حوصلہ
ہے اور اس پر تمہیں ناز ہے - تو میں بتا دونگا - کہ دنیا سور بیروں
سے خالی نہیں - تم سے بھی بڑھ کر پڑے ہیں - گو میں نحیف الجثہ ہوں
مگر تم سے بیسیوں پر اکیلا کھارو ہوں - راون نے جواب دیا کہ مجھے
تم سے لڑنے کی ہوس نہیں تمہارا مالک کون ہے - اسے خبر کرو - راجہ
بل کی مدت سے تلاش ہے اس کا مسکن کہاں ہے سنتا - ہمارا راون نام
ہے - آج تک کبھی لڑائی میں پیٹھ نہیں دکھائی - مگر تمہاری صورت
سے البتہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - ڈر معلوم ہوتا ہے - سانولے شخص

نے کہا۔ کہا تم اُن کے زور سے واقف نہیں سارے زمانے میں دھوم مچی
ہے۔ کس کی مجال ہے جو سامنے آئے۔ اور پالا جیت کر باندھی اپنے ہاتھ
رکھے۔ پھر تمہارا کس قطار میں شمار ہے۔ راست گو۔ حلیم۔ خوش خو۔
خلیق۔ چال ڈھال۔ لستعلیق۔ غرض کون ایسی خو ہے جو ان میں نہیں۔
وید اور شاستر گنتی میں پڑے ہیں۔ جنگ کی ہوس کرنا زندگی سے ہاتھ
دھونا ہے۔ آگے اختیار ہے۔ شاہ راون سادھ لے شخص کی باتیں اس
کان سن اس کان اڑا گیا۔ آگے بڑھا راجہ بل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ
واقعی رعب چھایا ہے۔ جلال برس رہا ہے۔ راون کھڑا ہوگیا۔ راجہ بل
اُٹھے اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ راون کی غرض دریافت کی اور
فرمایا۔ جو تمنا ہو ظاہر کرو۔ حتے المقدور تمہاری بات رد نہ ہونے پائیگی۔
راون زمین ادب چوم کر عرض پیرا ہوا۔ سنا ہے کہ آپ کو بشن بھگوان
نے باندھ لیا۔ اور پاتال میں قید کر دیا۔ افسوس اس بات کا ہے
کہ آپ سا بہادر۔ بات کا دھنی بشن کی قید میں ہو۔ اور ہم لوگ
لنکا میں راج کریں۔ اجازت درکار ہے۔ حکم ہو تو ابھی اس قید سے
آپ کو نجات دلاؤں۔ راجہ بل نے جواب دیا۔ کہ جن بشنو نے ہمیں
باندھ لیا وہ تو دروازے پر پہرہ دے رہے ہیں۔ تم نے دیکھا ہوگا
ان سے کون لڑ سکتا ہے۔ ترلوکی ناتھ ہیں۔ ایسا کون سورما اور بلی ہے
جو مہاراج سے جیتنے کا داعیہ رکھے۔ وہ دنیا کو گھڑی بھر میں غرق
کر سکتے ہیں۔ اور پھر چاہیں از سر نو مخلوقات پیدا کر دیں عذاب و
ثواب کے ناظر ہیں۔ پاپ اور پن کے مالک۔ آپ ہر کرم میں جلوہ گر
ہیں۔ سراسر۔ دیو۔ گندھرب۔ غرض جتنی مخلوق ہے۔ آپ ہی کے فیض
کرم سے دنیا میں پیدا ہوئی۔ آپ راچھسوں کو مار کے دیوتوں کی
رچھیا کرتے رہے۔ ان کی مایا میں سارا جہاں پھنسا ہے۔ جوگی رشی
تک ان کے جال سے چھوٹ نہیں سکتے۔ تم کس کھیت کی مولی ہو۔ جو
داعیہ رکھتے ہو کہ راجہ بل کو بشن کی قید سے چھڑاؤ گے۔ یہ کہہ کر بشن چکر راون

کے حوالے کیا۔ اور کہا جاؤ اس کی پوجا کرتے رہنا۔ یہ تمہارے آڑے وقت کام آویگا۔ مجھے بشن بھگوان نے مرحمت کیا تھا۔ راون سن کر ہنسنے لگا اور ایک کنڈل جو اسی جگہ پڑا تھا۔ اُٹھانا چاہا وہ اٹھ نہ سکا۔ راون عرق عرق ہوگیا۔ خجالت سے سر جھکا لیا۔ پھر زور لگایا۔ یہاں تک کہ منہ اور ناک سے خون بہنے لگا۔ مگر کنڈل نے جنبش نہ کی۔ راجہ بل مسکرا دئے۔ فرمایا۔ بیکار کی کد و کاوش ہے۔ تم بھلا کیا اُٹھا سکو گے۔ تل بھر زمین سے ہٹانا تو دشوار ہے۔ مہاراج بشن بھگوان کا کا کنڈل ہے جب یہ تم سے نہیں اُٹھ سکتا تو اُن کے بندھن سے کیونکر نجات دلاسکو گے۔ اے راون آفرین ہے۔ تمہاری قسمت پر جس نے تمہیں ہمارے پاس بھیجا۔ اگر یہاں نہ آتے تو مہاراج کے درشن نہ ہوتے۔ بس اب ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو۔ کمزور کا ستانا چھوڑو لڑائی کا ارمان دل سے دھو بہاؤ۔ راجہ بل اپنے نصیحت آمیز کلمات سے شاہ راون کو سمجھا رہے ہیں۔ مگر وہ کچھ خیال میں نہیں لاتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ دھرم راج۔ برن۔ کوبیر کے تو ہوا اُڑ چھوٹ گئے۔ بشن میں اتنی قدر کہاں سے آئی۔ کہ میرے سامنے ٹھیر سکیں راجہ بل سے پوچھا یہ شیام سروپ جو دروازے پر پہرہ دے رہا ہے کون ہے راجہ بل نے کہا یہی نارائن اور بشنو۔ نرسنگھ۔ ترلوکی ناتھ۔ بارھوں کلا سورج کی روشنی پرشوتم جگت سروپ دیوتا۔ کھونت۔ گیان ہے مہابل ترلوکی کے گرو ناش رہت۔ موکش، وایک۔ پاپ ناشک ہیں راون تنڈر ہوکے باون بھگوان کے قریب پہنچا۔ اور صلاح حرب سے مہاراج پر حملہ کیا۔ اس وقت باون جی کے ہاتھ میں صرف ایک موسل تھا۔ راون سے فرمایا۔ ابھی تمہاری موت نہیں۔ حالانکہ اس کی ایک ہی ضرب سے تمہارا کام تمام ہوسکتا ہے مگر مجھے مارنا منظور نہیں۔ پھر کبھی ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا اگر ابھی ہلاک کرتا ہوں تو برہما کے بردان کی وقعت ڈوب جائیگی۔ یہ کہہ کر باون بھگوان روپوش ہوگئے۔ راون

مؤلفہ اُفق

کا ۔ سمجھا کہ میری ہیبت سے بھاگ گئے ۔ شادان و فرحاں فتح و نصرت کا نقارہ بجاتا ہوا میرو پربت پر چڑھ گیا *

سرگ ۲۲

سورج لوک میں راون کی حکومت

شاہ راون میرو پربت پر ایستادہ ہے ۔ آفتاب عالمتاب وہیں سے خروج کرتا ہے ۔ سورج کی نورانی کرنوں سے تمام عالم جگمگا رہا ہے ۔ شاہ راون نے دیکھا کہ سورج بھگوان کانوں میں کنڈل پہنے سرخ رنگ کی پوشاک زیب جسم ۔ دیوتا استتی کر رہے ہیں ۔ سورج نارائن آدیو ہیں ۔ شاہ نشاچران اس مقام پر پہنچ کر پھولا نہ سمایا ۔ وہ سمجھتا ہے کہ آفتاب کو تسخیر کر لینے سے تمام عالم مسخر ہو جائیگا ۔ دیو تنے ۔ دیت ۔ گندھرب جچھ کل زیر حکومت ہونگے ۔ پر ہست کو سورج کے پاس بھیجکر پیام دیا ۔ کہ شاہ لنکا جنگ کا خواہاں ہے ۔ اگر تاب ہو تو میدان میں آجاؤ ۔ ورنہ حاضر حضور ہو کر سر ادب خم کرو ۔ سورج بھگوان کے چوبدار بنگل اور ڈانڈی نے موجود ہو کر راون کے آنے کی کیفیت گوش گذار کی ۔ سورج بھگوان نے کشت و خون مناسب نہ سمجھا ۔ کہلا بھیجا کہ ہم لڑائی بھڑائی سے کوسوں بھاگتے ہیں ۔ نہ ہمیں ان سے لڑنے کی تاب ہے ۔ ڈانڈی نے سارا قصہ راون کی خدمت میں گذارش کیا ۔ راون ہنسا اور اپنے دست و بازو کی تعریف کی ۔ سورج دیوتا ڈر گئے ۔ پھر راون وہاں سے چندر لوک کی طرف راہی ہوا *

سرگ ۲۴

راجہ ماندھاتا اور راون سے محاربہ

جب والی لنکا سورج لوک کا سفر کر چکا۔ چندر لوک کی تلاش ہوئی۔ نارد مُنی اور پربت رشی سے ملاقات ہوئی۔ شاہ راون نے دونو رشیوں کے آگے سر جھکایا اور پرنام کر کے رتھ پر بٹھا لیا۔ پشپ بوان ہوا پر پران ہے۔ اور بہت سے بوان بھی نظر آئے۔ راون مستفسر ہوا۔ کہ یہ سواریاں کس کی ہیں۔ آپ کا اشارہ چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو ابھی ان کو عدم کی سیر کراؤں۔ پربت رشی نے جواب دیا۔ یہ بیچارے خود فلک ستائے ہیں۔ تمہاری ہیبت اس قدر طاری ہے کہ اپنا دیس چھوڑے بھاگے جاتے ہیں۔ ان سے کیا لڑوگے۔ اگر لڑنا ہی منظور ہے تو اجودھیا پوری پر کر دل کا ارمان نکالو۔ راجہ ماندھاتا بڑا بہادر اور دلیر ہے۔ ان سے لڑنے میں لطف بھی اٹھیگا۔ راون نے چندر لوک جانا ملتوی رکھا۔ اور بوان کا رُخ پھیر کر راجہ ماندھاتا کے پاس آیا۔ راجہ ماندھاتا مسکرا کر بولے معلوم ہوتا ہے۔ تیری موت آگئی۔ اگر جان حزیں پیاری ہے۔ تو بھاگ جا۔ راون نے طنزاً بیان کیا۔ کہ۔ اندر۔ جم۔ کوبیر۔ برن جیسے نامی دیوتا ہیں۔ سب اس تیغ خونخوار کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ تم تو انسان ہو۔ تمہاری مجال نہیں کہ ہمارے سامنے ٹھیر سکو۔ یہ کہہ کر حربہ زن ہوا راجہ نے بھی دھنش سنبھالا۔ اور تیر خارا شگاف سے راون کا لشکر زخمی کر دیا کوئی راچھس ایسا نہ تھا کہ جس کا جسم زخموں سے چھدنہ ہو گیا ہو۔ راچھسوں نے اقرار برا فرار لیا۔ شاہ راون اکیلا ماندھاتا پر تیر برسا رہا ہے۔ راجہ نے پانچ بانوں سے راون کا بدن زخمی کر دیا۔ ہر بان راون کے جسم اور سر کو توڑتا ہوا پار نکل گیا۔ شاہ راون مورچھت ہو کر زمین پر گرا۔ پھر سنبھلا۔ اور مجنوں وار تاکو مارنے لگا۔ راجہ نے پھر تیروں سے ہڈیاں پسلیاں ڈالیں۔ راون کے ہوش جلتے رہے۔ تاب مقاومت نہ لا سکا۔ پیدل بھاگا۔ اور کچھ دور جاکر بیہوش

ہوگیا - ماندھاتا کی فوج راون کے متواقب دوڑی - راون غضب سے جل
اٹھا - اور راجہ پر اس قدر تیر مارے کہ آنکھوں میں اندھیرا چھاگیا - پھر تیر کمان
پر چڑھایا - اور راون کے سر کو نشانہ بنایا - ایک بان سے ہزار بان ہوئے -
راکھشسوں کے پرخچے اڑ گئے - راون اور راجہ سے کشتی ہونے لگی - اس قدر زور
آزمائی ہوئی کہ تینوں لوک کانپنے لگے - ناردا اور پربت رشی اس لڑائی کو بڑے
غور سے دیکھ رہے ہیں - اتنے میں پلستیہ منی اور گالومن آئے اور راون اور
راجہ ماندھاتا کے درمیان رشتہ محبت قائم کر دیا - راجہ ماندھاتا نے کہا
کہ جب تک راون اپنے ہاتھ سے نہ لکھ دے کہ ہمارے خاندان میں کسی سے
نہ لڑیگا - اور اگر لڑیگا تو ہلاک کیا جائیگا - تب تک میں اس کو نہ چھوڑونگا -
نہیں آج فیصلہ کر دونگا - راون نے لکھ دیا اور وہاں سے آگے بڑھا ۔

سرگ ۲۵

چندر لوک پر چڑھاوا

راون اجودھیا پوری سے دس ہزار جوجن کا سفر طے کرتا ہوا ہنس کے دیس
میں پہنچا - پھر وہاں سے دس ہزار جوجن اور آگے بڑھا - یہاں میگھ رہتے
تھے - وہاں سے آگے گیا ساٹھ ہوا ہیں سے پیدا ہوئیں - دس ہزار جوجن ہوا
اور آگے بڑھا - تب کہیں چندر لوک ملا - چندرماں کے استھان پر پہنچتے ہی
بہت سے عورت مرد دکھائی دیئے - راکھشس چندرماں کی ٹھنڈک سے کانپنے
لگے - راون دھنش پر بان چڑھا کے چندرماں پر برسنے لگا - اتنے میں برہما آئے
اور کہا چندرماں کو کیوں مارتے ہو - یہ سب کے بہی خواہ ہیں - اب میں ایک منتر
بتاتا ہوں اس کے جپنے سے ہر مقصد پورا ہوگا - یہ کہہ کر ایک سو آٹھ نام کا منتر
مہادیوجی کا بتلایا - راون نے چندرماں کی لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور منتر جپنے لگا
برہماجی نے یہ بھی کہا کہ منتر کی تاثیر ہے کہ جب تک ازبر رہیگا موت نہ آئیگی
جب بھول جاؤ گے موت میں کھینچے گے ۔

سرگ ۲۶

چھیر ساگر پر چڑھائی

راون چندر لوک سے مراجعت کرتا ہؤا چھیر ساگر پر پہنچا۔ ایک خوبصورت جوان جس کے چہرے پر انتہا کا جلال تھا۔ دکھائی دیا۔ راون نے عندیہ ظاہر کیا۔ جوان راون کو دیکھ کر ہنس دیا۔ شاہ راون کو یہ بے ادبی ناپسند ہوئی غصے کی آگ اور بھڑکی۔ ترکش سے تیر نکالے اور جوان کو نشانہ بنایا ہیں قدر تیر مارے کہ چھیر ساگر پر تیر ہی تیر محسوس ہوتے تھے۔ جوان کو مطلق احساس نہ ہؤا جنبش بھی نہ کی اور راون سے بولا۔ او مغرور تو شراب نخوت سے متوالا ہو رہا ہے رکو تو نشہ کر کرا کر دوں۔ جوان تو نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ ادھر راون کو چکر آیا۔ خودبخود لوان سے زمین پر گر پڑا۔ ساتھی بھی مدہوش ہوئے خاک پر لوٹ رہے ہیں۔ جب سکون ہؤا ہوش آئے راون اٹھا اور گرز گراں لے کر خوبصورت جوان کی تلاش کی۔ راچھسوں نے کہا زمین کے اندر گھس گیا ہے راون زمین پر غائر نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ایک سوراخ نظر آیا۔ سوراخ کے اندر گھسا رساتل پہنچ کر دیکھا کہ تین کروڑ انسان بایں رنگ آب شام برن ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ سامنے احاطہ میں مندر بنا ہے جس میں ایک جوان عمدہ پوشاک اور قیمتی زیورات پہنے سو رہا ہے۔ بائیں طرف ایک حسین پنکھا لئے جھل رہی ہے راون کا دل ہاتھ سے جا رہا طبیعت مائل ہوئی چاہتا تھا کہ ہاتھ پکڑ کے آغوش میں بٹھا لے۔ اتنے میں جوان کی آنکھ کھل گئی قہقہہ لگایا راون جوان کی آواز سے بیہوش ہوگیا۔ اس نے ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اٹھو اٹھو ابھی نہیں مروگے برہماجی کے بردان کی وقعت مدنظر ہے۔ نہیں تو تمہاری زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ ڈرو نگا نہیں بےخوف ہو کر گھر کا راستہ لو۔ راون ہوش میں آیا۔ جوان سے پوچھا تم کون ہو اور نام کیا ہے۔ یہاں کیوں رہتے

مؤلفہ آتش

. . . جوان بولا تم ابھی نہیں مروگے راون نے کبھی کہا ابھی بلا شک میری
موت نہیں برہما جی کا بردان سچ ہوچکا ہے - تینوں لوک میں کوئی ایسا نہیں
کہ برہما کے بردان کو جھوٹا کر دے اب میرے دیدۂ باطن کھل گئے پہچان لیا
کہ آپ نارائن جی ہیں - یہ ناتھ یہ بردان ہو کہ ہماری موت آپ کے ہاتھ ہے
ہو - دنیا میں ہمارا نام ابد تک قائم رہیگا - آپ کے ہاتھ مرنے سے بڑی
ناموری ہوگی یہ کہہ کر راون قدموں پر گر پڑا - سری نارائن جی نے براٹ روپ
سے درشن دئے راون درشن پانے سے کرتارتھ ہوا - رامچندر جی نے سوال کیا
کہ جو پہلے ملے تھے وہ کون تھے - اگست رشی بولے سب کے پہلے جن کے درشن ہوئے
وہ نارائن سوامی تھے اور جو ناچ رہے تھے وہ وید کے سر اور نارائن سین کر
رہے تھے - پچھمی پنکھے سے ہوا کر رہی تھی - راون اس بردان سے بہت محفوظ
ہوا - اور سات بار پرکرماں کر کے وہاں سے مراجعت کی ۰

سرگ ۲۷

شوہر کے مرنے سے سوپنکھا کی آہ وزاری

شاہ راون جم لوک - برن لوک - رساتل - پاتال - سورج لوک - چندر لوک
کو تسخیر کر کے واپس آیا - اب کوئی سر اٹھانیوالا نہیں - کل ممالک زیر حراست
ہیں کسی میں دم نہیں راجہ ماندھاتا والی اجودھیا بیشک مقابلے کا تھا -
اس سے دوستی ہوگئی کدھر خروج کرے کس سے لڑے کل تابع فرمان ہیں یہ
طینتی اور ناہنجاری خمیر میں تھی یہ دستور رکھا - کہ دیو - دانو - گندھرب اور
انسان جس کسی کی لڑکی حسین دیکھا زبردستی چھین لینا اور اپنی معشوقہ بنا کر
مباشرت کرتا - تمام دنیا اس ظلم سے عاجز ہوئی - لڑکیوں کو عزت بچانا دشوار
ہوا - راون کو کوستی اور گالیاں دیتی ہیں - بہتوں نے سوچا کہ اس زندگی سے
جان دینا اچھا ہے عزت بچ جائیگی - ایک دفعہ بہت کنیاں رتھ میں بٹھائے جا
رہا تھا اور وہ رو رو کر جان کھپی کر رہی تھیں آہ ! یہ ملعون ہماری عزت کا دشمن

ہے بھائی باپ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس دیو کے پنجے سے چھڑا سکیں کنبا رورو کر جان توڑتی ہیں غضب کی بھی حد ہے۔ سراپ دیا کہ عورت ہی کی وجہ سے تیرا خاندان نشٹ ہوگا۔ راون ان باتوں کو کب خیال میں لاتا ہے لنکا پہنچ کر حرم سرا میں داخل ہوا۔ راون کو دیکھتے ہی سوپنکھا رونے لگی اے بھائی تم نے مجھے بیوہ کردیا۔ خاوند کی جان کے دشمن ہوئے اس کے مارنے سے کیا پھل ملا کیا۔ میرا بیوہ ہونا پسند تھا۔ تم سا پاپی کوئی نہ ہوگا جس نے اپنے بہنوئی اور داماد کو مار کر کچھ ٹھنڈا کیا ہو۔ داماد بہنوئی کا مارنا بھٹنا دھرم ہے مجھے بڑا ناز تھا کہ ایسا زبردست راجہ جس کا بھائی ہو۔ مگر ہائے خیال خام تھے۔ سوپنکھا بین کرتی اور سر پیٹ رہی ہے راون نے تسلی دی۔ بہن تجھے کس بات کی پرواہ ہے ہم زندہ ہیں خاوند کے مرنے سے جان کیوں نکالے دھرے دیتی سے دنیا کے عیش تجھے حاصل ہیں کس بات کی کمی ہے۔ شدنی ٹلتی نہیں اور کچھ دانستہ نہیں مارا۔ مقابلے پر آیا مارا گیا لڑائی میں اپنے پرائے کی خبر نہیں رہتی۔ اگر تمہارا دل لنکا سے اچاٹ ہوا ہو تو کھر۔ دوکھن۔ ترسرا جو کیکسی ہماری ماتا کے لڑکے ہیں ان کے پاس جاؤ آریہ بن میں رہتے ہیں۔ وہاں تمہارا دل بھی بہلیگا۔ سوپنکھا کو رخصت کرکے خود لنکا میں حکومت کرنے لگا +

سرگ ۲۸

مدھودیت کو نبھ لنسی کے شوہر پر چڑھائی

راون نے اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ میگھ ناد نہیں دکھلائی دیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ کنور جی نکومبلا دیوی کے مندر میں زیادہ تر رہتے کبھی کبھی دولت کدہ میں آتے ہیں۔ جب سنیگے راون دیوی کے استھان پر پہنچا۔ میگھ ناد جگیہ کر رہا تھا۔ راون نے منع کیا کہ بیٹا جگیہ کرنا چھوڑ دو۔ جو کچھ ڈالتے ہو سب اندر ہمارا دشمن کھا جاتا ہے۔ میگھ ناد نے شنوائی نہ کی۔ راون نے ہاتھ پکڑ کے بھائی سے لگایا۔ بیٹا اٹھو جگیہ نہ کرو۔ تس پر بھی میگھ ناد نہ اٹھا اتنے میں سکرا چاریہ آگئے

راون سے کہنے لگے کہ جب آپ ممالک کی تسخیر کے لئے نکلے تھے آپ تھے نہیں اس نے
سات جگیہ پورے کر لئے بہت سے بردان پا چکا ہے راون بہت خوش ہوا میگھناد
کو گلے لگایا بیٹا اب تو چلو۔ سات جگیہ تو ہو چکے میگھناد نے وہ بھی جگیہ پورا کیا
تب راون کے ساتھ مکان دولت کدہ سلطانی میں داخل ہوا۔ راون نے
نائبوں مصاحبوں سے پوچھا کہ ہماری عدم موجودگی میں کس طرح سلطنت ہوتی
رہی اور ہم کو خلقت کیونکر یاد کرتی ہے کمبھکرن ذرا منہ چڑھا تھا اور بول اٹھا
اور کام تو خیر لیکن سب سے بڑھ کر ادھرم پرائی استری کا ہرلانا ہے۔ شاستر کے احکام
کیا بھول گئے اس کی ہدایت ہے کہ جو جیسا کریگا ویسا پھل پائیگا آپ تو فتوحات
کے واسطے نکلے بھائی کمبھکرن خواب غفلت میں سوتے رہے میگھناد تپ
کرتا رہا میں بھی سمندر کے کنارے تپسیا کے لئے نکل گیا میدان خالی پاکر مدھودیت
آیا اور سالوان کی لڑکی کمبھینسی کو اٹھا لے گیا حالانکہ بہت بڑی خونریزی ہوئی مگر
کمبھینسی اسکے پنجے سے نہ چھٹی یہاں کا عوض یہیں مل گیا آپ غیروں کی عورتیں ہرتے
چھینتے ہی آپکے یہاں کی عورت غیر کے ساتھ نکل گئی بھائی میرے دھرم شاستر کے چھوڑنے
سے خرابی پڑتی ہے پرائی عورت کو منکوحہ بنانا شاہوں کا دستور نہیں راون مدھودیت
کی زیادتیاں دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا۔ فوج کی تیاری ہوئی۔ کمبھکرن کو
بمشکل بیدار کیا۔ اور خود پشپ بمان پر سوار ہو کر کمبھکرن کے ساتھ مدھوپور پر
دھاوا بول دیا فوج کو باہر ٹھہرا کے خود مدھودیت کے گھر آیا۔ شہر میں تلاطم
مچا۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ مدھودیت کی خیریت نہیں۔ شاہوں کے شہنشاہ
راون نے چڑھائی کی۔ رعیت کے بال بچے تک نہ بچینگے کمبھینسی شور و غوغا
سن کر باہر نکل آئی۔ راون کے قدموں پر گری ہاتھ جوڑ کر بولی۔ بھیا ایسا
کام نہ کرنا۔ شوہر ہماری جان کا مالک ہے اسکے مارنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا
مفت میں رانڈ ہو جاؤنگی اور آپ کا مطلب نہ ہوگا۔ جو ہونا تھا ہوا۔
راون بہن کے رونے دھونے سے طرح دے گیا۔ مدھودیت کو بلایا وہ
حاضر ہوا۔ راون نے ہاتھ چومے۔ پشت پر دست شفقت پھیرا۔ اور
کہا تم ہمارے ساتھ چلو۔ اندر سے زور ہوگا وہ ہمارا دشمن ہے میگھناد تھ

نے بہت سے جگ کئے ہوں کی چیزیں اس کے منہ میں پڑیں۔ مدھو کی فوج لیس ہو چکی تھی راون کے ساتھ چلنے کی ٹھان دی ۔

سرگ ۲۹

رمبھا نل کوبل کی زوجہ کے ساتھ راون کا ناجائز تعلق اور نل کوبل کا سراپ

راون مدھو دیت کے ساتھ کیلاس پربت پہنچا کیا دیکھتا ہے۔ گندھرب کینر ناگ اپسرا گا بجا رہی ہیں۔ راون کو یہ مقام بہت پسند آیا اتنے میں رمبھا حور وش اپسرا زیور و لباس سے ملبوس سامنے آئی راون اس کے حسن کی تجلی دیکھ کر از خود رفتہ ہو گیا۔ عزت و آبرو ڈبو دی۔ بدفعلی کو جی چاہا رمبھا کے پیچھے دوڑا۔ اور گود میں اٹھا لیا۔ رمبھا بولی ادھرم کیوں کرتے ہو۔ راون بولا۔ تم کون ہو اور کس خوش نصیب کی آغوش کا تارا ہو۔ اور کون شیدائی تمہارے وصال سے کام جان نکالیگا کیا مجھے نہیں جانتیں۔ راون ہمارا نام ہے۔ جس کے تابع فرمان برن۔ کوبیر۔ جم وغیرہ دیوتا ہیں۔ آج ہمارا مقصد دل لکا لو بے دری نہ دکھاؤ۔ رانیوں کا سرتاج بناؤنگا۔ رمبھا نے ہاتھ جوڑے۔ خوشامد کی کنیز آپ کے لائق نہیں۔ آپ کا پایہ گرو کے برابر اور میں لونڈی سے بھی بدتر نہیں نہیں۔ بھول گئی۔ آپ کی بہو ہوں۔ نل کوبل کوبیر جی کے دھرماتما لڑکے ہیں۔ انہیں کی زوجیت میں ہوں۔ پیارے باپ آپ ہمارے خسر ٹھہرے آپ پر لازم تھا جو کوئی چشم بد سے ہماری طرف دیکھتے آنکھیں نکال لیتے نہ یہ کہ خود ہی وار شار ہو رہے ہیں۔ سراسر ادھرم ہے۔ راون پر تو بھوت سوار تھا۔ ایک نہ مانی۔ جواب دیا کہ بیسوا سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ عشق کا دھاگا سب سے بڑا ہے۔ یہ کہ کر اسے گرا دیا اور منہ کالا کر کے افسوس کے ساتھ بولا کہ بیشک بڑی چوک ہوئی۔ رمبھا عرق نجالت میں غرق۔ سیدھی نل کوبل

سے کانپ اٹھی اور نل کوبل غصے سے کانپ
اپنے شوہر کے پاس پہنچی اور ساری کہانی کہہ سنائی - نل کوبل غصے سے کانپ
اٹھے - پھر خیال کیا عورت ذات ہے سچ کہتی ہے یا جھوٹ دھیان کر کے
دیکھا تو واقعی رمبھا کا کہنا سچ ہے - ہاتھ میں جل لے کر شراپ دیا - کہ
آج سے کسی پرائی عورت سے ناجائز فعل کا مرتکب ہوگا تو راون کے سر کے
سو ٹکڑے ہو جائینگے - اگست رشی کا قول ہے کہ اگرچہ بسیوا ہی کیوں نہ ہو
لیکن پرائی ہے بیٹا اور پر دار اس ناجائز فعل سے بچتے رہیں - اس دن
راون عورتوں کو لاتا تو ضرور مگر ان کے ساتھ یہ فعل نہ ہوتی - جتنی عورتیں
آئیں سب کے دامن عصمت پاک رہے ؞

سرگ ۵۰

اندر پر چڑھاوا

شاہ رچھسان (؟) یہاں سے اندر لوک کی طرف راہی ہوا - راجہ اندر راون
کا آنا سن کر سہم گئے مگر دیوتوں کو ترتیب افواج کی اجازت دی اور خود بشن بھگوان
کے پاس پہنچے راون کی چڑھائی اور اپنے میں تاب و مقاومت نہ دیکھ
کر عرض کیا کہ راون نے اندر آسن گھیر لیا اور مجھ میں یارا نہیں کہ سامنا کروں
برہما کا بردان ہے وہ کسی سے زیر نہ ہوگا اگر آپ کی مدد ہو تو شاید جان بچے
نہیں تو سارا اندر آسن اس کے قبضے میں ہوگا اور میری جان شیریں لڑائی میں
کام آئیگی - آپ سب کے سوامی ہیں اور سب کی رچھیا کرتے ہیں بشن نے جواب
دیا یہ بدبخت ابھی نہیں مر سکتا - اور نہ کسی سے زیر ہوگا - اس نے بڑے بڑے
تپ کئے ہیں پھر برہما کے بردان کا بھی خیال ہے ابھی کچھ نہیں ہو سکتا کچھ روز بعد
اوتار لونگا تب یہ ملعون مارا جائیگا - تم جاؤ جنگ کرو - شاید تم زبر ہو جاؤ ورنہ
تم خود بھاگ کھڑے ہونا - راجہ اندر آئے - طرفین کی فوجیں ڈٹی کھڑی حکم
کی منتظر ہیں - راجہ کے اشارے سے آٹھ بسو فوج مخالف میں گھس گئے -
اور آن کی آن میں لاکھوں راچھس زمین پر لوٹتے دکھائی دئے سورج

رہی تھی یہ زیر ہوتا ہے نہ وہ ۔ کبھی یہ مغلوب یا وہ غالب کبھی وہ مغلوب یہ غالب ۔
ہنگامہ تیز گرم ہے تھی ۔ اندر نے دیکھا کہ جینت زیر نہ ہوگا سحر و نیرنگ کھائے
آکاش میں اڑ کر بیٹھا نظروں سے اوجھل ہوا ۔ اور مارے تیروں کے اندھکار
ہو گیا غضب کی تاریکی چھائی اپنے پرائے کی خبر نہیں مار مار کی صدائیں بلند
ہیں جینت کے ہوش باختہ ہو گئے کرے تو کیا کرے پلومان جینت کو سمندر
کے کنارے لے گیا کہ ذرا دم لے ہوش ٹھکانے ہوں ۔ دیوتاؤں میں غل مچا جینت
مارا گیا ۔ فوج بیدل ہوئی ۔ سراسیمہ تھی ہی ۔ بھاگ کھڑی ہوئی ۔ ایک دیوتا بھی
میدان میں نہیں دکھائی دیتا ۔ اندر نے جینت کے مرنے کا حال سنا سیٹی
لیا ۔ لڑائی سے منہ موڑنا دھرم کے خلاف سمجھا ۔ رتھ پر سوار ہو کر میدان میں
آئے ۔ اندر کے چلنے پر میگھوں نے گرجنا شروع کیا ۔ بجلی کوند رہی ہے گندھرب
کنہر باجا بجا رہے ہیں ۔ اشونی کمار ۔ رودر گن ۔ بایو گن ۔ سلاح حرب سے مسلح ہو کر
راجہ اندر کے ہم رکاب ہیں فوج کے چلنے سے اس قدر گرد بلند ہوئی کہ آفتاب
کی روشنی ماند ہو گئی ۔ ماتل رتھبان نے گھوڑوں کو چابک دیا ۔ رتھ سنسناتا
ہوا آگے بڑھا ۔ شاہ راون میگھناد سے کہنے لگا ۔ اب ذرا دم لے لو ۔ میں اندر
کی خبر لیتا ہوں ۔ شاہ راون نے دھاوا بول دیا ۔ اور خود بھی رتھ بڑھا کے
اندر کے مقابلے پر ڈٹ گیا ۔ کنبھ کرن بھی آلات حرب دونوں پر چلا رہا ہے
قیامت برپا تھی ۔ دیوتا راچھس کو پہچانتا نہیں اور نہ راچھس دیوتا کو ۔ رودر گن
بایو گن نے ہزاروں راچھسوں کو پامال کیا ۔ غضب کا کشت و خون ہوا ۔
راچھس بھاگے ہزاروں ملک عدم سدھارے چیل ۔ کوے ۔ گدھ ۔ خون
اور گوشت کھا کھا کر نہال ہو گئے ۔ اس مرتبہ راچھس بہت کام آئے ۔
راون غصے سے بھڑکا اور اندر پر تیر و خنجر کی بوچھاڑ کر دی ۔ اندر نے
بھی جواب دیا ۔ دونو دریائے خون میں غرق مگر چھوٹ ہاتھ سے نہیں
چھوڑتے ۔

سرگ ۳۱

میگھ ناتھ اور اندر کی لڑائی

راون راچھسوں کے مرنے سے قبل گیا نامی نامی سپہ سالاروں سے بولا ٹھیر جاؤ میں اندر اور کوبیر کو اکیلا لڑ کر لونگا یہ کہہ کے غنیم کی فوج میں گھس گیا۔ اندر نے صلاح کی کہ راون کا ہلاک ہونا دشوار ہے البتہ بانوں سے مار کے چاروں طرف سے گھیر لو۔ اور قابو پاؤ۔ تو ہتھکڑی۔ بیڑی۔ طوق۔ سلاسل پہنا کے قید خانے میں مقید کر لو۔ کیونکہ اسے برہما کا بردان ہے مریگا ہرگز نہیں۔ جس طرح بشن نے راجہ بل کو باندھ لیا اسی طرح یہ کافر بھی ہاتھ آتا تو اچھا تھا۔ اندر کے رتھ کو راچھسوں نے گھیر لیا۔ اور ایک جانب راون دیوتوں سے گرم جنگ ہے دیوتا تڑاتڑ کر رہے ہیں اندر نے دیکھا کر دیوتوں کا بدن خون سے شرابور ہے غصے ہوکر ہزار بان راون پا لئے راون ہوا چھٹ ہوتا ہے مگر فوراً تڑپ کر اندر کے رتھ کو چور چور کر دیتا ہے۔ اسی طرح کئی مرتبہ اندر نے رتھ بدلا۔ اور لڑائی ہوتی رہی۔ ایک دفعہ دیوتوں نے راون کا ہاتھ پکڑ کے رتھ سے کھینچ لیا۔ اور زمین پر دے مارا۔ دیوتوں نے بھی چاروں طرف سے راون کو پکڑ لیا۔ میگھ ناتھ راون کا لڑکا باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیتاب ہوگیا۔ اوچک کر ہوا پر ہو رہا۔ اور دھم سے دیوتوں کی فوج میں کود پڑا۔ اس قدر مار مار کی دیوتے بیاکل ہوگئے۔ میگھ ناتھ نظر سے اوجھل ہے کوئی نہیں جانتا کہ کون مارتا ہے۔ دیوتوں نے متفق ہوکر آنکھ اپس سے بان مارنا شروع کئے۔ خیال ہے کہ حریف کہیں تو ہوگا۔ ادھر میگھ ناتھ نے اندر کے سارتھی اور گھوڑوں کو بیدم کر دیا۔ اندر رتھ سے اتر پڑے ایراوت ہاتھی پر سوار ہوکر غنیم سے لڑنے لگے۔ میگھ ناتھ نے اندر کو مجبور کیا۔ اس قدر بان مارے کہ اندر کے جسم میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ خون جاری ہے اور تیر زخموں میں تراز و ہیں اندر بیدم ہوئے میگھ ناتھ پاس آیا اور مشکیں باندھ کے

سیلاب کی طرح پانی کی طغیانی ہوئی۔ راون نے جو پھولوں کا تال بنایا تھا سیلاب
سے بہ گیا۔ راون پھول بہ جانے سے افسردہ خاطر ہوا۔ حیرت تھی کہ دریا میں طغیانی
کیوں ہوئی۔ سک و سارن دو ملازموں کو بھیجا کہ دریا میں سیلاب کیونکر آیا
سک و سارن ہوا پر پرّاں ہو کر نیچے دیکھ رہے ہیں۔ ایک جوان جس کی ہزار
بھجائیں ہیں دونوں ہاتھوں سے پانی روکے ہے۔ سک و سارن آسمان سے
اترے اور راون کو کل حال گذارش کیا۔ راون سمجھ گیا۔ کہ ہو نہ ہو ارجن
ہوگا۔ پوجا ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ راون ارجن کی تلاش میں اٹھ کھڑا ہوا۔
دھودر۔ پرہست۔ مہا پارس وغیرہ بڑے بڑے جری سپاہیوں کے ساتھ دریائے
نربدا پر پہنچ کر نعرہ زن ہوا۔ راجہ کہاں ہے۔ ہمارے سامنے آئے یا لڑائی
سے انکار کر کے کہہ دے کہ میں لڑ نہیں سکتا۔ ہار گیا۔ راجہ کے ملازموں نے راون
سے کہا کہ یہ وقت راجہ سے ملنے کا نہیں پھر آنا۔ اس وقت بہار کر رہے ہیں۔ ادھر
راچھسوں نے مار دھاڑ شروع کر دی بہت سے جان لیکر بھاگے اور بہت سے
راچھسوں کا لقمہ بن گئے رفتہ رفتہ یہ خبر راجہ ارجن کے گوش زد ہوئی۔ عورتیں
اس سانحہ سے کانپ اٹھیں ارجن عورتوں کو سمجھا کے باہر آیا غصے سے چہرہ تمتما رہا
ہے آنکھیں خون کبوتر ہیں۔ گدا پڑا ہوا تھا اٹھا لیا پرہست موسل لیکر سامنے
آیا اور آتے ہی وار کیا ارجن نے موسل کا وار گدے پر روکا موسل کے دو ٹکڑے
ہوگئے اور گدا گھما کر پرہست پر اس زور سے مارا کہ بے دم ہو کے زمین پر گرا پرہست
کے گرتے ہی لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی راون فوج کا حال دیکھ کر دوڑا اور ارجن
سے جنگ ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی۔ لیکن کوئی غالب نہ ہوا ارجن
نے گدا راون کی چھاتی پر مارا۔ گدا کے ٹکڑے اڑ گئے۔ مگر راون پر مطلق اثر نہ ہوا
ارجن نے دوسرے گدا سے ضرب لگائی اس ضرب سے راون تیورا گیا
اور چت ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ارجن نے لپک کے راون کو پکڑ لیا۔
جب ہوش آیا بہت مکر و فریب دکھائے۔ حیلے حوالے کئے مگر ارجن نے نہ
چھوڑا۔ راون کی مشکیں باندھ لیں اور تشہیر کرتے ہوئے راج استھان
میں لایا۔ دیوتاؤں نے گل فشانی کی راچھس بھاگ گئے ادھر پرہست حالت

غشی سے بیدار ہوا۔ راون کی گرفتاری سن کر دوڑا اور آواز لگائی کہ راون کو چھوڑ دو ابھی میں خیریت ہے ورنہ سارا ملک الٹ دونگا۔ راجہ ارجن گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والا تھا ایک ہاتھ میں راون بندھا ہوا تھا دوسرے ہاتھ سے راچھسوں کے ہتھیار چھین کر مارنے لگے یہ طاقت دیکھ کر شہر کے لوگوں نے بڑی تعریف کی۔ اگست رشی کا قول ہے کہ راون شوجی کی پوجا ادھوری چھوڑ کر اٹھا تھا اسی سے اس حال کو پہنچا ❊

سرگ ۳۶

پولست منی کی سفارش سے راون کی ارجن کی قید سے رہائی

اگست رشی جی کہتے ہیں کہ راون کے قید ہونے کا حال دیوتاؤں نے برہما جی سے بیان کیا پولست منی حال سن کر ارجن کے پاس آئے ارجن تعظیم کے لئے اٹھا قدم چومے آسن پر بٹھالا اشنان کرایا کھوجن ہوئے پولست منی نے مزاج پرسی کی اور راجہ کے ثناخواں ہوئے تم بڑے دھرماتما اور بلی ہو راون سا زبردست آپکی قید میں ہو آپکی زور بازو کی تعریف ہو نہیں سکتی راون سنے روئے زمین کیا رساتل۔ پاتال سیاول سمندر تک خراج لیا یہاں دیوتے جا رد ب کشی کرتے ہیں اس راون کو آپ نے زیر کیا۔ مرحبا شاباش دلاوروں کے یہی کام ہیں اب راون کو چھوڑ دو پولست منی کے کہنے سے ارجن نے راون کو چھوڑ دیا۔ شاہ راون خجلت زدہ لنکا آیا اور پولست منی برہم لوک کو چلے گئے۔ اے رامچندر ادھوری پوجا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہونا اچھا نہیں اور لاف و گزاف بکنا۔ خود سرائی کرنا بھی بہت برا ہے ❊

سرگ ۳۷

پنپا پور پر چڑھائی اور بالی سے زور آزمائی

شاہ راون ارجن کی قید سے نجات پا کر لنکا میں آیا چند ادنوں کو بھیجا

کہ بالی سے ہمارے آنے کی خبر کرو۔ بالی اس وقت موجود نہ تھا وہ بالعموم سمندر کی اطراف کی
سیر کیا کرتا تھا۔ چنانچہ بالی کے خسر تارا نے چوبداروں کی زبانی جواب بھیجا کہ ابھی
بالی سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ تھوڑی دیر میں آئے جاتے ہیں کسکندھا میں ہڈیوں
کا ٹال لگا ہوا تھا راون نے دیکھ کر پوچھا یہ ہڈیاں کیسی؟ جواب ملا اکثر زبردست
جنہیں اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہوتا ہے آجاتے ہیں بالی ان کا گھمنڈ خاک
میں ملا دیتا ہے یہ ہڈیاں انہیں کی ہیں جو آیا جان سلامت نہ لیجا سکا۔ اگر
تمہیں بھی جنگ کی تمنا ہے تو ٹھہر جاؤ۔ تمہارا سودا سر سے نکل جائیگا راون
سن کر طیش کھا گیا۔ ڈپٹ کر بولا کیوں بیہودہ بکتے ہو یہ کہہ کر پشپ بوان پر
سوار ہوا اور بالی کے پاس سمندر کے کنارے پہنچکر دیکھا کہ بالی کے چہرے پر
رعب و داب اس قدر ہے کہ دیکھتے ہی سے دل دہشت کھاتا ہے۔ بالی اس
وقت آنکھیں بند کئے ہوئے ایشور کی یاد میں مصروف تھا۔ راون نے لات
اٹھائی بالی نے آنکھیں کھولیں اور اس خیال سے پھر بند کرلیں۔ ایسا نہ ہو
بھاگ جائے بالی اس وقت جگیہ کر رہا تھا اگر اٹھتا ہے تو جگیہ ادھورا رہ جاتا
ہے اس لئے چپکا بیٹھا رہا۔ راون چاہتا تھا کہ لاتوں ہی سے پلیتھن نکال دوں
بالی کی غرض تھی کہ بغل میں داب لونگا اور جگیہ بھی پورا ہو جائیگا غرض
اپنی اپنی فکر میں دونوں غرق تھے بالی پورب طرف رخ کئے بیٹھا تھا راون
پشت پر آیا پاس آکر چاہتا تھا کہ لات مارے بالی نے پیچھے ہاتھ بڑھا کر
راون کو پکڑ لیا راون نے بہت تگ و دویاں کیں مگر بالی کے پنجے سے چھوٹ نہ
سکا بالی نے جست لگائی پہلی ہی جست میں آکاش میں ہوا پر تھا راون بغل
میں دبا ہوا ہے ساتھی بھی پیچھے پیچھے رواں ہیں۔ بالی کی رفتار ہوا سے کم نہ
تھی گرد تک نہ چھو سکے بالی آسمان سے اترا پچھم کے سمندر میں اشنان کیا
راون بھی بغل میں دبا ہے پھر پورب کے سمندر میں پہنچا غوطہ لگایا اور کسکندھا
نگر اپنی راجدھانی میں آیا۔ شہر کے باہر اتر پڑا۔ راون کو بغل سے نکالا پوچھا
تمہاری کیا غرض تھی کیوں آئے ہو۔ راون بولا واقعی جیسا سنا تھا اس سے
بڑھ کر پایا۔ لڑائی کی غرض سے آیا تھا۔ دل ہار گیا آپ نے تو پھیر کی طرح

ہیں بیدائت اُن کی گھٹی میں پڑا ہے زور و طاقت کی تھاہ نہیں یہ سب باتیں ہیں مگر
ان کو اپنی طاقت کی خبر نہیں سبب یہ ہے کہ ہنومان جی کے پتا کیسری جی کا مسکن
سمیرو پہاڑ تھا کیسری جی کی اہلیہ کا نام انجنی ہے گو ہنومان جی کے پتا کا نام کیسری ہے
مگر آپ کی پیدائش پون سے ہوئی مجملاً قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک وقت انجنی جی
بھوک سے بیتاب ہو کر پھل کھانے کسی جنگل میں گئی تھی ہنومان جی بھوک کے مارے رونے
لگے صبح کا وقت تھا خورشید طلوع ہو رہا تھا - آفتاب کی تھالی مثل لال انگارہ دمک
رہی تھی - یہ سمجھے کوئی پھل ہے جست لگائی اور آفتاب کے قریب پہنچ گئے دیوتا لوگ
وا تو - گندھرب سہم گئے - ایسی ہوا تو آندھی کی بھی نہیں ہوتی - گرڑ جی کی پرواز
مشہور ہے - مگر ان کی سنسناہٹ سے وہ بھی مات ہے ہوا نے سوچا کہ آفتاب کی
گرمی سے ہنومان جی کباب نہ ہو جائیں ٹھنڈی خوشگوار ہوا بہنے لگی وایو دیوتا
پیچھے پیچھے رواں ہیں ہنومان جی آفتاب کے قریب پہنچے آفتاب نے سوچا کہ ہنومان
ابھی بچے ہیں دوسرے ہمارے بہت سے کام ان سے نکلینگے شدت کم کر دی اتفاق
سے اسی روز سورج گرہن ہونے کو تھا یعنی راہو سورج کا بدن کاٹنے کو جاتے
تھے ہنومان جی کو دیکھ کر راہو روتا ہوا اندر سے فریاد خواہ ہوا مہاراج ہنومان
بڑا بلی ہے - ہماری خوراک چھینے لیتا ہے ہمیں ڈر ہے کہ ہمیں ہی نہ چپٹ کر لے
آپ نے ہمارے بھوگ کے لئے چندرما سورج پیدا کئے میری خوراک دوسرا
کیوں کھائے لیتا ہے ایک راہو تو دنیا بھر میں موجود ہی تھا یہ دوسرا کہاں سے
آ گیا - اندر کو تو وحشت پیدا ہوا - ایراوت ہاتھی پر جو کیلاس پربت کے برابر
اونچا اور سفید رنگ کا تھا چڑھے - ہاتھی کے چار دانت تھے سونے کی گھنٹیاں
گلے میں پڑی تھیں اندر دیوتا ہاتھی پر سوار ہیں آگے آگے راہو رواں ہے اور پیچھے اندر
کی سواری چلی آتی ہے ہنومان جی راہو کو پھل سمجھے ہاتھ پھیلا کے دوڑے راہو نے
چیخ ماری اور اندر سے کہا جان بچائیے ہنومان مجھے کھا لیگا اندر نے تسلی دلاسہ دیا
اور ہنومان پر اس زور سے بجر مارا کہ ہنومان جی زمین پر گر پڑے بایو دیوتا کو
حرارت آ گئی ہنومان جی کو اٹھا لیا اور پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھ گئے ہوا چلنے سے رک گئی
حبس ہو گیا - دم چلنا رکا - پیشاب پاخانہ بند ہوا - دھرم کرم سب

جاتے رہے دیوتا گندھرب یچھ بحال مضطرب برہما کے پاس پہنچے اور منت سماجت
کی یوں نہ ہوئے تو یوں ہوئے۔ ہوا چلتی نہیں دم گھٹتا ہے بغیر ہوا کے زندگی دشوار ہے
جتنے جاندار ہیں ڈھیر ہو جائینگے اب تو جان بچائیے آپ کی پناہ لی ہے برہما بولے
اندر نے بایو دیوتا کے لڑکے کو مارا ہے اسی سے ہوا نہیں چلتی۔ بایو دیوتا خفا ہو گئے
تم سب جاؤ خوشامد کرو شاید پسیج جائیں غصہ دور ہو جائے یہ کہہ کر خود برہما جی دیوتوں
کو لئے بایو کے پاس آئے۔ بایو دیوتا کے اشک رواں تھے ہنومان کا منہ چوم رہے تھے
ہنومان جی آنکھیں بند کئے درد سے نڈھال ہو گئے ہیں برہما جی نے ہنومان جی پہ ہاتھ
پھیرا کشانت جاتی رہی ہنومان جی چاق چوبند اٹھ کھڑے ہوئے۔

سرگ ۳۶

ہنومان جی کو دیوتاؤں کے بردان

بایو دیوتا برہما کے چرنوں تلے گر پڑے برہما نے اشیرباد کی اور کہا ہنومان جی تمہارے
لڑکے ہیں دنیا کے کام ان سے سدھ ہونگے جتنے دیوتا یہاں موجود ہیں اشیرباد دیں
دیوتاؤں کا بھی ان سے کام نکلیگا۔ اندر نے مالا ہنومان کے گلے میں ڈال کر دعا
دی کہ ہماری طرف سے جو تکلیف پہنچی ہے رفع ہو جائے آج سے ان کا نام ہنومان
اور بجرنگ ہوگا۔ سورج نے اشیرباد دیا کہ میری حدت تمہارے جسم میں ہوگی اور تم
شاستر کے گیانی ہو گے۔ ورن بولے تمہاری موت نہ ہوگی اور جسم کی پھانسی تم پہ
اثر نہ کریگی خشکی اور تری جہاں چاہے ہو تمہارے سامنے نا نہیں آ سکتا۔ جم راج
نے کہا میرا ڈنڈ دشمن کا ناش کرتا ہے مگر تم اس کی چوٹ سے محفوظ رہو گے کیسی
ہی لڑائی ہو فتح و نصرت ساتھ رہیگی۔ کوبیر نے گدا دے کر فرمایا کہ اس گدا سے
کیسا ہی زبردست دشمن ہو پامال ہو جائیگا۔ شیو جی نے اشیرباد دیا کہ تم مر نہیں
سکتے۔ اسی طرح برہما نے حکم لگایا کہ ہنومان جی شستر اور برہم ڈنڈ سے کبھی مرنے
والے نہیں اپون رشت ان کا نام ہے دشمنوں کو خاک میں ملاتا اور دوستوں کو بیخوف
رکھنا ان کا وطیرہ ہوگا جس روپ کا دھیان کرینگے دھارن کر لینگے ان کو کوئی جیت
نہ سکیگا راون کی ہلاکت کی یہی وجہ ہوگی۔ دیوتا لوگ اشیرباد دے کر لے کے اپنے

استھان پر گئے اور بایو دیوتا نے ہنومان کو لے کر کیسری کے سپرد کر دیا۔ اگست
رشی کا قول ہے کہ ہنومان جی یونہی بلوان تھے اب دیوتوں کے اشیرباد سے دس
گنی طاقت ہو گئی۔ کچھ روز کے بعد ان کو اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہوا رشیوں
اور مرتاضوں کے جگ بھنگ کرتے اور رہون کی چیزیں پھینک دیا کرتے تھے
رشی لوگ بہت کبیدہ ہوئے مہادیو جی نے سوچا ایسا نہ کوئی رشی سراپ دے
دے حالانکہ دیوتا اور رشی ان کے اُتپات سے دو اشت طرح دیتے تھے کوئی کلمہ بد
ان کے حق میں منہ سے نہ نکلتا تھا پھر بھی شو جی کو یہ خیال رہا جب رشی لوگ
بہت دکھی ہوئے منہ سے نکل گیا اے ہنومان تم ہمیں بہت دق کرتے ہو جاؤ۔
جتنی طاقت تم میں ہے خیال سے اتر جائے اور تم اپنے کو کمزور نحیف سمجھا کرو۔
جس وقت کوئی شخص تمہاری مدح سرائی کریگا۔ جرأت اور بہادری کی تعریف
ہوگی بدستور طاقت آجائیگی اس روز سے ہنومان جی اپنی طاقت کو بھول گئے
جس وقت پیچھے اور راجھسوں نے بالی کو کسکندھا کے تخت پر بٹھایا تھا۔ اور
سگریو ولیعہد مقرر ہوئے تھے بچپن ہی میں سگریو ہنومان جی ایک جان دو قالب
ہوگئے جب ہنومان جی سن تمیز کو پہنچے برہما جی نے ایک دن میں شاستر وید پڑھا
دیا ہنومان جی کا رتبہ دیوتاؤں سے بھی افضل ہے راجچندر لچھمن اور بھبھیکن
کو خیالات پیدا ہوئے کہ ہم لوگ ہنومان جی کے سامنے ہیچ ہیں اگست رشی اتنی
کتھا سنا کر رامچندر سے رخصت کے طالب ہوئے کہ ہم لوگ اپنے استھان پر
جایا چاہتے ہیں۔ تب کربنگے رامچندر نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ آپ کے درشنوں
سے زندگی سپھل ہوئی۔ اس قدر تپ کیا ہے کہ آپ کا چہرا تپسیا کرتے کرتے
اگن کی صورت ہو گیا اگر کچھ اور قیام کیجئے تو ہمارا یگ کبھی پورا ہو جاتا
تب آپ جائیگا۔ رشیوں نے ہامی بھری۔ بہت اچھا سب رشی اپتن
میں رہنے لگے شام کا وقت ہے آفتاب غروب ہو گیا۔ راجے بھی اپنے
اپنے مقام پر آرام کرنے لگے اور سری مہاراج محل سرا میں گئے ۔

سرگ ۴۰

دربار میں دھرم چرچا

مہاراج خواب راحت میں مشغول ہیں دربار برخاست ہو گیا لوگ میٹھی نیند کے مزے لینے لگے علی الصباح مہاراج بستر راحت سے اٹھے خواب گاہ سے باہر آکے دیو مندر میں گئے اشنان کر کے پوجا کی دربار آراستہ ہوا لوگ اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے بششٹ جی اور بھرت سے راجے سگریو، نل اور نیل جامونت اور گندھ مادن سرب اور سربا نامی نامی بندر ایک قطار میں بیٹھے بھبھیکن اپنے مصاحبوں کے ساتھ دوسری صف میں جلوہ افگن ہوئے دھرم کی باتیں چھڑ گئیں ۞

سرگ ۴۱

بالی اور سگریو کی پیدائش

سری مہاراج نے اگست رشی سے پوچھا کہ بال اور سگریو تو بندر تھے بال کے ساتھ بیٹا ریچھ اور سگریو کے پیار جس کیوں ہوئے ان کی ماتا کے نام کیا ہیں اگست رشی نے جواب دیا ایک وقت نارد جی تمہارے یہاں آئے تھے میں نے ان سے کی وجہ پوچھی وہ بولے کہ سمیرو پہاڑ کے وسط میں اونچی چوٹی پر برہما کا استھان ہے ایک مرتبہ لمبا بنا ہے برہما جی ایشور کا دھیان کرتے تھے آنکھوں سے پریم کے آنسو جاری ہیں برہما نے آنسوؤں کا پانی ہاتھ میں لیا اور زمین پر پھینک دیا اس جل سے ایک بندر پیدا ہوا۔ غائر نظر سے برہما پر نگاہ ڈالی برہما نے ہدایت کی کیوں گھورتے دیکھتے ہو جہاں دیوتا لوگ رہتے ہیں تم بھی جاؤ۔ کند مول سے پیٹ بھرو۔ بندر اچھل کودتا چلا پایا ایک روز کسی تالاب پر پہنچا۔ اپنا سایہ تالاب میں دیکھا بندر کی ذات چنچل ہوتی ہے صورت دیکھتے ہی تیوری چڑھ گئی۔ گیدڑ بھبکیاں ہونے لگیں۔ آخر کار تالاب میں کودا۔ جب غوطہ لگا کر باہر نکلا۔

ایک حسین ماجبین کی صورت بن کر تالاب کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے اندر کا وہاں گذر ہوا اور سورج بھی اس کے جمال پر فریفتہ ہو کر نیچے اتر آیا عورت کے حسن پر دونو محو تھے دل ہاتھ سے جاتا رہا بے قابو ہوگئے بیرج پات ہوگیا اندر کا بیرج عورت کے بالوں پر پڑا اور سورج کا گردن پر۔ اسی سے اندر کا لڑکا بال اور سورج کا سگریو۔ اندر نے اپنا مالا بال کو پہنا دیا اور اندر لوک چلے گئے سورج نے اپنا تیج سگریو کو دیا۔ وہ حسینہ دونو لڑکوں کو لئے ہوئے برہما کے پاس پہنچی ان کے رہنے کے واسطے کسکندھا پوری بسوکرما نے بنائی جب سے بندروں کا مسکن کسکندھا پوری ہوا بال نے بہت سے ملک تسلط میں کئے جبھی سے ان کے بہار سچے اور جس کہلاتے ہیں اگست رشی کی دعا ہے کہ جو شخص بال اور سگریو کے حالات پڑھیگا دلی مقصد بر آئینگے۔

سرگ ۴۲

سنت کمار اور راون کے سوال و جواب

سری مہاراج سوچتے ہیں کہ درحقیقت بال اور سگریو اندر اور سورج کے لڑکے نہ ہوتے تو اس قدر جسارت و دلاوری ہونا محال تھا اگست رشی نے پھر داستان چھیڑی کہ کسی وقت راون نے سنت کمار سے سوال کیا کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر بہادر کون ہے برہمن اور رشی عابد اور مرتاض کس کا دھیان اور پوجا کرتے ہیں سنت کمار جی بولے کہ سب سے بڑھ کر نارائن جی ہیں جن کی ناف سے برہما کی پیدائش ہوئی تمام خلق انہیں کی پوجا پاٹھ کرتی ہے انہیں کی عبادت سے دشمن پامال ہوتا ہے راون نے سوال کیا۔ کہ جو لوگ دیوتا اور گندھرب کے ہاتھ سے مرتے ہیں ان کی کیا گت ہوتی ہے۔ سنت کمار بولے دیوتا کے ہاتھ سے مرنے میں سرگ ملتا ہے اور نارائن جی کے ہاتھ سے جن کی موت ہے انہیں موکش ملتی ہے۔ راون سن کر بہت خوش ہوا۔ اس تدبیر میں لگا کہ کون طریقہ اختیار کروں کہ نارائن کے ہاتھ سے موت ہو۔

سرگ ۴۳

نارائن جی کے حالات سنت کمار کی زبانی

سنت کمار جی نے راون سے ہدایت کی جب تک نارائن کے ہاتھ سے مارے نہ جاؤ گے موکش نہ ملیگی راون نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ نارائن ہیں کچھ نشان بتائیے سنت کمار بولے کہ نارائن نظر نہیں آتے مگر اُن کی صورت بہت بشاش ہے اور وہ سوکشم بھی ہیں چار قسم کے جیو کی پالنا کرتے ہیں وہ آنند ہیں۔ آنادی ہیں آفتاب اور مہتاب ہیں جو تجلی ہے آپ ہی کا جلال ہے اندر اور رددر وہی ہیں برہما ہو کر خلق کی آفرینش کی بشن نام سے جیووں کی پالنا ہوئی اور شیو نام سے جیووں کا ناش کرتے ہیں۔ راون بولا کہ نارائن سوامی ہیں جس قدر اوصاف ہیں اُن سے تو پہچاننا دشوار ہے پھر سوچا کہ کل کائنات یعنی برہما سے جنگ کرونگا اُن میں کوئی تو نارائن ہونگے۔ سنت کمار نے نارائن کا سروپ بیان کیا وہ نیل برن مدھ بھری آنکھیں جن کی چھاتی میں بھرگ کے چرن کی نشانی ہے شیام سروپ ہے کالی گھٹاؤں میں جس طرح بجلی کوندتی ہے آپکی ہنسی اور کانوں کے کنڈل سے جھلک سی ہوتی ہے عجب لطف ملتا ہے جس پر آپ خوش ہوتے ہیں درشن دیتے ہیں جب ست جگ ختم ہو جائیگا اور ترتیا شروع ہو جائیگا آپ اکشواکو بنس میں راجہ دسرتھ کے لڑکے ہونگے رگھوبنسی میں انسان ہیں مگر اصل میں یہ بشن کا اوتار ہوگا۔ سری رام سیتا کو لیکر ڈنڈکارن بن آئینگے اور سیتا بھی بڑی تپسی اور سروپ والی ہوگی۔ راون نے اسی دم قصد کر لیا کہ ان کو دشمن کی طرح مارونگا۔ شاید اس طور سے اودھار ہو۔ اور مجھے پر میشر کے درشن مل جاویں اس لئے راون نے جانکی ہرن کیا۔ مگر وہ اپنی ماتا کے برابر جانتا تھا۔

سرگ ۴۴

رامچندر کی نسبت راون کے خیالات

اگست رشی سری مہاراج سے محرک سخن ہیں کہ جس وقت شاہ راون سیتا جی کو
ہر لے گیا۔ اشوک باٹکا میں رکھا سیتا جی کی عزت اور حرمت مثل ماور مہربان کے
کے کرتا۔ نگاہ بد سے اُس نے کبھی نہیں دیکھا۔ یہی حال جنگ کے وقت رہا جب
آپ اُس سے ہم نبرد تھے وہ بغور آپ کو دیکھتا اور خیال کرتا تھا۔ کہ یہی نارائن
جی ہیں۔ جنہوں نے ہمارے واسطے اونار دھارن کیا اگر وہی ہیں تو ہمارے زہے
نصیب ان کے ہاتھ سے مرونگا مکش ہوگی اور اگر کوئی دوسرا ہوگا تو اپنے کئے
کی سزا پائیگا۔ اگست رشی کا بیان ہے کہ اس سرگ کے سننے والے دھن دولت
سے سرسبز ہونگے۔ اور مرنے پر مکش پدوی حاصل ہوگی ٭

سرگ ۴۵

سویت دیپ عورتوں کے ہاتھ سے راون کی خرابی

راون انہیں خیالات کو جاگزیں کرکے دیوتوں اور رشیوں سے گرم پیکار رہا۔ وہ
سمجھتا تھا کہ پرمیشر ہونگے تو ہلاک ہونگا اگر اور کوئی ہوگا تو زیر کرکے غلام بناؤنگا
اس کھنور میں پھنسا تھا۔ کہ نارد جی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا ستا ہیں کس
دیش کے لوگ بلوان ہوتے ہیں۔ آپ کا برہمانڈ بھر گھوما ہوا ہے۔ نارد جی بولے
کہ ایک ملک شیت نام کا ہے عوام اس کو شیت دیش لکھتے ہیں۔ دودھ کا سمند
وہیں بہتا ہے۔ وہاں کے انسان بڑے زبردست ہیں۔ جن کی بڑی بڑی آنکھیں
اور بڑی بڑی کھوپڑیاں ہیں۔ دیو دیت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راون نے سوچا
کہ ان لوگوں سے ضرور لڑائی ہو۔ ہمارے اُن کے جوہر کھلیں کہ کون زبردست
ہے اچھا تو میں ضرور لڑونگا۔ یہ کہکر راون چلا نارد بھی تماشائی بن

کے شپت دیپ پہنچے۔ راون بوان سے اتر پڑا اور پیادہ پا شپت دیپ میں گھسا
ایک عورت نے پکڑ لیا۔ پوچھا کس واسطے آئے ہو کس کے لڑکے ہو۔ راون
نے یہ کہہ کر جھٹکا دیا۔ تو نہیں جانتی۔ راون ہمارا نام ہے۔ بسروا منی کا
لڑکا بحر شجاعت کا نہنگ ہوں راچھس قوم ہے اگر کوئی ہو تو ہمارے
سامنے آئے۔ سنا ہے کہ یہاں کے لوگ طاقتور اور زبردست ہیں آزمائش
منظور ہے کسی کو بھیج دے یا راجہ سے جاکر کہہ دے کہ شاہ راون اکیلا لڑنے
کے لئے آیا ہے۔ عورت نے قہقہہ لگایا۔ اتنے میں ایک بڑھیا عورت سامنے
آئی۔ راون کی ٹانگ پکڑ لی اور گھمانے لگی عورت ہنس رہی اور آپس میں
باتیں کر رہی ہیں۔ کہ دیکھو لو نا پکڑا گیا ہے عورت نے راون کو گیند بنایا۔
کوئی ادھر سے پھینکتی ہے وہ روکتی کوئی ادھر سے پھینکتی یہ روکتی۔ ایک عورت
نے اچھالا۔ دوسری اکاش پر لے اڑی۔ راون کا کچھ بس نہیں چلتا دانتوں سے
لب کاٹنے لگا۔ عورت نے چھوڑ دیا۔ راون سمندر میں گرا۔ یہ حال دیکھ کے
نارد جی ہنسنے لگے اس دن سے راون کے سر سے سودا سمایا تھا دور ہوا سمجھنے
لگا شپت دیپ میں بڑے طاقتور آدمی بستے ہیں۔ اسی وجہ سے جانکی ہرن
ہوا۔ پھر آپ کے راون کے مارنے کے لئے قش سر پڑھا ران کیا آپ جانتے
ہیں۔ انتر جامی ہیں ماضی و حال اور مستقبل کے زمانے چھپے نہیں۔ مگر دنیا
والوں کو دکھانے کے لئے بھلا ہم پوچھتے ہیں آپ ہی نے باون روپ ہو کر
راجہ بل کو چھلا اور آپ ہی نے رامچندر ہو کر راون کو پرم دھام بیکنٹھ لوک بھیج دیا
جگت جننی سری جانکی کو اپنی ماتا کے برابر راون مانتا تھا۔ اگست جی کی کتھا
نے سن کر لو وغیرہ بہت خوش ہوئے۔ اور سری رامچندر کو ایشور کا اوتار
ماننے لگے کچھ دنوں یہی کتھائیں رہیں پھر اجازت لے کر اپنے اپنے گھر راہی ہوئے
اور سری رام بھگوان اجودھیا میں راج بھوگنے لگے

سرگ ۴۶

اجودھیا جی سے راجوں کی حفاظت

سری رام راجہ جنک سے ملتمس ہیں کہ آپ نے یہاں رہ کر بڑی تکلیف اٹھائی۔ جنک پور کا راج کاج ابتر ہو گا۔ راون مارا گیا ہم دیکھ چکے اب جائیے راج کاج دیکھئے بھرت آپ کے ساتھ جائینگے یہ کہہ کر لعل و یاقوت پیشکش کئے اور کہا یہ نذر ہے قبول کیجئے راجہ جنک مہاراج کے کہنے کو ٹال نہ سکے فرمایا آپ کے درشن ہی سے آنند ہو گیا۔ یہ جواہرات جو آپ نے دئے ہیں راج نیت سے تو ہمارے ہوئے لیکن دنیا داری کے لحاظ سے نہیں چھو سکتے بجز قبول کئے۔ اب اپنی طرف سے لڑکیوں کو دیتا ہوں تقسیم کر دیجئے یہ کہہ کر راجہ جنک ہر ایک کے گلے مل کر رخصت ہوئے۔ پھر راجہ کیکئے سے مخاطب ہوئے کہ آپ بھی اپنے ملک میں واپس جائیں لچھمن جی ساتھ جائینگے راجہ کیکئے کو لچھمن جی پہچانے گئے راجہ کیکئے کے رخصت ہونے پر پرون کاشی نریش سے فرمایا کہ آپ نے مجھ پر اس قدر التفات کیا کہ گردن نہیں اٹھ سکتی آپ کو میرے لئے جان کھو دینے میں عذر نہ تھا ہماری خوشی ہے کہ آپ اپنے ملک کو واپس جائیں مگر ہماری یاد دل میں رکھئیگا آمد و رفت بنی رہے تا کہ رشتہ اتحاد مضبوط ہوتا جائے۔ کاشی نریش وداع ہو چلے تین سو راجہ بجز ممالک کے آئے تھے۔ ان کو بھی عزت کے ساتھ رخصت کیا مہاراج ہر ایک سے بالجسا جنت پیش آتے اور ہر ایک سے کہتے کہ آپ لوگوں نے ہمارے لئے بڑی تکلیف اٹھائی پھر کبھی تشریف لائیگا دھرم پر قائم رہنا چاہیئے حالانکہ دھرم پر چلنا مشکل امر ہے کیونکہ ہیر پاؤں بھی اس راستے سے رک جاتے ہیں لیکن پھر بھی۔ دھرم ہی کی وجہ سے ہم نے راون سے زبردست راکھشس کو ہلاک کیا راجہ لوگ بھی یہ ارتھنا کرتے ہیں کہ آپ کے درشن سے ہم لوگ کرتارتھ ہوئے غرضیکہ کل راجوں کو رخصت کر دیا +

سرگ ۴۷

بندروں میں زیور اور جواہرات کی تقسیم

بھرت لچھمن ستروہن راجوں کو پہنچا کر اجودھیا جی میں پہنچ گئے اور ہنسی خوشی میں رہنے لگے سری رامچندر کو جس قدر خراج دوسرے راجوں نے بھیجا تھا یا جس قدر دولت غیر ملکوں سے نذر میں وصول ہوئی تھی۔ کچھ اپنی طرف سے ملا کر سگریو کو عطا فرمایا اور کہا کہ کسکندھا پور پہنچکر تقسیم کر دیجئے بعد اس کے ایک زانو پر انگد کو اور دوسرے پر ہنومان کو بٹھا کے سگریو سے فرمایا کہ ہنومان جی تمہارے منترا ور انگد تمہار پتر ہیں آپ کے حکم مانتے ہے اور ہمارا بھی کام کیا۔ ان پر ہر قسم خسروانہ مہربانی رکھئیگا آپ کے سپرد ہیں ان کا دل دکھنے نہ پاوے یہ کہکے اپنے بدن کی پوشاک اتاری ہنومان اور انگد کو پہنائی۔ زیور اور قیمتی پوشاکیں بندروں میں تقسیم کی گئیں مہاراج کا قول تھا کہ ہمارے لئے تم نے جان شیریں کی پرواہ نہ کی سکھ میں سب شریک ہوتے ہیں۔ دُکھ میں کوئی نہیں ہوتا۔ تم نے ہماری مصیبت میں مصیبت اٹھائی بندروں کو اجودھیا جی میں رہتے بہت دن گذر گئے مگر مہاراج کی کرپا سے اتنا بڑا زمانہ معلوم کبھی نہ ہوا۔ کسی کو جانے کی ہوس نہ تھی سری مہاراج سب حال تاڑ گئے فرمایا اگر ابھی جانا منظور نہیں تو دو مہینے اور رہ جاؤ۔ سبھوں نے بخوشی قبول کیا اجودھیا پوری میں منتر جپ ہونے لگے ۔

سرگ ۴۸

ہنومان جی کا پریم اور رامچندر جی کی فہمائش

سری رام بھگوان ایک روز سگریو سے بولے اب آپ کسکندھا پوری میں جائیے لیکن انگد اور ہنومان جی کو بہت اچھی طرح رکھنا۔ بندروں کے ساتھ

محبت سے پیش آنا راج غرور سے میں نہ سماتے پائے یہ لوگ ہمارے بڑے بیبھی
ان لوگوں نے میرے واسطے جان تک دے دی یہ کہہ کر سگریو کو چھاتی سے لگایا
بعد اس کے بھبھیکن کو گلے لگا کر بہت کچھ سمجھایا کہ آپ بھی لنکا میں جا کر دھرم شاستر
کے اصولوں سے راج کیجئے رعیت پروری اور مسافر نوازی کے طریقے ہاتھ سے نہ جانے
پاویں کوبیر آپ کے بڑے بھائی ہیں ان کی توقیر اور منزلت کا لحاظ رکھنا ہماری یاد دل
میں بنی رہے مہاراج کی باتیں سن کر بندروں نے آنسوؤں کے ساتھ اجودھیا پوری
چھوڑی ہنومان جی نے ہاتھ جوڑ کر التماس کیا میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی خدمت
میں رہوں سچا پریم آپ کے قدموں میں بنا رہے اور جب تک آپ کی کتھا دنیا میں
کہی جاتے تب تک میں بھی سریر کو نہ تیاگ کروں جہاں جہاں جس جس شہر میں
آپ کا چرتر برنن ہو میری پہنچ ہو جائے اور میں آنند سے سنا کروں آپ کی کتھا یا جو
باتیں آپ کی شان میں سنوں آپ سے کہا کروں سری مہاراج نے خوش ہو کر اپنے
گلے کا مالا ہنومان جی کو پہنا دیا اور کہنے لگے جو تم کہتے ہو۔ ایسا ہی ہوگا جب تک
ہماری کتھا دنیا میں برنن ہوگی تم جیتے رہو گے اور جب کتھا کا چرچا اُٹھ جائیگا تب مجھ
میں لین ہو جاؤ گے تم نے ہمارے ساتھ بڑی بھلائیاں کی ہیں۔ اس کا معاوضہ ہو نہیں
سکتا۔ اگر جان بھی نذر کروں تو بھی کم ہے ہمیشہ کے لئے تمہارا مقروض رہا یہ
کہہ کے دوسرا مالا بیدوج مُنی کا ہنومان جی کے گلے میں پہنا دیا۔ جیسا تم نے کہا
ہے ایک ایک بات سو سو دفعہ بسر و چشم منظور ہے مہاراج کی آنکھوں میں پریم
کا جل بھر آیا اور پھر گلے سے لگایا غرضیکہ بندر سگریو بھبھیکن اور انگد اپنے
اپنے استھان پر چلے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جتنے بندر ہیں اپنی جان چھوڑ کر اجودھیا
جی سے چلے جاتے ہیں۔

سرگ ۴۹

بکرتھ کی پرارتھنا

جب سب رخصت ہو چکے اور سری مہاراج بھائیوں کے ساتھ رعیت نوازی

میں مصروف ہیں رشیو ابوان رہ ... یہ کہہ کے رامچندر جی سے کہنے لگا کہ کوبیر جی کی آگیا سے
آپ کے پاس آیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں ہمیشہ رہوں سری مہاراج بولے
کہ کوبیر اپنے مالک کے کہے سے آئے تھے میں روک نہیں سکتا جانا چاہئے یہ کہہ کے پھول اور
آچمن سے پوجا کی اور بمان رخصت کر دیا چلتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ جب ہمیں ضرورت ہوگی
یاد کرینگے تم نے بھی آجانا تم ہمیشہ رہوگے ناس نہ ہوگا مہاراج ہر ایک کو رخصت کر کے
سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے بھرت جی ہاتھ جوڑ کے سری مہاراج کی استتی کرنے لگے آپ
ایشور جگ کرتا ہیں آپ کے راج میں ہر شخص آنند اور خوش ہے بوڑھے بھی آلس میں
پریتی رکھتے ہیں ٹھنڈی ہوا بہہ رہی ہے ہر موقع پر پانی برستا ہے دنیا میں آپ کا جس
پھیل گیا کہ رامچندر بڑے دھرماتما اور جتی ہیں رامچندر بھرت کی باتوں سے بہت آنند ہوئے ٭

سرگ ٥٠

سری مہاراج کا طرز معاشرت

رامچندر نے سوچا کہ گرہست دھرم میں رہ کر بھی رشیوں کا کرم کرنا مناسب ہے اب
اشوک باٹکا میں گئے جہاں ہرے بھرے درخت باغ باغیچے اور پھلواریاں لگی
تھیں پھول پھلوں سے ڈالیاں جھکی ہی تھیں طائروں کے چہچہوں اور جانوروں
کی میٹھی میٹھی بولیوں سے امنگ پیدا ہوتی تھی۔ رشیوں نے پرندوں کا روپ
بھرا اور درختوں پر بیٹھ کر سریلی آواز سے ہری بھجن کرتے تھے جس طرح اندر
کا نندن بن اور برہما کا چترتھ بن ہے ویسے ہی رامچندر کی اشوک باٹکا تھی رامچندر
لچھمن بھرت اور سترگھن چاروں بھائی سیتا کے ساتھ سیر کر جانے میں طبیعت
کو آنند ہوتا ہے دماغ میں تازگی رہتی ہے دل میں پاکیزہ خیالات عود کرتے ہیں
اس طرح سری مہاراج ہمیشہ دھرم اور رشی کرم میں مشغول رہتے تھے بلا زوال
کا دستور تھا کہ شکار کے لئے کچھ دور نکل جاتے۔ خوبصورت ہرنوں کا
شکار کر کے سری مہاراج کے سامنے پیش کرتے۔ دیوتا اور رشی
گندھرب اور کنرا جودھیا پوری میں باس لے کر بہار کرتے ہیں۔ برہمنوں کو

دیکھنا منظور ہے۔ غرض کہ ہر طرح کا سکھ اور عیش تھا سری مہاراج تپسیا بھی کرتے تھے۔ صبح سے دوپہر تک دھرم چرچا اور بعد دوپہر کے راج کاج دیکھتے تھے دس ہزار برس اس طرح سے گذر گئے اور سری جانکی جی بھی دن بھر دیو کرم اور پوجا پاٹ اور ماتاؤں کی سیوا میں رہا کرتی تھیں۔ شام سے رات بھر پوشاک بدل اور زیوروں سے آراستہ ہو کر سری مہاراج کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں۔ ایک دفعہ سری مہاراج کی نظر سری جانکی جی پر پڑی معلوم ہوا کہ مہارانی گربھ وتی ہیں مہاراج خوش ہوئے فرمایا کہ اولاد ہوگی جس چیز کی تمنا ہو مانگ لو بالمیک جی کہتے ہیں کہ جب عورت حمل سے ہوتی ہے ہر ایک چیز کو جی چاہتا ہے اس وقت اچھی چیز اور نفیس کھانے دینا چاہئیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اولاد اچھی نہیں ہوتی۔ اور حمل کا بھی اسقاط ہوجاتا ہے مہارانی جی زیر لب مسکرائیں فرمایا اور کس بات کی تمنا ہے رشیوں اور ان کی استریوں کے درشن چاہتی ہوں۔ درشن ہونے سے تیجسی پتر ہوگا آپ کہیں تو ایک رات کے لئے جاؤں اور درشن کرکے چلی آؤں۔ مہاراج بولے بہت اچھا۔ صبح چلے جانا۔

سرگ ۵۱

سری مہاراج کے حق میں رعیت کے خیالات

دوسرے روز مہاراج دربار میں بیٹھے ہیں دربار لگا ہے ماہرین علوم وید و شاستر قرینے سے اپنی نشستگاہوں پر متمکن ہیں سری مہاراج نے سوال کیا کہ ہم چاروں بھائی۔ بھرت۔ لچھمن۔ شتروہن اور کیکئی کے حق میں لوگوں کا کیا خیال ہے۔ سب دم بخود ہیں۔ بھدر نامی منتری نے قفل سکوت توڑا کہ آپ کا یش عالمگیر ہے ہر کہ ومہ کی زبان سے آپ کی شان مبارک میں اچھے ہی کلمے نکلتے ہیں نہ ہے نصیب ہمارے کہ ایسا دھرماتما راجہ ہم کو ملا اور راون ایسا زبردست راچھس مارا گیا پھر راجچندر نے پوچھا سچ کہتے ہو مگر ہمیں اطمینان نہیں ہوتا تم

مؤلفہ اتق

کل باتیں کہدو چاہے اچھی بات ہو یا بُری اگر کسی نے تمنا کی ہو تو بھی کہدو چھپاؤ نہیں میں اچھی باتیں کرنا چاہتا ہوں بُری باتوں سے احتراز رکھونگا ــ سبھا کے لوگ ایک زبان ہوکر آداب کے ساتھ بولے کہ آپ جیسا دھرماتما اور تیجسی سنسار بھر میں کوئی نہیں آپ نے سمندر کو باندھا اور راون پریوار سمیت مارا گیا۔ انسان کیا جانور تک آپ کے دھرم کرم پر شیدائی ہیں اکثر لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جانکی جی راون کے گھر رہیں راون راچھس تھا ضرور عصمت پر دھبہ لگا ہوگا مگر رامچندر نے سیتا کو قبول کر لیا ہم لوگ بھی اپنی عورت سے لاکھ کوئی کام خراب کرے عزت حرمت میں بٹہ لگائے مگر ہم اُس کی عصمت کے معترف رہینگے کیونکہ جو کام راجہ سے ہوتا ہے رعیت بھی کرتی ہے۔ یہ معاملہ اجودھیا کیا دنیا بھر میں افشا ہو چکا سری مہاراج ان باتوں سے متعجب ہوئے کہ واقعی یہ کلنک چھوٹنے کا نہیں دربار برخواست ہوا اور حاضرین اپنے اپنے مکانوں پر جاتے ہوئے ؏

سرگ ۵۲

سری مہاراج کی تجویز

سری مہاراج نے چوبدار بھیجکر بھرت لچھمن اور سترگہن کو بلوایا یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور آکر سری مہاراج کی قدمبوسی کی تینوں بھائی استادہ ہیں مہاراج کے چہرے پر افسردگی برس رہی ہے آنکھوں سے دو تین قطرے آنسو کے گر پڑتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر بھائیوں نے سبب پوچھا کہ خلاف شان مزاج کیوں مکدر ہے آج تک ایسی حالت میں دشمنوں کو نہیں دیکھا۔ کیا ہم سے کچھ خطا ہوئی۔ آپ تنبیہ کیجئے سر نیاز حاضر ہے تراش لیجئے سری مہاراج نے بھائیوں کو چھاتی سے لگایا پر تکلف آسن بچھے تھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ راج پاٹ جو کچھ ہے تمہارا ہے اور تم دانشمند وید شاستر ہو بدیادان ہو کر تمیز پر بھی پہنچ چکے ہو نیک و بد دیکھ سکتے ہو ایسی بات کرنا چاہئے کہ دنیا میں نیکنامی کے

ساتھ نام قائم رہے اور نیک نامی اگر تم لوگ چاہو تو مل سکتی ہے تینوں بھائی دل ہلا دینے والی بات سن کر ضبط کر گئے جواب نہ دیا چہرے کی رنگت بدل گئی مگر کسی کی جرأت نہ پڑی کہ سری مہاراج سے پوچھتے کہ آخر وجہ کیا ہے۔

سرگ ۵۲

سیتا جی کی جلا وطنی کی تجویز

سری مہاراج نے خود ہی بیان کیا کہ ہمارے حق میں رعایا کے خیالات اچھے نہیں اور میں نے اکشواک بنس میں جنم لیا ہے یہ کلنک داغ یوں تو چھوٹنے کا نہیں جب تک اس کے چھڑانے کی تدبیر نہ ہو بھائی لچھمن تم جانتے ہو کہ ڈنڈکارن بن سے راون سیتا کو ہر لے گیا تھا اور میں بھی ان کے غم میں محزون ہو رہا تھا میں نے سوچا تھا کہ اسی وقت چھوڑ دوں اور اسی لئے تمہارے سامنے جانکی آتش کدہ میں جھونکی گئیں۔ چونکہ ان کی عصمت میں شبہ نہ آتا تھا پاک تھیں آگ سے ایک رویاں بھی جلا نہیں آکاش بانی بھی ہوئی کہ سیتا بے قصور ہیں سورج اور چاند نے بھی ان کی پاکدامنی کی شہادت دی۔ دیوتے اور بڑے بڑے رشیوں کا بھی خیال رہا کہ سیتا جی بے خطا ہیں جب ہم نے خوب چھان لیا تب اجودھیا میں لائے زبان کسی کی روکی نہیں جا سکتی کسی شخص کا خیال ایسا بھی ہے کہ سیتا راون کے گھر میں بچ نہ سکی ہونگی دیکھو دنیا میں جس چیز کا لوگ نرادر کریں تو وہ نرک کے سمان ہے اور جو سب کے پسند ہے وہ ایشور کے بھی پسند ہے اسی جس سے دھرم اور کیرتی کرتے ہیں۔ میرا دھرم تو جا تا رہا ہاں بچاؤ کی ایک صورت ہے جانکی جی کو چھوڑ دوں تو دھرم قائم رہ سکتا ہے بھائی سومتر سے رتھ منگا کے جانکی کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ اور تم ہماری بات کا جواب نہ دینا اور نہ اس میں مخل ہونا اگر تم نے اس میں کچھ قیل و قال کی تو ہم تمہاری محبت چھوڑ دینگے تمہیں ہماری قسم ہے خبردار کوئی بات نہ نکالنا جو اس معاملے میں خلل انداز ہوگا وہ ہمارا دشمن ہے۔ جانکی کے جانے میں کوئی افسوس نہیں کیونکہ ہم سے کہہ

چکی ہیں کہ رشیوں کے درشن کے لئے جاؤنگی۔ بہانہ بھی ٹھیک ہے جانکی کو لیجاؤ
اور جنگل میں چھوڑ دو۔ سری مہاراج یہ کہہ کر چپ ہے اور تینوں بھائیوں
کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہنے لگی ✤

سرگ ۴۵

سیتا جی گنگا گھاٹ پر

لچھمن جی سومتر کے پاس گئے رتھ تیار کرو۔ راجچندر کا حکم ہے کہ سیتا کو رشیوں
کے درشنوں کے لئے جنگل میں پہنچا دو۔ سومتر نے رتھ حاضر کر دیا اور لچھمن جی
سیتا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے پابوسی کی اور ہاتھ جوڑ کے عرض پیرا ہوئے۔
جگت جننی مہارانی آپ کو رشیوں کے درشنوں کی ابلاکھا ہے رتھ حاضر ہے سوار
ہوجئے سیتا جی خوشی خوشی اٹھ کھڑی ہوئیں بہت سا زیور و نفیس پوشاکیں لے
کر سامان اکٹھا کیا رشیوں کی عورتوں کو دیا جائیگا قسم قسم کے کھانے پکوان
مٹھائی تیار ہی تھی لے لئے اور لچھمن جی کے ساتھ رتھ پر سوار ہوئیں چلتے وقت
شگون بد ہونے لگے بائیں آنکھ پھڑکنے لگی سیتا جی کو پس وپیش ہوا۔ کیا کوئی
آفت آنیوالی ہے لچھمن جی سے پوچھا سری مہاراج کا مزاج تو اچھا ہے ماتا
کوشلیا، کیکیی، سومترا انند سے ہیں رعیت کو کسی طرح کا دکھ تو نہیں ہے
لچھمن جی نے کہا اس وقت تک تو خیر صلاح ہے آئندہ کا حال معلوم نہیں سیتا
جی رتھ پر سوار ہوئیں پہلے روز گومتی کنارے قیام ہوا دوسرے روز گنگا جی پہنچ
گئے لچھمن جی کے آنسو نکل پڑے ہچکیاں بندھ گئیں ضبط نہ ہوسکا چیخ مار کر رونے
لگے۔ گریباں چاک کیا افسوس ہائے افسوس کے سوا اور کچھ منہ سے نہ
نکلتا تھا سیتا جی سمجھانے لگیں تم کس واسطے روتے ہو ہماری بہت دنوں سے
گنگا اشنان کرنیکی ابلاکھا تھی ایشور نے پوری کی۔ اور تم کو سری مہاراج کی
خدمت سے علیحدہ ہوئے دو ہی دن ہوئے ہیں اس قدر جدائی گوارا نہیں ہوتی
مجھے بھی سری مہاراج کی الفت ہے مگر دھرم کی وجہ سے دل پر قابو ہے رجیلبرت ساتھ

ئے رہا ہے دھرم بڑی چیز ہے طبیعت کیوں نڈھال کئے دیتے ہو چلو جلدی سے
اشنان کریں رشیوں کے درشن ہوں اور اپنے گھر واپس چلیں لچھمن جی نے
کچھ جواب نہ دیا ایک ملاح کو بلا اور سیتا جی کو کشتی پر سوار کر کے اس پار اتار دیا

سرگ ۵۵

سیتا جی کو لچھمن جی کی فہمائش

سومنت رتھ لئے اس پار کھڑے ہیں اور لچھمن جی جانکی کو سمجھاتے ہوئے گنگا
پار اترے اشنان کر واں ہیں دل و نیم ۔ مہا باگی ۔ پیاری ۔ سری مہاراج نے آپ
کو جلاوطن کر دیا بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ راکچھس کے گھر رہیں ۔ یہ
کلنک مہاراج سے سہا نہیں گیا ۔ ماتا میں بالکل بے قصور ہوں تو کر کو بندگی
بجالانے میں کیا عذر مہاراج کی آگیا ماننی پڑی کہنے کہتے لچھمن کا گلا بھر آیا ۔
دھاڑ مار کے رونے لگے سیتا کے بھی آنسو نہ تھمے ۔ دل امنڈ آیا ۔ بولیں یہ تو
بتاؤ مہاراج کی طبیعت تو اچھی ہے دشمنوں پر کچھ آفت تو نہیں آئی سری
مہاراج نے مجھے کس نگاہ سے دیکھا ہماری قسم ہے سچ سچ بتاؤ لچھمن جی نے
سر جھکا لیا اور سارا حال بیان کرنا شروع کیا ۔ راجندر سبھا میں بیٹھے تھے
آپ کا ذکر خیر آیا اکثر لوگوں کی زبانی آپ پر کلنک کے لیے سنے گئے مہاراج
نے مجھے آگیا دی سیتا جی کے چال چلن پر لوگوں کو خیال ہے اس لئے
جانکی جی کو گنگا اس پار جہاں رشیوں کے استھان ہیں چھوڑ آؤ ۔ آپ
جائیں کوئی تکلیف نہ ہوگی رشیوں کے استھان ہیں بالمیک جی کے درشن
کیجئے اور سری مہاراج کی دل میں یاد رکھئے بالمیک جی آپ کو دکھی نہ ہونے
دینگے کیونکہ پتا دسرتھ جی کے بڑے پیارے مترہیں +

سرگ ۵۶

جانکی جی کی آہ وزاری اور لچھمن جی کی واپسی

لچھمن جی کی گفتگو سن کر سیتا جی کا کلیجہ پاش پاش ہو گیا قسمت پر شاکر ہو کر کہنے لگی برہمانے دکھ دینے کے واسطے ہم کو پیدا کیا ہے اور برہما کا کیوں نام لوں مجھ سے پورب جنم میں کوئی بڑا بھاری اپرادھ ہو گیا ہے تبھی تو سری مہاراج نے بے قصور خادمہ سے علیحدہ کر دیا اس سے پہلے بہت سی مصیبتیں اٹھائیں دکھ جھیلے لیکن سری مہاراج کے پاس رہنے سے کوئی تکلیف نہ ہونے پائی دکھ میں سکھ رہا لچھمن جی جب رشی لوگ ہم سے پوچھیں گے کہ رامچندر نے کس وجہ سے نفرت ظاہر کی اور تم کو چھوڑ دیا ۔ تو میں کیا جواب دونگی بس مناسب یہی ہے کہ گنگا جی میں ڈوب کر مروں پھر خیال آتا ہے کہ گربھ میں راج ونس ہے ایشٹ ہو جائیگا ۔ سو میں دکھ بھوگونگی ۔ اے لچھمن ساس سے میری طرف سے ہاتھ جوڑنا کہ ہم سے جو کچھ خطا ہوئی ہو گی کشما کریں اور سری مہاراج سے اتنا ضرور کہہ دینا کہ آپ انتریامی ہیں نیک و بد چھپا نہیں میرے ناموس پر کوئی دھبہ نہ تھا مگر جاہلوں کے کہنے سے ہم کو چھوڑ دیا اب میرا سوال یہ ہے کہ جھوٹ موٹ کلنک لگانے سے تو آپ ڈرتے ہیں ۔ مگر حاملہ عورت کو چھوڑ دینا کتنا بھاری پاپ ہے جانکی جی کہتے کہتے چپ رہیں اور لچھمن جی بحر غم میں ڈوبے ہوئے ناؤ پر سوار ہو کر گنگا اس پار چلے آئے ۔

سرگ ۵۷

سیتا جی بالمیک جی کے آشرم میں

سیتا جی بادل حزیں روتی ہوئی آگے بڑھیں ۔ رشیوں کے لڑکوں نے بالمیک جی سے خبر کی ایک عورت بہت خوبصورت رو رہی ہے اس کی صورت

دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دیوتا کی استری ہے اور نہ ایسے دکھ اٹھانے کے قابل ہے آپ چل کر دیکھیں تو سہی۔ یہ سن کے بالمیک جی چلے آئے سیتا جی کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ تو سری مہاراج کی بھاویا ہیں رشی جی نے پوچھا ہماری قسمت نے زور دکھایا جو تم یہاں آئیں اور تمہارے آنے کی وجہ میری سمجھ میں آگئی اور جو جوگ مایا سے یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بے عیب ہو۔ اس لئے میرے استھان پر چلو اور ہنسی خوشی رہو۔ رشیوں کی عورتیں آپ کی سیوا کرینگی۔ راجہ دسرتھ ہمارے متر تھے تو جیسا استھان راجہ دسرتھ کا ہے ویسا ہی یہ استھان ہے یہاں رہنے سے تم کو کلنک نہ لگیگا۔ سیتا جی بالمیک جی کے قدم چھو کر ساتھ ہولیں اور ان کے استھان پر آئیں بالمیک جی نے اپنے استھان پر اتارا اور جانکی جی گورو کے برابر بالمیک جی کے چرنوں کی سیوا کرنے لگیں ۔

سرگ ۵۸

سومنت اور لچھمن کی گفتگو

ادھر لچھمن جی اس پار آئے اور سومنت سے رو رو کے کہنے لگے کہ سیتا کے نکال دینے سے سری مہاراج بدنام ہو گئے کیونکہ رامچندر نے رشیوں کا کہنا ٹال دیا اور جانکی جی سی پتی برتا عورت کو بے قصور نکال باہر کیا جب سری مہاراج پرار بدھ کو مقدم جانتے ہیں تو مردوں کی کیا گنتی۔ پہلے کٹمب پریوار، پتا اور ماتا کو چھوڑ کر دھرم کے لئے ڈنڈکارن بن میں گئے اور اب سیتا جی کو بدنامی کا خیال کر کے چھوڑ دیا۔ سومنت سمجھانے لگے کہ لچھمن تم کیوں رنج کرتے ہو۔ اس کو میں پہلے ہی جان چکا کہ رامچندر دکھ اٹھاینگے۔ اور نہ اس کو کوئی جھوٹا کرنے والا ہے اگر تم بھرت سے نہ کہہ سکو۔ تو میں سب حال کہہ دوں یہ خیال رہنا چاہئے۔ اور کسی کے کان میں ایسی بھنک نہ پڑنے پائے ۔

سرگ ۵۹

سونت کی زبانی راجہ دسرتھ کے مخفی اسرار

سونت نے ایک قصہ چھیڑا کہ دربا سا رشی آتری منی کے بیٹے بششٹ جی کے استھان پر بیٹھے تھے اور ہمارے پتا بھی ہمیں ساتھ لئے بششٹ جی کے درشنوں کے واسطے گئے راجہ دسرتھ پہلے سے برا جمان تھے رشیوں سے سوال کیا کہ ہمارے لڑکوں کے کتنی اولاد ہوگی اور رامچندر کی عمر کتنی ہے اور اس کی اولاد کتنی ہوگی ہمارے خاندان والے دھرم پر چلینگے یا نہیں بششٹ جی کے یہاں بہت سے رشی بیٹھے ہوئے تھے دھرم چرچا ہو رہا تھا۔ دربا سا رشی نے جواب دیا کہ دیوا سرسنگرام میں راچھسوں کی فتح اور دیوتاؤں کی شکست ہوئی۔ برہسپت جی کی مدد سے پھر دیوتوں نے دیتوں پر چڑھائی کی یلغار بول دیا۔ نشاچر بھاگ گئے۔ ان دنوں تشکرا چارج دیوتوں کے گرد سمادھی لگائے بیٹھے تھے دیت شکست کھا کر بھرگو رشی کی پناہ میں آئے بھرگو جی نے دعا دی کہ تم لوگ بےخوف رہو جب تک دیوتا اپنی حالت سنبھالیں تب تک راچھس اور بڑھ گئے۔ اندر نے دیتوں پر دھاوا کیا۔ کشت و خون ہوا۔ لیکن راچھسوں پر فتح نہ پا سکے۔ لاچار اندر بشن جی کے پاس گئے اور سب حال کہا بشن نے غصے سے سودرشن چکر کو اشارہ کیا اس سے بھرگو رشی کی اہلیہ کا سر کاٹ لیا اتنے میں بھرگو آگئے۔ استری کو مرا دیکھ کر بشن کو سراپ دیا۔ اے بشن عورت کا مارنا یوں ہی برا ہے اور اس پر برہمن کی استری۔ اس لئے انسان کے جامے میں تمہارا اوتار ہوگا۔ اور تم مایا میں پھنس جاؤگے عورت سے جدائی ہوگی۔ اس کے ہجر میں انسانوں کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر روؤگے یہ سراپ سن کر مسکرائے۔ سراپ قبول کر لیا۔ اور بھرگو جی نے پشیمان ہو کر معافی مانگی بشن جی بولے۔ اس سراپ سے تو پرتھوی کا اُدھار ہوگا۔ سوچ کیوں کرتے ہو۔ دنیا کا بھلا ہوگا۔ اے راجہ دسرتھ سری

رامچندر رشن بھگوان کا اوتار ہیں ہزاروں برس راج کرینگے سیتا جی کے گربھ سے دو لڑکے بڑے تپسی ہونگے یہ کہہ کے دُرباسا جی کہنے لگے اب ہم جاتے ہیں بششٹ جی تمہاری باتوں کا جواب دینگے راجہ دسرتھ نے دُرباسا کی باتیں دل میں رکھ لیں کہ پراربدھ بڑی چیز ہے راجہ دسرتھ نے یہ حال ہم سے کہا - اور ہم نے آج تک اپنے سینے میں چھپائے رکھا - اے لچھمن تم بھی کسی سے نہ کہنا اس کے بعد بششٹ جی بولے کہ رامچندر کے دو لڑکے جنگل میں ہونگے انہیں وجوہ سے سری مہاراج کو دکھ بھوگنا پڑا لچھمن جی تم سوچ مت کرو - یہ ایشر کے کاروبار ہیں جو پراربدھ کہتی ہے ہوتا ہے لچھمن جی کی ان باتوں سے تلافی ہوگئی اور گنگا ندی سے اتر کے اجودھیا کے قریب پہنچ گئے اور سری مہاراج سے کل حال کہہ دیا ؏

سرگ ۶۰

اجودھیا میں لچھمن جی کی واپسی

آپ کی آگیا سے جانکی جی کو گنگا پار چھوڑ آیا - آپ فکر نہ کریں کیونکہ شدنی ٹلتی نہیں جو چاہتی ہے کرا دیتی ہے جو پیدا ہوا مریگا - جب یہ معلوم ہے تو عقلمندوں کو چاہیئے کہ عورت - دھن - دولت سے نہ تو محبت کرے نہ انکار - یا آپ سے لوگ شاکی ہونگے کہ جانکی کو عبث نکالا لیکن جواب یہی ہے کہ پراربدھ میں جو یدا تھا ہوا - سری مہاراج نے کہا واقعی تمہارا کہنا بہت سچ ہے ؏

سرگ ۶۱

لچھمن جی اور سری رامچندر کی باتیں

رامچندر یہ کہتے ہیں کہ راجہ کا یہ دھرم ہے کہ پروہت اور لڑکے پریوار اور پرجا کی حفاظت کرتا ہے جو راجہ راج کاج میں دل نہیں لگاتا اور انصاف نہیں

کرتا آج کا کام کل پر اُٹھا رکھتا ہے قیمتی وقت برباد کرتا ہے اس کا کفل بیڑا نہیں لگتا ایسے راجہ نرک میں پڑتے ہیں۔ ایک راجہ نرک نامی تھے برہمنوں کی سیوا بہت کرتے تھے گئو دان ہر روز ہوتے تھے۔ ایک روز اشنان کرنیکے بعد برہمنوں کو بہت سی گئو دان کیں۔ برہمنوں کو سنکلپ ہو چکے گئو لیکر اپنے اپنے گھر گئے دوسرے روز اتفاق سے دوسری گئوؤں کے ساتھ جو گئو سنکلپ ہو چکی تھی بھول سے دوسرے براہمن کو دان کر دی۔ جس براہمن کے نام پر وہ گئو سنکلپ ہوئی وہ کنکھل دیس کا رہنے والا تھا جب اپنے گھر گیا تو دوسرے براہمن سے کہا یہ گئو ہم کو ملی ہے دوسرا برہمن بولا کہ ہم کو دی ہے۔ دونوں میں حجت و تکرار بڑھی یہاں تک کہ راجہ نرک کے پاس قضیہ چکانے گئے عرض کیا یہ گئو آپ نے کس کو دی ہے راجہ الجھیڑے میں پھنسا کہ عجب قسم کا مقدمہ پیش آیا برہمنوں کو لٹکا لیا کہ سوچ کر جواب دیا جائیگا برہمن بہت دن ٹکے رہے جواب شافی نہ پایا تب دونوں نے سراپ دیا کہ ہزاروں برس بے آب و دانہ آکاس میں گرگٹ کی طرح رہو گے جب کرشن اوتار ہو گا تب گرگٹ جون سے نجات پاؤ گے اور کرشن اوتار دواپر کے انت میں اور کلجگ کے شروع ہونے پر ہو گا پاپیوں کے بوجھ سے پرتھی پڑت ہو جائیگی۔ تب بشن جی کرشن اور ارجن نام سے اوتار لینگے اور تمہارا ادھار ہو جائیگا۔ یہ سراپ دے کر دونوں برہمنوں میں میل ہو گیا۔ اور گئو تیسرے برہمن کو دے دی اے لچھمن جو راجہ انصاف نہیں کرتا اور غریبوں کی فریاد نہیں سنتا اپرادھیوں کی سزا سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور بے قصور بیچارے سزا پاتے ہیں۔ اس راجہ کا حال راجہ نرک کا سا ہو گا۔ تم راج کو دیکھو اور ایسی تدبیر نکالو کہ بلا قصور سزا نہ پائیں فریادی اپنی داد کو پہنچیں ٭

سرگ ۶۲

راجہ نرک کا اتہاس

سری مہاراج کی باتیں سن کر لچھمن جی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مہاراج

راجہ نرک بے قصور تھا دانستہ فعل کا مرتکب نہیں ہوا برہمنوں نے ناحق سراپ دیا
سری مہاراج بولے کہ وہ برہمن نہ تھے آپ نارد تھے دوسرے پربت رشی۔ برہمن روپ سے
راجہ نرک کی آزمایش منظور تھی جیسا ہمارا اپرادھ تھا ویسا ہی پھل ملا اب آگے ان
برہمنوں سے ڈرنا چاہئے یہ بڑے نازک دماغ ہوتے ہیں۔ اُن کا کلیجہ کڑی باتوں کا
متحمل نہیں ذراسی بات پر بگڑ جاتے ہیں اس لئے تم نشیب فراز رکھتے رہو ان
کی تلون مزاجی سے ہوشیار رہو۔ سراپ ہونے پر راجہ نرک نے عزیز و اقربا کو سمجھایا
بسو ہمارے پتر کو راج دیدو۔ اور ہمارے واسطے تین کوپ کھدا دو۔ ایک میں
برسات۔ دوسرے میں جاڑا۔ تیسرے میں گرمی سرایت نہ کر سکے اسی میں اب
رہینگے کوپ کے چاروں طرف پھلواڑی لگی ہو۔ جب تک کرشن اوتار نہ ہوگا
اسی میں باس کرونگا۔ پھلواڑی ڈیڑھ جوجن لمبی چوڑی ہو ۔ راجہ نرک
بسو اپنے لڑکے کو راج دے کر فہمائش کرنے لگا بیٹا راج دھرم بہت مشکل ہے
رعیت کا دل نہ دکھانا چھتری دھرم سے قدم نہ ڈگنے پائے دیکھو ذراسی چوک
سے یہ گت ہماری ہوگئی۔ برہمنوں کا دل بہت نازک ہے تھوڑی سی بات پر
سراپ دے دیتے ہیں۔ کچھ برہمن سراپ نہیں دیتے بلکہ خود ایشر برہمنوں کے منہ
سے بولتا ہے۔ وہی دعا دیتا ہے۔ وہی سراپ۔ بسو! بہت اچھا ہوا۔ جو سراپ
ہم کو ملا۔ کیونکہ پورب جنم کے پاپوں کا ذخیرہ بہت ہو چکا تھا۔ جمراج کے ڈنڈ سے
نجات ہوئی۔ پورب جنم میں جو جیسا کام کرتا ہے پھل پاتا ہے بیٹا تم ہمارا اندیشہ
نہ کرو۔ یہ کہہ کر راجہ نرک ان کوپوں میں رہنے لگے۔ اور سراپ سامنے
آکر کھڑا ہوگیا۔ راجہ نے کہا کہ اگر چھتری سراپ کو نہ مانینگے۔ تو دوسرا کون
ماننے والا ہے۔ سراپ سر پر لے لیا اور اسی دم راجہ نرک کرگٹ

سرگ ۶۳

راجہ نیم کا قصہ

راجہ نرک کا اتہاس سن کر لچھمن بہت خوش ہوئے اور بھی دیگر راجوں کے

راجہ نیم کا قصّہ چھیڑا راجہ نیم بارہ
حالات سننے کی خواہش ظاہر کی سری مہاراج نے
کھائی تھے نیم سب سے بڑھ کر حلیم خلیق اور دھرماتما تھا اُس نے گوتم رشی کے استھان
پر جینت پور نگر بسایا اور وہیں قیام رکھا جگیہ کرنے کی آرزو دل میں سمائی۔ پیتا
سے اجازت چاہی۔ باپ نے آگیا دے دی۔ راجہ نیم بششٹ جی کے استھان پر
گئے اور اپنا منشا یہ ظاہر کیا بششٹ جی نے کہا بالفعل اندر کے یہاں جگیہ کرانے
جا رہا ہوں وہاں سے پلٹ کر تمہارا جگیہ کرا دونگا۔ کیونکہ اندر نے پہلے سے مجھ
کو رکھا ہے۔ جب تک ہم نہ آلیں خبردار جگیہ شروع نہ کرنا۔ یہ کہہ کر بششٹ جی
تو اندر لوک چلتے ہوئے۔ ادھر گوتم رشی راجہ نیم کو اُداس دیکھ کر بولے کیوں دل
دکھاتے ہو۔ ہم تمہارے پاس ہی رہتے ہیں۔ کیا ہم تمہارا جگیہ نہ کرا دینگے بششٹ جی
چلے گئے۔ تو پرواہ نہیں تم جگیہ کرو۔ ہم موجود ہیں۔ جگیہ پورا ہو جائیگا۔
راجہ نیم جگیہ کرنے لگے۔ دو ہزار برس تک جگیہ ہوتا رہا۔ اتنے میں بششٹ جی
اندر کا جگ پورا کر کے یہاں آئے گوتم رشی کو جگیہ کراتے دیکھا بششٹ جی
دروازے پر کھڑے رہے۔ اس وقت راجہ نیم میٹھی نیند سو رہا تھا بششٹ جی
کے دل میں اور بھی آگ بھڑک اٹھی سراپ دے دیا کہ جس طرح تم نے
ہمارا نرادر کیا ہے تمہارا شریر نشٹ ہو جائیگا۔ راجہ نیم کو بھی اس سراپ
سے جرأت بڑھی۔ چہرہ سرخ ہو گیا کہ تمہارا شریر بھی نشٹ ہو جائیگا۔ کیونکہ
تم نے سوتے میں سراپ دیا ہے تمہارا آنا مجھے معلوم نہ تھا۔ اور سوتے میں
سراپ دینا منع بھی ہے سری مہاراج لچھمن جی سے کہتے ہیں کہ راجہ نیم بھی
بڑا تپسی دھرماتما تھا۔ اس سے دونوں نے اپنے اپنے جسم کو چھوڑ دیا ۔

سرگ ۶۴

بششٹ جی کے حالات

لچھمن جی نے سوال کیا دونوں کے بدن چھوٹ گئے ہونگے۔ مگر بششٹ جی
تو موجود ہیں کیا اپنے جامے میں دوبارہ آ گئے اور راجہ نیم کا کیا حشر ہوا ۔۔ سری

مہاراج بولے دونو بایو روپ ہوگئے تھے بششٹ جی بایو روپ ہوکر برہما کے یہاں پرنام کیا اور اپنی رام کہانی سنائی ۔ کہ راجہ نیم کے سراپ سے بایو ہوگیا ۔ آپ کوئی تدبیر ایسی بتائیے ۔ کہ جس سے ہمارا اصلی شریر پھر مل جائے برہما نے کہا کچھ دنوں قیام کرو ۔ تمہارے بدن میں سورج کی صدق سمائیگی بششٹ جی بایو سروپ سے برن لوک گئے وہاں متر نامی سورج بھی چھیر سمندر کے قریب جہاں برن کا باس تھا آگئے ۔ اربسی اپسرا بھی موجود تھی برن نے اربسی سے غرض جتائی کہ ہمارے ساتھ سرت کرو ۔ اربسی بولی میں تمہارے ساتھ کیا سرت ہوسکتا ہے میں تو متر پر عاشق ہوں وہ پہلے ہمارے ساتھ رت کرینگے برن نے کہا تم دیکھ کر دل قابو سے نکلا جاتا ہے ۔ اتنے میں برن کا بیرج پات ہو گیا اور اس بیرج کو کسی اسبوچہ میں بند کر دیا ادھر متر کا بھی بیرج نکل پڑا ۔ متر نے بھی اس گھڑے میں اپنا بیرج رکھ دیا ۔ اربسی متر کے پاس بیٹھ گئی وہ یہ تو جانتی تھی کہ متر کا بیرج بھی پات ہوگیا ۔ متر نے غصے سے سراپ دیا کہ تو تو ہم سے وصال کی طالب تھی برن کے پاس کیوں گئی ۔ اب تو انسان کے یہاں جنم لیگی ۔ کاشی نریش کی استری ہوگی ۔ اربسی راجہ پرورو اسکے پاس چل دی ۔ راجہ نے اس کے واسطے ایک مکان بنا دیا اور وہاں رہنے لگے اربسی کے پہلے لڑکے کا نام ایو ۔ دوسرے کا نہک ہوا ۔ یہ ایسے پرتاپی اور صاحب اقبال ہوئے ۔ کہ اندر لوک میں راجہ اندر کی پدوی مل گئی ۔ اربسی پرورا کے ساتھ اپنے لوک میں آئی اور وہیں رہنے لگی ۔

سرگ ۵۶

راجہ جنک کی پیدائش

لچھمن جی راجچندر جی سے مستفسر ہیں ۔ وہ بیرج تو گھڑے میں بند تھا بششٹ جی کیونکر ہوگئے راجچندر نے فرمایا کہ متر اور برن کے بیرج سے دو براہمن ہوئے

اگست رشی نے جنگل کی راہ پکڑی ۔ تپ کرنے لگے بششٹ جی راجہ اکشواک کے
اپنے پروہت بنے اب ہم راجہ نیم کا قصہ چھیڑتے ہیں جو رشی راجہ نیم سے جگیہ
کرانے تھے ۔ راجہ کے شریر چھوڑنے پر پھول اور خوشبویات سے لاش کی حفاظت
کرتے رہے ۔ پھر گ رشی نے سوچا کہ راجہ نیم کی لاش میں پران تھا پرتشٹھا کرنا
چاہئے ۔ پران پرتشٹھا ہوتے ہی راجہ کی لاش پھڑکی راجہ اٹھ کھڑا ہوا رشی بولے
نے کہا مانگو کیا چاہتے ہو راجہ نیم بولے یہ جسم فانی ہے اسے لیکر کیا کروں ہاں یہ
چاہتا ہوں تمام دنیا کے لوگوں کی آنکھوں پر میرا بسیرا ہے یہ سن کر دیوتا اور
رشی راجہ کے جسم کو متھنے لگے اور سارا جسم آتشکدہ میں ہون کر دیا ۔ اس
ہون کی آگ سے راجہ جنک ہوئے جو متھ جنک اور بیدیہ نام سے مشہور زمانہ
ہیں ۔ جو ان کے خاندان میں پیدا ہوتے ہیں ۔ انہیں اپنے بدن کی مطلق
پرواہ نہیں ۔ اس سے بدیہہ کہلاتے ہیں +

سرگ ۹۶

راجہ ججات کی کہانی

لچھمن جی نے پھر سوال کیا کہ بششٹ جی نے بھی خلاف کیا مگر راجہ نیم کو سراپ دینا
نہ چاہتے تھا ۔ رامچندر نے جواب دیا سچ کہتے ہو غصہ بڑی بلا ہے ۔ راجہ نہکھ
کے لڑکے راجہ ججات تھے ججات کی دو عورتیں تھیں ایک سرمشٹا جو پربا نیت
کی لڑکی اور دوسری سوکر اچاریہ کی لڑکی دیویانی تھی ۔ راجہ ججات کو سرمشٹا سے
انس تھا اور دیویانی نظروں سے گری رہتی تھی سرمشٹا کا بیٹا پرو اور دیویانی
کا لڑکا جدو ۔ وہ اپنی ماتا سے کہنے لگا تم تو اونچے خاندان میں پیدا ہوئی پھر کس
واسطے تکلیفیں اٹھاتی ہو ۔ اس لئے جلتی آگ میں کود پڑو ۔ تب راجہ سکر
اچاریہ کی لڑکی سے محبت کریگا اور جو تم کو تکلیف اٹھانا منظور نہ ہو تو مجھے اجازت
دو تب آج ہی پران چھوڑ دونگا ۔ یہ سن کے دیویانی آگ بولا ہوئی اپنے باپ
سکر اچاریہ کو بلا کر کہا کہ میرا لڑکا بہت تکلیف میں ہے ۔ سکر اچاریہ

نے پوچھا کیوں۔ دیوجانی بولی کہ میں چاہتی ہوں پانی میں ڈوب مروں یا زہر کھالوں ہم پر جو مصیبت ہے بیان نہیں ہو سکتی راجہ ججات دینت کی کنیاں اور ایسے ملک چاہتے ہیں میری کچھ پرواہ نہیں نہ لڑکے کی کچھ توقیر ہے سکراچارج ججات سے خفا ہوئے کہ ہماری لڑکی دیوجانی رنج اٹھائے اور سرمشٹا دینت کی کنیاں چین اڑائے میرا سراپ ہے کہ تمہارے ہاتھ پاؤں شل ہو جائیں اور تم ابھی سے بڑھاپے میں قدم رکھو۔ جوانی۔ فو چکر ہو۔ یہ کہہ کر سکراچارج اپنے استھان کو چلے گئے۔

سرگ ۶۷

راجہ ججات کے لڑکوں کو سراپ

جب سکراچارج کے سراپ سے راجہ کی عمر بڈھی ہو گئی ایک دن راجہ ججات جدو اپنے لڑکے سے بولے کہ اپنی عمر ہمیں دیدو پھر جوانی کا لطف اٹھا کر واپس دونگا اور تم ہماری حالت سے کچھ دن بسر کرو۔ جدو بولا اپنے پیارے بیٹے پرو کو جو سرمشٹا کے بطن سے پیدا ہوا ہے کہو کہ اپنی عمر ہمارے حوالے کرو ہم تو ایسا نہ کرینگے راجہ ججات نے یہ سنتے غرض ظاہر کی کہ میری اوستھا لے لو اور اپنی اوستھا ہمیں دے دو۔ پرو نے منظور کر لیا بہت اچھا مجھ سا خوش نصیب کون ہے جو پتا کے کام میں اپنا بدن دیدے۔ غرض کہ راجہ ججات پرو کی اوستھا لے کر ہزاروں برس چین اٹھاتے رہے مدتیں گزر گئیں ایک دن راجہ ججات نے پرو سے کہا کہ اب تم ہماری اوستھا واپس کر دو اور اپنی لے لو میں تم سے بہت خوش ہوں یہ راج تمہارا ہے جاؤ چین کرو اور رعیت کو اپنے مشفقانہ برتاؤ سے خوش رکھو پھر دیوجانی کے لڑکے پر نفرین کی کہ تم نے ایسے افضل خاندان میں جنم لیا مگر اچھا نہ برتاؤ کیا اس لئے راکھشس ہو جاؤ اور تم سے جو اولاد پیدا ہوگی سب راکھشس ہونگے سمندر کے کنارے رہینگے جب تک دنیا میں پتا دھرم چلا رہیگا تمہاری اولاد کو راج نہ ملیگا اور دھرم کو کرم کرتے رہینگے راجہ ججات یہ کہہ کر جنگل میں تپسیا کرنے چلے گئے کچھ دنوں تک تپ کیا پھر اندر لوک کی طرف روانہ ہوئے [illegible] سراپ سے راکھشس ہو گیا لچھمن جی

راجہ جز وکل کا مالک ہے رعیت نوازی اس کا خاص دھرم ہے منصفی اور عدالت گستری راجاؤں کا دستور ہے جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ راج بہت جلد برباد ہو جاتا ہے راجہ لوسنسار کا پتا ہے راجہ سے دھرم کی حفاظت ہوتی ہے مروت سخاوت تمدن شجاعت جسارت منصف مزاجی رعایا پروری تحمل خلق سلطنت کے جوہر ہیں یہ باتیں بڑے بڑے مہاتماؤں سے سنی ہیں۔ اگر آپ غصہ نہ کریں تو کچھ حال بیان کروں سری رام نے فرمایا نڈر کتنے جاؤ کتا بولا کہ دھرم اسے دولت اور سلطنت میں ترقی ہوتی ہے اے مہاراج ایک برہمن سرارتھ سادھ نے بے قصور ہم پر لاٹھی چلائی سری مہاراج نے چوبدار بھیجکر اسے بلوایا برہمن کے چہرے پر غضب کا جلال تھا وہ مرتاض اور نفس کش تھا۔ مہاراج شش و پنج میں تھے کہ اس برہمن نے کیونکر کتے کو مارا یہ ودوان اور ریاضت کیش ہے برہمن بولا آپ نے کیوں یاد فرمایا حکم ہوا کہ تم نے اس کتے پر ہاتھ چلایا کیا اس نے کوئی قصور کیا تھا صاف صاف کہو غصہ حرام ہوتا ہے شاید اس کے پھندے میں پھنس گئے غصہ جان تک لے لیتا ہے۔ ایک حالت میں شمشیر آبدار سے جان بچ سکتی ہے مگر غصے کی آگ میں زندگی بچنا دشوار ہے۔ غصے سے تمام عمر کے جپ۔ تپ۔ رجگیہ۔ برت دھیان۔ تیرتھ سب کے پھل زائل ہو جاتے ہیں دیکھو جتنی اندریاں بدن میں ہیں سب آتما کی دشمن ہیں ہر ایک میں مقناطیسی صفت ہے اپنی اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ دیکھو ایک باد رفتار گھوڑا باگ توڑا کر بھاگے پھر بھی باندھ لیا جا سکتا ہے۔ مگر اندریاں جب قابو سے جاتی ہیں تو پھر ہاتھ آتیں نہیں برہمن مہاراج کی باتوں سے شرمندہ ہوا سر جھکا کر بولا مہاراج آپ کا کہنا سچ ہے غصہ بڑا بھاری دشمن ہے میں غصے کے تابع ہوگیا بھیک مانگنے نکلا کچھ ہاتھ نہ آیا یہ کتا راستے میں بیٹھا تھا میں بھوک سے مجبور تھا کئی دن واقعی ہو چکے تھے۔ غصہ آگیا۔ لکڑی مار دی سری مہاراج نے کتے سے راستے میں بیٹھنے کا سبب پوچھا کتا بولا میرا ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ جدھر سے مہاتما لوگ نکلتے ہیں بیٹھ جاتا ہوں اور اُن کے قدموں کی خاک سر پر ملتا ہوں کبھی کسی کا نقصان نہیں کیا اور نہ ستایا۔ رامچندر برہمن سے مخاطب ہوئے تم کیا کہتے ہو برہمن متفکر ہوا ایک

پوچھنے لگے کہ دھرما
خطا وار ہوں جو چاہئے سزا دیجئے سری بھگوان منتریوں سے
شاستر کی رو سے یہ برہمن کس سزا کا مستحق ہے وزیروں کی رائے ہوئی کہ یہ برہمن جسمانی
سزا کا مستحق نہیں شاستر ہدایت دیتا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے خطا کی وہی جو
سزا تجویز کرے دیجائے اگر وہ معاف کرے تو چھوڑ دیا جائے۔ اہل مجلس نے
کتے سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو کتا بولا کہ براہمنوں کو راجہ کر دیا جائے جتنی چھما
اور سنکلپ اور دان برہمن پاتے ہیں اس میں کچھ حصہ اس کا بھی قائم ہو سری
مہاراج نے کتے کی عرض قبول کی اس برہمن کو راجہ بنا دیا اور ایک ہاتھی اپنی طرف
سے عطا کیا اہل مجلس نے سبب پوچھا یہ تو سزا دلوانے کے لئے آیا تھا اُلٹے راجہ بنا
دیا اس کا سبب کیا ہے سری مہاراج بولے اسکا سبب کتے ہی سے پوچھ سکتے تھے
کہا کہ میں بھی پچھلے جنم میں برہمنوں کا راجہ تھا جو دان کرتا تھا تقسیم کر دیتا تھا لیکن کچھ
اس میں سے اپنے واسطے بھی رکھ لیتا اسی قصور پر آج کتے کے جنم میں بیٹھا ہوں
اس لئے جو لوگ ایسے راجہ ہیں وہ سات پشت آگے اور سات پشت پیچھے دوزخ میں
ڈالے جاتے ہیں جو راجہ چاہے کسی کو کئی پشت سمیت نرک میں بھیجے تو برہمن دیوتا استری
اور بالک کے مال کا اُس شخص کو مالک بنائے اس حالت سے اُسے ضرور نرک بھوگنا
پڑیگا۔ اسی لئے آج ہم نے اس برہمن کی بھی یہی سزا تجویز کی یہ کہہ کے کتا چلا گیا
اور یہ قصہ عوام میں مشہور ہوا۔ وہ برہمن بڑے آچار سے رہنے لگا ؏

سرگ ۔ ۷

گدھ اور اُلو کا جھگڑا

ایک جنگل میں گدھ اور اُلو رہتے تھے ایک روز گدھ اُلو کے نشیمن پر پہنچا اور کہا یہ
گھونسلا چھوڑ دے ہمارا ہے اُلو بولا تیرا کہاں سے آیا ہم نے بنایا ہے حجت و تکرار
بڑھنے دیکھ کر وہ دونوں سری مہاراج کے در دولت پر حاضر ہوئے پہلے گدھ نے عرضداشت
پیش کی حضور ہمارا گھر اُلو نے چھین لیا ہم نے بنایا تھا اُلو چاہتا ہے بردستی
سے مالک بن جاؤں مہاراج نے اُلو کی طرف دیکھا ملتمس ہوا آپ حاکم ہیں

آپ میں وبھونا برن اور کوبیر کا انس ہے انصاف کیجئے یہ گدھ جھوٹ بکتا ہے میرے
گھر کو اپنا گھر بتاتا ہے سری مہاراج نے حاضرین دربار سے پوچھا اس بات پر
غور کرو کس کا قصور ہے اہل مجلس نے سوال کیا کہ کب یہ گھر بنایا ہے گدھ بولا
جس وقت زمین پر انسان پیدا ہوئے تب ہم نے اس مکان کی نیو ڈالی اُلّو بولا
کہ جب درختوں سے زمین سرسبز ہوئی اس وقت ہم نے یہ مکان بنایا تھا رامچندر
نے حاضرین سے پوچھا تمہاری رائے میں کون سزا کا مستحق ہے اہل مجلس نے
جواب دیا ہماری عقل میں گدھ مجرم ہے کیونکہ گدھ کی بات لغو معلوم ہوتی
ہے جب زمین پیدا ہوئی تو پہلے پانی نکلا اور پانی سے کمل اور کمل سے برہما
اور برہما کے کان سے مدھو اور کیٹبھ دو دیت پیدا ہوئے ان دونوں نے
برہما کے کھانے کے لئے منہ کھولا برہما بھاگے پرمیشر کے یہاں پناہ لی پرمیشر
نے مدھو اور کیٹبھ کو مارا ان کے گوشت سے پرتھوی پیدا ہوئی تب کہیں منش
ہوئے۔ تو اب ظاہر ہو گیا کہ گدھ جھوٹ بکتا ہے کیونکہ اس کا بیان ہے
کہ انسان اور پرتھوی کی پیدائش ایک ساتھ ہوئی۔ اس لئے گدھ کو سزا دیجئے
اتنے میں آکاش بانی ہوئی یہ سزا کے لائق نہیں گوتم کے سراپ سے گدھ ہو
گیا ہے۔ پہلے بڑا صاحب اقبال اور ذی مقدرت راجہ تھا ایک دن گوتم
رشی بھوک کے عالم میں اس کے گھر آئے سو برس تک اسکے مکان پر مقیم رہے
اس کے رسوئیں دار نے راجہ کے واسطے گوشت بنایا تھا سہو سے گوتم کے آگے
پروس دیا گوتم نے تھوڑا کھایا پر گوشت تھا غصے سے تاب نہ لا سکے سراپ دیدیا کہ
گدھ ہو جا تب راجہ ان کے پاس سے قدموں پر گر پڑا چھما کیجئے نادانستگی میں ایسا ہو گیا
گوتم رشی نے کچھ دھیان کیا واقعی اس کا قصور نہیں تب دعا کی جب کسی جھگڑے
میں رامچندر کے پاس جاؤ گے اور ان کا درشن کرو گے تب یہ گدھ کا چولا چھوٹ
جائیگا اس بانی کے سنتے ہی سری مہاراج نے اسی وقت پائے مبارک سے
گدھ کو چھو دیا۔ اور گدھ خوبصورت شکل راجہ ہو گیا سری مہاراج کے قدموں
پر گر پڑا اور کہنے لگا آپ کی کرپا سے اس گھور نرک سے چھٹکارا ہو گیا
وہ راجہ اسی وقت بیوان پر سوار ہو کر بیکنٹھ لوک پہنچا۔

سرگ ۱

چیون رشی اور برہمنوں کی آمد

ایک دن راجچندر سبھا میں بیٹھے تھے چوبدار نے عرض کی کہ چیون رشی اور بہت سے برہمن آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں رامچندر جی نے حکم دیا کہ بلا لاؤ تب چوبدار رشی اور برہمنوں کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے مہاراج نے استقبال کیا اور آسن پر بٹھا کر ہر ایک کے قدم چھوئے اور استدعا کی آپ کا آنا کس غرض سے ہوا جو حکم ہو بجا لاؤں مہاراج کا خلق اور مروت دیکھ کر رشی اور برہمن عش عش کر گئے کہتے تھے کہ اس راج پانے پر بھی یہ عاجزی اور خاکساری آپ ہی میں پائی دوسرا کون ایسا ہے آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں بہت سے راجوں کے پاس اپنا مقصد لے کر گئے مگر بے نیل مرام واپس آئے آپ کی خاکساری دیکھ کر یقین پڑتا ہے کہ ضرور ہمارا منورتھ سدھ ہوگا ٭

سرگ ۲

لون راچھس کی پیدائش

مہاراج نے کہا جلدی کہیے جہانتک ممکن ہوگا آپ کا منورتھ سدھ ہوگا چیون رشی نے بیان کیا ایک دیت ادھکار مدھو کا لڑکا تھا گو اس کی ذات دیت تھی لیکن برہمن اور دیوتوں کو بہت مانتا تھا دیوتوں کی دعا لیکر بڑا تپسی ہوگیا مہا دیو جی کی تپسیا کی شیوجی نے ترسول دے کر کہا۔ جب تک دیوتوں اور برہمنوں کو نقصان نہ پہنچاؤ گے یہ ترسول تمہارے پاس رہیگا اور جب برہمنوں کو صدمہ پہنچیگا یہ ترسول تمہارے پاس سے چلا آئیگا لوکا دیت بہت خوش ہوا بر ان مانگا کہ جتنی اولاد میرے خاندان میں ہو سب اس ترسول سے کام نکالیں شوجی سوچنے لگے کہ اس بردان سے اس کی اولاد بری غضب ڈھائیگی فرمایا۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہاں جتنے لوگ

تمہارے خاندان سے ہونگے سب کے ہاتھ میں ترسول رہیگا لیکن تمہارے ایک لڑکے کے ہاتھ میں جب تک یہ ترسول رہیگا کسی کے ہاتھ سے اسکی موت نہ ہوگی لوکا دیت نے رہنے کے واسطے مکان بنایا اور کمبھ نسی مدھو کی عورت سے ایک لڑکا لون پیدا ہوا بچپنے سے اودھم مچایا رشیوں اور برہمنوں کو ستاتا ہوا اور جگت میں بادھا ڈالتا۔ مدھو اپنے بیٹے کی کرتوت سے سخت ناراض تھا۔ لڑکا سمجھ کر طرح دیتا۔ روز روز کی زق زق بق بق سے آخر کار مرگیا مرتے وقت ترسول لون کو بخش گیا لون جب جوان ہوا زمین سر پر رکھ لی رشیوں نے مارے خوف کے جگیہ کرنا چھوڑ دیا ہم لوگ سخت عاجز ہیں آپ کی خدمت میں التجا لے کر آئے ہیں کہ اس مردود سے نجات ملے بہت سے راجوں کے پاس گئے اپنا دکھ سنایا کسی نے فریاد رسی اور سننے کیا اتنی طاقت اور حوصلہ نہ تھا۔ آپ ہماری فریاد کو پہنچیے*

سرگ ۷۳

لون راچھس کے مارنے کے لئے سترہن جی کا عزم

سری مہاراج نے پوچھا کہ کون راچھس کھانا کیا ہے اور رہنے کا مقام کہاں ہے رشیوں نے جواب دیا کہ جیووں کو مار مار کر کھانا اور عابد مرتاض برہمنوں کی ہڈیاں چبانا اس کا کام ہے مدھوبن یعنی متھرا شہر میں بود و باش ہے وہ شیر چیتے جنگلی خونخوار جانوروں پر حاوی ہے علی الصباح اٹھتا ہے ادھر ادھر سے انسان پکڑ لیا اور کچا چبا کر ناشتہ کرکے پانی پیتا ہے سری مہاراج بولے بہت اچھا اس مردود سے آپ کو نجات ملیگی بہت جلد دفع کیا جائیگا سری مہاراج نے اپنے بھائیوں کی طرف دیکھا کر کس میں جرأت ہے جو اس ظالم سے ان رشیوں کو بچالے بھرت مستعدی ہوئے کہ مجھے اجازت دیجئے میں بہت جلد اس ملعون کو جہنم واصل کرونگا اتنے میں سترہن جگہ سے اٹھا در عرض کیا مہاراج بھرت کی ساری عمر دکھ اٹھاتے گذری آرام نہیں پایا اب مجھے اس کافر کے پاس تعینات کیجئے ایشور کی کرپا سے اسے مارونگا۔ سری مہاراج نے کہا بہت اچھا تمہیں جاؤ اور دیو زشت کو مار کر رشیوں کو سکھ دو لون

راچھس کا راج بھی تم کو دیا جائیگا اور تم واقعی بہادر ہو دھرم دیا سے واقف جاؤ
اور اس مردود کو شربت موت پلا کر اہل شہر کو آنند بخشو ٭

سرگ ۴۲

سترہن جی کو سری مہاراج کی نصیحت

سترہن جی نے راج لینے سے انکار کیا بڑے بھائی کی موجودگی میں چھوٹا تخت سلطنت
پر قدم نہیں رکھ سکتا بھرت اور لچھمن جی ہم سے بڑے ہیں یہ البتہ راج کے
لائق ہیں۔ اور سب سے بڑے آپ کے حکم سے سرتابی کرنا بھی گستاخی ہے کیونکہ آپ
مہاراج ادھیراج ہیں ہم سب کے سرتاج۔ جیسا ارشاد ہو عمل میں لاؤں سری مہاراج
نے بھرت اور لچھمن جی سے ارشاد کیا تم اجازت کیوں نہیں دیتے رشی لوگ موجود ہیں
ان کی موجودگی میں راج تلک ہو جائے تو اچھا ہے بھرت اور لچھمن نے کل چیزیں
مہیا کر دیں اور سترہن جی کے راجہ ہونے سے خوشنودی ظاہر کی رشیوں نے
جبین مبارک پر تلک کھینچا۔ سترہن جی کے ہاتھ میں متھرا کا راج دیدیا گیا ۔
سترہن جی اپنی ماتا کوشلیا کیکئی اور سومترا سے رخصت ہوتے رنواس میں آئے ۔
رانیوں نے دعا دی کہ ایشور دشمن پر فتح نصیب کرے سری مہاراج نے لاڈ سے
ساتھ کر دیا اور ایک بان ترکش سے نکال کر سترہن جی کے حوالے کیا اس بان
سے مدھو کیٹبھ دیت مارا گیا تھا جس وقت سری مہاراج راون سے گرم پیکار
تھے برہما جی نے سری مہاراج کے حوالے کیا تھا مگر سری مہاراج نے یہ
بان نہیں چلایا۔ چلتے وقت سترہن جی کو گلے لگا کر فرمایا کہ اس بان سے
لون راچھس کی موت ہے جیسا یہ بان ہے ویسا ہی لون کے پاس ترشول
ہے اور بڑائی بھی ہے بہت ہوشیاری سے بان چلانا جب لون کسی کام کے واسطے
جائے تب اس کا سر اس بان سے اتار لینا۔ ایسا نہ کروگے تو افسوس کے
سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور اس مردود کا ہلاک ہونا دشوار ہو جائیگا سترہن جی
نے مہاراج کی باتیں گرہ میں باندھ لیں اور فوج ظفر موج کے

ساتھ متھرا کی طرف کوچ بول دیا۔ سری مہاراج نے پھر نصیحت کی ؂

سرگ ۶۵

لون راچھس کے ہلاک ہونے کی تدبیریں

سری مہاراج سترہن جی کو بار بار سمجھاتے ہیں۔ بھائی! لون راچھس دیو خونخوار ہے ہوشیاری شرط ہے چوکنا ہونے پائے۔ کچھ فوج آگے اور کچھ پیچھے وسط لشکر میں قیام ہے جب لون راچھس سے لڑائی چھیڑے تو رو در رو ہو کر جنگ نہ کرنا۔ دو بدو لڑائی سے جان کی خیر نہیں۔ گرمی سردی کا بھی لحاظ رکھنا نہ شدت کی گرمی ہو نہ سردی۔ برسات کا موسم البتہ لڑائی کے لئے موزوں ہے برسات میں البتہ گھر سے نہیں نکلتا چھپ کر بان مارنا۔ اس صورت میں یقیناً ہلاک ہو سکتا ہے سترہن جی کی ہمراہی میں چار ہزار گھوڑے دو ہزار رتھ ایک سو ہاتھی اور کئی ہزار پیادل جتنے کئی اونٹوں پر روپیہ بھی تھا۔ فوج پہلے کوچ کر چکی تھی سترہن جی بھی سری مہاراج کے قدم چھو کر رخصت ہوئے ؂

سرگ ۶۶

بالمیک کی زبانی راجہ سودرس کے بیٹے راجہ نتر کے حالات

پہلے روز بالمیک جی کے استھان پر مقیم ہوئے شب میں بسر کی خوب آؤ بھگت ہوئی کند مول پھل فوج میں تقسیم ہوا۔ ہر ایک نے بڑی لذت سے کھائے سترہن جی نے بالمیک جی سے پوچھا کہ یہ استھان کس کا بنایا ہے اور کون لوگ یہاں رہتے تھے بالمیک جی بولے کہ تمہارے خاندان میں راجہ سودرس کے بیٹے نتر ایک دن جنگل میں شکار کھیلنے آئے یہاں دو راچھس رہتے تھے شیر کی صورت بنا کے چرندوں کا لقمہ بناتے تھے راجہ سودرس نے دیکھا کہ یہ دونو راچھس شیر کی صورت بن کر جنگلی جانوروں کو کھا جاتے ہیں ایک راچھس تو اسی وقت تیر کا نشانہ ہوا یہ سمجھتے تھے۔

مؤلفہ آفق

کہ دوسرا پیدا ہو جائیگا وہ سامنے آیا للکار کر بولا کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا جو میرے بھائی کو
موت کا نشانہ بنایا۔ اب خبردار رہنا یہ کہہ کر نظروں سے اوجھل ہوگیا اور اس نے
اشومیدھ جگ کیا۔ لبشسٹ جی جگ کرتے تھے ایک دن راچھس لبشسٹ جی کا بھیس
بنا کے جگ شالا میں آیا اور راجہ سے بولا آج گوشت کھانے کو جی چاہتا ہے تم اندیشہ نہ
کرو جب کھانے سے آسودہ ہونگا تمہارا جگ پورا ہو جائیگا راجہ کو فکر ہوئی کہ گرو کی
بات ٹالنا بڑا گناہ ہے رسوئیں بردار سے گوشت بنانے کی ہدایت کی رسوئیں بردار
گھبرایا لبشسٹ جی گوشت کھانے کو کہتے ہیں۔ تعجب ہے رسوئیں بردار فکر میں
تھا ادھر راچھس نے رسوئیں بردار کا بھیس بنا کے انسان کا گوشت رسوئیں
میں ملا دیا۔ اور راجہ سے کہا کہ چاولوں میں گوشت بڑے ذائقہ کا بنا ہے
یہ کہہ کر خود غائب ہوگیا ادھر لبشسٹ جی بھوجن کے واسطے بلائے گئے۔
رانی مدامتی نے کھانا سامنے رکھ دیا اور لبشسٹ جی سے کہا کہ بھوگ لگائیے۔
لبشسٹ جی جان گئے کہ اس کھانے میں انسان کا گوشت شامل ہے سراپ دیا کہ
تم راچھس ہوگے اور ایسا ہی بھوجن ملا کریگا راجہ کو برا معلوم ہوا۔ کیونکہ اس
کو معلوم نہ تھا کہ اس میں انسان کا گوشت شامل ہے ہاتھ میں جل لے لیا اور
سراپ دینا چاہا۔ رانی مدامتی نے ہاتھ پکڑ لیا۔ لبشسٹ جی ہمارے گرد اکشواک
بنس کے پروہت ہیں۔ یہ سراپ دینے کے لائق نہیں۔ راجہ کا غصہ فرو ہوا۔
ہاتھ کا پانی اپنے پیروں پر گرا دیا۔ راجہ کا چرن راچھس کا سا ہوگیا۔ اس دن
سے راجہ متر کا نام کلمانکھ لیا جانے لگا۔ راجہ کلمانکھ لبشسٹ جی کے قدموں
پر گرے اور عاجزی و انکساری سے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو گوشت بنانے
کا حکم لگایا تھا لبشسٹ جی غور میں گئے معلوم ہوا کہ راجہ بے قصور ہے غصے
میں ہم نے سراپ دیدیا۔ دعا کی کہ نادانی میں سراپ دیا ہے بارہ برس
تک بھوگنا پڑیگا۔ بارہ برس گزرنے پر کلمانکھ اپنے بھیس میں آئے راجہ
متر ہوگئے۔ ستروہن جی نے بالمیک کو پرنام کرکے بستر راحت پر آرام کیا۔

سرگ ۶۷

لو اور کش کی ولادت

اسی روز نصف شب گزرنے پر جگت جننی سیتا جی کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیک جی لڑکوں نے خبر پہنچائی۔ بالمیک جی سیتا کے استھان پر آئے نوزائندہ بچوں کی حفاظت میں مصروف ہوئے خوب دیکھ بھال رکھی بھوتوں اور راچھسوں سے گزند پہنچنے نہ پائے دو مٹھی بھر کُشا (ایک قسم کی گھاس) کاٹ لائے منتر پڑھ کر سری جانکی جی کو دے کر کہا کہ دونوں بچوں کے گلے میں حمائل کر دو۔ اس سے بھوت پریت پھٹکنے نہ پائینگے پکس کے سرے پر منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی تھی لو کے گلے میں اور نیچی جڑھ والی گرہ کش کے گلے میں پہنائی گئی یہ دونوں بچے لو اور کش کے نام سے موسوم ہوئے بڑی خوشیاں ہوئیں۔ سترہن جی جانکی کے استھان پر گئے۔ اور کہا ماتا دونوں لڑکے تو اچھے ہیں اس قدر خوشی ہے کہ کہہ نہیں سکتا یہ کہہ کے اپنے استھان پر چلے آئے منہ اندھیرے اٹھے اور بالمیک جی سے اجازت لیکر پچھم کی طرف چل کھڑے ہوئے جمنا جی کے کنارے لشکر فروکش ہوا اور خود بدولت رشیوں کے استھان پر اتر پڑے بھری کیرتن سہنے لگا۔

سرگ ۶۸

چیون رشی کی زبانی لون راچھس کے گذشتہ واقعات

رات ختم ہوا سترہن جی چیون رشی کے پاس آئے اور لون راچھس کی گفتگو چھیڑی چیون رشی بولے لون راچھس بڑا قوی ہیکل دیو ہے ایک قصہ سناتا ہوں تمہارے خاندان اکشواک میں راجہ یوبناس کا لڑکا ماندھاتا بڑا نامی راجہ ہوا ہے۔ شاہ راون والے لنکا اور راجہ ماندھاتا میں دوستی تھی۔ ماندھاتا نے اندر آسن تسخیر کرنے کا ارادہ کیا۔ اندر کے اوپر چڑھائی کر دی اور کہلا بھیجا یا تو اپنا آدھا راج حوالے کر دے یا مستعد پیکار رہو۔ اندر نے جواب دیا کہ پہلے دنیا کے کل

ممالک مسخر کرلو جب سب ملک زیر نگیں ہو جائیں تب اندر آسن لینے کا قصد کرو۔
مان دھاتا بولا کہ دنیا میں جتنے سلاطین ہیں سب دائرہ دولت کے تابع ہو چکے اب
کوئی ہمسری کرنیوالا نہیں جب کوئی نقطہ مقابل نظر نہ آیا تم پر چڑھائی کی اگر جان
پیاری ہے اور کشت و خون سے ڈرتے ہو تو آدھا راج حوالے کرو اندر نے پھر کہلا
بھیجا ابھی بہت سے ملک ایسے ہیں جہاں ہم خیال کے کبھی پر جتے ہیں کیا مدھو پوری
پر سکہ بیٹھ گیا پہلے لون راچھس کو زیر کرو پھر ہمارے پاس آنا راجہ مان دھاتا نے
کچھ جواب نہ دیا فوج کا رُخ پھیر کے مدھو پوری کی طرف مراجعت کی اور ایک
قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ متھرا شہر خالی کر دے نہیں تو بال بچوں سمیت مارا جائیگا
قاصد لون راچھس کے پاس پہنچا راجہ کا پیام سنایا شامت آگئی۔ لون راچھس
حالِ بے دودہ سمجھ کر چٹ کر گیا۔ ادھر قاصد کے آنے میں دیر ہوئی۔ راجہ
مان دھاتا پیچ و تاب میں پڑے قاصد پلٹ کر نہ آیا جری سپاہیوں کو لے کر شہر کو
گھیر لیا۔ اور تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لون راچھس ترسول پکڑ کر سامنے
آیا ترسول فوج پر چھوڑ دی جتنی فوج تھی ترسول کی آگ میں بھسم ہوگئی۔ کل
فوج برباد کر کے ترسول لون راچھس کے پاس چلا آیا۔ سترگہن جی لون راچھس
بڑا مجیم و شجیم دیو ہے سامنے ہو کر مقابلہ نہ کرنا غفلت میں البتہ مارا جائیگا اور تمہارا
ہاتھ سے اس کی موت بھی ہے جب تک ترسول ہاتھ میں ہے اگر شو جی اتر آئیں
تو بھی نہیں مر سکتا اس لئے جس وقت وہ کند مول پھل کھانے کے لئے نکلیگا
ترسول پاس ہوگا نہیں اس کا سر تیر سے کاٹ لینا ؎

سرگ ۶۹

لون راچھس سے مقابلہ

۵ رات گذرنے پر لون راچھس گھر سے شکار کی تلاش میں نکلا ادھر سترگہن جی
تاک ہی میں تھے دھاوا بول دیا لون راچھس پلٹ پڑا حریف سامنے کھڑا ہے ملکار
کر بولا ارے تو کون ہے اور کیوں آیا ہمارے نصیب کہ گھر بیٹھے بلا مشقت

خوراک مل گئی آج تم لوگوں کو کھاکر ہماری سیری ہوگی شترہن نے جواب دیا ہمیں نہیں
پہچانا ملک الموت ہوں رامچندر کا بھائی۔ شترہن نام ہے آج میرے ہاتھ سے
بچ کر نہیں جاسکتا راچھس قہقہہ لگاکر ہنسا آہا وہی رام ہیں جنہوں نے عورت کے
پیچھے راون کو مار ڈالا۔ بڑا گناہ کیا مدت سے اُن کی تلاش تھی خیر وہ نہ سہی تم سہی
کچھ تو غبار نکلیگی۔ شترہن بھی مسکرائے اور باتوں کا جواب تو نہ دیا صرف اتنا کہا کہ
آنکھیں کھول کر دیکھ لے کچھ دیر کا مہمان ہے موت منہ کھولے کھڑی ہے۔
جمدوت پھانسی لئے ایستادہ ہیں بہت جلد تیری روح قبض کرینگے۔

سرگ ۸۰

شترہن جی کے ہاتھ سے لون راچھس کی موت

شترہن کی باتوں سے لون راچھس سانپ کی طرح بل کھاکر بولا۔ کیوں بیہودہ بکتا
ہے یہ کہہ کر ایک درخت جڑ سے اکھاڑ لیا اور شترہن پر گھماکر دے مارا۔ شترہن نے
بان سے کاٹ کر سو ٹکڑے کر دیئے۔ اُس نے دوسرا درخت اکھاڑا شترہن نے کاٹ
گرایا۔ وہ درخت اور پتھر اکھاڑ اکھاڑ کر مارتا ہے اور یہ بانوں سے ریزہ ریزہ کرتے
ہیں اس نے ایک درخت تان کر مارا۔ شترہن جی مورچھت ہوکر زمین پر گرے دیوتاؤں
اور رشیوں میں واویلا مچ گیا لون راچھس سمجھا کہ حریف پائمال ہوا۔ اب ترسول
لانے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے گھر کے اندر نہ گیا شترہن کی سانس دیکھنے
کہ آیا دم ہے یا نہیں دو گھڑی بھر کامل شترہن کے پاس کھڑا رہا جب مطلق حس و
حرکت نہ پائی چل دیا۔ کچھ دور گیا تھا۔ اتنے میں شترہن اٹھ کھڑے ہوئے۔ سری
بھگوان نے جو بان دیا تھا کمان پر جوڑا دیوتاؤں اور دیوتوں کو خوف طاری
ہوا کہ پرلے نہ ہو جائے برہما سے جاکر کہا۔ برہما سمجھانے لگے اندیشہ مت کرو
یہ بان ہم نے رامچندر کو دیا تھا شترہن بھی رامچندر کا انش ہیں ادھر شترہن جی نے
چلا کھینچ کر بان چھوڑ دیا۔ وہ بان لون راچھس کے سینے سے پار ہوکر رساتل
چلا گیا اور ترکش میں سما گیا۔ لون دھم سے زمین پر گرا اور گرتے ہی روح قالب سے

مؤلفہ اُفق

پیدا ہو گئی - لون راچھس کے مرتے ہی دیوتا اور رشیوں نے استتیں کیں -
سترہن جی کی جے جے کار ہونے لگی ❖

سرگ ٨١

متھرا کی وجہ تسمیہ

سترہن جی نے دیوتوں سے مشورہ کیا کہ مدھو کا متھن ہو گیا اس لئے اس کا نام متھرا رکھنا چاہئے دنیا کے لوگ اس شہر کی عبادت کرینگے دیوتا بھی یہاں آ کر رہینگے دیوتوں کو یہ بات پسند آئی مدھ پوری کا نام متھرا رکھا گیا چونکہ بڑے بڑے سور بیر سترہن کے ساتھ آئے تھے سورسین پوری بھی نام پڑا اس دن شدھی بدھ نامی کو سترہن جی نے لون راچھس کو مارا تھا اس کے مرتے ہی بڑی خوشی ہوئی بارہ برس کمار راج کیا عمدہ عمارتیں بنائی گئیں باغ باغیچے لگے - غرضیکہ مدھ پوری ایسی تھی کہ غیر ممالک کے لوگ تجارت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے بارہ برس گزرنے پر سری رام کے درشنوں کی چاہ ہوئی - سترہن جی متھرا باسیوں کو سمجھا بجھا کر اجودھیا کو چلے اور کہا کہ میں جلد آؤں گا جب تک تم لوگ آنند کرو ❖

سرگ ٨٢

متھرا پوری سے سترہن جی کی واپسی

متھرا سے کوچ کر کے سترہن جی بالمیک منی کے استھان پر آئے ایک سو رتھ ساتھ ہیں بالمیک جی کو پرنام کیا قدم چومے اور کند مول پھل لذت سے کھائے متھرا سے سات دن کا راستہ بالمیک جی کے استھان کا تھا بالمیک جی نے سترہن کی تعریف کی آپ نے لون دیت کو مارا اس کے ہاتھ سے بڑے بڑے راجہ اور بہادر ہلاک ہوئے تھے میں نے اس کی لڑائیاں جوگ ابھیاس سے دیکھا تھا جب ... لوک ... تھا - رشی جی نے سترہن کو گلے لگایا - اور راتنا

کو سری مہاراج کے واقعات اور چرتر بیان کر کے ہری بھجن گانے لگے سترہن جی مہاراج
کے چرتر سن کر ان کے پریم میں محو ہو گئے گو سری مہاراج کی حضوری نہ تھی مگر معلوم ہوتا
تھا کہ سری مہاراج کے چرتر دیکھ رہے ہیں رشیوں کی منڈلی میں مہاراج کا گن گایا جا
رہا ہے ساتھیوں نے سترہن جی سے پوچھا کہ ہری بھجن کہاں ہوتے ہیں آپ نے فرمایا
کہ رشیوں کا استھان ہے ایشور کے بھگت ہیں اپنی عمر مہاراج کے چرتروں اور کتھاؤں
میں گذارتے ہیں علی الصباح سترہن جی نے اجودھیا کی طرف باگ موڑی ؎

سرگ ۸۳

سترہن جی سری مہاراج کے پاس

سترہن جی بالمیک آشرم سے چلے آئے تو دل میں خیال تھا کہ رشی جی نے ہمیں
روکا نہیں دو چار دن بھی نہ ٹکایا - انہیں ہم انہوں میں سترہن جی سری مہاراج
کے دربار میں حاضر ہوئے جس طرح دیوتوں کی جماعت میں اندر رہتے ہیں اسی
طرح سری مہاراج رشیوں کے حلقے میں جلوہ فرما ہیں سترہن نے ہاتھ جوڑے سوامی
لون راچھس مارا گیا اور شہر متھرا پر تسلط ہوا - اہل شہر آسائش اور چین سے رہتے ہیں
میرا دل نہیں لگا آپ کے قدموں میں اٹکا ہوا تھا جس طرح بغیر ماں کے لڑکا اناتھ
ہوتا ہے بس یہی حال میرا تھا آپ کے درشن کی ابھلاشا یہاں تک کھینچ لائی مہاراج
نے چھاتی سے لگایا اور پاس بٹھا کے سمجھانے لگے مایا موہ کو چھوڑ دو - چھتری دھرم
موہ سے قائم نہیں رہتا چھتری پر فرض ہے کہ دنیا میں پھر سے عاجزوں کی فریاد سنے
اور ان کے مقاصد دلی بر لائے تم یہ نہ سمجھو ہمیں تمہاری محبت نہیں یہ غلط ہے -
جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں علیحدگی مجھ پر بھی شاق ہوتی ہے - پاس رکھتا ہوں
راج کی دیکھ بھال نہیں ہو سکتی ایک ہفتہ یہاں قیام کرو اور پھر متھرا میں جا کر راج
کو آنند دو سترہن نے غور کیا کہ مہاراج کو ہماری محبت ہے مگر پاس رکھنے میں
راج کو نقصان پہنچے گا تعمیل حکم بھی لازمی ہے جو ہدایت ہو گی عمل کروں گا سات
دن انہیں باتوں میں گزر گئے - مہاراج سے اجازت لے کر بھرت اور لچھمن

مؤلفہ اُفق

سے طرفت کرکے شترگھن جی متھرا کو سدھارے ✽

سرگ ۸۴

ایک مظلوم براہمن کی فریاد

رامچندر دربار عام میں جلوہ افروز ہیں چوبدار حاضر ہوا۔ قدمبوس ہوکر عرض کیا کہ در دولت پر ایک برہمن مردہ لڑکا لئے رو رہا ہے مہاراج نے دربار میں بلا لیا۔ برہمن نے سر پیٹ لیا مردہ لڑکا سامنے رکھدیا بکنے لگا نہ جانے پورب جنم میں کون گناہ ہوا کہ یہ لڑکا مرگیا ہائے ہائے بیٹا کہہ کر رونا اور اپنے پچھلے پاپوں کا دھیان کرتا تھا پانچ ہزار برس ریاضت کی تب لڑکے کو پایا ہائے بالغ بھی نہ ہوا تھا بچپن میں ہی موت اٹھا لیگئی اور اسکی ماں کا اس غم میں حال ابتر ہے معلوم نہیں زندہ ہے یا مرگئی میں نے کبھی کوئی پاپ نہیں کیا نہ کسی جیو کو صدمہ پہنچایا اگر یہ کہا جائے کہ میری استری نے پاپ کیا یہ بھی غلط ہے استری کیا میرے خاندان بھر میں کوئی ادھرمی ہوا نہیں میرا تو خیال ہے جب تک زندگی ہے لوکرم اور پرکرم اور شبھ کرم کرکے زندگی سپھل کرے ورنہ آج تک سری مہاراج کے راج میں سننے میں آیا کوئی بے موت مرا ہو مہاراج اس لڑکے کو جس طرح بنے زندہ کیجئے اگر زندہ نہ ہوگا تو جان لیناً در دولت پر میری اور اس کی ماں کی دو جانیں تصدق ہونگی کیونکہ یہ لڑکا بے وقت بغیر ادھرم کئے مرا نہیں آپ نے ادھرم کیا اس کی موت ہوئی۔ اکشواک بنس کے راج دھرموان راجہ ہوتے تھے مجال نہ تھی کہ کوئی بے وقت مرے یا باپ بیٹھا رہے لڑکا رخصت ہو چکا ہو مہاراج آپ کے راج میں بڑا کلنک لگیگا۔ اسے زندہ کیجئے ✽

سرگ ۸۵

نارد جی کا اپدیش

سری مہاراج غور میں گئے کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ لڑکا اکال موت

مرا سری مہاراج نے بششٹ جی اور حاضرین دربار کی طرف جن میں رشی وغیرہ بھی موجود تھے دیکھا آپ کا سوال تھا کہ لڑکا کیوں مرا نارد جی بولے ست جگ میں صرف برہمن تپ کرتے تھے اور تپ کا پھل برہمنوں کی خدمت سے چھتری ویش شودر کو ملتا تھا۔ سب دھرما تما تھے اکال موت نہ ہوتی تھی اور تریتا کے شروع ہوتے ہی چھتریوں نے بھی تپسیا کرنا شروع کیا برہمنوں کی وہ عزت جاتی رہی اس لئے دھرم کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ اور تیج کا انس بھی کم ہوگیا۔ برہمن گوشت خوری بھی کرنے لگے اور جھوٹ بولنا بھی اختیار کیا۔ اسی طرح جب دواپر جگ ہوگا ویش بھی تپسیا کرینگے دھرم کے صرف دو چرن رہینگے ویش لوگوں کا مقولہ ہوگا کہ برہمن اور چھتری ہم سے بڑے نہیں اور جب کلجگ آئیگا چھتری ویش اور شودر تپسیا کرینگے ادھرم کی ترقی ہوگی دھرم کا نشان نہ رہیگا۔ نیچ قوم اپنے کو بڑا سمجھیگی مہاراج جس راجہ کے راج میں ویدیا دھرم کے ادپدیش ہوتے ہیں آدھا پھل راجہ کو ملتا ہے اس لئے رعیت لوازمی عادل گستری راجہ پر فرض ہے آپ اپنے راج میں گشت لگائیں اور دیکھیں کون پاپی ہے تب اس لڑکے کے بے موت مرنے کا سبب خود بخود افشا ہوجائیگا۔

سرگ ۸۶

گشت کے لئے سری مہاراج کی پشپک بوان پر سواری

سری مہاراج نے اس لڑکے کی لاش تیل میں رکھوا دی تیل میں رکھنے سے بدن گلتا نہیں پھر پشپک بوان طلب کیا اس پر سوار ہوکر گشت کے لئے نکلے۔ تلاش تھی کہ ہماری ریاست میں کون ادھرمی کہاں رہتا ہے پہلے پچھم طرف پھر اتر طرف پھر پورب طرف نکل گئے لیکن کوئی ادھرمی اور پاپی نہ ملا جب دکھن دیس میں بندھیاچل پہاڑ پر پہنچے دیکھا کہ ایک مرد سر نیچے اور پاؤں اوپر لٹکائے تپسیا کرتا ہے مہاراج اس کے پاس گئے۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ تمہاری ذات کیا ہے۔

سرگ ۸۷

سری مہاراج اگست رشی کے آشرم میں

میں تپشیا کرتا ہوں میرا نام سمبک بنسی بولا کہ قوم شودر ہے لیکن دیو لوک جیتنے کی ہوس میں تپشیا کرتا ہوں میرا نام سمبک ہے مہاراج نے شمشیر آبدار سے اس کا سر اتار لیا لاش پھڑکنے لگی دیوتوں نے مہاراج کی تعریف کی اور کہا کہ اب ہم سے بردان مانگئے مہاراج نے یہ بردان مانگا کہ اس برہمن کا لڑکا زندہ ہو جائے دیوتوں نے کہا وہ کب کا زندہ ہو گیا بلکہ اپنے گھر بھی پہنچ گیا مہاراج اگست رشی کا استھان یہاں سے بہت قریب ہے بارہ برس ریاضت کرتے گزر چکے آج نکلینگے۔ آپ درشن دیجئے سری مہاراج دیوتوں کو بپشپ بمان پر سوار کر کے اگست رشی کے استھان پر پہنچے۔ اگست رشی مہاراج کو آتے دیکھ کر دوڑے اور آسن پر بٹھا کر پرارتھنا کی۔ دیوتے سرگ کو راہی ہوئے۔ اگست رشی بولے نیہ نصیب آپ کے درشن ہوئے آپ کی زیارت کا مدت سے متمنی تھا۔ آج مراد پوری ہوئی۔ ایک رات ہمارے استھان پر قیام کیجئے تو ہمیں نوازش ہوگی مہاراج نے قبول کیا رات بھر رشی کے استھان پر رہے رشی جی نے ایک کنگن سری مہاراج کو دیا۔ مہاراج نے انکار کیا کہ ہمارا دھرم چھتری ہے اور چھتری غریبوں کو ستانہیں چاہتے۔ آپ کیوں اتنے دنوں کی کمائی کھو دیتے ہیں۔ آپ کے کام آئیگا۔ اگست رشی بولے جس وقت دنیا کی آفرینش ہوئی اس وقت کوئی راجہ نہ تھا۔ خلقت پریشان تھی برہما نے خیال کیا۔ کہ بغیر راجہ کے دنیا کا کام نہیں چل سکتا انہوں نے دیوتوں کا راجہ تو اندر کو بنا دیا۔ اب ہم لوگوں کے لئے راجہ کی ضرورت ہوئی۔ کیونکہ راجہ میں برن۔ اندر۔ کبیر۔ سورج جمراج کا انس ہوتا ہے وہ پاپ اور پن سے علیحدہ ہے جو جیسا کرتا ہے سزا پاتا ہے اور سزا دینے والا راجہ ہے سزا دینے کا پاپ راجہ کو تو ہوتا نہیں پھر آپ کو اس تحفہ کے لینے سے کیا توقف ہے آپ اسے قبول کریں۔ سری مہاراج نے کنگن لے لیا اور دریافت کیا کہ یہ کنگن آپ کو کس طرح ملا +

سرگ ۸۸

اگست رشی کی زبانی سفر کے عجیب و غریب واقعات

اگست رشی بولے کہ ترتیا جگ میں تمام دنیا کی گشت لگائی ایک ملک میں گذر ہوا جس
میں سو جوجن لمبا ایک جنگل تھا مگر جنگلی جانوروں کا نشان نہ تھا اور نہ رشی لوگ عبادت
کرتے تھے مگر جنگل کیا تھا باغ تھا طرح طرح کے درخت قسم قسم کے پھول انواع و اقسام
کے پھل پیدا ہوتے تھے آدمی اور جانور کا پتہ نہیں اور آگے بڑھا ایک تالاب جو جن بھر
لمبا دکھائی دکھایا۔ تالاب پر ہنس۔ چکوے چکئی اور بہت سے دریائی پرندے کھڑی
دیئے وہاں کا نظارہ دیکھتے ہی طبیعت خوش ہوئی رات بھر تالاب کے کنارے بیٹھا رہا نور
کے تڑکے اشنان کر کے اس تالاب کے گرد پھر ایک مقام پر دہ پڑا پایا معلوم ہوتا تھا کہ کسی
اچھے آدمی کی لاش ہے گھنٹہ بھر تک لاش دیکھتا رہا اتنے میں ایک بوان آسمان سے اترا اس پر
بہت سی گل اندام حوریں سوار تھیں اور ایک دیوتا حوروں کا گانا سن رہا تھا کوئی چنور
ہلاتی کوئی گاتی کوئی بجاتی دیوتا بوان سے اترا اور لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر
کھانے لگا جس قدر کھاتا تھا بدن بدستور ہوتا جاتا تھا کل گوشت کھا گیا لاش
جیوں کی تیوں رہی پھر تالاب میں ہاتھ اور منہ دھویا اور بوان پر چڑھ کر سرگ لوک
کی طرف چلنے کی ٹھانی میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو دیوتا ہو کر مردے کا گوشت
کھاتے ہو کہنے کو تو کہہ گیا مگر رونگٹے کھڑے ہونے لگے ✦

سرگ ۸۹

اگست رشی کے ارشاد سے بیدھرب (ودربھ) دیس کے راجہ کی سرگذشت بیان

دیوتا بولا پورب جنم میں بیدھرب دیس کی بادشاہت ہاتھ میں تھی ہمارے دو بھائی تھے
ہمارا نام سویت اور دوسرے کا نام سورتھ تھا بابا کا انتقال ہو گیا حکومت ہمارے ہاتھ آئی ایک
ہزار برس تک راج کیا سلطنت کے عیش میں کچھ لیا دیا کرم دان اور

بیٹھ تپسیا کیا ایک دن کئی ایک رشی آئے میں نے سوال کیا ہماری زندگی کس قدر ہے
جواب دیا تھوڑے دن اور باقی ہے میں نے راج پاٹ تو چھوٹے بھائی کے حوالے کیا
اور خود جنگل میں تپسیا کرنے چلا آیا ایک ہزار برس تک باشت کی عمر کے دن پورے
روح نکل گئی اب کھڑی ہوئی مرنے کے بعد برہم لوک جانے کی ہدایت کی گئی بھوک اور
پیاس کی تھا بہت پوچھا کہ برہم لوک میں بھوک اور پیاس تو نہیں ہوتی کس واسطے
ابھی تک بیتاب ہوں برہما بولے جب تک بھوک لگے اپنے بدن کی بوٹیاں کھا
میں نے کہا یہ کیوں جواب دیا کہ راجہ ہو کر راجسی کرم چھوڑ دئے دان اور پن مطلق
کیا۔ باشت میں بھی یہ حال تھا کہ کند مول پھل اکیلے ہی بھوجن کرتے تھے
دان خیرات نہ کیا تھا کہاں سے بھوجن ملیگا۔ تپ کا پھل یہ ملیگا کہ لاش تمہاری تر
نہیں پائیگی جب تک اگست رشی سے ملوگے اور کچھ خیال کروگے تب تم کو بھوجن ملیگا
یہ تکلیفیں جاتی رہینگی۔ وہ شخص جب ہم دیوتا سمجھتے تھے ہمارے پیروں پر گر پڑا اور کہنے
لگا کہ آپ ہی اگست رشی ہیں اس تکلیف سے نجات دیجئے یہ کہہ کر یہ کنگن ہمارے حوالے
کیا ہم نے دکھی جان کر کنگن لے لیا اور دیکھتے دیکھتے وہ لاش غائب ہو گئی سو
اسے قبول کیجئے یہ دیوتا کا دھن ہے ٭

سرگ ۹۰

راجہ منو کے بیٹوں کا حال

سری مہاراج نے پھر پوچھا کہ اس جنگل میں جانور اور رشی کیوں نہیں رہتے اس
کا سبب کیا ہے اگست رشی بولے کہ ست جگ میں راجہ منو کے لڑکے اکشواک تھے منو
نے اکشواک کو راج سونپ دیا اور دعا دی کہ تم پر دشمن ہاتھ نہ چلا سکیگا اور تمہارا
خاندان میں ایک سے ایک بڑھ کر دھرماتما راجہ ہونگے منو جی تپ کرنے چلے گئے راجہ اکشواک
کے سو لڑکے ہوئے ننانویں تو بہت اچھے اور دھرماتما تھے چھوٹا بڑا ادھرمی اور کوکرمی
اکشواک نے اس کا نام ڈنڈ رکھ دیا ڈنڈ نے خلقت کو ستایا تکلیفیں دیں اور رنج پہنچایا
اکشواک نے عاجز ہو کر ننانویں لڑکوں سے مشورہ کیا اور [illegible]

راج ڈنڈ کے حوالے کردیا ڈنڈ نے ایک نگر بسایا اور اس کا نام مدھومنتر رکھا شکراچارج کو اپنا پروہت بنایا دولت سے خزانہ مالا مال ہوگیا اور مدھومنتر نگر اندرآسن کو شرمانے لگا

سرگ ۹۱

راجہ ڈنڈ کا فعل ناسزا

ایک دن شکراچارج ڈنڈ سے بولے کچھ جگہ ہمارے رہنے کو دیدو راجہ نے بہت اچھا مقام شکراچارج کے رہنے کے لئے عطا کیا ایک روز راجہ ڈنڈ اس جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گیا تھا شکراچارج استھان پر نہ تھے ایک لڑکی بیٹھی تھی ڈنڈ اسے دیکھ کر لٹو ہوگیا اور مباشرت کا طالب ہوا وہ بولی کہ شکراچارج کی لڑکی ہوں نام میرا آرجا ہے تم وصل کے خواستگار ہو۔ خبردار ہاتھ نہ لگانا۔ ایک تو ہمارے پتا تمہارے گورو اور پھر میں برہمن کی لڑکی ہوں۔ جب یہ ماجرا شکراچارج سنینگے تو تمہاری ہڈیوں کا نشان نہ رہیگا جلا کر خاک کر دینگے اگر طبیعت نہیں مانتی تو پتا سے استغاثہ کرو شاید ہمارا تمہارا عقد ہوجائے پھر کوئی ہرج نہیں آرجا نے بہت سمجھایا اس پر شیطان سوار تھا نہ مانا اور زبردستی فعل کا مرتکب ہوا آرجا روتی رہی ✤

سرگ ۹۲

شکراچارج کا سراپ راجہ ڈنڈ کو

شکراچارج جی کند مول پھل لینے کے لئے باہر گئے تھے جب آئے لڑکی کو روتے دیکھا پوچھا کس واسطے روتی ہے آرجا نے کل ماجرا راجہ ڈنڈ کا بیان کردیا شکراچارج آتش غضب سے برافروختہ ہوگئے راجہ ڈنڈ کو سراپ دیا کہ اے کمبخت تو نے گرو کی لڑکی سے یہ حرکت کی ایک ہفتہ کے اندر تیرا خاندان اور لڑکے بالے ناش ہوجائینگے سو جوجن تک تیرے راج میں خون برسیگا کوئی جیتا نہ بچیگا جو کوئی اس جنگل میں رہتا ہو نکل جائے ورنہ سات دن کے اندر ختم الٹ جائیگا پھر آرجا کو سراپ دیا کہ جس وقت تجھ سے

چل کا طالب ہوا تو نے سراپ کیوں نہیں دیا معلوم ہوتا ہے تیری بھی مرضی تھی رسد
تو بھی ایک جوجن سراہیں رہیگی جب رامچندر او تار لے کر یہاں آئینگے۔ اس وقت سراپ
سے چھوٹیگی۔ ایک جوجن تک دیوتا اور دیت پنا بگاڑ نہیں سکتے سری مہاراج یہ
وہی ڈنڈک بن ہے بہت سے رشیوں نے تپ کیا ہے اس وجہ سے جنستھان کہلاتا ہے
اتنے میں شام ہوگئی سری مہاراج سندھیا کے لئے تالاب پر آئے ٭

سرگ ۹۳

اگست رشی کی زبانی سری رامچندر جی کی تعریف

سری مہاراج سندھیا کر کے اگست رشی کے استھان پر آئے کند مول پھل بھوجن
کیا رات بھر کتھا بارتا کا چرچا رہا صبح نت نیم سے فراغت کر کے اگست رشی سے
اجازت چاہی کہ حکم ہو تو مکان پر جاؤں آپ کے درشنوں سے آنکھیں ٹھنڈی ہیں
اگست رشی نے فرمایا کہ آپ دھن ہیں سب کو اپنے درشنوں سے مکش پدوی دیتے
ہیں آپ ایشور ہیں آپ کی جاترا سپھل ہوئی اب اجودھیا پوری جائے سری مہاراج
نے اگست رشی کے قدم چومے اور بوان پر چڑھ کر اجودھیا کی طرف جاترا کی رشیوں
نے سری مہاراج کو اشیرباد دی سری مہاراج اجودھیا پوری میں پہنچ کر راج کرنے
لگے اور بھرت لچھمن کو بلا کر پاس بٹھالا ٭

سرگ ۹۴

سری مہاراج کو راجسی جگ کرنے کی تمنا

سری مہاراج کی اجازت سے بھرت لچھمن بیٹھ گئے اور سری مہاراج کہنے لگے
کہ برہمن کا کام ہوگیا اب راجسی جگ کرنے کی تمنا ہے اس جگ سے بہت پھل
ہے ہمیں عمر بھر کے پاپوں سے نجات ہوتی ہے تم لوگوں کی کیا تجویز ہے بھرت جی نے
عرض کیا کہ سری مہاراج خود ہی دھرم روپ اور سب کو پھل دینے والے ہیں آپ کے نام لیتے

دنیا کا بیڑا پار ہو جاتا ہے سری مہاراج نے بھرت کی باتوں سے خوشنودی ظاہر کی تم شدھ آتما ہو عقلمند ہو تمہارے کہنے کو مان لیا جگ کرنے کی ضرورت نہیں۔

سرگ ۹۵

اشومیدھ جگ کی تجویز

لچھمن جی نے سوچا ایسا نہ ہو کہ راجیندر اپنا سوارتھ بھنگ ہوتے دیکھ کر رنجیدہ ہو جائیں عرض کیا راجسی جگ سے تو اشومیدھ جگ کیجئے یہ کل گناہوں کو دور کرتا ہے اندر نے ہزارہا گناہ کئے جب اشومیدھ جگ ہوا پاپ کافور ہو گئے برترا دیت بڑا زبردست راچھس تھا جو پہاڑ کی طرح سو جوجن لمبا اور اس کا تگنا اونچا تھا بڑا دھرماتما گزرا ہے تینوں لوک اس کے اقبال کی تابع تھے اس کے راج میں دھرم کی اس قدر ترقی تھی بغیر جوتے زمین سے غلہ پیدا ہوتا تھا برترا نے تپ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے لڑکے مدھ کو راج سونپ کر ریاضت میں مشغول ہوا دیوتوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ بشن کے پاس پہنچے مہاراج برترا دیت تپ کرنے لگا تپ کے زور سے تینوں لوک جیت چکا ہے اس کی تپشیا پوری ہو گی تو ہمارے رہنے کی جگہ نہ رہیگی اب کوئی تدبیر نیئے کہ جس میں یہ مارا جائے آپ سے امان کے خواستگار ہیں۔

سرگ ۹۶

بشن بھگوان کی ہدایت سے برترا اسر کی موت

بشن بھگوان بولے کہ برترا اسر تو میل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے ہم بھی مواخذہ نہ کرتے تھے اب کیا ہو گیا جو تمہیں جلا وطن کرنے پر آمادہ ہوئے جو دیکھا جائیگا تم جاؤ لڑائی کے سامان کرو اپنے ہاتھ سے تو مارونگا نہیں البتہ میرا ایک انس اندر میں دو ایک اندر کے بجر میں اور تیسرا انس میرا جہاں لڑائی ہوگی رہیگا۔ اندر ہی کے ہاتھ سے برترا اسر کی موت ہے اندر بشن بھگوان سے رخصت ہو کر برترا اسر کے پاس

پہنچے رودنپ میں مشغول تھا چہرے پر ریاضت کی تجلی نمایاں تھی جلال برس رہا تھا دیوتوں کے دل میں کپکپی نمایاں ہوئی اندر سے عرض کیا آپ کیوں چوکتے ہو وار کیوں نہیں کرتے بگلا کا ایسا دھیان لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے موقع غنیمت ہے اندر نے دیوتوں کے اصرار سے بجر مارا۔ بجر پڑتے ہی برتراسر کا سر زمین پر لوٹنے لگا برمھ ہتیا سامنے آئی۔ اندر بھاگے برمھ ہتیا نے پیچھا کیا۔ اندر نے تینوں لوک میں گشت لگائی۔ کہیں امان نہ ملی۔ دیوتوں نے لشن بھگوان کو کہا مہاراج برترا اسر کے مرنے سے برمھ ہتیا پیچھا کر رہی ہے کہیں پناہ نہیں ملتی اندر پریشان ہیں آپ بچائیں تو ہو سکتا ہے برمھ ہتیا بلا بے درماں ہے چانڈال سے بڑھ کر ہے کیونکہ چنڈال کو تو کفارا بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر برمھ ہتیا کی صورت سے لوگ بھاگتے ہیں لشن بھگوان نے اندر کو آشومیدھ جگ کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ آشومیدھ جگ سے برمھ ہتیا کھٹکنے نہیں پاتی آشومیدھ جگ سے ہماری روح خوش ہوتی ہے پاپ دور ہو جاتے ہیں اور اندر نے اپنی بھلائی کے لئے برتراسر کو مارا ہے اس لئے آشومیدھ جگ کرنا لازمی ہے یہ کہہ کر لشن بھگوان انتردھیان ہو گئے

سرگ ۹۷

راجہ اندر پر برمھ ہتیا کا تعاقب

اندر لشن لوک سے روانہ ہوئے برمھ ہتیا پیچھا کئے ساتھ ہے اندر کے پاؤں نہیں اٹھتے تلووں میں چھالے پڑ گئے ہیں اس قدر تکلیف اٹھائی کہ چوراسی جون بھوگنے میں بھی یہ مصیبت نہ ہوتی ہو گی لچھمن جی سری مہاراج کو یہ کتھا سنا کر عرض کرتے ہیں کہ ادھرم کا نتیجہ اچھا نہیں ادھرمیوں کی یہی حالت ہوتی ہے اندر جان چھپائے ایک تالاب پر پہنچے جہاں کنول پھول رہے تھے چو طرفہ سبزی لگی ہوئی تھی درخت لہلہا رہے تھے تالاب کا پانی موتی سا چھلک رہا تھا اندر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ چھوٹا سا روپ بنا کر کنول کے پھول میں چھپ رہے برمھ ہتیا تالاب پر اندر کے انتظار میں کھڑی رہی مدت گزر گئی مگر اندر کنول کے پھول سے باہر نہ نکلے اتنے میں قحط پڑ گیا مسا ک

باراں سے ندی نالے خشک ہوگئے ہزاروں جالور پیاس سے جان بحق ہوئے آبی
جالور تو ایک نہ بچا اس حالت میں بھی برمھ ہتیا وہاں سے نہ ٹلی دیوتوں کے چھکے
چھوٹے ہیں کیا کریں جو برمھ ہتیا سے اندر کو نجات ملے ناچار بھر بشن کے پاس دوڑے
آئے اور التجا کی سالہا سال گذرے اندر کی صورت دکھائی نہ دی برمھ ہتیا بدستور
تالاب پر کھڑی ہے تب تک خود بدولت نہ چلینگے اس بلا سے نجات نہ ہوگی -
بشن بھگوان دیوتوں کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے اور تالاب کے کنارے دیوتوں
سے اشومیدھ جگ کرانا شروع کیا جگ ختم ہوا - برمھ ہتیا کھسکی چلتے وقت بشن
بھگوان سے بولی کہ اب میں کہاں جاؤں دیوتے بولے کہ یہ مجال کسی میں نہیں جو
تم کو اکیلا اپنے سر پر لے سکے بشن بھگوان نے کہا تمہارے لئے چار جگہیں مقرر کی
گئی ہیں اگر پسند ہو تو وہاں جا کر رہو - برمھ ہتیا بولی ایک تو ندیوں میں اپنا مسکن
بناؤنگی دوسرے اوسر زمین میں تیسرے جوان عورتیں جو حیض سے ہوتی ہے -
اور چوتھے اس شخص میں میرا قیام ہوگا جو برہمن کو جھوٹا کلنک لگاتے اور گائے
بیتے ہیں شاستر کی عزت نہیں کرتے وید کو انسان کا بنایا ہوا سمجھتے ہیں ہاں گنگا اشنان
کرنیوالوں یا گنگا کے کنارے رہنے والوں کے سامنے میں نہیں جا سکتی بشن بھگوان
بولے بہت اچھا برمھ ہتیا رفو چکر ہوئی اور اندر کنول سے برآمد ہوئے لچھمن جی کہتے
ہیں کہ اشومیدھ جگ بہت جگوں سے افضل ہے اگر بھرت جی پسند کریں تو اشومیدھ
جگ کیجیے ۔

سرگ ۹۸

سری مہاراج کی زبانی اشومیدھ جگ کے پھل

بھرت جی نے بھی پسند کیا سری مہاراج اشومیدھ جگ کے پھل کہنے لگے بیان فرمایا
کہ زمانہ سلف میں کردم نامی ایک راجہ گزرے ہیں ان کے لڑکے ایل بڑے پرتاپی ہوئے
ان کے عہد میں رعیت بہت خوش رہتی تھی ایک دن شکار کی تلاش میں کسی ہرن کے
پیچھے گھوڑا دوڑایا ہرن نے زقند ماری اور چھلاوا دیا ایک لق و دق صحرا میں پہنچے شام

کارتک جی نے یہیں جنم لیا تھا اس وقت شوجی پاروتی کے ساتھ گلگشت میں مصروف
تھے پاروتی جی کو غیر مرد کے آنے سے حجاب ہوا شوجی سے برار تھنا کی جو کوئی اس
جنگل میں آئے استری روپ ہو جائے اس دن سے جتنے پشو پنچھی اور درخت تھے
سب عورت ہو گئے راجہ کی فوج تلاش کرتے ہوئے وہاں آئی وہ بھی اس جنگل میں
قدم رکھتے ہی زنانے ہو گئے سب کو فکر ہوئی کہ یہ کون گت ہماری ہوئی شیوجی سے
سبھوں نے شکایت کی کہ کس جرم کی پاداش میں ایسی حالتیں ہماری ہوئیں
شیوجی نے مسکرا کر فرمایا کیا عورت کا جامہ بیکار ہے کیا اس کی کچھ عزت نہیں
راجہ ایل چپ ہو رہے کہ کیا کروں پاروتی جی سے عذر یہ ظاہر کیا مہارانی کرپا کیجئے
مرد کا جامہ دیجئے پاروتی جی بولیں کہ میں اردھنگی شوجی کی کہاتی ہوں اس لئے
آدھا بردان دے سکتی ہوں آدھا مہادیو جی سے مانگو۔ راجہ کو اور بھی فکر ہوئی۔
کہ آدھے بردان سے آدھا پرش اور آدھی استری کس طرح سے رہونگا پاروتی جی
سے بولے خیر ایسا کیجئے کہ ایک مہینے تک مرد ہو کر راج کاج دیکھوں اور ایک
مہینے استری ہو کر گرہستی کے دھندوں میں لگوں شیوجی نے کہا جا ایسا ہی ہوگا

سرگ ۹۹

راجہ ایل کا قصہ

راجہ ایل بردان پا کر استری روپ میں رہنے لگے اس جنگل کے قریب ایک پہاڑی تھی
اور پہاڑی پر ایک سرور آب و تاب سے بہہ رہا تھا سرور کے کنارے بدھ رشی تپ
کرتے تھے جل سین میں ہری بھجن ہوتا تھا راجہ ایل طرحدار عورت بنے ہوئے بدھ
رشی کے پاس گئے بدھ رشی کا دل طرحدار عورت دیکھ کر مائل ہوا ہری بھجن
چھوڑ کر عورت کے پاس آئے حسن جمال کی تعریف کی نام پوچھا عورت کچھ نہ بولی
ساتھیوں نے جو استری روپ تھے کہا مہاراج انکے خاوند نہیں ہیں باکرہ ہیں شوہر کی تلاش
میں جنگل جنگل ماری پھرتی ہیں ان کا جوان ہے آپکا جی چاہے تو انکے ساتھ مباشرت کیجئے
بدھ ایسے سنا اور کیا چاہتے تھے مراد بر آئی طرحدار عورت کے ساتھ بھوگ کرنے لگے۔

سرگ ۱۰۰

پاربتی کے سراپ سے راجہ ایل عورت روپ میں

طالب و مطلوب وصل دلدار سے خوش تھے ایک مہینہ خوب چین سے کٹا بدھ رشی نے اپنا
نسب بتایا کہ میں چندرماں کا لڑکا ہوں اتفاق سے ایک دن بدھ رشی معشوقہ کے ساتھ
ہم صحبت تھے مہینہ ختم ہو گیا عورت مرد ہو گئی بدھ رشی دانتوں تلے انگلی دبا کر بھاگے ۔
سرور میں غوطہ لگایا اور ہری بھجن کرنے لگے راجہ ایل مرد بن کر بدھ رشی کے آشرم
میں پہنچے آواز دی کہ مہاراج اب یہ بے التفاتی ایسی کج ادائی کی بات بھی نہیں کرتے
خیر اتنا تو بتا دیجئے کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں بالمیک جی کا قول ہے جب انسان نفس
امارہ کا مطیع ہو جاتا ہے ۔ شہوت پرستی زناکاری غلبہ کرتی ہے ۔ تو دھرم اور کرم
کا لحاظ نہیں رہتا ۔ دروغ گوئی جعلسازی کذب و نخوت دماغ میں سما جاتی ہے
بدھ رشی نے کہہ دیا کہ جہاں تمہارے ساتھی رہتے تھے وہاں تو پتھر گرے سب کے سب
عدم آباد سدھارے کسی بات کا ڈر نہ کریں ۔ یہاں رہو جب عورت ہو گئے
پھر منتر سے اڑا دینگے ۔ راجہ ایل ساتھیوں کے ضائع ہونے سے از حد ملول ہوئے
بے ساختہ چیخ نکل گئی ہائے ! اب کیا کروں کس منہ سے گھر جاؤں بدھ رشی
بولے گھبراتے کیوں ہو ۔ ایک سال ہمارے پاس رہو جتنے لوگ مرے ہیں سب
کو زندہ کر دونگا ۔ اکیلا جانا اچھا نہیں راجہ کو بدھ رشی کی باتوں سے ڈھارس
ہوئی ۔ بدھ رشی دیوتا اور تپسی ہیں ان کی دعا سے ضرور ساتھی لوگ زندہ ہو
جائینگے ۔ ایک سال رہنا قبول کر لیا ۔ جب مہینہ گزرا راجہ ایل نے عورت کا
جامہ پایا بدھ رشی کی چہیتی بیوی بن گئے ۔ نو مہینے گزرنے پر ایک لڑکا پیدا ہوا
پرورو انام رکھا گیا ۔ رشی جی بہت خوش ہوئے ۔ راجہ ایل کو گھر جانے کی لگی تھی
کہ کسی طرح سال گزرے ساتھی زندہ ہوں اور اپنے گھر جا کر کاروبار سلطنت
دیکھیں کل کارخانے ابتر ہونگے بدھ رشی بھی شش و پنج میں تھے کہ اگر یہ چلی گئی تو
لڑکے کی پرورش کون کریگا ۔ میں اکیلا کیا کرونگا ۔

سرگ ۱۰۱

راجہ ابل کا سراپ سے چھٹکارا

اتنے میں جیون رشی بہت سے رشیوں کے ساتھ بدھ رشی کے استھان پر وارد ہوئے راجہ نے حال کہا رشیوں نے دعا دی اور اشومیدھ جگ کرنے کی ہدایت فرمائی اشومیدھ جگ سے تمہاری مراد پوری ہوگی۔ شوجی خوش ہوکر بردان دینگے اور اس سراپ سے چھوٹ جاؤگے رشیوں نے راجہ ابل سے جگ کرایا شوجی نے پاربتی کے ساتھ درشن دئے فرمایا تم سے خوش ہوں جو چاہے مانگ لو راجہ ابل نے اپنی حاجت بیان کی جو حالت پہلے تھی ہوجائے یعنی عورت کے جامہ سے خالی ہو ہمیشہ مرد رہوں شوجی نے کہا بہت اچھا ایسا ہی ہوگا یہ کہہ کر انتردھیان ہوگئے برہمنوں اور رشیوں نے آشیرباد دی ۔

سرگ ۱۰۲

اشومیدھ جگ کی تیاری

سری رام چندر نے دربار منعقد کرکے اشومیدھ جگ کے بارے میں مشورہ لیا امیر وزیر بلائے گئے برہمن اور رشیوں کی طلبی ہوئی سب کی صلاح ٹھہری کہ اس سے بڑھ کر اور کون کام ہے اشومیدھ جگ ضرور ہونا چاہئے وید خواں برہمن حاضر اور نفس کش رشی مدعو کئے جائیں ہنومان جی لنکا میں جاکر بھبیکن اور رانی مندودری کو مدعو کریں دیگر ممالک میں سفیر بھیجکر راجوں میں نوید تقسیم ہو۔ جگیہ شالا گومتی کے کنارے استھاپت ہو چار سو وید خواں برہمن کے بغیر جگیہ پورا نہیں ہوسکتا ہر ایک کی خاطر مدارات میں کسی قسم کا تکلف باقی نہ رہے غریبوں محتاجوں میں کھانا تقسیم ہو انواع و اقسام کے کھانے مرتب ہوں جگیہ کے سامان میں تیل۔ گھی۔ مونگ۔ موٹھی۔ نمک تل وغیرہ کی بہتات رہے ہر ایک قسم کی جنس کا ذخیرہ ہو بار برداری کے جانور ہر وقت موجود رہیں نہ معلوم کس کو کس

وقت ضرورت پڑے کئی ہزار گاڑی رتھ چھکڑے مہیا رہیں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے
کمی پڑ جانے سے بھی یگیہ پورا نہیں ہوتا اور بچے بہنے سے گنجائش رہتی ہے یگیہ شالا
کے چاروں طرف دکانیں لگائی جائیں نوجوان سپاہیوں کا پہرہ رہے تاکہ امن
میں خلل نہ پڑنے پائے سلاطین نامدار جو دیگر ممالک سے آئینگے اُن کی بود و باش
کا انتظام بہت خوش اسلوبی سے کیا جائے عمدہ عمدہ عمارتیں خیمہ خرگاہ خوبصورتی
سے سجائے جائیں سونے کی مورت سری جانکی جی کی بنانا چاہیئے کیونکہ مہارانی
موجود نہیں ہیں اور بغیر استری کے یگیہ نہیں ہوتا اور دھرم شاستر میں ہدایت ہے
کہ اگر عورت پردیس میں ہو یا مر گئی ہو۔ بیمار یا ضعیف یا پیری سے بیٹھ نہ سکتی
ہو تو سونے کی یا کسی کی مورت بنا کر استعمال کی جائے سگریو کے حوالے مودی
خانہ ہو وہ ہر شخص کی نگہداشت خوب کرینگے رانی منڈودری کے ذمہ راجوں اور
رشیوں کی عورتوں کی مہمان نوازی ہو۔ بھرت جی نے شاہی خزانے سے سونا
نکلوا کر سیتا مہارانی کی مورت بنانا شروع کی اور لچھمن جی زرِ کثیر سے کر دیگر سامان
کی درستی میں مصروف ہوئے ؏

سرگ ۱۰۳

اشومیدھ یگیہ کے سازوسامان کی درستی

لچھمن جی نے ہفتہ بھر کے اندر کل سامان لیس کر دیئے سری مہاراج دیکھ کے آنند ہو گئے
لچھمن جی سے فرمایا کہ جو راجے اور سلاطین مہمان ہیں انہیں تکلیف نہ ہونے پائے مانگ
میں کمی نہ ہو جو چیز درکار ہو فوراً بھیجنا۔ راجوں مہاراجوں نے سری رامچندر کی خدمت
میں بے بہا نیلم یاقوت ہیرے جواہر پیشکش کیئے سری مہاراج نے نذریں قبول کر
لیں اور بھرت کو حکم دیا کہ تم جا کر ایک نظر دیکھ لو کسی چیز میں کمی تو نہیں ہے مہاراج
کی اجازت سے ہر شخص اپنے اپنے کام پر مستعد ہو گیا گومتی کے کنارے یگیہ شالہ
استھاپت ہوئی اور یگیہ شروع ہو گیا لچھمن جی یگیہ کی حفاظت کرنے لگے عجب

راماین کا پاٹھ کرنے لگے رفتہ رفتہ یہ خبر مہاراج کو پہنچی کہ بالمیک جی کے دو لڑکے آئے ہیں
راماین کے اشلوک اس خوش الحانی سے پڑھتے ہیں کہ دل کھینچا جاتا ہے راجہ رشی ۔
پنڈت ۔ برہمن ۔ ویش ۔ ویاکرنی اور اچھے اچھے گویئے ۔ شاستری کوی (شاعر) گندھرب
کو مہاراج نے بلوایا اور اچھے اچھے پرتکلف بچھونے پر بٹھلائے گئے بعد ازاں دونو
لڑکوں کی طلبی ہوئی جو بدارون سے حاضر کیا ۔ طنبورہ چھیڑا اور سُر ملا کر دونو نے راماین
کے اشلوک پڑھنا شروع کئے ہر شخص محو ہو گیا ۔ کوئی جھومتا ہے کوئی وجد کے عالم میں ہے
سب کی نظر کش اور لو پر گئی ۔ بعضے کن پھوسیاں کرتے تھے کہ کیسے خوبصورت لڑکے
ہیں برہما نے اپنے ہاتھ سے بنائے سری مہاراج سے اس قدر مشابہ ہیں کہ بال برابر
فرق نہیں معلوم ہوتا ہے کہ سری مہاراج نے تین روپ دھارن کئے ہیں ۔
کش اور لو نے پھر نارد کا اپدیش بیان کیا پھر بیس سرگ کے اشلوکوں پر
تان ماری لوگوں کے دل بے قابو ہو گئے یہی جی چاہتا تھا کہ سنا کریں گاتے گاتے دوپہر
گزر گئی سری مہاراج نے محفل کی برخاستگی کا حکم دیا اور بھرت جی سے اشارہ ہوا کہ
ان لڑکوں کو خزانے سے اٹھارہ اٹھارہ ہزار اشرفی دلوا دو ۔ سوائے اس کے اور جو
غرض ان کی ہو پوری کر دی جائے بھرت جی نے اشرفیوں کے توڑے لو اور کش
کے سامنے رکھ دئے لڑکوں نے انکار کیا کہ ہم نہ لینگے ہم تو بن کے رہنے والے
کند مول پھل کھانے والے اشرفیوں کو کیا جانیں ہمارے کس کام کی ۔ افسوس اس
بات کا ہے کہ سری مہاراج نے ہری کیچن کی مہماں نہیں سمجھی اگر سمجھتے تو ایسا نہ کرتے
لوگوں کو تعجب ہوا کہ برہمن ہو کر لالچ نہیں دل کے غنی ہیں لاکھوں کی دولت پر نگاہ
نہیں کرتے برہمن تو طمع کے بندے ہیں جو کچھ دیا جائے ہاتھ پھیلا کر لے لیتے ہیں ۔
ان میں استغنا کہاں سے آگئی سری مہاراج دونو بچوں کی باتوں سے شرمندہ ہو گئے
پوچھا یہ اشلوک کس کے بنائے ہیں غضب کی شاعری کی ہے پھر خیال ہوا کہ اشلوک
تو سن چکا ہوں یہ تو بالیاس جی کی تصنیف ہیں پھر پوچھا بالمیک جی کہاں ہیں بچوں
نے جواب دیا کہ یگیہ شالہ میں ہونگے چوبیس ہزار اشلوک اور پانچ سو سرگ سات
کانڈ بالمیک جی نے بنائے اور یہ اشلوک جب تک دنیا رہیگی ہر دلعزیزی سے پڑھے جائینگے
اور جو یہ کتھا سنیں سنائینگے ہر بھگت کہلائینگے ۔

سرگ ۱۰۶

سری مہاراج کی خواہش سے جانکی جی کی طلبی

سری مہاراج کی خواہش سے جانکی جی کی طلبی
سری مہاراج کی خواہش سے جانکی جی کی طلبی

سری مہاراج کی خواہش سے جانکی جی کی طلبی

سری مہاراج رامائن سنتے اور لو اور کش ہیں خوش الحانی سے روزانہ گان چرچا ہونے لگا سری مہاراج رامائن سنتے اور لو اور کش ہیں خوش الحانی
روزانہ گان چرچا ہونے لگا سری مہاراج رامائن سنتے اور لو اور کش ہیں خوش الحانی
سے گا کر سنانے کہ حاضرین کی روحیں پھڑک اٹھتیں سیتا کی جلا وطنی تک پہنچے یعنی جب
گربھ وتی سیتا کو سری رامچندر نے نکالا یہاں تک کی کتھائیں سنائی گئیں تب سری
مہاراج کو ہوش آیا کہ یہ تو سیتا کے لڑکے ہیں چوبداروں کو بلا کر فرمائش کی کہ بالمیک
جی سے عرض کرو کہ جانکی ہیں اگر دوش نہ ہو تو ہمارے یہاں چلی آئیں چوبداروں نے
پیام پہنچایا۔ بالمیک جی نے بھی منظور کر لیا۔ سری مہاراج بھی اس مژدۂ جان بخش
سے بہت خوش ہوئے وہ دن تو جیوں تیوں بسر کیا اور دوسرے روز کی انتظار میں
رات بھر بڑی مشکل سے اس امید پر کاٹی کہ سری جانکی جی یہاں آ جائینگی +

سرگ ۱۰۷

سیتا جی کی پاکبازی پر بالمیک جی کی قسم

سری مہاراج سری جانکی جی کی یاد میں کروٹیں بدلا کئے اچھی طرح سویرا نہ ہونے پایا تھا
کہ دربار میں جا کر بیٹھ گئے مہاراج کے آنے سے بششٹ جی نارد رشی پربت رشی لبوامتر
لنگرا جابسی مارکنڈے پتیرن رشی بھاردواج۔ گوتم رشی بھبھیکن سگریو اور دیس
دیس کے راجے اور برہمن چھتری۔ ویش۔ شودر اور بہت سے مہاتما دربار میں اسی
وقت پہنچ گئے سبھوں کو سیتا جی کے آنے کا خیال تھا ہر ایک کی ٹکٹکی بندھی تھی دیکھیں
کب سیتا جی آتی ہیں اتنے میں آگے آگے بالمیک جی اور پیچھے پیچھے جانکی جی سر نیچا کئے
ہوئے چلی آتی ہیں گو یا بدھا اور سرشتی ساتھ ہیں مہارانی کی آنکھوں میں جل بھر آیا
تھا سب کے دلوں میں رنج پیدا ہو گیا لیکن سمجھ لیا کہ انہیں اپنی جلاوطنی سے

ملال ہے یہاں آنا نہیں چاہتیں۔ مگر ہمارا جنم سپھل ہؤا کہ جگت جننی مہامائی کے درشن مل گئے بعضوں کی زبان سے مہاراج کی شان میں مرحبا اور تحسنت کے کلمے نکل رہے تھے اور بعضے جانکی جی کے استقلال اور تحمل کے معترف تھے اور بعضے سری رام اور جانکی جی کو مبارک باد دیتے تھے غرض سیتا جی بالمیک کے ساتھ دربار میں آئیں اور بالمیک جی نے کہا کہ سیتا عصمت اور عفت کی پتلی ہے پاکبازی اور پارسائی میں اپنا نظیر نہیں رکھتی لوگوں نے کلنک لگایا سری مہاراج نے نکال دیا آپ لوگوں کو یقین دلانگی کہ میری سی پتی برتا عورت دیوتوں میں بھی نہیں کشن اور لوجانکی کے لور نظر ہیں ایک ہی ساتھ دونو پیدا ہوئے اب لوگوں کو ان پر اعتبار ہو یا نہ ہو مگر میں قسمیہ کہتا ہوں ہیں نے کئی ہزار برس تپسیا کی میری کل ریاض مٹی ہو جائے جو جھوٹ بولتا ہوں جانکی جی کی پاکبازی میں کسی طرح کا شک نہیں ان کا دامن عفت دھبے سے پاک ہے اگر ذرا بھی دروغ ہو تو ہماری تپسیا کا پھل نشٹ ہو جائے میں پہلے بھی جانتا تھا اور اب تو ہمارے استھان پر رہی ہیں ہر طرح سے دیکھ لیا دھرم کرم میں ان کا قدم ڈگنے والا نہیں۔ رامچندر آپ نے بہت برا کیا جو سیتا جی سی پاکباز عورت کو بدنامی کے ساتھ نکالا۔

سرگ ۱۰۸

سری جانکی جی کا زمین کے اندر داخلہ

سری مہاراج بالمیک جی اور جانکی جی کی طرف دیکھ کر بولے کہ آپ کا کہنا پایۂ اعتبار سے گر نہیں سکتا ہمیں پہلے بھی شک نہ تھا اور اب تو بالکل جاتا رہا آپ قسم بیکار کھاتے ہیں آپ کے استھان میں رہنے سے میری شکایت جاتی رہی یہ دونو لڑکے ہمارے ہی لخت جگر ہیں اور جانکی جی بھی ہمیں ویسی ہی نگاہ سے دیکھتی ہیں لیکن دنیا کے منہ میں ہاتھ نہیں دیا جا سکتا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے دیوتا رامچندر کا منشا تاڑ گئے کہ اس کا دل ابھی تک صاف نہیں سیتا جی کی آزمائش منظور ہے پھر سری مہاراج مخاطب ہوئے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ جانکی بے عیب اور پاک ہیں لیکن دنیا کو کیا کروں اس لئے جانکی خود قسم کھائیں تب ہو سکتا ہے تب تک نسیم سحری بہنے لگی اندر اپنے

مؤلفہ اُفق

باغ کے پھولوں کی خوشبو دینے لگے یہ تعجب دیکھ لوگوں کے دل میں فکر پیدا ہوئی کہ ایسی خوشبو کہاں سے آئی دیولوک میں تو میسر نہیں جانکی ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئیں اور پکار کر بولیں جو سری مہاراج کو منسا واچا کرمنا سے جانتی نہ رہی ہوں تو زمین پھٹ جائے یا ایک پل بھی میرا دھیان سری مہاراج سے الگ ہوا ہو یا کسی طرف لگا ہو تو زمین میں شگاف ہو جائے تین دفعہ مہارانی نے ایسا ہی کہا۔ زمین اور ناگ ایک سنگھاسن جڑاؤ اپنے پھنوں پر رکھے نکل آئے اور مہارانی کا ہاتھ پکڑ کر سنگھاسن پر بٹھال یا اور گرو جی نے سنگھاسن کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا۔ سیتا جی کی پوجا کی اور سب کے دیکھتے سیتا جی رساتل کو چلی گئیں دیوتا گل فشانی کرنے لگے اور سب کی زبان سے تحسین و آفرین کے کلمے سنائی دئے سیتا جی دھن ہیں سیتا جی دھن ہیں یہ چرتر دیکھ کر حاضرین ستر بجیب ہو گئے اور تینوں لوک میں یہ خبر پھیل گئی لوگوں کی خوشیاں بھی ہوئیں اور بعضے جس زمین میں سیتا جی سمائی ہیں ٹکٹکی لگائے نظر نہیں ہٹاتے +

سرگ ۱۰۹

جانکی جی کے غم میں سری مہاراج کی مضطربانہ حالت

جانکی جی رساتل پہنچیں۔ حاضرین نے شدت غم سے اشک بہائے بندروں نے شور مچایا سری مہاراج کو تن بدن کا ہوش نہ رہا خجالت سے سر نیچا ہو گیا اشک کا دریا ابل پڑا۔ کچھ غصہ کچھ رنج حالت اضطراری میں فرماتے تھے کہ عمر گزر گئی بہت سے مصائب جھیلے۔ مگر جو صدمہ آج ہوا ہے کبھی نہیں ہوا۔ لنکا میں بہت سے گزند پہنچے سیتا کی مفارقت میں مغموم رہا پھر بھی آس تھی اب عمر بھر کے لئے سیتا چھوٹ گئیں اے زمین تم نے کیا کیا میں تو تمہیں اپنی خوشدامن سمجھتا تھا۔ میری حالت ابتر ہوئی جاتی ہے زندگی محال ہے رحم کھاؤ۔ اور سری سیتا جی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ یا مجھے اپنی گود میں لے لو۔ پھٹ جاؤ۔ ہم سما جائیں۔ ٹھیرو ٹھیرو ہم بھی آتے ہیں۔ سیتا کو روک لینا اگر سیتا نہ ملیں تو جان لینا کہ زمین کا طبقہ الٹ دونگا۔ قیامت ہو جائیگی سری مہاراج کی زبان سے مجنونوار کلمے نکل رہے تھے۔ ادھر دیوتوں میں کھلبلی پڑی۔

غریبوں کی داد فریاد سنتے۔ کسی کا روپیاں میلا نہیں ہوتا وقت وقت پر پانی برستا غلہ کی ارزانی رہتی۔ ملک آباد رعیت شاد تھی نہ کوئی روگ تھا نہ مرض بے وقت موت نہ آتی تھی۔ جب وقت آیا بڑھاپا از حد ہوا سپہلے کوشلیا جی بعد اسکے سومترا پھر کیکئی سرگباش ہوئیں بعد ازاں اور راجہ جو مہاراجہ دسرت کے ہمعصر تھے اور جن سے مہاراج کو دلی وثوق حاصل تھا۔ رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ سری مہاراج نے سبھوں کا شرادھ کرم شاستر کے مطابق کیا۔ ۱۱ ہزار برس تک لخت سری مہاراج تخت سلطنت پر جلوہ افگن رہے ⁂

سرگ ۱۱

سندھ کی طرف فوج کشی

ایک روز راجہ کیکے نے گارگ رشی کو بہت سے قیمتی رتن و جواہرات دے کر سری مہاراج کی خدمت میں روانہ کیا دس ہزار باد رفتار گھوڑے زین لگام سے درست بطور تحفہ کے بھیجے۔ گارگ رشی کی آمد سن کر سری مہاراج نے کرشن جی کو استقبال کے لئے بھیجا۔ کرشن جی بڑے تپاک سے پیش آئے قدم چومے اور اپنی رتھ پر سوار کر کے سری مہاراج کے پاس پہونچے۔ سری مہاراج نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور پر تکلف آسن پر بٹھلایا جس طرح برہسپت دیوتا کی راجہ اندر خدمت کرتے ہیں۔ گارگ رشی کی سیوا میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ مزاج پرسی کی اور آنے کا سبب دریافت کیا گارگ رشی بولے ان دنوں گندھربوں نے بہت سنا ہے سندھ کے ملک میں زور باندھ رکھا ہے کسی کی سنتے نہیں رعیت پریشان ہے رشی منی عاجز ہیں میلوکھ گن دھرب کی اس قدر اولاد بڑھتی ہے کہ خالی سندھ میں تین کروڑ گندھرب اس وقت موجود ہیں۔ زمین پر قدم نہیں دھرتے۔ کس میں طاقت ہے جو ان سے سرگرم پیکار ہو۔ اور ماموں کا کیا ذکر ہماری استدعا ہے کہ یہ گندھرب شہر بدر کئے جائیں۔ کہ ملک آباد رعیت شاد ہو۔ سندھ میں غدر مچا ہے تپسیا دکھی ہے لوگ شہر چھوڑ کے بھاگے جاتے ہیں رعیت کا تحمل بشرا نہیں لگتا سری مہاراج نے پیشتر کل کچھ تک بھرت سے لڑکوں کو فوج کشی

کی کہ تم فوج لیکر جاؤ۔ بھرت جی سپہ سالار رہینگے اور تم دونوں گندھربوں سے آمادہ پیکار ہو۔
جب ملک گندھرب تسخیر ہو جائے گندھرب بھاگ جائیں یا ہلاک ہوں تب سندھ از سر نو
آباد کر دینا مہاراج کے حکم سے لڑکوں نے ہتھیار سجائے فوج آراستہ ہوئی اور بھرت جی کی نگرانی میں
ملک سندھ کی طرف کوچ بول دیا جس وقت اجودھیا سے کوچ ہوا بہت سے درندے شیر چیتے
تیندوے اور گوشت خور اور خونخوار پرندے بھی فوج کی ہمراہی میں چل کھڑے ہوئے ٭

سرگ ۱۱۲

ملک سندھ کے تسخیر ہونے پر بھرت جی کی اجودھیا کی طرف روانگی

گارگ رشی پہلے بھرت کو لئے ہوئے گارگ دیس میں پہنچے راجہ کیکے سے ملاقات ہوئی انہوں
نے بھی فوج لیکر بشمولیت بھرت جی سندھ پر چڑھائی کر دی معرکہ جدال و قتال گرم ہوا
سات شبانہ روز لڑائی رہی کسی کی فتح نہ ہوئی سندھ بھر میں خون کا سمندر بہنے لگا بھرت کو
غصہ آگیا کال استر جس کو اسرت بھی بوٹ نہیں رد یا ایک ہی بان سے تین کروڑ گندھرب
یکدم سے ہلاک ہو گئے دیوتوں نے خوشیاں کیں پھول برسائے بھرت جی نے ڈھنڈورا پٹوا دیا
رعیت آباد ہوئی سندھ دو حصوں میں منقسم ہوا ایک کا نام تچھک سیلا پور اور دوسرے کا نام پشکلاوتی
نگر رکھا گیا دونوں لڑکوں کے نام سے دو شہر آباد ہوئے تالاب باغ باغیچے کوٹھیں باولیاں
بنوائی گئیں پانچ برس تک بھرت جی یہاں رہے جب پورا پورا تسلط ہو گیا حکومت بیٹھ گئی
امن قائم ہوا دونوں لڑکوں کے نام پر سکے جاری کئے گئے تب بھرت جی عازم اجودھیا
ہوئے اور پشکل تچھک اپنی اپنی راجدھانی میں حکومت کرنے لگے ٭

سرگ ۱۱۳

لچھمن جی کے لڑکے انگد و چندر کیتو کے نام سے دو جدید شہر بسائے گئے

ایک روز سری مہاراج تخت مرصع پر جلوہ افروز تھے بھرت اور لچھمن بائیں استادہ تھے
فتوحات ملک کا تذکرہ چھڑا اعادہ ہوا کہ چاروں طرف سلطنت حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔ آپ نے

مہر لنشد اُفق

نے فرمایا کہ شمال مغرب کی سرحد پر ایک مقام ہے اکثر سلاطین ادھر سے بھرت کھنڈ پر حملہ کرینگے اس کا تدارک مناسب ہے لہذا وہاں دو جدید شہر بسائے جائیں جنکی حکومت لچھمن جی کے لڑکوں انگد و چتر کیتو کے سپرد ہو۔ یہ وہاں کا راج کریں بھرت جی کو مہاراج کی صلاح پسند آئی۔ عرض کیا بہت مناسب ہے غرضیکہ بھرت جی دونو لڑکوں انگد و چتر کیتو کو ساتھ لے گئے اور اُن کے نام سے دو جدید شہر آباد کر کے دونو لڑکوں نے اپنی عدل گستری سے رعایا کا دل ہاتھ میں لے لیا +

سرگ ۱۱۴

کال یعنی موت کی حاضری

اجودھیا پوری میں ہر روز رامائن چرچا ہوتا ہے رکھش اور لوکی رکھش اور پاٹ دار آواز کا ہر شخص معترف ہے ایک روز ملک الموت تپسی کے بھیس سے دولتکدۂ سلطانی پر حاضر ہوا۔ چوبداروں نے عرض کی۔ مہاراج نے لچھمن جی کو اشارہ کیا کہ دریافت کریں کون ہے اور کیا غرض رکھتا ہے لچھمن جی تپسی کے پاس آئے اور دریافت کیا تپسی بولا برہما جی نے بھیجا ہے سری مہاراج سے کچھ کہنا ہے تخلیہ میں عرض کرونگا۔ لچھمن جی مہاراج کے پاس آئے اور تپسی کی عرض سنائی۔ مہاراج نے حاضری کا حکم دیا تپسی حاضر ہوا۔ پابوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا۔ سری مہاراج نے پاس بٹھالا اور فرمایا کہ اپنی غرض کہو تپسی بولا۔ تخلیہ ہو جائے تب عرض کرونگا۔ آپ اس بات کا عہد کر لیں کہ جب تک میرے اور آپکے درمیان باتیں ہوں کوئی نہ آسکے جو شخص آئے یا گفتگو سنے مارا جائیگا سری مہاراج نے لچھمن جی کو پہرے پر مقرر کر دیا۔ آنے جانے کی روک ہوئی لچھمن جی دروازے پہ کھڑے ہوکر آواز بلند کہنے لگے اس وقت سری مہاراج تخلیے میں ہیں کوئی شخص مہاراج سے ملاقات نہیں کر سکتا اگر جبراً کوئی سرکشی کریگا تو گردن اتار دی جائیگی +

سرگ ۱۱۵

برہما کا پیام سری مہاراج سے

کال جو تپسی کے بھیس میں مہاراج کے پاس آیا تھا زمین ادب چوم کر بولا کیا آپ
مجھے جانتے ہیں برہما اور بشن کا لڑکا ہوں بشن روپ آپ ہیں پرتھی کے اُدھار کے لئے
اوتار دھارن کیا ہے اس لئے آپ کا بھی پتر ہوں اگر شک ہو تو سن لیجئے جس وقت دنیا
کی آفرینش مدِنظر تھی آپ چھیر ساگر پر شین کر رہے تھے ناف مبارک سے کمل اور کمل
سے برہما کا ظہور ہوا۔ آپ کی مایا سے میری بھی پیدائش ہے کال پرش نام ہے آپ نے
عہد کیا تھا کہ راون کے مارنے کے لئے انسان میں اوتار لونگا کل کام ہو چکے اب کس
لئے سنسار میں قیام ہے برہما آپ پہ زبردستی کر نہیں سکتے گستاخی میں داخل ہوگا
مگر اتنی التجا ضرور ہے کہ بہت دن آئے ہو چکے اگر مرضی مبارک ہو تو بیکنٹھ دھام میں
قدم رنجہ فرمائیں اگر ذات اقدس کو یہ منظور ہو کہ دنیا میں تو امن قائم ہو گیا ابھی اندر لوک
دائرہ دولت میں شامل نہیں ہوا جب اندر آسن فتح ہو جائیگا تب سرگ میں تشریف
فرما ہونگے برہما کو عذر نہیں مرضی جیسا کیا چارہ مگر برہما کی التجا بھی قابل پذیرائی
ہے مہاراج نے ہنس کے جواب دیا میں تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا جو لوگ
سادھو ہوتے ہیں تمہارے آنے سے نہیں ڈرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں جس کام کیلئے آیا
ہوا تھا پورا ہوا میں خود سوچتا تھا کہ اب چلنا چاہئے یہاں کے کاموں سے نجات ہو گئی
لڑکوں میں راج بھی تقسیم کر دیا اب ضرورت ٹھہرنے کی نہیں کہہ دینا بہت جلد آئینگے

سرگ ۱۱۶

اجودھیا میں دُرباسا رشی کی تشریف آوری

یہاں گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہی دولتکدے پر دُرباسا رشی تشریف لائے اور لچھمن جی سے راجہ رامچندر
کو پوچھا - ملاقات کی غرض جتائی لچھمن جی نے عرض کیا تھوڑا توقف کیجئے ملاقات ہو جائیگی

دُرباسا رشی پر بند ہوئے کہ ہم ٹھہر نہیں سکتے فی الفور عرض کر دیا اندر جانے دو کچھ مشورہ
لینا ہے لچھمن جی بولے مہربانی کرکے بجہت فرمائیے میں کام پورا کر دونگا دُرباسا رشی یہ
غصہ چڑھ آیا ڈانٹ بتلائی۔ ارے لڑکے کیوں حجت کرتا ہے اسی وقت رامچندر سے جا
کر کہو ورنہ ایسا سراپ دونگا کہ سارا خاندان لڑکے بالے بھسم ہو جائینگے تم جانتے ہی ہو
کہ میرے غصے کی آگ جس وقت شعلہ زن ہوتی ہے کچھ خیال نہیں کرتی لچھمن جی
عجب پھنساؤ میں پھنسے۔ دُرباسا رشی کا کہنا نہیں مانتے تو پروار راج نشٹ ہو جاتا
ہے اور جو سری مہاراج کا حکم ٹالتے ہیں تو اپنی جان نہیں بچتی پھر سوچے اپنی جان کی
پروا نہیں۔ راج پروار تو بچ جائیگا یہ کہہ کر سری مہاراج کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا
دُرباسا رشی دروازے پر کھڑے اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں سری مہاراج اٹھ
کھڑے ہوئے اور دروازے پر آکر دُرباسا رشی کے قدم چومے دُرباسا رشی نے کہا کہ ہزار
برس تپ کرتے گزر گئے ایک دانہ تو منہ میں نہیں گیا بھوک سے بیتاب ہوں۔
کچھ کھلاؤ۔ مہاراج بہت خوش ہوئے اور پکوان مٹھائی رشی جی کے سامنے رکھ
دی خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اور آنند ہو کر رشی جی اپنے استھان پر چلے گئے ادھر
سری مہاراج کو اپنے قول کا دھیان آیا بڑی فکر ہوئی منہ سے کچھ بولے نہیں چپ سا رہ گئے

سرگ ۱۱۷

لچھمن جی کی سرگباشی

لچھمن جی سری مہاراج کو فکرمند دیکھ کر سمجھانے لگے ہر چیز کا وقت ہوتا ہے زندگی
کا آخر نتیجہ موت ہے۔ جب پیدا ہوئے تو مرنا بھی لابدی ہے۔ اس کی فکر فضول ہے
اب قول پورا کیجئے میرا سر تن سے اتار لیجئے جو ایسا نہ کیجئیگا تو عہد ٹوٹ جائیگا۔ دھرم
میں بادھا ہوگی اور تعجب نہیں کہ نرک ہو جانے جو مجھ سے آپ کو انس ہے تو میرے
کہنے کو ٹالئے نہیں سرتراش لیجئے سری مہاراج کے حواس خمسہ قائم نہ رہ سکے منہ سے
آواز نہیں نکلی۔ بڑی دقت سے حاضرین کے سامنے دُرباسا رشی کا آنا اور اپنا عہد کرنا
سنایا۔ لوگوں نے دانتوں تلے انگلی دبائی سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں بششٹ جی نے

فرمایا تپسیہ کے زور سے دیکھ چکا ہوں اور دُرباسا رشی بھی کہہ چکے ہیں راجچندر جی آپ حسبِ منشا
میں اپنا قول پورا کیجئے سری مہاراج نے سر جھکا لیا مجبور ہو کر لچھمن جی سے حکم دیا
کہ اپنے ہاتھ سے ایسا کام نہیں ہو سکتا لیکن جو سجن پرش کو علیحدہ کر دینے کے برابر
ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ سری لچھمن حکم ہوتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور دامن ات
اشکوں کی تری پونچھتے سرجو کے کنارے پر پہنچے ہاتھ میں جل لیا اندریوں کو روکا
اور سرجو میں غوطہ لگا کر غائب ہو گئے اندر گندھرب دیوتوں نے پھول برسائے ۔
لچھمن جی سرگ لوک کو چلے گئے اور اندر نے لچھمن جی کو دیو لوک میں ٹھیرایا دیوتوں میں
خوشیاں ہوئیں کہ لچھمن کا جو تھا بھاگ آگیا اُدھر راجچندر نے بششٹ جی اور رشیوں سے کہا
کہ اب میں بھی دنیا کو چھوڑنے والا ہوں بغیر لچھمن کے نہیں رہ سکتا بھرت جی کو سلطنت سپرد
دونگا رعیت مہاراج کے کہنے سے بےچین ہو گئی سارا شہر ماتم کدہ بن گیا بھرت جی اپنے
اوپر نفرین بھیج رہے ہیں کہ بغیر مہاراج کے میں بھی دنیا میں نہیں رہونگا کُش اور لَو کو
راج دیجئے۔ شترگھن کو بلا کر کاروبار سمجھائے بششٹ جی نے دیکھا کہ رعیت دکھی ہے
راجچندر کی مفارقت ہر ایک کو شاق ہے مہاراج کو سمجھایا۔ مہاراج نے اجودھیا باسیوں
سے پوچھا تم لوگ کیا چاہتے ہو۔ سب یک زبان ہو کر بول اُٹھے ۔ بغیر آپ کے ہم
لوگ کبھی دنیا میں نہیں رہینگے سری مہاراج نے فرمایا بہت اچھا سوچ نہ کرو جہاں
ہم جائینگے تم لوگوں نے بھی ساتھ چلنا یہ کہہ کے کُش اور لَو کو تخت سلطنت پر متمکن کر
دیا اور خود بدولت شترگھن جی سے ملنے کے لئے متھرا کی طرف راہی ہوئے ۔

سرگ ۱۱۸

بھبھیکن جاموونت اور ہنومان سے دنیا میں رہنے کی ہدایت

[illegible] دوت تین رات میں متھرا پہنچے اور لچھمن کے سرگ باس ہونے کا حال شترگھن سے
کہا اور پھر کُش اور لَو کو اجودھیا کا راج سپرد کرنا اور پور باسیوں کی غرض بیان
کر کے فرمایا کہ اجودھیا باسیوں کو لیکر ہم بھی انتردھیان ہونگے شترگھن جی آبدیدہ ہو کر

اور بائیں طرف مہا بایا بھگوتی کھڑگ دھارن کئے استادہ ہیں چاروں وید برہمن کے بھیس میں جمال جہاں آرا کے درشن کر رہے ہیں دیوتا رشی گندھرب وغیرہ مہاراج کی مدح سرائی میں مصروف ہیں اتنے میں سرگ دکھلائی دیا پھاٹک کھلا آگے آگے سری راجچندر کی سواری ہے اور دیوتا رشی عورت مرد جوان بڈھا بچے پشو پنچھی حیوانات نباتات غرضیکہ کل جاندار چیزیں اجودھیا جی کی سری مہاراج کے عقب میں چلی جاتی ہیں دیوتاؤں کے سروپ ہو گئے ہیں جتنے جیو جنتو انسان حیوان اجودھیا پوری میں رہتے تھے سب کے سب مہاراج کے ساتھ سرگباش ہو گئے

سرگ ۱۲۰

سری بھگوان میں اجودھیا باسیوں کا اتصال

جس وقت سری رگھناتھ جی اجودھیا جی سے ایک جوجن کے فاصلے پر دریائے سرجو کے کنارے پہنچے ہیں دریا میں لہریں اٹھنے لگیں اتنے میں برہما دیوتوں کے ساتھ آسمان سے اترے کروڑوں بوان چلے آ رہے ہیں پھولوں کی بارش ہو رہی ہے عطر آمیز ہوا کے لپٹوں سے دماغ معطر ہو رہا ہے سری مہاراج نے فرمایا کہ سب تیرتھوں میں سرجو اعلم تیرتھ ہے موکش پھل کا داتا ہے رگھوناتھ جی پیادہ پا سرجو میں اتر پڑے جتنے بھگت ساتھ تھے انہوں نے بھی قدم بڑھایا اور سری مہاراج کے پیچھے روانہ ہوئے برہما نے استتی کی کہ اے رگھوکل تلک آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے ہیں ہم لوگوں کا نصیب جاگ اٹھا بڑے بھاگ تھے جو آپ کے اور اجودھیا باسیوں کے درشن ہوئے آپ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے بشن روپ ہو کر دنیا میں رہیئے یا سرگ کو عزت بخشئے سری مہاراج نے بشن سروپ دھارن کیا اور دیوتاؤں نے پوجن کی دیکھنے والوں کو آنند ہوا جس طرح سمندر میں ندیاں مل جاتی ہیں اسی طرح رام بھگت سری مہاراج میں مل گئے ؞

سرگ ۱۲۱

رام نام مہماں

بالمیک جی رامائن کا مہاتم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سری رگھوناتھ دین دنیا کے مالک
ترلوکی ناتھ ہیں جو برہمن ہو کے اپنا کرم نہیں کرتا وہ برہمن سے بہتر ہے جو شودر بشن بھگتی کرے
وہی پرمیشر کا پیارا ہے بھگتی کسی اونچی ذات پر قائم نہیں - سری مہاراج دوست و دشمن
دونوں کو یکساں جانتے اور دونوں کو کرموں کا پھل دیتے ہیں جس طرح سمندر اتھاہ ہے
اسی طرح ان کی قدرت کاملہ کی تھاہ نہیں رام ایسا اوتار کوئی نہیں ہوا آپ کا
اگن کی سمان ہے بڑے دانی ہیں کتنا ہی دان کریں آپ کا خزانہ کمی نہیں کرتا دیوتا
کے پوجن کے لئے تو جو وقت مقرر ہے سری مہاراج کے پوجن اور بھجن کے لئے قید نہیں
جس وقت چاہے پوجن اور بھجن کرے اختیار ہے - کے راج میں سب لوگ دھرماتما اور بے روگ
تھے اکال مرتیو ہوتی نہ تھی باپ کی زندگی میں لڑکے کی چتا پر نہ جاتا تھا عورتیں
بیوہ نہ ہوتی تھیں - آگ - پانی - آندھی یعنی آفات ارضی و سماوی سے خوف نہ تھا
چوری نام کو نہ تھی تریتا جگ ست جگ سا تھا کسی طرح کم نہ تھا سری مہاراج نے
اشومیدھ جگ کئے برہمنوں اور محتاجوں کو دان دیا چاروں برن اپنے اپنے دھرم پر
قائم تھے گیارہ ہزار برس راج کر کے بیکنٹھ کو چلے گئے رامائن پاپ دور کرنے والی
اور پُن دینے والی ہے جو شخص اس کا پاٹھ کرے یا سنے وہ دنیا کے افکار سے نجات
پائے عمر میں ترقی ہو اور سات پشت تک سرگ میں باس کرے جو برہمن اس کا
پاٹھ کرتا ہے بڑا پنڈت ہو جاتا ہے چھتریوں کو پاٹھ کرنے سے راج ملتا ہے - ویش
دھنی ہوتے ہیں اور شودر مہا نیک نام ہو جاتے ہیں ۔

سری رامائن ختم ہوئی